بقیہ

طلسم ہوش ربا

جلد اول

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

بقیہ

طِلسمِ ہوشربا

۱

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

تقسیم کار

صدر دفتر:

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی 110025

شاخیں:

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ اُردو بازار۔ دہلی 110006

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ پرنسس بلڈنگ۔ بمبئی 400003

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ یونی ورسٹی مارکیٹ۔ علی گڑھ 202002

اشاعت : ۱۹۹۳ء قیمت : سَو رُپے

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس۔ دریا گنج۔ نئی دہلی ۲ میں طبع ہوئی۔

پیشگفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران،
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفتر پنجم
طلسم ہوشربا
جو کل داستان امیرِ حمزہ کی جان ہے
اور، جس کی سات جلدیں ہیں
اس کی اوّل چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے
اور آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمر نے فرمایا
——— طلسم ہوشربا (طبع سوم)، ۵/۱ 'خاتمۃ الطبع' از جانب مطبع/۹۶۲

آٹھ دفتروں کی چھیالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستان امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر 'طلسم ہوشربا' جو قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے جسے اردو کی اپنی چیز اور خالص تصنیف ہونے کے باوجود اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی بہک جانے کی بات اور ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے!! اور جو ۱۹ ویں صدی میں اس طویل داستانی سلسلے کی شائع ہو کر منظر عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے، پیش خدمت ہے۔

طلسم ہوشربا، جس کا محض نام ہی ہمیں یکایک ایک طلسمی دنیا میں لے جاتا ہے، اس معنی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو میں اتنے وسیع اور متنوع پیمانہ پر نثر کا استعمال کسی دوسری جگہ نہیں ہوتا ——— اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ) بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمرو وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتری داستان امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی 'طلسم ہوشربا' کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے بقیہ سات دفتروں کی تو تھوڑی بہت، فارسی بنیادیں مل جاتی ہیں ——— لیکن دفتر پنجم یعنی طلسم ہوشربا خالص ہندستانی تخلیق ٹھہرتی ہے، اور اس لحاظ سے ہندستان کو اردو زبان کا ایک نادر تحفہ جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستاون سے قبل رام پور میں میر احمد علی نے کھڑا کیا، اور جسے ان کے بعد اگلی پیڑھی کے انبا پرشاد (شاگرد میر احمد علی)، نے اس سماعی روایت کو) اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضا نے 'سمع' کو 'بصر' میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو پڑھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں 'غیر مطبوعہ' رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات بلکہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے ۲ حصّے ہیں) اور ۲ جلدیں مزید 'بقیہ طلسم ہوشربا

کی آئیں، اس طرح اس کی کُل دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۴۶ جلدی داستان حمزہ کے دسّ لینی ایک چوتھائی سے کچھ ہی کم حصے پر ہوشربا حاوی ہے۔ یہ دو داستان گویوں کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولیں چار جلدیں لکھیں احمد حسین قمر نے بقیہ ساری جلدیں تمام کیں۔

یہ داستانیں لکھی بعد میں گئیں، سنائی پہلے! اس لیے لکھت میں آنے سے قبل ہی مشہور ہو جاتیں، اور لکھ جانے کے بعد بھی سنائے جانے میں زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستانی سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوشربا کو' اردو میں جتنا پڑھا گیا' اور جتنا سنا گیا' اردو کی کوئی اور تخیل تخلیق' اس اعتبار سے' اس کے نصف قد کو بھی نہیں پہنچی۔ عوام الناس سے لیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غربا سے امرا تک، شعرا و ادبا تک (مرزا غالب بھی!)، سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محیط کُل کی روایت کسی نہ کسی طور جاری رہی اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجے پر ندیم صہبائی فیروزپوری، ادنےٰ درجے پر ظفر عمر (بہرام کی گرفتاری، نیلی چھتری وغیرہ) اور خالص ترجمے کے درجے پر تیرتھ رام فیروزپوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے! فرصت، اور مہلت کے اوقات سکڑ رہے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سنانے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور حاوی آچکا تھا۔ تاہم وہ کرشمہ زائیاں اور سحر طرازیاں، وہ تخیل کی آزاد اڑان' وہ نیکی اور بدی سے ملی جلی زندگی کا تنوع اور اس میں ہیرو کی حیرت ناک غیر معمولی بہادری اور ذہانت اور ان کے بل پر اعلیٰ ترین کامرانی ——— اس سب کو دیکھنے کی خو تو تھی ہی، وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی تیرتھ رام فیروزپوری کے اسرار دربار لندن اور گردش آفاق کا مترجم سلسلہ سہی! بہرام کے کارنامے ہی سہی! وقت سکڑ رہا تھا اس کے ساتھ حجم بھی سکڑتا رہا۔ یہاں تک کہ آزادی کے بعد وہ سیل بیکراں 'جاسوسی دنیا' اور 'طلسمی دنیا' جیسی جوئے کم آب میں سمٹ آیا۔ 'طلسمی دنیا' مقبول نہ ہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سنچالکوں کو نہ ہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا اپنے زمانے میں طلسم ہوشربا تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا' ابھی ایک دو سال قبل تک اسی پابندی کے ساتھ ماہنامے کی شکل میں پرانے شماروں کو چھاپتا اور دھوم دھام سے فروخت ہوتا رہا ہے ——— اور سرحد پار متعدد مقبول ڈائجسٹ 'جاسوسی دنیا' کی پوری پوری کہانیاں اپنے یہاں تمام و کمال یا قسط وار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور تحیر زائی اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!

ہند ایرانی کلچر کی جو باقیات بیسویں صدی کے اوائل تک جتنی اور جس حد تک محفوظ رہ گئی تھیں، ہوشربا میں اس کلچر کے تقریباً ہر پہلو کی جھلکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ کلچر جو ہند آریائی تہذیب کے دو دھاروں ——— مثلاً عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال پہلے کا دھارا اور عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا: جس میں دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین روایتوں کو ہم آمیز کر کے دنیا کے ایک شکیل ترین تہذیبی آمیزہ کو جنم دیا ہو شوربا میں عالمی تاریخ و تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس دور کی تہذیب، سماج، اور زبان' ان تینوں کے مطالعہ کے لیے ہوشربا ایک قیمتی خزانہ ہے۔

○

طلسم ہوش ربا کا رشتہ اردو داستان کے رشتہ سے فارسی داستانِ امیر حمزہ صاحبقران (= قصۂ امیر حمزہ = حمزہ نامہ = رموز حمزہ = اسمار الحمزہ) سے جوڑا جاتا رہا ہے جو روایۃً تو فیضی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن جو واقعۃً فیضی سے قبل ہمایوں (م ۹۶۳ھ) کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہمایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اُسے مصوّر کرنے پر متقرر کیا، اور پھر اکبر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا (اس مصوّر حمزہ نامہ کے منتشر اوراق چند سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں ۔ یہ اشاعت صرف تصاویر پر مشتمل ہے اور متن سے عاری ہے) (مصوری پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اکبر کے عہد میں مغل مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندستانی اور ایرانی مصوروں کو فنِ مصوری نے جو شاہ کار تخلیق کر رہے تھے ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے۔ اور ان میں خدا بخش لائبریری کا تاریخِ خاندانِ تیموریہ کا مصور نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کی دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے ——— یعنی قدیم زمانے کے حمزہ نامہ کو اکبر کے عہد میں بس مصور کیا گیا! اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنّف کی حیثیت سے آتا رہا ہے تو عین ممکن ہے کہ جس طرح تاریخ خاندانِ تیموریہ میں قدیم تر تاریخوں سے مدد لیکر تاریخی متن بھی شامل رکھا گیا اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ لکھا گیا ہو اور لکھنے میں فیضی شامل رہے ہوں) اتنی اہمیت جس داستان کو عہد ہمایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ جو ایک دوسری روایت کے مطابق اسے عہد تغلق کی چیز کہا گیا ہے، اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہد غزنوی کی چیز ——— تو کوئی عجب نہیں کہ یہ سچ مچ اتنی ہی قدیم رہی ہو۔ فی الحال تو بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ خدا بخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں **زبدۃ الرموز** کے نام سے موجود ہے جس کے مولف حاجی قصہ خواں ہمدانی نے ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۳ء میں ——— حیدرآباد پہنچ کر اسے عبداللہ قطب شاہ کے لیے لکھا ——— لکھتے وقت ہمدانی کے پاس داستان حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابوالمعالی نیشاپوری، جلال بلخی، اور سلطان حسین مشتاقی کے فارسی ورژن قابلِ ذکر ہیں۔ یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۲ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستانِ امیر حمزہ فارسی میں جو بھی ملتی ہے ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب[1] ہے۔ اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے، خلیل علی خاں اشک کے قلم سے (۱۸۰۱ء)، ایک ہی حصہ میں آگئی۔ نصف صدی بعد امان علی خاں غالب لکھنوی نے (۱۸۵۵ء میں) اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس آخر الذکر کو یا دونوں ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نولکشور نے عبداللہ بلگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو معمولی ترمیموں کے ساتھ پہلے سید تصدق حسین

۱۔ رموز حمزہ تہران سے بھی شائع ہوئی اور نولکشور سے بھی۔ حال ہی میں تہران سے 'قصۂ حمزہ یا حمزہ نامہ' بھی امر تبۂ جعفر شعار، معمولی ضخامت کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے، جو ایک قول کے مطابق، تہران سے ۱۲۷۴ھ میں سات جلدوں میں چھپا (خدا بخش کیٹلاگ ۸ / ۱۸۱)، خدا بخش کیٹلاگ کو غلط فہمی ہوئی یہ سات جلدیں نہیں سات حصّے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔

رضوی ایڈیشن (۱۸۸۷ء) کی شکل میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (م ۱۹۴۵ء) ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنج تنتر/کلیلہ و دمنہ/انوار سہیلی اور الف لیلیٰ کے نمونے سامنے تھے ہی؛ کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہارے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن خرچنے کی کیا ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستان سن کے خواب خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شدہ شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچتی گئیں، اور داستان گو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کلی پھندنے لگاتا چلا گیا تاہم یہ کہنے اور سننے کی حد تک محدود داستان سننے سنانے میں ایک محلّے یا ایک شہر تک محدود رہتی! مطبع والوں نے اندازہ لگالیا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر متوقع حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بہتر بدل دے گا (جس پر دنیا چل رہی ہے یعنی مالی منفعت!)۔ چنانچہ داستان گویوں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی ایک جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جو اب داستان نویس تھے) اُسے ترجمہ بھی کہتے رہے (کہ رشتہ ماضی سے رکھنا اس عہد کا شیوہ تھا)، تصنیف بھی (کہ واقعۃً تو یہ تصنیف ہی تھی!)۔

○

طلسم ہوشربا تصنیف ہے ترجمہ نہیں طلسم ہوشربا، داستان امیر حمزہ کا ایک حصہ بتایا جاتا ہے۔ اور خود داستان —— ایک قدیم تر فارسی قصہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ —— کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں موجودہ ضخیم داستان امیر حمزہ اردو جس کا ترجمہ قرار دی جا سکے —— اور کوئی فارسی یا اردو داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلسم ہوشربا جس کا ترجمہ کہی جا سکے بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چربہ ہے یا اسے اپنا سرچشمہ بنایا ہے —— اور طلسم ہوشربا قدیم داستان یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کہ ناموں میں خاصا اشتراک ہے اور، کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تر ادبیات فارسی سے ناتا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں فخر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصّے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلاف واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمہ کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے رہے۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطبع کے کارپردازوں اور مالکوں کو بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گُر کا حصّہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے کہ انیسویں صدی کے اواخر تک تنہا اردو میں وہ عظمت نہیں تھی جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ ورنہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل

کے ساتھ'، بلکہ فقہی اصطلاح میں تواتر کے ساتھ'، یہ روایت لکھنؤ اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ بڑے داستان گو لکھتے نہیں تھے سناتے تھے ______ لکھنے والے 'کاتب'، اسے سن کے لکھتے جاتے تھے۔ اور پھر، جب ہی کچھ چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکساری سے اور طابع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کارنامے کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر پچھلوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفانہ اظہار بھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے۔ اگر پچھلوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ اگلوں کے لیے انسپریشن تو بہر حال بنی: اس کے کردار لیے، اس کے عیار لیے، اور بھی کچھ باتیں آٹے میں نمک کے طور سے لے لیں۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کی داستان ترجمے میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی۔ اگر خیال اصلاً پیشرو کا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے، عمارت کا نام اس خیال آفریں کے نام پر ہی رہے: ایسی قدریں، اب اس عہد میں، جب پیشرووں کے پورے پورے افکار پس رو اپنے ناموں میں ٹانک لیتے ہیں، سمجھ میں آ بھی تو نہیں سکتیں!

جن پیشرو داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے 'مترجم مصنفوں' نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انبہ پرشاد، غلام رضا اور میر احمد علی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انبہ پرشاد کی روایت سے انبہ پرشاد کے بیٹے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا چودہ جلدوں میں 'طلسم باطن ہوشربا' اور 'طلسم ہوشربائے باطن' کے نام سے رام پور میں **مخطوطہ** کی صورت میں محفوظ ہے۔ **یعنی** اردو میں یہ داستان ایسی ہی ضخامت کے ساتھ قبلاً وجود میں آ چکی تھی۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا، **مطبوعہ** طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا ماخذ قرار دیا، یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا ماخذ محض ایک خیالی وجود ہے "یا اقلیدس کا ایک فرضی نقطہ" جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بوہار کلکشن کے 'قصہ فیلسوف' تک جسے فہرست نگار (عبدالمقتدر) نے ہوشربا والا قصہ ٹھہرایا، جو صحیح بات نہیں!

داستان امیر حمزہ، رموز حمزہ، قصہ امیر حمزہ، اسمار الحمزہ، حمزہ نامہ، زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں ملتا۔ دراصل یہ فارسی میں تھی ہی نہیں۔ اسے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو ہی میں لکھا۔ یہ اس کا پہلا نقش تھا اور رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۴۰ء - ۱۸۶۵ء کے درمیان لکھی گئیں، جو نولکشور سے قبل کی بات ہے۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۵: ۲/۲۷، ۶) کہ مصنف اوّل احمد علی ہیں۔

○

وہ مشہور روسی حکایت آپ تک بھی پہنچی ہو گی جس میں مہم جو جب ساری منزلیں سر کر کے اس چٹان تک پہنچ جاتا ہے جہاں

اب وہ بسہولت اپنا نام لکھ کر بقائے دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اُسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے، اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو بیشک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرچ کے! اس ہدایت نامہ میں یہ بات محذوف تھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا کہ تمہارے بعد آنیوالا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرچ کے اپنا نام لکھتا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد ... ۔

ہماری اقدار ایک ایک کرکے ریزہ ریزہ بکھر رہی ہیں ۔ ایک اعلیٰ قدر کبھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو ('نام نیک رفتگاں ضائع مکن')، شعر کے دوسرے حصہ میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھوگے تو آنے والے تمہارا نام بھی بچالیں گے ('تا بماند نام نیک برقرار')۔ اقوام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمرشیلڈ کی وہ دلدوز چیخ آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کی یہ کوشش کیا ہے، کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندوں کے خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام! اپنے نام ابدیت سے تو ہم بچ ہی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کھرچے تو نہیں جاسکتے! نہ انھیں امتیاز یا نشانات ملنے سے روکا جاسکتا ہے!! وہ عزت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی پچھلا نام کھرچو مت، مت کھرچو، کہ تمہارا نام وہاں آجائے! بالآخر تو تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے زیادہ خوش نصیب تھے، (مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا) طلسم ہوشربا کا خصوصاً اور داستان امیر حمزہ اور بوستان خیال وغیرہ کا عموماً جیسا تفصیلی مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جو نتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے ہمعصروں میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں الف سے یے تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی 'ادب دوستی میں' اتنی فرصت تو نکالی! اور، شکرگزار ہونا چاہیے ہمیں ان محسنوں کا، جنھوں نے ہم پر روشن کیا کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکساران جہاں' فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سوار 'کسی شہسوار' کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً، کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے؛ اس طور پر کہ پیشروؤں نے فن داستان گوئی پر، داستان امیر حمزہ پر اور خصوصاً طلسم ہوشربا پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم ہوشربا کے اس خدابخش ایڈیشن کے ساتھ اقتباساً یکجا کردیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے

قاری موضوع سے قریب ہوتا چلا جائے؛ درمیان میں 'برزخی' تحریریں ہوں' جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو، یہ تحسینی، تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کیلئے شکر گزاری کے ساتھ مقدمۂ طلسم ہوشربا کے طور سے پیش کی جارہی ہیں۔

○

تہذیب، سماج اور زبان ــــ تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم ماخذ ہے۔ تہذیب اور سماج کو کچھ آپ خود تلاش کرلیں، کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے تہذیبی وسیلۂ اظہار بھی۔ اس کے پیش نظر لفظیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے: یہ فرہنگ نہیں، یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے۔ یہ صرف جاتے ہوئے زمانے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کرکے یکجا کر دیا گیا ہے کہ ان لفظوں، محاوروں، اصطلاحوں اور استعمالوں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے اوائل تک کا رواجِ عام اور اس کے توسط سے 'ممکن حد تک' وہ تہذیب اور سماج سامنے آجائے جسے تاریخ سے زیادہ معتبر اور بے بدل صورت میں ادب محفوظ رکھتا جاتا ہے! لفظیاتِ طلسم ہوشربا کو مقدمۂ طلسم ہوشربا کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسامت کے باوجود متن کی دیو قامت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی۔

ــــ عابد رضا بیدار

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

نور دیدۂ سرور زبان بشیر نور دل دلبند عبیر سے گھر کا اجالا اقوان کی زیب گر تجدید فخر بمثل و یکتائی

طلسم ہوشربا

زبان ثناخوان سبط رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب متخلص بقمر

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپا
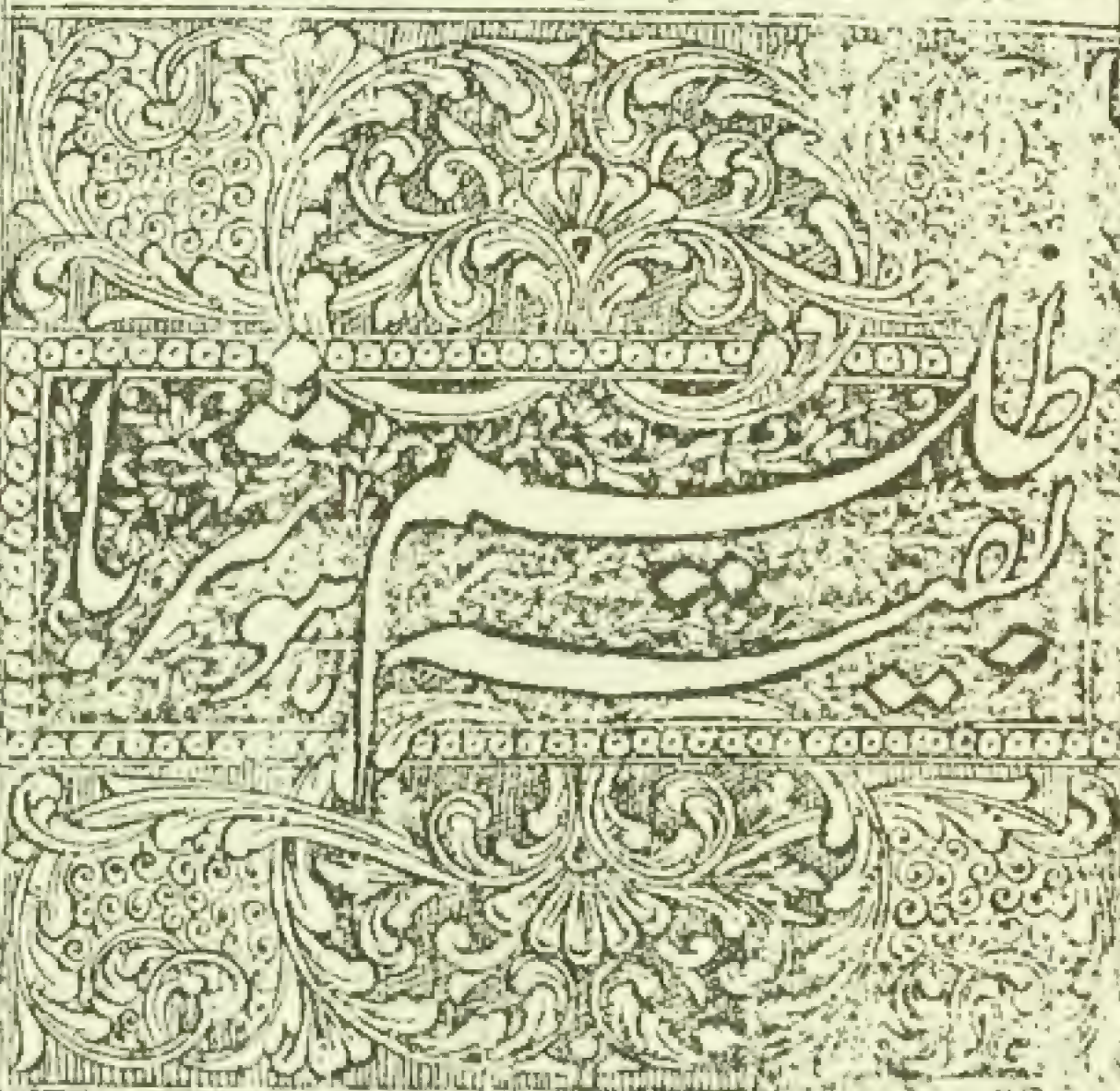
بسم اللہ الرحمن الرحیم

زہے کمال وجلال حاکم یکتا خطِ طریقۂ رنگا رنگ ہوشیار رب اکبر خالق شمس و قمر وحدہٗ لاشریک
جسنے عجائب وغرائب طلسمات دنیا کے دمرحلہ جات شب و روز بحکمت بنا کیے گمگشتگان وادی طلقت کو
سرفراز فرمایا کیا طریقۂ رفعت قدرت وحکمت وصنعت کو بہ کیفیت دکھایا ان حالات عجائب وغرائب
کو دیکھکر وجد کنان زبان خامۂ دوزبان ہو حمد رب کارساز مین انسان کا امتحان ہو زبان کو کیا شرف ملا
کیا گیا گل بوٹے پیدا ہوے کوئی ناظم کوئی نثار کسی کا کلام حیرت آثار ایک زبان سے ہزارون رنگ
پیدا ہین رنگینی کلام پر بلبلین شیدا ہین غنچۂ کلک سے کام لیا گل مضمون نام ہوا فصاحت وبلاغت سے
کیا پھل پایا حمد خدا سے لطف ملا غنچۂ ناشگفتۂ خاطر کھلا بلبل نغمہ سرا چہچہہ زن ہوتی ہو زبان کی رنگینی سے
گلون کو عرق خجالت مین ڈبوتی ہو یہ حقیر کج مج زبان قصد کرتا ہو کس رنگ مین حمد الٰہی لکھون مجبور و
ناچار ہون زبان یاری نہین دیتی کلام سے لا کلام عجز پیدا ہو اپنی لاعلمی پر آپ شیدا ہو یہی اعتقاد
ٹھیک ہو کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہو

نعت سرور کائنات جناب اشرف انبیا پیغمبر آخر الزمان حبیب رب دوجہان

سبحان اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کیا عنایت فرمائی کیسی راہ ہدایت دکھائی کیا اپنے بندون پر احسان کیا اپنے حبیب کو برائے
ہدایت گمگشتگان وادی ضلالت مبعوث فرمایا وہ ملک عرب کے سب عرب بے ادب جہالت اشرف انبیا
پر رشک کرتے تھے باطل پرستی پر مرتے تھے حضرت نے کس کس طور سے ہدایت کی وہ بیچارے کب مانتے تھے

معجزات وکرامات کو سحر وساحری جانتے تھے جب حضرت کو وہ بیحیا آزار پہونچاتے تھے زبان معجز بیان سے ارشاد فرماتے تھے یہ جاہل وا جہل ہین یا ان سب کے طریقے جہل ہین یا ابو جہل جہل مرکب متعصب بے ادب اکثر امتحان لیتا تھا پھر یہ جواب دیتا تھا کہ بڑا سحر کیا حضرت چاہتے تھے کہ ابو جہل مسلمان ہو وہ بیحیا کب مانتا تھا آخر واصل جہنم ہوا ایک روز اشرف انبیا مسجد مدینہ مین جلوہ فرما تھے ایک شخص نیک طینت محمد خصلت حاضر خدمت جناب اشرف انبیا ہوا عرض کی اے آقائے دوجہان وای پادر انس وجان یہ حقیر چاہتا ہے کہ زبان معجز بیان سے کچھ ارشاد ہو کہ اعتقاد میرا زیادہ ہو مذہب لات وہبل سے دل کو نفرت ہے سائل خواہان ہدایت ہے زہے جلالت گل بوستان رسالت مجھے دنگ اعجاز وکرامت سامنے حضرت کے دو نخل خشک صحن مسجد مین تھے کہ سایہ بھی انکے پاس سے بھاگتا تھا پھل کا نام نہین سرسبزی کو کام نہین حضرت نے آواز دی جلد ہمارے پاس حاضر ہو دونون نخل سرسبز ہوکر زبان برگ سے لبیک لبیک کہتے ہوئے قریب حاضر ہوئے شرط ود مسجد مین بلند ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا زہے قدرت باغبان قضا وقدر نبی جلال بہار ہیرا سے شمس دو قمر اتنے ہی عرصے مین راہ روی کرنے مین جو نخل بیتاب ہولے اسی دیر مین سب سرسبز وشاداب ہوئے برگ زرد سبز ہوئے غنچہ وگل رنگین شاخین ہلال تمکین یا دست معشوقان مرجبین سرخی پھولون کی ہمصورت لبہائے عقیق یمنی پھل رشک سیب ذقن محبوب سرکشی نخلون کی شل قد مطلوب حضرت نے فرمایا اپنے مقام پر جاؤ وہ نخل اسی طرح زمین کو پھاڑتے ہوئے اپنے مقام پر پہونچے مصنف معارج الفضائل تحریر فرماتے ہین کہ وہ نخل ہمیشہ سرسبز وشاداب رہے میوہ ہائے لذیذ سے کامیاب رہے اگر بختصر سے مختصر معجزات لکھون ہزار جز دان مین بخط ریحان نہ لکھ سکون یہی لفظ کافی ہے کہ پیغمبر آخر الزمان حبیب رب دو جہان ہین میری کیا مجال ہے کہ ایک حرف بھی صفت مین آپ سے پیغمبر کی لکھ سکون یہ تین شعر تبرکاً تحریر کرتا ہون

نظم

کہیے بسم اللہ لکھیے وصف ایسے شاہ کا
تو بسم اللہ بھی جادہ ہے جسکی راہ کا

میکدہ قرآن ہے مجھ میخوار عالیجاہ کا
ہے مزہ منہ مین کباب مرغ بسم اللہ کا

کیا انبساط ہے جسم ختم رسالت ہے وسیع
کار آسان ہے بڑھانا نعمت کوتاہ کا

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار شیر پروردگار کرار غیر فرار

خوشا مراتب جناب علی مرتضیٰ کہ رب دوسرا ارشاد فرماتا ہی کہ مرتبۂ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو در تبۂ علیؑ کو مین نے پہچانا و مرتبۂ جناب احمد مجتبیٰ کو مین نے اور علی نے پہچانا اور میرے مقدسہ وحدانیت کو علیؑ و محمدؐ نے پہچانا کیا خوب بات ہی کہ جن مراتب ذات بابرکات کو خود رب اکبر پہچانے انسان کی کیا مجال کہ ایک لفظ بھی صفت مین اُس شہنشاہ بحر و بر کی تحریر کر سکے یہی لفظ کافی ہی کہ جیسا نبی ویسا وصی وحی مین پروردگار اُنسے کلام کرتا تھا انکو الہام ہوتا تھا وہ حاکم دارالسلام حبیب رب اکبر یہ قاسم حوض کوثر وہ رسول یہ امام وہ صاحب معجزات یہ مملو از کرامات وہ پیغمبر برحق یہ کنندۂ بتان کعبۂ حق وہ براق در فرق پر سوار ہوئے انکو جگہ دوش رسول مختار پر ملی جنھون کو خانۂ کعبہ سے نکالا گھر کو خدا کے لات و ہبل سے پاک کیا شمع ہدایت روشن ہوئی خارستان دنیا فیض قدوم جرات لزوم سے رشک گلشن ہوئی شکر کرتا ہون کہ میرا امام عالیمقام علی مرتضیٰ قاتل اشقیا فراخ راہ دین اسلام وہی امام شہنشاہ خاص و عام دشمن انکا ناکام جہنم اُسکا مقام یہ چند اشعار جلالت آثار منقبت مین اُنکی تحریر کرتا ہون کہ مومنین پر جلالت و جرأت آپکی ظاہر ہو ہر خرد و کلان مراتب سے اُس مقدس کے ماہر ہو۔ **نظم**

کیون نہ تاج فرق عالم ہو کلاہِ بوتراب ۔۔ پائے ختم المرسلین ہی سجدہ گاہِ بوتراب
کم نہین اکسیر سے کچھ گردِ راہ بوتراب ۔۔ مس کو کرتا ہی طلا فیضِ نگاہِ بوتراب
جھک پڑین سجدے کو تُنہ افلاک روے خاک پر ۔۔ جس جگہ پڑ جائے ظل بارگاہ بوتراب
صف ہوئی آراستہ مسجد مین جب بہرِ نماز ۔۔ ہم یہ سمجھے ہی یہ میدان وہ سپاہِ بوتراب
دیکھ سکتے طور پر کیونکر تجلی نور کی ۔۔ چشم موسےٰ مین نہ تھی تاب نگاہ بوتراب
آسمان ہی یا بلند اُس شاہ دین کی بارگاہ ۔۔ کہکشان ہی یا طناب بارگاہِ بوتراب
دعوی یکتائی ایمان کرے جبدن وہ شاہ ۔۔ کون پیغمبر سے بہتر ہی گواہ بوتراب
چڑھ کے دوش مصطفےٰ پر توڑے کعبے کے صنم ۔۔ کیا بت پندار ہو تا سنگ راہِ بوتراب
غنچۂ دل جو شگفتہ ہو گیا مانند گل ۔۔ آ گئی شاید نسیم صبحگاہِ بوتراب
فرش پا انداز مولا ہی جسے کہتے ہین عرش ۔۔ ہی مقام قرب حق آرامگاہِ بوتراب

تھے وزیر احمدِ مرسل علی مرتضےٰ	جس طرح ختم رسالت بادشاہ بوتراب
بعد احمدؐ شکل احمد کے ہوئے مشتاق جب	دل نے رکھا آئینہ پیش نگاہ بوتراب
کچھ کلاہ بادشاہی کی نہین ہی احتیاج	حشر مین تاج شفاعت ہی کلاہِ بوتراب
انبیا ہمراہ اکلیل شفاعت زیب سر	دیکھنا روزِ قیامت عز و جاہِ بوتراب
ہی یقین دینگے فرشتے اسکو سولی روزِ حشر	غضب سے جسنے لیا برگِ گیاہِ بوتراب
ہی مسلمانون کی نصرت کے لیے کافی اسیر	ایک سلمان کی سلیمان دستگاہِ بوتراب

ایک ادنا بزرگی جناب حیدر کرار کی تحریر کرتا ہون کہ ناظرین وجد کرین دشمن بھی دم بخود ہوجائین یعنی جب اشرف الانبیا آسمانون پر شب معراج تشریف لیگئے جاتے تھے آسمان پر دیکھا کہ ایک شیر نے آکر حضرت کا راستہ روکا جبرئیل نے عرض کی یہ شیر آپ سے کچھ طلب کرتا ہی حضرت نے دست حق پرست سے انگشتر اُتار کے اُسکو دی شیر علحدہ ہوا جب حضرت قریب پردۂ اسرار پہونچے کاسۂ شیر برنج واسطے حضرت کے آیا حضرت نے عرض کی کبھی نہیں بندہ ذلیل نے اے رب جلیل تنہا طعام نہین کھایا پردے سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا بصورت دست ید اللہ نامود تھا اور وہی انگوٹھی جو شیر کو دی تھی وہ اُس دست زبردست مین موجود تھی حضرت اپنے مقام پر تشریف لے زنجیر در ہل رہی تھی بستر کو گرم پایا حضرت حیران کہ کل عجائبات صنعت رب اکبر دیکھے اسقدر جلد اپنے مقام پر آگیا کہ بستر گرم ہی اس خیال مین تھے کہ ہمارے آقاے نامدار جناب حیدر کرار زوج زہراے نامدار تشریف لائے وہی انگشتری دست حق پرست میں تھی بطور نذر سامنے جناب اشرف الانبیا کے پیش کی اور عرض کی معراج حضرت کو مبارک ہو جو حالات حضرت پر گذرے حضور فرمائینگے کہ مین عرض کرون جناب حبیب خدا ارشاد فرمانے جاتے تھے جناب علی مرتضےٰ عرض کرتے تھے یہ معاملہ بھی حضرت نے ملاحظہ فرمایا حضرت حیران تھے کہ جو سانحے مجھپر گذرے علیؑ نے کیونکر دیکھے فرماتے تھے کہ مجکو بطور وحی پیام ہوتا کہ علیؑ کو ہر وقت الہام ہوتا ہی قربان مراتب جناب غالب کل غالب مظہر العجائب سلطان المشارق والمغارب مولانا علی ابن ابیطالب علیہ السلام ناظرین والا مقام پر واضح ہو کر اب سبب تصنیف کتاب تحریر کرتا ہون

وجہ تصنیف داستانہاے بقیۂ طلسم ہوش ربا

یکہ تاز میدان سخاوت و شیر بیشۂ جرات ذیہمت والاحشم مرجع لطف وکرم جناب منشی پراگ نرائن
صاحب فرزند دلبند منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم نے بعد ختم ہر سہ جلد طلسم
فتنۂ نور افشان کمترین سے ارشاد فرمایا کہ ابین تحریر طلسم مذکور اخبار بین اشتہار دیا گیا تھا کہ
بقیۂ طلسم ہوشربا بعبارت سلیس و باشعار نفیس تحریر ہوگا اسنو آپ کو مہلت ہی ظاہرا وقت
فرصت ہی بسم اللہ قلم اٹھائیے یہ حال بھی تحریر فرمائیے حقیر نے بسر وچشم قبول کیا اصلی
بقیۂ طلسم ہوشربا یہ چیز ہی کہ اول حال سلطنت شہنشاہ لاچین و سبب انتزاع بدست
افراسیاب خانہ خراب اور سبب اُسکا کہ کیا باعث ہوا کہ تمام رئیسان سلطنت و مشیران باہت
آپسمین ملگئے دوستی سے لاچین کی ہاتھ اُٹھایا اُنکو ام کو بادشاہ بنایا یہ اسباب بوجہ احسن
ناظرین پر ظاہر ہونگے دیگر وہ داستانین کہ تصنیف کردہ حقیر متعلق جلد اول دوم و سوم و چہارم
ہتین چونکہ حقیر نے جلد پنجم سے تحریر کیا اُن داستانون کو لکھ نہ سکا اب مالک مطبع اور مدار اخبار
جناب منشی پراگ نرائن صاحب نے حقیر کو حکم دیا وہ داستانین نگاہ سے ناظرین کی جب
گذرینگی ہر چند کہ ملاحظۂ تجرۂ ہفت بلا سے سرشار جام بادۂ تحریر و تقریر ہو رہے ہین یقین
کہ اس عجائبات کو دیکھکر مخمور رہون نہایت مسرور رہون عشق لالہ زار صندلی پوش از
زبان نہایت داستان نایاب ہی ملاحظے پر موقوف ہی حقیر تحریر مین مصروف ہی دیگر داستان
ملکہ مروارید گلنار پوش دختر سہیل روشنضمیر برادر خُرد کوکب عجب داستان حیرت عنوان
ہی اس کس کا پتہ دون انشاء اللہ جلد ہذا نظر سے گذریگی ناظرین پر واضح ہوگا

و وکلمۂ داستان ابتداے سلطنت شہنشاہ لاچین والاتمکین و سبب انتزاع سلطنت
مذکور بدست افراسیاب خانہ خراب و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

چل ای توسن کلک رنگین رقم
لکھون داستان جلالت قرین
یہ ہنگامہ رنگ ہے برملا

بقیے کا سامان ہوا ہی بہم
سر نخل بلبل کے ہون چہچہے
قمر نے عجب اکی دعویٰ کیا

مرے ہوش اُڑتے ہین ای ہمنشین
اُڑاتے ہین کبک دری قہقہے
وہ ہین داستانین کہ جنکا نظیر

نہ ممکن ہوئے تھے جو کوئی دبیر
یہی بزم دلکش میں چرچا ہوا
کہ شاخ تمنا بھی ہو گی ہری
بقیہ لکھوں چار جلدوں کا صاف
کہ محظوظ ہوں جسکے سب خاص و عام
مضامین عالی ہوئے نامور
کہ ہوں شاعروں کو بھی جیسے دلپسند
جو ہے ہوشربا دفتر اے ذی شعور
لکھا اب یہ طبع حق آگاہ نے
نشان جلالت پہ مغرور ہوں
ہنر کی ہے تحقیق اے باصفا
وہ طرز سخن سے بنا دوں ضرور
کہ حیرت پہ عاشق ہوا ہے یہ ماہ
کہ دختر کا عشق اسکی قائم سے ہے
تو محظوظ ہوں ناظران ظریف

مجھے ساقیا کام سے کام ہے
کہ رنگ سخن باغ میں جم گیا
کہ باقی جو تھیں داستانیں نفیس
نہ ہو رنگ فقرات کے برخلاف
یہ ناظر کہیں دیکھکر بر ملا
یہ نخل بیان خوب لایا ثمر
سبھی جانتے ہیں یہ اہل ہنر
چھپی داستانیں بوجہ ضرور
کمی ہو بیان میں نہ اے ذی ہنر
فصاحت سے نزدیک یا دور ہوں
شہنشاہ لاچین والامقام
کہ ہو طبع کو ناظروں کے سرور
سہیل خردمند بیدار بخت
کردن منزل عشق و الفت کو طے
اٹھاؤ قلم اے قمر بے خطر

کہ تحریر و تقریر میں نام ہے
ذہانت متانت قمر کی کھلی
شگفتہ ہوں پڑھکر انھیں سب رئیس
ربائندہ ہوش ہے یہ کلام
قمر رنگ اس جلد کا جم گیا
یہ وہ داستانیں ہیں اے ہوشمند
کہ روشن بیانی ہے رنگ قمر
لکھا تا چہارم جو تھا چاہئے
کہ آگاہ کرتا ہے سب کو قمر
مگر سلسلے پر ہے طبع رسا
کہ جس طرح شاہی کا ہے انتظام
لکھوں عشق فرزند داؤد شاہ
کہ کھوٹا ہے کس وجہ میں تاج و تخت
سناؤں جو یہ داستانیں لطیف
کہ مشتاق ہیں ناظرین سربسر

چہرہ حالکمان محکمۂ عشق و الفت داد رنگ نشینان ممالک ہمت و سخاوت اس داستان جلالت عنوان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف مرصع نگاران فرخندہ پے + رہ عشق و الفت کو کرتے ہیں طے + حقیر مصنف کج مج زبان زلہ ربائے خوان نعمت شاعران بے ہنر منشی احمد حسین قمر عرض کرتا ہے واضح ہو کہ مقام طلسم ہوشربا کہ اٹھارہ سو ملک جسکے متعلق ہیں بارہ سو کوس میں طلسم ظاہر باقی مرحلہ جات باطن شاہان دربند اپنے اپنے مقام پر سلطنت کرتے ہیں کل طلسم کا بادشاہ آسمان سخاوت کا ماہ یعنے شہنشاہ لاچین والاتمکین حاکم طلسم مذکور رہی اسکے عہد دولت معدلت مہد میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں دزد حنا کا سر دست ہاتھ باندھا جاتا ہے شمع کا چور جلتا ہے معشوق آنکھیں چراتے ہیں عاشقوں کی دلدہی فرماتے ہیں فیض و سخا کا شور

نہ کوئی گرہ کاٹ نہ چور شیران سلطنت و وزیران ابہت دربار مین حاضر رہتے ہین جس فصل مین کہ جشن ولادت سامری ہوتا ہو اٹھارہ سو تاجدار و وزیران نامدار دربار شاہی مین حاضر ہوتے ہین بڑے دھوم سے جشن ہوتا ہو جب زمانہ جشن کا آیا شہنشاہ لاچین نے اٹھارہ سو ممالک مین نامے لکھے کہ زمانہ جشن خداوند ہو جملہ شاہ و شہریار قریب باغ سیب آ کے حاضر ہوئے بارگاہین استادہ ہوئین بازارین درست منتظم چالاک وچست پانچون عیار بیچیان آ کر شاہ کو خبر دیتی ہین کہ فلان بادشاہ تین لاکھ فوج سے فلان دو لاکھ چار لاکھ سے حاضر ہوا بادشاہ و وزرا اندر باغ کے آئے اہل فوج بیرون باغ اُترے کل سلطنت کا منتظم افراسیاب لانہ خراب ہو پہلوے تخت شہنشاہی مین دنگل یا قوت نگار اسکا بچھتا ہے اُس وقت جملہ شاہان جلیل ساحرون کے کفیل تاجداران بے عدیل حاضر دربار دُربار شہنشاہ لاچین ہین ملکہ بلقیس ثانی یہ تخت چہارم پر شہنشاہ لاچین کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کئی ہزار طائفہ حاضر ہو اپنے اپنے کمال دکھا رہی ہین

غزلین عاشقانہ بصد ناز و ادا گا رہی ہین نظم

لڑکپن مین یہ ضد ہو جانی تمھاری
ابھی دیکھنی ہو جوانی تمھاری

کہا مین نے ٹھہرو تو بولے یہ ہنسکر
کبھی پھر سُنین گے کہانی تمھاری

نثار اُنکے جائین جو سچ جانے اسکو
فسانہ ہمارا زبانی تمھاری

بڑی خدمتین کین اب آزاد کر دو
بہت دیکھ لی مہربانی تمھاری

چھپاؤن نہ کس طرح سے جان بدن مین
مری جان یہ ہو نشانی تمھاری

نسیم اب تو گھبرا گیا دل ہمارا
سُنے کون ہر دن کہانی تمھاری

اس وقت بارگاہ مین جلسہ آراستہ ہو ہر طرح کے ذکر اس وقت ہو رہے ہین قضا سے کار ذکر مذہب نکلا افراسیاب اس ذکر کو بڑھانے لگا شہنشاہ لاچین نے زبان فصاحت بیان سے فرمایا کہ ای افراسیاب و ای حاضرین و ای واقف کاران مذہب لات پرستی سب طرح کے لوگ اس وقت دربار مین جمع ہین کہین شرف مذہب سے آگاہ کرو کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہو صدہا پنڈت اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اوصاف سامری و جمشید

بیان کرنے لگے لاچین نے کہا یارو لات و منات پتھر کے پتلے ہیں تجھین نے انکو بنایا آپ ہی تم سب
اُنکو سجدہ کرتے ہو پس انکے تم خالق ہو بڑا اعتقاد سامری و جمشید پر ہی کہ یہ دو بھی ہین انسنے کون سے برتر
برتر ہی وہ مثل ہمارے تمھارے انسان تھے چند کس نے پیروی کر کے اُنکو خداوند بنایا شعبدے و سحر
سے معاملہ عجائب و غرائب دکھا کر مثل ہمارے تمھارے مر کے جلائے گئے پنڈت سنکے کہا اُنکی خاک مین تاثیر کس
بیادرجہ اُنکو اُڑھائی گئی اور چیزین اسی طرح کی ہین کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا یہی اُنکا اظہار خداوندی ہے لاچین
نے کہا یار و یہ تاثیرین تو ہمارے بھی اُستاد مین موجود ہین پھر یہ کس طرح کے معبود ہین لیکن یار و تم
سب عالم جمع ہو کسی نے ایسی دلیل زبان کی کہ دل کو تسکین ہوتی میرے دل کو مقدمہ مذہب مین بڑا
انتشار ہی لیکن مین چند عرصے سے ازروے کتب تحقیق کر رہا ہون جون جون دریافت کرتا ہون شک
بڑھتا جاتا ہی قلب ٹھراتا ہی ایک کتاب مین نے مسلمانون کی دیکھی اُسمین لکھا تھا کہ خدا ہمارا اکیلا ہی اور
بہت سے دلائل تحریر تھے مین نے جو عقل کو لڑایا اُس مذہب کا طریقہ مجکو پسند آیا مجبور و ناچار ہون
کہ اس ملک مین کوئی مسلمان نہین ہی ورنہ مین اُسکو بلاتا اور مسلمان ہو جاتا لیکن اسکی فکر ضرور کرونگا
سب اہالیان دربار خاموش ہو گئے کوئی جواب باصواب نہ دیسکا بعد جشن جب جلسہ برخواست ہونے لگا
تو افراسیاب جادو نے آواز بلند پکار کر کہا سب صاحب کوہ بلور پر تشریف لائین مین نے نذر
سامری و جمشید مانی تھی سب صاحبون کا اس جلسے مین شریک ہونا بہت مناسب ہی دوسرے دن
کوہ بلور پر افراسیاب نے سب شاہون کو جمع کیا جب سب جمع ہو چکے اور جلسہ معمور ہوا تو اپنے
مقام سے افراسیاب اُٹھا اور پکار کر کہا یارو کل کتنے باتین شہنشاہ لاچین کی سنین اُنکے اعتقاد مین
فرق آیا مسلمان ہونے کے طالب ہین بڑی خیر یہ ہی کہ ان ممالک مین کہین مسلمانون کا نام نہین ورنہ اِتنک
ہمارے شاہ مسلمان ہو جاتے آپ سب صاحب کیا فرماتے ہین سب سے پہلے نیلم جادو اپنے مقام سے اُٹھا
کہا اے افراسیاب اب اس شاہ کا رہنا بہتر نہین ہی ہم اُنکے وزیر ہین خزانہ شاہی کا مجکو اختیار ہی
جسقدر روپیہ مانگوگے دونگا اسنے کہا ہم یہی چاہتے ہین کہ اس بدزبان کو سزا سلئے مجمع عام مین اسے
خداوندون کی برائیان ظاہر کین اب تو سب امرا و وزرا اُٹھنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا اے
افراسیاب حقیقت مین یہ شاہ قابل سلطنت نہین ہی اگر یہ شاہ رہیگا تو مذہب لات پرستی مٹجائیگا
ہر ایک کار گزار سے افراسیاب نے کہا اگر آپ سب صاحب قبول کرین تو مین سلطنت کا دعویٰ

رکھتا ہون سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق مین ایک سال تمہارا افراسیاب مین جو گیا علوم سحر کا بزرگان دین کو امتحان دیا سب نے مجکو سند کامل لکھدی کہ ایسا ساحر ابتک نگاہ سے نہین گذرا تھا جب تحفہ جات آپ لوگ مجکو دینگے پھر کون میرا سامنا کر سکتا ہی نیلم نے کہا ہم روپے پر قبضہ کرا دینگے توسن نے کہا مین تحفہ جات بزرگان نکالدونگا زمہریر نے کہا ہم سب طرح تمھارے ساتھ ہین سرما دابریق نے کہا ہمنے بھی دشمنی پر کمر مضبوط باندھی باعنان قدرت نے کہا اے افراسیاب جادو ہم کل باغات پر قبضہ کرا دینگے صنعت سحر ساز نے بھی دعوی کیا کہ کل عجائبات پر میرا قبضہ ہی وہ سب اسباب نادرہ تمھارے قبضے مین کرا دونگی مصنف عرض کرتا ہی کہ افراسیاب نے تین دن کامل قصر بلور مین سب کو مہمان رکھا اور کتاب سامری پر سب نے ہاتھ رکھا کہ ہم سب نے دل و جان سے افراسیاب کی اطاعت کی بیان شہنشاہ لاچین جانتے ہین کہ کوہ بلور پر ہمارے نائب افراسیاب نے جلسہ کیا ہی وہی انتظام ہو رہا ہی ملکہ بلقیس ثانی نے کہا اے شہنشاہ ہمکو سرداروں کا رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہی آپ کو مناسب ہی کہ وہانکی خبر تو منگائیے کہ تین دن سے وہان کیا ہو رہا ہی ایک کنیز نے مجکو ایک خبر وحشت اثر سنائی ہی شہنشاہ لاچین نے فرمایا افراسیاب میرا بھانجہ ہی اور کل امورات اسی کے سپرد ہین اگر کوئی باعث ہوتا تو وہ مجکو ضرور خبر دیتا یہ تو اسر غفلت مین رہے وہان سب انتظام ہو گیا وقت نکال لینے سلطنت کا بھی قرار پا گیا افراسیاب نے کہا مین بعد دو روز کے فلان وقت شہنشاہ کو تخت سے اٹھا دونگا تم لوگ اپنے کام پر موجود رہو سب وزرا و امرا شہنشاہ لاچین سے پھر گئے سلطنت پر افراسیاب کی راضی ہوئے پانچون عیار بیبیان بھی زوجۂ افراسیاب جادو سے محبت رکھتی ہین اسی پر راضی ہوئین کہ اب سلطنت شہنشاہ لاچین سے نکال لو افراسیاب بادشاہ ہو جسقدر کارگزار تھے سب نے نمک حرامی پر کمر باندھی سب اسپر راضی ہوئے کسی نے شہنشاہ لاچین کو یہ خبر نہ پہونچائی چند تحفے اسی وقت افراسیاب جادو کو زمہریر نے نکالکر دیے نیلم جادو کہ وزیر تھا اسنے افراسیاب کے قبضے مین تمام خزانہ دیدیا نیلم جادو کو شہنشاہ نیلم کا خطاب دیا کوہ نیلم و سامری محل کا انتظام اسکے سپرد ہوا عہدے تقسیم ہو گئے افراسیاب پھولا نہین سماتا ہی آگے حیرت سے کہا لو ملکہ آج سلطنت لینے جاتا ہون لاچین کو تخت سے اٹھاتا ہون حیرت بھی

آمادہ ہو کر ساتھ ہوئی صنعت سحر ساز۔ باغبان قدرت و سرما د ابریق وغیرہ ساتھ تھے یہان
شہنشاہ لاچین تخت پر بیٹھے تھے صرف ملکہ ملبقیس ثانی پاس بیٹھی ہین کنیزین خادم و خدمتگار حاضر ہین
تین دن گذرے کہ کوئی کارگزار نہین آیا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ای شہنشاہ لاچین غضب ہوا
سب سردار آپ سے پھر گئے افراسیاب سب کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہی زن و شوہر کو گرفتار کرینگے
افراسیاب کو تخت پر بٹھائینگے اب جو لاچین نے سر اُٹھا کر دیکھا سوا ے کنیزون اور غلامون کے
کسی وزیر و امیر کو اپنے پاس نہ پایا ملبقیس نے کہا کیون صاحب جو ہمنے کہا وہ تمنے ہمارا کہنا نہ مانا
آخر اسی روز سیاہ کا سامنا ہوا تحفہ جات اپنے قبضے مین کر و اور یہا ن سے نکلچلو اب یہ بلوہ ہمارے
تمہارے سنبھالے سے نہ سنبھلیگا اُس وقت شہنشاہ لاچین کی حسرت سے عجب کیفیت تھی زوجہ کے
منھ کو دیکھکر گھبرائے فقط ساٹھ ہزار غلام ساٹھ ستر ہزار کنیزون کے سوا اور کسی کو نہ پایا شہنشاہ
لاچین حیران حیران کھڑے ہین در باغ بر باغ سبب کے ٹہل رہے ہین تحفہ جات کو دیکھا کسی شی کو
نہ پایا اور زیادہ پریشان ہوئے خزانے پر آئے دیکھا خزانے کا دروازہ کھلا ہی صندوقچے جواہرات
کے ندارد ملبقیس سے کہا تو صاحب سب چیزین نکلگئیں دشمنون نے اپنا کام کر لیا یہ ذکر تھا کہ شہر مین
بلڑ ہوا کنیزون نے خبر دی افراسیاب آپڑا شہر لٹ رہا ہی ہزارہا بندگان سامری مارے گئے
سب امرا و وزرا افراسیاب کے ساتھ ہین سب سے زیادہ سرما د ابریق کوشش کر رہے ہین اور شہر
نا پرسان مین دخل افراسیاب کا ہو گیا افراسیاب کو تخت پر بٹھا دیا سب سے پہلے نیلم جادو نے
نذر دی اُنکا شہنشاہ نیلم خطاب ہوا اب آپ کی گرفتاری کی آرزو مین آتے ہین اُس وقت لاچین
و ملبقیس اُن لونڈی غلامون کو ساتھ لیکر پریشان و مضطر بیقرار و شتر تخت پر سوار ہو کے بھاگے
دریاے خونزوان سے اُترے تھے کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا الکہ ہاے ابر آسمان پہ چھپکے دیکھا
افراسیاب تخت پر سوار ملکہ حیرت طاؤس زرین بال پہ سرما د ابریق و باغبان و صنعت و
نیلم و توسن و زمہریر سب آمادہ بہ گرفتاری لاچین ہین افراسیاب نے دہن سے نعرہ کیا اس مسلمان کو
گرفتار کر لو لاچین نے آواز دی او نمکحرام کیا تیری مجال ہی کہ ہمکو گرفتار کرے یہ کہکے سحر کرنے لگا
اُس وقت کنارے دریاے خونزوان کے دریاے خون جاری ہوا مچھلیون کا تڑپنا پریزادون
نے بال کھولدیے نہنگان خون آشام غل مچاتے تھے کہ عادل کے قبضے سے ملک نکلا قبضے مین جلاد کے گیا

اب بندگان سامری وجمشید کو آرام نہ ملیگا اور زیادہ ظلم و بدعت ہوگی مچھلیاں غل مچاتی تھیں ہیبت
اصلی سے کون ماہر ہے سامری وجمشید ارشاد فرما گئے تھے کہ انتزاع سلطنت شہنشاہ لاچین باعث
بربادی طلسم ہوشربا ہے اب عمر طلسم تمام ہوئی اب کوئی سامری پرست نہ بچیگا طلسم کشا آئیگا سب
ظالموں کو مٹائیگا اُس ہنگامے میں ان باتوں کو کون سُنتا ہے ہنگامہ گرم رہا لاچین وملقیس تے بھڑتے
نکلگئے قلم کوہ پر پہونچے وہانکے بادشاہ نے جو خبر پائی کہ شہنشاہ لاچین تشریف لاتے ہین واسطے
استقبال کے عنفوان جادو باہر نکلا دیکھا زن وشوہر دریاے خون مین نہائے ہوئے غلام کنیزین
بدحواس خزانہ بھی ساتھ نہین کوئی وزیر وامیر بھی نہین عنفوان لاچین کو لیکر قلم کوہ پر آیا تخت پر
بٹھایا تمام کیفیت پوچھی لاچین نے سب حال رو رو کر بیان کیا کہ ای عنفوان جادو افراسیاب
نے سلطنت لے لی نمکحرام شریک ہو گئے عنفوان جادو نے کہا میرے پاس بھی نامہ آیا تھا
مین نے قبول نہین کیا یہی جواب دیا کہ مین حاضر نہین ہو سکتا مگر جو آپ سب صاحبون کی صلاح ہے
اُسپر مین بھی راضی ہون یہ مین نہ سمجھا تھا کہ یہ نمکحرامی کر رہی ہے. سُنتے لاچین نے کہا ای عنفوان جادو
مین بھی ان نمکحراموں کو بے مارے نہ چھوڑونگا قیامتین برپا کرونگا لاشون سے ان نامردون کی
جنگل بھردونگا عنفوان جادو نے بڑے اعزاز واکرام سے زن وشوہر کو رکھا شہنشاہ لاچین بالاے
قلعہ بیٹھے ہین افسوس کرتے ہین کہ ہم یکایک یون بیدست وپا ہو گئے تحفہ جات وخزانہ وغیرہ سب نمکحرامون نے
لے لیا کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی لکہ ہاے ابر سُرخ وسفید علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
افراسیاب جادو تخت پر تاج طلسمی سر پر تحفہ جات جسم پر آراستہ سب امرا و وزرا گھیرے ہوئے
چارون وزیر پایہاے تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے شہنشاہ لاچین نے حکم دیا کہ قلعہ بند کر لو خندق کو
پُر آب کیا شعلہاے آتش گرد قلعے کے بلند ہیں تیغے فولادی ہاتھ مین حاضر باش وناظر باش
کی آوازین دے رہے ہین افراسیاب جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چار جانب سے کہا قلعے
کو گھیر لو بائیس لاکھ فوج لیکر افراسیاب جادو آیا ہے پانچون عیار بہیان آگے آگے پایہاے تخت پر
ہاتھ ڈالے ہوئے قلعے کو چار جانب سے گھیر لیا بارگاہین استادہ ہوئین ناچ راگ رنگ ہونے لگا
دن بھر تو لاچین نے تامل کیا شب کو زن وشوہر اسباب سحر جسم پر آراستہ کر کے مع عنفوان جادو
ستر ہزار غلام رومی وحبشی ساٹھ ہزار کنیزین ہمراہ لیکے قلعے سے نکل پڑے لاچین وملقیس نے نکلکر

سحر کیے چند تیلے فولادی بھی ساتھ تھے فوج کو قتل کرنا شروع کیا تیلے فولادی عرض کرتے ہین
افراسیاب کے جسم پر تحفجات طلسمی آراستہ ہین اُس نکحرام کے پاس نہین جا سکتے مجبور و ناچار ہین
مصنف عرض کرتا ہی کہ شہنشاہ لاچین نے تین لاکھ آدمی فوج کے مارے صبح ہوتے ہوتے
زن و شوہر مع غلامون اور کنیزون کے داخل قلعہ ہوئے افراسیاب مع مشیرون وزیرون
کے بھاگ گیا تھا جب لاچین قلعے مین چلے گئے پھر آکے قلعے کو گھیر لیا آب و آزوقہ نکحرامون نے
بند کیا ہی جب تیسرے چوتھے دن لاچین و بلقیس گھبراتے تھے اور فاقہ کشی سے عاجز آتے تھے
نکلکر دو چار لاکھ کو قتل کیا بارگاہین جلائین آب و آزوقہ لوٹ کر لیا پھر قلعے مین جاکر داخل ہوئے
مصنف عرض رسا ہی کہ اسی طرح شہنشاہ لاچین ایک سال پانچ مہینے لڑے افراسیاب
عاجز ہوا تمام طلسم پر قبضہ ہی مگر بادشاہ پر قبضہ نہین ہوتا جب سترہ مہینے گذرے افراسیاب
نے شمار کیا چالیس لاکھ آدمی مارا گیا ہزارہا بارگاہین جلین کرورہا روپئے کا مال ضائع ہوا
ایک شب کو افراسیاب نے سب سردارون کو جمع کیا انجمن مشاورت کو منعقد کیا افراسیاب
نے پکار کر کہا یارو سترہ مہینے گذرے کہ شہنشاہ لاچین ایک طور سے ہین انتظام طلسم بھی
معطل ہی آج تک کچھ خبر نہین معلوم ہوئی کہ لوح پر کیا گذری سب سردار آتے ہین مگر اتنا
زمانہ ہوا قہقہہ فیلسمر میرے پاس نہین آیا مجکو یاد ہی کہ جب کوہ بلور پر مین نے جلسہ کیا ہی
سب نے کلام کیے قہقہہ اس معاملے کو ہنسی سمجھا تھا کسی بات کا اُسنے جواب نہ دیا چپکا سر جھکائے
بیٹھا رہا کچھ منھ سے نہ بولا جس روز سے یہان فساد شروع ہوا اور مین نے لاچین کو معزول کیا
سب اہالیان دربند تسکے خراج بلطف آرہا ہی کسی نے سرکشی نہین کی قہقہہ نے نذر بھی نہین دی
صاف ثابت ہی کہ اُسکو خیال سرکشی ہی لیکن مین یہانسے مہلت پاؤن تو اُسکو طلب کرون اگر
نہ آئے تو سزا دون مگر مجکو معلوم ہوتا ہی کہ لاچین سے لڑتے لڑتے عمر گذر جائیگی جب تک زن و شوہر
قید نہ ہونگے انتظام معقول نہ ہوگا سب وزرا خاموش ہوئے کوئی کہتا ہی ایک دن بلوہ کرو
قلعہ کوہ مین گھس پڑو زن و شوہر کو پکڑ لین افراسیاب نے کہا یارو میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ
مین شہنشاہ پر ہاتھ ڈالون وہ سحر مین بمنزلہ بے نظیر ہین جب وہ نکحرام کیطرف نکلتا ہی دل پر اسطرح کا
ہول ہوتا ہی کہ قدم اُٹھ جاتے ہین فوج کو بھاگنا دشوار ہوتا ہی سارا علم سحر اُسکے سامنے بیکار ہوجاتا ہے

یارو کوئی تدبیر نکالو ورنہ اب انتظام بگڑ جائیگا مجکو خوف ہے کہ صاحبان مرحلہ بغاوت نہ کرین پھر اُنپر دست اندازی مشکل ہوگی اگر اسی طرح چھوڑکر لاچین کو چلا جاؤن تو بھی باعث خرابی ہے بادشاہ اصلی زور پکڑیگا شاہان بنگالہ سے میل کریگا عرصہ دراز تک افراسیاب نے جو یہ باتین کہین سب سرداروں نے سر جھکا لیا کہا آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین اب فساد کرکے تعاقب چھوڑنا باعث خرابی ہے دلکو ہم سب کے بیتابی ہے اُس وقت زہر برد نیلم جادو و توسن جادو جسکو شہنشاہ تو نے لقب دیا ہے اس طرح کے بارہ ساحر اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای شہنشاہ آپ نہ گھبرائین ہم جاکر شہنشاہ لاچین سے ملتے ہین پردے مین دوستی کے دشمنی کرینگے سوتے مین پکڑ لائینگے افراسیاب نے کہا یارو اگر ایسا کرو تو بڑا احسان ہے یہ زن وشوہر گرفتار ہوجائین باقی سب انتظام مین کرلونگا بارھون نے عرض کی ہم اس ہفتے کے اندر لاچین و بلقیس کو لاتے ہین یہ کہکے بارھون کے بارہ غائب ہوگئے شہنشاہ لاچین بالاے قلعہ بیٹھا ہے بلقیس پہلو مین کہ لشکر افراسیاب مین ہنگامہ ہو لاچین دیکھنے لگے دیکھا کہ زہر برد نیلم و توسن وغیرہ بارہ جادوگر آکر بازار غلہ فروشان پر گرے سب تو خوف جان سے بھاگ گئے ان بارھون نے تین سو چھکڑے غلے کے اپنے قبضے مین کیے سامنے قلعے کے آئے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ہم وہی ملازم قدیم ہین ناچار رہتے افراسیاب نے اپنے قبضے مین کرلیا تھا آج ہمنے فرصت پائی دل وجان سے آپ کے تابعدار ہین یہی چاہتے ہین کہ آپ کی خدمت مین رہین دشمنون سے آپکے لڑین جان نثاری کرین اس شکر اہم کی کیا مجال ہے کہ آپ پر دست انداز ہو امیدوار ہین کہ ہمکو اندر بلائیے لاچین چونکہ پریشان ہو رہا تھا قلعے مین غلے کا قحط تھا اکثر دو دو فاقے اس بادشاہ عالیجاہ پر گذرے لاچین ان فقرون کو دیکھکر خوش ہوگئے کہ تین سو چھکڑے غلے کے لیکر آئے دروازہ کھولنے چلے اُس وقت بھی ملکہ بلقیس نے دامن پکڑا کہا ای شہنشاہ آپ دھوکا کھاتے ہین ہرچند کہ فاقہ کشی ہے اپنے اختیار مین تو ہین یہ چھل کرکے آئے ہین ایسا نہ ہو یہ اگر کچھ فتور برپا کرین افراسیاب جنگ سے عاجز آچکا ہے کل بھی ہرکاروں نے خبر پہنچائی تھی کہ لاچین کو یونہی چھوڑکر چلا جاؤن ایسا نہ ہو یہ مکر کرین لاچین نے کہا نہین صاحب یہ اصل مین چھل کرنے کو آئے ہین ملازمان قدیم ہین اسلئے ندیم ہین بلقیس نے کہا آپکو اختیار ہے میرا دل دھڑکتا ہے لاچین نے دروازہ کھولکر ان سپاہیون کو بلالیا چھکڑے اپنے قبضے مین کیے سب

فوج فاقے سے تھی غرض اُسی وقت تقسیم ہونے لگا شہنشاہ لاچین ان بارہ کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے
یہ سچیا باتین بنانے لگے کہ حضور افراسیاب کو مارینگے اُسکی زوجہ کو پکڑ لائینگے لاچین کا تو دل صاف
مزاج مین انصاف سمجھے کہ یہ اصل میں آگر ہمسے ملے ہین نیلم و توسن نے اپنا اعتبار بڑھانا شروع کیا
کئی مرتبہ قلعے سے باہر بھی نکل پڑے ہزار دو ہزار کو قتل بھی کیا افراسیاب کی بارگاہ پر گولے مارے
کچھ مال بھی لوٹ کے لائے باز اربین دشمن لاچین نے رات کو ملقیس سے کہا دیکھو صاحب ان سردارون
کے آنے سے بڑا آرام ہوا فاقہ کشی سے نوبت پائی جب نیلم و توسن نکلتے ہین غلہ بھی لوٹ کے
لاتے ہین سردارون کو قتل کر آتے ہین ملقیس ہر مرتبہ یہی فرماتی ہین کہ صاحب تم جو چاہو کہو سوا
بہت خوب کے کیا جواب دون نیلم و توسن پر جب میری نگاہ پڑتی ہے قلب کانپ جاتا ہے رونا چلا آتا ہے
لاچین نے کہا صاحب ہمارا ملک و مال چھوٹا فلک نے ہمکو یون لوٹا اٹھارہ سو تاجدارون مین عنفوان
کا ثابت قدم نکلا جب باغ سیب سے بھاگے جس ملک پر پہونچے اُسنے دروازہ بند کر لیا دامن پناہ
نہ دیا عنفوان براے استقبال نکلا مین اب ان سب کو ساتھ لیکر بلوہ کرکے نکلونگا افراسیاب کا
سر کاٹ لونگا یہ سب نکرام تحفہ سر آجائینگے باغ سیب مین چلکر داخلہ کرین پھر وہی سلطنت وہی
شوکت وہی جلال ملکہ ملقیس بہت روئین کہا صاحب اب سلطنت کا ملنا بہت دشوار ہے آج میرا
دل بہت گھبراتا ہے اشک حسرت لاچین نے پاک کیے دو پہر رات گئے تک زن و شوہر اسی طرح کی باتین
کیا کیے جب زلف لیلاے شب کم سے گذری توسن و نیلم کمینگاہ مین لگے ہوئے تھے جب انکو معلوم ہوا
کہ زن و شوہر سو گئے دونون ساحران زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست سحر کرتے ہوئے چلے
جن جن مقامات پر نگہبان و پاسبان تھے سحر سے ان بچیاؤن کے بیکار ہوئے مقامات طے کرتے ہوئے
اُس قصر مین پہونچے جہان زن و شوہر سو رہے ہین دونون بچیاؤن نے کھڑے ہوکر سحر کیا زن و شوہر
بیہوش ہوئے توسن نے کہا اے نیلم بڑھکر دونون کی زبان مین سوزن دے ہرچند کہ لاچین بیہوش
ہے مگر نیلم جاکے قریب پلنگ کے گر پڑا انکار کرکیا اے توسن میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ شاہ کی زبان
مین سوزن دون توسن ہاتھوں جھپٹ کر آیا قریب پلنگ کے آکر ملقیس کی زبان مین سوزن ٹھا
اس نمک حرام نے دونون کی مشکین باندھین وہ بارھون جادوگر بھی آئے اب کھڑے ہوکر سحر کرنے لگے
افراسیاب سے وعدہ کرکے آئے تھے جب قلعے مین ہنگامہ ہو آپ فوراً لشکر لیکر آئیے گا افراسیاب

جاگ رہا تھا کل فوج کو لیکر چلا سرما دابریق وباغبان وصنعت سحر کرتے ہوئے فولادی پتلے جو
گرد قلعے کے پہرہ رہے تھے آواز دی او نمکحراموکہاں آتے ہو افراسیاب نے بڑھکر اپنے ہاتھ سے
جوگولے مارے اور نعرہ کیا ارے کوئی حاضر ہے کئی سو پتلے فولادی آکر حاضر ہو گئے ایک طرف سے
حیرت نے سحر کیا ایک طرف سے سحرا فراسیاب چاروں وزیروں نے آگ برسادی وزیر بلیم
مواج بن گرداب آدمخوار بیٹا مولج کا لطمۂ صد کوش دریا نوش بط غوطہ زن مرغابی سحر
افراسیاب نے پتلوں کو ماراان بچاؤں نے سحر کیا دریاسے قہار موج مار کر آیا یا تو خندق آتش سے
مملو تھی پانی نے آگ کو ٹھنڈھا کیا یہ سب قلعے میں گھس پڑے عنفوان جادو پڑا سو رہا تھا کنیزوں نے
اجگایا کہا اے شہریار اُٹھیے ہلڑ ہے کہ لاچین وبلقیس پکڑ لیے گئے عنفوان گھبرایا ہوا باہر آیا دیکھا کہ
کودبرزن میں ہزار ہا لاشہ پڑا ہوا ہے نعرۂ افراسیاب کی آواز آتی ہے مرنے پر کمر باندھی اور تاج کو
سر سے دے مارا کہا یارو میں نمکحراموں کے شریک نہ ہونگا رفقا بھی اسکے ساتھ وہ وہ سحر کیے جھلکے
ڈالدیے کبھی آگ برسائی قصر دشمنوں پر گرائے بڑھکر افراسیاب سے سرکاروں نے خبر دی کہ عنفوان
لڑتا بھڑتا آتا ہے اگر لاچین وبلقیس کو اُسنے چھڑالیا پھر پناہ نہ ملیگی اہالیانِ قلعہ لڑرہے ہیں بات لاکھ
جادوگر آپ کا مارا گیا عنفوان بلاے روزگار ہے افراسیاب یہ کہکر بڑھا کہ اسکی کیا حقیقت ہے نعرے
کرتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہاں عنفوان لڑرہا تھا للکار کر آواز دی او عنفوان کیوں شامت آئی ہے
او نطفہ حرام تاجدار نے میری اطاعت کی تو نے بغاوت پر کمر باندھی خیر جو کیا وہ کیا خطا معاف کرونگا
رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آ ستارہ سحری آسمان پر چمک چکا جلاد مہر تابان خنجر برہنہ ہاتھ میں نیزہ
خطوط شعاعی بھی لیے ہوئے فوج ضیا ہمراہ چرخ زبرجدی پر آکر مصروف کار جلادی ہوا افراسیاب
وعنفوان سے مقابلہ پڑا عنفوان نے بڑے بڑے سحر کیے افراسیاب کب مانتا ہے جو سحر عنفوان
نے کیا افراسیاب نے اشاروں میں دفع کردیا تحفہ جات طلسمی زیب جسم تاج طلسمی سر پر لڑتا بھڑتا
چلا آتا ہے آخر عنفوان سحر کرکے عاجز آیا تلوار پکڑ کے افراسیاب پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
افراسیاب روکتا جاتا ہے پیچھے ہٹ کے ایک گولہ مارا سینے پر عنفوان کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
یہ دیندار مارا گیا اتنے افراسیاب تیغہ پکڑ کے گرا قتل کرنا شروع کیا ہر چند اہل قلعہ ورعایا فریاد کرتے تھے
افراسیاب کب سنتا ہے اسقدر لوگ قتل کیے کہ قلم کو ہ بیجرا غ کردیا شہنشاہ لاچین وبلقیس جو

بیدار ہوئے دیکھا نہ بازون مین ہماری سوزن گرد سب رہزن افراسیاب نے وہ بدعت کی کہ کسی کو زندہ نہ چھوڑا ملقیس نے اشارے سے کہا کیون صاحب جو ہمنے کہا تھا وہی پیش آیا لاچین نے آنکھون مین آنسو بھر کے سر جُھکا لیا اشارے سے کہا جو منظور پروردگار افراسیاب قید کو لیے ہوئے بیرون قلعہ آیا صلاح ہوئی کہ ملقیس و لاچین کو قتل کرو کاہنان طلسم موجود تھے انھون نے کہا حضور اگر زن و شوہر کو قتل کیجیے گا طلسم پر وہ آفت آئیگی کہ جسکا سنبھالنا دشوار ہوگا انکو قید کیجیے لیکن زن و شوہر کا رہنا ایک مقام پر مناسب نہین جسدن زن و شوہر ایک مقام پر ہونگے طلسم ٹوٹ جائیگا یہ بھی واضح رہے کہ اب طلسم پر بلا مین نازل ہونگی طلسم کشا راہ شہر ناپرسان سے آئیگا پہلے بنائے طلسم کشائی یہ ہے کہ کوتوال شہر قتل ہوا ایک ساحرہ بھی بجائے اسکے بعد فساد برپا ہوگا طلسم تمام ہورہی ہے افراسیاب نے ناچار ہو کے لاچین کو نوسن جادو کے سپرد کیا شہنشاہ نوسن خراب دیا زندانخانہ طلسم کا بادشاہ کیا ملکہ ملقیس کو بجرہ ہفتم بلا پر روانہ کردیا کہ جلد ہفتم مین ذکر آچکا ہے ناظرین آگاہ ہین مکرر ذکر کی کیا ضرورت افراسیاب انکو قید کرچکا اب بوستان سلطنت بہار پر ہوا سلطنت کا زور و شور جیتا رہا اقتضائے کار بادشاہ بنگالہ تنزازل جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کچھ تاجر اسباب تجارت لیکر آئے بعد خرید و فروخت اسباب ضروری تنزازل نے کہا اے تاجران جلیل تم لوگ جہان گرد ہو ہوشربا کی کیا کیفیت ہے اُڑتی ہوئی خبر سننے مین آئی کہ افراسیاب نے نمک حرامی کی شہنشاہ لاچین سے مقابلہ پڑگیا یہ سنکر تاجر رونے کہا اے شہریار کیا عرض کرین طلسم ہوشربا مین افراسیاب نے وہ بدعت کی ہے جسکے ذکر سے دل کانپتا ہے لاچین و ملقیس کو افراسیاب نے قید کرلیا اب سلطنت کر رہا ہے وزیر و امیر سب اُسکے شریک ہین سب انتظام اُسکے تصرف مین ہے یہ سنکر شاہ بنگالہ کو غصہ آیا کہا یارو اس نمک حرام نے بڑا غضب کیا سلطنت کو ظلم لیا فوراً لشکر تیار کیا چاہیے ہم اس نمک حرام کو سزا دینگے ورنہ اور نائبون کو بھی حوصلہ ہوگا کہ اپنے بادشاہ کو پکڑ لین یہ نمک حرامی اچھی نہین بہ حکم و کمر تخت سے اُٹھا عیار اسکا مہیر حیلہ گر ہو اسنے عرض کی اے شہنشاہ عجب ملک ہے حسن و جمال کا تو ہوشربا پر خاتمہ ہے زوجہ افراسیاب ملکہ حیرت جادو حسن مین بے نظیر رشک ماہ منیر افراسیاب کو مار کر اسیر قبضہ کیجیے فوراً جمال شہنشاہ دیکھکر عاشق ہوگی مین نے نام ملکہ صرصر شمشیرزن کا سنا ہے بڑی حسین و جمیل عیارہ ہے اور فنون عیاری مین بھی کامل و اکمل لیکن ہمارے مقابلے کیا عیاری کریگی ایک ہی فقرے مین رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوگی اور یہ بھی یقین ہے کہ جب افراسیاب تصویر ملک

آمد سُنیگا فوراً شہنشاہ لاچین کو قید سے رہا کرکے برائے قدمبوسی حاضر ہوگا کبھی شاہان بنگالہ اپنے
ملک کے باہر نہین نکلے غرض دو دن مین سترہ لاکھ ساحر جمع ہوکر سامنے تزلزل کے آئے لشکر کی جمعیت
دیکھکر شاہ بہت خوش ہوا چار ہزار آتشین سے نے آکر تخت اسکا کاندھے پر اُٹھایا بڑے دھوم سے شاہ
بنگالہ نے کوچ کیا منزلین طے کرتے ہوئے چلے گذر لشکر کا طرف سے توسن حصار کے ہوا شہنشاہ کو پیاسے
خبر ہوئی کہ شاہ بنگالہ خبر انتزاع سلطنت لاچین سُنکر برائے مقابلۂ افراسیاب جادو جاتا ہے یہ سُنکر
اُسی وقت توسن نے ایک نامہ نزد افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ شاہ بنگالہ میری سرحد سے جاتا ہے
مین اسکو روکتا ہون لیکن تزلزل ساحر زبردست ہے نشۂ بادۂ سحر سے مست ہے غلام اپنی فوج لیکر
روکتا ہے مقابلہ پڑیگا تب اُسکو حال کُھلیگا کہ طلسم ہوشربا ہے لیکن آپ کا آنا ضرور ہے یہ نامہ
لکھکر روانہ کیا اور خود بیرون توسن حصار بارہ لاکھ فوج ساتھ لیکر فروکش ہوا تیسرے دن دیکھا کہ
تزلزل تخت سحر پر سوار پرے فوج کے جمے ہوئے علمہاے زنگاری کے پھرپرے کُھلے ہوئے اُسپر تعریف
جوگی جیپال مرحوم آمد فوج کی دھوم دھمیر جیلہ گرنے یہ خبر اسکو پہونچائی کہ سرحد دار افراسیاب آپکے
روکنے کو آیا ہے اسی کی قید مین شہنشاہ لاچین ہین تزلزل نے ایک نامہ شہنشاہ توسن کو لکھا کہ او نمک حرام
تم سب نے بغاوت کرکے شاہ اصلی کو قید کرلیا بہتر اسی مین ہے کہ شہنشاہ لاچین کو لیکر حاضر خدمت ہو
توسن نے جواب لکھا کہ ای شہنشاہ بنگالہ میرے پاس قید لاچین نہین ہے جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے
بڑا افسوس یہ ہے کہ اسقدر قلیل فوج لیکر آپ ملک ہوشربا پر لشکر کشی کرکے آئے ہین بہت پچھتایئے گا
ایک سرحد دار افراسیاب ہے مثل میرے شہنشاہ نیلم اُسکا لقب ہے اُسکا وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار
چالیس لاکھ فوج کا مالک ہے یہ حقیر بھی بارہ لاکھ فوج لیکر برائے مقابلۂ حضور حاضر ہوا ہے یقین ہے کہ سرکار کو
بڑی تکلیف ہو لَوٹ جائیے اپنا سامان عیش و راحت نہ مٹائیے اس طرح کے جو پیام و سلام آپسمین ہوئے
تزلزل کو تردد ہوا وزیر سیماب زمین کن اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور اب نامہ و پیام نہ کرین گرد فوج
کو ایک سحر مین مٹا دونگا میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے تزلزل نے اُسی وقت حکم دیا نام پر سیماب کے طبل جنگی
بجا یہ خبر توسن کو ہوئی توسن نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین طیاریان ہونے لگین جبکہ مبارز
چرخ چہارم نے جنگ شہنشاہ انوری کہ فتح کیا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان فرار پر
قرار کرکے قلعۂ مغرب مین چھپا شہنشاہ مہر منور بصد کر و فر مع فوج ضیاء و شعاع میدان چرخ زبرجدی مین

آکر صف بستہ ہوا یہ دونون لشکر علی الصباح میدان کارزار مین آئے سیماب زمین کن تڑپتا ہوا بڑے جوش وخروش مین آگے فوج ترزل کے بڑھا ہوا چار ہزار آتشین تخت شہنشاہ ترزل کو کاندھے پر اُٹھائے ہوئے پشت پر سترہ لاکھ فوج دریائے قہار کی موج اس جوش وخروش مین لشکر شہنشاہ بنگالہ میدان کارزار مین آکر پہونچا شہنشاہ توسن نے بھی لشکر کو جمایا جب دونون فوجین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کوکو کا لیت لیکر ہٹے سیماب زمین کن نے اپنا اژدر آتش فشان بڑھایا سیماب نام ہے چاہتا ہے ساحران توسن کو کشتہ کرون برائے مردان عالم یہی اکسیر ہے بیابانے کی تدبیر ہے میدان مین بلخشوری کہنے لگا عجائب و غرائب سحریہ دکھایا ایک سحر کیا سب نخل صحرا کے مثل جھاڑ کے روشن ہوگئے شاخین مثل شمع کافوری تھے مثل برق جہندہ بیخ سے شعلے نکل رہے ہین بعض نخل مثل چراغ جل رہے ہین چراغ لالہ نے سوزش دکھائی گلہائے خودرو نے گرمی بڑھائی توسن نے ہنس کر آواز دی ای سیماب ایسے سحر تو ہمارے غلام کرتے ہین بس ہم تمھاری لیاقت سمجھ گئے یہ مقام طلسم ہوشربا ہے ایک ایک ساحر یہان حید دکیتا ہے چاہتا تھا سیماب کے مبارزطلبی کرے کہ آسمان سے آواز نوبت ونقارے کی آئی لگا ابر ہفت رنگ بعد شوکت ظاہر ہوا ترزل بہ حیرت دیکھنے لگا زیر ابر ہزارہا طائران زمزمہ سرا بالحان یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

زاہد نے خاک لطف اُٹھائے شباب کے
دو گھونٹ بھی گلے سے نہ اُترے شراب کے

طوفان گریہ میرا یہانتک ہوا بلند
سب حرف دھو دیے ورقِ آفتاب کے

کی می کشی سے بحر مین کس بحر حُسن نے
دریا مین سرنگون ہین کٹورے حباب کے

دیکھو تو پاس عزت جلاد پردہ پوش
زخمون کے مُنہ مین قفل دیے ہین حجاب کے

ایسے جفا شعار سے اظہار آرزو
دیکھو تو حوصلے دلِ خانہ خراب کے

صحن زمین و بام فلک دونون غرق ہین
دریا ہین جوش پر مری چشمِ پُرآب کے

بس ہو چکی امید وفا آپ سے ہمین
بدلے ہوئے ہین ڈھنگ ابھی سے جناب کے

جس جا نظر پڑی مدِ ابرو کی تھی کشید
دیکھے گئے جو بند ہمارے حساب کے

پیری مین بھی گئے نہ یہ کاریون کے ڈھنگ
چھلے ہوئے ہین رنگ بہار خضاب کے

نالون کے زمزمون سے کسی دم نہین فراغ
نغمے خوش آتے ہین کسے چنگ و رباب کے

سینہ ہجوم داغ سے گلزار ہے نسیم
تختے کھلے ہوئے ہین برابر گلاب کے

ابر کی رعنائی وزیبائی طاؤس رقصان آمد بہار کے سامان فقط آمد بہار دیکھکر تزلزل ابھبوت ہوگیا اپنے
ساتھ والون سے کہتا تھا کہ کیا عمدہ ابر ہی اس ابر مین کون بزرگ آتا ہی وزرا نے عرض کی اس ذرہ بے
دل بیتاب ہی کہ آمد افراسیاب ہی حقیقت مین جو سامان بیاقت اسکو ممکن ہی کسی شاہ کو ایسا عظم وشان
ظاہری نصیب نہ ہوگا شاہ بنگالہ بنگاہ غور دیکھنے لگا ابر بصفت رنگ شفق ہوا دیکھا افراسیاب جادو
تخت زبرجدی پر سوار پھول در مروارید برستے ہوئے اس زور وشور سے افراسیاب آکر پہونچا
شہنشاہ توسن نے استقبال کیا افراسیاب آکے قلب سپاہ مین داخل ہو کر دور پر دا میر گھیرے ہوئے
افراسیاب نے بہ نگاہ قہر لشکر تزلزل کو دیکھا تزلزل نے جو عظم وشان افراسیاب جادو کو دیکھی
گھبراگیا اپنے وزراد امراسے کہہ رہا ہی حقیقت مین افراسیاب کا بڑا جاہ وجلال ہی ساحر یا بادشاہ
طلسم ہوشربا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ملکہ بہار گلعذار پہلوے تخت حیرت مین کمال لطف
سے کھڑی ہوئی ہین چہرہ آفتاب عالمتاب ابروون پر بل پڑے ہوئے نیمچہ اصفہانی جنبش مین ترچھی نگاہین
قتل عاشق کی کوشش مین بوٹا سا قد پھولون کا گہنا زیب جسم آڑی ترچھی بدھیان پڑی ہوئی مین زیور
مین پھولون سے لدی ہوئی مین سیماب جادو میدان مین تھا وزیر شہنشاہ بنگالہ جیسے ہی اسنے پکار کر
آواز دی کہ تمکو امون کی طرف سے کون نکلیگا افسوس کا مقام ہی کہ شہنشاہ لاچین کو قید کیا بہتر اسی مین ہی
کہ یا تو شہنشاہ کو قید سے چھوڑ دو ورنہ کسی کو مقابلے مین ہمارے بھیجو افراسیاب نے پلٹ کے داہنی جانب
دیکھا جمال جہان آراے بہار پر نگاہ پڑی بہار نے ہاتھ باندھکر عرض کی مین جاؤن اگر حکم ہو سیماب
کو کشتہ کرون اسکے قتل کی تدبیر یہ ہی حکم شہنشاہ ہمارے واسطے اکسیر ہی افراسیاب جادو نے مسکرا کے
کہا اے ملکہ تمھین اختیار ہی سیماب بہت بیقرار ہی ملکہ بہار نے طاؤس زرین بال بڑھایا سیماب نے
گولہ اٹھا کر مارا ملکہ بہار کے تیور پر بل پڑا انگلی اٹھائی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا اسپر طرہ یہ کہ طرہ پھولون کا
نکالکر پھینک مارا طرہ جاکر بکھرا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی پھولون نے آنکھین کھولین غنچے مسکرا کے شاخون سے
ہاتھ بڑھائے جو پتے مثل چہرہ مدقوق زرد تھے وہ سبز ہوئے عروسان چمن نے گھونگھٹ اٹھے صبا
عطرائی بوے خوش آئی درخت وجد کرنے لگے سیماب کو دیکھا حیران حیران حالی جہان آراے ملکہ بہار
کو دیکھ رہا ہی ضبط کرتے کرتے پکار اٹھا نظم

دکھاتا ہی چھری پھر مژدہ بیداد دیتا ہی
بہار کیا دم بیتابی ہمین صیاد دیتا ہی

کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے مزاجِ یار کی صورت ۔۔ مزا آنکھوں میں آ کیا عالم ایجاد دیتا ہے
وہ محتاجی ہوئی ہے دولت تقدیر سے حاصل ۔۔ کہ سایہ بھی نہیں یاں دامنِ فریاد دیتا ہے
نہ بازو میں ترے قوت نہ خنجر میں روانی ہے ۔۔ ہمیں تکلیف بیجا کس لیے جلاد دیتا ہے
لہو کیسا فراق روح ہوتا ہے کوئی دم میں ۔۔ ندامت کیوں ہمیں اے نشترِ فصاد دیتا ہے
نہ توڑیں آج تک بھی بیڑیاں زورِ جنوں تو نے ۔۔ مجھ کو دل کیوں نہ سر طعنے مجھے حداد دیتا ہے
یہ کیوں گھبرائے فریاد و بیتابی سے اے پیارے ۔۔ دعائیں تم کو کوئی بندۂ آزاد دیتا ہے
سنائینگے نوید قتل وہ شاید کہ پہلے سے ۔۔ مجھے جوشِ سرِ ماتم مبارکباد دیتا ہے
نسیم دہلوی تو بھی مگر شاگرد مومن ہے ۔۔ کہ ہر ہر شعر لطفِ بندشِ استاد دیتا ہے

جوش و خروش میں یہ غزل پڑھتا ہوا آگے بڑھا ملکہ بہار نے پوچھا کیسا مزاج ہے ہاتھ باندھ کر عرض کی میں تو غلام ہوں بہار نے کہا اے سیماب انصاف کر کہ تجھ ایسا چاہنے والا بات کا نباہنے والا ہمیں ممکن ہو مگر جان کا ہمکو خوف ہے بادشاہ بنگالہ وعدہ کر کے آیا ہے کہ فصل بہار کو مٹا دونگا اسکے مٹانے سے فصل بہار مٹ نہیں سکتی بہار پیرایۂ عالم باغبان قضا و قدر بہار و خزان کا حاکم ہے کل امورات کا ناظم ہے اب تم اسکا سر لاؤ سیماب بل کرتا ہوا چلا تزلزل دیکھ رہا ہے کہ سیماب پلٹا چہرہ سُرخ ابرو ہلتے ہوئے تلوار کو نیام انتقام سے کھینچا ہے تزلزل نے کبھی اسطرح کا سحر دیکھا بھی نہیں تھا بے اختیار پکار اٹھا یا خداوند جو کی جبیال یہ کیا حال ہے سیماب پلٹا ہوا آتا ہے خداوند اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیں سیماب نے آکر گولہ مارا آواز دی او بھیا تجکو بادشاہ بنگالہ کسنے بنایا تجکو یہاں آتے خوف نہ آیا حکم ملکۂ عالم ہے کہ وہاں سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو ورنہ قیامتیں برپا کر دونگا سر تیرا کاٹ کے لیجاؤنگا الا دنگار جو سیماب سے متعلق ہیں بیقرار ہو کر دوڑے پکارتے ہوئے ارے کہاں آتا ہے لیکن سیماب کب سنتا ہے اسی جوش و خروش میں قتل کرتا ہوا قریب تخت شاہ بنگالہ پہونچا چاہا تخت پر ہاتھ ڈالدے شاہ بنگالہ نے بہت بہت سمجھایا جب اسنے نہ مانا شاہ بنگالہ کے منھ سے نکلا تیری قضا آئی ہے سیماب نے جیسے ہی تلوار کھینچی تزلزل نے ایک دو ہتڑ تخت پر مارا شعلہ بھڑک کر سر پر سیماب کے گرا سیماب مثل سیمۂ نشاب ہلاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نامم سیماب جادو بود و ہمہ حیلہ گر عیار ہلادے تخت تزلزل میں گڑا ہے اسنے کہا اے شاہ بنگالہ اب جانیکا نصد نہ کیجیے کسی کو میدان میں نہ بھیجیے طبل بازگشت

بکر اگرچہ ساکنان طلسم ہوشربا کا سحر قیامت کا ہی پکار کر کہدیجیے کہ اے افراسیاب تجکو ایک ہفتے کی مہلت دی
وہ اس دھوکے مین رہیگا مین وعدہ کرتا ہون کہ افراسیاب کو پکڑ لاؤنگا آج دن اچھا نہین ہی ترلزل بھی
سیماب کو قتل کرکے پچتا رہا تھا عیار نے جو اس طرح سمجھایا اسکے بھی خیال مین آیا کہ ساحران طلسم ہوشربا
بہت ساحران زبردست ہین اُسی وقت طبل امان بجوایا پلٹ گیا اسی سوچ مین چپ بیٹھا ہی عیار اسکا لشکر سے
نکلکر چلا لشکر افراسیاب مین آیا پھرتا پھرتا قریب دربارگاہ پہونچا دیکھا چوبدار لیسیا دل دربارگاہ شہنشاہ
افراسیاب پر بڑے بڑے ساحر ٹہل رہے ہین ہوا کا بھی اس جگہ گذر نہین ہمیز حیلہ گر جس سوچ مین کھڑا ہی کہ
کیونکر اندر بارگاہ افراسیاب کے جاؤن جو اپنے بادشاہ سے وعدہ کیا ہی اُس وعدے کو بجالاؤن کہ آواز
زنانی کی آئی پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ صرصر شمشیرزن معشوقہ پریزن بالباس عیاری سے آراستہ جست وخیز
کرتی ہوئی آتی ہی نگاہ جو ہمیز حیلہ گر کی پڑی کبھی قریب سے نہ دیکھا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا
چاہتا ہی خاک پا توتیائے چشم کرون گرد اس محبوب کے پھرون چست و چالاک طرار و فرار صرصر کی بھی
نگاہ پڑی کہ ایک شخص غیر وضع کھڑا ہوا مجکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی صرصر قریب آئی سمجھ تو گئی کہ کسی کی
فکر مین آیا ہی شخص غیر کیا عجب ہی کہ عیار شاہ بنگالہ ہو ہنستی ہوئی قریب آئی مسکرا کے جو پوچھا کہ کیون صاحب
اُسکی فکر مین ہو ہمیز مر گیا کہا حضور مین ایک شخص غریب ہون تلاش مین روزگار کے نکلا ہون صرصر نے
باتون مین لگا کر حلقہ ہائے کمند مارے ہمیز کو یہ کیا لیاقت تھی کہ حلقہ ہائے کمند صرصر سے نکلتا صرصر نے
حباب مار دیا ہمیز بیہوش ہوا صرصر نے پشتارہ باندھا چاہتی ہی کہ لیکر چلون وہان ترلزل بادشاہ
بنگالہ تخت پر بیٹھا تھا وزرا و امرا کہ رہے ہین نہین معلوم ہمیز پر کیا گذری اے شہریار اگر سحر کا مقابلہ پڑا بڑی
مشکل پڑ گئی ایک سحر عورت نے ایسا کیا کہ سیماب ایسا شخص قتل ہوا ترلزل نے کہا یارو تم میرے سحر
سے آگاہ نہین ہو زمین کے طبقے ہلا دون اس وقت بتاؤن کہ میرا عیار کیا کر رہا ہی میرا عیار بلائے روزگار
ہی یہ کہکے آواز دی یا جوگی جیپال ہمیز کی خبر چاہتا ہون آسمان پر برق چمکی آواز آئی اے مقبول بارگاہ
خداوندوا ای بادشاہ ہنرمند ہمیز حیلہ گر کو صرصر نے پکڑ لیا خدمت مین افراسیاب کے لیجایا چاہتی ہی
یہ سنکر ترلزل تخت سے اُٹھا ترکیب پرواز پیدا کیے یہان صرصر شمشیرزن نے جب پشتارہ باندھا تو ٹبرہ تھرونکا
کسوت عیاری دیکھکر یہ تو سمجھ گئی کہ یہ کوئی عیار ہی شہنشاہ قبلوا لینگے پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا دوسری
سے صبا رفتار بھی دیکھ رہی تھی کہ ہماری اُستانی نے کسی کو گرفتار کیا کہ ایک برق چمککر آسمان سے گری

صرصر کی آنکھ بند ہو گئی لکہ ابر گر صرصر کو اُٹھا کے لیچلا صبار فتار نے جو دیکھا کہ آستانی کو کوئی لیے جاتا ہی صورت بدلتی ہوئی چلی رنگ و روغن عیاری کا لگاتی ہوئی مرد کی صورت بنتی ہوئی اور یہی خیال ہی وہ ملکہ ابر بارگاہ تزلزل مین جا کر اُترا صبار فتار کمند انداز اندر بارگاہ کے پہونچی اب دیکھا اُسنے کہ شاہ تخت پر بیٹھا ہی سامنے ایک عیار کھڑا اور رہا ہی اور صرصر کا پشتارہ بیچ بارگاہ مین رکھا ہی شاہ بنگالہ فخر کر رہا ہی کہ بھائیو دیکھا تمنے یہین بیٹھے بیٹھے مجکو معلوم ہو گیا کہ عیار پکڑ گیا چشم زدن مین لے آیا عیار نے رو کر کہا ای شہنشاہ مین اسکے دام گیسو مین گرفتار ہو گیا تعریف حسن و جمال سُنکر خواہشمند تھا جب اس ظالم سے آنکھ ملی زخمی تیغ ابرو ہوا امیدوار ہون اسکو سرکار میرے واسطے راضی کر دین تزلزل نے سحر اُتارا کہا ای ملکہ صرصر ہمارا عیار ہمیز حیلہ گر نصف سلطنت کا مالک ہی اسکو بہ شوہری قبول کرو دست بستہ عرض کرتا ہی دم محبت کا بھرتا ہی اسکی خواہش قبول فرمائیے سارے لشکر کا تمکو حاکم کر دونگا جوش محبت عرض کر رہا ہی جب بادشاہ نے اس طرح کہا ہمیز حیلہ گر نے ہاتھ باندھکر عرض کی ای سرو باغ محبوبی و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی

نظم

سُنائے کیا تمھین بیمار ناتوان فریاد | کہ دل سے آنہین سکتی ہی تا زبان فریاد
شب فراق مین تا صبح میرے ساتھ رہی | بہت دنون مین ہوئی مجھپہ مہربان فریاد
فراز چرخ سے تا عرش کون سا ہی سفر | ابھی نہ جائیگی دیکھو کہان کہان فریاد
صدا نکلتی ہی ہر استخوان سے وقت شکست | مین گر کے خاک پہ کرتا ہون بے دہان فریاد
فلک کے ظلم سے ہر وقت لب پہ آہین ہین | جفائے پیر سے کرتے ہین نوجوان فریاد
وہ لطف کرتے ہین دل دیکھنا جو ہی منظور | مجھے ہی ڈر نہ رُکے وقت امتحان فریاد
ہزار طور سے ڈھونڈھا پتا نہین ملتا | نکل کے مُنھ سے ہوئی بے نشان کہان فریاد
بلند یان جو سمائین مزاج عاشق مین | بہت دنون سے ہی سیاح آسمان فریاد
یقین ہی کہ دکھائے نسیم کچھ تاثیر | نہ جائیگی کبھی عاشق کی رائگان فریاد

صرصر نے مُنھ پھیر کر جواب دیا کہ مین افراسیاب کی کنیز ہون ملکہ حیرت کی خدمتگار خبردار ایسے کلمات کبھی زبان پر نہ جاری کرنا ورنہ بہت پچھتائیگا میرا شاہ میری ضرور مدد کو آئیگا شاہ بنگالہ دو صرصر سے کلام سخت ہونے لگے شاہ بنگالہ نے دیکھا صرصر خوف نہین کرتی جواب سخت دیتی ہے

صبا رفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا فوراً وہان سے بھاگی دربار مین افراسیاب کے آئی
افراسیاب بصد شوکت دربار مین بیٹھا ہو کہ صبا رفتار نے آکر سب کیفیت بیان کی اور رو رو کر عرض کی
ایسا نہ ہو کہ اُستانی کو قتل کر ڈالے یہ سُنکر افراسیاب جادو اُٹھا کہا کیا مجال ہی کہ میری عیارہ کو
قتل کرے جب افراسیاب تیغہ پکڑ کر اُٹھا باغبان نے دامن تھام لیا کہ مین حضور کو نہ جانے دونگا
آپ کا کیا کام ہی مین ابھی جا کر صرصر کو لاتا ہون مہیبر جبابرہ گر کی شامت آئی ہی دم بھر مین آفت
بپا کر دونگا یہ کہکے افراسیاب کو روکا اور آپ بہ قہر و غضب تمام چلا اُس وقت پہونچا کہ تزلزل نے
صرصر کو زیر تیغ بٹھایا جلاد شلنگین لگا رہا ہی حکم شہنشاہی کا مشتاق ہی کہ باغبان آسمان پر آکر ٹھہرا ایک
گیند پھولون کا مارا گیند پھٹا بارگاہ تزلزل مین اندھیرا ہوا باغبان نے اُتر کر تخت تزلزل اُلٹ دیا
تزلزل گرتے گرتے سنبھلا یا جوگی جیپال کہکے چلایا سحر کرون باغبان نے للکارا او شاہ بنگالہ
کیون شامت آئی ہی تزلزل و باغبان سے سحر چلنے لگے باغبان نے چاہا تزلزل کو زخمی کرون ممکن
نہ ہوا ایک گیند مار کر صرصر کو پنجے مین دبایا غصہ تو بہت تھا بارگاہ پر ایک لات ماری بارگاہ
لہرائی قریب تھا کہ گرے تزلزل بارگاہ کو سنبھالنے لگا باغبان اُتنے عرصے مین صرصر کو
اُٹھا کر بروے ہوا اُڑا تزلزل نے چاہا روکون باغبان مثل بوے گل نکلا باہر لشکر والون پہ پھر
ماش کے دانے پھینک مارے کئی ہزار ساحر جلے لشکر اسکا طی کرتا ہوا نکلگیا تزلزل بیرون بارگاہ
آیا دیکھا باغبان جا چکا بارگاہ مین بگڑنے لگا کہ یارو تمنے باغبان کو نہ روکا بدولت کے سامنے
بے ادبی کر گیا آج طبل جنگی بجے کل رمیدان افراسیاب سے سمجھونگا مہیبر نے کہا اب تم عیاری کا
ارادہ نہ کرنا مہیبر کے دل کو لگی تھی سامنے آ کہا بہت اچھا لیکن طرف لشکر افراسیاب کے چلا یہان
افراسیاب بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ شاہ بنگالہ کو موت لیکر آئی ہی ایک سحر مین بیکار کر دونگا مجکو اُسپہ
سحر کرتے شرم آتی ہی کہ باغبان صرصر شمشیر زن کو لیکر آیا کہا حضور یہ حاضر ہی صرصر نے
سب کیفیت بیان کی افراسیاب نے کہا وہ دیوانہ ہی ملک اُسکا تباہ ہوا چاہتا ہی زندہ اُسکو پکڑ
نہ جانے دونگا گرفتار کرلونگا یہ باتین کر رہا تھا کہ صداے طبل جنگ آئی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
تزلزل نے طبل جنگی بجوا دیا افراسیاب جادو نے کہا کل اسکی قضا ہی ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے
یہان بھی تیاریان ہونے لگین باغبان کہ رہا ہی سرکار کو نہ تکلیف پڑی گئی تحمیر شاہ بنگالہ نے کیسے

کچھ اسکی حقیقت نہین ہی مجھے فکر تھی کہ صرصر پر کوئی افتاد نہ پڑے اس واسطے صرصر کو بے نکلا بنگالے کے سحر کچھ مہمل ہین غلام نے جواب بھی دیے آپ کے تعلیم کردہ سحر ہین سے اگر ایک بھی کرتا وہ کیا دفع کرسکتا کل میدان کارزار مین ملاحظہ فرمائیے گا رات بھر یہی فکر رہی صنعت کا قول ہی کہ زمین کے طبقے اُڑادون بارگاہ دشمن آسمان پر پہونچادون وہ سحر کرون کہ منھ سے بات نہ نکلے زبان بند ہوجائے سرما وا مہریق کہتے ہین برق گرے پتھر برسائین دشمن کو ٹھنڈا کرین زندگی دشوار ہو انکا سحر بیکار رہے یکایک ساحر زرین پوش بصد جوش وخروش ہوید مخانۂ مغرب سے نکلا جھولی ضیا کی گلے مین ڈالے ہوئے اسباب سحر شعاع جسم پر آراستہ اس کر وفر سے میدان چرخ زبرجدی مین قائم ہوا دونون لشکر مقابلے مین آکر ٹھہرے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کوا کبیت کرکے کہکر ہٹے مسمار فلک سیر طرف سے شاہ بنگالہ کے نکلا میدان مین آکر للکارا صنعت طاؤس نے لونڈی عرض کی ای شہنشاہ آج لونڈی کو جانے دیجیے افراسیاب نے رخصت دی صنعت کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی بل کرتی ہوئی آتی ہی مسمار فلک سیر نے آگ برسادی صنعت ہنس دیتی ہی عجائب وغرائب پر مگر کسی کو دفع سحر گویا ہنسی ہی آگ برسا کی صنعت چپ کھڑی رہی مسمار نے آگ برسائی برف گرائی ہوا ٹھنڈی چلی کچھ زاغ وزغن پیدا ہوئے غل مچاکر چلے گئے صنعت نے کسی سحر کو نہ مانا یہی کہا کی او بنگالے کے بنگالی یہ سحر نہین ہی ہماری کنیزین کھیلتے ہین یہ سحر کرتی ہین آگ برسائی ہمکو گرمی بھی نہ معلوم ہوئی پانی اسقدر برسا آبرو پر زوال نہ آیا طائرون کو دیکھکر ہوش نہ اُڑے دیکھ سحر اسکا نام ہی یہ کہکے ایک طائر مٹھی سے چھوڑا طائر اُڑکر غائب ہوا مسمار نے ایک نخل کو اشارہ کیا وہ نخل اپنے مقام سے اُکھڑا مسمار کی مراد یہ تھی کہ صنعت پر جا گرے بیچ عمر کو کاٹے صنعت نے آواز دی او نخل اپنے مقام پر جم جا وہ نخل قائم ہوا پتے گرنے لگے شاخین دست ہوس بیچ مین کسمس شاخ کلان شق ہوئی ایک آشیانہ بنکر تیار ہوا صنعت نے آواز دی ای طائر طلسمی کیون چھپا بیٹھا ہی اسکے ہوش نہین اُڑاتا اُس شاخ شکستہ سے ایک زاغ پیدا ہوا ایک زغن آسمان سے آئی زاغ وزغن مین منقار وپنجہ چلا زغن نے زاغ سیہ رو کو چیر کر پھینکدیا زاغ کے شکم سے اُسی وقت دو بیضے نکلے زغن نے بیضون کو پرون پر سنبھالا آشیانے مین آکر بیٹھی انڈون کو سینے لگی چند ساعت مین دونون بیضے شق ہوگئے ایک بیضے سے ایک طائر بصورت موسیقار پیدا ہوا ایک بیضے سے زاغ نکلا نکلتے ہی زاغ نے زغن کو

کاندھے پر سوار کر لیا مثل انسان کے آواز دی ای زغن طلسمی باغ شیدا مین چلو وہان چلکے بسیرا کرین یہان میان موسیقار کی عملداری ہی زاغ و زغن اڑتے ہوئے غائب ہوئے وہ طائر بصورت موسیقار شاخ نخل پر بہ رعنائی بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا پکار کر آواز دی مسمار فلک سیر ہمہ نگاہ کرد نہ آہ کرد نہ واہ کرد چند اشعار ہمکو یاد ہین سُن لو نظم

ہنس رہے ہین شور سُن سنکر مری فریاد کے
اب تو نالے ہو گئے مژدے مبارکباد کے

برق کے مانند کڑکی گر پڑے قصر بلند
رہ گئے افسانے دنیا مین مری فریاد کے

دل اگر شادان رہے دیتا ہی چہرہ روشنی
اور ہی ہوتے ہین جلوے خانۂ آباد کے

شکل اُنکی پھر نہ دیکھی جبکہ ٹپکے آنکھ سے
اشک بھی کیا ناز تھے یار ستم ایجاد کے

اشک پہونچے بہتے بہتے دامن محبوب تک
حوصلے کیا بڑھ گئے اس کو رادرزاد کے

التفات آرزو سے جز ندامت کیا حصول
چاہیے بندے کہ شاکی ہون نہ اُنکی یاد کے

منھ سے دیتا ہی اپنا رشتۂ امید وصل
شکوے کر سکتے نہین ہم یار کی بیداد کے

واہ کیا کیفیتین تھین دل نہ گھبرایا کبھی
مدتون دیکھے تماشے عالم ایجاد کے

پوچھتے ہو جس لیے تم وہ مجھے معلوم ہی
کیا سُنو گے حال میری خاطر ناشاد کے

مستیون سے حُسن کی آنکھین ہا کرتی ہین بند
کب خیال آتے ہین اُس غافل کو میری یاد کے

سمت طینت کے لیے لکھی گئی پانی کی موت
بارہا تیزاب سے کشتے بنے فولاد کے

آہ کیون دی جان اجل کو ہاے کیونکر جی اٹھون
ڈھونڈھتے ہین اب مجھے احسان مرے جلاد کے

پھول پتے ڈالیان سب منتشر ہین ای نسیم
رنگ سب بیرنگ ہین اس گلشن ایجاد کے

ان اشعار عبرت آثار کو اس رنگ مین طائر نے ادا کیا کہ سُن سنکر مسمار سُن ہو گیا بحسرت پکارتا ہی ای طائر تو نے ہوش تو اڑائے کچھ سمجھ مین بھی تو آئے کہ مین کیا کرون صنعت سے لڑائی پڑی ہی نگاہ میری تجھسے لڑی ہی جو کچھ کہنا سمجھ کے کہنا ادھر صنعت نے پنجہ اُٹھایا کہا کیون نگوڑے طائر دشمن کا کام تمام نہین کرتا خالی رقص کرنے سے تجکو کیا فائدہ ہی ہمارے سحر کا یہی قاعدہ ہی مین مشہور ساحرۂ یکتا ہون منتظم سلطنت ہوشربا ہون جسنے سلطنت لاچین کو بگاڑا اُنکے سحر کا جھنڈا اُکھاڑا یہ کہنا تھا کہ طائر اُڑا سر پر مسمار کے عکس ڈالا آواز دی اب ہوشیار نہ ہونا نوشتۂ تقدیر کو پڑھ پڑھ کے

رونا اب دیرینہ ہوا اگر ہمارا خفا ہوتا ہی کیون اپنی مشقت کھوتا ہی سامری و جمشید یاد کرتے ہین آتش جسم
سے جل جلکر فریاد کرتے ہین یہ کہکر طائر غائب ہوا مسمار فلک سیر نے ایک چیخ ماری وجد کرنے لگا ٹھنڈی
سانسین بھرنے لگا تلوار کمر سے کھینچی اپنے گلے پر رکھی ایک آواز آئی جلد کھینچ بہادر کہین ڈرتے ہین اپنے کو
مطعون بدنام نہین کرتے ہین مسمار فلک سیر نے تلوار کھینچی سر کٹ کے گرا اندھیرا ہو گیا لیکن صنعت کا
سحر دوپہر مین تیار ہوا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من مسمار فلک سیر بود صنعت نے
نعرہ کیا او شاہ بنگالہ کیون اپنے کو مصیبت مین ڈالا تزلزل تخت سے کود از بخیرون سے کمر باندھنے لگا
قصد ہوا کہ میدان مین جاؤن افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صنعت خود شہنشاہ بنگالہ
چاہتا ہی بابدولت خود آئین صنعت نے کہا حضور آکر کیا کرینگے اس سحر کو بھی حضور نے دیکھا یہ زاغ کہانکا
رہنے والا تھا زغن نے کیا کمال کیا زاغ و زغن سے موسیقار پیدا ہوا یہ سحر ساختہ جمشید تاجدار تھا ایسے سحر
ہزار ہا دل طبیعت مین پڑے ہین یہ میرے مقابلے مین آئے اور مین نے انکی گردن لی صنعت تو یہ
باتین افراسیاب سے کر رہی ہی جھولی مین ہاتھ ڈالکر کچھ اسباب سحر بھی نکالا منتظر کھڑی ہی کہ تزلزل
نکلے تو مین جا پڑون سحر کرکے اسکو بھی قتل کرون آئندہ جو حکم سامری و جمشید ہو یہ سلطنت بنگالہ
سے نا امید ہو تزلزل کمر باندھکر بقہر و غضب تمام چاہتا ہی کہ نکلون پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ
اٹھا رعد کی گرج برق کی چمک ہزارہا اژدہے قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوے نمایان ہوئے سب اسی جانب
دیکھنے لگے یکایک ایک دناٹا ہوا کہ زمین کانپی ابر شق ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ فام کالی کالی صورت
حقیقت مین کالی کی مورت تاج سر پر اس سے شعلہاے آتش نکلتے ہوئے پشت پر تین لاکھ ساحر
ترسول بخسول ہاتھ مین جی سامری و جمشید کی بولتے ہوئے اس دھوم دھام سے وہ بادشاہ آکر
پہونچا تزلزل کو سلام کیا پکار کر آواز دی ماموجان آپ سرحد جمشید یہ سے آئے غلام کو سرفراز کیا
جب غلام نے مفصل کیفیت سنی تاب نہ آئی فوراً چل نکلا لشکر ہر وقت پر آکر پہونچا یہ کسکے نام سے جانیکی
صدا بلند ہی رنگ روے انور کیون متغیر ہی دل کو تردد ہوتا ہی تزلزل نے کہا ای اژدران بن ماران
تمکو ترا فخر حاصل ہی تمھارے قلعہ جمشید پرستان مین خداوند جمشید پیدا ہوئے مقام ولادت پر میلاد ہوتا
تمنے ناحق تکلیف فرمائی دو وزیر میرے مارے گئے مسمار فلک سیر کو صنعت نے نئے رنگ کا شعبدہ دکھا
اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مسمار مرا اب بھی صنعت للکار رہی ہی مین خود مقابلے کو چلا تھا اژدران نے

کہا واہ اموں جان آپ ایک وزیر کے مقابلے مین جائین مین جاتا ہون ابھی حرامزادی کی مشکین باندھکر
لاتا ہون ہرچند تزلزل نے منع کیا اژدران بل کر رہا ہی کہتا ہی ای شہنشاہ مجکو سنکے بہت ناگوار ہوا
اس نمکحرام نے لاچین کو پکڑ کے بڑا دعویٰ کیا غرور اسکا ظاہر ہی ہمارے حال سے نہین ماہر ہی یہ کہکے
اژدہے پہ سوار ہوا تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین تھا اژدر پر کوڑا کیا اژدر تڑپکر چلا جیسے ہی میدان مین پہنچا
صنعت نے گولہ مارا اژدران نے گولے کو کاٹا گولہ جو پھٹکر زمین پر گرا کئی سو ماران سیاہ اُس گولے
سے پیدا ہوئے قصد کرتے تھے کہ اژدران کو کاٹین کنجے اُٹھائے تھے ارادہ تھا کہ اژدران کو ستائین جب
اژدران نے اُن ماران سیاہ کو اپنی جانب آتے دیکھا یا جمشید کہکے نعرہ کیا ایک اژدہا زمین سے پیدا ہوا
اُسنے مُنہ کھولا ماران سیاہ دہن مین اژدہے کے گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ شمع پر پروانہ گرا اور
جلگیا تین گولے اسی طرح کے صنعت نے مارے مگر سب سانپ دہن اژدر مین جاکر غائب ہوئے
چہار جانب ہنگامہ ہی کہ یاروکس غضب کے سحر ہورہے ہین مصنف عرض کرتا ہی دوپہر کامل صنعت اژدران
سے لڑی بڑے بڑے سحر ہوئے ہزارون سانپ نکلے جوگی آئے فیل پہونچے شیر نکلے طائر اڑے کوئی کسی
سحر مین بند نہ تھا غروب نیر اعظم ہوچکا چاند نکلا تارے نکل آئے کبھی دن کبھی رات سحر دن کی کرامات صنعت
بھی کسی مقام پر کمی نہین کرتی ہی نئے نئے سحر کر رہی ہی تارے ٹوٹ ٹوٹ کے آسمان سے گرے اژدران بن
ماران کے کئی سو ساحر جلے جیسے ستارہ گرا گویا اُسکا ستارہ گردش مین آیا کسوف وخسوف کے سامان
ظاہر ہورہے ہین صنعت نے کئی مرتبہ نیر اعظم مین گہن لگایا آپ تاریکی مین چھپی لکہ ہے ابر سیاہ اژدران
پر گرے اسنے اپنے کو بچایا دن بھر اسی کدوکاوش مین گذرا جب دن تھوڑا باقی رہا اصل مین دن قلیل تھا
ثابت یہ ہوتا تھا کہ وقت دوپہر ہی نیر اعظم کی حرارت دھوپ کی حدت تھرا رہی ہی آواز ہیبتناک
آرہی ہی اژدران گھبرایا اُف اُف کرنے لگا صنعت کا بھی چہرہ سُرخ ہی سحر کر رہی ہی چاہتی ہی اسی گرمی
مین گرفتار کرون لیکن اژدران بڑا ہوشیار ہی ایک دستک دی کہ ابر تیرہ وتار آسمان پر چھایا پانی برسنے لگا
حدت موقوف ہوئی صنعت گھبرائی کہ یہ سحر تو مین نے انجام کا کیا تھا یہ کیا غضب ہوا ہوا ٹھنڈی چلی گرمی
موقوف ہوئی برف برسنے لگی کئی ہزار جوان اسمین بھی ٹھنڈے ہوئے اب پھر صنعت نے چاہا تھا کہ بڑھکر
سحر کرے اژدران زمین پر گرا غلطک مارکے ایک اژدہا بنا دم کھینچا صنعت گری مثل تنکے کے
لوٹ مارتی ہوئی قریب دہن اژدر پہونچی اژدر نے صنعت کو اپنے دہن مین لے لیا غلطک مار کے

النسان بناسب نے دیکھا کہ صنعت سحر ساز ایک قفس آہنی مین بند ہے زبان مین سوزن آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے
سر جھکا ہوا اشارون سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ حوصلہ سحر کا دل مین رہگیا ہر مرتبہ کف افسوس ملتی تھی آتش حسرت
مین جلتی تھی اژدران صنعت کو لیکر پلٹا پکار کر آواز دی او نمکحرام تو نے ماموں جان کا کہنا نہ مانا اسکا یہ
بڑا ناز تھا کل تیرے سامنے اسکو قتل کرونگا ہم خاص خداوند جمشید کے نواسے ہین جو تحفہ جات بطور وراثت
ملے ہین اگر انکو صرف کرون تو تو ہوشربا کو چھوڑ کر بھاگ جائے افراسیاب کا قصد تھا اسی وقت جا پڑے مگر
ملازمون نے روکا کہا حضور شب ہو چکی ہے اب مناسب وقت نہین ہے سر میدان دیکھا جائیگا تزلزل
نے اژدران کو بیچ مین لے لیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے لیٹے مرقوم جادو سپہ سالار لشکر تزلزل کو
اسکے بھی سحر کا شہر بنگالہ مین غل ہے پھرا صنعت کا تزلزل نے مرقوم کو دیا مرقوم نے اپنی بارگاہ الگ
استادکرائی چالیس جادوگر ساتھ لیکر کرسی بچھا کے بیٹھا لیکن افراسیاب جادو رنجیدہ و کبیدہ غصے مین
کانپتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کسی سے کلام نہین کرتا سر جھکا کے بیٹھا ہے کہ صدائے طبل جنگ کان مین
آئی کہا ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیسی آواز ہے صرصر آکر پہونچی کہا حضور شاہ بنگالہ نے پھر طبل جنگی بجوادیا
میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہے صبح کو صنعت کو قتل کرکے میدان مین آئیگا افراسیاب نے کہا
کیون ای صرصر ہم زندہ ہین اور صنعت قتل ہو جائے بڑے افسوس کی بات ہے صرصر نے کہا کیا مجال ہے
صبح نہ ہونے پائیگی صنعت کو چھڑا لاؤنگی یہ کہکے صرصر چلی سوچتی ہوئی کہ کس تدبیر سے صنعت کو رہا کرون
کچھ سوچ کے طرف جنگل کے گئی مرقوم جادو بیٹھا ہے تقدیر کا لکھا پیش آیا چاہتا ہے دوپہر رات
گذری ہے اٹھ کے ٹہلنے لگا کہ صحرا سے ایک آواز آئی ای طغرا کش خط محبت وای شیرازہ بند کتاب مودت
نام مرقوم ہے مہر کتاب مین تمھاری دھوم ہے ذرا ہمارے پاس آؤ ہمین تمھارا بڑا اشتیاق ہے فراق شاق ہے نظم

جانتے ہین ہمسے شرمائینگے آپ
مہربانی آج فرمائینگے آپ
جانتا ہون بندہ پرور عادتین
رند ہون کیا مجکو سمجھائینگے آپ
کیا ارادہ ہے ذرا ہم بھی سنین
سمجھے ہم کوئی بلا لائینگے آپ

عمر بھر ای جان ترسائینگے آپ
کوئی دم تسکین دل ہوجائیگی
کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ
دیکھیے مین بھی کہونگا کچھ ضرور
بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ
آئیے اب جلد مین مہمان ہون

کیا بھلا ہمکو یقین آتا ہے یہ
میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ
یہ نصیحت حضرت ناصح معاف
پھر بشکل زلف بل کھائینگے آپ
بے سبب آرائش گیسو نہین
پھر بھلا مجکو کہان پائینگے آپ

کل کے سب اقرار پورے ہو گئے — آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ
اب یہانسے کسطرف جائینگے آپ — صبح ہے بستر اُٹھایا کیون نسیم

اس طرح کی یہ آواز دلفریب آئی کہ مرقوم ٹہلتا ہوا طرف صحرا کے چلا کنارے سے لشکر کے نکلا تھا کہ دیکھا ایک نخل کے سائے مین ایک حور خصال پری جمال معشوق خوشخو عنبرین مو خال ہند وچشم جادو نخل کے سائے مین کھڑی ٹہل رہی ہے کچھ اشعار پڑھتی ہے تارون کو آسمان کے دیکھکر آواز دیتی ہے گردش سیارگان سے ثابت ہے کہ معشوق سرکش سے ملون انجام فراق ہو قطع اشتیاق ہو لیکن کیون دیر ہے تقدیر کا پھیر ہے مرقوم یہ لفظ دیکھکر دائرہ حیرت مین پھنسا حیران تھا کہ یہ نازنین میرا نام کیا جانے مین نے کبھی اسکو دیکھا بھی نہین مگر جمال پر مائل ہوا پکارکر آواز دی یہ خیرخواہ حاضر ہے خلاف نہ ہو اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا کہا او جلاد صاحب بیداد کیون آتا ہے ارے ہمکو فریاد کرتے کئی دن گذرے تو نے خبر بھی نہ لی دیکھ تو یہ کیا لکھا ہے تیرا نام مرقوم ہے ہمارے مالک نے تجکو خط بھیجا ہے عورت کو یہ مناسب نہ تھا کہ بلا تکلف تیرے لشکر مین چلی آتی آج قریب لشکر کے اپنے کو پہونچایا شکر ہے کہ تمکو خبر ہوئی مجکو بہ نگاہ محبت کیا دیکھتے ہو مین جس شاہزادی کی کنیز ہون اُسنے اشتیاق نامہ تمھارے نام بھیجا ہے اب تردد نہ کرو اس نازنین نے یہ کہکے جیب سے نامہ نکالا ہاتھ مین دیا مرقوم نے دیکھا سرنامے پر ایک چھوٹی سی مہر اسمین نام لکھا ہے ملکہ آئینہ رخسار عاشق مرقوم نامہ بہدست گلگونہ غزال چشم حیران ہوکر مرقوم نے کہا کیون صاحب بی آئینہ رخسار کون صاحب ہین اُس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق تیری تصویر ایک سوداگر نے بیچی ملکۂ عالم تیری تصویر کو دیکھکر عاشق ہوئین آٹھ پہر رویا کرتی ہین مین نے ایک دن حال پوچھا ملکۂ عالم نے رو رو کر کیفیت بیان کی مین نے عرض کی مین نامہ لیکر جاؤن اُس ظالم خودسر کو سمجھاؤن ای مرقوم اُنکے باپ سکندر والاحشم بادشاہ قلعۂ مرآت نما صاحبزادی اُنکی آئینہ رخسار سلطنت بحار قلعہ بالاے کوہ واقع ہے نہایت تکلف سے وہ شاہ سلطنت کرتا ہے ملکہ کی خواہش مین بڑے بڑے شاہون نے نامے لکھے آج تک ملکہ نے کسی کو قبول نہین کیا مگر تمھاری تقدیر نے زور مارا مرقوم حیران جمال محو دیدار ہو رہا ہے خوشی کے مارے بند قبا ٹوٹ گئے دل سے کہتا ہے کہ جسکی کنیز ایسی ہے وہ شہنشاہ ملک خوبی کیسی ہوگی اُس نے کہا حیرت مین کیون ہو نامہ کھولو تمھارے دیوانہ کرنے کی تدبیر ہے اُسی معشوق کی تصویر ہے مرقوم نے نامہ کھولا دیکھا ایک محبوب مطلوب کی تصویر کھنچی ہوئی ہے اپنی تصویر کو اُسکے ہاتھ مین پایا بلائین لینے لگا تصویر کے گرد پھرنے لگا

اُس نازنین نے کہا ای مرقوم کیون گھبراتا ہی ملکہ نے خود تجکو طلب کیا ہی نامے مین اشتیاق لکھا ہی نامے مین بھی
وہ مضمون جان گزا ہائے دل بیقرار ہو گیا اُس نازنین نے کہا ای مرقوم ملکۂ عالم نے ایک گلوری اپنے ہاتھ سے
لگا کے دی ہی اگر مناسب ہو تو نوش کرو اپنے پاس سے گلوری نکالکر دی مرقوم نے گلوری کو کھولا لکھا ہوا
پان بھی اُسمین پڑا ہی گویا یاقوت احمر کے ٹکڑے سمجھے جلدی مین کھا گیا گھبرا کے کہا ای نامہ بر میرا دل گھبراتا ہی
نازنین نے کہا اُٹھکر ٹہلو مرقوم ٹہلنے کو اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا نازنین نے نعرہ کیا کہ منم
ملکہ صرصر شمشیر زن بڑھکر مرقوم کی زبان مین سوزن دیا اُٹھا کر ایک درۂ کوہ مین ڈالدیا مرقوم کی
شکل بنکر صرصر چلی نگہبانون نے کہا کون آتا ہی کہا مرقوم جادو تمھارا افسر سب جادوگر واسطے استقبال کے
اُٹھے مرقوم نقلی آ کر کرسی پر بیٹھا کہا جائیو ایک پیالہ شراب کا لاؤ ملازم جا کر شراب لائے شراب سب کو
پلا کر بیہوش کیا اسی مرقوم کی شکل بنی ہوئی اندر خیمے کے آئی ملکہ صنعت کا قفس اُتارا صنعت نے کہا اگر
صرصر زبان سے سوزن نکال مین تڑپکر نکلون صرصر نے بڑھکر سوزن نکالا صنعت نے سحر کیا ہتھکڑیان
بیڑیان کٹین صنعت نے چاہا قفس سے بھی نکلون قضائے کار مشہور شبگرد طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا دل مین
سوچا خیال آیا کیا باعث ہی کہ نگہبان آواز نہین دیتے جھپٹ کر قریب آیا پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک عیارہ
نے صنعت کو رہا کیا صنعت قفس کو توڑ کر نکلا چاہتی ہی مشہور نے آواز دی ارے تو کون صرصر
نے جھپٹ کر حباب مارا مشہور کوتوال زمین پر گرا صرصر نے اسکا سر کاٹ لیا مشہور کا مرنا آواز جو
بلند ہوئی ساتھ والے دوڑ پڑے صنعت جو قفس توڑ کر نکلی اُڑ کر سنگریزے مارے سحر کرتی ہوئی نکلی
کسکی مجال تھی کہ صنعت کو روکے صنعت نے تیر برسا دیے کئی بارگاہین جلا دین اژدران پڑا ہوا
سوتا تھا لشکر کا ہلڑ سنکر باہر آیا پوچھا لشکر مین کیا معرکہ ہی ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ ملکہ صنعت کو
جو قید کیا تھا وہ چھوٹ گئی وہ ہی لڑ رہی ہین شعلہ جوالہ بنی ہوئی ہین اژدران غصے مین جلا اُس وقت آگ
ہو گیا ملکہ لڑتی بھڑتی نکلگئی تھین اژدران نے کہا میدان مین سمجھونگا یہ کہکے لیٹ گیا ستارۂ سحری
چمک چکا تھا تخت پر سوار ہو کے طرف میدان کارزار کے چلا یہان افراسیاب منتظر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے
خبر دی کہ ملکہ صرصر نے ملکہ صنعت کو چھڑا لیا لیکر آتی ہین افراسیاب خوش ہو کے اُٹھ کھڑا ہوا صنعت
آکر پہنچی گلے سے لگا لیا صرصر کو موتیون کا مالا دیا اتنے مین توسن نے آکر خبر دی بڑے زور و شور سے
اژدران بوہ ماران مع شہنشاہ جنگالہ میدان مین آگیا آپ کا لشکر بھی پہونچ چکا ہی حضور کے مشتاق ہین

افراسیاب اُسی وقت اُلّو پر سوار ہو صنعت کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا صرصر ایک گوشے مین آئی جب دونون لشکر میدان کارزار مین آئے کڑکیت کڑکا کہنے لگے تزلزل نے کہا اژدران بن ماران آج مین میدان مین نکلونگا افراسیاب کو جاکر لوٹونگا مین نے خبر پائی ہر اسی توسن حصار مین قیدخانہ ہر اُسی مین شہنشاہ لاچین قید ہین اگر توسن جادو کو مارا اور شہنشاہ لاچین کو رہا کر لیا بڑا نام ہوگا کل بادشاہ اپنے مقام پر کہینگے کہ شہنشاہ بنگالہ نے بڑا کام کیا ایسے بادشاہ کو رہا کر لیا اژدران نے کہا مین ایسا ہی کرونگا توسن ہی کو جاکر للکارتا ہون اُسپر سواری کا ٹھونگا ساری بدلگامی بھول جائینگے یہ کہکر اژدران چلا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی نمک حرام کاہل کہان ہر توسن جادو ہمارے مقابلے مین آئے تو معلوم ہوئے یہ سُنتے ہی توسن نے مرکب اُڑایا سامنے افراسیاب کے آیا کہا ای شہنشاہ اجازت میدان آج وہ میرا نام لیکر للکارتا ہر صنعت بھی حاضر تھی اسے کو دی عرض کرتی تھی ای شہنشاہ اژدران سے مجھسے دوپہر کامل سحر چلے مگر ابھی حوصلہ باقی ہر کہ جاکر اس نامرد سے لڑون توسن نے کہا ای ملکہ صنعت اب وہ میرا نام لیکر پکارتا ہر مجھکو جانا مناسب ہے مین تمھارے مقابلے مین اسکے سحر دیکھ چکا جاتے ہی قتل کرونگا یہ کہکے مرکب اُڑایا جیسے ہی توسن سامنے اژدران کے آیا افراسیاب کی بھی نگاہ لڑی ہوئی ہر توسن کا بڑا خیال ہر کہ ایسا نہ ہو توسن پر کوئی افتاد پڑے زندان خانۂ طلسمی کی کون حفاظت کریگا توسن جادو نے وہ انتظام کیا ہے کہ آج تک کسی کو ثابت نہین کہ شہنشاہ لاچین یہان قید ہین اژدران و توسن سے سحر چلنے لگے قیامت برپا تھی جھونکے ہوائے گرم کے چلنا زمین سے شعلۂ آتش نکلنا لشکرون کی تباہی توسن کی خیرخواہی نیچہ ہاتھ مین پڑے زور و شور سے گرا ہر توسن و اژدران سے وار چل رہا ہر ایک مقام پر اژدران نے نعرہ کیا آنکھون کے نیچے توسن کے اندھیرا آیا بغور جو دیکھا اژدران کو سامنے نہ پایا گھبرا کے توسن چہار جانب دیکھنے لگا پشت پر سے آواز آئی منم اژدران بن ماران یہ صدا سُنکر توسن پلٹا دیکھا وہ صحرائے ویران نہین ہر باغ مختصر مین کھڑا ہون چہار جانب گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نہر پر بلبل آسا ایک طائر ہفت رنگ شاخ نخل پر بیٹھا یہ غزل گا رہا ہے

نظم

کسقدر قید تعلق سے طبیعت پاک ہر	دامن مدفن ہمارا سو جگہ سے چاک ہر
ماتم خاموشش یہ کسکا تہ افلاک ہر	غنچے ہین لب بند ہر گل کا گریبان چاک ہر

کوئی بھی عریان زمانے مین نظر آتا نہین — جسم سمجھے ہین جسے وہ روح کی پوشاک ہی
عصمت جاوید شکل دیدۂ زنجیر ہی — آنکھ اپنی تہمت نظارگی سے پاک ہی
کس غضب کی شوخیان ہین حلقۂ زنجیر مین — بے نگاہی ہی مگر کیا دیدۂ بیباک ہی
ایک دن وہ تھا کہ تھین بالاے مسند کروٹین — ایک دن وہ ہی کہ ہم ہین یا کنار خاک ہی
رخصت ای توبہ معاف ای پاس تقوی آجکل — ولولے ہین مستیون کے دخت رز کی تاک ہی
مشکر آرایش نہ کر قاتل مرا سر کاٹ لے — ہان اسی تکمے کے قابل حلقۂ فتراک ہی
اپنے دم تک ہی فقط آبادی زندان کی دھوم — ہم نہین تو دیدۂ زنجیر مین پھر خاک ہی
مژدۂ راحت مبارک ہو تجھے ای ہمنفس — ہان تو اک دل ہی سو وہ بھی سوطرح غمناک ہی
اب خدا رکھے ہماری عصمت دیوانگی — گھورتے ہین دیدۂ زنجیر بیڈھب تاک ہی
چھلکے ہے ہین زیر مدفن سوز الفت سے تسنیم — مر کے بھی دل کو خیال روے آتشناک ہی

توسن زمزمہ سرائی سنکر منھ زور بان کرنے لگا آنکھین سُرخ ہوئین جست وخیز کرتا ہوا پو قدمے پر لگا قریب اژدران کے پہونچا اژدران نے کہا ای شہنشاہ توسن ہمنے تمکو اس واسطے تکلیف دی کہ قید شہنشاہ لاچین کہان ہی توسن سُنکر خاموش ہوا ہرچند اژدران پوچھتا ہی توسن منھ سے نہین بولتا اژدران نے کچھ ماش کے دانے پھینکے اب تو توسن قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای اژدران اصل یہ ہی کہ شہنشاہ لاچین پر بڑی بدعت ہوئی زندانخانۂ طلسمی مین قید ہی میرے وہ قید سپرد ہی مین سنے بوزینۂ جادو کو وہان کا حاکم کیا ہی اژدران نے کہا جلد جاؤ شہنشاہ لاچین کو رہا کرکے لاؤ یہ سنتے ہی توسن لپٹا باغبان نے افراسیاب سے کہا لو غضب ہوا توسن نے قبول دیا شہنشاہ لاچین کو چھڑانے جاتا ہی یہ سُنکر افراسیاب غصّے مین کانپنے لگا تخت سے کودا ایک چیخ ماری کہ کیا طلسم ہوشربا ٹوٹ گیا ارے جس طرح ہوسکے توسن کو اُٹھا کر لیجاؤ اگر نہ ہوسکے تو ما بدولت کسی بات مین عاجز نہین ہین خود بھی غائب کرسکتے ہین توسن نے چاہا پر پرواز پیدا کرکے اُڑ دن ایک زنگی سامنے سے پیدا ہوا اُسنے آواز دی او توسن کہان جاتا ہی اور بڑھ کر سلام کیا توسن نے کہا مین پاس بوزینہ کے جاؤنگا شہنشاہ لاچین کو رہا کرکے لاؤنگا زنگی نے کمر مین پنجہ دیا کہا ای توسن یہ بدلگامی اچھی نہین اب تھان پر چلیے مصالح کھائیے لاکھ توسن تڑپا پھڑکا زنگی پنجہ کمر مین دیکر لے اُڑا جاکر اُنکے قصر مین انکو

پہونچایا بادبان جادو انکی زوجہ بیبھی بھتی زنگی نے کہا انکی خبر لیجیے ایسا نہ ہو جا کر لاچین کو رہا کرین بادبان نے سحر کرکے توسن کورد کا یہان افراسیاب اژدران پر جا پڑا اژدران نے چاہا سحر کرون افراسیاب نے آواز دی ای رقاص دلفریب اژدران کو لینا یہ جو افراسیاب نے پکار کر کہا ایک آواز دلفریب آئی کہ ای شہنشاہ حاضر ہوتی ہون کہ پہلوے صحرا سے طبلے سارنگی کی آواز آئی گت بجتی ہوئی دو سارنگیان چھڑ رہی ہین طبلے کی آواز دلنواز معلوم ہوتی ہی بوندیان پڑ رہی ہین مجیرے کی جھنکار ایک نازنین چہارده سالہ نہایت حسین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار سرو قد دل آویز نازک اندام کبک خرام سامنے اژدران بن ماران کے آکر پہونچی گت ناچنے لگی اژدران دل سے متوجہ ہی تھوڑے ہی عرصے مین گت کو تمام کیا آنکھ ملا کر اژدران سے یہ غزل گائی نظم

دل جگر با ہم ہدف ہون سینۂ نخچیر مین
دوز با مین چاہیے قائل سنان تیر مین

سلسلہ تھا عقدۂ پر پیچ کا تقدیر مین
دی گرہ حداد نے ہر حلقۂ زنجیر مین

دور سے نا آشنا ہوتے ہین اکثر تیرہ دل
حشر تک آنسو نہ دیکھا دیدۂ زنجیر مین

خواب چشم منتظر کو باعث تقصیر ہی
اسلیے بیداریان ہین دیدۂ زنجیر مین

میرے رقت کی جو کھینچی دست مانی نے شبیہ
جز ہجوم اشک خامہ کچھ نہ تھا تصویر مین

اسقدر ٹکرائیے سر جس سے آہن ہو شگاف
جی مین ہی بیداکرین درخانۂ زنجیر مین

پیر ہن کچھ کہہ رہا ہی میری قربانی کا حال
رنگ ہی جلاد ہر تحریر دامنگیر مین

کم نہ ہوگی اپنی گردش چارہ گر تدبیر سے
صورت گرداب ہی سرگشتگی تقدیر مین

عصمت دیوانگی نے دی نہ رخصت دشت کی
عمر بھر ہمنے بسر کی خانۂ زنجیر مین

ساد گی دیکھو تمناے وصال یار سے
آج تک ہم ہین فریب آہ بے تاثیر مین

گر کوئی جاہل نہ سمجھے شعر تیرے ای نسیم
کون سا ترک ادب ہو جائیگا توقیر مین

اس دھن مین اس غزل کو گایا کہ اژدران مبہوت ہوگیا نازنین کی بلائین لیتا تھا کہتا تھا ای جان جہان تیری شمع جمال عالم سوز کا پروانہ ہوا اُس نازنین نے مسکرا کے کہا مین اپنے فعل کی حاکم نہین ہون میری اتنی جان باغ زنگار رنگ مین تشریف رکھتی ہین سب کا ملون کا وہان جماؤ ہی روز گانا رہتا ہی میرے واسطے نامہ جا بجا سے آتے ہین گر تم شہنشاہ بنگالہ کے کفیل ہو میرے ساتھ جلو مین اپنی

اقی جان سے عرض کرونگی وہ مجھکو تمھارے ساتھ کر دینگی جسدن بھوبنری بھر سے سب برادری والے جمع ہون سب کو معلوم ہو کہ رقاص دلفریب جسکو دیکھنے سے دل ناشکیب اژدران بن ماران کے ساتھ کتخدا ہو گئی اژدران قدمون پر گر پڑا کہا مین تمھارے ساتھ چلونگا مجھے اپنے ساتھ لو اُس نازنین نے طرف سازندون کے دیکھا کہا حقیقت مین مجھے بھی انسے خوف ہی منگانے والون سے کبھی روانہ ہوئی لیکن تخت لاؤ اُن سب نے جھٹ پٹ شاخہاے نخل کا مین تخت بناکر سامنے کیا رقاص دلفریب نے اژدران کا ہاتھ پکڑا تخت پر بٹھا لیا ڈھلنیے بجنیے بھی اُسی تخت پر بیٹھے اُسی طرح گاتے بجاتے ہوئے اژدران کو لیکر رقاص دلفریب تخت اڑاتی ہوئی طرف آسمان کے روانہ ہوئی یہ نہ کوئی سمجھا کہ کہان لیگئی افراسیاب نے پکارکر آواز دی کہ او تزلزل تو نے ادئی شعبدہ بادولت کا دیکھا کوئی دنیا مین ایسا ہی کہ اژدران کو لے اڑے تو سن کو ہمنے روکا تم نہ روک سکے اب جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین نکلے یا اگر اطاعت کرے شاید بادولت خطا معاف کرین تزلزل نے آواز دی ارے اس نمک حرام کو مار لو کیا غضب کا کمبخت نے سحر کیا اژدران کو ناچنے والی لیگئی تم مین کوئی ایسا نہین کہ اسکو سزا دے یہ کہکے بارہ لاکھ فوج کو اشارہ کیا سرخان کوہ ور سپہ سالار نے عرض کی غلام جاکر افراسیاب کا سر لاتا ہی شاہ بنگالہ نے تو سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا سرخان افراسیاب پر جا پڑا افراسیاب سے سحر چلنے لگا افراسیاب ان سحرون کو کب مانتا ہی جو سحر انسے کیا افراسیاب نے اشارہ کردیا سحر دفع ہو گیا جب سرخان نے دیکھا میرے کسی سحر نے تاثیر نہ کی حیران ہوا کہ اب کیا کرون تیغ سحر کھینچکر جا پڑا افراسیاب پر کئی سحر کیے ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا یا سامری کہکے ایک طمانچہ مارا سر سرخان کا اڑ گیا کل فوج کا یہ سپہ سالار تھا فوج والے لینا لینا کرکے آپڑے تلوار چلنے لگی افراسیاب نے جو اشارہ کیا باغبان قدرت وصنعت سحر ساز دسرماے برف انداز دابریق کوہ شگاف و برق لامع رعد و برق وسرخ موے کا گلشاد ہلال سحر افگن جاکر جو گرے ان ساحرون کے سحر باغبان نے زمین ہلادی برق لامع آڑی ترچھی گر رہی ہی افراسیاب کے ہاتھ سے گولہ چل رہا ہی جب افراسیاب نے گولہ مارا ہزارون کے سر پھٹنے لگے صنعت نے آگ برسائی سرماے سحر نے برف گرائی ہزارون ساحر برف مین ٹھنڈے ہوئے حیرت جادو بھی مصروف جنگ ہی یاقوت وزمرد وزبرزادیون کے عجائب وغرائب سحر فوج کو اڑوا رہی ہین ایک طرف سے مصور جادو دسیاب تصویر کشی ہاتھ مین تختے کے تختے تصویر کے لیے

لیے ہوئے جب مقراض سے کاٹنے سیکڑون کے سر لٹ کے گرے تھوڑے ہی عرصے مین تین لاکھ جادوگر تزلزل کے مارے گئے
افراسیاب نے سب بارگاہین جلا دین تزلزل کو کچھ بن نہ پڑا گھبرا کے ساتھ والون سے کہا ان نمک حرامون
نے بڑا زور پکڑا ہی اگر ایسے نہ تھے تو ناچین کو کیونکر پکڑ لیا بہتر یہ ہی کہ طبل امان بجوا دو اُسی وقت طبل امان پر
چوب پڑی دونون لشکر میدان کارزار سے پلٹے افراسیاب کے ساتھ والے کہتے ہین ای شہنشاہ آپنے
ایسا جلد طبل امان بجوایا ہمارے دل کا حوصلہ نہ نکلا ہم تو جانتے تھے کہ بنگالہ والے بڑے ساحر ہونگے
پھر پھر مغلوبہ ہوئی میان تزلزل کو بھاگتے راستہ نہ ملا افراسیاب تو بخوشی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا لیکن
تزلزل جو اپنا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یارو دیکھیے اب کیا ہوا اثر دران نے کیا معقول فکر کی تھی
مگر کچھ بن نہ پڑا یہ کہتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا تنہائی مین سر جھکا کر بیٹھا سردارون سے کہا اپنے سحر تیار کرو
ابکی ایسی مغلوبہ ہو کہ افراسیاب والے دنگ ہون رفیق اسکے جاکر ہر مکانون مین داخل ہوے
تزلزل جب بیٹھا ہی کہ عمیر حیلہ گر آیا دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کو بہت پریشان پاتا ہون غلام نے دریافت کیا
آپ کے تین لاکھ ساحر مارے گئے افراسیاب کے بھی لاکھ ساحر قتل ہوئے مگر افراسیاب جادو
لا سے روزگار ہی دیکھیں فلک کیا دکھائے تزلزل نے کہا ای یار وفادار کیا کہون جیسا قلق ہی اگر بدون
حصول مطلب پلٹا بنگالہ والے کہینگے شاہ ناچار ہو کر پلٹ آئے مجھے ایک ایک سے حجاب ہوگا دل کو
پیچ و تاب ہوگا عمیر کہتا ہی حضور ناصح نوش کرین غلام تدبیر کریگا آج جاکر افراسیاب کو پکڑ لائیگا
تزلزل یہ سنکر خوش ہو گیا کہا ای عمیر اگر تو افراسیاب کو لایا دولت دنیا سے نہال کر دونگا عمیر لشکر
تزلزل سے نکلا صورت بدلکر لشکر افراسیاب مین آیا دیکھ رہا ہی کہ جابجا بازارون مین چہلین ہو رہی ہین
ہر جگہ ناچ و رنگ ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ابکی مرتبہ تزلزل کو گھیر کر پکڑ لینگے یہ باتین سنتا ہوا قریب
بارگاہ افراسیاب آیا ایک فقیر کی شکل بنا ہوا دیکھا کیا اب دو پہر سے زیادہ شب گذری عمیر نے
پشت بارگاہ افراسیاب پر دیکھا ایک نخل ہی عمیر جھپٹ کر وہین پہونچا نخل کے سایے مین بیٹھ کر
نقب کھودنے لگا کھودتے کھودتے پہرہ نقب کا گوشہ بارگاہ افراسیاب مین توڑا سر نکال کے دیکھنے لگا
دیکھا افراسیاب غافل سو رہا ہی جھپٹ کر قریب پلنگ کے آیا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا دیکھا افراسیاب
غافل پڑا سو رہا ہی کفچے مین دارو بیہوشی رکھی یہ نہ سمجھا کہ یہ ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوشربا آسانی سے
گرفتار نہ ہوگا جیسے ہی اسنے کفچے مین داروے بیہوشی رکھی پہلو سے ایک پتلی سنہری پیدا ہوئی کفچے پر

ہاتھ مارا کہ خنجر ہاتھ سے مہمیز کے چھوٹ کر دور گرا مہمیز نے چاہا کود کر بھاگے تتلی نے کہا او نگوڑے اب کہاں
جائیگا مہمیز نے تتلی کو خنجر مارا تتلی نے خنجر شانے پر لیا زخم کا نشان بھی نہوا اگر مہمیز گرا تتلی نے کلائی پر ہاتھ ڈالا
ایک ہاتھ پانون پر افراسیاب کے رکھا آواز دی ای شہنشاہ گیتی ستان ای سرپرست ساحران نیند سے
بیدار ہو جیسے لونڈی حفاظت کے واسطے حاضر تھی مین نے اسکو پکڑ لیا سرکار کو بیہوش کرنا چاہتا تھا
افراسیاب نے آنکھ کھولی دیکھا ایک عیار طرار تتلی اُسکا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑی ہی افراسیاب نے کہا
ارے تو کون ہی مہمیز خلاف باتین کہنے لگا افراسیاب نے کہا دیکھ یہ کہکے ایک چٹکی خاک کی اُسکے
سر پر ڈالدی مہمیز کانپ گیا بعد دم بھر کے ہاتھ باندھکر سب حال مفصل کہدیا کہ تزلزل آپکی جنگ
سے عاجز ہو رہا ہی مجکو بھیجا تھا کہ شاہ کو پکڑ لاؤ افراسیاب نے تتلی سے کہا اسکو لیجا کر صحراے ہوشربا
مین چھوڑ دے گنہگارون کے ساتھ ٹوکری ڈھویا کریگا تتلی نے کمر مین بچہ دیا لے بھاگی بیان تزلزل
رات بھر انتظار مین رہا صبح کو ہرکارون نے خبر دی آپ کا عیار پکڑ لیا گیا تزلزل رنجیدہ اُٹھا تنہائی مین
آکر رونے لگا پکارتا ہی یا خداوند جوگی جیپال مین اپنے ملک سے آکر کس بلا مین پھنسا میری مدد کیجیے یہ
کہ رہا تھا کہ زمین شق ہوئی ایک آواز آئی بندۂ من کیون گھبراتا ہی مین تیری مدد کو آپہونچا دیکھا ایک جوان
بلند بالا سیہ رو تیرہ دردن لباس چرمی پہنے ہوئے زمین سے نکلا کہا ای شاہ بنگالہ مین تیری مدد کو
آیا ہون نام میرا قاہر بن قہار غضب خداوند جوگی جیپال ہی میرے نام پر طبل جنگی بجوا دے تزلزل نے کہا
ای قہر خداوند اژدران کو ایک گانے والی لیگئی ہوسکتا ہی کہ تو اُسکو لے آئے جوان نے سر جھکا لیا بعد
عرصہ دراز جواب دیا ای شاہ بنگالہ جہان وہ گئی ہی اژدران کو قید کیا ہی اور بھی صدہا گنہگار وہان
قید ہین مین نہین جا سکتا اگر قصد کرون جلکر خاک ہوجاؤن لیکن فکر کرونگا تزلزل خوشی خوشی اپنی بارگاہ مین لیکر
آیا کہا یارو مبارک ہو خداوند جوگی جیپال نے اپنے قہر کو بھیجا یہ افراسیاب کے باپ کو پکڑ لیگا سب
خوش ہوگئے تزلزل نے حکم دیا نام پر قہر خداوند کے طبل جنگی بجے نقارے پر چوب پڑی افراسیاب کو بھی
خبر ملی کہ ایک جوان کر یہ منظر آیا ہی افراسیاب نے کہا چیر پھاڑ کر حرامزادے کو پھینکدونگا کل اس جنگ کو
بھی فتح کرلونگا ہرکارون نے عرض کی حضور سُنا ہی کہ وہ جوان زمین سے پیدا ہوا افراسیاب نے کہا
ایسے ایسے شعبدے میرے دروازے پر پڑے رہتے ہین اسکی کیا حقیقت ہی یہان بھی طبل جنگی بجے
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر

میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین وہ جوان دھرو کا مار کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای
افراسیاب کسی کو بھیج یا خود آ باغبان قدرت جا پڑا آپسمین سحر ہوئے اُس جوان کر بہ منظر نے ایک چیخ ماری
زمین کانپ گئی باغبان چرخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا یہ جوان بڑھا کہ باغبان کو چیر پھاڑ کر پھینکدے
افراسیاب کو تاب نہ آئی بے اختیار دوڑ پڑا آواز دی او ملعون کیا کرتا ہے میرے زبون پر ہاتھ ڈالتا ہے
یہ میرا وزیر اعظم ہے دستور معظم ہے یہ کہکر جھپٹا کہتا ہوا کہ جوگی جیپال کیا ملعون تھا جسکا تو قہر ہے سنگامے
والون کے واسطے تیرا نام زہر ہے اس جلدی مین افراسیاب پہونچا کہ گویا برق چمک کر آئی باغبان
کو پشت پر لیا آپ اُسکا مقابلہ کیا اُس جوان نے ایک چیخ ماری افراسیاب تھرایا چہرہ سُرخ ہوا قریب تھا
کہ غش کھا کر گرے کہ آسمان سے آواز آئی ای افراسیاب نہ گھبرانا تیسری معین آ پہونچی سب نے
دیکھا کہ ایک نازنین سُنہرے کپڑے پہنے ہوئے گلوری کلّے مین دبی ہوئی لچھا کنچیون کا ازاربند مین بندھا ہوا
افراسیاب نے کہا ای کندن کیا لائی کندن نے تاج طلسمی سر پر افراسیاب جادو کے رکھدیا
جیسے ہی تاج طلسمی سر پر آیا پھر افراسیاب چست و چالاک ہوا پریشانی چہرے کی موقوف ہوئی کندن
تو تاج پہنا کر چلی گئی افراسیاب سے اُس جوان سے مقابلہ پڑا اب وہ چیخین مارتا ہے افراسیاب پر
تاثیر نہین ہوتی افراسیاب نے کئی سنگریزے اُسپر مارے تھر برے اُس جوان کے جسم پر تاثیر نہ ہوئی
افراسیاب جب سحر کرتا ہے وہ جوان جھوم کر رہجاتا ہے آخر اس جوان نے جھلا کر آواز دی یا خداوند
جوگی جیپال بڑے سخت ظالم سے مقابلہ پڑا ہے آکے مدد کیجیے ایک طرف تیغہ کھینچکر وہ جوان اول چلا
دوسرا جوان بھی تیغہ لیے ہوئے زمین سے پیدا ہوا طرف افراسیاب کے چلا ارادہ ہے کہ دونون ٹکڑا افراسیاب
پر وار کرین افراسیاب نے آواز دی ای محافظان تن کوئی حاضر ہے بیجا افراسیاب نے کہا آسمان
سے ایک جوان خوشرو مرکب پر سوار پیدا ہوا بیچ مین کودا کہا ای شہنشاہ ہچا سیے مین برائے مدد آیا ہون
ان دونون سے سمجھ لونگا بیچ مین اُن دونون کے آگیا اُن دونون نے ہاتھ مارا جوان خوشرو نے
دونون کی کلائیون پر ہاتھ ڈالدیا بقہر و غضب ایک بارا دونون کی تلوارین چھینکر پھینکدین دونون کی کمرین
ہاتھ ڈال کر اُٹھالیا زور جو کیا دونون کے سر ٹکرا دیے دونون واصل جہنم ہوئے مرتے ہی ان دونون کے
میدان مین اندھیرا ہوگیا تلوارین آسمان سے برسنے لگین سنگباری و برفباری ہوئی بعد اسکے آواز آئی
کشتنی مرا نام بہ قہر جوگی جیپال بود تنزلزل کی آنکھون سے نیچے اندھیرا آگیا دوڑ پڑا فوج کو بھی اشارہ کیا

کل فوج افراسیاب پر جا پڑی ادھر سے سرماد ابریق پہونچے دونون لشکر آپسمین ملگئے ملکہ حیرت جادو
بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین بہار کے گلدستے جیسے برق لامع مثل تلوار کے چمک رہی ہر جب
آڑی ترچھی گری دو دو سو کے سر کاٹ کر نکلگئی باغبان کا گیند چل رہا ہر سرماد ابریق نے برف وتیھر
برسائے ہزارون کو پامال کیا افراسیاب نے جب گولہ مارا دس ہزار کے سر بھنگئے ہر ایک کا یہی قول ہر
کہ افراسیاب کے مقابلے مین کون جائے ایسے ساحر کا ہیکو دیکھے سنتے بعض کہتے ہین یار درحقیقت یہ
کہ افراسیاب ایسا ساحر ہر دہ دنیا مین نہین ہر کوئی اسکے سحر کی برداشت نہین کرسکتا تزلزل نے بھی
آج زمین ہلا دی کسی کا پانون زمین پر نہین جمتا زمین کانپ رہی ہر لڑتا بھڑتا جاتا تھا کہ قریب تخت حیرت
پہونچا حیرت نے اپنا سحر قدیم کیا کہ بال سر کے کھولدیے یا سامری کہکے تین چیخ مارے موے مشکین
حیرت پر جو تزلزل کی نگاہ پڑی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا یقین تھا کہ چیخ مار کر گرے یکایک
زمین شق ہوئی ایک پتلی نکلی اُسنے تزلزل کی بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالا کہا ای شاہ بنگالہ ہوش مین آیئے
اسقدر نہ گھبرایئے مین آپ کے ساتھ موجود ہون تزلزل نے سنبھل کر آواز دی یا جوگی جیپال مجکو اس عورت
کے شعبدے سے بچایئے ایک غبار زرد زمین سے پیدا ہوا حیرت اُس غبار مین چھپگئی مع تخت غائب ہونے لگی
زمرد جادو نے افراسیاب کو پکارا ای شہنشاہ ملکہ عالم کی خبر لیجیے افراسیاب نے جو دور سے یہ
معاملہ دیکھا آواز دی اور نا ہنجار کیا کرتا ہر یہ کہتا ہوا قریب آیا تزلزل پے سحر چلنے لگا شعلہ ہے آتش
بھڑکے تلوارین دونون پر گرین لیکن دونون بچ رہے مین جب گنبد خاک مین مخفی ہوتے ہین مثل ستارے کے
دونون چمککر نکلتے ہین افراسیاب نے عکس تاج کا حیرت پر ڈالا حیرت گنبد خاکی سے نکلی مگر چہرہ اُداس تھا
دل پر عالم یاس ایک مقام پر تزلزل نے نعرہ کیا یا خداوند جوگی جیپال ایک سگ سیاہ زمین سے نکلا
افراسیاب پر چلا افراسیاب نے آواز دی یا سامری اس سگ سیاہ سے مجکو بچانا فوراً ایک
خوک صحرائی پیدا ہوا اُسنے سگ سیاہ کو روکا آپسمین لڑنے لگے آخر سگ نے خوک پر ایک پنجہ مارا کہ خوک
کی آنتین نکل پڑین افراسیاب نے سگ پر ایک گھونسا مارا کہ سگ کا سر پھٹ گیا اب دونون مین تلوار
چلنے لگی افراسیاب نے ایک ہاتھ مارا کہ سر تزلزل کا زخمی ہوا بس تزلزل نے بھی خون اپنے سر کا
لیکر پھینک مارا افراسیاب کے جسم مین آبلے پڑ گئے رنگ رو متغیر ہوا کہ آسمان پر برق چمکی سبنے
دیکھا کہ آفات چہار دست آپہونچی دو پتلیان سنہری پہلو مین آفات کے باتین کرتی ہوئین ہر مرتبہ

عرض کرتی ہین جدہ شاہان عالم کو یہ فعل شہنشاہ ناگوار ہوا یہ معاملہ تو خیر گذر جائیگا لیکن زمان انقلاب قریب ہی اصلی طلسم کشا آئیگا سب کو ملال ہو پہنچینگے جدہ تمپر بھی زوال ہوگا نہین معلوم ہمارا کیا حال ہوگا آپ کو شناخت بھی بتاتے ہین کہ طرف سے شہر ناپرسان کے آئیگا اور دل صحراے حیرت مین قید ہے وہین سے فساد پڑیگا بڑے بڑے ساحر مارے جائینگے آفات نے کہا بیبیو یہ باتین نہ کرو میرا دل تھراتا ہی بچے نے میرے جو کچھ کیا وہ اچھا کیا یہ ہم بھی جانتے ہین کہ عمر طلسم کا خاتمہ ہی جب عمر طلسم کم ہوئی فتاح بھی ضرور آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا کہ آفات کی نگاہ افراسیاب پر پڑی دیکھا تزلزل کا سر زخمی ہی افراسیاب کے جسم پر آبلے پڑے ہین آواز دی بیٹا ہٹجا مین آپہونچی یہ دو تپلیان جو میرے ساتھ آئی ہین سب کام کر لینگی یہ کہکے آفات بیچ مین پھاندی دونون تپلیون نے اپنا سایہ سر پر تزلزل کے ڈالا آواز دی او بنگالی ذرا ہوش مین آ شاہان ہوشربا سے بھڑا ہی یہ وہ مقام ہی کہ سامری و جمشید یہان پیدا ہوئے نشو و نما پائی ان گلیون مین پھرتے تھے ذرا ہمسے آنکھ ملاؤ وہ صدا دلفریب تھی کہ تزلزل نے سر اُٹھایا دونون تپلیون نے گنگنا کے یہ غزل گائی

نظم

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون — سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون
نزدیک آچکی ہی سواری بہار کی — برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون
دل اسقدر گداز ہی برسون ہی غم رہے — آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون
ملتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح — جو ہر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہون
فصل بہار آئی ہی کپڑون کو پھاڑیے — دل کے بخار دست و گریبان سے دور ہون
یہ تنگ کر رہا ہی تو اُلجھا رہے ہین وہ — دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہون
وحش و طیور کو مری آہین کرین ہلاک — آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہون
ممکن نہین نجات اسیران عشق کو — یہ قیدی وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون
مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین اے جنون — یہ آبلے تو خار مغیلان سے دور ہون
گردش سے چشم یار کی آتش عجب نہین — جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہون

ان دونون تپلیون نے جو یہ اشعار گائے تزلزل مبہوت ہو گیا ناچنے لگا گریبان چاک کیا تاج سر سے دے مارا پکار کر آواز دی اے کنیزان سامری تمھاری صدا نے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو تمنے

غم والم سے بھر دیا مین جبدہ کے ساتھ قصر زبرجدی مین جلونگا مین جبدہ کا غلام ہون ان کنیزان سامری کا
تابعدار ہون آفات نے آواز دی ارے تلوار کھینچ گلا اپنا کاٹ لے نزلزل نے تلوار کھینچی چاہا اپنا
گلا کاٹون ایک آواز ہیبتناک آئی کہ او نزلزل کیا کرتا ہی خبردار گلا نہ کاٹنا ملک بنگالہ بیچراغ ہوجائیگا
ایک عقاب آسمان سے آکر گرا کمر مین نزلزل کے پنجہ دیا لیکر طرف آسمان کے اُڑ گیا سر نام جادو
وزیر اعظم تھا اُسکو عقاب نے آواز دی ای سرنام جادو فوج کو لیکر چلے آؤ یہان نہ ٹھہرو بنگالہ
مین چلکر صلاح کیجائیگی خداوند جوگی جیپال سے پوچھکر لشکر کشی ہوگی جیسا خلاف کیا ویسا انجام ہوا
اب سمجھا جائیگا سرنام نے چاہا تھا کہ لشکر کو لیکر بھاگون افراسیاب تلوار پکڑ کر جا پڑا ایک طرف
سے افراسیاب جادو ایک طرف آفات چہار دست بدست ایک طرف حیرت ایک طرف
وزرا وامرا ہر چند سرنام چاہتا ہی کہ نکلجاؤن ملازمان افراسیاب نے چار جانب سے گھیرا کر
سحر ہو رہے ہین سرنام نے دیکھا یہان سے نکلنا بہت دشوار ہی افراسیاب کو کچھ داغ دون
حیرت پر جا پڑا حیرت نے سحر کیا سرنام بچا اور ایک چیخ ماری دہن سے اسکے ایک کارد نکلی
کارد نے سر حیرت کا زخمی کیا حیرت نے ایک چیخ ماری آفات جا پڑی سرنام سے سحر چلنے لگا
آفات نے دنگ کر دیا چاہا سر کاٹ لون وہی عقاب آسمان سے پیدا ہوا صدا عبرت آمیز دیتا ہوا
زمین پر گرا سرنام کی کمر مین پنجہ دیا لیکر بلند ہوا افراسیاب نے کل فوج کو گھیر کر قتل کیا بارگاہین
لوٹ لین سب بنگالے والے مارے گیے سو دو سو جان بچا کے نکلگئے افراسیاب بفتح و فیروزی بلٹا لشکر کو
ساتھ لیکر طرف باغ سیب کے چلا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا بارہ لاکھ ساحرون کا لشکر پیدا ہوا فیروز
کلنگ سوار بادشاہ ملک جمشید یہ بھی خبر سُنکے چلا ہی کہ افراسیاب نے بادشاہ لاچین کو قید کیا ہے
یہ بھی خبر پائی تھی کہ شاہ بنگالہ مقابلے مین اُترا ہوا ہی ہرکارون نے خبر دی کہ شاہ بنگالہ کو شکست
دیکر آتا ہی فیروز کلنگ سوار ٹھہر گیا افراسیاب کو تخت پہ دیکھکر آواز دی او نکحرام بدانجام اب
کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے شکست کھائیگا آفات تو چلی گئی تھی افراسیاب جادو مقابلے مین
فیروز کلنگ سوار کے اُتر پڑا فیروز نے جو دیکھا کہ افراسیاب بے وزرا و امرا ساتھ ہین پکار کر
آواز دی او نکحرام دیکھ تو تیرے ساتھ کیا آفت برپا کرتا ہون آج تو ما بدولت تھکے ماندے آگئے ہین
کل طبل جنگی بجوائینگے یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا افراسیاب اپنی بارگاہ مین آیا افراسیاب نو اس

دھوکے مین رہا کہ فیروز کل طبل جنگی بجوائیگا میدان کارزار مین مقابلہ ہوگا پہر رات گئے دربار برخاست کرکے اپنی آرامگاہ مین آیا فیروز اکیلا اپنی بارگاہ مین بیٹھا رہا جب دیکھا سناٹا ہوا زلف لیلائے شب کمر سے گذر چکی فیروز چلا لشکر مین افراسیاب کے آیا جادوگرون سے پوچھا ملکہ حیرت جادو کس بارگاہ مین ہین جادوگرون نے بیان کیا سرخ بارگاہ جو پہلوے لشکر پر استادہ ہی جلے گرد کنیزین پہرا دے رہی ہین وہی بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ حیرت ہی فیروز چلا جب سامنے بارگاہ ملکہ حیرت کے پہونچا دیکھا بارہ ہزار کنیزین پہرہ دے رہی ہین صدا ہے حاضر باش و ناظر باش بلند طائر کو بھی ادھر سے نہین جانے دیتی ہین فیروز کلنگ سوار نے سحر کیا کہ ہوائے سرد چلی سب کنیزون کی آنکھین بند ہونے لگین دم بھر مین سب سو گئین فیروز اندر آیا دیکھا ملکہ حیرت پلنگ پر سو رہی ہی دو شیر ببر بیٹھے ہوئے دم ڈکے مار رہے ہین فیروز نے چٹکی خاک کی اُٹھا کر دونون شیرون کے سر پر ڈالدی دونون شیر جلکر رہگئے ادھر شیر جلکر گرے اُدھر حیرت کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیاہ پوش کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی حیرت نے کہا ارے تو کون فیروز نے چٹکی خاک کی حیرت پر ڈالدی ملکہ حیرت بھی بیہوش ہوئی فیروز نے کمر مین بقچہ دیا حیرت کو لیکر چلا قضائے کار باغبان قدرت طلائے پر تھا نگاہ پڑی کوئی ساحر ایک ستارے کو بغلے مین دبائے لیے جاتا ہی باغبان نے آواز دی کون ہی فیروز نے جواب نہ دیا باغبان جھلکر بلند ہوا جیسے ہی سامنے پہونچا دیکھا ایک ساحر حیرت کو بغلے مین دبائے ہوئے لیے جاتا ہی قلب تھرا گیا آواز دی اوبھیا تو کون ہی فیروز نے گولہ مارا باغبان نے کاٹا اُس گولے سے دھوان نکلا کہ باغبان بھی بیہوش ہوا فیروز نے باغبان کو بھی لیا پانچون عیار بچیان بازار مین برائے حفاظت پھر رہی تھین انھون نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر باغبان و حیرت کو بغلے مین دبائے ہوئے لیے جاتا ہی صرصر شمشیر زن نے کہا اے صبا رفتار باغبان و حیرت کو فیروز لیے جاتا ہی بڑا ساحر زبردست ہی چلکر اسکی فکر کرو پانچون عیار بچیان صورتین بدلکر بھاگین فیروز انکو لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا مصاحبون نے بڑھکر پوچھا اسنے کہا بی حیرت و باغبان کو لایا کل اُس ٹکواُم کو بھی لاؤنگا اسی طرح خانہ کرونگا بس فردا لاچین کو چھڑا لونگا سلطنت اُسکی قائم کرکے چلا جاؤنگا لیکن افسوس ہی کہ مجھے کچھ حال شہنشاہ بنگالہ کا نہ معلوم ہوا کہ اُسپر کیا گذری شاید قتل ہوگیا یا نکلگیا مارا جانا اُسکا دشوار ہی خداوند جوگی جیپال

اُسکے نگہبان ہین سب مصاحب ساتھ ہین دونون قیدیون کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا دو قفسون مین دونون کو بند کیا دونون قفس بارگاہ مین لٹکا دیے دمبدم ٹھنڈی سانسین بھرتا ہو کہتا ہو یارو مین گیا تھا دشمن کو مٹانے ایک سودا مول لایا ہون جس وقت سے جمال جہان آرا ے ملکہ حیرت دیکھا دل قابو مین نہین ہو جی چاہتا ہو طرف صحرا کے نکلجاؤن کچھ بن نہین پڑتا یہ ظالم قبول نکریگی صورت مین مہوش لیکن معشوق سرکش دیکھین تقدیر کیا دکھاے کیا پیش آئے دل قابو مین نہین اس ظالم کو کسی طرح چین پہلو مین نہین سب مصیبتین دل ہی پر گذرتی ہین اول عشق و عاشقی آنکھو ںسے شروع ہوتی ہو نظم

نہین دیکھے یہ تصور کے بھی زنجیر کے پیچ — کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ
لاکھ انسان ہو ہشیار مگر ای دل زار — فہم مین آتے ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ
ایک دو ہون تو گلہ انکا زبان پر آئے — روز ہوتے ہین نئے اُس بت بے پیر کے پیچ
سرگذشت اپنی سنائین تجھے کیا خاک نسیم — سمجھے جاتے ہی نہین اُس فلک پیر کے پیچ

مصاحبون نے عرض کی حضور بڑے مشکل کی بات ہو حیرت جادو دختر حیات جادو بادشاہ طلسم حیاتیہ زوجۂ افراسیاب ساحر لاجواب اُسکی زوجہ پر دست اندازی ہونا نہایت مشکل ہو بڑے بڑے فساد پڑینگے آپ کو یہی منظور ہو کہ حیرت پر قبضہ کرون جس وقت آپ سوال کرینگے افراسیاب سے آپ زیادہ خوبصورت ہین دیکھتے ہی حیرت کی جان پر بنیگی دل وجان سے آپ کو قبول کریگی ان باتون پر فیروز کلنگ سوار خوش ہو گیا مثل گل شگفتہ ہو اکہا ابھی حیرت کو ہوشیار کردون اپنی کیفیت بیان کردون کہ میری جان جاتی ہو سب نے کہا اپنے ملک کو چلیے یہان ٹھہرنا بہتر نہین یہ سنتے ہی فیروز نے کہا لشکر تیار کردو چپکے چپکے لشکر تیار ہونے لگا کہ ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا کہا حضور شہنشاہ بنگالہ تشریف لاتے ہین چار خدمتگار ساتھ ہین فیروز خوشی خوشی باہر نکلا دیکھا شہنشاہ تزلزل تشریف لاتے ہین فیروز نے جھککر سلام کیا شہنشاہ نے کہا ای فیروز ہمارا کیا حال پوچھتا ہو عجب مصیبت پڑی سارا لشکر تباہ ہوا بارگاہین لٹین قصد ہوا تھا کہ طرف وطن کے چلے جائین بداقبالی نے دامن تھام لیا نہ جا سکے فیروز نے کہا اب حضور آگئے ہین مثل مشہور ہو ایک اور ایک ملکر گیارہ ہوتے ہین افراسیاب کو گھیر کر مارینگے تزلزل نے کہا مین کل سے بھوکا پیاسا مارا مارا پھرتا ہون کھانا جلد منگاؤ چلے دور شراب چلے فیروز نے اشارہ کیا واسطے شہنشاہ کے شراب لاؤ اُسی وقت گلابیان شراب کی

آگے رکھی گئین تزلزل اپنے ہاتھ سے رکھتا جاتا ہی چارون خدمتگار بھی شریک ہین تزلزل نے جام بھرا
ہنس کر کہا بھائی فیروز پہلے تم پیو پھر ہم بھی پئین گے فیروز نے جھککر سلام کیا جام پی گیا اب تزلزل
نے مصاحبون کو دینا شروع کیا چالیس مصاحبون کو شراب پلائی بیہوشی سب مین ڈالدی تھی فیروز گھبرا کے
اٹھا لڑکھڑا کے گرا مصاحب اُٹھے وہ بھی گر کر بیہوش ہوئے جو بصورت تزلزل تھا اُسنے نعرہ کیا کہ منم
ملکہ صرصر شمشیر زن عیارۂ پرفن کسی کو قتل نہین کیا حیرت کی زبان سے سوزن نکالا چاہا
ہوشیار کرین ہر چند چھینٹے پانی کے مارے حیرت و باغبان نے آنکھ نہ کھولی اب پانچون عیارچیان
گھبرا گئین کہ کیا کرین یہ کسی طرح سے ہوشیار نہین ہوتے صبا رفتار نے کہا فیروز کو قتل کرو صرصر
غصے مین نیمچہ کھینچکر چلی کہ فیروز کو قتل کرون آواز آئی خبردار ایسی حرکت نہ کرنا صرصر نے گھبرا کے چہار جانب
دیکھا کسی آواز دینے والے کو نہ پایا کہا ای صبا رفتار یہ اسکے سحر کا شعبدہ ہو مار ہاتھ کہ نگوڑے کا
سر اُڑ جائے صبا رفتار چلی تھی کہ فیروز کو قتل کرون زمین شق ہوئی ایک زنگی سیاہ رو زمین سے نکلا عیارچیان
نے چاہا جست کرکے نکلین ایک دوہتھڑ زمین پر مارا پانچون عیارچیان لڑکھڑا کے گرین زنگی نے فیروز
کو بیدار کیا زنگی تو زمین مین غرق ہوکر غائب ہوا فیروز نے کہا ای عیارچیو مین خداوند جمشید کا عزیز دار ہون
کیا کھیل تھا کہ ہمکو قتل کرتین ہم افراسیاب کی فکر مین آئے ہین دیکھنا تو کیا حال کرتے ہین تمکو ام کو سنائینگے
ان پانچون کو بھی پانچ قفسون مین بند کیا ساتون قفس لٹکا دیے یہان صبح کو افراسیاب جو اٹھا ہرکارون
نے خبر دی کہ ملکہ حیرت و باغبان کو فیروز بزور سحر لیگیا پانچون کنیزون نے آپ کی جاکر عیاری کی
آخر گرفتار ہوئین یہ سنکر افراسیاب کو سناٹا آگیا کہا اب کون ایسا بھیجیا ہو ان دونون نے بڑی
سرکشی کی فیروز کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہو یہان سے تا قلعۂ جمشید یہ لاشون کے انبار کردونگا دن بھر
اسی گفتگو مین کٹا شام کو فیروز نے طبل جنگی بجوایا افراسیاب کو خبر پہونچی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا
دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صف آرائی ہوئی سب سے
پہلے میدان مین فیروز نکلا پکارکر آواز دی او نمکحرام کسی کو بھیج افراسیاب نے بائین جانب دیکھا
سرما سے برف انداز نے مرکب بڑھایا سامنے افراسیاب کے آیا اجازت مانگی افراسیاب نے کہا
ای سرما ملکۂ عالم کے قید ہونے کا بڑا قلق ہو ای سرما ایسی لڑائی لڑے کہ آج ہی ملکہ کو رہا کرون سرما
نے کہا کیا مجال ہم انتظار کھینچینگے یہ کہکر سرما میدان مین آیا برف برسائی فیروز نے دستک دی تیر آلم بنا

مدت ہوئی برق نے تاثیر نہ کی دو چار سحر آپسمین چلے کسی پر تاثیر نہ ہوئی فیروز نے جھلا کر ایک چیخ ماری
کہ یا خداوند جوگی جیپال سامری و جمشید والے آپ کے نام پر غالب آئین بڑے شرم کی بات ہے
میری مدد کیجیے آسمان سے ایک ستارہ گرا سر پر سرما کے ایک دنا تابھی ہوا زمین سے ایک غبار اُڑا
سرما سے برق انداز بیہوش ہو کر گرا فیروز نے گرفتار کر لیا صنعت سحر ساز غصے مین جا پڑی آواز دی
او نامرد ازلی و ابدی ہمارے شہنشاہ سے یہ بے ادبی بڑھکر صنعت نے ایک بیضہ دندان فیل جھولی
سے نکالا اُسکو کاٹ کر ہوا پر پھینکا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اپنے پرون مین بیضے کو لیا بیضے سے
بچہ پیدا ہوا وہ جانور زاغ سیاہ تھا وہ زاغ کاؤن کاؤن کر کے بلند ہوا صنعت نے کہا میرے سامنے
کیا کاؤن کاؤن کرتا ہے فیروز کو بڑھکر لینا خبردار کمی نہ کرنا یہ سنکر وہ زاغ سیاہ چلا فیروز پیچھے ہٹا
جون جون فیروز پیچھے ہٹتا ہے زاغ بڑھتا جاتا ہے فیروز نے آواز دی ای شاہباز شکاری اس
زاغ سیاہ کو لینا ایک جانب سے فرّاٹے کی آواز آئی دیکھا ایک باز سفید اُڑا ہوا آتا ہے زاغ باز کو
بھی دیکھکر باز نہ آیا سر پر فیروز کے پہونچکر کاؤن کاؤن کرنے لگا باز کُندے باندھکر گرا کہ زاغ کو شکار کرے
زاغ بلند ہوا باز نے جو پنجہ مارا سر زاغ کا ہاتھ مین نہ آیا بیضہ دندان فیل پر منھ پڑا بیقرار ہو کر ایک
چیخ ماری زاغ کا سایہ جو فیروز پر پڑا مبہوت ہونے لگا باز و زاغ سیاہ سے منقار و پنجہ چل رہا ہے
جب باز کڑک کر گرتا ہے زاغ ہٹجاتا ہے ایک مقام پر باز گرا صنعت نے ماش کا دانہ مار دیا باز کے
پر پرزے جلکر گرے ابتو زاغ چالاک و چست ہوا منقار کھولکر درست ہوا سر پر فیروز کے آکر ایک چیخ ماری
منھ سے شعلۂ آتش نکلا تو جلکر خاک ہوا وہ خاک سر پر فیروز کے گری فیروز دیوانہ وار وحشی مثال آستین کر کے
گریبان چاک کیا سامنے ملکہ صنعت کے آیا کہا کیا ارشاد ہوتا ہے جو حکم ہو بجا لاؤن پھر کہا ای ملکۂ عالم
آپ کے حکم کا مشتاق ہون مبتلاے دام فراق ہون صنعت نے کہا جلد جاؤ ملکہ حیرت و باغبان و
پانچون عیار بچیون کو لاؤ یہ تو طرف اپنی بارگاہ کے چلا صنعت نے اتنے عرصے مین سرما کا سحر اُتارا
سرما اپنے مقام سے اُٹھا صنعت نے کہا لشکر مین جاؤ سرما لشکر مین آیا اپنے مقام پر کھڑا ہوا لیکن
فیروز جو چلا منھ سے کف جاری راہ مین ساحرون نے پوچھا کیون حضور آپ کیون پلٹ آئے کہا
صاحبو مین تمسے کیا بیان کرون حیرت کا قید کرنا سراسر خلاف ہے فیروز خیمے مین آیا آکے قفس حیرت
اُتارا حیرت کو نکالا سحر اُتار کر ہوشیار کیا کہا ای ملکۂ عالم تشریف لیجائیے حیرت نے پرواز پیدا کیے

فیروز نے باغبان کو بھی نکالا سحر اُتار کے ہوشیار کیا پانچون عیار بچیون کو بھی رہا کیا عیار بچیان شلنگین لگاتی ہوئی چلین حیرت و باغبان جو بالائے آسمان آئے لشکر فیروز کو دیکھکر سحر کیا آگ برسائی تلوارین گرائین لشکر مین فیروز کے فریاد کی صدا بلند ہوئی فیروز روتا ہوا سامنے صنعت کے آیا کہا اَی ملکۂ عالم مین تو آپ کا حکم بجا لایا دیکھیے ملکہ حیرت و باغبان نے میرے لشکر کو تباہ کیا صنعت نے پکار کر آواز دی اَی ملکۂ عالم امان دیجیے انکی کیا مجال ہی جو آپ پر سحر کرین ملکہ حیرت و باغبان نے ہاتھ روکے آکر لشکر مین داخل ہوئے صنعت نے ہاتھ ہلایا فیروز کو ہوش آیا غصے مین لشکر کو لیکر پلٹا سب سردار آکر جمع ہوئے کہا اَی شہریار آپ نے یہ کیا کیا اب افراسیاب جادو قیامتین برپا کریگا فیروز نے کہا یارو مین اپنے ہوش مین نہ تھا جب تو مین نے حیرت و باغبان کو رہا کیا آج شب کو افراسیاب کو لاونگا تم لوگ سب ہوشیار رہنا اگر مجھسے کوئی حرکت خلاف ہو اُسکو نہ ماننا ناچار و مجبور سب نے کہا حضور کو اختیار ہی فیروز رات کو چلا صورت بدلے ہوئے لشکر مین افراسیاب کے آیا دور سے دیکھا بارگاہ افراسیاب استادہ ہی دروازے پر چوبدار یسا دل حاضر ہین کھڑے ہوکر سحر کیا کہ نگہبان بیہوش ہوئے فیروز پردہ اُٹھا کے اندر آیا دیکھا افراسیاب پڑا سو رہا ہی فیروز نے کانٹے سے دوشالہ ہٹایا افراسیاب پر فیروز سحر کرنے لگا پٹی پلنگ کی ٹوٹی اس زور سے ایک آواز آئی کہ افراسیاب کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیہ پوش کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی افراسیاب نے آواز دی کون فیروز بھاگا افراسیاب نے آواز دی یہ جانے نہ پائے دروازے کون روکے سب بیہوش پڑے ہین جب کسی کی آواز نہ آئی افراسیاب خود اُٹھکر دوڑا در بارگاہ سے بیس قدم فیروز نکلا تھا کہ افراسیاب نے آواز دی ارے اسکو لینا سرہنگ نیلی پوش کوتوال لشکر مین طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا اسنے جو نعرۂ افراسیاب کی صدا سُنی جھپٹ کر آیا فیروز پر سحر کیا فیروز نے گولہ کھینچ مارا سینے پر اسکے پڑا پشت کو توڑ کر بار گذر امرنے کی اُسکے آواز آئی پانچ چار پیادون کو مار کر فیروز نکلا افراسیاب پیچھا نہین چھوڑتا افراسیاب کا اس طرح بارگاہ سے نکل آنا وزرا و امرا دوڑ پڑے ہر طرف سے آواز آئی اَی شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا وہ ہی مکار حیلساز و شعبدہ باز ہی قدرت سامری و جمشید کی بادولت کو گرفتار کرنے آیا تھا انبوہ وزرا و امرا چلے فیروز بھاگ کر اپنے لشکر مین پہونچا ہی کشکول شگرف کوتوال طلایہ پر تھا اسنے بڑھ کر پوچھا اَی

شہنشاہ کیا ہوا فیروز نے کہا مین براے گرفتاری افراسیاب گیا تھا وہ خفتہ بخت جاگ پڑا ای
کشکول آگے بڑھکر دیکھو کشکول بڑھا دیکھا افراسیاب بقہر وغضب تمام آتا ہی کشکول نے پیادون کو
اشارہ کیا جس پیادے نے بڑھ کر نیزہ یا تلوار کا وار کیا افراسیاب نے مع گھوڑے اُسکو اٹھا کر
زمین پر مارا کئی سو جوانون کو داخل جہنم کیا کشکول کو بڑھ کر ایک طمانچہ مار دیا کشکول کا سر اُڑ گیا
سر باد ابر برق بھی آپڑے شب تیرہ و تار مین سحر جو کئیے آگ لگ گئی خیمے جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے
فیروز یا تو بارگاہ مین پہونچا تھا لہذا سُنکر نکل آیا دیکھا افراسیاب نے لشکر کو تہ و بالا کر دیا ہی جب
نعرہ کرتا ہی زمین کانپ جاتی ہی فیروز نے للکارا او نمکحرام بد انجام اپنی نمکحرامی پر تجھکو بڑا ناز ہی
یہ کہکے سحر کرنے لگا کئی فیلان مست افراسیاب پر آگرے افراسیاب نے جسپر گھونسا مارا ہاتھی کا سر
پھٹ گیا کئی اژدہے سامنے قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوئے آئے افراسیاب نے اژدہون کو بھی چیر ڈالا
کئی سو عقاب افراسیاب پر گرے چاہتے ہین منقارون سے افراسیاب کو غربال کرین
افراسیاب نے آواز دی ای مرغ زرین طلسم ہوشربا ان سب کو لینا یہ سب تیری خوراک ہین
دم بھر مین قصے پاک ہین آسمان سے ایک مرغ زرین بال پیدا ہوا عقابون کو چیر چیر کر پھینکنا شروع کیا
کسی پر منقار ماری کسی پر پنجہ مارا تھوڑے ہی عرصے مین مرغ زرین بال نے سب عقابون کو
مار ابڑھ کر سر پر فیروز کے سایہ ڈالا فیروز گھبرا گیا غل مچاتا تھا کبھی آواز دی ای شہنشاہ الامان
مجکو معاف فرمائیے مین اطاعت کرنے کو حاضر ہون یہ کہکر ہاتھ باندھے ہوئے بڑھا ایک طرف سے
آواز آئی او نامرد کیا کرتا ہی جان بچانے پر مرتا ہی تیرا یہ کیا کر سکیگا ایک زنگی بڑے قد کا جوان
سامنے فیروز کے آیا فیروز کی پشت پر ہاتھ پھیرا کہا نہ گھبرا نا مین تیری مدد کو موجود ہون زنگی
ترغیب دیکر فیروز کو لیچلا افراسیاب پر دونون جا پڑے دونون نے تلوار کے ہاتھ مارے افراسیاب
نے دونون کی کلائیون پر ہاتھ ڈالدیا دونون کی تلوارین چھینکر پھینکدین ایک ایک طمانچے مین دونون کا
کام تمام کیا فیروز کا مرنا اندھیرا ہو گیا گریبان سحر چاک ہو چکا تھا لشکر فیروز نے فرار پر قرار لیا
بے زور بھڑے بھاگے ملازمان افراسیاب نے پیچھا کیا ہمراہیان فیروز کتنے کی موت مارے گئے
بارگاہین لوٹ لین جو بچے وہ بھاگ کر غائب ہوئے افراسیاب بفتح و فیروزی پلٹا لشکر مین آکر پہونچا
تین روز اسی جگہ پر مقام کیا سرکارون سے کہا چار جانب دریافت کرو اور کسی کی تو تقضا نہین آئی ہے

جا بجا شاہون کو یہ سودا پیدا ہوا ہی کہ بادولت پر لشکر کشی کرکے آتے ہین مین کیا کسی سے پایہ کمی گا ملتان اگر تمام عالم کے ساحر ایک مقام پر ہو جائین تو بھی مین خوف نہین کرتا ان ہنگالے والون کی کیا حقیقت ہی یہ کہتا ہوا بغنچ و فیروزی طرف باغ سیب کے جاتا ہی اب بیان وہ ہی نشان ہی جس طرح جلد اول مین مرقوم ہی بدیع الزمان کا اگر طلسم ہوشربا مین قید ہونا بطور مذکور اسد غازی کا آنا پانچون عیارون کا پہونچنا پشتۂ رنگین حصار پر خواجہ نے لشکرون کا جماؤ کیا بطور مذکور میلا ہوا اسکے بعد خواجہ اور مخمور بطرز نستطیر پاس کوکب کے پہونچے کوکب نے بڑی خاطر کی ای ناظرین والا مقام مصنف عرض کرتا ہی کہ خواجہ کو کوکب سے کوئی باعث ملاقات نہ تھا کوکب نے کیون خواجہ کو دامن پناہ دیا اسکے سبب مین ایک داستان حیرت عنوان تحریر کرتا ہون کہ ناظرین پر واضح ہو جائے کہ اس وجہ سے کوکب نے خواجہ کو دامن پناہ دیا اور جان و مال سے شریک ہوا واضح ہو وہ زمانہ ہی کہ ابھی میلا جاہ زرد کا نہین ہوا افراسیاب کے ساحر فرداً فرداً خواجہ پر لشکر کشی کرکے آتے ہین ہاتھ سے عیارون کے یا بدست مہرخ و بہار مارے جاتے ہین ابھی خواجہ طرف طلسم نور افشان کے نہین گئے عجب داستان حیرت عنوان ہی

دو کلمۂ داستان حیرت عنوان بادشاہ طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کا مع اپنی معشوقہ حنائے گلگون پوش کے واسطے گشت کے نکلنا ملک یاقوت نگار پر غائب ہونا ملکہ حنائے گلگون پوش کا وطلسم گرداباد کو فتح کرنا صاحبقران کا بشرط مقدمۂ مذہب اسلام و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف ساقی نامہ

پلا ساقیا جام لطف وصال
کہ ہو دل سے بھی رفع رنج و ملال
نیا میکدے مین یہ کیا رنگ ہی
کہ پیر مغان در پئے جنگ ہی
کدھر ہی مرا ساقی مہ لقا
خوش آتی ہی اس مہوش کی ادا
گلابی بکف جام در دست ہی
کہ یہ رند مشرب سدا مست ہی
ہوئی نشۂ مے کی دل کو امنگ
کہ در پیش ہی رند مشرب سے جنگ
نہ اب ساقی مہوش دیر کر
کہ لائی ہی خواہش یہان گھیر کر
مجھے ابر گوہر فشان کی قسم
مجھے رند پیر مغان کی قسم
قسم تجکو ساقی خرابات کی
خبر کب ملی وصل کی رات کی
ہوئی ہجر ساقی مین کیونکر بسر
رہا نشۂ مے سے دل بیخبر
دلا ئے مے و جام دل مین رہے
محبت تری آب و گل مین رہے
جو ہو نشۂ مے سے دل باخبر

تو ہو مے پرستی کا دل مین اثر
سر بزم ساقیِ مبارک ہے
نہ ہو پھر ساقی مین میکش تنگ
یہ کیون رندِ میکش اکڑنے لگے
زبان و دہان نے بھی پایا مزا
ہواے وصال جنون خیز ہو
نہ اب ساقیِ مہ لقا دیر کر
سنال ممتنا ہوا بار ور
کہ تکلیفِ ندون کی بھی دور کی

یہی مے پرستی کی تاثیر ہے
مجھے تشنۂ مے کی پھر تاک ہے
نہ کیون نشۂ مے سے دل سیر ہو
کہ ساقی سے آ آکے لڑنے لگے
پھرے گرد ساقی کے ہاشد و مد
زبان رندِ میکش کی کیا تیز ہے
گلابی بھی دیتی ہے پیہم صدا
لمی بلبل و گُل کو رنگین خبر
قلم داستان رنگ پر آگئی

کہ راہ جہالت کو کرتا ہے طے
دکھاتا ہے ابر گہربار رنگ
پلانے مین ساقی کو بھی دیر ہو
اٹھایا جو جام شراب ولا
نہ کیون رندِ میکش کی ہوگی مدد
سناتا ہے میکش کو ہر دم خبر
کہ لو ساقیِ مہروش آگیا
کہ آمد ہے ساقی میخوار کی
طبیعت جو لطف سخن پاگئی

چہرہ سیاحان منازل افسونگری وطے کنندگان مراحل سحر وساحری اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم مصنف

لکھون داستانِ جلالت نشان
طلسمات کے فتح کی فکر ہے
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہو

قلم طبع روشن بھی ہے جوش پر
کہ ہر رنگ پر آج طبع روان
کہ معشوقۂ کوکب ذی حشم
کہ فتاح اُسکا جہانگیر ہو

رہا نشۂ مے بھی مینوش پر
امیر عرب کا بیان ذکر ہے
اٹھائے طلسمات مین رنج و غم

واضح ہو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا ہے سحر وساحری مین بھی یکتا ہے مگر بادشاہ طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب کا دستور ہے کہ بعد سال کے ایک مہینے مین سب ملکون کی گشت کرتا ہے حکم عام ہے کہ جسپر کوئی ظلم ہوا اس زمانے مین ہمسے عرض و معروض کرے ہم اُسکا انتظام کر دینگے دامن سائل نقد عدالت سے بھر دینگے تمام خراج گزار مشتاق رہتے ہین کہ فلان زمانے مین شہنشاہ تشریف لائینگے لشکر صاحبقران مین تو یہ معرکہ گذرا ہے کہ ایک ساحرہ موسومہ بہ حسین جادو براے مدد لقا آئی طبل جنگی بجوا کے جب میدان مین پہونچی جمال بیمثال علمشاہ دیکھکر عاشق ہوئی سحر سے گرفتار کرکے لائی گلدستہ سنگھادیا رستم اسکے سحر مین پھنسے دل و جان سے حسین پر عاشق ہوئے سوال وصل کیا حسین نے کہا سر صاحبقران مہر مین دیجیے رستم نے قبول کیا طبل جنگی بجوایا اسی رات کو صاحبقران کو کوئی بستر خواب سے چرا کے لیگیا حالات رستم تو جلد اول مین درج ہین جب صاحبقران عالیشان

غائب ہوئے بادشاہ نے گھبراکر چالاک کو برائے خبر روانہ کیا چالاک بصورت مبدل چلا اب حال کوکب روشنضمیر تحریر کرتا ہون کہ کوکب گشت کرتے ہوئے پہلو مین معشوقہ ملکہ حنائے گلگون پوش تخت اُڑتا ہوا جاتا ہے سوائے معشوقہ اور کوئی ہمراہ نہین راہ مین ایک ملک ہے کہ حاکم اُسکا یاقوت تاجدار ہے یاقوت اپنی سرحد پر برائے استقبال کھڑا ہے کہ آسمان پر برق چمکی یاقوت نے دیکھا کہ کوکب روشنضمیر تخت پر پہلو مین معشوق پری پیکر ملکہ حنائے گلگون پوش تاج یاقوتی سر پر دریاے جواہر مین غوطہ زن یاقوت نے بلند ہوکر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا جب تخت زمین پر آیا یاقوت شہنشاہ کوکب کو لیکر چلا جب قریب زنانی ڈیوڑھی کے پہنچے یاقوت نے دست بستہ عرض کی زوجہ حقیر کی ملکہ الماس جمال جہان آرائے ملکہ حنائے گلگون پوش کی بہت مشتاق ہین آج شب کو حضور کی باہر دعوت ہے ملکہ حنا کی خدمتگزاری وہ کنیز بجالائیگی کوکب نے حکم دیا ملکہ حنا اندر لیئین ملکہ الماس بہ استقبال ملکہ حنا کو لیکر کوٹھے پر آئین سامان عیش ونشاط مہیا ہوا کنیزان حسین وجمیل آکر حاضر ہوئین رقص وسرود کی ترقی ہوئی غزلین ٹھمریان بہ الحان گانے لگین ایک سیمبر نے یہ غزل شروع کی

نظم

آج تو وہ بھی بہایت مجکو مضطر دیکھکر
کچھ پکار سے جانب چرخ ستمگر دیکھکر

دل کو چین آیا خسرام ناز دلبر دیکھکر
نیند سی آنے لگی سامان محشر دیکھکر

مسکرا کر کہتے وہ باتین جو کہین اُس شوخ نے
ہنس دیا اس رنگ کو اپنا مقدر دیکھکر

ہم دکھا دین یار کا جلوہ ادھر آئین کلیم
طور پر سے وہ پھرے کیا خاک پتھر دیکھکر

کچھ تو اس کافر کو بھی ملتے سزا ملجائیگی
دل دیا تھا آپ کو ہمنے ستمگر دیکھکر

غیر سے تکرار بزم یار مین ہونے لگی
کیا ستم ہمنے کیا اُسکو مکرر دیکھکر

چشم بسمل سے مقرر لڑگئی قاتل کی آنکھ
چلتے چلتے رُک رہا ہے کچھ تو خنجر دیکھکر

داغ دل داغ جگر مین تھین مرے جو شکلین
لطف اُٹھائے وہ تماشا تھے کیونکر دیکھکر

سنکو دھوکا تھا رقیب روسیہ کا بار بار
اپنے سائے کو کہین اپنے برابر دیکھکر

دل کے آنے کی خبر مجکو نہ تھی تملو تو تھی
کہدیا ہوتا تمھین نے میرے تیور دیکھکر

کچھ تو بیداری کا حیلہ ہو پریشانی سہی
چونک اُٹھے خواب ہی کوئی مقدر دیکھکر

دل نصیحت ہمکو کرتا ہی بتون کے عشق مین ... چومتے ہی چھوڑ دینا ہماری پتھر دیکھکر
کوئی فریادی کسی بت کا خدا سے پھر نہ تھا ... فیصلہ اُنکا ہمارا روز محشر دیکھکر
جان اس مردے کی آنکھون مین یہ سمجھے وہ نکل ... وا ہماری چشم حسرت کو مقرر دیکھکر

ملکہ حنا نے گانے کو اسکے بہت پسند کیا دو پہر رات گئے تک راگ و رنگ رہا اب ملکہ حنا نے فرمایا ای الماس دیکھو پنڈا ہمارا اچھیکا ہی سر کے خلل کا بھی عارضہ ہی اب ہم آرام کرینگے الماس نے جلسہ برخاست کیا سب کنیزین جابجا چوکی پہرے پر آئین ملکہ حنا نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا قلیل رات باقی تھی ایک جھونکا ہوائے سرد کا چلا کنیزین سب سو گئین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی ملکہ حنا کو چھپر کھٹ پر نہ پایا جابجا ڈھونڈھنے لگین ستارہ سحری چمک چکا تھا الماس بھی بیدار ہوئین کنیزون کو پریشان پایا پوچھا ارے خبر تو ہی سب نے عرض کی حضور ملکہ حنا پلنگ پر سے غائب ہوگئین سارا مکان چھان ڈالا کہین نشان نہین ملتا یہان تک باہر ہوا کہ خبر باہر پہونچی یاقوت نے خدمت مین کوکب کے سب کیفیت عرض کی کوکب کا رنگ رو متغیر ہوگیا گھبرا کے اُٹھے کہا جہان پلنگ ملکہ حنا کا تھا وہان سے عورتون کو ہٹا دو ہم خود چلینگے دیکھین تو یہ کسکا شعبدہ ہی عورتون کو بتعجیل ہٹایا کوکب اندر آئے دیکھا جس مقام پر چھپر کھٹ بچھا ہے چند دانے ماش کے پڑے ہین کوکب نے وہ دانے ماش کے اُٹھوا لیے سیوا کر اُسکا پتلہ بنایا سامنے اُسے استادہ کرکے بقہر و غضب پوچھا ارے تو کسکا سحر ہی پتلے نے آواز دی یہان سے بارہ کوس پر ایک گنبد سیاہ ہی اُسمین خداوند گرد آباد جادو رہتے ہین اُنھین کی خدائی کا یہان زور ہی سب اہالی قریہ اُنھین کو سجدہ کرتے ہین وہ شب کو برائے سیر نکلے تھے ملکہ حنا کو دیکھکر بس گئے ملکہ کو اُٹھا لیگئے یہ سُنکر کوکب غصے سے کانپنے لگا کہا کیون ای یاقوت یہ گرد آباد کون ملعون ہی یاقوت نے عرض کی حضور سال بھر سے یہ گنبد ظاہر ہوا اُسکی سب اہالی قریہ سجدہ کرتے ہین یہ سُنکر کوکب نے مرکب طلب کیا کہا اُسکی شامتین آئی ہین یاقوت بھی ساری فوج ساتھ لیکر ہمراہ ہوا سب کو اشتیاق ہی کہ یہ شہنشاہ کوکب ہین اُسنے بھی دعوی خدائی کیا ہی مگر کوکب بقہر و غضب تمام چلے جب بارہ کوس قلعے سے نکلے دیکھا ایک گنبد سیاہ اُسپر ایک ابر تیرہ و تار سایہ فگن ہی ہزارون قربانی جمع ہین یا خداوند یا خداوندکی آوازین بلند کر رہے ہین اندر گنبد کے ایک ساحر سیہ فام ایک قفس اسکے آگے رکھا ہی اسمین ملکہ حنا سے گلگون پوش سر نگون بیٹھی رو رہی ہین یہ جو معاملہ کوکب نے دیکھا قلب تھرا گیا دہن سے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر

او بیحیا یہ تو نے کیا حرکت کی یہ کہکے مرکب اُڑایا طرف گنبد کے چلے ابر سے برق گرنے لگین کوکب اپنے کو بچاتے جاتے ہین ایک برق جو کڑک کر گری مرکب کے چارون پانون اڑ گئے زیر ران سے نکلگیا کوکب نے اپنے کو ہوا پر روکا تلوار کھینچی ابر سے تلوارین خنجر نیزے تیر و تفنگ کوکب پر گرنے لگے کوکب کبھی تلوار سے ان اشیا کو ہٹاتے کبھی اسم سحر پڑھکر ان سب بلاؤن کو دفع کرتے ہوئے قریب ابر پہونچے دو تین گھونسے ایسے مارے کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ رو بدخواہ ایک چبوترے پر بیٹھا سحر کر رہا ہی کوکب نے للکارا وہ ساحر بھی اپنے مقام سے اُٹھا کوکب پر تلوار پکڑ کے جاپڑا ہرس ہا ہاتھ نہین رُکتا جب کوکب نے کئی وار اسکے دفع کیے کبھی تلوار کو تلوار پر روکا کبھی خالی دی ایک مقام پر جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا کوکب نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس ساحر کا اُڑ گیا لاشہ جلکر خاک ہوا ابر لختہ لختہ ہوکر غائب ہوگیا اب کوکب طرف گنبد کے چلے مگر لباس پارہ پارہ تاج سر پر ڈھلکا ہوا آنکھون سے قطرات خون ٹپک رہے ہین یاد محبوب مین دل پریشان غربت کی ملکہ حنا سے گلگون پوش کے دل کو بیقراری زبان سے دمبدم یہ اشعار نکلجاتے ہین نظم

سوز فرقت سے یہ گرمی پہ مرا شیون ہی — جو گرا اشک یہان آبلۂ دامن ہی
بلبل روح دم قتل جھپک کر نکلی — چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہی
مر گئے ہم مگر اُسکی نہ گئی خاموشی — دہن زخم بھی گویا دہن مدفن ہی
کسقدر زخم مژہ جلد بھرا دامن سے — جانب اشک پڑی آنکھ تو بے روزن ہی
بچ رہا تھا جو ستم چادر گل نے بخشا — قطرہ شبنم کا مجھے آبلہ مدفن ہی
محتسب کیون نہ ہے میری طرف سے بدظن — آبلہ کا ہیکو ہی شیشۂ بے گردن ہی
کیون جنازے سے لپٹ کر وہ بہت روئے نسیم — کفن لاش بھی کیا پیرہن دشمن ہی

آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے پریشان حال قلب پر ہجوم غم و ملال اسقدر گھونسے گنبد پر مارے کہ ہزارہا روزن ہوگیا سر گنبد کو اُڑا دیا اب کوکب دیکھ رہے ہین کہ وہی جوان سیاہ رو قفس پر جب ہاتھ رکھتا ہی ملکہ بلک جاتی ہین اور پکار کر کہتی ہین ارے او ظالم مجھے ہاتھ نہ لگانا میرا وارث میرے واسطے آتا ہی کوکب بڑھتا ہوا قریب گنبد پہونچا گنبد سے ہزارون بلائین کوکب پر نازل ہو رہی ہین کوکب اُن بلاؤن کو اشارون مین دفع کرتے ہین اینٹین گنبد سے سن سن چل رہی ہین کوکب اُن اینٹون کو اپنے

قریب نہین آنے دیتا رونے بھڑتے قریب گنبد پہونچے دونون سپر جاکر جھم سے کوکب کو دے اب جوان سیہ رو اٹھا چاہا کہ قفس لیکر نکل جاؤن کوکب نے جھپٹ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا چمبر گردن سے اُڑ گیا بہ اشتیاق تمام کوکب نے قفس اُٹھا یا دامن اپنا ڈال لیا قفس کو چھاتی سے لگائے ہوئے جب بیرون گنبد آئے پلٹ کر ایک گولہ مار دیا کہ گنبد بھی گرا اب کوکب کو آکر لاز مان یاقوت نے گھیر لیا قفس ملکہ حنا کوکب کے ہاتھ مین بفتح و فیروزی داخل قلعہ ہوئے دارالامارہ شاہی مین آئے اب کوکب تخت پہ آکر بیٹھے چاہا کہ ملکہ حنا کو قفس سے نکالون حنا کا رنگ رو متغیر گوشے مین قفس کے دبی جاتی ہین کوکب کہتے ہین ای ملکۂ عالم باہر آؤ تمنے بڑے ملال اُٹھائے کیون شرماتی ہو تمھارا کیا اختیار تھا میری زندگی مین کس کی مجال ہو کہ تمھارا موے جسم میلا کرے بشکل کوکب نے حنا کو قفس سے نکالا دیکھا حنا سر جھکائے ہوئے قفس سے نکلین جب کوکب نے بہت کہا کہ ملکہ کچھ کلام کرو تمھاری پریشانی پر دل کے ٹکڑے ہوتے ہین یاقوت تاجدار نے بھی کہا ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال کچھ بات کیجیے شہنشاہ کی بات کا جواب دیجیے جب سب رفیقون نے منت کی تو حنا نے جواب دیا کہ ای یاقوت کوکب نے مجھپر بڑا ظلم کیا میرے عاشق صادق کو میرے سامنے مار ڈالا مین اب انکے کام کی نہین ہون مجھے آزاد کرین اُسکی قبر پر فقیرنی بنکر بیٹھونگی اسنے مجھے نفرت ہوگئی یہ کلمہ جو کوکب نے سُنا غصے سے چہرہ سُرخ ہو گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تیغۂ خون آلود ہاتھ مین تھا وہی تیغہ اُٹھا کر کہا او حرامزادی وہ تیرا عاشق صادق تھا مین دشمن ہون وہ راہبر تھا مین رہزن ہون پھر تیرا زندہ رہنا کس کام آئیگا یاقوت ہان ہان کرتا رہا کوکب سے یہ کلمات کب سُنے جاتے ہین اُسنے مکرر ایسے ہی کلمات کہے کوکب نے ہاتھ تیغۂ خون آلود کا مارا دھڑ سے سر کٹ کر حنا کا گرا سب دربار والے کانپ گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ کوکب نے یہ کیا غضب کیا ہر چند کہ اس وقت کوکب نے غصے مین حنا کو مارا آخر اپنی بھی جان دیگا مگر جب سر کٹ کے زمین پر گرا کوکب غصے مین اُٹھا تیور سے معلوم ہوتا ہو کہ اپنی جان دیگا مگر کوکب غصے مین جو اُٹھا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہو سر اُچھل رہا ہو اُس سر پہ اب جو کوکب کی نگاہ پڑی دیکھا کہ سر حنا نہین ہو ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون بڑے بڑے دو دانت مُنھ سے نکلے ہوئے اُسپر میل جما ہوا ہنس ہنس کے وہ سر کہہ رہا ہو کوکب اب حنا کہان حنا کے واسطے لیو گے حنا پر کسی اور کا رنگ جما منھ تاریک جادو یہ کہکر وہ سر سرد ہوا یہ حال حسرت آل دیکھا حاضرین وقت کے ہوش اُڑ گئے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ کیا

معرکہ ہوا حقیقت مین یہ تو نہین معلوم کون عورت ہو اتنو کوکب نے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا یارو مین حیران تھا کہ حنا تو میری خود عاشق صادق ہو جسکے واسطے مین نے گھر بار چھوڑا یہ کیسے کلمات کہتی ہو اب کوکب نے علم کہانت کو طرح دی زائچہ تیار کیا لیکن کچھ حال نہین کھلتا کہ حنا کو کون لیگیا کہان لیگیا کسی علم سے نہین معلوم ہوتا پنڈت نجومی رمال جمع ہین کوکب گھبرا کے اُنسے سوال کرتا ہو کہ یارو یہ کیا معرکہ ہو سب علم میرے بیکار ہین تم بتاؤ کہ حنا کو کون لیگیا یہ کیا معرکہ تھا یہ شعبدہ میری سمجھ مین نہین آیا سب پنڈون نے پوتھیان ٹٹکدین کہا اے شہنشاہ آپ ایسا کامل و اکمل جب عاجز ہو ہم آپکے سامنے کیا بنا سکتے ہین حیران و پریشان ہین پوتھیان بیکار ہوگئین کچھ پتہ نہین ملتا اُس وقت دربار مین عجب پریشانی کی ہر کامل سرنگون غم سے کلیجہ خون کیسا کھانا کیسا پینا چرچا شراب وکباب کا بھی نہین اُسی ہنگامے مین ایک وزیر نے کان مین یاقوت تاجدار کے کچھ کہا یاقوت نے جھلا کر کہا اس وقت اس بات کا کیا ذکر تھا دیکھ رہے ہو کہ ہمارے شہنشاہ کو کیسا ملال ہو کسی اور وقت پر قتل کرینگے ہر چند کہ آج روز منگل ہے سامری پرستون کے واسطے سب طرح اشگل ہو قیدخانے مین اُس شخص کو پڑا رہنے دو یہ جو یاقوت نے کہا کوکب نے گھبرا کر کہا اے یاقوت تاجدار یہ کیا معاملہ ہو وزیر نے تمھارے کان مین کیا کہا تمنے کیا جواب دیا کسکو قید کیا ہو وہ کون شخص ہو کسکے قتل کا وعدہ تھا جو آج ملتوی رہتا ہو یاقوت نے دست بستہ عرض کی حضور اپنے کام مین مصروف ہون اس بات کا پھر ذکر کرونگا کوکب نے کہا جب تک یہ ذکر بخوبی نسُن لونگا میرے دل کو آرام نہ آئیگا جب کوکب نے بہت کہا تب یاقوت نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ طلسم نور افشان اصل یہ ہو دو مہینے کا عرصہ گذرا دربار مین میرے چالیس نجومی ستارہ شناس فلک اساس جمع ہوئے ہر طرح کے حکم لگا رہے تھے خبر غیب کی سُنا رہے تھے میرے مُنھ سے نکلا یہ تو بیان کرو کہ ہمارا مذہب کون مٹائیگا یا یہ مذہب ہمارا تا روز قیامت قائم رہیگا چالیسون نے زائچہ کھینچا سمجھ کے حکم لگایا عرض کی اے بادشاہ عالیجاہ ایک شخص ہو کہ اُسکا حمزۂ عرب نام ہو کافر کشی اُسکا کام ہو سیکڑون ملک لات پرستون کے سامری پرستون کے مٹا دیے وہ ہی آپ کے ملک کو مٹائیگا یہ مذہب باقی نہ رہیگا مین نے اُن لوگون سے کہا حمزۂ عرب کہان ہو پنڈتون نے عرض کی کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر خداوند مرد شاہ باختری سے لڑ رہے ہین اگر وہ شخص مارا جائے پھر تا روز قیامت آپ کے مذہب کو زوال نہ ہوگا مین نے چالیس بھیجے روانہ کیے چند سے ہین دو عیار وہان پہونچے صحرا سے نقب لگائی جا کے

اُس شخص کو پکڑ لائے جس طرح بیہوش کر کے لائے تھے اُسی طرح قید خانے مین بھجدیا پٹڑتون نے کہا اب اس شخص کو قتل کر کے خون اسکا بتون پر چھڑکا جائے تا روز قیامت آپکے مذہب پر زوال آئیگا ایک دیر بھی مین نے بنایا ہو آج کے دن کا وعدہ کیا تھا کہ اُس شخص کو قتل کر کے خون اُسکا بتون پر چھڑک دینگے وزیر نے اس وقت اطلاع کی مین نے یہ جواب دیا کہ ہمارے شہنشاہ تردد مین ہین اسکا کیا ذکر ہی سمجھا جائیگا یہ سنکر کوکب نے کہا اُس شخص کو دربار مین بُلاؤ ہم بھی دیکھین کہ وہ کون شخص ہی یاقوت نے حکم دیا اُس شخص کو ہوشیار کر کے دربار مین لاؤ داروغہ زندانخانے کا سرور جادو گیا صاحبقران کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین مسلسل و مطوق کر کے ہوشیار کیا صاحبقران کی جو آنکھ کھُلی یا تو اپنے پلنگ پر سوتے تھے یا اپنے کو اس قید شدید مین پایا پوچھا ارے بھیا تو کون ہی مجھے یہان کون لایا سرور جادو نے کہا تمھارا خون خداوندون پر چھڑکا جائیگا ہمارے بادشاہ یاقوت تاجدار نے بلوایا ہی صاحبقران کو کشان کشان لیکر چلے امیر کو نہایت غصہ ہی بل کرتے ہوئے آتے ہین جرات و شوکت سے تو شُل ہی خانۂ زنجیر مین بھی غل ہی اندر بارگاہ کے پہونچے ملحوظ خاطر ناظرین والامقام رہے کہ کوکب تخت پر پہلو مین یاقوت تاجدار صدہا امراو وزرا جا بجا بیٹھے ہین کئی سو رفقا ساحران غدار علم سحر مین طاق شہرۂ آفاق صاحبقران جو اس دربار کفر مدار مین پہونچے انتہا کا غصہ تھا پکار کر آواز دی سلام من درین مجلس و درین ماوئی برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یک است و دین پیغمبر خدا برحق است ہان ہان کی صدا بلند ہوئی کوکب کو بھی بہت ناگوار ہوا کہا اے سرور اس شخص کو منع کر یہ لفظین ہمکو بہت ناگوار گذرتی ہین اے سرور اسکو چپ کر سرور نے سونٹا اُٹھایا کہا مارون کہ سر پھٹ جائے شاہ کے سامنے تعریف خدائے نادیدہ کی کرتا ہی شعلہ غضب صاحبقران بھڑکا چہرہ سرخ ہوا زلفین خلیلی کو پیچ و تاب زنجیر کو پکڑ کے جھٹکا مارا جیسے ہی سرور جھکا اوپر سے ہتھکڑی ماردی سر سرور کا پھٹ گیا صاحبقران نے غصے مین قید توڑ ڈالی ایک تلوار اُٹھالی نعرۂ شیرانہ کیا

نعرۂ امیر تصنیف مصنف

منم قاتل کافران جہان
بذریت گنجاب ملعون نزار
گذر چون بجولانگہ قاف شد

منم صاحب خنجر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بہ سنجان بے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف

بلرزہ فتاد ز دیوان تا تن | سمند وں بدبخت گشتہ شکار | شدار جنگ بیدین ذلیل و زار
ز را نجا چو باد و د از ب یا نتم | سلیمان تا آن لقب یافتم | نعرہ کر کے جا پڑے سب ساحرون

سنے سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سحر اُلٹا پلٹ کر اُنھین کے سینے پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا
دو تین سو ساحر مر گئے یاقوت نے کہا غضب سحر کیا کوکب کہہ رہے ہین ای یاقوت یہ کیا شخص ہے
کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا یاقوت نے کیسے کیسے سحر کر رہا ہے جھپٹ جھپٹ کر گولے مارے صاحبقران پر
تاثیر نہین ہوئی صاحبقران لڑتے بھڑتے طرف تخت کے جاتے ہین کوکب دیکھ رہا ہے کہ یہ شیر
بیشۂ جرات کس دھوم سے لڑتا ہوا آتا ہے کسی کے روکے نہین رُکتا کسی پر قبضہ مار دیا جو کوئی قریب
آیا اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے گردن کھینچ لی کسی کو چیر کے پھینکدیا صدہا جادوگر صاحبقران کے
ہاتھ سے مارے گئے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین صاحبقران لڑتے ہوئے جاتے ہین جب کوکب نے
دیکھا کہ صاحبقران قریب آگئے اپنے ہاتھ سے گولہ اُٹھا کر مارا کئی پتلے فولادی پیدا ہوئے تیغہا
برہنہ ہاتھ مین امیر پر آگرے امیر نے اسم اعظم پڑھا پانی ہو کر پتلے بہ گئے کوکب نے کہا ای یاقوت
یہ وہ پتلے تھے کہ اگر پہاڑ کو اشارہ کرتا یہ پتلے اُکھیڑ کر پھینکدیتے لیکن ایسے جھٹ پٹ بیکار ہوئے یہ جوان
ساحر نہین ہے جو الفاظ اسکی زبان سے نکلتے ہین سحر مین یہ الفاظ نہین سُنے نہین معلوم کیا باعث ہے امیر
لڑتے بھڑتے قریب تخت کوکب پہونچے نیزے تیر و تلوار صاحبقران پر بہت پڑے امیر بہ تن
[illegible] ہین تمام جسم سے سر اٹھے خون کے بلند وہان زخم کھلے ہوئے اگر آنپر تیر پڑے وہان زخم
ہین [illegible] پیدا ہوئی صاحبقران ان زخمون کو کب مانتے ہین اس شوکت و صولت سے لڑتے بھڑتے
آتے ہین کسی کے روکے سے نہین رُکتے جب قریب تخت کوکب پہونچے کوکب نے ہاتھ تلوار کا مارا
امیر نے خالی دیکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کوکب سمیت تخت کو اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کوکب تو
کود کر الگ ہو گیا ورنہ ہاتھ پاؤن ٹوٹ جاتے امیر جیسے تخت کے ٹکڑے اُڑ گئے کوکب الگ جا کر کھڑا ہوا
شوکت و صولت صاحبقران دیکھکر حیران ہو رہا ہے یاقوت کو قریب بلایا کہا ای یاقوت تاجدار
حقیقت مین یہ جوان وحید عصر ہے کسی کے گرفتار کیئے گرفتار نہ ہوگا کوئی اسکو قتل نہ کرسکیگا مین تم کلام
نہ کرونگا تم بڑھکر یہ پوچھو کہ ای جوان تو کیا چاہتا ہے ملک بملک چڑھ جانے سے کیا فائدہ آخر تمھارا کیا
مطلب ہے مصالحہ کرکے پوچھو یہ بھی ثابت ہو کہ سحر جو تاثیر نہین کرتا اسکا کیا باعث ہے مین نے اس وقت

وہ سحر کیا کہ زمین ہلجاتی آسمان پھٹ کر زمین پر گرتا یہ شخص دبجاتا مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اس طرح کوکب نے سمجھا یا
یاقوت نے بڑھکر کہا ای شہریار آپ تلوار روکیے آپ سے کچھ کلام کرنا چاہتے ہین صاحبقران زمان رُکے
کوکب آکر تخت پہ بیٹھے امیر کو دنگل زرین دیا امیر اُس دنگل پر بیٹھے یاقوت نے کہا ای شہریار آپ کا نام
کیا ہی صاحبقران نے فرمایا تجنے سنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان داماد نوشیروان داماد تہمیاس
بن شہرخ فراش راہ دین اسلام عنایت پروردگار سے دمامہ و مشمش کو مارا اُن ملکون کو باسلام آباد کیا
یاقوت نے کہا کیا باعث ہی کہ جو سحر آپ پر تاثیر نہین کرتا امیر نے فرمایا بعنایت پروردگار اسم الٰہی بفیوض
نامتناہی مجکو مرحمت ہوئے ہین اُسپر سحر کی کیا لیاقت ہی کہ جو تاثیر کرے کلام فصاحت نظام صاحبقران دل سے
سُن رہا ہی وجد کرتا ہی کہ کیا فصاحت و بلاغت ہی کیا شوکت و لیاقت ہی باتون سے مزا ملتا ہی غنچۂ آرزو
کھلتا ہی کوکب یاقوت سے اشارے کرتا جاتا ہی یاقوت نے کہا کیون شہریار آپنے عجائب غرائب
طلسمات کیونکر فتح کیے امیر نے فرمایا بحکم رب اکبر جب کسی عجائب و غرائب مین جانا ہوتا ہی ہم بزرگان دین
کا واسطہ دیکر مدد طلب کرتے ہین حال ہمپر ظاہر ہوتا ہی جو بات پوچھو اُسکا جواب باصواب دین یاقوت
نے کہا ایک عورت موسوم بہ حناے گلگون پوش اُسکو ایک جادوگر لیکر نہین معلوم کہان چلا گیا آپ فرمائیے
کہ وہ کہان گیا آپ بتا سکتے ہین اس عورت کو ہمسے ملا سکتے ہین صاحبقران نے فرمایا بعنایت خدا
یہ بھی حال بتا دینگے اُس عورت کو تمسے ملا دینگے کوکب نے خوش ہوکر کہا کیا سامان چاہیے صاحبقران نے
فرمایا ایک مکان پاک و صاف خالی کر دو وہان بخورات و سجادۂ عبادت بچھوا دو ہم عبادت کرینگے شب کو
بزرگان دین ہمکو بتا جائینگے کوکب نے کہا اگر آپ اُس عورت کو ہمسے ملا دینگے تو اس قلعے مین سات لاکھ
آدمی رہتے ہین سب مسلمان ہونگے ہم بھی اسلام اختیار کرینگے امیر نے فرمایا آج ہی شب کو یہ انتظام کرد
کل صبح کو انشاء اللہ سب حال بتا دینگے کوکب کو بڑی حیرت ہی کہ ہمارے علم سحر و نیرنج و شعبدے کی کچھ
حقیقت نہین ہی یہ اپنے خدائے نادیدہ سے پوچھ لینگے کوکب نے اُسی وقت ایک مکان خالی کرایا اُسمین
شمعہاے مومی و کافوری روشن کرادین سجادہ بچھوا دیا صاحبقران بعد مغرب اُس قصر عالی مین
داخل ہوئے کوکب کو ایک حیرت ہی یاقوت کو سمجھا دیا کہ میرا نام اصلی نہ بتانا بادشاہ سے ا...
جب صاحبقران اُس قصر مین داخل ہوئے سجادہ بچھا نماز واجب ادا کر کے دست دعا بدرگاہ
مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھے ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی تو نے بچپن سے میری نازبرداری کی

جو عرض کیا وہ قبول ہوا امیدوار ہون کہ ان کافرون کے سامنے میری آبرو کو رکھنا تیری ذات والاصفات سے سب طرح کی امید ہے نظم

درجہان از ہر نشان ظاہر نشان وحدت است	در وجود عالم ایجاد جان وحدت است
از مکان و لامکان بالامکان وحدت است	از فنا و از بقا بیرون نشان وحدت است
ہست از واحد شمار یکہزار و صد ہزار	صورت کثرت نہفتہ درمیان وحدت است
نکتہ عرفان بفہمد ہر کہ باشد نکتہ دان	محرم اسرار وحدت راز دان وحدت است
عشق می بازد بیک گل در گلستان جہان	ہر کسے کو عندلیب بوستان وحدت است

تو رحیم و کریم سمیع و علیم ہی بندۂ خاک تیز القب اقدس جبار و قہار مجکو معلوم ہو حناے گلگون پوش کو لیجانیوالا کہان لیگیا اے کریم مجکو ان کافرون کے آگے حقیر نہ کر تو نے بچپن سے میری نازبرداری کی جو ضد کی اسکو تو نے پورا کیا سات لاکھ بندگان خدا دائرۂ اسلام مین آتے ہین یہ سرگشتگان وادی ضلالت ہدایت پاتے ہین کوکب روشنضمیر صداے دردناک صاحبقران سن رہا ہی وجد کرتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ حقیقت مین فصیحان عرب ہین کس خضوع و خشوع سے دعا کر رہے ہین دل پانی ہوتا ہی الفاظ پر انکے جی چاہتا ہی چیخین مار کر روئیے یہ دعا خالی نہ جائیگی ضرور قبول ہوگی سعادت حصول ہوگی پہر رات رہے کوکب نے دیکھا کہ صاحبقران روتے روتے بیہوش ہوگئے کوکب روشنضمیر نے ساتھ والون سے کہا دیکھو صاحبو اب صاحبقران بیہوش پڑے ہین مگر یہ خواب بھی مثل بیداری ہی کسی بزرگ کا شاید گذر ہوا سوتے مین فرمارہے ہین مجھسے مفصل فرمائیے کہین دہوکا نہ کھاؤن عورت کو اس شاہ سے لاؤن کوکب کو فراق حنا مین نیند کب آتی ہی سب وزرا و امرا جاگ رہے ہین ناگاہ عابد شب زندہ دار ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ فلک اخضری پر رکھا سر بسجود مغرب ہوا کوکب نے صداے صاحبقران سنی کہ واجب سحری ادا کر رہے ہین اب سب کو اشتیاق ہی کہ دیکھین باہر آکر کیا فرماتے ہین کہ صاحبقران زمان بعد شوکت و شان تسبیح ہاتھ مین وظیفہ پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے سب واسطے تعظیم کے اٹھے سب سے پیشتر کوکب نے پوچھا کیون شہریار آپ کو کیا معلوم ہوا صاحبقران نے اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ ٹھہر جاؤ چند الفاظ پڑھکر فرمایا اے بادشاہ عالیجاہ باعث یہ تھا کہ تمکو از روے نجوم کے معلوم ہوا واضح ہو کہ ایک ساحر ہی جسکا گرد آباد جادو نام ہی سحر و ساحری مین طاق شہرہ آفاق ہی

جس مقام کو جاکر تمنے برباد کیا یہ شعبدہ تھا نہ اُس عورت کا قفس تھا گرد آباد نے چند غلام اپنے مقرر کیے تھے اُنھون نے یہ شعبدے دکھائے تمھارے ہاتھ سے مارے گیے وہ قفس ملکہ حنا کا لیکر طلسم گرد آباد مین چلا گیا یہی وجہ ہی کہ نجوم و رمل والے مقدمۂ طلسم مین حیران و پریشان رہتے ہین احوال لوح وغیرہ نجوم و رمل سے نہین معلوم ہوتا ہمکو بزرگان دین نے تعلیم کیا اسی حوالی مین طلسم گرد آباد موجود ہی ہمارے ساتھ چلو لیکن ہمارے کسی مقدمے مین دخل نہ دینا خواہ ہمپر ہزارہا ساحر ملوہ کرین یا ہمکو کوئی قتل کرنیکا ارادہ کرے تم دخل نہ دینا یہ بھی ہمکو طریقے سے معلوم ہوا کہ تمکو بھی اپنے سحر و ساحری پر بڑا ناز ہی مگر یہان تمھارا کچھ دخل نہ چلیگا کوئی علم کام نہ آئیگا کوکب سر جھکائے بیٹھا سُن رہا ہی کہا چلیے ہم آپ کے ساتھ چلتے ہین اسی حوالی مین وہ طلسم ہی صاحبقران نے فرمایا اسی پانچ کوس کے اندر طلسم ہی مقام لوح و مرحلہ جات قلعۂ طلسمی کا سب حال کھلجائیگا کوکب حیران و پریشان امیر سب کو لیکر بیرون قلعہ تشریف لائے آٹھ سات لاکھ جادوگر جمع ہین رئیسان شہر بھی حاضر ہوئے سب کو اشتیاق ہی کہ دیکھیبن کیا ہوتا ہی کوکب ایسا بادشاہ یون مجبور و ناچار ہوا خدا ے نادیدہ کے پرستار کو ایسا اختیار ہرا جب امیر بیرون قلعہ آئے پھر مکرر فرمایا کہ ای شہنشاہ حقیقت مین مقدمہ ناموس بہت نازک ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ تم معشوق کو دیکھکر گھبرا جاؤ اور کسی بات مین دخل دو تو بڑی خرابی ہوگی طلسم مین عجائب و غرائب ہوتے ہین کوکب نے کہا نہین مین دخل نہ دونگا اب صاحبقران ان سب کو سمجھا کر اکیلے اُس صحرا مین آئے ایک نخل کے سائے مین بیٹھکر جو دعائین بزرگون نے تعلیم کی تھین وہ دعائین پڑھین اُٹھکر اُس نخل کو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑا ایک اژدر آتش فشان نے سر نکالا قلابۂ آتشین مُنھ سے چھوڑتا ہوا طرف صاحبقران کے دیکھ رہا ہی امیر اپنے پروردگار کو یاد کرکے دہن اژدر مین کود پڑے اژدر بھی غائب ہوا نقب کا مُنھ بند ہوگیا کوکب حیران کہا صاحبو لو خاتمہ ہوا یہ شخص صاحب غیرت تھا دہن اژدر مین کود کر اپنی جان دی اب مرحلۂ طلسمی کہان طلسم ایسا بادشاہ ایسا جلیل اس جری نے اپنی جان دی سب رُوسا دار افسوس کر رہے ہین کہ درۂ کوہ سے ایک صدائے مہیب آئی سب اسی جانب دیکھنے لگے دیکھا ایک دیو مہیب صورت عجیب و غریب بال سر کے کھڑے ہوئے ایک بڑا صندوق نہین معلوم کہین کیا ہی کاندھے پر لیے بھاگا ہوا آتا ہی سب حیران ہو کے دیکھنے لگے درۂ کوہ سے صداے نعرۂ امیر بھی آئی اب تو

سب کی وحشت اور بڑھی دیکھا صاحبقران تیغ عقرب بلند کیے ہوئے اُس دیو کو للکارتے ہوئے آتے ہیں
چاہتے ہیں دیو پر جا پڑیں دیو ملیٹ کے نہیں دیکھتا کوکب نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران اگر آپ
فرمائیے ایک دانہ ماش کا ماردوں دیو بھاگ نہ سکے زمین اسکے پاؤں تھام لے صاحبقران نے فرمایا
او بادشاہ خبردار کسی مقدمے میں دخل نہ دینا ورنہ بہت پچتائیگا جب وسط صحرا میں دیو پہونچا صندوق
زمین پر رکھدیا ایک چنگل مارا کہ گولی بنا کر صاحبقران کو کھا جاؤں صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے
ایک جھٹکا مارا کہ دیو منھ کے بھل زمین پر آیا کوکب گھبرا رہا ہے کہ ایسا نہ ہو یہ دیو اس جوان کو ہلاک کرے
امیر نے دو گھونسے ایسے مارے کہ دیو چیخنے لگا آواز دیتا تھا او آدمی مجھکو چھوڑ دے اس صندوق میں
سب کچھ ہے تو ہی لے لے میری جان تو بچے کوکب کہتا ہے یارو یہ جوان بڑا صاحب قوت و طاقت ہے دیو کو
جی چھوڑا دیے امیر سے اور دیو سے کشتی ہو رہی ہے آخر امیر نے کولے پر لادکے مارا دیو زمین پر گرا
چاہا غلطک مار کر بھاگوں امیر جھپٹ کر سینے پر سوار ہوئے فرمایا او نامرد شناخت میں پروردگار کے
کیا کہتا ہے دیو نے کچھ جواب سخت دیا امیر نے سر دیو کا کھینچکر پھینکدیا دریا خون کا جاری ہوا دو
صندوق اُٹھا کر امیر سامنے کوکب کے لائے کوکب نے ہاتھ چوم لیے کہا اے شہریار آپ نے کیا کارنمایاں
کیا ہے ایسے دیو خونخوار کو کس زور و شور سے قتل کیا امیر نے فرمایا اسکی کیا حقیقت تھی یہ نگہبان
لوح تھا اب تم میں سے کوئی ایسا ہے بڑے بڑے ساحر و کاہن و نجومی جمع ہیں صندوق میں قفل لگا ہے کنجی
موجود ہے کسی کو دعویٰ قفل کھولنے کا ہے سب ساحر قریب آئے ہزار تدبیر سے قفل کھولتے ہیں کلید کو
گردش دیتے ہیں قفل کسی طرح نہ کھلا کوکب نے عاجز ہو کر کہا آپ اپنے ہاتھ سے کھولیے امیر نے ایک
اسم پڑھکر کلید کو گردش دی قفل جھٹ سے کھلگیا سب حیران ہوگئے کوکب کا تو رنگ رو متغیر ہے کہ یہ شخص
بڑا کامل و اکمل ہے قفل کا کھلنا کیا کمال ہوا اب امیر نے پٹ کھولا ایک صندوقچی خرد نکلی امیر نے فرمایا
اسمیں لوح طلسمی ہے ہمارے واسطے سلاح طلسمی بھی موجود ہیں لباس بھی ہے اب کوکب نے دیکھا کہ امیر
نے خود زرین نکالا سر پر رکھا بہت عمدہ را گئے چار آئینے جسم پر آراستہ کیے اُس چھوٹی صندوقچی کو
کھولا ایک برق چمکی سب کی آنکھیں جھپک گئیں اُسمیں سے لوح طلسم گرد آبا د نکلی الماس کی تختی حروف
یاقوت احمر کے امیر نے اسکو گلے میں ڈالا کوکب کے اس معاملے کو دیکھکر ہوش اُڑے ہوئے ہیں کہ یہ
کیا معرکہ ہے یہ چیزیں کسنے رکھی تھیں اب امیر لوح گلے میں ڈالکر کوکب سے پھر رخصت ہوئے

چلتے وقت مجھ سمجھایا کہ ہم مرحلہ جات پر جاتے ہیں تم کسی بات مین دخل نہ دینا کوکب کے ہوش اُڑے ہوئے ہین دمبدم یہی خیال ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو دیکھیے مرحلہ جات پر جاتے ہین کہان لعین امیر ایک نخل کے سائے مین آے لوح کو ملاحظہ کیا حکم دیکھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر اسم پڑھا تھا کہ آسمان پر فراٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ برابر مرکب کے اُڑتا ہوا زمین پر آیا منقار ہلا کے چاہا کہ امیر کو لے اُڑون امیر بحکم لوح طائر کی پشت پر سوار ہوئے طائر لیکر امیر کو اُڑ گیا کوکب تو سر پیٹنے لگا کہا لو یارو یہ کیا غضب ہوا اُس جوان کو طائر لیگیا مجھسے کہتا مین سحر کرکے روک لیتا سب ساحر کر رہے ہین ضرور یہ معاملے سمجھ مین نہین آتے کیا معاملہ عجائب و غرائب ہو عقل کو حیرانی طائر وہم خیال کو سرگردانی حمزہ عجب شخص ہو یار و اب دعا مانگو کہ سامری و جمشید اُسکو بچائین تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے ہا ہو کی صدا بلند ہوئی اُسی طائر نے لاکر امیر کو زمین پر اُتارا لگرا ایک ساحر سیہ فام بدانجام بڑے قد و قامت کا جوان ہاتھ مین گولے ترنج و نارنج لیے ہوئے پکارتا ہوا او طلسم کشا تو نے باغ پر بہار کی کیون سیر کی ہماری صحبت مین کیون دراندازہوا تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اگرچہ وہ طائر بھاگ گیا اُسکو بھی ڈھونڈھ کے مارونگا اُسنے ساحر کی صحبت کا تماشا دکھایا کوکب نے ساحر کو دیکھکر آواز دی یا صاحبقران واسطہ اپنے مذہب کا مجکو حکم دیجیے ایک اشارے مین اس ساحر کو مارلون اسکی کیا حقیقت ہو ہاتھ ہلانا کافی ہو یہ آپ کو کلمات سخت کہتا ہو امیر نے جھلاکر آواز دی اے بادشاہ خبردار میرے مقدمے مین دخل نہ دینا یہ ساحر تمھارے سحر سے قتل نہ ہوگا اتنی جو امیر کی پلک جھپکی وہ ساحر زمین پر آیا ایک گولہ مارا امیر پر آگ برسنے لگی شعلہ ہاے آتش مین چھپگئے کوکب کف افسوس ملتا ہو کہ یارو یہ جوان جل جائیگا مین ابھی باران سحر برسادون کیفیت برسات کی دکھادون امیر لوح چمکاتے ہوئے آگ سے نکلے بہ غیظ و غضب آواز دی او بادشاہ پانی نہ برسانا ورنہ مشکل ہوگی ساحر نے دوسرا گولہ مارا امیر پر تلوارین خنجر برسنے لگے کوکب کہتا ہو ہائے مین کیا کرون ابھی ایک پتلہ فولادی چھوڑون وہ سب تلوارون کو توڑ ڈالے خنجرون کو پانی کرکے بہادے وہ جوان نہین مانتا ایک خنجر بھی پڑجائیگا تو اسکی جان جائیگی لیکن وہ مجکو منع کرتا ہو مین کیا کرون دو چار سحر اسنے امیر پر ایسے ہی کیے کہ تلوارین خنجر تبر و تفنگ کوئی ایسا حربہ نہ تھا کہ آسمان سے نہ برسا ہو صاحبقران زمان ہر مرتبہ لوح کو چمکا کر نکلتے ہین وہ سب چیزین باطل ہوجاتی ہین کوکب اُچھل پڑتا ہو کہتا ہو یارو حمزہ بھی

بڑا ساحر ہی علم شعبدہ سے خوب ماہر ہی دیکھو کیا کیا کام کر رہا ہی بہت بڑا صاحب اختیار ہی اسی سے
مجکو منع کر رہا ہی اپنی شوکت نمائی چاہتا ہی خیر اُسکا خدا اُسکو بچائے لیکن ابھی تک حنا کا پتہ نہین ملا
اسی پر کف افسوس ملتا ہون یہان وہ ساحر سحر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا تیغہ کمر سے کھینچا
اتنے کوکب چیخ اُٹھا کہ یا صاحبقران شوکت نمائی کو کام نہ فرمایئے تلوار کو آگر مین رد کون اس ملعون کو
چیر کر پھینکدون امیر نے ہاتھ ہلایا کہ ایسا ارادہ نہ کرنا کوکب نے غصے مین سینے پر ہاتھ مارا کہا یارو
یہ جوان بالکل جاہل ہی مجکو اسکی جان کا بڑا افسوس ہی یہان ساحر نے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار
پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر نعرہ کرکے تیغہ مارا ساحر نے سر آگے کر دیا گویا سر کو سپر کیا ساحر
کے دو ٹکڑے ہوئے کوکب نے آواز دی یا صاحبقران کیا کہنا اُن دونون ٹکڑون کے دو جادوگر
بنکر تیار ہوئے امیر پر حربے کرنے لگے امیر نے پھر ایک کو مارا جون جون امیر قتل کرتے ہین ایک ہی صورت
کے ساحر بڑھتے جاتے ہین تھوڑے ہی عرصے مین ہزار ہا ساحر ایک ہی صورت کے امیر کو گھیرے ہوئے ہین
حربہ ہائے سحر کر رہے ہین امیر نہنگانہ و پلنگانہ اُن ساحرون سے لڑ رہے ہین لاشہ کسی کا زمین پر نہین معلوم ہوتا
کوکب کہتا ہی یارو یہ علم شعبدہ ہی مین ابھی جاکر مٹا دون مگر وہ جوان نہین مانتا اب بچنا دشوار ہی امیر
کو لڑتے لڑتے خیال آیا کہ مین نے اس ساحر کو قتل کیا لوح کو نہین دیکھا یہی خرابی کا باعث ہی بیچ
مین سے اُن ساحرون کے لڑتے ہوئے نکلے لوح کو ملاحظہ کیا حکم دیکھکر سر اُٹھایا کاندھے سے کمان اُتاری
ترکش سے تیر لیا دیکھا کہ ایک ساحر شاخ نخل پر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی اسی کے سحر سے ساحر تیار ہوتے ہین
امیر پر حربے کرتے ہین بسبب لوح کے پاس نہین آسکتے دور سے لینا لینا کر رہے ہین امیر نے تاکا اُسکی
پیشانی پر ایک خال سیاہ تھا تاک کر تیر مارا تل بھر کا فرق نہ ہوا اُسی خال سیاہ پر جا کر پڑا اور توڑ کر بھیجہ
سر کو پار گذرا اُس ساحر کے جسم سے شعلۂ آتش نکلے سب ساحر جلنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین وہ سب ساحر
جلکر خاک ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل جادو دربان طلسم بود افسوس مردیم وجان دادیم
بمطلب خود نہ رسیدیم کوکب کا یہ حال ہوا کہ وجد کرنے لگا صاحبقران جب قریب آئے تو ہاتھ لیکر
آنکھون سے لگائے کہا مین آپ کی جرأت کا قائل ہون اسقدر ساحرون کا بلوہ تھا مگر آپ کو کچھ پروا
نہ ہوا صاحبقران نے فرمایا اے بادشاہ عالیجاہ لوح طلسمی ہمارے پاس موجود ہی ہمنے نہ دیکھا اسوجہ سے
اتنی آفت برپا ہوئی اگر ہم پہلے سے لوح دیکھ لیتے تو یہ آفت کاہیکو برپا ہوتی یہ بھی یقین کامل ہی کہ

برکت لوح سے کوئی ساحر ہمکو قتل نہین کر سکتا کوکب نے کہا یہ آپ ہی کا کلیجہ ہی ورنہ ایسے مقام پر انسان
بدحواس ہوجاتا ہی امیر نے کہا اگر ایسا کلیجہ نہوتا تو طلسم کشائی پر کیون ہاتھ ڈالتے یہ مقدمات جانبازی ہین
اب ہم دوسرے مرحلے پر جاتے ہین ای بادشاہ اتنا خیال رکھنا کہ کسی مقدمے مین ہمارے دخل نہ دینا
کل منسوبات طلسمی اسی صحرا مین ہین اب ظاہر ہونگے کوکب نے کہا اچھا جائیے جب امیر آگے بڑھے کوکب
نے ساتھ والون سے کہا یارو اصل یہ ہی کہ یہ جوان پتھر کا کلیجہ رکھتا ہی ہم تو اسکی بہتری کو کہتے ہین وہ
اپنی کہے جاتا ہی اب ان ساحرون کے مقابلے مین اتنا عرصہ گذرا مین ایک گولے مین سب کا کام تمام
کر دیتا ساتھ والے کہتے ہین حضور ایسے ہی ہین یہ جوان اپنی شوکت نمائی چاہتا ہی اب جو بات بن پڑی ہی
کیا فقرے بناتے ہین کہ اسی صحرا مین منسوبات طلسمی ہین یہ خیالی باتین ہین انکو سب کچھ معلوم ہوگیا یہان تو
ایسی ایسی باتین ہو رہی ہین امیر نے صحرا مین آکر ایک نعرۂ شیرانہ کیا اور آواز دی ای پسران بدخواہ
کیون دیر لگائی ہی میرے مقابلے مین نہین آتا یہ کہکر کوئی اسم پڑھا کوکب نے دیکھا اسی صحرا مین ایک
باغ ظاہر ہوا دروازے پر باغ کے ایک فیل مست کھڑا جھوم رہا ہی امیر قریب اُسکے پہونچے کوکب کے
تو ہوش اُڑے کہا لو یارو غضب ہوا یہ جوان زبردستی ہاتھی کے پاس جاتا ہی دیکھیے اسپر کیا گذرتی ہی
اگر سخن ناشنو نہ ہوتا تو مین جاکر ایک چٹکی خاک ڈالدیتا فیل جلکر خاک ہوجاتا سب نے کہا حضور وہ کاہکو
مانیگا مگر صاحبقران بڑھکر چاہتے ہین کہ اندر دروازے کے جاوین فیل مست سدراہ ہوا امیر نے
تلوار کھینچی فیل مست نے دھڑ وکا مار کر ایک گھونسا مارا امیر نے لوح کو چمکایا فیل زخمی ہوکر نابینا ہوا
بھسونڈے سے امیر کو ٹٹولنے لگا امیر اُسکے پہلو سے نکلکر باغ مین داخل ہوئے کوکب نے کہا یارو
کیا عقلمند ہی کس مزے سے اندر باغ کے گیا اب جو بنگاہ غور دیکھا صاحبقران اندر باغ کے گئے
روش پر ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین دریائے جواہر مین غرق لباس فاخرہ پہنے ہوئے ٹہل رہی ہی
جھککر صاحبقران کو سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی قربانت شوم آپ اسقدر کیون تکلیف کرتے ہین
میرے ساتھ چلیے مین بادشاہ طلسم کا سامنا کرادون بحکم لوح اُسکو قتل کیجیے ورنہ راہ دور و دراز ہی
سالہا سال مین بھی آپ نہ پہونچینگے مین عرصہ دراز سے بندگان عالی پر عاشق ہون میرے بزرگون
نے مجھکو سمجھا دیا تھا کہ طلسم کشا کے ساتھ سرکشی نہ کرنا ورنہ قتل ہوگی مین نے بزرگون سے کہا طلسم کشا
کی تصویر مجھکو دکھادو اُن ستارہ شناسون نے آپ کی تصویر کھینچکر دی مین تصویر دلپذیر دیکھکر

مائل ہوئی انتظار مین بیٹھی تھی کہ طلسم کشا صاحب تشریف لائین تو مین شراکت کرون فیلان جادو نے نہ مانا آپ کے روکنے کو گیا آخر بطروسے نے سزا پائی اندھا ہوا اب آپ میرے ساتھ آئیے مین سامنے بادشاہ طلسم کے پیچلون اس نازو نیاز سے اس نازنین نے باتین کین کہ صاحبقران بیقرار ہو گئے اُس نازنین نے ہاتھ بڑھا کر نہایت تکلف سے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنا شروع کیے نظم

غرق بحر اشک ہین کیا حاجت دامن ہمین
چشم تر ہر روز پہناتی ہی پیراہن ہمین

رہنمائی تیرگی ہی منزل مقصود مین
شمع کی صورت فروغ رشتۂ گردن ہمین

امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہی ضرور
چاہیے ہی اور بھی گردن تو گردن ہمین

دیکھکر مجکو گریبان چاک کرتا ہی ہلال
چاہیے ہمسے گریبان دیجیے دامن ہمین

بعد مردن بھی نہین شان جنون مین کچھ کمی
چاک ہر جاے لا ہی پہلو مدفن ہمین

فرط کاہش سے یہ حالت ہی کہ برسون ہو چکے
خواب مین بھی اب نہین آتا خیال تن ہمین

اب کسے ہی فرصت منت کشی ای باغبان
داغ دل دکھلا رہے ہین جلوۂ گلشن ہمین

آہ آتش بار سے طوق و سلاسل ہین گداز
موم سے بھی نرم ہی سنگینی آہن ہمین

غیر ممکن ہی امید صحبت بیباوے دوست
کم نہین رنج قضا سے منت دشمن ہمین

اس سوز و گداز سے یہ اشعار اُس مہ جبین نے پڑھے کہ امیر کو پسینہ آگیا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کوکب نے یہان لوگون سے کہا ہائے کیا معشوقہ حور پیکر طلسم کشا کو ملی ہے معشوق عاشق مزاج امیر اسکے ساتھ ساتھ محبت باتین کرتے ہوئے چلے وہ نازنین قدم با قدم عذر کرتی جاتی ہی کہ مجھپر یہی عنایت صرف رہے تھوڑے ہی عرصے مین طلسم فتح کیجیے مین آپ کو خبر دیتی ہون کہ بادشاہ طلسم آمادۂ جنگ ہی لشکر جمع کر رہا ہی آپ ایسے وقت پر پہونچین کہ وہ لشکر نہ جمع کرنے پائے اگر اُسنے لشکر جمع کر لیا مشکل پڑیگی ایک جان کے لاکھون دشمن ہین آپکا خدا آپ کو بچائے امیر باتین کرتے ہوئے بارہ دری مین تشریف لائے کوکب وغیرہ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین اس نازنین نے امیر کو لا کر مسند پر بٹھایا اور پکار کر آواز دی ارے سب مر گئین ہمارے یہان مہمان آیا تم سب کہان گئین ارے لالہ رخ غنچہ دہن شیرین ادا سرو قد اسی طرح دس پانچ نام لیکر پکارا اُسی باغ سے چالیس کنیزان مہ جبین بہ ناز و کرشمہ سامنے آئین جھک کر سب نے سلام کیے شہزادہ الیٰ ہم مین

کوکب نے کہا یارو جیسی معشوقہ خوبرو ہی ویسی ہی کنیزین بھی حاضر ہوئین اب وہ معشوقہ کے ساتھ چلین گرچہ
طلسم کشائی ہو چکی سب کہہ رہے ہین حضور ایسی عاشق ملی اب کاہے کو وہاں سے اُٹھینگے جب کنیزین آئین
تو اس نازنین نے کہا ارے کمبخو کیا ٹکر ٹکر دیکھتی ہو مہمان عزیز کے واسطے شراب لاؤ ایک کنیز دوڑ کر
گلابی شراب کی لائی جام بلورین لبریز کیا اُسنے پنجۂ نگارین پر رکھکر عرض کی یہ جام محبت ہی نوش فرمائیے
کوکب رشک مین مرا جاتا ہی کہا لوصاحب اب شراب و کباب کا چرچا ہوا اب عیش و عشرت ہین کوکب
آتش رشک پر لوٹ رہا ہی کہتا ہی یارو یہ جوان کیا صاحب نصیب ہی معشوقہ خاطر کر رہی ہی
اپنے ہاتھ سے جام پلاتی ہی وہ چپکے بیٹھے ہین مُنھ سے بھی نہین بولتے یہان یہ نازنین مہ جبین جو
جام ہاتھ پر رکھکر مسکرائی سفیدی و براقی دانتون کی برق چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا صاحبقران کا
دل دھڑکا یا تو ہاتھ بڑھایا تھا کہ جام لیلیون دل جو دھڑکا ہاتھ رُکا اس نازنین نے کہا کیون حضور
عرصہ کرتے ہین یہ جام نوش فرمائیے خیال خیر و شر دل سے دفع ہو یہان کوکب کہہ رہا ہی یہ نخرہ
تو جوان کا دیکھو وہ مہ جبین تو محبت جام پلاتی ہی وہ ہاتھ نہین بڑھاتے نہین معلوم کیا منظور ہی میرا دل گھبراتا ہی
اس شخص کی نامنصفی پر غصہ آتا ہی یہ نہین مُنھ سے نکلتا کہ صاحب مجھے جاؤ یہان امیر کو خیال آیا کہ
تمنے لوح کو نہین دیکھا اُسی وقت طرف لوح کے متوجہ ہوئے دزدیدہ نگاہ لوح پر ڈالی نوشتہ پایا
ای طلسم کشا دای سیار این عجائبات اگر گلشن جادو اپنے دام مکر مین پھنسائے اور شراب پلانیکا ارادہ کرے
خبردار شراب نہ پینا لوح قبضے سے نکلجائیگی پتھر کے ہوجاؤگے کوئی رہا نہ کر سکیگا جام اسکے ہاتھ سے
لیکر اسی پر پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر جب نوشتہ لوح سے مطمئن ہوئے ہاتھ بڑھایا
کہ لاؤ صاحب شراب پلاؤ اُس نازنین نے ہاتھ باندھکر کہا میرا دل گھبراتا ہی ایسا نہ ہو کہ آپ میرے ساتھ
دغا کرین امیر نے فرمایا ای معشوقہ خوبرو کون ایسا کور ظاہر اور کور باطن ہوگا کہ تیرے ساتھ بُرائی کرے
کہا مین ڈرتی ہون بڑے بڑے مکارون سے آپ کو سابقہ پڑیگا مین مدت سے آپ کی مشتاق تھی اب
جو جمال جہان آرا دیکھا میرے ہوش درست نہین ہین سب طرح کے خیال آتے ہین ہاتھ بڑھاتی ہی کہ جام دے
انجام کے خیال سے رُکجاتی ہی اکی جو اسنے ہاتھ بڑھایا امیر نے زبردستی جام لیلیا گلشن ہان ہان
کرتی رہی امیر نے وہ جام اُسی پر پھینک مارا اُسنے ایک چیخ ماری کہ او ظالم یہ کیا کیا مین تو مٹتی ہون
تو بھی زندہ نہ بچیگا او فیلان خود سر لیا ایسے فقرات کہتی جاتی ہی ہر موسے جسم سے شعلۂ آتش نکلے

مثل ہیزم خشک جلنے لگی اور کنیزین پیٹ رہی ہین پکارتی ہین او ظالم ہمنے پہلے ہی کہا تھا کہ طلسم کشا کے
مزاج مین رحم کہان ہمارا کہنا نہ مانا اپنے کو بلا مین پھنسایا کنیزین جو لپٹین وہ بھی جلنے لگین باغ سے صدا
ہونے لگی کوکب نے یہان سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو طلسم کشا نے غضب کیا ایسی معشوقہ خوبرو کو جلایا
وہ ہاتھی جو نابینا دروازے پر کھڑا تھا اُسنے جو یہ آواز مہیب سُنی در باغ پر ایک ٹکر ماری مثل انسان
کے آواز دی ای فیلان فیلسوار اب اپنے کو ظاہر کرو طلسم کشا نے گلشن کو جلا دیا مین تو نابینا ہون
تیری جرأت کا وقت ہے یہ جو کہا اندر سے اُس دیوار کے ایک جادوگر بشکل مہیب بصورت عجیب و غریب نکلا
تیغ برہنہ ہاتھ مین کہتا ہوا ارے غضب کیا میری معشوقہ کو مارا مین آج لٹ گیا معشوق پریچہرہ سے
چھوٹ گیا یہ کہکر فیل پر سوار ہوا تیغ برہنہ لیکر چلا صاحبقران ایک گوشے مین کھڑے ہین وہ فیلسوار
تیغ چمکاتا ہوا جب قریب امیر پہنچا کوکب سے ضبط نہ ہوسکا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا واسطہ اپنے
دین و مذہب کا حکم دے تو مین آجاؤن یہ ساحر زبردست ہے قیامتین برپا کریگا ایک اشارہ کرون کہ برق اسپر
جھکر گرے مع فیل دو ٹکڑے ہون امیر نے فرمایا خبردار میرے پاس آنیکا ارادہ نہ کرنا ورنہ سب
معاملہ بگڑ جائیگا کوکب نے سر پیٹ کے کہا یارو سُنتے ہو اپنی ہی کہے جاتا ہے یہان فیلسوار نے
جیسے ہی ہاتھ مارا امیر نے بجائے سپر کے لوح کو آگے کر دیا وار اُسکا قریب سر صاحبقران نہ آیا
تلوار سے ایک شعلۂ آتش نکلا اپنی آگ مین آپ ہی جلنے لگا کوکب نے کہا لو یارو اسکا سحر اُلٹ گیا
جو اُسنے چاہا تھا وہ نہ ہوا اگر پورا تیغ پڑتا دو ہی ٹکڑے ہوتے اب جو وہ ساحر جلنے لگا جسم سے
اُسکے شعلۂ آتش اسقدر نکلے کہ تمام باغ آتش بہار ہوگیا ہر دیوار و در سے آگ نکلتی تھی امیر باغ سے
باہر نکل آئے تھوڑے ہی عرصے مین وہ باغ جلکر خاک ہوا کوکب نے دیکھا کہ ایک لاشہ بڑھیا کا پڑا ہے
فیلسوار اور فیل کا پتہ نہین امیر نے پکار کر آواز دی ای بادشاہ یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا یہ وہی
معشوقہ خوبصورت ہے دیکھو اب کیا کیفیت ہے کوکب نے کہا دیکھین ہمارا مطلب کب ظاہر ہو امیر
نے فرمایا انشاء اللہ سب کیفیتین ظاہر ہونگی کل منسوبات اسی صحرا مین ہین یہ کہکر امیر نے اپنے
نام کا نعرہ کیا ایک مرتبہ آواز دی ای افسر لشکر گرد باد اپنے کو ظاہر کر اس صحرا مین ایک نخل
استادہ تھا یہ کہتے ہوئے قریب اُس نخل کے پہنچے آخر اُس نخل کو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑا نخل زمین
پر گرا ایک مہرہ نقب کا ظاہر ہوا صاحبقران اُسمین پھاند پڑے کوکب نے کہا اور غضب دیکھیے

نقیب مین کو دنا کیا ضرور تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جادوگر گیدن پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحر ہاتھون مین حربہ ہائے سحر لیے ہوئے وہ ساحر للکارتا ہوا کہ طلسم کشا کہان گیا کوکب نے کہا مین جاکر اس کل لشکر کو ایک سحر مین غارت کردون سب نے کہا آپ دخل نہ دیجیے وہ ہر مرتبہ منع کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کوکب نے دیکھا کہ صاحبقران پشت پر طائر کے سوار تعجیل سے چلے آتے ہین طائر نے آکر صاحبقران کو اُتار زمین پر آتے ہی امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ امیر تصنیف مصنف

منم قاتل کافران جہان
بذیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
درانجا چو جاہ وادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بسنجان سپہ گیر دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

تلوار کھینچکر مجمع ساحران پر جا پڑے تین لاکھ ساحرون نے امیر کو چار جانب سے گھیرا ہے امیر مصروف جنگ ہین لوح چمکا رہے ہین جس پر عکس پڑا وہ نابینا ہوگیا وہ جو سب کا افسر ہے اُسنے پکار کر آواز دی یارو کیا کرتے ہو اس جوان پر سحر نہ کرو تلوار و تیر و تفنگ سے ارلو اب سب ساحرون نے تلوار کھینچی صاحبقران پر حربے پڑنے لگے کوکب سر پیٹ رہا ہے پکارتا ہے ای امیر اپنے دین و مذہب کا واسطہ مین آپ کی جرأت پر ناز کرتا ہون اب مجھے اپنے پاس آنے دیجیے مین ایک سحر مین زمین اُلٹ دونگا یہ لوگ میرے ہاتھ سے مہلت نہ پاوینگے ایک سحر مین بھاگ جائینگے اگر کہدون تو اپنے ہاتھ سے اپنے گلے کاٹ لین تم اپنے کمال کے آگے کسی کی حقیقت نہین جانتے امیر نے آواز بلند فرمایا خبردار ای بادشاہ میری شرکت کا ارادہ نہ کرنا انشاء اللہ اس لڑائی کو فتح کرلونگا ان سب بیحیاؤن کو شکست دونگا تمھاری آزمائش کا وقت بھی آتا ہے تم فقط تماشا دیکھو کسی بات مین دخل نہ دو ورنہ غضب ہوگا کوکب نے منہ پیٹ کر کہا لو یارو سنا وہ تو بڑا مغرور ہے عقل و فراست سے دور ہے اپنی ہی کیے جاتا ہے تین لاکھ آدمی ایک شخص کو گھیرے ہین کس کس کو جواب دیگا ایسا نہ ہو کہ دشمن اسکے مارے جائین میرا دل کانپ رہا ہے کہ اسپر کوئی زوال نہ آجائے سب جادوگر کہتے ہین آپ تو ہر چند فرماتے ہین مگر اپنی جرأت پر

ظاہر ہیان امیر مصروف جنگ ہین یہ بھی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ بادشاہ آ پڑے تو باعث خرابی ہو
لڑنے مین بھی منع کرتے جاتے ہین جب چار جانب سے تلوارین خنجر نیزے وغیرہ پڑنے لگے ہر چند کہ
صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوے لڑ رہے ہین ہزار ہا حربہ پڑ رہا ہی کس کس کو روکین زخمی بھی ہونے لگے
جسم جو صاحبقران کا تیرون سے مشابہ ہوا کوکب نے ساتھ والون سے کہا کیون صاحبو دیکھو
اب ساحرون نے گھیر لیا اکیلے کس کس کو مارینگے زخم بھی جسم پر پڑنے لگے کئی زخم کھا چکے اب سامری
و جمشید اسکو بچائین ایک سحر مین سب خاتمہ کر سکتا ہون مگر وہ نہین مانتا اپنی ہی کیے جاتا ہی زخم بھی
اُٹھائے یہی کام ہی کہ میری مدد کو نہ آنا افسوس ہمارا کچھ مطلب نہ ہوا اُس شخص کی جان پر بنی ہم
آخر کیا کرین تمام ساحر و غیر ساحر یہی کہینگے کہ کوکب روشن ضمیر نے امیر کو قتل کرایا صاحب اختیار ہو کر
مجبور رہا اس حال کو کون دیکھے کہ مین مبدم ہٹتا ہون تین لاکھ ساحرون سے اکیلے کی جنگ امر
عقل سے دور ہی یا خداوند سامری و جمشید بندہ آپ کا کسی بات مین کم نہین لیکن اس شخص کے غرور
نے اسکی جان لی یہ کہتا ہوا ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ بڑھون صاحبقران منع کرتے ہین کوکب بڑھکر
رکجاتا ہی لیکن امیر نہنگانہ دلیرانہ لڑتے ہوے طرف افسر کے جاتے ہین چاہتے ہین کہ جا کر افسر کو
مارون افسر دور کھڑا ہی ساتھ والون کو ترغیب دے رہا ہی ہر مرتبہ پکار کر کہتا ہی یارو کیا غیرت کی
بات ہی ایک اکیلے پر تین لاکھ ساحر ٹوٹے ہوے ہین مقام غیرت ہی ارے چار جانب بلوہ کر کے
ٹوٹ پڑو کیا ایک ہی مرتبہ سب قتل ہو جاؤ گے امان نہ پاؤ گے افسر جادو جو سب کا افسر ہی جب
اس طرح ترغیب دیتا ہی تمام ساحر جو بلوہ کرتے ہین ہزار ہا تلوار و خنجر امیر پر پڑ رہے ہین کس کس سے
اپنے کو بچائین ضرور ایک دو وار جسم اقدس پر پڑتے ہین تمام جسم غربال بنا ہوا ہی مگر رستمانہ لڑ رہے ہین
جس غول پہ جا پڑے درہم و برہم کر دیا میدان لاشون سے بھر دیا جسم سے سر لٹے خون کے بلند
نہایت دردمند مرکب طرارے بھر رہا ہی صاحبقران کو بچاتا ہی مگر چار جانب سے حربے پڑ رہے ہین
کبھی لوح کو چمکاتے ہین ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ اپنے کو تا بہ افسر جادو پہونچاؤن ساحر نہین جانے
دیتے ہین اگر ایک غول ہٹا یا دس غول آ کر جمگئے امیر کو بڑھنے نہین دیتے کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا
گھبرا کر گھوڑے سے کودا آستینین چڑھائین ساتھ والون سے کہا یارو اب مین نہ رکونگا اب حمزہ
قتل ہوا چاہتا ہی میرا دل نہین مانتا کیسا سخن ناشنو ہی مجھکو پکارتا نہین اگر آواز دیتا مین فوراً

جا پڑتا ایک سحر میں سب کا خاتمہ کر دیتا مگر ہائے وہ میری بات نہیں مانتا اپنی جرأت پر ناز ہے میں طعن تشنیع نہ کرتا
انکو یہی بڑا خیال ہے کہ جرأت میں فرق پڑیگا مجکو اسکا خیال بھی نہیں ہماری انکی صلاح سے یہ معاملہ ہوا ہے
تاج کا انکو خیال ہے یہ کہتا ہوا کوکب صف سے بڑھا یہاں صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب علمدار پہونچے
علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کے وار کیا مع علم علمدار کے دو ٹکڑے کیے علم لشکر سرنگون افسر کا
کلیجہ خون ہوا کہ طلسم کشا نے علمدار کو مارا قضائے کار امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ شہنشاہ کوکب تاج کو کج کرتا ہوا
دس قدم آگے بڑھ آیا چاہتا ہے کہ گولہ نکالوں مدد کو صاحبقران کی جا پڑوں امیر نے پکار کر آواز دی اے
بادشاہ خبردار میری مدد کو نہ آنا یہ سنکر کوکب نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو سنا تمنے ابھی تک وہی باتیں چلی جاتی ہیں
وہ کبھی میرا کہنا نہ مانیگا آخرکار مارا جائیگا انتہا کا لوہا ہو گیا کس کس کو روکے کس کس کو ٹوکے یکتاز میدان
جلالت شیر بیشہ جرأت کیا تعریف کروں جہاں یہ جلالت ہے وہاں یہ حماقت بھی ساتھ ہے کسی کی بات نہیں سنتے
وہاں امیر نے لوح کو دیکھا اسم حاشیہ لوح پکار کر پڑھا نعرے کرتے ہوئے چلے قضائے کار افسر نے جو دیکھا
کہ علمدار کو طلسم کشا نے مارا میری جانب آتا ہے حیران ہو گیا سمجھا کہ طلسم کشا سے میری جان نہ بچیگی زمین پر گرا
غلطاں مار کر پر پرواز پیدا کیے اڑکر چلا امیر کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ اگر یہ اڑکر نکلگیا تو بڑا فساد کریگا
امیر نے فوراً اسے کمان ترکش سے تیر تین بھال کا نکالا تاک کر مارا تو وہ سینے پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا
جسم سے اسکے بجائے خون شعلہ ہائے آتش نکلے ساحروں پر گرے ساحر جلنے لگے کوکب اچھل پڑا کہا صاحبو
ناز اسکا بیجا نہیں ہے کیا کمال کیا افسر کو بھی مارا ساتھ والے بھی اسکے جلنے لگے مگر مقام افسوس ہے کہ ہمارا
مطلب ابتک ظاہر نہ ہوا نہ تو حنا سے گلگون پوش کا حال معلوم ہوا نہ وہ ملعون گرداب جادو
معلوم ہوا کوکب تو مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہے لیکن افسر جادو کے مرتے ہی اسطرح کا دھماکا ہوا کہ زمین
ٹھہر گئی اسطرح کا غبار اڑا کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو نہیں معلوم ہوتا زمین تھرا رہی ہے کوکب
کہتا ہے یارو اب تو میرا ضرور کام ہے مشعلہائے سحر روشن کروں رات کا دن کر دوں مگر وہ ظالم میرا کہنا نہ مانیگا
کس غضب کا اندھیرا ہے فوج غم و الم نے گھیرا ہے نہیں معلوم اس شیر بیشہ جرأت پر کیا گذری کوکب کہہ رہا تھا کہ یہ
ایک صدائے مہیب آئی صحرا تمام روشن ہوا کوکب نے دیکھا اس صحرا میں ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ برج بارے
کنگرے سے آراستہ لکھ در لکھ ساحر اندر سے قلعے کے چلے آتے ہیں یہی ظاہر ہے کہ طلسم کشا کو مکر لو زندہ نہ بچنے پائے
جسنے بڑے بڑے ساحروں کو مارا اپنے بھائیوں کا بدلہ لیں مراد بر آئے جو طلسم کشا گرفتار ہو اور بالا سے

قلعہ ایک تخت زبرجدی بچھا ہی ایک ساحر سیہ فام تاج یاقوتی سر پر بکبر و نخوت وہ بد سیرت تخت پر بیٹھا ہی
ہزارہا وزیر و امیر گھیرے ہوئے بیٹھے ہین اور قفس ملکہ حنائے گلگون پوش کا آگے رکھا ہی ہر مرتبہ
قفس پر ہاتھ رکھکر کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تیرے واسطے مین نے یہ جفا اُٹھائی سا
طلسم برباد ہوا مقام خدائی چھوٹا مرحلہ جات شکست ہوئے طلسم کشا لڑتا ہوا آتا ہی دیکھیے اب کیا ہو
جان بچے یا نہ بچے یہ جو کوکب نے دیکھا اپنے آپ سے باہر ہوگیا اور یہ بھی دیکھا کہ صاحبقران کو لاکھون
جادوگر گھیرے ہین وار پڑ رہے ہین مگر ننگا نہ ولپنگا نہ لڑتے ہوئے جاتے ہین نعرے پر نعرہ بلند ہی ہر مرتبہ
فرماتے ہین او ملعون بیدین مین نے تجکو بیچا نا خبردار معشوقہ شاہ کو ہاتھ نہ لگانا اگر مرد ہی تو زیر قلعہ آکر
مجھسے مقابلہ کر تو جرأت تیری دیکھین مثل دزدون کے کیا حرکات بیباکانہ کرتا ہی کسی کے ناموس پر
دست اندازی یہ حیلہ سازی وہ ساحر جواب دیتا ہی او طلسم کشا تو نے آکر یہ قیامت برپا کی ورنہ اس
بادشاہ کی کیا حقیقت تھی کہ ما بدولت تک آتا یا مجھسے آنکھ ملاتا یہ کلمات جو گرد آباد نے کہے کوکب نے
کہا اور مزا دیکھیے یہ ملعون مجھسے مقابلہ کرتا ایک سحر مین پھونکدون خاک مین ملادون اب مین نہ رکونگا یہ کہکر
کوکب چلا امیر نے پھر آواز دی ای بادشاہ خبردار لڑائی مین شریک نہ ہونا اب تھوڑا زمانہ تکلیف کا
اور باقی ہی کوکب نے کہا اب مین کب مانتا ہون میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین معشوقہ کو دیکھتا ہون
قفس مین گرفتار میرا دل کیونکر مانے جان دونگا ایک شرارے مین آگ لگا دونگا اس ملعون کا غرور مٹا دونگا
لاکھ کہا کرین مین اب نہ سنونگا ضرور جا پڑونگا اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

غور کر نا دوستو مجھ ناتوان کے حال کو
آئنہ محتاج ہی نظارۂ تمثال کو

دیکھنا تھا ہائے کس پردہ نشین کے حال کو
خاک کے پتلے مین آئی روح استقبال کو

سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہی
شمع نے جنبش نہین دی پائے استقلال کو

بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے
رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو

کاتب تقدیر کو کچھ اور بھی منظور تھا
لکھتے لکھتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو

تاج گو ہر سر پہ پہنا آبلون سے خار نے
وقت صحرا کر دیا ہے جنون کے مال کو

بے تکلف جلوۂ حسن صنم تھا اسقدر
مہر کو رُخ مہ کو عارض برق سمجھا چال کو

اب نہین حاجت جو ہون ممنون جیبی و قضا
جنبش لب یار کی کافی ہی دونون حال کو

روشن وتاریک مین یکسان مزا مجکو ملا
مصطفےٰ سے ہی تجھے چشم شفاعت ای نسیم

مصحف رو کا ترے نقطہ مین سمجھا خال کو
بخش دیگا ایزد بر حق ترے افعال کو

اس بیقراری سے کوکب نے یہ اشعار پڑھے کہ سُننے والے رونے لگے سب نے عرض کی ای شہنشاہ صبر کیجیے
دل پر جبر کیجیے حقیقت مین آپ نے بڑے صدمے اُٹھائے اب وقت ملاقات قریب آگیا کوکب نے کہا
اب مین نمانونگا یہ کہکر بڑھا ہر چند ساتھ والون نے کہا کوکب نے کسی کا کہنا نہ مانا آگے بڑھتا ہوا
چلا جاتا ہی امیر اب بھی پکار رہے ہین کہ ای بادشاہ میرے پاس آنیکا ارادہ نہ کرنا ورنہ بہت پچتائیگا
کوکب غیظ وغضب مین سنگر ہے اتنے مین آگے بڑھا وہان امیر خندق سے چند قدم پیچھے ہٹے ہوئے
لڑ رہے ہین کہ کوکب کا نعرہ ہوا آواز دی باشید ای ساحران بجیا مین آپہونچا دیکھون تو کیا سحر
کرتے ہو یہ کہکر گولہ مارا کئی ہزار ساحرون کے سر کٹکر گرے زمین کانپی دو تین سحر جو کوکب نے کیے کئی لاکھ
جادوگر مر کر گرے کوکب بڑھتا چلا جاتا ہی ہر چند کہ وہ وقت ہی کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہین پہچانتا
مگر امیر اُس حال پر ملال مین بھی پکار رہے ہین کہ ای شاہ کیا کرتا ہی کوکب کب سُنتا ہی چلا ہی جاتا ہی آخر
قریب خندق پہونچا یہ تو ظاہر ہی کہ کوکب کا سحر مین مثل نہین ایک گولہ جو مارا یا تو خندق مین آگ جل رہی تھی
پانی برسا آگ بجھ گئی شعلے بھڑکنا موقوف ہوئے امیر بھی ایک جانب لڑ رہے ہین علمدار کو مارا علم فوج کو
قلم کیا کسی مقام پر نہین رُکتے کوکب تو شعلۂ جوالہ بنا ہوا خندق کو فرایا جادوگرون نے جو آکر روکا
ایک سحر مین دس دس ہزار کو مارا کبھی دو پتھر زمین پر مارا غار پیدا ہوا دس بیس ہزار ساحر اُسمین
غرق ہو گئے نخل گرائے اُسمین ہزارون کو پامال کیا امیر بھی خندق کو فرائے اُسپار پہونچے کوکب تو
برق جندہ ہی امیر سے ہزارون قدم آگے بڑھگیا پھاٹک کو آکے گرا دیا ٹنک کر تلوار کو جست کی اُس وقت
امیر کی بیقراری کہ ای بادشاہ کہان آتا ہی کیون میری مشقت کو مٹاتا ہی کوکب کیونکر رُکے ملکہ حنا
کوکب کو دیکھکر بیقرار ہی چیخ رہی ہی کہ ای شہنشاہ عالیجاہ مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے سات روز
گذرے یہ مصیبت اُٹھاتے ہوئے کاشکے میری جان نکلجائے اس ظالم کے ظلم سے سامری بچائے اب
صبر نہین ہوسکتا ای میرے بادشاہ مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے آکر بچائیے کوکب یہ صدائین سُنکر اپنے
ہوش مین نہین ہی امیر تو لڑتے بھڑتے تا بہ در قلعہ پہونچے ہین اور کوکب تو جست وخیز کرتا ہوا بالاے قلعہ
پہونچا گرد آباد جادو سے کلام ہونے لگے دو گولے گرد آباد نے کوکب کو مارے کوکب بھلا اسکے سحر کو کب

قبول کرتا ہوا شاہدون مین دفع کر دیے آپ تیغے کو جھٹک کر جست کی پچھے پر پانون جمایا للکارا ادہیان
آ پہونچا تو نے غضب کیا ایک عورت کو لا کر ایسا مبتلا یا مردان عالم سے مقابلہ کر خبردار قفس سے ہاتھ ہٹا لے بوٹیان
کاٹ کے پھینک دونگا کئی افسر بڑھے اُن افسرون نے کوکب پر سحر کیا کوکب نے کسی کو قبضہ مارا اُسکا سر پھٹ گیا
کسی کی کمر مین ہاتھ دیکے اٹھا لیا چونکہ ہوائی طلسم کیا چالیس پچاس افسرون نے اُس مقام پر سحر کیے کوکب نے
سب کو جواب دیے کسی کے سحر سے ضرر نہ پہونچا اُن سب سردارون کو مار کر جب قریب گرد آباد پہونچے ہاتھ
گرد آباد ڈھٹہ کھڑا ہوا تھا ہاتھ ہلایا پھر آنکھون کو گردش دی پکارا یا سامری و جمشید میری مدد کو آؤ اس
ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ کوکب جو برابر پہونچا گرد آباد نے ہاتھ تلوار کا مارا کوکب کی آنکھون کے نیچے اندھیرا چھا گیا
فوج ظلم زا الم سے گھیر لیتا انتہا کا غصہ ہو کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی اس بے ادب نے خنجر مارا
کوکب نے کلائی پہ ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا سر گرد آباد کا اڑ گیا یہان زیر قلعہ امیر نے علمدار لشکر کو مارا
علم فوج سرنگون ہوا ساحرون مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی کوئی پکارتا تھا اے شہریار آپ کا مذہب
قبول کرتے ہین دل و جان سے اطاعت کرتے ہین آپ کے دشمن کو مارین امیر فرماتے ہین تم اپنی فکر کرو
دوسرے کا خیال نہ رکھو ساحر گرد پھر رہے دیکھ رہے ہین کہ ایک ایک کو سرفراز کر رہے ہین وہان کوکب
نے جو گرد آباد کو مارا ایک دفعتاً ہوا زمین کانپی برقین چمکنے لگین صدا ہے ہا ہو بلند آسمان سے آگ
برس رہی ہے اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ کوکب گرد آباد کو اور قفس ٹٹولتے پھرتے ہین قفس دستیاب
نہین ہوتا اس وقت کوکب کا گھبرانا چاہتا ہے کسی سے پوچھون کبھی مشعل سحر روشن کی کبھی آواز دی کہ
ارے کوئی حاضر ہے چونکہ صاحب حکومت بادشاہ با اختیار ہے جیسے ہی یہ آواز دی کہ کوئی حاضر ہے ایک
شہر اتیلہ حاضر حاضر کہکے سامنے آیا کہا کیا ارشاد ہوتا ہے کہا ارے دیکھ تو قفس ملکہ حنا کا کہان ہے میری نظرون
سے نہان ہے شتیلے نے چہار جانب نگاہ ڈال کے کہا اس مقام پر قفس نہین ہے کوکب نے کہا آخر قفس کہان گیا
عرض کی غلام واقف نہین اب کوکب کی پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی یہان امیر نے سب کو تسخیر کر لیا
سب ساحر مطیع الاسلام ہوئے اب روشنی ہوئی کوکب نے سر اٹھا کر دیکھا کہ لاشہ ایک زنگی کا پڑا لوٹ رہا ہے
قفس کا کہین نشان نہین سر جھکائے قریب امیر کے آیا کہا اے شہریار بڑا غضب ہوا مین تو لٹ گیا کسی کام کا نہ رہا
ملکہ حنا کے قفس کا کہین پتہ نہین ملتا امیر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا اے بادشاہ تمنے ہمارا کہنا نہ مانا مقدمہ طلسم مین
دخل دینا مناسب نہ تھا ہم ہر مرتبہ منع کرتے تھے وزیر و امیرون کو بلاؤ وزرا و امرا حاضر ہوئے امیر نے فرمایا

کچھ تمکو معلوم ہی کہ گرد آباد جادو کہان ہی اور قفس ملکہ حنا ابھی لیگیو وزرا نے عرض کی جسدن سے خداوند اس عورت کو لائے آٹھ پہر ست خوشامد کرتے تھے لیکن ایسی عورت صاحب عصمت ہماری نگاہ سے نہین گذری آب و دانہ بھی بند رہا قفس مین قید بھی کیا لیکن اُسنے یہی کہا کہ ای شخص قتل کرنیکا تجکو اختیار ہی اگر میری عصمت کو ہاتھ لگائیگا مجکو زندہ نہ پائیگا سر ٹکرا کے جان دونگی ہاتھ مین الماس کی انگوٹھیان ہین انکو چبا جاؤنگی میرا شوہر مجکو چھڑانے آئیگا نہین معلوم اُسپر کیا گذری لیکن غلام بخوبی جانتے ہین کہ گرد آباد فقرہ دیکے نکلگیا بنجر ابھی ملکہ حنا کا لیگیا آپ کو دھوکا دیگیا امیر کو سناٹا آگیا کچھ جواب نہ دیا لیکن کوکب نے بعد عرصہ دراز آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ای شہریار آپ لوح کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے لوح مین کیا نکلتا ہی امیر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین یہ مضمون نکلا کہ ای طلسم کشا والسلام والاکرام مرحلے سب شکست ہوئے لیکن گرد آباد جادو قفس ملکہ حنا کا لیکر نکلگیا اب مناسب یہ ہی کہ طرف مشرق کے جائیے ضرور دستیاب ہوگا امیر نے فرمایا ای بادشاہ ہمنے منع کیا تمنے دخل دیکر معاملے کو بڑھایا اگر تم دخل نہ دیتے تو بادشاہ طلسم مارا جاتا ہم بحکم لوح قتل کرتے اسی وجہ سے ہمنے کئی مرتبہ منع کیا تمنے ہمارے کہنے کو خلاف جانا مقدمہ طلسم مین ہم کیا کہین ہم ہی تلاش کرینگے اب بھی ہمارا کہنا مانو تم اس قلعے مین بیٹھو ہم برائے تلاش گرد آباد جاتے ہین سر بھی اُس مفسد کا لائینگے حنا کو بھی تمسے ملائینگے مناسب یہ ہی کہ تم یہانسے قدم نہ ہٹاؤ ہم جاتے ہین تلاش کرکے لاتے ہین یہ کہکے مرکب منگوایا پشت مرکب پر سوار ہوئے کوکب کو خوب سمجھایا آپ پشت مرکب پر سوار ہوکے بحکم لوح طرف مشرق کے چلے اب حال بدمآل اُس خرس بادیہ ضلالت کا تحریر کرتا ہون کہ امیر تو پشت مرکب پر سوار ہوکر بتلاش گرد آباد جاتے ہین جہان پہونچینگے حال خجستہ مآل تحریر کرونگا مگر جب کوکب سحر کرتا ہوا مثل شیر غضبناک بالائے قلعہ پہونچا جس طرح تحریر کرگیا ہون اُسی طرح مقابلہ کیا گرد آباد نے اپنی صورت کا جوان بناکر سامنے کوکب کے کردیا کوکب نے بطور ندکو مارا دہ گرد آباد نہ تھا نزنگی قتل ہوا گرد آباد سوچا کہ کوکب تو میرا کیا کرسکتا ہی مگر طلسم کشا جو لڑتا ہوا آتا ہی اسکے سامنے مشکل پڑیگی یہ سوچکر صحرا مین اندھیرا کردیا اُسی اندھیرے مین قفس لیا پرواز سیدہ کرکے ایک جانب بھاگا ملکہ حنا متوجہ ہوئے بیہوش ہوگئی تھین گرد آباد جب دس پانچ کوس نکل آیا ملکہ حنا قفس مین بیہوش پڑی ہین ایک پہاڑ پر اُترا سوچنے لگا کہ اسی عورت کی وجہ سے مقام خدائی چھوٹا طلسم مین آکر چھپا وہان بھی نہ رہ سکا اب کسی اور ملک مین دعوی خدائی کرونگا جاہلون کو تسخیر کرلونگا پھر وہی رنگ

بند ہو جائیگا لیکن جس واسطے یہ جفا اُٹھائی وہ مطلب تو حاصل کرون خوشی سے تو یہ عورت نہ مانیگی ایک سوہنی پڑھون کہ قلب اسکا اُلٹجائے مثل میرے مجھپر عاشق ہو یہ سوچکر اُسی پہاڑ پر فرش بچھایا مسند تکیہ لگایا چند گلدستے سحر کے بنائے اُسی مقام پر رکھ رکھدیے ملکہ حنا کو ہوشیار کیا قفس سے نکالکر بٹھا دیا اب جو ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی جلاد صاحب بیداد دست بستہ بیٹھا ہی منتین کر رہا ہی ملکہ حنا نے کہا ای شخص کیون اپنی اوقات ضایع کرتا ہی مجکو قتل کر مین تیرا کہنا کبھی نہ مانونگی گرد آباد نے سر پیٹ لیا کہا ارے ظالم مین تو تباہ ہوا دل پر چھریان چل رہی ہین ہڈیان جسم کی جل رہی ہین ملکہ حنا نے کہا او ظالم ایک ہاتھ تلوار کا مار دے بار سر اُتر جائے اب دل قابو مین نہین ہی ئے میرا چاہنے والا میرے پہلو مین نہین نظم

اشک آنکھون مین ڈر سے لا نہ سکے
رہ گئے دیکھکر بلا نہ سکے
کیا ہوے تیرے حوصلے ای اشک
گالیان بھی مجھے سُنا نہ سکے
پانون چوما کیے حنا کی طرح
لب تک اپنے سوال آ نہ سکے
اضطراب قضا ہوا یہ نسیم

دل کی بھڑکی ہوئی بجھا نہ سکے
تھین جو اُسمین حیا کی کچھ باتین
حرف تقدیر کو مٹا نہ سکے
گو بہت پاس غیر تھا لیکن
جب کوئی اور رنگ لا نہ سکے
نہ لی اُسنے پانون مین مہندی
کہ گلے بھی اُسے لگا نہ سکے

نہ ہلی جب زبان نزاکت سے
شکوہ میرا وہ لب پہ لا نہ سکے
تھا یہ خطرہ کہین پسند نہ ہون
آنکھ ہمسے بھی وہ چرا نہ سکے
خامشی تھی بشکل زخم مجھے
رنگ اپنا عدو جما نہ سکے

ملکہ حنا نے اس طرح بیقرار ہوکے یہ اشعار پڑھے کہ گرد آباد اور بھی پس گیا ہاتھ باندھنے لگا ملکہ نے جب نہ مانا منت و خوشامد سے عاجز آیا ایک گلدستہ اُٹھا کر سنگھا دیا گلہاے سحر کی جو بو دماغ مین پہونچی رنگ حنا متغیر ہوا الغرض کے گری بیہوش ہو گئی گرد آباد نے اور سحر کیے بعد تھوڑے عرصے کے جو ملکہ کی آنکھ کھلی قلب اُلٹ گیا صورت گرد آباد کی دیکھکر کہا ای گرد آباد مجھے بھی تجھسے محبت قلبی ہی جو تیری خواہش ہو مین بسر و چشم حاضر ہون ایسے چاہنے والے کیسے ملتے ہین یہ جو حنا نے بمحبت کہا گرد آباد چھو لگیا ہاتھ باندھکر کہا مین تیرا غلام ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا ملکہ حنا نے کہا جو تیری خوشی مین سب طرح موجود ہون اب تو گرد آباد ملکہ کو پہلو مین لیکر بیٹھا کہتا ہی سنو صاحب مین کسی ملک مین چلکر سامان خدائی درست کرونگا تمکو نائب بناؤنگا آپ خداوند بنکر مثل مہون رنگ بندہ جائیگا لاکھون مطیع ہونگے حنا کہتی ہین جو تمھاری خوشی مین سب طرح تابعدار ہون اب عاشق و معشوق باتین کر رہے ہین معشوق بھی عاشق مزاج حسینان جہان کے سر کا تاج خوش بیٹھا ہی

باتین راز و نیاز کی جانبین مین ہو رہی ہین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا کیون ای خداوند آج اگر ہمارے قلعے مین ہوتے چالیس ہزار کنیزین ستر ہزار غلامان ترکی و رومی و حبشی براے خدمتگزاری حاضر رہتے اسوقت دست بستہ حاضر ہوتے ہمارے تمھارے وصل کا سامان اور یہ بے لطفی شراب و کباب بھی میسر نہین یہ سُنکر گرد آباد بھی رونے لگا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین بھی اُس گنبد پر خدائی کرتا تھا لاکھون بندے آتے تھے نذر و نیاز لاتے تھے جس شی کا نام لے دیا ہزارون من حاضر ہو جاتی اب ایک گلابی بھی شراب کی ممکن نہین ہے ابھی شراب لاتا ہون یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا ساحر پر دست بادۂ کبر و نخوت سے مست پر پرواز پیدا کر کے چلا کسی بھٹی سے خُم اصول لیا کچھ کابلی مٹر کچھ کچالو لیکر بتعجیل آیا وہ سب سامان ملکہ حسنا کے سامنے رکھدیا کہا لو صاحب یہ حاضر ہی ملکہ حسنا شراب کو دیکھکر اور زیادہ بیقرار ہوئین کہا کیون صاحب ہم نہین جانتے کہ شراب کیونکر پیتے ہین جس وقت چرچا شراب و کباب کا ہوتا تھا غلامان گلعذار و ساقیان ماہ رخسار جام بادۂ گلنار بصد لطف بسیار لیکر حاضر ہوا کرتے تھے بخوشامد شراب پلاتے تھے آج یہ بے سامانی یہ حیرانی و پریشانی افسوس ایک ساقی بچہ بھی ممکن نہین ان کلمات حسرت پر عاشق و معشوق بلک بلک کر رونے لگے اپنے سامان عیش و نشاط یاد آتے ہر مرتبہ یہی کہتے ہین کہ ہائے اب شراب کیونکر پئین کوئی اونڈیل کے پلانے والا بھی نہین دونون عاشق و معشوق اس انتشار مین تھے کہ جنگل سے گانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے

نظم

ارمان نکلجائین کچھ عاشق مضطر کے — آنسو نہ مرے پونچھو رو لینے دو جی بھر کے
مین دل کی طرح انکو پہلو سے لگائے ہون — سب زخم ہین راحت مین قاتل ترے خنجر کے
دیکھے جو غضب تیرے کچھ کہہ نہ سکے ظالم — ناسور مرے دل مین رہ رہ گئے مُنھ کر کے
کہ دیتے ہو باتون مین جو حال گذرتا ہی — پڑھ لیتے ہو تم ابتو الفاظ مقدر کے
کسواسطے بیرخ ہو گھبراتے ہو کیون اتنا — دو باتین ہین عاشق کی قصے نہین دفتر کے
کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمھارا سا — کیون صبح کے دامن مین مُنھ چھپ گئے اختر کے
پڑتی ہی نظر جسجا خالی نہین روزن سے — عاشق کے بھی دل مین ہین انداز ترے گھر کے

گرد آباد و حسنا نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک گویے کا لڑکا زعفرانی جوڑا پہنے ہوئے کلاہ بھاری سر پر

شروع کا پائجامہ پائنچے چڑھائے ہوئے بھاری جوتا پاؤن مین ڈفلی ہاتھ مین اس رنگ سے گاتا ہوا آتا ہی کہ جانور آشیانون سے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہین آہوان صحرا کچھالین بھرتے ہوئے صحرا سے نکلتے ہین آنکھین گردش کرتی ہوئین گانیوالے کا منھ دیکھکر روتے ہین کسی جانب سے شیر دھڑ و کا مار کر نکل آیا صدا گانے کی سنکر ایسا مبہوت ہوا کہ آہو کو شکار نہ کر سکا ٹہلتا ہوا جنگل کو نکلگیا اس رنگ سے وہ لڑکا چلا آتا ہی حسنا نے بیقرار ہو کر کہا یا خداوند کیا موزون تقدیر کی ہی حقیقت مین تو خداوند ہی ہی ہمکو شراب پلائیگا سامنے بیٹھکر گائیگا دل کو لبھائیگا اسکو بلائیے حقیقت مین کیا گاتا ہی ہر تان پر نشتر پڑتے ہین گرد آباد نے کہا مین ابھی لایا یہ کہکے گرد آباد سحر کرکے گرا جس طرح باز کنجشک کو اُٹھاتا ہی اس طرح اُس لڑکے کو اُٹھا لایا سامنے حسنا کے لاکر بٹھا دیا جب ہوا چلی لڑکے کی آنکھ کھلی سامنے ایک زن حسین کے ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا ہزارون دعائین دینے لگا حسنا سے کہتا ہی آپ کی ترقی حسن و جمال ہو گرد آباد سے کہتا ہی آپ کا ترقی پر جلال ہو ایسے فقرات کہے کہ دونون اس فصاحت و بلاغت پر خوش ہوگئے لڑکے سے کہا کچھ گاؤ لڑکے نے کہا مجھے فرصت نہین اسوقت شراب کی بھٹی پر جاؤنگا سامنے شراب پینے والون کے گاؤنگا پیسہ پیسہ سب دیتے ہین چار چھ گنڈے ملجائینگے باداکو ٹھے پر سے گر پڑے انکا کولہ اُتر گیا تان سنوار خان انکا لقب ہی سارے شہر مین مشہور ہین اب گھر کی روٹی ہمارے ذمے ہی گرد آباد نے کہا صاحبزادے دو چار آنے کیسے پیسے روپیہ لو یہ کہکے روپیہ سامنے لڑکے کے پھینکا لڑکے نے کہا واہ حضور ہم پیسہ چیز لیتے ہین مان نے ہماری بتا دیا ہی چینی کے ٹکڑے نہ لینگے ہم پیسہ چیز لیتے ہین ملکہ حسنا قہقہہ مار کر ہنسین کہا صاحب اس بیوقوف کی باتین سُنتے ہو کیا کہتا ہی روپئے کو بُرا جانتا ہی گرد آباد نے کہا مین ابھی پیسے لاتا ہون یہ کہکے دوڑا ہوا گیا پیسے لایا کہا لو صاحب مین نے اس لڑکے کی خوشی کی پیسہ نکالکر پھینکا لڑکے نے پیسہ پاتے ہی ڈفلی کو درست کیا گنگنا کے یہ غزل گانے لگا نظم

پہونچی جو دمِ شوق نظر یار کے سر تک	اللہ ری نزاکت کہ لچک آئی کمر تک
ای روح نہ اٹکنا قفسِ جسم سے ہو تنگ	آپہونچے ہین تیر نظر یار جگر تک
مر جائینگے پہلے دمِ رخصت طلبی سے	ہم خود سفری ہونگے ترے وقت سفر تک
کچھ دور نہین تیری نزاکت سے جو بل کھائے	مو زلف کے آئینگے اگر موے کمر تک
پابوسی کا کل کو کوئی آسیب نہ پہونچائے	شانہ بھی نہ آجائے کہین موے کمر تک

گو تجھکو خبر ہو کہ نہ ہو مین نہین غافل | آہین مری ہو آتی ہین ہر شب ترے در تک
گر بندہ نوازی کا ارادہ ہی تو جلد آ | ہون آج کی شب اور بھی مہمان سحر تک
کیا کیا نہ ارادے تھے مرے جوش جنون کے | پہونچا نہ مگر ہاتھ گریبان سحر تک
وہ ضعف ہی اک لفظ زبان پر نہین آتا | جا سکتی نہین میری دعا باب اثر تک
اک طرفہ تماشا ہی ذرا دیکھو تو تم بھی | لے آئینگے اُنکو ہی کتے ہوئے گھر تک
ہر چند ہون دیوانہ مگر ہی ادب اتنا | آتی ہی قدم لینے کو وحشت مرے گھر تک
اے ضعف اجازت دے کہ ہین برہنہ آنسو | آتا نہین دامن بھی مرا دیدۂ تر تک
وہ حال نسیم اب ہی کہ دشمن بھی ہی محجوب | منھ اپنا چھپاتا ہی مرا زخم جگر تک

اس رنگ مین یہ غزل لڑکے نے گانا شروع کی کہ ملکہ حنا نے گلگون پوش و گرد آباد جادو جوش عشق مین رونے لگے ملکہ حنا نے کف افسوس ملکر کہا کیون صاحب دو رنگی زمانے کی ظاہر ہی کبھی شادی کبھی غم کبھی عیش کبھی الم تمھاری خدائی مٹی ہمارے ملک کا نشان گیا اب بھلا کو کب اپنے ملک مین کاہیکو آنے دیگا نام سُنکر بیزار ہو جائیگا کیون صاحب اُس سے مقابلہ پڑیگا اُس جلادسے کون لڑیگا وہ سحر مین بلاے روزگار ہی اُس سے کون مجادلہ کر سکتا ہی سحر اُسکا غضب سامری و جمشید ہی اُسکے سحر مین بڑا بعید گرد آباد نے کہا کہ ای جان جہان نہ گھبراؤ وہ کیا کر سکتا ہی دونون عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین صحرا پُر فضا طائرون کی زمزمہ سرائی نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی پھولون نے آنکھین بند کر لین طفلان غنچہ نے بھی غون غان شروع کی ان سب کو ناگوار ہی کہ یہ گلعذار اس بجیلے کے پہلو مین ماہ تابان مجمع عقرب کے قابو مین ہی مقام افسوس ہی گرد آباد نے کہا ای ملکۂ عالم خدائی میری حمزہ نے مٹائی تمھاری محبت مین مبہوت تھا کچھ نہ بن پڑا اتنا بڑا طلسم چھوٹا فلک کجرفتار نے لوٹا لیکن بادولت کو سب طرح کا اختیار ہی اُس سے بہتر طلسم بنا سکتا ہون اُس سے زیادہ عجائب غرائب ہون لے لوح کا طلسم بناؤنگا اور کسی مقام پر دعوی خدائی کرونگا سب بندے جمع ہو جائینگے بیمار صحت پائینگے مراد مند دوڑے ہوئے آئینگے حنا سے یہ باتین کرکے لڑکے کی جانب اشارہ کیا کہ جام شراب مملو کر دو مجکو اور ملکۂ عالم کو پلاؤ ہش لڑکے نے گنگنا کے دو چار شعر عاشقانہ گائے جسمین کا ایک شعر یہ ہی ناسخ پیتا ہون خون دل بغیر خواہش شراب کی + دل بھن رہا ہی کیسا ہوس ہی کباب کی + گرد آباد سے آنکھین ملا کر پُکار اُٹھا

بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند + گرد آباد جادو نے کہا
ای طفل تو نے دل خوش کر دیا دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا انجام کا خیال نہ ہوا جوش محبت معشوقہ مین پی گیا
دوسرا جام لڑکے نے ملکہ حنا کو دیا ملکہ نے بھی خوشی خوشی جام پی لیا سحر مین گرد آباد کے مبہوت ہو رہی ہی
اپنے نیک و بد کا ہوش نہین جام پیتے ہی آنکھون مین سرخی آئی چہرہ گلنار ہوا وہ لڑکا غزلین گا رہا ہی
شراب پلا رہا ہی دو دو جام جب دونون کو پلائے گرد آباد نے خوش ہو کر کہا صاحبزادے کیا کہنا
کیا کیا غزلین گا رہے ہو دل کو لبھا رہے ہو اسوقت سامان خدائی آنکھون کے نیچے پھر گیا سب بندے
ہمارے سجدہ کرنیکو آئے ہین سجدے کر رہے ہین بہت سے دور کھڑے ہین چاہتے ہین ابدولت کے
پاس آئین جی چاہتا ہی سب کو بلا لون سب بندے ہمارے عذر کر رہے ہین لڑکے نے کہا ضرور بلائیے سب کو
پہلو مین بٹھائیے گرد آباد نشے کے جوش مین اٹھا کہتا ہوا بڑھا کہ ای بندگان من میرے پاس آؤ خداوند
تمھارے مشتاق ہین چند قدم اٹھکر چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا ملکہ یہ کہکر اٹھی کہ ارے
میرے وارث کو کیا ہوا چند قدم چلکر یہ بھی گری لڑکے نے کمر سے خنجر نکالا نعرہ کیا نعرہ چالاک

بہ عیاری من آنم چیست و چالاک		بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم		خلیفہ اولم چالاک نامم

لپک کر گرد آباد کو خنجر مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی
آوازین مہیب آئین آخر کو صدا آئی کشتی مرا نام من گرد آباد جادو بود اب اندھیرے مین چالاک
ٹٹولتا پھرتا ہی کہ اس عورت کو پاؤن اسکو بھی قتل کردن لیکن ہوائے تند سے حیران و پریشان ہی کبھی سوچتا
ہی کہ یہ دونون کون ہین پھر دل سے کہتا ہی کہ کوئی ہون ساحرون کا قتل کرنا ہی مناسب ہی یہی قبلہ و کعبہ کا
حکم ہی کہ جانتک ہو سکے ساحرون کو مٹانا چالاک تو اس فکر مین ہی قضاے کار شہنشاہ کوکب روشنضمیر جو
آسمان پر اڑا ہوا آتا تھا اسکے کان مین آواز پہونچی کہ کسی نے گرد آباد کو مارا حیران تھا کہ کیا امر ہو نیچے
اسی مقام پر آیا آسمان پر سے دیکھا کہ لاشہ گرد آباد کا زمین پر تڑپ رہا ہی ایک عیار طرار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیا
ٹٹولتا پھرتا ہی چاہتا ہی کہ حنا کو قتل کردن گھبرا کر آواز دی خبردار او عیار کیا کرتا ہی منم شہنشاہ کوکب
چالاک نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک بادشاہ زبردست آسمان سے نعرے کر رہا ہی چالاک گھبرا گیا
ناچار بخوف جان پہاڑ سے کود ا ایک درے مین چھپا دیکھ رہا ہی کہ وہ ہی بادشاہ زمین پر آیا اس نازنین کو

ہوشیار کیا اب جو دیکھا جبین اُسکی ساحر تو مر چکا ہے سحر اُتر گیا ہے اپنے وارث کو دیکھکر لپٹ گئی چیخیں مار کر رونے لگی کہتی تھی ای شہنشاہ اس ملعون کو سامری و جمشید نے غارت کیا اس بیحیا نے بڑے بڑے صدمے دیے آبرو میری آپ کے اقبال سے بچی اسوقت اُسنے سحر کرکے مبہوت کر دیا تھا ایک گویا آیا اُسنے اُس ملعون کو مارا میری آبرو بچی ورنہ مین اپنے آپ مین نہ تھی نہین معلوم یہ کون دوست صادق تھا کہ جسنے آبرو بچائی کوکب نے کہا ای ملکۂ عالم بڑی خیر ہوئی اگر امیر آجاتے تو غضب ہوتا مین اُسنے وعدہ کر چکا تھا کہ مسلمان ہوجاؤنگا اب چلو نکل چلین ایسا نہ ہو کہ امیر آجائین اُسی وقت اُس بادشاہ نے ایک تخت بنایا اُسپر آپ سوار ہوا اُس نازنین کو بھی بٹھالیا سحر سے تخت اُڑا کر چلا جب وہ آسمان پر روانہ ہوگیا چالاک اُس درے سے نکلا حیران تھا کہ یہ کیا شعبدہ ہے آخر مجبور ہو کر ایک جانب چلا بڑا تردد تھا کہ امیر کو کہان جاکر ڈھونڈھون اسی سوچ مین جاتا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ امیر پشت مرکب پر سوار گٹھ گھوڑا اڑائے چلے آتے ہین چالاک امیر کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگیا امیر نے دور سے چالاک کو دیکھا بے اختیار پکار اُٹھے ای مترو الا گہر کیونکر آنیکا اتفاق ہوا برائے خدا بتاؤ کہ لشکر پر کیا گذری علمشاہ نے کیا کیا چالاک رونے لگا کہا ای شہریار کس زبان سے بیان کرون کہ کیا کیا قیامتین گذرین لشکر تباہ بادشاہ جمجاہ حیران و مضطر رستم پیلتن اپنے بیگانے کو نہین پہچانتا جو سامنے پہونچا اُس ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہوا غلام آپ کی تلاش مین نکلا شکر ہے کہ آپ سے ملاقات ہوئی اب جلد چلیے ورنہ کسی کو زندہ نہ پائیے گا یہ حال مصیبت مآل سنکر صاحبقران گھبرا گئے جملہ امورات بھولے فرمایا ای چالاک جلد چلو بدعت رستم سنکر قلب بھر اگیا کلیجہ مُنھ کو آگیا سب کو جاکر خیر سے دیکھون تو دل کو تسکین ہو یہ کہکر صاحبقران ساتھ چالاک کے چلے راہ مین امیر نے سب حال اپنا بیان کیا چالاک نے کہا مین نے بھی ایک جادوگر کو مارا کہ نام اُسکا گرد آباد تھا امیر نے فرمایا اُسی کے مرنے پر ایک بادشاہ مسلمان ہونیکو تھا مین اُسی کی فکر مین تھا اب مجھے لشکر مین پہنچنا واجب و لازم ہے یہ باتین کرتے ہوئے امیر اپنے لشکر کیجانب چلے اب حال لشکر کا تحریر کرتا ہون جو جو ظلم ہاتھ سے علمشاہ کے اہالی لشکر پر گذرے جلد اول مین وہ سب حال موجود ہین انجام داستان ضرور ہے علمشاہ عشق مین ملکہ حسین کے بیقرار ہین ساتوین دن پھر طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا شب بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے حسین جادو دریائے جواہر مین غوطہ زن معشوقہ پُرفن بارہ ہزار جادوگرنیون کو

ساتھ لیے ہوئے ایک جانب آکر ٹھہری علمشاہ سے اشارے ہو رہے ہین علمشاہ کی بیقراری کا مرکب
بادرفتار کو بڑھایا سامنے تخت لقاکے آکے اجازت خواہ ہوئے بت پرستون کے حق مین بہتری ہوئی عشق
مین حسین کے بہوت بختیارک نے کہا ای رستم ملکہ تمھاری محبت مین رات بھر بیقرار رہتی ہین اب
بارگاہ سلیمانی لاؤ امیر کو تو اُنکے سردارون نے چھپادیا علمشاہ نے کہا مین ابھی بارگاہ لاتا ہون
صاحبقران کو بھی تلاش کرکے لاؤنگا جب سو دو سو سردار مارے جائینگے آپ ہی بیقرار ہوکر دوڑے
آئینگے یہ کہتے ہوئے میدان کارزار مین آئے پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان بارگاہ سلیمانی
و سر صاحبقران کی مجکو تلاش ہی یا تو اُنکو بھیجو ورنہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آئے لندہور وغیرہ نے
قصد کیا تھا کہ نکلین بادشاہ نے سب کو منع کیا فرمایا مین اپنے عم نامدار کو سمجھا کر لے آؤنگا کوئی صاحب
قصد نہ کرین یہ کہکر مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے سب سردار قدمون سے لپٹ گئے
کہتے تھے ای شہریار رستم اپنے ہوش مین نہین ہین ایسا نہ ہو سرکار کے ساتھ بے ادبی کرین ہمارا گون
کو کچھ بن نہ پڑیگا بادشاہ نے فرمایا مین اگر جاؤنگا میرے عم نامدار میرے ساتھ بے ادبی نہ کرینگے
یہ فرماتے ہوئے میدان کارزار مین آئے سامنے رستم کے ٹھہرے رستم نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا
ای عم نامدار مقام افسوس ہی کہ آپ فرزند دلبند صاحبقران ہین آپ نے یہ کیا وضع بنائی ہی لشکر
مین چلیے ایسا نہ ہو کہ بدنامی ہو حقیقت مین صاحبقران لشکر مین نہین ہین ورنہ فساد بڑھتا آپنے واسطے
ایک زن بازاری کے یہ فساد برپا کیا ہی مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ حسین کو بلوا دونگا آپ کے پہلو
مین بٹھادونگا بادشاہ نے زن بازاری جو کہا علمشاہ کا چہرہ سُرخ ہوگیا کہا کہ آپ میری معشوقہ کا
نام بے ادبی سے لیتے ہین سر کاٹ لونگا بادشاہ نے سر جھکا کر فرمایا اگر اس سر سے آپ کا مطلب حاصل ہو
تو میری عین خوشی ہی یہ سُنکر علمشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا تاج شہنشاہی کٹا سر بھی شاہ کا زخمی ہوا
سرداروں نے جو دیکھا سب دوڑ پڑے یہ کہتے ہوئے کہ رستم نے بڑا غضب کیا بادشاہ کو ہمارے
زخمی کیا اس ظالم کو قتل کرو گئے سو سردارون نے آکر رستم کو گھیر لیا تلوارین پڑنے لگین علمشاہ شیرانہ
لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکا سر زخمی ہوا کسی کا شانہ جھول پڑا بختیارک نے کل فوج کو اشارہ کیا
حسین کو آواز دی لو ملکہ عالم آج رستم پر غضب کا بلوہ ہی ایسا نہ ہو کہ تمھارا معشوق مارا جائے جلد
سحر کرو حسین نے بھی سحر جو پڑھ کر کیا بارہ ہزار کنیزون نے بھی پڑھ پڑھ کے سحر کیے سردارون کے گھوڑے

شیہے کرنے لگے بدعت علمشاہ حسین کا سحر بادشاہ گھبرائے لشکر پامال ہونے لگا سمجھے کہ اسکے سحر سے
سردار کیونکر بچین لیکن ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اپنے بندون کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے
ایسا نہ ہو کہ لشکر پر شکست ہو تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہین اصل یہ ہی نظم

نطفہ را انسان تو ای خلاق اکبر ساختی	قطرہ را گوہر نمودی خاک را زر ساختی
گاہ بر را بحر کردی بحر را بر ساختی	گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی
مہر تابان ساختی و ماہ انور ساختی	شمع حسن خود بہر محفل منور ساختی
تابع فرمان خود کردی شہان ملک را	گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی
اہل دولت را گہے کردی تو درویش و فقیر	تنگدستان را بمال و زر تو نگر ساختی
گمرہان راہ الفت را تو گشتی رہنما	خاکساران جہان را کیمیا گر ساختی

ملکہ کرچہ بادشاہ نے دعا کی سب سرداروں نے آمین کہی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا بقدرت
سبحان لم یزل دعز بزے بے بدل از پردہ بیابان گردے برخاست دیکھا کہ صاحبقران پشت مرکب پر سوار
چالاک رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے صاحبقران تشریف لاتے ہین امیر نے بھی دور سے
دیکھا کہ رستم کی بدعت جادوگرنیون کی حماقت تمام سردار حیران و پریشان یہ حال پر ملال
دیکھکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا وہین سے نعرہ کیا او بے ادب خبردار یہ کیا حرکت ہی
اب آگے نہ بڑھنا چالاک نے عرض کی کہ ای شہریار رستم اپنے ہوش مین نہین ہین سمجھ کے
مقابلہ کیجیے گا اول علاج حسین کا واجب و لازم ہی صاحبقران نعرہ کرکے جا پڑے جو سردار
گھوڑون سے گرے تھے یا مرکب بدلگامی کر رہے تھے صاحبقران نے جو پکار کر اسم اعظم پڑھا
سبھون کے مزاج درست ہوئے چالاک دست ہوئے شمشیر زنی کرنے لگے پھر چکر تلوار چلی
حسین کے سحر نے قیامت برپا کی ہی جدھر بڑھکر سحر کرتی ہی غول کے غول پامال ہوتے ہین امیر
اسم اعظم پڑھتے پھرتے ہین اگر ہزار بچے دو ہزار پامال ہوئے صاحبقران ہر طرف جاتے ہین
اپنے سردارون کو بچاتے ہین مگر اتنے بڑے لشکر مین اکیلے کدھر کدھر جائین کس کس کو بچائین
زخمی ہونے لگے لشکر لقا بڑے زور و شور سے جنگ کر رہا ہی لقا نے اشارہ کر دیا تمام کفار
جنگ کر رہے ہین چالاک فکر مین پھرتا ہی قضائے کار ملکہ حسین سحر کرتی ہوئی جاتی ہی ایک مقام پر

کسی جوان نے بڑھکر رستم کو نیزہ مارا حسین نے بڑھ کر دانہ نارنج کا پھینک مارا وہ جوان جلکر
خاک ہوا چاہتی ہو کہ رستم کو بے بھاگون بختیارک نے سُنا دیا ہو کہ آج غضب ہو جائیگا حمزہ
صاحب اسم اعظم ہیں بہتر ہو کہ اُنکا سامنا نہو اگر سامنا ہو گیا تو سحر نہ چلیگا بقول شخصے کالے کے سامنے
چراغ نہ جلیگا حسین فکر کر رہی ہو کہ لڑ بھڑ کر نکلجاؤن رستم کو بھی لے نکلون ایک مقام پر کھڑی ہوئی
سحر کر رہی ہو کئی سو کو بے دست و پا کیا ہو گھوڑے دوڑے دوڑے پھرتے ہین سوار مرکبون سے گرتے ہین
کہ ایک کنیز لباس فاخرہ پہنے ہوئے دوڑی ہوئی قریب آئی کہا اے ملکۂ عالم صاحبقران کے آنے سے
اہل اسلام تھگئے اور جمے ہوئے لڑ رہے ہین آپ حمزہ پر سحر کیجیے مین گرفتار کر لونگی حسین اُس طرف پلٹی
صاحبقران پر سحر کرنے لگی جیسے ہی اُس طرف پلٹی پشت پر نعرہ ہوا او ملعونہ کہان جاتی ہی منم مہتر
بن مہتر چالاک بن عمرو یہ کہکے خنجر مارا حسین کا شکم چاک قصہ پاک مرنا حسین کا یا تو رستم لڑ رہے تھے
یا گھوڑے سے گرے بیہوش ہو گئے سمک بلداقی عیار لڑتا بھڑتا قریب پہونچا تھا اُسنے جو اپنے
آقا کو اس حال پُر ملال مین دیکھا آکر اُٹھایا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا علمشاہ نے آنکھ کھولکر پوچھا
اے یار وفادار یہ بت کسنے میرے گلے مین ڈالدیے سمک بلداقی رونے لگا کہا اے شہریار
آپ سے عجب حرکت سرزد ہوئی اپنے قبلہ و کعبہ کے قتل پر کمر باندھی تھی فرزند کو اپنے زخمی کیا
صاحبقران وقت پر آگئے حسین قتل ہوئی اب آپ اپنے ہوش مین آئے علمشاہ نے کہا
قبلہ و کعبہ کو کیا مُنھ دکھاؤنگا کوہ و دشت و بیابان مین سر ٹکراؤنگا علمشاہ گھوڑے پر سوار ہو کے
ایک جانب چلے یہان کنیزان حسین لاشہ حسین کا لیکر طرف ہوش ربا کے بھاگین لقا نے
طبل امان بجوایا صاحبقران بفتح و فیروزی پلٹے سمک بلداقی نے بڑھ کر خبر دی کہ حضور
چلکر خبر لین رستم نکلے جاتے ہین آپ کے سامنے آتے شرماتے ہین صاحبقران زمان نے
گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی اے نور نظر کہان جاتے ہو ہمکو ثابت ہوا کہ تم اپنے ہوش مین نہ تھے
اسکا حجاب کیا جلد پلٹو مین وہین آتا ہون علمشاہ نے جو باپ کو روتے ہوئے دیکھا
گھوڑے سے کود پڑے رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی معاف فرمایئے امیر نے
گلے سے لگا لیا خوشی خوشی فرزند کو ساتھ لیکر پلٹے لشکر مین عید ہوئی قاسم وغیرہ سامنے علمشاہ
کے آئے علمشاہ نے سب کو گلے سے لگایا سب نے عرض کی آپ شرمندہ نہون ہمکو معلوم ہوا

یہ باعث سحر حسین جادو تھا چالاک نے اُسکو مارا تب آپ ہوش مین آئے عذرآپ کا بیکار ہی
سب سردارون نے آکر گھیر لیا ایرج نوجوان نے قدمون کو بوسہ دیا جملہ سردار علمشاہ کو
ساتھ لیے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئے دورہ سردارون کا بندھا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی
بادشاہ نے جشن کیا وہان زمرد شاہ باختری شکست خوردہ اپنی بارگاہ ضلالت مین آیا پکار کر
آواز دی ای بندگان من قدرت مرا دیدی اُس ملعونہ کو غرور ہو گیا تھا قدرت نے اُسکو جہنم مین
بھیجا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین افراسیاب کو نامہ لکھو کسی ایسے ساحر کو بھیجے کہ غرور نہ کرے
بختیارک نے اُسی وقت نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای افراسیاب تجسے خداوند خفا ہین تمھارے طلسم
کو برباد کر دینگے جلد کسی اور ساحر کو بھیجو کہ کبر و غرور نہ کرے یہ نامہ بطور قدیم جاتا ہی کہ ذکر اسکا وقت پر
تحریر ہو گا یہ داستان متعلق جلد اول ہی

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ملکہ مروارید گلنار پوش دختر بلند اختر سہیل روشنضمیر برادر
کوکب و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا مخمسہ عوض ساقی نامہ موافق مضمون مقام

طبع سنبل کدہ گاہیست پریشان ازمن — کہ کدورت بدل دشت و بیابان ازمن
چہ کسم من کہ نہ صحرا نہ گلستان ازمن — نہ ہمی می رمد آن نوگل خندان ازمن
میکشد خار درین بادیہ دامان ازمن

لطف ہی پرستم آلودہ کرم مین آزار — دل کہین اور ہی بیٹھا ہی بغل مین ناچار
ایک دم بھی تو نہین شوخی بیجا سے قرار — با من آمیزشش او الفت موج ست و کنار
روز و شب با من و پیوستہ گریزان ازمن

کسکو ڈھونڈھون مین کہان جاؤن کہ باقی نہین دم — کیا کرون اُٹھ نہین سکتا ترے کوچے سے قدم
وقت رحم و دم الطاف ہی ہنگام کرم — قمری ریختہ بالم بہ پناہ کہ روم
تا بکے سرکشی ای سرو خرامان ازمن

ابتلک صدمۂ الفت سے نہین ہون آگاہ — کچھ بھی دشوار نہین میری گرفتاری آہ
کوئی دلدار ہو اور کوئی ادا سے دلخواہ — بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ

مُیتوان برد بہر شیوہ دل آسان از من

کرتے ہین رند قدح کش مری صحبت سے حذر
ایسے ناکام کے جینے سے تو مرنا بہتر
جل رہا ہون مجھے کیا آتش دوزخ سے خذر
نیست پرہیز من از زہد کہ خاکم بر سر

ترسم آلودہ شود دامن عصیان از من

کف کشادہ ہی پر افسوس نہین دست کرم
ہین گدا لیک شہنشاہ اقالیم ہمہ
گر کوئی لے تو ہین جان دینے تلک حاضر ہم
گرچہ مورم ولے آن حوصلہ با خود دارم

کہ بہ بخشم بو دار ملک سلیمان از من

قابل چارہ نہین ہی مرا احوال سقیم
رہ گئے سرپہ مرے سارے اطبائے فہیم
تجکو مومن کی سی الفت ہی نہ ویسا تو حکیم
اشک بیہودہ مریز این ہمہ از دیدہ کلیم

گرد غم را نتوان شست بطوفان از من

چہرہ سیاحان منازل عجائب وغرائب وطی کنندگان منازل پرہول مصائب اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین ٭ سخن را بکرسی نشاندا چنین ٭ دماغ رسا بیضا ضیاے ناظرین والا مقام ہو ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب ملکہ بران نے دریاے خونروان کو خشک کیا اور پل پریزادان کو توڑا تہی قیامت کی اُس دن تلوار چلی تہی تین شبانہ روز ایک طور پر جنگ رہی جلد چہارم مین مذکور رہی کہ جب ملکہ بران دریا کو خشک کرکے نکلین اُس وقت عشاق سبزہ رنگ اُستاد افراسیاب آکر پہونچا اسنے ملکہ کو تیغہ سحر کش سے قتل کیا کوکب نے آکر سب کو بہگایا اور نور افشان سے آکر خبر دی کہ جب عشاق مارا جائیگا تب ملکہ بران زندہ ہونگی اُسی کے سحر مین مبتلا ہین کوکب نے لاشہ ملکہ بران کا تالاب جمشیدی مین رکہا اب ایک جملہ عرض کرتا ہون کہ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائین کہ کوکب کا ایک بہائی ہی کہ نام اُسکا سہیل روشن ضمیر ہملک سہیلیہ کا حاکم جس روز قصر نور افشان مین خواجہ عمرو ونور افشان سے مناظرہ ہوا سات سو پنڈت جمع تہے سب مکر سوال کرتے تہے خواجہ عمرو سب کو جواب دے رہے تہے آخر بعد تہوڑے عرصے کے کوکب ونور افشان پکار اُٹہے کہ ہمین ثابت ہوا مذہب خداے نادیدہ ٹہیک ہی وہ کافر ہی کہ جسکو اُسکی وحدانیت مین تشکیک ہی سب پنڈت چلے گئے سہیل روشن ضمیر بہی اُس

جلسے مین تھا اپنے مکان پر آیا وزیرون امیرون سے کہا آج سے مین کوکب کا مُنھ نہ دیکھونگا وہ مسلمان ہوگیا
آمد و رفت موقوف کر دی مگر کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی یعنے دختر بلند اختر کہ نام نامی اسکا
ملکہ مروارید گلنار پوش ہی حسن و جمال مین بےنظیر سحر و ساحری مین بلاے روزگار ہمراہ ملکہ برّان کے
پرورش پائی ہی سہیل کو فکر تھی کہ کسی سے اسکی شادی کرون اکثر بادشاہون کے نامے بھی آئے سہیل نے
نامنظور کیا ایک بادشاہ عالیجاہ چالیس ملک کا مالک راہ سحر و ساحری کا سالک موسوم بہ شہنشاہ
شعلہ خیز اُسکا نامہ سہیل نے منظور کیا بڑے دھوم سے مانجھا روانہ کیا مگر لکھ بھیجا کہ تم مع فوج و لشکر ہمارے
ملک مین آؤ یہان سے مروارید کو بیاہ کے لیجاؤ وہ خوشی خوشی مانجھا مین کے سات لاکھ فوج ساتھ لیکر
جھمکڑا اسباب ضروری کا ہمراہ طرف ملک سہیلیہ کے چلا کہ پہونچنا اسکا سرحد ملک سہیلیہ مین تحریر ہوگا
لیکن ملکہ مروارید نے جب زعفرانی جوڑا پہنا اور کنگنا ہاتھ مین بندھا اُس روز سے آب و دانہ ترک کیا
اسقدر روئی کہ انیسین جلیسین گھبراگئین بوقت سحر سہیل سے اطلاع کی کہ شب سے صاحبزادی نے کھانا نہین
کھایا یہ سُنکر سہیل دوڑا ہوا آیا بیٹی کو گلے سے لگایا پوچھا اے فرزند کیون اسقدر بیقرار ہو جو کہو وہی
سامان کردون مروارید نے کہا اپنے چچاجان سے چھوٹے ملکہ برّان سے اور مجھسے وعدہ تھا کہ ایک کی
شادی مین ایک شریک ہو جب تک ہمشیرہ صاحبہ نہ آئینگی مین شادی نہ کرونگی سہیل نے کہا اے فرزند
تمھین اختیار ہی نامہ لکھو بہن کو بُلاؤ اُسنے کیا دشمنی ہی فقط کوکب سے نہ ملونگا مروارید نے اُسی وقت
ایک عرضی لکھی کہ اے عم نامدار اگر آپ کو والد سے رنج ہی مجھے ان باتون مین کیا دخل اس کنیز کی شادی
درپیش ہی ہمشیرہ صاحبہ کو ضرور بھیجیے ورنہ مین تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگی نرگس نام کنیز سامنے
حاضر تھی کہا یہ نامہ لیکر جاؤ نامہ چچاجان کو دینا اور عرض کرنا کہ ہمشیرہ صاحبہ کو ساتھ لیکر آئین کنیز نامہ
لیکر چلی یہان وہ وقت ہی کہ شہنشاہ کوکب قصر جمشیدی مین داخل ہین وزرا و امرا حاضر ہین دربار
مین ذکر ملکہ برّان کا ہو رہا ہی کوکب کہتا ہی کہ یار و عشاق کا مارا جانا بہت مشکل ہی کون اُسکو
تلاش کریگا ہمکو زندگی سے برّان کی یاس ہی یہ ذکر تھا کہ نرگس کنیز آکے پہونچی کوکب کو سلام کیا
عرضی پیشکش کی کوکب نے کھولکر عرضی کو پڑھا جب نام ملکہ برّان کا آیا چیخین مارکر رونے لگا نرگس
نے کہا کیون شہنشاہ خیر تو ہی کیا اس کاغذ مین لکھا ہی جو حضور اسقدر بیتاب ہوئے کوکب نے کہا اے
نرگس ملکہ مروارید نے برّان کو شادی مین بُلایا ہی برّان سیار گلشن جنان ہو مَین تالاب مین

لاشہ رکھا ہے عشاق سبزہ رنگ نے مار ڈالا اُس بچیا کا وار چلگیا ہماری طرف سے کہنا کہ شادی تمکو مبارک ہو بَرانکی ملاقات غیر ممکن ہے اس وقت غم تازہ ہوگیا اتنا نجومیون نے کہا کہ جب عشاق ماراجائیگا تو بَرانزندہ ہونگی شاید ہماری زندگی مین یہ معاملہ ہو یا نہ ہو یہ حال مصیبت مآل سُنکر نرگس روتی پیٹتی چلی ملکہ مروارید اُسی حال مین بیٹھی ہین کہ نرگس روتی پیٹتی سامنے آئی مروارید نے گھبراکر پوچھا ارے نرگس کیا ہوا نرگس نے تمام کیفیت رو رو کر بیان کی کہا آپ کے چچا کے رونے پر کلیجہ پھٹتا ہے ایسی بیٹی جوان صاحب شوکت دلیا قت سحر مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق باپ کی نظرون سے پنہان ہوگیا اُنکی کیفیت بیان کرین حال کو کب دیکھا نہین جاتا یہ خبر وحشت اثر سُنکر مروارید نے ایک چیخ ماری روتے روتے بیہوش ہوگئین جب ہوشیار ہوئین کہا کیون صاحبو ہمارا زندہ رہنا بیکار ہے ایک دغا باز حیلہ ساز ہمشیرہ صاحبہ کو قتل کرے اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے صاحبو مین تمسے کہتی ہون کہ جبدن سے مین نے سُنا تھا کہ ہمشیرہ مسلمان ہوئین پوجنے دوسرے خداوندون کو چھوڑا مین نے بھی اپنے دل سے عہد کیا تھا کہ مین بھی وحدانیت کی معتقد ہونگی اور ہوئی جسکو میرا ساتھ دینا ہو اس مذہب کی اطاعت کرے ورنہ ہمارا ساتھ چھوڑ دے مین ابھی جاتی ہون یا اپنی جان دونگی یا اُس ملعون کو ڈھونڈھ کر مارونگی ہماری ہمشیرہ کو یون قتل کرے اور ہم بیٹھکر مصروف عیش ہو جان ملیگا وہین جاکر مارینگے اب اُسے زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہکر اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزین دریاے سحر مین غوطہ مار کر سامنے آئین مروارید گلنار پوش ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین بارہ ہزار کنیزون کو ساتھ لیکر بقہر وغضب تمام بتلاش عشاق بدانجام چلین جانے مین ملکہ کے بلا جو ہوا سہیل اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ چوبدار نے آکر خبر دی آپ کی صاحبزادی تلاش مین عشاق سبزہ رنگ کے گئین یہ سُنکر سہیل گھبرا گیا کہا ہے یارو دوڑ کر اُسکو روکو کہ مین جاکر عشاق سے مقابلہ کرونگا یہ سُنکر کچھ چوبدار کچھ مشیر وزیر ہمراہ چلے ملکہ تو نکل گئی تھین چند کنیزین جو عقب مین تھین اُنسے کہا شہنشاہ کا حکم ہے کہ نیری بیٹی کو عقل و فطرت سے روکو کنیزین اس فکر مین تھین وزیر نے آکر سہیل کو خبر دی کہ حضور ملکہ کا رُکنا دشوار ہے ایسا نہو کہ مقابلہ پڑ جائے تو باعث خرابی ہے حضور بھی ساتھ چلین سہیل اُسی وقت تخت پر سوار ہوا سات لاکھ فوج لیکر چلا مگر ملکہ مروارید بارہ ہزار کنیزین ساتھ لیکر طاؤس کو اڑائے ہوئے جاتی ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے تیوری پر بل زبان پر نام عشاق کہ یہ بچیا شعبدہ باز

حیلہ ساز جہان لیگا بوشیان کا مکر جو امزا دیے کی پھینکدونگی خدا چاہے تو تنکے چنا کرے دیوانہ بنا کر اگر نہ مارا
تو اپنا نام نہ پایا جاتے جاتے قریب کوہ سیاہ کے پہونچین دامن کوہ سیاہ مین کنیزون نے سمجھا کر اُتارا
بہ عقلمندی سمجھا رہی ہین کہ حضور ہم ابھی دریافت کرتے ہین کہ عشاق سبزہ رنگ کہان رہتا ہی
ملکہ مروارید ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرین شاخ نخل پر ہاتھ رکھا ملک ملک کر رونے لگین اپنے اپنے
طور سے کنیزین سمجھاتی ہین یہی قصد ہی کہ ملکہ کو بھیجین لیکن یہان کوہ سیاہ کا حاکم سیہ تاب جادو
طرف سے افراسیاب کے درہ کوہ مین رہتا ہی ساٹھ ہزار ساحر گرد اُسکے بیٹھے ہین کہ اسنے عورتون
کی آواز سُنی گھبرا کے درہ کوہ سے نکل آیا دیکھا کہ ایک پری پیکر رشک قمر دریائے جواہر مین غوطہ مارے
ہوئے شاخ نخل پر ہاتھ رکھے ہوئے ہر مرتبہ یہی قول ہی کہ ارے کمبختو مجکو پتہ بتاؤ کہ عشاق کہان
رہتا ہی مین ابھی اُس سے مقابلہ کرکے اُسکو قتل کرون ابھی بہن کو جا کر زندہ کرون سیہ تاب جادو
نے جمال جہان آرا دیکھا جمال بے مثال عابد کش و زاہد فریب بیقرار ہو گیا دل دھڑکا کلیجہ بھڑکا
بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان ہماری جان جاتی ہی ذرا ادھر نگاہ
اُٹھا کر دیکھو ہاے کیونکر جان بچیگی ایسے کلمات اُس بیحیا نے پکار کر کہے پھر اُسی بیتابی مین پکار اُٹھا نظم

کیون حوصلہ ستم کا مری جان رہا نہین
کیا تیرے دل مین اب کوئی ارمان رہا نہین

یہ رحم ہو نصیب عدو مین تو مرچکا
اب میرا حال قابل احسان رہا نہین

اُس بت کو دیکھ آئے اُسی کی سی کہتے ہین
کوئی جہان مین صاحب ایمان رہا نہین

حورین خوش آئین کب کہ بہلتا ذرا مزاج
کیا آپ کا خیال مجھے وان رہا نہین

ڈرتا ہون بدمزاج کہون کس طرح کہ مین
دو روز گھر پہ آپ کے مہمان رہا نہین

بس بس معاف حوصلے اپنے ٹھکانہ تو
ای چارہ گر مین قابل درمان رہا نہین

امید وصل مین ہو وہ خود رفتگی مجھے
تیرا ابھی خوف ای شب ہجران رہا نہین

مدت ہوئی فراغ تعلق ہی ای جنون
اب ہاتھ کیا بڑھین وہ گریبان رہا نہین

کسکو فروغ حسن سے بہرے امان ملے
کیا میری طرح آئنہ حیران رہا نہین

پیری مین ہین التفات محبت ہی کیون نسیم
گذرا شباب عمر وہ سامان رہا نہین

اس طرح ملک ملک کر یہ اشعار سیہ تاب نے پڑھے ملکہ مروارید نے پلٹ کر کنیزون سے کہا یہ بے ادب

کون ہی اسکو منع کرو کیا بیہودہ بکتا ہی کنیزون نے بڑھ کر منع کیا سیہ تاب نے ساتھ والون سے کہا کہ ایک
ایک کنیز تم بھی لے لو ملکہ کو میرے واسطے لاؤ ساٹھ ہزار جادوگر لبوہ کرکے چلے کنیزون سے سحر چلنے لگا دو چار
کنیزین قتل ہوئین دیکھا کہ سیہ تاب لبلاتا ہوا آتا ہی ملکہ مرواریدکو بہت ناگوار ہوا موتیون کا مالا
گلے سے اُتارا اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا دانے ٹوٹے سحر نے آبرو پائی ہوا سے سرد چلی سیہ تاب مع ساٹھ
ہزار جادوگرون کے صف جماکر کھڑا ہوا جھومنے لگا بعد تھوڑی دیر کے چہرہ سُرخ ہوا ہاتھ پاؤن مین
رعشہ ہاتھ باندھ کر پکارا اُٹھا حضور مین تابعدار ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن ملکہ نے کہا ای سیہ تاب
ہم تیری ملاقات کو آئے ہین ایک ہمارا بڑا دشمن ہی اگر ہم تجسے ملینگے وہ ہمکو قتل کریگا زندہ نہ چھوڑیگا
اگر چاہتے ہو کہ ہم تمھاری خوشی کرین تو افراسیاب و حیرت جادو کا سر لاؤ ہم تمھارے ساتھ شادی
کرینگے وہ ہی سہارا تھر ہی سیہ تاب نے مبہوت ہو کر کہا آپ کے کہنے پر عمل کرتا ہون ابھی جاکر
دونون کا سر لاتا ہون یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ ہزار ساتھ والے بھی اسی حال مین ہین گینڈے کو
اُڑا کر چلا یہان وہ زمانہ ہی کہ ملکہ حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہین افراسیاب بھی آیا ہوا ہی
تمام بارگاہ ساحرون سے معمور ہی ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو سُنا کہ افراسیاب آگیا سب شاہزادیان
گھبرا رہی ہین کہ ایسا نہ ہو افراسیاب ہمپر آپڑے برق کو واسطے نگہبانی کے بھیجا برق دربار مین
افراسیاب جادو کے بصورت صندل کھڑا ہی کہ ایک صدائے ہیبتناک آئی لینا لینا کا ہلڑ ہوا افراسیاب
نے کہا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی چند ساحر گئے خبر لیکر آئے کہا ای شہنشاہ سیہ تاب جادو والک کوہ سیاہ
آپ کے لشکر کو قتل کر رہا ہی ساٹھ ہزار نے کئی لاکھ کو مارا آپ کے نام پر و ملکہ عالم کے نام پر ایسے کلمات
کہتا ہی کہ لائق عرض کرنے کے نہین یہ سُنکر افراسیاب اپنے مقام سے اُٹھا ملکہ حیرت ساتھ مین
اب جو نکلکر دیکھا کہ سیہ تاب نے تمام فوج کو تہ و بالا کر دیا ہی افراسیاب نے کہا ای حیرت سیہ تاب
کا سامنا تمھاری بہن سے ہو گیا اپنے ہوش مین نہین ہی یہ کہکے بڑھا سیہ تاب نے آواز دی او افراسیاب
مین تیرا سر لینے آیا ہون ساری سلطنت مٹا دونگا کل لشکر کو خاک مین ملا دونگا افراسیاب نے دیکھا
کہ نشان سحر بیدار نہین پایا جاتا سیہ تاب لڑتا بھڑتا آتا ہی افراسیاب نے غصے مین ہاتھ ہلایا سیہ تاب
کے ساتھ والون کے سر کٹکر گرنے لگے سیہ تاب گالیان دیتا ہوا افراسیاب پر جا پڑا آکر ہاتھ تلوار کا
مارا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا غصے مین ایک طمانچہ مارا کہ سر سیہ تاب کا اُڑ گیا ایک اشارے کی

ساتھ والون کو مٹا دیا چندکس بیہوش ہو گئے بعد عرصہ دراز کے اُنکو ہوشیار کیا تب اُنسے حال پوچھا
اُنھون نے سب کیفیت بیان کی کہ ملکہ مروارید گلنار پوش دختر سہیل روشن‌ضمیر پر اُسنے جا ہا تھا
کہ دست انداز ہون اُسنے سحر کرکے سب کا قلب اُلٹ دیا افراسیاب جھلایا ہوا بارگاہ مین آیا
پکار کر آواز دی صاحبو سُنا تمنے کیا غضب ہوا اگر مین قصد کرون تو ایسے بادوگر تعلیم کرکے چھوڑ دون صدہا
غلامان جانباز اُس سے بہتر و برتر ہین اگر نامے لکھکر اپنے ملازمونکو بلاؤن تو گاؤ زمین اُنکا بار نہ اُٹھا سکے ایک
ملازم بادولت کا شہنشاہ نیلم پر ہی کہ جب وہ قصد کرتا ہی چالیس لاکھ فوج صف آرا ہوتی ہی وزیر اعظم
اُسکا امواج بن گرداب آدمخوار اگر لشکر کشی کرے تو زمین تھرا جائے بھاگنے کا راستہ نہ ملے بادولت
کسی بات مین عاجز نہین ہین خود ایسا سحر کرون کہ آسمان کو زمین پر کھینچون زمین کو آسمان پر پہونچادون
دنیا مین کوئی میرا ہم نبرد نہین ہی جب غار افراسیاب مین گیا کہ مقام امتحان ساحران ہی کوئی امتحان
میرا نہ لے سکا وہ جو بڑے وہان کے گردھنتال ہین اور سامری و جمشید کے نائب کہلاتے ہین جب
وہ میرا امتحان لینے کو بیٹھے تو مین نے کہا میرا امتحان وہ لے کہ جو میرے سحر کا جواب دے مین سحر کرتا ہون
یہ طبقہ زمین کا مع تمھارے آسمان پر جائیگا تم سحر کرکے روکو تب مین امتحان دون پس وہ امتحان
لینے والے میرا امتحان نہ لے سکے اور یہ جواب دیا کہ ہم نہ روک سکینگے آخر تمام حاضرین غار
نے میری سند پر دستخط کیے کہ افراسیاب کا سحر مین کوئی عدیل و نظیر نہین ہی پس مین کسی بات مین
عاجز و ناچار نہین ہون ایہا الحاضرین تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ اُس گیسو بریدہ کو کشان کشان
میرے سامنے لائے مین اُسکو سزائے معقول دون افراسیاب نے جو یہ آواز دی مصور جادو
اپنے مقام سے اُٹھا صورت نگار کو تخت پر سوار کیا مصاحبون کو اپنے ساتھ لیا مانی و بہزاد
و نقاش و قلم کش وغیرہ تین لاکھ کا لشکر تیار کرکے سامنے آئے بڑی دھوم سے مصور جادو
چلا مہتر برق فرنگی دربار مین حاضر تھا فوراً بھاگا خدمت مہرخ مین گیا بعد دعا کے عرض کی سارا
ماجرا لفظ بلفظ بیان کیا یہ بھی کہا کہ مصور برائے گرفتاری ملکہ مروارید گیا ہی مہرخ نے کہا کہ
کیون خواجہ کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا آپ بھی کسی کو بھیجیے کہ مصور جادو کو راہ مین روک لے
ملکہ نے آواز بلند فرمایا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر مصور کو روکے ملکہ مخمور سُرخ چشم اپنے مقام سے
اُٹھین بارہ ہزار کنیزون کو ساتھ لیکر چلین ہرکارون نے یہ خبر افراسیاب کو پہونچائی افراسیاب نے

آواز دی کہ ایک سردار جائے مخمور کو روکے سرما سے برف انداز اپنے مقام سے اُٹھا دو لاکھ فوج کو لیکر برائے مقابلہ مخمور چلا چرند و پرند نے ملکہ مہرخ کو خبر پہونچائی کہ سرما دو لاکھ فوج سے گیا ملکہ نے غصے میں آواز دی کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ سرما کو راہ میں ٹھنڈا کرے یہ سُنکر لالہ بہار گلعذار اپنے مقام سے اُٹھیں بہار کے اُٹھتے ہی بارہ ہزار کنیزیں سمن و یاسمن و غنچہ دہن و شمشاد و صنوبر و نرگس و لالہ زار یہ کہتی ہوئی اُٹھیں کہ آپ کے اقبال سے جاتے ہی سرما کو ٹھنڈا کر دینگے ملکہ بہار بھی روانہ ہوئیں پھر یہ خبر افراسیاب کو پہونچی جھلا کر آواز دی کہ کوئی ایسا ساحر جائے کہ ان سب کی مشکیں باندھ کر لائے یہ سُنکر ابر لیق کوہ شگاف اپنے مقام سے اُٹھا دو لاکھ فوج لیکر چلا پھر ملکہ مہرخ نے سُنا باغبان قدرت کو کچھ فوج قلیل دیکر روانہ کیا افراسیاب نے یہ کیفیت سُنکر حکم دیا یاقوت و زمرد وزیرزادیاں ملکہ حیرت کی چار لاکھ فوج لیکر چلیں اسی طرح فوجاً فوجاً جانبین سے کئی سو سردار روانہ ہوئے آخر میں افراسیاب نے جھلا کر ملکہ حیرت جادو کو مع بائیس لاکھ فوج کے روانہ کیا یہ خبر وحشت اثر سُنکر خود ملکہ مہرخ سوار ہوئیں افراسیاب نے حکم دیا کہ ابدولت کا بھی مرکب تیار کرو مرکب پرندشکل آیا ساز و یراق جواہر دوزی سے سوار ہو کر چلا نہایت غصہ ہے اب ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ ملکہ مروارید کوہ سیاہ پر ہیں سہیل روشن ضمیر جوش محبت دختر میں سات لاکھ فوج ساتھ رہ روی کرتا ہوا جاتا ہے کہ صحرائے گرد اُڑی مصور جادو آکر پہونچا سہیل جادو کو دیکھکر للکارا کہ او سہیل تیری دختر نے غضب کیا شہنشاہ افراسیاب کے ساتھ بے ادبی ہوئی یہ کہکر جا بجا سحر ہونے لگا مصور نے بڑھ کر وہ وہ سحر کیے کہ لاکھوں ملازم سہیل کے مارے گئے سہیل بھی ہاتھ سے مصور کے زخمی ہوا قریب ہے کہ فوج کو شکست ہو سہیل پریشان تھا کہ ملکہ مخمور سُرخ چشم آکر پہونچی وہ وہ سحر کیے کہ مصور کے لاکھوں آدمی مارے گئے مصور گھبرایا ہوا تھا کہ سرما سے برف انداز آکر پہونچا لشکر مخمور کو تہ و بالا کیا یہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ یہ سب لڑتے بھڑتے طرف کوہ سیاہ کے جاتے ہیں قریب تھا کہ مخمور شکست کھائے کہ یکایک ہوائے سرد چلی عنادل غنچہ نے غوں غاں شروع کی پھولوں نے آنکھیں کھولیں نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی نسیم عنبر شمیم نشہ بادہ محبت سے لڑکھڑاتی ہے ہر عندلیب شجر سے سر ٹکراتی ہے بہار ان زمزمہ سرا اشعار عاشقانہ یہ گانے لگے

دیکھنا تاثیر میرے نالۂ جانکاہ کی — سنکے اُس بے رحم نے بے اختیار اک آہ کی
رہتے ہیں عشق ذقن میں اشک آنکھوں سے رواں — دیکھنا چھوٹی ہے سوت آکر کہاں اس چاہ کی
اول و آخر ہے یکساں بیچ کا کیا اعتبار — ہے حقیقت ایک نظروں میں گدا و شاہ کی
پاس کعبے کے پہونچکر بھولجاتا ہوں میں راہ — جب کشش کرتی ہے الفت اُس بُت گمراہ کی
جائے عبرت ہے سنبھال کر پانوں رکھ اے باغباں — تو نے سرسبزی کبھی دیکھی ہے برگ کاہ کی
حُسن ارباب فنا دیکھو کہ بس جلنے کے ساتھ — برگ گل سے بھی ہے رنگت سُرخ برگ کاہ کی
چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نے — گرد اُڑی اے ماہ جب تیری تجلی گاہ کی
اے مصور مو قلم کے بدلے ہوں خط شعاع — صفحۂ خورشید پر تصویر کھینچ اُس ماہ کی
خط سبز آیا جو منھ پر کم ہوئی زلف دراز — راہِ ظلمت معجزے سے خضر نے کوتاہ کی
میں ہی کچھ ڈوبا نہیں دریائے مے میں ساقیا — کشتیِ مے بھی خبر لینے گئی ہے تھاہ کی
رات دن ایسا فراق یار میں روتا ہوں میں — اب مرا کمرہ نہیں کوٹھی ہے گویا چاہ کی
سجدہ کرتا ہے جو بُت کو طعن اے زاہد نہ کر — یاد ہے ناسخ کو آیت ثم وجہ اللہ کی

یہ ہنگامہ جو صحرا میں ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا کہ ملکہ بہار گلعذار طاؤس زریں بال پر سوار جملہ اسباب سحر سے معمور پھولوں کو آمد بہار سے سرور آتے ہی بہار گلعذار نے سحر کیا اشارے سے ابروے خمدار کے تلوار چلنے لگی ہاتھ جو ہلا دیا سیکڑوں نے اپنے گلے کاٹ ڈالے پھول برسے جنے سونگھے بو دماغ میں پہونچی گریباں چاک کیے خاک منھ پر ملی بیقرار ہو کر پکارتے ہیں

اے شہنشاہ خوبی وائے سروِ باغ محبوبی

نظم

توڑ دیئے توبہ کو کیجے بادہ خواری اندنوں — موسم گل ہے کہاں پرہیزگاری اندنوں
تیغ ابرو سے ہے شوقِ زخم کاری اندنوں — نیم بسمل کی طرح ہے بیقراری اندنوں
جان بلب رکھتا ہے اک رشک مسیحا کا فراق — دم نکلجائے یہ حالت ہے ہماری اندنوں
شوق آرائش ہے اُس جان جہاں کو آجکل — لپٹی ہی رہتی ہے دامن سے کناری اندنوں
دوڑتے ہیں ہم جلو میں ایک شاہ حُسن کے — توتیائے چشم ہے گردِ سواری اندنوں
لو لگی ہے تیغ قاتل سے شہادت کا ہے شوق — خون ہے زخموں کی طرح آنکھوں سے جاری اندنوں

کاہشوں سے عشق کی ایسا ہوا ہون ناتوان
فصل گل ہی یاد آتی ہی مجھے رفتار یار
سامنا رہتا ہی اشکِ سُرخ و رنگ زرد کا
دوستدار اُسکا جو مجھسا اُٹھ گیا دنیا سے ہی
بسترِ غم پر پڑا رکھتی ہی مردے کی طرح
یار آزردہ ہی آتش آسمان ہی برخلاف

رات سے بیمار کی بھی دن ہی بھاری اندنون
جلتی ہی بن بن کے کیا بادِ بہاری اندنون
آشنائی درد سے ہی غم سے یاری اندنون
بیکسی پھرتی ہی کیسی ماری ماری اندنون
بیخودی بیٹھا قتی بے اختیاری اندنون
کون سُنتا ہی ہماری آہ و زاری اندنون

سر ٹکراتے پھرتے ہین کبھی منھ کے بھل گرتے ہین کوئی پکارتا ہی اے ملکۂ عالم ہماری جان جاتی ہی عاشقون پر نگاہ رحم چاہیے ملکہ بہار مسکرائین گوہرِ دندان جو کھُلے برق چمکی سب کے خرمن ہوش و حواس جلگئے اس طرح کے سحر جو ملکہ بہار نے کیے کئی لاکھ ساحرون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے ہزارہا لاشہ پھڑک رہا ہی دریا سے خون جاری ہی اُس ہنگامے مین ابرِ لق کوہ شگاف دیا قوتِ زمرد آکر پہونچے بائیس لاکھ فوج سے آکر ملکہ حیرت پہونچین حیرت نے بڑے بڑے سحر کیے ایک طور پر جنگ ہو رہی ہی لشکرِ حیرت و بہار سے معرکہ پڑا ہی ملکہ بہار نے دیکھا کہ ملکہ حیرت قریب آگئین اور دو چار سحر ایسے کیے کہ ہزار دو ہزار کے سر کٹکر گرے کچھ لوگ دیوانے ہوئے کسی کو اپنا جمال دکھایا کبھی مُسکرا دین گوہرِ دندان سے برق چمکی حُسن و جمال ملکہ حیرت کا عابد کُش و زاہد فریب ہی کہ سبکے دیکھنے سے دل ناشکیب ہی ملکہ بہار نے پکار کر آواز دی کہ بُوا غریبون پر رحم کرو ایسے سحر نہ ہون کہ غربا تباہ ہوئے جاتے ہین اری کمبخت یہ سب تیرے ملک کے رہنے والے ہین انکو اگر قتل کریگی تو سلطنت کسیپر ہوگی اجماع عالم سے سلطنت ہی ملکہ حیرت نے ان باتون کا جواب بھی نہ دیا جب تو ملکہ بہار ملیٹین اور آواز دی ای نکہت گل اندام کیا کسی باغ مین سو رہی ہو جلد آؤ اس باغ مین بھی اپنا رنگ جماؤ یہ جو ملکہ بہار نے آواز دی ایک کنیز ہم شبیہ بہار بیچ نخل سے ہنستی ہوئی نکلی پکار کر آواز دی لونڈی حاضر ہی ظہور بہار ہی مجھے شگفتہ کرنے مین کیا انکار ہی یہ کہکر ملکہ بہار کو گلدستہ دیکر وہ تو غائب ہوئی ملکہ بہار نے گلدستہ لیتے ہی طرف نخلستان کے دیکھا وہ گلدستہ طرف لشکرِ حیرت کے مارا اِدھر تو گلدستہ چلا اُدھر طائرون نے نغمہ سنجی کی اور پر پرواز پیدا کیے ہزار دو ہزار کے سر پر سایہ ڈالا ہوا سے سرد چلی پھول ہنسے غنچے مسکرائے شاخہائے نخل نے ہاتھ بڑھائے طائرون نے زمزمہ سرائی کی ہنگامہ بہار ہوا حقیقت مین

اس زور و شور سے جنگ ہو رہی ہو کہ جملہ سردار اپنے کمال دکھا رہے ہین ملکہ مخمور نے بڑھکر بہار کے سحر کی پیروی کی کچھ زیور اپنا اُتار کر پھینکا آسمان سے خون برسا جسپر قطرہ پڑا جلگیا ملکہ حیرت پر بہار و مخمور نے وہ وہ سحر کیے کہ ہر طرف سے صدائین آتی ہین کہ ہم عاشق بہار و مخمور ہین نشۂ بادہ محبت سے چور ہین ہم کیونکر دل کو سنبھالین کسطرح حسرت دل نکالین **نظم**

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
صورت تیر ہین تنگ نکل جاؤنگا

وہ نہین ہون کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا
آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا

شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی سحر
منہ اندھیرے مین چھپا کر مین نکل جاؤنگا

کھینچکر تیغ کمر سے کیسے دکھلاتے ہو
ٹاٹ بیمار نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا

شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہو
کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا

کوچۂ یار کا سودا ہو مرے سر کے ساتھ
پاؤن تھک تھک کے ہون ہرچند کہ شل جاؤنگا

ضبط بیتابی دل کی نہین طاقت باقی
کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہو ٹل جاؤنگا

طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہو مجھکو
تیری حسرت ہی مین ای حُسن عمل جاؤنگا

چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے
حالِ دل پر کفِ افسوس مین مل جاؤنگا

شعلہ رویون کو دکھاؤ نہ مجھے ای آنکھو
موم سے نرم مرا دل ہو کہ پگھل جاؤنگا

چھلّے گُل کھانے کو ہوتے ہین عنایت مجکو
گرمیان ہین جو یہی آپ کی جل جاؤنگا

شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج ای آتش
مر کے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

ان اشعار سے غلغلہ برپا کیا دس بیس ہزار اپنے ہوش مین نہ رہے آپسمین تلوار چلنے لگی بہار نے پکار کر کہا ای مخمور کیا کہنا خوب ان بدمستون کو مست کیا کیا سحر زبردست کیا اپنے اپنے رنگ سب جما رہے ہین عین گرمی جنگ مین قیامت برپا ہو گولے چل رہے ہین اپنے اپنے عجائب و غرائب سب دکھا رہے ہین قضائے کار ملکہ مروارید گلنار پوش کہ کوہ سیاہ پر ٹھہری ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ ملکہ عالم پلٹ چلیے مروارید روتی ہو کہتی ہو صاحبو مقام افسوس ہو مین جس واسطے آئی اُسکا ظہور نہ ہوا قلب کو سرور نہ ہوا اسی بیابان مین اپنی جان دونگی گھر پلٹ کر نہ جاؤنگی ہمشیرہ صاحبہ کا مردہ پڑا ہو مین اپنی شادی کرون مجھسے کبھی نہ ہو سکیگا دل یہی چاہتا ہو کہ یا جان دون یا

عشاق سبزہ رنگ کو ڈھونڈھ کر قتل کرون یہ ذکر تھا کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا دریاے آتش نے
جوش مارا لکہ ہاے ابر کڑک کڑک کر گرنے لگے ملکہ مروارید نے جو سر اُٹھا کر دیکھا کہ باب انتہا کا
زخمدار ہی لازمان افراسیاب چاہتے ہین کہ گرفتار کرلین لازمان ملکہ مہرخ شمائیل و رعد و برق
برق لامع د باغبان قدرت و مخمور و بہار وغیرہ نے سہیل کو بچایا ہی تخت سے اُتار کر اُسکو
ایک ہوادار پر ڈال لیا ہی ملکہ بہار آگے بڑھی ہوئی مصروف سحر خوانی ہین کبھی پھول برسائے باغ
بید رکے بنائے کبھی دریاے آب پیدا ہوا باغبان قدرت کا گیند چل رہا ہی رعد چیخین
مارتا پھرتا ہی ہزارون کے سر پھاڑ ڈالے جب چیخ ماری ہزار دو ہزار گرے ناک کان سے خون جاری
برق لامع اپنی چمک دکھا رہی ہی اب مروارید کو ثابت ہوا کہ خاص میرے واسطے یہ آفت
برپا ہی گاتی باندھی کنگنا ہاتھ مین مثل ستارہ سحری چمک رہا ہی زعفرانی جوڑا زیب جسم مروارید
گلنار پوش موتیون کے مالے ہاتھ مین لیکر بڑھین جب مالا شڑاک سے مارا ہزارون کے سر کٹکر گرے دانے
موتیون کے چھٹک رہے ہین تو ملکہ مروارید گلنار پوش نے آفت برپا کردی زمین ہلا دی چمک
چمک کے لڑ رہی ہین ملکہ حیرت جادو بھاگتی پھرتی ہین کفار کے ہوش درست نہین کوئی ساحر
چالاک و چست نہین قریب تھا کہ ملکہ حیرت جادو شکست کھاکر بھاگے سبزہ خوابیدہ بھی
جاگے تمام سرداران نامی و ساحران گرامی مثل مخمور و بہار و ملکہ سُرخ موے کاکلکشا
وغیرہ ملکہ مروارید گلنار پوش کے ہمراہ مصروف جنگ ہین لازمان افراسیاب اپنی جان سے
تنگ ہین یکایک زمین تھرائی نعرہ افراسیاب کی آواز آئی سب نے دیکھا کہ افراسیاب جادو
مرکب پر سوار بقہر و غضب تمام آکے پہونچا اپنے لشکر کا یہی حال دیکھا آتے ہی سحر کرنے لگا
سحر مین افراسیاب تو بلاے روزگار ہی سردارون کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا کوئی ساحر سامنے
افراسیاب جادو کے نہین جاتا ڈرتے ڈرتے سحر کیا اور بھاگے دو ہی چار سحرون مین افراسیاب
نے مجمع ساحران کو متفرق کردیا لاشون سے میدان بھر دیا کبھی زمین پر دو ہتھڑ مارا غار پیدا ہوا
اُسمین ہزارون غرق ہوگئے کبھی پتھر برسائے کبھی آگ گرائی ملکہ مروارید ایک جانب بھاگی
مصور کی جونگاہ ملکہ مروارید گلنار پوش پر پڑی ہاے جان جہان کہکے دوڑا گھوڑے سے
کود پڑا ملکہ مروارید اُدھر سے ہٹی ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوکر سحر کرنے لگی اُدھر سے

لڑتا ہوا افراسیاب آیا ملکہ مروارید نے موتیون کا مالا پھینک مارا ہزارون برقین افراسیاب پر گرین افراسیاب اشارون سے سحر دفع کرتا ہے نگاہ اُٹھا کے جو دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین شہرۂ آفاق سحر و ساحری مین طاق غمزہ و ناز مین مشاق بوٹا سا قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار مہ جبین پری وش معشوقہ کہوش سایۂ نخل مین کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے جب بڑھ کر مسکرائی دشمنون پر بجلی گرائی افراسیاب نے دل تھام لیا سامری و جمشید کا نام لیا پسینے پسینے ہو گیا ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا کلیجہ کانپا بے اختیار پکار اُٹھا ای شہنشاہ خوبی و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی **نظم**

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہے نکلیگی جان اپنی آکے گردن مین
سُنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیری

وہ گل ہون مین کہ نہ رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکی بو تیری

پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری

شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہو شام ہے آرزو تیری

دماغ اپنا بھی ای گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہین حصے مین آئی بو تیری

پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہے گفتگو تیری

شب فراق مین ای روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہے اور جستجو تیری

یہ چاک جیب کے حق مین دعاے مجنون ہے
نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف سے تو نکلیگا آخر ای شہ حُسن
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری

چمن مین صبح کو جا کر نہ مُنھ دکھانا تھا
برنگ آئنہ حیران ہے آبجو تیری

زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہے سیف زبان
رہیگی معرکے مین آتش آبرو تیری

ملکہ مروارید گلنار پوش نے جو دیکھا کہ افراسیاب جادو اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا تیری جانب آتا ہے بہت سے سحر کیے کسی سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب اشارے کرکے سحر مٹاتا ہے جوش عشق مین دوڑا ہوا آتا ہے آخر ملکہ مروارید بخوف عصمت سامنے سے افراسیاب کے بھاگی افراسیاب سحر کرتا ہوا چلا ملکہ مروارید پلٹ پلٹ کے کبھی چچا جان کہکے پکارتی ہے کبھی کہتی ہے عم نابدار

آپ کو سودا ہوا ہی مین تو آپ کے سامنے مثل آپ کے فرزند کے ہون آئندہ آپ کو اختیار ہی افراسیاب کہتا ہی ای جان جہان میری تجہپر جان جاتی ہی تجکو بادشاہ طلسم ہوش ربا کرونگا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے ملکہ مروارید کچہ جواب نہین دیتی ہین بہاگی چلی جاتی ہین افراسیاب بہی جہپٹا ہوا جاتا ہی آگے آگے مروارید بہاگی جاتی ہی افراسیاب جادو دوڑا ہوا جاتا ہی دونون لشکرون مین سحر موقوف ہی سب کہڑے ہوئے تماشا دیکہہ رہے ہین دونون لشکرون مین ہلڑ ہی کہ دیکہو کیا غضب ہوا دیکہیے مروارید پر کیا گذرے ایک طرف مصور بہی دوڑا ہوا جاتا ہی جوش محبت ملکہ مروارید مین نعرے مارتا ہی کبہی بیقرار ہو کر پکارتا ہی ای شہنشاہ خوبی دای لیلاے عصر دای سلماے دہر مجہے قریب تو آنے دے میری جان پر بنی ہی یہ کہتا ہوا مصور بہی جاتا ہی کبہی بیتابی دل سے اشعار عاشقانہ پڑہتا ہی

نظم

تمکو بہی مشکل پڑیگی عاشقون کی داد مین
دونون عالم ہین ہمارے حلقۂ فریاد مین

پوچہ لو ہم جانتے ہین خوب گہٹ بڑہہ رات کی
چشم وا ہجانہ شب ہی تمہاری یاد مین

یار ایجاب دعا ہی سر اُٹہاؤن کس طرح
حلقۂ احسان پڑے ہین گردنِ فریاد مین

کس تماشا دوست نے محو تماشا کر دیا
کون لے آیا ہمین اس عالم ایجاد مین

منہ سے نکلی بہی نہین تہی صاف بسم اللہ عشق
پہلے ہی رونے لگے ہم خدمت اُستاد مین

جانب میخانہ جو ہمنے قدم رنجہ کیا
جام چہلکے خم لنڈہے رسم مبارکباد مین

لطف تکلیف قفس کچہ ہمسے پوچہا چاہیے
مدتین آخر ہوئی ہین خدمت صیاد مین

اور بہی تکلیف ای قاتل کہ ایذا دوست ہون
زخم مُنہ کہولے ہوئے ہین لذت بیداد مین

برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکہا تو کیا
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین

غیرت دیوانگی کا سلسلہ کیا توڑیے
ننگ آتا ہی کہ جائین صحبت حداد مین

بلبل بستان وحدت ہی بیانسے چل نسیم
عمر کو ضایع نہ کر اس گلشن ایجاد مین

رو رو کر یہ اشعار پڑہتا ہی بیتابی دل سے خاک اُڑاتا ہی گریبان چاک کیا مُنہ پر خاک ملی ہی جب آہ کرتا ہی مُنہ سے دہوان نکلتا ہی صاف ظاہر ہی کہ آتش عشق سے دل جلتا ہی لیکن مروارید بحواس عالم یاس جان کے خوف سے قریب ایک تالاب کے پہونچی افراسیاب بہی برابر پہونچا مروارید کو

اپنی عصمت کا ڈر ہی سیڑھیون پر پہونچین افراسیاب بھی برابر پہونچا مرواریدکو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو
افراسیاب مجکو پکڑلے خوف عصمت مین اپنی جان جانے کا خیال نہ کیا یون آبرو بچائی جب پناہ پائی شکل
ہوئی اپنے کو تالاب مین گرادیا افراسیاب سیڑھی پر کھڑا ہو کے افسوس کر رہا ہی ٹھنڈھی سانسین بھر رہا ہی
جی مین کہتا ہی کہ ای افراسیاب کیا غضب ہوا اس ظالم نے اپنی جان دیدی پکار کر آواز دی ای جان جہان
وای آرام دل مشتاقان کیون اپنے کو تالاب مین گرایا مین تیری خوشی کرتا کوئی جبر نہ کرتا کیون
جان دینے کا ارادہ کیا مین بڑا افسوس کرتا ہون سلطنت طلسم ہوش ربا تیرے واسطے موجود ہی
جو تو کہیگی وہ مین قبول کرونگا قسم ہی سامری وجمشید کی تیرے فراق مین زندگی دشوار ہی تیرا
عاشق مجبور و ناچار ہی دل پر چھریان پھر رہی ہین پھر افراسیاب نے بیقرار ہو کر پکارا نظم

عنبر ہی حسرت گلزار سے حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو ای گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

شاخ گل ہاتھ لگے گی تو بنا شونگا قلم
آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل

فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہی
دیکھنا دبدبہ وجاہ وجلال بلبل

گل ہین مصروف عزاداریون مین پھول مین آج
ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل

داخل طبلق عشاق ہی چہرہ اُسکا
لکھے ہین دفتر گل مین خط وخال بلبل

کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

باغ شاداب کو کیا باد خزان نے لوٹا
حیف ہی آگئے ایام زوال بلبل

عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین
نہ تصور ہے مجھے گل کا نہ خیال بلبل

افراسیاب بیقراریان کر رہا تھا کہ یکایک تالاب مین شورش پیدا ہوئی افراسیاب جادو نے
نے دیکھا کہ ایک مورپنکھی تالاب مین پیدا ہوئی کشتی طاؤس چہرہ نہایت تکلف سے آراستہ
دو ماہجبین قوم کی بنگالنین گنگام کے لہنگے چندریان اوڑھے ہوئے الزٹ بچھوے ہاتھ پاؤن
مین جوڑے ترچھے بندٹ ہوئے ڈانڈین گنگا جمنی ہاتھ مین پانی سے ڈانڈا میںڈی پڑی ہی مروارید
کشتی پر سوار بالون سے قطرے پانی کے ٹپک رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ ابر تیرہ وتار
سے بارش مروارید ہو رہی ہی اس سج دھج سے جو افراسیاب نے کشتی کو آتے ہوئے دیکھا

بے اختیار پکار اُٹھا اے جان جہان مجھسے کیون ڈرتی ہے بدون تیرے حکم کے ہاتھ نہ لگاؤنگا خاص
طلسم ہوش ربا مین تخت سلطنت پر تیرا جلوس ہوشاہان طلسم آگر نذرین دین تب میری خوشی ہے
ملکہ مروارید گلنار پوش نے ہاتھ باندھکر کہا مجکو خوف تھا کہ ایسا نہ ہو آپ مجھے قتل کرین جان
کے خوف سے بھاگی تھی اب آپ نے مطمئن کیا حاضر ہوتی ہون یہ کہتی ہوئی کشتی کنارے پر پہونچی
ملکہ مروارید کشتی سے اُتری کنیزون سے اشارہ کیا کہ اری کمبختو مہمان نے تمکو سرفراز کیا ہے
مہمان بھی کون ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کنیزون نے لاکر کرسیان بچھائین ایک کرسی پر
افراسیاب ایک پر ملکہ مروارید گلنار پوش بیٹھین کنیزون کو آواز دی کہ ارے سامان عشرت
مہیا کرو کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکے رکھین ملکہ مروارید نے کہا ارے کمبختو گزک کا سامان
مہیا کرو ایک کنیز نے ڈگن لاکر ہاتھ مین دی اُسمین چارہ لگایا ملکہ مروارید نے ڈگن کو تالاب
مین پھینکا پھینکتے ہی ایک مچھلی پھنسی کوئی ماہیت سے اُسکی آگاہ نہ تھا ملکہ مروارید نے جھٹکا مارا
مچھلی پھڑکی باہر آئی ملکہ نے اشارہ کیا کنیزون نے درست کرکے کباب لگائے قاب مین رکھکر
ملکہ مروارید کے آگے پیش کیے پھر ہو حق کی آواز آئی دیکھا مصور جادو بدحواس پریشان
اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہے افراسیاب جادو مصور کو دیکھکر گھبرایا ملکہ مروارید نے
اشارہ کیا کہ آپ کیون خفا ہوتے ہین مین ٹالدونگی مجھے تو آپ سے مطلب ہے ایسا چاہنے والا
کہان ملیگا یہ کہکے جام لبریز کیا پنجہ نگارین پر رکھکر افراسیاب کے سامنے پیش کیا کہا اے
شہنشاہ یہ جام محبت ہے نوش فرمایئے افراسیاب بے اندیشۂ انجام پی گیا ملکہ مروارید نے
قاب سامنے کی کہا کباب نوش فرمایئے افراسیاب جادو بے اختیار پکار اُٹھا مطلع
پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی + دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی + یہ کہکر کباب
اُٹھائے کباب کھانے لگا ملکہ مروارید نے ایک جام مصور کو بھی دیا اور کباب بھی کھلائے
مصور کی آنکھین سُرخ ہوئین چہرہ گلنار مبہوت ہوکر مصور نے کہا کہ اے جان جہان و اے
آرام دل مشتاقان مین ہرطرح تابعدار ہون جوش محبت سے مجبور و ناچار ہون چاہتا ہون
کہ خدمتگاری کرون آٹھ پہر خدمت مین حاضر رہون ملکہ نے کہا اے مصور انصاف شرط ہے
زوجہ تمھاری ملکہ صورت نگار میرے ساتھ کس طرح پیش آئینگی ضرور فساد لائینگی اگر آپ کو

میرے ساتھ شادی منظور ہی قلب آپ کا ناصبور ہی تو ملکہ صورت نگار کا سر لائیے مین ہر طرح
حاضر ہون مصور نے کہا مین ابھی لایا اب تردد نہ ہوگا یہ کہکے کچھ اسباب سحر ہاتھ مین لیا تیغے کے قبضے پر
ہاتھ ڈالا بقہر و غضب تمام برلے قتل صورت نگار چلا یہان افراسیاب سے باتین ہونے لگین حال
افراسیاب کا بھی غیر ہی گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی ڈھنڈھی سانسین بھر رہا ہی کبھی کہتا ہی کیون ملکہ
اس عاشق زار کے مقدمے مین کیا ارشاد ہوتا ہی ملکہ نے کہا نہ گھبراؤ تدبیر نکلی آتی ہی آپ کو مناسب ہی
کہ جو مین عرض کرون اسکو بگوش ہوش سماعت فرمائیے پہلے تو یہ بخوبی آپ پر ظاہر ہی کہ یہ کنیز کوکب شمعی ضمیر
کی بھتیجی ہی باپ میرا سہیل روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر آپ کے مرتبے سے مرتبہ میرے چچا کا کم نہین
عملداری حکومت مثل آپ کے قرار پائی ہی حکومت دلیاقت سخاوت و جرأت و شوکت مین بھی مشہور
عالم ہین ہمیشہ اپنی عملداری کو بتکلف تمام درست کیا عدل و انصاف کا بھی چچا صاحب کے شہرہ ہی یقین ہی یہ بھی
کہ کنیز کو آپ حقیر نہ کرین سلطنت طلسم ہوش ربا مین بڑا اتحاد ہی آپنے اپنی زوجہ صاحب کو بادشاہ طلسم ہوش ربا
کیا کیا کہنا انکا حسن و جمال عابد کش و زاہد فریب لیکن خاص آپ کی پابند نہین ہین فلان رسالدار سے
پھنسی ہین راتون کو وہ انکے خیمے مین آتا ہی آپ سے پردہ ہی ہم آپ پر ظاہر کرتے ہین کہ انکا طریقہ خلاف
ہی ضرور کنیز سے فساد کرینگی اگر آپ کو منظور ہی تو جاکر اول حیرت کا سر لائیے یہ کنیز خدمتگزاری کو
موجود ہی اگر کچھ عذر ہو تو صاف صاف فرمائیے افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم جو تم فرماؤگی بسر و چشم
بجالاؤنگا یہ کہکے قبضے پر ہاتھ ڈالا جھومتا ہوا چلا اول حال مصور جادو تحریر ہوتا ہی کہ ملکہ صورت نگار
تخت پر سوار قریب تخت ملکہ حیرت بیٹھی ہوئی ہین کہ سامنے سے ہوحق کی آواز آئی مصور کو دیکھا
شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے آیا پکارا کہ او کنیز بردہ مین تیرے حرکات سے آگاہ ہوا میرے گھر سے
نکلجا مین تجھے طلاق دیتا ہون جو تیرے حالات سنے انسے خوب آگاہ ہوا اس زنگی سیاہ رو کو بلا
منہ اپنا کالا کیا تجکو کچھ خوف نہ آیا سامری و جمشید کی ہوا ایسی آوارہ حیرت نے پکار کر کہا
مرشدزادے ایسی باتین زوجہ کو نہ کہو سر بازار تمھین شرم نہین آتی ہی کوئی ایسے کلمات سخت کہتا ہی
مصور نے کہا کہ ملکہ تم اس مقدمے مین دخل نہ دو تم نہین جانتی ہو یہ بڑی فاحشہ ہی اسکو نکالدونگا
یہ کہکے تلوار کھینچ کے چلا کہ صورت نگار کو قتل کردن سب اہل لشکر قہقہہ مار کر ہنستے ہین کہ
مرشدزادے کو کیا ہو گیا دوسری طرف سے آواز اشعار عاشقانہ کی آئی ملکہ حیرت نے دیکھا

ساحر کہتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو بلبلاتا ہوا آتا ہی اشعار عاشقانہ زبان پر
بیقرار و مضطر آواز دیتا ہو او حیرت تجھے اک چوبی کاٹ کر گدھے پر سوار کرونگا سب تیرے حالات
مجکو معلوم ہین فلان رسالدار شب کو تیری خدمت مین آتا ہی مجھے اب تیرا حال سب معلوم ہوا
ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا لو صاحبو مین مرشدزادے کو سمجھاتی تھی شہنشاہ کو کیا ہو گیا
بقول شاعر مطلع قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو + خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو +
ملکہ مروارید گلنار پوش یہ شعبدہ کر کے مہرخ و بہار وغیرہ کے بیچ مین آئی کہا صاحبو
مین نے افراسیاب جادو و مصور جادو کو اس بلا مین پھنسایا اپنی آبرو بچائی اب خدا انجام
بخیر کرے مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ گھبرا گئین کہا ای مروارید خوب کارنمایان کیا کہ جو آجتک
کسی سے نہ ہوا تھا افراسیاب ایسے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ پر تیرے سحر نے
تاثیر کی ای مروارید کیا کہنا اگر انجام بخیر ہوا افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی
جس وقت ہوش مین آئیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا جب کبھی اُسنے جو ارادہ کیا وہی کر لیا
میلے کے دن ذرا یاد تو کرو کہ جب چاہ زمرد پر افراسیاب جادو نے سب ساحرون کو جمع کیا
بخوبی یاد ہو کیسے کیسے تاجداران جلیل سحر و ساحری مین بیعدیل آکر جمع ہوئے تھے بعد ختم میلے کے
جب افراسیاب جادو کو غصہ آیا کوئی جواب نہ دیسکا سب نے شکست کھائی کسی کو بھاگنے
رستہ نہ ملا وہ ہمارے قتل سے مُنھ نہ موڑیگا سب کا ارادہ ہوا کہ یہانسے بھاگین کہین جا کر چھپین
لیکن مصور جادو کلمات سخت کہتا ہوا طرف صورت نگار کے چلا افراسیاب طرف حیرت
کے متوجہ ہوا لشکرون مین ایک غل ہو حیرت و صورت نگار تختون سے کود کود کر بھاگین
مصور نے پکار کر آواز دی بھاگ کر کہان جائیگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی افراسیاب بھی ایسے
ایسے کلمات کہتا ہوا طرف حیرت کے جھپٹا پکارا کہ ارے مجھسے کہان بھاگ کے جائیگی اس وقت
اہل لشکر افراسیاب جادو و سرداران اہل اسلام مین یہی غل ہو کہ ای ملکہ مروارید
کیا کہنا حقیقت مین تمھارا عدیل و نظیر نہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا آواز مہیب آئی او افراسیاب
ہوش مین آ خبردار کیا غضب کرتا ہی بیگناہ کے خون سے کیون ہاتھ بھرتا ہی بس اب آگے
نہ بڑھنا سب نے دیکھا آفات چہار دست بدست پکارتی ہوئی کہ او افراسیاب کیا غضب کیا

ایک چھوکری کے شعبدے پر کیا پھنس گیا بادشاہ طلسم ہوشربا کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ جسپر
نگاہ قہر ڈالدے وہ جلکر خاک ہو تونے اپنے کو غرور مین خراب کیا یہ کہکر آفات چہار دست
زمین پر آئی افراسیاب بیہوش پڑا ہوا تھا آفات نے قریب آکے افراسیاب کے پیٹ پر ہاتھ
پھیرا کچھ اسم سحر کا پڑھا مصور پر حباب پھینک مارا مصور تو شرابا کر کنارے ہوا لیکن افراسیاب
پر سے جو سحر اُترا اور حال اُسنے اپنا سنا غصے سے کانپنے لگا کہا آج کسی باغی کو زندہ نہ چھوڑونگا
آفات سے کہا آؤ جدہ ہم تم ملکر سحر کرین آج سب کو مٹا دین دیکھون تو یہ لوگ کیونکر بچتے ہین
اب جو یہ دونون دادی پوتے بڑھے حقیقت مین قیامت برپا ہو گئی کل سرداران مطیع اسلام ملکر
ان دونون پر سحر کرنے لگے مگر یہ دونون بلاے روزگار سردارون کے سحر کو کب مانتے ہین
آفات چہار دست نے مرواریدکو ٹوکا کہا او چھوکری مجبیر تو سحر کر دیکھون تیرا شعبدہ کیسا
ہوا افراسیاب نے بڑا دھوکا کھایا مرواریدنے سب اپنا زیور اُتارا کچھ اسماے سحر پڑھے آفات
پر سب زیور پھینک مارا آگ برسی برقین گرین پتھر برسے تلوارین خنجر گرے آفات چہار دست
نے ان سب سحرون کو دفع کر دیا غصے مین پکار کے آوازدی او چھوکری مجھے بڑی حیرت ہے کہ
تو موم کی پتلی نہین بنجاتی یہ جو آفات نے پکار کے آوازدی فوراً مروارید گلنار پوش
چرخ کھا کے زمین پر گری موم کی پتلی بنگئی حرارت آفتاب سے پگھلنے لگی ملکہ بہار و باغبان
و مخمور نے اپنی جان دیکر مروارید گلنار پوش کو اُٹھا یا ایک تخت پر ڈال لیا ملکہ بہار نے گرد
گلدستے رکھے مخمور نے برف برسائی باغبان کے سحر سے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی موم کا پگھلنا
موقوف ہوا آفات چہار دست نے پکار کے آوازدی دیکھو مین اب تم سب کا بھی یہی حال کرتی
ہون یہ کہکے دادی پوتے شانے سے شانہ ملاکے بڑھے اُسوقت اہل اسلام کی بیقراری دیکھنی تھی
کہ اے معبود بے نیاز و اے رب کارساز ان ظالمون کے ہاتھ سے ہم لوگون کو بچالے انکے سحر سے
ہم کیونکر بچینگے دونون دادی پوتے بڑھتے ہوے چلے آتے ہین ملک کے جو سرداران اسلام
نے دعا کی یکایک آسمان سے نعرہ ہوا او آفات چہار دست او افراسیاب خبردار آگے
نہ بڑھنا کیون بندگان سامری و جمشید کا خون اپنے اوپر لیتا ہے تو بادشاہ ہے اے آفات مین
تجھسے مناظرہ کرنا چاہتا ہون آفات چہار دست و افراسیاب جادو و کل حاضرین وقت نے

سر اٹھائے دیکھا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر یکہ و تنہا تخت پر سوار اسباب سحر آگے رکھا ہوا ایک چھتری سر پر آراستہ اور ایک نئی بات دیکھی کہ تین بانس تنت پر کھڑے کیے ہیں اُس پر ایک حلقۂ ریشمی کھنچا ہوا ہے کوکب روشنضمیر پکارتا ہوا آیا اے آفات میری بات کا جواب دے آج میرے اور تیرے فیصلہ ہے اگر یہ لوگ قتل ہو نگے تمہارے ہی ملک کے ہیں میں نے دل سے ان مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا ہمارے تمہارے فیصلہ ہو جائے مسلمانوں کو ابھی ملک سے نکالدیں غیر مذہب والے ہمارے تمہارے ملک میں نہ رہنے پائیں آج سحر میں ہمارے تمہارے امتحان ہو جائے آفات نے کہا کیا امتحان چاہتے ہو کوکب نے کہا یہ حلقۂ جمشیدی جو میں نے کھینچا ہے تم دونوں دادی پوتے سحر کرتے ہوئے اس حلقے سے نکل جاؤ پھر میں اطاعت کرونگا خراج دیا کرونگا مسلمانوں کو اپنے ملک میں آنے نہ دونگا آفات نے کہا اے کوکب کیوں دیوانہ ہوا ہے ہم وہ ساحران زبردست ہیں سوئی کے ناکے سے نکل جائیں اس حلقے کی کیا حقیقت ہے کوکب روشنضمیر نے کہا دیکھیں افراسیاب و آفات نے شانے سے شانہ ملایا اور پکار کے آواز دی او کوکب نادان دیکھ ہم اس ریشم کے حلقے سے نکلتے ہیں تمام لشکر افراسیاب و لشکر مسلمانان دیکھ رہا ہے کہ دادی پوتے شانے سے شانہ ملائے گڑتے ہوئے چلے جب قریب اُس حلقے کے پہونچے دونوں نے سر ڈالا چاہتے تھے کڑک کر نکلیں کہ کوکب نقلی نے نعرہ کیا باشید اے افراسیاب و آفات منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار یہ کہکر جھٹکا مارا وہ حلقہ کمند آصفائے باصفا کے ہیں گلے میں افراسیاب و آفات کے پڑے وہ چھتری جو سر پر تھی چوڑی ہو کے خیمہ بنگئی اب عمرو نے جھٹکا مارا کہ دونوں دادی پوتے گرے عمرو نے دو گرگے زنبیل سے نکالے ایک گرگا چھاتی پر افراسیاب کی سوار ہوا ایک نے گھٹنہ چھاتی پر آفات جہاردست کی رکھا اندر بارگاہ دانیال کے ہیں سحر فراموش دریائے حیرت کا جوش لشکر اسلام سے احسنت و آفرین کی صدا بلند ہوئی ہر ایک یہی کہتا ہے کہ خواجہ عمرو کا کیا کہنا کس لطف سے دونوں کو پھنسایا لشکر کفار میں سناٹا پڑگیا ہر ایک کہتا ہے یا رو کیا غضب ہوا ہمارے سروں پر کوہ الم گرا افراسیاب و آفات جہاردست کو کیسا پھنسایا ہے اب دیکھیں کیونکر رہائی ہو عمرو نے بڑا کمال کیا ایسے ساحروں کا یہ حال کیا

عمرو نے پکار کے آواز دی کہ ای مہرخ و بہار وغیرہ تم لوگ تامل کرو تو میں اسی سبتے ین واپس
آؤنگا یہ وہ لوگ ہیں کہ آج تک انپر کسی کا ہاتھ نہیں پڑا اب میں انکو گرہ عقیق گلزار سلیمانی
پر لیے جاتا ہوں مقام بارگاہ سلیمانی پرست زبردست صاحبقران زمان سے انکو قتل کراؤنگا
طلسم بیکار رہیگا سب نے فریاد کی کہ خواجہ برائے خدا ہمکو بھی اپنے ساتھ لیچلو ہم لوگ بھی
ملازمت صاحبقران سے مشرف ہوں نہیں معلوم تمھارے جانیکے بعد کیا آفت برپا ہو
ہرچند عمرو نے سمجھایا کون مانتا ہے کہ تم تو سرداران نامی و پہلوانان گرامی ہو فریاد کرتے تھے
کہ ہمکو بھی لیچلو خواجہ عمرو نے ... یا نہ وہی بلا نازل ہو مہرخ و بہار و مخمور کہتی ہیں خواجہ
آپ کے جانے سے بعد حیرت ہمپر وبال ڈالیگی نہیں معلوم کیا آفت برپا کریگی تمام اہالیان طلسم
ہمپر ٹوٹ پڑینگے تمھارے ساتھ چلنے میں ہماری جان بچ جائیگی عمرو نے ناچار ہو کے کہا اچھا
تخت سحر تیار کرو اسپر تم سب سردار سوار ہو لو اسطرح میرے ساتھ چلو ملکہ بہار گلعذار نے
ایک تخت سحر تیار کیا قصد تھا ہم دس پانچ سردار اسپر سوار ہونگے جیسے ہی ملکہ بہار نے تخت
تیار کیا مخمور کا ہاتھ تھامے اسپر بیٹھیں اور اب ارادہ ہے کہ ہم جس کسی کو بلائینگے وہ آکے اسپر
سوار ہوگا مگر جان کا خوف تو بڑی چیز ہے کئی سو سردار اُچک اُچک کے سوار ہو بیٹھے ہرچند اب
ملکہ بہار گلعذار منع کرتی ہیں لیکن کوئی نہیں سنتا بہ مجبوری چار تخت سحر اور تیار کیے ایک
ایک تخت پر دو دو چار چار سو سردار سوار ہو بیٹھے پانچ تخت جو تیار ہوے تھے دو ڈھائی
ہزار سرداران پانچوں تختوں پر سوار ہوے ہرچند ملکہ بہار گلعذار چیختی ہیں اور کہتی ہیں کہ صاحبو
اتنی دور کا جانا کیونکر تخت اُڑینگے جس تخت پر ملکہ مہرخ سوار ہیں اُسپر بھی چند کمیدان و چند
رسالہ دار سوار ہوے ہیں خواجہ عمرو کا تخت بلندی پر اُڑ رہا ہے بارگاہ نیالی استادہ ہے چار
پانچ گز کے افراسیاب جادو و آفات جہار دست کو پکڑے ہوے بیٹھے ہیں اور موٹے
موٹے سونٹے ہاتھوں میں لیے ہوے ہیں اس ارادے سے کہ اگر ذرا یہ سرکشی کریں اور سونٹا
ماردیں سب سردار تختوں پر سوار ہو چکے ہیں اب چاہتے ہیں کہ تخت اُڑائیں کہ یکایک سناٹا
ہوا زمین کانپنے لگی شعلے چمکے سب نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی اُسمیں سے ماہیان زمردپوش
تڑپ کے نکلی دونوں ہاتھوں میں اُسکے دو پڑیاں خاک کی تھیں نکلتے ہی وہ خاک سب پر

پھونک ماری سب سردار نابینا ہوگئے ٹٹولنے لگے ماہیان زمرد پوش نے پکار کے آواز دی
او ساربان زادے بہتر اب اسی مین ہی کہ آفات چہار دست و افراسیاب کو چھوڑ دے
ورنہ ان سب کی بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جاؤنگی ایک ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑونگی سب
سردار فریاد فریاد کر رہے ہین کہ ای خواجہ عمرو برائے خدا ہمکو اس آفت سے بچاؤ آنکھون سے
نابینا ہوئے کچھ ہمکو سوجھتا نہین چنگاریان بدن سے نکل رہی ہین آتش سحر ماہیان سے
تمام ہڈیان جل رہی ہین اب عمرو کے ہوش پراگندہ ہوے کہ ہائے کیا کرون یہ کیا غضب
ہوگیا ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش کہ رہی ہی کہ ای خواجہ اگر ایک قدم تمنے
تخت بڑھایا ادھر مین نے سب کو مار ڈالا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی کسی کے قتل سے منھ
نہ موڑونگی اور دم بدم تکلیف سرداران تخت نشین کی بڑھتی جاتی ہی آخر ناچار ہوکے خواجہ عمرو
نے کہا ای ماہیان زمرد پوش اول مروارید گلنار پوش کو انسان بنادے سب سردارون کو بینا
کر دے تو مین افراسیاب و آفات چہار دست کو دیدون اور ایک عہد واثق کر کہ اس مقام
پر افراسیاب جادو فساد برپا نہ کرے جو جو عمرو نے کہا ماہیان زمرد پوش نے سب قبول کیا
مروارید پر سے سحر آفات چہار دست کا اُتارا سب کو بینا کیا اب خواجہ عمرو نے افراسیاب و
آفات کو ماہیان زمرد پوش کے حوالے کیا ماہیان نے اشارہ کیا دو پریزادین پیدا ہوئین اُنسے
کہا آفات چہار دست کو کوہ زبرجدی پر پہونچادو اُسی حال مین آفات کو پریزادان زرور گوش
مرصع پوش لیکر روانہ ہوگئین افراسیاب جادو کو اپنے پنجے مین دبا یا حیرت جادو سے
پکار کے کہا لشکر کو اپنے لیکر اپنے مقام پر جا نا راہ مین مسلمانون سے نہ اُلجھنا خواجہ عمرو
اب زمین پر اُترے سب لشکر کو ہمراہ لیا طرف اپنے مقام کے چلے کہ راہ مین برق ملا کہا استاد آج
اچھے دہوکا کھایا افراسیاب قبضے مین تھا اسد کو نہ مانگ لیا عمرو نے سر پیٹ لیا کہ مین نے بڑا
دھوکا کھایا افسوس کرتے ہوے رنگین حصار پر آئے سہیل روشن ضمیر بسبب زخمداری کے بیہوش ہر مروارید
سب کے ساتھ گھل مل ہوئی آکے داخل قلعہ ہوئین اور کہا یقین کامل ہی کہ باواجان ہمراہ اہل اسلام
رہینگے اب شادی ہونا کیسا جب تک بشیرہ کو نہ جلا لینگے عشاق سبزہ رنگ کو قتل
نہ کرینگے تب تک ہم اپنی شادی ہرگز نہ کرینگے کوکب روشن ضمیر کو کیسا صدمہ ہوگا سب کے ساتھ منع مین

بہار دمخمور سے کہہ رہی ہیں اب مجھکو نہ جانے دینا عمرو نے سہیل کو شفاخانے میں روانہ کیا جراحون نے زخمون مین ٹانکے دیے تیسرے دن سہیل صحت پاکر دربار مین آیا بیٹی کو دیکھا سب کے ساتھ خوشی خوشی بیٹھی ہر ذکر تلاش عشاق کر رہی ہر سہیل کو تو مذہب اسلام سے نفرت ہر ملکہ مہرخ سے کہا مجھے رخصت مرحمت ہو بیٹی کو ساتھ لیکر جاؤن اب بیٹی کی شادی کیا کرونگا شعلہ خیز کو رخصت کرکے چلا آؤنگا ملکہ مہرخ نے کہا ای مروارید ہم پھر تمھین بلوا لینگے ملکہ مروارید ناچار ہوکے سب سے رخصت ہوکر باپ کے ساتھ روانہ ہوئین سہیل جب اپنے ملک مین آیا شہنشاہ شعلہ خیز سات لاکھ فوج لیکر براے شادی آیا ہر بیرون قلعہ سہیلیہ اترا ہوا ہر سہیل نے اپنے ملک مین پہنچکر بیٹی کو گھر مین بٹھایا سامان شادی کا ہونے لگا درمیان کی سب رسمین ہوگئین اب وعدہ ہوا کہ فلان شب برات ہر تم ساتھ لیکر صاحبان برات کو آنا مروارید کو بیاہ کے لیجانا مروارید نے جو یہ کیفیت سنی رو رو کے اپنا حال ابتر کیا جب یہ ثابت ہوا کہ آج شب کو برات ہر بیقرار ہوکے ایک عرضی خواجہ عمرو و مہرخ کو لکھی مضمون یہ تھا کہ باپ نے آپ لوگون کو دھوکا دیا آج شب کو شہنشاہ شعلہ خیز آئیگا رخصت کرکے ہمکو لیجائیگا کنیز کو شادی نہین منظور ہر اگر میری مدد کیجیے اس ظالم کے ہاتھ سے مجھکو بچائیے مقام افسوس ہر کہ ہمشیرہ کا تو لاشہ پڑا ہوا اور ہماری شادی ہو اگر آپ سب صاحب تشریف لائین شعلہ خیز کے ہاتھ سے مجھکو بچائین تو مین آپ کے ساتھ نکل چلون کنیز عرضی لیکر چلی وہ عرضی لاکر ملکہ مہرخ کے ہاتھ مین دی عرضی دیکر کنیز تو چلی گئی مہرخ نے عرضی مجمع عام مین پڑھی خواجہ عمرو نے کہا آپ سب صاحبون کا چلنا مناسب وقت ہر ہم بھی وقت پر آئینگے شادی کو مبدل بہ غم کرینگے فردا فردا سب سردار چلے میان سہیل نے ایک عرضی افراسیاب کو لکھی کہ مین کوکب روشن ضمیر سے نہایت بیزار ہون بیٹی کی وجہ سے یہ معرکہ پڑگیا ملکہ حیرت کو آپ میان بھیجیے مع سرداران نامی و گرامی کے آئین مین بھی بیٹی کی شادی کرکے آپکی خدمت مین حاضر ہونگا کوکب سے مقابلہ کرونگا افراسیاب جادو کو یہ عرضی پہونچی افراسیاب نے عرضی کو پڑھکر ملکہ حیرت کو حکم دیا کہ اپنے سردارون کو ساتھ لیکر جاؤ اسکی بیٹی کی شادی کراکے سہیل کو اپنے ساتھ میان لے آؤ وہ بھی ہمارا بڑا دوست ہر ہم اسکو بادشاہ طلسم نور افشان کرینگے حیرت اپنے سرداران نامی پہلوانان گرامی کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئین میان سہیل نے ایک بڑی بارگاہ استاد

کیا اور بزم میں بارگاہ سے ایک تخت عود وچوب کا دیا سر شام آسمان پر دیکھا لگا ابر سیاہ نمایاں ہوئے
ملکہ حیرت بڑے سامان سے آکر پہونچیں مرمر بائے برف انداز و ابر کوہ شگاف و صنعت سے آ
دیا قوت خبر و ابرش وغیرہ ہمراہ آٹھ سات لاکھ ساحروں کا لشکر اس زور شور سے آکر پہونچیں
سہیل نے ہر ایک کا استقبال کیا ملکہ حیرت کو لاکر تخت پر جگہ دی سردار اسکے گرد آکے بیٹھے سہیل
خوشی سے پھولے نہیں سماتا کہ ملکہ حیرت زیب دہ فرو سیاہ ہے اپنے بڑے میان شادی میں تشریف
لائیں باہر بارگاہ کے کھڑا ہوا اپنے دوستوں سے باتیں کر رہا ہے کہ آسمان پر ایک ابر سیاہی نمایاں ہوا
سہیل گھبرائے دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہے وہ ابر قریب آکر برسا سہیل نے دیکھا ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان
و شکیل و رعد و برق و مخمور و باغبان وغیرہ اپنے بادشاہ کو لیے ہوئے لشکر ہمراہ لیے پہنچے
سہیل ملکہ مہرخ کو دیکھکر گھبرا گیا دل سے کہتا ہے ان لوگوں کے آنے کا کیا سبب ہے تخت آکے
ملکہ مہرخ کا زمین پر اترا سہیل نے ناچار استقبال کیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا تمھارے میان
برات میں آئے ہیں سہیل نے جواب دیا آپ نے بڑی سرفرازی فرمائی سب کو ساتھ لیے ہوئے اندر
بارگاہ کے آیا مہرخ نے حیرت کو تخت پر دیکھا مسکرائے آگے بڑھیں آکے سلام کیا کہا اٹھیے میں کچھ
عرض کرونگی حیرت نے دیکھا چار سو سردار ملکہ مہرخ کے ساتھ ہیں ناچار اٹھی جب تخت سے حیرت
اٹھیں ملکہ مہرخ تخت پر بیٹھ گئیں باغبان آگے بڑھا سرما سے کہا بھائی صاحب مجھے آپ سے
کچھ کہنا ہے سرما بھی مجبور اٹھے باغبان مقام پر سرما کے بیٹھ گئے ملکہ حیرت ایک کرسی پر بیٹھیں سردار دوسرے
جاکر بیٹھا سرداران مہرخ اس طرح بارگاہ میں بیٹھے ہیں جہاں پر ایک سردار ملکہ حیرت کا تھا چار سردار
اس مقام پر آکے بیٹھ گئے سہیل نے آکر دیکھا تمام بارگاہ معمور ہو گئی سہیل حیران حیران دیکھ رہا ہے
یہ کیا ماجرا ہوا کہ ملکہ مخمور نے سہیل سے کہا ہم دلہن کے دیکھنے کے مشتاق ہیں ہم ساتھ اس پریچہرہ
کے حاضر رہینگے سہیل سے کچھ نہ بن پڑا ملکہ مخمور کو لیکر اندر محل کے آیا ملکہ مخمور سرخ چشم جاکر پاس
مروارید کے بیٹھیں چپکے سے کان میں کہا اے مروارید نہ گھبرانا سب سردار تمھاری مدد کو موجود ہیں
بارگاہ میں چھپے ہوئے ہیں مروارید خوش ہو گئی کہ اب میرے وارث آگئے اب مجھکو کون لیجا سکتا ہے
سہیل باہر آیا دو پہر سے شب گذری تھی کہ دیکھا خواجہ عمرو بھی آکے پہونچے برق و جانسوز و
ضرغام و قران بھی ساتھ ہیں سہیل سے آکر کہا ہم لوگوں نے خود ارادہ کیا کہ جاکے شریک شادی ہوں

سہیل نے گھبرا کر کہا تشریف رکھیے خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے آئے ملکہ مہرخ نے اپنے پہلو مین جگہ دی
سہیل بیرون بارگاہ گھبرایا ہوا پھر رہا ہی ایک باغ ہی کہ اُس مین ایک اندازہ بنا ہی کہ اُسی مقام پر
تشبندھن ہوگا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے آکے سہیل کو خبر دی کہ شہنشاہ
شعلہ خیز برات لیے ہوے آتے ہین بڑے دھوم سے برات آرہی ہی قلعے آتشبازی کے جابجا چھوٹتے
ہوے لالٹون جوانان گلنار پوش ہمراہ ہین معلوم ہوتا ہی کھیت گل لالے کا لہک رہا ہی سہیل نے
آکے ملکہ مہرخ سے کہا دولہا آپہونچا نوشاہ کے لیے تخت کی ضرورت پڑیگی آپ دنگل زرین پر آکر
جلوہ فرما ہون خواجہ عمرو نے کہا اے سہیل ہم تمھارے مہمان ہین اور تخت بچھواؤ اُسپر لاکر بٹھاؤ
جو سردار جس مقام پر بیٹھا ہی اُسی مقام پر بیٹھا رہیگا سہیل نے سامنے اور ایک تخت بچھوایا اُسپر لاکے
شعلہ خیز کو بٹھایا سردارون کے بیٹھنے کی جگہ نہین کھڑے کھڑے پھرتے ہین نازنینان مہ جبین وجبینان
مہر تمکین بارگاہ مین آکے پہونچین ایک نازنین نے بہ ناز و کرشمہ یہ غزل عاشقانہ گائی **غزل**

اُس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین — کعبے مین چل کے سجدہ تجھے چارسو کرین
عاشق جو حسن پاک مین کچھ گفتگو کرین — دامن کا پیچھے نام لین پہلے وضو کرین
شرمندہ ہون زمین پہ گرین سر فرو کرین — استادگی جو سرو ترے روبرو کرین
لیجا چلی چمن مین صبا بوے زلف یار — سنبل کے سلسلے کو بھی برہم وہ مو کرین
دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے — دامن کو پھاڑ لے جو گریبان رفو کرین
اے بادشاہ حسن فقیرون کی طرح سے — عاشق دعاے خیر تجھے کو بکو کرین
دیدار عام کیجیے پردہ اُٹھائیے — تاچند بندہ ہاے خدا آرزو کرین
مستی مین مجھسے بے ادبی ہوگی یار سے — مجھکو گنہگار نہ جام و سبو کرین
ورد زبان ہی روز و شب انکی ثناے حسن — شایان ہی جس قدر کہ یہ شاعر غلو کرین
حیران کار ہون ترے رخسار صاف کا — سکتہ ہو آئینہ جو ترے روبرو کرین
مرغ چمن ہون زمزمہ پیرا بہار آئے — ہنگامہ گرم شیفتہ رنگ و بو کرین
موجود گو کہ تو ہی مگر چاہتا ہی شوق — آوارہ ہون تلاش تری چارسو کرین
آتش یہ وہ زمین ہی کہ حسین ہی قول درد — دل ہی نہین رہا ہی جو کچھ آرزو کرین

یہان تو محفل مین ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی ملکہ مہرخ کے سردار شگفتہ بیٹھے ہین ملکہ حیرت سرنگون
کہ ملکہ مہرخ تخت پر بیٹھی ہین اور مین کرسی پر دیکھ رہی ہو کہ انجام کیا ہوتا ہی کہ پنڈتون نے آکے
سہیل کو خبر دی وقت بھونری پھرنے کا آگیا سہیل نے آکے شعلہ خیز کو اٹھایا سب سردار بھی اُٹھے
ملکہ مہرخ آگے آگے حیرت پیچھے پیچھے بیرون بارگاہ آئے اب اُس باغ مین پہونچے جہان وہ کنوان
بنا ہی پنڈت جاپ کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ اب دُلھن کو لاؤ پنڈت حکم لگا رہے ہین
انیسین جلیسین پہونچین آکر ملکہ مرواریدکو مقام سے اُٹھایا دولھن سر جھکائے ہوے گھونگھٹ
بڑا سا نکلا ہوا ساتھ ساتھ ملکہ مخمور نے دولھن کو لاکر برابر کنوئین کے پہونچایا سہیل نے بھی فوجین تیار
کی ہین صفین جمی ہوئی کھڑی ہین ایک طرف فوج اسلام ایک طرف لشکر ملکہ حیرت خواجہ عمرو بھی
گُھسے ہوے کھڑے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی ای شہنشاہ سہیل سب سامان تیار ہی اب گٹھبندھن
کرائیے جیسے ہی پنڈت بڑھا کہ دولھا کا دامن اور دولھن کا دوپٹہ لیکر گرہ دے کہ عمرو نے حقۂ آتشبازی
مارا مروارید نے گھونگھٹ ہٹایا آگ برسنے لگی اب تو سب طرف سے سحر چلا ملکہ مروارید چاپ چمک کے
لٹنے لگین میان دولھا کی پگڑی ٹھوکرون مین ماری ماری پھرنے لگی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ دولھا
کو قتل کرو شعلہ خیز نہایت زخمی ہوا اسکی فوج والے دوڑے ادھر سے لشکر اسلام نے روکا جانبین
سے لشکر آپس مین ملگئے گولہ ترنج نارنج چلنے لگا ہنگامہ گیرودار بلند ہی شعلہ خیز نے بڑھکر دو چار سحر کیے
نخل جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے ملکہ بہار گلعذار نے بڑھکر گلدستہ مارا گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے
ٹھنڈی ہوا چلی غنچے چٹکے پھولون نے آنکھین کھولین سہیل نے دیکھا چار پانچ سو آدمی مبہوت ہوے
سر ٹکرانے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہم عاشق بہار ہین ای شہنشاہ خوبی وای سروخرامان باغ محبوبی
یک نظرے خوش گذرے جمال کے مشتاق ہین ذرا ادھر بھی نگاہ اُٹھائیے مشتاقان جمال کو صورت
زیبا دکھائیے جب ملکہ بہار نے سر اُٹھایا جسپر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ اور زیادہ مبہوت ہو گیا بہار کو دیکھ
سر ٹکرانے لگا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے لشکر مین ہنگامہ برپا ہی مخمور کے سحر نے آفت برپا کر دی
شرابی جھومتے پھرتے ہین رعد نے وہ چیخین مارین کہ ہزارون کے سر پھٹے سیکڑون نے جانین دین ملکہ
برق کڑک کے گر رہی ہین مہرخ نے وہ گولے مارے کہ ہزارون کے سر پھٹے ساری رات اسی
ہنگامے مین گذری حیرت رات بھر تو خاموش رہی صبح ہوتے ہی اسنے بھی سحر کیا ہزارون کو قتل کیا

ملکہ مہار گلعذار نے مہرخ سے کہا اب بی حیرت بھی حیاب چمک کے لڑرہی ہین ایسا منہ لڑائی بگڑے
یہ کہکر آگے بڑھین مہار و حیرت سے سحر چلا عجب کیفیت تھی دونون کے سحر چل رہے ہین جسکا جسپر وار
چلگیا کبھی مہار جھوی کبھی حیرت مبہوت ہوئی ایک مقام پر حیرت نے کھینچکر چلی زمین سے چند قدم
بلند ہوئی تھی چاہتی ہے مہار پر جا پڑون کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نے زمین سے سر نکالا حیرت کو
دیکھکر ایک چیخ ماری حیرت غفلت مین تھی اُلٹ گئی زمین پر بیہوش ہوکے گری برق نے چاہا کہ اڑ کر
گردن حیرت کے دو ٹکڑے کرون کہ ایک تیلہ فولادی ہان ہان کرتا ہوا زمین سے پیدا ہوا حیرت کو
اٹھالیا افراسیاب کی طرف لیکر نکلگیا حیرت کا جانا لشکر مین شعلہ خیز پر شکست واقع ہوئی جادوگر
بھاگنے لگے ملکہ مہرخ نے پیچھا کیا مرداریدنے کہا اب نکل چلیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین خدا نے اپنا
فضل شامل کیا فتح حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ نے مردارید کو بیچ مین لیا اسباب یہان کا
سب لوٹا خواجہ عمرو نے بھی خوب ہاتھ مارے کہیں بہ فتح و فیروزی ملکہ مہرخ نے سب سردارون کو ساتھ
لیا طرف لشکر کے روانہ ہوئین مگر شعلہ خیز جو شکست کھاکر بھاگا افتان و خیزان حیران و پریشان کہ اپنے
وطن سے بھی چھوٹا مدعائے دلی حاصل نہوا یہان افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا ہے مشتاق ہے کہ
حیرت کہان گئی ہے دیکھیے کیا گذرے اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ حیرت کو تیلہ لیکر آیا افراسیاب نے
ہوشیار کیا حیرت نے رو رو کے سب حال بیان کیا افراسیاب غصہ کر رہا ہے کہتا ہے کہ اب مسلمانونکو زندہ
نہ چھوڑونگا ان لونڈی غلامون نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہے کہ شعلہ خیز آکے پہونچا افراسیاب کے
سامنے کلاہ دے ماری کہا اے شہنشاہ غلام تباہ ہوگیا وطن چھوٹا گھر بار ترک ہوا معشوقہ بھی نہ ملی
مین آپ کے پاس فریاد کرنے آیا ہون مسلمانون نے بڑی زبردستی کی میری معشوقہ کو لے گئے اسباب
سب لوٹ لیا اب مین اپنے ملک مین جاکر کیا جواب دونگا لوگ کہینگے شادی کرنے گئے تھے وہان سے
تباہ ہوکے آئے دولہن کو نہ لائے کیون شہنشاہ مین کیا جواب دونگا افراسیاب نے گلے سے لگالیا
کہا اے فرزند نہ گھبراؤ مین نے تمکو اپنا بیٹا کیا مین تمھاری معشوقہ کو دلوا دونگا یہ کہکر افراسیاب
نے اپنی بارگاہ مین جگہ دی ہرکارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سحر چشم کو پہونچائی ملکہ مردارید تو خوشی
خوشی سردارون کے ساتھ بارگاہ مین بیٹھی ہین نہایت خوش ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ شعلہ خیز
افراسیاب کے پاس فریادی آیا ہے افراسیاب نے وعدہ کرلیا ہے کہ مین تیری معشوقہ کو دلوا دونگا

مروارید گھبرائی ملکہ مہرخ نے کہا اے مروارید کیوں گھبراتی ہو اس ملعون کی کیا حقیقت ہے اب تمہیں
کوئی نگاہ نہیں ڈال سکتا مہتر برق فرنگی یہ کہکر اٹھا کہ میاں شعلہ خیز کو لاتا ہوں ملعون کو قتل کر ڈالو
جھگڑا مٹے یہ کہکر بصورت سہیل چلا میاں افراسیاب نے شعلہ خیز کو ایک بارگاہ دی چند کنیزیں و
چند غلام واسطے خدمتگاری کے دیے وعدہ کیا کہ تم چلکر اترو ہم مروارید کو لا دینگے شعلہ خیز اپنی
بارگاہ میں آیا آکے بیٹھا کہ خدمتگار نے عرض کی دروازے پر ایک کنیز کھڑی ہے کہتی ہے میں شہنشاہ
سے کچھ عرض کرونگی شعلہ خیز نے کہا بلا لو کنیز اکڑتی ہوئی سامنے آئی جھک کر سلام کیا قریب آکے
بلائیں لیں کہا میں صدقے میں قربان چپکے سے کہا دولہا میاں ذرا کنارے چلیے میں کچھ عرض
کرونگی دولہا میاں کے نام سے شعلہ خیز خوش ہو گیا جلد اٹھا تخلیے میں آیا پوچھا تم کہاں سے
آئی ہو کنیز نے کہا دلہن نے مجھکو بھیجا ہے نام دلہن کا سنکر شعلہ خیز بیقرار ہو گیا کہا اے نیک بخت تیرا کیا
نام ہے کنیز نے چٹکی لیکر کہا او نگوڑے کیا تیری آنکھوں میں موتیا ہے ملکہ مروارید تیرے واسطے بیقرار
ہے مجھکو بھیجا ہے اور فرمایا ہے جا کے میرے وارث سے کہنا کہ میں مجبور تھی مسلمان زبردستی مجھکو پکڑ لائے
ہیں اور قید کیا ہے جسوقت مہلت پاؤنگی اپنے کو تمہارے پاس پہونچاؤنگی تم گھبراؤ نہیں اب تو شعلہ خیز
پھول گیا کہا اری سچ کہ کنیز نے کہا تمہارے سر کی قسم ملکہ نے آب و دانہ ترک کر دیا کہتی ہیں کہ
ہائے میرے وارث کو بڑا صدمہ پہونچا مسلمانوں نے مجھے سحر کر دیا میں مبہوت تھی کہ اپنے وارث سے
لڑی کنیز نے جو یہ باتیں فصاحت و بلاغت سے کیں شعلہ خیز نے کہا تم مجھے قید خانے کا نشان
بتا دو میں رات کو اپنے کو وہاں پہونچا دونگا ملکہ کو قید خانے سے جا کے نکال لاؤنگا کنیز نے اپنے
پاس سے ایک گلوری نکالی سونے کے ورق میں لپٹی ہوئی کہا لو یہ ملکہ مروارید گلنار پوش نے
دی ہے کہ ہمارے وارث کو کھلانا شعلہ خیز خوش ہو گیا گلوری کھائی جیسے ہی پیک حلق سے
اتری سر پیچ نے لگا کہا اری اس گلوری میں کیا تھا کنیز نے کہا میں بھول گئی اسمیں سنکھیا ملی تھی
ذرا ٹھہر کر شعلہ خیز اٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اتھرا کے گرا کنیز نے تڑپ کر
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق تصنیف مصنف

گرا [illegible]	[illegible] برق رفتار ہوں
کروں سیکڑوں [illegible]	ارسطو سے ذی علم شاگرد ہیں

لقب ہے مرا برق صحرا گزار
کہے کون مکار غدار ہوں
[illegible]

چھیلاو ہوا ان مین نام بھی برق تھا ہی		ہر زیر قدم غرب ہی شرف ہی		ڈرپہ سے مری چرخ مہرا رہا

یہ جمیل زبان مین سوزن دیا شعلہ خیز کا پشتارہ باندھا سراپچہ چالاک کیسے کیسے عیار گا ... تھا
بیٹھا لشکر اسلام مین آیا میان وہ وقت ہی کہ ملکہ مہرخ بیرون بارگاہ مع سب سردارون ... کے
ہین خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین کہ برق آکے پہونچا پشتارہ سامنے ڈالدیا ملکہ مروارید بھی بیٹھی
ملکہ مہرخ سے کہا حضور برق نے بڑا کام کیا اس ملعون کو قتل کر ڈالیے خواجہ نے کہا اسکو ہوشیار
کرو فوراً ہوشیار کیا جیسے ہی اسکی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ملکہ مہرخ کے پایا شکلین بندھی ہوئین زبان بستہ
سوزن پکار کے ملکہ مہرخ نے آواز دی او شعلہ خیز دیکھ قدرت پروردگار کہ تو گرفتار ہو کے آیا اب بھی سمجھ
ہو کر ادیان باطلہ پر لعنت کر کیا عجب ہی کہ تیری شادی ساتھ مروارید گانار پوش کے ہو مروارید خنجر
کھینچکر اُٹھی کہا حضور اس ملعون کو قتل کیجیے یہ سیاہ دل کبھی مسلمان نہوگا سب ہان ہان کرتے ہین
مگر مروارید خنجر کھینچے ہوے قریب آکے پہونچی چاہتی ہی اسکو قتل کر ڈالون وہان افراسیاب بارگاہ مین
بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے آکے خبر دی کہ شعلہ خیز کو برق فرنگی پکڑ لیگیا دربار مسلمانان مین قتل ہوا چاہتا
ہی افراسیاب غصے مین اُٹھا کہتا ہوا کہ آج سب کو مٹا دونگا مسلمانون نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہی
کچھ ہمارا بھی خیال نہ آیا یہ کہکر بہ قہر و غضب تمام چلا میان مروارید نے قصد کیا ہی کہ خنجر مارون کہ
افراسیاب شل شعلہ جوالا آکر گرا مروارید تو قریب شعلہ خیز کے موجود ہی نگاہ پڑی ایک معشوق طرحدار
سینے پر اُبھار قد موزون چہرہ گلگون آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو مثل ہلال عارض انور ماہ آسمان
کمال تیر مژگان جو کمانخانہ ابرو مین برائے قتل عاشقان لیس تھے تو وہ دل پر لب معشوق ہوسے
بے اختیار پکار اُٹھا اے جان جہان وا سرتاج حسینان میری تجھپر جان جاتی ہی مروارید نے چاہا
سامنے سے بھاگون افراسیاب نے اشارہ کیا زمین نے پانون مروارید کے تھام لیے ایک پنجہ
اسنے مروارید کی کمر مین دیا ایک پنجہ کمر مین شعلہ خیز کے دیا دونون کو لیکر بلند ہوا سرداران اسلام نے
ہر چند روکا سیلاب افراسیاب انکے روکے سے کب رکتا ہی بلاے روزگار ہی اب راہ مین اسنے سرتاپا
مروارید کو بغور دیکھا شعلہ خیز بیہوش ہو گیا بلکہ خود افراسیاب نے شعلہ خیز کو بیہوش کر دیا ہی کہ میرے
حرکات یہ آنکھون سے نہ دیکھے سراپا سے مروارید کو جو بغور دیکھا بیتاب ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ شہر
مین تو ایسی نازنین نہین ہی جیسا بہار کی اسکے سامنے کیا حقیقت ہی حضور اسکے شمع جمال کا پروانہ ہی

کوئی مہ جبین اسکے مثل نہین ہی یہ سوچتا ہوا ایک کوہ ویران پر آیا اس پہاڑ پر آکے اُترا شعلہ خیز کو ایک
گوشے مین ڈالدیا ایک طرف آپ آکے بیٹھا سحر سے فرش وغیرہ درست کیا مروارید بھی تموج ہوا سے
بیہوش ہوگئی تھی اسکو ہوشیار کیا اب جو مروارید نے اپنے کو تنہائی مین پایا تڑپ گئی مثل بید کانپنے لگی
افراسیاب نے کہا اے مروارید میری تجھپر جان جاتی ہی کل ہوشربا کا مین تجھکو حاکم کرونگا وہ تیرا مرتبہ
کرونگا کہ تیرے مرتبے پر تمام شاہان جہان رشک کرینگے تیرا حکم سارے ملک مین جاری ہوگا او رسکہ
تک تیرے نام کا جاری کرونگا مروارید نے کہا اے شہنشاہ اگر آپ کو میرا قتل کرنا منظور ہی تو مین آپ کے
قبضے مین ہون قتل کرڈالیے اور کوئی امید مجھسے نہ رکھیے افراسیاب نہایت منتین کر رہا ہی مگر مروارید
نہین مانتی روتی ہی چلاتی ہی رہائی پاؤن جان دیدون افراسیاب جادو حیران و پریشان ہی کہ
اب کیا تدبیر کرون جو یہ راضی ہو قضائے کار سرمایہ برق انداز وزیر اعظم افراسیاب تخت پر سوار
چار ہزار ملازم ہمراہ اپنے معشوق کی ملاقات کو جاتا تھا افراسیاب جادو کو جو پہاڑ پر دیکھا فوراً
اُترا آیا حجاب سے سلام کیا حال پوچھا افراسیاب نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ میری اسپر
جان جاتی ہی یہ سرکش مجھکو قبول نہین کرتی اے سرمایہ تمھین ذرا اسکو سمجھاؤ سرمایہ نے دست بستہ عرض
کی اے شہنشاہ یہ امر تو بہت آسان ہی خداوند لقا سب کے پیدا کرنے والے بالائے کوہ عقیق رہتے
ہین اُنکے پاس اسے بھیجدیجیے اُنھون نے پیدا کیا ہی وہی دل پلٹ دینگے پھر آپ پہ یہ عاشق ہوجائیگی
افراسیاب نے کہا ذرا تمھین تکلیف کر کے لیجاؤ سرمایہ برق انداز نے کہا بہت خوب مین مدت سے
خداوند کے دیدار کا مشتاق بھی تھا اس حیلے سے زیارت سے بھی مشرف ہوجاؤنگا آپ کا مطلب
بھی نکل جائیگا مین عرض کرونگا یا خداوند شہنشاہ افراسیاب جادو نے دست بستہ عرض کی ہی کہ اسکا دل
پلٹ دیجیے قدرت فوراً دل پلٹ دینگے مین لیکر چلا آؤنگا افراسیاب نے کہا جاؤ سرمایہ نے ملکہ مروارید
کو اپنے تخت پر ڈال لیا زبان مین سوزن دیا اپنے سحر مین مسلسل و مطوق کیا لیکر طرف کوہ عقیق کے
چلا افراسیاب نے شعلہ خیز کو اسکے لشکر مین پہونچوا دیا آپ رنجیدہ کبیدہ طرف باغ سیب کے چلا
سرمایہ برق انداز منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہی در بند جالندر یا کہ یہ در بند آخر ہی وہان کے حاکم سے
ملاقات کی گھڑی دو گھڑی وہان ٹھہرا شراب و کباب سے مہلت کر کے چلا اب سرحد کوہ عقیق مین
پہونچا رات بھر رستہ طی کر کے آیا ہی صبح کا وقت ہی شاہزادہ خاور سپاہ نبیرۂ صاحبقران عالی جاہ

طلایہ دیگر کنا سے پر لشکر کے آگے ٹھہرے ہین سمک طیداق ساتھ ہو لشکر کی خیر و عافیت دریافت کر رہے
ہین کہ دیکھا طرف سے ہوشربا کے ایک ابر پیدا ہوا سمک سے کہا جا کر دریافت تو کرو کوئی جادوگر طرف
ہوشربا کے آیا ہو سمک فورا روانہ ہوا خواجہ عمرو و شعبان خنجر گزار ٹہلتے ہوے اُس طرف آ گئے
قاسم نے اُنکو بھی روانہ کیا جس عیار نے سنا وہ چلا چالیس پچاس پیک بچے بہ صورت میدول دربار
لقا مین پہونچ گئے کوئی بہ صورت خدمتگار کوئی بہ صورت چوبدار کوئی بہ طور سپاہی کھڑے ہوے
تھے گوش برآواز ہین کہ سرما کا نتیجا ہوا دربارگاہ لقا آیا درگہ سالار سے پوچھکر اندر پہونچا ایک شخص کو دیکھا
قد و قامت مثل دیو کے ڈاڑھی لمبی موے ریش مین مروارید بے بہا نصب تاج نخوت سر پر بہ صد
کبر و غرور تخت پر بیٹھا ہو سرما سمجھا یہ کوئی غلام خداوند کا ہو گا خداوند کہین اور ہونگے سلام کرکے کہا
خداوند لقا کہان ہین بختیارک نے کہا او بے ادب دیکھتا نہین کہ قدرت بیٹھے ہین جلد سجدہ کر ورنہ جلکر
خاک ہو جائیگا سرما کہتا ہو اس خداوند سے تو شہنشاہ ہمارا رعب و دبدبہ زیادہ رکھتا ہو یہ تو خرس صحرائی
ہو مگر برا سے سجدہ جھکا عرضی افراسیاب کی پیش کی لقا نے وہ عرضی بختیارک کو دی بختیارک نے
وہ عرضی بہ آواز بلند پڑھی لقا قہقہہ مار کے ہنسا تمام بارگاہ ہلگئی لقا نے کہا او بندۂ من یہ تقدیر تو ہمنے
نوّے ہزار برس پیشتر کی تھی جلد اُس عورت کو ہمارے سامنے لاؤ ابھی قلب پلٹ دین بختیارک
چٹکیان لے رہا ہو چپکے چپکے کہتا ہو یا خداوند پکار کے تقدیر نہ کیجیے بات سمجھکر فرمائیے ایسا نہو وہ عورت
راضی نہو بختیارک کو لقا جھڑک دیتا ہو کہتا ہو او شیطان تو کیا جانے قدرت کے کارخانے قدرت ہی
پر موقوف ہین سرما جا کے ملکہ مروارید کو لایا مروارید کو آبرو کا خیال قلب پر ہجوم رنج و ملال بدحواس عالم
یاس موے سر سراسر پریشان زنجیرین کمر مین بندھی ہوئین اپنے کو سنبھالا لقا پر جو لگاہ کی کانپنے لگی
سر جھکا کر کھڑی ہوئی لقا کی نگاہ جو جمال جہان آراے ملکہ مروارید گلشن نامی پر پڑی زانو بدلنے لگا
پسینہ آگیا پکارا اُٹھا قدرت اسکے پیٹ مین تو قدرت آثار نگے سرمایۂ برف انداز نیا آیا ہو کبھی لقا کو
دیکھا نہ تھا چپکا سر جھکائے بیٹھا ہو جب لقا نے کہا ہم نو قدرت اسکے پیٹ مین اُتارینگے سرما نے
دست بستہ عرض کی قدرت ایسا نہ فرمائین شہنشاہ بہت بیتاب ہین آپ کی خدمت مین اسواسطے بھیجا ہو
کہ اسکا قلب اُلٹ دیجیے لقا نے کہا او بندۂ مغضوب خاموش رہ ورنہ قدرت ابھی تجھکو گدھا بنا دینگے سرما
خاموش ہو رہا لقا نے پکار کے آواز دی او بندی ان قدرت سے راضی ہو مروارید غصے مین کانپنے لگی چونکہ

زبان مین سوزن ہی لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نکر لقا
نے دار کا حکم دیا اور کہا ارے کوئی جلاد حاضر ہی ایک جلاد گوشے سے نکلا حاضر حاضر کہتا ہوا قریب آیا کہا
یا خداوند کیا حکم ہی جو حکم ہو بجالاؤن کہا ذرا اس نازنین کو سمجھاؤ جلاد خنجر برہنہ لیے ہوے قریب مروارید
کے آیا کہا او نازنین قدرت کیا فرماتے ہین مروارید حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی کہ کوہ عقیق نہ
مقام ہی کہ جہان صاحبقران زمان فروکش ہین کوئی ہماری رہائی کے واسطے نہین آیا جیسے سنا تھا
کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ وہان موجود ہی کہ جلاد نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ مین تیری زبان سے
سوزن لیتا ہون غلامان خواجہ عمرو عیار موجود ہین مروارید گلنار پوش نے بھی اشارہ کیا میری زبان سے جلد
سوزن نکال پھر مین سمجھ لونگی جلاد نے ہاتھ کے اشارے سے کہا بیٹھو جاؤ مین ابھی تجھے قتل کردونگا جیسے ہی
مروارید بیٹھی جلاد نے پکار کے آواز دی یا خداوند مین اسکو قتل کرتا ہون سرمایہ برف انداز نے کہا
یا خداوند شہنشاہ نے اسکا دل اُلٹ دینے کو کہا ہی آپ قتل کا حکم نہ دیجیے لقا نے کہا تجھے کیا دخل ہی
قدرت جو مناسب جانینگے وہ کرینگے جلاد نے بٹھاتے بٹھاتے زبان سے مروارید کی سوزن نکالی
اور آواز دی منم شعبان خنجر گزار جیسے ہی ملکہ مروارید کی زبان سے سوزن نکلی اب جو سکتی ہی سب
قید ٹوٹ گر گری ایک چوبدار نے چاہا دوڑکر پکڑ لون دوسرا چوبدار پہلو مین کھڑا تھا اُسنے بڑھکر کہا دیکھو
خداوند کیا کہتے ہین چوبدار اُدھر ملٹا اُسنے عصا مارا کہ چوبدار کا سر پاش پاش ہوا نعرہ کیا منم جواہر بن
عمرو مروارید نے دیکھا چالیس پیک بچے چالیس جوانون کو مار کر قریب آئے کہا اے ملکہ اب لڑتی بھڑتی
نکل چلو مروارید نے دو پتھر اُٹھا کر طرف بارگاہ کے پھینکے کہ پتھر برسنے لگے مروارید گلنار پوش لڑتی بھڑتی
سحر کرتی ہوئی بیرون بارگاہ آئی چالیسون پیک بچے ساتھ ہین لقا نے سرما سے کہا او نابہنجار تو
کیسا وزیر ہی بڑھکر روکتا نہین سرما نے کہا غلام سمجھا تھا قدرت تقدیر کرینگے قدرت نے تقدیر اُلٹی کی
لقا نے کہا قدرت نے تقدیر کی تمھارے ہاتھ سے مروارید کو گرفتار کرائینگے تمھاری آبرو بڑھائینگے
سرما بہت خوب کہکر اُٹھا چار ہزار جادوگر اسکے ساتھ ہوے لقا تخت پر سوار ہوا تمام فوج تیار ہوئی لینا
لینا کہکر سب دوڑے مروارید نے دیکھا فوج لقا بلہ کیے ہوے آتی ہی گاتی باندھی پائچون مین گرہ دی
سحر کرنے لگی چالیسون پیک بچون نے حقہ ہاے آتشبازی نکال کر داغے ہزارہا ملازمان لقا جلے لقا
پکارا کہ گرفتار کرلو ملازمان سرما نے بڑھکر سحر کے عیارون کے بازون زمین سے تھام مروارید نے

بڑھکر اُسی جادوگر کو مارا شاہزادہ خاور سپاہ سمک کو روانہ کرکے کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے انتظار کر رہے ہیں کہ کوئی عیار پلٹے تو خبر معلوم ہو کہ کون جادوگر آیا ہے کہ ایک عیار دوڑا ہوا آیا اُسنے عرض کی حضور ہمراہیان خواجہ عمرو سے ایک نازنین شاہزادی موسوم بہ مروارید گلند پوش گرفتار ہوگئی تھی عیارون نے رہا کیا اب لڑائی ہورہی ہے نام ہی سنکر قاسم کو اشتیاق ہوا پشت مرکب پر سوار ہوئے عقب مین انکے سردار قیماس خان وغیرہ چلے اُسوقت آگے پہونچے کہ ساحر وغیر ساحر کا مروارید پر بلوہ ہے قاسم نوجوان نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ قاسم نو تصنیف مصنف

منم قاسم نقد فتح و ظفر
منم لنت خوان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
منم حامل رایت گیر و دار

منم شیر میدان جنگ و جدل
فن جنگ من غیرت ساحری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

اسطرح قاسم نے نعرہ کیا فوج کفار مین ہلکہ پڑ گیا مروارید نے پلٹکر دیکھا ایک جوان شیر دل رستم خصال صاحب جاہ و جلال صف شکن تیغزن کس شوکت و شان سے لڑتا ہوا آتا ہے جسنے لو کا اُسی پر جا پڑے اپنے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے روک کر وار کیا مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے صفون کو درہم و برہم کر دیا دامن صحرا لاشون سے بھر دیا سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت پر مصدر کروفر جنگ کر رہے ہین جس غول پر جا پڑے اُسے درہم و برہم کر دیا مروارید صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگئی چمک چمک کر لڑنے لگی ایک جادوگر نے بڑھکر گولہ مارا مرکب قاسم کا چلنے سے رکا وہ ساحر تیغہ کھینچکر دوڑا کہ قاسم کو قتل کرون دور سے مروارید نے دیکھا کہ ایک ساحر کے سحر مین شاہزادہ پھنسا ہوا ہے جھپٹ کے سنگریزہ پھینک مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا قاسم نے رہائی پائی اب جو چلنے لگا وہ جمال بیمثال مروارید پر پڑی جانبین سے آنکھین چار ہوئین آپسمین اشارے کنائے ہونے لگے جب کفار کا بہت بلوہ ہوا ہرکارون نے آکر خبر صاحبقران زمان کو پہونچائی کہ حضور قاسم جاکر فوج کفار مین گھر گئے ہین وہ نازنین جو آئی ہے مصروف جنگ ہے مگر اپنی زندگی سے تنگ ہے صاحبقران یہ حال سنکر فوراً سوار ہوئے صاحبقران کے سوار ہوتے ہی جلو سوار چلے امیر نے سامنے آکے دیکھا دہنے نعرہ کیا بانشیادی کا قرآن بجیا وار نابکاران پروغا نم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مہر عالیشان شکست دہندہ کافران نعرۂ صاحبقران نو تصنیف مصنف منم صاحب تیغ و علم

امیر عرب حمزۂ نیکنام
چو رفتم بہ سنجان پئے گیرودار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

ز سرتاقش کافران جبان
بیک برق گنجاب طوفون فشار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
دران جا چو جاہ و ادب یافتم

نعرہ کرکے صاحبقران لڑنے لگے جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی نعرہ فرداً فرداً آکر پہونچے جو آگے پہونچا اُسنے زمین ہلا دی سرمایۂ برف انداز نے دیکھا کہ جملہ سرداران حمزہ آگئے یہ بھی سحر کرتا ہوا چلا برف برستا تا ہی کبھی دریاے سحر بہاتا ہی جب صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سب سحر باطل ہوسے جو سردار سحر مین تھے تھا صاحبقران زمان نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا اُس سردار کے ہوش و حواس درست ہوسے سرمایۂ برف انداز حیران ہی کہ مین کیا کرون جو سحر کرتا ہون وہ باطل ہوتا ہی مرواریدکو صاحبقران چاہتے ہین کہ اپنے قبضے مین کرون مگر مروارید لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی قریب لشکر قاسم پہونچی قاسم نے بڑھکر اپنے بیچ مین لیا جنگ ہو رہی ہی کہ سرمایۂ برف انداز سحر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا چاہا کہ تین تیغ دیکھے اُدھر امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا سرمایہ کا زخمی ہوگیا اُسے لشکر اپنے کو گرا دیا اُلٹ مار کے بھاگا کہتا ہوا ایسے خداوند پر لعنت ہی کہ اُنکے دربار مین آکے یہ ذلت اُٹھائی یہ کہکر طرف ہوشربا کے بھاگا کوئی اسکا کیا ہا گیا لقا نے جب دیکھا کہ جملہ سرداران صاحبقران اُٹھتے ہوتے اور پہونچ گئے ہین لقا نے گھبراکر طبل بازگشت بجوا دیا صاحبقران زمان بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر قاسم ملکہ مروارید کو ساتھ لیے ہوسے اپنی بارگاہ مین آئے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی تھیں وعدہ وعید ہونے لگے مروارید نے سب اپنا حال بیان کیا کہا اب میان سے پلٹ کر جانا مشکل ہوگا قاسم نے کہا ای ملکہ ہمارا اب جانا تمہارا مشکل ہی مروارید نے کہا ای شہریار جانا ہمارا واجب ولازم ہی آگئی ملکہ بلان کو لاشہ تا تاب جمشیدی مین رکھا ہی کوکب خود نگہبانی کیا کرتے ہین اسوقت سیر جا کر شہریار ہونا باعث بدنامی ہی انشاء اللہ اگر زندہ ہین تو ملینگے قاسم نے حکم دیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و مینا لیکر حاضر ہوے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک حسینہ خوش گلو سامنے آکے کھڑی ہوئی پہلے گت ناچی بعد اُسکے یہ غزل مستانہ گانا شروع کی

غـــزل

دل شہید رہ مژگان نہوا تھا سو ہوا
ٹکڑے ٹکڑے جو گریبان نہوا تھا سو ہوا

برق بے نور ہو اس رخ کی چمک کے آگے
عالم نور کا انسان نہوا تھا سو ہوا

رونے پر میرے ہوا ہنسکے وہ گل شرمندہ
غنچہ سان سر بہ گریبان نہوا تھا سو ہوا

مین نے رنگین نکیا اُسکا تڑپ کر دامن
سر جلاد پہ احسان نہوا تھا سو ہوا

ہوگیا دیکھکے قاضی بھی طرفدار اُسکا
آبگینہ خون مسلمان نہوا تھا سو ہوا

ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہے
نسخۂ شوق پریشان نہوا تھا سو ہوا

عرق آلودہ جبین دیکھکے دل ڈوب گیا
شبنم باغ سے طوفان نہوا تھا سو ہوا

قتل کرکے مجھے تلوار کو توڑا اُسنے
خون ناحق سے پشیمان نہوا تھا سو ہوا

یار کے روے کتابی کی کرون کیا تعریف
بعد قرآن کے جو قرآن نہوا تھا سو ہوا

آنسو آنکھون سے نکلتا ہے سو چنگاری ہے
پھوڑ دل سے نمایان نہوا تھا سو ہوا

آتش عشق سے ہے داغ سراپا میرا
آدمی سرو چراغان نہوا تھا سو ہوا

گردہ بنکے ہوا صندل پیشانی یار
ذرہ خورشید درخشان نہوا تھا سو ہوا

پھرون ہی مصرع سودا ہے رُلاتا آتش
تجھسے اے دیدۂ گریان نہوا تھا سو ہوا

وہ نازنین بڑے لطف سے یہ غزل گا رہی ہے عجب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے بارگاہ مین قاسم کی جب درست اہتمام سرداران نوجوان جمع ہین شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو صاحبقران زمان تشریف لائے ملکہ مروارید قدمبوس ہوئین سب حال اپنا اور لشکر خواجہ عمرو کا بیان کیا کہ اب افراسیاب جادو سے سر کے بڑے ہین یقین ہے انشاء اللہ رہائی اسد کی صورت ہوگی کنیز اب رخصت ہوتی ہے ایسا نہو میرے باپ وہان کچھ فساد برپا کرین مجھکو جانا ضرور ہے صاحبقران نے اور بادشاہ حجاہ نے اور جملہ سردارون نے واسطے خواجہ عمرو کے نامے لکھے ملکہ مروارید سب سے رخصت ہوکے طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین طرف طلسم ہوشربا کے چلین میان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہوا مشتاق آمد ملکہ مروارید تھا کہ اول سرمایۂ برف انداز آکے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا حضور مروارید کو عیاران اسلام نے رہا دیا وہ لشکر صاحبقران مین پہونچ گئین افراسیاب کو نہایت ناگوار ہوا ایک نامہ صصور کو لکھا کہ اے مرشدزادے آپ جا کر راہ مین ٹھہریے اُدھر سے مروارید آئیگی اُسکو گرفتار کر لیجیے گا مین نے کتاب سامری مین

دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسی طرف سے آئیگی مصور کے پاس یہ نامہ پہونچا مصور نے وہ نامہ پڑھا اُسی وقت
سواروں کو اپنے ساتھ لیکر طرف دربند جالندریا کے چلا یہان مروارید نے وہ راستہ قدیم چھوڑا اور
راستے سے جاتی ہی کوہستان وخارستان کو طی کرتی ہوئی قریب ایک کوہ کے پہونچی چہار جانب گھبرا کر
دیکھ رہی ہی کہ کس راہ سے جاؤن کیونکر لشکر خواجہ عمرو مین پہونچون اس صحرا کا حاکم نعمان ابلق سوار
ہی بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیے ہوے سیر صحرا دیکھتا ہوا آتا ہی کہ اسکی نگاہ جمال جہان آرائے مروارید
پر پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن رشک چمن بالاے کوہ کھڑی ہی حیران حیران چہار جانب
دیکھ رہی ہی نعمان ابلق سوار نے ساحرون سے کہا دیکھو یارو خداوند سامری وجمشید نے یہ معشوقہ میرے
واسطے بھیجی ہی چہار جانب سے اسکو گھیر لو مین گرفتار کرون چہار جانب سے اُس پہاڑ کو سب ساحرون نے
ملکر گھیر لیا ملکہ مروارید نے جھک کر دیکھا ہزارہا ساحرون نے پہاڑ کو گھیرا ہی ایک ساحر کریہ منظر قوی ہیکل
سحر کرتا ہوا آتا ہی ملکہ نے کہا غضب ہوا اچھا اُن نے چہار جانب سے گھیرا ہی دل مین کہا اے مروارید
یہان سوا سے خدا کے کون بچانے والا ہی سحر کرتی ہوئی پہاڑ سے کودی موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر
پھینک مارا کئی سو کے سر پھٹے کچھ دیوانے ہو کے طرف صحرا کے بھاگے نعمان ابلق سوار نے جو دوسرے
یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا سمجھا کہ ساحرہ زبردست ہی خاک قبر جمشیدی لیکر بڑھا پکار کر آواز دی اے نازنین کیون
بیوجہ لڑتی ہی مجھسے اپنا حال تو بیان کر تیرا نام نامی کیا ہی یہان آنے کا کیا باعث ہی ساحرون کو بھی
آواز دی خبردار اب کوئی سحر نہ کرے مین قریب جا کر سمجھا لونگا مروارید بھی رکی نعمان ابلق سوار قریب
پہونچا کہا اے ملکہ عالم تمہارا نام نامی کیا ہی تمھین ہمارے شہنشاہ ہوشربا سے کیا تعلق ہی مروارید
سوچی کہ اگر مین نے مفصل کہا اور زیادہ دشمنی کریگا یہ سوچکر کہا مین ایک سوداگر کی بیٹی ہون میرے
والد کو قزاقون نے صحرا مین لوٹ لیا مین آوارہ ہو کر اسطرف نکل آئی اب نعمان ابلق سوار نے اسکو
باتون مین لگا کر خاک قبر جمشیدی برابر دماغ کے لا کر اڑا دی مروارید گلنار پوش بیہوش ہو کے گری
نعمان ابلق سوار نے بڑھکر زبان مین سوزن دیا گرفتار کر لیا اب خیال مین آیا کہ اس سے سوال وصل کرون
یہ سوچکر اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی جلسہ آراستہ کیا ملکہ کو ہوشیار کیا ہاتھ باندھکر سامنے بیٹھا عرض
کی اے شہنشاہ خوبی واے سرو خرامان باغ محبوبی مین غلام ہون یہ تمام صحرا میرے قبضے مین ہی طرف
افراسیاب جادو کے مالک ہون عمر بھر خدمتگاری کرونگا مروارید کے تیور پر بل پڑ گئے اشارہ کیا

اودیمیا کیا بیہودہ بکتا ہو تو ہمکو قتل کر ایسے کلمات واہیات زبان سے نہ نکال جیب زبان سے سوزن نکلیگی اپنی جان دیدونگی اب تو مین تیرے قبضے مین ہون جسطرح چاہے ستالے نعمان ابلق سوار منتین کرتا ہو کبھی لکھتا ہو ای ملکۂ عالم کیا کہون جو میرے دلپر گذرتی ہو دیکھون تقدیر کیا دکھائے اب تو یہ کیفیت ہو کہ دلپر چھُریان چل رہی ہین دل چاہتا ہو جان دون تڑپ تڑپ کے مرون ہر طرح منتین کرتا ہو کبھی کہتا ہو اس عشق خانہ خراب نے کیسی پریشانی مین ڈالا ہو عجب مصیبت مین پھنسایا ہو بقول جناب

خواجہ حیدر علی آتش نظم

محبت کوڑیون کے ہو اگر مول
فلک بیچے تو لین شمس و قمر مول
ہو اوصاف بندی مژگان سے ظاہر
سنین سکھتے ہین یہ لعل و گہر مول
بہادر تیغ جیرے پر مین لہاتے
ہماری جان کی تھی اک نظر مول
لب شیرین سا اک میٹھا نکلا
شکر کو ہو سے لیتا لبتر مول
عوض مین وصل کے بوسہ دیکے ہمکو
نہ تھا یوسف کا ورنہ اسقدر مول

بنی آدم نہ دے یہ دردسر مول
تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے
ترائی لین وہ آنکھین ڈھونڈھکر مول
وہ سودا ہو تری زلفون کا جسکو
کرے کالا جو منھ وہ لے سپر مول
ملینگی گالیان قیمت کے بدلے
لیے ہمنے ہزارون نیشکر مول
سنگھا زلفون کو پیچھے بیچ لے لے
خدا کاٹے لیا اُس بت نے گھر مول
بھروسا زندگانی کا نہین کچھ

پسند دل ہوا ہو حسین صورت
اگر ہو اژدہے کا گنج زر مول
لب و دندان تمھارے بے بہا ہین
سیاہی لیتے ہین سر پیچ کر مول
اٹھائی آنکھ تمنے مرگئے ہم
نہ لگا لیکے دل و مفت بر مول
عجب دولت ہو یہ احسان اسسے
جو کچھ ہو مشک کا ای سیمبر مول
حسین یاسنے قیمت بڑھا لی
کفن نے رکھئے ای آتش اثر مول

لاکھ لاکھ طرح پر نعمان نے منتین کین مروارید جان دینے پر آمادہ ہوئین مگر وصل پر نہ راضی ہوئین نعمان گھبرایا سوچا کہ اسکو خدمت مین شہنشاہ ہوشربا کے لے چلون وہان جاکر درست ہوجائیگی رات تو اسنے تڑپ تڑپ کے کاٹی بوقت سحر ملکہ مروارید کو ایک اراسپے پر سوار کیا آپ گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جادوگرون کا لشکر ساتھ منزل در منزل جاتا ہو شب و روز سمجھاتا ہو منتین خوشامدین کرتا ہو مگر ملکہ مروارید کا یہ قول ہو کہ مجھکو قتل کر ڈال چوتھی منزل ہو ادھر سے نعمان ابلق سوار جاتا ہو اُدھر سے مصور بحکم افراسیاب جو چلا تھا آکے ایک صحرا مین اُترا ہو نعمان کو جو معلوم ہوا کہ شہزادہ اس مقام پر فروکش ہین دل مین سوچا شہزادے سے فریاد کرونگا یہ سوچکر چند خادم خدمتگار

ساتھ لیکر برائے قدمبوسی مصور چلا مصور کو خبر پہونچی کہ نعمان ابلق سوار مالک صحرائے ویران ہماری ملاقات کو آتا ہے مصور نے حکم دیا آنے دو نعمان اندر آیا اُسکے قدمون سے لپٹ گیا کہتا ہے اے مرشدزادے ایک بڑی مشکل ہے امید وار ہون کہ حل فرمائیے مصور نے پوچھا کیا مشکل ہے مین نانا دادا سے کہکر تمہاری مشکل آسان کرا دونگا نعمان نے کہا میرے صحرا مین جو کوہ ویران ہے اُسپر ایک نازنین آئی مین اُسکو دیکھکر عاشق ہوا یہ مشکل گرفتار کیا اُسپر میری جان جاتی ہے امید وار ہون کہ اُسکا قلب اُلٹ دیجیے مصور نے کہا اُسے ہمارے سامنے بلاؤ نعمان دوڑا ہوا گیا ملکہ مروارید کو سر زنجیر تھام کر سامنے مصور کے لایا مصور کی جو نگاہ پڑی جمال جہان آرائے مروارید کو دیکھکر سکتا ہو گیا حیران حیران دیکھتا تھا دل سے کہتا ہے اے مصور یہ تو وہی معشوقہ پریرو ہے جسکے واسطے مین رسوا ہوا کہا کیون او نعمان تونے ابتک مفصل حال نہ کہا نعمان نے کہا ایک تاجر کی بیٹی ہے مصور نے کہا تو مفصل حال نہین کہتا جلد بیان کر نعمان ابلق سوار نے ٹھہر کر کہا یہ نازنین پہاڑ پر کھڑی تھی مین نے چار جانب سے گھیر کے گرفتار کیا مگر مین دیکھتے ہی اُسکی صورت زیبا وطلعت جہان آرائے مر گیا مصور نے کہا یہ دختر بلند اختر سہیل شگوفہ ضمیر ہے کوکب کی بھتیجی ہے خبردار اسپر عاشق کا نام نہ لینا اسپر شہنشاہ کی نگاہ پڑتی ہے ما بدولت بھی اسکے جویا تھے شہنشاہ نے مجھکو خبر دی تھی کہ مروارید کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے پلٹی ہوئی آتی ہے ہمارے نانا دادا نے تقدیر کر کے تیرے ہاتھ سے گرفتار کرا دیا جسقدر تیر النقصان ہوا اُسکا چوگنا ہمسے لے لے اب مین اسکو خدمت افراسیاب مین نہ لیجاؤنگا اپنے واسطے راضی کرونگا اب توبہ کر اس سے محبت کا نام نہ لینا ما بدولت اسکے واسطے مطعون وبدنام ہوئے اُسکے سحر مین پھنسے صورت نگار کے قتل کا ارادہ کیا نعمان ابلق سوار نے گھبرا کر کہا مرشدزادے ایسا تو نہ فرمائیے میری اسپر جان جاتی ہے مین روپیہ لیکر کیا کرونگا جس امید پر آپکی خدمت مین لایا ہون آپ اپنے نانا دادا سے کہکر تقدیر کرا دیجیے کہ یہ مجھکو قبول کرے ورنہ غلام زندہ نہ رہیگا مصور نے کہا او بیحیا ہم تجھکو منع کرتے ہین تو وہی کہے جاتا ہے افراسیاب کا تو مین خیال نہین کرتا تیری کیا حقیقت ہے اگر وہ کچھ کہیگا مین صاف جواب دیدونگا کہ مروارید پر ما بدولت نے قبضہ کیا یہ بھی کہونگا کہ ابکی سال یہی تقدیر کی ہے کہ مروارید کے ساتھ مین شادی کرونگا کسی کی کیا مجال ہے کہ مروارید کا نام لے نعمان ابلق سوار بہت جھلایا کہا اے مرشدزادے یہ مصیبت مجھسے نہ اُٹھیگی میری جان پر بڑا صدمہ ہوگا مصور نے مقراض ہاتھ مین لی تصویر جیب سے نکالی وہ تصویر ملکہ مروارید کی تھی کہا دیکھ یہ مجھے محبت ہے کہ تصویر لیے پھرتا ہون

مجھے حوالے کردے مین اپنے ملک کو پلٹ جاؤن لقمان نے کہا اے مرشدزادے یہ تو مجھسے نہو سکیگا مین نے
مکر وحیلہ کرکے اسکو گرفتار کیا مین اسکو لیجاؤنگا یہ کہکر لقمان ابلق سوار نے سر زنجیر کو تھاما کہا مین اسکو لیکر
پلٹ جاؤنگا مصور نے کہا خبردار اسکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی قتل کر ڈالونگا یا تو ما بدولت بھولے ہوے
تھے یا اسکو دیکھکر عشق زیادہ ہوا کلیجہ منہ کو آیا لقمان نے چاہا کہ لیکن مصور نے اپنے مصاحبون سے کہا
اسکو گرفتار کرو معنی نے چاہا اُٹھکر اسکے ہاتھ سے چھینلون لقمان نے ہاتھ تلوار کا مارا سر معنی کا زخمی ہوا آہ
مصور خود اُٹھا ایک گرز مارا سینے کو توڑ کر لقمان کے پار گذرا فوج والون کو اشارہ کیا تم لوگ اگر دخل
دوگے سب کا یہی حال کرونگا ساتھ والے لقمان ابلق سوار کے تھرا گئے لاشہ لقمان کا لیکر روتے پیٹتے
روانہ ہوے اب مصور نے ملکہ مروارید پر قبضہ لیا کہا ہو جان جہان وا آرام دل عاشقان دیکھو تو تم کسطرح
میرے پاس پہونچین اب مجھکو قبول کرو مشہور ہے کہ میرا ساحری ہون میرا بھائی خدا لی کرتا ہے جو کچھ کہونگا میں ہون
فوراً قبول کریگا اب مجھسے انکار نہ کرو تمام ہوشربا کے ساحر تمکو اپنا بزرگ جانینگے باعزاز و اکرام ملاقات کرینگے
مروارید گلنار پوش نے اشارہ کیا خبردار ابھی مجھکو ہاتھ نہ لگانا مصاحبون نے کہا اے مرشدزادے ابھی
یہ طائر گرفتار ہے دو چار روز قید رکھیے آپ کو ضرور قبول کریگی آپ جیسے مائل ہون وہ مقدمہ خالی جا سکتا
ہے مصور نے قفس آہنی مین ملکہ مروارید کو بند کیا لیکر چلا ادھر سے تو مصور جاتا ہے مگر افراسیاب نے جو
شعلہ خیز کو اسکے لشکر مین پہونچا دیا تھا جب یہ اپنے لشکر مین آیا حیران تھا کہ شہنشاہ افراسیاب نے مجھکو رہا
کیا تھا مین یہان کیونکر پہونچا ساتھ والون نے کہا حضور ایک پنجہ سحر آپ کو یہان پہونچا گیا شعلہ خیز سمجھا کہ
افراسیاب نے مجھکو یہان بھجوا دیا اب مین شہنشاہ افراسیاب کے پاس چلون اگر وہ میری معشوقہ دلوا دین
تو بہتر ہے ورنہ مین خود سمانون سے مقابلہ کرون کیا مین انسے کسی بات مین کم ہون یہ سوچتا ہوا لشکر کو
ساتھ لیکر چلا یہ ایک مقام پر اُترا ہوا ہے کہ لشکر مصور بھی اُسی مقام پر آکے اُترا ہر کارون نے اسکو خبر دی کہ
آپ کی معشوقہ مرشدزادے کے پاس ہے لیے ہوے جاتے ہین سنا ہے کہ وہ ملتی ہو لی کوہ عقیق گلزار سلیمانی
سے آتی تھی لقمان ابلق سوار نے گرفتار کیا مرشدزادے نے اُسکو مارا اب مروارید کو ایک قفس آہنی مین
بند کیا ہے روز سمجھاتے ہین وہ نہین مانتی یہ سنکر شعلہ خیز نسبت جھلایا ایک جادوگر مصاحبون مین شعلہ خیز
کے سب سے بڑا جادو ساحر زبردست ہے اس سے کہا تم خدمت مین مرشدزادے کی جاؤ میری جانب سے
عرض کرنا کہ آپ مرشدزادے ہین مین اپنی معشوقہ کے واسطے اپنے ملک سے کوچ کرکے آیا ہون اُسکو آپ

میرے پاس بھیج دیجیے ورنہ آپ سے مقابلہ کرونگا جسطرح سے بنیگا آپ سے اپنے معشوق کو لے لونگا
سنگبار نے جاکر پیغام مصور سے کہا مصور یہ کلام سنکر بہت بگڑا کہا او حرامجواد غضب سنو جسنے نعمان
کو مارا اسکی کیا حقیقت ہے کہدینا اپنی جان کو غنیمت جانکر نکل جا ورنہ قیامت برپا کرونگا پیغامبر نے جاکر یہ حال
شعلہ خیز سے کہا شعلہ خیز نے غصے مین حکم دیا طبل جنگی بجے فوراً نقارۂ رزمی پر چوب پڑی سرکار دونی
خبر مصور کو پہونچائی مصور نے جھلا کر کہا اسکی شامتین آئی ہین اسطرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و
مرغان ہوا اسکے حال پر افسوس کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے مصور نے بھی طبل جنگی بجوادیا دونون لشکرونمین
تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آتے جاتے ہین کہ برق
پھرتا پھرتا ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا دو لشکر مقابلے مین ہین فوجین میدان مین آتی جاتی ہین اب یہ
پہاڑ سے اترا حیران حیران کہ یہ کسکے لشکر ہین صورت بدل کے لشکر شعلہ خیز مین آیا لوگون سے پوچھا معلوم
ہوا کہ شعلہ خیز و مصور جادو آمادۂ جنگ و جدل ہین یہ سنتے ہی برق فرنگی لشکر شعلہ خیز سے نکلا ٹہلتا ہوا
لشکر مصور مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ مروارید لشکر مصور مین قید ہے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک
ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک نامہ طرف سے افراسیاب کے لکھکر ہاتھ مین لے لیا دروازے پر بارگاہ
مصور کے آیا خدمتگار سے کہا جاکر مرشدزادے سے عرض کرو شہنشاہ افراسیاب نے اپنے ملازم کو بھیجا ہے
خدمتگار نے جاکر کہا ملازم شہنشاہ دربارگاہ پر کھڑا ہے مصور نے کہا بلالو مصور میدان مین جانے کی تیاری
کر رہا ہے کہ ملازم آکے پہونچا جھکا کے سلام کیا کاغذ مصور کے ہاتھ مین دیا مصور نے سرنامے پر مہر
افراسیاب کی پائی نامہ کھول کر پڑھا مرقوم تھا کہ اے مرشدزادے آپ جانتے ہین کہ جیسا مین آپکو
مانتا ہون خبر مجھکو دریافت ہوئی کہ نعمان کو مارکر آپنے مروارید کو اپنے قبضے مین کیا ہے مادولت کو
بدل و جان منظور ہے کہ وہ آپ کی خدمت مین رہے مجھے اُس سے کچھ واسطہ نہین مین نے آپکے پاس
شبدیز خوشخرام کو روانہ کیا ہے وہ اپنی آنکھین قدمون سے مروارید کے ملیگا وہ آپ کو قبول کرلیگی مصور
مضمون دیکھکر خوش ہو گیا کہا ارے شبدیز خوشخرام میری تو جان جاتی ہے مین تمھین پاس مروارید کے
لیے چلتا ہون تم اسکو میرے واسطے راضی کرو مصور شبدیز خوشخرام کو لیکر اُس خیمے مین آیا کہ جہان ملکہ
مروارید کا قفس رکھا ہے مصور نے کہا اے شبدیز تم ملکہ کو سمجھاؤ مین جاکر شعلہ خیز کو فتح کرون اُسنے
بڑا فساد برپا کیا ہے شبدیز خوشخرام نے کہا آپ جائیے آپ مجھکو عنایت کیجیے تنہائی مین سمجھا کر اسکو راضی کرونگا

مصور راضی ہوا استانی کے خیمے مین قفس منگوا کر رکھدیا مصور لنگر سوار ہوا اُدہر سے شعلہ خیز آیا اودہر سے
مصور پہونچا صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گر کیت گز کا کہکر ہٹے شعلہ خیز نے گینڈا نکالا پکارکے آواز دی
او مصور تیرے مقابلے مین آیا مجھے کچھ خوف نہ آیا تیری قضا لیکر اس مقام پر آئی ہو مصور جادو نے مرکب
اپنا بڑھایا جیسے ہی مصور و شعلہ خیز کا مقابلہ ہوا آپسمین سحر چلنے لگے شعلہ خیز بھی بلائے روزگار ہو جو سحر
مصور نے کیا شعلہ خیز نے اسکو فوراً دفع کردیا یہ دونون تو آپسمین مقابلہ و مجادلہ کر رہے ہین یہان میان
برق جواندر آئے کہا کیون اے مروارید آپ مرشدزادے کو کیون نہین قبول کرتی ہین مروارید نے
اشارے سے جواب دیا خبردار اس بھیا کا میرے سامنے نام نہ لے مین اُسکے نام سے بیزار ہون برق نے
کہا اے ملکۂ عالم آپ نے مجھے نہین پہچانا منم مہتر برق فرنگی جوان یک رنگی سب سرداران نامی آپکے
واسطے نہایت بیتاب ہین مین بمشکل آپ تک پہونچا مروارید نے کہا اے برق تمنے بڑا کارنمایان کیا اب جلد
میری زبان سے سوزن نکال لے برق نے ملکہ مروارید کو قفس سے نکالا بعجیل تمام زبان سے سوزن کولیا
مروارید نے کہا اے برق میدان کارزار مین چلو مین جاکے مصور کو زخمی کردون اور شعلہ خیز کو مارکر نکلجاؤن
اپنے کو خدمت خواجہ عمرو مین پہونچاؤن یہ کہکر برق فرنگی کو رخصت کیا مروارید نے چٹکی خاک کی اُٹھاکے
پھینکی اندھیرا ہوگیا اُسی اندھیرے مین نکلگئی برق فرنگی بھی باہر آیا اور صورت بدل کے میدان کارزار مین
پہونچا تماشائے جنگ دیکھ رہا ہو کہ دونون آپسمین لڑرہے ہین شعلہ خیز نے خون اپنا کان کر مصور پر
پھینک مارا ایک چادر سرخ نے مصور کو گھیرا مصور اندر چادر سرخ کے تڑپ رہا ہو نکلنا دشوار ہو کہ آسمان سے
نعرہ ہوا منم مروارید گلنار پوش یہ کہکر کان کی بجلی اُتاری کچھ اسمائے سحر پڑھکر وہ بجلی کھینچ ماری اُسکی یہ
تاثیر ہوئی کہ سر پر شعلہ خیز کے زخم آیا شعلہ خیز نے سر اُٹھاکے دیکھا کہ ملکہ مروارید گاتی باندھے ہوئے خون کی
چھینٹین جسم پر پڑی ہوئی مین ہوا پر ٹھہرا ہی ہو شعلہ خیز نے چاہا سحر کرون مروارید نے دوسری بجلی بھی پھینک دی
ایک برق کڑک کے گری شعلہ خیز نے ہر چند اپنے کو بچایا لیکن نہ بچا آخر مارا گیا شعلہ خیز کا مرنا مصور جادو
کو بہت ناگوار ہوا مصور نے مروارید پر سحر کیا مروارید نے ایک دستک دی ایک برق مرشدزادے
پر گری انکا بھی سر زخمی ہوا اب ملکہ مروارید جھپک کر بلند ہوئی مین منظور ہوا کہ اب لشکر خواجہ عمرو مین چلون
مصور نے ہر چند قصد کیا کہ مروارید کو روکون مروارید نہ رک سکی ملازمان شعلہ خیز اپنے مالک کا لاشہ لیکے
بھاگے مصور بقرار و اشکبار اپنے لشکر مین آیا مروارید کے نکلجانے کا بڑا قلق ہوا اور یہ کلمہ زبان پر جاری کہ

کہ یارو نانا دادا نے اپنے فرزند کا پاس نہ کیا تقدیر خلاف کر دی مین بھائی صاحب سے بہت شکایت کرونگا جسکا بھائی خدائی کرے وہ اپنے معشوق کے وصل سے محروم رہے ہائے کیا بیان کرون کہ جو دل پر میرے گذر رہی ہی

نظم

ای سحر اب اپنی نورانی دکھا صورت ہمین — کب سے منہ کالا دکھاتی ہو شب فرقت ہمین
چھوڑ دیتے دست جانان کیون نہ اپنے ہاتھ سے — زندگی بھر اسے ملنے تھے کف حسرت ہمین
روگ الفت کا لگا لے پھرتے ہین ساتھ اپنے ہائے — لوگ مرتے جاتے ہین ہوتی نہین عبرت ہمین
غم سے قاصد ہو گیا کاغذ کا بند اب جسم زار — ہاتھ مین سے لین قلم اتنی نہین طاقت ہمین
خار صحرا ایکدم بھر نکالین پاؤن سے — ہو اگر سر پیٹنے سے ای جنون فرصت ہمین
چشمہ خورشید کا رشک چشمہ حیوان کرے — ورنہ یارب مار ڈالیگی شب فرقت ہمین
نقش پائے یار پر رکھیے بھلا کیونکر قدم — سر سے کوئے یار مین چلنے کی ہی عادت ہمین
وہ جنون تھا جو بہ رنگ سایہ تیرے ساتھ تھے — ای پری اب تو ترے سائے سے ہی وحشت ہمین
جل رہے ہین آتش داغ جدائی سے جو ہم — وادی دوزخ ہوا ہی وادی غربت ہمین
کھینچیے تصویر یا دل مین تصور باندھیے — یار کی صورت نظر آئے کسی صورت ہمین
ساقیا شیرین ادا پانی پلا دے گا اگر — صاف وہ معلوم ہوگا میکشو شربت ہمین
فرقت محبوب مین مثل حباب آزردہ ہی پلنگ — کیون نظر آوین نہ تکیے صورت تربت ہمین
بادشاہی خوش نہین آتی ہی نوشاہون کیطرح — تین دن کو ای فلک کیا چاہیے نوبت ہمین
کیجیے کس وقت ای ناسخ بھلا فکر سخن — نامے لکھنے سے کبھی ہوتی نہین فرصت ہمین

مصاحبون نے کہا ای مرشد زادے صبر کیجیے ناچار سنے زمرد وزیر کرائی اپ سوار ہوا رواروی کرتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا لیکن عمر وار دید گلنار پوش بصد جوش و خروش بتلاش لشکر خواجہ عمرو جاتی ہی باپ اسکا سہیل رعد ضمیر لشکر کو ساتھ لیے ہوئے ایک صحرا مین فروکش ہی ملول سے کہتا ہی کہ ای سہیل بڑے افسوس کی بات ہی اگر افراسیاب کے ساتھ میری بیٹی کی نسبت ہوتی بڑا مرتبہ حاصل ہوتا مذہب جدو آبا بھی بچ جاتا بھائی صاحب تو ہمارے سلطان ہو گئے مجھکو کچھ بن نہین پڑتا اب وہ میرا کسنا کا ہے کو مانینگے اس سوچ مین گرفتار تھا کہ آسمان پر برق چمکی سر اٹھا کے اسنے دیکھا کہ عمر وار دید طاؤس زرین بال پر سوار

اتری ہوئی آتی ہے سہیل نے جو بیٹی کو دیکھا مثل گل کے شگفتہ ہو گیا پکار کر آواز دی اے نور نظر و اے پارۂ جگر مین تمھاری
تلاش مین پریشان پھرتا ہون میرے پاس آؤ جو تمھاری خوشی ہوگی وہی کرونگا مروارید مجبور و ناچار اترآئی
سہیل بہ اعزاز و اکرام بیٹی کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا ظاہر مین خاطر کرنے لگا مگر فکر مین ہے کہ اسکو خدمت مین شہنشاہ
افراسیاب کی پہونچاؤن سوچتے سوچتے ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ مین آپکا
دل و جان سے تابعدار ہون یہ کنیز آپ کی ملکہ مروارید گلنار پوش حضور کے واسطے حاضر ہے مین نے یہ بھی
سنا اور آنکھون سے بھی دیکھا کہ اسنے آپ کو بڑا ملال پہونچایا ہے خیر اب آپ کو اختیار ہے خیر جو گذرا سو گذرا
معاف فرمایئے یہ بھی چاہتا ہون کہ اسکو آپ کی کنیزون مین منسوب کرون مین زیر سایۂ دامن دولت
اپنی بسر کرون بھائی تو میرا مسلمان ہو گیا اسکا منھ نہ دیکھون بلکہ اسکو پاؤن تو قتل کرون بہت کچھ اس
نامے مین لکھکر ظہیر جادو سے کہ اسکا مصاحب خاص ہے کہا یہ نامہ لیکر خدمت شہنشاہ ہوشربا مین جاؤ جیسا
ارشاد فرمائین وہ بجا لاؤن کنیز کو لیکے خدمت مین آؤن ظہیر جادو یہ نامہ لیکر روانہ ہو گیا مروارید کو اسکی کچھ
خبر نہین سہیل جب نامہ روانہ کر چکا تو رات کو اسنے بیٹی کو اپنے پاس بلایا کہا اے نور نظر و اے پارۂ جگر شعلہ خیز
تو مارا گیا اسکا گھر تباہ ہوا اب مین نے نسبت تمھاری شہنشاہ افراسیاب سے ٹھہرائی ہے شہنشاہ خود
تمھارے جویا ہین سلطنت ہوشربا ملیگی نسب مین بزرگون کے فرق نہ آئیگا عرضی مین نے خدمت شاہ
مین بھیجی ہے جواب اسکا آتا ہوگا شہنشاہ بڑی دھوم سے برات لیکر آئینگے تمام خراجگذاران ہوشربا ساتھ
ہونگے یہ باتین سنکر مروارید رونے لگی چونکہ دل سے یہ عاشق ہے کسی مرد کا نام لینا بھی نہین چاہتی عرض کی اے
والد نامدار آپ نے جو واسطے کنیز کے سوچا بہت مناسب ہے لیکن انصاف تو کیجیے سامری جمشید ساحر
تھے مثل ہمارے آپ کے خدا کیسے لات و منات پتھر کے پتلے تھے مذہب تو خواجہ عمرو کا مثل آفتاب
کے روشن ہے قصر نور افشانی مین چار سو بتون کو قائل کیا جب تو نور افشان مسلمان ہوئے آپ ایسا
فرماتے ہین ہر چند کہ کنیز ابھی اچھی طرح طریقۂ مذہب اسلام سے واقف نہین مگر آپ میری بات کا جواب تو دیجیے
سہیل نے کہا یون بیٹا کیا ہمارے باپ دادا بالکل بیوقوف تھے مذہب انہین سمجھا ہم انھین کی پیروی
کرتے ہین مروارید خاموش ہو رہی اب قصد یہ ہوا کہ کسی طرح انکے پنجے سے نکل جاؤن ایسا نہو کہ شہنشاہ
افراسیاب کے پاس بھیجدے مگر جواب نامہ تو آلے یہ تو اس سوچ مین ہے لیکن بلو رچہار دست جو طرف سے
کوکب کے برائے مقابلہ افراسیاب آیا تھا خواجہ عمرو سے رخصت ہو کر طرف طلسم نور افشان کے چلا ہے

صحرامین اُترا ہوا ہی خواجہ عمرو بھی پوچھتے ہوے میہان آے ہین بلور سے باتین کر رہے ہین کہ برق فرنگی
بھی آسکے پہونچا خواجہ سے بیان کیا کہ مین نے مرواریدکو قید سے چھڑا دیا یقین ہی لشکر مین پہونچی ہون
عمرو نے کہا ابھی تک تو لشکر مین نہین پہونچین بلور بھی ان باتون کو سن رہا ہی کہتا ہی کہ خواجہ مروارید کے
مقدمہ نے بہت طول کھینچا یہ باتین ہو رہی ہین کہ دیکھا ظہیر جادو گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی بلور نے
پہچانکر کہا خواجہ یہ مصاحب سہیل روشن ضمیر کا ہی نہین معلوم کہان جاتا ہی خواجہ نے کہا اسکو بلاؤ بلور نے
پکارکر آواز دی ای ظہیر جادو کہان جاتے ہو چند ساعت ٹھہرو ظہیر جادو رُکے ٹھہرا بلور نے پوچھا ای
برادر کہان جاتے ہو ظہیر یہ نہ جانتا تھا کہ سہیل نے یہ مقدمہ اہل اسلام سے پوشیدہ کیا ہی کہا مین اپنے
شاہ کے پاس سے آتا ہون شاہ نے ایک نامہ شہنشاہ افراسیاب کو لکھا ہی بلور نے پوچھا اُس نامے مین
کیا مضمون ہی کہا ہمارے شاہ نے دختر بلند اختر ملکہ مروارید گلنار پوش کو ساتھ افراسیاب کے منسوب کیا
بلور نے کہا وہ نامہ ہم بھی دیکھین ظہیر نے فوراً نامہ نکال کر دیدیا بلور نے نامہ کھولکر پڑھا خواجہ عمرو کو
سنایا خواجہ نے کہا یہ تو بڑا غضب ہوا یہ سمجھا اگر افراسیاب کے شریک ہو جائیگا راز و نیاز ہمارے سب
افراسیاب کو بتائیگا بلور نے کہا مین ابھی چڑھ چلتا ہون سند نبادت تو دستیاب ہوئی بلور چہار دست
نے چپکے چپکے لشکر تیار کرنا شروع کیا منظور ہی کہ نامہ دار کو بھی گرفتار کرلین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بصد جاہ و توقیر پشت مرکب پہ سوار شکار کھیلکر پلٹے ہین جیلے قراول میر شکار ہمراہ ہین
بلور نے کہا لو خواجہ خود شاہ آگئے اب جو مناسب ہوگا وہ خود کرینگے بلور نے بڑھکر استقبال کیا لاکر دل نشین
پر جگہ دی نامہ ہاتھ مین دیا کہا ذرا اسکو ملاحظہ فرمائیے جو حکم ہو بجا لائین کوکب روشن ضمیر نے جو نامے کو پڑھا
نہایت قلق ہوا کوکب نے کہا ای ظہیر تم بیٹا ہو اپنے بادشاہ کے نوکر ہو جو اُسنے حکم دیا اُسکے پابند ہو
تم تو جاؤ تمھین اختیار ہی خواہ خدمت مین اپنے بادشاہ کی جاؤ خواہ اپنے گھر جاؤ لیکن ہم جاکر اس بیاہ کو
روکتے ہین اُسنے مذہب بلعن کی ہی ظہیر نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار حقیقت مین مروارید کو یہ مقدمہ بہت
ناگوار ہوا اُسنے مقدمہ مذہب کا بحث کی اُسپر سہیل نے جواب دیا کیا ہمارے باپ دادا بیوقوف تھے وہ بیچاری
چپ ہو رہی کوکب نے کہا سمجھا جائیگا ظہیر رخصت ہوا شاہ کیا آپ پشت مرکب پر سوار ہوے بلور چہار دست
کو ساتھ لیا چاہتے تھے روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سہیل روشن ضمیر
تمام لشکر کو ساتھ لیے ہوے ملکہ مروارید ایک محافہ مین سوار ہی رونے کی آواز آتی ہی سہیل نے نہایت

بیعت کی ہو یہ کہکر رہے چلا ہو کہ تجھے باندھکر افراسیاب کے حوالے کرونگا ملکہ بھی سفے مین رو رہی ہین جیسے ہی
کوکب نے سہیل کو دیکھا للکار کے آواز دی اے سہیل ذرا میان آؤ مین تجھسے کچھ کہتا ہو سہیل نے کہا مجھے فرصت
نہین ہے یہ سنکر کوکب کو غصہ آیا بلور کو اشارہ کیا بلور فوج لیکر چلا ہی اسحر چلنے لگا مگر سہیل ساحر زبردست
باد و کبر و نخوت سے مست جسپر سحر کیا کسی کو جلا دیا دریاے سحر بہا کر کسی کو ڈبو دیا کبھی برقین چمکا مین اوس پر سیکڑے
صدہا کے سر اڑ گئے ہزارہا ساحر ہاتھ سے سہیل کے مارے گئے بلور چہار دست نے چاہا بڑھکر سحر کرون سہیل نے
اشارہ کیا بلور کی مٹھیان بند ہوگئین ہتھیلے نہ کھلے بلور پریشان ہوا سہیل نے بڑھکر بلور کو زخمی کیا بلور کا زخمی ہونا
کوکب کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو چمکا کر آواز دی او نامرد میری طرف آ مجھسے مقابلہ کر غریبون کو کیا قتل کرتا
ہے سہیل ادھر پلٹا کوکب پر جا پڑا کئی سحر کیے جیسے حبیث کے لوٹ مارے کوکب روشن ضمیر نے سب سحرون کو
دفع کیا اور اپنا سحر تا چلا جدھر کوکب نے رخ کیا پرے کے پرے اشارون سے پامال کردیے جب ملازمان سہیل
کوکب کے سامنے فریاد کرتے ہین کہ اے شہریار ہم مجبور ہوا چاہتے ہین ہماری مجال ہے کہ آپ سے لڑین کوکب فورًا
ٹھہر جاتا ہے جسنے سرکشی کی بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا اوس پرے مین آگ لگ گئی کسی مقام پر برق چمکائی صدہا
ساحرون کے سر اڑ گئے اس طرح لڑتا ہوا کوکب روشن ضمیر قریب سہیل کے پہونچا سہیل نے ہاتھ تلوار کا مارا دیا
کوکب نے کہا اے سہیل اگر ایک طمانچہ ماردون تو تیرا سر اڑ جائے مگر مجھکو یہ خیال آتا ہے کہ شاید تو کبھی
راہ راست پر آئے یہ کہکر کلائی پکڑ کر تلوار چھین لی کمر بند میں ہاتھ ڈال کے قاش زین سے اٹھا لیا گردن
پکڑکے زبان مین سوزن دیا مرداریہ گلنار پوش نے جو سنا کہ چچا جان نے آکر میرے والد کو گرفتار کرلیا صحیح
سے پھاندی قدمون سے لپٹ گئی بچھین بابا مار کے روئی کہا اے عم نامدار خدا نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا
یہ بھیا خفیہ بخدمت افراسیاب سے چلا تھا کوکب نے کہا مجھے سب احوال معلوم ہوگیا تھا مین نے نامہ
ظلم کردے ہاتھ سے پایا ہے تیرے راز و نیاز لکھے تھے شکر ہے کہ عین وقت پر پہونچگیا تملوگ خیر و عافیت
پایا اب کسی طرح کا تردد نکرو تم لشکر اسلام مین جاؤ مین انکو لیجاکر قصر جمشیدی مین قید کرتا ہون جب
یہ اسلام نا اختیار کریگا اور راہ راست پر نہ آئیگا مین اسکو قید سے رہا نہ کرونگا یہ کہکر مرواریدہ کو گلے سے لگایا
کہا بیٹا مین جاتا ہون کہ تمکو بیابان کا بڑا قلق ہے مرواریدہ نے کہا اے عم نامدار کیا بیابان روانہ ہی ہے جیتا
ہے کیا کاش کے اپنا مرجاؤں تمام نفوس ہے عشاق سبز و رنگ نے آنکھوں سے اور نسے اپنے مہکا کر دیا
سامنے آتا تو احوال معلوم ہوتا ہم بھی دیکھتے کیسا ساحر زبردست ہے مگر افسوس کی یہ بات ہے کہ وہ بھاگ گیا

کوکب نے کہا ای نور نظر خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ فارغ نہین ہین وہی انشاء اللہ اسکو قتل کرینگے مروارید واسپے یہان سے یکایک ملکہ کے رو دئین کوکب نے گلے سے لگا کر کہا ای نور نظر صبر کرو دل پہ جبر کرو انشاء اللہ وہ دن بھی خدا دکھائیگا کہ وہ ناہنجار مارا جائیگا اب تم لوگ ساتھ لشکر ملکہ مہرخ و بہار کے جاؤ وہان جا کے رہو انشاء اللہ جو کچھ سب پر گذریگی وہ دیکھنا یہ کہکر کوکب نے سہیل کو قید کر کے اپنے ساتھ لیا ملکہ مروارید کو بطور جبار دست کے ساتھ کیطرف لشکر اہل اسلام کے روانہ کیا یہ داستان متعلق ہے اس جلد کے کہ جسمین دریاے خون روان ہے ختم ہوا اس داستان کا وہان سے تعلق ہے

دوم تکملہ داستان حیرت بیان عشق شاہزادہ لالہ زار صندلی پوش از ملکہ بران شمشیر زن فرزند خداوند داؤد و ولعہ عشق بران شمشیر زن عشق لالہ زار از ملکہ حیرت جادو و دیگر

حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ موافق مقام خمسہ

کسیت تا پیشش پیام شوق کام من برد
گر برد پیک خیال فتنہ کام من برد
کسیت تا غمنامہ خونین کلام من برد
بسکہ قاصد را بیازارد چو نام من برد
رشک نگذارد کہ بلبل از رقم پیام من برد

یہ کہان قسمت کہ کانون سے سنون اسکی گفتگو
ہاے ناکامی رہی دل ہی کی دل مین آرزو
ہان مگر قاصد ہو پیدا العبد بعد جستجو
بر نگردد قاصد از شرم جواب تلخ او
چون پیام من بہ شیرین کلام من برد

میری ہی قسمت مین تھا یا رب عذاب جاودان
بعد مردن بھی ہوا پامال غم جسم نہان
بیٹھنے بھی تو نہ پایا فزون تا وقت جان
رشک دارم بر قبول آنکہ پیش از دیگران
مرغ کام مرغم بسہ در خشم دام من برد

اے اسیری مین گرفتار کمند مشکبو
اے تغافل دیکھنا اسکو کہین دام بلو
دل سے مہر صید صیاد ای ہو تدبیر جو
مرغ دل بستم پئے صید کشش بدام آرزو
آہ اگر آن مرغ وحشی کی بدام من برد

ہجر شیرین لب مینا ہو نہین تلخ عیش و تلخ روز
فی الحقیقت گرچہ ہی ارباب شور و اہل سوز
کیون مرے ماتم مین جلنا کیون یہ شور غم فروز
تلخ باشد زہر مرگ اما بشیرینی ہنوز
میتواند تلخی ہجران بکام من برد

کو دلا با تو رن مین آکمنا تھا یون ایکبار
لیک اب کیون ہو پشیمان کسلیے ہو بیقرار
شکوہ اسکا غیر سے کرنا نہ تھا بے اختیار
خاطرم جمع ست از بدگوئی دشمن کہ بار
گوش بر حرفش نمیدارد جو نام من برد

دل ملا مومن اگرچہ تھی تو وحشت پہلے بھی
جاگتا تھا دور دورا اور در دلت بت تھی
پھر ہوا ہر عاشق اب ہی اور ہی دیوانگی
رام شد وحشی دل میلی بہ ادا ز سرکشی
ہر زمان آرام خود آہوے رام من برد

چہرہ رازداران رموز عشق و الفت و نقاشان نقوش مصیبت محبت اس داستان عشق عنوان کو اسطرح زیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا
بہ دیدار نیکان نکو آمدم
عنان سخن شد ز جنگم رہا
الستمت آورم بار دیگر کہ حوت
دگر بار در گفتگو آمدم
بہ فرمان حی الذی لایموت

ناظرین والا مقام و سامعان بلند احتشام آگاہ ہون کہ خداوند داؤد جو شہر داؤدیہ مین خدائی کرتا ہی اُسکی دو اولادین ہین ایک دختر بلند اختر ملکہ لالان خونقبا کہ جس سے اسد غازی سے عشق ہوتا ہی کہ یہ داستان دفتر مین تحریر ہی دوسرا فرزند جسکو شاہزادہ لالہ زار صندلی پوش کہتے ہین خداوند داؤد کا چچا کہ جسکا جمشید ثانی لقب ہی گنبد جمشیدی اسکا مقام ہی لالہ زار کو اُسنے بفرزندی لیا ہی کبھی کبھی اپنے باپ کی خدمت مین بھی آتا ہی ایکروز خداوند داؤد تخت خدائی پر بیٹھا تھا کہ ابر صندلی سامنے سے پیدا ہوا داؤد نے کہا ہمارا فرزند آتا ہی ایسا عم نامدار سے محبت رکھتا ہی کہ کبھی کبھی میہان آتا ہی چند ساعت شہر کے چلا جاتا ہی مشیران سلطنت و وزیران اُمہت سے کہا کہ اسکو ایسا کھیل مین لگاؤ کہ دو چار دن میہان رہے سب نے عرض کی ایسا ہی ہوگا جب لالہ زار آیا باپ کو سلام کیا داؤد نے بیٹے کو گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند میہان سامان خدائی مہیا ہی شیر شکار کرو مکانات دیکھو اور عجائب و غرائب سب طرح کے موجود ہین اُنکی سیر کرو مشیرون کو اشارہ کیا مشیر و وزیر لالہ زار کو لیکر قصر مین آئے کہ سامنے خانہ باغ ہی مکانات نہایت

عمدہ عمدہ بنے ہوے تمام کوٹھے بند ہین مشیرون نے سب مکانات کی سیر کرائی کہ لالہ زار پہلے جب سب مکانون کی سیر کر چلے تو ایک کوٹھا کھولا اُسمین سب تصویرین بھری ہوئی تھین تصویر طلسم ہوشربا کی دکھائین لالہ زار بہ نگاہ غور تصویرون کو دیکھا کیا مشیرون نے اور تصویرین نکالین پھر طلسم نور افشان کی تصویرین نکالین پہلے مرقع دکھایا پھر فرداً فرداً تصویرین دکھائین ایک تصویر بنی ہوئی تھی لالہ زار نے اُسکو دیکھا شکل تصویر تصور حیران ہوگیا ماتھے پر پسینہ آیا قلب تھرایا بے اختیار پکار اُٹھا قطعہ

نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد
نوبت بہ زلف او چو رسد آہ می کشد
مانی چو نقش آن بت بدست می کشد
چون می رسد بہ ساعد او دست می کشد

آہ کرکے بیہوش ہوگیا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ تصویر دل پذیر کسکی ہی محبوب صف شکن ملکہ بران شمشیر زن کی ہی عرصہ دراز تک لالہ زار بیہوش رہا مگر جب ہوشیار ہوا کہا سب تصویرین بند کردو اُس تصویر کو کلیجے سے لگائے ہوے کنارے جا بیٹھا مشیرون وزیرون سے کہا تم لوگ باہر جاؤ میرا دل گھبراتا ہی مشیر وزیر سب باہر چلے گئے لالہ زار اکیلا تنہائی مین پڑا ہوا تڑپ رہا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کبھی بیقرار ہوکے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی اشعار

ہر چشم بند تو بھی ہی آنسو روان ہنوز
جی سے دھو گیا ہی دلے دل طپان ہنوز
یہ دن دکھانے ہین شب فرقت نے جلوہ اور
وہ رشک آفتاب نہین مہربان ہنوز
مر بھی گئے جدائی مین پردہ نشین کے پر
آیا نہین زبان پہ درد نہان ہنوز
ہم تیرہ بخت خاک مین بھی مل گئے ولے
کچھ کم نہین غبار دل آسمان ہنوز
یان امتحان مرگ سے فارغ ہوے ہین یار
وان اپنے ہی پہ مرنے کا ہی امتحان ہنوز
تشبیہ دی تھی مین نے کہین انگبین سے
تلخا ز خیز ہی لب شیرین دہان ہنوز
باغ جہان مین گو مہ خرداد آگیا
یان ہی اُسی بہار پہ فصل خزان ہنوز
رو رو جنازہ قتل کا انکار کر کہ ہین
دامن پہ تیرے میرے لہو کے نشان ہنوز
یان اپنا اُنکی چاہ مین مرنا ہوا یقین
وان اور ہی کے چاہنے کا ہی گمان ہنوز
مومن تو مدتون سے ہوے پر بقول درد
دل سے نہین گیا ہی خیال بتان ہنوز

راتین ہجر کی نہین کٹتین تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہی راتون کو گھبرا گھبرا کے کمرے سے نکل آتا ہی خادم و خدمتگار

دو چار پڑتے ہیں اُنسے کہتا ہی یارو میرے پاس کوئی نہ آئے دیو شب غم کا سامنا ہی یہ دیو مجھکو کھا جائیگا اب
قلب کو آرام نہ آئیگا ہر طرف اُجاڑ ہی رات تو میرے واسطے پہاڑ ہی دیکھوں تقدیر کیا دکھائے خادم و
خدمتگاروں سے بات بیزار ہی دل ہجران کشیدہ بیقرار ہی کہتا ہی اب زندگی کی کون صورت ہی جوش
محبت ہی جب کئی دن اسی حال میں گذرے مشیروں وزیروں نے جاکر خداوند داؤد سے عرض کی کہ
آپکے فرزند کا عجیب حال ہی کئی دن گذرے کہ آب و دانہ ترک ہی نیند راتوں کی موقوف ہوگئی داؤد
نے کہا ارے جاکر دریافت تو کرو کہ کیا خواہش ہی کس بات کی کاہش ہی جو کہے ممکن کردوں تارے آسمان کے
منگا دوں ماہ تابان مہر درخشان اُسکے مکان میں نصب کروں بہشت و دوزخ کا تماشا دکھاؤں مردے
کو زندہ زندے کو مردہ کردوں جو کہے وہ ہو جائے مشیر و وزیر دوڑے خدمت میں لالہ زار کی آئے عرض کی
اے شاہزادہ والا قدر آسمان خدائی کے بدر زبان سے اپنی خواہش ارشاد فرمائیے آپکے والد نے فرمایا ہی جو کہو
وہ کردوں جب مشیروں نے بہت کہا لالہ زار رونے لگا تصویر ملکہ بران کی دکھا کر کہا یارو اس ظالم نے
مجھکو بیتاب کیا ہی دیکھوں وصل ہوتا ہی یا قضا لیکر آئی ہی مشیروں نے یہ حال جاکر داؤد سے کہا داؤد نے جواب دیا
کہ یہ کتنی بڑی بات ہی جاکر پوچھو ای نور نظر کیا چاہتے ہو معشوق کو یہاں بلوادوں کوکب دُلہن بنا کر لائے
معشوق خود دوڑی آئے جو تمہاری خوشی ہو وہی انتظام کیا جائے مشیر و وزیر آئے یہ سب حال بیان کیا
لالہ زار صندلی پوش نے کہا والد نامدار سے جاکر عرض کرو کہ حضور ایک نامہ بنام کوکب روشن ضمیر لکھیں
مضمون یہ ہو کہ فرزند ہمارا تمہاری بیٹی پر عاشق ہوا ہی اپنی بیٹی کو دُلہن بنا کر اسکے پاس سلادو قدرت کی بھی
یہی خوشی ہی مشیروں نے جاکر داؤد سے کہا داؤد نے اسی وقت نامہ لکھا کہ ای کوکب فخر کرو ہمارا فرزند چکیدۂ
جام قدرت تمہاری بیٹی پر عاشق ہوا تشریف لاتا ہی ایک قصر آراستہ کرکے بران کو دلہن بنا کر میرے فرزند کے
پہلو میں سُلادو تم اطاعت میں حاضر ہو اگر اس بات پر عمل نہ کیا تو سب کو گدھا بنا دونگا کوئی زندہ نہ بچیگا
طلسم نور افشان کو برباد فنا کردونگا بہت طولانی نامہ لکھا کہا ای فرزند اب جاؤ لالہ زار صندلی پوش
تو بہت خوش کمرے سے نکلا لباس نہایت عمدہ زیب جسم کیا ابر صندلی تیار کیا اسمیں تصویریں شاہان
گذشتہ کی درست کیں دریائے جواہر میں غوطہ مار کر مرکب بادرفتار پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانان صندلی پوش
بارہ لاکھ ابر سر پر سایہ فگن بارہ ہزار جوان پشت پر تاج یاقوتی بالائے سر اس کر و فر سے طرف طلسم نور افشان
کے چلا تھے آتے اُس مقام پر پہونچا اکثر دفتر میں ذکر کیا ہی کہ جس مقام سے سرحد کوکب روشن ضمیر شروع ہوئی ہی

دہان پر ایک مولسری کا درخت ہی یہ نشان سرحد ہی سنہری زنجیر از مشرق تا بہ مغرب کھنچی ہوئی ہی دو پتلے
سنہری تیغچے ہاتھون مین آڑی پتیان باندھے ہوے سایۂ نخل مین ٹہلا کرتے ہین دونون پتلون نے
دیکھا کہ ایک ابر صندلی کڑکتا ہوا آتا ہی یہ دونون پتلے نگہبان ہین پکار کے آواز دی یہ کون بے ادب
ادھر آتا ہی یہ سرحد طلسم نور افشان ہی یہان بے ادبی مناسب نہین ابر کو ٹھہراؤ لالہ زار صندلی پوش
نے جواب بھی نہ دیا ابر کو بڑھایا ایک پتلہ جھپٹ کر بلند ہوا چند سوار آگے بڑھے ہوے تھے ادھر سے بھی
تنہو پر گھوڑون کے لگا لی اور آواز دی او بے ادب رکتا نہین سوار نے نیزہ مارا پتلے نے نیزہ توڑ ڈالا ایک
تیغچہ مارا سوار کے دو ٹکڑے ہوے اور سوارون نے پتلے کو گھیرا پتلے نے جس سوار کو تیغچہ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے جب پانچ سات سوار مارے گئے پھر پتلہ لالہ زار کو آواز دیتا ہی او بے ادب اپنے ساتھ والون کو منع نہین
کرتا ہمارے مالک نے ہمکو مقرر کیا ہی ہم ہرگز نہ جانے دینگے لالہ زار صندلی پوش نے غصے مین آکر دانہ
نوقی کا تاج سے نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھکر پتلے کے سینے پر کھینچ مارا پتلے کے سینے کو توڑ کے دانہ پار نکل گیا
پتلہ ٹھوکر کھا کر زمین پر گرا لالہ زار صندلی پوش ابر کو بڑھا کر چلا غصے مین زنجیر کو بھی کاٹ ڈالا دوسرے پتلے نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی بڑا ساحر زبردست ہی مین جاکے شاہ سے اطلاع کرون ایک پتلہ تو
مارا گیا دوسرا پتلہ بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر دربار مین بیٹھے ہین برہمن رویین تن
بھی آیا ہوا ہی تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی سے دربار معمور ہی دورہ سردارون کا بندھا ہوا ہی
ذکر لشکر افراسیاب جادو ہو رہا ہی کہ پتلہ گھبرایا ہوا آکے پہونچا عرض کی ای شہنشاہ اسطرح ایک تاجدار
آتا ہی اُسنے ہمارے روکنے کو نہ مانا میرا بھائی بھی اُسکے ہاتھ سے مارا گیا غلام براے اطلاع حاضر ہوا ہی
زنجیر بھی اُسنے کاٹ ڈالی کوکب نے گھبرا کر برہمن سے کہا اُستاد ذرا پڑھکر دیکھو تو کون ایسا زبردست
ہی کہ جسنے میرے نگہبان کو مارا برہمن اپنے مقام سے اُٹھا چپک کے بلند ہوا سو قدم بلند ہوکر دیکھا لالہ زار
کو پہچانا برہمن رویین تن گھبرا کے پلٹا حضور عرض کرتا ہی کہ جبتک اس طلسم مین خواجہ عمرو کا داخلہ نہوا تھا
افراسیاب جادو و کوکب روشن ضمیر یہ تینون ایک تھے کوکب بھی جاکر داؤد کو سجدہ کرتے تھے بزرگی دل مین
بھری ہوئی ہی جب خواجہ عمرو تشریف لائے کوکب و برہمن وغیرہ مطیع اسلام ہوے مگر پہلے سالہا سال
اُسکو سجدہ کیا ہی اب جو برہمن نے اُسکو آتے ہوے دیکھا گھبرائے ہوے پلٹے آکر کوکب سے کہا ای شہنشاہ
غضب ہوا فرزند خداوند داؤد آتا ہی چلکر استقبال کرو کوکب بھی اُنھے کہا استاد چلیے استقبال واجب و لازم ہی

برہمن و کوکب بڑھے لالہ زار کو آتے ہوئے دیکھ جھک کر دونوں نے سلام کیا پایۂ تخت پہ ہاتھ رکھدیا باتین
کرتے ہوئے چلے اس اعزاز و اکرام سے لالہ زار کے دربار میں پہونچا با تخت پر جگہ دی لالہ زار اُچک کے
تخت پر بیٹھا کوکب نے بیٹھتے ہی دست بستہ عرض کی آج آپ کو ادھر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا لالہ زار تو
گھبرایا ہوا تھا بیٹھتے ہی فوراً نامہ نکال کے ہاتھ میں کوکب کے دیدیا کہا اسکو پڑھیے اور بہت جلد اسکا جواب
ہو جیسے بادولت کا کوئی دن سے آب و دانہ تلخ ہے کوکب نے نامہ کو کھول کر پڑھا بادشاہ جلیل صاحب حیرت
تھر تھر کانپنے لگا جی چاہتا تھا کہ اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھوں مگر خوف جان بھی لگا ہوا ہے بمصلحت اپنے غلام سے
اُٹھے برہمن کو الگ بلایا برہمن بھی حیران ہے کہ اس کاغذ میں کیا مضمون لکھا تھا کہ کوکب اسکو دیکھکر متغیر ہو گیا کوکب
برہمن کو لیکر ایک گوشے میں آیا بسہولیت بٹھا کر کہا استاد اس کاغذ کو پڑھو اور مجھکو صلاح معقول دو کہ اب
مین کیا تدبیر کروں مقدمہ نازک ہے برہمن نے نامہ کو لیکر پڑھا پڑھکر سر جھکا لیا کہا اے شہنشاہ حقیقت مین
مقدمہ نہایت نازک ہے مین کچھ نہیں کہہ سکتا یہ تو سرکار کو واضح ہے کہ مین خیر خواہ دولت ہون اگر اسباب
لگاؤ ہو چکا جا بجا سرکار سے مقابلے ہوئے حضور نے جرأت کو کام فرمایا لیکن اگر داؤد سے دشمنی ہوئی تمام عالم
دشمن ہو جائیگا میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ جو خواہش کرتا ہے حوالے کر دیجیے ایک عورت کے واسطے گھر بار کا
کھونا اچھا نہیں ورنہ فساد عظیم ہوگا کوکب یہ سنکر غصے مین کانپنے لگا کہا او نامرد ہٹ جا میرے سامنے سے آبرو کا صدقہ
جان ہے اب تو مجھے منھ نہ دکھانا جس مقام پر کوکب نے برہمن سے باتین لین وہان ایک کمرہ بنا ہوا ہے کہ مقام
عیش گاہ کوکب ہے کوکب برہمن سے یہ کہکر اس کمرے مین گھس گیا دروازہ بند کر لیا وہان بیٹھکر سوچنے لگا کہ اے
کوکب اب کیا تدبیر کرون اگر اسکو مار کر نکالدون داؤد لشکر کشی کریگا مگر برہمن نے جو کوکب سے یہ باتین سنین
ہمین کہتا ہے اے برہمن افسوس کوکب نے ہمکو اپنا دشمن جانا اب زندگی بیکار ہے اسی دروازے پر اپنی جان دیدین
کہ کوکب بھی بعد ہمارے یاد کرے کہ خیر خواہ دولت تھا اتنا بڑا کلمہ ہمکو کہا جب اندر سے نکلے تو ہمارا لاشہ دیکھے
یہ سوچکر برہمن بہت رویا تلوار کھینچی کہ اسی سے اپنا گلا کاٹ ڈالون برہمن تو آمادہ مرگ بیٹھا ہے فنا ہونے کو تیغ
گلے پر رکھلی ہے کہ اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ ڈالون لیکن کوکب اندر کمرے کے بیٹھا سوچ رہا ہے کہ اے کوکب اکیلا کرون
اگر داؤد مجھپر لشکر کشی کریگا تمام عالم دشمن ہو جائیگا ہر طرف سے دشمن پیدا ہونگے سب وزیر امیر میرے اُٹھتے قدمین
میری مشکین باندھ کر حوالے کر دینگے چار جانب سے مجھپر لشکر کشی ہوئی نہیں اے کوکب مجبور ہونا پڑیگا اب بہتری ہے
کہ اپنی جان دیدین جب ہم نہ ہونگے پر ان تمتنیہ زن کو اختیار ہے خود شادی کرے خواہ نہ کرے اب کوکب کیا

اس فعل پر آمادہ ہوا کہ اپنے کو ہلاک کردون ناگاہ نگاہ پڑ گئی کہ میز پر تصویر ملکہ حناے گلگون پوش رکھی ہوئی محبت
مین تصویر کو اٹھا لیا گلے سے لگایا باتین کرنا شروع کین کہا او جان جہان وای آرام دل مشتاقان اب ہم رخصت
ہوتے ہین ہمارے سوگ مین بال نہ پریشان کرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا روح کو قبر مین راحت ہوگی فاتحہ خیر
پڑھنا جب کبھی ہچکی آئے تو ہمارا نام لیکر ہمکو یاد کرنا کبھی فریاد کرنا بقول شاعر بیت رشک آن روز کہ دیر فت
زدنیا میگفت ❊ ای فلک یار مرا یار کرا خواہی کرد ❊ یہ شعر پڑھ کے کوکب بہت روئے ہر مرتبہ یہی فرماتے
تھے کہ ای ملکہ عالم ہمسے تمسے محبت رہی کس خدمتگزاری مین فرق نہین آیا ہماری تو اب عجب کیفیت ہے کیا
کہین کہ جو حالت ہے

نظم

ملا ہے دل کو محبت سے داغدار مجھے	خدا نے آنکھ کبھی دی ہے تو اشکبار مجھے
ہوا دو نیم مین تیغ دو نیم ابرو سے	دکھایا یار نے اعجاز ذو الفقار مجھے
ہوس یہ تھی کہ پہنچینگے سواب رُلاتا ہے	تبسم لب زخم دل فگار مجھے
عدم بھی ہو کے چھپا مین نہ قید ہستی سے	بنایا کاہش غم نے میان یار مجھے

یہ اشعار پڑھکر کوکب زار زار مثل ابر نو بہار رویا اب آمادہ ہوا کہ اپنی جان دیدون خیال مین آیا اگر تلوار سے
اپنا گلا کاٹون ہاتھ نے دستگیری نہ کی اور زندہ بچگئے سب ہنسینگے اگر کچھ کھا لیا تو عرصے مین جان نکلیگی طعن و
تشنیع لوگون کی سُننا پڑیگی کیا تدبیر کرون کہ جھٹ پٹ دم نکل جائے طعن و تشنیع کسی کی نہ سنون میز پر سب
ہتھیار رکھے ہین اُسمین سے ایک قرولی اُٹھالی دستہ اُسکا شیر ماہی کا نیام جو جدا کیا مثل برق چمک گئی خیال مین
آیا کہ اسی سے اپنی جان دون قبضہ زمین مین دفن کردون دنبالہ اُبھار سے اپنے کو میز سے گرادون سینے کو توڑ کے
پار نکل جائے جھٹ پٹ دم نکلجائے یہ سوچکر قرولی کو اُٹھایا قبضہ اُسکا زمین مین دفن کیا دنبالہ مثل برق چمک رہا ہے
دو میز ہین برابر بچھی ہین جسطرح پر انسان ڈنڈ پیلتا ہے اسطرح کوکب ان میزون پر آئے منظور یہ ہے کہ اپنے کو قرولی پر
گرا دون جھٹ پٹ دم نکل جائیگا قلب تسکین پائیگا کشاکش سے چھوٹین عدم مین پہونچین جو جسکو مناسب ہوگا وہ
کریگا میان لالہ زار بیٹھا ہوا لہلہا رہا ہے دمبدم خورشید روشن کا حصے سے لکھتا ہے کہ وزیر اعظم اب کیا دیر ہے کوکب
کہان تشریف لیگئے وزیر حیران ہے کہ یہ کیا شے مانگتا ہے مین کیا جواب دون جی ہان جی ہان کر رہا ہے سب اہالی دربار
حیران ہین کہ کیا جواب دین سب کے ہاتھ پاؤن رعشہ ہے کہ تھا و تدوا کو کا بیٹا آج کیون آیا کیا شے مانگتا ہے میان
کوکب نے دونون ہاتھ ایک میز پر رکھے دونون پاؤن ایک میز پر رکھے اب منظور ہوا کہ جھک مارکے اپنے کو گرادون

قرولی سینے کے پار گذر جانے جھٹ پٹ روح قالب سے نکلے کشا کش نہو کوئی طعن نہ کرنے پائے یہ سب
باتین دل مین سوچین گشتاسب مین جان دیتا ہون اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہون مگر دل پر ٹھن گئی ہے کہ جان ہی دینا بہتر ہے ادھر تو
کوکب نے اپنے کو بکہ مار کر قرولی پر گرا دیا اُدھر برہمن نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی منظور یہ ہے کہ جان دیدین
جیسے ہی کوکب نے اپنے کو گرایا چھت سے برق چمکی ایک پنجہ سینے پر کوکب کے پڑا کوکب الگ جا گرے
برہمن کے ہاتھ پر بجلی پڑی کہ تلوار قبضے سے نکل گئی برہمن تو گر کر بیہوش ہو گیا کوکب نے دیکھا کہ شہنشاہ
نورافشان تاج سر پر رکھے ہوے پیدا ہیں تھر تھر کانپتا ہوا کہا ای فرزند ایسی کیا مصیبت پڑی کہ جان دیتے ہو
کوکب نے گلے مین نورافشان کے ہاتھ ڈالدیے کہا اُستاد آپ نے غضب کیا مجھے کیون بچا لیا عجب مجھپر
مصیبت ہے سب حال رو رو کے بیان کیا نورافشان نے کہا ای فرزند جان دینے کی اسمین کیا بات ہے ہم ابھی
ابھی رخصت کیے دیتے ہین کوئی ایسی حرکت کرتا ہے برہمن نے کیا کیا وہ بھی اپنی جان دینے کو آمادہ تھا مین نے
اسکو بھی بچایا کوکب نے کہا اُستاد مین نے اُس سے صلاح لی اُسنے ایسا کلمہ کہا کہ مجھکو بہت ناگوار ہوا مین نے
اُسکو نامرد کہا نورافشان نے کہا ای کوکب وہ تمھارا خیر خواہ ہے اُسے گلے سے لگا لو اور یہ عذر کرو کہ اب مین کبھی
تمکو ایسا کلمہ نہ کہونگا مین ابھی اُس لونڈے کو رخصت کر دونگا گھر سے تو ہمارے نکلجائے پھر دیکھا جائیگا کوئی
اور تدبیر کرینگے بران کو کیا کیا جا سکتا ہے ہمین اُسکی خدائی پر اعتقاد کب ہے وہ ایک مکار و بے ادب ہے نورافشان
نے بخوبی کوکب کو سمجھایا باہر آکر برہمن کو گلے سے لگا لیا کوکب و برہمن بہ محبت آپس مین ملے غنچہ ہاے آرزو کھلے
اب نورافشان جادو آگے آگے کوکب و برہمن خاموش پیچھے پیچھے سامنے تخت کے آئے خود لالہ زار کو
سلام کیا لالہ زار نے پوچھا ای شہنشاہ نورافشان کہان سے آتے ہو نورافشان نے کہا ای نور حکیمۂ خالق قدرت
ذرا الگ چلیے مین کچھ عرض کرونگا لالہ زار تخت سے اُٹھا نورافشان اسکو لیکر کنارے آئے کہا کیون ای
شاہزادہ والا قدر یہ کیا حرکت کی کیا خدائی کے مٹانے کا ارادہ ہے اگر مشہور ہو جائے کہ نور حکیمۂ خالص قدرت
اپنی بندیون پر عاشق ہوتے ہین اور گھر گھر جاتے ہین ابھی کارخانۂ خدائی مین فرق آجائیگا ہمنے آپ کے
دادا صاحب کی خدائی کو بنایا گھر گھر جاتے تھے قدرت جا کر ایک ایک سے پوچھتے تھے لڑکے بالے
اچھے ہین کسی نے رنج و ملال تو نہین اُٹھایا ہم تمھارے خداوند ہین تب اُنکی خدائی قائم رہی تھی کوئی ایسا
غضب کرتا ہے عاشق ہو کے گھر سے نکلتا ہے سراسر خدائی کے خلاف ہے کسی مشیر وزیر کو بھیجتے پیام دیتے
مگر خیر جو کیا وہ کیا اب شکار کھیلتے ہوے گھر کو چلے جاؤ راہ مین کوئی پوچھے بھی تو بیان کرنا ہم واسطے شکار کے

آئے تھے ہم بران کو دلھن بنا کر لائینگے آپ کے قدموں پر لا کے گرا دینگے آپ انکار کیجیے گا کہ بندی اور بندے بجائے فرزند کے ہوتے ہین ہم نہ قبول کرینگے جب ہم قدموں پر گرین عجز و انکسار کرین تب بمشکل قبول فرمائیے گا اسطرح بدنام ہوجائیگا جب اعتقاد خدائی نہ رہا منصب جاگیر نکل جائیگی کوئی باج و خراج نہ دیگا خدائی چھن جائیگی خبردار خبردار اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا خوب خوب لالہ زار صندلی پوش کو دھمکایا ڈرایا کہ لالہ زار کانپنے لگا کہا استاد مجھسے خلاف تو ہوا لیکن اب کبھی ایسا نہوگا نور افشان نے کہا جسوقت ہم بران کو دلھن بنا کر لائین بہت انکار کرنا جب ہم بہت منت و خوشامد کرین تب قبول کرنا کوکب کو بڑا شرف حاصل ہوا اسکے یہان خداوندزادہ پیدا ہوگا خدائی آپ کے خاندان سے نکل جائیگی لالہ زار کو بخوبی سمجھا کر زیر قصر جمشیدی لائے پشت مرکب پر سوار کیا کہا یونہی شکار کھیلتے ہوئے چلے جاؤ لالہ زار ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا آنکھوں مین آنسو بھرے ہوئے شکار کھیلتا ہوا روانہ ہوگیا شیرون وزیرون نے راہ مین بہلایا کہ حقیقت مین حضور نور افشان نے بہت معقول کہے خداوندزادے بندونکے گھر نہین جاتے ہین یہان کوکب نے نور افشان سے پوچھا استاد کیا کہدیا کہ چپکا چلا گیا اُسوقت بہت بلبلایا ہوا تھا نور افشان نے کہا بیٹا بڑی خیر گذری کہ اسوقت مین نے تمھارا حال قصر نور افشانی سے ملاحظہ کیا برہمن سے نور افشان نے کہا تم اپنے مقام پر جاؤ اور اسی طرح نیک و بد کا خیال رکھو نقشے تیار رہین اپنے کام مین مصروف رہو برہمن رخصت ہوکر اپنے مقام پر آیا نقشے دیکھنے لگا کہ لالہ زار شکار کھیلتا ہوا جاتا ہے قضا سے کار صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیرزن طرف ہزاردرے گئی تھین وہان کا انتظام کرکے پلٹی ہین طاؤس زرین بال پر سوار اُڑی ہوئی آتی ہین لالہ زار کی نگاہ پڑی دیکھکر مرگیا یا تصویر کو دیکھا تھا یا اب صاحب تصویر کو دیکھا پسینہ آگیا بے اختیار پکار اٹھا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان

نظم

مری جان رنج گستاخی قدم آگے اب نہ بڑھائیے	ادھر آئیے ادھر آئیے ادھر آئیے ادھر آئیے
گھڑی کب سے ہم سرراہ ہین یاں مرے چلین کہ تباہ ہین	ہدف خدنگ نگاہ ہین ذرا آنکھ ادھر بھی ملائیے
بھلا آنا آپ کا کام ہے یہ غلط تمام کلام ہے	ابھی بس ہمارا سلام ہے کہین اور باتین بنائیے
تہ تیغ تیز ہے اک جہان کوئی کشتہ ہے کوئی نیم جان	جو نہو دریغ تو مہربان کوئی ہاتھ ادھر بھی لگائیے
کبھی تو سے منھ کو موڑیے ہوس شراب نچھوڑیے	سر محتسب ہے نہ توڑیے جو کمال غلط یہ آئیے
یہ کمال لطف ہے ساقیا یہی ہے ہوس یہی مدعا	رہے ہوش سر نہ خیال یا اگر ایسی مے ہے تو لائیے

جو دو نور چشم پر آپ ہو تو جہان تختۂ آب ہو	ابھی نوح کا سا عذاب ہو اگر اشک چند بہائیے
وہ کہا عدو سے ہی جن نے کیا کہ ہرے ہیں آپ جو یوں خفا	یہ غضب یہ جھوٹ یہ افترا مرے سامنے تو بلائیے
غزل ایسی کامل وزن سن متفاعلن متفاعلن	ہے نسیم طاقت ہوش گن کوئی شعر اور سنائیے

ابھی پکارتا ہے اے ماہ آسمان خوبی وائے نجم درخشان برج محبوبی ذرا میرے پاس آؤ میں تمہارے واسطے گیا تھا
اٹھی ون سے آپ دیوانہ ترک ہے اب تو جمال بے مثال اچھی طرح دیکھ لون یہ جو اسنے پکار کے آواز دی ملکہ بران
نے بہ قہر و غضب تمام دیکھا اور کہا او بیادہ گو کچھ تجھکو خوف خدا نہیں میرے متعدے میں ایسے کلام بدانجام کہتا ہوا د.
خاموش نہیں رہتا ہے خبردار اب ایسے کلمات زبان پر نہ لانا یہ کہکر چاہا طاؤس اڑا کے نکل جاؤن لالہ زار نے ایک
دستک دی کہ طاؤس زمین پر آ گرا ملکہ بران ایک جانب جا کے گرین اب تو نہایت غصہ آیا چمک کے سحر کیا کئی
ساحرون کے سر اڑ گئے لالہ زار گھبرایا اب بچا بچا کے سحر کرتا ہے ملکہ بران چاہتی ہیں کہ میں نکل جاؤن مگر ممکن نہیں
ہوتا سب ساحر سحر کر رہے ہیں لالہ زار بھی ترغیب دے رہا ہے کہ سب بلوہ کر کے پکڑ لو بران سے کہتا ہے اے
جان جہان وائے آرام دل مشتاق میری تم پر جان جاتی ہے ذرا دم بھر ٹھہر جاؤ پھر چلی جانا میں بہ نگاہ غور دیکھون
کلیجے پر چھریاں چل رہی ہیں آتش عشق سے ہڈیاں جل رہی ہیں ملکہ کڑک کے گرین کئی ہزار جادوگرون کو قتل کیا
چاہا چمک کے بلند ہوں لالہ زار نے قریب پہونچکر خاک قبر جمشید کی اڑا دی ملکہ بران بیہوش ہو کر گرین
لالہ زار نے کنیزون کو آواز دی ملکہ کو اٹھا کر بلگاہ میں لیچلو بارگاہ قریب استادہ ہوئی لالہ زار ملکہ کو ساتھ
لیے ہوے بارگاہ میں آیا خوشی کے مارے پھولا ہوا ہے کنیزون سے کہا تخت پر رکھکر باہر جاؤ جب کنیزون نے
ملکہ بران کو تخت پر لٹا دیا لالہ زار نے بخیال حفاظت ایک حباب شیشے کا بنا کر اوپر سے ڈھانک دیا منظور
یہ ہے کہ میں خوب آراستہ ہو لون تو ملکہ کو ہوشیار کرون اس سوچ میں دوسری بارگاہ میں آیا تاج اور لکال کے
پہنا لباس بھاری زیب جسم کیا عطر منگا یا لگی قرابے سر پہ اونڈیل لیے جواہر اعلیٰ منگائے موتیون کے ملے
کنٹھے یاقوت احمر کے گلے میں پہنے نورتنیاں الماس کی بازوون پر باندھیں دریا سے جواہر میں غوطہ زن ہوا
اب خوشی خوشی چلا مشیر و وزیر جا بجا اترے ہوے ہیں سب کہتے ہیں دولھا میاں آپ کو دلھن مبارک ہو لالہ زار
کہتا ہے یار و معشوق مجھسے راضی ہو جائے انکار نہ کرے بہت سرکش معلوم ہوتی ہے یہ کہتا ہوا بارگاہ میں آیا پردہ
اٹھا کے دیکھا کہ حباب شیشے کا خالی رکھا ہے اسکے اندر بران نہیں معلوم ہوتی یہ حال پر ملال دیکھکر بیقرار
ہو گیا دوڑ کر حباب کو اٹھایا دیکھا بران تو نہیں ہے مگر اسمین ایک پھول گلاب کا رکھا ہوا ہے نیچے پرچہ لکھا ہے

پھول کو اُٹھا کے بغور دیکھا اُسپر لکھا تھا منم برہمن روئین تن او ناہنجار بدکردار تو چاہتا تھا ہماری شاہزادی پر قبضہ کرے ہم اُٹھا کے لیگئے تیر سے دکھانے کو پھول چھوڑ گئے یہ معاملہ حیرت افزا دیکھکر لالہ زار گھبرا گیا طلب تھرا گیا اُس بیقراری میں منھ سے نکلا نظم

تشبیہ دی ہلال سے ابروے یار کو — کیونکر نہ بدر باندھیے ابروے یار کو
باندھوں اگر میں شمع میں گل روے یار کو — کیونکر کہوں نہ خار بھلا موے یار کو
مصحف اگر سمجھتے ہیں سب روے یار کو — لکھتا ہوں ذوالفقار میں ابروے یار کو
آنکھوں کو آہوانِ حرم کیوں نہ جانیے — طاق حرم سمجھتے ہیں ابروے یار کو
عالم ہے صید نرگس وحشی شکار کا — دیکھا زیادہ شیر سے آہوے یار کو
بھولے سے بھی نگہ نہ کریں سوے ساق عرش — دیکھیں ملک جو ساعد و بازوے یار کو
سوؤں لپٹ کے کیا شب فرقت میں چین سے — پاؤں اگر میں تکیۂ پہلوے یار کو
کیا پائے شل نرگس بیمار وہ شفا — دیکھا ہو جسنے نرگس جادوے یار کو
کیا جذب شوق ہے کہ ہوا جسطرف کی ہم — سیدھا چلے غبار مرا کوے یار کو
فنجان چشم و شیشۂ گردن کا ذکر کیا — دیتے بھرا ہے کاسۂ زانوے یار کو
کیا سینہ و شکم کی صفائی کا ہو بیان — آئینہ ہم سمجھتے ہیں زانوے یار کو
ناسخ کی ہے شوق شہادت میں گفتگو — آج آزماؤں قوت بازوے یار کو

جسمیں کہتا ہوا ان سب کو سزا دونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائینگے یہ کہکر جھلاتا ہوا بارگاہ سے نکلا مرکب طلب کیا پشت مرکب پر سوار ہوا اُسی طرح شکار کھیلتا ہوا چلا گیا برہمن روئین تن جو لیکر ہران کو آیا ہوشیار کیا کہا کیوں بیٹا کوئی ایسی حرکت کرتا ہے وہ خداوند داؤد کا بیٹا سحر میں طاق شہرۂ آفاق اُس سے بچنا دشوار تھا باغ نگار میں جا کے آرام کرو خدا نے اپنا فضل کیا تمھاری آبرو بچائی ملکہ ہران شمشیر زن بہت خوش ہوئیں برہمن کے سحر کی تعریفیں کیں لیکن لالہ زار صندلی پوش یہ صدمہ اُٹھا کر شکار کھیلتا ہوا جاتا ہے فضائے کار دامنۂ صحرائے کوہ فیروزہ میں پہونچا ملکہ صورت نگار زوجۂ مصور رشتے میں اسکی چچی ہوتی ہے برائے شکار آئی تھی ایک مقام پر ٹھیری ہے کہ دیکھا لالہ زار شکار کھیلتا ہوا آتا ہے حیران ہوئی کہ لالہ زار شکار کھیلتا ہوا ادھر کہاں نکل آیا بے اختیار ہاتھ پھیلا کر دوڑی کہا اے نور نظر تم آج میاں کہاں آئے

لالہ زار نے جھک کر سلام کیا کہا اچی اماں شکار کو آیا تھا صورت نگار نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا لالہ زار کو خوب پیار کیا چٹ چٹ بلائیں لین لالہ زار نے صورت نگار کے منھ پر منھ رکھ دیا کہا اچی اماں یہ کیا مقام ہے صورت نگار نے کہا یہ مقام سرحد ہوشربا ہے لیکر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلی کنیزوں سے اشارہ کیا بارگاہ استاد و سامان عیش و نشاط مہیا کرو ایک کنیز سے حکم دیا کہ تو دوڑی ہوئی پاس حیرت جادو کے جا کہنا کہ اے ملکہ عالم تمہاری مراد پوری ہوئی جو مسلمانوں کا حال چاہو کرالو تو جلیدہ خالص قدرت قدرت کی تائید سے میاں آگیا ہے میں اُسے لیکر آتی ہوں تم آگے استقبال کرو جو تقدیرین چاہنا کرالینا یہ ابھی کمسن ہے جو میں ہونگی وہی کریگا جہاں میں کہونگی میرے ساتھ چلا آئے گا کبھی انکار نہ کریگا سب طرح پر میرے اختیار میں ہے بازار میں آراستہ کرو تم بھی خوب بنٹھن کر آنا سب مطلب نکل آئینگے یہ سب سمجھا کر اس کنیز کو روانہ کر دیا اب کنیزوں کو حکم دیا جلد تیار ہو لالہ زار صندلی پوش سے کہا اے فرزند جلد اپنے بندوں کو بھی دیکھ لو دیکھو لیے لیے بندے ہیں سب تمہاری صورت کے مشتاق ہیں زوجۂ افراسیاب برائے استقبال آئیگی لالہ زار نے کہا کیا مضائقہ ہے اب صورت نگار لالہ زار کو اپنے ہمراہ لیکر چلی وہاں کنیز نے جا کے ملکہ حیرت سے خبر کی کہ صورت نگار نے یہ فرمایا ہے کہ میں لالہ زار فرزند خداوند داؤد کو لیے ہوئے آتی ہوں آپ برائے استقبال انتظام درست رکھیے گا یہ سنکر حیرت جادو نے اُسی وقت حکم دیا لشکر تیار ہو بازار میں آراستہ کی جا میں حکم کی دیر تھی فوراً بازار میں آراستہ و پیراستہ ہونے لگیں نازنینان چین و حسینان مہر تمکین نے دوکانیں اپنی آراستہ کیں اشیائے نادرہ لیکر بیٹھیں ایک جانب گلفروش لیے ہوئے کشورہ کھٹناب رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے ملکہ حیرت نے لباس فاخرہ زیب جسم کیا دریائے جواہر میں غوطہ مار کئی ہزار کنیزیں پشت پر لیں برائے استقبال لالہ زار صندلی پوش چلیں حیرت جادو کا حسن سایہ کش زاہد فریب کنیزان زریں پوش گرد گلدستے ہاتھوں میں ادھر سے حیرت جادو اس زور و شور سے جاتی ہے اُدھر سے صورت نگار لالہ زار کو تماشا دکھاتی ہوئی لیے ہوئے آتی ہے کہ حیرت جادو سامنے سے آ کے پہونچی صورت نگار نے لالہ زار سے کہا اے شاہزادہ والا قدر دیکھیے ملکہ حیرت زوجۂ افراسیاب برائے استقبال سرکار آئی ہے اب جو لالہ زار نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ ایک معشوق ماہ رخسار کبک رفتار شیریں گفتار عارض انور رشک قمر سیمیں بدن قد سرو باغ خوبی دو لون ہاتھ شاخہائے نخل حدیقۂ محبوبی دریائے جواہر میں غوطہ زن سینہ غنچہ دہن

رشک چمن سراپا خوب معشوق محبوب لالہ زار دیکھتے ہی مر گیا سلطان عشق کی ملک دل پر چڑھائی ہو نٹھون پر
خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہونٹھون پر آہ سرد دل مین درد رنگت زرد
حواس گردبرد گھبرا کر آواز دی ای ملکۂ عالم آیئے مین تو آپ کا مشتاق تھا حیرت جادو نے سر اٹھا کر دیکھا
دلمین کہا یہ تو نہایت بے حیا ہی بالکل سفلہ مزاج ہی جاہلون کے سر کا تاج ہی ملکہ حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا لالہ زار نے
بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ حیرت گھبرا گئین دل مین کہتی ہین یہ تو بڑا بیہودہ ہی کبھی کاندھے پر ہاتھ رکھکر
پوچھتا ہی مزاج اقدس کیسا ہی حیرت کچھ جواب نہین دیتی چپ سر جھکائے چلی آتی ہی مگر انتہا کا غصہ ہی
چاہتی ہی کہ پلٹ کر ایک طمانچہ ماردون کہ سر اڑ جائے پھر یہ خیال آتا ہی کہ یہ خداوندزادہ ہی ایسا نہو کچھ آفت
برپا ہو ہاتھ چھڑا لیتی ہی چاہتی ہی پاس سے ہٹ جاؤن لالہ زار صندلی پوش پھر ہاتھ پکڑ لیتا ہی بیتابیان
کرتا چلا آتا ہی چاہتا ہی گلے سے لگالین حیرت بمجبوری بارگاہ تک آئی لالہ زار کو تخت پر بٹھایا اسنے کہا ای ملکۂ
عالم تم بھی آکے بیٹھو حیرت نے جھلا کر جواب دیا آپ بیٹھیے مین حاضر ہوتی ہون مین ذرا اپنی بارگاہ مین ہو آؤن
یہ کہکر ہاتھ چھڑا لیا جھلاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے چلین صرصر ساتھ تھی کہا ای صرصر تو نے دیکھا یہ تو
بڑا بیہودہ ہی نہین معلوم اپنے دل مین کیا سمجھا ہی لالہ زار کی آنکھون کے سامنے سے جو حیرت ٹلی ہوئی
دلپر ولولۂ جنون ہوا کبھی گھبراتا ہی کبھی بیقرار کبھی اشکبار کبھی یہ اشعار عاشقانہ محبت حیرت مین پڑھتا ہی نظم

یون ہی شعاع داغ مرے دل کے آس پاس | ہالہ ہو جسطرح مہ کامل کے آس پاس
ڈوبا جو کوئی آہ کنارے پر آ گیا | طغیان بحر عشق ہی ساحل کے آس پاس
یہ غیرت وفا کا اثر ہی کہ بوالہوس | بسمل تڑپتے ہین ترے بسمل کے آس پاس
کیا دعوی آہ جب نہ رہا مین ہی کس لیے | ہین جمع اقربا مرے قاتل کے آس پاس
ای قیس تیرے نالے کی غیرت کو کیا ہوا | لیلی نے زنگ باندھے ہین محمل کے آس پاس
کیا کیا چلی ہی بزم مین تجھسے نہ جب پھرے | پروانے شمع شعلہ شمائل کے آس پاس
ہی تو ہی بیوفا نہین باور تو دیکھ لے | گل جامہ در ہین کوی دنا دل کے آس پاس
کافر ہی کون ہم مین سے مومن پھرے ہی تو | کعبے کے آس پاس تو مین دل کے آس پاس

گیا اور صورت نگار سے کہا کیون جی اماں ملکہ حیرت جادو کہاں تشریف لیگئی ہین آپ ذرا جائیے انکو سمجھا کر
لائیے میری کیفیت بھی عرض کر دیجیے جو حکم ہو وہی تقدیر کر دون صورت نگار نے کہا مین ابھی سمجھا کے

لاتی ہون میان حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہو صرصر وغیرہ سے کہ رہی ہو صاحبو سنا تمنے یہ کچھ دیوانہ ہوا ہی اپنا عشق جتاتا ہی اپنے ہوش مین نہین آتا ہی اے صرصر تم جاکے صاف صاف کہدو کہ ہمسے ملاقات ہو چکی آپ جائیے صرصر کہتی ہو واری یہ مناسب نہین ہی یہ ذکر تھا کہ لی صورت نگار ہنستی ہوئی آئین کہا اے حیرت تیرا بڑا مرتبہ ہوا خداوندزادہ تمپر عاشق ہوا تمکو طلب فرمایا ہی حیرت جادو نے کہا بوا صورت نگار کچھ دیوانی ہوئی ہو مین تقدیر کرانے سے باز آئی وہ تشریف بیجا مین نہین تو بہت ذلیل ہونگے صورت نگار نے کہا اے حیرت بڑے فخر کا مقام ہی خداوندزادہ خواہش کرے اور تم انکار کرتی ہو ایسا نہو کچھ تقدیر خلاف کر دے جبانتک ہو سکے اسکو راضی کرو تھوڑی دیر اُسکے پاس بیٹھ کے چلی آؤ حیرت نے کہا بوا صورت نگار بس جاؤ ایسی مہمل باتین مجھسے نکرو تقدیر وہ جاکر اپنے ملک مین کرین اگر مین ایسا جانتی تو استقبال بھی نہ کرتی ایسے مہمل کی صورت نہ دیکھنا چاہیے جاکے اُس گدھے کو سمجھا نہ دو اُلٹا مجھے سمجھاتی ہو مجھکو کیا کوئی بازاری مقرر کیا ہی صورت نگار رنجیدہ و کبیدہ پلٹی پاس لالہ زار کے آئی لالہ زار نے گھبرا کر پوچھا کیون کچھی امان ملکہ حیرت تشریف نہین لائین صورت نگار نے غصے مین کہا بیشا اُنکو اپنے حسن پر بڑا گھمنڈ ہو وہ نہین تشریف لائینگی لالہ زار نے جھلا کر کہا آپ بیٹھیے مین بلا لونگا صورت نگار تو اپنی بارگاہ مین آئی لالہ زار کو منظور ہوا کہ اب مین منتقل سحر کرون قضا سے کار مشتر برق فرنگی جوان یکہ رنگی کنیز بنا ہوا یہ سب باتین سن رہا تھا جیسے ہی اسنے دیکھا کہ لالہ زار تنہا بیٹھا ہی صورت نگار اپنے خیمے مین گئی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگا ایک کنیز حیرت کی صورت بنکر تیار ہو مسکراتا ہوا چلا در بارگاہ لالہ زار پر آیا خادم خدمتگار دروازے پر بیٹھے تھے ایک خادم سے کہا کہ جاکر خداوندزادے سے عرض کرو کہ ایک کنیز کو ملکہ حیرت نے بھیجا ہی خدمتگار نے جاکر لالہ زار سے کہا لالہ زار شاد ہو گیا کہا جلد بلاؤ خدمتگار نے جاکر کہا کنیز نوجوان ہنستی ہوئی اندر آئی جھک کے سلام کیا کہا واہ خداوندزادے ملکہ فرماتی ہین تمنے مجھکو خوب بدنام کیا ہم تو خود تمپر عاشق ہوے سارے لشکر مین یہی چرچا ہی کہ ملکہ حیرت پر لالہ زار عاشق ہو ایسی میرے واسطے بدنامی ہی لیکن خیر مین کسی تدبیر سے تمھارے پاس آؤنگی تم سب سامان مہیا رکھو مجھے تو خود قرار نہین ہی اگر تم مجھکو مطعون نکرتے مین ہزار مرتبہ آتی اب چھپ کر آؤنگی یہ سنکر لالہ زار بہت خوش ہوا برق نے یہ ناز و غمزہ ایسی باتین کین اور اشتیاق حیرت کا ظاہر کیا کہ لالہ زار پھولا نہ سماتا تھا کنیز سے پوچھا تیرا کیا نام ہی میق

کہا میرا سوسن نام ہی آج ملکہ کو ضرور لاؤنگی یہ کہکر خاصدان نکالا کہا ملکہ نے گلوری دی ہی گلوری مین اپنا اگال ڈالدیا اور فرمایا ہی کہ کہنا یہ گلوری کھالینا خاص ہمنے تمھارے واسطے بھیجی ہی لالہ زار نے کہا لاؤ گلوری مجھے دو برق نے گلوری نکال کے دی لالہ زار نے گلوری کو کھول کے دیکھا اگال ہی کہ یاقوت احمر کے ٹکڑے ہین خوشی خوشی کھا گیا برق زہر مار زہر مار کہتا جاتا ہی لالہ زار نے کہا بی سوسن یہ کیا کہتی ہو برق نے کہا نوش جان کے بدلے زہر مار کہتی ہون برا نہ ماننے مین آج ملکۂ عالم کو لاؤنگی جیسے ہی پیک لالہ زار کے حلق سے اتری گھبراکر کہا اے سوسن اس گلوری مین کیا تھا کہ میرا دل گھبرانے لگا برق نے کہا ذرا ٹھہر شعلہ جیسے ہی لالہ زار اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوگیا برق نے بتعجیل زبان مین سوزن دی پشتارہ باندھکر پشت سے سرنچہ چاک کرکے لالہ زار کو لے بھاگا میان صورت نگار اپنی بارگاہ مین آئی مصور سے کہ رہی ہو صاحب بڑے غضب کی بات ہی حیرت جادو تو بالکل انکار کرتی ہین فرزند میرا نہایت بیقرار ہی بڑے افسوس کی بات ہی آخر کیا تدبیر کرون مصور نے کہا صاحب چلو مین چلکر اپنے فرزند کو سمجھاؤن میان بی بی دونون چلے صرصر جاتی تھی اسکو بھی بلا لیا بارگاہ مین آکے دیکھا سحیرمن ناچ رہا ہی میان لالہ زار ندارد پشتارہ باندھنے کا نشان فرش پر معلوم ہوتا ہی صرصر نے دیکھکر کہا لو غضب ہوا برق فرنگی کا پتر معلوم ہوتا ہی صورت نگار پیٹتی ہوئی دوڑی سامنے ملکہ حیرت کے آئی کہا حضور بڑا غضب ہوا برق فرنگی لالہ زار کو گرفتار کرکے لیگیا حیرت نے زانو پر ہاتھ مارکر کہا ہاے کیا رسوائی ہی مذہب کا نام بدنام ہوا اب مسلمان کیسے خوش ہونگے کہ خداوندزادہ مشکین بندھکر آیا اے صورت نگار مجھکو مذہب کا بڑا خیال ہی ورنہ مین ہرگز دخل نہ دیتی مگر اب تدبیر رہائی کرنا واجب ولازم ہوا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر حیرت جادو نے سحر کیا ستارہ سحری بنکر چلی عقب مین صورت نگار و مصور بھی چلے سرماد ابرلق ریاقوت زمرد جسنے سنا کہ ملکہ حیرت گئی ہین وہ بھی چلا میان وقت سحر ہی ملکہ مہرخ بیرون بارگاہ تخت پر جلوہ فرما ہین تمام سرداران اسلام جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ دیکھیے یہ لالہ زار کیا گل کھلاتا ہی جبہ بند پرند نے خبر دی ہی کہ وہ ملکہ حیرت پر عاشق ہوا ہی ملکہ مہیار کو بیحد قلق ہوا کہا بڑی خرابی کی بات ہی خدا اپنا فضل شریک کرے آپس مین جھگڑا ہو تو مزا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ دیکھا سامنے سے برق فرنگی پشتارہ بندوش آتا ہی خواجہ عمرو نے پکارکر آواز دی

ای برق کسے لائے برق نے دہن سے آواز دی استاد خداوندزادے کی مشکین باندھکر لایا ہون
یہی بلبلاتا تھا ملکہ مہرخ نے کہا اسے ستون سے باندھدو جسنے سنا کہ لالہ زار گرفتار ہوکر آیا ہے سب سردار
دوڑے آئے کرسیون پر بیٹھے خواجہ عمرو نے کہا اب ہوشیار کرو برق نے بڑھکر فتیلہ دافع دارو سے بیہوشی
دیا ایک چھینک آئی لالہ زار نے آنکھ کھولکے اپنے کو بندھا ہوا پایا زبان مین سوزن سامنے ملکہ مہرخ
تخت پر بیٹھی ہین گرد تمام سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ملکہ مہرخ نے پکارکے آواز دی
او لالہ زار تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا ساری خدائی نکل گئی مشکین بندھکر ہمارے سامنے آئے
اب بہتر یہی ہے کہ غرور کو دماغ سے نکالو پیدا کرنے والے کو پہچانو باپ دادا پر اپنے لعنت کرو تمکو
بادشاہ لشکر کرینگے انشاء اللہ وہ مرتبہ ہوگا کہ تم یاد کروگے لالہ زار آنکھین نکالنے لگا جب تو جھلا کے
خواجہ عمرو نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد آیا لالہ زار کو زیر تیغ بٹھایا اب لالہ زار کی بیچارگی زلفون پریشانی
گھبرا گھبرا کے چہار جانب دیکھتا ہے کوئی دوست نہ مونس نہ غمخوار کوئی کلمہ خیر بھی بولنے والا نہین اب تو
لالہ زار نہایت گھبرایا جی مین کہتا ہے اب کیونکر میری جان بچیگی جلاد نے کوئلے کا خط گردن پر دیا اور
پکارکر آواز دی ای ملکہ عالم حکم اول ہے ذرا سمجھکر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہین ملکہ مہرخ
نے فرمایا ہمنے خوب سمجھ لیا ہے کیون ای لالہ زار اعتقاد وحدانیت نہ کریگا یہ بھی اپھولا ہوا بیٹھا ہے ملکہ نے
تیسرا حکم دیا جلاد چلا کہ سر کاٹ لون جیسے جلاد نے ہاتھ مارا ایک برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے
ہوے آواز آئی ای مسلمانان یہ بے ادبی منم ملکہ حیرت جادو اس زور و شور سے حیرت آگئے گری
کچھ اشیاے سحر بھی پھینکے کہ آندھی سیاہ چلی اندھیرا ہوگیا حیرت نے اُترکر لالہ زار کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی
لالہ زار نے جو حیرت کو دیکھا ہاے پیاری کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے حیرت نے ایک طمانچہ مارا
کہ لالہ زار بیہوش ہوگیا تڑاقے کی آواز سب نے سنی کہ صورت نگار تڑپتی ہوئی آکے پہونچی دوڑکے
حیرت سے کہا یہ کیا کرتی ہو خداوندزادے کو طمانچہ مارا حیرت نے کہا مین مار ڈالونگی حرامزادہ بیچیا
گلے مین ہاتھ ڈالتا ہے صورت نگار مصور نے لالہ زار کو گود مین لے لیا حیرت طرف اپنی بارگاہ
کے روانہ ہوگئین مصور صورت نگار لالہ زار کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آئے لالہ زار کی زبان سے
سوزن کو نکالا اب جو ہوشیار ہوا کہا کیون جی امان حیرت مجھکو نہ قبول کرینگی صورت نگار نے کہا
بیٹا اس خیال کو دل سے دور کرو وہ زوجہ افراسیاب ہے ایسا نہو تمھارے باپ کو خبر ہو پہونچے

اور فساد برپا ہو لالہ زار نے کہا آپ جا کر اپنی بارگاہ مین بیٹھیے مین وہ تدبیر کرونگا کہ ملکہ حیرت جادو خود دوڑی آئین اور اسباب کو طلاق دینا پڑے مین کیا اس فعل سے باز آؤنگا مین لاکھ ضبط کرتا ہون لیکن نہین ہو سکتا نہایت پریشان ہون میرا دل نہین مانتا کوئی نہ کوئی تدبیر ایسی نکل آئیگی کہ وہ خود آئے میری تو عجب کیفیت ہے اب یہ حالت ہے

نظم

لباس یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا — قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا
بہار گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین — بھلا مین کشتی مے سے کنارہ کیا کرتا
نقاب اُلٹ کے جو منھ عاشقون کو دکھلاتے — تمھین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا
سنا جو حال دل زار یار نے تو کہا — طبیب مرتے ہوے کا ہے چارہ کیا کرتا
ہلال عید کا ہر چند ہو جہان مشتاق — تمھارے ابروؤن کا سا اشارہ کیا کرتا
حقیقت دہن یار کھولتا کیونکر — نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا
قدم کو پیچھے رہ خوف ناک عشق مین رکھ — یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا
خم شراب نے مجھ مست سے نہ منھ پھیرا — کنار آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا
گداز موم سے بد استخوان کو پاتا ہون — پھر اور سوزش دل کا اشارہ کیا کرتا
بڑا ہی خوار علاقہ ہے گلشن الفت — بُری طرح کوئی اسمین اجارہ کیا کرتا
شراب خلد کی خاطر دہن ہے رکھنا صاف — وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا
شکستہ دل نہوا اس بت کے ماننے کیونکر — سلوک شیشے سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا
بہار گل مین پیالہ لگا لیا منھ سے — شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا
بہار گل مین تھا جامے سے باہر آتش — نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

عرصہ دراز تک رویا کیا آنکھوں سے تصویر ملکہ حیرت پھر رہی ہے تنہائی مین بیٹھکر ایک سحر کیا کچھ دستک دی کچھ ماش کے دانے چار جانب پھینکے ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا آنکھ حیرت کی بند ہوگئی حیرت نے عالم خواب مین دیکھا کہ لالہ زار قاعدے سے میرے پاس بیٹھا ہے حیرت نے گھبرا کر آنکھ کھولدی وزیرزادیون سے کہا او غضب دیکھو اس حرامزادے نے عجب حرکت کا سحر کیا ہے مجھکو یہ باتین معلوم ہوتی ہین جو خواب مین دیکھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ مجھکو اب بیٹھنا بھی دشوار ہے

مین جائے افراسیاب سے اطلاع کرتی ہون وہ آکے انکی گردن لیگا حرامزادے کو بھاگنا دشوار ہوگا
یہ کہکر حیرت جادو نہایت غصے مین طرف باغ سیب کے چلی راہ مین بھی حیرت کو یہی معلوم ہوتا ہو کہ
لالہ زار میرے ساتھ ساتھ ہو اور غصہ بڑھتا جاتا ہو یہان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہو گرد
نسبین جلیسین مصروف عیش و نشاط کہ دیکھا سامنے سے حیرت جادو مثل شعلہ جوالہ چلی آتی ہو افراسیاب
گھبرا گیا کہتا ہو سامری و جمشید خیر کرین کہ حیرت آگے پہونچی افراسیاب کو ایک دو تھپڑ مارا کہا او نامرد تجھکو
کچھ خبر بھی ہو کہ مجھپر کیا گذری افراسیاب نے کہا صاحب جلد بیان کرو حیرت نے کہا لالہ زار صندلپوش
بیٹا خداوند داؤد کا آیا ہو وہ مجھپر عاشق ہوا میان برق فرنگی تو بلائے روزگار ہین وہ پکڑ کے لیگئے تھے
مین نے جا کر رہا کیا اب اُسنے ایسا سحر کر دیا ہو کہ مجھکو کسی مقام پر آرام نہین ہو یہی ثابت ہوتا ہو کہ وہ
میرے پاس بیٹھا مجھکو ستا رہا ہو یہ سنکر افراسیاب کانپنے لگا کہا مین ابھی جا کر مار ڈالونگا مشیر و وزیر
سب لپٹ گئے کہا اے شہنشاہ جو کچھ کیجیے سمجھکر کیجیے ایسا نہو خداوند داؤد کے خلاف ہو تو بڑی مشکل پڑے
اب سب نے یہ صلاح دی کہ خداوند کے پاس چلکر فریاد کیجیے وہ خود سزا دینگے وہ ایسے امر کو کبھی گوارا
نہ کرینگے افراسیاب جادو حیرت کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف شہر داؤدیہ کے چلا راہ مین حیرت
کہتی جاتی ہو دیکھیے اے شہنشاہ سحر اُسکا بڑھتا جاتا ہو ابھی تک مجھکو وہی معلوم ہوتا ہو افراسیاب جادو
کہتا ہو قدرت کے سامنے سب حال بیان کرنا حیرت جادو کہتی ہو ایسا ہی ہوگا یہان خداوند داؤد
تخت پر بیٹھا ہو تمام وزرا و امرا حاضر ہین گھنٹے و ناقوس بج رہے ہین کہ افراسیاب جادو آکے
پہونچا پایۂ تخت کو بوسہ دیا جھک کے سجدہ کیا حیرت جادو ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئی داؤد
نے کہا اے بنی خاص خیر تو ہو حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب نے عرض کی یا خداوند آپ کے
صاحبزادے نے ہمپر بڑا ظلم کیا اُسکو عرض نہین کرسکتا اپنے ستے گذر گئے ہین انپر عاشق ہوے ہین سحر کر دیا ہو
کہ حیرت کو ناگوار معلوم ہوتا ہو غلام نے قدرت کا پاس کیا ورنہ آپ نے مجھکو وہ شرف عطا فرمایا ہو
کہ مین کسی سے پایہ کم کا نہین رکھتا ہو سکتا تھا کہ مین جاکے اُنکو جواب دیتا لیکن قدرت کا خوف
غالب تھا کہ ایسا نہو آپ کے خلاف ہو ہم فریادی حاضر ہوے ہین امیدوار ہین کہ اپنی داد کو پہونچین
یہ سنکر داؤد کانپ گیا کہا قدرت کبھی گوارا نہ کرینگے یہ عدالت یاد رہیگی یہ کہکر پکار کر آواز دی ارے
کوئی کنیز سامری حاضر ہو ایک پتلی گنبد سے اُتری حاضر حاضر کہکر سامنے آئی عرض کی کیا ارشاد

نفیس بنیا دہوتا ہی داؤد نے کہا لشکر افراسیاب مین جافلان بارگاہ مین لالہ زار بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی
اُسکو جلد لا کے حاضر کر بہت اچھا کہکر تلی چلی داؤد نے حکم دیا جلد میدان خونی کی تیاری کرو آج ہم
اُسکو دار پر کھینچینگے تمام وزرا امرا کانپنے لگے کہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہی حکم کی دیر تھی کہ تارہ کش تسمہ کش جلادان
خوک طینت میمون خصلت خرساے بادیہ ضلالت فوراً حاضر ہوگئے دارین استادہ ہوئین مگر تلی جو چلی
تھی لشکر حیرت مین آئی اُس بارگاہ پر آکے ٹھہرائی لالہ زار بیٹھا سحر کر رہا تھا کہ تلی کڑک کے گری لالہ زار
نے چاہا اپنے کو بچاؤن مگر نہ بچ سکا تلی نے کمر مین پنجہ دیا اے اُڑی آسمان پر لیے ہوے جاتی ہی لشکر مین
ہلڑ ہوا کہ تلی فرستادۂ خداوند داؤد تھی لالہ زار کو لیگئی خواجہ عمرو و برق وغیرہ صورتین بدل کر چلے
میان داؤد غصے مین کھڑا ہوا ہی کہ تلی نے لالہ زار کو لا کے سامنے داؤد کے ڈالدیا کہا یہ گنہگار حاضر ہی
داؤد نے لالہ زار سے کہا او بیحیا یہ تو نے کیا حرکت کی ہماری بندی کو جاکر ستایا ہم ان سب کے خداوند
ہین انپر پرورش کرتے ہین یا انکو ستانے کے پیے ہین تو نے کچھ خوف نہ کیا کان پکڑ کے دو تین طمانچے مارے
جلاد سے اشارہ کیا اسے دار پر لٹکا دو قدرت اپنے جاہ و جلال کے پابند ہین جلاد نے بار دیکر لالہ زار
کو زنجیر مین باندھا سر دار مین سرنگون لٹکا دیا اسوقت ایک غلو بلند ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ عدالت
اسکا نام ہی بندے کے واسطے فرزند کو دار پر کھینچنا قدرت ہی کا کام ہی ہر شخص کانپ رہا ہی داؤد نے
حکم دیا کہ تیر و کمان لاؤ فوراً تیر و کمان آئی بارہ ہزار تیر انداز اسکی پشت پر آئے داؤد نے تیر کو سحر کمان مین
پیوست کیا بارہ ہزار تیر سحر کمان مین پیوست ہوے جب داؤد نے کمان کو کھینچا بارہ ہزار سہمہ کش تر کے
داؤد نے تیر کو رہا کیا بارہ ہزار طائران تیر پر کھول کے چلے جب قریب سینۂ لالہ زار کے تیر پہونچے ایک
جھونکا ہوا کا چلا برق کڑک کے گری تیر ظلم ہوے داؤد تو بچا وہ تیر پلٹ کر اون کے سینون پر پڑے
مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرے بارہ ہزار جادوگر مر کر گرے ایک صداے مہیب آئی کہ زمین کانپ گئی آواز تھی
کہ او نابنجار بدکردار تو نے غنیمت نہ جانا کہ ہم تیری خدائی پر راضی ہوے اگر ہم دعوی کرتے تو تجھکو کون
پوچھتا منم جمشید تالی کڑک کے گرا دار کے ٹکڑے اڑادیے لالہ زار کو پنجے مین دبا یا اے لکلا داؤد
نے چاہا چاپڑون وزرا و امرا لپٹ گئے کہا حضور آپ کے چچا ہین اُنھون نے آپ کے فرزند کو بارہ برس
پرورش کیا یہ خبر ہوئی آخر آپڑے لیس سزا ہوگئی آپ اپنے نزدیک قتل کر چکے جمشید نے بلند ہوکر
آواز دی او افراسیاب خانہ خراب اگر اپنی خیریت چاہتا ہی حیرت جادو کو طلاق دے میرے فرزند کے

پہلو مین سلا دے ورنہ قیامت برپا کرونگا طلسم ہوشربا مین رہنا مشکل ہوگا مگر یہ کہتا ہوا جمشید ثانی لالہ زار کو لیے ہوے طرف گنبد جمشیدی کے روانہ ہوگیا داؤد نے کہا اے افراسیاب اگر تیرے ملک مین یہ ملعون آئے مارے جوتیون کے سر توڑ ڈالنا افراسیاب نے کہا مین حضور سے ڈرتا تھا ورنہ ابھی سمجھا دیتا اسکی کیا مجال ہی کہ میرے ملک مین آسکے اب قدرت نے فرما دیا مین سمجھ لونگا افراسیاب جاؤ خداوند داؤد سے رخصت ہوا اپنے ملک مین آیا مگر جمشید ثانی لالہ زار کو لیے ہوے گنبد جمشیدی مین آیا مسند بچھائی لالہ زار کو اسیر بٹھایا اور کہا اے فرزند تم نہ گھبراؤ مین حیرت کو تم سے ملاؤنگا لالہ زار صندلی پوش رونے لگا کہا اے والد ماجد کیا عرض کرون کلیجے پر میرے چھریان چل رہی ہین آتش عشق سے ہڈیان جل رہی ہین میری تو اب یہ کیفیت ہی

نظم

جو گلدستون کو دیکھوں دھیان آئے سرو دلجو کا
تصور عین کعبے مین بندھے محراب ابرو کا

کرون تحریر گر مضمون کوئی اُسکے گیسو کا
تو خوشبوئی سے خامے پر یقین ہو شاخ شبو کا

سوال وصل مین ہلنا پڑے و تیرے ابرو کا
اشارہ ہی برات عاشقان بر شاخ آہو کا

گیا سجدے مین دیکھا جب تمہارے مصحف رخ کو
نہین کم سجدے کی آیت سے رتبہ بیت ابرو کا

چڑھاتی ہو دماغ افلاک کو انسان کی کم وزنی
کرے میل زمین سنگین جو ہو پلہ ترازو کا

اُسی دم مجھکو ہوتا ہی افاقہ درد ہجران سے
تصور باندھتا ہون جب ترے تعویذ بازو کا

نظر آتے ہین کیا پردرد مضمون فکر کرتے ہی
دکھاتا ہی مجھے عکس درون آئینہ زانو کا

جو کھولے ہوے بال اُسنے کھونسے لیٹ سلیین کے
تو عالم موزون دیوار مین ہو نافہ آہو کا

نظر آتی ہو صاف اسمین مجھے انجام کی صورت
جو گورستان مین دیکھا ہی کوئی آئینہ زانو کا

بیٹھا انتظار یار مین تکیہ لگا کر مین
کہ جوشن بنگیا ہون اپنے دروازے کے بازو کا

اگر لب سرخ ہین تو نشے سے آنکھین بھی ہین گلگون
بتون نے کر دیا ہی ایک رنگ اعجاز و جادو کا

مین ہون عالم کے دیوانون مین موزون طبع دیوانہ
کرے مجھکو نشانہ کوہ کے سنگ ترازو کا

دوائر حرفون کے بنتے ہین طوق گردن قمری
رقم کرتا ہون گر مضمون اپنے سرو دلجو کا

قرہ جو ہی دہ گویا اک زبان کا کام کرتی ہے
وہ عالم ہنسنے دیکھا ہی کسی چشم سخنگو کا

یقین ہی سنتے ہی اُسکا سر پھیرنے لگے ناصح
بیان مین سامنے جسکے کرون اپنی لگاہو کا

ملک مالک کے جوا سنے یہ اشعار پڑھے جمشید ثانی نے کہا ای فرزند نہ گھبراؤ مین ملکہ حیرت کو لاکر تمھارے
پہلو مین بٹھاؤنگا مزا سحر و ساحری کا جب ہی ہو کہ بخوشی تیرا وصل قبول کرے مجھکو یہ خیال ہو کہ سرکشی
کریگی تجھسے زیادہ اسکو تیری خواہش ہو مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر جمشید ثانی عقاب بنکر چلا میان
ملکہ حیرت جادو ساتھ افراسیاب کے آئی اپنی بارگاہ مین آکے داخل ہوئی باغ سیب مین جانا
لشکر مین آنا ہمیشہ ضرورت رہتی ہو قضا سے کار ایک دن ملکہ حیرت جادو باغ سیب سے چلی طاؤس
زرین بال پر سوار طرف اپنے لشکر کے جاتی ہو تمام لشکر خواجہ عمرو مین یہ بات مشہور ہو کہ لالہ زار صندلی پوش
حیرت جادو پر عاشق ہوا ہو لالہ زار کے لیے سزا جزا ابھی ہوئی جمشید ثانی لے گیا ہو کہ مین حیرت جادو نہ
کو بچاؤنگا وقت سحر ہو ملکہ مہرخ سحر چشم تخت زرین پر جلوہ فرما ہین جملہ سرداران نامی حاضر خدمت ہین
خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین ایسے مین دیکھا ملکہ حیرت جادو طاؤس زرین بال پہ سوار طرف اپنے لشکر کے
جاتی ہین یکایک آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم جمشید ثانی او حیرت کہان جاتی ہو حیرت نے
چاہا سحر کرون اس زور و شور سے جمشید گرا کہ حیرت کی آنکھ بند ہو گئی جمشید نے گرمین پنجہ دبا حیرت
کو لیکر یاقوت و زمرد نے جاکر افراسیاب کو خبر کی افراسیاب بہ قہر و غضب تمام طرف گنبد جمشیدی
کے چلا بعد جانے افراسیاب کے یاقوت زمرد و مصور ساسرما و ابرق دونون وزیر لیکر سو سردار
پشت پر افراسیاب کے چلے خواجہ نے جو یہ معاملہ دیکھا اور بہار نے بلک کے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا
خدا حیرت کی آبرو بچائے جمشید بلاے روزگار ہو خواجہ نے کہا ملکہ مین ابھی جاتا ہون اگر خدا نے فضل کیا
تو حیرت کو بچاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو بھاگے طرف گنبد جمشیدی کے چلے میان لالہ زار صندلی پوش کیا
یاد حیرت مین بیقرار بیٹھا تھا کہ جمشید نے آواز دی ای فرزند مین تیری معشوقہ کو لایا جو لے گیا وہ کیا
لالہ زار خوشی خوشی اٹھا کہا آپ نے مجھکو زندہ کر لیا حیرت کو لاکے جمشید نے مسند پر بٹھایا کہا ای
فرزند زبان مین سوزن دے تو تب ہوشیار کرو ساحرہ زبردست ہو جب انکار کریگی مین تدبیر کرونگا
قتل تیرے یہ تجھپر عاشق ہو جائیگی لالہ زار نے زبان مین سوزن دی حیرت کو ہوشیار کیا حیرت
کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال پر ملال مین پایا بے اختیار رونے لگی جمشید نے قریب بیٹھکر کہا ای ملکہ
حیرت نے طلسمات تیار کرو انگا کہ ہوشربا سے بہتر ہو اسکا تجھکو بادشاہ کرونگا کیا مجال ہو کہ افراسیاب
تجھسے آنکھ ملا سکے حیرت نے شناسے سے کہا او جمشید مجھے قتل کر ڈال مجھسے بے طور ہاتھ لگاتا

لالہ زار صندلی پوش نے کہا اے والدہ نامدار دیکھیے وہی باتیں پھر آئیں بہت مشکل ہے کہ یہ مجھکو قبول کرے
جمشید نے کہا اے لالہ زار یہ افراسیاب کے نام کی دشمن ہو جائے تیری خدمت میں کنیز بنکر رہیگی لالہ زار
نے کہا مجھکو تو یقین نہیں آتا جمشید نے کہا اے فرزند دیکھو ابھی ظہور ہوتا ہے یہ کہکر دوڑا ہوا گیا گنبد سے اپنے
ہاتھ سے گلدستہ لایا لاکے مسند پر رکھدیا جیسے ہی اُسکی بو دماغ میں حیرت کے پہونچی چہرہ سرخ ہوگیا
آنکھوں میں لال ڈورے نشہ وحشت کے پڑگئے تھرا کے گری بیہوش ہوگئی جمشید ثانی نے کہا اے فرزند
اب میں گنبد میں جاتا ہوں یہ ہوشیار ہوتے ہی تیری اطاعت کریگی جو تیرا حال اسکے عشق میں ہے وہی
اسکا بھی حال ہوگا یہ کہکر جمشید ثانی تو چلا گیا لالہ زار بیٹھا ہوا دامن کی ہوا دے رہا ہے کہ حیرت جادو
کی آنکھ کھلی اُٹھ کے بیٹھی لالہ زار کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہے لالہ زار نے کہا اے جان جہان وای آرام دل
مشتاقاں میں تیرا عاشق صادق ہوں ہماری بات کا جواب دو حیرت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے
لالہ زار میری خود تجھپر جان جاتی ہے مدت سے میں تجھپر عاشق تھی مگر مجبور تھی تجھ تک نہ آسکی اب میں حاضر
ہوں جو تیرا حکم ہو بجا لاؤں لالہ زار پھول گیا تصدق ہوا نثار ہوا حیرت جادو ہر مرتبہ کہتی ہے صاحب کیوں
اسقدر بیقرار ہوتے ہو میں تمھارے پاس حاضر ہوں میں تو خود مدت سے تمھارے اوپر مرتی ہوں مجبوری
کہ ظالم کے اختیار میں تھی کیونکر آتی اب میں عمر بھر رہونگی ہوشربا سے مجھے کیا کام ہے وہاں کی سلطنت
یہاں کی فقیری بہتر ہے مجھکو آرام ملیگا وہاں جمشید گنبد میں بیٹھا ہوا اپنے ساتھ والوں سے کہہ رہا ہے دیکھو حیرت جادو
کیا مزے سے باتیں کر رہی ہے آئی بڑی ساحرہ بت ہوگئی میری زندگی بھر اسی حال میں رہیگی اگر افراسیاب
دخل دیگا بہت پچتائیگا لعل گرام نے شہنشاہ لاچین کی سلطنت چھین لی کارندے ملگئے اسکو قید سے چھڑا کر
بادشاہ کرونگا یہاں حیرت نے گلابی کھینچی جام بلوریں لبریز کیا کہا لو صاحب پیو لالہ زار نے خود ہاتھ
بڑھا دیا پکار اُٹھا بیت الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا ۔ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا
یہ شعر پڑھکے شراب پی گیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے بھرا حیرت جادو بھی بے اندیشۂ انجام جام پیکے بے اختیار
پکار اُٹھی

نظم

آنکھوں کو جانتے ہیں پیالا شراب کا ۔ مستوں کو فرض عین ہے پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا ۔ کشتی میں میری پڑگیا قطرا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام مے ۔ عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا

آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار | بتلا وہ آگ کا ہی مین مبتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر | دکھلا کے ٹکڑے کردیا شیشہ شراب کا

اس رنگ سے یہ اشعار حیرت نے پڑھے کہ لالہ زار بیقرار ہو گیا کہا صاحب سامنے کمرے مین چلو حیرت اٹھ کھڑی ہوئی لالہ زار جھومتا ہوا چلا حیرت ساتھ ساتھ جاتی ہین دونون عاشق و معشوق کمرے مین داخل ہوین وہان چھپرکھٹ لگا ہی کہ پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک لالہ زار صندلی پوش نے پلٹکر دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن دوڑی ہوئی آتی ہی ہنستی ہوئی دیکھکر آواز دی اس جوڑی کے نثار ہو ملکہ حیرت اب تمکو معشوق ملا ایک خوشی کی خبر لیکر آئی ہون اسکے نزدیک سننے کو عاشق و معشوق چھپرکھٹ پر بیٹھے صرصر ہنسکر باتین کر رہی ہی واری جب آپ کو جمشید لیکر آئے لشکرون مین بلڑ ہوا سب سردار سوتے پیٹتے پاس افراسیاب کے پہونچے افراسیاب نے جو یہ خبر سنی بہت رویا تلوار کھینچکر اپنا گلا کاٹ ڈالا اب چلکر ہوشیار پر غضب کیے سب امیر و وزیر کہہ رہے ہین کہ ملکہ حیرت کے پاس چلین وہ ہماری شاہزادی ہی ایک کا تھا وہ بھی اب لگا گیا آج لونڈی بھی شراب خوب پیے گی یہ کہکر جام بھرا ایک لالہ زار کو دیا اور کہا کل عالک بہ آپ کا قبضہ ہوگا لالہ زار نے وہ جام پیا ایک جام بی حیرت کو دیا یہ بھی بے اندیشہ انجام پی گئی ایک ایک جام جو دونون نے پیے لالہ زار نے کہا کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی حیرت نے کہا میرا بھی یہی حال ہی صرصر شمشیر زن نے کہا یہ شراب نوشیدہ ہو لی ذرا اٹھکر ٹہلیے جیسے ہی اٹھے بیہوشی نے طمانچہ مارا دونون لڑکھڑا کے گرے عمرو نے نعرہ کیا نعرہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم ہستم مستان
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہان گیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا لکہ ہر گلشن قبیل و قال
نشان تمہاری گردپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

خنجر کھینچکر عمرو چلا میان جمشید تالی نے بیٹھے بیٹھے لقتے مین دیکھا پر پرواز پیدا کر کے چلا میان آئے دیکھا عمرو خنجر کھینچکر چلا ہی وہین سے نعرہ کیا خبردار او عیار یان زادے کیا کرتا ہی عمرو نے دیکھا جمشید آتا ہی اور تو کچھ نہ بن پڑا بادھرے پاؤن مین باندھکر کوٹھے سے کودکے بھاگا ملا تاج جمشید دوڑے عمرو بھاگا کہ نکلی جاؤن جمشید نے آتے جو دیکھی لالہ زار و حیرت کو ہوشیار کیا کہا ارے

کمبخت اگر میں نقشہ نہ دیکھتا عمرو نے مارا ہی تھا جمشید کا ایک جادوگر ملازم ہی اُسکا نام قہر جادو عمرو ایک نخل کے سائے میں پہونچا تھا کہ قہر نے لیر کی آواز دی دونوں پاؤں عمرو کے زمین نے تھام لیے جمشید نے کوٹھے سے آواز دی اے قہر عمرو کا سر کاٹ لے ساربان زادہ مجھکو بھی افراسیاب سمجھا ہی قہر جادو تلوار کھینچکر چلا خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ قہر جادو تلوار کھینچے ہوے آتا ہی ملک مالک سے دعا کرنے لگے

نظم

بود ہمیشہ دم مرد اہل دم محفوظ — بشاہراہ طریقت شدم قدم محفوظ
محال نیست بیک حال حالت انسان — نہ برقرار خوشی و نہ رنج و غم محفوظ
نہ ملک و دولت اسکندری سلامت ماند — نہ ماند تخت سلیمان نہ جام جم محفوظ
کسی بہ ہیچ رہائی ز دست مرگ نیافت — نہ بیش ماند سلامت ازو نہ کم محفوظ
نہ عرش ماند نہ کرسی نہ آسمان نہ زمین — نہ لوح گشت مبرا نشد قلم محفوظ
کہ من بدست سخا گنج سیم و زر تقسیم — نشد بکیسۂ حرص و طمع درم محفوظ
بود محافظ حسن عمل اگر ہمراہ — شود ز حملۂ رہزن رہ عدم محفوظ
بوستان جہان باش مثل سرو آزاد — بہر بہار و خزان شو ز ہر الم محفوظ
بصلح کوش و سخاوت کہ درمیان جہان — بود ز رنج و الم صاحب کرم محفوظ
کسے ز گردش گردون دون نہ جان برشد — کسے نماند بدنیا ازین ستم محفوظ
نماند رستم و دارا و ساتی ہندی — ز ہر فریب و ز ہر مکر و پیچ و خم محفوظ

عمرو تو ملک مالک سے دعا کر رہا ہی مگر افراسیاب کا حال تحریر کیا جاتا ہی کہ جب باغ سیب سے چلا راہ میں وزرا امرا ملے سر بانے راہ میں کہا اے شہنشاہ ذرا دیکھیے تو کہ ملکہ حیرت کس حال میں ہیں افراسیاب نے ران پر ہاتھ رگڑا اُسکو دیکھکر سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا جمشید نے سحر کر دیا حیرت اپنے ہوش میں نہیں ہی آمادہ وصل ہو گئی اگر کہیں ایسا اتفاق ہوا اپنی جان دیدونگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی ہر مرتبہ ران پہ ہاتھ رگڑتا ہی اور کہتا ہی یارو بڑی خرابی ہی خود حیرت تحریک کر رہی ہو تو غضب ہی لالہ زار کے ساتھ تخلیے میں جاتی ہی بڑے نور و شور سے ڈنا ہوا آتا ہی وزیر و امیر پشت پر لاکھو ساحران غدار ایکبار افراسیاب جادو قہقہہ مارکے ہنسا ساتھ والوں نے پوچھا اے شہنشاہ کیا ہو

کہ آپ ہنسے افراسیاب نے کہا عمرو نے اسوقت مجھپر بڑا احسان کیا صرصر کی شکل بنکر پہونچا دونون کو بیہوش
کیا لیکن جمشید آگیا عمرو بیچارہ کا شکر ہو کہ وصل تو معطل رہا لو غضب ہوا قہر جادو نے عمرو پر سحر کیا میرے
دوست صادق کو قتل کیا چاہتا ہی آج مجھکو یہ بخوبی ثابت ہوا کہ عمرو دل وجان سے میرا دوست ہی
اگر وہ دخل نہ دیتا عصمت حیرت کی نہ بچتی کسوقت پر عمرو پہونچا یہ کہکر افراسیاب اور تیز چلا مثل شعلہ جوالہ
جاتا ہی کوشے پر سے لالہ زار وحیرت دیکھ رہے ہین اور پکارتے ہین کہ عمرو کا سر کاٹ لے افراسیاب جلدی
اسوقت آکے پہونچا کہ قہر چاہتا تھا ہاتھ تلوار کا ماروں کہ سر اسکا کٹجائے افراسیاب نے آسمان سے ہاتھ
ہلا دیا ایک برق کڑک کے گری قہر کے دو ٹکڑے ہوے جمشید نے جو افراسیاب کو دیکھا جھلاکر دوڑا
ساتھ والون سے کہا افراسیاب کو مارلو چار جانب سے کافر ٹوٹ پڑے افراسیاب اُن سب کے بیچمین
شیر نر لڑرہا ہی قہر کے مرنے سے خواجہ جھوٹ کے حقہ ہا سے آتشبازی مارنے لگے افراسیاب کہرہا ہی ای
خواجہ کیا کہنا خواجہ پکارکے آواز دیتے ہین مین تو حضور کا تابعدار ہون جان ومال سب آپ کے اوپر نثار
ہی لوگون نے مجھکو آپ سے جدا کر دیا افراسیاب نے کہا مین خوب پہچان گیا ہون افراسیاب جادو
ٹیسے زور وشور سے لڑرہا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی او ٹخنب یداب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا جمشید نے اشارہ
کیا لالہ زار وحیرت بھی آپڑے سب ملکر افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب انکے سحر کو کب مانتا ہی
جسنے سحر کیا افراسیاب نے دفع کر دیا حیرت نے بھی بڑھ بڑھکر سحر کیے افراسیاب انکو دفع کررہا ہی
کبھی جھلاکر کہتا ہی ایک سحر کر دون مگر حیرت پر رحم آتا ہی ایک طرف سے لالہ زار نے سحر کیا جمشید کے
سحر کو برابر دفع کررہا ہی ہر مرتبہ یہ ارادہ کرتا ہی کہ جمشید کو پکڑلون مگر جمشید برق جہندہ بنا ہوا سحر کررہا ہی
ایک جانب سے لالہ زار نے سحر کیا ایک جانب سے حیرت نے شعلہ چمکایا جمشید بھی تلوار وخنجر برسا
رہا ہی افراسیاب کو مہلت نہین ملتی چوٹی پر کوہ کی پہونچا وہان سے نعرے کر رہا ہی فوج والون نے
وہ بلوہ کیا ہی کہ افراسیاب کو دم لینا دشوار ہی یکایک سات سو نقارہ دیکھا دیکھا سب کے سر اڑے برف انداز
تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا تیرباب جنگ ہوا ساحران افراسیاب نے آکے زمین ہلا دی لاتنی جو مہلت
افراسیاب نے پائی کڑک کڑک کے گرنے لگا جس ساحر پر جا پڑا کسی کی کمر مین پنجہ دیکر اٹھا لیگیا
چیر پھاڑ کر پھینک دیا کمزورون پر آگ برسائی برف برسا کے ٹھنڈا کیا ملازمان افراسیاب نے
گھبرا ڈالا خوب جیکر سحر کر رہے ہین سامنے گنبد جمشیدی کے ہنگامہ گرم ہی افراسیاب فوجون کو درہم برہم

کرتا ہوا جاتا ہی جس صف پر پہونچا ایک دو پتھر مارا قاپ پیدا ہوا ہزارہا جادوگر غرق زمین ہو کے ہلاک ہوگے
فریاد فریاد کی صدائین بلند ہین ہمراہیان جمشید دردمند ہین جمشید بھی بڑے زور و شور سے سحر کرہا ہی
جمشید کو افراسیاب ڈھونڈھتا ہوا جاتا ہی یہ بھی افراسیاب سمجھ گیا ہی کہ حیرت جادو نہایت پریشان
ہو لالہ زار کو افراسیاب نے زخمی کیا یہ زخمی ہو کر پیچھے ہٹا یہ بھی افراسیاب سمجھ چکا ہی کہ حیرت جادو
سحر جمشید کے مبتلا ہی جب تک جمشید نہ قتل کیا جائیگا حیرت اپنے ہوش مین نہ آئیگی جب لالہ زار کو
افراسیاب نے زخمی کیا اور چاہا کہ سر کاٹ لون جمشید نے جو دور سے دیکھا وہین سے گولہ مارا لالہ زار کو
آواز دی ای فرزند ہٹ جاؤ مین اس سے سمجھ لونگا یہ کہکر جمشید بڑھا لالہ زار نے کنارے آ کے ٹھہرا
اپنا زخم باندھنے لگا کبھی بیقرار ہو کے کہتا ہی ہاے افسوس وصل معشوق سے محروم رہا چچا جان نے
سب سامان کیا مگر تقدیر میری بری تھی افسوس صد ہزار افسوس کیا کرون کیونکر دل کو سمجھاؤن
میری تو اب یہ کیفیت ہی

نظم

اس گل کی شکل پھرتی ہی چشم پرآب مین
دونی بہار حسن ہی کیفِ شراب مین
ساقی کہان شراب ہی دیر خراب مین
روشن ہی داغ گریۂ چشم پرآب مین
کرتا ہی اک جہان بسر شب کو خواب مین
دم بھر یہ بزم عیش غنیمت ہی ساقیا
سب پہلے برج قوس مین داخل ہی آفتاب
بالون مین یون وہ گوشۂ ابرو نظر پڑا
بے یار جام مین جو آنسو ٹپک پڑے
چھوڑی نہین عذار عرقناک پر یہ زلف
بے وجہ زلف یار الجھتی ہے بار بار
ہی رات چودھوین مجھے ساقی پلا شراب
نا سنج نہین ہی اسکے سوا فخر کچھ مجھے

اشکون مین تخت دل نہین گل ہین گلاب مین
بھڑکے نہ کیونکہ آتش رنگ گل آب مین
پانی کی ہی تلاش عبث اس سراب مین
پوشیدہ آفتاب نہین ہی سحاب مین
ہون کیون نہ مست بادۂ غفلت شباب مین
ہم بادہ خواری کرتے ہین جام حباب مین
رکھا جو اسنے پاے حنائی رکاب مین
ہو جسطرح ہلال نمایان سحاب مین
پیتے ہین جیسے پانی ملا کر شراب مین
گویا کہ تو نے مشک ملایا گلاب مین
کیونکر رہے نہ موے کمر پیچ و تاب مین
روشن ہو آفتاب شب ماہتاب مین
ہون امتِ جناب رسالت مآب مین

لالہ زار تڑپ رہا ہے چاہتا ہے لڑائی کا خاتمہ ہو مین معشوق کو لیکر اپنے میلو مین بیٹھون لیکن جمشید ثانی افراسیاب
پر جا پڑا ایسے ایسے گوسے مارے افراسیاب جب اشارہ کردیتا ہے گوز پھٹ کے گر پڑتا ہے جمشید نے برقین
چمکائین تلوارین برسائین خنجر لڑائے پیکان تیر چمکائے افراسیاب نے ان سب سحرون کو دفع کیا اب جمشید
تلوار پکڑ کے جا پڑا افراسیاب پر برس پڑا کئی ہاتھ مارے افراسیاب خالی دیتا جاتا ہے ایک مقام پر نعرہ لیا
اور بچا ایک وار ہمارا اٹھو قبول کر منہ سے شعلہ چھوڑا شعلۂ جوالہ سامنے جمشید کی آنکھون کے چمکا جمشید جھکا ہوا
سر جھکا لیا آنکھون کی روشنی کم ہوئی اوپر سے افراسیاب نے ہاتھ مارا جمشید نے سامری و جمشید کو پکارا
کئی سپرین فولادی اسکے سر پر حائل ہوئین مگر تیغہ افراسیاب جو چمک کے گرا سپرین کٹین سر پر تلوار پڑی
ہر چند جمشید نے روکا مگر تیغہ برق تاب کب رکتا ہے جمشید کے دو ٹکڑے ہو سے مرنا جمشید کا آندھی سیاہ اٹھی
سنگباری و برفباری ہونے لگی گنبد جمشیدی گرا افراسیاب پلٹا یا تو حیرت سحر کر رہی تھی یا لڑکھڑا کر گری
بیہوش ہوئی خواجہ عمرو نے قریب آکر دامن کی ہوا دی پانی کے چھینٹے بھی مارے اب حیرت جادو نے
آنکھ کھولی خواجہ کو اپنے بالین پر پایا کہا خواجہ تمنے بڑا احسان کیا آبرو میری بچالی عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم
آپ میرے حال سے آگاہ نہین ہین مین دل و جان سے آپکا خیرخواہ ہون حیرت نے کہا مجھے افراسیاب سے
بڑا حجاب ہے کہ مین نے کیسے کیسے سحر افراسیاب پر کیے اگر وہ کامل و اکمل نہوتے میرے سحر سے نہ بچتے
خواجہ نے کہا ملکہ شہنشاہ خوب آگاہ ہین کہ جمشید نے تمپر سحر کردیا تھا خواجہ سے حیرت باتین کررہی ہے کہ افراسیاب
بھی آکے پہونچا حیرت نے چاہا منہ چھپاؤن افراسیاب نے کہا اے ملکۂ عالم کیون شرماتی ہو مین بخوبی آگاہ
ہون کہ جمشید نے یہ فساد برپا کیا تھا تمنے دیکھا کہ خواجہ عمرو نے ہمارے ساتھ کیا احسان کیا مین بھی آج
خواجہ تمکو نہال کردونگا دامن مدعا در و جواہر سے بھر دونگا عمرو نے کہا ہم تو غلام ہین مجھے تو آپ سے
واسطہ ہے مین خاص اسواسطے آیا تھا کہ شہنشاہ کی ملازمت کرون یہان آتے ہی فساد برپا ہوگئے اگر مین
یہ عیاریان نکرتا کیونکر جان بچتی آج یہ حال سنکر میرا دل بیقرار ہوگیا سمجھا کہ یہ مقدمۂ ناموس ہے آئین جانبازی
ضرور ہے افراسیاب نے کہا خواجہ عمرو تمکو تعویذ بازو بنا کر رکھونگا عمرو نے کہا مین بھی خوب راضی کردونگا آپ
بہت خوش ہونگے حیرت غصے مین کڑک کے لشکر لالہ زار پر جا پڑی ایسے سحر کیے کہ لاکھون جادوگرون کو مارا
لالہ زار صندلی پوش زخمی ہو چکا تھا مگر دس ہزار آدمیون نے اسکا ساتھ دیا لیکن اب شکست اٹھاکے بھاگا
طرف صحرا کے روانہ ہوگیا اسکا ذکر زمانے مین تاریک شکل کش کے ہوتا ہے قصہ فلیسر اسکو بادشاہ بنا کر

لاتا ہی بعد لگچا سے لالہ زار کے ساحران باقی ماندہ جادر ہلانے لگے خدمت مین افراسیاب کی حاضر ہوسے
لڑائی فتح ہوئی افراسیاب نے کہا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہو خواجہ عمرو کا ہاتھ نہین چھوڑتا ملازمون نے
اسی مقام پر بارگاہ استادہ کی افراسیاب خواجہ کو ساتھ لیے ہوسے بارگاہ مین داخل ہوا الٰہی سو سے خلاق
نامی و ساحران گرامی موجود ہین کہ صرصر نے پہونچی افراسیاب نے خواجہ کو بڑا بھاری خلعت دیا
صرصر شمشیر زن نے دیکھا کہ آج تو خواجہ مرغ زرین سنے ہوسے بیٹھے ہین صرصر نے خادمون سے پوچھا آج
ساربان زادے نے کیا دام پھیلایا ہی افراسیاب نے کہا اے صرصر آج خواجہ نے وہ کارنمایان کیا
جی چاہتا ہی جان و مال دیدون حیرت کی آبرو بچائی اگر یہ نہ پہونچتے تو خاتمہ تھا صرصر نے اشارہ کیا
حضور سراسر مکر ہی ساربان زادے کے فریب مین آگئے افراسیاب نے غصے مین منہ پھیر لیا حیرت نے کہا
اے صرصر تمہارا کہین جب ہم مبتلاے مصیبت تھے عمرو نے آج وہ کارنمایان کیا کہ دوستی عمرو کی ہم
ظاہر ہوگئی اب اسکے مقدمے مین کچھ نہ کہو ہمنے خواجہ کو ملازم کیا کسی ملک کا بادشاہ کرینگے تاج اسکے
سر پر رکھینگے اگر تمکو ناگوار ہی اسوقت چلی جاؤ ہم تو خواجہ کو اپنا رفیق بنا کر رکھینگے خواجہ عمرو نے پکار کر
آواز دی اے ملکۂ عالم یہ میری ہمشیرہ ہین یہ کبھی مجھکو اچھا نہ کہینگی جب ہم تمہاری سرکار مین رہینگے انکو کون
پوچھیگا ایک دن مین مسلمانون کا خاتمہ کر دونگا مہرخ و بہار کی مشکین باندھکر لاؤنگا سب کو مین
شہنشاہ کے قدمون پر گرا دونگا جب مین جا کر انسے کہونگا کہ مین نے افراسیاب کی نوکری کر لی
تمکو لوگ اپنا ٹھکانا کرو سب کے جی چھوٹ جائینگے سب رومال سے ہاتھ باندھکر آئینگے صرصر نے کہا
او ساربان زادے خوب تو نے دام مکر پھیلایا خواجہ عمرو نے کہا تمہارے باوا کا اجارہ ہی آج سب کو
پیشکش کرینگے بارگاہ لوٹ لینگے تمہارا جی چاہے بیٹھو جی چاہے چلی جاؤ اب تمکو یہان کوئی نہ پوچھیگا
صرصر تو بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی باہر نکلکر اسنے صبا رفتار سے کہا آج تو ساربان زادے کا کیا جال پڑا ہی
حیرت و افراسیاب متحیر ہوگئے شہنشاہ نے ایسے کلمات فرمائے کہ مجھے تو بڑی حیرت ہی انکو موے کو
بھاری خلعت ملا ہی مرغ زرین بنا ہوا بیٹھا ہی صبا رفتار نے کہا اسوقت دخل نہ دیجیے ایسا نہو افراسیاب
بگڑ جائے جو باعث خرابی ہو دونون عیار بھیان بیرون لشکر ایک گوشے مین جا کر شہر مین مکر خیال لگا ہوا ہی
یہان خواجہ عمرو سامنے افراسیاب کے بیٹھے ہین صحبت آراستہ ہو رہی ہی کہ خواجہ نے کہا کیون شہنشاہ آج
صحبت بے نمک رہیگی افراسیاب نے کہا تمہاری صحبت ہی جسطرح جی چاہے آراستہ کرو خواجہ نے کہا

ای شہنشاہ دل تو آج یہ چاہتا ہی اسقدر شراب پیجیے کہ بیہوش ہو جائیے اور پھر ہوشیار ہو جیے آپکے سامنے غزلین گاؤنگا مین آپکو راضی کرین یہ بھی مشہور رہے کہ ایسا جلسہ کبھی نہوا تھا افراسیاب نے کہا جسطرح چاہیے صحبت آراستہ کرو خواجہ عمرو نے کہا امید وار ہون کہ کنجی میخانے کی مجھکو ملے مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہے افراسیاب نے کہا تمھین اختیار ہی حیرت نے کہا خواجہ اب ہمین تمسے کچھ شک نہین افراسیاب نے کنجی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ عمرو میخانے مین پہونچے سب شراب کو خراب کیا اور پکارکے آواز دی یارو جسکا جی چاہے شراب لیجائے تمام ملازمان افراسیاب دوڑے شراب اُٹھا کے لیجانے لگے کوئی کنٹر لیلیا کوئی گلابی لیلیا کسی نے تپلہ اُٹھایا مثل مشہور ہی مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہی شکر والے بے تکلف پینے لگے خواجہ عمرو سو کنٹر الماس نگار اُسمین مئے ارغوانی بھر کے نہایت تکلف سے محفل مین لائے حیرت نے کہا دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لایا ہی کہ جسے دیکھکر جی چاہتا ہی کہ پیجیے خواجہ عمرو نے کشتیان لاکر محفل مین رکھین کہا ای شہنشاہ آج گانا بھی سن لیجیے یاد کرینگے ملا لوگ ذکر کرینگے کہ خواجہ سامنے شہنشاہ افراسیاب کے گانے تھے افراسیاب جادو نے کہا خواجہ مین تمھارے گانے کا بہت مشتاق ہون خواجہ عمرو نے سازندون کو اشارہ کیا ساز درست ہوے خواجہ نے گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

اشعار

جی مرا مجھسے یہ کہتا ہی کہ نکلجاؤنگا — ہاتھ سے دل کے ترے اب مین نکلجاؤنگا

لطف ای اشک کہ جو تیغ کھلا جاتا ہون — رحم ای آہ شرربار کہ جلجاؤنگا

چین دینے کا نہین زیر زمین بھی نالہ — سوتون کی نیند مین کرنے کو خلل جاؤنگا

قطرۂ اشک ہون پیارے مرے ٹکتا تم — کیون خفا ہوتے ہو پل مارتے ڈھلجاؤنگا

اس مصیبت سے تو مت مجھکو نکال اب گھر سے — تو کہے آج ہی جا مین کہون کل جاؤنگا

میری صورت سے تو بیزار ہی ایسا تو دیکھ — شکل اس غم سے کوئی دن مین بدلجاؤنگا

پھیر مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل — پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکلجاؤنگا

ساحل بحر جہان پر ہون کہ جون سبزہ خشک — زیر پانی مین نہ تو آگ سے جلجاؤنگا

نطق کہتا ہو مرا آج یہ ہر ناطق سے — آخر ہو نثر ابھی طوطی کے سے ملجاؤنگا

کہتے ہین وہ جو ہی سودا کا قصیدہ ہے خوب — انکی خدمت مین لیے مین یہ غزل جاؤنگا

اس رنگ سے خواجہ نے یہ غزل گائی افراسیاب و حیرت تعریفین کر رہے ہین تمام اہل جلسہ کہتے ہین کہ اس فن خاص مین عمرو کا کوئی نظیر نہین ہی خواجہ نے کہا ای شہنشاہ ابھی کیا سنا ہی سب کو خوب راضی کرونگا سب خوش ہوگئے بعد ازان شراب کا چرچا شروع کیا اول جام افراسیاب کو دیا افراسیاب ایسا عمرو سے راضی تھا فورًا جام کو پیگیا عمرو نے دوسرا جام ملکہ حیرت کو دیا حیرت بھی خوشی خوشی پیگئی اب تو خواجہ عمرو نے دور باندھا شراب چلنے لگی باہر والون نے بھی خوب شراب پی اب جوش نشے ہوئے جوتی پیزار چلنے لگی ایک نے ایک کی پگڑی اُچھالدی ایک نے دھول لگائی کسی نے پاۓجامہ اتار کے پھینک دیا ننگے دوڑے جاتے ہین بعض نے ارادہ کیا کہ اپنے گھر چلے جائین نشے کے جوش مین اُٹھے سر جھکائے ہوے جاتے ہین گانے کی عادت سبب ہی کسی ٹھمری کا خیال آیا اُسکو گانے لگے ٹکڑی جو لی اُسی کے ساتھ اُلٹ گئے بعض مدت سے ایک رنڈی کو چاہتے تھے وہ بھی نشے مین ناکہ سے لڑکر نکلی ایک نخل کے سائے مین کھڑی گا رہی تھی اُدھر سے تماشابین صاحب آتے تھے پکارکر آواز دی ای جان جہان

وای آرام دل مشتاقان اب ضبط نہین ہوتا اپنا تو یہ حال ہی کہ عرض کرنا محال ہی نظم

الطاف جو وہ آپ کے پائے نہین جاتے — تکلیف تو کیا ناز اُٹھائے نہین جاتے
اندر سے بے درد سر مدفن عاشق — دو اشک بھی آنکھون سے بہائے نہین جاتے
جو ہم پہ گذرتی ہی کہین جلد گذر جائے — ہر روز کے صدمے تو اُٹھائے نہین جاتے
دشنام تمھارے لب شیرین سے نہین کیا — وہ تیغ لگاتے ہین کہ کھائے نہین جاتے
مرنے مین یہ تجبل ذرا سوچ تو ساقی — پانی کے بھی دو گھونٹ پلائے نہین جاتے
کوئی نہ پھرا قافلۂ ملک عدم سے — کیا پاؤن گڑے ہین کہ اُٹھائے نہین جاتے

یہ اشعار عاشقانہ جو تماشابین نے پکار کے پڑھے رنڈی نے کہا صاحب کیون اپنی بیقراری بیان کرتے ہو مین خود تمھاری مشتاق ہون مبتلا ے فراق ہون جلد آؤ دیر نہ لگاؤ تماشابین اُدھر سے دوڑے ٹھوکر جو لگی منھ کے بھل گر کے بیہوش ہوگئے تمام لشکر مین افراسیاب کے ہنگامہ گرم ہی کوئی دوڑا دوڑا پھر رہا ہی کوئی اُدک رہا ہی کوئی ڈاک رہا ہی کوئی دیوانہ وار وحشی مثال اُچھلتا کودتا پھرتا ہی کوئی نیبو کا سیاہ در طرح غریب لمبند کوئی بشاش کوئی دو دو شعر و کاندارون کی دو کانین تباہ عالم لشکر نگون افسردن کے کلیجے خون میان دربار مین خواجہ عمرو نے سب کو شراب پہونچائی گاتے بھی جاتے ہین افراسیاب کا دل لبھاتے ہین

بیٹھے بیٹھے افراسیاب نشے میں مبتلا ہوا کہا خواجہ آج تمہاری شراب نے خوب رنگ جمایا دیکھو پری زادو
جادو ناچ گئے بلکہ اٹھا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی لڑکھڑاکے گرا بیہوش ہو گیا حیرت ہاں ہاں کرکے اٹھی
بیہوش ہوگئی تمام اہل دربار ہاں ہاں کرکے اٹھے سب گرے برلب فرش بیہوش ہوئے اب تو
خواجہ نے نکلے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم شہ عیاران
اڑاتا ہوں کفار کے میں دھوئیں
مری چال سے ہو صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے
لقب ہے مرا برق خنجر گزار
سکیکے کون مکار غدار ہوں
در ملک پہ میرا پہرا رہا
پھیلا رہا ہوں میں نام کبھی برق کا

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کنوئیں
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

دوسرے پہلو سے ایک کنیز نے تڑپکر نعرہ کیا نعرہ برق تصنیف مصنف

کہ استاد ہیں خواجہ نامدار
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

تڑپنے میں میں برق رفتار ہوں
ارسطوئے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

عمرو نے کہا اب تو کیونکر آیا برق نے کہا استاد میں بھی پھرتا ہوا
اسطرف نکل آیا تھا آپ کے اوصاف حمیدہ سنے سب جادوگر ہی بیان کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو نے
افراسیاب کی نوکری کر لی میں بھی ایک کنیز کی شکل بنکر مشہور رہا اب غلام بھی شریک ہوگا خواجہ نے کہا
آپ نے مہربانی فرمائی مجھکو سرفراز کیا مگر آجکل مصاحبوں کا بڑا بلوہ ہے میں نے دم دیکھے یہ سامان کیا میری
تنخواہ میں تو نہ لگائیے گا برق نے کہا غلام بڑے خدمتگار ہی حاضر ہوا ہے خواجہ نے کہا جائیے ٹہلیے ورنہ آپ
میرے ہاتھ سے ذلیل ہونگے برق نے اتنے عرصے میں ایک نازنین مہ جبین کی انگوٹھیاں اتار لیں خواجہ
نے ایک جھپٹ مارا کیونکہ خواجہ مارتے بیٹھے ہیں مگر برق لوٹے ہی جاتا ہے آخر خواجہ نے جھلا کر کہا لے
سب مال جمع کر رکھا اب تو برق کی خوب بن پڑی دس انگوٹھیاں اتاریں پانچ خواجہ کو دیں پانچ
دو تین زمین میں چھپا دیں کچھ نشان کر دیا کپڑے سب کے اتار کے جمع کرتا ہے خواجہ نذر زنبیل کرتے
جاتے ہیں برق نے دیکھا کہ خواجہ دیکھتے جاتے ہیں ہال میں سے لپکے ایک جادوگرنی کو خنجر مار دیا جادو
گرنی کے مرنے سے اندھیرا ہوگا علامت بھی برپا ہوگی اسمیں اپنا کام کر لونگا حقیقت میں مرنے

جادوگرنی کے اندھیرا ہوا خواجہ نے کہا اے یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا اسکا ابھی کیا ہے عمرو نے کہا مجھے
تو سب کو لوٹنا منظور ہے اب جو دو چار جادوگرنیاں مرین علامت اُٹھ مرنے کی برپا ہوئی صرصر و صبا رفتار
ایک باغ ویران میں پڑی سو رہی تھیں صرصر کی آنکھ کھل گئی کہا لو صبا رفتار عمرو کا ہنگامہ قائم ہوا
دیکھو جادوگرنیوں کے مرنے کی آواز آرہی ہے دونوں اُٹھکر دوڑیں لشکر میں آکے دیکھا سب بیہوش
پڑے ہیں صرصر نے کہا میں تو کہتی تھی مگر میرا کہنا نہ مانا ہے دو اُٹھا کے دیکھا دونوں اُستاد و شاگرد
لوٹ رہے ہیں صرصر نے للکارا او ساربان زادے یہ کیا کرتا ہے عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اے جان جہان
میرا نقصان چاہتی ہو تمہارے ہی واسطے ساری مشقت کرتا ہوں جاؤ اسوقت چلی جاؤ صرصر نے
پتھر مارا عمرو نے پینترا بدل کے خالی دیا برق نے کہا اُستاد دونوں کو سمجھا دوں عمرو نے کہا بیٹا بڑا خوف
یہ ہے کہ کہیں افراسیاب کو نہ جگا دے صرصر اسی فکر میں ہے کہ افراسیاب کو ہوشیار کروں کئی پتھر
عمرو کو مارے عمرو نے خالی دیے صبا رفتار نے بڑھکر افراسیاب پر حباب دافع دارو ے
بیہوشی مارا افراسیاب نے کروٹ لی عمرو و برق بھاگے صرصر و صبا رفتار نے افراسیاب و حیرت کو ہوشیار
کیا افراسیاب نے اُٹھکر دیکھا کہ تمام بارگاہ مزبلہ قصابان بنی ہوئی ہے صدہا کے سر کٹے ہوئے پڑے
ہیں بارگاہ لٹی ہوئی افراسیاب نے یہ دیکھکر سر پیٹ لیا اور کہا اے حیرت ساربان زادے کی حرکت
دیکھی حیرت نے کہا حضور اس ظالم کی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں یہ کیا حرکت کر گیا افراسیاب نے کہا
اے حیرت ساربان زادے کی قضا آئی ہے اسکو قتل کرونگا اب اسکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر حیرت سے
کہا تم تو لشکر میں چلو میں وقت پر آؤنگا یہ کہکر افراسیاب جادو طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہو گیا

یہ داستان جلد سوم سے متعلق ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان آمد شہنشاہ شعلہ خیز و مردار بندہ گہر ریز از پردۂ ظلمات و عیاری برق فرنگی و خواجہ عمرو عجب داستان آخر عنوان ہے و دیگر حالات

متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ خمسہ

کسی لبنگدہ تا کے بعہد ممن باشد | ز داغ رشک عدو گرم سوختن باشد

بگشتہ جگر افشان و نعرہ زن باشد
خوش است خلوت اگر یار یار من باشد
نہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

ہنگامہ آئے ہیں اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم
کہ غیر سے بھی ملاقات ہو اگرچہ ہو کم
ہمیں پسند نہیں یہ وفا یہ لطف و کرم
من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
کہ گاہ گاہ بر او دست اہرمن باشد

کہاں تلک رہے خاطر میں حزن و رنج و ملال
بس اسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال
کہاں تلک ستم رشک سے ہو جان پامال
روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

عدو کی بات بھلی اور برے مرے اشعار
کہاں ہے جلد پہونچ اے ہد ہد صبا رفتار
پسند نالۂ زاغ اور رد نوائے ہزار
ہمائے گو مفگن سایۂ شرف زنہار
دران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

وفور وحشت و جوش قلق ہے روز افزون
اگرچہ خوار و زبون دشت دشت پھرتا ہون
نہیں ہے صبر و شکیب و قرار و تاب و سکون
ہوائے کوئے تو از سر نمیرود بیرون
غریب را دل آوارہ با وطن باشد

میں کیون وہ بات کرون جس سے ہو وہ شوخ خجل
ہر ایک حرف ہے یان دل شگاف و تاب گسل
وفور ولولہ کے التماس سے حاصل
بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوزی کہ در سخن باشد

ہے مومن آگے ترے کیا ہی دم بخود حافظ
تو رہنماے سخن اور نابلد حافظ
محال ہے جو کرے تجھسے جد و کد حافظ
لسان سوسن اگر وہ زبان شود حافظ
چو غنچہ پیش تو اش مُہر بر دہن باشد

پھر وہ فنا خوانِ مرحلہ جاتِ دشتِ پُر ہول عیاری و طے کنندگان منازلِ خارستانِ طراری اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہیں شعر واقفانی کہ در سخن فردند + شرح این داستان چنین کردند + زمانہ وہ ہے کہ لشکر خواجہ عمرو پشتۂ رنگین حصار پر فروکش ہے ملکہ حیرت جادو زنِ افراسیاب

مقابلے مین اُتری ہوئی ہی اکثر سردار افراسیاب نے بھیجے کچھ تو ہاتھ سے عیاران اسلام کے مارے گئے
کچھ ہاتھ سے ملکہ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ کے واصل جہنم ہوئے ملکہ مہرخ نے حکم دیا ہی کہ یارو
دریافت کرو کیا سبب ہی کہ لشکر حیرت مین طبل جنگی نہین بجا شاید کسی کا انتظار ہی یہ سنکر برق و چالاک
صورتین تبدیل کرکے لشکرون مین آگئے ملے برق تو قلعہ مین رہا چالاک ایک کنیز کی شکل بنکر پشت پر ملکہ
حیرت کی آیا سومال ہاتھ مین لیکر مگس پرانی کرنے لگا یکایک ایک برق آسمان پر چمکی ایک طائر سفید رنگ
آسمان سے پیدا ہوا کاندھے پر حیرت کے آکے بیٹھا گلے مین اُسکے ایک نامہ بندھا ہوا تھا وہ نامہ کھول لیا
اب جو حیرت نے اُسکو کھول کر پڑھا طرف سے افراسیاب کے مرقوم تھا کہ اے ملکہ عالم شہنشاہ لعل خیز
زوجہ اُسکی مروارید گہر ریز جاکمان پردۂ ظلمات تمھاری مدد کو آتے ہین سحر و ساحری مین طاق علم نیرنج و
شعبدہ مین شہرۂ آفاق سات لاکھ فوج سے قریب گلستان کوہ فروکش ہین اسی ہفتے کے اندر آجائینگے
ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑینگے حیرت جادو یہ نامہ پڑھتی جاتی ہی چالاک بھی پشت پر کھڑا پڑھ رہا ہی حیرت
کیا جانے کہ کنیز بھی پڑھی ہوئی کھڑی ہی نامے مین یہ مرقوم تھا اس مضمون کو ابھی مشتہر نہ کرنا حیرت نے نامہ
پرزے چاک کرکے اگالدان مین ڈالدیا اگر کسی نے پوچھا کہ شہنشاہ نے کیا لکھا تھا حیرت نے کہا کچھ مقدمۂ راز
نیاز تھا وہ کہنے کے لائق نہین ہی سب خاموش ہو رہے چالاک ہٹا باہر نکلا کہ جاکر ملکہ مہرخ سے خبر دار
برق نے دیکھا کہ چالاک نے کچھ دریافت کیا اُس سے پوچھنا چاہیے یہ سوچ کے برق بھی الگ ہوا راہ مین
چالاک سے ملاقات کی پوچھا کیون خلیفہ صاحب اسوقت اس کاغذ مین کیا مضمون تھا چالاک نے کہا ابھی
سے معلوم ہوتا ہی ایسا نہو تم دوڑے جاؤ برق نے کہا بھلا مین بے صلاح آپ کے کوئی کام کرونگا آپ
فرمائیے تو چالاک نے کہا میان لعل خیز و مروارید گہر ریز یہ دونون زن و شوہر پردۂ ظلمات سے آتے ہین
مین جاکے ملکہ مہرخ سے عرض کرونگا برق نے کہا جب یہان آجائینگے سمجھا جائیگا ذرا مین اپنے لشکر کو
دیکھلون چالاک تو بڑھ گیا برق ٹھہر گیا پھر ترپ کے لشکر سے نکلا صحرا مین آکے سوچنے لگا کہ برق اگر
ان دونون زن و شوہر کو مارا یا گرفتار کر لائے تو بڑا نام ہوگا اُستاد سے ذکر کرینگے وہ منع کر دینگے جانے نہ دینگے
بیٹے کا نام ہو چالاک کو بھیجینگے یا خود جائینگے یہ دل سے سوچتا ہوا طرف گلستان کوہ کے چلا بعد
قطع منازل و طی مراحل ایک صحرائے سبزہ زار و فراخ دلکشا مین پہونچا دور سے دیکھا سات لاکھ ساحر کا
لشکر اُترا ہوا ہی ایک بارگاہ کلان استادہ ہی لشکر مین بڑی چہل پہل ہی برق فرنگی بیرون لشکر ایک نخل کے

سامنے مین کھڑا ہوا تماشا سے لشکر دیکھ رہا ہی صبح کا وقت ہی ایک مہترانی نوجوان خیمے سے بیت الخلا کے طشت لیکر آتی ہی صحرا مین پھینک کے چلی جاتی ہی برق نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک جوان خدمتگار کی شکل بنکر تیار ہوا ادہ مہترانی طشت لیکر آئی پھینک کے پلٹی جاتی تھی کہ برق نے آواز دی میان جانے والے ذرا ادھر دیکھتے جاؤ ہم بھی ایک نگاہ محبت کے مشتاق ہین مہترانی نے پلٹکر دیکھا ایک نوجوان کمسن گردن مین طوق منت کے پڑے ہوے لباس معقول زیب جسم اشارے سے اپنے قریب بلاتا ہی اُس مہترانی نے ہنسکر کہا کیون صاحب کیا کام ہی برق نے ہاتھ باندھکر کہا ذرا میرے قریب آئیے تو دل کا حال کہون عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی بقول شاعر

نظم

تمسے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے
گھر ہوا کے یہ مہمان رہے یا نہ رہے

خواب غفلت ہی ہی بہتر کہ ہم آغوش ہی یار
آنکھ کھلنے پہ یہ سامان رہے یا نہ رہے

ڈھونڈھتا تھا دل گم گشتہ کو بس ڈھونڈھ چکے
اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے

بندۂ عشق ہون اللہ سے کہتا ہون یہی
بت سلامت رہین ایمان رہے یا نہ رہے

جس پری نے ہمین دیوانہ بنا رکھا ہی
وہی کہدے کہ ہم انسان رہے یا نہ رہے

بھیجتے ہین کہین ہم دل کو مگر سوچ یہ ہی
ہمکو آپکا بھی کچھ دھیان رہے یا نہ رہے

میری حیرت کو نہ پوچھیگا تمھارے آگے
آئنہ بزم مین حیران رہے یا نہ رہے

کنگھی زلفون مین کرو کیا دل عشاق سے کام
ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے

سجدہ جبدن سے کیا اک بت کافر کو جلال
شک ہی ہمکو کہ مسلمان رہے یا نہ رہے

اس حسرت سے یہ اشعار برق فرنگی نے پڑھے کہ مہترانی کو اسکے حال پر رحم آگیا قریب آکے کہا مین کام سے فرصت کرکے آؤنگی خنوا کا باپ ہر وقت ہشیار رہتا ہی دیر ہوگی تو پوچھیگا برق فرنگی نے کہا اچھا ایک بات تو سن لو ہمکو میلے ہی کپڑے پسند ہین جبدن سے تمکو دیکھا ہی آب و دانہ ترک ہوا کالی کالی راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹتی ہین کچھ تو میرے دل کو تسکین ہو مہترانی قریب آئی برق فرنگی نے باتین کرتے کرتے حباب مارکے بیہوش کیا کنارے لاکے ڈالدیا وہی لہنگا پہنا طشت خالی ہاتھ مین لیا وہی صورت وہی وضع وہی خال وہی خط کوے کو مٹکاتا ہوا چلا لشکر مین سیاہ سوج لڑتا ہوا آوازے کستا ہوا کسی کو انگوٹھا دکھا دیا کسی کا منھ چڑھا دیا ساحر کہتے ہین کنگلیا بڑی بیباک ہی

گاڑھے کی کرتی پہنے ہوے دونوں نارپستان کلیجون کو برماتے ہین لنگنیا بھی ہنستی ہوئی قریب خیمہ
بیت الخلا کے آگے کھڑی ہوئی کہ یکایک ہلڑ ہوا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا اری لنگنیا ہوشیار
ہوجا ملکہ مروارید گہر ریز آتی ہین برق فرنگی کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا مگر دل مضبوط کرکے
سر اپنے پٹ لپیٹ کے کھڑا ہوا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین وجمیل دریاے جواہر مین غوطہ زن
پانچے تھامے ہوے چند کنیزین پشت پر نہایت ناز سے آتی ہے برق فرنگی نے جھک کے سلام کیا
مروارید گہر ریز نے پوچھا اری لنگنیا چپ کیون ہے برق فرنگی نے کچھ جواب نہ دیا پردہ اٹھاکر کہا حضور اندر
چلین مروارید اندر خیمے کے گئی سب کنیزین باہر ٹھہرین برق فرنگی بھی بصورت مہترانی اندر آیا چوکی
وغیرہ درست کرنے لگا مروارید گہر ریز کے کان مین ہچکیون کی آواز آئی مروارید گہر ریز نے پوچھا اری
لنگنیا خیر تو ہے کیون اسقدر روتی ہے برق فرنگی نے ہاتھ باندھکر کہا حضور میرا مرد مجھکو بہت حیران کرتا ہے
یہ کہکر قریب آئی کرتی شیمہ پر سے ہٹاکے کہا دیکھیے نیل پڑے ہوے ہین مروارید گہر ریز نے کہا نہ گھبرا
مین ابھی چلکر سزا دونگی برق فرنگی نے باتین کرتے کرتے اسکو بھی بیہوش کیا مگر خوف سے کانپ رہا
ہے بتعجیل کپڑے اتارے جلدی جلدی زیور بھی سب اتار رنگ و روغن عیاری کا لگاکر مروارید گہر ریز
کی صورت بنکر تیار ہوا مروارید گہر ریز کو ایک چٹائی مین لپیٹ کر کونے مین کھڑا کردیا اب بہ صورت
مروارید برق فرنگی اُس خیمے سے باہر نکلا کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ کو اسوقت بڑا غصہ ہے تیوری پر بل
پڑے ہوے ہین کنیزون نے دست بستہ عرض کی حضور خیر تو ہے اسوقت حضور کو نہایت برہم پاتے
ہین برق فرنگی نے کہا اسوقت ہمارا دھگڑا کہان ہے کنیزون نے عرض کی اسکو لونڈیان نہین سمجھین
صاف صاف ارشاد فرمائیے برق فرنگی نے کہا یہ نگوڑا جلاد شعلہ خیز کہان ہے کنیزون نے کہا حضور
بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین مصاحبون سے کچھ باتین ہو رہی ہین کہا اُس نگوڑے کو مصاحب
کبھی چھوڑتے ہین جاؤ جاکر مصاحبون سے کہو باہر جاکر ٹھہرین ہم کچھ اُس جلاد سے باتین کرینگے
کنیزین دوڑی ہوئی گئین جاکے شعلہ خیز سے کہا ملکہ عالم کو آج بڑا غصہ ہے فرمایا ہے سب مصاحب باہر
ٹھہرین آپ سے کچھ باتین کرینگی شعلہ خیز سمجھا مین شب کو نشے مین سو گیا اُسی کی شکایت ہوگی یہ چلکے
مصاحبون سے کہا باہر جاکر ٹھہرو گلابیان وغیرہ میز پر رکھوادین شعلہ خیز تنہا بیٹھا کہ مروارید گہر ریز
غصے مین آے پہونچی مروارید کو دیکھکر شعلہ خیز اُٹھ کھڑا ہوا ہرچند کہ شعلہ خیز بھی بڑے خاندان سے تھا

تمہر طلمانی کا بیٹا ہی گرز وجہ سے بت ڈرتا ہی کہا کیون صاحب مزاج کیسا ہی برق نے پٹے پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا کیون نگوڑے کیا مجھکو ڈرتا ہون مین کھا جائیگا مجھے ہر وقت گھورا نکر میرا خون بہت ہلکا ہی مجھے بخار چڑھ آتا ہی دیکھ پنڈ اچھیکا ہی گلابی اُٹھا اور کچھ دل مین نہ سمجھنا ایک جام مین پیون ایک تجھے پلاؤن مین کیا تیری صورت کو آگ لگاؤنگی اب مین جا کر منھ ہاتھ دھوؤن شعلہ خیز نے سر گلابی منہ پر سے اُٹھائی کہا لو صاحب یہ حاضر ہے تمہارے حلم کے مین کبھی ہاتھ نہ لگاؤنگا برق فرنگی نے مسکرا کر کہا ارے بیحیا تجھے اختیار ہی کلیجے پر چھری پھیر دے ایک چٹکی بھی لے لی شعلہ خیز نہایت خوش ہی برق نے راز و نیاز کر کے جام شراب لبریز کیا کہا لے بیحیا پی شعلہ خیز نے جام ہاتھ مین لیا جیسے ہی چاہا کہ لبون سے لگاؤن کہ بازو پر اسکے ایک سونے کا پتلہ بندھا ہی اُسنے سر ہلایا برق فرنگی نے اسکا بھی خیال نہ کیا چٹکی لیکر کہا ارے بیحیا نہین شاید کچھ اور بات دل مین سوچ رہا ہی اور کچھ خیال نہ کر شعلہ خیز نے لبون کے قریب جو جام شراب پہونچایا اب تو پتلے نے مثل انسان کے آواز دی اے شہنشاہ اس جام کو نہ نوش فرمایئے گا انجام منتہر ہوگا اب تو شعلہ خیز نے بنگاہ قہر دیکھا کہا ارے تو کون برق فرنگی نے مسکرا کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی تیرے باپ نے کیا کہا یہ کہکر چاہا کہ جام مارون شعلہ خیز نے بنگاہ قہر طرف برق فرنگی کے دیکھا رنگ و روغن عیاری کا برق کے چہرے سے اُڑ گیا اب تو شعلہ خیز چھاتی پر چڑھ بیٹھا تلوار برہنہ گلے پر رکھکر کہا ارے تو کون ہی میری معشوقہ کو کیا کیا برق فرنگی نے ہاتھ باندھکر کہا حضور برق فرنگی میرا نام ہی خواجہ عمرو کا شاگرد ہون اب آپ خنجر میرے گلے پر سے ہٹا لیجیے در نہ ملکہ کو صدمہ ہوگا مین بیہوش کر کے لے گیا ہون جو صدمہ مجھپر پہونچیگا وہی تکلیف آپ کی معشوقہ کو بھی ہوگی شعلہ خیز کلام سنکر کانپنے لگا خنجر گلے پر سے برق کے ہٹا دیا منتین کرنے لگا کہا اے برق جو تو کہیگا مین وہی کرونگا ملہ میری معشوقہ کو بتا دے کہ وہ کہان ہی ورنہ تجھے زندہ نہ چھوڑونگا تو نے بڑا غضب کیا میری معشوقہ کو جلد بتا دے مین اپنے دل کی کیا کیفیت کہون دل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی تو کیا جانے میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین

نظم

فزا پاتے ہین خوان عشق کے جو ہم نوالے مین | وطیرون کو ملا ہو گا نہ مرشد کے پیالے مین
کہانکی شوخیان یارب کبھی تھین میرے نالے مین | تڑپنے کی صفت پیدا ہوئی تڑپانے والے مین
تڑپ کے لگی ہے اپنی کسی جانب شب فرقت | اندھیرے مین چلے ہین گھر سے بجلی کے اجالے مین

اُڑے جاتے ہین شوق دشت پیمائی مین دیوانے — سوار اک اک ہوا پر ہی جنون تیرے رسالے مین
پکارین چاند کو جس شب کوئی آنکھون مین پھرتا ہی — ہمارا چاند دھانون مین ہی تو ہر ایک ہالے مین
گلے کے ہار مین تیغ اپنی لٹکا لے اگر قاتل — تو پھر مالا سبے تلوار مین تلوار مالے مین
ہوسنے کان رکھکر حال تم بیتابی دل کا — دکھا دیتا کہ مچھلی یون تڑپ جاتی ہی بالے مین
لبون تک بھر مین آکے رہنجاتا ہی دم اپنا — نہ دو چاہت اتنا مسافر کو نہ چالے مین
بھر آئے کیون نہ دل رہ رہ کے تیری بزم مین ساقی — نہ دیکھین اپنے جار آنسو بھی جب خالی پیالے مین
دل زخمی مین ایسی گدگدی کی یاد قاتل نے — ہنسی ہونے لگی زخم کہن مین اور آلے مین
دکھادو آج تو سینے کا جوبن وصل کی شب ہی — چھپائے بیٹھے ہو کیا ان ترنجون کو دوشالے مین
عجب در پردہ شوخی کی ہر گلچین سے جلال نے — چھپا ہی خون مرغان گلستان کا گل لالے مین

ان اشعار کو پڑھکر شعلہ خیز بہت رویا کہا اے برق فرنگی اگر تو نے میری معشوقہ کو نہ دیا تو تجھے بھی زندہ نہ چھوڑونگا اب برق نے فقرے دینا شروع کیے اور کہا تھوڑی دیر کی مجھے فرصت دیجیے تو مین آپکی معشوقہ کو ڈھونڈھ لاؤن شعلہ خیز کہتا ہی اے برق آخر تو نے میری معشوقہ کو کہان رکھا ہی برق ہر بات کو ٹال دیتا ہی جب شعلہ خیز بہت جھلاتا ہی تب برق کہتا ہی مین بتائے دیتا ہون شعلہ خیز رک جاتا ہی برق کہتا ہی کسی جادوگر کو میرے ساتھ کر دیجیے مین ملکہ کو ڈھونڈھ لاؤن شعلہ خیز کہتا ہی آخر بتا تو کہان ڈھونڈھنے جائیگا برق نے کہا راز و نیاز کی باتین نہ پوچھیے ایک لاکھ چوراسی ہزار بچون کا بھائی ہون مین جھوٹ نہ بولونگا شعلہ خیز پھر خنجر کھینچتا ہی کہ تجھکو مار ڈالونگا برق فرنگی کہتا ہی حضور بہت غصہ نہ کیجیے میرا خون خشک ہوا جاتا ہی مجھکو مار کے بہت پچتائیے گا میری زندگی مین امید ہی ورنہ پھر ملکہ کو نہ پائیے گا شعلہ خیز کہتا ہی اے برق مین کیونکر تجھے سمجھاؤن برق کہتا ہی مین سب کچھ سمجھتا ہون میرا کہنا مانیے شعلہ خیز کہتا ہی یہان سے ایک قدم نہ ہٹنے دونگا اگر ستایا اپنی جان تیری جان ایک کرونگا برق کہتا ہی آپ میرا کہنا نہین مانتے یہ بڑے غضب کی بات ہو گئی ہونی شی کا ماننا دشوار ہوتا ہی شعلہ خیز نے کئی لاکھ روپیہ کا جواہرات منگا کر سامنے رکھ دیا کہا اے برق اسقدر تو نقد دیتا ہون اور تجھکو ملازم کر لونگا اور ہمیشہ احسان مانونگا مگر میری معشوقہ کو مجھسے ملا دے برق نے سوچا کہ اب اسکے پنجۂ ظلم سے رہائی مشکل ہی اگر کچھ فقرہ دیکر مین نکل بھی گیا تو عمرو اور یہ گہر ریز کو پانا دشوار ہی

بیچ لشکر مین خیمہ بیت الخلا ہے یہ کام اُستاد سے ہوگا وہ ارسطو نظر لقمان حکمت ہین مجھکو بھی نکال لیجائینگے
اور اسکی زوجہ کو بھی لیجائینگے مین نکل نسکونگا یہ دل مین اپنے سوچ کے چپ ہو رہا جب شعلہ خیز نے
نوکر رکھنے کے وعدے کیے اور جواہرات بھی سامنے رکھے برق فرنگی تڑپ کے اسقدر رویا کہ دامن و گریبان
تر ہو گئے شعلہ خیز نے کہا اے برق کیون اسقدر روتے ہو برق فرنگی نے کہا حضور آپ کی باتون نے
دل پر تاثیر کی اب مین بیان کیے دیتا ہون مگر رونا یہ ہے کہ اپنے بھائیون سے چھوٹتا ہون انھین کے
ساتھ پرورش پائی اے شعلہ خیز اصل یہ ہے کہ ہم لوگون کی تنخواہین تین تین روپے کی ہین بردہ فروشی
مین ہم اوقات بسر کرتے ہین کسی کی بہو بیٹی کو تاکا اُسے چرا لائے اسکو بیچ ڈالا سب ملکے آپس مین بانٹ
لیتے ہین مین نے یہ سب قبول دیا استاد ساتھ آئے تھے مجھکو یہان چھوڑ کے چلے گئے آپ کی زوجہ کو
وہی لیگئے مین مفصل عرض کردون لیکن اب وہ لوگ اپنے مین مجھکو نہ ملائینگے یہی مجھکو بڑا افسوس ہے اب
آپ استاد کو بلوائیے تب فیصلہ ہو معشوقہ آپ کی بمشکل ملیگی تلاش کرتا میرا کام ہے اتنا عرض کیے دیتا
ہون آئندہ آپ کو اختیار ہے شعلہ خیز نے کہا مین ابھی عمرو کو بلواتا ہون یہ کہکے شعلہ خیز نے بازو پرسے
پتلی کھولی پکار کے آواز دی اے تصویر سامری جلد جا عمرو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے اسکو اُٹھا لا پتلی
یہ سنکر بھاگی یہان وہ وقت ہے کہ خواجہ عمرو آکے کرسی پر بیٹھے ہین ایک ساقی بچہ شراب پلا رہا ہے جام
بے پائون چل رہا ہے صرصر شمشیر زن ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی ایک گوشے مین یہ بھی کھڑی ہے ملکہ محفل
دیکھ رہی ہے کہ پتلی آکے پہونچی خواجہ عمرو کو تاک کے تڑپ کر گری خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا اور پکار کے
آواز دی ہنر فرستادہ شہنشاہ شعلہ خیز جب تک سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھین پتلی خواجہ عمرو کو لیکر بلند
ہو گئی اسقدر کسی کو مہلت نملی کہ سحر کر کے بچاتا جب پتلی جا چکی سب کو تردد ہوا کہ یہ کون تھی خواجہ عمرو کو
لیگئی ملکہ بہار نے کہا شعلہ خیز و مروارید گہر ریز یہ دونون زن و شوہر پردہ ظلمات سے آتے ہین اُنہنے خواجہ کو
بلوایا ہے مین جا کر تلاش کرتی ہون یہ کہکر ملکہ بہار گلعذار اپنے مقام سے اُٹھین بہ تلاش خواجہ عمرو چلین
مگر پتلی جو لیکر خواجہ عمرو کو بلند ہوئی تموج ہوا سے خواجہ بیہوش ہو گئے یہان میان برق فرنگی بیٹھے
باتین بنا رہے ہین کہتے ہین کہ اے شہنشاہ اب ہمنے عیاری و مکاری کو چھوڑا آپ ہی کی خدمت مین
بقیہ عمر اپنی بسر کرینگے آپ کی خدمت گزاری مین مصروف رہینگے اب مین ان لوگون سے چھوٹا وہ لوگ مجھکو
اپنے مین شامل کرینگے میری بدنامی ہوئی یہی فرمائیے کہ اسنے سب حال کہدیا ہمارا پردہ کھولا اب

ہم مین رہنے کے لائق نہین ہی ہملوگون کا دستور ہی کہ جو گرفتار ہو قتل ہو جائے مگر حال مفصل نہ کہے مجھے
آپ سے محبت ہوگئی آپ کے فرمانے پر دل کو اعتقاد ہوا شعلہ خیز خاموش بیٹھا ان باتون کو سُن رہا ہی کہ
تیلی نے لاکے خواجہ عمرو کو پہونچایا سامنے شعلہ خیز کے ڈالدیا شعلہ خیز صورت خواجہ عمرو کی دیکھکر بہت
ہنسا شعلہ خیز نے خواجہ کو ہوشیار کیا عمرو کی جو آنکھ کھلی ایک بادشاہ کو دیکھا ایکطرف میان برق فرنگی بیٹھے
ہین اب خواجہ گھبرائے برق نے کہا استاد اداب عرض کرتا ہون ہم تو اب آپ سے چھوٹے شہنشاہ شعلہ خیز
کے نوکر ہوگئے اب ہمین کیا پروا ہی انکی زوجہ کو دیدیجیے خواجہ عمرو نے کہا ابے کیسی زوجہ کیا کہتا ہی میری
سمجھ مین نہین آتا برق نے کہا غلام سے گستاخی نہ کرائیے مدتون آپ کی خدمت مین رہے ہنسے آج سے
وہ پیشۂ قدیم چھوڑا میرے حصے کے پیسے لے لیجیے اب مین بردہ فروشی نہ کرونگا مجھے خدا نے مرتبۂ اعلیٰ دیا
اس پیشے مین آگ لگے بندگان خدا کو ناحق ستانا عورتین انکی بیکر بیچنا اب یہ مجھسے نہوگا جب تو خواجہ
نے برق کے ایک گھونسا مارا کہا ابے بیہودہ پرائی بارگاہ مین پیشے کا نام لیتا ہی شعلہ خیز دیکھ رہا ہی کہ
شاگرد اور استاد مین جاؤن جاؤن ہو رہی ہی جب عمرو نے برق فرنگی کو مارا آپسمین جاؤن جاؤن
ہونے جاتی ہی شعلہ خیز نے جھلائے کہا بے مطلب کی باتین نہین کرتے آپسمین جھگڑ رہے ہو برق
نے کہا حضور آپ کیا جانیے مدت کی باتین ہین کیونکر تصفیہ ہو آپ گیارہ پیسے منگوا دیجیے مین اپنے حصے
کی رقم پھیر دون آپ کی معشوقہ کو ان ابھی فقط رہن ہوئی ہوگی اگر بک جاتی تو مجھکو اور پیسے ملتے یہ
سنکر خواجہ عمرو نے برق سے کہا ابے بیہودہ کیا بکتا ہی مین نے بیچ ڈالا شعلہ خیز نے یہ کلمات سنکر کہا
خواجہ واسطہ سامری و جمشید کا یہ نہ کہو میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی خواجہ عمرو نے کہا صاحب مین کیا کرون
ایک سوداگر سے وعدہ تھا اُسے دیدیا اب اُسکا ملنا نہایت مشکل ہی جو ہمارا طریقہ تھا وہ ہمنے کیا یہ سنکر
شعلہ خیز نے ہاتھ باندھکر کہا خواجہ واسطہ سامری و جمشید کا جو روپیہ صرف ہوا ہو وہ روپیہ مجھسے لو
جسطرح سے بنے اُسے پھیر لاؤ خواجہ عمرو نے کہا بکے ہوئے سودے کا پھرنا مشکل ہی بڑی جستجو کرنا پڑیگی
شعلہ خیز نے کہا مین اسقدر روپیہ دینے کو موجود ہون جسطرح تمسے بنے میری معشوقہ کو دلاؤ خواجہ عمرو
نے کہا راہ پر آئیے خلاف راہ نہ چلیے کچھ نقدی خرچ کیجیے تو البتہ آپ کی زوجہ ملجائیگی ورنہ نہایت مشکل ہی
شعلہ خیز نے کہا ای خواجہ جو کچھ تم کہو وہ ابھی دینے کو موجود ہون یہ کہکر دولاکھ روپے کا جواہر منگایا
دیے اشرفیان منگا کے رکھین خواجہ سے کہا لو اسقدر حاضر ہی خواجہ عمرو نے کہا بارہ دونا تیرہ ہی

کہ ہمارا شاگرد ہے سب سے چھوٹا میرے سب شاگردون مین کوئی ایسا عیار نہین ہو جیسا یہ تیز تھا ایک زمیندار
کی زوجہ کو لایا تھا تین مہینے نالے مین پڑا رہا وہین کھاتا تھا وہین پیتا تھا غرض دوراتک پڑا رہا
آخر اس عورت کو لایا سات لاکھ روپیے کو ہم نے بیچا کس چھپ کے آنے ملے تھے شعلہ خیز نے کہا
خواجہ یہ واہیات باتین نہ بیان کرو ان باتون سے کیا فائدہ خواجہ عمرو نے کہا یہ باتین اسواسطے مین
بیان کرتا ہون کہ میرا شاگرد کامل واکمل چھوٹتا ہے یہ کہکر خواجہ بلک بلک کے رونے لگے شعلہ خیز نے
کہا خواجہ برق فرنگی کو تو مین نے ذکر رکھ لیا خواجہ عمرو نے کہا مین صاف آپ سے کہون میرے فرزند
اب اسکو مار ڈالینگے اسکے زندہ رہنے سے ہمارا راز کھلیگا ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچکو تحقیق پہونچا
ہو وہان عورتین جو لیکر بیچتے ہین ہمارا حصہ لگاتے ہین ہم میان جو کام کرتے ہین انکا حصہ لگاتے
ہین سب ملکر بانٹ لیتے ہین میان برق نے یہ حرکت تو کی مین تو نہ بولتا مگر اور انکے بھائی بند انکو
زندہ نہ چھوڑینگے ہائے بڑا غضب کیا ہمارا عیب کھولا شعلہ خیز نے کہا اب معاف فرمایئے میری معشوقہ
کے ملنے کی صورت بیان کیجیے اسقدر روپیہ حاضر ہے جب خواجہ و برق سے لڑائی ہوئی تب خواجہ نے یہی
چپکے سے پوچھا اپنے مسخرے سے آپ تو قید تھا اور مجھکو پکڑوا بلایا یہ تو بتلا کہ عمرو اور سیہ گھرریز کو کیا کیا برق نے
اشارے سے کہا استاد وہ بیت الخلا کے خیمے مین ہی خواجہ عمرو یہ سنکر چپ ہو رہے کہا اے شعلہ خیز خراب
ہم تجسے معاملے کی بات کرتے ہین خیر جو کچھ ہوا سو ہوا میان برق کو ہم اپنے مجمع مین نہ رکھینگے ایک دن کو
اپنے ساتھ لیجائینگے اس سال مین جسقدر عورتین پکڑی گئی ہین اُن سب کا جمع خرچ نے کا حساب
پوچھکر انکو بھیجدینگے ہمکو یہ خوف معلوم ہوتا ہے کہ ہم تمھاری زوجہ کو دیدین تم ساحر ہو ہمکو قید سے نہ چھوڑو
تو ہم کیا کرین شعلہ خیز قسمین کھانے لگا کہا اے خواجہ ہم اپنے عہد کے خلاف نہ کرینگے خواجہ عمرو نے کہا
صاحب معاملے مین قسم کا کام نہین طریقے سے جو کچھ ہوگا وہ ہوگا اسکا اطمینان کیجیے کہ ہمکو قید سے رہا کردیجیگا
مگر برق کو ہم اپنے ساتھ لیجائینگے حساب لکھواکے چھوڑدینگے یہ تمھارے پاس چلا آئیگا اب یہ آپ ہی کے
پاس رہنے کے لائق ہے ہم ایسے بچے کو اپنے ساتھ نہ رکھینگے شعلہ خیز نے کہا خواجہ آپ کو اختیار ہے یہ
روپیہ اور جواہرات رکھا ہے جسطرح چاہیے لے لیجیے خواجہ عمرو نے کہا اسکی یہ تدبیر ہے کہ سب ہمارے
عیب آپ پر کھل گئے اب یہ تدبیر ہو سکتی ہے آپ کی زوجہ کو نہ بیچا نہ رہن کیا اگر حکم دیجیے تو مین بتلا دون
کہ وہ اب کہان ہے جن نے بڑی حفاظت سے رکھا ہے یہ جو میری زنبیل ہے اسمین وہ موجود ہے شعلہ خیز نے کہا

یہ روپیہ اور جواہرات کی کشتیان اُٹھا لیجیے خواجہ عمرو نے کہا مین یون نہ لونگا جنگل مین چلیے ایک نخل کے
نیچے آپ روپیہ رکھدیجیے ایک نخل کے نیچے مین ملکہ کو لٹا دون مگر زیور کا خیال نہ کیجیے گا شعلہ خیز نے
کہا زیور مین نہین مانگتا ہون معشوقہ میری مجھکو ملجائے عمرو نے کہا اسی ترکیب سے مین دونگا مین روپیہ
لیکے بھاگون آپ اپنی معشوقہ کو لیجیے ہمین آپ سے خوف معلوم ہوتا ہی آپ معشوقہ کو لیکر روپیہ نہ دین تو
ہم آپ کا کیا کر سکتے ہین شعلہ خیز نے کہا ای خواجہ مین آپ کے ساتھ کبھی بدعہدی نہ کرونگا آپ روپیہ
لیجیے مین اپنی معشوقہ کو لے لونگا یہ کہکر عمرو نے کہا چلیے شعلہ خیز نے وہ روپیہ اور جواہرات اٹھا لیا عمرو
نے کہا جب اُس مقام پر پہونچیے گا اُسی طرح دونگا شعلہ خیز بہت سے جادوگر ہمراہ لیکر چلا خواجہ عمرو نے
کہا ای شعلہ خیز اتنے جادوگرون کا کیا کام ہی آپ صرف اکیلے چلیے معشوقہ کو اپنی لیکر چلے آئیے گا شعلہ خیز
نے جادوگرون کو منع کیا کہ ہمارے ہمراہ کوئی جادوگر نہ آئے فقط چند خدمتگار ساتھ لے لیے خواجہ عمرو برق
کا ہاتھ پکڑے ہوے شعلہ خیز کے ساتھ چلے برق سے خواجہ چپکے چپکے پوچھتے جاتے ہین ارے مروارید پائخانے
کے پیچھے مین ہی برق اشارے سے کہتا ہی اُستاد پھر کہان لیجاتا وہین بیہوش کیا وہین چٹائی مین لپیٹ کے
ایک گوشے مین کھڑا کر دیا عمرو نے کہا وہ لباس و زیور تمکو دینا پڑیگا آپ نے میرا بڑا حرج کیا برق فرنگی
نے کہا استاد اب تو معاف فرمائیے مگر مروارید کو لیجیے خواجہ نے کہا انشاء اللہ اُسے لیکر چلتا ہون خو عمر
شعلہ خیز سے باتین کرتے ہوے چلے آتے ہین جب قریب پائخانے کے پہونچے چلتے چلتے رُک گئے اور ایک
چیخ ماری کہ میرا دم نکلا جاتا ہی یہ کہکر خواجہ نے کہا ای برق جلد میرا علاج کر برق نے شعلہ خیز سے کہا
یہ دورہ اکثر اُستاد کو ہوتا ہی مین ابھی دفع کیے دیتا ہون چند دوائین لکھکر کہا اسکو منگا دیجیے اسی وقت شعلہ خیز
نے وہ دوائیان منگوا دین برق فرنگی نے جھٹ پٹ اسکو پیس پاس کے گولیان بنائین وہ گولیان خواجہ کو
نگلوا دین اوپر سے پانی پلا دیا جیسے ہی وہ گولیان حلق سے اُترین پیٹ مین گڑگڑ ہونے لگی غون غان کی آواز آتی
ہی معلوم ہوتا ہی پیٹ مین بڑے بڑے گولے دوڑ رہے ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برق ذرا تم پردہ کرو مجھکو
اسی مقام پر دست آئیگا شعلہ خیز نے کہا خواجہ خیمہ بیت الخلا مین جاؤ یہ تو مطلب ہی تھا خواجہ دوڑ کے
پائخانے مین گئے اول مروارید کو نذر زنبیل کیا پھر گڑگڑ پھڑپھڑ کی آواز آئی برق کہ رہا ہی میان شعلہ خیز کیسا تیز دوا
ہی دیکھیے اُستاد کو کھلکر دست آیا ہی اب طبیعت درست ہوجائیگی شعلہ خیز سنتا ہی کہ دھڑ پھڑ کی آوازین
آرہی ہین تھوڑی دیر کے بعد خواجہ عمرو اندر سے نکلے شعلہ خیز نے کہا سامری و جمشید نے بڑا فضل کیا

دست آگیا طبیعت درست ہوگئی اب خواجہ عمرو کو شعلہ خیز ہمراہ لیکر طرف صحرا کے چلا برق نے اشارے سے پوچھا اُستاد صحت ہوگئی یا ابھی کچھ اور رووا دینا پڑیگی خواجہ عمرو نے کہا بخوبی صحت ہوگئی برق فرنگی سمجھ گیا کہ اُستاد نے مروارید گہر ریز کو لے لیا شعلہ خیز سے باتین کرتا ہوا چلا کہا اے شہنشاہ ہم لوگون مین یہ دستور ہی کہ جسکی عورت لے لیتے ہین پھر اُسکو واپس نہین دیتے مگر آپ نے ایسی مہربانی فرمائی کہ مین نے اُستاد کو گرفتار کرا دیا اب اُستاد مین اپنے جلسے سے نکال دینگے اب پکی رہی مین آپ ہی کی خدمت مین رہونگا علاوہ اس عیاری و مکاری سے کہ اسکو تو اب ترک کیا کھانا عمدہ پکاتا ہون شمع ڈھالتا ہون باغ کے کام مین مجھکو بڑا دخل ہی ایسا درخت بنا دون کہ ایک درخت مین دس طرح کا میوہ دس طرح کے پھول پیدا ہون کسی رئیس کے مہمان دیکھ لیجیے گفتگو کراؤن بڑے بڑے کام کا ہون مین نے بعید کی بات کہدی اب سب عیار میرے دشمن ہو جائینگے مگر مجھے کیا پروا ہی آپ ایسا افسر سر پر رکھتا ہون جو کوئی بولیگا اُسکے مقابلے کو موجود ہون مین کیا عمرو سے ڈرتا ہون سر میدان آنکی مشکین باندھونگا اب میرے اُستاد نہین رہے وہ اب ہمکو برا جانتے ہین ہم انکو برا جانتے ہین شعلہ خیز سنتا ہوا آتا ہی برق کہتا ہی اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا کہ سب عیار و ملک تنگ کرینگے برق باتین بناتے ہوے چلے آتے ہین جب صحرا مین پہونچے شعلہ خیز نے کہا خواجہ صاحب اب تو مہربانی فرمائیے عمرو نے کہا وہ سامنے جو درخت ہی آپ اُسکے نیچے روپیہ و جواہرات رکھ دیجیے دوسرے درخت کے سائے مین مین آپ کی معشوقہ کو نکال کے رکھدون آپ دوڑکے اُدھر بڑھیے مین آکے روپیہ اُٹھا لون مگر افسوس یہ ہی کہ نئی بات ہوتی ہی پچاس برس گذر گئے اسی پیشے کو کرتے ہوے ہزارون عورتین بیچ ڈالین اس برق نے آج ہمارا حال چھڑا دیا خیر آپ سے رحم رہا شعلہ خیز کہتا ہی خواجہ مین اب تمھارے ساتھ دشمنی نہ کرونگا مین زوجہ کو لیکر پلٹ جاؤنگا شعلہ خیز ایک درخت کے نیچے آیا روپیہ و جواہرات رکھا خواجہ عمرو جنگل کے سائے مین آئے شعلہ خیز دیکھ رہا ہی کہ خواجہ نے ایک چھٹی سی دری نکالی ایک گاؤ تکیہ بھی رکھا اب شعلہ خیز بغور دیکھ رہا ہی کہ خواجہ نے زنبیل سے مروارید گہر ریز کو نکالا مگر بیہوش ہی ایک بیاری باندھے ہی خواجہ عمرو نے اُسکو لٹا دیا اور ایک چادر اوپر سے اُڑھا دیا پکار کے آواز دی اے شعلہ خیز اب تم اس طرف آؤ اپنی معشوقہ پر قبضہ کرو یہ سنتے ہی شعلہ خیز دوڑا خواجہ حبیث نژاد ادھر آئے روپیہ و جواہرات اُٹھا بھاگے شعلہ خیز کے ساتھ چند کنیزین بھی تھین ایک کنیز نسترن نامے مروارید کی دایہ تھی دوڑ کے قریب پہونچی مروارید گہر ریز کا ہاتھ

پکڑ کے آواز دی بی بی اُٹھو ہاتھ جو کھینچا ہاتھ ٹوٹ کر ہاتھ میں کنیز کے آگیا یہ حال دیکھا سنے آواز دی
دی شہنشاہ ملکہ عالم تو گئیں دوسری کنیز نے پیٹ پر ہاتھ رکھا ہاتھ پیٹ میں گھس گیا شعلہ خیز ہائے
کنکر دوڑا سر جو پکڑا سر ہاتھ میں شعلہ خیز کے آگیا یہ حال مصیبت مآل دیکھکر پیٹنے لگا ارے یہ ساربان زادہ
میرے ساتھ کیا کر گیا اب جو بغور دیکھا میدے شہاب کا پتلہ بنا تھا کہا یارو روپیہ و جواہرات بھی گیا اور
زوجہ نہ ملی اب لشکر میں گھسکر عمرو کے سب کو قتل کرونگا عمرو و برق کو مار ڈالونگا بڑا فریب کر کے دونوں
استاد و شاگرد نکل گئے لیکن وہ اپنے حق میں کانٹے بو گئے اسکا انجام بہت بڑا ہوگا خواجہ مجھکو کیا کوئی
احمق سمجھے ہیں زمین جا کے ہلا دونگا طبقات آسمان زمین پر پہونچا دونگا یہ کہکر اپنے مقام پر آیا
اسی وقت لشکر میں قرنا کرائی سب لشکر تیار ہوا شعلہ خیز اسباب سحر ہاتھ میں لیکر گھوڑے پر سوار ہوا طرف
لشکر خواجہ عمرو کے چلا خواجہ و برق جو بھاگے الگ الگ استاد و شاگرد چلے راستے میں خواجہ عمرو
پکارتے ہیں ابے برق ٹھہر جا برق فرنگی کب سنتا ہے یہ تو دونوں بھاگ کے نکل گئے انکا ذکر تحریر کیا جائیگا
مگر ملکہ مہار گلعذار جو تلاش میں خواجہ عمرو کے چلی تھیں اور حیرت جادو نے صرصر کو بھیجا ہے کہ جا کے مفصل
خبر لا کہ شعلہ خیز نے عمرو کو کیوں پکڑ منگایا ہے صرصر بھی تلاش کرتی ہوئی آتی ہے لیکن مہار جادو یہ
تلاش خواجہ عمرو میں طاؤس زرین بال پر سوار دریا میں پھولوں کے غوطہ مارتے ہوئے اُڑتی ہوئی چلی
آتی ہیں نیرنگ تاجدار خدا جنگ ازاں فراسیاب بارہ ہزار فوج سے شکار کھیلتا ہوا آتا ہے ایک پہاڑ کے بیچ میں سے
مہار گلعذار جو گذر کر گذریں نیرنگ تاجدار کی نگاہ جمال جہان آرائے ملکہ مہار پر پڑی دیکھا کہ
ایک نازنین پھولوں میں لدی ہوئی کبک رفتار شیرین گفتار رشک قمر حور منظر ابرو ہلال آسمان خوبی
سینے پر دو انار پستان یا دو نقارہ ابرار کھ رہے ہیں یا دو سنانیں ہیں کہ دل کے پار ہوتی ہیں یا دو دہان
معجون حیات کی شکم تختہ الماس شکم اساس سیمبر پری پیکر مہیت مہرخند * گر لب بر انگیختے * نمک
بر دل خستگان ریختے * و گر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسیٰ * جانماز صبر صوفی
شفقت دامن یوسف دست زلیخا * نیرنگ تاجدار مہار گلعذار کو دیکھکر گیا بیقرار ہو کر پکار اُٹھا

نظم

اے جان جہان دام آرام دل عاشقان

کرشمے غمزے سب او فتنہ عالم سمجھتے ہیں	تری اس چشم نرگس زدہ کے تیر ہم سمجھے ہیں
نظر میں بے ثباتی رہ میانہ نگ ز ارفانی کی	صدائے خندہ گل نالہ ماتم سمجھتے ہیں

ڈراتا ہی کسے واعظ عذاب روز محشر سے — قیامت اک خیال کاکل برہم سمجھتے ہین

سوال مخلصی ست ہمکو اے صیاد کیا حاصل — بہار گلشن ایجاد کوئی دم سمجھتے ہین

جگہ کیونکر نہ دین اپنے دل محروم راحت مین — انیس وقت تنہائی تجھے اے غم سمجھتے ہین

گمان لطف سے کشتون پہ حکم سرمہ پاشی ہی — دہان زخم جنبیدہ لب باہم سمجھتے ہین

دل صد چاک سمجھا یا ہی سب نے تکلیف ہر دارو — سرشک دیدۂ خونبار مرہم سمجھتے ہین

نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین — کوئی اردو کو کیا سمجھے گا جیسا ہم سمجھتے ہین

یہ اشعار بیقرار ہوکے نیرنگ نے جو پڑھے اور کچھ الفاظ بھی کہے مہار نے جھانک کے دیکھا ایک جوان تاجدار اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی ملکہ مہار کو سخت ناگوار معلوم ہوا ایک بدھی نکال کے پھینک ماری کئی سو ملازم اسکے جل گئے اور کئی سو دیوانے ہو گئے نیرنگ نے دیکھا کئی سو آدمی دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے پھرتے ہین اب جو نیرنگ نے سحر کیا گولہ اٹھائے مارا ملکہ مہار کا طاؤس جلگیا ملکہ زمین پر آئین سحر چلنے لگا نیرنگ نے اپنے ساتھ والون کو پکار کے آواز دی یارو چار جانب سے گھیر لو اس معشوق پر میری جان جاتی ہی بارہ ہزار ساحرون نے چار جانب سے گھیر لیا چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے گرفتار کرلین ملکہ مہار گلعذار مثل شعلۂ جوالہ ہر ایک غول سے نکلتی ہین پھر اسی بلوے مین پھنس جاتی ہین پھر کرکے نکلتی ہین نیرنگ نے دیکھا گرفتار ہونا اسکا نہایت دشوار ہی یہ سوچکر پکارتا ہوا چلا کہ اری جان جہان وای آرام دل عاشقان میری تجھپر جان جاتی ہی ملکہ مہار رنگین آسمین سحر ہونے لگے نیرنگ بڑھتا ہوا جاتا ہی جیسے ہی قریب مہار کے پہونچا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکال کر خاک اڑا دی ملکہ مہار رو لکھڑا کے گرین بیہوش ہو گئین نیرنگ نے قریب آکے ملکہ کو اٹھایا زبان مین سوزن دیدی کہ ہوشیار ہوتے ہی قیامت برپا کرتی ملکہ مہار کی جو آنکھ کھلی نیرنگ نے بارگاہ اپنی استاد کرائی ہر منتین خوشامدین کر رہا ہی دمبدم یہی قول ہی کہ اے ملکہ عالم آپ پر میری جان جاتی ہی مجھکو شوہری قبول کرو مین آپ کا تابعدار ہون نظم

ہر سنت ترے جاؤن صدقے پیارے مرے دلبر	تو کیون ہی مکدر
حاضر ہون ترے در پہ جھکائے ہوے مین سر	لے ہاتھ مین خنجر
جبتک کہ ہون خستہ جان محبت اسے دلبر	ہٹ کر نہ ستمگر

کھلواؤ نہ مرا منھ کہ نہایت ہون مکدر — کھل جائینگے دفتر
بیڈھب نظر آتے ہین جو دلبر ترے تیور — ہر وقت ہون مضطر
ہون زیست کے سامان میسر مجھے کیونکر — جب تو ہو مکدر

کیا پوچھتے ہو ہنسکے کہ تو کیون ہے مکدر — کیون رہتا ہی مضطر
ہر پارۂ دل آتش فرقت سے دہک کر — ہر سینے مین اخگر

پر حسن خداداد کہان اسمین ہوا ای جان — تو کیون ہی پر ارمان
کیا بات ہی یوسف مین مرے آفت دوران — ہو تجھسے جو بہتر

کیا منھ سے کہون اسکے سوا شکر خدا ہی — جو کچھ ہی بجا ہے
سب جانتے ہین حال مرا مجھکو ملا ہی — معشوق ستمگر

کٹتی ہی بڑی کشمکش رنج مین اوقات — آفت ہی ہر اک رات
سنتا نہین وہ ظالم بیدرد مری بات — ای وا ے مقدر

ہوتا ہی نہین شور کسی وقت ذرا کم — آشفتہ ہی عالم
رہتا ہی بپا کوچۂ سفاک مین ہر دم — ہنگامۂ محشر

دربان ہین تو بھی ستم و جور مین کامل — بد کہنے سے حاصل
کیون ہمکو کہتا ہی کہ قابو مین نہین دل — ہین عاشق مضطر

اک طرفہ تماشا یہ نمایان ہی مری جان — روتا ہون جو ہر آن
جو بوند گراتی ہی مری چشم دُر افشان — بنجاتا ہی گوہر

تدبیر ہی بیفائدہ اچھا نہین انجام — ہون عاشق ناکام
آئیگا شب ہجر مین کیونکر مجھے آرام — بے پہلوے دلبر

دل حاجت دنیا سے پریشان ہی کیسا — کوڑی ہی نہ پیسا
افلاس نے گھیرا ہی فقیر آپ کو ایسا — ای وا ے مقدر

روروکے نیرنگ نے یہ اشعار پڑھے کبھی قدمون پر گرتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی ملکہ مہیار اشارے سے کہتی ہین کیون شامت آئی ہی خبردار کبھی ایسا خیال نہ کرنا بہت پچتائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا

نیرنگ کہتا ہی ای ملکۂ عالم اب تو میرے قبضے مین ہو کوئی میرا کیا کرسکتا ہی یہ باتین ہو رہی ہین کہ ادھر
ملکہ صرصر شمشیرزن جو تلاش مین نکلی تھی اس مقام پر آکے پہونچی اب جاسوسے دریافت کیا معلوم ہوا
نیرنگ تاجدار خراج گذار شہنشاہ افراسیاب نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہی طالب وصل ہی دیکھیے کیا
ہوتا ہی صرصر گھبرا گئی جھپٹ کے لشکر مین آئی بارگاہ نیرنگ مین پہونچی نیرنگ تاجدار کو جھک کے
سلام کیا کہا ای شہنشاہ ہرچند کہ افراسیاب کی یہ دشمن ہین انکے لشکر سے نکل گئین دشمنون کی جا کے
شریک ہوگئین مگر ملکہ حیرت جادو اس فعل کو نہ گوارا کرینگی کہ میری بہن پر کوئی دست تعدی ہو افراسیاب
کو بھی نہایت خلاف ہوگا ملکہ بہار کو رہا کر دیجیے نیرنگ جوش عشق مین گھبرایا ہوا تھا کہا ای صرصر یہ کیا
باتین بناتی ہو اسپر تو میری جان جاتی ہی آخر شہنشاہ کسی کے ساتھ شادی کرینگے پھر مجھ مین کیا برائی
ہی میرے ہی ساتھ شادی کردین مین ہمیشہ خدمتگذار رہونگا صرصر نے کہا ای نیرنگ تاجدار ہم براہ
خیرخواہی سمجھاتے ہین ملکہ حیرت جادو کے خلاف گذریگا نیرنگ نے جھلا کر جواب دیا ملکہ حیرت کے
خلاف ہوگا تو مین کیا کرون یہ کہکر پکار کر آواز دی یارو صرصر کو نکال دو ملازمون نے ملکہ صرصر کا ہاتھ پکڑکے
باہر نکالدیا نیرنگ نے کہا مین کیا مجبور و ناچار ہون ایسا سحر کرون کہ بی بہار جادو خود مجھ پر عاشق
ہو جائین بہت سی موہنیان مجھکو یاد ہین ایک موہنی مین انکا قلب الٹ جائیگا میری ہی محبت کا
دم بھرینگی اور مین افراسیاب کو کیا سمجھتا ہون وہ کیا کریگا اور افراسیاب کو اسمین کیا دخل ہی سیدھی
سیدھی بات ہی کہ میرے ساتھ شادی کردے یہ کہتا ہوا بیرون بارگاہ آیا ایک تخت بچھوا کر اسباب سحر
منگایا سامنے ملکہ بہار کے بیٹھکر گلدستے بنانے لگا سحر سے گلدستون کو شگفتہ کرتا جاتا ہی اور کہتا ہی ای ملکۂ
عالم مین آپکی نہایت خدمتگذاری کرونگا یہ کہتا جاتا ہی اور سحر کر رہا ہی مگر صرصر شمشیرزن جو یہان سے
نکلی دل مین سوچی کہ اگر بہار جادو سے اسنے زبردستی وصل حاصل کیا ملکہ حیرت جادو کو بہت ناگوار
ہوگا مجھپر بہت خفا ہونگی اور کہینگی تو نے دیکھا اور مجھسے نہ کہا یہ سوچکر طرف لشکر حیرت کے چلی یہان ملکہ
حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم شعلہ خیز نے کیا کیا عمرو کو کیون بلوا لیا
وزیرزادیان عرض کرتی ہین ای ملکۂ عالم ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ کیا معرکہ ہوا شاید شعلہ خیز کو یہ منظور
ہوگا کہ سبھین سے بیٹھے بٹھائے خاتمہ کردون پہلے عمرو کو پکڑوا لیا اب سردارون پر ہاتھ ڈالیگا یہ ذکر تھا
کہ ملکہ صرصر شمشیرزن گھبرائی ہوئی آکے پہونچی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے یہ حال صرصر شمشیرزن کا دیکھ کر

ملکہ حیرت نے پوچھا ارے خیر تو ہی صرصر نے کہا واری غضب ہوا نیرنگ تاجدار نے ملکہ مہار جادو
و گرفتار کر لیا چاہتا ہی کہ وصل حاصل کرون ملکہ مہار بڑی کشمکش مین ہی مین نے جو نیرنگ کو سمجھایا وہ
حرامزادہ کہتا ہی آخر شہنشاہ کیسکے ساتھ شادی کرینگے میرے ہی ساتھ شادی کر دین مین بھی بادشاہ ہون
یہ سنکر حیرت کانپنے لگی کہا دیکھو صاحبو کیا غضب کی بات ہی ملکہ مہار نے اپنا یہ حال پہونچایا مجھکو یہ
افسوس ہی کہ اگر انکی عصمت پر حرف آیا تو کل کو والد میرا دامن پکڑینگے شہنشاہ حیات اس ذلت کو
کیون کر جائز رکھینگے مین ابھی جا کر اُس حرامزادے کو سمجھاتی ہون اگر مانا فبہا ورنہ سزا اسے سخت دونگی
میری زندگی مین کیونکر ہو سکتا ہی کہ مہار کی آبرو جائے وہ مجھکو دشمن جانتی ہین مگر مین کیونکر گوارا کرون
کہ اُنکی عصمت پر حرف آئے اور مین دخل نہ دون یہ کہکے حیرت جادو اُٹھی طاؤس زرین بال پر سوار
ہو کر چلی ملکہ حیرت کا جانا کہ یاقوت و زمرد و مصور و صورت نگار وغیرہ جملہ سرداران نامی و پہلوانان
ساحران گرامی بعد ملکہ حیرت جادو کے چلے ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ جا کر نیرنگ تاجدار کو مارین
ملکہ مہار گلعذار کو بچائین یہان نیرنگ تاجدار بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ حیرت
بقہر و غضب تمام آکر پہونچین وہین سے للکارا او نیرنگ کیا کرتا ہی کیون تیری شامتین آئی ہین
نیرنگ نے سر اُٹھا کر حیرت کو دیکھا ایک شعلہ جوالہ پری رو معشوق خوشخو آنکھون مین سرمہ دیا ہوا نرگسی چشم
ماہ رخسار صنوبر قد خورشید خد دیکھکر مر گیا پکار کر آواز دی اے صاحب آؤ مین تو تمھاری فکر مین تھا
دونون بہنون کے ساتھ شادی کرونگا اے شہنشاہ اقلیم خوبی وا ے رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی
میری تمھیں بھی جان جاتی ہی حیرت جادو جھلا کر جوگری گولہ اُٹھا کر پھینک مارا دس بیس جا بجا پہنچے
سینے کو پار کر نکل گیا اب تو نیرنگ تاجدار کا غصہ بڑھا اپنے مقام سے اُٹھا حیرت پر سحر کرنے لگا
یہی خیال ہی کہ حیرت پر بھی قبضہ کرون کہ آسمان پر ایک لکۂ ابر پیدا ہوا سب نے دیکھا مصور
و صورت نگار وغیرہ آکر پہونچے دیکھا حیرت جادو لڑ رہی ہین تلوار چل رہی ہی ہنگامہ گیر و دار
بلند بلا زمان نیرنگ و زمرد مصور و صورت نگار وغیرہ نے بھی آ کے سحر کیا حیرت جادو نے زمین
ہلا دی یاقوت و زمرد لڑتی بھڑتی قریب حیرت کے پہونچین زمرد نے بڑھکر زبان سے مہار کو
سحر ان کو لکارا اب جو مہار گلعذار اُٹھین وہی گلدستے جو نیرنگ نے بنائے تھے اُسی مین سے ایک گلدستہ
مہار نے اُٹھا لیا سحر کرکے مارا مہار نے جو گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ہوا سے سرد کے جھونکے چلے

صاحبِ دولت نے آنکھین کھولین ہنگامہ گرم ہوا مہیار کے سحر نے کئی ہزار کے قلب اُلٹ دیے کئی سو دیوانے ہو گئے اشعار عاشقانہ پڑھتے پھرتے ہین کبھی پکارتے ہین نظم

ہوتا ہے حسینون کے مقابل کئی دن سے
کچھ اور سمجھتا ہے مرا دل کئی دن سے

سینہ ہے تہ زانوِ قاتل کئی دن سے
آسان نہین ہوتی مری مشکل کئی دن سے

آجاتا ہے غش ہر کشش آہ حزین مین
کھاتا ہے جو ٹھیس آبلۂ دل کئی دن سے

صیاد کی آمد سے ہے گلشن مین اُداسی
سنتے نہین فریاد عنادل کئی دن سے

رک جاتے ہین نالے لب خاموش پہ آکے
کھلتی نہین منقار عنادل کئی دن سے

دامن سے مرے نور کی ریزش ہے زمین پر
آغوش مین ہے وہ مہ کامل کئی دن سے

خنجر کو مرے قتل نے بخشی یہ ندامت
منھ پہ ہے لیے دامن قاتل کئی دن سے

جائیگی کسی عاشق جانباز کے سر پر
شمشیر ہے گردن مین حمائل کئی دن سے

اشکون نے کمی کی تو بڑھی اور ندامت
دامن ہے بشکل کف سائل کئی دن سے

واعقدۂ زنجیر کیے زور جنون نے
صد چاک ہین پیوند سلاسل کئی دن سے

مرنے بھی نہ دیگی مجھے محرومی تقدیر
کچھ آنکھ چراتا ہے وہ قاتل کئی دن سے

ہوا ایک گل تر کی تمنا جو نسیم آہ
پھر صورت غنچہ ہے مرا دل کئی دن سے

یہ اشعار پڑھنے لگے اپنے کاٹ ڈالے مگر حیرت جادو لڑتی ہوئی قریب نیرنگ کے پہونچین للکارا او بیحیا اپنی معشوقہ پر قبضہ کر نیرنگ نے سحر کیا ملکہ حیرت نے ہاتھ ہلا دیا نیرنگ کا سر اُڑ گیا نیرنگ جو مارا گیا ملازمان نیرنگ دست بستہ سامنے حیرت کے آئے عرض کی ہم مجبور و ناچار تھے اب ہم آپکے تابعدار ہین حیرت نے سبکو امان دی ملکہ مہیار کا ہاتھ پکڑے ہوے اپنی بارگاہ مین لائین کہا اے ملکہ مہیار تمنے دیکھا آخر ہمارے دل کو تاب نہ رہی ایک پیٹ مین دونون نے پانون پھیلائے ساتھ کھیلکر پرورش پائی انتہا ہے محبت یہ ہے کہ جب ہم سال مین آئے مہمان بھی تمکو ساتھ لیتے آئے ہرچند کہ جانتے تھے افراسیاب کی نگاہ تمپر پڑتی ہے مگر ہمنے کبھی خیال بھی نہ کیا جنکو تمنے اپنا معین و مددگار قرار دیا تھا وہ لوگ اس مصیبت مین آکے نہ شریک ہوے آخر ہمین کو آنا پڑا بس ہمارے تمھارے جو رنج و ملال تھا اسکو دل سے اب نکال ڈالو ایسا نہین چاہیے ذراسی بات کو آنچل مین باندھا آج تک آپکا وہ غصہ نہین گیا اب بہت ہو

که ہماری اطاعت کرو چلکے تمھین بادشاہ سے ملادین جو تمکو خیال ہو که شہنشاہ کچھ سزا دینگے کوئی امر منہونے
پائیگا ہم سب خطائین معاف کرادینگے ملکہ بہار نے سر جھکا لیا جب حیرت نے بہت کہا تب ملکہ بہار
نے جواب دیا ان باتون کی امید مجھسے نہ رکھو مین اب لات پرستی نہ کرونگی ذرا سا احسان کرکے آپ
ایسا بلبلائین که ہم اطاعت کرین جب تو ملکہ حیرت کو غصہ آیا کہا کیون بوا اسوقت کوئی مسلمان
نہ سمجھانے آیا یا کسی عیار نے آکر نہ سمجھایا یہ کلمات ملکہ بہار نے سنکر فرمایا اے ہمشیرہ اپنی بزرگی رکھو ایسا نہو
که ہماری زبان سے جواب سخت نکلجائے اور تمھین خطا وار کون بناتا ہے مذہب کے مقدمے مین مشکیک خیال ہوا پونے
دو سو خدا کیسے ٹکڑون سے بصورت پلید انکو خدا بنایا ہے وہ وحدہ لاشریک ہے بس یہی اعتقاد ٹھیک ہے بوا اخانہو
عقل کو دخل دو لات و منات کون ہین سامری و جمشید مثل ہمارے تمھارے ساحر علم شعبدے سے
ماہر انکو خدا کہنا کیسا ہان جادوگر تھے چند مکارون نے شریک ہوکے انکو خداوند بنایا آپکے طلسم مین
بنانے والے بھی موجود ہین بی تاریک شکل کش میان مشعل و احتقاق و شہنا نواز و میان نیلم زمہریر
صاحب یہ سب انکے مصاحب ہین ان لوگون نے گھر گھر ہوکے انکو خداوند بنایا جب تو خدائی کر دکھائی ہوئی
عقل سے دریافت کرنا واجب و لازم ہے کبھی ہم اطاعت نہ کرینگے اب تو ملکہ حیرت کو بڑا غصہ آیا کبھی بگڑتی ہین
کبھی منت خوشامد کرتی ہین کبھی کہتی ہین که بہن اگر تم اطاعت نہ کروگی تو مین تمکو گرفتار کرکے افراسیاب
کے پاس لیجاؤنگی ملکہ بہار نے کہا یہ تمھاری مجال نہین ہے تم میری مصیبت مین آکر کیون شریک ہوئین
کیا مین نے تمکو بلایا تھا آپ نے رہا کرکے بڑا احسان کیا حیرت جادو نے کہا اچھا مین جانے نہ دونگی
بہار نے کہا جب میرا جی چاہیگا چلی جاؤنگی کوئی مجھکو روک نہین سکتا کیا مین کسی کی لونڈی ہون جو میرا جی چاہیگا
وہ کرونگی ملکہ بہار و حیرت سے آپس مین تکرار ہو رہی ہے دونون بہنین صلاح کر رہی ہین چاہتی ہین که
بہنون مین فساد نہونے پائے قضائے کار خواجہ عمرو و شعلہ خیز کو دم دیکر بھاگے تھے اس مقام پر آکے
پہونچے دیکھا نہر کا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے ایک بارگاہ علیحدہ استادہ ہے ایک فقیر کی صورت بنکر لشکر مین داخل
ہوئے لوگون سے حال پوچھا سبھون نے حال مفصل بیان کیا که ملکہ حیرت نے آکے بہار کو بچایا اب
بہنون مین تکرار ہو رہی ہے ملکہ حیرت آج بہت بری طرح پیش آئینگی بی بہار کو ضرور اپنے ساتھ لیجائینگی
یہ حال مفصل سنکر خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا آئینہ رو سے آگے صرصر شمشیر زن کی شکل بنکر یار ہوے
لشکر مین آئے غل ہوا که ملکہ صرصر شمشیر زن آتی ہین صرصر نقلی جادوگرون سے باتین کرتی ہوئی بارگاہ حیرت

مین آئی حیرت کو جھک کر سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا ملکہ حیرت نے کہا بی صرصر تمنے سنا بی بہار ہمسے
تکرار کرتی ہین پاس افراسیاب کے جانے مین انکار ہو صرصر نے اشارہ کرکے کہا آپ سے ملکہ بہار انکار
نہ کرینگی آپ نے وہ کام کیا جو بزرگ کرتے ہین اشارے سے کہا آپ مجھے حکم دیجیے مین الگ لے جا کے
سمجھاؤن عورت کی بات عورت مانتی ہو آپکے کلام سخت کرنے مین اور تکرار بڑھتی ہو اس سے کیا فائدہ
حیرت نے کہا اچھا صرصر لیجا کر سمجھاؤ صرصر ہاتھ پکڑکر ملکہ بہار کا الگ خیمے مین لے گئی دست بستہ عرض
کی ای ملکۂ عالم آپ بہن کی اطاعت کیون نہین کرتین بہار نے کہا ای صرصر مین نے سامری و جمشید کی
لعنت کی مین اطاعت کرکے کیا کرون صرصر نے کہا آپ نے مجھکو سمجھا نا مین ہون غلام آپ کا خواجہ عمرو
ملکہ بہار مثل گل کے شگفتہ ہو گئین کہا خواجہ مجھے یہان سے نکال لیچلو عمرو نے کہا آپ چلکر بارگاہ
مین بیٹھیے اتنا فقط حیرت سے کہدیجیے کہ جو ملکہ صرصر شمشیر زن کہینگی وہی کرونگی اب تمھاری اطاعت سے
گردن تابی نہوگی ملکہ بہار گلعذار نے کہا مجھسے یہ بات نکہی جائیگی عمرو نے کہا پھر میرا روزگار
کیونکر ہو تمھاری وجہ سے مین دو چار کوڑی کا روزگار کرلونگا تم نکل جانا خواجہ نے کہا یے تمھارے
کچھ نہوگا مگر بہار نے کہا خواجہ خدا کے واسطے اسوقت حیرت کو لوٹنے کا ارادہ نہ کرنا آپ نے مجھپر بڑا
احسان کیا خواجہ عمرو نے کہا یہ نہ فرمائیے ایسا نہوگا ابھی جا کر کہدونگا کہ بی بہار نہین نہین ابھی زدہ
گرفتار کرکے لیجائیگی بہار نے کہا خواجہ جو کچھ ہو مگر احسان اسکا مجھپر ہو آج کوئی حرکت نہ کیجیے عمرو نے
کہا یہ نہوگا مین آج انکو ضرور لوٹونگا تمکو کچھ ہمارا حال بھی معلوم ہو مہاجنون نے مجھے آج کل گھیرا ہو قرضداری
بہت بڑھ گئی ہو ہم گرفتار ہو جائینگے بہار نے کہا خواجہ تمکو اختیار ہو مین تو یہی چاہتی تھی کہ آج کوئی
پریشانی حیرت کو نہو خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا بصورت صرصر بہار کو لیکر باہر آئے حیرت سے کہا ای
ملکۂ عالم مبارک ہو ملکہ بہار فرماتی ہین زبان سے مین کچھ نہ کہونگی باقی حکم سے آپ کے کیا عذر ہو
ملکہ حیرت نے بہار کو گلے سے لگا لیا کہا بوا بہار تمھارے نہونے سے باغ سیب مین سناٹا ہو گیا
جس باغ مین بہار نہو اسکی کیا کیفیت ہوگی ہر نخل پریشان گل بوٹے حیران نہ عندلیب غزلخوان نہ زلف
سنبل پریشان شہنشاہ بہت خوش ہونگے کہ ملکہ بہار نے سرفراز فرمایا بہار گلعذار شرم سے
کٹی جاتی ہو ہر مرتبہ یہی جواب ہو آپ کو سب طرح کا اختیار ہو خواجہ نے دست بستہ عرض کی ملکۂ عالم
مبارک ہو آج خوشی کا دن ہو بچھڑی ہوئی بہن ملین جی چاہتا ہو خوب گائین شراب پیین کبھی بیہوش ہو جائین

اور کبھی ہوشیار ہوتی ہے لنگر تپلہ منگا یا بایان چھیڑنا شروع کیا گنگنا کے بالحان تمام صرصر نقلی نے
چند اشعار گائے نظم

بند آنا ہی نظر جاتے ہیں سو سو بار ہم
جاتے ہیں یار کے دروازے سے کو دلدار ہم

مانگتے ہیں یہ دعا سونے کے وقت ای یار ہم
ہوں ترے پاؤں کی آہٹ سے کہیں بیدار ہم

عین غفلت میں ہیں مثل نرگس بیمار ہم
دیکھنے کو اپنی آنکھیں رکھتے ہیں بیدار ہم

یاد کوے یار میں ہیں رات دن بیدار ہم
آنکھیں وا رکھتے ہیں مثل روزن دیوار ہم

نقد دل دیتے ہیں اک محبوب بازاری کو آج
روز سودا مول لیتے ہیں سر بازار ہم

کیوں جنازے کو اٹھا کے سب نے شرمندہ کیا
آپ کے دل پر نہ جیتے جی ہوے تھے بار ہم

پھنس گئے ہیں واعظا گرداب دور جام میں
زیست بھر ہونگے نہ اس دریا سے ہوے پار ہم

جب چھپا کاگ مینا کا ہمارا دل دکھا
نرگس بیمار کے غم میں ہوے بیمار ہم

ناتوان ہر چند ہیں پر ایک شب ای رشک ماہ
پھاند نکلے دیوار مثل سایۂ دیوار ہم

ہیں جو غافل انکو سونے پر بھی آجاتی ہے نیند
جنبۂ تر شک پہ ہیں منصور سان بیدار ہم

ہے سراپا راست اور اسکا دہن معدوم ہے
کیوں نہ اسکے قد کو سمجھیں تیر بے سوفار ہم

دوڑتے ہیں پیچھے قاتل کے گریبان پھاڑ کر
رکھتے ہیں کیا اشتیاق زخم دامن دار ہم

نفرت ایسی ہو گئی نظارہ بازی سے ہمیں
گنتے ہیں تار نظر کو رشتۂ زنار ہم

سب رگیں تن پہ نظر آتی ہیں مثل تار ساز
کرتے ہیں ناسخ جو اک مطرب پسر کو پیار ہم

اس رنگ میں یہ اشعار صرصر نے گائے کہ حیرت نے اپنے گلے سے موتیوں کا مالا اتار کر دیدیا اب خواجہ
پینے صرصر نے کہا حضور شراب کا جی چاہا ہو تو کیفیت حاصل ہو تسکین دل ہو حیرت نے کہا ای صرصر تمہیں
اختیار ہے خواجہ میخانے میں گھسے سب شراب کو خراب کیا لشکر والوں سے پکار کر کہا یارو اب موسم
بہار ہے شراب لیجاؤ اور لیجا کر پیو ملازمان حیرت دوڑے کوئی گلابی اٹھا کر لیگیا کسی نے کنٹر لیا
کوئی تپلہ لے بھاگا تمام میخانے میں ہنگامہ ہو گیا ہر مقام پر یہی ذکر ہے کہ آج بڑی خوشی کا دن ہے جشن
بلبلین بہار نے آج داخلہ کیا باغ سیب میں روز آمد بہار ہے تمام باغ میں یہی پکار ہے سب
خوشیاں کر رہے ہیں خواجہ عمرو چالیس پچاس گلابیاں کنٹر الماس نگار مع ارغوانی سے معمور تنتے ہے

صحبت مین حیرت کی بیکراٰ ے حیرت نہایت خوش بیٹھی ہین مگر ملکہ مہار جادو کو یہ خیال ہی کہ اب گھڑی بھر کے بعد خواجہ سب کو لوٹ لینگے اور اسباب میرے ساتھ دشمنی کریگا دیکھیے کیا آفت برپا کرے یہ مشہور ہوگا کہ ملکہ مہار نے حیرت کو لٹوا دیا ای مہار رونے کی بات ہی اُسنے تو آبرو بچائی بہنے اُسکو لٹوا دیا چپ سنناٹے مین بیٹھی ہی دمبدم یہی سوچ ہی کہ دیکھیے انجام کیا ہو خواجہ میرا کہنا نہ مانینگے اس سوچ مین بیٹھی تھی کہ خواجہ بصورت صرصر گلا بیان بیکراٰ لے بیٹھے جام لبریز کر کے حیرت کو دیا کہا لو بی بی پیو مبارک ہو بچھڑی ہوئی بہن کو سامری و جمشید نے ملایا آج ہم بڑی خوشی کرینگے آج روز سعید ہی خیر خواہان دولت کے واسطے روز عید ہی حیرت جادو نے خوشی خوشی جام پیا دوسرا جام خواجہ نے بیٹھ کے سادہ مہار کو دیا مہار حیران حیران دیکھنے لگی خواجہ نے اشارہ کیا پی جاؤ مہار سمجھ گئی جام سادہ ہی اب تو خواجہ نے دورہ باندھا گاتے بھی جاتے ہین اب مصور کو جام دیا کہا کچھ انعام دلوایے مصور نے پانچ اشرفیان نکال کے صرصر نقلی کو دین اب خواجہ نے سب پر ڈھنگ ڈالا کسی نے انگوٹھی کسی نے چھلا کسی نے نقد دیا خواجہ لیتے جاتے ہین طنبین مار رہے ہین چار گھڑی کے عرصے مین ساری محفل کو شراب پہونچائی لشکر مین جوتی بیزار چلنے لگی میان محفل مین بھی دست و ادبار ہونے لگین میان مصور کا یہ بیٹھے بیٹھے نقشہ ہوا نشے نے زور کیا یہ کہکر اُٹھے کہ صرصر گائینگی ادہر ہم ناچینگے گت ناچتے ہوے اپنے مقام سے اُٹھے چند قدم چلکر گرے بیہوش ہوگئے سب سردار ہان ہان کر کے اُٹھے بر لب فرش فرش ہوے حیرت یہ کہکر اُٹھی کہ مرشد زادے کو کیا ہو گیا حیرت جادو بھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوگئی اب تو خواجہ نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمر و تصنیف مصنف

مرا نام ہو خواجہ خواجگان
مرے نام پر غمزہ رشید ہوا
مرا ملک ہو گلشن تجمل و تال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفاکے مین دعوئین
مری چال سے ہر صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے ملک پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
اسیہ عمر بشیر پردہ گاہ

یہ کہہ کر خواجہ عمرو چلے مہار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا خواجہ برائے خدا میری بہن کو قتل کرنے کا ارادہ نہ کرو اور سبھون کو لو ٹو حیرت کو ہاتھ نہ لگاؤ خواجہ نے کہا مین تو ضرور لوٹونگا یہ کہکر کنیزون کو لوٹنے لگے کسی کو برہنہ کیا کسی کا زیور

اُتار لیا کسی پر ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے ایک طرف خواجہ لوٹ رہے ہین ملکہ مہار کانپ رہی
ہین یہی کہتی جاتی ہین خواجہ بس اب نکل چلو دیکھو کوئی آفت نہ آجائے حیرت کو ہاتھ نہین لگانے دیا
قضا سے کار افراسیاب جادو بیٹھے بیٹھے گھبرایا نقشہ اُٹھا کے دیکھا تاج دے مارا اپنے مقام سے
اُٹھا بہ قہر و غضب تمام چلا دو کوس پر سے آواز سنی کہ جادوگرنیون کے مرنے کی آواز آرہی ہی باتش او
سار بان زادے لشکر مثل شعلۂ جوالہ چلا یہان خواجہ بے خوف لوٹ رہے ہین کہ افراسیاب آسمان
پر آکے چمکا وہین سے نعرہ کیا کہ او سار بان زادے کیا کرتا ہی مہار نے کہا خواجہ افراسیاب آگیا بھاگو
خواجہ سوچے اگر بھاگا اُسنے گرفتار کر لیا تو مین کیا کرونگا یہ سوچکر فوراً گلیم اوڑھ لی مہار جادو نے دونون
پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوکے اندر اندر چلین خواجہ بھی نکل گئے جب افراسیاب زمین پر آیا
کسی کو اُس مقام پر نہ پایا ناچار ہوا آکے حیرت جادو کو ہوشیار کیا حیرت سر پیٹتی ہوئی اُٹھی پکار کر
آواز دی کہ پانی منھ دھونے کو لاؤ چند کنیزین پانی لیکر آئین حیرت نے مُنھ دھویا مگر افراسیاب سے
کہتی جاتی ہی کہ جیتے تو اہمار کو ہاتھ سے خیر نگ تاجدار کے بچایا اُنھون نے ہمارے ساتھ یہ سلوک
کیا ہم کیا جانتے تھے کہ ایسا کرینگی ساری بارگاہ کو تباہ کیا جو صفت ہین بار ہمار کو بُرا کہینگے اب مین
کبھی اُنکا اعتبار نہ کرونگی اُنھون نے اپنا اعتبار کھویا میرا کیا نقصان ہوا جسدن مین بگڑ جاؤنگی اُسدن
زمین لیگی بی مہار کو بھاگنے کی جگہ نہ ملیگی سامری و جمشید اُنسے اسکا بدلہ لینگے پورنے دو سو خداوند
اُنکے ساتھ وہ بات کرین کہ اُنکی آبرو مین فرق آئے نے مجھے بڑا رنج دیا افراسیاب حیرت کو سمجھا رہا ہی کہ
صبر کرو مین اسکا بدلہ لونگا حیرت ساتھ والیون کو ہوشیار کر رہی ہی کہ صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے
افراسیاب نے دیکھا کہ شہنشاہ شعلہ خیز آگئے آگے سات لاکھ کا لشکر پشت پر بہ قہر و غضب تمام آتا ہی
افراسیاب و حیرت کو جو ایک مقام پر دیکھا گھوڑے سے کود اور دوڑ کر قریب آیا دامن افراسیاب کا پکڑ لیا
کہا اے شہنشاہ غلام کو عمرو و برق نے سکے لوٹ لیا مال بھی لیا زوجہ کو بھی ہیری لیگئے افراسیاب جادو
کو یہ سنکر سناٹا آگیا شرما کے سر جھکا لیا کہا اے شعلہ خیز اب کیا ارادہ ہی کہا منظور تو یہ تھا کہ یون ہی جاکر
لشکر مین عمرو کے گھس جاؤن سب سرداروں کو قتل کرون لیکن اب آپ بتلائیے کوئی تدبیر آپ ہی فرمائیے
کہ زوجہ میری مجھکو ملے مین لڑائی سے باز آیا اپنے ملک کو پلٹ جاؤنگا افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ
شعلہ خیز نہ گھبراؤ ہم تمھاری زوجہ کو دلوائے دیتے ہین اسطرح جاکر لڑنے مین زوجہ نہ ملیگی مگر تم کسی تدبیر سے

دخل نہ دینا ملکہ حیرت سمجھا لینگی شعلہ خیز نے کہا آپ کو اختیار ہی افراسیاب نے کہا اے حیرت تم جاکر
ایک رقعہ بہ مُہر ہماری لکھنا عمرو کو بلوانا ہماری طرف سے لکھنا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہو کہ جسطرح ہو سکے
مرووارید کو اسکے حوالے کرو اسی مین تمہارے واسطے بہتر ہو ورنہ قیامت برپا کر دونگا حیرت نے کہا
ایسا ہی کیا جائیگا افراسیاب تو چلا گیا حیرت شعلہ خیز کو ساتھ لیکر چلی شعلہ خیز نے راہ مین سب حال
رو رو کر بیان کیا کہ جسطرح دم دیا مال بھی عمرو نے لیا میری زوجہ کو بھی نہ دیا حیرت کہتی ہو آپ نہ گھبرایئے
اب تدبیر نکل آئیگی شہنشاہ نے خوب تدبیر بتائی یہ باتین کرتی ہوئی حیرت اپنے لشکر مین آئی آ کے
تخت پر بیٹھی شعلہ خیز و نگل زرین پر بیٹھا ایک نامہ افراسیاب جادو کی طرف سے لکھا ہر لفظ سے یہی
منت و خوشامد پیدا تھی کہ خواجہ جسطرح ہو سکے بلا ملاقات حیرت آؤ ایسا نہو کہ فساد برپا ہو جائے
محکوم جادو کو نامہ لکھکر دیا محکوم نامہ لیکر چلا لشکر اسلام مین آیا آ کے خواجہ کو نامہ دیا خواجہ عمرو نے
نامے کو پڑھتے ہی کہا بہت خوب شہنشاہ کے حکم سے کیا مین انکار کر سکتا ہون مین ابھی چلتا ہون مہرخ و
مبارک نے کہا خواجہ کیا ہم تمکو اکیلا جانے دینگے جسکو کہیے وہ ساتھ چلے عمرو نے کہا صاحب مین اپنے مالک
کے پاس جاتا ہون خوف کیا ہے یہ کہکر خواجہ محکوم کے ساتھ ہو لئے لشکر افراسیاب مین آئے ہرکارون
نے جا کر حیرت کو خبر دی کہ خواجہ محکوم کے ساتھ آتے ہین حیرت نے شعلہ خیز سے کہا تم کسی بات مین
دخل نہ دینا ہم سب طرح کلام کر لینگے شعلہ خیز نے کہا مین نہ بولونگا کہ خواجہ اندر آئے حیرت کو جھک کر سلام
کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا حیرت نے کرسی عنایت کی خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے حیرت نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری
واے قطب فلک خنجر گزاری شاہ نے فرمایا ہو کہ جسطرح ہو سکے ملکہ مرووارید کو حوالے کر دیجیے عمرو نے کہا حاضر ہو
مین کچھ کان مین حضور سے عرض کرونگا حیرت نے کہا کہو خواجہ عمرو نے ہاتھ باندھکر حیرت کے کان سے
منھ ملا دیا کہا اے ملکہ عالم آپ جانتی ہین کہ مین کس بلا مین مبتلا ہون ماہین ہجر کی تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین
مگر مین ضبط کرتا ہون کچھ بن نہین پڑتا چاہتا ہون اگر وہ مجھکو ملے تو مین آپ کے زیر سایۂ دامن دولت بسر
کرون مسلمانون کو گرفتار کرکے لاؤن حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہو اب خواجہ سامنے شعلہ خیز کے ہاتھ
باندھکر کھڑے ہوے کہا مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی اب امیدوار ہون کہ معاف فرمایئے زوجہ کو اپنی لیجیے
مین عذر نہ کرونگا مگر حسن شیر زن پر میری جان جاتی ہو آج اسکے ساتھ میرا نکاح کر دیجیے شعلہ خیز
نے کہا مین ابھی انتظام کرتا ہون مجھے تم سے ملال نہین ہو بس عمرو نے مرووارید کو زنبیل سے نکالا

ذنگل پر بٹھا دیا کہا لو ملکہ حیرت میں آپ کا حکم بجا لایا اب میں اپنی کیفیت کیا عرض کروں ملکۂ عالم آپ کے قدموں کی قسم اور شہنشاہ کے سر کی قسم جو مجھپر گذرتی تھی اپنا مالک جانکر سب حال بیان کر دیا اب وقت ہمارا ان باتوں کا نہیں ہے لیکن ہماری غربت پر خیال فرمایئے وہ آقاے نامدار جسکے ساتھ لسیکر پرورش پائی اُس سے چھوٹے انصاف فرمایئے صاحبقران زمان پردۂ قاف تشریف لیگئے نوشیروان ایسا دشمن کرور سوار و پیدل لیکر مجھپر چڑھ آیا ملکہ مہر نگار جنت آرامگاہ میرے ساتھ تھین قلعہ گھرا ہوا آب و دانہ بند فوج کم مزاج برہم لندھور و بہرام و سرداران زبردست تھے وہ دونوں پیشتر چلے گئے میں حیران تھا کہ آب و آزوقے کی فکر کروں یا ناموس کو آقا کے دشمنوں کے ہاتھ سے بچاؤں مگر بعنایت پروردگار اٹھارہ برس نوشیروان سے لڑا ناموس کو بھی بچایا اور ایک سائیس کو بھی قتل ہونے نہیں دیا جب صاحبقران تشریف لائے سب کو بخیر و عافیت پایا اب وہ آقا چھوٹا اہل و عیال وہاں تباہ ہیں میں یہاں پریشان اس ظالم کی محبت نے کسی کام کا مجھے نہیں رکھا میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

ایسے ہم آماجگاہِ تیرِ مژگان ہو گئے — رونگٹوں کی جا بدن پر سارے پیکان ہو گئے
جب ہوا سے بال زلفوں کے پریشان ہو گئے — مثل بلبل تار تار اکثر گریبان ہو گئے
باغ میں گلبن ہیں گلدستے مزاروں کے تمام — خاک میں کیا کیا ہی گل رخسار پنہان ہو گئے
دل میں جب لایا تصور اسکو تب کہنے لگا — مثل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہو گئے
گلشن عالم میں ہوں وہ عندلیب نغمہ سنج — زاغ جسکے زمزمے سنکر خوش الحان ہو گئے
رشک کوے یار سے دنیا میں جتنے باغ تھے — گلشن شداد سان نظروں سے پنہان ہو گئے
وصل کی شب پھٹ گیا جیسے گریبان سحر — پیرہن میں یاں گریبان ہی گریبان ہو گئے
دیکھی اس گلگوں قبا کی باغ میں جسدم بہار — پھاڑ کر کپڑے ہزاروں غنچے عریان ہو گئے
گلشن رخسار جانان سے ہوئی رخصت بہار — صورت بلبل خزان عاشق پریشان ہو گئے
ارمغان داغ سودا لیکے چلے سوے وطن — دو دن اس وحشت سرا میں ہم بھی مہمان ہو گئے
جتنے میں داغ جنوں ہیں سکۂ شاہان حسن — کشور دل میں رواں کس کس کے فرمان ہو گئے
جس جگہ تھے قصر و منظر بن گئیں گوریں تمام — شہر جو آباد تھے شہر خموشان ہو گئے

شانہ کرتے غیر کو دیکھا تو یہ نفرت ہوئی | گیسوے پیچیدہ مجھکو مار پیچان ہو گئے
رات دن رہتی ہی ناسخ ہمکو از خود رفتگی | آہ جیسے عاشق رفتار جانان ہو گئے

یہ اشعار پڑھکر خواجہ اسقدر روئے کہ دامن و گریبان تر ہو گیا شعلہ خیز نے آنسو پونچھے کہا خواجہ نگھبراؤ ہم تمھارے مقدمے مین جانبازی کرینگے شہنشاہ سے کہینگے مروارید گھر پر بھی کہ رہی ہی ای شہنشاہ اوج عیاری براے خداے نادیدہ صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے عشق ایسی ہی چیز ہی انسان مجبور و ناچار ہوتا ہی اب تمھارا انتظام بوجہ احسن ہو جائیگا حیرت کو بھی خوف ہوا کہ ایسا نہو روتے روتے خواجہ کا دم نکل جائے اب شعلہ خیز کو یقین ہوا کہ حقیقت مین مروارید اصلی ہی کنیزون سے لباس فاخرہ پہنایا زیور بھی منگا دیا حیرت کو بڑی خوشی ہی حیرت نے کہا خواجہ تمنے مجھپر بڑا احسان کیا یہ کہکر حکم دیا صرصر شمشیر زن کو تو باہر سے بلا لاؤ کنیزین گئین صرصر کو بلا کے لائین حیرت نے کہا ای صرصر کہنا ہمارا مانو کسی نہ کسی مرد کے ساتھ ضرور شادی ہو گی پس ہمارا کہنا مانو عمرو مدت سے تمپر جان دیتا ہی اب اسکو قبول کرو ہماری خوشی بھی یہی ہی شعلہ خیز نے بھی یہی کہا کہ عمرو سا عیار کسکو ملتا ہی لائق اسلیے ہی کہ اسکو تعویذ بازو بنائین صرصر نے منھ پھلا کر جواب دیا مین عمرو کے ساتھ شادی نکرونگی حیرت نے کہا ہم سمجھے تمھاری شامتین آئی ہین مشکین باندھکر عمرو کے ساتھ کر دینگے صرصر نے کہا اب کچھ نہ فرمائیے مین کسی کی لونڈی نہین ہون جو کوئی مجھپر زبردستی کریگا جان اپنی دیدونگی یہ کہکر اٹھی کہا آج سے مین بارگاہ مین نہ آؤنگی یہ کہکر صرصر باہر چلی گئی خواجہ یہ حال دیکھکر رونے لگے کہا کیون ای ملکۂ عالم اب کیا ہوگا مین نے آپ کے کہنے سے وہ کیا جو کبھی نکیا تھا میان شعلہ خیز صاحب آپکی تو مراد بر آئی میری جان پر بنی ہوئی ہی شعلہ خیز نے کہا خواجہ آپ نگھبرائیے مین اپنا لاکھون روپیہ صرف کرونگا اور اسباب سے کہکر شادی کرادونگا خواجہ تم تردد نکرو خواجہ نے کہا میرا جو مدعاے دلی تھا وہ مین نے عرض کیا اب میرے مقدمے مین آپکو اختیار ہی جو منظور پروردگار ہو گا وہی ہو گا حیرت نے کہا خواجہ تم نگھبراؤ مین اسکی تدبیر دل و جان سے کرونگی یہ حرامزادی کہان جائیگی مین گرفتار کرا منگاؤنگی ہمسے بگڑ کے کہان جا سکتی ہی ہم اسکو پکڑوا بلائینگے ہمکو سب طرح کا اختیار ہی ہمارے ساتھ بغاوت اسکی نہ چلیگی خواجہ عمرو کو ملکہ حیرت و شعلہ خیز وغیرہ تسکین دے رہے ہین یہاں سب لوگون نے یہی کہا کہ خواجہ اب تم سے ملکہ حیرت جادو

اقبال کرتی ہین ضرور یہ معاملہ ہوگا خواجہ نے کہا جان و مال سب راہ محبوب مین حاضر ہی ملکہ عالم کا ارشاد
فرمانا باعث تسکین دل ہی مصاحبون نے کہا خواجہ نگبر اُو شہنشاہ سے ذکر ہو کے اب یہ معاملہ ساتھ
نبگی کے ہوگا عمرو نے کہا ایک مجھکو یہ غم ہی مین نے ایسے مگر آپ کے ساتھ کیے کہ میری بات
اعتبار جاتا رہا ہر چند کہ مین ہمیشہ سے شہنشاہ سے محبت رکھتا ہون مگر دل کی بات ظاہر نہو سکی ایک ہی
دن مین سب مسلمانون کو پکڑ لاؤنگا خواجہ تو یہ باتین کر رہے ہین وہان ملکہ مہرخ نے گھبرا کے برق سے
کہا ذرا جا کر دریافت تو کر و ملکہ خود آنکھ سے دیکھو آ کر خواجہ نے کیا کیا حقیقت مین وہ ارسطو فطرت لقمان
حکمت ہین جسکے قتل کا ارادہ کیا اُسکو نہ چھوڑا ہزار ہا سردار ملک یہان چلے آئے صدہا سردار نامی گرامی
جنکا عدیل و نظیر طلسم مین ممکن نہین وہ ہاتھ سے خواجہ کے قتل ہوئے ماشاء اللہ خدا اُنکو سلامت رکھے
اس ہشت رنگین حصار پر مین ساٹھ ہزار ساحر لیکر آئی تھی مگر آمادۂ مرگ و مہیائے قضا تھی یقین کامل
کہ جسوقت افراسیاب کو ثابت ہوگا کہ ملکہ مہرخ نے خود اسکا ساتھ دیا اُسی وقت آ کر فنا کر دیگا یا بہ ذلت قید کر کے
بلائیگا کیا عنایت پروردگار ہی کہ بائیس لاکھ کا لشکر یہ سرداران نامور ایک ایک ساحر ہی عہد جمشید زمان
لیکن خواجہ عمرو کا اکیلا در بار مین ایسے دشمن کے جانا خدا اُنکی آبرو بچائے ایسا نہو دشمنون کو گرفتار کر لے
ہم بہ اطمینان بیٹھے رہین الغرض منفصل ہٹ جا کر اپنی جان دین ای برق خبر لینا ضرور ہی قلب ناصبور ہی برق
نے کہ حضور ابھی جاتا ہون جا کے خبر لاتا ہون یہ کہکر ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ حیرت مین آیا دیکھا
خواجہ خلعت فاخرہ پہنے ہوئے بارگاہ مین بیٹھے ہین حیرت جادو سے باتین کر رہے ہین ایک کرسی جواہر نگار
پر مروارید گہر ریز بھی خواجہ کی سفارش کر رہی ہی برق ستون کی آڑ مین کھڑا ہو رہا خواجہ عمرو کو دیکھ رہا
ہی خواجہ چار جانب متوجہ ہین کنکھیون سے برق کو دیکھا سمجھا نا ایک پرچہ لکھکر ملکہ حیرت کو دیا مضمون
یہ تھا کہ ستون کی آڑ مین جو خدمتگار سبز کپڑے پہنے کھڑا ہی برق فرنگی عیار ہی مین جا کے گرفتار کرتا ہون
شاید میری کمند سے نکل جائے تو آپ سحر کر کے گرفتار کر لیجیے گا ایک بار دو تو اہل اسلام کا ٹوٹ جائے مین
بھی چاہتا ہون دمبدم زوران لوگون کا کم ہو فوراً اسکو گرفتار کر کے قتل کرا دیجیے گا یہ باتین کر کے خواجہ
اُٹھے اور جانب دیکھتے ہوئے چلے کہ برق کو گمان بھی نہو برق سمجھا کسی کام کو خواجہ اُٹھے ہین خواجہ
نے میل مین آ کر حلقہ ہائے کمند برق پر مارے اور نعرہ کیا مین نے پہچانا برق نے جست کی مگر حلقہ ہائے
کمند سے نہ نکل سکا خواجہ نے جھٹکا مارا برق منھ کے بل زمین پر گرا خواجہ نے چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین

بارگاہ مین بتر ہوا کہ برق پکڑا گیا خواجہ عمرو نے کہا او بچیا ہم اب شہنشاہ ہوشربا کے ملازم ہوے
اب تم لوگون کی دال نہ گلیگی نہ اس مقام پر آنے پاؤ گے سب کو گرفتار کر کے قتل کراؤنگا اب میرے
ہاتھ سے کیونکر بچو گے میان جانسوز وضرغام وغیرہ میان ہونگے جا کے بی مہرخ سے عرض کرینگے کہ
خواجہ عمرو شہنشاہ ہوشربا کے نوکر ہو گئے تمھارے ساتھ جو برسون جانبازی کی کیا پھل پایا جو ہزار
آیا اسے ہارا کیسی کیسی عیاریان کی مگر کوئی فائدہ نہوا یاد رکھیے کہ آپ کو یاد ہوگا کہ جب سنڈاول
آپ پشتہ رنگین حصار پر تشریف لائی تھین ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی اسقدر کدوکاوش کی کہ تم ہمبرد
افراسیاب کہلاتی ہو کجا بادشاہ ہمجاہ کجا لونڈیان باندیان ایک دن مین سب کو مٹا دونگا ریاست
وامارت وسلطنت ہوچکی اب بہتر اسی مین ہو کہ رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت فیض درجت شہنشاہ
ہوشربا ہو ورنہ آؤنگا سب کی گردن پکڑ کے لیجاؤنگا یہ نہ سمجھنا کہ ہم ساحران نامی ہین سب سحر ساحری
مٹا دونگا وہی تم لوگ ہو کہ جنکو گرفتار کر کے مسلمان کیا اب گرفتار کر کے سامری وجمشید کو سجدہ کراؤنگا
برق فرنگی کو ایک لات ماری کہا کیون بے میان عیاری کرنے آیا تھا حیرت جادو سے کہا ای ملکۂ عالم
اس مکار کو جلد قتل کیجیے یہ آپ کے میان بڑے غضب کی بات ہو کہ گرفتار کرین اور قتل نہ کرین یہنکر
حیرت نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ نے بھورے کو گرفتار کیا آج ہی اسکا فیصلہ ہو جائیگا
شہنشاہ کو عرضی لکھی جائیگی یہ حال سنکر شہنشاہ خوش ہو جائینگے لکھونگی کہ حسب ایماے حضور خواجہ عمرو
تشریف لائے ملکہ مروارید کھر ریز کو دیدیا لیکن صرصر شمشیر زن کے خواہان ہین شہنشاہ فوراً صرصر کو سمجھا کر
راضی کر دینگے وہ اگر سنجوشی نہ مانیگی شہنشاہ مشکین باندھکر آپ کے ساتھ عقد کر دینگے خواجہ عمرو عقد
کے نام پر بیت بنتے ہین کبھی ملکہ حیرت کے تخت کے گرد پھرتے ہین کہتے ہین ای ملکۂ عالم کیا خوب کسی نے
یہ قطعہ فرمایا ہو وہ میرے حسب حال ہو قطعہ اگر بہر موے من گردد زبانے ✤ زتو رانم بہر یک داستانی ✤
نیارم گوہر شکر تو سفتن ✤ سر موے ز احسان تو گفتن ✤ ای ملکۂ عالم کیا عرض کرون اس ظالم کی محبت نے
بیدست وپا کر دیا خانۂ دل غم والم سے بھر دیا نظم

ثمر شباب کو یون رائگان نہین کرتے	نبی ہو دل پہ تو ضبط فغان نہین کرتے
وہ لطف ضبط کبھی رائگان نہین کرتے	جو غم کے مرتبہ دان ہین فغان نہین کرتے
قفس سے پھینک دے مردہ سمجھ کے اے صیاد	اس آسرے پہ پڑے ہین فغان نہین کرتے

حضور آپ کے حسرت نصیب فرقت مین
پکارتے ہین قضا کو فغان نہین کرتے

شگون بد ہی یہ اور یان امید شادی ہی
خیال وصل مین اس سے فغان نہین کرتے

مین چپ جو ہوتا ہون تو درد اٹھکے کہتا ہی
شب فراق ہی اور تم فغان نہین کرتے

سرہانے رکھکے قفس سو رہا نہ کر صیاد
کہ تیرے خوف سے قیدی فغان نہین کرتے

بری طرح سے جو دل پر ہین چوٹ کھائے ہوے
ارے وہ ہجر مین کیونکر فغان نہین کرتے

زمانہ جانے نہ جانے انھین غرض کیا ہی
جو محو یاد بتان ہین فغان نہین کرتے

ہمارے ضبط پہ صیاد رحم کھائیگا
اسی امید پہ برسون فغان نہین کرتے

ہزار درد ہون دل مین خموش رہتے ہین
مزا ہی ضبط کا جنکو فغان نہین کرتے

قفس مین مرکے یہ ہم امتحان کر آئے
وہ چھوٹتے ہی نہین جو فغان نہین کرتے

یہ کون در پہ مرے آکے لکھ گیا مصرع
جو رازدار ہین ہرگز فغان نہین کرتے

خموش بیٹھا ہی صیاد سر جھکائے ہوے
اسیر آج قفس مین فغان نہین کرتے

کلیجہ آتا ہی منھ کو غرض یہ گھٹتا ہی دم
جو دل کا حال کسی سے بیان نہین کرتے

برق نے دیکھا کہ اب استاد کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی جانسوز و ضرغام و مہتر قران بیرون بارگاہ تھے انھون نے بھی خبر سنی کہ خواجہ عمرو نے برق کو گرفتار کرلیا اسپر مار پڑرہی ہی تینون عیار یہ خبر سنکر بھاگے جاکے ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ اب وہ دربار جانے کے لائق نہین ہی خواجہ عمرو سبکو گرفتار کررہے ہین ہم لوگ انکے ہاتھ سے کیونکر بچینگے وہ تو ہر رنگ مین پہچان لیتے ہین برق فرنگی کو ابھی گرفتار کیا ہی اور مروارید لعل ریز کو بھی دیدیا وہ اب پہلو مین اپنے شوہر کے بیٹھی خواجہ کی سفارش کررہی ہی مگر یہان جب خواجہ اٹھکر برق فرنگی کو لات مکی مارتے ہین تب برق چپکے سے کہتا ہی استاد میرے چوٹ لگتی ہی خواجہ جھلاکر ملکہ حیرت جادو کی طرف رجوع ہوکے کہتے ہین دیکھیے ملکہ عالم یہ مجھکو تسخیر کرتا ہی یہ نہین جانتا کہ مین دل و جان سے مطیع افراسیاب ہوا اور کبھی فرماتے ہین کہ مین تو اب خدمت فیضدرجت شعلہ خیز مین رہونگا یہ دونون صاحب مجھکو سرفراز کرینگے شعلہ خیز کہتا ہی خواجہ مین تمھارا وہ مرتبہ کردونگا کہ عالم عالم رشک کرے تمکو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا خواجہ فرماتے ہین آپ کی مہربانی مین بھی خوب راضی کرونگا اسوقت دربار مین گرفتار ہونے سے برق کے

سب کو یقین کامل ہو گیا کہ اب مسلمانون کا لشکر تباہ ہو جائیگا اسی کی ذات سے سارا انتظام تھا اب
ملکہ بہار جادو کی شادی ساتھ افراسیاب کے ہو گی افراسیاب جادو مدت سے ملکہ بہار پر عاشق
ہو جب کوئی ساحر زبردست آتا ہو اور اہل اسلام گرفتار ہو جاتے ہین تو افراسیاب جادو ملازمین کو تاکید کرتا
ہو کہ مخمور و بہار کو کوئی صدمہ نہ پہونچنے پائے آجتک افراسیاب کو بہار و مخمور سے وہی محبت ہی
ہمیشہ سفارش کرتا ہو کہ خواجہ عمرو بیٹھے بیٹھے گھبرائے فرمانے لگے کہ اے ملکہ حیرت خالی صحبت مین دل گھبراتا
ہو ایک دو غزلین گائین آپکو ل بہلائین ملکہ حیرت نے کہا خواجہ تمہارے گانے کے تو سب مشتاق
رہتے مین اگر خوشی ہو ایک آدھ چیز گاؤ یہ سنکر خواجہ عمرو نے خود بایان کھینچ لیا سید جاسید جانشیکا
چھیڑنے لگے حیرت جادو سے آنکھ ملا کر عرض کی دو چار اشعار سماعت فرمایئے شعلہ خیز و مروارید گوہر ریز
سے کہا براہ مہربانی آپ بھی متوجہ ہون مروارید نے کہا خواجہ ہم تو تمہارے گانے کے دل سے
مشتاق ہین خواجہ نے یہ غزل شروع کی

نظم

ظہور آدم خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا ‌ ‌ ‌ تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا
گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا ‌ ‌ ‌ قران مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا
ہنسین تیرے کرم سے جام شل برق ساقی ‌ ‌ ‌ مبارک ہووے ہمکو ابر باران آفرین آیا
پری شیشے مین اُتری کیسے یا قالب مین روح آئی ‌ ‌ ‌ عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا
ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون ‌ ‌ ‌ ستارہ نیک ہی میرا تو وہ زہرہ جبین آیا
نہ گھبرا چار دن کے واسطے اے روح قالب مین ‌ ‌ ‌ گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا
عجب دل منتظر اک نظر اُسکو دکھاوینگے ‌ ‌ ‌ جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا
مشقت سی مشقت کی ہی راہ عشق مین سہنے ‌ ‌ ‌ پسینہ پاؤن کا کس روز یان سر تک نہین آیا
سمجھو زیر زمین اُسکو جو بالاے زمین آیا ‌ ‌ ‌ چھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور مین بھیجے
گریبان تک بھی دامن سے جنون ہو رسما اسکا ‌ ‌ ‌ نبل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا
مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو ‌ ‌ ‌ مقام گیسوئے مشکین و خال عنبرین آیا
رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہی ‌ ‌ ‌ گیا خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

ملکہ مروارید کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے شعلہ خیز نے کہا حقیقت مین خواجہ ہمارا مثل نہین ہی

تم اس لائق ہو کہ تمکو تعویذ بازو بنائین ساری محفل مین صدائے آحسنت و آفرین بلند ہوئی ہر ایک کا
یہی قول ہی کہ خواجہ کا گانا سحر ہی خوش آواز صاحب سوز و گداز دل کو بیقرار کر دیتے ہین یہ سنکر خواجہ
رونے لگے کہا اے شہنشاہ شعلہ خیز ہمین اس حال پر بڑا افسوس ہوتا ہی اسقدر ہمکر کیے ہین کہ منھ
سے بات کرنے کو جی نہین چاہتا اسوقت موقع یہ تھا کہ گاتے بھی جاتے شراب بھی پیتے جاتے
صحبت عیش و نشاط ہوتی سب لوگ خوش ہوتے مگر اب منھ سے نہین نکال سکتے عیب ہی کہینگے
کہ خواجہ نے جال پھیلایا اب سب کو بیہوش کرینگے اسوجہ سے مین کچھ نہین کہہ سکتا آج دل کو
میرے بڑی خوشی ہی شعلہ خیز نے کہا خواجہ اب تم پر کوئی کسی قسم کا گمان نہ کریگا مشہور ہو گیا کہ
خواجہ نے دل و جان سے اطاعت کی یہ سنکر خواجہ عمرو نے کہا جو آپ کے دل کو تسکین ہی تو پھر ہمین
کسکا خوف ہی جو کوئی کہیگا منھ کی کھائیگا یہ کہکر کہا کلید منجا نے کی مجھکو عنایت کیجیے تو مین ساقیگری
شروع کرون آج کوئی باقی نہ رہے ملکہ حیرت نے اشارہ کیا سب صاحب بیٹھ جائین شعلہ خیز
اپنے مقام سے اٹھا کنجی ملکہ حیرت سے لیکر عمرو کو دی کہا کہ خواجہ تمھین اختیار ہی سب سے پہلے ہم
پینگے ہمین سب سے زیادہ دینا خواجہ کا ہمکو اعتبار ہی خواجہ عمرو نے جو کنجی پائی دوڑ کے میخانے مین
آئے سب شراب کو خراب کیا بیہوشی دل بھر کے ملائی اور پکار کے آواز دی یارو دوڑو شراب تقسیم ہوتی ہی
شراب کا نام سنتے ہی سب لوگ دوڑے قرابے گلابیان چتلے اٹھا اٹھا کے لیجانے لگے سارے لشکر مین
یہی ہنگامہ تھا کہ آج ذات سے شہنشاہ شعلہ خیز کے یہ جلسہ ہوا برق فرنگی بندھا بیٹھا ہی سب معاملہ
دیکھ رہا ہی دل مین کہتا ہی استاد کی خوب بن پڑتی ہی کیا خوشی خوشی شراب تقسیم کر رہے ہین مگر حیران ہی
کہ استاد نے کیا سوچکر فیل کیا مروارید گہر ریز کو کیون حوالے کر دیا جب باہر والے شراب لیجا چکے تب
خواجہ عمرو ڈیڑھ سو گلابیان و کنتر الماس نگار مے ارغوانی سے معمور کر کے محفل مین لائے دیکھنے والے
خوش ہو گئے کہ خواجہ کس سلیقے سے شراب لاتے ہین اگر زاہد صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے اسکا بھی
دل چاہے کہ آج شراب پیجیے خواجہ عمرو نے جام لبریز کیا پہلے شعلہ خیز ہی کے سامنے لائے کہا پیجیے
نوش فرمائیے شعلہ خیز نے کہا مین تو بندۂ بے زر ہون عمرو نے کہا مین نے وہ تدبیر کی ہی کہ آپ کبھی
عاشق و معشوق جدا نہونگے شعلہ خیز جام لیکر بے اندیشۂ انجام پیگیا خواجہ نے دوسرا جام بھر کے
مروارید گہر ریز کو دیا مروارید بھی پیگئی شعلہ خیز نے پوچھا اے ملکۂ عالم خواجہ نے تمکو کہان نہ دیا تھا

کسطرح رہین مروارید نے کہا اے شہنشاہ کیا بیان کرون میان تو خواجہ اکیلے بیٹھے ہین زنبیل مین انکی بڑی عملداری ہے جیسے مین زنبیل مین پہونچی پانچ چار کالی کالی لونڈیان دوڑ پڑین مجھکو گھیر لیا ایک کہتی تھی کپڑے اتارو ایک کہتی تھی باورچی خانے مین کام کرو ایک کہتی تھی آٹا گوندھو مین حیران حیران سب کی جانب دیکھتی تھی ایک نے دو دو ہتّڑ مار دیے ایک نے جلتا ہوا سوختہ منھ مین لگا دیا کھینچکر مجھکو باورچی خانے مین لے گئین کئی سو لونڈیان کھانا پکا رہی ہین ایک طرف پلنگ دیکھا باغات کے دروازے کھلے ہوے ہین سب باغ سرسبز و شاداب ہے بہت جوش بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا ہوا مہین مہین بوندیان پڑ رہی ہین کنارے حوض کے پر سرو قمریان طوق محبت بہ گلو شور کرکے صاف حسن سے ظاہر ہے کہ اپنے معشوق کو ڈھونڈھ رہی ہین یہ اشعار انکی زبان سے مفہوم ہوتے تھے

اشعار

راز مخفی لب تلک آئے کہان مقدور ہی — دل ہمارا جلوہ گاہ شاہد مستور ہی
ایک شعلہ داغ سوزان کا ہے میرے آفتاب — آسمان نیلگون دود تن محرور ہی
دل مرا سیری مین ہے محو خیال زلف یار — نافۂ مشک ختن پہ پردہ کافور ہی
سامنا ہے مین زخمی تیغ نگاہ مست ہون — ہر دہان زخم مین خون بادۂ انگور ہی
ناتوانی سے خط باریک ہے ایسا بدن — ہو چکی ہین مدتین زنجیر پا سے دور ہی
حسن عالمتاب سے تیرے مثال مہر کیا — یہ کسے نور ہے وہ اک چراغ دود ہی
گر کسی صورت نہین کا شانۂ تن خلد سے — ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہی
ہو گیا بیہوش جسپر آنکھ تیری پڑ گئی — کسقدر لبریز مستی نرگس مخمور ہی
اور بھی شاعر زمانے مین ہین اکثر اے نسیم — پر جناب پاک کا کچھ اور ہی دستور ہی

کسی جانب عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی محو رعنائی و زیبائی عجب رنگ کا وہ مقام ہے مطبوع خاص و عام ہے باغ کے بیان مین طول کلام ہے مختصر عرض کرتی ہون کہ قلعے جا بجا آراستہ ہین برج تو پین چڑھی ہوئین گولے انداز برق انداز شل رہے ہین کہین قلعہ لڑ رہا ہے پہلوان لڑتا جاتا ہے اس پہلوان کا یہی قول ہے کہ خواجہ کا حکم ہے خراج داخل کرو قلعے دالا کہتا ہے میرے یہان ابکی خشک سالی ہوئی خواجہ سے عذر کرو ایک قصر مین ہزارہا تاج رکھے ہین ایک طرف قصر مین

جواہرات کے صندوقچے رکھے ہین نگہبان پکار رہے ہین کہ حکم ہی خواجہ عمرو کا ان مکانون کی جانب کوئی شخص راستہ نہ چلے اگر کوئی اسطرف آئیگا فوراً گرفتار ہو جائیگا ایک جانب دریاے قہار جاری ہی جہاز بجرے کشتیان آراستہ ہین شاہزادیان بجرون پر سوار ہوے نواڑہ کھیل رہی ہین ہر ایک یہی قول ہی کہ ہم خواجہ عمرو کی کنیزین ہین جدھر دیکھو عمرو ہی عمرو کا ذکر ہی بڑی عملداری ہی شہر آباد رعایا دلشاد ہر مقام پر یہی ذکر ہی کہ خواجہ عمرو کی عملداری ہی کوئی ظالم مظلوم پر ظلم نہین کر سکتا ایک شاہزادی بجرے سے جو اتری کئی سو کنیزین اُسکے ساتھ تھین اُسنے خود ہی پوچھا کہ آج کوئی لونڈی نئی آئی کنیزون نے عرض کی باورچی خانے مین کام کر رہی ہی اُس شاہزادی نے فرمایا ہمارے پاس بلالاؤ وہی لونڈیان ظالم جو مجھے مارتی تھین وہ مجھکو اُس بی بی کے سامنے لیگئین اُس شاہزادی نے مجھکو بہ محبت اپنی صحبت مین جگہ دی مہربانی فرمایا بی بی نہ گھبراؤ تم جلد قید سے چھوٹ جاؤگی اور اگر شاید یہان رہنا ہوگا تو ہم تمکو اپنے قصر مین جگہ دینگے ہم سب خواجہ عمرو کے نوکر ہین اُنکے حکم کے خلاف نہین کر سکتے ہین یہ سب مال و اسباب و جواہرات خواجہ عمرو ہی کا ہی مین اُنسے باتین کر رہی تھی اپنی مصیبت بیان کر کر کے روتی تھی کہ آواز آئی اُس کنیز کو بھیجو ہی کالی کالی لونڈیان مجھکو یہان پہونچا گئین اُسی شاہزادی نے کہا لو مبارک ہو کہ تمھاری رہائی ہوئی اور جو جو حال گذرے مہینون بیان کرون تو بیان نہو سکین زنبیل مین خواجہ عمرو کی کئی ملک آباد ہین آپ وہو معقول شاہان عادل کوئی کسی پر ظلم و بدعت نہین کر سکتا کرورہا روپیہ کا مال جمع ہی جو خواجہ عمرو نے لوٹ کر زنبیل مین داخل کر دیا اتنے عرصے مین خواجہ عمرو نے حیرت وغیرہ کو شراب پلائی برق فرنگی دمبدم کہتا ہی اُستاد میرے ہاتھ ٹوٹے جاتے ہین رسیان ڈھیلی کر دیجیے خواجہ منھ پھیر لیتے ہین جواب نہین دیتے کبھی ایک لات ماردی کبھی پکار کے ملکہ حیرت سے کہا دیکھیے یہ برق فرنگی مجھے بہکاتا ہی جلاد کو بلائیے اسکو قتل کیجیے ملکہ حیرت جادو فرماتی ہین خواجہ شہنشاہ افراسیاب کو لکھا ہی جب وہ تشریف لائینگے اُنھین کے سامنے یہ قتل ہوگا خواجہ فرماتے ہین ملکہ حیرت یہ انتظام تمھارے لشکر کا بڑا ہی دشمن کو جلد قتل کر ڈالا جب قید رہیگا کوئی نہ کوئی چھڑا لیجائیگا اور یہ عیار جان لشکر اسلام ہین اگر یہ قتل ہو جائین جھگڑا پاک ہو حیرت جادو فرماتی ہین اس قطع و برید مین تمھین کو اختیار دلوادینگے خواجہ عمرو کہتے ہین اگر میرا اختیار ہوتا سب سے پہلے

اس بیہودے کو قتل کرتا اسکی گستاخی دیکھیہ جھٹ پٹ دوڑے آتے میری فکر مین آئے ہو سکے مین نے
اُنکی گردن لی اب کہو لیا ان جانیگے کہ شعلہ خیز نے بیٹھے بیٹھے کہا خواجہ کچھ دو چار شعر تو گاؤ خواجہ
نے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

وصل کی دولت ملی جذب دل بیتاب سے — کیمیا ہمنے بنائی ہر مگر سیماب سے
دن کو رات اُسنے کیا ہو گیسو پر تاب سے — رات کو دن کر دیا ہو روے عالمتاب سے
آشنا اُسکے ذقن پر جب کبھی ثابت ہوا — دور ہو جاتے ہین تنکے حلقۂ گرداب سے
بے حقیقت کو بلا سے کب ہو دنیا مین گزند — عکس تنکے کا بھی بہ سکتا نہین سیلاب سے
ہو مسرت راحت دنیا سے غفلت کے سبب — کون خوش ہوتا ہو بیداری مین عیش خواب سے
آسمان کے پاس سامان عیب پوشی کا نہین — کب کسی کا ستر ہوگا چادر مہتاب سے
آگے آنکھ دون کے پاتے ہین کہین سر کش فروغ — سرد ہو جائے نہ کیون بازار آتش آب سے
پڑتے ہی عکس رخ جانان کی ہو تشبیہ تام — چوکھٹے کو ہالے سے آئینے کو مہتاب سے
غیر سے لگوائی مہندی اُسنے ہاتھون پر جو رات — پنجۂ مرجان کو ہمنے بھی رنگا مہتاب سے
مدتین گذرین کہ رکھتا ہون فراق یار مین — دن کو پروانے سے صحبت رات کو سرخاب سے
ہونٹھ تیرے دیکھکر مجھکو ہوا جوش جنون — کرتے ہین کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے
کھائے ہین ایسے ترے محراب ابرو کے فریب — بھاگتے ہین دور ہم مسجد کی بھی محراب سے
خاک کوے یار ہو ناسخ مرے تن پر لباس — کام کیا مجھکو حریر و اطلس و کمخاب سے

مروارید گہر ریز نے گھبرا کے کہا صاحب کس لطف سے عمرو نے یہ شعر گائے ہین کہ دلکو بیقرار کر دیا خانۂ دل
غم و الم سے بھر دیا میرا جی چاہتا ہو کہ خواجہ عمرو گائین اور مین گت ناچون شعلہ خیز نے کہا مین بھی
تمھارے ساتھ ہون میان بی بی کا ساتھ کسی مقام پر نہ چھوٹے خواجہ عمرو نے بھی فرمایا ہو کہ
اب عاشق و معشوق کا ساتھ نہ چھوٹیگا بیہوشی تو تاثیر کر چلی تھی یہ کہکر دونون زن و شوہر گت ناچتے
ہوے اُٹھے سب ہنسنے لگے چند قدم زن و شوہر چلے تھے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دونون لڑکھڑا کے
گرے بیہوش ہوے انکے ساتھ چند آدمی اُٹھے وہ بھی گر گر کے بیہوش ہوے ہان ہان کا غل ہوا ایک
اُٹھا جا کے گرا کوئی یہ کہکر اُٹھا کہ آج خوشی کا دن ہو یہ کہا اور گر کے بیہوش ہوا حیرت جادو

بہت ہوشیار عورت ہی شراب پیکر چپ بیٹھی ہی کسی سے بات نہین کرتی لیکایک نشے کا جوش ہوا یہ کہکر گئی
کہ شہنشاہ کو بلانے جاتی ہون اُٹھتے ہی گری بیہوش ہوئی جو اُٹھا گرکے بیہوش ہوا شور سے ہی جو مجمع مین
سب اہالی دربار بیہوش فرش ہوے اول تو خواجہ نے شعلہ خیز و مروارید گہر ریز کو اُٹھا کے تہ زنبیل
کیا برق سے کہا میان صرف مادہ کو لیکر کیا کرتا اب زن و شوہر ایک مقام پہ ہو رہے بچھون کی بھی امید
ہوئی برق جو کھلا رہا تھا کہتا تھا استاد آپ کی تو عیاری پوری ہوئی میری سب پسلیان ٹوٹ گئین
آپ نے ایسا بیدرد ہوکے مارا آپ کو اپنی عیاری کے سامنے کسی کا خیال نہین رہتا جی چاہتا تھا کہ مین
پکار کے حیرت سے کہدون کہ خواجہ نے شراب مین بیہوشی ملائی ہی خبردار کوئی شراب نہ پیے خواجہ عمرو
نے کہا سچ جو تم کہتے تو مین تمھین آج قتل بھی کر ڈالتا برق نے کہا استاد معاف کیجیے جہان کہین اب
موقع ہوگا دیکھا جائیگا عمرو نے کہا اب آپ یہان سے جائیے مین دو چار کوڑی کا روزگار کرلون برق
کب مانتا ہی یہ بھی لوٹنے مین مصروف ہوا ہرچند خواجہ منع کرتے ہین کہ ابے یہ کیا کرتا ہی برق فرنگی کہتا ہی
استاد مین نے بہت بڑی تکلیف اُٹھائی آپ نے سارا رنگ عیاری کا میرے ہی اوپر جمایا اب غلام کچھ
نفع بھی نہ حاصل کرے خواجہ عمرو نے چند کنیزون کو قتل بھی کیا مگر جب یہ ارادہ کرتے ہین کہ قریب ملکہ
حیرت کے جاؤن ہاتھ پاؤن مین رعشہ آجاتا ہی قلب خودبخود تھراتا ہی ساری بارگاہ کو [illegible] بنا دیا
مصور و صورت نگار کا منھ کالا کیا مصور کو بندر بنا گلے مین پٹا رسی اسکی صورت نگار کے بائین ہاتھ مین
دہنے ہاتھ مین ڈگڈگی اس تماشے کو دیکھکر خود خواجہ عمرو خوش ہوے اپنے ہاتھ چوم لیے میان تو بارگاہ
حیرت کا یہ رنگ ہی وہان افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا مصروف عیش و نشاط ہی نازنینان
زہرہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین غنچہ دہن رشک چمن خوش تر و خوش نحو ناز و کرشمے مین طاق حسن مین شہرۂ
آفاق سامنے افراسیاب کے حاضر ہین باتین کرتے کرتے ایک نے کہا حضور اسوقت صحبت ملکہ حیرت
مین کیا ہو رہا ہی دوسری کنیز نے کہا ہی شہنشاہ شعلہ خیز و مروارید گہر ریز یہ دونون زن و شوہر جو
پردۂ ظلمات سے تشریف لائے تھے انپر کیا گذری انکا کچھ احوال نہ معلوم ہوا اسوقت خودبخود دل گھبراتا
کلیجہ منھ کو آتا ہی قلب تھراتا ہی یہ سنکر افراسیاب جادو نے کہا ذرا کتاب سامری تو اُٹھا لاؤ ایک کنیز
گئی کتاب سامری اُٹھا کر لائی کہا لیجیے شہنشاہ یہ حاضر ہی افراسیاب نے کتاب کو جو کھول کے دیکھا
سارا نقشہ دربار ملکہ حیرت جادو کا آنکھون کے نیچے پھر گیا ایک چیخ ماری کہا یارو بڑا غضب ہوا عمرو

دربار کو حیرت سے دیکھ رہا ہو مروار ید شعلہ خیز کو نذر ذلیل کر چکا حیرت پر دست انداز ہوا چاہتا ہی یہ دیکھکر افراسیاب غصے مین خود مثل شعلہ جوالہ چلا آسمان سے آگ دیکھا سارے لشکر مین ہنگامہ برپا ہو دو کا ندار ناچ رہے ہین رنڈیان دوڑی دوڑی پھر تی ہین تماشا بینون کی خوب بن پڑی جسنے جسکو پایا گود مین اُٹھایا اور لے بھاگا ناگہ الٹ بیہوش پڑے ہیں ہزارون لشکر کے دس پانچ رنڈیان لشکر سے غائب ہوگئین اب جو ناگہ ہوشیار ہوئی اپنی زچی کے لیے پیٹ رہی ہی کہ ہائے میری بچی کہان غائب ہوگئی افراسیاب یہ رنگ لشکر کا دیکھکر سخت پریشان ہوا منہ سے نعرہ کیا بادشاہ سارے زادے اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو نے نعرۂ افراسیاب کی آواز سنکر گلیم اوڑھ لی برق سر گریبان چاک کرکے بھاگا افراسیاب نے پہنچکر دیکھا لشکر والون کی عجیب نوبت ہی دروازے پر چوبدار حاجب دربان گلو بے سرے ہوے ہین عمرو نے یہ تدبیر کی کہ ہاتھ مین انکے جوتی باندھ دی آنکھ جو کھلی ہاتھ اپنا منھ پر پھیرنے کو اُٹھایا جوتی تڑسے منھ پر پڑی گھبرا کے دیکھا بغل مین دوسرا گلو ہا پڑا ہی ہنسکر کہا کیا کمنا ہمکو جوتی مارکے پھر پڑ رہے اُچک سے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے وہ اسکو گلو ہا کہتا ہی یہ اسکو گلو ہا کہتا ہی چہار جانب یہی ہنگامہ ہی ناچنے والے گانے والے فریاد و فریاد کر رہے ہین بعض اپنی دھن مین کچھ گا رہے ہین دوسرے نے کہا میان کیا بڑا سے ہو غزل عاشقانہ تو سنو کئی شعر متفرق میان قمر صاحب کے مجھکو یاد ہین وہ سناتا ہون یہ کہکے دھن مین گانے لگے

قطعہ

قمر ہم داغ بنکر عاشقون کے دل مین رہتے ہین	گل لالہ مین مسکن ہی مہ کامل مین رہتے ہین
خیال مہ جبینان عاشقون کے دل مین رہتے ہین	یہ لیلی وش ہمیشہ لوز کی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین	نہ اس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پہ آکے بیٹھنے کو کہتے ہین عزیزون سے	قمر جنکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین

دوسرے نے کہا کیا بیہودہ بکتے ہو کیا میان قمر صاحب سے تمھسے ملاقات نہین ہی چند شعر تمکو انکے ایسے سناؤن کہ حیرت مین ہو جاؤ سنو عرض کرتا ہون

اشعار

جنون کو چاک جگر کی ہی آرزو باقی	رکھا نہ تار گریبان پہ لے رفو باقی
کوئی ہوس ہی نہ دل مین نہ آرزو باقی	ہوا ہے کوچۂ گیسو ہی موبمو باقی
بعاد جور کے چرچے ہین چار سو باقی	نہ تو نہ تیغ نہ ہم ہین نہ وہ گلو باقی

لنڈھائے دیتا ہی ساقی جو شام سے سب خم / سحر کے واسطے رکھو ایک تو سبو باقی
یہ عطر گل کو کہا سونگھ کر مرے گل نے / شمیم ناز کی میرے ہی اسمین بو باقی
خزان مین کوئی نہ پوچھیگا ای گل رعنا / بہار حسن ہی جبتک ہی رنگ و بو باقی
کمر جو باندھی ہی عالم کے قتل پر ظالم / یقین ہی کہ اکیلا رہیگا تو باقی
غبار نے بھی مرے خاک چھانی عالم کی / ہوا سے وصل کی اب تک ہی جستجو باقی
لگا ہی لائینگے نشتر کو ہم کبھی نہ کبھی / جو رہگیا کسی رگ مین کہین لہو باقی
دعا یہ کرتا ہی مینا صدائے قلقل مین / کہ تا بحشر رہین ساقی و سبو باقی
چلا نہ زور رقیبون نے لاکھ سر پٹکا / وہی ہین ہم وہی صحبت وہی ہی تو باقی
چھری تو پھیر چلی گردن پہ اب تو کھولدے پر / کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی
تڑپ کے مرگئی بلبل ہوئی نہ گل کو خبر / رہی نہ باغ جہان مین وفا کی بو باقی
قمر ہی بحر جہان کی تو نیستون کو زوال / یہی ہی چاہ کہ رہجائے آبرو باقی

افراسیاب جادو دیکھ رہا ہی کہ ہر شخص اپنے حال مین کوئی ناچتا ہی کوئی گاتا ہی کوئی بھاگا جاتا ہی کوئی بڑے سمجھدار چپکے چلے جاتے ہین ایک طائر اُڑکر جو سر پہ سے نکلا سمجھے کہ کسی نے ڈھیلا مارا ارے کہکر پیچھے ہٹے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوگئے سب اس کیفیت مین ہین کل ساحران غدار آفت و مصیبت مین ہین یہ رنگ باہر والون کا دیکھتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین افراسیاب نے باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوئے مصور نے اپنا یہ حال جو دیکھا گلے مین پٹا پڑا ہوا اُسمین رسن بندھی ہوئی ایک عورت سونٹا ہاتھ مین لیے ہوئے رسن ہلاری ہی جھلاکر بولا او حرامزادی تو کون ہی مجھے بندر بنایا ہی صورت لگا سونٹا لیکر اُٹھی ڈگڈگی بجا کے کہنے لگی ناچ کھلاڑی دھنک دھنا افراسیاب قہقہہ مارکر ہنسا کہا مرشدزادے ذرا ہوش مین آؤ زوجہ کو کلمات سخت نہ کہو مصور نے کہا یہ ملکۂ عالم ہین افراسیاب جادو نے سب کو ہوشیار کیا حیرت نے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا مین نے آپ کا لکھا ہوا رقعہ عمرو کے پاس بھیجا وہ رقعہ کہ دیکھتے ہی فوراً حاضر ہوا آکے مروارید گہر ریز کو دیا شہنشاہ شعلہ خیز نہایت خوش ہوئے اُسنے اپنا ڈنگ جمایا لینا ہی اب مین سامری پرست ہوا آپ ہی کی خدمت مین رہا کرونگا سب مسلمانون کو پکڑ لاؤنگا برق فرنگی

عیار بصورت خدمتگار میرے دربار مین آیا تھا اُسے عمرو نے گرفتار کر لیا اب سب کو اعتبار ہوگیا
کہ اُسنے دل و جان سے اطاعت کی اور جب مروارید گہر ریز کو دیدیا تو کہا اب میری شادی ساتھ
صرصر کے کر دیجیے مین راضی ہوگئی صرصر سے جو کہا اُسنے نہ مانا بگڑ کے مجھسے باہر چلی گئی بعد تھوڑی
دیر کے عمرو نے شراب کا چرچا کیا شراب پی پیکر سب بیہوش ہوے مین بھی بیہوش ہوگئی اب
وہ دونون زن و شوہر کو لیگیا افراسیاب نے کہا صرصر کو بلاؤ جا کر جو لائے یہ ذکر تھا کہ ملکہ
صرصر شمشیر زن ٹہلتی ہوئی آئین افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر جاؤ دربار مہرخ مین ذرا
دریافت تو کرو کہ شعلہ خیز و مروارید گہر ریز پر کیا گذری صرصر یہ سنکر میان سے روانہ ہوئی اب
دربار ملکہ مہرخ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ دربار مہرخ کا آراستہ و پیراستہ ہے سب ساحران نامی و سرداران
گرامی تعینات ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ابھی تک عمرو و برق واپس ہوکے نہین آئے نہین معلوم اُنپر
کیا گذری کہ ادل برق فرنگی تڑپتا ہوا آکے پہونچا سب حال اُسنے مفصل بیان کیا کہ خواجہ نے
زن و شوہر کو لیا دربار حیرت کا لوٹا افراسیاب آگیا استاد گلیم اودھر کے بھاگے یقین ہے کہ وہ بھی
آتے ہونگے برق یہ باتین کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو بھی آکے پہونچے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ خیر تو ہے عمرو
نے کہا کیا عرض کرون مین تو آج لٹ گیا عین وقت پر افراسیاب آگیا ہم بھاگے دو صندوقچے
جواہرات کے میری کمر مین تھے وہ بھاگتے وقت کہین گر گئے اب مہاجنون کا بلوہ ہوگا مگر ان کا روپیہ ضرور
ادا کرینگے ورنہ اعتبار جاتا رہیگا اُسی وقت ملکہ مہرخ نے دس توڑے منگوا کے حاضر کیے کہا خواجہ
یہ تو حاضر ہے عمرو نے کہا خیر جو ملا وہی سہی مین قرض اور کسی سے لیکر ادا کر دونگا یہ سود مین داخل کر دونگا
ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ شعلہ خیز و مروارید کو اب نکالیے خواجہ نے دونون کی زبان مین سوزن دیکر
نکالا دونون کو ہوشیار کیا اب جو زن و شوہر کی آنکھ کھلی دربار کو دربار خواجہ عمرو کو دیکھا کہ تمام سرداران
نامی و ساحران گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین مرصع دربار بتعداد سرداران سے معمور یہ کیفیت دیکھکر
دونون زن و شوہر گھبرائے کہ ابھی تو ہم دربار ملکہ حیرت جادو مین بیٹھے شراب خواری کر رہے تھے
یہ کیا سحر گذرا کہ ہم دونون زن و شوہر یہان آ گئے یہ دونون اس سوچ مین متحیر و متردد تھے
کہ خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی اے شعلہ خیز و اے مروارید گہر ریز اب بہتر تمہارے واسطے اسی مین
ہے کہ اطاعت مذہب [illegible] کرو مہرخ و بہار نے بھی بہت سمجھایا مخمور نے اُٹھکر کہا تم خوف نہ کرو دلجمعی

افراسیاب نے ہمارا کیا کر لیا خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے جو قصد کیا وہی کر لیا کبھی ہمکو قید نہ کرسکا اور یہ بھی تمنے سنا ہوگا کہ بیعانۂ طلسم تمام ہوئی انشاء اللہ افراسیاب کو قتل کرینگے اب کیا افراسیاب زندہ بچیگا یہ سنکر زن و شوہر نے آپس میں اشارے کیے کہ جان بچانا ضرور ہے ظاہر میں تو اطاعت کرو عمرو کو گرفتار کرکے چلیں یہ اشارے کرکے دونوں پکار اٹھے ای ملکۂ عالم ہم دونوں زن و شوہر دل و جان سے اطاعت کو حاضر ہیں ہمارے شریک ہونے سے آپ کو بڑا فائدہ ہوگا مہرخ نے فورًا حکم دیا کہ زبان سے دونوں کی سوزن نکالو حکم کی دیر تھی فورًا سوزن نکالی گئی پہلوے تخت میں دونوں کو کرسیاں ملیں دونوں ان کرسیوں پر آکے بیٹھے کہہ رہے ہیں ای ملکہ مہرخ ہم مقام لوح کا بتا دینگے مرحلہ جات کی بھی فکر کرینگے پردۂ ظلمات کے بھی حال سے بخوبی آگاہ ہیں وہ سب راستے عرض کرینگے مگر دلوں میں دونوں کے یہی خیال ہے کہ آج ہی رات کو اپنا کام کرینگے عمرو کو گرفتار کرکے لیجائینگے ظاہر میں یہ باتیں کر رہے ہیں کہ ہم راستہ بتا دینگے جابجا مدد کرینگے لیکن صرصر جو واسطے دریافت کرنے نشان دونوں زن و شوہر کے حال کے چلی تھی دربار میں ملکہ مہرخ کے آکر دیکھا یہ دونوں زن و شوہر مسلمان ہوگئے ملکہ مہرخ کے شریک ہوئے کرسیوں پر بیٹھے باتیں کر رہے ہیں صرصر نے یہ حال مصیبت مآل اپنی آنکھوں سے دیکھا بیقرار ہوکے بھاگی خدمت میں حیرت و افراسیاب کے آئی عرض کی حضور زن و شوہر دونوں مسلمان ہوگئے دربار میں بیٹھے کہہ رہے ہیں کہ ہم چلکر پردۂ ظلمات فتح کرا دینگے لوح بھی دلوا دینگے یہ سنکر افراسیاب جادو غصے میں کانپنے لگا کہا ای ملکہ حیرت حقیقت میں اگر یہ دونوں زن و شوہر لشکر مسلمانان میں رہ گئے سبب سے راز و نیاز بتا دینگے رازداران طلسم سے ہیں یہ کہکر افراسیاب نے صرصر سے کہا جسطرح بنے آج رات کو ان دونوں کو پکڑ لاؤ ای ملکہ حیرت تم بھی ان دونوں کو سزا دینا حیرت نے کہا ایسا ہی ہوگا صرصر شمشیر زن تو یہاں سے فکر میں ان دونوں زن و شوہر کے چلی لیکن شام کو دربار ملکہ مہرخ کا برخاست ہوا ملکہ بہار طرف اپنے خیمے کے چلیں خیال بادشاہ جمجاہ کا بندھا ہوا ہے کنیزوں نے جو بہار گلعذار کو پریشان دیکھا عرض کی واری کیسا مزاج ہے آج حضور کو مصیبت پر پریشان پاتے ہیں بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کنیزو دیکھیں فلک کیا دکھائے کب یہ مصیبت ہمارے سر سے دفع ہو

نظم

کب تک وہ زلف دیتی ہے آزار دیکھیے
لٹتی ہے کس طرح سے شب تار دیکھیے

بیمار عشق مرتے ہین اس اشتیاق مین
پی جائیے جو شربت دیدار دیکھیے

رغبت کی آنکھ ڈالیے وہ دن کیطرح سے
روشن جو آفتاب سا رخسار دیکھیے

بے موت وہ نہ مرتے ہین عاشق خبر نہین
اے شاہ حسن پرچہ اخبار دیکھیے

جاتے ہین کوے یار سے ہم ایسے ہوئے تنگ
کعبہ بھی ہو تو چھوڑ کے زنار دیکھیے

آہستہ پانون رکھیے قیامت نہ کیجیے
ٹھوکر سے فتنے ہوتے ہین بیدار دیکھیے

طاؤس و کبک کو ہے نکل چلنے کا خیال
چلتا ہے یار کونسی رفتار دیکھیے

سنبل کی طرح عشق جو ہمکو چمن سے ہو
سو جائیے تو خواب مین گلزار دیکھیے

قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین
کیا لوٹیے جو دولت دیدار دیکھیے

جن جن کے قتل کیجیے انصاف شرط ہے
حاضر ہین بیگناہ و گنہگار دیکھیے

عاشق مسیح بھی نہین کہتے ہین مہربان
حال اُسکا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے

مشتاق دل ہے جنبش ابروے یار کا
چلتی ہے کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے

سو دین ابروؤنکے ہون وہ ماہ ڈھونڈھتا
جسمین کہ جان دیکھیے تلوار دیکھیے

عالم کی سیر کیجیے آتش ملیگا یار
یوسف جو چاہیے آپ تو بازار دیکھیے

صرصر کنیزون مین ملکہ مہبار کی ملی ہوئی ہے ایک کنیز سے پوچھا تو شہنشاہ شعلہ خیز دمردار بدگہر ریز پر کیا گذری اُس کنیز نے جواب دیا ایک بارگاہ اُنکو رہنے کو ملی ہے ملکہ مہرخ نے بڑی خاطر کی اب انکو عمدہ افسری ملیگا صرصر شمشیرزن یہ سنکر خاموش ہو رہی ایک کنیز سے پوچھا خواجہ عمرو کہان ہین اُسنے جواب دیا آج اُنھون نے سویرے سے آرام فرمایا ہوگا یا کسی بازار مین ہونگے صرصر شمشیرزن ہمراہی بہار گلعذار سے الگ ہوئی جابجا سے خبرین دریافت کرتی ہوئی قریب بارگاہ شعلہ خیز کے پہونچی دیکھا دروازے پہ حاجب دربان نگہبان حاضر ہین یہ دونون زن و شوہر کبھی باہر آتے ہین اور کبھی اندر جاتے ہین اسی فکر مین ہین کہ ذرا زیادہ رات جائے تو ہم عمرو کو گرفتار کرکے لیجائین سامنے افراسیاب و حیرت کے لیجاکے قتل کرین اسکے خون سے ہاتھ رنگین حکم سامری و جمشید مین رخنہ ڈالین اسی ظالم نے ہمارے ساتھ یہ آفتین برپا کین ہم بدلا ضرور لینگے باہر کھڑے ہوے تھے یہ کہتے ہوے بارگاہ مین آئے دونون زن و شوہر یہی صلاحین آپسمین کر رہے ہین صرصر نے کنارے سے انکے رنگ و روغن

عیاری کا نکالا خواجہ عمرو کی شکل بنکر تیار ہوئی جھپٹ کے در بارگاہ شعلہ خیز پر آئی دونون زن و شوہر نے جو سنا کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین دونون باہر نکل آئے کہا خواجہ صاحب ہم ابھی آپ ہی کا ذکر کر رہے تھے آپ کی وجہ سے ہم نے بڑے مرتبے پائے ملکہ مہرخ نے نسبت سرفراز کیا ہم کبھی وقت پر کام آئینگے راستے بتائینگے طلسم ہوشربا بہت وسیع مقام ہے وہ راستے ہم بتائینگے صرصر ہان ہان کرتی جاتی ہے کہا اے شہنشاہ مین برائے انتظام لشکر آیا تھا جی چاہا تمھاری بارگاہ مین چلیں ایک جام شراب پئین کوئی گلابی ہے شعلہ خیز نے عرض کی حاضر ملکہ مہرخ کو خدا سلامت رکھے انھون نے سب سامان عیش و نشاط ہمارے واسطے بھیجے ہین کسی شی کی کمی ہے یہ کہکر گلابی لا کے رکھدی صرصر نے ہتھ پھیری کر کے شراب مین بیہوشی ملائی جام لبریز کیا چند شعر بھی سنائے جام بھر کے پہلے شعلہ خیز کو دیا شعلہ خیز نے کہا کہ خواجہ آپ نوش فرمایئے صرصر نے کہا یہ ادب کے خلاف ہے ایک ایک جام آپ پی لین تو پھر مین بھی پیون شعلہ خیز بے اندیشۂ انجام پیگیا دوسرا جام مروارید کو بھر کے پلایا بایان چھیڑ کے یہ غزل گانے لگی

غزل

افزا لشون پہ تھا قلق دل تمام رات — کاٹی ہے ہجر یار مین مشکل تمام رات
ہر لحظہ دل مین شوق شہادت کے جوش سے — ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات
محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن — آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم — جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات
کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت — بیتابیان تھین صورت بسمل تمام رات
فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم — رہتا ہے سامنے مہ کامل تمام رات
دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین اے نسیم — لٹتی ہے خوب دولت حاصل تمام رات

دونون زن و شوہر شراب پیکر بیہوش ہوئے صرصر نے دونون کا پشتارہ باندھا سراچہ چاک کر کے چلی نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی لشکر سے نکل گئی یہان صبح کا وقت ہے ملکہ حیرت بارگاہ مین بیٹھی ہین یہی ذکر ہے کہ ان نمکحرامون کا کچھ حال نہ معلوم ہوا صرصر اسی فکر مین گئی تھی ابھی تک واپس نہین آئی صبا رفتار نے کہا حضور استانی شام سے گئی ہین یقین ہے کہ لے ہی کے آئینگی یہ ذکر تھا کہ صرصر زن و شوہر کا پشتارہ لیے ہوئے آکر پہونچی دونون کے پشتارے ڈالدیے کہا حضور یہ دونون دل و جان سے

مطیع ہوئے ہین عمرو کی شکل بنگئی زن وشوہر بھی کہتے تھے کہ ہم راستہ بتا دینگے مین نے دونون کو
شربت پلاکر بیہوش کیا حیرت نے کہا دونون کی زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کرو یہ حال زار دیکھین
یہان تو صرصر نے انکو ہوشیار کیا ان دونون نے اپنے کو دربار حیرت مین پایا حیرت نے کہا کیون نمکحرامو
تمنے کچھ ہمارا خوف نکیا اگر عمرو تمکو قید کرتا ہم رہا کر سکتے تھے ایسا تمکو جان کا خوف ہوا کہ اطاعت کی
دونون نے کہا اے ملکہ عالم بیشک مگر ہمنے اُنکا مذہب اختیار کیا تھا آپ نے غضب کر دیا ورنہ ہم کا غایان
کرکے آتے عمرو کو لاتے بی بی مہرخ کا سر کاٹتے حیرت نے کہا اور فرمائیے ہمکو فقرے دیے جاتے ہین
خوب مضمون بنایا اب تمکو وہ سزا دینگی کہ دیکھنے والون کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت نکرے حیرت نے
جو یہ کلمات سخت کہے یہ زن وشوہر بھی تو ساحران جلیل ہین نہایت غصہ آیا کہا اے حیرت تخت پر بیٹھکر
کیا بیہودہ بکتی ہو دوست کو دشمن بناتی ہو کلمات سخت زبان سے نکالتی ہو مجھے ہوسکے قصور نہ کرچ
جیسا کیا ویسا پایا یہان تو حیرت زن وشوہر سے گفتگو ہونے لگی وہان بوقت سحر خواجہ عمرو رات بھر اسی
خیال مین رہے کہ دو زن کچھ میرے ساتھ مکر نکرین یہ سوچتے ہوئے بارگاہ شعلہ خیز پر آئے دیکھا
نگہبان رو رہے ہین عمرو نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور زن وشوہر بارگاہ مین نہین ہین کوئی چرا لیگیا
مگر ہم عرض نہین کرسکتے آپ ہی بارہ بجے تشریف لائے تھے اُس وقت سے پھر کوئی نہین آیا عمرو داخل خیمہ
تو سمجھا کہ کوئی میری صورت بنکر آیا زن وشوہر کو لیگیا یہ کہکر عمرو اندر آیا زن وشوہر کو نہ پایا بستر خالی پایا
عمرو نے یہ حال مصیبت مآل دیکھکر آواز دی کہ یارو بڑا غضب ہوا دونون زن وشوہر کو چراکے صرصر
لیگئی یہ کہکر عمرو خدمت ملکہ مہرخ مین آیا کہا اے ملکہ عالم آپ نے سنا شہنشاہ شعلہ خیز دمدار بیدار کو
تو صرصر چرا لے گئی اب مین لشکر حیرت جادو مین جاتا ہون ملکہ مہرخ نے کہا ہم لوگ بھی آتے ہین
انکی رہائی مین کدوکوشش ضرور چاہیے ایسا نہو اپنے مقام پر کہین کہ اہل اسلام نے ہماری مدد نکی
خواجہ عمرو باہر نکلے برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا استاد خیر تو ہے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا بڑا غضب
ہوا شعلہ خیز دمدار بیدار کو صرصر تمہاری استانی چرا لیگئین برق نے کہا غلام جاتا ہے یہ کہکے برق
روانہ ہوا جانثور و ضرغام بھی چلے مہتر قران کو خبر ہوئی یہ بھی اپنے مقام سے روانہ ہوئے یہان
ملکہ مہرخ نے لشکر کو تیار کیا بہار گلعذار نے اپنی کنیزون کو درست کیا مخمور سرخ چشم بھی اُٹھین رعد
برق بھی تدبیر کرنے لگے تمام لشکر مین ہنگامہ پڑگیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو جلد اپنے کو پہونچاؤ

ایسا نہو وہ بیچارے قتل ہو جائین تو صدمۂ عظیم ہوگا یہ بھی جا بجا چرچے ہین کہ اُنکی نیت کا اُنکو پھل ملا اُنھون نے
چاہا تھا کہ مکر سے مسلمان ہوکر خواجہ کو پکڑ لیجائین اُسکا یہ انجام ہوا کہ صرصر شمشیر زن اُنکو گرفتار
کر کے لیگئی وہان گفتگو ہوئی تھی حیرت نے عُذر اُنکا قبول نہین کیا سُنا ہے کہ سامان قتل مہیا
ہوچکا ہے لیکن عیاران نامی صورتین بدل کے دربار مین حیرت کے پہونچے مقام مناسب پر جا کر
ٹھہرے یہان حیرت زن و شوہر پر غصہ کر رہی تھی کہتی ہے اے نمکحرامو تمنے غضب کیا جاتے ہی اطاعت
کر لی اگر مسلمان ہوئے قتل کا ارادہ کرتے ہم تمھارے چھڑانے مین عاجز تھے اگر قید ہوتے رہا کر کے لاتے
ظلمات سے نکلتے ہی آفت مین مبتلا ہوگئے ہمنے ہر مقام پر خبر لی اپنے کو آفت مین پھنسایا مگر تمکو بچایا بادشاہ
پردۂ ظلمات کیا تھا او بچیا تمکو غیرت نہین آتی اب سارے طلسم مین مشہور ہوگا کہ نمکحرام مارے گئے
انجام بخیر ہوا شعلہ خیز نے جھلا کر جواب دیا او حیرت کیا بیہودہ بکتی ہے تخت پر بیٹھکر ایسی اتراتی حقیقت مین
اہل اسلام کا مذہب حق ہے ہماری نیت کا ہمکو پھل ملا ہماری نیت خراب تھی لیکن بآواز بلند کہتا ہون
مین اب صدق دل سے مطیع مذہب اسلام ہوا اگر کوئی عیار یا ہرکارہ موجود ہو تو خواجہ عمرو سے خبر کرے
غلام آپکا بصدق دل مطیع مذہب اسلام ہوا لیکن غلامون کو مہلت نہ ملی راہی ملک عدم ہوئے ہمکو
فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجے گا ملکہ مہرخ کی خدمت مین آداب و تسلیمات پہونچا دو خوش ہو کر غلام راہی
ملک عدم ہوئے ہماری نیت کا انجام بد ہوا جیسا کیا ویسا پھل پایا مثل مشہور ہے چاہ کنندہ را چاہ
درپیش یہ جو پکار کے شعلہ خیز و مہرو ارید نے کہا تمام دربار مین حیرت کے غریو بلند ہوا حیرت نے
کہا ہم تو بخوبی جان چکے تھے کہ تم دونون دل سے مطیع اسلام ہوئے ملکہ حیرت نے کہا مین ابھی قتل
کرتی ہون اگر قید کرتی تو شاید ساربان زادہ کچھ فتور برپا کرتا اب کیا ہو سکتا ہے یہ کہکر حیرت نے
پکار کر آواز دی جلاد کو بلاؤ یہ کہنا تھا کہ صف سے ایک جلاد نکلا ڈھاٹا باندھے ہوئے خنجر برہنہ
چمکاتا ہوا حیرت نے پکار کر آواز دی دونون کو قتل کر جلاد جھپٹ کر دونون کے قریب آیا زنجیرین
پکڑ کر جھٹکا مارا کہا اے گنہگارو سر جھکا کر بیٹھو بادشاہ سے سخت کلامی کرتے ہو اب قتل کیے جاؤ گے
امان نہ پاؤگے چپکے سے کہا اے شہنشاہ شعلہ خیز منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری تمھاری
رہائی کو آیا ہون تم دونون زن و شوہر کی زبان سے سوزن لیتا ہون خوب سمجھکر اُٹھنا ملکہ مہرخ وغیرہ
بھی تمھاری مدد کو آتی ہین اب نہ گھبرانا شعلہ خیز مثل گل کے شگفتہ ہو گیا مہرو ارید سے اشارہ کیا

ہمارے مددگار آ گئے اب کیا خوف ہے وقت رہائی آ گیا عمرو نے پکار کر کہا اے ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھ کے مجھے قتل کرنا میرا کام ہے جلانا کام ساحری ہے جمشید کا حیرت نے کہا جلد قتل کر تین حکم برابر دیے عمرو نے خانہ میں خنجر چمکایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

تصنیف مصنف

عمرو ہون چشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے میں دھوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال
ہر افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر غدر پیدا ہوا

جھکاتا ہون دشمن کو ہردم کنوئین
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال

فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تمھاری گردیا پوش کا

امیر عرب شیر پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان

عمرو نے نعرہ کرکے دونون کی زبان سے سوزن لیا دونون تڑپ کے اُٹھے ایک بڑے جادوگر کے پہلو میں مہتر برق زنگی کھڑا تھا نعرہ کرکے خنجر مارا وہ تڑپ کے گرا نعرۂ برق

تصنیف مصنف

تڑپنے میں مین برق رفتار ہون
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
ہر ایک قدم پر ہے تو برق ہے
کئے ایک جادوگر کو بغداد
ز عیاری من بہ لرزد زمین
چو من تیغ کین برکشم از غلاف
بمیدان جنگ آوران نامور

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
کہ استاد ہین خواجۂ نامدار

کے کون مکار غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے

ور مکر پر میرا مہر اربا
تڑپ سے مری چرخ بھی ارہا

پھلوا ہون مین نام بھی برق ہے
ایک جانب مہتر قران کھڑے تھے نعرہ کیا نعرۂ مہتر قران

منم مہتر ذی حشم نامدار
منم مہتر و گرد میدان کین

فتد لرزہ در کوہ و دشت مصاف
لقب گشت مہتر قران ذوالفقار

منم افسر مہتران عمرو

ایک ایک عیار نے ایک ایک افسر ناہی کو مارا یہ زن و شوہر اپنے مقام سے تڑپ کے اُٹھے سحر کر کے باہر نکلے جادوگرون کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو نے اُس اندھیرے مین جال مارا کسی کی کلاہ کسی کی پگڑی عورتون کے دوپٹے تاجدارون کے تاج سب کھینچکر زنبیل کیے حیرت نے جو دیکھا دونون سحر کر کے باہر نکلے جادوگرون کے مرنے سے اندھیرا ہوا ہے تند چل رہی ہے ایک دستک دی شعلہ تیر کا اندھیرا برطرف ہوا ڈری ہیلی باہر آئی دیکھا انھون جادوگرون نے دونون کو گھیرا ہی شعلہ ہوا کیفیہ اُس ٹورے مین گڑھے مین جیسی غول پر جا پڑے تو قین چمکا مین خنجر گرا سب گر زمین بجادی دل سے پٹی وزارتو یار الٹے مہتر نے آگے بڑھے حیرت نے پکار کر آواز دی خبردار یہ جانے نہ پائین سب ملکے ناگہ گھیر لو

بڑے بڑے افسر بڑھے چہار جانب سے سحر ہونے لگے کسی نے برف برسائی کسی نے خنجر گرائے خنجر سے مروارید زخمی ہوا شعلہ خیز نے بڑھکر آگ برسائی خنجر گرائے اُس جادوگر کو بڑھکر مار اجسنے مروارید کو زخمی کیا تھا سب طرف سے اُسپر سحر کی بوچھار ہی جسنے بڑھکر سحر کیا اُسکو للکار اگی سحر جادوگرون کو مار احیرت نے بڑھکر سنک دی برق چمک کر گری سر شعلہ خیز کا بھی زخمی ہوا اب دونون لڑکھڑائے یقین تھا کہ گرفتار ہو جائین کہ ہوا سرد چلی نعرہ ہوا انیم ملکہ بہار جادو اُترے اُترے گلدستہ جو چلا آسمان سے پھول برسنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین غنچے چٹک کر گل ہوئے عندلیبانِ خوشنوا نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

بہار غنچگی دیتا ہے جو دل خستہ ہوتا ہے	پس از خندید کی کھلا کے گل سربستہ ہوتا ہے
شگادن وصل ہے رنج جدائی چشم عرفان مین	کہ بعد از قطع تناخین ملکے اک گلدستہ ہوتا ہے
معانی زخم خوردہ لفظ شکر سے بندشین اکثر	دل عاشق کی صورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہے
ہمین ذی ہمتی صیاد ظالم کیون دکھاتا ہے	لب آزادی کے قابل طائر پربستہ ہوتا ہے
بھلا آسان ہو کیونکر مو شگافی فکر مشکل کی	کہ ہر عقدہ بشکل زلف بستہ ہوتا ہے
کچھ ایسے دونون مصرع ایک ہو جاتے ہین مضمون مین	کہ سامع کو گمان ابروے پیوستہ ہوتا ہے

عندلیبانِ خوشنوا نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ حیرت جھومنے لگی لیکن زوجۂ افراسیاب ہے زمین سے ایک طائر نکلا آواز دی اے ملکۂ عالم آپ زوجۂ افراسیاب ہین ساحرۂ لاجواب ہین ہوشیار ہو جیسے حیرت کو ہوش آیا ہوش آتے ہی بہار پر جا پڑی اسطرح کے سحر کیے ابرو ملائے خنجر چمکا سے کے سر بہار کا زخمی ہوا ملکہ حیرت چلی زمین سے چند قدم اونچی ہوئی منظور یہ ہے کہ بہار کا سر کاٹ لون کہ زمین تڑق بجلی رعد جادو نے سر نکالا دونو کانون پر ہاتھ رکھکر گڑگڑا کر کے چیخ ماری حیرت اُلٹ گئی سر کے سر چھپ گئی سحر لڑکھڑا کر گرے مان ہو جیسے کے آواز نے بجلی کر گری کہ سر کاٹ کر حیرت کا لیکن جاؤن گی کر چلے راہ ہو لگے اپنے سر کٹوا دیے مگر حیرت کو بچایا اب رعد و برق گرنے لگے رعد کی گڑگڑاہٹ برق کی چمک ایک طرف سے مخمور سیوگی ملکہ حیرت سب کے سحر روک رہی ہے قصد ہے کہ شعلہ خیز و مروارید گہر ریز کو مارون سردارون نے سینے سپر کیے لاشون سے میدان بھر دیے مگر حیرت تڑپ تڑپ کر ٹوک کے گر رہی ہے جسپر گری اُسکو زخمی کیا صفین کی صفین درہم و برہم کر دین گرتی ہے روکے سے نہین رکتی نہایت حیرت کو بھی غصہ ہے ہر مرتبہ یہی کہتی ہے کہ آج ان مسلمانون کو نہ چھوڑو گی جسکے گستاخ ہوئے ہین بارہ ہزار جادوگر جو مرے آگے تجھے وہ بھی امر ستم ہین

حیرت کا ارادہ ہی کہ ان سبکو گرفتار کرلون ہر چند کد و کاوش کرتی ہی یہ سردار بھی جان لگا رہے ہین حیرت پر سحر کی
بوچھار ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم و فرید و نی دبدبہ حشمت جمشیدی مع کل لشکر کے آگے پہونچی باغبان قدرت
پاے تخت ملکہ مہرخ پر ہاتھ رکھے ہوے چلا آتا ہی ایک طرف معمار قدرت ایک طرف ملکہ گلچین زوجۂ باغبان
سردارون نے آتے ہی بلوہ کیا شعلہ خیز و مروارید کو تخت ہوادار پر سوار کیا سردارون نے ہوادار کو گھیر لیا
سردار لڑنے لگے ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار در دسند حیرت خود پسند تخت کی پابند ہر طرف سے سحر کی بوچھار ہوری ہی
مگر ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا لڑتے بھڑتے نکل چلو اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ جنکو لینے آئے تھے انکو لے لیا
سردارون نے جمکر سحر کیے لشکر حیرت ذرا ہٹا تھا کہ سرداران اسلام لڑتے بھڑتے نکلے ہر چند حیرت نے
روکا یہ لوگ نہ رک سکے لڑ بھڑ کر نکل گئے آخر حیرت رنجیدہ کبیدہ پلٹی طرف افراسیاب کے چلی
کہ جا کر افراسیاب سے یہ حال کہون اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوئے

دو کلمہ داستان شجاعت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران روانگی
امیر براے شکار روانہ کرنا افراسیاب کا تہدید بلند رکاب جادوگر براے
انتظام لشکر مسلمانان پلٹنا صاحبقران کا شکار سے و بدعت تہدید باقی حالات
متعلقہ داستان بنداساقی نامہ مصنف

بیا ساقیا جام صہبا بیار — رحیق مصفا چو روے نگار
بیا صاحب شان و شوکت بیا — ز دیدار رویت شوم بہرہ مند
بیا ساقی ماہوش بے نقاب — ز مینائے گلگون بیار آفتاب
قدت سرو گلزار عود و قار — سمن بو شکر لب دل آرام من
منم قمری سرو بالاے تو — بیا بر سر و چشم من جاے تو
توئی شمع بزم فصاحت نشان — بدل اشتیاق تو ای سیمبر
دلم مثل ماہی طپد در فراق — ستم کرد این چرخ نیلی رواق
ز وصل تو محروم حرمان نصیب — بدہ ساقیا جام آتش فشان

بیا ساقی ماہ طلعت بیا
تو لیسم به اوصاف اوسطر چند
رخت ماہ چرخ جلالت شعار
ز جامت شود عیش انجام من
توئی رونق محفل عاشقان
ز ہجر تو بیتاب و غمگین بستم
ز ہجر تو بیتاب ہجران نصیب
کہ در بزم رندان شود امتحان

غبار درش سرمۂ چشم من
شکر لب سمن بر صورت پری
ز رفتار قلب و جگر پائمال
معطر دماغم ز خوشبوے تو
منم مائل روے زیباے تو
زرم گشت باعز و جاہ و وقار

بہ پیش قدت پست سرو چمن
دو ابروی او خنجر آبدار
بزیر قدم گشت سر پائمال
ز خود رفته بر پای رفتار تو
نہال بہشت است بالاے تو

دہن غنچۂ گلشن دلبری
نگاہش برد صبر و ہوش و قرار
منم عندلیب گل روے تو
منم محو دیدار و گفتار تو
قمر داستان جلالت شعار
ہمرہ شہور شعاران شمشیر زن و دلاوران جرات نشان صف زن

اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج وغواص دریای ہوش چنین ریخت گوہر بدامان گوش۔ افراسیاب جادو باغ سیب مین فرد کش ہے انسین جلیسین حاضر ہین کہ یکایک نامہ لقا کا آیا ساحر نے لاکر دیا افراسیاب نے حکم دیا پڑھو سرمار برف انداز نے بآواز بلند پڑھنا شروع کیا مضمون یہ تھا کہ اے بندۂ خاطی قدرت کو کتنا زمانہ گذرا تیرے حوالی مین آئے ہوئے ان بچپا لوگو بھیجا کہ جو غرور کرتے ہین قدرت کو غرور پسند نہین جب غرور کرینگے قدرت غارت کر دیگی کسی ایسے کو بھیج کہ جسمین غرور نام کو نہو قدرت کی خوشی پر کام کرین افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مار اکہا بارو مین کیا کرون مین نے کیسے کیسے ساحر بھیجے اور وہان جا کر مارے گئے شدید بلند رکاب کو بلاؤ یہ جو افراسیاب نے کہا آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام مخزون و ناکام فیل خرام بارہ ہزار ساحر پشت پر لیکر آگے پہونچا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا خدمت خداوند مین جاؤ خبردار غرور نکرنا ورنہ قدرت غارت کر دیگی ایک بات کا اور لحاظ رکھنا اپنے کو عیارون سے بچانا اگر عیارون سے اپنے کو بچایا سب مسلمان غیر ساحر ہین صرف حمزۂ عرب مالک اسم اعظم الہی ہے اُس سے خوف کرنا شدید نے کہا مجھے سب باتون کا خیال رہے گا ایکدن مین سب کا خاتمہ کر دونگا اور بھی فوج افراسیاب نے ساتھ کر دی ساٹھ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوا برلے ملاقات خداوند جاتا ہے وہ روان فوج کی نئی اسباب عمدہ کے سات چھکڑے لدے ہوئے منزل بمنزل جاتا ہے پہلوے کوہ مین ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعۂ کوہستان کہتے ہین حاکم وہان کا جادوش قزاق ہے اپنے قلعہ پر بیٹھا ہوا صحرا کا تماشا دیکھ رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی آمد فوج شدید شروع ہوئی جادوش نے دیکھا چھکڑون پر صندوق لدے ہوئے اُن پر غلاف مخمل کاشانی کے اہالی فوج دردیان زرق برق پہنے

اس ہیچ و پیچ سے اگر دامن صحرا مین فروکش ہوا چاوش قزاق لشکر کو دیکھکر بیقرار ہو گیا اپنی بارگاہ مین آیا
وزیرون مشیرون کو جمع کیا کہا یہ لشکر اگر اترا ہی لاکھون روپیہ کا مال ساتھ ہی کسی طرح اُسکو لوٹ لیا چاہیئے
تیز رنگ سبک خیز عیار بھی اسکا جلسے مین موجود ہی اُسنے عرض کی اول مین جاکر دریافت کر لون کہ
کسکا لشکر ہی کہان جاتا ہی پھر تدبیر کی جائے کہ وہ بھی ساٹھ ہزار فوج ہی آپکی پچیس ہزار فوج ساٹھ ہزار کو نہین
لوٹ سکتی چاوش نے کہا جاکر دریافت تو کر کہ کون ہین کہان سے آتے ہین کہان جاتے ہین تیز رنگ بانہاے
عیاری سے آراستہ ہو کر بشکل فقیر لشکر شدید مین آیا مخفی سب حال دریافت کیا وہان سے آکے سب حال
چاوش سے کہا اور کہا کہ یہ لشکر ساحرون کا ہی شدید بلند رکاب نام ہی برلئے مقابلہ مسلمانان جاتا ہی اسکا
لوٹنا مشکل ہی خود ساحر زبردست ہی چاوش نے کہا ای تیز رنگ کوئی بات تو نکال تیز رنگ نے کہا ایک تدبیر
کہ شب کو مین جاکر اُسے بیہوش کرون مثل دزدون کے دو چار صندوق ہم آپ بحر الامین امین دو چار
لاکھ روپیہ کا مال ہوگا چاوش نے قبول کیا گیارہ قزاقون کو ساتھ لیکر قلعہ سے باہر نکلا تیز رنگ پہلوے
بارگاہ شدید پر آیا نقب کھودنا شروع کی مہرہ نقب کا بارگاہ شدید مین توڑا گیارہ آدمی اندر پہونچے
تیز رنگ نے شدید کو بیہوش کیا بارگاہ مین دیکھا جا بجا صندوق رکھے ہین گیارہ قزاقون نے گیارہ
صندوق اُٹھائے لے نکلے شدید کا اسباب سحر کرسی پر رکھا تھا وہ بھی اُٹھا لیا اور جو اشیاء عمدہ دیکھے
وہ بھی لیے اسطرح اسباب لیکر یہ سب نکلے اپنے قلعے مین آکر صندوقون کو توڑا اسباب نکلا کئی لاکھ
روپیہ کا اسباب تھا خوب آپسمین تقسیم کیا مطمئن ہو کر بیٹھ رہے میان شدید کی جو آنکھ کھلی حیران ہوا کہ اسباب
کیا ہوا اسباب سحر بھی ندارد ملازمون کو بلایا چوکی پہرے والون پر غصہ کیا آخر اُس نقب کو دیکھا جادوگر
کہنے لگے یہ تو کسی بڑے بھاری جادوگر کا کام ہی شدید نے کہا قسم ہی سامری و جمشید کی جبتک اُس
چور کا پتا نہ لگے گا یہان سے نہ جاؤنگا خداوند لقا نے یہین سے تقدیرین خلاف کرنا شروع کین مجھ ایسے
جادوگر کا مال چوری جائے اور پتا نہ ملے بڑے افسوس کی بات ہی یہ بات مشہور ہوگی تو مین بدنام ہونگا
سب ساحرون نے کہا بہت مناسب ہی شدید نے کہا یقین ہی کہ اسی صحرا مین اُن چورون کا مقام ہو
گینڈے پر سوار ہو کر چہار طرف صحرا مین جاتا ہی پتا بھی لگاتا ہی نشان نہین ملتا ایک دن طرف قلعہ
کوہستان کے نکل گیا دیکھا ایک چھوٹا سا قلعہ پہلوے کوہ مین واقع ہی شدید کھڑا ہو کر دیکھنے لگا
بالاے قلعہ کمرے مین پردے پڑے تھے یکایک پردہ اُٹھا دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ نوجوان

ملبس دریاے جواہر مین غوطہ زن لباس مقطول پہنے ہوے شرماکر پیچھے ہٹی شدید جمال دیکھکر بیٹاب ہوگیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے عرصۂ دراز تک کھڑا رہا شمع شعلہ خو ہٹی جاوش کی شرماکر کنارے ہوگئی مگر اسنے دیکھا کہ وہ شخص حیران حیران کھڑا ہی بحسرت طرف پردے کے دیکھ رہا ہی شمع کمسن ہی طبیعت کو اُسکی بھی لگاؤ ہوا مگر شرماکر پردہ چھوڑ دیا شدید آخر کھڑے کھڑے چلا آیا لیکن نہایت ہی بیقرار ہو اپنے لشکر مین پلٹ آیا کھانا بھی نہ کھایا دن بھر تڑپ تڑپ کے کاٹا شام کو پریشان ہو کر اُٹھا ساتھ والون نے پوچھا آج حضور کا مزاج کیسا ہی دن کو خاصہ بھی نہین نوش فرمایا شدید کا دل بھر آیا کہا یارو اگر اُس قاتل کو پاتا مین تھام کر کہتا نظم

مہربانی ہی دم مرگ یہ اے یار عبث
دیکھنے آئے ہین کیفیت گلزار عبث
کونسی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا
ہو نہ آزردہ کہین کرتے ہو تکرار عبث

دیکھنے آئے ہو تم صورت بیمار عبث
آپکے نخل طبیعت سے اب امید نہین
جیسے بل کرنے لگے گیسوے خمدار عبث

کم نہ تھے داغ جگر سینہ کو افسوس کہ ہم
لوٹنے آئے ہین ہم دولت دیدار عبث
ہان تو تمسے جو کہتا ہی وہ عیار لئیم

اسطرح رو رو کر یہ شعر پڑھے کہ مصاحب پوچھنے لگے حضور کیا معرکہ گذرا شدید نے رو رو کر بیان کیا کہ سامنے قلعۂ کوہستان ہی وہان ایک آفت جان کو دیکھا مائل ہوا اب جاتا ہون صبر مجھسے نہین ہو سکتا سحر کرکے اُٹھا لاؤنگا لاکر قدمون پر سر رکھونگا کیا عجب کہ قبول کرلے سب خاموش ہو رہے شدید چھپتا ہوا زیر قصر آیا شمع قصر پر بیٹھی تھی شدید نے یہین سے سحر کیا شمع بیہوش ہوگئی شدید سحر کرکے کمرے پر آیا شمع کو اُٹھایا پرواز پیدا کرکے اپنے لشکر مین آیا اسباب عیش مہیا کرکے شمع کو مسند پر بٹھایا سحر اُتار ہوشیار کیا ہاتھ باندھکر قدمون پر گرا شمع نے کہا ای شخص تو کون ہی مین اپنے مکان سے یہان کیونکر آئی شدید نے سب اپنا حال بیان کیا مال کا غائب ہونا اُسکی تلاش مین جانا جمال دیکھکر عاشق ہونا سحر کرکے اُسکو اُٹھالانا سب بیان کیا شمع نے سر جھکایا کہا ای شدید مجھے تجھسے انکار نہین لیکن اس حوالی مین ایک بادشاہ ہی وہ بھی ساحر ہی مکوم جادو اُسکا نام ہی میرے باپ نے اُسکے ساتھ مجکو منسوب کیا ہی اُسنے تصویر بھی میری منگائی تھی اسی مہینہ مین شادی کا سامان تھا یہان یہ کیفیت ہوئی والد ضرور اُس سے اطلاع کرینگے وہ ضرور فساد برپا کریگا ایک تامل کرو مال بھی تمھارا والد ہی چرالیگئے مین شدید نے کہا مین اپنے مال کے واسطے قیامت برپا کرونگا قلعے مین آگ لگادونگا اگر ابھی اشارہ کرون اور سحر کرون ملازم اُسکے اُسکو قتل کرڈالین کل ہی

آفت برپا کرونگا محکوم جادو میرا کیا کریگا شمع نے کہا بہتر ہے مین تو تمھارے پاس موجود ہون ایک ہفتہ
تامل کرو آئندہ اختیار ہے شدید تو خاموش ہو رہا صبح کو جاوش کو خبر ہوئی کہ بیٹی کوٹھے پر سے غائب ہو گئی
اسنے فوراً محکوم کو نامہ لکھا کہ اے فرزند یہان یہ معرکہ گذرا افسوس ہے تمھاری غائب ہو گئی سنتے ہی محکوم
گھبرا گیا بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر قلعۂ کوہستان مین آیا پوچھا ملکہ کہان سے گم ہو گئی جاوش نے
کہا کوٹھے پر سے غائب ہو گئین محکوم نے کہا یہ تو کسی ساحر کا کام ہے مجکو وہان لیچلیے مین ابھی پتا لگا لونگا
کسکی مجال ہے کہ میری معشوقہ کو رکھ سکے یہ کہکے کوٹھے پر آیا نقشِ پاے شدید کا دیکھکر خاک اٹھائی اور
خاک ملا کر اسکا پتلا بنایا سحر کیا آواز دی بتلا تو کون ہے کہ ملکہ شمع کو لے گیا پتلے نے مثل انسان کے
آواز دی شدید ملازم افراسیاب جسکا لشکر صحرا مین اترا ہے وہ ملکہ شمع کو لیگیا فلان بارگاہ مین چھپا
رکھا ہے یہ سنتے ہی محکوم نے کہا ابھی جاکر آفت برپا کرتا ہون یہان شدید نے بھی کچھ لوگ تیار کیے تھے
کہ قلعہ پر جاکر آگ برساؤن اپنا مال اُس سے واپس لاؤن یہ دیکھا آگے آگے محکوم پشت پر بارہ ہزار
جادوگر ایک جانب جاوش بڑے زور و شور سے آتا ہے محکوم نے بڑھکر نعرہ کیا او شدید تو نے بڑا غضب کیا
میرا لیکے ناموس پر ہاتھ ڈالا دیکھ تو کیا کرتا ہون نعرہ کرکے لشکر شدید پر آگ برسائی خنجر گرائے منظور یہ ہے کہ
لڑتا بھڑتا خیمے تک جاؤن ملکہ کو نکال لاؤن شدید کے دو چار ہزار جادوگر جو مارے گئے اب سنبھلا سحر کرنا
شروع کیے اسکے ساحرون پہ تلوارین گرائین کئی سر کٹے پر اثر گئے عیار شدید کا ساحر بھی ہے اور عیار بھی ہے یہ بھی
ایک طرف کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے محکوم نے جو دیکھا کہ شدید ساحر زبردست ہے بارگاہ ملکہ پر اندھیرا کر دیا
کہ بارگاہ نہین معلوم ہوتی محکوم نے یہ چاہا کہ بھڑ کر نکل جاؤن اور کسی فطرت سے ملکہ کو لونگا یا کہ تڑپ کے
بگلون پر پرواز پیدا کیے شدید نے کارد اپنی جھولی سے نکالی اپنے خون سے اسکو رنگین کیا محکوم پر
کھینچ ماری سینہ پر لگی محکوم کے پڑی پشت کو توڑ کر نکل گئی اب ساحرون پر اسکے جا پڑا کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگے
کچھ مر گئے دم بھر مین قیامت برپا ہو گئی اب شدید کے آدمیون پر گرا سحر جو کیا آپس مین لڑنے لگے بھائی نے
بھائی کو مار لیا جاوش پر ایک گولا مار دیا اسکا بھی سر پھٹا فراقون کو گھیر کر مار ڈالا فتح کر کے پلٹا بڑی
خوشی ہوئی قلعے پر بھی قبضہ کیا تین دن اسی مقام پر رہا دل مین کہا مسلمانون کا خاتمہ کر کے شادی اپنی
بڑی دھوم سے کرونگا کہ سب آگاہ ہو جائین یہ لشکر کوچ کیا طرف کوہ عقیق کے چلا یہان زلزلۂ کاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کو ایک ہفتہ گذرا کہ لقا کے میان سے طبل جنگی نہین بجا معرفت عیاران

ظاہر ہوا کہ افراسیاب کو نامہ لکھا ہی جادوگر کا انتظار کرتے ہین جب کوئی ساحر آئیگا طبل جنگی بجیگا اب آخر
وقت ہی صاحبقران بیرونِ بارگاہ جلوہ فرما ہین کہ آسمان پر ابر آیا کچھ بوندیان بھی پڑین امیر نے فرمایا عرصہ
دراز سے شکار کا اتفاق نہین ہوا ہی بادشاہ جہجاہ سے متوجہ ہوکر فرمایا اگر حضور کے خلاف نہو تو شکار کھیل
آؤن بادشاہ نے کہا بسم اللہ مگر حضور جانتے ہین بختیارک ایسا دشمن موجود ہی جسوقت سنیگا کہ حضور
لشکر مین نہین ہین ضرور فساد برپا کریگا شب کو رہنے کا ارادہ نہ فرمائیگا امیر نے فرمایا انشاء اللہ دوپہر سے
پیشتر چلا آؤنگا مگر بادشاہ نے کچھ فوج بھی ساتھ کردی مقبل غلام کو ساتھ لیا جواہر خنجر زن عیار ساتھ
صبح کو قراول حاضر ہوے اُن سب کو ساتھ لیکر صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے عرصۂ دراز تک پرندون سے
ہوا کو خالی کیا فرمایا اس صحرا مین کوئی چرند نہین دو گنوارون نے آکر خبر دی یہان سے تین کوس پر ایک
دُھانون کا کھیت ہی وہان چالیس پچاس آہو چرا کرتے ہین صاحبقران مقبل وغیرہ کو ساتھ لیکر چلے
آگے دیکھا بارہ چودہ آہو چر رہے ہین امیر نے سردارون سے اشارہ کیا اپنے گھوڑے بڑھاؤ فلان
آہو کو ہم شکار کرینگے اور سب کا تم صاحبون کو اختیار ہی اب جو گھوڑے کڑکائے آہو بھاگے کرچھالین بھرتے
ہوے چلے جس آہو کو امیر نے تاکا تھا اُسی کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہی امیر نے بگٹٹ گھوڑا
ڈالا پہر بھر کامل آہو بھاگا ہوا گیا ایک مقام پر آگے چوکڑی بھولا تیر مارا امیر نے اُتر کر بقربانی پہونچایا
پلٹ کے دیکھا ہمارے ساتھ کوئی نہین پہونچا انتظار مین ہین کہ کوئی قراول وغیرہ آجائے تو پلٹین
کہ سامنے سے ایک آہو تیرخوردہ پیدا ہوا امیر نے اُسکو بھی تیر مارا وہ بھی گرا اُسکو بھی ذبح کر کے
اُسی مقام پر ڈالدیا کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک جوان دیو خصال کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ مین اپنے
شکار کی جستجو مین چلا آتا ہی شکار جدا پڑا ہوا دیکھا غصے مین کانپنے لگا وہین سے نعرہ کیا او اجل گرفتہ
نابدولت کے شکار کو شکار کیا یہ کہکے قریب صاحبقران کے آیا گینڈے سے کو دانتہ برق تابدار
قبضہ کیے ہوے کہا ای جوان اپنے نام سے آگاہ کر تو نے کیا سمجھ کے نابدولت کے شکار کو شکار کیا
امیر نے کہا صحرا مین کسکا اجارہ ہی شکار کو دیکھا تیر مار دیا تیر نے بھی خطا نہ کی نام نامی تو نے سنا ہوگا
صاحبقران عالیشان دامادِ نوشیروان سرکوبِ لقا یہ سنکر اُس پہلوان نے آواز دی ہان
وہ حمزہ ہین تو تیری تلاش مین تھا تم شجر کوہی نخلِ حیات تیرا قلم کرونگا قدرت کو بڑے بڑے
صدمے پہونچائے ہین اکثر بھائی بند ہمارے گئے نہین معلوم کیا اُفتاد پڑی کہ وہ لوگ مارے گئے

مین تیرا سر کاٹ کے روانہ کرونگا امیر کو نہایت غصہ آیا فرمایا او بیحیا دور ہو شجر کوہی نے ہاتھ
تلوار پر رکھا مارا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک طمانچہ مارا شجر کوہی لڑکھڑا کر گرا بیہوش
ہوگیا امیر نے افسوس کیا یہ کیا جہالت سرزد ہوئی شجر کو دیکھا کہ آنکھین کھولتا ہی امیر کو دیکھکر چشم
بند کر لیتا ہی امیر نے فرمایا ای شجر اٹھ جہالت کا ثمر ملا اب مین کچھ نہ کہونگا شجر جھاڑ پونچھکر اٹھا
جھک جھک کے سلام کرنے لگا امیر نے فرمایا کہ جا شجر نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور کسی سے
اسکا ذکر نہ کیجیے گا عزت میری مشہور خاص وعام ہی عیب مین شاخ نکالینگے مین جڑ کی بات عرض
کرتا ہون امیر نے فرمایا مین اسکا ذکر نہ کرونگا شجر کوہی گینڈے پر سوار ہوکر بھاگا تین کوس پر
اسکا لشکر تھا اسمین جاکر ہوچکا بارگاہ مین اکیلا جاکے بیٹھا خیال ذلت مین رو رہا ہی یہان صاحبقران
اسی مقام پر اتر پڑے مقبل نے آکر بارگاہ استادہ کرائی صاحبقران نے فرمایا اب دن قلیل ہی
انشاء اللہ صبح کو جائینگے سب ساتھ والے بھی اسی مقام پر اتر پڑے امیر دن بھر کے تھکے ماندے
تھے خاصہ نوش کرکے آرام فرمایا مگر شجر کوہی بارگاہ مین اکیلا بیٹھا رو رہا ہی سلیم کوہی عیار
اسکا اسنے جو دیکھا کہ آقا بارگاہ مین اکیلے ہین جب سے شکار سے پلٹ کے آئے کسی کو یاد نہین کیا
در بارگاہ پر آیا پکار کر آواز دی غلام حاضر ہونا چاہتا ہی شجر نے کہا آؤ سلیم نے آکر دیکھا شجر کی
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے عارض پر آنکھون سے آنسو جاری سلیم قدمون سے لپٹ گیا
عرض کی کیون حضور خیر تو ہی مین بہت آپکو مکدر پاتا ہون ملال قلبی بیان فرمائیے غلام علاج کرسکتا ہی
شجر نے کہا ای سلیم کیا بیان کرون حمزہ عرب سے مقابلہ ہوا اگر غدر نہ کرتا مارا جاتا مین نے فریب
کرکے اپنی جان بچائی مگر ای سلیم جی چاہتا ہی کہ حمزہ مشکین بند ہوکر میرے سامنے آئے یا ابھی جان دیدون
سلیم نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین مین حمزہ کو گرفتار کرلاؤنگا یہ کتنی بڑی بات ہی حضور ابھی
غلام جاتا ہی رنگ عیاری جماتا ہی کبھی حضور ان مسلمانون پر کوئی کرامات غالب نہین ہوا یا عیار
ہو یا ساحر سحر کرکے پکڑے ورنہ جرأت مین یہ لوگ یکتا ہین مین گرفتار کرکے لاتا ہون سر کاٹ کر
خدمت مین خداوندگی روانہ کردیجیے شجر کو بہت پسند آیا کہا ای خیرخواہ دولت اگر تو سے
یہ کام کیا وہ میری آبرو کر دیگا کہ وزیر اور امیر رشک کرین سلیم یہ سنکر اٹھا طرف لشکر صاحبقران
کے چلا اسی فکر مین چلا تھا کہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لاؤن پسران عمرو کے دھبہ لگاؤن

دو پہر رات گئے لشکر امیر مین آیا صورت بدلے ہوئے پھرتا پھرتا پشت بارگاہ امیر پر پہونچا
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے نقب کھودنے لگا سہ پہر رات رہے دوسرا چہرہ نقب کا توڑا کیا دیکھا کہ بارگاہ
مثل عروس شب اول آراستہ ہے شمع ہائے مومی و کافوری روشن ہین سب روشنی اُسنے گل کر دی
دو شالہ چہرے سے امیر کے ہٹایا امیر غافل سو رہے تھے اسنے بیہوشی دماغ پر پہونچائی امیر کو
بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اُسی نقب سے لے نکلا شجر کوہی رات بھر انتظار مین بیٹھا رہا صبح کو
دیکھا سلیم پشتارہ بدوش آیا شجر نے پکار کر کہا ای سلیم شیر پائندہ باد عرض کی آپ کے اقبال سے
حمزہ کو لایا شجر کوہی خوش ہو گیا کہا ای سلیم تمنے بڑا کار نمایان کیا اب کیا کرنا چاہیے مین حمزہ کو
قتل کرون سر کاٹ کے خدمت مین خداوندی کی بھیجدون سلیم نے کہا ای شہریار حمزہ کے سرداران
نامی فرزندان گرامی بلائے روزگار ہین اگر خبر سُن پائینگے آپ کے قلعے مین دریائے خون
بہا دینگے جان بچانا مشکل پڑیگی میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ امیر کو تو قید کیجیے ایک عرضی
بخدمت خداوند روانہ فرمایئے کہ بندے نے حمزہ کو بجرأت گرفتار کیا ہے کہیے زندہ روانہ کرون یا سر
بھیجون قدرت حمزہ کو قتل کر سکتے ہین آپ کی مجال نہین ہے کہ حمزہ کو قتل کرین شجر کو یہ بات
پسند آئی صاحبقران کو مسلسل کر کے قیدخانے مین بھیجدیا ایک عرضی لقا کو لکھی سلیم کو دی کہا
ای برادر تمہین لیکر خدمت خداوند مین جاؤ سب کیفیت بخوبی عرض کرنا کہ اپنے پاس بلوا لیجے
سلیم عرضی لیکر چلا مقبل وغیرہ صبح کو اُٹھے صاحبقران کو نہ پایا چہرۂ نقب کا کھلا معلوم ہوا
صاحبقران کو کوئی گرفتار کر کے لیگیا روتے پیٹتے لشکر مین آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا
بادشاہ نے ہرکارے واسطے تلاش کے روانہ کیے لیکن شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
حال دادا کا سنکر بہت پریشان ہوئے بادشاہ کے سامنے کچھ نہ کہا بیرون بارگاہ آکے شبرنگ
بن عمرو اپنے عیار سے فرمایا ای شبرنگ مقام افسوس ہے کہ دادا جان کو نہین معلوم کون گرفتار
کر کے لیگیا یہ بیچارے ہرکارے کیا پتا لگائینگے جی چاہتا ہے ہم خود تلاش مین اپنے دادا جان کی نکلین
شبرنگ نے کہا بسم اللہ نورالدہر نے مخفی مرکب اپنا منگایا اسپ پری وش پر سوار ہوئے
شبرنگ کو ساتھ لیکر صحرا مین چلے چہار جانب نگاہ کی گھوڑے کو اڑاتے چلے آتے ہین دو روز
اُسی صحرائے ہول خیز مین پھرتے ہوئے گذرے ایک دن دوپہر کو ایک نخل کے سائے مین

ٹھہرے شبرنگ نے دیکھا کہ ایک عیار جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہے شبرنگ نے عرض کی حضور
اسی مقام پر ٹھہرین مین اس عیار کو جاکر گرفتار کرون کیا عجب ہے کہ نشان صاحبقران دستیاب ہو
نورالدہر نے کہا بسم اللہ شبرنگ آگے بڑھا اور غنچہ گلستان مین چھپا کمندین سر راہ خس پوش کردین
عیار جب قریب کمندون کے آیا جست خیز کرکے چلا تھا کہ شبرنگ نے شیر کی آواز دی عیار نے شبرنگ کا
جھٹکا مارا عیار گرا شبرنگ نے حباب مار کے بیہوش کیا تو بڑا کھول کر تلاشی جو لی نامہ نکلا
شبرنگ بہت خوش ہوا عیار کو تو ایک گوشے مین ڈالدیا نامہ لیکر خدمت مین نورالدہر کی آیا
نورالدہر نے جو وہ نامہ پڑھا پڑھکر فرمایا شبرنگ اب اگر ہم اسطرف نہ آتے اور یہ عیار پاس لقا کے
پہونچ جاتا تو باعث خرابی تھا جد عالی تبار کو سنجر کوہی نے گرفتار کیا ارادہ قتل کا رکھتا ہے اب وہین
چلنا چاہیے اگر گھس کے بارگاہ مین نہ مارا تو اپنا نورالدہر نام نہ رکھا ملعون لکھتا ہے کہ مین نے
امیر کو گرفتار کیا سراسر غلط ہے یہ فرماکر اسی جانب چلے لیکن سلیم عیار کو درہ کوہ مین ڈالدیا تھا
کاہ کشون نے ہوشیار کیا سمجھا کہ کوئی عیار مجھکو گرفتار کرکے یہان ڈال گیا طرف لشکر لقا کے بھاگا
لشکر لقا مین آکر پہونچا کسی خدمتگار سے کہکر یاقوت شاہ سے عرض کرائی یاقوت نے
لقا سے کہا لقا نے سلیم کو بلوایا سلیم نے لقا کو آکے سجدہ کیا سب حال کہا کہ حمزہ کو آقا سے
نامدار نے قید کیا ہے نامہ میرے پاس تھا کسی عیار نے مجھسے لے لیا لقا نے کہا قدرت نے بھی تقدیر
کی تھی تمکو اسکے ہاتھ سے بچایا سلیم نے کہا قدرت کی عنایت اب جو مناسب ہو وہ انتظام کیا جائے
لقا نے کہا ایک پہلوان کو چاہتے ہین فوج اپنے ساتھ لیکر جائے سپہ سالار کا سر کاٹ لائے قدرت
اسکی صورت دیکھنا نہین چاہتے مسبوق کوہی برادرزادہ سلیمان کوہی اٹھائیس ہزار فوج
لیکر طرف سنجر کوہی کے چلا قضائے کار شاپور شیردل کسی کام کو یہان آیا تھا خبر مفصل دریافت
کرکے جاکر ایرج نوجوان سے کہا اے شہریار صاحبقران جو واسطے شکار کے گئے تھے اب احوال معلوم ہوا
کہ سنجر کوہی نے گرفتار کر لیا ہے مسبوق کوہی بحکم لقا گیا ہے ایرج نے کہا مین اسکو جاکر راہ مین روکتا ہون
مگر کسی کو خبر نہونے پائے ورنہ دست راستی ہوا داری نورالدہر کو دم بھر نہ دینگے فساد عظیم کرینگے
شاپور نے کہا کسی کو خبر نہوگی شب کو سوار ہوکر چلے ایرج نے یہی کیا شب کو گرد بن اشقر چڑھ
ہوے طرف صحرا کے چلے وہان شاہزادہ نورالدہر مرکب کو اڑاتے ہوے چلے جاتے تھے

راہ مین ایک مقام پر ٹھہرے شبرنگ سے کہا ہمارے واسطے پانی تلاش کرکے لاؤ شبرنگ براے تلاش آب روانہ ہوا نورالدہر زیر نخل کھڑے سیر صحرا کی کر رہے ہین کہ ایک آہوے خوردہ سامنے سے آیا نورالدہر نے تیر مارا آہو گرا بقدر پانی پہونچا یا کہ نقاب دار بادلہ پوش بصد جوش و خروش اگر پہونچا نورالدہر سے تکرار کرنے لگا کہ ہمارے شکار کو کیون شکار کیا یہ کہکے پنجہ مارا نورالدہر نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا دوسرا ہاتھ کمر مین ڈال کر فاتش زمین سے اٹھالیا تکان جو پہونچی بند نقاب چہرے سے اٹھ گیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین گلرو سمن بو خوش خو خنجر آبدار ابرو نگہین رشک دیدہ آہو سرو قد نورالدہر جمال بے مثال کو دیکھکر حیران ہوگئے ہاتھ پانون مین رعشہ آیا ملکہ ہاتھ سے چھوٹ مین خود ہی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوگئے وہ نازنین سرہانے بیٹھ گئی اپنے بیمار کا سر اٹھا کر زانو پر رکھا گلچینی گلشن جمال کر رہی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا شبرنگ بن عمرو عیار جو براے تلاش آب گیا تھا چلا آتا ہے یہ نازنین شبرنگ کو دیکھکر گھبرائی دیکھا کہ اسیطرف آتا ہے دل مین جانے کو نہ چاہتا تھا مگر سر زمین پر نورالدہر کا رکھکر اپنی انگوٹھی نورالدہر کے ہاتھ مین پہنا دی انکی انگوٹھی اپنی انگلی مین پہنی اپنی مادیان پر سوار ہوکر روانہ ہوگئی شبرنگ نے جو آکر دیکھا شاہزادہ بیہوش پڑا ہے شبرنگ نے پانی چھڑکا شاہزادے نے آنکھ کھولی شبرنگ نے پوچھا آقا مزاج کیسا ہے نورالدہر نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا نظم

میرے مرنے کی خبر سنکر وہ کچھ شادان نہین — ہاے اب کیا کیجیے یہ بھی اسے ارمان نہین
اشک میرے پانون دھوئین خون دل مل دے حنا — تم اگر آؤ تو گھر کونسا سامان نہین
آہ میری نامرادی کسقدر منظور ہے — لطف بھی وہ اسنے شعر چاہین جو کچھ ایسا نہین
التماس حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کیا — در عبث ہی اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین
سرنگون مجکو کیا کیون اے ہجوم انفعال — یہ تو طرز گفتگو ہی شکوۂ جانان نہین
اس ترش روئی سے بلے احسان ہی رہنا نہ تھا — گو لیے بوسے مگر کچھ بھی فدا کی جان نہین
کسکی دزدیدہ نگاہین سینے مین کرتی ہین گھر — گھر یہ کیون لیتے ہو میرے دل مین کچھ ارمان نہین
یہ تو مشکل ہے کہ مین ہون اور کبھی دیکھے نہ غیر — آدمی ہون کچھ تمھارا آستانہ بان نہین
وہ جو اس بیرحم کی مرضی تو برسون سے نسیم — کشتۂ عشق سے روح کو حاصل فراق جان نہین

یہ اشعار جو نور الدہر نے پڑھے شبرنگ سمجھ گیا کہ کسی پر عاشق ہوئے کسی محبوب مطلوب کو دیکھا عرض کی ای شہریار مین نے بھی ایک معشوق کو آپ کے سرہانے بیٹھے دیکھا تھا مگر مجکو آتے دیکھکر روانہ ہو گئی اب نور الدہر کی نگاہ ہاتھہ پر پڑی دیکھا ایک انگشتری نہایت معقول یاقوت احمر کا نگینہ اور زیادہ شاہزادے کو بیقراری ہوئی کہا ای شبرنگ اُسکو بھی ہماری طلب ہی انگشتری پہنا جانے سے یہی مطلب ہی ای شبرنگ ہمکو اُس مغرور تک پہونچادو شبرنگ نے عرض کی حضور اسی مقام پر رہین مین پرا سے تلاش جاتا ہون یہ کہکر شبرنگ جسطرف سے ماہ دیان گئی تھی اُسی راہ پر چلا نور الدہر زیر نخل بیٹھے ہین مسبوق کوہی جو طرف سے لقا کے چلا تھا اس مقام پر آکے پہونچا دیکھا کہ زیر نخل ایک جوان آفتاب مثال خورشید جمال بیٹھا ہی مسبوق نے شاطر سے کہا دریافت تو کر یہ کون شخص ہی شاطر گیا نور الدہر کو سلام کیا کہا ای شہریار ہمارا آقا آپکا نام پوچھتا شاہزادہ تو رنجیدہ بیٹھا تھا مفصل حال کہدیا شاطر نے جاکر مسبوق کوہی سے کہا نبیرہ حمزہ بیٹھا ہی مسبوق خوش ہو گیا کہا ای شاطر اسکو گرفتار کرکے لیے چلتا ہون یہ کہکے فوج کو اشارہ کیا اس جوان کو گرفتار کر لو بیس ہزار جوان لپٹ لینا کہکر چلے نور الدہر نے جو دیکھا گھٹا کفر کی چلی آتی ہی پشت مرکب پر سوار ہوئے تلوار کھینچی نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ نور الدہر تصنیف مصنف

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
گرشا بالش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کزیمش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواند
دگر از طفلی بجرأت ہنر دانستم
لقا را بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم
نہ نوجوانان لقب یافتم
فوج کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی

مگر شاہزادہ مبہوت لب پر مہر سکوت اسی محبوب مطلوب کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال یہی تصور ہی کہ دیکھین ہمارا یار وفادار ہمارے محبوب کی کیا خبر لائے دیکھین تقدیر کیا دکھا سے اسی خیال محال مین لڑ رہے ہین مسبوق نے دیکھا کہ کئی سو جوان افسر ہاتھ سے نور الدہر کے مارے گئے شاطر اسکا گلیم سک رو ہی کہا ای شاطر اس جوان کے ہاتھ سے کتنے افسر مارے گئے کمند اندازون کو لے جا کر گرفتار کرے گلیم سک روانے چالیس بیک جون کو لیکر چلا ایک رسالدار کو اشارہ کیا اُسنے سپاہ دکھایا نور الدہر رسالدار کیطرف چلے اُسنے گھوڑا بھگایا نور الدہر نے پیچھا کیا جب نخلستان مین پہونچے عیارون نے حلقہا ے کمند مارے شاہزادہ بند میں

گرا اسپ بچیا لوٹ پڑے ازدرے بلوے کے نورالدہر کو گرفتار کیا مسبوق نے اشارہ کیا
آہنگر آئے شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا عمر کبھی شاہزادے کا گرفتار ہوا اب صلاح ٹھہرالی
کہ سحر کوہی کے وہان چلکر دادا پوتے کو قتل کرینگے یہ سوچکر شاہزادے کو اپنے پر سوار کیا
طرف سحر کوہی کے چلا لیکن شبرنگ بن عمرو جو تلاش مین ملکہ کی نکلا تھا قریب ایک باغ کے
آکر پہونچا اب جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ باغ ہی دختر سحر کوہی کا ملکہ نامیدہ مرصع پوش
نام ہی شبرنگ دلمین سمجھا کیا عجب ہی یہی معشوقہ ہو یہ سوچکر ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر
اندر آیا مخلدار نے کہا اری او اچھال چھکا شمشاد کہان اکڑتی پھرتی ہی کل سے ملکہ نے خاصہ نہین
نوش فرمایا ہی اکیلی بارہ دری مین بیٹھی ہین تجکو کچھ بھی خیال ہی سنا ہی کہ اب اُٹھی ہین جلد جا آفتابہ لیکر
حاضر ہو شبرنگ سمجھ گیا جھپٹ کر اندر آیا دیکھا ملکہ اُٹھی ہین مگر خاموش بیٹھی ہین شبرنگ نے
جاکر طشت سامنے رکھا آفتابہ لیکر کھڑی ہوئی چپکے سے عرض کی کیون واری مزاج کیسا ہی حضور کو
ہم بہت پریشان پاتے ہین کچھ ارشاد ہو ہم اُس کام کو کرین جس کسی کی خواہش ہو اُسکو لائین آخر
ہملوگ کسواسطے ہین جب کنیز نے یہ بات کہی ملکہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای شمشاد
ہمارا درد لاعلاج ہی کیا بیان کرین

نظم

رخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین — حسین ہونے کے طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین
وہ شاہ حسن ہی تو گیسوے عنبر فشان تیرے — ہما کو اپنے سائے سے سعادتمند کرتے ہین
بہ منت اُس صنم سے کیون نہون مین وصل کا سائل — دعا اللہ سے رو رو کے حاجتمند کرتے ہین
ارادہ ہی گریبان پھاڑ کر لون راہ صحرا کی — نصیحت سے مجھے دیوانے دانشمند کرتے ہین
دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین — ستم ای کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین
تمھارے شربت دیدار کی لذت نہین پاتے — ہزار اطلس مین آمیزش گلاب و قند کرتے ہین
بھر ذکا نغمۂ مینا کو مین کانون مین ای ساقی — بہت واعظ مرے گوش آشنا ہے بند کرتے ہین
محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے — نیاز اپنا وہی ہی ناز وہ ہر چند کرتے ہین
ہما کر سرد کے مین آتش آب تیغ قاتل سے — خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

ملکہ نے رو رو کر جو یہ اشعار پڑھے شبرنگ نے عرض کی حضور یہ پہیلیان تو میری سمجھ مین نہین آتی ہین

مجھسے حال مفصل بیان فرمائیے مین انتظار کر رہی ہون تسکین کی جو بات کہی ملکہ بھی مقام سے اٹھی
بارہ دری مین آکر کہا شمشاد بیٹھ جاؤ کیا کہون اگر مفصل بیان کرتی ہون راز عشق کا ظاہر ہوتا ہے
اگر نہ کہون کلیجہ منہ کو آتا ہے دونون طرح مشکل ہے ترقی پر بیتابی دن رات ہے مین برائے شکار گئی خود ہی شکار
ہوئی ایک جوان خوش جبین جری بہادر صف شکن تیغ زن سے دوچار ہوئی وہ شخص بیہوش ہو کر گرا
مین نے چاہا اس کشتۂ تیغ ابرو کا علاج کرون ایک عیار کو دیکھا کہ اسی طرف آتا ہے آخر کچھ نہ بن پڑا
اسی حال پر ملال مین اس اسیر طرۂ گیسو اور ذبح خنجر ابرو کو چھوڑ ناچاری سے اس آشفتہ وادی محبت
دشت گرد ان صحرائے سودا سے منہ موڑ الٹے پلٹ کے دیکھا کہ اسی عیار نے اسکا علاج کیا مین
پلٹ نہ سکی یہ ڈھونڈھ لانا ہے روز تعب رنج و ملال مین گذر رہے رات بھر کی تڑپ تڑپ کے کاٹی ہے یہ کیفیت ہے ستم

لو ضعف سے اب یہ حال تن زار ہے
تکو کیا حاجت کفن ہے
ہون بلبل بوستان تصویر
ہر زخم کا سب زبان دہن ہے

سایہ گستر بدن ہے
نقش تمکنت مین جامہ کیسا
بخوف خزان حر انجمن ہے
لارب تنسیم و بلوی تو

یان تن بھی نہین ہے لاغر تنا سے
اپنا تو بدن بھی پیرہن ہے
ہون کشتۂ تیغ شرم جانان
اُف ناوک ناز الفت سخن ہے

سب ملکہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا شبرنگ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی حضور نے نہین پہچانا مین
اُنکا عیار ہون حضور ہی کی تلاش مین نکلا ہون آقا کا بھی یہی حال ہے جو آپ کی کیفیت ہے وہی انکی
کیفیت ہے ایک صحرا لیے ہوئے پھرتے ہین زنجیر سکن ترپ اٹھے نہ دوست نہ دشمن مین وعدہ کر کے
آیا ہون کہ آپکی معشوقہ کو ڈھونڈھ کر لاؤنگا نہین معلوم اس دو دن مین آقا پر کیا گذری یہ سب
حال جو شبرنگ نے بیان کیا ملکہ ناہید تبسم پوش بیقرار ہو کر رونے لگی کہا اے شبرنگ بڑا کمال کیا
اگر ایک روز اور نہ آتے تو ہم کو زندہ نہ پاتے ہم ابھی تمہارے ساتھ چلینگے مینے بڑا غضب کیا
کہ اس خستہ صاحبقرانی کو اکیلا چھوڑ آئے ایسا نہو اس شہریار کو کوئی آزار پہنچے شبرنگ نے
عرض کیا کہ تمام حال ابتر تھا سوائے میرے اور کوئی ہمراہ نہ تھا آخر مین کیا تدبیر کرتا جو کیفیت
اس شہریار کی تھی جس حال پر ملال مین چھوڑ کر آیا ہون اسکو بیان نہین کر سکتا ملکہ نے کہا بھیا مجکو
اپنے ہمراہ لیکے چلو شبرنگ نے دیکھا آنکھ اٹھا کر لو اُنسے بڑھا ہوا ہے اے شبرنگ کیا کرون ایسی حسین
نازنین کا ساتھ لیکر جانا بڑی مشکل کی بات ہے خدا نخواستہ راہ مین کوئی افتاد پڑے تو مین کیا جواب دونگا

ملکہ کو جو دیکھا تو انتہا کا جوش و خروش ہی شبرنگ نے صورت اصلی بھی دکھائی مگر ناہید مرصع پوش
یہی کہتی ہی ای شبرنگ چلو شبرنگ کہتا ہی ای ملکۂ عالم مجکو جانے دیجیے مین شاہزادے کو لا دُون ملکہ
نہین مانتی کوٹھے پر بیٹھی ہوئی شبرنگ سے باتین کرری ہی اور یہ بھی ملکہ نے شبرنگ سے بیان کیا
کہ میرے ہی باپ نے صاحبقران کو قید کیا ہی یہان سے تین کوس پر لشکر فرکش ہی یہ حال سُنکر
شبرنگ اور زیادہ گھبرا گیا کہا ای ملکۂ عالم شاہزادہ خاص اسی فکر مین نکلا تھا یہ ذکر تھا کہ صحراے
گرد اڑی شبرنگ دیکھنے لگا ملکہ بھی کہہ رہی ہین کہ ای شبرنگ کسی کا لشکر آتا ہی کہین والد نے قصد کیا
کہ اپنے قلعہ مین لے جاکر صاحبقران کو قتل کرین جب دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک پہلوان
دیوخصال عفریت مثال سیہ فام بدانجام کرگدن مست پر سوار پشت پر بیس ہزار فوج علمہاے سیہ کے
بکھرے کھلے ہوئے نشان کفر و ضلالت ظاہر ایک راسبے پر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
چہار جانب سے نیزہ دار گھیرے ہوئے شاہزادہ مسلسل و مطوق سرنگون یاد دلدار مین کلیجہ خون ملکہ
تو دیکھکر رونے لگی کہا ای شبرنگ یہ کیا غضب ہوا شاہزادے کو کسنے قید کر لیا شبرنگ نے کہا میرے
آنے کے بعد یہ معرکہ گذرا شاہزادہ زیرکِ نخل تھا یہ لقا پرست اُدھر سے آتا ہوگا اسکو معلوم ہوا کہ یہ نبیرہ
ہیرہ صاحبقران ہی ازدرے بلوے کے گرفتار کر لیا ہی مین جاکر دریافت کرتا ہون کہ یہ پہلوان
کون ہی کیونکر گرفتار کیا کہان لیجائیگا ملکہ تو بیتاب ہی یہی کہتی ہی کہ مجکو جانے دو مین جاکر اس شہریار پر
نثار ہون شبرنگ نے کہا مین جاکر خبر دریافت کر لون پھر آپ سے صلاح کرونگا ملکہ نے کہا بھیا جانے
ہائے نہین معلوم کس مقام پر گرفتار کیا آپ دوانہ بھی پہونچاتے ہین یا نہین شبرنگ نے کہا مین
جاکر دریافت کر لونگا یہ کہکر شبرنگ اسی شکل پر کوٹھے سے اُتر صحرا مین آکر صورت بدلی ایک فقیر کی
شکل بنکر لشکر مسبوق مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ پاس شجر کوہی کے لیے جاتے ہین وہان جاکر
قتل کرنے کا قصد کریگا شبرنگ سب حال دریافت کرکے پاس ملکہ کے پہونچا سب کیفیت کہی
اور کہا کہ حضور نہ گھبرائین مین آج شب کو جاکر شاہزادے کو رہا کر لونگا ملکہ نے کہا بھیا مجکو تسکین
دیتے ہو مین کیونکر یقین کرون کہ تم اکیلے اتنے بڑے لشکر مین جاکر شاہزادے کو چھڑا لاؤگے
وہان تک رسائی بھی دشوار ہوگی ہر چند شبرنگ نے کہا ملکہ نے نہ مانا کہا مجھے یقین نہین آتا میری تو
صلاح نہین ہی کہ یہ باتین ہی خیر گذری اگر اسکو معلوم ہوتا کہ یہان سے پانچ کوس پر شجر کوہی ذوکش ہی

توقصد کرتا اچھی طرح پہونچ جاتا بڑے شکر کی بات ہی کہ ہمارے باغ کے سامنے اُتر اہین سے چند کنیزین کہ میری ملازم ہین مین نے بھی فنون سپاہ گری حاصل کیے ہین مین بطور شبخون جاکر گردن تم کسی تدبیر سے شاہزادے کو رہا کردو کیا عجب ہی کہ تدبیر موافق پڑے جھیا یہ تو ہم بخوبی جانتے ہین کہ ہماری تقدیر مین رنج و ملال ہی لمحہ بھر کے واسطے شاد ہوئے تھے کہ اب شاہزادے سے ملاقات ہوگی اُسکا انجام تقدیر نے یہ دکھایا نظم

زرگر و حداد خوش ہون وہ کرین تدبیر ہم	طوق زر تم پہنو پہنین آہنی زنجیر ہم
اور دیوانون سے رکھتے ہین ذرا توقیر ہم	ڈالتے ہین آپ اپنے پاؤن مین زنجیر ہم
کفر و دین کے قاعدے دو دون ادا ہوجائینگے	ذبح وہ کافر کرے منہ سے کہین تکبیر ہم
یونہین خوش کرتے ہین دل اپنا امید وصل مین	کھینچتے ہین ایک جا اپنی تری تصویر ہم
آگیا جسدن خیال جوشش دیوانگی	چاک کر ڈالینگے اپنا نامۂ تقدیر ہم
سنتو او ظالم بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہی	لائق الطاف اعدا قابل تعزیر ہم
وصل میرے اُنکے ہوگا کچھ اب آمین تک نہین	کیدو آمین دیکھیے اس خواب کی تعبیر ہم
روز کا جھگڑا اُٹھائے کون کر لیتے ہین آج	امتحان کاوش قاتل تہ شمشیر ہم
کیون نہ مستغنی رہین فضل خدا سے اے نسیم	رکھتے ہین ملک سخن کی واقعی جاگیر ہم

ملکہ نے رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہا بھیا شبرنگ مجکو کچھ نہین بن پڑتا یہی تدبیر ہی کہ کنیزون کو آمادہ کرتی ہون انکو ہزارہا روپیہ صرف کر کے تیار کیا ہی شبرنگ ناچار ہوا اُسی کنیز کی شکل بنا ہوا ہی ملکہ نے سب کنیزون کو بلایا کہا صاحبو تمنے سنا کہ ہم کس بلا مین مبتلا ہین سبھون نے کہا ذرا ابھی آگاہ نہین ملکہ نے رو رو کر اپنا حال عشق نورالدہر بیان کیا اور کہا اے شیر دلو جرات کو قید کر کے سبوق کوہی پاس والد ماجد کے لیے جاتا ہی وہان پہونچے اور اُسنے قتل کیا اپنا ارادہ ہی کہ رات کو شبخون ماریں شاہزادے کو چھڑا لین کنیزون نے کہا واری اُنکو دس کوس تک بھگا جائینگے اس طور سے شبخون کرے کہ اُنکو بھاگنا مشکل ہو ملکہ نے سبکو آمادہ پایا سبکی سرگروہ بنفشہ نام جنگجو خوب تیار ہی تیراندازی مین طاق سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق ہی اُسنے عرض کی واری سہیلی تیرون کی بوچھار کرینگے پھر بھالے سنبھال کے جا پڑینگے شبرنگ نے کہا بوا بنفشہ ایک

علاج اور مناسب ہی کہ خیمون مین آگ لگا دیجائے کہ کوہی سنگدل گھبرا جائین سب کنیزون کو ملکہ نے
آمادہ کیا کوٹھے کھل گئے سلاح نکلنے لگے سب کنیزون نے کمرین باندھین کمانہائے کیانی بائین ہاتھ مین
تودۂ ترکش اونمین تیر دلدوز بھرے ہوئے پیکان اونکے زہر مین بجھائے سنانہائے نیزہ کو درست
کرکے دوپہر رات گئے تک سینے اپنے کو چاک وحشت کیا نقابین چہرون پر ڈالین تیزبگ نے کہا
اول مین جاتا ہون جاکر شاہزادے کو رہا کرتا ہون جب لشکر مین ہنگامہ ہو آپ اپنے کو پہونچائیے
اس لطف سے شبخون پڑے کہ کوہی گھبرا جائین شاہزادے کو نکال لائیے ملکہ کو سمجھا کر اول تیزبگ
نکل گیا جو صورت منظور تھی وہ صورت بنکے لشکر مسبوق کوہی مین آیا دور سے دیکھا جس خیمہ مین
شاہزادہ قید ہی کیسے کیسے نگاہبان در خیمہ پر رات کے جاگنے کے واسطے معین ہین ایک گھڑا
بیچ مین رکھا ہی اسپر ایک چراغ ہی سلفی کھیل رہے ہین غل ہی چہلے کیتے ہین ایک کہتا ہی ستائیس
ایک بول اٹھا مین نے نو اٹھ بدے تھے تو نکھو دیکھو دس آئے یہ پیسے روپیے رکھے ہین غرضکہ
تفصیل ہو رہا ہی تیزبگ نے خیال کرکے دیکھا کہ پشت پر خیمے کے سناٹا ہی تیزبگ اسطرف گیا
ایک نخل کی آڑ مین بیٹھ کے نقب کھودنے لگا ملکہ یہان در باغ پر گوش بر آواز مین مگر تیزبگ
اندر خیمے کے پہونچا دیکھا شاہزادہ سر زنجیر پر سر رکھے ہوئے سو رہا ہی تیزبگ نے جاکر شاہزادے
سے کہا حضور بیدار ہوجیے نورالدہر نے کنیز کو دیکھا کہ وہ آمادہ ہی کہ ہتکڑیان بیڑیان نکالون
نورالدہر نے کہا تو کون ہی تیزبگ نے کہا غلام آپکا تیزبگ بن عمرو حضور یہ کیا معرکہ ہوا
نورالدہر نے کہا ای برادر تمھارے آنے کے بعد ہم زیر نخل بیٹھے کہ یہ بچیا مسبوق کوہی آکر
پہونچا اور روبرو سے گرفتار کیا پاس شیخ کوہی کے لیے جاتا ہی تیزبگ نے سب حال ملکہ کا
بیان کیا کہ ای شہریار اوسکا جوش وخروش آپ سے زیادہ ہی اگر دیر ہوگی بطور شبخون آئینگی
مین نے ہر چند روکا نہ مانا نورالدہر یہ سنکے گھبرا گئے کہا ای تیزبگ اگر ملکہ آئین بڑی مشکل
ہوگی تیزبگ نے کہا اب تو یہی صلاح ہوئی ہی یہ کہکر تیزبگ نے سوہن نکالا ہتکڑی کاٹنے لگا
کھرانے کی آواز باہر پہونچی ایک سپاہی نے کہا ارے خیمے سے کیسی آواز آئی ہی دوسرا سپاہی پردہ
اٹھا کر دیکھنے لگا دیکھا ایک سیاہ پوش قیدی کی ہتکڑی کاٹ رہا ہی کون کہکر بڑھا تیزبگ نے
کھینچ کر خنجر مارا وہ سپاہی گرا اور سپاہی لینا لینا کہکر دوڑے تیزبگ قید نہ کاٹ سکا کود گے

بھاگا اُدھر سے گلیم سبکر و عیار مسبوق کا چالاک عیاروں سمیت پھرتا ہوا آتا تھا بڑھکے دوڑا
شبرنگ کو عیاروں نے گھیرا شبرنگ تیغہ کھینچکر لڑنے لگا ملکہ نے جو غلغلہ سنا تعجب کہ شبرنگ نے
شاہزادے کو چھڑا لیا گھوڑے سے کود کر بڑھا یا قریب لشکر کفار کے آکر کمان کاندھے سے اُتاری تین تیر جوڑ کر
مارے اور نعرہ کیا باشید ای بدکاران بر دغا منم نقابدار بادلہ پوش شبرنگ نے دیکھا ملکہ آ پڑین
چند خیموں میں بھی کنیزوں نے آگ لگا دی ہر چند ہوا مسبوق کو بھی آنکھیں ملتا ہوا اٹھا پوچھا ارے یہ کیسا
غل ہے خادموں نے کہا کہ ایک نقاب دار بادلہ پوش بطور شبخون آیا ہے ایک عیار خیمہ میں قیدی کے
پہونچا تھا چاہتا تھا قید کاٹے نگہبانوں نے اُسے للکارا آ پکڑا عیار نے گھیرا ابھی مگر نقاب دار نے خیموں میں
آگ لگا دی لڑتا ہوا طرف اُسی خیمے کے جاتا ہے یہ سنکر خیمہ میں اُٹھا زنجیروں سے کمر باندھی تیغہ لیے ہوئے
خود آہنی سر پر دھری کڑیوں کی زرہ پہنے ہوئے نکل کر گینڈے پر سوار ہوا دیکھا ہر طرف سے کہہ ہی
لینا لینا کرتے ہوئے جاتے ہیں مسبوق نے بھی نعرہ کیا کہ یارو نقاب دار کو گھیر لو یا تو کوئی بھاگے تھے
افسر کے نعرے کی آواز سنکر ٹھہر گئے مسبوق نے کہا قیدی کا تو سر کاٹ لو زندہ بچکے نہ جانے پائے
کمیل کو بھی تیغہ کھینچکر خیمے میں گیا نور الدہر سرنگوں بیٹھے ہیں کمیل نے بڑھ کر آواز دی او ننگ گار
کوئی حمایتی تیرا یہاں بھی موجود تھا یہ سنا چونکا نکالا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے دونوں ہاتھ
اُٹھائے ہتکڑی کٹی نور الدہر نے قید آہن کو توڑ ڈالا بیڑی سر کمیل کے ماری کمیل کا سر پھٹ گیا
نور الدہر نے اُسی کی تلوار اُٹھائی خیمے سے لڑتے بھڑتے نکلے نکلتے ہی نعرہ کیا نعرہ نور الدہر نظیر
حمزۂ صاحبقران بچشم و بہ تمر ستارہ شم شاہزادہ نور الدہر ایک سوار نے بڑھ کر نیزہ مارا اُسکو
نور الدہر نے قلم کیا سوار کو مار کر مرکب لیا لڑتے ہوئے چلے مگر خیال کر کے دیکھا ایک طرف شبرنگ
گھرا ہوا ہے زخم بھی کئی کھائے ہیں پانچ سات کو ایک بیک مار کر ڈال دیئے ایک طرف نقابدار مصروف
جنگ ہے مگر کوہ ون نے جو بلو کیا چند ہمراہیان نقابدار زخمی ہوئے چند کس مارے گئے نقابدار
گھرا ہوا لڑ رہا ہے نور الدہر اُسی طرف جا پڑے صفوں کو درہم و برہم کیا پکار کر فرمایا اے نقابدار بہادر
تم نے بڑا احسان کیا میں نے اب رہائی پائی ہے اس نامرد سے سمجھ لونگا تمہارے ساتھ والوں کا زخمی ہونا
یا مارے جانا مجھے بہت شاق ہے نقابدار نے پکار کر آواز دی ہیں تو آپ کے ساتھ ہوں ہر چند
نور الدہر نے کہا کہ نکل جاؤ لیکن نقابدار نے نہ قبول کیا نقابدار پر بھی وقت تنگ نور الدہر

بیچ مین کوہیون کے گھرے ہوئے ہین مسبوق کوہی دور سے للکار رہا ہی کہ یارو قیدی کو مارلو یہ اکیلا ہزارون سے لڑ رہا ہی ہر طرف سے کوہی بلوہ کرکے آتے ہین کہ نورالدہر کو گرفتار کرلین مگر ممکن نہین ہوتا قضاے کار نقدروح صدوان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان جو تلاش مین صاحبقران کی نکلے تھے پھرتے پھراتے اسی صحرا مین ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھے شاپور نے کہا حضور آرام فرمائین مین جاگتا رہونگا آخر رات مین آپ کو بیدار کرونگا پہر رات باقی تھی اُسوقت شاپور نے ایرج کو جگایا ایرج شاپور سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک کان مین آواز نعرۂ نورالدہر آئی گھبرا کر کہا ای شاپور کشتی گیر زادے کے نعرے کی آواز آتی ہی کہین لڑ رہا ہی دریافت تو کرو وہ کیا لڑیگا مین جا کے اُسکی مدد کرون جان اُسکی بچاؤن شاپور چلا ایک بلندی پر سے آکر دیکھا نورالدہر کو کوہیون مین گھرے ہین ہر طرف سے بلوہ ہی شاپور نے کہا ای شہریار شاہزادہ نورالدہر گھرے ہوئے ہین کوہیون کا چہار جانب سے بلوہ ہی ایرج فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے شاپور نے رکاب پر ہاتھ رکھا ایرج نوجوان گھوڑا ٹھکرا کر چلے قریب لشکر آکر پہونچے اپنے نام کا

نعرہ کیا نعرۂ ایرج نوجوان	ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد درمیانِ مصاف	پکار کر آواز دی کہ برادر نہ گھبراؤ

مین آپہونچا نورالدہر نے جو صداے نعرۂ ایرج سنی نہایت غصہ آیا پشت مرکب پر پڑی جمائی ہاتھون سے کہا کہ وقت دستگیری ہی پاؤن سے فرمایا وقت ثابت قدمی ہی تلوار چمکا کر بصد جوش وخروش کوہیون سے لڑنے لگے پرے کے پرے درہم وبرہم کیے کہ ایرج بھی جنگ کرتا ہوا تیغۂ دودم سکندری پر قبضہ پشت کرہ بن اشقر پر سوار نورالدہر کو یہ مشکل ہی کہ سر برہنہ اپنا مرکب نہین تلوار بھی غیر کی لیے ہوئے ہین وہ جوہر اُسمین کہان کہ شہنوابی کا پہنے ہوئے اس حال مین مصروف جنگ ہین گو زندگی سے تنگ ہین لیکن دل یہ کہتا ہی کہ ایرج کے سامنے کوئی حقارت نہ ہو ایرج نے چن چن کر افسرون کو مارا نورالدہر مرکب بڑھاتے ہین مرکب طرارے نہین بھرتا کرہ بن اشقر بلند پرواز پامال کر رہا ہی کافرون کے سر ٹھکراتا پھرتا ہی نورالدہر کو بڑا خیال تھا بد ارکا ہی طرف مسبوق کوہی کے چلے بیچ مین جسنے روکا اُسکو مارا مسبوق نے دیکھا کہ یہ شیر دلیر میری تلاش مین آتا ہی وہین سے للکارا کہ اوجوان مین خود تیری تلاش مین ہون نورالدہر مرکب ٹھکرا کر سامنے پہونچے تلوار چلنے لگی

ایک سردار نے جو دیکھا کہ افسر سے ہمارے تلوار چل رہی ہے پشت پر سے آکر تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر کا سر زخمی ہوا پلٹ کے قبضہ مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا مسبوق کو ہی نے نور الدہر کو زخمی دیکھا جا پڑا چاہا کہ بڑھ کر سر کاٹ لوں یہ سوچ کر ہاتھ مارا نور الدہر کی آنکھوں پر قطرات خون آئے تھے مسبوق نے تلوار جو ماری زخم سر چہار پارہ ہو گیا اُس زخمداری میں دل کو مضبوط کرکے ہاتھ مارا کہ سر مسبوق کا بھی زخمی ہوا گینڈا بھی اُسکا مارا گیا لوگ ٹوٹ پڑے مسبوق کو ہٹا لیگئے اب نور الدہر کو یہ معلوم ہو کہ آنکھوں میں اندھیرا آتا ہے قلب تھراتا ہے تلوار کو نیام میں کیا دونوں ہاتھ گھوڑے کی گردن میں حمائل کیے مرکب نے جو راکب کو سست پایا ایک جانب لے نکلا یہاں شبرنگ عیاروں سے لڑ بھڑ کر اپنے آقا کو تلاش کرتا ہوا آتا ہے مگر کان میں آقا کی آواز نہیں آتی عیار قریب ملکہ آیا کہا اے ملکہ عالم وقت انقلاب ہے دل بیتاب ہے شاہزادے کی آواز کان میں نہیں آتی ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے آپ لڑتی بھڑتی نکلجایئے اب آپ کا ٹھہرنا بہتر نہیں میں پتہ لگا کر آتا ہوں آپ گھبراییے گا ملکہ رونے لگی کہا اے شبرنگ اسی اشتیاق میں آئے تھے کہ شاہزادے کو چھوڑ کر لیجائینگے تقدیر نے نہ چاہا شبرنگ نے کہا بہتر یہ ہے کہ نکل چلیے ملکہ بھی سمجھیں کہ صبح کو حال کھلجائیگا باپ کا لشکر بھی قریب ہے بڑی خرابی ہوگی ملکہ نے مجبور و ناچار ستارۂ سحری کو دیکھکر مرکب کو صف سے نکالا کنیزوں نے بڑھ کر تیراندازی کی کوہی ہٹے ملکہ گھوڑا اڑا لیکر نکل گئیں مگر شمار سے معلوم ہوا کہ چالیس پچاس کنیزیں قتل ہو گئیں گھوڑے کو مہمیز کرکے پشت باغ سے داخل باغ ہوئیں شبرنگ بن عمرو دیکھ رہا ہے کہ ایرج نوجوان یکہ و تنہا مصروف جنگ ہیں شبرنگ کو یقین ہے کہ زخمداری میں گھوڑا نور الدہر کو نکال لیگیا خدا انجام بخیر کرے دعائیں مانگ رہا ہے کہ صدائے مرغ سحر بلند ہوئی اب مسبوق نے دیکھا کہ ایک جوان اکیلا بصورت نور الدہر بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے مسبوق نے اپنے عیار کو بلایا کہا کہ اے گلیم سبکرو یہ جوان گرفتار نہ ہوگا قتل بھی اسکا ہونا دشوار ہے تو عیاروں کو لیکر جا اپنی تدبیر سے گرفتار کرلے وہ قیدی لڑ بھڑ کر نکل گیا نقابدار بھی طرف صحرا کے گیا نہیں معلوم یہ نقابدار کون تھا گلیم سبکرو چند عیاروں کو لیکر ملا پشت پر سے آکر حلقہائے کمند مارے عیار و سردار دونوں بند حملہ کرکے کوہی ٹوٹ پڑے ایرج نے گرتے گرتے بھی چند جوانوں کو قتل کیا مگر ایک ایک ہاتھ پر دو دو سو گرے بلوہ کرکے پکڑ لیا ملا ہوا کہ عیاروں نے سردار کو گرفتار کیا شبرنگ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا گرفتار ہونے کا

ایرج کے بڑا قلق ہوا جی مین کہتا ہو کہ شاہزادۂ نور الدہر کو ڈھونڈھ کر لاؤن وہ آکر انکو ساکر ین
یہ سوچ کر تلاش مین نور الدہر کی چلا یہان ملکہ جو پلٹ کر آئین وہی بیقراری وہی گریہ وزاری
کنیزین سمجہاتی ہین ملکہ فرماتی ہین صاحبو مجھے کیونکر آرام آئے دلبر کو ہیون سے نہین معلوم کس طرف
نکل گئے دل کو قلق ہی غم سے کلیجہ شق ہی بمشکل کنیزون نے سمجھا بجھا کر لباس خون آلود تبدیل کرایا مگر
شاہزادۂ نور الدہر کو جو گھوڑا لیکر نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی تھی رات بھر رہ روی
کرکے آیا صبح کو ایک چشمے مین آکر پہونچا شاہزادہ زمین پہ گرا مرکب چرا مین مصروف ہوا اقبال تاجدار
کوہستان کا رہنے والا اسکے پاس بھی نامہ سلیمان عنبر موی ہوے کوہی کا پہونچا تھا بارہ ہزار فوج
ساتھ لیکر طرف لشکر لقا کے جاتا ہو اس صحرا مین آکر پہونچا ساتھ والون نے اسکے دیکھا کہ ایک
مرکب تیر جسم پر پڑے ہوئے باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرا مین مصروف ہو کہ ایک شخص کی
نگاہ پڑی کہا حضور گھوڑے کا سوار بھی پڑا ہی لیکن انتہا کا زخمی ہو اقبال کی نگاہ پڑی ستارہ سعادت
زیر بخل چمک رہا ہی ملازمون سے کہا کہ اس جوان کو اٹھا کر لاؤ قزاقون نے چاہا کہ مال چھین لین مگر یہ
جوان خوب لڑا زخمی ہوا مگر مال نہین دیا دیکھو کسقدر زخم کھائے ہین مگر مال سب جسم پر باقی ہو موتیون
کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے سلاح بھی جسم پر نہین ہو صرف تلوار سے لڑا ملازمون نے آکر دیکھا
سینے پر ہاتھ رکھا کہا آمد و شد نفس کی باقی ہی ابھی زندہ ہو اٹھا کر اپنی بارگاہ مین لایا کہا مین اس جوان کی
جرأت پر ناز کرتا ہون جرأت مین بمثل و بنظیر حسن مین ماہ منیر اسکو اپنا رفیق بناؤنگا جراحون کو بلایا
کئی ہزار روپیے دیے کہا اسکے زخمون مین ٹانکے لگاؤ جس وقت صحت پائیگا تم سب کو نہال کردونگا
جراحون نے عرض کی کہ کوئی رگ دیٹھا ایسا نہین کٹنے پایا کہ جان کا ضرر ہو یہ کہکر ٹانکے لگائے زخم کو
دھویا پٹیان مرہم کی چڑھائین خود اقبال تاجدار رومال اپنے ہاتھ مین لیکر مگس رانی کرنے لگا
آرام جو پہونچا نور الدہر نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک تاجدار سرہانے بیٹھا ہی بارگاہ عمدہ گرد ملازم
اٹھنے کا ارادہ کیا اقبال نے کہا کہ ای جوان ایسا نہ ہو ٹانکے ٹوٹ جائین ابھی اٹھنے کا ارادہ نکرو
نور الدہر کو پھر غش آگیا اقبال چاہتا ہی کہ ذرا اس جوان کو صحت حاصل ہو تو مین حال پوچھون تجویز
تیار ہی جملہ اشیائے معقول تیار رکھی ہین کہ کسی طرح کی اس جوان کو تکلیف نہ ہونے پائے ملازمون
سے کہدیا کہ خبردار جس وقت جو ضرورت ہو اُسی وقت درست کرنا کسی شی کی اسکو تکلیف نہو لازم

ہر وقت موجود ہین اگر نور الدہر کو ہوش آیا ملازم سب طرح سے خدمتگزاری کرتے ہین یہ نوبت نہین آئی
کہ اقبال تاجدار نور الدہر سے حال پوچھتا کہ آپ کون ہین اور کہان زخمی ہوئے تین دن اسی رنگ
سے گذرے کہ ایک دن صبح کو اقبال تاجدار نے جو ایک مرکب عربی عمدہ کہ کئی لاکھ روپئے کو اُسکو خریدا ہر
وہ کس کر سامنے آیا ملازمون نے عرض کی کہ یہ اب شایستہ ہو گیا حضور اسپر سوار ہون یہ سنکر
اقبال تاجدار نے سلاح جنگی جسم پر آراستہ کیے گھوڑے پر سوار ہوا چند خادم چند سوار ساتھ
گھوڑا اگب دھریان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا چاہتا ہر کہ سبزۂ فلک کو پامال کرون سوارون نے
کہا کہ حضور صبح کا وقت ہر طرف صحرا کے چلیے تیز رفتاری اسکی ملاحظہ فرمائیے اقبال تاجدار گھوڑے
کو دوڑا رہا ہر کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک نقابدار سیہ پوش کرگدن مست پر سوار بارہ چودہ
رفیق گرد و پیش ہوا کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہر اقبال تاجدار کو گھوڑا دوڑاتے دیکھا بیقرار ہو گیا
ساتھ والون سے کہا کہ یہ گھوڑا ابدولت لینگے ایک سوار سے اشارہ کیا کہ جا کر اس تاجدار سے کہو یہ
گھوڑا بطور نذر ابدولت کی خدمت مین پیش کرے سامنے پہاڑ پر ہمارا قلعہ ہر اقوال قزاق جہان
مین مشہور عالم بڑے بڑے شاہون کو مین نے لوٹ لیا اگر بخوشی نہ دوگے تو جان جائیگی سوار نے آکر
یہ پیغام اقوال کا اقبال تاجدار سے بیان کیا اقبال نے کہا یہ مرکب تو ہمارا منظور نظر ہر یہ تو
ہم نہ دینگے اسکے بدلے مین کچھ نقد ہم بھجوا دینگے سوار نے جا کر جو یہ اقوال سے کہا اقوال مرنعا
گینڈے کو جھکا کر قریب آیا کہا ای شاہ اپنی جان کو غنیمت نہین جانتا ابھی سب اسباب چھین لونگا
اقبال نے ایک سوار کو اشارہ کیا کہ اس بے ادب کو ادب نہین کرتا سوار نے اقبال تاجدار
کے اقوال پر نیزہ مارا اقوال نے نیزہ توڑ ڈالا سوار کو مع گھوڑے اُٹھا لیا اُٹھا کر زمین پر
مارا کہ سوار کے استخوان چور چور ہوئے اقبال تاجدار کانپنے لگا اقوال نے بڑھ کر کہا کہ گھوڑے
سے اُتر بے منہ اقوال قزاق اب ابدولت کو غصہ ہو یہی حال تمھارا ابھی کر دونگا ہمراہیان
اقبال نے گھوڑے بھگائے اقبال تاجدار نے اپنے کو تنہا پایا جان کا خوف ہوا ناچار گھوڑے
سے اُتر پڑا مگر نہایت قلق تھا ساتھ کے سب بھاگ گئے اقوال نے کہا ای اقبال تاجدار سیدھے
اپنے گھر چلے جاؤ ورنہ جان بھی جائیگی اقبال تاجدار نے سر جھکا کر کہا کہ او نامنصف مین پیدل
کیونکر جاؤن اقوال نے ایک سوار سے اشارہ کیا کہ اپنا گھوڑا اس تاجدار کو دے سوار اُتر پڑا

اقبال تاجدار رنجیدہ و کبیدہ اُس مرکب پر سوار ہو کر طرف اپنی بارگاہ کے چلا یہان صبح کا وقت آیا
شاہزادہ نور الدہر اُٹھکر بیٹھے ہین جراح نے زخم کھولا کہا ای شہریار خداوند لات و منات نے بڑا
فضل کیا زخم بہت لطف پر ہی پاک و صاف ہو بھرتا چلا آتا ہی آج بادشاہ سے عرض کرینگے ہمکو انعام
ملیگا نور الدہر پوچھ رہے ہین کہ تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہی ملازمون نے عرض کی حضور ہمارے
بادشاہ کا اقبال تاجدار لقب ہی چاہتے ہین نور الدہر کچھ اور پوچھین کہ چند سوار سامنے سے
پریشان آئے نور الدہر نے پوچھا کہ بادشاہ کہان ہین سوارون نے کہا حضور آج بڑا
غضب ہوا بادشاہ سیر کرتے ہوئے طرف کوہ اقوال کے نکل گئے اقوال قزاق بھی برائے سیر نکلا تھا
مرکب شاہ کا پسند کیا ہمارے شاہ نے نہ دیا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ اس بے ادب کو سزا دو
اُس سوار نے بڑھکر نیزہ مارا اُسنے نیزہ یون چھین لیا کہ جیسے لڑکے کے ہاتھ سے نیشکر سوار کو مع گھوڑے
اُٹھاکر زمین پر مارا کہ استخوان سوار کے ریزہ ریزہ ہوگئے اگر ہم جانتے تو اور فوج تیار کرکے ساتھ لیجاتے
نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اُسنے بڑی بے ادبی کی ہم جاکر اُسکو سزا دینگے یہ کہکے کمر باندھی
سلاح جسم پر آراستہ کیے سوارون نے کہا کہ ای شہریار حال اُسکے زور کا آپنے سنا اور پھر سزا
دینے کو کہتے ہین نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا حکم دیا کہ ہمارا مرکب تیار کرکے جلد لاؤ ہماری بات
مین کوئی صاحب دخل نہ دین ورنہ ہمکو ملال ہوگا سوار و پیدل خاموش ہو رہے تھوڑی دور چلے تھے
کہ دیکھا اقبال تاجدار پریشان آکر پہونچا نور الدہر کو مسلح دیکھا کہا ای مہمان عزیز کیا
ارادہ ہی نور الدہر نے کہا آپ کا مرکب اقوال قزاق نے چھین لیا ہم اُسکو سزا دینے جاتے ہین
اقبال تاجدار گھوڑے سے کود پڑا کہا ای مہمان عزیز تم دخل نہ دو مین اُسپر لشکر کشی کرونگا قلعہ تک
کھدوا کر پھینکوا دونگا وہ میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا نور الدہر نے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ وہ
بھیا زبردستی گھوڑا چھین لے قزاق پر لشکر کشی کیسی ہم ابھی اُسکو سزا دینگے ہر چند کہ اقبال تاجدار
نے زور شاد بھی کی بہی بیان کردیا کہ سوار کو مع گھوڑے اُٹھا لیا نور الدہر نے کہا یہ کیا دم بدم ذکر
کرتے ہو سوار تمھارا ایسا ہی نامرد تھا یہ کہکر مرکب کو مہمیز کیا طرف کوہ اقوال کے چلے اقبال تاجدار
نے کہا کہ یارو لشکر جلد تیار کرو اگر وہ میرے مہمان کے ساتھ کچھ بے ادبی کریگا تو مجھپر بہت شاق ہوگا یہ سنکر
نور الدہر نے کہا لشکر کی کیا ضرورت ہی چلکر تماشا دیکھو اقبال خاموش ہو رہا پانچ ہزار سوار و پیدل

تیار ہوکر آئے اقبال ان سب کو ساتھ لیکر عقب مین چلا یہان اقوال قزاق اُسی مرکب صبا رفتار
پر سوار چند قزاق پہاڑ سے اُترے ہین اقوال گھوڑے کو خمیز کر رہا ہو کہ پشت سے نعرے کی آواز
آئی صدا یہ بلند تھی کہ او مغرور بہتر یہ ہو کہ مرکب پر سے اُتر پڑ اگر اپنی جانبری چاہتا ہو منم
گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن
صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ کوہ سلیمان نعرہ نور الدہر نبیرۂ
حمزہ صاحبقران بحشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + اقوال نے پلٹ کر دیکھا
کہ ایک جوان رعنا بلند بالا تنومند رستم زمان اسفندیار دوران جرأت مین لا ثانی صورت مین
یوسف ثانی گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہو اقوال پلٹ پڑا کہا اے جوان جب مجکو زیر کریگا تب
مرکب دستیاب ہوگا آتے ہی تگا ورزن ہوا ہرچند کہ مرکب نور الدہر کا اصیل نہین ہو غیر مرکب
پر سوار ہین مگر اس طرح پڑی جمائی کہ اگر مرکب پیچھے ہٹتا تو ہڈیان ٹوٹ جاتین چند قدم ہٹکر رہگیا
گھوڑا اقوال کا سات قدم پیچھے ہٹا سراپا نور الدہر کا دیکھکر اقوال عاشق ہوگیا دمبدم کہتا ہو
کہ اے نبیرۂ صاحبقران اگر تم میری اطاعت کرو تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون نور الدہر نے
کہا پہلے غرور تمہارے دماغ سے نکال لین پھر جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا اقوال نے کہا
کہ اول آپ وار کیجیے کہ کوئی حوصلہ دل مین باقی نہ رہے نور الدہر نے کہا کہ یہ ہمارا دستور
نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی حربہ کرینگے اقوال کے ملازم پشت پر جمے ہوئے
کھڑے ہین جب نیزہ اقوال نے مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی
کہ اقبال تاجدار بھی آکر پہونچا ایک طرف کھڑا تماشا دیکھ رہا ہو لوگون نے بیان کیا کہ اے
بادشاہ عالیجاہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہو ابتو اقبال تاجدار کے ہوش گم ہوئے کہ یہ جوان یہانتک
کیونکر آیا اقبال تاجدار یہ سوچ رہا ہو کہ نور الدہر نے نیزہ اقوال کا ہوائی کیا اقوال نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ اے جوان یہ تیغۂ برق مثال ہو کبھی اسکا وار خالی نہین جاتا
اگر پہاڑ پر مارون تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یہ کہکے ہاتھ مارا نور الدہر نے ہاتھ بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون چپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی
اقوال حیران ہو کہ پنجہ نہین قابو میں ہوتا جھلا جھلا کر لڑ رہا ہو دوپہر کامل کشتی ہوئی نور الدہر

بقوت صاحبقرانی لڑ رہے ہین دو پہر ڈھلتے ڈھلتے نعرۂ شیرانہ کیا کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا اقوال کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین اقوال نے آواز دی کہ ای شہریار الامان مین آپ کا تابعدار ہوا جسطرح کہ آپ نے مجکو زیر کیا اس طرح کبھی کسی نے میری پشت زمین سے نہین لگائی زمین پر نورالدہر نے رکھدیا اقوال قدمون سے لپٹ گیا کلمۂ طیبہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا اقبال تاجدار کو پکار کر آواز دی کہ یہ مرکب حاضر ہی اسپر سوار ہو جیے لیکن آپ نے ہمپر احسان کیا جان بخشی کی ہم اُسکے بدے آپکو دولت ایمان عطا کرتے ہین اقبال تاجدار بھی کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اقوال کو ساتھ لیکر شہر اقبالیہ مین آئے اقبال تاجدار سے کہا اب ہم رخصت ہوتے ہین ہمکو ایک مہم درپیش ہی مسبوق کوہی کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تمھارے ملک مین آکر پہونچے اب ہمین اُس سے مقابلہ کرنا ہی جد عالی تبار لشکر شجر کوہی مین قید ہین وہان بھی جانا ضرور ہی ایسا نہو کہ صاحبقران کو قتل کر ڈالے اقبال نے عرض کی کہ ای شہریار مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا مین نے اس واسطے اسلام نہین اختیار کیا ہی کہ دامن دولت کو چھوڑ دون امید یہ ہی کہ تا حیات ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے آکر عرض کی در دولت پر آپ کا عیار حاضر ہی نورالدہر نے کہا کہ بُلالو شبرنگ اندر آیا نورالدہر نے کہا کہ ای یار وفادار ہمارے آنیکے بعد کیا گذری شبرنگ نے کہا کہ ای شہریار ایرج و شاپور گرفتار ہو گئے میرے سامنے ملکہ نکل گئین باغ مین اپنے پہونچین اب مسبوق کوہی ایرج کو لیکر پاس شجر کوہی کے جائیگا اب جلد چلیے حال ایرج کا سنکر نورالدہر کو قلق ہوا اُسی وقت لشکر تیار کیا اقبال تاجدار کو تخت پر سوار کیا اقوال کو بعہدۂ سپہ سالاری بیس ہزار کا لشکر لیکر طرف مسبوق کوہی کے چلے لیکن مسبوق کوہی ایرج و شاپور کو لیکر پاس شجر کوہی کے پہونچا شجر نے بڑے اعزاز و اکرام سے لاکر اُتارا مسبوق نے حال رہائی نورالدہر و گرفتار کرنا ایرج کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش نے آکر شبخون مارا ای شجر کوہی تمھاری عملداری ہی بتاؤ کہ نقابدار کون تھا اس طور پر اُسنے شبخون مارا کہ کئی ہزار کوہی مارے گئے مین نے بمشکل ایرج کو گرفتار کیا جب تک نقابدار کا پتہ نہ لگیگا میرے دل کو آرام نہ ملیگا شجر نے سلیم سبکرو عیار سے کہا کہ کیون ای سلیم تیری عقل مین کچھ آتا ہی کہ یہ نقابدار کون تھا

سلیم نے سر جھکا کر کہا مین عرض نہین کر سکتا مجکو دو دن کی مہلت ملے کہ مین مفصل دریافت کر کے عرض کرون مسبوق نے کہا کہ ای سلیم اگر تو حال نقابدار مفصل دریافت کر دے دولت دنیا سے نہال کر دونگا مجکو بڑا رنج پہونچا بڑے بڑے افسر میرے مارے گئے سلیم نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے سلیم چلا باہر بارگاہ کے جب آیا شاگردون نے پوچھا کہ کیون اُستاد آپکی عقل مین کچھ آیا کہ یہ نقابدار کون تھا سلیم نے کہا مین سمجھ گیا ملکہ ناہید مرصع پوش دختر سنجر کوہی کا یہ کام ہو اور یہ سب طریقہ اُنھین کا ہو ہمیشہ سے فنون سپہ گری کا ذوق ہو مگر عقل یہ بھی کہتی ہو کہ ملکہ کو کیا غرض ہو جو اُنھون نے شبخون مارا اس باعث کو جا کر دریافت کرتا ہون سامنے بادشاہ کے نام نہین لے سکتا یہ کہکے چلا قریب باغ آیا شام کا وقت ہو دربا غ پر سناٹا اندر سے باغ کے کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آتی ہو سلیم پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیوار سے اُتر ایک کونے مین بیٹھا دیکھا کہ ملکہ ناہید مرصع پوش مسند پر سر نگون گرد کنیزین بیٹھی ہین عرض کر رہی ہین کہ ای ملکہ عالم صبر کیجئے بعنایت پروردگار شاہزادے سے ملاقات ہوگی ملکہ رو رو کر فرماتی ہین کہ ایسے ایسے خیال کر کے طبیعت کو تسکین دیتی ہون مگر دل نہین مانتا نظم

اور چندے صبر کر دل ہو فنا ہر کام کو ‖ ایک دن ہوتی ہو گردش گردش ایام کو
بعد خواب مرگ بھی آنکھین ہین وقت انتظار ‖ لطف بیداری ملا ہو مرے آرام کو
کسکی پابوسی سے ہو اس سر بلندی کا ظہور ‖ ہمسر عرش معلےٰ دیکھتے ہین بام کو

ملکہ رو رہی ہو یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی ہین کنیزین سمجھاتی ہین کہ واری خدا نے فضل کیا دل رہا تو ہو گئے تھوڑا کسی طرف اُنکو نکال لیگیا انشاء اللہ ملاقات بھی ہوگی اگر شاہزادہ زخمی ہو کر نہ نکلجاتا تو صبح تک لڑائی فتح ہو جاتی کوئی کنیز کہتی ہو کہ واری دیکھیے میرے سر پر زخم لگا تھا ابتک خشک ہو گیا چند کنیزون نے اپنے اپنے زخم دکھائے سلیم نے سب معرکہ اپنے کانون سے سُنا آنکھون سے دیکھا جھلا کر باغ سے نکلا جی مین کہتا ہو کہ ای سلیم اس گیسو بریدہ نے بڑا غضب کیا ماں باپ کے قتل کرانیکا ارادہ کیا تھا ابھی تک اسکا وہی جوش و خروش ہو اسکا ذلیل ہونا ضرور ہو خود بادشاہ آئین اسکو گرفتار کر کے لیجائین ساتھ حمزہ و ایرج کے یہ بھی قتل ہو مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ نبیرۂ حمزہ پر مائل ہوئین اُنکے رہا کرنے کے لیے یہ کد و کاوش تھی

کتا جھکتا لشکر مین آیا شاگردون نے پوچھا کہ کیسے اُستاد کچھ پتہ لائے نے کہا کہ وہی ظالم دختر شاہ شاہزادہ نورالدہر پر عاشق ہوئی اور میٹھی ٹسوے لگلا رہی ہی نشان یہ موجود ہی کہ چند کنیزین زخمی ہین پٹیان مرہم کی اُنکے سرون پر چڑھی ہین یہ جو اُسنے پکار کر کہا چوبدار و یساول و حاجب و دربان وغیرہ نے بھی سُنا شجر کوہی و مسبوق کو ہی دربار مین بیٹھے ہین مسبوق بھی ذکر کر رہا ہی کہ نقابدار نے چڑا ملال دیا قیدی رہا ہو گیا ایک چوبدار نے عرض کی میان سلیم صاحب کہتے ہین آپ کی صاحبزادی کا نام لیتے ہین کون بول سکتا ہی کون کہے کہ یہ جھوٹ ہی یہ سُنتے ہی شجر غصے مین کانپنے لگا کہا ارے یہ کیا کہتا ہی جلد اُسکو یہان بُلاؤ عیار گئے مہتر سلیم کو بُلا لائے شجر کوہی نے کہا کہ کیون ای سلیم تجکو کچھ ہمارا پاس نہ ہوا سارے لشکر مین تو نے یہ ذکر کر دیا ہر خرد و کلان یہی ذکر کر رہا ہی کہ یارو غضب کی بات ہی کہ بیٹی باپ کے قتل کا ارادہ کرے سلیم نے سر جھکا لیا عرض کی کہ حضور خود چلکے ملاحظہ کرین کنیزین زخمی موجود ہین آپ دیکھینگے تو معلوم ہو جائیگا شجر کوہی و مسبوق کوہی لشکر مین و تاکراکے سوار ہوئے طرف باغ ملکہ کے چلے حکم دیا کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لو کہ کوئی نکل کے جانے نہ پائے بیس ہزار کوہی بلوہ کرکے چلے ایک کنیز ملکہ کی کسی کام کو نکلی تھی اُسنے جو لشکر کو آتے دیکھا احوال بھی دریافت کیا دوڑی ہوئی بھاگی ملکہ بیٹھی ہین کہ کنیز نے آکر خبر دی واری سلیم رات کو یہان آیا تھا سب حال دریافت کر گیا خود آپ کے باپ گئے ہین اور مسبوق کوہی بھی ساتھ ہی صاحبقران و ایرج نوجوان کو بھی ارابے پر سوار کر لیا ہی کہ اپنے دوستون کا حال دیکھین ملکہ یہ سُنکر گھبرا گئین سب سے کہا کہ کیون صاحبو اب مین کیا کرون میرے دادا جان قید ہین مفت مین بھائی ایرج بھی گرفتار ہوئے وارث کو میرے مرکب نکال لیگیا اب مجکو کون بچائے کہ دوسری کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ حضور باغ گھر گیا ملکہ گھبرا کر اُٹھین بیقرار و اشکبار کنیزون سے کہا کوٹھون پر چڑھ جاؤ ان خطا شعارون کو تیر مارو جب تیر مارینگے وہ ہمکو آکر قتل کر ڈالینگے تو بہتر ہی وہ مالک بچانیوالا ہی اگر ہاتھ پاؤن نہ ہلائینگے وہ آکر گرفتار کرینگے گرفتار ہونے سے قتل ہونا بہت بہتر ہی سب راضی ہوئین ملکہ بیقرار ہو کر پکار اُٹھین ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی ذلت و رسوائی سے مجکو بچالے قتل ہونا گوارا ہی پھر فرمایا کہ صاحبو کیون گھبراتے ہو وہ مالک ہی بقول شاعر نظم

کرد خلاق جہان انسان ترا	ساخت پیدا اشرف الحیوان ترا		مرحمت فرمود از راہ کرم

پایۂ دین رتبۂ ایمان ترا
بندگی در بندگان آموختت
کرد روشن چون مہ تابان ترا
مردہ بودی پیش ازین او خوش شناخت
داد مولے این ہمہ سامان ترا

گنج اخلاص و یقین و صدق داد
کرد اکسیر بندۂ احسان ترا
داد علم و فضل و عقل و فہم و ہوش
حق عنایت کرد جسم و جان ترا
حضرت خالق مدد از غیب کرد

کرد بخشش دولت عرفان ترا
از کمال فضل بر اوج شرف
مرد دانا کرد ای نادان ترا
مفلس و نادار بودی و غریب
ہند یا در نظم این دیوان ترا

ایسے اشعار پڑھ کر دل کو مضبوط کیا کوٹھون پر چڑھ کے کنیزین دیکھ رہی ہین جیسے ہی کفار بلوہ کر کے چلے تین سو تیر بہانے مارے تین سو بیجیا گرے لشکر مین ہلڑ ہوا ابتو یہان تیر پڑنے لگے جب تیر مارے سو دو سو گرے سوارون کے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے پیدل پشت پر سوارون کے چھپتے ہین اور بھاگ رہے ہین چند کس نے بڑھ کر مسبوق کوہی و شجر کوہی کو خبر دی کہ باغ سے تیر چل رہے ہین کئی سو جوان آپ کے مارے گئے آگے کیونکر بڑھین شجر کوہی نے گینڈا بڑھایا کہا کہ مین ابھی جا کر سب کو گرفتار کیے لیتا ہون مسبوق نے کہا کہ بھائی صاحب مین بھی آیا باغ کا فتح کرنا کتنی بڑی بات ہی عورتون کے حربے کیا لیکن اس گیسو بریدہ نے پیشہ جرأت حاصل کیا ہی اُسکو اب یقین ہوا کہ قتل کیجاؤنگی آمادۂ تراو و مہیاے خضا ہی یہ کہکے دونون نے گینڈے بڑھائے گرز پر ہاتھ ڈالے سپر فولادی فراخ دامن سے اپنے کو چھپایا اب دونون چلے یہان ملکہ ناہید مرصع پوش تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوئے آمادۂ حرب و پیکار ہین کہ ایک کنیز نے خبر دی حضور فوج والے تو رک گئے مگر وہ دونون بیجیا آتے ہین ملکہ بیتاب ہوگئین کہا صاحبو یہ دونون پہلوان زبردست ہین باپ نے میرے اکثر قلعے فتح کیے اُسکے نزدیک اس باغ کا فتح کرنا کتنی بڑی بات ہی بدرگاہ رب دعا کرو کہ وہ معبود مدد کرے اس بلا کو رد کرے یہ کہکے ہاتھ اُٹھا دیے بیقرار ہو کر پکار اُٹھی کہ اے بندہ نواز و اے سامع الدعوات و اے رفیع الدرجات ان دشمنون کے ہاتھ سے ہم بیکسون کو بچا لے نظم

اے کہ در ہر مذہب و ملت توئی مقصود ما
در میان ہر عبادت خانۂ معبود ما

بود تو شد باعث نابود را بود ما
گشت موجود از وجود ت ہستی موجود ما

چہرہ بنما تا شود بر اوج نیکو طالعے
روشن از نور سعادت طالع مسعود ما

گرم بازار محبت ساختی ہر چار سو
اندرین سودا بیفزودی تو اصل و سود ما

سر بخاک عاجزی سودیم مثل بندگان — زانکہ بود اندر سجود بندگی بہبود ما
شعلۂ حسرت بسوزد خرمن آب و گلم — آتش جانسوز عشق از جہان برآرد دود ما
دائم از سوزِ دل سوزان گواہی میدہد — رنگ زرد و آہ سرد و چشم خون آلود ما
باز کن ای فاتح ابواب الطاف و کرم — چون بدست تست مفتاح درِ مسدود ما
دل منہ بر ہستیِ فانی این دنیاے دون — زانکہ نابود است میدہ ہی انتہاے بود ما

تمام کنیزین آمین آمین کی آواز دیتی ہین وہ دونون بڑھے چلے آتے ہین تیرون کو سپر پر روکتے ہوئے فوج والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارے جاتے ہین اپنے اپنے مقام سے بڑھے سپرون پر تیر روکے بعض نے قرولیان ہاتھ مین لین تیرون کو قلم بھی کیا دس بیس قدم باغ باقی تھا سوار و پیدل بلوہ کر آگئے ملکہ ناہید نے سر زمین پر رکھا عرض کی کہ ای مسجود عالم مین نے تو اپنے کو ناموس خلیل الرحمان مین داخل کیا تھا نہین معلوم میرے وارث پر کیا گذری ان دشمنون کے ہاتھ سے مجھے بچا لے یا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض ارواح کرے کافرون کے قبضے مین اب نہ جاؤن نہین معلوم کہ کس طرح پیش آئینگے ملکہ نے جتہ دل سے بلک کر دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا کہ صحرا سے گرد اڑی ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ آگے آگے بیس علم نشان بیس ہزار سوار کا آگے آگے دو جوان قوی تن قوی من ایک گینڈے پر ایک تخت پر ایک بعہدۂ سلطنت ایک بعہدۂ سپہ سالاری سواران جنگی گھوڑون کو مہمیز کیے ہوئے بیچ مین ایک جوان حسین بعہدۂ صاحبقرانی حسن و جراٴت مین لا ثانی خود کی کلغی لہکتی ہوئی ایک عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑے زور و شور سے لشکر آتا ہے ایک کنیز نے پہچان کر کہا لیجیے حضور خدا نے کیا جلد فضل اپنا شریک حال کیا کہ آپ کے وارث آتے ہین یعنے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان شبرنگ نے شاہزادے کو خبر دی کہ شجر کوہی د مسبوق کوہی نے آکے باغ کو گھیرا ہے شاید ملکہ کا حال کھل گیا عورتین بلک رہی ہین نور الدہر نے دہن سے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہِ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیش — عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ

دیگر

ز طفلی بجراٴت ہنر داشتم — لقب را بیکدست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — ستم نوجوانان لقب یافتم

ایک طرف سے اقبال تاجدار نے نعرہ کیا ایک طرف سے اقوال قزاق چلا شجر کوہی نے جو نور الدہر کی آواز سنی اور اقوال قزاق کو دیکھا کہ مثل فیل مست جھومتا ہوا آتا ہے دونون بیٹے فوج کو اشارہ کیا فوجین جا پڑین تلوار چلنے لگی دونون لشکر ملگئے صاحبقران و ایرج نے ارابے پر سے دیکھا کہ نور الدہر لڑتے ہوئے آتے ہین ایرج کو بہت ناگوار ہوا نور الدہر نے آواز دی کہ ای برادر ایرج نہ گھبرانا مین آپہونچا ایرج کے بہت خلاف ہوا زنجیرین ہلانے لگے چاہتے ہین کہ قید توڑ ڈالین ممکن نہین ہوتا مسبوق نے کہا کہ میرے قیدی کا تو سر کاٹ لے کہ ایک سوار گھوڑے کو بڑھا کر قریب ایرج آیا کہا او قیدی چپ رہ کہ تیرا وقت مرگ قریب آگیا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہاتھ اٹھا دیا ہتھکڑی کٹی خانہ زور مین آکر قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اسی سوار کو مار کر تلوار لی گھوڑے پر سوار ہو کر جا بڑے لڑنے لگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر	که صاحبقرانیم و آفاق گیر
تزلزل فتند در میان مصاف	اگر تیغ کین برکشم از غلاف

صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ دونون شیر لڑ رہے ہین عجب کیفیت حاصل ہوتی ہے ایرج نے بڑھکر گمبدان کو مارا نور الدہر نے جا کر رسالدار کو ٹوکا افسر کو مار کر رسالے کو شکست دی دونون آپسمین نگاہ ملا کے لڑ رہے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ بڑھکر علم فوج کو قلم کر دن شجر کوہی نے کہا کہ ارے حمزہ کا تو سر کاٹ لو کہ ایک افسر گینڈے کو بڑھا کر چلا کہا کہ ای امیر مین ابھی حمزہ کا سر لاتا ہون قریب ارابے کے آکر گینڈے سے کودا غصے مین ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے دونون ہاتھ آگے کر دیے ہتھکڑی کٹی وہی ہتھکڑی امیر نے اُس افسر کو کھینچ ماری سر اُسکا پھٹ گیا خون سر سے جاری ہوا امیر نے غصے مین قید کو توڑ ڈالا اُسی افسر کی تلوار اُٹھالی بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم	امیر عرب حمزۂ ذیحشم	منم قاتل کافران جہان
ز تیغم گریزندہ نوشیروان	چو رفتم بسنجان بگیر و دار	بذیرفت گنجاب ملعون فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار	شدہ بہ سرم فتح و نصرت نثار	گذر چون بجولانگہ قاف شد
جزائر پر از عدل و انصاف شد	زدم دیو عفریت را در مصاف	بلرزہ فتادند دیوان قاف
سمندون بدبخت گشتہ شکار	شد ارچنگ بیدین ذلیل و نزار	دران جا چہ جاہ و ادب یافتم

سلیمان ثانی لقب یا فتم | | امیر کے نعرے کی صدا جو بلند ہوئی مسبوق کوہی نے بڑھکر شجر کوہی
سے کہا کہ ای پہلوان دوران حمزہ نے رہائی پائی شجر کوہی تو صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہو چکا ہی
گھبرا کر کہا کہ حمزہ بڑا بہادر ہی مسبوق نے کہا کہ مین سر لاتا ہون یہ کہکے مسبوق کوہی چلا صاحبقران
کو للکارا کہ او حمزہ بدولت موجود ہین بہتر اسی مین ہی کہ میرے سامنے دست بستہ حاضر ہو اور تو قید
مین مردان عالم کی تھا قید کو کیونکر دور کیا صاحبقران مسبوق پر جا پڑے مسبوق نے کئی ہاتھ تلوار کے
مارے صاحبقران نے روک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ مسبوق کے دو ٹکڑے ہوئے نور الدہر نے
بڑھکر علم فوج قلم کیا مسبوق کا مارا جانا تھا کہ شجر کوہی نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن ایرج نے آکر روکا
کہ او نامرد کہان جاتا ہی شجر کوہی ایرج کو دیکھکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے بڑھکر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھایا طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ او کشتی گیرزادے
دیکھ مردان عالم پہلوان کو یون قتل کرتے ہین شجر کوہی کو چورنگ ہوا ئی قلم کیا فوج کوہیان مین
کھلبلی پڑی سوار و پیدل بھاگنے لگے کچھ گرفتار ہوئے کچھ قتل ہوئے اور کچھ بھاگ کر نکلگئے تھوڑے ہی
عرصے مین لڑائی فتح ہوگئی مگر ایرج نے دیکھا کہ کشتی گیرزادہ فوج لیکر آیا مین نگاہ مین دادا جان
کی حقیر ہونگا شاپور سے کہا کہ یہان ٹھہرنا بہتر نہین پروردگار فوج بھی مرحمت کریگا شاپور نے
بھی کہا کہ یہان ٹھہرنا بہتر نہین نکل چلیے ایرج نے گھوڑا اپنا لیا شاپور کو ساتھ لیکر ایک جانب
نکلگئے طرف ویرانے کے روانہ ہوئے یہان صاحبقران بعد فتح جنگ نور الدہر کو ساتھ لیکر طرف
باغ کے چلے نور الدہر سرنگون کردیکھیے ناہید کے سامنے جا کر کیا گذرے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ جا کر
ملکہ سے کہو کہ دادا جان آتے ہین برائے استقبال آؤ خبردار مجھسے کچھ کلام نہ کرنا لیکن صاحبقران نے
پلٹ کر فرمایا کہ ایرج نہین معلوم ہوتے چند سوارون نے عرض کی کہ شجر کوہی کو قتل کرکے طرف صحرا
کے نکل گئے صاحبقران نے فرمایا کہ اُنکے مزاج سے وحشت نہین جاتی اُنکو خدا کے سپرد کیا فوج کو
قریب باغ اُترنیکا حکم دیا کہ ملکہ کو شبرنگ نے خبر دی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہین ملکہ اپنے
مقام سے اُٹھین کنیزین پشت پر قریب در باغ کے آکر ٹھہرین دیکھا کہ سامنے سے صاحبقران زنان
آتے ہین جھک کر سلام کیا صاحبقران نے بہت پسند فرمایا چاہتے ہین کہ در باغ کے اندر جاؤن کہ
آسمان سے ایک عقاب تڑپ کر گرا ملکہ ناہید مرصع پوش کو لے بھاگا کنیزون مین ایک شور گریہ وزاری

بلند ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ ارے کیا ہوا کنیزون نے عرض کی کہ ایک عقاب آسمان سے
آیا ملکہ کو اُٹھا لیگیا صاحبقران نے دیکھا کہ نورالدہر متغیر ہوگئے مگر بسبب صاحبقران کے
کچھ کہہ نہ سکے صاحبقران تین دن اُسی مقام پر رہے ملکہ کو بہت تلاش کیا کہین پتہ نہ ملا آخر لشکر
ساتھ لیکر مع نورالدہر و اقبال و اقوال طرف اپنے لشکر کے چلے شبرنگ بھی رہ رو دی کرتا
آتا ہے مگر ایرج نوجوان بارہ کوس نکلے تھے کہ ایک درخت کے سائے مین آکر ٹھہرے کہ صحرا
سے گرد اُڑی مقناطیس کوہی بارہ ہزار فوج سے چلا ہے کہ بدلے مددلقا جادون ایرج کو دیکھکر
دریافت کیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہے فوج کو اشارہ ہوا کہ اس جوان کو گرفتار کرلو چہار طرف سے
کافر اٹوٹے ایرج نے اُبھر کر مقناطیس کو اُٹھا لیا وہ بصدق دل مسلمان ہوا ایرج نے
حال پوچھا اُسنے عرض کی کہ حضور یہان سے قریب ایک کوہ ہے اُسکو کوہ رستخیز کہتے ہین سُنا ہے
کہ اندر اُس کوہ کے بڑا مال ہے کوئی اندر اُس کوہ کے جا نہین سکتا جب قریب کوہ پہونچتا ہے
سایہ کوہ پڑتا ہے ایک شیر پیدا ہوتا ہے اُس شخص کو اُٹھا لیجاتا ہے ایرج نے کہا چلکر ہم بھی دیکھینگے
مقناطیس کو ساتھ لیکر سامنے کوہ رستخیز کے آئے دیکھا کہ حقیقت مین کوہ بلند بر سر کوہ نخلہاے سرسبز و
شاداب طائرون کی زمزمہ سرائی کوہ بہت وسیع ہے کئی کوس کے گردے مین واقع ہوا ہے
ایرج سلاح سے آراستہ ہوکر طرف کوہ کے چلے مقناطیس نے بہت منع کیا کہ ای شہریار میرے
سامنے کئی سو جوان غائب ہوئے پھر اُنکا پتہ نہ ملا آپ قصد نہ کرین ایرج نے نہ مانا طرف کوہ کے چلے
جب سائے مین کوہ کے پہونچے ایک شیر درے سے نکلا ایرج پر حملہ آور ہوا ایرج نے جھکائی دی کلائی
تھام کر چاہا کہ ایک گھونسا مارون شیر نے ایرج کو منہ مین دبا لیا لیکر درۂ کوہ مین غائب ہوا مقناطیس
وغیرہ رونے لگے کہ صحراے گرد اُڑی صاحبقران زمان آکر پہونچے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور کیون
روتے ہو سب نے حال ایرج نوجوان کا بیان کیا صاحبقران کو بڑا ملال ہوا اُسی وقت آمادہ
ہوئے ہر چند کہ اقبال تاجدار و اقوال قزاق نے منع بھی کیا صاحبقران نے نہ مانا فرماتے ہین
جب مین لشکر مین جاؤنگا قاسم کو کیا منھ دکھاؤنگا وہ کہیگا کہ حضور نے غلام کا حال سُنا اور کوشش
نہ کی مین کیسا محجوب ہونگا یہ کہکر چلے نورالدہر نے بھی قصد کیا شبرنگ نے بڑھ کر سمجھایا کہ ای شہنشاہ
آپ اپنے قاعدے کے خلاف کرتے ہین اول عبادت خانہ آراستہ ہو حضور بہ غیب رجوع کرین

دیکھیے تو کیا حکم ہوتا ہی موافق اُس حکم کے کاربند ہوجیے گا اس طرح جانا مناسب نہین ہی شبرنگ نے بڑھکر امیر سے بھی یہی عرض کی صاحبقران نے نہ قبول کیا فرمایا شیر جو آتا ہی کوئی ساحر ہوگا جب اسم اعظم پڑھونگا سحر اُسکا باطل ہوگا مین درہ کوہ مین داخل ہوجاؤنگا سب خاموش ہوئے امیر چلے جب سایۂ کوہ مین پہونچے درۂ کوہ سے شیر پیدا ہوا صاحبقران پر چلا اُسنے حملہ کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا شیر بھاگا صاحبقران چند قدم اور بڑھے ابکی دو شیر درۂ کوہ سے نکلے قصد کیا کہ صاحبقران پر حملہ کرین امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا دونون شیر بھاگے ابکی مرتبہ تین شیر آئے قریب درۂ کوہ پہونچتے پہونچتے بارہ شیر درۂ کوہ سے نکلے امیر پر حملہ کرنے لگے امیر ہر طرف جھپٹتے ہین شیر ہٹجاتے ہین ایک شیر پر جو صاحبقران بڑھے زبان معجز بیان اسم اعظم آلہی پڑھنے سے رکی چارطرف سے شیر ٹوٹ پڑے صاحبقران کو لیکر بھاگے لشکر مین غریو ہوا نورالدہر کو نہایت قلق ہوا تب نلی سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہو دادا جان جائین تاجزادہ بھی داخل ہوگیا مزدر جاکر ہلاک ڈالدیگا یہ مقام طلسم ہی مین بھی جاتا ہون شبرنگ نے کہا کہ آپ عبادت خانہ آراستہ کرین جس طرح بزرگان دین کا حکم ہو اُسی طرح جایئے نورالدہر نے حکم کیا عبادت خانہ درست ہونے لگا نورالدہر ٹہل رہے ہین کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا نورالدہر کو اُٹھا لیگیا اقوال و اقبال و مقناطیس کوہی سب لشکر کو لیکر کوس بھر ہٹکر اُترے انتظار مین ہین کہ صاحبقران آئین تو یہانسے چلین یہان تو یہ ذکر ہی حال اُس کوہ کا تحریر ہوتا ہی کہ اس مقام کا نام طلسم سقرلات آہن کلاہ ہی سقرلات جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اول طیورجادو آکر پہونچا ملکہ ناہید کو پیش کیا سقرلات نے کہا کہ ای طیور اس نازنین کا ہم عمل کرینگے سحر بھی اسکو سکھائینگے کیسی عمدہ جادوگرنی ہوگی طیور سناٹے مین آگیا اتنا تو اُسنے کہا کہ حضور ایک باغ مین مین نے اسکو دیکھا جمال اسکا پسند آیا غلام تو اپنے واسطے لایا تھا سقرلات نے کہا کہ ہم اس سے بہتر ڈھونڈھکے تمھاری شادی کردینگے طیور ناہید مرصع پوش کو دیکر چلا گیا مگر نہایت الم ہی کہ بادشاہ نے مجھپر ظلم کیا میری معشوقہ کو چھین لیا سقرلات نے ملکہ ناہید مرصع پوش کو ہوشیار کیا اور اپنے وصل پر ترغیب دی ملکہ ناہید نے کہا اور یہ منظر خوک ہیکر ہمکو قتل کر ڈال سقرلات نے ملکہ کو قید کیا سقرلات سرنگون بیٹھا ہی ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ یارو اس نازنین کو دیکھکر

دل بیتاب ہوگیا ہاے کیا کرون وہ تو انکار کرتی ہو کیا اُسکی صفت کرون نظم

عکس رخسار سے ناقص ہو تو کامل ہوجائے
مہ نخشب مہِ گردون کے مقابل ہوجائے

یار کے عارض انور کا اگر عکس پڑے
ماہ نو دم مین فلک پہ مہ کامل ہوجائے

تب مین جانون مری جانب سے کدورت نہ رہی
صاف جب صورت آئینہ ترا دل ہوجائے

خوب جی بھر کے نظارے رخ لیلےٰ کے کرون
پردۂ چشم اگر پردۂ محمل ہوجائے

وصف مین یار کے گیسو کا بیان کرتا ہون
سننے والون کا پریشان نہ کہین دل ہوجائے

وہ حسین عارض انور سے اُٹھائے جو نقاب
دعوی حُسن مہ و مہر ابھی باطل ہوجائے

تیغ ابرو کا وہ سفاک اشارہ جو کرے
مرغ بسمل کی طرح دل مرا بسمل ہوجائے

گر بیان حال کرون دل کی پریشانی کا
بس پراگندہ ابھی یار کی محفل ہوجائے

نور دم بھر کو اگر وہ بتِ مغرور آئے
شمع رخسار سے روشن مری محفل ہوجائے

مصاحبون نے عرض کی کہ آپ نہ گھبرائیے جب تکلیف اُٹھائیگی آپ ہی راضی ہوجائیگی سقرلات یہ باتین کر رہا تھا کہ کاہن طلسم آیا کہا ای شہنشاہ طلسم سقرلات آج طلسم کشا کا طلسم مین داخلہ ہوا اُسکو دربار مین بلوائیے اگر وہ آپ سے اقرار کرکے طلسم سے نکل جائے فتاحی سے ہاتھ اُٹھائے تو اسکو غنیمت جانیے سقرلات نے حکم دیا کہ جو قیدی آج آیا ہو اُسکو دربار مین لاؤ سارے شہر مین ہلڑ ہوا کہ صدہا آدمی اس طلسم مین آئے قید پڑے ہین بہت سے مرگئے بہت سے زندہ ہین کبھی کاہن نجم جادو ایسا نہ گھبرایا تھا آج ایک شخص قید ہوا ہو اُسکو طلسم کشا بتاتا ہو بادشاہ نے دربار مین طلب کا حکم دیا ہو شمیم گیسو دراز بیٹی سقرلات کی اسنے جو یہ خبر سُنی کہ باپ نے طلسم کشا کو دربار مین بلایا ہو باپ سے کہلا بھیجا کہ مین بھی اُس شخص کو دیکھونگی سقرلات نے ایک کمرہ خالی کرایا اُسمین شمیم آکر بیٹھی کہ ایرج نوجوان کو مسلسل و مطوق کرکے لائے ایرج نے آتے ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی شمیم نے کمرے سے جمال جہان آرا دیکھا دل و جان سے عاشق ہوئی بیہوش ہوگئی کنیزون نے ہوشیار کیا ملکہ چپ ہورہی ناچار ہوکر دیکھنے لگی کہ بادشاہ سے کیا کلام ہوتا ہو سقرلات نے کہا ای نبیرۂ صاحبقران آپ نے کیون یہان آکر قدم مارا یہان کا قیدی تا قید حیات رہائی نہین پاتا ایرج نے کہا کہ ہمارا طریقہ یہ ہو کہ جس عجائب و غرائب مین پہونچے بعنایت خدا اُسے

فتح کیا بڑے بڑے طلسم توڑے سقرلات نے کہا کیا مجال جو اس طلسم کا پتہ بھی ملے بہتر یہ ہی کہ ہمارے آپ کے مصالحہ ہو آپ فتاحی طلسم سے دست بردار ہون ہم آپ کو قید سے چھوڑ دین ایرج نے کہا کہ مسلمان ہو مال طلسمی ہکو دو سقرلات بہت بگڑا کہ ہم مسلمان کبھی نہ ہونگے لیجاؤ اس جوان کو قید کرو ایک مہینے کے بعد قتل کرینگے ایرج کو ملازمون نے لیجا کر پھر قید کیا کہ نجم جادو پھر دوڑا ہوا آیا کہا اے شہریار دادا طلسم کشا کا امیر حمزہ طلسم مین آیا شور انگیز جادو نے بڑی جانکاہی کر کے گرفتار کیا بارہ جادوگر جب گئے تب وہ گرفتار ہوے ایک جوان خوبصورت کو ناسوت جادو گرفتار کر کے لائی ہی اپنے مکان مین لیجا کر رکھا ہی دونون کی خبر لیجیے وہ بھی طلسم کشا کا عزیز ہی علامت مین یہ بھی لکھا ہی کہ تین شخص اور ایک نازنین طلسم مین آئینگے فوراً فتور برپا ہوگا وہ سب صورتین ظاہر ہین غلام تو جاتا ہی آپ کو آگاہ کرنے آیا تھا نجم جادو تو یہ کہکے چلا گیا سقرلات نے ایک ساحر کو بلا کر حکم دیا کہ ناسوت کو بلا لاؤ وہ جادوگر گھر پر ناسوت کے پہونچا بلا کر ناسوت سے کہا معرفت کاہن کے شاہ کو خبر پہونچی کہ تم ایک جوان کو گرفتار کر کے لائی ہو اُسکو لیکر خدمت شاہ مین جا ضر ہو یہ سنکر ناسوت نے کہا کہ اچھا جادوگر کو تو رخصت کیا اور آپ یہ سوچنے لگی کہ اگر شاہ نے مجھسے لیکر اس جوان کو ارادہ قتل کا کیا تو مین اپنی جان دونگی شاہ میرا کہنا کا ہیکو مانینگے بہتر یہ ہی کہ نبیرہ حمزہ کو لیکر نکل چلو یہ سوچکر تخت سحر تیار کیا نور الدہر کو اُسپر سوار کیا لیکر ایک جانب چلی کاہن نے شاہ کو خبر دی کہ ناسوت جادو عزیز دار طلسم کشا کو لیے جاتی ہی سقرلات گھبرایا اور رنگ آدمخوار کو حکم دیا کہ جلد جا کر ناسوت کو چیر پھاڑ کے کھا جا اُس قیدی کو ہمارے پاس لا جیسا مناسب ہوگا ویسا کرینگے اور رنگ آدمخوار نے سو جادوگر ساتھ لیے تعاقب مین ناسوت کے چلا ناسوت ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری سوچ رہی ہی کہ کدھر سے نکلون نگہبان روکینگے کہ سامنے سے اور رنگ آدمخوار آکر پہونچا للکار کر آواز دی کہ او ناسوت کہان جاتی ہی ناسوت کے ہوش اُڑ گئے نور الدہر کے سامنے رونے لگی کہا اے جوان تیری محبت مین یہ انجام ہوا شاہ کی دشمن کہلائی ہاے اب کدھر جاؤن سو جادوگرون نے پہاڑ کو گھیر لیا ایک طرف سے اور رنگ خود چلا ناسوت نے سحر کیا اور رنگ آدمخوار نے سحر کو دفع کیا کئی سحر ناسوت نے کیے اور رنگ کب مانتا ہی چشم زدن مین کل سحر دفع کر دیے پہاڑ پر چڑھ آیا سو جادوگرون سے ناسوت اکیلی

از رہی ہی کئی جادوگرون کو قتل کیا اور نگ جھومتا ہوا آتا ہی ناسوت نے دیکھا کہ اور نگ
قریب آپہونچا پیچھے ہٹگئی ناسوت حیران ہی کہ کیا کرون جب بہت جادوگرون کا بلوہ ہوا تو آکر
نورالدہر سے لپٹ گئی اور خوب چیخین مار کر روئی کہا کہ ای جان جہان اگر اور نگ میرے پاس
آجائیگا تو فوراً چیر پھاڑ کے کھا جائیگا سُنتی ہون کہ ایرج نوجوان کو شاہ نے طلب کیا تھا کہ اصلاح
کرین مگر سُنا کہ وہ شاہزادہ نہین راضی ہوا کہتا ہی کہ مال طلسم دو اور اسلام اختیار کرو آپسمین
اصلاح نہین ہوئی کیا کرے بجبوری نورالدہر کے سامنے رو رہی ہی مگر نورالدہر کچھ جواب نہین دیتے
لیکن اسکی حسرت پر دل ٹکڑے ہوتا ہی کہ اور نگ نے للکارا کہ کیون ای ناسوت اب روتی ہی
دھگڑے کا بڑا خیال ہی نورالدہر نے کہا کہ ای ناسوت اطاعت دین اسلام قبول کر ناسوت
بے اختیار پکار اُٹھی ای خدا ے نادیدہ مین تیرا اعتقاد کرتی ہون مجھے بچا لے جیسے ہی اسنے نام خدا ے
نادیدہ کا لیا آسمان سے ایک ستارہ گرا اور نگ کو جلا کر خاک سیاہ کیا ساتھ کے جادوگر جلنے لگے
ایک دنا دنا ہوا وہ ہی ستارہ ناسوت و نورالدہر کو اُٹھا کر لے گیا چند کنیزین جو باقی رہین
اُنھون نے دیکھا کہ کسی کا نشان نہین بدحواس ہوکر بھاگین کہ جا کر شاہ سے اطلاع کرین بعد تھوڑے
عرصے کے نورالدہر کی جو آنکھ کھُلی دیکھا کہ ایک جادوگرنی ضعیفہ میرے پاس بیٹھی ہی ناسوت بھی
ہوشیار ہوئی جیسے ہی ناسوت نے لمعان جادو کو دیکھا کہا کہ ای لمعان یہ احسان تمنے کیا
کہ مجکو بچا لائین لمعان نے کہا کہ ای ناسوت ہم نگہبانان طلسم مین سے ہین نشیب و فراز خوب دیکھے
بڑے بڑے حکیم و طبیب بارادۂ فتح طلسم آئے یہان آکر گرفتار ہوئے کسی کی عقل و فطرت
نہ چلی لیکن کبھی دل کو یہ ہول نہین ہوا جان پر صدمۂ عظیم ہی مجکو اسوقت بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ ناسوت
و نورالدہر کو بچا لاؤن جا کر مخفی سحر کیا اور نگ کو جلا دیا اب مراد یہ ہی کہ جسوقت ایرج نوجوان
طلسم کو فتح کرین یہ ہمکو اُنکے ہاتھ سے بچا لین نورالدہر نے کہا وہ میرا ہمچشم ہی اگر مین کہونگا وہ
اُسمین کد کریگا بلکہ میرے کہنے کے خلاف کریگا بہتر یہ ہی کہ تم فکر کرو لوح طلسمی ہمکو ملے ہم طلسم کو فتح کرین
لمعان نے کہا کہ آج شب کو مین شاہ سے پوچھونگی کہ لوح طلسمی کہان ہی اگر اُسنے بتا دیا تو فوراً
اپنے کو وہان پہونچاؤنگی لوح طلسمی آپ کو دلواؤنگی یہ کہکے ایک مکان مین لا کر ناسوت و شاہزادہ
نورالدہر کو دیکھا آپ فکر مین لوح کی چلی لیکن کاہن بیٹے نجم جادو اپنے مقام پر آیا نقشہ جمشید کی

کھولا صاف صاف لکھا تھا کہ اسی ہفتے مین طلسم ٹوٹ جائیگا جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آبرو پائیگا ورنہ مارا جائیگا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا یہ سوچتا ہوا جاتا ہے کہ کیا تدبیر کرون کہ طلسم کشا سے دوستی ہو کہ رونے کی آواز کان مین آئی سر جھکا کر جو دیکھا ملکہ شمیم گیسو دراز اپنے باغ مین بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اُسکے ساتھ کی کنیزین بھی روتی ہین کاہن اُترا آکے ملکہ شمیم سے ملا کہا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہے اسقدر رونے کا کیا باعث دل بھرا ہوا تھا شمیم اور بیقرار ہو کر روئی نظم

آئینہ خانہ کرینگے دلِ ناکام کو ہم — پھیرینگے اپنی طرف روے دل آرام کو ہم
شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہے — روتے ہین دیکھکے خندان دہن جام کو ہم
یاد رکھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت — صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم
آنکھ وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہے — شعبدہ جانتے ہین گردشِ ایام کو ہم
فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہے کہین پردے مین — سُنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم
خون قاصد کو وہ سفاک سمجھتا ہے حلال — کسی غماز سے بھجوائینگے پیغام کو ہم
پانون پکڑے ہین زمین نے یہ ترے کوچے کی — رہِ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم
دیدۂ یار کہین کیا اسے کیف مے مین — پھونککر روز گزک کرتے ہین بادام کو ہم
سبزۂ خط سے ہوئی اُسکی کدورت دوچند — اب صفائی کے لیے ڈھونڈھینگے حجام کو ہم
لطف حاصل ہے جو زلفون مین گرفتاری کا — مول لین دل کی اسیری کے لیے دام کو ہم
کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہے — نگران رہتے ہین حسرت سے در و بام کو ہم
حُسن کو عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا — کرتے ہین آتش اُسے آئے ہین جس کام کو ہم

نجم جادو نے کہا کہ بی بی اس مطلب کو مین نہین سمجھا مجھسے صاف صاف فرمایئے ملکہ نے رو رو کر کہا کہ اے نجم جادو تمکو ہم غمخوار سمجھتے ہین اس مقدمے مین ہمارا کوئی مونس و مددگار نہین اس وقت مین ہماری دستگیری کرو اصل یہ ہے کہ جب طلسم کشا کو والد نے بلوایا مجھ کمبخت بدنصیب نے باپ سے کہلا بھیجا کہ طلسم کشا کو ہم بھی دیکھینگے جس وقت سے اُس شیر بیشۂ جرأت کو دیکھا ہے راتون کی نیند اُڑ گئی آب و دانہ ترک ہوا اس وقت یہ قصد تھا کہ اپنی جان دون یہ جو مین نے کنیزون کے سامنے کہا سب رونے لگین کہ حضور ہمکو کون پوچھیگا یہ باعث بیقراری ہے یہ سُنکر نجم جادو خوش ہو گیا

کہا ای ملکۂ عالم مین نے نقشۂ جمشیدی مین دیکھا صاف لکھا تھا کہ اندر ایک ہفتے کے طلسم فتح ہوجائیگا
مین اسی فکر مین نکلا تھا کہ طلسم کشا سے دوستی پیدا کرون مین ابھی جاتا ہون طلسم کشا کو لیکر آپ کے مکان پر
آتا ہون میرے ہمراہ مقدمے کی خبر دینے والا تھا آپ کے عشق کی خبر نہ پہونچاؤنگا بادشاہ کو غفلت رہیگی
فتح طلسم کی تدبیر ہوجائیگی یہ کہکے کاہن فکر مین ایرج نوجوان کی چلا ادھر سے تو نجم جادو جاتا ہے
ادھر لو مدار جادو کہ جسکو آہنگ روشن رائے کہتے ہین اسنے اپنے مقام پر دیکھا کہ طلسم فتح ہوجائیگا
سقرلات نے آہنگ روشن رائے سے کہلا بھیجا کہ لوح لیکر ہمارے پاس آؤ آہنگ لوح لیکر
چلا مگر دل مین کہتا ہے کہ اسی کی وجہ سے میری آبرو ہے سب مجکو مانتے ہین جب لوح میرے پاس نہ رہیگی
پھر مجکو کون پوچھیگا لوح لیے ہوئے جاتا ہے مگر دل دھڑک رہا ہے یہی خیال ہے کہ بادشاہ لوح لے لیگا
پھر ہمکو کون پوچھیگا ادھر سے تو یہ جاتا ہے اُدھر سے کاہن طلسم فکر رہائی ایرج نوجوان مین اُدھر سے
چلا آتا ہے راہ مین دونون سے ملاقات ہوئی نجم جادو نے پوچھا ای برادر کہان سے آتے ہو
کہان جاتے ہو آہنگ روشن رائے نے کہا کیا پوچھتے ہو عجب طرح کا معرکہ درپیش ہے کہ ہمکو اتنا
کا پس وپیش ہے بادشاہ نے ہمسے لوح طلب کی ہے خواہ اپنے پاس رکھین خواہ کسی اور کو دین ہمارا
جو شرف تھا وہ مٹتا ہے کہ سب ساکنان طلسم ہماری خاطر کرتے تھے یہ سنتے ہی نجم جادو خوش ہوگیا
کہا کہ ای آہنگ روشن رائے اصل یہ ہے کہ طلسم اب نہ بچیگا اسی ہفتے کے اندر فتح ہوجائیگا جو
طلسم کشا سے دشمنی کریگا مارا جائیگا اپنی جان بچانا ضرور ہے لوح چلکر طلسم کشا کو دو اسی حیلے سے
ہم تم ملاقات کرین طلسم کشا پر احسان ہوگا اہل اسلام محسن کو بہت عزیز رکھتے ہین ضرور وہ احسان مانیگا
اور تمکو ایک خبر دیتے ہین کہ دختر شاہ طلسم کشا پر عاشق ہے یقین ہے کہ طلسم کشا بھی اُسکو پسند کرے
ہماری تمھاری خاطر کرے اسپر آہنگ روشن رائے بھی راضی ہوا دونون چلے سقرلات جادو
اپنے مقام پر بیٹھا ہے مگر گھبرا رہا ہے وزیر اعظم اسکا مشتاق جادو پہلو مین بیٹھا ہے صلاح ہو رہی ہے
مشتاق نے کہا کہ ای شہریار طلسم کشا کو قتل کیون نہین کرتے سقرلات نے کہا میعاد مقرر ہے
جب تک میعاد نہ گذرے کیونکر قتل کرون مشتاق جادو نے کہا بہت آسان ہے بارہ ہزار
فوج میرے ساتھ کیجیے مین لیکر طلسم کشا کو بیرون طلسم جاؤن کسی صحرا مین قتل کرڈالون بادشاہ کو
یہ بات پسند آئی کہا ای وزیر اعظم اگر تمنے طلسم کشا کو قتل کرڈالا تمام اہل طلسم کی جان بچائی

با دولت کا خودبخود دل گھبراتا ہی کئی دن سے خواب پریشان دیکھ رہا ہون مشتاق نے کہا مین ابھی
جاتا ہون بارہ ہزار فوج بادشاہ نے ساتھ کی مشتاق چلا آکر قید خانے سے ایرج کو نکالا تخت پر
سوار کیا قصد ہوا کہ لیکر چلون کہ آہنگ روشن رامے و نجم جادو گھبرائے ہوئے آکر پہونچے
ارادہ یہ تھا کہ در زندان پر لڑائی پڑ گئی اب ایرج کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہاتھ پاؤن مین
مار سیاہ لپٹے ہوئے ہین شاہزادہ حیران و پریشان نجم جادو نے بڑھ کر کہا کہ ای وزیر اعظم کیا
ارادہ ہی وزیر نے کہا کہ مین بیرون طلسم طلسم کشا کو لیجاؤنگا وہان جاکر قتل کرونگا نجم جادو نے
طرف آہنگ روشن رائے کے دیکھا آہنگ نے اشارہ کیا کہ مین لوح طلسم کشا کے گلے مین
ڈالے دیتا ہون نجم جادو نے اشارہ کیا بہتر ہی قضاے کار یہان تو یہ ارادہ ہی لیکن مشتاق جادو
خود حفاظت کو کھڑا ہی کہتا ہی کہ کوئی قریب طلسم کشا کے نہ جائے بادشاہ کی منادی ہی اسباب سحر
لیے گرد پھر رہا ہی مگر صاحبقران جہان قید ہین بارہ جادوگر ملکر صاحبقران کو قید کرکے لائے مین
اسباب سحر جسم پر صاحبقران کے آراستہ کردیا یعنے ماران سیاہ جسم مین لپٹے ہین افسر سب کا
لیس جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے بیٹھا ہی کہ صاحبقران کو ہوش آیا صاحبقران نے
جو اپنے کو اس حال پرملال مین پایا سوچے کہ اسم اعظم تو یاد ہی اسم اعظم جو پڑھا ماران سیہ جلکر
گر پڑے امیر نعرہ کرکے اُٹھے لیس جادو نے جو دیکھا کہ ماران سیہ جل گئے کہا لو یارو یہ اتنا بڑا
ساحر ہی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا ایک ساحر نے بڑھ کر گولہ مارا امیر نے اسم اعظم جو پڑھا گولہ پلٹ کے
اُسی جادوگر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا امیر نے اُس جادوگر کو مار کے اُسکی تلوار لی لیس
سحر کرتا ہوا چلا آتا ہی اور صاحبقران بھی لڑتے ہوئے آتے ہین بارہ ہزار جادوگرون کو روندتے
ہوئے لیس جادو نے سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا اُس سحر نے اورون کو ہلاک کیا کئی ہزار
جادوگر مارے جاچکے ہین سحر کی بوچھار کررہے ہین مشتاق جادو ایرج نوجوان کو تخت پر
سوار کرکے چاہتا ہی کہ لیچلون نجم جادو و آہنگ روشن رامے کوئی پہلو نہین پاتے کہ لوح گلے
مین طلسم کشا کے ڈالدین موقع نہین ملتا مشتاق نے اشارہ کیا تخت کو جنبش ہوئی چاہتا ہی کہ
لے اُڑون یالات و منات کی صدا بلند ہوئی دیکھا کہ صاحبقران جادوگرون کو قتل کرتے
ہوئے آتے ہین لیس جادو بھاگا ہوا آتا ہی مگر بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی اپنے سحر سے اپنے کو

آپ ہی بچاتا ہی یہ جو مشتاق نے دیکھا گھبراگیا کاہن نے کہا کہ ای وزیر اعظم اب وقت انقلاب کا
بڑی بڑی آفتین دیکھتا ہون ای وزیر اعظم اپنے کو بچاؤ مشتاق نے بڑھ کر صاحبقران پر سحر کیا
اتنی مہلت جو آہنگ روشن رائے نے پائی جلدی سے لوح گلے مین ایرج نوجوان کے
ڈالدی پاتو ایرج نوجوان سرنگون بیٹھے تھے لوح جو گلے مین آئی ماران سیاہ جلکر گرے
ایرج بل کر کے اُٹھے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا دای نابکاران پر دغا اب
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے نعرۂ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر	نعرۂ ایرج نوجوان	
تزلزل فتد در میان مصاف	اگر تیغ کین بر کشم از غلاف	کہ صاحبقرانیم آفاق گیر

تلوار کسی کی اُٹھائی برکت لوح سے کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
لیس جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن ایرج نے بڑھ کر اُسکو قتل کیا
صاحبقران کو دیکھکر بجوش وخروش لڑنے لگے کئی مرتبہ پوچھا کہ حضور نور الدہر کہان ہین
صاحبقران نے فرمایا مجھے خبر نہین اب مشتاق گھبرایا سحر تاثیر نہین کرتا انجم جادو کاہن
اور آہنگ روشن رائے پشت پر ایرج کے آگئے سحر کر رہے ہین سیکڑون جادوگر انھون نے
بھی قتل کیے ہر مقام پر عرض کرتے ہین کہ حضور لوح کو ملاحظہ کیجیے مشتاق نے آواز دی ای
نکوامو شاہزادہ کہان بھاگ جاؤ ایرج ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ مین قریب دادا جان کے جاؤن ممکن نہین ہوتا
بیچ مین ہزارون جادوگر ہین قضائے کار لمعان جادو نے نور الدہر وناسوت کو اپنے مکان مین
بحفاظت رکھا تھا آپ اس فکر مین نکلی تھی کہ لوح کا پتہ لگاؤن اس مقام پر گذر ہوا کہ آسمان سے دیکھا
لیس جادو کا لاشہ پڑا ہی مشتاق جادو وزیر بارہ ہزار جادوگرون سے کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے
ایک طرف صاحبقران اسم اعظم پڑھ کر لڑ رہے ہین ایک طرف ایرج نوجوان لوح گلے مین
پیشتہ پر انجم جادو و آہنگ روشن رائے بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین لمعان نے
جو یہ معرکہ دیکھا سحر کر کے کنارے اُتری حال دریافت کیا مفصل خبر معلوم ہوئی گھبرا کے
پاس نور الدہر کے آئی کہا کہ ای شہریار طلسم کشا نے لوح پائی لوحدار نے خود جا کر لوح دیدی ابھی
بھی برپا ہو رہے تلوار چل رہی ہے یہی وقت ہے کہ آپ بھی چلیے شاہزادۂ نور الدہر کو گھوڑے
پر سوار کیا ایک طرف لمعان جادو ایک جانب ناسوت عاشق جمال اسباب سحر دونون کے

ہاتھ مین چار سو ملازم لمعان کی پشت پر اس گرد فرسے چلے اُس وقت آکر پہونچے کہ ایک طرف صاحبقران رستمانہ جنگ کر رہے ہین ایک جانب ایرج نوجوان مصروف جنگ ہین مشتاق جادو نے سحر کی بوچھار کر دی ہو آہنگ وحشی رائے وتجم جادو کو بھی زخمی کیا ہی ایرج کو دیکھکر بھاگتا پھرتا ہی کہتا ہی کہ یارو عجب مشکل کی بات ہی کہ سحر جواب دیتا ہی جب اُسنے لوح چمکا دی کیسے کیسے سحر مین نے کیے مگر باطل ہو جاتے ہین ایک ساحر جائے جاکر بادشاہ کو خبر کرے کہ جو مناسب وقت ہو وہ بھیجے طلسم کشا کو لوح ملگئی ایک جادوگر پر پرواز پیدا کرکے بھاگا کہ جاکر شاہ کو خبر کرون کہ مشتاق نے دیکھا پشت پر سے ہزہا جادوگر بھاگنے لگے نعرہ شیر کی آواز آئی نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ایک جانب لمعان جادو ضعیفہ سر ہلتا ہوا موے سر سفید بقول شخصے نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت مگر علم سحر مین طاق نہایت مشتاق ایک جانب ناسوت جمال جہان آرا پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ مشتاق جادو بدحواس ہو گیا اب چہار جانب سے سحر ہو رہا ہی ہزارہا جادوگر دن کے لاشے تڑپ رہے ہین اگر کسی ساحر کلان نے بڑھ کر سحر کیا نورالدہر کا گھوڑا چلتے چلتے رکا ہاتھ دستگیری نہین کرتا پاؤن سے ثابت قدمی جدا بڑھ کر ناسوت نے سینہ سپر کر دیا ایرج نے جو نورالدہر کا یہ حال دیکھا بڑھ کر لوح کو چمکایا جس جادوگر کا یہ سحر تھا اُسکو بڑھ کر مارا نورالدہر سحر سے چھوٹے پھر مصروف جنگ ہوے ایرج نے جھوم کر نعرہ کیا مردان عالم یون جان بچاتے ہین سقرلات اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ جادوگر فرستادۂ مشتاق جادو آکر پہونچا کہا کہ ای شاہ سنا آپ نے حمزہ نے رہائی پائی ایرج نوجوان کو لوح ملگئی مشتاق سے لڑائی ہو رہی ہی سقرلات نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ہاے طلسم بھی ہاتھ سے جاتا ہی اُس نازنین ماہ پیکر نے مجکو نہ قبول کیا میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

رشک حُسن روے جانان سے قمر مین داغ ہی
صورت لالہ نہان میرے جگر مین داغ ہی

ہجر مین اُس لالہ رو کے کسقدر گُل کھائے ہین
جس طرح طاؤس کے ہر بال و پر مین داغ ہی

جب سے گلکاری کی انگیا یار کی دیکھی نہین
تب سے لالے کی طرح میرے جگر مین داغ ہی

تیغ ابرو سے لگے شعلہ فروغ حُسن سے
پھول ہر اک اُس گلِ تر کی سپر مین داغ ہی

پتلیان پتھرا گئین دیکھا جو اُسکو غور کر
نقش رخسار سے پاسے نظر مین داغ ہی

آج تک فرقت کا اُس خورشید عالمتاب کی
ماہ تابان کی طرح اپنے جگر مین داغ ہی

دیکھنا تا نیر مضمونِ تپ ہجر صنم
جل گیا قرطاس قاصد کی کمر مین داغ ہی

روے تابان کی صفائی خال سے جاتی رہی
تل نہین رخسار پر جرم قمر مین داغ ہی

آتش رنگ حنا ای نور پیکر کی بقدر
مثل موسے صاف دستِ سیمبر مین داغ ہی

یہ اشعار پڑھ کے سقرلات بہت رویا کہا یار د چلتا ہون ایک آخر کا سحر ہو اُسکو کرتا ہون یہ سب الگ
الگ ہو جائین ایک بڑی بات ہو کہ مرحلہ جات طلسم پر طلسم کشا کا گذر نہین ہوا یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا
افسران فوج نے قصد کیا کہ ہم بھی چلین سقرلات نے منع کیا کہ کسی اور کا کام نہین ہو یہ کہکر ایک
کو ٹھا کھولا کچھ اشیاے سحر نکالے کچھ تحفہ جات لیکر ایک خوک پر سوار ہوا بڑے زور و شور سے
چلا یہان جو حال عرض کر گیا ہون اُسی طور سے جنگ ہو رہی ہو ایک طرف شاہزادہ نور الدہر
مصروف جنگ ہین ایک جانب صاحبقران ایک طرف ایرج نوجوان مشتاق کے ہاتون
آشفتہ جاتے ہین مگر لمعان و ناسوت و نجم جادو کاہن و آہنگ روشن راے لوحدار
اور جب مشتاق جادو جاپڑھتا ہو زخمی کر دیتا ہو کسی کے جسم پر آبلے ڈالدیے کسی کا سر زخمی کیا کسی کا
شانہ نشانہ کیا سب مجبور و ناچار مصروف جنگ ہین ایرج نوجوان لوح کو چمکا رہے ہین سب کو سحر
مشتاق سے بچا رہے ہین ہر طرف غریو بلند ہو کہ آسمان سے آواز آئی او ناسوت او نجم او
آہنگ روشن راے او لمعان تم سبھون کے مکان جلا دونگا خاک مین ملا دونگا یہان آکر حاضر ہو
ورنہ ایک سحر ایسا کرونگا کہ زمین کانپے گی ایک بھی زندہ نہ بچیگا او لمعان تو نے بڑا صدمہ دیا صدمے
پر صدمے اُٹھائے سب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ خود سقرلات جادو ایک خوک صحرائی پر سوار نعرہ
کر رہا ہو سب دیکھنے لگے ہلڑ ہوکر بادشاہ طلسم آیا آہنگ روشن راے نے کہا کہ اے شہریار آپکی
کے ہاتھ سے یہ قتل ہوگا آپ فتاح طلسم ہین ایرج نوجوان نے کمان کیانی دوش سے اُتاری
ترکش سے تین بھال کا تیر نکالا چلہ کمان مین پیوست کیا اب جو سر اُٹھا کر دیکھا کسی کو نہ پایا تیر کے
مارتے ہی خطا کا رسہم کر گوشہ گیر ہو گیا ایرج مجبور ہو کے کہا کہ اے آہنگ روشن راے وہ تو
غائب ہو گیا آہنگ نے کہا کہ اے شہریار خدا خیر کرے کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی تندی سیلاب کی

اس زور سے جھونکے ہوا کے چلے کہ زمین ہلنے لگی اپنا ہاتھ اپنے کو آپ نہین معلوم ہوتا ہوا سے تند
چل رہی ہی اول تو کبھی ویرانے مین کوئی شی جمتی نہین گھاس تک ندارد نخل چند جابجا تھے وہ جھونکون
سے ہوا کے گرے مشتاق کے کان مین آواز آئی کہ قدرت سے سامری و جمشید کی سب کام بوجہ حسن
بنگئے اب دیکھو سب کدھر غائب ہوے سب آوارہ ہوکر تباہ ہونگے یہ کہکر وہ جادوگر تو الگ ہوا
اس زور سے ہوا چل رہی ہی کہ زمین کو جنبش فلک کو مٹانے کی کوشش اُس وقت عجب کیفیت ہی
اُس عالم مین ایرج نوجوان نے پکار کر آواز دی کہ ای جد عالی تبار آپ کہان ہین ای شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان تم کس مقام پر ہو چاہتا ہون کہ اپنے کو تمھارے پاس پہونچاؤن ہرچند کہ
نورالدہر نے ایرج نوجوان کی آواز سُنی مگر جواب نہین دے سکتے ہین ایرج نے دیکھا کہ چارجانب
سے فوج غم والم نے گھیرا ہی پہر بھر کامل وہی اندھیرا رہا ہوا زور سے چلا کی بعد عرصہ دراز وہ
تاریکی دفع ہوئی اب جو امیر نے آنکھ کھولی دیکھا کہ نورالدہر مع جملہ سرداروں کے میرے ساتھ ہین
اور سامنے ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی ایک نازنین چاردہ سالہ گوٹا سا قد
گُل نورس حدیقۂ خوبی قد سرو باغ محبوبی سینے پر اُبھار نار پستان کی رعنائی شکم صاف شفاف رخ انور
رشک آفتاب ہی دل کو پیچ و تاب ہی ساق بلورین جیسے بناے قصر حسن قائم ہی نقش پا تاج سر
معشوقان افسر حسینان پشت پر بارہ سی کنیزین خرامان خرامان آتی ہی جب باہر باغ کے
وہ نازنین آئی صاحبقران کو جھک کر سلام کیا صاحبقران بنگاہ محبت جمال بیمثال
کو دیکھ رہے ہین اُسنے سلام کرکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا تشریف لائیے مین تو مدت سے آپ کی
مشتاق تھی شکر ہی کہ پروردگار نے آپ کو یہانتک پہونچایا اب طلسم سقرلات پر آپ کا قبضہ ہوا
بانیان طلسم نے اسی بادشاہ کے نام پر طلسم بند کیا تھا یہ بھی لکھ گئے تھے کہ اس زمانے مین خاتمہ ہوگا
میرے بزرگون نے ہدایت کی تھی کہ صاحبقران کی اطاعت کرنا آپ کی تصویر بھی کھینچکر مجکو دی
وہ تصویر دلپذیر میرے دل کے پہلو مین رہتی ہی اس طرح کی باتین کرتی ہوئی دم محبت کا بھرتی ہوئی
صاحبقران کو لیکر باغ مین آئی دوسری نازنین کہ ستارۂ پہلوے ماہ تھی قریب شاہزادہ نورالدہر
کے آئی کہا ای شہریار بزرگون نے مجکو ساتھ حضور کے منسوب کیا تھا کتاب سامری مین صاف
صاف مرقوم ہی کہ نبیرۂ صاحبقران بھی ساتھ ہونگے تو اُنکی خدمت مین رہنا جفاے ہجر نہ سہنا

شاہزادہ نورالدہر نے اشارے سے کہا کہ سامنے دادا جان جاتے ہین اگر اس طرح مجکو اور تمکو ساتھ دیکھ لینگے یقین ہر کہ انکے خلاف ہوگا نازنین نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمارا قصر الگ ہر ہمیون کبھی صاحبقران آگاہ نہ ہونگے کہ ہمارا فرزند کہان ہر اتنا انکو معلوم ہوگا کہ ہمارا فرزند فلان قصر مین صحبت آرا ہر کبھی وہان تشریف نہ لائینگے آپ مطمئن رہین اور جو آدمی صاحبقران کے ساتھ ہین سب کے پہلو مین ایک ایک نازنین موجود ہر لمعان جادو و ناسوت بھی ہمراہ ہین کہ ایک نازنین نے آکر لمعان جادو کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون نانی امان آپ کئی دن سے کہان تھین ہم آپ کے واسطے بیقرار تھے لمعان نے بلائین لیکر کہا کہ بی بی ہمارا بھی یہی حال تھا شکر ہر کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہوا ایک نازنین قریب ناسوت کے آئی کہا کہ ای مادر مہربان مجکو چھوڑ کے کہان چلی گئی تھین ناسوت نے مسکرا کے کہا ہم تو تمھاری باتون کے مشتاق تھے اب عمر بھر ساتھ نہ چھوڑینگا صاحبقران کو نازنین لیے ہوئے بارہ دری مین آئی مسند پر بٹھایا شراب و کباب حاضر ہوے لیکن وہ نازنین نورالدہر کو لیے ہوے ایک کمرے مین آئی ناسوت و لمعان الگ جا کر بیٹھین ہر جگہ سامان عیش و نشاط مہیا ہر امیر و نورالدہر تو اس حال مین ہین شاہزادہ ایرج نوجوان بعد اس آندھی کے جو ہوش مین آکے دیکھا کہ جملہ سردار ہمارے شلم و فیلج وغیرہ دست بستہ کھڑے ہین اور عرض کر رہے ہین کہ ای شہریار آپ نے کیا کار نمایان کیا طلسم فتح ہوا چلیے باغ مین تشریف لے چلیے وہان مال طلسمی بھی ملیگا ایرج نوجوان اپنے سردارون سے باتین کرتے ہوے ایک باغ مین آئے ایک طرف سے گانے کی آواز آئی ایرج نوجوان گھوڑے سے اُتر پڑے دیکھا کہ سب کے آگے ایک نازنین نہایت حسین آگے آگے بڑھی ہوئی پیچھے اسکے چالیس پچاس کنیزین ایک ایک چنگ مرصع سبھون کے ہاتھ مین تکلف سے انکو چھیڑتی ہوئین اشعار عاشقانہ در زبان نظم

کہ تو کیا ای چارہ گر تجھکو ہوا منظور آج	گھورتا ہر جسطرح مجھ دیدہ ناسور آج
دور سے آئے تھے شہرہ سنکے یہ امیدوار	بات بھی تو نے نہ پوچھی ای بت مغرور آج
کچھ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے	زخم کے منہ سے ٹپکتی ہر مے انگور آج
ہو خوشا قسمت کہ ہر پہلو مین وہ رشک قمر	جلوہ گر ہر بعد مدت خانہ بے نور آج

حشر کے سامان سے کم سامان فرقت بھی نہین — آہ ہی ہی میرے نالون سے صدائے صور آج
ہٹ پر آئے ہین اگر وہ آئین تو کچھ غم نہ کھا — ہم بھی ای دل کب کمی کرتے ہین تا مقدور آج
پوچھتے کیا ہو تپ فرقت کی ای جان گرمیان — ہاتھ بھی رکھنے نہین دیتا تنِ محرور آج
برچھیان کھائین نظر کی اسقدر پیہم نسیم — دل ہمارا ہو گیا ہی خانۂ زنبور آج

اس رنگ سے گاتی ہوئی آئین کہ ایرج نوجوان یا تو سرداروں سے متوجہ تھے یا کانون کیجانب دیکھنے لگے وہ نازنین جو سب کے آگے ہی بڑی بڑی انکھڑیان جٹی بھوین پیشانی تجلی الماس عارض انور چاند کے ٹکڑے قد سرو باغ محبوبی گردن صراحی دار سینے پر ابھار کمر نازک موے میان معدوم یا طائر عنقا کہون یا آئینہ شکم مین بال آگیا مسکرا کر جو شکم کھولدیا ایرج نوجوان کی پریشانی زیادہ دوپٹہ سر سے معشوق کے ڈھلکا ہوا ایچے جو ہاتھ سے چھوڑ دیئے دل عاشق پامال ہوا قلب نازک کا عجب حال ہوا اس ناز معشوقانہ سے وہ قریب آئی جھک کر ایرج نوجوان کو سلام کیا کہا کہ ای رستم زمان مبارک ہو کہ طلسم فتح ہوا صاحبقران زمان باغ خوش رنگ مین داخل ہوے مصروف عیش و نشاط ہین آپ کو بھی جشن کرنا چاہیے ایرج نوجوان اچھا اچھا کہتے ہوے اسکے ساتھ ہوے باغ دلکشا مین داخل ہوے وہ معشوق دپری چہرہ ناز و غمزے کرتی ہوئی ایرج کو لیچلی نخلستان پر طائران زمزمہ سرا بصد سوز و گداز اشعار عاشقانہ گا رہے ہین ایرج نوجوان جدھر نگاہ اٹھاتے ہین سامان عیش و نشاط پاتے ہین کہ یکا یک خوش رفتار کے پیچھے کبھی تھلنے کیطرف سے کوئی عندلیب عاشق بدنصیب اڑتی ہوئی آئی پہلو مین گل کے پھول کے بیٹھی زمزمہ سرائی کرنے لگی یہ اشعار آبدار گا رہی ہی ایرج کے دل کو لبھا رہی ہی

نظم

پیا جام مے چشم بتان آج — ہوئے پیرانہ سالی مین جوان آج
گریبان سایۂ دامن کریگا — کہ ہی مشق جنون کا امتحان آج
تصور بھی نہین جاتا وہان تک — مخل ہی خوف چشم پاسبان آج
اشارون سے خبر دی مدعا کی — ہوئے باہم کلام بے زبان آج
اڑے اوراقِ گل باد خزان سے — ہوئی برہم کتاب بوستان آج
عدم ہی میرا لاشہ کاہشون سے — کہین ڈھونڈھو مزار بے نشان آج

نہین حال کمر مین اول آخر ‏ ‏ کہونگا درمیان کی داستان آج
اثر لینے لگا بوسے دعا سے ‏ ‏ کہ تھا مطلوب اک غنچہ دہان آج
چمن ویران ہوا مرجھا چکے پھول ‏ ‏ چلو پوچھین مزاج باغبان آج
کھنچے شمشیر ہان خالی نہ جائے ‏ ‏ یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج
نگاہون سے جہان ہوتا ہے زخمی ‏ ‏ لگاتے ہین وہ تیر بے کمان آج
نسیم اپنے کلام پاک سے ہے ‏ ‏ بہار گلشن ہندوستان آج

جون جون ان اشعار کی آواز کان مین آتی ہے ایرج نوجوان کی محویت بڑھتی جاتی ہے وہ نازنین باناز وکرشمہ ایرج نوجوان کو لیکر بارہ دری مین آئی لاکر مسند پر بٹھایا اور ایک مہ جبین سے اشارہ کیا کہ سامنے شاہزادے کے کچھ گاؤ سب نازنینان مہ جبین چنگ ومصحف بجاکے گانے لگین یہ نازنین جو سب کی افسر ہے دامن تھامے ہوئے بتا رہی ہے ایرج نوجوان بیقرار ہین سردار بھی ترغیب دیتے جاتے ہین کہ اے شہریار آپ کیا خوش نصیب ہین کیا معشوقہ پریچہرہ ملی حضور کیا گا رہی ہے شاپور شیر دل کھڑا انگس رانی کر رہا ہے کہ اُس نازنین نے گاتے گاتے طرف لوح کے اشارہ کیا ایرج نے بے اختیار لوح گلے سے اُتاری اُس نازنین کو دے دی اُس نازنین نے لوح کو لیکر رومال مین لپیٹ لیا بتاتے بتاتے تلوار مانگ لی سپر کو اشارہ کیا ایرج نوجوان نے سپر بھی بلا عذر اُسے دے دی جب سب سلاح لیچکی اُسی طرح گا رہی ہے ساتھ والیان کہ رہی ہین کہ اے ملکۂ عالم کیا کارنمایان کیا حقیقت مین آپ کا مثل نہین نازنین کہتی ہے کہ دیکھو اب مطلب نکلیگا قضائے کار شاپور شیر دل اصلی جو ایرج سے جدا ہوا تھا بہانے عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش مین اپنے آقا کی چلا پھرتا ہوا اس صحرا مین پہونچا دیکھا کہ ایک جادوگرنی دوڑی ہوئی جاتی ہے شاپور شیر دل نے صورت اپنی ایک جادوگر کی بنائی دوڑکے اُس سے ملاقات کی کہا کہ اے ملکۂ عالم کہان جاتی ہو اب ہم لوگ ساکنان طلسم کہان رہینگے سنتے ہین کہ طلسم کشا آگیا دیکھیے کیا آفت برپا کرے جادوگرنی نے کہا کہ اے برادر نگھبراؤ ملکہ خوشرو کو شہنشاہ نے بھیجا ہے اُنھون نے جاکر اس تکلف سے ایرج کو گھیرا ہے یقین ہے کہ لوح لی ہو صاحبقران کو الگ کر دیا یہ سحر بادشاہ طلسم کا ہے خالی نہ جائیگا

شاپور نے کہا کہ ملکہ وہ باغ کہاں ہی جادوگرنی نے کہا وہ سامنے ہی شاپور نے کہا کہ ملکہ تم نہ چلوگی اُس
جادوگرنی نے کہا نوخیز جادو میرا نام ہی صرف خبر لینے کو آئی تھی یہ مجکو یقین کامل ہی کہ اس سحر سے
کوئی نہ بچیگا لوح لمجائیگی میان نجم جادو بیٹے کاہن صاحب وآہنگ روشن رائے بھی طلسم کشا
کے ساتھ مبہوت ہو رہے ہین اُنکو فوراً بادشاہ قتل کریگا ان دونون سے بہت جلا ہوا ہی سب غصہ
اُنھین کے اوپر اُتریگا اب تو شاپور شیر دل اس سے باتین کرتا ہوا چلا تھوڑی دور پر جاکے
کہا کہ دیکھو ایک ابر سیاہ اُٹھا ہی یقین ہی کہ کوئی ساحر زبردست آتا ہی نوخیز نے اُدھر مُنھ پھیرا
شاپور شیر دل نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نوخیز لپٹی شاپور نے حباب مار امشکین باندھکر
اسکو تو ایک درۂ کوہ مین ڈالدیا بتّی بیہوشی کی دماغ پر چڑھادی اب شاپور طرف اُسی باغ کے
چلا یہان خوشترو جادو نے گلکے بجائے لوح لی سب سلاح لیے ایرج نوجوان نے چاہا کہ
گلے مین ہاتھ ڈالون اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ لوح ہمنے تجھسے لے لی
اب تم ہمارا کیا کرسکتے ہو حمزہ بھی گرفتار ہوکے آیا چاہتا ہی وہان صاحبقران کو بھی اسی طرح
اُس ساحرہ نے دم دیکر گرفتار کرلیا نورالدہر بھی گرفتار ہوے لمعان جادو و ناسوت کی
زبانون مین سوزن دیا یہان ایرج نوجوان نے چاہا کہ اُنھون ساحرہ نے سحر کیا نجم جادو
وآہنگ روشن رائے نے بھی چاہا کہ اُنھین گرفتار ہوچکے تھے معشوقون نے جھولیان لیں
شرابین پلاکے سحر فرموش کیا یہ بھی دونون گرفتار ہوئے ایرج نوجوان کو بھی گرفتار کیا
خوشترو بڑا ناز کر رہی ہی اب ایرج نے دیکھا کہ جادوگرنیان بدصورت کریہ منظر سیہ فام مرہم
سامنے ٹہل رہی ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ ہماری الکہ نے کس تکلف سے تمکو گرفتار کیا
خوشترو کہتی ہی صاحبو یہ سحر ہمارا کبھی خالی نہین جاتا یہ باتین تھین کہ ہرکارے نے آکر خبر دی
کہ صاحبقران و نورالدہر کو بھی گرفتار کرلیا آپ سے کہا ہی کہ خدمت شاہ مین آیئے ہم بھی
لیکر اُنکو آتے ہین اب صلاح یہ ہی کہ اسی وقت چلکر سب کو قتل کرین کبھی میاداگر ان لوگون کو قید
کرینگے تو مددگار انکے زمین و آسمان سے پیدا ہونگے ان لوگون کو قید کرنا مناسب نہین ہی
جس وقت ان لوگون پر قبضہ پائے فوراً قتل کرے ہر مقام پہ کے جادوگرون نے تو کہنا کیا ہم
کسی کا کہنا نہ مانینگے کہ ایک کنیز نے بڑھکر خبر دی کہ ای ملکۂ عالم نوخیز بھی آتی ہین خوشترو نے لا

کہان کہ نوخیز نقلی نے آکر سلام کیا خوشترو نے پوچھا کہ کیون خیر تو ہے نوخیز نقلی نے کہا باشاہ۔
تمھارے واسطے خلعت وزارت تجویز کیا دارین استاد ہین بادشاہ کہتے ہین ہم میعاد معینہ کو
قبول نہین کرتے ایسا نہ ہو کہ کوئی اونکا اور مددگار پیدا ہو ملعان و ناسوت داورنگ روشن
ونجم جادوان سبھون نے بکا یک ہمارا ساتھ چھوڑا شاید اور بھی شریک ہو خوشترو نے کہ
ہماری بھی یہی راے ہو کہ فورًا انکو قتل کیا جائے سب نے اس راے کو پسند کیا نوخیز نے کہ
اے خوشترو لوح طلسمی کو تمنے کیا کیا خوشترو نے کہا کہ لوح مثل جان کے میرے پاس ہو سواے
بادشاہ کے اور کسی کے ہاتھ مین نہ دونگی مجھے کسی کا اعتبار نہین نوخیز نے کہا ابوا مین لوح لیکا
کیا جولے مین ڈالونگی چند باتین رازکی شاہ نے کہی ہین وہ کسی کے سامنے نہ کہونگی ذرا علیٰحدہ
چلیے خوشترو نے ہاتھ پکڑ لیا نوخیز ایک کمرے کی جانب چلی راہ مین کہتی ہوئی کہ آپ کو عہدہ وزارت
ملیگا سب تمسے دبینگے لوح بھی اپنے پاس رکھنا بادشاہ کو نہ دینا ہمیشہ بادشاہ پر تعارا دباؤ رہیگا
خوشترو نے کہا برا قاعدے مین لکھا ہو کہ اگر اس جوان کے ہاتھ سے طلسم بچگیا تو ہزار سال تک
اسکو زوال نہ ہوگا اب کیا خوف ہے نوخیز نقلی کہتی ہو کہ لوا یہ نہ کہو ان لوگون کے مارے جانے
کے بعد پانچ ہزار پانچ سو پچیس صاحبقران کے سردار و فرزندان عالیوقار اس طلسم پر یلوہ کرینگے
ایک ایک نے دو دو چار چار طلسم فتح کیے ہین کوئی فرزند ایسا نہین ہو کہ جو قواعد طلسم کشائی
سے آگاہ نہ ہو اس طرح کی باتین کرتی ہوئی نوخیز نقلی خوشترو کو لیکر ایک کمرے مین آئی کہا
بی سنو عہدہ وزارت کو سمجھ بوجھ کے کرنا لوح ایسے مقام پر رکھو کہ کمند وہم و خیال بھی وہان
نہ پہونچے تب تمھاری وزارت کو زور ہوگا اور بادشاہ کو خوف ہوگا کہ خوشترو کو آزردہ نہ کرین
ایسا نہ ہو ہمسے بگڑ جائے برسون اس طلسم پر معرکے پڑینگے دیکھو خود بادشاہ آتے ہین خوشترو
پلٹی جیسے ہی منھ پھیرا شاپور شیردل نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے ارے کہکے پلٹی
شاپور نے جھٹکا مارکے حباب مار دیا خوشترو بیہوش ہوکے گری شاپور نے اسکے دماغ پر
بٹی بیہوشی کی چڑھائی لوح جھولی سے نکال لی بشکل خوشترو باہر آیا کنیزون نے پوچھا نوخیز
کہان گئی خوشترو نے کہا کہ راز شاہی کی باتین نہ پوچھو کسی کام کو آئی تھی گئی ہوگی مین طلسم کشا
کو قتل کرونگی اگر اسکو مار لیا پھر طلسم پر کوئی ضرور نہ پہونچیگا یہ کہکے نیچے کھینچکر دوڑی قریب لوح کے

آکر کہا کہ ای شہریار ہوشیار رہو جیسے غلام آیکا آگیا منم شاپور شیر دل لوح گلے مین ایرج نوجوان کے
ڈالدی قید ٹوٹ کر جسم سے گری جادوگرنیان بھاگین ہلڑ ہوا کہ ارے خوشرو نے غضب کیا اس
کدو کادش سے لوح لی پھر حوالے بھی کر دی ایک کتی ہو کہ یہ نہین معلوم خوشرو پر کیا گذری یہ تو
طلسم کشا کا عیار ہو نہین معلوم خوشرو کو کیا کیا دو چار جادوگرنیان سامنے آئین اُنکو ایرج نوجوان
نے قتل کیا نجم جادو کاہن وآہنگ روشن رائے کو قید سے رہا کیا دونون شاہزادے کے
گرد پھرنے لگے کہا ای شہریار خدانے بڑا فضل کیا ورنہ اس ملعونہ نے دام مکر پھیلا یا تھا
شاپور شیر دل نے کہا وہ ابھی زندہ ہو مین نے اُسے قتل نہین کیا کہ شاید اسکے مرنے پر کوئی
اور آفت برپا ہو اس وجہ سے زندہ رکھا اب لاکر اُسے قتل کرتا ہون خوشرو کو شاپور سامنے
شاہزادے کے لایا زبان مین سوزن دیکر ہشیار کیا اور سمجھایا اُسنے اشارہ کیا کہ مین اطاعت کرتی ہون اب
مجکو یقین کامل ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہو طلسم اب نہ بچیگا شاپور شیر دل نے سوزن نکالی
خوشرو قدمون پر ایرج نوجوان کے گری بصدق مطیع اسلام ہوئی عرض کیا کہ ای شہریار
جلدی کیجیے کہ جب شاہ نے سحر کیا تھا واسطے آپ کی گرفتاری کے مجکو مقرر کیا تھا گلریز جادو
کو برلے گرفتاری صاحبقران مقرر کیا تھا یقین ہو کہ اُسنے بھی صاحبقران زمان کو
گرفتار کر لیا ہو جلد تشریف لیچلیے اگر سامنے بادشاہ کے پہونچگئے فوراً قتل کریگا حکم ہوتے ہی
کنیز آگے بڑھے ایرج نوجوان مرکب پر سوار ہوے نجم جادو وآہنگ روشن رائے نے کہا
ہم بھی ساتھ چلینگے ایسا نہ ہو کہ اِنکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑے اس باغ مین چند قیدی تھے
اُنکو بھی رہا کیا اُن سبھون نے اسلام اختیار کیا برائے رہائی صاحبقران چلے خوشرو
و نجم کاہن وآہنگ روشن رائے پرپرواز پیدا کر کے چلے گلریز نے صاحبقران عالیشان
کو گرفتار کر کے بیہوش کیا لمعان وناسوت کو بھی گرفتار کر لیا زبانون مین سوزن دی ایک
ارابے پر نورالدہر و صاحبقران ایک ارابے پر دونون جادوگرنیان گلریز لیکر چلی گوشۂ
باغ مین اسکی ساتھ والیان جو مخفی تھین وہ بھی نکلین پانچ سو جادوگرنیان ساتھ ہین ارابون
کو ساتھ لیکر جادوگرنیان چلین جیسے ہی باغ سے نکلین آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم خوشرو او گلریز
کہان جاتی ہو کہ ایک طرف سے نجم جادو وآہنگ روشن رائے آپڑے گلریز نے جادوگرنیکو

اشارہ کیا کہ ارے خوشترو شریک طلسم کشا ہوئی اسکو گرفتار کرو جادوگرنیون نے گھیرا خوشترو
لڑنے لگی نجم وآہنگ بھی سحر کر رہے ہین چاہتے ہین کہ صاحبقران و نورالدہر کو رہا کرین گلریز
مصروف سحرخوانی ہی آگ برسا رہی ہی ایک جادوگرنی سے کہا کہ جاکر بادشاہ سے اطلاع کرو
کہ جلد تشریف لائیے خوشترو نے قیامت برپا کی ہی وہ جادوگرنی گئی سقرلات بیٹھا ہوا نقشہ
جمشیدی دیکھ رہا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو غضب ہوا
طلسم کشا قید ہوکے پھر چھوٹا خوشترو نے بڑا غضب کیا کمال ہی اُسنے ایسا کیا کہ طلسم کشا سے
لوح لے لی عیار طلسم کشا نے غضب کیا اطاعت بھی خوشترو نے کرلی یہ باتین کرتا تھا کہ ایک
کنیز گلریز کی آکر پہونچی کہا حضور گلریز کو آکر خوشترو و نجم جادو و آہنگ روشن را سے گھیرا ہی
نہین معلوم کہ طلسم کشا کہان گیا گلریز نے عرض کی ہی کہ اگر صاحبقران کو دار پر کھینچا تو طلسم کشا
تڑپ کر جان دیگا یہ سُنتے ہی سقرلات اُٹھا اب جو اسنے آواز دی تین لاکھ ساحر
تیار ہوکے آئے سقرلات سوار ہوا تین لاکھ ساحرون کو لیکر چلا یہان خوشترو نے کئی سو جادوگرنیان
ہمراہیان گلریز کو قتل کیا ہی گلریز پر کسی کا پنجہ قابض نہین ہوتا سحر سے آگ برسا رہی ہی جدھر جاتی ہی
اُسکو زخمی کیا للکار رہی ہی کہ او خوشترو مین تیرے خون کی پیاسی ہون بے قتل کیے تجکو
نہ چھوڑونگی خوشترو بھی جمکر لڑ رہی ہی ہر مرتبہ آواز دیتی ہی کہ او گلریز کیون اپنی جان کے
پیچھے پڑی ہی اب طلسم کسی صورت سے نہ بچیگا کہان مرحلہ جات بھی قتل ہوے مین نے کچھ سمجھ کے
اطاعت کی اپنی جان غنیمت ہی گلریز کہتی ہی مین تجکو قتل کرکے نکل جاؤنگی مگر صاحبقران کو
نہ چھوڑونگی یہ ذکر تھا کہ ڈنکے پر چوب پڑی سقرلات تین لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا
آواز دی کہ او خوشترو کیون تیری شامت آئی ہی ای نجم و آہنگ تمنے غضب کیا کہ لوح
طلسم کشا کو دلوادی اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگے سقرلات کو دیکھکر ہاتھ پانون مین ان
تینون کے رعشہ آگیا خوشترو نے کہا کہ ای نجم بڑا غضب ہوا سقرلات آگیا آہنگ نے کہا
ملکہ دل کھول کر سحر کرو جمکر لڑو اگر قضا ہی تو مجبور و ناچار ہین اگر قضا نہین ہی تو کون قتل کرسکتا ہی
یہ کہکر تینون ایک مقام پر ہوگئے سقرلات پہ سحر کرنے لگے سقرلات بادشاہ طلسم ہی سحر
انکے اشارون مین دفع کرتا ہی آہنگ جو قریب آگیا سقرلات نے للکارا کہ او نمکحرام کہان جاتا ہی

یہ کہکے گولہ فولادی مارا آہنگ روشن رانے گولے کو کارد سحر سے کاٹا جیسے ہی گولہ کٹا اُسمین سے دھوان نکلا آہنگ بیہوش ہوکے گرا سقرلات نے چاہا کہ سر کاٹ لون نجم جادو جا پڑا اسقرلات نے کارد سحر واسطے دفع سحر کے نکالی نجم کی روشنی مٹی یہ بھی لڑکھڑا کر گرا خوشرو نے دور سے دیکھا جھپٹ پڑی للکار کر آواز دی کہ خبردار کیا کرتا ہی مین آپہونچی کئی سحر سقرلات پر کیے کئی سر کنیزین اُس مقام پر قتل ہوئین سقرلات جھوم رہا ہی جسپر سحر کیا اُسکا سر اُڑ گیا سیکڑون لاشے تڑپ رہے ہین جسپر سحر کرتا ہی وہ زخمی ہوا کوئی قتل ہوا خوشرو نے پکار کر آواز دی کہ یارو یہ بادشاہ طلسم ہی اسپر سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا طلسم کشا کو کیون عرصہ ہوا اپنے معبود سے رجوع کرو وہ حافظ حقیقی ہی بچائیگا اس مصیبت مین سوا اُسکے کون کام آئیگا یہ کہکر خوشرو نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار اُٹھی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز و اے ارحم الراحمین و اے مالک یوم الدین تیری ذات بابرکات سے سب طرح کی امید ہی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

ہست در وحدت توحید خدا اقرار شرط — بعد ازان ز اخلاص باطن از زبان اقرار شرط
میکند حق گرچہ آزار گنہ از توبہ دور — ہست آئندہ مگر پرہیز ای بیمار شرط
صورت دلدار در دل مینماید مر ترا — ہست آئینہ صفا ای طالب دیدار شرط
کار کن از کار خود فارغ مباش ای مرد کار — زانکہ بہر صاحب کار راست کردن کار شرط
بندہ باید کہ بہر بندگی بند د کمر — ہست در ہر حال خدمت بہر خدمتگار شرط
باش در عہد محبت و اسما ثابت قدم — زانکہ میباشد وفا در اتحاد ای یار شرط
دم مزن اندر قضاے حضرت پروردگار — در قیام دوستی باشد رضاے یار شرط
جان اگر جانان طلب دارد دریغ از وے مدار — نیست اندر مذہب صدق و صفا انکار شرط
ہرچہ آید حکم آمنا و صدقنا بگو — چون نباشد در اطاعت بندہ را تکرار شرط
حق بشرط عاجزی و توبہ می بخشد گناہ — بندۂ ناکارہ لیکن بشکند ہربار شرط
گرچہ می بخشد سخی گنجینۂ زر بے سوال — ہست زر کردن طلب ای ہندی نادار شرط

ملک ملک کر سب نے دعا کی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایرج نوجوان لوح گلے مین ڈالے ہوئے دم مین سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بمیاد ای نابکاران بر دغا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر

کہ صاحبقران نیم و آفاق گیر + ایک امر اور ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ایرج نوجوان کو
آنے مین دیر کا باعث یہ ہوا کہ چلتے وقت لوح کو ایرج نے ملاحظہ کیا مرقوم تھا کہ سامنے جو کنوان
ہے اسمین اپنے کو گرا دو آبدار جادو کو قتل کرو کہ مرحلہ فتح ہو ایرج بحکم لوح کنوین مین پھاندے
جب زمین سے پاؤن آشنا ہوئے دیکھا پانی نہین ہے ایک دروازہ سامنے لگا ہے اندر دروازے
کے آکے دیکھا کہ صحراے ریگستان ہے ایک مقام پر ایک نخل چنار ہے اُسکے پتون سے پانی ٹپک رہا ہے
ایرج جو پہونچے شاخون سے بھی پانی ٹپکنے لگا اسقدر پانی گرا کہ صحرا مین دریا جوش مارنے لگا
ایرج نوجوان پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین پانی کا جوش وخروش کم نہین ہوتا آخر مجبور ہو کر ایک درخت پر
چڑھ گئے پانی وہان بھی پہونچا اب ایرج حیران ہین کہ کہان جاؤن کہ اُسی دریا سے ایک نہنگ نکلا
منھ کھولکر طرف ایرج کے چلا ایرج نے تلوار چمکائی نہنگ غوطہ مارکے غائب ہوا دو نہنگ
پیدا ہوئے الغرض جب ایرج تلوار چمکاتے ہین نہنگ غوطہ مارکے غائب ہوتا ہے ایک زیادہ ہوکر
نکلتا ہے یہانتک نوبت پہونچی کہ بارہ نہنگ نکلے ایرج نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ ای فتاح طلسم
وای سیار این عجائبات سب مین جو نہنگ کلان ہے وہی آبدار جادو ہے پیشانی پر خال سیاہ ہے
لوح اُس مقام سے مس کردو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو ایرج نے لوح اُتار کر ہاتھ مین لی طرف
نہنگ کلان کے اشارہ کیا کہ یار و مجھے کیون گھیرا ہے یہ لوح طلسمی حاضر ہے لیجاؤ میری جان چھوڑدو
نہنگ کلان لوح دیکھکر بڑھا جیسے ہی قریب آیا ایرج نوجوان نے لوح خال سیاہ پر مس کردی
نہنگ جلنے لگا شعلے جسم سے نکلے اور نہنگون نے چاہا کہ بھاگ جائین اُنپر بھی شعلہاے آتش گرے
سب جلکر خاک ہوے پانی بھی غائب ہوا اپنے کو شاہراہ پر پایا ایک طائر نے آکر زمزمہ سرائی
کی کچھ اشعار عاشقانہ پڑھے ایرج نوجوان جھومنے لگے لوح پر نگاہ پڑ گئی مرقوم تھا کہ ای فتاح طلسم
وای سیار این عجائبات اگر راہ مین طیران جادو ملے اور زمزمہ سرائی کرے لوح کا عکس اُسپر
ڈالدینا ایرج نے وہی کیا وہ طائر جلکر خاک ہوا ایسے ایسے کئی مقام ایرج کو ملے یہ باعث
دیر کا ہوا کہ سقرلات نے آفتین برپا کین اب خاتمہ قریب تھا کہ نعرہ کیا آکر گرے لوح جو جبکائی
ساحر نابینا ہو ہوکر بھاگے کچھ منھ کے بھل گرے کچھ جلکر خاک ہوئے نئے قیدی جو ایرج نے
رہا کیے تھے سو جوان ساتھ ہین شاپور شیر دل نے آکر حقۂ آتشبازی مارے سقرلات نے

جو دیکھا کہ ساحر طلسم کشا کے نام سے بھاگے جاتے ہین سحر جو ہوے بھائی کو بھائی نے قتل کیا باپ کو
بیٹے نے مارا سقرلات نے پُکار کر آواز دی کہ او نامردو تم تین لاکھ ساحران زبردست ہو مین
آگ برساتا ہون پانی کا دریا جوش مارینگا بس آگ برسنے لگی زمین جابجا سے شق ہوئی پانی کے فوارے
پیدا ہوے ایک تھوڑے ہی عرصے مین تمام صحرا پانی سے مملو ہو گیا آسمان سے آگ برس رہی ہو مگر
جس مقام پر ایرج کھڑے ہین وہان پانی کی تاثیر نہین ایک ٹاپو مین کھڑے ہین شعلے آگ کے
اُنپر نہین گرتے مگر خوشرو ڈوبنے لگی شعلے بھی آگ کے گرے بدن پر آبلے پڑ گئے پُکار کر آواز دی
کہ ای شہریار کنیز کی خبر لیجیے ایرج نوجوان نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح کا عکس دریا پر
ڈالو ایرج نے لوح چمکائی خوشرو بھی ہوش مین آئی آبلے مٹے طرف آسمان کے لوح کو چمکایا
آگ برسنا موقوف ہوئی بارہ ہزار جادوگر سقرلات کے ڈوبے بارہ ہزار جلکر خاک ہوے
سقرلات نے سر پیٹ لیا کہا یارو تم لوگ کمی کرتے ہو اگر سب ملکر ٹوٹ پڑو اکیلا طلسم کشا
کیا کر سکیگا جادوگردن نے کہا ہم آپ سے زیادہ عقلمند ہین آپ کیون دور دور سے سحر کرتے ہین
آپ طلسم کشا پر ہاتھ ڈالین ہم بھی سب ٹوٹ پڑینگے سقرلات نے کہا یارو آؤ سب بلوہ کر کے
چلین سقرلات سب کے آگے آگے ایرج نے لوح کا ڈورا تھام کر لوح کو گردش دی جسپر
عکس پڑا جلکر رہگیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا اس طرح شاہزادہ پامال کرتا ہوا جاتا ہی سقرلات
پر جا پڑا سقرلات ایرج کے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا سحر بھی کیا تلوارین گرین آگ برسی خنجر
گرے ایرج پر کسی شی نے تاثیر نہ کی ایرج نے دیکھا یہ سب بلوہ کیے ہوئے آتے ہین سقرلات کا سحر جل جاتا
ہی ملیلہ جادو اسکے پہلو مین کھڑا تھا کہا ای شہریار اگر آپ کا حکم ہو تو طلسم کشا پر جا پڑون سقرلات
نے اشارہ کیا ملیلہ جادو بل کرتا ہوا قریب ایرج آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نوجوان
نے لوح چمکا دی یہ باعث ہی کہ کوئی جادوگر آگے نہین بڑھتا ایرج شیرانہ لڑتے جاتے ہین کہ
کان مین آواز آئی ای طلسم کشا کیون اسقدر گھبراتا ہی فتح تیرے ہاتھ ہی جرأت و شوکت تیرا
حصہ ہی لوح کو ملاحظہ کر کے کام کرنا ایرج نے دیکھا اُس حال پُر ملال مین نجم جادو آواز دے
رہا ہی اگرچہ زمین پر پڑا ہی بسبب زخم کے اُٹھ نہین سکتا مگر آمادۂ خیرخواہی ہی ایرج نے لوح
کو چمکایا سقرلات اپنا سحر کیے جاتا ہی ایرج نے جا کر عکس لوح ڈالا نجم و آہنگ بھی اُٹھے

شیرانہ سحر کرنے لگے ہلیلۂ جادو نے سینک کی کمان نکالی سینک کا تیر اسمین جوڑا طرف ایرج کے
پھینکا ایرج نے لوح کو سامنے کر دیا تیر الٹا پلٹا ہلیلۂ جادو کی پشت پر پڑا توڑ کر سینے کو پار گذرا
آواز آئی کشتی مرا نام مین ہلیلۂ جادو بود سقرلات نے جو سنا سر پیٹ لیا کہا یار و غضب ہوا میرا
بڑا دوست صادق مارا گیا جھلا کے بڑھا ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے لوح جھکا کے
ہاتھ جو مارا سر اُس خود سر کا زخمی ہوا تڑپ کر زمین پر گرا چیخ ماری کہ یار و نکل چلو لشکر شاست
نے ہمکو گھیرا ہی پھر سامان کر کے آونگا یہ کہکے بلند ہوا جادوگر اُڑنے لگے خوشرو نے آواز دی
کہ شہریار اگر یہ نکلجائیگا پھر فساد برپا کریگا ایرج نوجوان نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری
جب تک تیر بحر کمان مین پیوست کرین سقرلات بلند ہو گیا تیر اُس تک نہ پہونچا تیر نے خلائی
اور جادوگر مار گئے نجم و آہنگ دخوشرو نے سیکڑون جادوگردن کو مارا جو طائر بنکر
بلند ہونے سے رہگئے اُنھون نے فریاد کی کہ ہم اطاعت کرتے ہین آپ کا مذہب اختیار کرینگے
سقرلات پر لعنت کرتے ہین ایرج نے آنکر صاحبقران کو رہا کیا نور الدہر پر بھی عکس
لوح کا ڈالا نور الدہر بھی رہا ہوے ناسوت ولمعان نے بھی صحت پائی صاحبقران قلعۂ طلسمی
مین آئے مال طلسمی کے چھکڑے لدوائے تین دن اُسی مقام پر قیام کیا کسی کو قلعۂ طلسمی کا
حاکم کر دیا لمعان و ناسوت دنجم دخوشرو و آہنگ روشن رائے ان سبنے عرض کی
کہ ہم ضرور ساتھ رہینگے صاحبقران نے فرمایا میرا دستور نہین ہی کہ ساحر کو ساتھ رکھون
لمعان نے عرض کی کہ حضور کو لشکر مین پہونچا کے چلے آئینگے صاحبقران عالیشان نے فرمایا
جلد تیاری کرو ملحوظ خاطر ناظرین والامقام رہے کہ معشوقۂ نور الدہر جو قید تھی یعنے ملکہ
ناہید مرصع پوش کو بھی رہا کیا اُسکو بھی ساتھ لیا اور دختر سقرلات شمیم گیسو دراز
قبضے مین ایرج کے آئی ساحر و غیر ساحر ستر اسی ہزار کا لشکر ساتھ لیکر صاحبقران نامدار
ایرج نوجوان و شاہزادہ نور الدہر کو لیے ہوے مع ساحران مذکور چلے جسدن امیر نے
کوچ کیا مقناطیس کوہی بھی آکر شریک ہوا اب لاکھ سوار و پیدل کا لشکر لیکر روانہ ہوے
صاحبقران تو منزل بہ منزل جاتے ہین انکا حال وقت پر تحریر ہوگا لیکن سقرلات جو بھاگا
بیس کوس پر ایک صحرا ہی اُس صحرا مین اُترا خستہ و شکستہ حیران و پریشان کچھ ٹوٹی بارگاہین

جو ساتھ آئی تھین وہ استاد ہوئین سقرلات کہتا ہی کہ یارو نہین معلوم بعد میرے آنے کے وہان
کیا گذری دوسرے دن چند ساحر بھاگے ہوے آئے عرض کی بعد آپ کے آنے کے صاحبقران نے
قلعے پر قبضہ کیا دختر آپ کی طلسم کشا پر عاشق تھی اُسکو بھی صاحبقران لیگئے سقرلات نے
کہا مین جاکر ابھی قلعے پر قبضہ کرتا ہون ساحرون نے کہا کوئی آپ کا وہان ہم نبرد نہین ہی
جس وقت آپ کے جانے کی خبر جائیگی وہ سب بھاگ جائینگے آپ سے مقابلہ نہ کر سکینگے سقرلات
اس فکر مین اترا ہوا ہی کہ ساحر جمع ہولین تو جاکر اپنے قلعے پر قبضہ کردن آٹھ دن اسی فکر و
تردد مین حیران و سرگردان ستر ہزار جادوگر جمع کر چکا ہی یہی قصد ہی کہ امروز فردا مین کوچ کردن
سحر تیار ہو رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ابر تیرہ و تار پیدا ہوا سقرلات دیکھنے لگا ابر سامنے آکر
شق ہوا شدید بلند رکاب جو طرف سے افراسیاب کے بر سر صاحبقران چلا تھا
معشوق ہمراہ عیش کرتا ہوا منزل در منزل آتا ہی سقرلات حیران ہوا کہ یہ کون ہی
شدید بلند رکاب نے بھی ہرکارون کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ کسکا لشکر فرد کش ہی
ہرکارون نے جاکر شدید بلند رکاب کو خبر دی کہ بادشاہ طلسم سقرلات ہی موسوم بہ سقرلات
جادو صاحبقران اسکے ملک مین پہونچے طلسم پر اُنھون نے قبضہ کیا یہ شکست خوردہ یہان
فرد کش ہی یہ سُنکر شدید کو بڑا ملال ہوا کہا ہم اسکا ملک آباد کرا دینگے جاکر کہو کہ ہماری
ملاقات کو آئے شدید بلند رکاب اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کراکے اُتر پڑا سقرلات کو
جو یہ خبر ملی کہ یہ ساحر لاجواب فرستادۂ افراسیاب برائے مقابلۂ مسلمانان جاتا ہی لباس فاخرہ
پہنکر چند ملازم ساتھ لیے شدید کی بارگاہ مین آیا شدید نے بہت خاطر کی پہلو مین اپنے
بیٹھنے کو جگہ دی حال پوچھا سقرلات نے رو رو کے سب حال بیان کیا شدید بلند رکاب نے
کہا کہ ای برادر نہ گھبراؤ مین برائے قتل مسلمانان آیا ہون اُن سب کو قتل کرکے سر خدمت مین
شہنشاہ افراسیاب جادو کے روانہ کرونگا اتنے عرصے مین تمھارا ابھی قبضہ کرادونگا اب تم
میرے ساتھ چلو اپنے ملک کا بدلا اُنسے لو سقرلات راضی ہوا شدید و سقرلات نے
آپسمین ملکر طرف لشکر صاحبقران کے کوچ کیا بیان بادشاہ جمجاہ مقابلۂ لقا مین فرد کش ہین
اگر صاحبقران کے واسطے انتشار ہی لقا اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ خبر پہونچی شدید بلند رکاب

طرف سے افراسیاب کے آتا ہے یاقوت کو واسطے لینے کے بھیجا کنارے پر اپنے لشکر کے
جواہر بن عمرو کھڑا تھا کہ اسنے یاقوت شاہ کو جاتے ہوے دیکھا جھپٹ کے چلا ایک خدمتگار
پیچھے رہگیا تھا اُسکو جواہر نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ساتھ ہولیا شدید بلندرکاب نے جو جبرئیل
کہ خداوند کا فرزند جبرئیل قدرت آتا ہے بارگاہ سے نکل آیا سقرلات بھی ساتھ ہے یاقوت
کو جھککر سلام کیا بڑے اعزاز و اکرام سے اپنی بارگاہ مین لایا خاطرداری کی تمام حال
سقرلات کا بیان کیا یاقوت نے کہا کہ قدرت نے تمکو یاد کیا ہے شدید نے کہا اسی وقت چلون گا
آپ شب بھر یہین رہیے صبح کو آپ کے ساتھ چلونگا یاقوت کے لیے سامان عیش و نشاط مہیا کیا
جواہر بن عمرو کہ خدمتگار بنا ہوا ہے بنگاہ غور دیکھ رہا ہے کہ شدید اشیاے نادرہ لالاکر سامنے
یاقوت کے رکھ رہا ہے مگر ایک خیمہ خالی ہے اُسمین دمبدم جاتا ہے پھر چلا آتا ہے جواہر بن عمرو بہت
حیران ہوا کہ اس خیمے مین کیا ہے کہ شدید گھڑی گھڑی جاتا ہے آخر جواہر بن عمرو اپنے مقام سے اُٹھا
ٹہلتا ہوا اُس خیمے کی پشت پر آیا سراچہ چاک کرکے دیکھا کہ ایک معشوقہ پریچہرہ مسند پر بیٹھی ہے شدید
اُسکے پاس آتا ہے خوشامدین کرکے چلا جاتا ہے جواہر حیران ہوا کہ یہ معشوقہ کون ہے ایک عورت
کی شکل بنکر سراچہ چاک کیا کر اُسکے سامنے آیا جھککر سلام کیا کہا کیون حضور مجھے بڑی حیرت ہے کہ
میان شدید بلندرکاب آپ پہ جان دیتے ہین مگر آپ کو مین نے ملول و حزین پایا ہم طرف سے
خداوند کے یہان لشکر مین آئے ہین اصل مین کیا معاملہ ہے دل تو شمسہ کا بھرا ہوا ہے رونے لگی
کہا ایوا تمسے کیا کہون اصل کیفیت یہ ہے کہ میان شدید بلندرکاب نے ان باپ کا گھر تباہ کیا
مجھکو چرا کر لے آئے ایسی مجبور و ناچار ہون خوشامد کرکے اپنی جان و آبرو بچاتی ہون دیکھیے اس
ظالم سے کیونکر آبرو بچے اگر نکل جاؤن تو یہ ساحر زبردست ہے سیکڑون کوس سے تلاش کرکے
لے آئیگا یہ بھی خوف ہے جواہر بن عمرو نے خوب گھُل مل کے باتین کین شمسہ نے سب دل کا حال
کہا جواہر ڈرتا بھی جاتا ہے کہ ایسا نہ ہو شدید آجائے تو مشکل ہوگی باتین کرتے کرتے گلوری لگا کے
ملکہ کو دی کتھے چونے مین بیہوشی ملائی ملکہ نے وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین جواہر نے
اسکو تو پلنگ کے نیچے ڈالدیا اسی کی شکل بنکر بیٹھا پہر رات پچھلی باقی ہے کہ شدید پھر آیا کہا اے
جان جہان مین بہت بیقرار ہون اب مجھے شربت وصل سے سیراب کرو جواہر نے ہنسے پکڑ کے

دو طمانچے مارے کہا حرامزادے مجکو کھا جا سحر کرکے چرالایا ماں باپ سے چھڑایا اب تجھ سوا میرا کون ہی لیکن دو چار روز تامل کر آرزو ہی کہ مین دُلھن بنون تم دولھا بن کے آؤ اور مجکو بیاہ کے لیجاؤ اب تو تمکو جنگ درپیش ہی مجکو بڑا پس وپیش ہی کہ ایسا نہ ہو میرے وارث ہو کوئی افتاد پڑے سُنا ہی کہ یہان فرزندان عمرو بلا کے عیار ہین ایسا نہ ہو کہ تمپر کوئی عیاری کرین مین کسکے بھروسے پر جیونگی شدید نے کہا ملکہ مسلمان سب غیر ساحر ہین ایک پہر بھر کا کام ہی سحر کرکے سب کے سر کاٹ لونگا خدمت شہنشاہ مین روانہ کرونگا جواہر نے باتین کرتے کرتے ایک گلوری لگا کر دی کہا نگوڑے جلا دمیرے ہاتھ سے گلوری تو کھا شدید پھول گیا کہ ملکہ نے کبھی ایسی باتین نہ کی تھین آج تو مالا مال محبت ہو الملکہ مجکو اپنا وارث جانتی ہی خوشی خوشی گلوری کھا گیا جیسے ہی پیک حلق سے اُتری گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا جواہر نے دو ٹکڑے مشکین باندھین زبان مین سوزن دی سراچہ چاک کرکے لے بھاگا یہان یاقوت نے کہا میان شدید ملندر کا ب کہان چلے گئے ابتو سحر قریب ہی چلنے کی تیاری کرین وہان قدرت مشتاق ہونگے ایک کنیز سے کہا کہ جاکر ہماری جانب سے کہو کہ تمکو یاقوت شاہ نے بُلایا ہی کنیز اندر اُس بارگاہ کے گئی شدید کو نہ پایا سراچہ چاک دیکھا ملکہ بھی سامنے نہین ہین گھبرا کے پاس یاقوت شاہ کے آئی یاقوت شاہ سے کہا نہ تو ملکہ کا نشان ہی نہ شہنشاہ معلوم ہوتے ہین یاقوت نے گھبرا کر کہا اے سقرلات جاکر دیکھو شاید کوئی عیار ہمارے ساتھ چلا آیا اے سقرلات آٹھ پہر یہی خوف ہی ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ ہی اسی فکر مین پھرتے ہین کہ عیاری کرین سقرلات گھبرایا ہوا اندر خیمے کے آیا دیکھا حقیقت مین سراچہ چاک ہی پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی ستارہ سحری چمک چکا ہی یاقوت نے کہا کہ اے سقرلات جلد تدبیر کرو کوئی عیار اُسکو لیگیا مسلمانون کا دستور ہی کہ فوراً قتل کر ڈالتے ہین یا اطاعت کرے سقرلات نے آواز دی سب لشکر تیار ہو یہ تو سُن چکا ہی کہ مسلمانون مین کوئی ساحر نہین ہی سب غیر ساحر ہین ابتو پر پرواز پیدا کرکے چالشکر سے کہا کہ عقب مین آنا لشکر تیار ہونے لگا یہان وقت صبح ہی بادشاہ جمجاہ بیرون بارگاہ تشریف رکھتے ہین جملہ سرداران نامی و عیاران گرامی حاضر خدمت ہین ہرکاروں نے

خبر پہونچائی کہ شدید بلندر کاب فرستادۂ افراسیاب ساٹھ ہزار جادوگرون سے آیا ہی اور
سقرلات جادو بھی اُسکے ہمراہ ہی یہ بھی غلامون نے خبر پائی ہی کہ سقرلات کے طلسم کو
صاحبقران و ایرج و نورالدہر نے فتح کیا وہ بھی اس فکر مین آیا ہی کہ اپنے عزیزون کے
خون کا بدلا لون بادشاہ نے فرمایا خدا مالک ہی جس روز سے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر آئے
ساحرون سے مقابلہ رہا ہمیشہ لقا اسی فکر مین رہتا ہی کہ ساحر طرف سے افراسیاب کے
آئے وہ ہی آکر مقابلہ کرے اب دیکھین شدید کیا شدت کرتا ہی یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی
کان مین آئی دیکھا کہ جواہر بن عمرو ایک ساحر کا پشتارہ لیے ہوئے گرتا پڑتا چلا آتا ہی آتے ہی
پشتارہ ڈالدیا کہا حضور یہ کیا کرین آٹھ پہر اسی فکر مین رہتے ہین آپ کے اقبال سے شدید
کو لایا بادشاہ خوش ہوگئے کہا اسکو ہوشیار کرو جواہر نے شدید بلندر کاب کو ہوشیار کیا
شدید کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا زبان مین سوزن ہزارون پیچ بیچ کھڑا ہوا ہی
ایک عیار پکار رہا ہی کہ اى شدید سامنے بادشاہ بیٹھے ہین بہتر یہ ہی کہ اطاعت اسلام قبول کر
شدید بلندر کاب نے غصے سے اشارہ کیا کہ مین مسلمان نہ ہونگا بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ
ایک جلاد سامنے آیا ہاتھ پکڑ کے شدید کو کھینچا سب سردار و عیار اُسی مقام پر جمع ہین سقرلات
جو پر پرواز پیدا کرکے چلا تھا آسمان پر آکے چمکا دیکھا کہ شدید زیر تیغ بیٹھا ہی جلاد شلنگین لگا رہا ہی
گھبرا گیا مگر ساحر زبردست ہی جھولی سے گولہ نکالا نکال کے مارا کئی ہزار آدمی بیہوش ہوکے
گرے اُسی اندھیرے مین نعرہ کیا کہ منم سقرلات جادو زمین پر اُتر کے آیا زبان سے شدید کی
سوزن نکالی جلاد کو مارا کہا کہ اى برادر ہوشیار ہو لشکر بھی آتا ہی شدید بلندر کاب یہ سنکے
اُٹھا کہ مین لاکھون سے مقابلہ کرسکتا ہون زبان سے سوزن جو نکلی بل کرتا ہوا اُٹھا
سنگریزے اُٹھا کر پھینکے پتھر برسنے لگے اہل اسلام مین تلاطم ہوا وسواس و خناس نے یہ خبر
جاکر لقا کو پہونچائی کہ شدید و سقرلات اہل اسلام سے لڑ رہے ہین اہل اسلام پر بڑی تباہی
ہی لقا بھی لشکر کو لیکر آپڑا ساحر بھی شدید بلندر کاب کے آگئے کوہیون نے لشکر اسلام
کو قتل کرنا شروع کیا عیارون نے حقہ ہائے آتشبازی مارے چند جادوگر چند کوہی مرکر
گرے سقرلات و شدید نے وہ سحر کیا ہی کہ ہزارون اہل اسلام بیہوش پڑے ہین

اس بیکسی و بے بسی پر کو ہیون کی بن پڑی ہی جسکو سحر مین پھنسایا ہاتھ تلوار کا مارد یا اہل اسلام کو کچھ بن نہین پڑتا قتل ہو رہے ہین کئی سو عیار بھی ما رے گئے عیارون نے آکر بادشاہ سے عرض کی سرکشی کفار کی حد کو پہونچی ہزارون بندگان خدا مارے گئے سحر دونون جادوگرون کے قیامت کے ہین آگ برس رہی ہو اگر مناسب ہو ناموس کو سوار کرا کے نکل جائین بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا عورات کو تو لیکر نکل جاؤ مردون پر جو گذریگی دیکھا جائیگا اُسی پریشانی مین پکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اس مصیبت مین سواے تیرے کون کام آئیگا ان دشمنون سے تو ہی بچائیگا نظم

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض
با غرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض

دوست کر گردد بباطن بندۂ اہل نفاق
کی بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض

دوست خود مطلب اگر باشد مدارش دوستدار
یار مشمارش ہر آن شخصیکہ شد یار غرض

غنچۂ باغ مرادش شگفد اندر جہان
ہر منافق راکہ باشد در جگر خار غرض

عاقلان بر گفتۂ اہل غرض کی دل دہند
گرچہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض

دور بگریزد از دہر صاحب صدق و صفا
بر رخ اہل غرض بیند چو آثار غرض

اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال
ہست بر اہل غرض مشغول در کار غرض

بے غرض کن با محبان صفا دل دوستی
تا کہ ننشیند بران آئینہ زنگار غرض

ہند یا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار
چون غرض حاصل شود گردد عدو یار غرض

بلبلک کر سب دعا کر رہے ہین ناموس کو مقبل وفادار سوار کر کے لے نکلا بختیارک نے جو دیکھا کہ مقبل وفادار غلام صاحبقران عالیوقار ناموس کو لیے جاتا ہی اس ملعون نے چہرہ اپنا بڑھایا شدید بلند رکاب سے کہا ناموس صاحبقران نکلے جاتے ہین بڑھکر روکو شدید نے بڑھ کر سحر کیا کہارون نے محافے رکھدیے کہتے ہین ہمارے پانون نہین اُٹھتے مقبل نے بڑھ کر تیر اندازی کی ہزارون کو تیرون سے گرادیا شدید نے بڑھ کر سحر جو کیا مقبل و ہمراہیان مقبل کے ہاتھون سے کمانین چھوٹین ناموس نے محافون سے دیکھا کہ کہار زمین پر تڑپ رہے ہین غلام بھی گرے پڑے ہین کمانین سبھون کے ہاتھون مین ندارد شاہزادیون نے

بلک بلک کر دعائیں کیں شدید نے بختیارک کو آواز دی ای شیطان درگاہ خداوندی کو ہیون
کو بھیجو کہ ناموس پر قبضہ کریں کو ہی بلوہ کر کے چلے سرداروں نے اپنے سینے سپر کر دیے مرنا گوارا
کیا مگر کو ہیون کو بڑھنے نہیں دیتے ہیں لاش پر لاش گر رہی ہے ساحر بڑھ بڑھ کر سحر کر رہے ہیں ہنگامہ گیر دار
بلند اہل اسلام درد مند بادشاہ جمجاہ سر برہنہ زخم کھاتے پھرتے ہیں ناموس کے بچانے کی فکر
تاجداران جلیل نے تاج سروں سے پھینکدیے بادشاہ جمجاہ کو بچاتے پھرتے ہیں ہر طرف
سے آواز الامان الامان آتی ہے بدعت کفار سے زمین تھراتی ہے بادشاہ نے کہا کیا ازواجیں
گھس گئیں بیقرار ہو کر دعا کرو آج سب ناموس لٹا چاہتے ہیں صاحبقران کو کیا منہ دکھائیے
یہ کہکے دونوں ہاتھ بلند کیے کہا یارو آمین کہو وقت مصیبت ہے خاموش نہ رہو **نظم**

ایکہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما	وے بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما	روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
باوجود قرب ہستیم از بساط وصل دور	حیف بر مہجوری ما وای بر حرمان ما
بس توئی در دین و دنیا ای خبر گیر جہان	مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر سجود	عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما
از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنیم	چون نریزد جوش خون کلک گہرافشان ما
گرچہ سرتا پا گنہگاریم یا مولی گر	صرف بر فضل کمالت ہست اطمینان ما
حین ہر مشکل فقط مشکلکشائے ما توئی	در وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم	دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

تمام لشکر نے آمین کہی انجام مصیبت میں دل بھی رجوع ہوئے جب بندہ دل سے دعا مانگتا ہے
دروازے اجابت کے کھلجاتے ہیں بیقراری پر اہل اسلام کی دریائے رحمت الہی جوش میں آیا
بدعت کفار حد پر پہونچی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی مگر گرد عظیم بلند ہوئی لکہائے ابر سرخ و سیاہ
پیدا ہوئے سب دیکھنے لگے سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران عالیشان آگے بڑھے ہوئے ایک جانب لندھور ایک جانب ایرج نوجوان
پشت پر لاکھ ساحر و غیر ساحر شاپور شیر دل نے بڑھ کر خبر دی کہ لشکر کا حضور کے خاتمہ ہے یہ سنکر

صاحبقران نے مرکب بڑھایا نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ امیر تصنیف مصنف

امیر جہانگیر والاحشم

کیومرث جاہ و فریدون خدم ۔ زتیغم بود در صف کافران ۔ بیانالہ الامان الامان
شہنشاہ اقلیم جرأت منم ۔ مہ آسمان جلالت منم ۔ مسخر کُن ملک ہندوستان
لقب گشت در دہر صاحبقران

شاہزادہ نورالدہر نے بھی نعرہ کیا کہ منم گل گلزار خلیل الرحمان

نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران
شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان بیت نظیر حمزۂ صاحبقران بحشم و بقہر + مشتری
ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + ایک طرف سے ایرج نوجوان نے نعرہ کیا بیت
ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + اب پانچون جادوگر جادوگرنیان
ناسوت و آہنگ و خوشرو و ملعان و نجم وغیرہ اسباب سحر لیکر جو گرے مہلکہ ڈالدیا زمین
ہلادی نیرنج و شعبدے کی لڑائی ہر طرف آگ برس رہی ہی کہین دریا کا جوش مچھلیون کا
نکلنا جسکے سر پڑین توڑکے پار گذرین آپسمین کفار کٹتے ہوے بھاگے کہ یار و غضب ہوا
صاحبقران آگئے دو پوتے شیر دلیر برابر کے لڑنے والے ہین جادوگر بھی ساتھ آئے ہین
اب وقت مشکل ہی اس طرح کی لڑائی دیکھنے کے قابل ہی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی بلا زمان صاحبقران
مصروف جنگ جسکے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے شیرانہ و نہنگانہ و پلنگانہ امیر
جنگ کر رہے ہین جس وقت سے صاحبقران آئے اور آکر دیکھا کہ ناموس کی بربادی کی
تدبیر ہی محافون کے گرد کفار جادوگرون نے کہارون کو بیکار کیا تھا چارون طرف پیادون نے
آکر گھیر لیا تھا سردارون نے ایسی ہی جانبازی کی تھی نہین تو اب تک کفار نے ناموس کو
لوٹ لیا ہوتا صاحبقران نے یہ حال جو دیکھا کہ ناموس کے بلکنے کی آواز آتی ہی طبع اقدس پہ
بہت شاق گذرا شیرانہ جنگ کر رہے ہین اب کفار کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا سردارون نے
بڑھ کر عرض کی کہ آج کفار نے بڑی بے ادبی کی صاحبقران نے فرمایا آپ لوگون نے
بڑا کام کیا خوب جانبازی کی سقرلات کو ہی کو ڈھونڈتے پھرتے ہین فرماتے ہین وہ
منتفنی کہان ہی مین اُسکا جویا ہون ان پیادون نے بڑی ہمتین کین سقرلات نے دیکھا کہ
صاحبقران میری تلاش مین لڑتے ہوے آتے ہین پرے کے پرے درہم برہم کر دیے ہین

لاشہ ہائے کفار سے میدان بھر دیے ہین نجم جادو و آہنگ ردش راے اسباب سحر ہاتھ ہین
جمے ہوے لڑ رہے ہین ملازمان لقا ہمیشہ کے شکست خوردہ ہین نعرۂ صاحبقران کی صدا
سُنتے ہی ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ بھائی صاحب صاحبقران آگئے اب جان جانے
کے سامان ہین جس طرح بنے نکل چلو فتح جنگ سے ناامید ہوے یہ آپسمین کہکر بھاگنے پر
آمادہ ہوے پلٹنین رسالے خالی ہونے لگے کوئی طرف مشرق کے بھاگا زہر دشاہ باختری
یا تو گینڈے پر سوار چنگارتا ہوا آتا تھا کہ بندگان من دیدی قدرت مرا قدرت دبرگیر ہین مگر
سخت گیر ہین جس وقت سے نعرۂ صاحبقران کی صدا سُنی رنگ چہرے کا فق دل مین قلق
اشارے کر رہا ہی کہ ای بندگان من نکل چلو قدرت نے تقدیر گردیدی کی اب بھاگنا ہی بہتر ہی
کچھ لوگ کہتے ہین خداوند کے مزاج کا ٹھیک نہین یا تو مسلمانون پر غصہ تھا کہ آج کسی کو زندہ
نہ چھوڑونگا یا اب فرماتے ہین کہ بھاگو ایسے کے مزاج کا کیا اعتبار نہین معلوم کیونکر خدائی کرتا ہی
ہم تو اسکی باتون سے بہت گھبراتے ہین اب کسی طرح جان بچائین لڑبھڑ کر نکلجائین فرزندان
حمزہ کہ جنکی قدرت فرماتے ہین کہ ہیشۂ قدرت ہین پرورش کیا وہ انپر لعنت کرتے ہین قدرت
کچھ کر نہین سکتے صاحبقران زمان نے بڑھکر علم فوج سرنگون کیا سقرلات جادو جسے ہین
ایرج نوجوان پر جا پڑا للکار کر آواز دی کہ اوجوان تیرے باعث سے مین غریب الوطن ہوا
گھربار چھٹا تمام مال و اسباب لٹا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر سحر کرنے لگا لوح
گلے مین ایرج کے ٹری ہی سحر نے تاثیر نہ کی غصے مین جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو
تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا الجھا دے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سپر سحر
کو اُٹھا دیا لوح کا عکس پڑا سحر باطل ہوا تیغۂ برقتاب نے سپر کو کاٹا سر پر گری سراسر سر کو
تراشا زمین کو آکر تلوار نے بوسہ دیا سقرلات کا مرنا طلسم کا بادشاہ تھا آندھی سیاہ
اُٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سقرلات جادو بود
شدید بلندرکاب نے جو یہ آواز سُنی ساتھ والون سے کہا کہ لو یارو بھائی صاحب کو تو
سامری و جمشید نے بُلالیا اب قیامت برپا کرونگا وہ سحر کرونگا کہ زمین کانپ جائے آسمان سے
آگ برسے ہر ایک اہل اسلام ایک ایک قطرۂ آب کو ترسے یارو وقت ثابت قدمی ہی جمکر لڑو کہ

اہل اسلام بھی جان جائین کہ لڑنیوالے ایسے ہوتے ہین یہ کہکر سب ساحرون کو ساتھ لیا پرے
جمائے سب نے اسباب سحر ہاتھ مین لیا بڑھ کے سحر کیا ہزارون بندگان خدا مارے گئے پرے کے
پرے درہم و برہم کردیے صاحبقران نے آکر ناموس کو بارگاہ سلیمانی مین داخل کرایا کہ یکایک
بلڑ ہوا جواہر بن عمرو قریب تھا فرمایا اے جواہر بڑھ کر خبر تو لو پھر باعث انتشار ہوا جواہر گیا
چشم زدن مین واپس آیا عرض کی حضور نے سُنا شدید بلندر کاب پرے جمائے ہوے لڑتا ہوا
آتا ہے یہ اُسکے سحر نے آفت برپا کی ہے حضور پڑھ کر اسم اعظم الٰہی پڑھین تب یہ بلا دفع ہو صاحبقران
پشت مرکب اشقر پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رستم لبسنجان بگیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
بذیرفت گنجاب ملعون فرار
الذر چون بجولانگہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا چو جاہ داد ب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
بجز ایرجہ از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

اب جو نعرۂ صاحبقران کی صدا بلند ہوئی یا تو شدید بلندر کاب سحر کرتا ہوا جاتا تھا اب
فرزندان صاحبقران و سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے آقا کی آواز سُنکر مصروف
جنگ ہوے ہر طرف سے برق شمشیر چمکی ساحرون نے بڑھ کر سحر کیے سب سے زیادہ آہنگ
روشن راے جانبازی کر رہا ہے ایسے ایسے سحر کیے کہ ساحران شدید جل رہے ہین زمین سے شعلہ ہا
آتش نکل رہے ہین صدہا جادوگر مر کر گرے شدید بلندر کاب نے پلٹ کر دیکھا آواز دی کہ او
ساحر مغرور کیا مجکو سقرلات سمجھا ہے زمین ہلا دونگا مین ملازم افراسیاب جادو ہون ساحر
یکتا ساکن طلسم ہوش ربا کسی ملک کا ساحر جسے مقابلہ نہین کرسکتا آہنگ نے گار سحر پھینکی شدید
نے دستک دی گار دلپٹ کے شانے پر آہنگ کے بڑی شانہ آہنگ کا نشانہ ہوا زخم کاری لگا
لڑکھڑا کر گرا شدید نے چاہا کہ سر کاٹ لون سنجم جھک کر گرا شدید نے اُسکو بھی زخمی کیا پانچون
ساحران نامی و افسران فوج زخمدار ہوے فوج کو روندتا ہوا چلا لشکر مین بلڑ ہوا کہ پانچون افسر
زخمی ہوے شدید ساحر زبردست ہے فوج کو شکست دی صاحبقران کے کان مین جو یہ

آواز پہونچی کہ پانچون افسر زخمی ہوگئے فوج نے شکست کھائی صاحبقران بڑھے شدید پر جا پڑے
شدید نے بہت سحر کیے صاحبقران پر کب تاثیر ہوتی ہی اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو سحر اسنے کیا
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سحر پلٹ گیا شدید ناچار ہوا سامنے سے صاحبقران کے ہٹا
ایرج نوجوان لڑتے ہوے آتے ہین شدید نے بڑھکر کمر مین پنجہ دیا لے بھاگا ساتھ والون سے
کہا کہ یارو نکل چلو مین اس جوان کا سر لیکر آونگا یہ کہکر بلند ہوا ایرج کو لیگیا نیلم و فیلم نے پکار کر
آواز دی کہ یارو شدید بلبندر کاب آقا کو لیگیا یہ صدا سُنکر شاپور شیردل بھاگا جدھر شدید
گیا تھا اُسی طرف چلا لقا نے شکست کھائی فرار پر قرار کیا طبل امان بجا صاحبقران بفتح و فیروزی
پلٹے ساحرون کو رخصت کیا کہ اب تم طلسم مین جاؤ میرے ساتھ رہنے کا دستور نہین ساحر گئے
جب صاحبقران بارگاہ مین آئے مفصل خبر پائی کہ ایرج کو شدید لیگیا امیر نے فرمایا کہ
شاپور گیا ہی اُنکو خدا کے سپرد کیا ہی مگر شدید ایرج کو لیے ہوے کوہ فیروز پر آیا حیران جادو
یہانکا حاکم ہی شدید کو باآبرو اُتارا شدید نے سب حال رو رو کر عرض کیا کہا ای برادر مین نے
شکست فاش کھائی بڑی مصیبت اُٹھائی نبیرہ حمزہ کو لایا ہون آج شب کو قید کرو کل صبح کو اُسکو
قتل کرین سر لیکر طرف طلسم ہوش ربا کے جائین آئندہ جیسا حکم حاکم ہوگا بجا لائینگے حیران جادو
نے کہا بہتر ہی ایرج کو اُسی وقت قید خانے مین بھیجدیا حیران نے شدید کی دعوت کی کہ غم و الم
اسکا دفع ہو رات بھر ناچ و رنگ رہا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہوئی کہا قیدی کو لاؤ لوگ گئے
جا کے دیکھا قید خانے مین قیدی نہین ہی مُہرہ نقب کا لگا ہی آکر حیران سے بیان کیا شدید نے
کہا بڑا غضب ہوا اب مین اپنے بادشاہ کو کیا مُنھہ دکھاؤنگا فرمائینگے تو نے جاکر کیا کیا حیران
نے کہا ای شدید نہ گھبراؤ میرے قیدی کو کوئی رکھ نہین سکتا یہ کہکر آواز دی کہ ہمارے عیار طرار
شبخواب حیلہ گر کو بلاؤ اُسی وقت عیار آیا نہایت چست و چالاک و بیباک و طرار و مکار و غدار
کئی سو پیک نیچے بیشت پر حیران جادو کو آکر سلام کیا عرض کیا کہ آج کیا معاملہ ہی کہ غلام کو آپنے
تکلیف دی حیران نے کہا کہ ای شبخواب بڑی ذلت کی بات ہی کہ شدید بلبندر کاب
مصاحب افراسیاب بطور مہمان آیا ایک قیدی کو لایا وہ رات کو غائب ہوگیا قلعے کے اندر
آکے یہ کام کیا جلد تلاش کرو آکے ہمکو خبر دو شبخواب نے کہا آج ہی سارا قلعہ چھان ڈالونگا

آپ کے قیدی کو کوئی رکھ نہین سکتا ہی یہ کہکر شبخواب چلا بازار مین جا بجا سنگنی لیتا پھرتا ہی کوتوالی چبوترے پر آیا سنجاب شبگرد کوتوال سے کہا کہ بہتر انہون سے اقرار نامے لیجیے ڈھنڈھورا پٹجائے کہ کوئی اپنے گھر مین نئے آدمی کو نہ رکھے ورنہ گھر بار ضبط ہوگا قضائے کار شاپور شیردل فقیر بنا ہوا اپنے آقا کو ڈھونڈھتا ہوا اسی قلعے مین آیا دیکھا کہ اشتہار جا بجا لگے ہین فقیر بنا ہوا تھا باتون باتون مین پوچھا مفصل حال معلوم ہوا کہ شدید بلندر کاب ایرج کو یہان لایا ہی شب کو کوئی چرا لیگیا جی مین کہتا ہی فرزندان صاحبقران بڑے صاحب اقبال ہین یہ سوچ ڈھونڈھنے لگا معرکہ یہ گذرا کہ تین کوس پر ایک قلعہ ہی قلعۂ قزاقان مشہور ہی حاکم وہان کا ظہیر گرد اسکو خواب ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران آکر قید ہوا ہی ای ظہیر قید خانے سے نکال لا ظہیر بارہ قزاقون کو لیکر آیا ایک خالی دوکان سے نقب دی ایرج کو نکال کر لیگیا اپنے قلعے مین لاکر مقام صدر پر بٹھایا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا عرض کی کہ ای آقائے نامدار مین نادیدہ مسلمان ہوا خواب مین میرے بزرگان دین آئے ایرج نے کہا کہ ای ظہیر تو نے بڑا احسان کیا لیکن اب ہمپر واجب و لازم ہی کہ جاکر شدید کو قتل کرین حیران جادوگر کو مسلمان کرین ظہیر نے عرض کی کہ ای آقائے نامدار وہان سب جادوگر ہین ایک ماش کے دانے مین رستم ہو تو اسکو بیکار کردین ایرج نے کہا کہ ای برادر صدہا طلسم فتح کیے ساحرکش ہمارا لقب ہی بعنایت خدا اس قلعے کو بھی فتح کرینگے شدید کو بے مارے نہ چھوڑینگے ظہیر بیچارہ ناچار ہوا چار ہزار قزاق جو اُسکے پاس موجود تھے سب کو تیار کیا قلعۂ قزاقان سے باہر نکلے شبخواب ڈھونڈھتا ہوا اس طرف بھی آیا اب اسنے ایرج نوجوان کو دیکھا ظہیر مثل چاکران کمترین کے ہمراہ ہی شبخواب بھاگا اسنے آکر حیران سے اطلاع دی حیران اُسی وقت سوار ہوا شدید بھی ساتھ ہی شاپور فقیر بنا ہوا ایک نخل کے نیچے کھڑا تھا اسنے جو لشکر حیران کا دیکھا ایک ساحر سے حال پوچھا حال معلوم ہوا کہ اُس قیدی کا پتہ ملا لشکر کشی کرکے جاتے ہین شاپور بھاگا ایرج وہان لشکر مین بیٹھے تھے کہ شاپور لشکر مین پہونچا ایرج سے ملاقات کی عرض کی ای شہریار حیران لشکر کشی کرکے آتا ہی ایرج نے کہا ہمین خود یہی منظور ہی کہ اُسپر لشکر کشی کرین شاپور نے کہا کہ آقا وہان سب ساحر ہین ایرج نے کہا پروا نہ کر

اک ہو انشاء اللہ اُسے قتل کرینگے یہ کہکے ظہیر کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ہم اُسے راہ مین جا کر روکین ظہیر خاموش ہو لشکر تیار ہوا شاپور بھی ہمراہ ہو حیران جادو دس ہزار ساحرون سے بیرون قلعہ فرودگس تھا ارادہ ہو کہ کل لشکر کشی کرو نگا کہ خبر پہونچی وہ جوان مع قزاقون کے ہمارے مقابلے مین آتا ہو شدید بابندر کاب نے کہا یہ لوگ بڑے سرکش ہین کل سب کو جلا کر خاک کر دونگا قزاق کی بھی شامت آئی ہو یہ باتین کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان مرکب عربی پر سوار ظہیر قزاق مع چار ہزار قزاقون کے ہمراہ ہو حیران جادو نے کہا کہ ان سب کو قضا کھینچکر لائی ہو لشکر ایرج کا مقابلے مین حیران کے آکر اُترا حیران جادو نے دن سے طبل جنگی بجوا دیا لشکر ایرج مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تیار یان ہونے لگین ایرج نے فرمایا ای ظہیر ایک خیمہ ہمارے واسطے صحرا مین استادہ کرادو شب کو اُسی مین بیٹھینگے بجز ہمارے عیار کے کوئی اُس مقام پر نہ آئے ظہیر نے ایک خیمہ زربفتی استادہ کرا دیا روشنی بھی کرادی ایرج مع شاپور اُس خیمے مین جا کر بیٹھے فرمایا کہ ای یار وفادار آج خود بخود دل پر قلق ہو کچھ جان جانے کا خیال نہین ایسے ایسے معرکے بہت دیکھے غیب سے مدد ہوگی کوئی معین آئیگا اس وقت کچھ گاؤ دل گھبرا رہا ہو شاپور شیر دل کا دل بھرا ہوا تھا چنگ مرصع نکالا ایرج کے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

فصل گل ہو توڑ ئے کیفیت پیمانہ آج	دولت ساقی سے مالا مال ہو پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہو اپنا دل دیوانہ آج	داغ سودا ہمکو دیتا ہو جنون نذرانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج	گنج اُگل دیتا ہو میرے واسطے ویرانہ آج
نقش آسیب پری ہو صورت زیبا تری	ہوش مین آتا ہو تجکو دیکھکر دیوانہ آج
زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو طرح	آئنہ اُنکا مصاحب ہو مقرب شانہ آج
کل ہمارا اور اُنکا امتحان ہو جائیگا	آشنائی کا تری دم تو بھرے بیگانہ آج
میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھ کے نماز	کس طرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج
وصل کی شب ہو کہان ساقی تکلف برطرف	مین تمھین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند	بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

مال ہی اپنا جو یوسف آگیا بازار مین ۔۔۔ ہی زرِ قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج
عرش پر ہی اندلون مین اہل دنیا کا دماغ ۔۔۔ کونسا گھر ہی نہین ہی جسمین بالاخانہ آج
خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لون ۔۔۔ قیمت خرمن بھی گر دیکر ملے یہ دانہ آج
نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نہ ڈر ۔۔۔ شاہِ مردان سے طلب کر ہمتِ مردانہ آج

اس لطف سے شاپور شیر دل گا رہا ہی ایرج نوجوان تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین ای یار وفادار اس مزے سے گاتے ہو کہ دل بیقرار کر دیا شاپور دمبدم ٹھمریان غزلین عاشقانہ گا رہا ہی ایرج بہت خوش ہین وہان حیران و شدید ایک بارگاہ مین بیٹھے ہین حیران جادو کہہ رہا ہی کہ میری وجہ سے یہ فساد ہوا کل تم دخل نہ دینا مین سمجھ لونگا شدید کہتا ہی کہ ایرج کو مین قتل کرونگا سر خدمت مین شاہ کے لیجاؤنگا حیران نے جواب دیا کہ کل تم تماشا دیکھنا میرے سردار لڑینگے ایک سحر مین مسلمان اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹینگے اپنی جان سے بیزار ہونگے میرے سردار بہت عمدہ سحر کرتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین رشک قمر سیمبر پری پیکر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے جوڑا ترچھا بندھا ہوا سوار ہی تخت آکر اُترا اُس نازنین نے حیران کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ابا جان ہم آپ سے بات نہ کرینگے آپ یہان چلے آئے ہمکو خبر بھی نہ کی مسلمانون کے نام سے دل کانپتا ہی مدت سے سُنتی ہون کہ جو ساحر مقابلے مین مسلمانون کے گیا آخر مارا گیا سالہا سال گذرے یہی خبرین مشہور ہین سنتے ہی دل گھبرا گیا اب آپ دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگی ایسا سحر کرون کہ زمین کانپ جائے سب بیہوش پڑے ہون دیکھنے والون کو عبرت ہو حیران نے کہا بیٹا تمکو کیونکر اجازت دون میرا دل گھبراتا ہی کلیجہ کانپ جاتا ہی ای خوش چشم ابھی بہت لڑنے والے ہین تمھاری کیا ضرورت ہی خوش چشم نے کہا مین نہ مانونگی مین ابھی جاتی ہون نبیرۂ حمزہ کو دیوانہ بنا کر لاتی ہون یہ کہکر طاؤس پر سوار ہو کر چلی شدید بلند ر کاب اسکا جمال دیکھکر مر گیا پسینے پسینے ہو گیا آہ سرد دل پر درد سے کھینچنے لگا ایک عرصے تک چپکا بیقرار رہا ہر چند دل کو سمجھایا دل نے نہ مانا حیران سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ہم ہمیشہ مدد گار تمھارے احسان سے سر نہین اٹھا سکتا میری بڑی خاطر کی ہر وقت سامان عیش مہیا ہی شراب وکباب کا مزا ہی ایک امر عرض کرتا ہون اگر قبول کیجیے

تو عمر بھر غلامی کرونگا شاہ سے کہکر اور ملک تمھارا بڑھوا دونگا عزت و آبرو پائیگا حیران نے
کہا وہ کیا بات ہی مین جان و مال سے موجود ہون جو کہو وہ بجالاؤن شدید بلند رکاب نے کہا
ابھی جو تمھاری صاحبزادی تشریف لائی تھین اُنپر میری جان جاتی ہی خوش چشم کی نگاہ ہون نے
دل پر چھری پھیر دی یہ سُنکر حیران جادو غصے سے کانپنے لگا چاہا کہ بات کو ٹالدون شدید نے
کہا کہ آخر کسی کے ساتھ شادی کروگے مجھ مین کیا بُرائی ہی اپنے ملک کا بادشاہ ہون مصاحب افراسیاب
ساحر میرا ادب کرتے ہین اور بھائی اگر نہ مانوگے تو مین کسی طرح پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون ایک اور
لاکھ میرے سحر کے آگے سب برابر ہین اب تو حیران کو بہت ناگوار ہوا کہا کہ اے شدید بس خاموش
رہو اب ایسی باتون کا ذکر نہ کرو ورنہ مین جواب سخت دونگا شدید نے کہا کہ دیکھیو غصہ کام
خراب کریگا ایسا نہ ہو کہ فساد بڑھ جائے آج ہی رات کو تمھاری بیٹی ہمراہ دو کہ عقد ہوجائے
نعمان جادو بھائی حیران جادو کا پہلو مین بیٹھا تھا اُسنے ہاتھ بڑھاکر کہا کہ او شدید خاموش رہ
بھائی صاحب منع کرتے ہین تو اپنی کہے جاتا ہی ایسا نہ ہو کہ بھائی صاحب کو غصہ آجائے گردن
مین ہاتھ دیکر نکالدونگا شدید نے نعمان کو ایک طمانچہ مارا النعمان کا سر اُڑ گیا اب تو جادوگر لینا
لینا کہکر اُٹھے کوئی کہتا ہی کہ اسکا ہاتھ کاٹو کوئی کہتا ہی کہ اسکو بارگاہ سے نکالدو حیران بھی
اپنے مقام سے اُٹھا شدید بلند رکاب سحر کرنے لگا کئی جادوگرون کو مارا یہ کہکر سحر کرنے لگا
کہ مین تیری بیٹی کو لیکر جاؤنگا اسپر جادوگر اور بگڑے حیران نے کئی سحر کیے شدید نے دفع کیے
سب جادوگر دنگا شدید پر بلوہ ہی شدید کسی کو نہین مانتا جب سحر کیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا سر بچا
برق چمک رہی ہی شعلے بھڑک رہے ہین خنجر گرائے تلوارین چمکائین گھپا پیکان کا مارا تیر سے چلے
خطا شعار سہم سہم کے گرے زخمی ہوکے چلاتے تھے گوشون مین چھپنے لگے لیکن خوش چشم دختر
حیران جو گرفتاری ایرج مین چلی تھی لشکر مین پہونچی کسی سے پوچھا کہ ایرج کس خیمے مین ہین
کسی نے پتہ بتادیا کہ لشکر سے علحدہ جو خیمۂ زرلفتی استادہ ہی اُسمین شاہزادہ اپنے یار کا گانا
سُن رہا ہی خوش چشم اُس خیمہ کے دروازے پر آئی نگہبانون کو سحر سے بیہوش کیا پردے کے
قریب کھڑے ہوکر گانا سُننے لگی اشعار جو عاشقانہ سُنے دل پر تاثیر ہوئی یا تو ارادہ تھا کہ ایرج
کو گرفتار کرے یا گانے کی آواز سُنکر بیقراری بڑھی پردہ اُٹھا کر اندر گئی نگاہ جمال جہان آرا

شیر بیشۂ صاحبقرانی پر پڑی کہ خود زرین سر پر گرتہ شنجوابی کا زیب جسم بازودن پر اکتے یاقوت احمر کے سراپا خوب جوان مرغوب سطوت و صولت چہرے سے ہویدا و ظاہر ہے تمر اگئی ایرج کی نگاہ پڑی معشوقہ خوبرو کو پسند کیا فرمایا آئیے تشریف لائیے کیونکر آنیکا اتفاق ہوا خوش چشم نے ہنسکر کہا کہ تمھارے گرفتار کرنیکو آئے تھے اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئے ہم محل صحبت ہوئے گانا موقوف ہو گیا شاپور نو عیار شوخ و شنگ ہے کہا حضور آئیے گانا آپ کے سامنے ہو گا یہ کہکے شاپور نے چنگ مرصعی کو پھر اٹھایا خوش چشم سے آنکھ لڑائی گنگنا کے یہ غزل گائی نظم

ہو اہلِ کرم کیا میں کہوں تم سے زیادہ ۔۔۔ وہ می ہو مجھے بذل جو ہو حم سے زیادہ

مرنے کو مرے عیش سے بہتر ہو سمجھتے ۔۔۔ ماتم کی تمنا ہے تر تم سے زیادہ

اشکوں کی جو بارش سے نکلتی ہیں صدائیں ۔۔۔ غل ہوتا ہے دریا کے تلاطم سے زیادہ

کیا سوچتے ہو آؤ گلے سے مرے ملجاؤ ۔۔۔ گھبراتا ہے انسان توہم سے زیادہ

وہ رات کے دہان نگران ہیں یہ شب و روز ۔۔۔ آنکھیں مری دار ہتی ہین انجم سے زیادہ

رکتی نہین برسون سے مری جوشش گریہ ۔۔۔ ہے قصد کہ بڑھ جائیے قلزم سے زیادہ

شاکر رہے تقدیر پر انسان تو بہتر ۔۔۔ ملتا نہین کچھ رنج دتا تم سے زیادہ

یہ زیر قدم آپ کے رہتا ہے شب و روز ۔۔۔ عزت مرے بستر کی ہے قاقم سے زیادہ

افزایش بیجا سے بہا تم بھی نہین خوش ۔۔۔ رکھتے نہین وہ لعل جو ہو سم سے زیادہ

روتے ہین وہ منھ پھیر کے کیونکر کہوں بیدرد ۔۔۔ دکھتا ہے جو دل میرے تظلم سے زیادہ

کہتے ہین جو کہنا ہو وہ دو باتوں مین کہیے ۔۔۔ گھبراتا ہوں مین طول تکلم سے زیادہ

لاریب نسیم آج ہو بے مثل جہان مین ۔۔۔ اس فن مین نہین اور کوئی تم سے زیادہ

خوش چشم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہین تعریفین شاپور کی کر رہی ہے یہی قول ہے کہ اے مہتر والا گہر حقیقت مین تمھارا مثل نہین ہے ایرج نوجوان سے پوچھا کہ آپ کس ارادے سے آئے ہین یہان سب ساحران زبردست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین آپ سحر نہین جانتے کیونکر مقابلہ کیجیے گا مین ہی آپ کو گرفتار کرنے کو آئی تھی اگر کہیے تو سحر دکھا دون سارے لشکر کو آپ کے دیوانہ کر دون جانور بنا دون کہیے سب کو بیہوش کر دون یا ایک سحر ایسا کر دون کہ

آپ کے ملازم جنکو آپ دوست سمجھتے ہین وہ ہی سب آپ کے دشمن ہو جائین سب کچھ ممکن ہی
آپ کیونکر اپنے کو بچائیے گا ایرج نے کہا کہ ای شہنشاہ خوبی دای سرو باغ محبوبی ہم اپنے
پروردگار پر نگاہ رکھتے ہین ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا کہ طلسم سقرلات کو فتح کیا مسبب الاسباب
نے ایسے سبب پیدا کیے کہ لوح طلسمی ملی وہانکے ساحر ہمارے شریک ہوے طلسم کو فتح کیا
بعنایت پروردگار سال طلسمی ملا غنچہ آرزو کھلا یہان بھی کوئی سبب پروردگار پیدا کر دیگا کیا اب
یہ مقام بچیگا ہم اسکو فتح کرکے جائینگے خوش چشم نے کہا کہ ہم آپ کے اعتقاد کے قائل ہوے
حقیقت مین ہین اور کام کو آئی تھی آکے آپ کی دوست ہوئی آپ کے اعتقاد کا ظہور رہو اقلب
کو سرور ہوا اب مین رخصت ہوتی ہون جہانتک ہوسکیگا آپ کی بہتری کی فکر کیجائیگی صبح کو
ساحران زبردست میدان کارزار مین نکلینگے انکو کیا جواب دیجیے گا ایرج نے کہا کہ
کوئی سبب پیدا ہو جائیگا خوش چشم نے کہا کہ اب تو آپ کا بچانا منظور ہی جسکے پاس یہ انگشتر ہو وہ
مظفر و منصور ہوا اسکو ہاتھ مین پہنیے یہ وقت پر دستگیری کریگی کسی ساحر کا سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا
جب کوئی ایسا ہی بڑا جادوگر ہوگا اور سبب کو سحر سے دریافت کریگا اور سحر بھی کامل رکھتا ہوگا
تب ہاتھ سے آپ کے انگشتر جدا کرسکتا ہی ہر ایک کا یہ کام نہین ہی انگشتر دیکر خوش چشم تو
روانہ ہوئی ایرج نے یہان آرام فرمایا خوش چشم پرواز پیدا کرکے چلی سوچتی ہوئی کہ ماں
باپ سے کیا کہون کہ مین نے کیون نہ ایرج کو گرفتار کیا جب قریب لشکر کے پہونچی دیکھا کہ
لشکر مین قیامت برپا ہی شمشہ ید ایک جانب کھڑا ہوا سحر سے آگ برسا رہا ہی ہزارون جادوگر
آگ برسا کے مارے حیران وغیرہ سحر کررہے ہین چاہتے ہین کہ سب ملکر گرفتار کرلین کسی کا بچہ
اسپر قابض نہین ہوتا بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی خوش چشم حیران ہوئی کہ یہ کیا غضب
ہوا ابھی تو مین سب کو آرام مین چھوڑ گئی تھی انکا قول کرسی نشین ہوا کہ انکے خدا نے سبب
پیدا کیا نہین معلوم کہ یہ کیا ہوگیا یہ سوچتی ہوئی اُتری شمشہ ید نے جو دور سے ملکہ خوش چشم کو
آتے دیکھا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان میری تمپر جان واتی ہی
سرحاضر ہی کاٹ لو خوش چشم کو بہت ناگوار ہوا کچھ جواب نہ دیا خوش چشم نے باپ سے
پوچھا کہ کیون حضور یہ کیا معرکہ ہی حیران نے تمام کیفیت بیان کی کہ تمپر عاشق ہوا ہی مین سنکے

جھلا کے جنگ کی مگر یہ بہت بڑا زبردست ساحر ہی دیکھین کیا گزرے تو خوش چشم نے کہا کہ ابھی جا کر اسکو گرفتار کرتی ہون آئندہ جو مرضی خدائے نادیدہ کی حیران نے گھبرا کر کہا کہ ارے خدائے نادیدہ کو تو کیا جانے خوش چشم نے کہا کہ ای والدہ نامدار اصل یہ ہی کہ سامری وجمشید مثل ہمارے تمہارے انسان تھے لات ومنات پتھر کے پتلے اُنکو خدا بنا ناکیسا وہ رحیم وکریم ہی سب کو پیدا کیا اُسی کی قدرت کا یہ باعث ہی کہ مسلمان سحر نہین جانتے اور ہمیشہ غالب رہتے ہین بس مناسب یہ ہی کہ آپ بھی ایرج سے مصالحہ کیجیے اور اُنکے مذہب مین جو فرقان حمید وکلام مجید ترجمہ ہوا ہی بڑے بڑے اُنکے علمانے لکھا ہی اُسکو ملاحظہ فرمائیے دیدۂ دل روشن ہوگا حیران نے کہا کہ ارے یہ باتین تجھے کیونکر معلوم ہوئین خوش چشم نے کہا حق ظاہر ہوجاتا ہی دیکھیے کہ شاہزادے کے دادا نے چاہ ماران وام الجبال وعنطلی آباد وزبرجد نگار وچاہ الماس وملک فرعونیہ یہ سب مقامات ساحران نامی کے تھے سب کو صاحبقران نے فتح کرلیا اب اُن ملکون مین کوئی سامری وجمشید کا نام بھی نہین لیتا حیران کو بہت ناگوار ہوا مگر خاموش ہو رہا ملکہ خوش چشم چمک کر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے شدید پر جا پڑی آپسمین سحر ہونے لگے شدید بلند رکاب ہر مرتبہ پکارتا ہی کہ ای ملکہ عالم تمھاری نگاہ سحر آلود کا مارا ہوا ہون جنبش ابرو میرے واسطے کافی ہی ہرچند اسنے منتین خوشامدین کین ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ایک سحر ایسا کیا کہ شدید کا سر زخمی ہوا خون پوچھتا ہوا پیچھے ہٹا پکار کر آواز دی کہ صاحب تم یون نہ مانو گی یہ کہکر سر کا خون چلو مین لیا خوش چشم پر پھینک مارا جیسے ہی خون کی چھینٹین جسم پر ملکہ خوش چشم کے پڑین لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوگئین شدید نے ملکہ خوش چشم پر قبضہ کیا اب تو لشکر مین حیران کے بلڑ ہوا شدید بلند رکاب نے ایک سحر ایسا کیا کہ دوسی جادوگر لشکر حیران سے نکلکر شدید کے شریک ہوگئے اب تو شدید نے اور زیادہ شدت کی چمک کر سحر کرنے لگا حیران نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو کہ اور آفت برپا ہوجائے حیران نے آواز دی کہ طبل امان بجے نقارۂ رزمی پہ چوب پڑی دونون لشکر پلٹے اپنے اپنے مقام پر آکے اُترے خوش چشم کو شدید نے قفس مین قید کیا آپ سحر تیار کرنے لگا کہتا ہی کہ مین حیران کو قتل کرونگا اور ملکہ کو اپنے ساتھ لیجاؤنگا بہتر یہ ہی کہ مجھے صلح کرلین اب دونون لشکر اُترے شدید کو بڑی کد وکاوش ہی کہا کہ کل میدان کارزار مین ہم جا نکلے

ہماری ذات سے فساد ہو نبیرۂ حمزہ کو مثالون تو پھر میان حیران سے سمجھونگا یہ کہکے صبح کو سوار ہوا
اسی وقت میدان کارزار مین آیا دو سو ساحر ساتھ ہین اُدھر سے ایرج نوجوان بھی میدان کارزار
مین آئے انگوٹھی دی ہوئی ملکہ کی ہاتھ مین ہو جب دونون لشکر میدان رزم مین آئے حیران جادو
بیٹی کے غم مین پریشان تماشا دیکھنے کو ایک طرف آکر ٹھہرا دل سے دعائین کر رہا ہو کہ شدید جس وقت
ایرج کو گرفتار کریگا ہمپر بھی دباؤ ڈالیگا کیا تدبیر کرون یہان صفین جمین شدید نے اشارہ کیا
نیرنگ جادو سب ساحرون کا افسر میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان جسکو
تمناے مرگ ہو وہ نکلے نیرنگ نے جو یون پکارا ظہیر قزاق کھڑا کانپ رہا ہو کہ دیکھیے ہماری
سرکار پر کیا گذرے مگر ایرج نے مرکب ٹھکرایا ظہیر آکر قدمون سے لپٹ گیا کہا آقا مجکو جانے دیجیے
ایرج نے ظہیر کو گلے سے لگایا کہا کہ اے برادر نہ گھبراؤ دیکھو پروردگار کیا کرتا ہو یہ کہکے گھوڑا اٹھایا
مرکب طرارہ بھر کے جا مقابلے مین نیرنگ کے آئے نیرنگ نے گولہ مارا ایرج نے انگشتر چمکائی
اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوے عزیز جادو کو شدید نے اشارہ کیا
عزیز مقابلے مین آیا ایرج نے نیزہ مارا اسکے سینے کو توڑ کر پار گذر گیا اُکھیڑ کر زمین پر مارا استخوان
چور چور ہوے اسی طرح پر ایرج کے ہاتھ سے شام تک گیارہ جادوگر مارے گئے شدید رنجیدہ
کبیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا حیران بھی اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہہ رہا ہو کیون یارو یہ کیا
معرکہ تھا مشہور ہو کہ مسلمان سحر نہین جانتے گیارہ جادوگر مارے گئے کسی ساحر کے سحر نے تاثیر نہ کی
لیکن شدید نے شام کو چند ساحر جمع کیے کہا یارو مجکو بڑا افسوس ہو کہ یہ ساحر کیون مارے گئے
مین آج ایرج کو دھوکا دینے کو طبل جنگی بجواتا ہون رات کو جا کر پکڑ لاؤنگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا
ہرکارون نے ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی طبل جنگی بجوایا ظہیر قزاق پھولا بیٹھا ہو کہہ رہا ہو کہ
مین اپنے آقا کے تصدق ہو جاؤن ماشاء اللہ اس زور و شور سے ساحرون کو مارا ایک کا حل کو
للکارا کل شدید بلند رکاب میدان مین خود نکلیگا ایرج نے کہا نکلیگا تو مارا جائیگا ظہیر کہہ رہا ہو
کہ اے آقاے نامدار جادوگرون کے مارنیکا کیا باعث ہوا ایرج نے کہا کہ خدا کی قدرت سے انکی
موت تھی میرے ہاتھ سے مارے گئے ہرچند ظہیر نے پوچھا ایرج نے سبب اصلی نہ بیان کیا
پھر رات گئے دربار برخاست ہوا شاہ نور شیر دل سے کہا کہ ہوشیار رہنا یہ کہکے آرام فرمایا

شاپور ہیر دن بارگاہ ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا دو پہر رات گئے شدید اپنے مقام سے اُٹھا
صورت بدلے ہوئے لشکر ایرج مین آیا جسکو جہان جاگتے ہوئے دیکھا سحر کردیا کہ وہ بیہوش ہوا آپ
آگے بڑھا قریب بارگاہ ایرج آیا شاپور جو منہ لپیٹے پڑا تھا اسنے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آتا ہی
شاپور دیکھا کیا شدید نے کھڑے ہو کر یہان بھی سحر کیا سب سوگئے یہ بارگاہ مین پہونچا ایرج
سوتے تھے بیہوش ہوگئے شدید بلندر کاب نے کمر مین پنجہ ڈالے اُڑا شاپور نے دیکھا کہ ایک
ساحر ایرج کو لیے جاتا ہی شاپور شیر دل عقب مین چلا شدید ایرج نوجوان کو لیے ہوے
اپنی بارگاہ مین آیا اُسی حالت مین مسلسل و مطوق کیا ایک ساحر کو پکار کر اُس سے کہا کہ اس جوان
کو قیدخانے مین لیجاؤ وہ جادوگر ایرج کو قیدخانے مین لیگیا شاپور نے چھپ کر یہ سب معاملے
دیکھے اب منظور ہوا کہ اپنے کو آقا تک پہونچاؤن نقب دیکر مُہرہ نقب ایک مقام پر توڑا بالقدرت
پروردگار اُس خیمے مین مُہرہ نقب کا ٹوٹا کہ جہان ملکہ خوش چشم قید ہین شاپور شیر دل نے دیکھا
کہ ملکہ خوش چشم قفس آہنی مین بند زبان مین سوزن شاپور شیر دل قریب آیا کہا اے ملکۂ عالم
یہ کیا معرکہ ہی ہم جانتے تھے کہ آپ اپنے لشکر مین ہونگی ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکال لو
شاپور نے سوزن زبان سے نکال ملکہ نے اب جو ہاتھ ہلایا قفس کے ٹکڑے اُڑ گئے ملکہ نے کہا کہ اے
شاپور شکر ہی کہ تمنے اب بھی ہماری خبر لی جب ہم تجسے رخصت ہو کر آئے شدید اور والد سے
سحر ہو رہے تھے مین بھی جا کر لڑی شدید نے مجکو گرفتار کر لیا جب مجھسے سوال وصل کیا تب مینے
کلمات سخت کہے اُسنے مجکو قید کیا اے شاپور دیکھو تو اس وقت کیا قیامت برپا کرتی ہون کہا
تم الگ ہو جاؤ مین جاتی ہون پہلے شاہزادہ والاقدر کو رہا کرون اُسکے بعد میان شدید کی
بھی خدمتگزاری کرون یہ کہکے بلند ہوئی اُس خیمے مین آئی کہ جہان ایرج نوجوان قید تھا
مسلسل و مطوق بیہوش ہین دشمنون لے ابتک ہوشیار نہین کیا تڑپ کر ملکہ خوش چشم نے
ایرج کو ہوشیار کیا سحر شدید کا اُترا ایرج نوجوان کی جو آنکھ کھلی معشوقہ کو قریب پایا ملکہ نے
کہا کہ آپ تلوار کھینچکر آئیے مین جا کر شدید پر گرتی ہون ایرج کو تلوار دی ایرج نوجوان تلوار
کھینچکر ننگے ہمراہ ہوا ن شدید سے لڑنے لگے شدید بلندر کاب اپنے خیمے مین پڑا سورہا تھا مگر
باطن مین جاگتا تھا اسنے دیکھا کہ آسمان پر برق چمکی خود بھی سحر کرنے لگا ملکہ خوش چشم کڑک کر آئین

شدید بلندر کاب نے سحر کیا ملکہ کو ہوا نے ہٹایا خوش چشم کو دیکھ کر گھبرا گیا باہر نکلا نعرہ ایرج کی آواز کان میں آئی حیران تھا کہ یہ کیا ہوا اُٹھا کر ایرج کو گولہ مارا ایرج نے انگشتر چمکائی گولہ پھٹ کے گرا ملکہ بھی زمین پر آئیں ایک طرف سے ملکہ نے سحر کیا ایک طرف ایرج نوجوان لڑتے جاتے ہیں ہلڑ جو ہوا حیران کو ہرکاروں نے خبر دی کہ آپ کی صاحبزادی شدید بلندر کاب سے لڑ رہی ہیں ایرج نوجوان شمشیر زنی کر رہے ہیں حیران جادو چلا اُس وقت آ کر پہونچا کہ شدید نے ملکہ خوش چشم کو زخمی کیا ہے ایرج کے مقدمے میں دریافت کر رہا ہے کہ کیا باعث ہے اس جوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا کہ حیران جادو کے نعرے کی آواز آئی نعرۂ حیران کی صدا سُنکر شدید گھبرایا دریافت نہ کر سکا کہ کس باعث سے ایرج پر سحر تاثیر نہیں کرتا سحر کرنے لگا حیران پر بھی جاپڑا دستک دی کہ برق چمک کر گری حیران کا بھی سر زخمی ہوا شدید بلندر کاب تیغ کھینچکر چلا کہ حیران جادو کا سر کاٹ لوں شاپور شیر دل ایک گوشے میں کھڑا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا تھا ایک جادوگر کی شکل بنکر جھپٹا پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ کیا کہنا حیران کا سر کاٹ لیجیے معشوقہ پر قبضہ ہو شدید نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر تعریفیں کرتا ہوا آتا ہے گولہ اُسکے ہاتھ میں ایک جھولی ڈالے ہے قریب آ کر کہا کہ واہ کیا کہنا خوب خوب سحر آپ نے کیے افراسیاب کے سامنے آپ کے اوصاف بیان کرونگا تمام عالم میں آپ کا نام ہے دیکھیے طرف سے طلسم ہوش ربا کے ابر تیرہ و تار اُٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آپ کی مدد کو آتا ہے شدید بلندر کاب خوش ہو گیا سمجھا کہ افراسیاب ہمہ دان ہمہ گیر ہے کسی کو میری مدد کو بھیجا ہوگا یہ سوچ کر پلٹا شاپور شیر دل تو برابر پہونچ چکا تھا خنجر مارا شدید کا شکم چاک قصہ پاک جتنے جادوگر حیران کے اسکے شریک ہو گئے تھے سب پر سے سحر اُترا عذر کرتے ہوئے دوڑے حیران سے منتیں کرنے لگے کہ اے شہریار معاف کیجیے گا ہم سب اپنے ہوش میں نہ تھے حیران نے بھی قدموں پر ایرج کے سر رکھا اپنی بارگاہ میں لایا خوش چشم ایرج نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تمکو طلب کرینگے شکر ہے کہ شدید مارا گیا ہرچند حیران جادو نے کہا کہ میں ہمراہ چلوں لشکر تک تو آپ کو پہونچا دوں ایرج نے کسی طرح قبول نہ کیا چند عیار ساتھ اپنے ساتھ لیکر طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوئے کوئی دس کوس چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار چالیس ہزار فوج پشت پر ایرج کی خبر دریافت کرکے اُتر پڑا کہلا بھیجا کہ

او نبیرۂ حمزہ فولاد فولاد شکن کو ہی تمہارے ہاتھ سے مارا گیا چالیس عزیز ہمارے اُسکے ساتھ قتل ہوئے
فولاد ہمارا چچا تھا اب ہمکو معلوم ہوا کہ تم اس حوالی مین آئے اب بھلا یہانسے زندہ بچ کے جاؤ گے اگر
اپنی جانبری چاہتے ہو تو وہاں سے ہاتھ باندھ کے چلے آؤ ہم جان بخشی کرینگے ورنہ سر میدان ہمسے
اور تمسے مقابلہ ہو جسکو خدا وند لقا دے وہ لے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا کہ تمہاری موت کا
پیغام ہی جب تو تمہارے دماغ مین یہ بات سمائی ہی طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار مین آؤ سمجھا جائیگا
اور جو تمسے ہوسکے قصور نہ کرو اوراق کوہی یہ جواب سُنکر بہت جھلایا کہا مین قتل فولاد فولاد شکن
سے نہین ہون یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ایرج نوجوان نے بھی خبر سُنی یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی
ایرج کے ساتھ فوج بہت کم ہی رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار
مین آئے اوراق کوہی نے گینڈا اپنا صف سے نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا ایرج نے بھی گھوڑا
اپنا بڑھایا مقابلے مین اوراق کے آئے بعد گفتگو نیزہ چلنے لگا شاپور شبیر دل کم ہونے سے
فوج کے بہت گھبرا رہا ہی تھوڑی دیر کے بعد ایرج نے اُسکا نیزہ نکالا اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے بڑھ بڑھ کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
شام تک ایک طور پر کشتی ہوئی ایرج نے جی چھوڑ دیے اوراق کوہی کا شیرازہ کھل گیا
کانپ رہا ہی ہر جزو بدن پر صدمہ پہونچا جب شام ہوئی تو اوراق نے کہا کہ او نبیرۂ حمزہ بس
اب لڑ چکے رات کو جاکر آرام کرو صبح کو پھر مقابلہ ہوگا ایرج نوجوان نے کہا کہ روشنی کرا دو رات
کا دن ہو جائے اوراق کوہی نے کہا کہ مین رات کو نہ لڑونگا یہ کہکے چھوڑ کے الگ ہوا ہر چند
ایرج کہتے ہین کہ ہمارا دستور نہین حریف کو چھوڑین پہر دو پہر مین حال غالب و مغلوب کا کھلیگا
اوراق کوہی کہتا ہی کہ مین ہرگز شب کو مقابلہ نہین کرتا یہ کہکے گینڈے پر سوار ہوا کہا اب کل
سمجھ لینگے ہم کیا کسی سے کم ہین یہ کہتا ہوا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا شاہزادہ ایرج ناچار پلٹ آئے
لیکن اوراق کوہی جو لشکر مین آیا سر جھکا کر بیٹھا افسران فوج نے آکر عرض کی کہ اے شہریار کیا سبب
ہی آج آپ کو نہایت پریشان پاتے ہین نبیرۂ حمزہ کو کیسا پایا اوراق نے کہا کہ یارو کیا بیان کرون
نبیرۂ حمزہ بہت زبردست ہی اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجکو زیر کرکے لیجاتا لات و منات نے
مجکو بچایا حیلہ کرکے چلا آیا اب اگر مقابلہ پڑیگا تو ضرور مجکو زیر کرکے لیجائیگا سرداروں نے عرض کی

کیا مجال غلامان جانباز جانبازی کو حاضر ہین اوراق نے کہا کہ جب مجھپر وہ غالب آیا تو تمہاری کیا
حقیقت ہو سب نے عرض کی کہ ہماری صلاح یہ ہو آج رات کو شبخون ماریے اس بات کو اوراق
نے پسند کیا سات ہزار کا لشکر ساتھ ہو جوان بڑے بڑے قد کے دوپہر رات گئے سب لشکر تیار کیا
شبخون لیکر چلے یہان چند سوار طلایہ دے رہے ہین کہ اوراق کوہی آگرا قتل کرنا شروع کیا جب
ہنگامہ ہوا شاپور شیر دل نے ایرج کو جگایا ایرج گھبرا کر اُٹھے ہتھیار لگائے گھوڑے پر سوار ہوکے
نکلے نکل کے نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقران عجم و آفاق گیر نعرہ
کرکے لڑنے لگے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو جوانون کو چشم زدن مین مار کر ڈالدیا اوراق نے
نعرۂ ایرج نوجوان کی صدا سُنی تھرا گیا کہا لو یارو غضب ہوا وہی شوم دست آتا ہو پہلوانون
نے کہا کہ چلیے گھیر لین کئی سو پہلوان ملکر آگئے اوراق کوہی نعرہ کرکے بڑھا ایرج نے جو اوراق کو
آتے دیکھا مثل شعلۂ جوالہ جاپہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے روک کر ہاتھ مارا اُسکا
سر زخمی ہوا دو تین پہلوان ایرج کے ہاتھ سے مارے گئے آخر کو ہیون کو شکست فاش ہوئی ایرج
نے دو کوس تک پیچھا کیا پڑاو آکے لوٹ لیا اب کوہی لوگ دم شکست خوردہ بھاگے شاپور شیر دل
نے ایرج نوجوان کو دکا ایرج فتح کرکے پلٹے اُسی مقام پر آکر داخل بارگاہ ہوے مگر اوراق
شکست کھا کے بھاگا ایک مقام پر جا کر اُترا اوراق کوہی رونے لگا سرداروں سے کہا کہ یارو
غضب ہوا اب کیا تدبیر کرون عیار اسکا مسواق کوہی ہو اُسنے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر
ایرج کو پکڑ لاؤن اوراق نے کہا کہ اے مسواق اگر ایسا کریگا تو تو نے گویا میری سلطنت بچائی
عیار اُسی وقت روانہ ہوا لشکر مین ایرج کے آیا کسی سے دریافت کیا تو معلوم ہوا بیچ مین
جو بارگاہ ہو اُسی مین سردار رہتا ہو مسواق کوہی پشت بارگاہ ایرج پر آیا نقب کھودنے لگا
تھوڑہ نقب کا پہر رات رہے بارگاہ ایرج مین توڑا ایرج کو آکر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر
اُسی نقب سے لے نکلا بھاگا بھاگ جاتا ہو اوراق کوہی رات بھر جاگا صبح کو آواز زنگ کی
بلند ہوئی دیکھا کہ مسواق کوہی پشتارۂ ایرج لیکر پہونچا اوراق نے کہا کہ ارے ایرج
کو لایا مسواق نے کہا کہ آہنگرون کو بلاؤ آہنگرون نے آکر ایرج نوجوان کو مسلسل و مطوق کیا
اوراق نے اُسی وقت ایک عرضی لکھی مسواق سے کہا خدمت خداوند مین لیجاؤ ہم وہین قید لیکر

آتے ہین جیسا حکم خداوند ہوگا بجا لائینگے یہ دختر زادہ خداوند لقا ہی اسی وجہ سے جرأت مین یکتا ہی
مسواق کوہی عرضی لیکر چلا صبح کا وقت ہی لقا تخت پر بیٹھا ہی تمام اہالیان دربار جمع ہین یہ
ذکر ہو رہا ہی کہ عرصہ دراز سے کوئی ساحر طرف سے طلسم ہوش ربا کے نہین آیا شدید بلند رکاب
ایرج کو طلسم ہوش ربا مین لیگیا افراسیاب نے قتل کیا ہوگا عیار نورالدہر بن بدیع الزمان
شبرنگ بن عمرو بصورت مبدل ایک طرف حاضر ہی خبر لے رہا ہی کہ چوبدار نے عرض کی کہ دروازے
پر ایک عیار حاضر ہی حکم ہوا بلالو مسواق اندر آیا لقا کو سجدہ کیا سب حال اوراق کوہی
کا زبانی بیان کیا کہا کہ مین ایرج کو گرفتار کر کے قید کرا آیا ہون جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن
لقا نے جھوم کر کہا کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا کہان ایرج کو قدرت نے گرفتار کرایا
ای مسواق کوہی نامہ لکھنے مین دیر ہوگی قدرت زبانی حکم دیتے ہین کہ اپنے آقا سے کہنا قید
جلد لیکر یہان آؤ فوراً قتل کرینگے مسواق کوہی روانہ ہوا شبرنگ نے جو یہ خبر پائی بھاگا
لشکر مین آیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان برائے تسلیم صاحبقران اپنی بارگاہ
سے چلے تھے کہ شبرنگ سامنے سے آیا نورالدہر نے پکار کر کہا کہ ای یار وفادار آج تو
ایسے ایسے خوش خوش آتے ہو کیا کوئی عمدہ خبر لائے ہو شبرنگ نے عرض کی کہ ای آقائے نامدار
وای مولائے قدر شناس ایرج نوجوان کو شدید بلند رکاب لے گیا تھا جا بجا معرکے بڑے
وہ مقامات فتح کیے اوراق نے گرفتار کر لیا حکم لقا گیا ہی کہ زندہ ہمارے سامنے لاؤ یہ حکم
لیکر مسواق روانہ ہو گیا چلکے اوراق کو ماریے تاجزادے پر احسان رکھیے وہین سے
نورالدہر نے کہا گھوڑا لاؤ مرکب تیار ہو کے آیا طہماس بھی گینڈے پر سوار ہوا چند سرداران
رفیقان نامدار بھی ساتھ ہوئے بعد قطع منازل وطی مراحل قریب لشکر اوراق کے پہونچے کوہ
کے اُس پار اوراق کوہی ہی شام ہو چکی تھی کہ طہماس سے کہا بڑے شرم کی بات ہی کہ رات
کو جا کر اُس سے مقابلہ کرین صبح کو سمجھا جائیگا اس رائے کو سب نے پسند کیا ایک نخل کے سایے مین
اتر پڑے وہان اوراق کوہی کہ رہا ہی کہ کل لشکر خداوند مین پہونچ جائینگے رات کو عیار آکر
پہونچا کہا کہ ای اوراق کوہی قدرت نے تقدیر کر کے اس جوان کو گرفتار کرایا آپ کو قدرت
نے بلایا ہی اس جوان کو دار پر کھینچیے گا طرۂ پیغمبری ملیگا اوراق خوش ہو گیا طرۂ پیغمبری کے

ملنے کی خوشی مین رات بھر نہ سویا چار گھڑی رات رہے سوار ہوا ایرج کو ارابے پر سوار کر لیا
لیکر چلے کہ ایک کوس بھر پر نکلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان کو دیکھا غزال چشم شیر خشم
بہادر یکتا ایک جوان مثل فیل مست جھومتا ہوا پشت پر جوان حسین کے چلا آتا ہے اور بھی کئی جوان
لباس ہاے معقول پہنے ہوے خود ہاے زرین سر پر گھوڑون کو ڈالے ہوے آتے ہین اوراق
نے کہا کہ تو صاحبو پیغبری کو میری اوج ہوا یہ فرشتگان رحمت آتے ہین اب مجکو مژدۂ پیغبری
سنائینگے نور الدہر نے دہن سے نعرہ کیا کہ او نامرد غضب کیا نبیرۂ صاحبقران کو مکر و فریب
کرکے گرفتار کر لیا اُسپر یہ ناز ہے منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ
زمرد بے ایمان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران
بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + نعرۂ شیر کی صدا بلند ہوئی نخل کانپے طائر
آشیانون سے اُڑے اوراق کوہی نے جھلا کر گینڈا بڑھایا کہا یارو ان چند دست و پا شکستہ
سے کب خوف کرتا ہون اسکی بھی مشکین باندھ کے لاتا ہون گینڈا چمکا کر مقابلے مین نور الدہر کے آیا
آتے ہی نیزہ مارا نور الدہر نے سنان کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑ کے پھینکدیا اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بہ آسیب سپر اسکے وار کو رد کیا اور قبضہ پر ہاتھ ڈالا شمشیر خار افگن
سلیمانی نیام انتقام سے نکلی صاف ظاہر تھا کہ ناگنی کیچلی جھاڑ کے نکلی یا برق جہندہ پردۂ سحاب سے
باہر آئی آنکھون کے نیچے اوراق کے اندھیرا آگیا نور الدہر نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اُسنے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے شب فراق عاشقان کٹی
سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا تو قبہ سپر پہ چلی تھی یا زمین کو تلوار نے آکر بوسہ دیا زمین سے گرد اُڑی
نور الدہر نے نعرۂ شیرانہ کیا کوہیون نے جو دیکھا کہ اوراق کوہی کے اوراق حیات پراگندہ ہوے
سات ہزار جوان ہین چند کس کو دیکھکر دوڑے نور الدہر نے تلوار چمکائی پشت پر سے نعرہ ہوا
کہ منم ہژبر بُرِ قہر جثہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور
ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منم صدران ماہ منظر درناج در در گوش زرہاب خان مُبین خان
تو سر دار جو آکر گرے طہماس نے جو ساطور ہلایا دس دس کے سر اُڑے مگر ایرج نے جو نور الدہر
کو دیکھا بیقرار ہوگیا جی مین کہتا تھا کہ ایسی رہائی سے موت بہتر ہے یہ کشتی گیر زادہ کیون آیا

چاہتے ہین قید تو ڑون نہین ٹوٹتی ایک کوہی نے چاہا قیدی کا سر کاٹ لون پلٹ کے ہاتھ مارا
ایرج نے دونون ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی اب تو ایرج نے سمٹ کر قید کو توڑا اپنے مقام سے
اُٹھے ایک کمیدان نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے اُسکی تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے طرف
آسمان کے پھینکا چور رنگ ہوائی کا ٹا اڑتا ہوا ایرج بھی چلا کئی پہلوانون کو بڑھ بڑھ کے للکارا
علم فوج کو سرنگون کیا کفار کا نشان شکست ظاہر ہوا کئی پہلوانون کو ایرج نوجوان نے لڑ کر مارا
جھلا جھلا کے جو نعرہ کیا پکار کر کہا کہ اوراق کوہی کو کیا مارا مُردے پر ہاتھ اُٹھایا مردان عالم سے
چار آنکھین کرے تو معلوم ہو ایسے مُردون کو مارا تو کیا یہ کان مین آواز نورالدہر کے آئی پلٹ کر
دیکھا کہ ایرج بڑے زور و شور سے لڑتا ہوا آتا ہے نورالدہر نے جو یہ سُنا پکار کر آواز دی کہ
زیادہ زبان درازی نہ کرو اگر ہم نہ قید سے چھڑاتے تو کیونکر جان بچتی ایرج نے جھلا کر کہا کہ
او کشتی گیر زادے معاملہ طلسم فراموش کیا بادشاہ طلسم کو مارا تمکو رہا کیا نورالدہر نے کہا زبان
کو بند کرو ایرج نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر جب تک سپر اُٹھائین برق شمشیر چمک کر
گری سر نورالدہر کا زخمی ہوا نورالدہر نے زخم سر کو تھام کر ہاتھ تیغے کا مارا سر ایرج کا بھی زخمی ہوا
طہماس ہان ہان کرکے بڑھا ایرج نے ایک ہاتھ مارا طہماس کا شانہ جھول پڑا ایرج نے سب
سردارون کو زخمی کیا شیدائے کوہی بارہ ہزار سوارون سے برائے مدد لقا چلا تھا اسوقت
آکر پہونچا کہ اسنے دیکھا صدہا کوہی مرے پڑے ہین چھ سات جوان سر زخمی جھوم رہے ہین بڑھ کر
شیدائے کوہی نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ نورالدہر و ایرج آپسمین زخمی ہوئے سات
سردار نورالدہر کے زخمدار ہین یہ سُنتے ہی شیدائے کوہی نے آواز دی کہ ان سب کو گرفتار
کرلو چار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے زخمی تو یہ سب ہو ہی چکے تھے حلقہ ہائے کمند مار کر گرفتار کر لیا نو
آدمی گرفتار ہوئے شیدائے کوہی نے سب کو مسلسل و مطوق کیا بارہ ہزار سوار اپنے جیسی ہزار
اوراق کوہی کے اب فکر ہوئی کہ کہان اُترین وقت آخر ہے ہرکارون نے کہا کہ یہان سے تھوڑی
دور پر ایک باغ ہے وہان چلکر اُتریے شیدائے کوہی چلا دیکھا کہ حقیقت مین چہار دیواری پختہ
دروازہ باغ کا کھلا ہے ایک امر ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ شاپور عیار ایرج نوجوان
و شبرنگ عیار نورالدہر جب اُنھون نے دیکھا کہ مالک ہمارے گرفتار ہوئے صورتین بدل کر لشکر لقا مین

مل گئے ان سب کے ساتھ یہ بھی باغ مین آئے شیدا نے دیکھا کہ باغ وسیع چمن ہاے طولانی بیچ باغ مین ایک چبوترہ بلور کا مثل برق چمک رہا ہی ایک طرف آکر شیدا نے فرش بچھوایا ساتھ والون نے کمرین کھولین قیدیون کو بھی ایک چمن مین بٹھا دیا کسی طرح کا خوف نہین ناچ دیکھا کیا شراب پی کے سو یا ایکے ساتھ والے بھی جھلے ماندے تھے سب سو رہے ایرج نوجوان دلیر رالد مر جاگ رہے ہین شاپور دشبر نگ بن عمرو بھی آئے ہین اس فکر مین ہین کہ اپنے آقا کو رہا کرین یکایک باغ مین ایک ہوا سرد چلی دیکھا کہ بلور کے چبوترے پر خود بخود فرش مشجر بچھ گیا لالٹینین بھی روشن ہو گئین اب تو دونون عیار بغور دیکھ رہے ہین تھوڑے عرصے مین کچھ برقین چمکین ہواے سرد چلی دیکھا آسمان سے تخت پر ایک جادوگر گرد چند ملازم مگر ملول و حزین سر جھکائے ہوے آکر پہونچا مسند پر بیٹھا خدمتگارون سے کہا کہ اُس ظالم سرکش کو لاؤ اپنا حال دل بیان کرون اب تو لبون پر دم ہی عجب عالم ہی کس سے کہون کیا حال دل بیان کرون راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر گذرتی ہین فراق لغیب عیش و راحت سے دور رنج و غم کے قریب کوئی ساعت ایسی نہین کہ آرام ملے اصل یہ ہی **نظم**

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا
لالہ سان داغ اُٹھانے کو ہوے ہم پیدا

ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہی
ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا

مین جو روتا ہون مرے زخم جبا ہنستے ہین
شادی و غم سے کیا ہی مجھے توام پیدا

چاہنے والے ہزارون نئے موجود ہوے
خط نے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا

درد سر مین ہو کسی کے تو مرے دل مین ہو درد
واسطے میرے ہوا ہی غم عالم پیدا

زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے
شادمانی مین ہر آن حالت ماتم پیدا

آسمان شوق سے تلوارون کا مینھ برسائے
مہ نو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا

کام اپنا نہ ہوا جب کبھی ابر و سے
گیسوے یار ہوے درہم و برہم پیدا

شبہ ہوتا ہی صدف کا مجھے ہر غنچے پر
کہین موتی نہ کرین قطرہ شبنم پیدا

چپ رہو دور کرو منھ نہ مرا کھلواؤ
تا قلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا

قلزم فکر مین ہر چند لگائے غوطے
دُر مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا

دوست ہی دشمن جان ہو گیا اپنا آتش
نوش دارو نے کیا یان اثر سم پیدا

[illegible] مضمون [illegible] پیدا

مصاحبون نے کہا کہ حضور صبر کرین معشوقہ راضی ہو جائیگی آپ کی آہ تاثیر کریگی لیکن دیکھیے آج باغ
مین یہ کون لوگ اُترے ہوئے ہین جادوگر نے کہا کہ مجکو پہلے ہی معلوم ہوا میرا کسی کام پر دل نہین لگتا
ہو مسافر ہین رات کو رہینگے کل چلے جائینگے مصاحبون نے کہا کہ ہمنے عرض کردیا ان لوگون کے ساتھ کچھ
قیدی بھی ہین اُسنے کہا کہ یارو کیا کہون بقول شاعر بہت کیلئے کیا خاک کوئی رو سکے + دل
ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے + یہ کہکر وہ ساحر بہت رویا دو خدمتگار جو گئے تھے وہ ایک قفس آہنی
لیکر آئے قفس مین ایک معشوقہ مہ چہرہ آنکھین نرگس شہلا دہن غنچۂ باغ حسن وجمال ابرو رشک ہلال
یا خنجر آبدار یا کھنچی ہوئی تلوار تیر مژگان برائے خلش دل عاشقان مثل سوزن آنکھین رہزن
شکم صاف وشفاف سینے پر اُبھار دو نون ہونٹھ مسیحا دندان سلک دُر یکتا کمر بقول نکتہ سنجان باریک مثل
عدم یا رگ گل کیسے یا طائر عنقا تمام اعضا درست لیکن مغموم و رنجور و سرنگون نقش پا تاج سر
عاشقان کس کس شی کی اُسکے تعریف کرون سب طرح سے چست و چالاک اس ساحر کا مرطوب جادو
نام ہو اُٹھ کھڑا ہوا قفس کو لیکر برابر مسند کے رکھا قفل کھولا کہا صاحب آؤ بیٹھو اُسنے آنکھون مین
آنسو بھر کر کہا کہ او ظالم مار ڈال مین تو جان دینے پر آمادہ ہون کیون نہین قتل کر ڈالتا جو تو
چاہتا ہو وہ کبھی نہ ہوگا ای مرطوب جادو کیون مجھپر بدعت کر رکھی ہو ایک دانہ آتش کا پڑھکر
مار دے کہ جلکر خاک ہو جائین اس کشاکش سے مہلت پائین قفس مین ہمکو بند کیا مثل جانورون کے
پنجرے مین رہتے ہین جفا و مصیبت سہتے ہین مرطوب منتین کرنے لگا کہتا ہو کہ ای ملکۂ عالم خطا تو مجھسے
سرزد ہوئی مین خود محجوب ہون کسی سے بات کرنے کو دل نہین چاہتا کہ کوئی اور ہمارے پہلو مین
بیٹھے ملکہ نے کہا کہ ہمین جو کچھ کہنا تھا کہ چکے شاپور نے جو یہ معاملہ دیکھا گرتا پڑتا قریب چبوترے کے
پہونچا بیخ نخل سے لپٹا ہوا بیٹھا ہو کہ ایک کنیز سوسن نامے بولا کرواسطے پیشاب کے اُٹھی جہان
شاپور بیٹھا تھا وہین آکر واسطے پیشاب کے بیٹھی شاپور نے حباب مارکے اُسکو بیہوش کیا
کھینچکر کنارے لایا سوسن کی شکل بنکر تیار ہوا خرامان خرامان محفل مین آیا آکر بیٹھا فکر مین ہو کہ مرطوب
کو بیہوش کرون جب مرطوب نے بہت منت کی ہاتھ باندھے اور ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا سوسن نقلی
جھٹ اُٹھی حضور ناحق آپ اسقدر بیقرار ہین میری طبیعت کو انتشار ہوتا ہو اگر حکم ہو تو ملکہ کو
واسطے بارہ دری مین لیجاؤن موافق اپنی عقل کے سمجھاؤن یقین تو یہ کہ راضی کرکے لاؤن یہ سنتے ہی

مرطوب خوش ہو گیا کہا کہ ای سوسن اگر اس سرکش کو راضی کرو تو مجہپر احسان ہو گا جو مانگو وہ دون
سوسن نے قفس اُٹھا لیا گوشے مین آکر قفس رکھا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا کہ ای ملکۂ عالم آپکا نام نامی
و اسم گرامی کیا ہی اور یہ کیا معرکہ گذرا مجہسے مفصل فرمائیے اُس مصیبت زدہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی
کہا کہ ای ہمدرد یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی زمین آباد رعایا دلشاد بادشاہ وہان کا دارا ب
صف شکن مین بدنصیب موسوم بہ حسن دلکشا اُسکی دختر بلند اختر ہون ایک دن شب کو سوتی تھی
کہ عالم خواب مین ایک جوان رعنا کو دیکھا خلیق و حسین و جمیل و صفدر و صف شکن جوان تیغ زن مگر
دیکھا کہ ایک قید خانے مین بیٹھے ہین ایک جوان صاحب سطوت آیا لاٹھ پڑا اُس شخص کو مارا وہ جوان
چھوٹا مگر پھر کسی افتاد مین قید ہو گیا مین اس سوچ مین صبح کو حیران و پریشان کوٹھے پر کھڑی تھی
کہ یہ جادوگر پہنچا مجکو اُٹھا لایا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کہ بدعتین کرتا ہی مجھے اُسی جوان کی یاد ہی
یہ اپنی ہی کہے جاتا ہی یہ سنکر شاپور شیر دل نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جس جوان کا آپ نے پتہ دیا
وہ میرا آقا ہے نامدار ہی شیدا ہے کو ہی نے قید کیا ہی مین اُسکی رہائی کی فکر مین آیا ہون تمکو دیکھ
دل بیقرار ہوا کنیز بنکر یہان آیا آپکو اس حال مین دیکھا مین اپنے آقا کے رہا کرنے کی فکر مین ہون
لیکن اب آپ ایک کام کیجیے مین ابھی چلکر اُسکو مارے لیتا ہون اتنا فقط زبان سے کہیے کہ مین خود
تمپر عاشق ہون تیری بدعت سے مجکو نفرت ہی مین تھوڑی دیر مین اُسکو قتل کر ڈالونگا یہ سنکر ملکہ نے
کہا کہ برادر تمنے اس وقت وہ مژدہ دیا کہ جی چاہتا ہی جان تمپر نثار کرین لیکن میرے مُنہ سے یہ کیونکر
نکلیگا کہ مین تجہپر عاشق ہون شاپور شیر دل نے کہا کہ بے اسکے نہ بنیگا آخر بمجبوری ملکہ راضی
ہوئین شاپور پنجرہ لیکر محفل مین آیا مرطوب جادو سے کہا کہ واہ سبحان اللہ آپ نے کیا کا رنمایان
کیا یہان مقدمہ کچھ اور ہی مین نے اچھی طرح دریافت کیا بہر نوع ہم سمجھ لینگے شاپور شیر دل نے
کہا کہ چرچا شراب کا کیجیے مرطوب جادو نے حکم کیا گلابیان آنے لگین شاپور اُلٹ پلٹ
کر کے بیہوشی ملا رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک جادوگرنی طاؤس پر سوار چند کنیزین بھی
ساتھ گھبرائی ہوئی آکر پہونچی مرطوب جادو نے کہا کہ کیون بہن گلپوش اس وقت کیونکر
آنا ہوا گلپوش نے کہا کہ بھیا جب سے کوہ عقیق پر مسلمان آئے اور جادوگرون پر آفت آئی
ہزارہا جادوگر مارے گئے مین نے ایک دن مشقت کر کے سب عزیزون کے نام لکھے ایک گلدستہ بنایا

سب کے نام کے اُسمین پھول رکھے کہ جس عزیز پر کوئی آفت ہوگی پھول اُسکے نام کا مرجھا جائیگا آج شام
سے دیکھتی ہون کہ تمھارے نام کا پھول مرجھایا جاتا ہے مین نے پانی چھڑک چھڑک کر اُسکو شگفتہ کیا
آخر اس وقت نہ چین پڑا دوڑی آئی کہ جا کر اپنے بھائی کو دیکھ آؤن دیکھو بھائی تم معشوقہ بھی سرکش
لائے ہو وہ تمسے راضی نہین ایسا نہو کہ اسی کی ذات سے کوئی فتور پیدا ہو مرطوب جادو نے
کہا کہ نہین ہمشیرہ اسکی طرف سے کون آنیوالا ہے بارہ کوس پر اسکا قلعہ بالائے کوہ ہے ایک کنیز بھی
ساتھ نہین لایا کچھ سحر مین فتور ہوا ہوگا گلپوش نے کہا کہ بھیا مین کیا کہون مذہب مین ہمارے بڑی
احتیاط ہے نجوم مین اسی واسطے ہم لوگون نے دخل پیدا کیا ہے کہ اپنی جان کی حفاظت کرین ہم لوگون کو
کوئی مار نہین سکتا اگر لات و منات بھی ارادہ کرین تو مشکل پڑے مین اب جاتی ہون میری بات
کا خیال رکھنا شاپور شیر دل یہ باتین سُنکر کانپ رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہو مرطوب کو جلدی ہے کہ یہ
ملعونہ جائے تو مین اپنی معشوقہ سے وصل حاصل کرون آخر گلپوش اُٹھی اپنے مکان پر آئی اُس گلدستے
کو دیکھا پھول کو مرجھایا ہوا پایا گھبرا گئی پھر پر پرواز پیدا کر کے چلی یہ تو آسمان پر اُڑی آرہی ہے یہان
شاپور شیر دل نے چند اشعار عاشقانہ گا کے پہلے جام بھر کر مرطوب کو دیا مرطوب جادو کا
پینا تھا کہ سب پینے لگے شاپور شیر دل نے پھر جام لبریز کر کے ملکہ کو دیا اور کنیزین جو بیٹھی تھین
اُن سب کو بھی جام پلائے مرطوب بیٹھے بیٹھے بلبلا یا گھبرا کر کہا کہ اے سوسن صد زبان آج تو نے
بڑا احسان کیا میری معشوقہ کو راضی کر دیا مین تیرے گرد پھرونگا یہ کہکے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی
لڑکھڑا کر گرا سب کنیزین بھی گر کر بیہوش ہوئین شاپور شیر دل تڑپ کر اُٹھا ایک خنجر مارا مرطوب
کا شکم چاک قصہ پاک ایک دندناتا ہوا گلپوش آسمان سے دیکھ رہی تھی کہ کان مین آواز آئی کُشتی مرا
نام من مرطوب جادو بود گلپوش جادو نے گھبرا کر آسمان سے دیکھا کہ بھائی کا لاشہ تڑپ رہا ہے
منہ پیٹ لیا تڑپ کے گری شاپور پر سحر کیا شاپور کے پاؤن زمین نے تھام لیے گلپوش
اُتری کہا کہ او ظالم تو کون ہے میرے بھائی کو کیون مارا ہائے میرا دل دھڑک رہا تھا اُس کمبخت
کے خیال مین نہ آیا مین کہتی تھی کہ تیرا وقت مرگ قریب آگیا ہے اُس ظالم کو گھمنڈ تھا آخر کو مارا گیا
سچ بتا کہ تو کون ہے کیون میرے بھائی کو قتل کیا شاپور شیر دل نے کہا کہ مین عیار ہون لشکر اسلام
کا اس طرف گذر ہوا اسکو قتل کیا ہم عیارون کا یہی کام ہے گلپوش نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین

جو یہان اُترے ہوے ہین شاپور نے کہا کہ یہ سب مسافر ہین یہان بھی اُتر پڑے اب گلپوش
شاپور کو لیکر بیٹھی کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا گلپوش نے دیکھا کہ جو لوگ اُترے ہوے تھے کمرین
باندھ کر جانے لگے گلپوش دیکھ رہی ہو ایرج و نورالدہر کو جو اُرابے پر سوار کیا اسکی نگاہ جمال
بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی دل و جان سے عاشق ہوئی اب دل نے چاہا کہ انکو روک کر ملکہ
حسین دلکشا اُسی طرح قفس مین قید ہین گلپوش دیکھ رہی ہو کہ افسر لشکر شیدائے کوہی گینڈے
پر سوار چاہتا ہو سب کو لیکر باغ سے نکلون گلپوش نے سحر کیا ایرج اُن سب سے علیحدہ ہو گئے
شیدائے کوہی جب باہر نکلا دیکھا کہ ایک قیدی نہین ہو گھبرا گیا کوس بھر بڑھ کے اُترا سمند کوہی
عیار سے کہا کہ ذرا تلاش تو کر ایرج کو کون لیگیا سمند کوہی چلا حیران ہو کہ حقیقت مین بکا یک
قیدی کہان غائب ہوا شبرنگ بن عمرو بھی لشکر مین خدمتگار بنا ہوا داخل تھا بکایک ہلڑ سُنا کہ
ایرج غائب ہو گئے شیدائے کوہی نگہبانون پر غصہ کر رہا ہو شبرنگ پلٹ کے باغ مین آیا
دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہو اور ایک نازنین بھی قفس مین ہو شاپور کو بھی مسلسل و مطوق پایا وہ
ساحرہ ایک لاشے کے اُٹھانے کی فکر کر رہی ہو شبرنگ ایک گوشے مین چھپا گلپوش نے چند کنیزون
کو حکم دیا کہ لاشہ بھائی صاحب کا لیجا کر جنگل مین جلاؤ ہم بھی وقت پر آئینگے جب کنیزین لاشہ مرطوب
کا لیکر چلی گئین تو دیکھا اُسی مقام پر ایرج نوجوان ظاہر ہوے وہ ساحرہ منتین کرنے لگی شاپور
سے اشارہ کیا کہ اسکو راضی کر دو مین تمکو رہا کر دونگی شاپور نے جو یہ پہلو پایا کہا کہ حضور مجھے
رہا کر دین مین ابھی اسکو راضی کر دونگا گلپوش نے کہا کہ او ظالم تجھسے خوف معلوم ہوتا ہو کہ تو نے
بھائی صاحب کو جھٹ پٹ قتل کیا شاپور نے کہا کہ حضور اُنھون نے میری قدر نہ کی آپ تو
قدردانی فرماتی ہین آپ کے ساتھ کبھی برائی نہ کرونگا شبرنگ نے گوشۂ باغ سے یہ سب باتین
سُنین سوچا کہ مین اپنا رنگ جماؤن اس ملعونہ کو قتل کرون میرے آقا کا انپر احسان ہو یہ سوچ کر
کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک کٹھے برہمن کی شکل بنا دوڑا ہوا سامنے گلپوش
کے آیا کہا کہ حضور فریاد کرنے آئے ہین مرگھٹ قریب تھا کنیزون نے چاہا کہ آپ کے بھائی صاحب کا
لاشہ جلائین زمیندار دہانکا کہتا ہو کہ ساحر کا لاشہ نہ جلانے دینگے ساحر کے جلنے سے زمین نجس
ہوتی ہو لیکن ہمیشہ سے ہماری برت ہو آپکے پر دادا کو جلایا سب کا کریا کرم کیا آج کیا یہ

نئی بات ہی کہ جو زمیندار ر و کتا ہی گلپوش نے کہا کہ زمیندار کو کیا دخل ہی ادھر کی سب زمین ہمارے
قبضے مین ہی برہمن نے کہا کہ ذرا گھڑے گھڑے حضور چلین زمیندار کو سمجھا دین پھر ہم سمجھ لینگے یہ سنتے ہی
گلپوش جادو کو اسوقت کا جانا بہت ناگوار ہوا کہا برہمن دیوتا تم ہماری طرف سے جا کر زمیندار
کو سمجھا ؤ لاشہ جلوا دو برہمن نے کہا کہ حضور وہ نہین مانتا مین بھی دم بھر کے واسطے ٹھہر جاؤنگی
حضور کو ساتھ لیکر چلون گلپوش کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا اے دیوتا اسی ظالم کی محبت
مین بھائی صاحب مارے گئے نہین معلوم اسکو کہانسے لائے پوچھا کہ یہ جوان کون ہی گلپوش نے کہا
کہ ان کو ہیون کا افسر اسکو لیے قتل لیے جاتا تھا مین نے چھڑا لیا ایک بھائی اسکا قید ہی اگر اسنے
مانا تو مانا ورنہ اسکو عذاب الیم سے قتل کر دونگی مجھے اپنے بھائی کا بڑا قلق ہی اس عورت کو اپنی
کنیزون مین رکھونگی برہمن نے کہا کہ حضور کوئی چیز گاؤن یہ کہکے تالیان بجا کے گانے لگا دو چار
شعر ایسے گائے کہ گلپوش خوش ہو گئی کہا کہ دیوتا خوب گاتے ہو برہمن نے کہا کہ آپ کو بہت
راضی کرونگا یہ کہکے گلابی کھینچی کہا کہ ایک جام پیجیے اس جوان کو جلائیے ایرج حسین دلکشا
آپسمین بحسرت ایک کو ایک دیکھتا ہی ایرج نوجوان کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے حسین دلکشا
کہتی ہی کہ اب وقت مرگ قریب آیا اب یہانسے بچنا دشوار ہی دیکھین کیونکر نکلین کہ برہمن نے
بہ تعجیل جام شراب لبریز کیا کہا کہ ملکہ میرے ہاتھ سے نوش فرمایے گلپوش نے ہاتھ بڑھا لیا
خوشی خوشی پی لیا شبرنگ بن عمرو نے اور دو چار شعر پڑھے شراب بھی حلق سے گلپوش کے اُتری
چار جانب دیکھنے لگی کہا کہ میان برہمن کچھ اور گائیے شبرنگ نے کہا کہ اے ملکۂ عالم کیون
مزاج کیسا ہی گلپوش نے کہا کہ اس وقت گرمی بہت معلوم ہوتی ہی جی چاہتا ہی کہ سر زمین پر
دے مارون ہاے افسوس یہ مجھے قبول نہین کرتا بڑے افسوس کی بات ہی کہ مین خود طلبگار حسن
ہون اور یہ نہین سنتا ذرا اسکی بیدردی کو دیکھو کہ کسی کا کہنا نہین مانتا شبرنگ بن عمرو نے جھک کر
کان مین ایرج نوجوان کے کہا ایرج کچھ مسکرائے گلپوش نشے مین مبتلا کر اُٹھی چاہا کہ شلوار
بیہوشی تاثیر کر چلی ہی لڑکھڑا کر گری شبرنگ کا نعرہ ہوا گلپوش کو خنجر مارا شکم چاک قفسہ پاک
آواز مہیب آنے لگی شبرنگ نے ایرج نوجوان سے کہا کہ اے شہریار نکل چلیے ایرج نے کہا
کہ اے برادر تمنے بڑا احسان کیا ایک مرکب کی تدبیر کرو شاپور شیر دل نے بھی قید سے رہائی پائی

شاپور نے عرض کی کہ اے شہریار چلکر اُنکو قید سے چھڑائیے ورنہ بڑی قیامت ہوگی شیدائے کوہی
صحرا مین اُترا ہی دونون عیار جاکر ایک مرکب لائے ایرج نوجوان اُسپر سوار ہوے باغ کے باہر
آئے شاپور سے کہا ملکہ کو پشتارے مین باندھ کرلے لو شاپور نے یہی کیا کہ پشتارہ ملکہ کا باندھ لیا
ایرج نے آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ با شیدای کافران بجیا داے نابکاران بدغااب میرے
ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہو نعرۂ ایرج نوجوان ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و
آفاق گیر۔ تلوار کھینچکر لڑنے لگے چہار طرف سے کوہی دوڑے ایرج کو گھیر لیا شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان نے جو ایرج کو لڑتے ہوے دیکھا طہماس سے کہا اے برادر بڑی شرم کی بات
ہی ہر مرتبہ ایرج ہمکو رہا کرتا ہی بارگاہ صاحبقران مین بیٹھکر لاف وگزاف کریگا یہ دست پچیے
چاہتے ہین کہ ہماری تعریف کرو بارگاہ صاحبقران مین کسی کی مجال نہین کہ بیطور کلام کرسکے
بادشاہ جمجاہ کو دست راستیون پر توجہ ہی یہ سُنتے ہی طہماس کو بہت شرم آئی کہا کہ اے آقاے نامدار
غلام قید کو توڑتا ہی یہ کہکے طہماس نے ہاتھ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی اب تو جملہ سرداروں نے قید کو
توڑا نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو اپنے سردارون کو رہا دیکھا طہماس چلے تھے کہ نورالدہر
کی ہتھکڑیان کاٹین نورالدہر نے بقوت صاحبقرانی ہتھکڑی کو توڑا اپنے نام کا نعرہ کیا قید کو
مثل تار عنکبوت توڑکے پھینکدیا ایک سپاہی کو مارکے تلوار لی ایک ایک افسر نے ایک ایک
سپاہی کو مارا تلوار لیکر فوج کفار پہ گرے نہایت لطف سے لڑنے لگے یہ سب دلیر جو اپنے اپنے مقام
سے اُٹھے دونون عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے لشکر مین شیدائے کوہی کے صدائے
الامان الامان بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ نورالدہر نے بھی رہائی پائی بڑے لطف سے لڑرہے ہین
جس کسی نے کہ ان شیرون پر وار کیا وار اُسکا خالی دیکر تلوار چھین لی اُسکو قاش زین سے اُٹھالیا
چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا چورنگ ہوائی قلم کیا ہر کس کا یہی قصد ہی کہ افسر کو مارین سب
اُسی طرف جاتے ہین نورالدہر نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا علمدار لشکر کفار بھی مارا گیا مگر ایرج
لڑتے بھڑتے قریب شیدائے کوہی کے پہونچے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی ہم آپہونچے
شیدائے کوہی پلٹا ایرج سے تلوار چلنے لگی نورالدہر نے جو دور سے دیکھا گھوڑے کو جھکاکر
چلے خیال ہی کہ جاکر افسر کو مارین بیچ مین گھوڑے کو ڈالدیا تلوار کھینچکر جھپٹے تھے افسرون کو

قتل کرتے ہوئے آتے ہین کہ شیداے کوہی سے مقابلہ ہوا شیدا نے ہاتھ مارا ایرج نے آواز دی کہ
ای نور الدہر خبردار ہاتھ نہ ڈالنا میرا حریف ہی اگر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا تو بہت بُری طرح
پیش آؤنگا تمکو بھی قتل کرونگا نور الدہر جوش جرأت مین کب سُنتے ہین جبتک ہی شیداے کوہی نے
ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار پر روکا اُلجھا دیے سے ہاتھ نکالکر تلوار کا ہاتھ مارا شیدا کے دو ٹکڑے ہوے
نور الدہر نے بہت خوش ہوکر صداے تکبیر بلند کی ایرج کو بہت ناگوار ہوا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا للکارکر کہا کہ او کشتی گیر زادے تو نے مجکو بھرا کہین دکھایا نور الدہر نے کہا کہ ہمیشہ
دست چپ مُردہ کشتی کرتے رہے کبھی کسی بہادر سے مقابلہ بھی نہین پڑا اتنے ایرج نوجوان کو تاب
تاب باقی رہی حبیب کے ہاتھ تلوار کا مارا کہا زبان کاٹ لونگا طہماس وغیرہ ہٹ ہٹ پکارتے ہوے
کہ ای شہریار لشکر کفار دبا دو ڈالیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ جو قریب آئیگا میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا طہماس گھوڑے سے کود پڑے کہا کہ حضور یہ سر حاضر ہو کاٹ لیجیے مگر براے خدا
آپسمین مقابلہ نہ ہو ورنہ خرابی ہوگی ایرج نہین مانتے نور الدہر نے بھی کہا کہ ای ایرج مجکو
چھوٹے قبلہ وکعبہ کا خیال ہی ورنہ تمکو ابھی سمجھا دیتا اور ایرج کو زیادہ غصہ آیا کہا آج تمکو بے
قتل کیے نہ چھوڑونگا تمھاری قضا آئی ہی نور الدہر نے کہا کہ ہان ایک نجومی نے کہا تھا ایک نامرد
کے ہاتھ سے تمھاری قضا ہی شاید وہ تمہین ہو سر حاضر ہی ایرج نے کہا کہ قبضے پر ہاتھ رکھو تمکو تو
برابری کا دعوی ہی دیکھو تو کتنے ہاتھ مارتا ہون پاس نہ جھپکے اور تلوار چلے شاہزادہ نور الدہر
نے کہا کہ بس زیادہ گوئی نہ کرو ابتو نور الدہر نے بھی قبضہ شمشیر خاراشگاف سلیمانی پر ہاتھ
ڈالا قریب تھا کہ تلوار چلے سرداروں کی بیقراری کہ پروردگار کیا غضب ہوگا اگر یہ دونون شیر
نر ایک کو بھی چشم زخم پہونچا تو صاحبقران ہم لوگون سے ضرور پوچھینگے کہ صحرا سے گرد اُڑی
نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی عیار نے اسکو خبر دی کہ نور الدہر
و ایرج آپسمین لڑا چاہتے ہین جلد اپنے کو پہونچایۓ نقابدار زرین پوش آرہے آتے ہی بیچ مین گھوڑا
ڈالدیا ایرج کی جانب بنگاہ قہر دیکھا کہا کہ کیون ای ایرج نوجوان کفار کا حوصلہ بڑھاتے ہو
آپسمین لڑنا کیسا ملیٹ کرتا شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا کہ تمھاری سعادتمندی مشہور ہی لیکن لگے ہو تھا
ایرج ایسا آتشخو جواب نہ دیگا سر جھکا کے [illegible] عیار نے کہا کہ تم دونون صاحب آ ...

کفار پر جرأت دکھیں یہ کہکے بڑھا چند ساعت شمشیر زنی کی لشکر کفار نے فرار پر قرار کیا نقا بدار لے بارگاہ استادگرائی ان سب شیرون کو لیکر بارگاہ مین آیا شراب و کباب کا چرچا رہا ایک شب مہمان رکھا صبح کو باعزاز و اکرام رخصت کیا سب کو پیغام دیا کہ میری جانب سے صاحبقران اعظم کو آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ غلام امیدوار ہانہ اسے صاحبقران یہ جرأت غلام کی سرکار کی بدولت ہے سب سردار بہت اچھا بہت اچھا کہکے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے بخیر و خوبی لشکر ظفر پیکر مین آکر پہونچے سُنا کہ لقا نے نامہ طرف طلسم ہوشربا کے بھیجا تھا وہان سے ساحر آیا چاہتا ہے صاحبقران مصروف عیش ہین لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے یہ داستان متعلق جلد دوم ہے

دو کلمہ داستان شوکت بیان طلسم ہوشربا عیاری خواجہ کی لشکر حیرت مین عین وقت پر آنا افراسیاب کا سب کو بچانا بقہر و غضب جاکر گرفتار کرنا عمرو کو اور لیجانا کوہ کاؤسیہ پر و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ساقی مجھے جام مے پلانا
رندون کی مدد کا ہے زمانہ
کسکو نہین آرزوے دیدار
مین بادۂ عیش سے ہون سرشار
ہر دم ہے خیالِ زلفِ جانان
ہر دل مین ملال زلف جانان
گیسوے کلام ہے سخن سنج
آگاہ نہین کہ کیا غم و رنج
ہر گیسوے یار عنبر افشان
تارے ہین میانِ زلف جانان
لیلاے خیال کا ہون پابند
ظلمات کی راہ ہے بھلا بند
کس کسکو خیال سرکشی ہے
اس راہ کو کرسکے نہ ہم طے
مضمون سے باغ ہے ہنرمند
ہے جوش بہار سے سمرقند
اے ساقیِ ماہرو بہار سے
دن ہجر کے کس طرح گذارے
سامان ہو وصل کا سراسر
ہو مہر قمر پہ اے سمنبر
شیدائے رخ و زلف کا بنونگا
دن رات کی آفتین سہونگا
مینائے قلم ہے بہ سر جوش
کر دے مجھے وصل سے ہم آغوش
اک رات تو عیش سے گذر جائے
کیا باغ مراد سے ثمر پائے
اے دلبر دلبران عاشق
قربان ہے تجھپہ جان عاشق
ہر دل مین خیال بادہ نوشی
کر دیگا غفور عیب پوشی
ہم پیرو رند مشربان ہین
میخانے مین آج امتحان ہین
کیون پیر مغان کو یہ ہے کد
ہر حسن مین رنگ طور سرمد
جو حسن مین بیمثال ہوگا
ابرو رشک ہلال ہوگا

قدِ سرو رُبا حسنِ دلبری ہے
ضو جس مین ہو ماہ دُخورشید بہ
عارض ہین کہ پھول ہین چمن کے
کیونکر ہو خزان نہ رنگ بلبل
عیاریون کا نشان بتاؤن

ہر آن مین دلبری بڑی ہے
چہرے سے اگر نقاب اُٹھیگی
ہم تو بندے ہین انکھین سے کے
ہر بات مین دلبری نزاکت
حیرت ہو وہ داستان سُناؤن

ہو زلف سیاہ سنبل تر
خورشید کو تاب کب رہیگی
ہر درج دہن کہ غنچہ گل
ہر باغ جہان مین رنگ شہرت
چہرہ عیاران طرار وطراران

خنجر گزار اس داستان عجائب بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شہر مصنف راقم این کلام حسرت خیز
اشہب کلک راکند مہمیز + یہ داستان حیرت بیان متعلقہ جلد چہارم ہے افراسیاب جادو باغ سیب
مین بیٹھا ہے حیرت جادو متابلہ صرح مین فروکش ہین کہ مصور جادو براے ملاقات افراسیاب
آیا افراسیاب نے پوچھا کہ کیون مرشدزادے جنگ کا کیا رنگ ہے مصور نے کہا کہ اے شہنشاہ
کیا عرض کرون مین نے چالیس دن مشقت کرکے کل مسلمانون کی تصویرین کھینچین سنا گیا عمرو
برق نامور خدمتگار جنکے صندوقچہ عیاری کرکے لیگیا مین میدان کارزار مین نہ جا سکا آرزو تھی
کہ میدان کارزار مین جاکر اُن تصویرون کو مسلمانون کے سامنے پیش کرونگا سب دیوانے ہو جائینگے
وہ دن نصیب نہ ہوا جاکر لڑا آخر شکست کھائی ایسا ملال اُٹھایا کہ دو دن کھانا نہین کھایا کیا
عرض کرون کہ کیا گذری افراسیاب نے کہا کہ مرشدزادے کو مسلمانون نے ستایا وہ صدمہ
پہونچاؤن کہ تڑپ تڑپ کر اپنی جان دین کہا کہ قنطور بلاخیز کو بُلا دو یہ کہکے افراسیاب نے
ایک دستک دی کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا رعد گرجا برق چمکی طائرون نے زمزمہ سرائی
کی آواز آئی غلام حاضر ہے افراسیاب نے کہا کہ آؤ اے خیرخواہ دولت دیکھا کہ ابر شق ہوا ایک
جادوگر سر کھلا ہوا بال کمر تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ شب دیجور اسی مین سماگئی ہے یا سواد شب تیرہ
کہون یا سواد دیدہ آہوے مثال دون یا پردہ ظلمات مین سیاہی شب ہجران کی اسکے سامنے
مات ہے ستر ہزار جادوگر بشکل ہاے مہیب پشت پر علم ہاے سُرخ و سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے
اُنپر تعریفین سامری و جمشید کی مرقوم مدفوج کی دھوم قنطور بلاخیز نے آکر سلام کیا
دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا آج کیا تھا کہ جو غلام کو طلب فرمایا افراسیاب
نے کہا کہ اے قنطور مغرور لونڈی غلامون نے بہت سر اُٹھایا تم جاؤ سب کی مشکین باندھ کر لاؤ

بدولت سزا دینگے قنطور نے عرض کی کہ وہ کون لوگ ہین افراسیاب نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا کہ ای قنطور کیا کہون بہار گلعذار جاکر دشمنون سے ملین بی مخمور بھی نکل گئین کیا کہون کیا دل پر گذرتی ہی نظم

اُس انکلے کو آج تو کچھ ہم سے میل ہی | تقدیر کے تماشے ہین قدرت کا کھیل ہی
سونگھا ہوا ہی گیسو دون مین جو پھلیل ہی | یہ تو کہو تمھارے بالون مین بھی تیل ہی
لین بوسہ اُن لبون کا جنھین چوستا ہی غیر | دیتے ہو وہ شراب ہمین جسمین میل ہی
طول امل سے ہوتی ہی نشو و نما کسے | چشمہ حق نہین منہ سے جو کبھی یہ وہ بیل ہی
آنکھین کسی کے جلوے سے روشن خدا نے کین | گھی کے چراغ جلتے ہین کب انمین تیل ہی
جاتے جو عشق کیون نہ لہو پانی ایک ہو | کیا خون دل کا آنکھ کے آنسو مین میل ہی
فرقت مین اپنی دل لگیان ہین نئی نئی | رونا بھی اک ہنسی ہی تڑپنا بھی کھیل ہی
آنکھون مین کٹ رہی ہی شب ہجر یار آج | میرے چراغ خانے مین کس تل کا تیل ہی
بوچھار ہم پہ سنگ حوادث کی ہی جلال | چرخ خمیدہ پشت نہین ہی غلیل ہی

قنطور نے عرض کی کہ ای شہنشاہ چشم زدن مین گرفتار کرلاؤنگا افراسیاب نے کہا کہ عیارون سے بچنا قنطور نے کہا کہ عیارون کی یہ مجال ہی کہ میرے لشکر مین آئین اور آکر عیاری کرین یہ سنکر افراسیاب نے کہا کہ یہ نہ کہو عیار بلاے روزگار ہین انسے بچنا مشکل ہی لیکن حفاظت کرنا قنطور نے یہ سب باتین سنکر اپنے ملازمون کو نگاہ مین کیا کچھ پڑھ کر پھونکا قنطور بلاخیز کوچ کرکے چلا کئی منزل جاچکا ہی کہ یہ گروہ طیور آکر ٹھہرا ملکہ مہرخ اپنے دربار مین بیٹھی ہین تمام سرداران نامی و عیاران گرامی اپنے اپنے مقام پر موجود ہین کہ چرندو پرندنے آکر خبر دی کہ قنطور بلاخیز ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے بارادہ مقابلہ سرکار آتا ہی یہ سنتے ہی برق فرنگی اٹھا عیارون نے کہا کہ میان برق کہان چلے برق نے کہا کہ جاکر قنطور کی خبر لون یہ کہکے چلا خواجہ نے کہے اسکے کہ انشاء اللہ تعالے جلد خبر ہوتا الٰہی پہنچا تو انکو دعا دیتا ہون یہ کہکر خواجہ بھی چلے مگر برق فرنگی فقیر بنکے لشکر قنطور مین آیا دیکھا قنطور اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی اور ایک آئینہ سامنے رکھا ہی اسکو دیکھ کے ہنسا بطور جادو دیکھا کہ بیٹھا ہی کہا کہ مضر برق فرنگی فلان بازار مین فقیر بنا ہوا خبر دریافت کر رہا ہی جاکر اسکو پکڑ لاؤ

بلاؤ بلور چلا یہان برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑا تھا کہ بلور جادو نے کہا میان برق چلو تمکو شاہ نے
بلایا ہی ہوش تو برق کے اُڑ گئے مگر ضبط کر کے کہا کہ آپ کس سے کہتے ہین بلور نے کہا کہ اب زیادہ باتین
نہ بنائیے چلیے آپ کو قنطور بلاخیز نے بلایا ہی برق نے کہا کہ مین بیچارہ برق کو کیا جانون فقیر ہون گدا
بلور نے مُنھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن اسکے چہرے کا اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گیا کمندین بازوون
پر تو بڑا عیاری کا لٹک رہا ہی لباس بھی معقول پہنے ہوئے ہرچند انکار کرتا ہی بلور جادو نہین مانتا
ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ چلیے برق ناچار ہو کر اسکے ساتھ ہو لیا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک جادوگر اور
آیا اُسنے بھی کہا کہ میان برق صاحب چلیے اسی طرح سات جادوگر در پے آئے ہر ایک نے یہی
کہا کہ میان برق فرنگی چلو برق اپنے دل مین کہتا ہی خوف کیا معلوم ہوا ساحر زبردست ہی
سمجھ گیا ہی چلکے بات کرین جواب و سوال ہوگا ہمنے اُسکا کیا نقصان کیا ہی جو کچھ ہوگا سمجھ کر جواب دینگے کچھ کاندھے
پہ رکھے ہوئے چلے جب دروازے پر پہونچے جادوگرون سے کہا کہ جا کر شاہ سے عرض کرو کہ آپ کا نیاز مند
حاضر ہی ایک جادوگر نے جا کر عرض کی حکم ہوا تم سب باہر رہو برق کو یہان بھیجدو آکر کہا کہ میان
برق صاحب جائیے برق اندر آیا قنطور کو جھک کر سلام کیا کہا اصل کیفیت تو یہ ہی کہ ہمنے ہزارون
جادوگر قتل کیے لیکن آپ ایسا جلیل ہماری نگاہ سے نہین گذرا ایسا بیدار مغز کون ہوگا کہ ہم لشکر مین آئے
آپکو معلوم ہو گیا آپ نے بلا لیا قنطور ہنسا کہا کہ میان برق صاحب اصل تو یہ ہی کہ جب آپنے لشکر مین
داخلہ کیا ہمکو خبر ہو گئی بس پھر کوئی کیا عیاری کر سکتا ہی برق نے کہا کہ حضور کیا مجال جو آپ پر عیاری
کرسے مین نے تو ابھی تک کوئی خطا نہین کی فقط حاضر ہوے کہ حضور سے ملاقات کرینگے شکر ہی کہ بڑے
لطف سے ملاقات کی ہم چاہتے ہین کہ آپ کی خدمت مین رہین جو کامل ہوتا ہی وہ قدردان ہوتا ہی
بس آپ کی قدردانی ہیری عزت افزائی کرنی ہین جا کر سب کو آگاہ کر دون کہ خبردار ہمارے آقا
کے لشکر مین کوئی جانے کا ارادہ نہ کرے اگر آپ فرمائین تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن اگر اُس ساربان زادے
کو قتل کیا تو سب سردار بلا تکلف آپ کی خدمت مین آئینگے آپ کی معرفت اصلاح ہوگی عمرو عیار
کے بھروسے پر سب سردار ہین کہ اُسی آئینے کی جانب پھر قنطور نے دیکھا مسکرا کر کہا کہ ای برق
خواجہ عمرو بھی تشریف لائے ہین ایک خدمتگار کو آواز دی کہ فلان بازار مین خواجہ عمرو بھی
بصورت ساحر پھر رہے ہین جا کر بلا لاؤ وہ خدمتگار چلا دروازے پر چند جادوگر بیٹھے تھے وہ بھی چلے

یہان خواجہ عمرو داخل لشکر بصورت ساحر ہوے ہین کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا کہا کہ خواجہ صاحب
چلیے آپ کو قنطور بلا خیز نے بلایا ہے خواجہ عمرو اپنے دہنے بائین دیکھنے لگے فرمایا کہ یہان تو کوئی نہین
اتنے عرصے مین چار پانچ جادوگر اور آکے ہو پہنچے اُن سب نے بھی یہی کہا کہ قنطور بلا خیز نے بلایا ہے
ایک نے مُنہ پر ہاتھ پھیر دیا خواجہ نے اپنے کو بصورت اصلی پایا ناچار اُن سب کے ہمراہ چلے
در بارگاہ قنطور پر پہونچے کہا شاہ سے عرض کرو کہ خواجہ عمرو حاضر ہے قنطور نے اندر بلایا دیکھا کہ
میان برق بھی بیٹھے ہین باتین بنا رہے ہین قنطور نے کہا کہ خواجہ صاحب آئیے ہین آپ کا
بہت مشتاق تھا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے شہنشاہ اس جعلساز کو آپ نے کیون بلایا برق نے
کہا کہ ہم تو اب شہنشاہ کے نوکر ہو گئے اب آپ کچھ نہ فرمائیے مہرخ و بہار کو پکڑ لائینگے چلیے میان
باغبان کی گردن لونگا قنطور کہتا جاتا ہے کہ میان برق فرنگی حقیقت مین تمھارا اچھا نام ہے برق
نے کہا کہ حضور سب آپ کی وجہ سے یہ لیاقت حاصل ہوئی اب مجھے لڑکے مہرخ و بہار سے کیا
کام اب تو مین خدمت مین شاہ کی رہونگا ملکہ مہرخ و بہار کو معلوم ہوگا تو میرا کیا کرینگی مین
کسی کا غلام نہین ہون خواجہ نے کہا کہ میان برق ذرا ہوشیار رہنا جس دن ملکہ مہرخ کی گرفتاری
کا قصد کروگے اُس دن تمھارے واسطے بڑی خرابی ہوگی تمھین جان بچانا مشکل ہوگی تم ایسے
لونڈے بہت سے میرے شاگرد ہین اُنکو تعلیم کر دیا آجتک تجکو عیاری نہین آئی ایسا نالائق کون ہوگا
کہ ابھی آئے ابھی نوکر بھی ہو گئے برق نے کہا کہ نالائق پایا اُسکے مطیع ہو گئے جب عمرو نے برق
کو نالائق نالائق کئی مرتبہ کہا تو قنطور بھی بول اُٹھا کہ خواجہ تمھارے شاگردون مین تو کوئی ایسا
نہین خواجہ نے کہا کہ آپ میرے شاگردون کو کیا جانیے برق نے کہا اے شہنشاہ اب خواجہ جب
آئینگے پہچان لیے جائینگے قنطور نے کہا کہ بہر نوع ہمارا یہ مطلب تھا اے شہنشاہ اوج عیاری
کہ اب ہمارے لشکر مین آنے کا ارادہ نہ کیجیے گا میرے پاس مرآت مکر موجود ہے خواجہ نے کہا کہ
ہم اُس مرآت کو بھی دیکھ لینگے میان برق صاحب اب آپ ہمارے لشکر مین بھی نہ آئیے گا برق
نے کہا کہ ہم خود حاضر نہ ہونگے ہماری وجہ معاش کا سامان اچھی طرح ہو گیا وہان ٹوٹے ہوئے خیمے
مین پڑے رہتے تھے یہان بارگاہ زرنگار مین آرام کرینگے اور اچھے ہوشیار رہیے گا خواجہ و
برق سے خوب تکرار ہوئی قنطور نے بھی کہا کہ خواجہ آپ کو بڑے صدمے ہو پہنچینگے مجھے کسی

عیار کی ضرورت نہین مگر برق فرنگی پڑا رہیگا خواجہ یہ باتین سنکر اُٹھے قنطور نے کہا کہ خواجہ اب ہمارے لشکر مین نہ ٹھہریے گا عمرو نے کہا کہ ہماری پاپوش ٹھہرتی ہی یہی فخر آپ کے واسطے بھی ہوگا عمرو تو بڑبڑاتا ہوا چلا گیا برق نے کہا کہ اے شہنشاہ اب مین لشکر اسلام مین بھی جانے کے لائق نہ رہا قنطور نے کہا کہ میان برق تم یہان رہو تمہارے واسطے سب سامان ہو جائیگا برق نے کہا کہ آپ میرے کمالات سے تو آگاہ ہو جیے یہ کہکے بایان اُٹھایا یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہ ہو ۔۔۔ نہین ہر نشے کی کچھ قدر گر خمار نہ ہو

نہ روئے تا کوئی عاشق یہ حکم ہر اُسکا ۔۔۔ کہ شمع بھی مری محفل مین اشکبار نہ ہو

جو ہچکی آئی تو مین خوش ہوا کہ موت آئی ۔۔۔ کسی کو یار کا اتنا بھی انتظار نہ ہو

ذقن ہر سیب تو عناب ہر لب شیرین ۔۔۔ نہین ہر سرو وہ خوش قد جو میوہ دار نہ ہو

برنگ حسن بتان ہر دل شگفتہ مرا ۔۔۔ جو اس چمن مین خزان ہو تو پھر بہار نہ ہو

گئی ہر کیسی زمانے سے رسم سرگرمی ۔۔۔ عجب نہین ہر جو پتھر مین بھی شرار نہ ہو

نہ ہنسنے سے کبھی ہم راز پوش واقف ہون ۔۔۔ برنگ غنچہ جگر جبتلک فگار نہ ہو

تری مژہ کی جو تشبیہ اُس سے ترک کرین ۔۔۔ کسی کے تیر سے کوئی کبھی فگار نہ ہو

دم اخیر تو کر لین نظارہ جی بھر کے ۔۔۔ الٰہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو

کمال صورت بیدرد سے تنفر ہر ۔۔۔ نہ دیکھین ہم کبھی اُس گل کو جسمین خار نہ ہو

ہزار دن گور کی راتین ہین کاٹنی تلخ ۔۔۔ ابھی سے روز سیہ مین تو بیقرار نہ ہو

اس رنگ مین برق نے یہ غزل گائی کہ قنطور بہت خوش ہوا کہا کہ اے برق تم خوب گاتے ہو برق نے کہا کہ ابھی آپنے کیا سُنا آپ کو بہت راضی کرونگا برق نے باتین کرتے کرتے کسوت عیاری سے کچھ پرچے کاغذ کے نکالے قنطور نے پوچھا کہ اے برق اسمین کیا ہر برق نے کہا کچھ تصویرین خیالی ہین کچھ اصلی ہین قنطور نے کہا کہ یہ تصویرین تمنے کیون کھینچین برق نے کہا کہ ہم عیارون مین ایک پیشہ اور بھی ہوتا ہر اپنا عیب بھی آپ سے بیان کرتا ہون رئیسون زمیندارون کی بہو بیٹیون کو پکڑ لاتے ہین تاجرون کے ہاتھ فروخت کرتے ہین ایک ایک عورت مین دو دو آنے تین تین آنے اکثر پاتے ہین قنطور نے کہا یہ کیا برق نے کہا کہ حضور ایک لاکھ چوراسی ہزار

عیار ہین سب ہمکو حصہ دیتے ہین ہم بھی سب کو دیتے ہین اسی مین بسر اوقات ہوتی ہی اب جو مین لاؤنگا کسی کو حصہ نہ دونگا یہ کہکے برق نے ایک تصویر نکالی کہا کہ دیکھیے اس عورت کی تلاش مین کئی مہینے سے پھر رہا ہون لیکن قابو نہین ہوتا تصویر جو لیکر قنطورہ نے دیکھی عجب نازنین مہ جبین کو دیکھا کہ لو نور کی چہرے سے نکل رہی ہی پتلے پتلے ہونٹھ کہ جنین مسیحائی و رعنائی و زیبائی معشوقۂ دلفریب کمسن خوش ادا صاحب ناز و غمزہ قنطورہ نے گھبرا کے کہا کہ ای برق یہ نازنین کہان ہی برق نے کہا کہ یہان سے تین کوس پر ایک زمیندار رہتا ہی یہ اُسکی دختر بلند اختر ہی صدہا اُسکے عاشق ہین اُسکے باپ نے ابھی کسی کو قبول نہین کیا اپنے قصر پر آکے بیٹھتی ہی عاشق تن آکر جمع ہوتے ہین مین بھی فکر مین جاتا ہون ای شہنشاہ اگر آپ تشریف لیچلین تو سحر کرکے نکال لائیے گا بیچ مین دو ہزار روپیے اب لونگا اور دو ہزار روپیے بعد کو دینا ہونگے اب تو مین خواجہ سے جدا ہوا کسی کو حصہ بھی نہ دینا پڑیگا بنک گھر مین داخل کرکے ماہواری لیا کرونگا قنطورہ نے کہا کہ ای برق تم خاطر جمع رکھو مین اس محبوب مرغوب پر عاشق ہوا ایسا کچھ تمکو دونگا کہ تم عمر بھر یاد کرو برق نے کہا کہ اگر حضور مجھے اپنی خدمت مین رکھین مین لشکر اسلام سے بہار و مخمور کو چرا کر دس پانچ ہزار روپیے کو بیچ لاؤن یہ محبوب آپ کی خدمت مین رہے قنطورہ نے کہا چلو برق نے کہا کل چلیے گا قنطورہ نے کہا کہ ای برق مجھسے رات نہ کٹیگی میرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی **نظم**

سکتے ہین سنکے تذکرے مجھ غم رسیدہ کے — افسانے کون سنتا ہی حالِ شنیدہ کے
کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کرین — ملتے نہین نشان غبار پریدہ کے
مین خاک بھی ہوا نہ گئی پر کشیدگی — غصے وہ ہی رہے مرے دامن کشیدہ کے
جو تم مین بات ہو وہ کسی اور مین کہان — جلوے کچھ اور ہی ہین گلِ نو دمیدہ کے
سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہی — شکوے کہان کہان ہین مرے آب دیدہ کے
کچھ انتہا نہین ہی کیا تنگ تناسیے — قصے دراز ہین دلِ ناآرمیدہ کے
قطرے ملے جو تیرے پسینے کے گلبدن — خواہان رہے نہ لوگ گلاب چکیدہ کے
آہون کی دھوم ہی کہین نالون کے غلغلے — سامان نئے ہین روز ترے غم کشیدہ کے
آرام گاہ اشک ہی ویران ای جنون — دامن ہین تار تار قبائے دریدہ کے

او مست ناز کیف یہ تیرے سخن مین ہی — رعو کے کلام پہ ہین شراب چکیدہ کے
دیوان مین وصف ہی عرق جسم یار کا — مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے
مژگان ہیچ نسیم کہ ابرو کے پاس ہین — پہ تیر بیخطا ہین کمان کشیدہ کے

برق نے کہا کہ حضور کیون گھبرائے ہین اس سے بہتر تو مین نے سیکڑون بیچ ڈالین اگر حضور چلین تو آج ہی لے آئین ورنہ وہ ایک دیر مین بدزشکل ہو جاکرنے آتی ہین اُس دن نے آونگا قنطور نے کہا کہ ای برق مین چلونگا برق نے کہا کہ خوشی آپ کی مین خدمتگزاری کو حاضر ہون کسی مقام پر کمی نہ کرونگا قنطور ملا خبیر لباس پہنکر تیار ہوا وہ تصویر تو کلیجے پر رکھے ہوے ہو برق نے بہت کہا کہ تصویر تو مجھے دیدیجیے قنطور نے کہا کہ جب صاحب تصویر کو پاونگا تصویر دیدونگا برق قنطور کو لگا کر لیچلا راہ مین باتین کرتا ہوا کہتا جاتا ہی کہ حضور آپ کو سامری و جمشید نے وہ جاہ و جلال دیا ہی کہ وہ خود دیکھکر عاشق ہو جائیگی قنطور کہتا ہی کہ جان و مال ایسے محبوب پر نثار ہی مین کیا کرون دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی جب یہ معشوقہ قبضے مین آئے تب قلب کو تسکین ہو برق کہتا ہی کہ حضور آج شب کو ٹرا چہر کھٹ بچھائینگے معشوقہ کو آپ کے پہلو مین لٹائینگے شراب و کباب حاضر ہو یہ حقیر آپ کا بیٹھکر غزلین ٹھمریان گائے حضور خوش ہون وہ بھی راضی ہو قنطور جادو کہتا ہی کہ ای برق تمھارے آنے سے مین بہت خوش ہوا مجھپر کوئی عیار عیاری نہین کر سکتا جس وقت لشکر مین تمنے داخلہ کیا مجکو معلوم ہو گیا آج ہی میرا جی چاہتا تو عمرو کو قتل کر ڈالتا لیکن تین روپے کے پیادے کو قتل کرنے سے کیا نفع مہرخ و بہار کو قتل کرونگا میان باغبان پر دام سحر ڈالونگا دیکھون تو کیسے ساحر ہین رعد و برق سے سمجھونگا برق لامع پر سحر کرونگا کہ جنکو دعوی ہی ہماری کوئی صورت تبدیل نہین کر سکتا تڑپ اُنکی ہڈیان خاک مین ملاؤن برق درست درست کہتا ہوا چلا آتا ہی جب کوس بھر لشکر سے نکل چلے ایک مقام پر برق رکا کہا کہ حضور دیکھیے یہین سے وہ پہاڑ معلوم ہوتا ہی درہ ہائے کوہ مین عاشق بیٹھے ہین ہو حق کر رہے ہین وہ سامنے جو قصر کلان معلوم ہوتا ہی اُسی مین ملکہ آکر بیٹھتی ہین قنطور پلٹا کہا بھائی برق کہان برق نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ وہ سامنے بلندی معلوم ہوتی ہی قنطور کہان کہکے پلٹا برق نے دل سخت کر کے حلقہائے کمند گلے مین ڈالدیے خوشی مین آکر نعرہ بھی کیا نعرہ برق تصنیف مصنف

لقب ہے مرا برق غنچہ گزار	کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار	تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون	کرون سیکڑون کوس کی راہ طے	ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
درِ کمر پر میرا پہرا رہا	تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا	بزیر قدم غرب ہے شرق ہے
پھلا وا ہون مین نام بھی برق ہے		

ادرے کہہ کے قنطور پلٹا برق نے حباب مار کر بیہوش کیا فوراً زبان
مین سوزن دیا پشتارہ قنطور کا باندھ کر لے چلا گر ساحر زبردست ہے برق دبا جاتا ہے پشتارہ دم بدم
بھاری ہوتا جاتا ہے کبھی برق گھٹنے ٹیک دیتا ہے اس رنگ سے لیے جاتا ہے لشکر کوس بھر ہے خیال مین
ہے کہ ای برق کیونکر لشکر مین پہونچیگے گرتا پڑتا چلا مشکل کوس بھر کا راستہ طے کیا لشکر کے نشان معلوم ہوئے
کسی قدر دل کو ڈھارس ہوئی کہ صحراے گرد اڑی برق نے نخل کی آڑ پکڑی دیکھا کہ صرصر و صبا رفتار
دونون عیار بچیان افراسیاب کی دوڑی ہوئی آتی ہین برق نے چاہا کہ اپنے کو مخفی کر دن مین چھپ جاؤن
لیکن صبا رفتار نے دیکھ لیا صرصر سے کہا کہ اُستانی لنگوٹا بھوریا کھڑا ہے پشتارہ بدوش ہے صرصر
نے کہا کہ سامری و جمشید خیر کرین کسی سردار کو لایا ہوگا ہمکو دیکھکر چھپتا ہے لیکن ہمارے لشکر کا
کوئی سردار معلوم ہوتا ہے ای صبا رفتار یہ جانے نہ پائے صبا رفتار نے وہین سے للکارا کہ او
بھوریے بتا کہ اس پشتارے مین کون ہے برق سوچا کہ ان دونون سے بچنا دشوار ہے صرصر بڑی
مکار و غدار ہے پشتارہ لیکر سامنے آیا کہا اُستانی تمسے پردہ کیا مین جان اپنی دیکر قنطور کو لایا ہون
اس وقت اگر بولو گی تو اُستاد کا بھی پاس نہ کرونگا آج تمھاری ناک کاٹ لونگا صرصر نے سر پیٹ لیا
کہا ارے ظالم غضب کیا کہ تو قنطور ایسے سردار کو پکڑ لایا اسی کے مقدمے مین افراسیاب فرماتے تھے
کہ ہمارے گھر مین اتنی فوج ہے کہ اگر لشکر کشی کرین تو گاو زمین بار نہ اٹھا سکے اسی حال پر ملال
مین صرصر نے پتھر مارا برق نے اک داؤن ہو کر خالی دیا ایک طرف سے صبا رفتار چلی ایک طرف
سے صرصر دونون بلاے روزگار ہین پیچھے پڑ گئے گرین تیغ پیچھے مار رہی ہین جواب بین تلوار مارنا کیا
برق کو جان بچانا دشوار ہے کبھی خالی دیتا ہے کبھی سپر پر روکتا ہے دونون عیار بچیان چاہتی ہین کہ
پشتارہ چھین لین برق نے دیکھا کہ اب جان نہ بچیگی پشتارہ کھولا کھسکا کر زمین پر گرایا گرد اسکے
پھر رہا ہے اپنے کو بھی بچاتا ہے پشتارے پر بھی آنچ نہیں آنے دیتا صرصر چاہتی ہے کہ یہ پشتارے
کے پاس سے ہٹے تو مین قنطور کو ہوشیار کر دون برق نہیں ہٹتا صبا رفتار نے ایک مقام پر

بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا برق نے جست کی چند قدم پیچھے ہٹا تھا کہ صرصر نے پشتارے پر قبضہ کیا
اب تو برق گھبرایا کہ ایسا نہ ہو صرصر قنطور کو ہوشیار کردے لڑتا جاتا ہی اکثر چاہتا ہی کہ نکل جاؤن
تو وہ دونون اسکو روکے ہوئے ہین جانے نہین دیتی ہین ہر طرف سے روک رہی ہین برق کی
ذرا پلک جھپکی تھی کہ صرصر نے قنطور کی زبان سے سوزن نکالی صبا رفتار نے بڑھ کر حباب دافع
دار دوسے بیہوشی مار دیا قنطور نے کروٹ لی برق بھاگا صرصر نے کہا کہ ای شہنشاہ قنطور اٹھیے
صبا رفتار نے ایک پتھر برق کو مارا پشت پر برق کی پڑا برق نے کچھ خیال بھی نہ کیا صرصر
نے کہا کہ ای صبا رفتار یہ جانے نہ پائے صبا رفتار نے اور پتھر مارا پانون برق کا زخمی ہوا دونو
عیار بچیان سد راہ ہوئین یا سامری و جمشید کہکر پیچھے مارنے لگین برق کو ہٹنے نہین دیتی ہین
برق نے بلک کر دعا کی کہ ای حافظ حقیقی و ای مالک تحقیقی ان ظالمون کے ہاتھ سے بچانے بلک کر جو
برق نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ کشیر جادو ملازم افراسیاب ہوپر اڑی ہوئی
جاتی تھی اسکی جو نگاہ برق فرنگی پر پڑی جی مین کہتی ہی کہ ای کشیر جادو برق کو لینا چاہیے اپنے
تو بڑے صدمے شہنشاہ کو پہونچانے ہین انعام و اکرام ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سوچ اور تڑپ کے
آگئی برق تو مصروف جنگ تھا کشیر نے گرتے ہی کمر مین پنجہ دیا برق کو لے اڑی طرف کوہ نیسان
کے چلی یہان صرصر و صبا رفتار نے قنطور کو ہوشیار کیا تھا یہ تڑپ کے اٹھا صرصر نے سب
کیفیت بیان کی کہا برق کو کوئی لے گیا اب تو آپ اپنے لشکر مین جائیے مین جاکر شہنشاہ کو اطلاع
کرتی ہون جو کوئی لے گیا ہوگا شہنشاہ کو معلوم ہو جائیگا دونون طرف باغ سیب کے چلین
قنطور کہتا ہی کہ بڑے عیب کی بات ہی کہ برق مجھکو کس فطرت سے پکڑ لایا مگر سامری و جمشید نے
بچایا اب مسلمان میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچینگے یہ کہتا ہوا اپنے لشکر مین پہونچا افسرون نے حال
پوچھا قنطور نے کچھ حال نہ بیان کیا بڑا احجاب ہی کہ عیار بچیون نے مجھکو اس حال پر ملال مین دیکھا
اسی وقت لشکر تیار کیا طرف لشکر اسلام کے چلا دو منزلہ سہ منزلہ طی کرتا ہوا جاتا ہی لیکن کشیر
جو برق کو لیکر چلی اڑی ہوئی جاتی ہی کہ جنگل مین اسنے دیکھا کہ ایک طفل خوشرو کھڑا ہوا گا رہا ہی کشیر
بیقرار ہو گئی آسمان سے اتر آئی ایک نخل کی آڑ مین برق کو ڈالدیا قریب آکر کہا کہ میان صاحبزادے
کہانسے آتے ہو کہان جاتے ہو لڑکے نے کہا کہ ہم عورتون سے بات نہین کرتے اس شخص کی نانی کا

ساٹھ برس کا سن ہے مگر محلے مین اُنکی وجہ سے آبادی ہے عمدہ کپڑے پہنکر دروازے پر کھڑی رہتی ہین محلے کے
لڑکے جمع رہتے ہین جو راہگیر نکلا اُسکو بھی بھیا کہکے بُلا لیا دن بھر دروازے پر بلوہ رہتا ہے مجکو منع کر دیا ہے
کہ کسی عورت سے بات نہ کرنا ورنہ پھنس جاؤ گے بس میرے پاس سے جائیے مین پھنسنے والا نہین ہون
کشیر نے کہا کہ میان وہ غزل گاؤ جو ابھی گا رہے تھے لڑکے نے کہا کہ ہمین شراب پلاؤ ایک پیسہ دو ہم ایک
پیسے مین ایک غزل اور ایک ٹھمری گاتے ہین خالی نہ گائینگے کشیر نے کہا کہ شراب تو دور ہے پیسہ چیز لو گاؤ لڑکے
نے کہا کہ جب نشے مین ہوتے ہین تو خوب تان اُڑاتے ہین تم کون ہو کہا سے آتی ہو کہان جاتی ہو
کشیر نے کہا کہ میرا کشیر جادو نام ہے مصاحب افراسیاب برق فرنگی عیار کو پکڑ لائی ہون خدمت
مین شہنشاہ کے لیجاؤنگی تمھارا گانا سُنکے چلی آئی لڑکا رونے لگا کہا ہمکو نہ پکڑ لیجانا ہمنے سُنا ہے لڑکے پکڑے
جاتے ہین ہم تو غریب گویے ہین گا بجا کے چار پیسے پیدا کرکے لیجاتے ہین ہم پکڑے جائین تو بڑا غضب
ہو نانی روتے روتے جان دینگی چھوٹی بہن بھیا بھیا کہکے روئیگی کشیر نے کہا کہ نہین تمھین پکڑنے سے
کیا فائدہ تم ٹھہر جاؤ ہم شراب بھی لاتے ہین کشیر جا کے بھٹی پر سے بوتل شراب کی لائی کہا میان لڑکے لو
پیو اسقدر لڑکا بہت خوش ہوا پیالی بھر کے کہا نہین تم پیو دونون کو نشہ ہوگا تو مزا ملیگا کشیر کو بھولی بھولی
باتین اچھی معلوم ہوتی ہین پیالی پی گئی لڑکے نے کہا کہ وہ مارا کشیر نے کہا میان یہ کیا کہا لڑکے نے کہا
کہ اسمین سنکھیا تھی اب کیا زندہ بچوگی نانی نے یہ نسخہ ہمکو تعلیم کیا ہے کشیر گھبرا کے اُٹھی لڑکھڑا کے گری گرتے ہی
بیہوش ہوئی خواجہ نے نعرہ کیا تم مہ سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری ہے کہکے خنجر مارا برق بھی ہوشیار ہوا
خواجہ نے لباس کشیر کا اُتار لیا برق کو خواجہ نے ایک طمانچہ مارا کہا ابے کہان گیا تھا کیون گرفتار ہوا
قنطور کے یہان کیا گذری برق نے سب حال بیان کیا عمرو نے کہا کہ وہ لشکر پر آئیگا خواجہ و
برق لشکر مین آئے دیکھا کہ سرداران حیرت واسطے استقبال قنطور کے جاتے ہین عمرو نے کہا کہ خدا
خیر کرے پہر دن رہے صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ قنطور بلاخیز تخت پر سوار لشکر ساحران پشت پر
حیرت بارگاہ سے نکل آئین قنطور نے حیرت کو سلام کر کے کہا کہ غلام اپنا لشکر الگ اُتارتا ہے
مین نے بڑا ملال اُٹھایا مگر آپ کی عیار بچیون نے بڑا کام کیا برق کو تو کوئی اُٹھا کے لے گیا حیرت
نے کہا کہ جبکی قضا آئی ہوگی وہ برق کو لے گیا ہوگا مارا جائیگا عیارون کے معرکے مین جسنے
دخل دیا وہ مارا گیا قنطور نے کہا کہ خیر اب حضور ملاحظہ کرینگی کہ مین لشکر مسلمانان کا کیا حال کرتا ہون

جو سانحہ مجہر گذرا اسکا ذکر کرنا کیا ضرور ہی حضور ملاحظہ فرمائینگے جا کر طبل جنگی بجوائیے میان مہرخ ذرہ
کو بھی خبر پہونچی کہ قنطور بلا خیز آگیا خواجہ عمرو و برق بھی دربار مین موجود ہین برق نے کہا انشاء اللہ
زبان نہ ہلانے دونگا خواجہ نے کہا بیٹا یہ کیسا ستم ہی کہ جہان لشکر مین اُسکے گئے اُسکو خبر ہو جاتی
ہی بڑا ساحر زبردست ہی پہلے ہی سے تدبیر کر رکھی ہی یہ باتین تھین کہ چند دیو چند دوڑے ہوے آئے
بعد دعا و ثنا کے عرض کی ملکہ حیرت نے نام پر قنطور کے طبل جنگی بجوا دیا قنطور لشکر کو لیکر الگ اُترا
ہو لاف و گزاف کر رہا ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی
طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا طیاریان ہونے لگین برق اپنے مقام سے اُٹھا تدبیر مین
عیاری کی چلا خواجہ نے کہا بیٹا برق کہان جاتے ہو برق نے کہا استاد قنطور کی فکر مین جاتا ہون
عمرو نے کہا معاملہ سب دیکھ چکے ہو سمجھ کے کام کرنا ایسا نہو جاتے ہی پھنس جاؤ برق نے کہا آپ
چھڑا لینگے یہ کہکر برق چلا گیا جب کنارے پر لشکر قنطور کے آیا سوچ رہا ہی کہ میرے جاتے ہی اُسکو خبر
ہو جائیگی اور برق کیونکر جان بچیگی یہ سوچکر خود تو کنارے ہوا ایک گنوار کو دو روپئے دیے کہا اس لشکر
مین جاؤ بازار بزازان تک ہو کے چلے آؤ وہ شخص بلا تکلف لشکر مین گیا قنطور بیٹھا ہوا آئینہ دیکھ رہا ہی
سب حال آئینہ ہی ملازمون سے کہا فلان بازار مین جاؤ ایک شخص حیران حیران چار جانب دیکھ رہا
ہی اُسکو جا کے پکڑ لاؤ پانچ چار جادوگر چلے برق بیرون لشکر سے دیکھ رہا ہی کہ پانچ چار جادوگرون نے
آکے اس گنوار کو گرفتار کر لیا وہ ہر چند غل مچاتا ہی کہ یارو مین مرد مسافر ہون لیکن کوئی نہین سنتا
کشان کشان اُسکو لیے ہوے چلے برق ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر مین آیا چار جانب پھرتے پھرتے
پیچھے پیچھے اُسی جوان کے یہ بھی چلا آتا ہی مگر چونکہ جادوگر اُس مسافر کو لیے ہوے سامنے قنطور کے
آئے قنطور نے پکار کر کہا کیون او مکار پھر تو ہمارے لشکر مین آیا برق فرنگی خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا
دست بستہ عرض کی حضور یہ بڑا دغا باز ہی اسکو حیث پٹ قتل کیجیے قنطور غصے مین اُٹھا اشارہ کیا
اسے لیجا کر قتل کرو برق باتین کرتے کرتے دہن مبخوگیا اُسکو لیجا کر لوگون نے قتل کیا برق بیٹھا ہوا باتین
بنا رہا ہی کہتا ہی حضور آج آپ نے بڑا کام کیا عمرو کے لشکر مین یہ برق فرنگی بلاے روزگار تھا ہر شخص
اسطرح آنے کا ارادہ نہ کرتا قنطور کہ رہا ہی دیکھو صبح کو کیا قیامتین برپا کرتا ہون دل میرا تڑپ رہا ہی
وہ سحر تیار کیا ہی کہ لشکر مسلمانان تباہ ہو جائیگا کوئی امان نہ پائیگا برق بجا بجا کہ رہا ہی قنطور نے کہا

سر اسکا نخلستان مین لنکا دو لاشے کے مقدمے مین اختیار ہی برق نے کہا حضور مسلمانون کے جو حلے
شکست ہو جائینگے آپ کے ہاتھ سے امان نہ پائینگے قنطور کہتا ہی مین سمجھ لونگا وہ سحر کرون کہ بی
سہار محصور رہجائنگے پھر یہ جو جو نامی وگرامی سردار ہین مین نے اُن سب کی تدبیر کرلی ہی ابھی رات بھر سحر تیار
کرینگے باتین کرتے کرتے قنطور کی نگاہ آئینے پر پڑگئی صاف ظاہر ہوا کہ برق فرنگی عیار مجھسے باتین
کررہا ہی غصے مین آکر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا برق ہان ہان کرتا ہی قنطور نے کہا او مکار مجھکو مرآت اسرار
نے خبر دی اب مین کب مانتا ہون ہلڑ ہوا کہ برق پکڑا گیا جب برق بہت تڑپا پھڑکا قنطور نے
منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑگیا صورت اصلی ظاہر ہوئی قنطور نے ملازمون
کو آواز دی ملازمون نے اُسکو مسلسل و مطوق کیا خواجہ عمرو کنارے لشکر کے کھڑے تھے طریقے سے معلوم
ہوا کہ برق فرنگی پکڑا گیا خواجہ کو تاب نہ باقی رہی ایک جادوگر کی صورت بنکر دوڑے لشکر مین پھرتے
پھراتے سامنے قنطور کے آئے کہا اے شہنشاہ ساحران آپ نے بڑا کام کیا کہ برق کو گرفتار کرلیا
ملکہ حیرت آپ کی تعریفین کررہی ہین مجھکو بھیجے مین وہین لیجاؤن مردم خوار میرا نام ہی جیسا کہو
لیجاؤن قنطور نے کہا لیجاؤ اُس ساحر نے کہا یہ تو فرمائیے کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی
عیار ہی قنطور نے کہا مین نے مرآت اسرار مین دیکھا یہ آئینہ سامری و جمشید نے بنایا ہی عمرو نے سرنیچا
برق کو پکڑا کھینچتے ہوئے لیچلے ایک خیمے کی آڑ مین آکے ہتھکڑیان بیڑیان برق کی کاٹ دین کہا جا بھاگ
یہان قنطور نے آئینہ دیکھا منھ پیٹ لیا کہا یارو ایک سر ہزار سودے ہین ہر وقت کہانتک آئینہ دیکھا
کرون ذرا غافل ہوا غضب ہوگیا عمرو آکے برق کو لیگیا دونون اُستاد شاگرد بھاگے ہوئے جاتے ہین
سب نے کہا آپ ہر وقت آئینہ دیکھا کیجئے کہ سب حال آئینہ رہے قنطور نے کہا یارو مجھکو سحر تیار کرنا ہی
کیونکر ہر وقت آئینے کو دیکھون چند ساحر جائین فلان فلان مقام پہ دونون بھاگے ہوے جاتے ہین
اگر ملین تو گرفتار کرلائین چند جادوگر دوڑے سب جگہ تلاش کیا عمرو و برق کو نہ پایا مجبور ہوکے
پلٹ آئے قنطور تیاری سحر مین مصروف ہوا جادوگرون سے کہا تم حفاظت رکھو خواجہ عمرو و برق
بھاگ کر بیرون لشکر آئے کئی مرتبہ خواجہ گئے سب جگہ یہی ہلڑ ہوا حیران ہوکے پلٹ آئے چار پہر
رات گذر کر ستارہ سحری چمک کر آسمان پر نمایان ہوا قنطور سوار ہوا حیرت بھی سوار ہو کر اسکیطرف
آئے مہری قنطور میدان کارزار مین پہونچا ادھر سے لشکر جہرخ تعبیہ کردوایا سب سردار آکر جمے

قنطورہ نے اپنا مرکب نکالا کہا کیون ای اہل اسلام عیارون کے بھروسے پر شہنشاہ طلسم ہوشربا سے مقابلہ
جلد کسی کو ہمارے مقابلے مین بھیجو ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر سب کی جانب دیکھا نافرمان نے کہ مقدمۃ الجیش
لشکر اسلام پر طاوس کو بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت لی سامنے قنطورہ کے آئی آپس مین سحر ہونے لگے
قنطورہ نے اوسے ترتے یا سامری و جمشید کہکر نعرہ کیا ایک برق تڑپ کر گری کہ سر ملکہ نافرمان کا زخمی
ہوا قنطورہ بڑھا کہ سر کاٹ لون کہ پہلو سے آواز آئی او نالائق بچیا کہان جاتا ہی ہم تیرے مقابلے
مین آتے ہین سر اٹھا کر قنطورہ نے دیکھا ملکہ مہار گلعذار چھپکا موتیون کا سر پر پھولون مین لدی
ہوئی بدھیان زیب جسم خرامان سامنے قنطورہ کے پہونچی قنطورہ و مہار سے سحر ہونے لگے
دونون لشکر دیکھ رہے ہین کسی مقام پر قنطورہ کمی نہین کرتا ایک مقام پر مہار نے گلدستہ مارا
پھول برسنے لگے اسنے گلدستے کو سحر سے کاٹا جی مین کہتا ہی ای قنطورہ اب تجھسے کون مقابلہ کر سکتا ہی
یہ کہکر دستک دی ایک برق چمکی سر مہار کو زخمی کیا چاہا مہار کو گرفتار کرلون باغبان نے
دور سے نعرہ کیا او ملعون کیا کرتا ہی یہ کہکر باغبان آپڑا دونون مین سحر چلنے لگے دو گھڑی کامل تلوارین
برسین خنجر گرے ایک نے ایک کا سحر دفع کیا ایک مقام پر باغبان نے جلدی کرکے گیند پھولون کا
مارا قنطورہ نے اسکو کاٹا گیند سے پھول زمین پر گرے قنطورہ جھپٹا جبتک باغبان قصد کرے کہ
پیچھے ہٹون قنطورہ بلاخیز نے لپک کر ہاتھ تلوار کا مارا باغبان کا بھی سر زخمی ہوا ملکہ مہرخ موسے کا کل کشتا
جاپڑی مصنف عرض رسا ہی کہ یہ جنگ دو پہر قائم رہی قنطورہ کے ہاتھ سے چار سردار بار سے گئے
کچھ سردار زخمی ہوئے قنطورہ یہ کہکر بلتا کہ ای مہرخ اگر تمکو اپنی جان بچانا منظور ہی تو رات کو آکے
حاضر ہو وعدہ کرتا ہون کہ شہنشاہ سے کہکر سب کی خطا معاف کرا دونگا کسی کو سزا نہونے دونگا
دیر تک پکارا کیا کسی نے جواب بھی نہ دیا آخر طبل بازگشت بجوا کر قنطورہ بلاخیز پلٹا لشکر مین آکر
داخل ہوا ایک ایک سے کہہ رہا ہی مین چاہتا تھا آج ہی خاتمہ کردون لیکن خیال آیا کہ شاید یہ مین
صلاح کرکے شریک ہو جائین اگر آج رات کو رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آئے تو خیر ورنہ ان سبکی
قضا دامن گیر ہی کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کسی مسلمان نے قتل سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکر حیرت
کے پاس آدمی بھیجا کہ جا کر ملکۂ عالم سے عرض کرو آج کی میدان داری تو حضور نے ملاحظہ فرمائی
اب کل بھی دیکھیے گا لیکن ملکہ مہار گلعذار کے مقدمے مین کیا حکم ہوتا ہی اگر ابکی میرے مقابلے مین آئیگی

رقص کرد نگا آدمی بھیجکر منہیا ہی چالیس پچاس جادوگر رفیق شفیق حاضر ہین اسباب عیش و نشاط
مہیا کہ آسمان پر سنا ہوا قنطور نے سر اٹھا کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو تخت پر
سوار تخت کو اُڑاتے ہوے آتے ہین قنطور نے اٹھکر سلام کیا افراسیاب نے آواز دی ای یار وفادار
بادولت نے ملاحظہ کیا کس لطف سے آج لڑے ہو قنطور نے سر جھکا لیا کہا آپ کی بندہ پروری
آپ قدردانی فرماتے ہین ابھی حضور نے کیا ملاحظہ کیا کوئی سحر مین نے ابھی تک نہین کیا جیسے تخت
قریب آیا قنطور نے اٹھکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا اور کہا تشریف رکھیے اسوقت تشریف لانے کا
کیا باعث ہوا افراسیاب نے کہا ای قوت بازو وای زینت پہلو مین نے کتاب سامری مین دیکھا
کہ آج عیار ضرور آئینگے شراب کا چرچا بھی ہوگا مین نے اسواسطے القاب سامری کتاب مین سے نکالا مین
وہ القاب پڑھ نے شراب پلاؤنگا سو برس عمر بڑھ جائیگی پھر عیار کیا کرسکینگے اسوجہ سے چلے آئے
قنطور نے کہا آپ کی عنایت پرورش افراسیاب نے کہا قرابہ شراب کا منگاؤ سب صاحبون نے عرض کی
ہم بھی فیضیاب ہونگے افراسیاب نے کہا کوئی باقی نہ رہیگا بادولت کا یہی طریقہ ہے تم لوگ جو لشکر
مین ہو سبھی پہونچے کوئی خوردہ کلان باقی نہ رہے یہ فیض سامری ہے یہ جو جادوگرون نے سنا دربار
مین آکے حاضر ہوے باہر والے بھی مشتاق ہین کہ فیض شہنشاہی مین ہم بھی شریک ہونگے
گلابیان آنے لگین پیلے لاکر رکھے گئے افراسیاب نے قرابے کو اٹھایا کچھ پڑھ کر اسپر دم کیا کہا یہ شراب
کے پیلون مین ملادو اُس قرابے کی شراب پیلون مین گلابیون مین ملائی گئی حکم ہوا لشکر والے پیلے
گلابیان اٹھا کر پیجائین ایک ایک سانس مین جام پیا کہ انجام بخیر ہوا اگر سانس ٹوٹ جائیگی
زندگی مین کمی ہوگی پچاس پچاس آدمیون مین ایک ایک پیلہ باہر جانے لگا ساحر دوڑے کسی نے
گلابی اٹھائی کسی نے قرابہ لیا کوئی کنٹر اٹھا کے لیگیا لیجا کر پینے لگے سارے لشکر مین یہی غل ہے کہ آج
شہنشاہ نے کیا فیض جاری کیا ایسے بادشاہ کی کیون نہ غلامی کرین اب عیار کیا کرسکینگے سر ٹکرا ٹکرا کے
خود مر جائینگے سو سو برس عمر بڑھیگی شہنشاہ نے القاب سامری پڑھکر دم کیا سب لشکر والے پی رہے ہین
یہان دربار مین افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا کہا ای قنطور بادولت کے ہاتھ سے شراب پیو
قنطور نے اٹھکر سلام کیا جام پیا اندیشۂ انجام بھلایا افراسیاب نے آواز دی سب مصاحب وغیرہ بھی
پینے لگے سب محبت افراسیاب کا دم بھرتے ہین کہ ہمارا بادشاہ بڑا منصف و عادل ہو علم [illegible]

شعبدہ مین کامل ہی تھوڑی دیر مین پی چکا بعض نے چھپا چھپا کر دو دو جام پیے یا تو افراسیاب کی تعریفین کرتے تھے یا پھبتیان کہہ رہے ہین کوئی کہتا ہی لولو ہی کوئی کہتا ہی بادشاہ ہمارا قرمساق ہی بعض کہتے ہین مسخرا ہی تاج پھینکا یا ہی موتیون کے مالے بھی پہنے ہی دیکھو مسخرے نے اپنی جورو کی عمر نہ بڑھائی غیرون کو شراب پلوائی اسکے منھ پر تھوکینگے یہ بڑا احمق ہی جورو کی کچھ حقیقت نہین جانتا رات کو شراب پی کے سورہتا ہی وہ رات بھر تڑپتی ہی ایک نے کہا ہمپر نگاہ ڈالتی ہی ہم اس سے جا ملینگے قنطور نے جو یہ باتین جادوگرون کی سنین کہا یارو اسکا نام نہ لو وہ میری معشوقہ ہی مین جاکر اسکے پاس سو رہونگا افراسیاب سے متوجہ ہو کر کہا ہمکو حیرت نے بلایا ہی افراسیاب نے کہا جاؤ وہ تمھاری مان ہین قنطور جھوم کر اٹھا کہا ارے مان تو تیری ہی ہم تو اسپر مرتے ہین وہ ہمین چاہتی ہی ایک نے کہا ہمکو زوجہ مصور نے بلایا ہی ہم زوجہ مصور کا آج اور نقشہ کرینگے قنطور نشے کے جوش مین اٹھا کبھی پکارتا ہی ملکہ حیرت ہم آتے ہین چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا اب تو جادوگر اٹھ اٹھ کے گرنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین سب گر کے بیہوش ہوے افراسیاب نقلی نے بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر عدو شیدا ہوا
مرا کام ہی گلشن قتل و قتال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

نعرہ کر کے عمرو جھپٹا سر سے قنطور کے تاج لیا تھوڑا حضرت داؤد کا لنگر مارا کہ سر قنطور کا پاش پاش ہو گیا اب تو عمرو نے لوٹنا شروع کیا رات سب قلیل باقی ہی میان برق نقرہ بنے ہوے اسکے لشکر مین پھر رہے تھے یہ ہنگامہ جو سنا تڑپ کے چلے آواز مرنے کی قنطور کے سنی سمجھے کہ استاد نے فیض جاری کیا یہ باہر لوٹنے لگے کسیکا پائجامہ اتار لیا عورتون کا تمام زیور لوٹ لیا خنجر ہاتھ مین ہی قتل بھی کرتا پھرتا ہی باہر سے بھی مرنے کی جادوگرون کی آوازآنے لگی خواجہ حیران کہ باہر کون صاحب ہین پردہ اٹھا کے دیکھا کہ میان برق تڑپ رہے ہین پکار کے آواز دی ابے یہ کیا کرتا ہی سب چیزین میری چوری گئی ہین برق ایسے وقت مین کب جواب دیتا ہی ادھر سے منھ پھیر لیا جادوگرون کو قتل کر رہا ہی کبھی گر پڑا مردون مین لیٹ گیا زیور اتار رہا ہی

خواجہ سوچے کہ بھو ریا اسوقت جواب نہ دیگا پردہ چھوڑ دیا اندر بارگاہ کے کارسازی کرنے لگے سازندون کو الٹا لٹکا دیا تمام بارگاہ کو مزبلہ قصابان بنا دیا ادنی سے اعلی تک کی کمل کتھری کرلی تمام بارگاہ مین لوٹ مچی ہوئی ہی چوکھڑے جنگیر عطردان پاندان خاصدان اگالدان سب سمیٹ رہے ہین قضا سے کار افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین بیٹھا ہی ناچ دیکھ رہا ہی ایک نازنین پریچہرہ سامنے افراسیاب کے یہ غزل گا رہی ہی

غزل

ڈھلتی ہی عاشقانہ ہماری غزل تمام — چھائے ہوئے ہین کوے فرنگی محل تمام
وہ پھول کونسا ہی کہ سونگھا نہین جسے — چکھے ہوئے ہین باغ جہان کے پھل تمام
زیب کنار عطر وہ ملک ہوئے تھے شب — اتنا کہ مشک رہی ہی ہماری بغل تمام
دل کی کشش کا ایک کبھی رکھتا نہین اثر — اپنے کیے ہوئے ہین یہ جذب کے عمل تمام
ڈھونڈھا ہی جس جگہ وہین پایا ہی آپ کو — اس شش جہت مین ہین یہ تمھارے محل تمام
داغون سے بھر چکا نہین سینہ مرا ہنوز — روشن نہین ہوئے ہین ابھی یہ کنول تمام
آتش قدم وہ ہون مری ٹھوکر جو کھائے کوہ — پتھر ہون نرم جیسے کہ روئی کے پہل تمام
شانے کا کام کیجیے گستاخ ہاتھ سے — ناخن سے زلف یار کے عقدے ہون حل تمام
آنکھون مین جان حسرت دیدار لائی ہی — آئی نہ آب اجل تو ہوے بے اجل تمام
کہتا ہی سنے حالت دل روز وصل یار — فرقت کی شب مین ہو گی تمھاری زٹل تمام
ہر عضو ہی مناسب اندام نازنین — سر سے ہی تا قدم وہ صنم بے بدل تمام
آتش کی فکر کھودتی ہی از زمین شعر — گنج نہان مین جتنے کہ تجھ مین اگل تمام

اسوقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ایک کنیز نے کہا کل تو قنطور نے بڑے زور و شور سے میلاداری کی نہین معلوم اب اسپر کیا گذری افراسیاب نے کہا ذرا کتاب سامری تو لاؤ کتاب جو آئی کھولکر افراسیاب نے دیکھا رنگ فق ہو گیا تڑپنے لگا مارے غضب ہو گیا عمرو نے قنطور کو مار ڈالا تمام بارگاہ لوٹ رہا ہی اب دولت خود جاتے ہین یہ کہکر افراسیاب چلا بڑے زور و شور سے جاتا ہی میان خواجہ عمرو بلا نکاط بارگاہ لوٹ رہے ہین برق نے جو دور سے افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا کود کے بھاگا یہ تو نکل گیا ایک جادوگر کی شکل بنکر دور سے کھڑا ہوکے دیکھنے لگا افراسیاب جادو

قریب بارگاہ قنطور پہونچا ہاتھ ہلا دیا قبۂ بارگاہ اُڑگیا دیکھا عمرو لوٹ رہا ہے مال سب جمع کرتا ہے جیب
میں رکھتا ہے کہا نابکار مقتول ہوا جال مار کر ننہ زر زنبیل کر لیا پھر لوٹنے لگا افراسیاب نے للکارا او
سارہان زادے تین روپیے کے پیادے ہائے تونے میرے افسر کلان کو مارا خواجہ نے افراسیاب کو
دیکھکر گلیم اوڑھ لی افراسیاب حیران ہوگیا چار جانب دوڑا دوڑا پھرتا ہے کہیں پتہ نہین ملتا ہے آنچ
برسایا جو زندہ تھے وہ اُٹھے افراسیاب کو دیکھکر فریاد کرنے لگے کہ اے شہنشاہ غضب ہوا ہمارا
بھائی مارا گیا کوئی کہتا ہے میرا نوجوان بیٹا قتل ہوا آخر جو ہوا ملکہ حیرت جادو بارگاہ سے نکل آئین
ایک لڑکے سے کہا دیکھ تو یہ کیا ہنگامہ ہے ہرکاروں نے آکر خبر دی عمرو نے قنطور کو مارا شہنشاہ
تشریف لائے ہین مگر عمرو بھاگ کے نکلگیا حیرت دوڑی آکے دیکھا افراسیاب خاموش کھڑا ہے
قنطور کے مارے جانے کا بڑا قلق ہے حیرت نے آکر سلام کیا افراسیاب نے کہا ملکہ تمنے قنطور کی
حفاظت نہ کی قنطور کا مارے جانا بڑا غضب ہوا بھائی اسکا ناسور زخم نصیب بلاے روزگار ہے
زمانے سے شہنشاہ لاچین کے سب اُسکی آبرو کرتے ہین جس معرکے مین جاکر لڑا کبھی بے فتح کیے نہین
پلٹا اگر وہ آئیگا تو کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا ایک ہی دن مین سب کو قتل کریگا لیکن وہ مجھسے بڑی
شکایت کریگا کہ میرا بھائی مارا گیا آپ نے اُسکے قاتل کو سزا نہ دی مین ابھی جاکر عمرو کو لاتا ہون
اُلٹے تعاقب پہ جاکر پھینکون کہ تا قید حیات رہائی نہ پائے یہ کہکر حکم دیا لاشہ قنطور کا اُٹھا لیجاؤ
ملازمون نے اُسکے لاشہ قنطور کا اُٹھا یا کسی صحرا مین جاکر جلا دیا میان افراسیاب نے صرصر سے
کہا لشکر مہرخ کی خبر تو لاؤ کہ ساربان زادہ کیا کرتا ہے ملکہ صرصر روانہ ہوئین میان خواجہ جو بارگاہ
مین آئے برق کو دو تین طمانچے مارے کہا کیون بے مشقت تو ہم کرین اور مال آپ لوٹین
برق نے کہا اُستاد مین تو لشکر سے نکلا بھی نہین خواجہ کوڑا لیکر اُٹھے ملکہ مہار وغیرہ نے ہاتھ
پکڑ لیا کہ خواجہ جانے دیجیے سمجھا بجھا کے خواجہ کو بٹھایا خواجہ کرسی پر بیٹھے ہوئے ذکر قتل قنطور
کر رہے ہین کہ صرصر آکے پہونچی دور سے اسنے دیکھا کہ عمرو کرسی پر بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہے صرصر
نے آکر افراسیاب سے کہا بس افراسیاب غصے مین اُٹھا ایک چٹکی خاک کی اُٹھاکر اپنے اوپر ڈالی
سب نے دیکھا کہ افراسیاب نظرون سے غائب ہوگیا حیرت نے صرصر سے کہا جا کر دیکھ تو کیا ہوتا
ہے شہنشاہ بڑے غصے مین گئے ہین دیکھو کیا کرتے ہین صرصر صورت بدل کے بارگاہ مہرخ مین آئی

دیکھا خواجہ بیٹھے ہین ذکر قتل قسطور ہو رہا ہی سب نے دیکھا ستون پر بارگاہ کے ایک طائر آ کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا سب طرف طائر کے دیکھنے لگے عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا ثابت ہوا کہ زمزمہ سرائی مین وہ طائر یہ اشعار بہ الحان پڑھ رہا ہی اشعار

کون اے بت ہی تو خدا جانے
کہین ہو گا مری بلا جانے
ایک ہی ہین خدا و بت زاہد
چاہیے بوم کو ہما جانے
عشق ہی خوب شغل سمجھے ہم

کفر کیا شئ ہی کوئی کیا جانے
مجھکو بیگانہ سمجھے ہی ظالم
دہی مشرک ہی جو جدا جانے
کشتی اسکی نہ ڈوبے سوت موج
کوئی اسکو نجانے یا جانے

دل کو پوچھا جو مین نے وہ بولے
راہ چلتون کو آشنا جانے
جو کہ ہی بادشاہ ملک جنون
جو کہ طوفان کو نا خدا جانے

عمرو نے کہا یہ طائر کسی کا پالا چھوٹ گیا ہی مین اسے گرفتار کرتا ہون عمرو نے پہلو بدل کے حلقہ ہاے کمند مارے طائر کے گلے مین حلقے پڑے عمرو نے جھٹکا مارا طائر کا پونا زمین سے آشنا ہوا طائر نے اف کی حلقہ ہاے کمند جلد طائر نے پنجہ کمر مین عمرو کی دیا اے اڑا مہرخ و بہار نے سحر کیے طائر نے جس سحر پہ نگاہ ڈالی وہ سحر باطل ہوا جب سب ساحرون نے پیچھا کیا طائر بلند ہوا اور آواز دی وہ صدا ایسی ہیبت ناک تھی کہ سبکے کلیجے ہل گئے آواز آئی باشیدای مسلمانان منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا سب نے دیکھا عمرو تو بیہوش و مدہوش سا ہی افراسیاب جادو عمرو کو پنجے مین دبائے ہوے کہہ رہا ہی اے ساحران باغی اب عمرو کو نہ پاؤگے اسنے اس شخص کو مارا جسکا مثل نہ تھا اسکا بدلا یہ ہی کہ اسکو لیجا کر ایسے مقام پہ پھینکون کہ تا قید حیات رہائی نہ پائے تڑپ تڑپ کے مرے بس اب عمرو سے صبر کرو ساحرون نے چاہا افراسیاب سے جا کر لپٹ جائین عمرو کو چھڑائین مہار نے سب کو روکا کہا جو کیون شامت آئی ہی آج افراسیاب بہت غصے مین ہی اس قطع سے کبھی نہ آیا تھا ایسا طائر بنکر آیا کہ سب کے ہوش اڑ گئے آخر عمرو کو لیگیا خواجہ خود اپنی عقلمندی سے پھنسے اتنے عرصے مین افراسیاب نکلگیا سب سردار جمع ہوے یہی کہہ رہے ہین کہ نہین معلوم افراسیاب عمرو کو کہان لیگیا نہین معلوم کسطرح قید کریگا جبکہ عمرو کو بادشاہ خواجہ کی وجہ سے سب کی جان بچتی ہی سب آمادہ ہین برق لامع کہتی ہی جہان عمرو قید ہو گا اس مکان کہ کاشے کے ٹکڑے اڑا دونگی رعد و برق کہتے ہین ہم زمین ہلا دینگے بہار نے کہا شہزادون کو تیغ کھینچوا کر مردان مخمور نے کہا بادشاہ ہزیمت کو دیوانہ کر دون اپنے اپنے طور پر سب کہہ رہے مین

کہ چالاک اگر پہونچا کہا برائے خدا آپ لوگ ایسا ارادہ نہ کرین مین اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش مین جاتا
ہون خدا چاہتا ہی تو لیکر آتا ہون مین سب صاحبون کی خدمت مین عرض کرتا ہون دربار مین حیرت
کے بہی ذکر ہی کہ قنطور کا بھائی ناسور زخم نصیب بلکہ ناسور زخم خوار بہی اسی کو کہتے ہین خبر اپنے
بھائی کے مارے جانے کی سنکر ضرور آئیگا سنا ہی کہ بلاے روزگار ہی عیاری کا کیا ذکر لشکر کے گرد حصار
کرتا ہی عیار اُسکے سامنے گیا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ جاتا ہی ایسے ایسے حالات اُسکے سنے ہین کہ دل
نہین چاہتا کہ اس زمانے مین لشکر سے قدم باہر نکالین بھائی برق فرنگی اسکا خیال رکھنا جانسوز دم خام
بہی موجود مین جہانتک ہو سکے تا بہ لشکر نہ آنے پائے ورنہ مین اُسکی فکر نہ جائے آئندہ خدا کے اختیار ہی
اسوقت لشکر مین غریو بلند ہوا مخمور روبہار نے کہا خدا نہ کرے کہ ناسور آئے چالاک نے کہا میرا جانا
مشہور نہونے پائے ایسا نہو کہ افراسیاب راستہ روک دے تو جانا مشکل پڑے اول تو یہ معلوم نہین کہ وہ
بیچارہ کہان گیا کدہر لیگیا قبلہ و کعبہ سے جلا ہوا ہی چالاک سب کو بخوبی سمجھا کر بانہاے عیاری لیسے آراستہ
ہوا جب لشکر سے نکلا خیال مین گذرا کہ اس راز کو حیرت سے پوچھیے شاید کوئی مطلب نکل آئے چالاک یہ
سوچتا ہوا طرف لشکر حیرت کے چلا جب لشکر حیرت مین آیا کنیزان حیرت کو بخوبی پہچانتا ہی ایک ایک کا
نام بہی جانتا ہی نسرین نامے خواص خاص خدمتگار ملکہ حیرت کی ہی اُسکو کنارے بلا کر بیہوش کیا
اُسکی شکل بنکر اندر بارگاہ کے آیا پشت پر کھڑا ہو کر مگس پرانی کرنے لگا جب شام کو حیرت دربار
برخواست کرکے اپنے پلنگ پر آئی چالاک بیٹھ کر پاؤن دبانے لگا کہا کیون داری شہنشاہ عمرو کو
کہان لیگئے کچھ مقام کا نام معلوم ہی سن تو لین کہ عمرو مارا گیا یا زندہ ہی یہ سنتے ہی حیرت نے پاؤن
کھینچ لیے کہا نسرین آج تجھکو کیا ہو گیا ایسی باتین کرتی ہی کہ مجھکو شک ہوتا ہی یہ کہکر اُٹھ بیٹھی منہ سے
کچھ کہا رنگ و روغن عیاری کا چالاک کے چہرے سے اُڑ گیا حیرت کوڑا لیکر اُٹھی کہا چالاک مارتے
مارتے آج تجھکو ہلاک کر ڈالونگی بڑا گستاخ ہو گیا ہی یہ کیا حرکت کی جب تو نے حال عمرو کا پوچھا مین
اُسی وقت سمجھ گئی چاہا تھا کہ کوڑا مارے چالاک قدمون پر گر پڑا کہا ملکۂ عالم مین تو غلام ہون خیر جو موقع
پڑیگا تو میری جانبازی دیکھیے گا قدمون سے لپٹ کر خوب رویا پاؤن حیرت کے تر ہو گئے اور کہتا جاتا
ہی کہ جب کوئی مشکل پڑے تو سواے حضور کے کسکے پاس جاؤن حیرت نے ناز معشوقانہ کرکے کہا
لگوڑے تیری قضا آئی ہی افراسیاب اگر سن پائیگا بوٹیان کاٹ کے کھا جائیگا خیر تو بدذات ہی عیاری کی

فکر کر رہا ہی مجھے بھی اسوقت رحم آگیا چالاک نے عرض کی بقول مصنف کوڑے کی کیا ضرورت ہی

اصل مین یہ کیفیت ہی ابیات

زلف کو سونگھ لیا اتنی خطا میری ہی	بیڑیان پاؤن مین ڈالو یہ سزا میری ہی
آنسوؤن کی یہ تہین جمگی ہین رونے مین	دامن ابر گہربار قبا میری ہی

حیرت نے سر جھکا لیا کہا دور ہو میرے سامنے سے یہ جو حیرت نے کہا چالاک نثار ہونے لگا عرض کی
اے شہنشاہ اقلیم خوبی دارای رنگ و بوسدگی حدیقۂ خوبی یہ تو مین جانتا ہون فرو جنبش تیغ نگہ سے
حسب کیا بسمل مجھے ٭ ہنسکے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا ٭ حیرت نے کہا باتین نہ بناؤ میرے
سامنے سے ہٹ جاؤ مجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین کڑی کہا نک سنے کل مین کسی تقریب مین
تماہ باغ سیب جاؤنگی افراسیاب سے پوچھ کے تجھے کہونگی لیکن تو نے نسترین کو کیا کیا جسکی
شکل بنکر آیا ہی چالاک نے کہا آپ کی خواص پر کوئی صدمہ نہ پہونچیگا مین اُسکو بخیر میان پہونچا دونگا
وہ ایک درۂ کوہ مین ہی کہا جلد جا اُسکو ہوشیار کرکے میان بھیجدے ورنہ صحبت بری طرح پیش
آئیگی چالاک نے کہا بہت خوب اب مین اپنی صورت پیدا کرونگا یہ کہکر چالاک خوشی خوشی نکلا درۂ
کوہ مین آیا نسترین کو لباس پہنایا ہوشیار کرکے الگ ہو گیا نسترین حیران کہ مجھکو میان کون
لایا آخر درۂ کوہ سے نکلی آکر خواصون مین ملگئی صبح کو حیرت تخت پر سوار ہوئی چند کنیزون کو ساتھ
لیا کنیزون سے کہا مین حال پوچھنے ناسور کا جاتی ہون دیکھون کیا گذرے باتین کرتی ہوئی یہ
تو ادھر سے جاتی ہی اب حال افراسیاب جادو کا تحریر ہوتا ہی جو عمرو کو لیکر چلا کئی سو کوس کا
راستہ طی کرکے برابر کوہ رنگار رنگ کے پہونچا ملکہ رنگین قبا یہان کی حاکم بر سر کوہ بیٹھی ہی بارہ چودہ ہزار
کنیزین بیٹھی ہین اسباب عیش و نشاط موجود ہی کہ سامنے سے دیکھا شہنشاہ افراسیاب کسی کو بغل مین
دبائے ہوے آتے ہین رنگین قبا کھڑی ہو گئی صف باندھکر سلام کیا افراسیاب پہاڑ پر آیا عمرو
کو یون ہی ڈالدیا سحر سے افراسیاب کے بیہوش و بدہوش پڑا ہی افراسیاب کو اسقدر خیال ہی کہ
عمرو کو ہوشیار بھی نہین کیا رنگین قبا نے پوچھا یہ کون ہی کہا کہ نام اسکا عمرو عیار ہی رنگین قبا
نے کہا یہی عمرو عیار ہی اسنے ہزارون جادوگرون کو کیونکر مارا مین تو برسون سے نام سنتی ہون
افراسیاب نے کہا ایسا ہی کہ مین وہان سے گرفتار کرکے لایا ابھی مین نے ہوشیار نہین کیا

کہ یہ راستہ دیکھ لیگا تمھارے کوہ رنگارنگ کے میلون مین کوہ جوش بلا ہی مردود جادوگر کو بلاؤن مین
اسکے سپرد کرونگا میان کا قیدی کبھی رہا نہین ہوتا مردود نے سیکڑون آدمیون کو مار ڈالا
رنگین قبا نے ایک کنیز سے کہا مردود کو بلالاؤ کنیز گئی بعد تھوڑی دیر کے ایک آندھی سیاہ چلی اسمین سے
ایک جادوگر پیدا ہوا بالکل سیاہ رنگ سواد ملک زنگ آکر افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب
نے کہا ای مردود یہ عمرو عیار ہی عیاری مین بلاے روزگار ہی ہزارہا جادوگر اسکے ہاتھ سے
مارے گئے مین اب اسکو تمھارے پاس لایا ہون کہ اسکو قید کرو طلسم مین اسواسطے نہین لیگیا کہ
ایسا نہو وہان سے یہ ظالم رہائی پائے اور خاص طلسم مین فدر ہو تو مشکل ہی مردود نے کہا ای شہنشاہ
بھلا یہ ساربان زادہ بیچارہ کس شمار مین ہی یہ تو عمرو عیار ہی اگر اُف کردون تو جلکر خاک ہوجائے
اگر حضور خود ارادہ کرین تو دو چار دن کے بعد پتہ ملے آپ جائین مین سمجھ گیا کیا مجال کیا تاب و
طاقت کہ میان کچھ مکر و حیلہ کرے میان سے چھوٹ کے کوئی جاسکتا ہی سیکڑون آدمی قید مین
موت مانگتے ہین انکو موت نہین آتی پڑے تڑپ رہے ہین شہنشاہ کہین تو مین چار دن کے
اندر اسکا سر کاٹکر دون جسم کو جلاکر خاک کردون افراسیاب نے عمرو کو حوالے کیا دیکھیے
اب مردود کہان لیجاکر عمرو کو قید کرے وقت پر ذکر کیا جائیگا افراسیاب اسی شب کو باغ
سدیب مین آیا صبح کو بیٹھا تھا کہ ملکہ حیرت جادو آکے بیٹھین افراسیاب نے کہا کیون ملکہ کیا
خیر تو ہی حیرت نے کہا مسلمانون کا طبل بجانا مجھکو نہایت ناگوار ہی کئی مرتبہ دل چاہا کہ اپنے نام پر
طبل جنگ بجاؤن مگر ضبط کیا کہ بدون آپ کی اطلاع کے کیونکر کوئی کام کردون افراسیاب نے کہا ای
ملکہ عالم فتنلور کا مارے جانا کیا بالا بالا جائیگا بھائی اسکا ناسور زخم خوار آیا ہی چاہتا ہی
دو چار دن مسلمان اور طبل بجالین ایک دن مین وہ سب کی گوشمالی کرونگا ایک سحر نہ چلیگا عیارون کا
تو مین خاتمہ کرچکا عمرو کو ایسے مقام پر قید کیا ہی کہ اسی ہفتے کے اندر اسکے مرنے کی خبر آجائیگی ایسے
امور درپیش ہین کہ اسی ہفتے کے اندر سب حال کھلیگا مین نے بہت صبر کیا حیرت نے چپکے سے
پوچھا آخر عمرو کو کہان قید کیا افراسیاب نے کہا صاحب کسی سے ذکر نہ کرنا حیرت نے کہا مین
کس سے ذکر کرونگی جو آپکو ایسا گمان ہو تو مجھسے نہ کہیے افراسیاب نے کہا ای جان جہان و ای
روح رواں تمسے کیا پردہ ہی تم مالک طلسم ہو تمھین کو اختیار ہی چاہو طلسم کو آباد رکھو چاہے برباد کرو

کوہ رنگار نگ کے قریب ایک پہاڑ ہو اُس پہاڑ کو کوہ ویران بھی کہتے ہین مردود جادو وہان کا
حاکم و ناظم ہو اُسی کے سپرد کر دیا وہ بڑا سخت مزاج جاہل ہو اُنکے سر کا تاج ہو اسی ہفتے کے اندر وہم
روانہ کریگا عمرو خود تڑپ تڑپ کے مرجائیگا وہان کوئی جا نہین سکتا اول تو کوہ رنگار نگ
ملیگا پہلے اُس سے گذرے تب تا بہ کوہ ویران پہونچے پھر وہان جا کے کیا کر سکتا ہو اگر ارسطو
بھی جائے تو گرفتار ہو عمرو کے ساتھ تو وہ بدعت ہوگی کہ عمرو خود اپنی موت مانگیگا سب جال کھلجائیگا
میرے کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین کہ قنطورا ایسے شخص کو مارا اسکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا لیکن ایسی
سزا ہوئی کہ عمر بھر یاد کریگا جب آب و دانہ مہم مہو گا فریاد کریگا وہان کون سننے والا ہو حیرت جادو
خاموش ہو رہی مطلب حاصل ہوا حیرت افراسیاب سے رخصت ہوئی یہ بھی پوچھ لیا کہ ناسور
کب آئیگا افراسیاب نے کہا وہی چار دن مین آیا چاہتا ہو حیرت جادو وہان سے آئین
چالاک ایک جادوگر کی صورت بنا ہوا کرسی پر بیٹھا تھا کہ حیرت آکر پہونچی چالاک نے
اُٹھ کر سلام کیا حیرت جب اندر بارگاہ کے چلی چالاک نے اور سب کو باہر ہی رو کا کہا شہ جادو
ملکۂ عالم منع کرتی ہین یہ کہکر چالاک اندر آیا ہاتھ باندھکر عرض کی جو حضور نے وعدہ کیا تھا
وہ دریافت کیا حیرت نے کہا تو کون چالاک نے عرض کی غلام آپ کا حیرت نے ہنسکر منہ
پھیر لیا مسکرا کر کہا افراسیاب نے ایسے مقام پر جا کر قید کیا ہو کہ تا قید حیات رہائی نہ پائیگا مردود جادو
وہان کا حاکم و ناظم نہایت سخت مزاج ہو وہان جانیکا ارادہ نہ کرنا کوہ رنگار نگ پر ملکہ رنگین قبا
سکونت پذیر ہو بارہ چودہ ہزار کنیزین اُسکی ملازم ہین چالاک نے کہا اگر آپ کا اقبال یاور اور طالع
مددگار ہو تو شاید اُس تک رسائی ہو ورنہ ممکن نہین کہ کوئی وہان جاسکے حیرت نے کہا اے چالاک جانیکا
قصد نہ کرنا ورنہ پھنس جاؤ گے چالاک نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ حیرت نے کہا باہر جاؤ ایسا نہو کوئی آجائے
تو باعث خرابی ہو چالاک باہر نکلا باسمائے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف کوہ رنگار نگ کے چلا
آتے آتے سامنے کوہ رنگار نگ کے پہونچا دیکھا ملکہ رنگین قبا کوہ پر صحبت آرا ہو ایک خواص کو بیہوش
کرکے اُسکی شکل بنا اُسکو دَرّہ کوہ مین ڈالدیا اُسی کی صورت پر بالائے کوہ آیا کہا واری ایک دو
چیزین جیسے سنیے رنگین قبا نے کہا کیون گلنار تمین بھی اس فن مین سواد ہو عرض کی سینے لونڈی نے
جو کچھ کمایا اسی مین صرف کیا بڑے بڑے اُستاد جمع ہوے روپیہ اپنا کھلایا اس کمال کو اُنسے سیکھا

آج منظور ہوا کہ حضور کو بھی آگاہ کرون رنگین قبا نے کہا اچھا گاؤ گلنار نقلی نے بہ الحان تمام یہ
غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

ہون مین عاشق جان جاتی ہو مری اُس نور پر ۔ وہ جو آیا تھا نظر موسیٰ کو جلوہ طور پر

سبکہ لازم ہی حضوری عاشقون کے واسطے ۔ دیکھ میرے دل مین دیکھا تھا جو موسیٰ طور پر

لطف دیدبے تکلف مین ہی عاشق کے لیے ۔ آنکھ بھی جھپکی تو کیا موسیٰ نے دیکھا طور پر

ہر تعلق سے بری رہتا ہون مین مثل ملک ۔ آہ یہ طبیعت آگئی ہو ایک رشک حور پر

یہ نزاکت یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان ۔ تجھکو دیکھا ہی پڑ گئی آنکھ کیونکر حور پر

ایک ہی گو نام مین لیکن جدا خصلت مین ہی ۔ آنکھ رندون کی پڑے کیا زخم کے انگور پر

وقت بیہوشی جو لب پر نام انگور آگیا ۔ ہاتھ ڈالا مین نے اپنے زخم کے انگور پر

وہ حرارت ہی کہ جو بہتا ہی آنسو آنکھ سے ۔ آتے آتے سوکھ جاتا ہی تن محرور پر

وہ نہین آگاہ رسم دوستی سے جان جان ۔ رحم کرنا چاہیے کچھ عاشق مجبور پر

یہ غزل جو چالاک نے گائی ملکہ رنگین قبا بہت خوش ہوئی کہا اے گلنار کیا کہنا تو نے بڑا کمال حاصل
کیا حقیقت مین تیرا نظیر نہین یہ کہکر کہا ارے کئی دن سے مردود جادو نہین آیا آج کوئی جاکر اطلاع
کراسے وہ بھی آکے جلسے مین شریک ہو تو گلنار کو گنوائی مین کچھ لطف حاصل ہو فرحت دل ہو ایک کنیز
گئی جاکر مردود سے کہا کل ملکہ رنگین قبا نے جلسہ کیا ہی قریب قریب پہاڑون پر جو شاہزادیان رہتی
ہین وہ بھی آکے شریک ہونگی مردود نے کہا ملکہ رنگین قبا سے کہدینا کہ آج کل کسی غیر کو اپنی صحبت
مین نہ آنے دینا عمرو یہان آکر قید ہوا ہی اُسکے شاگرد ضرور فکر کرینگے کنیز نے کہا غیر یہان کون آسکتا ہی
ملکہ کی خواص گلنار رہی گا نیگی سب سنینگے شراب وکباب کا چرچا ہوگا مردود نے کہا مین نے
احتیاطاً کہا ہی ملکہ کو آگاہ کردینا کنیز نے کہا مین ضرور عرض کرونگی آپ خاطر جمع رکھین کنیز وہان سے
پلٹکر آئی ملکہ رنگین قبا کو یہ سب خبرین آکے پہونچائین کہا حضور مردود کہتا تھا کہ زمانہ احتیاط کا ہی
کسی غیر کو آج کل صحبت مین نہ آنے دیجیے ملکہ نے کہا مردود سے کہنا یہان کون آتا ہی ایسے مقام پر
یہ کوہ ہی کہ اسطرف کوئی نہین آتا البتہ کل قصد ہی کہ شاہزادیان جو قریب قریب ہین اُن سب کو طلب
کرون گلنار اسی لائق ہی کہ شوقین اسکا گانا سُنین حقیقت مین اُسنے ایسا کمال حاصل کیا ہی کہ سب

گانیں جنکا یہ پیشہ ہی وہ کان پکڑتی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ گلنار کا ل والمثل ہی یہ کہکر رنگین قبا
نے جابجا نامے لکھے ہر ایک کا یہی مضمون تھا کہ کل شب جلسہ قرار دیا ہی براہ مہربانی آپ لوگ بھی
آکر اس جلسے مین شریک ہون کنیزون نے نامے پہونچا دیے دوسرے دن صبح سے ملکہ رنگین قبا نے
حکم دیا بہار پر تیاری ہو درختون مین جھاڑ لٹکائے جامین کنول سے کے دو شاخے وغیرہ سب لگائے جائین
روشنی کا بخوبی سامان ہوا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی درست کی گئین بلانے والیون کو
بھی جوڑے ملے گلنار نقش کو بھی بڑا بھاری جوڑا ملا چالاک اپنے کو خوب آراستہ کر کے صحبت مین
آکے بیٹھا ملکہ رنگین قبا مسند پر آکے جلوہ فرما ہوئین پہر دن پہلا باقی ہی کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا
ہوا نہایت تکلف سے ابر آراستہ زمین پر آکے وہ ابر شق ہوا ایک نازنین جیار دہ سالہ تخت پر سوار
ملکہ سوسن رنگین پوش ملکہ رنگین قبا نے ہنس ہنس کہکر ہاتھ تھام لیا صحبت مین لاکے بٹھایا دوسرا
ابر زعفرانی اٹھا ملکہ زعفران زعفران پوش بڑے تکلف سے آکے پہونچین پکار کر آواز دی ہوا
رنگین قبا آج ہمین کیون یاد کیا رنگین قبا نے کہا ہوا گانا سنوانا منظور ہی ملکہ زعفران بھی آکے بیٹھین
ریحانی ابر اٹھا وہ ابر سیاہی تھا ملکہ سیماب ریحان پوش آکے پہونچین ملکہ سیماب کا آنا اکسیر ہوا
سیماب نے پوچھا ہوا آج کیسا جلسہ ہی رنگین قبا نے کہا آج ہوا تمکو وہ گانا سناؤنگی کہ بہت خوش
ہوگی سیماب بھی آکے بیٹھین ایک ابر اور اٹھا وہ بھی ابر آکے شق ہوا ایک زجران تاجدار تاج سر پر
نہایت کمسن ملکہ رنگین قبا نے آواز دی اے شہسوار شور انگیز تمنے بڑی مہربانی فرمائی شہسوار
نے کہا سبحان اللہ کل طلسم مین غدر ہی جو گھڑی آرام سے گذرے اسے غنیمت جاننا چاہیے عیارون نے
جابجا قیامتین برپا کین جہان گئے اُس ملک کو برباد کیا مین نے سنا ہی کہ کوئی عیار میان سبھی آکے
قید ہوا ہی ملکہ رنگین قبا نے کہا عمرو عیار یہاں مردود جادو کے قید ہی خود شہنشاہ میان پہونچا گئے
ہین شہسوار نے کہا سامری و جمشید خیر کرین عمرو کا یہاں آنا بہت برا صاف صاف سامری نامے
مین مرقوم ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی ساحرون کی قضا عمرو کے ہاتھ سے ہی اور
یہ بھی لکھا ہی سامری نے کہ ہمارے بندون کو چاہیے کہ عمرو سے احتراز کرین ملکہ رنگین قبا نے کہا
سمجھا یہ جھگڑے الگ کرو یہ ذکر تھا کہ کئی ابر اور اٹھے چار پانچ نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین
آکے پہونچین ملکہ رنگین قبا نے جلسہ آراستہ کیا شہسوار شور انگیز کہہ رہا ہی بلا گانے والی کو تو بلاؤ

رنگین قبا نے پکار کر آواز دی گلنار کو محفل مین لاؤ شہسوار نے دیکھا برج کی راہ سے ایک ماہ تابان بلکہ مہر درخشان حسین مہ جبین نازک اندام خوشخرام کبک رفتار شیرین گفتار رنگین رشک دیدہ غزال ابرو شکل ہلال دریائے جواہر مین غوطہ زن سیمتن غنچہ دہن نے آکر ملکہ رنگین قبا کو سلام کیا رنگین قبا نے کہا بیٹھو گلنار آؤ گلنار آگے مجھین سازندون نے ساز ملائے گلنار نے بہ ناز و غمزہ گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

توُ خطون پہ جو طبیعت مری آئی ہوتی
تجھسے وصل کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی

آنکھ آئینے سے تینے جو لڑائی ہوتی
رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی

تارِ سنبل کوئی کتا ہو رگِ گل کوئی
کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی

عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے اے یار
اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی

خواب مین وہ قد دلکش جو نظر آجاتا
جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی

کمر یار بھی آنکھون کو دکھائی دیتی
ناف تک تو ہو نگاہون کی رسائی ہوتی

صاحب ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا
دو جہان مین نہ محبت کی سمائی ہوتی

چشم بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے
بوئے گل پیرہن یار سے آئی ہوتی

میرے گریہ کا فسانہ وہ پری روشنتا
گوش گل تک تو رشبنم کی رسائی ہوتی

بیٹھے چوما ہے یار کو گستاخی سے
مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی

کلیان آپ گہر کی بھی جو خوشہ کرتے
تیرے دانتون کی نہ دانتون مین صفائی ہوتی

سہل چھٹنا نہین مرس راحت جان کا آتش
روح قالب مین ہے مشکل سے جدائی ہوتی

یہ غزل اس طور سے چالاک نے گائی کہ سب جلسے والے تعریفین کرنے لگے شورانگیز نے جب سے اس نازنین کو دیکھا کشتۂ تیغ ابرو اسیر دام گیسو حیران جمال جہان آرا کو دیکھ رہا ہے گھبرا کے رنگین قبا سے کہتا ہے ہمشیرہ حقیقت مین یہ نازنین بہت حسین ہے رنگین قبا نے کہا برادر اسنے لاکھون روپیہ خرچ کیے بڑے بڑے کاملین سے سیکھا شورانگیز نے کہا بی گلنار ایک چیز اور گاؤ چالاک نے قصد کیا کہ چند اشعار اور گا کر تقریب شراب کردن کہ محفل مین بلا ہو بلکہ رنگین قبا نے پوچھا کیا ہے کہا حضور مرد و جادو آتا ہے آج بہت بے وقت ہے سب دیکھنے لگے شورانگیز نے دیکھا ایک

ساحر سیہ فام اکڑتا ہوا خود آہنی سر پر زرہ لوہے کی پہنے ہوے آکر پہونچا سب نے اسکی تعظیم کی
مرود آکر بیٹھا کوہ رنگا رنگ پر جلسہ آراستہ ہی چالاک اپنا رنگ جما رہا ہی قصد یہ ہو کہ شراب کی
تقریب کردن مرود پر نگاہ ڈالتا ہی لیکن شور انگیز نگاہ محبت دیکھ دیکھکر گلنار نقل سے اشارے
کر رہا ہی چالاک بھی کبھی دو دپٹہ کھسکا دیتا ہی شکم صاف و شفاف کا کھلنا نار پستان کا ابھار بقول
مصنف شعر نار پستان کی کیا لکھون تعریف * یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا * کبھی شرما کے
سر جھکا لیا کبھی غمزہ کر کے انگوٹھا دکھا دیا کبھی منھ چڑھا دیا کبھی مسکرائی گوہر دندان کھلے برق چمکی خرمن
ہوش و حواس کو جلا دیا شور انگیز مبہوت لب پر مہر سکوت دل مین دھڑکن قالب نازک پر جلن ملکہ
رنگین قبا نے کہا کیون ای برادر شہسوار شور انگیز تمنے ہماری خواص خاص کا گانا سنا شور انگیز نے
کہا مین حقیقت تو یہ ہو کہ اسکا مثل نہین ہی خوش آواز حاکم عشوہ و ناز مین تمسے اپنے قلب مضطر
کا کیا حال کہون اصل تو یہ کیفیت ہی نظم

گرچہ دلبر یہان مین بلبل چمن مین مست ہی	ہر کوئی یان اپنے اپنے پیرہن مین مست ہی
تشنۂ دولت سے منعم پیرہن مین مست ہی	مرد مفلس حالت رنج و محن مین مست ہی
دورِ گردون ہی خداوندا کہ یہ دور شراب	دیکھتا ہون جسکو مین اس انجمن مین مست ہی
آجتک دیکھا نہین ان آنکھون نے روے خمار	کون ہے جیسا گنبد چرخ کہن مین مست ہی
گردشِ چشم غزالان گردشِ ساغر ہی یان	خوش رہین اہل وطن دیوانہ پن مین مست ہی
ہی حیرانِ صفاے رخ حلب مین آئینہ	بوے زلف یار سے آہو ختن مین مست ہی
غافل و ہشیار ہین اس چشم میگون کے خراب	زندہ زیر پیرہن مردہ کفن مین مست ہی
ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہی غلط	ای خوشا طالع جو شیخ و برہمن مین مست ہی
وحشتِ مجنون و آتش مین ہی بس اتنا ہی فرق	کوئی بن مین مست ہی کوئی وطن مین مست ہی

ملکہ رنگین قبا نے فرمایا برادر تمھارے کلام حسرت انجام سے معلوم ہوتا ہی کہ تم گلنار پر عاشق ہوا
تمھارے گھر کی لونڈی ہی اگر حکم ہو تو خدمت مین حاضر کردن شہسوار شور انگیز خاموش ہو رہا مرود و
جلسے مین شریک ہو ورنہ یہ ہر وقت نندرانحاسے پر موجود رہتا تھا خواجہ عمرو یہ ہر کہ لندا کہ فراغ
انکو عالم بیہوشی مین لایا تھا مرود جادو کے حوالے کیا مرود جادو نے ایک مکان تنگ و تاریک مین

لا کر قید کیا خود آپ کرسی بچھائے بیٹھا رہتا تھا جب خواجہ کی آنکھ کھلی اپنے کو اُس مکان میں پایا
اسقدر اندھیرا ہی کہ پردۂ ظلمات کہوں یا بخت سیاہ مہجوران یا شب فراق عاشقان عرصہ دراز تک
تو خواجہ ہر طرف نگاہ اٹھا کے دیکھتے تھے اپنا ہاتھ اپنے کو نہیں سوجھتا تھا جب نگاہ قائم ہوئی دیکھا
ایک ساحر سیہ فام بد انجام بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی و سیہ دم کہتا ہی او سارہ بان زادے تیری موت دربیش
ہی ناحق کا تجھے پس و پیش ہی کچھ عیاری کرو تمہارے مکر کا مشتاق ہوں خواجہ عمرو کیا جواب دیں بوجہ
باتیں سُنا تا ہی کبھی غل مچاتا ہی کبھی نیرنگ سحر دکھاتا ہی کبھی زمین کو ہلاتا ہی دو شبانہ روز خواجہ کو اسی
حال پرملال میں گذرے آج دیکھا اُسی کرسی پر ایک زنگن بیٹھی ہی سونٹا سیہ ہاتھ میں کہ رہی ہی
کہ او سارہ بان زادے آج ہمارے آقائے نامدار و مولائے قدر شناس مردود جادو بالائے کوہ
رنگا رنگ جلسے میں تشریف لیگئے ہیں سامری و جمشید اپنا فضل شریک کریں کہ صبح کو تشریف لائیں
تجھکو بخیر و عافیت پائیں عمرو نے کہا ای مادر مہربان یہ کیا مقام ہی اس قید خانے کا کیا نام ہی زنگن نے
کہا اسکو کوہ ویران کہتے ہیں ہمارا بادشاہ مردود جادو میان کا حاکم و ناظم ہی وہ آج جلسے میں
تشریف لیگئے ہیں عمرو نے کہا ای مادر مہربان کوئی صورت ایسی بھی ہی کہ ہم رہائی پائیں زنگن نے کہا
ارے نگوڑے تیرے نام سے ساحر کانپتے ہیں سامری نامے میں بُرائیاں تیری لکھی ہیں سامری و
جمشید صاف لکھ گئے ہیں کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہیں ہی ہمارے بادشاہ کو یہ
منظور ہی کہ تحریر سامری و جمشید کو مٹائیں تجھکو ایسے مقام پر قتل کریں خطا تیری کون معاف کریگا عمرو نے
کہا اگر قیدی کے پاس مال و اسباب ہو وہ کون لیتا ہی زنگن نے کہا وہی جلاد لے لیتا ہی لیکن تیرے
بابت میں منظور ہی کہ شہنشاہ خود قتل کریں عمرو نے کہا ہم لوگوں میں دستور ہی کہ تیجا دسواں چالیسواں
بھی ہوتا ہی اگر یہ نہو تو روح ہماری ماری ماری پھرتی ہی امیدوار ہوں کہ جو کچھ میرے پاس موجود ہی
اُسکو خدمت میں حاضر کروں زنگن نے کہا تیرے پاس کیا ہی عمرو نے کہا میرے ہاتھ کھولدیجیے
جو کچھ میرے پاس ہی وہ حاضر کردوں زنگن نے عمرو کا ایک ہاتھ کھولا عمرو نے کمر سے نکال کر کچھ روپیہ دیا
زنگن خوش ہوگئی اب تو عمرو رسیان کھولنے لگا جب تھک کر دبیہ نکالا ایک حلقہ کھول لیا کئی مرتبہ
روپیہ نکال کے دیا ایک حلقے کھول لیے اگلی دفعہ جو جیب میں ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا نکالی کہا تو یہ وہ
شئے ہی کہ عمر بھر کو کافی ہی زنگن نے کہا میں اسے کھول کر دیکھوں عمرو نے کہا اسکو کھولیے نہیں یہ وہ

جانثار ہو کر بادشاہوں کو نصیب نہیں ہوتی زنگن حیران کہ آخر اسمین کیا ہی خواجہ نے اسقدر مشتاق کیا
زنگن کا ڈبیا کے کھولنے کا ارادہ ہوا جیسے ہی اُسنے ڈبیا کھولی اُسمین سے دھوان نکلا زنگن بیہوش ہو کر
گری عمرو نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک جیسے ہی زنگن مری وہ مکان گر گیا سو جادوگر دوڑے عمرو
نے نیمچہ کھینچا صاف ثابت تھا کہ یہ سب ساحر اس مکان کی دیوارون مین مخفی تھے مکان گرتے ہی ظاہر
ہوئے عمرو نے کسی کو کمند ماری کسی پر بیہوشی اُڑائی کسی پر حباب مارا جب کئی سو جادوگر قتل کیے
زمین کانپی آواز آئی او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ میری زوجہ کو مارا منم الکن جادو یہ کہکر
اسنے ایک دو ہتھڑ مارا کہ عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے الکن تلوار کھینچکر دوڑا کہ عمرو کا سر کاٹ لون
جیسے ہی وہ قریب آیا خواجہ کے ہاتھ قابو مین تھے فقط پاؤن پر آفت ہو گیا تھا عمرو نے حباب مارا
الکن دو ٹکڑے ہو کے گرا عمرو نے اسکو بھی خنجر مارا الکن کے مرتے ہی خواجہ نے دیکھا کہ ایک غبار بلند ہو
اندھیرا ہو گیا صدائین عجیب آنے لگین اب عمرو خیال کرکے دیکھتا ہی کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم
ہوتا صدائے گیر و دار آرہی ہی اور یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ کسی نے ہاتھ پکڑ لیا کوئی پاؤن تھامتا ہی
زنجیرون کی جھنکار کی صدا آتی ہی بعد عرصہ دراز کے صدائے ہا ہو موقوف ہوئی اب خواجہ نے دیکھا
کہ وہی مکان اُسی طور سے بنا ہوا مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے بیٹھا ہون ناظرین پر واضح ہو کہ
یہ مکر کیونکر ہوا مردود جادو صحبت مین ملکہ رنگین قبا کے بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے گھبرایا گلے مین موتیون کا
مالا تھا اُسمین سے ایک موتی ٹوٹا جب موتی گلے کا ٹوٹا گھبرا کے مردود نے کہا غضب ہوا اے رنگین قبا
عمرو نے فتور برپا کیا یہ کہکر موتیون کا مالا زمین پر مارا اُسی مالے مین سے موتی ٹوٹا تھا جیسے ہی
موتیون کا مالا زمین پر مارا زمین شق ہوئی مردود جادو اُسی زمین مین غائب ہوا بعد تھوڑی دیر کے
پسینے پسینے زمین سے نکلا ملکہ رنگین سے کہا عمرو نے غضب کیا زوجہ الکن کو مارا الکن کو بھی قتل کیا
مین پھر عمرو کو قید کر آیا اُسی طرح قید خانے مین قید ہی میرے دام مکر سے کب نکل سکتا ہی مین نے جا کر
قید کر لیا چالاک کے یہ سنکر ہوش اُڑ گئے چالاک جنگل گلزار ہی خوب خوب گایا شہسوار شور انگیز دل و جان سے
عاشق ہوا ہی ہر مرتبہ نگاہ و دانستہ قصد کرتا ہو کہ اُدھر جب مردود جادو نے یہ بیان کیا کہ مین عمرو کو
قید کر آیا چالاک نے خیال کیا کہ قبلہ و کعبہ بڑے سخت مقام پر قید ہین اسنے میان ستہ جیسے جیسے فتور
برپا کیا بڑا ساحر زبردست ہی شہسوار شور انگیز نے اشارون مین کہا کہ مردود جادو مجھکو محبت دکھاتا ہی

مین تو آپ سے راضی ہون شہسوار نے طرف مردود کے نگاہ کی پھر دیکھا مردود نے کہا کیون شہسوار تجکو
کیا خیال ہی جو میری جانب اسطرح دیکھتا ہی شہسوار نے کہا اصل کیفیت یہ ہی کہ جو ہمارے دل مین ہی
آپ اودھر توجہ نہ فرمایے مردود نے کہا تو تو سفلہ مزاج ہی مجھے کسی بات کا خیال نہین شہسوار نے کہا
تو سفلہ مزاج ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک عورت کو دیکھا سیہ فام بد انجام زمین پر آئی مردود کے پہلو مین
آکے بیٹھی مردود کو اسوقت آنا اپنی معشوقہ نمرود کا بہت ناگوار ہوا نمرود نے تیوری پر بل ڈال کے کہا
کیون صاحب میان شہسوار تمسے کیون تکرار کرتے ہین مردود نے کہا ابھی کان تھام کے صحبت سے
اٹھا دونگا شہسوار نے کہا تیری کیا مجال نمرود نے برق چکائی شانے پر شہسوار کے پڑی شانہ اسکا
نشانہ ہوا جب تو شہسوار اپنے مقام سے اٹھا آواز دی او فاحشہ تو اپنے دل مین کیا سمجھی ہی یہ کہکر گولہ
مارا نمرود نے گولے کو کاٹا ایک دو پتھر زمین پر مارا برق گری شہسوار کا زخمی ہوا زعفران پوش
شہسوار کی عزیزدار ہی بگڑ گئی اسنے کہا او مردود جادو اب تجکو بڑا گھمنڈ ہی افراسیاب نے جو تیرے
میان لاکر عمرو کو قید کیا ہی اسپر پھولا نہین سماتا اپنے آپ سے باہر ہی مردود نے کہا ای زعفران
تمین کیا دخل ہی کیا کسی سے دبتا ہون یہ کہکر زعفران پر سحر کیا زعفران نے بھی سحر کیا اب تو سب
شاہزادیان اٹھین کوئی مردود کی طرفدار ہوئی کوئی شہسوار کی شریک ہوئی کنیزین بھی لپٹ لپٹا کہکر
دو دو مین ہزارہا کنیزونکے لاشے زمین پر گرے چالاک اوچک کے کنارے آیا منظور ہی کسی طور سے مردود دغا
کو مارون کہ وہان قبلہ و کعبہ ہای پائین کیا قلق ہوگا کہ رہا ہوکر پھر قید ہوگئے یہ فکر اسے رہا تھا کہ شہسوار
کی نگاہ پڑی کہ گلنار کنارے جاکر ٹھہری ہی سوچا جب مین نہ ہونگا لڑائی موقوف ہوجائیگی یہ سوچکے
تڑپا اسطرح گرا کہ گلنار کی کمر مین پنجہ دیکے لے اڑا میان ملکہ رنگین قبا نے چیخ کر کہا کہ صاحبو
مین شہنشاہ سے فریاد کرونگی میرے جلسے مین خلل ڈالا میرے مکان پر فساد برپا کیا اپنے اپنے مکان
جائیے وہان جاکر مقابلہ و مجادلہ کیجیے یہ کہکر سب کو روکا ایک ایک سے ملا دیا مگر شہسوار کو زیادہ ملزم کیا
کہ شہسوار گلنار کو لیگیا ملکہ نے کہا صاحبو لیجانے دو وہ میرا عزیز ہی میری کنیز کو لیگیا سب سردار
اپنے اپنے مکان پر گئے مردود نے جو سنا شہسوار گلنار کو لیگیا جھلاتا ہوا اپنا قید خانے پر آیا دیکھا مقام
اسی طرح بند ہی یاد معشوق مین جھومتا ہوا اپنے قصر تک آیا رفیق شفیق میان سب موجود تھے مردود
نے عرض کی حضور کیا مزاج ہی آج آپ کو بہت پریشان پاتے ہین مردود کا دل تو بھرا ہوا تھا کہ تمسے

آنسو ٹپک پڑے کہا یارو کیا پوچھتے ہو آج ملکہ رنگین قبا کے جلسے مین جا کر ایک ملال اُٹھایا کیا اُسکا
حال بیان کرون جو کچھ قلب پر صدمہ ہی کس زبان سے کہون کیونکہ خاموش ہوں نظم

دہن پر ہین اُنکے گمان کیسے کیسے — کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے
زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا — بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے
تمھارے شہیدون مین داخل ہوے ہین — گل ولالہ وارغوان کیسے کیسے
بہار آئی ہی نشے مین جھومتے ہین — مریدان پیر مغان کیسے کیسے
عجب کیا چھُٹا روح سے جامۂ تن — لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے
نہ چھوٹا کبھی بیدرد قاتل نے دیکھا — تڑپتے رہے نیم جان کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا — مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے
توجہ نے تیری ہمارے مسیحا — توانا کیے ناتوان کیسے کیسے
دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہی — تمھارے لیے ہین مکان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان — ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے
ترے کلک قدرت کے قربان آنکھین — دکھائے ہین خوشرو جوان کیسے کیسے
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہی — مزے لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

مصاحبون نے عرض کی غلامان دولت اس معمے کو نہین سمجھے کہا یارو ملکہ رنگین قبا نے ایک کنیز کو تیار کیا ہی شعلہ جوالہ ایسی صورت زیبا تھی کہ مین دیکھکر مر گیا وہ بھی مجھسے راضی تھی مگر شہسوار اُسکو لیگیا ذرا جا کر خبر تو لاؤ کہ شہسوار کیا کر رہا ہی مین وہین سے زنجیر کر لاؤنگا چند ملازم چلے میان شہسوار گلنار نقلی کو اُٹھا کر اپنے مقام پر لایا چالاک تو جو ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا اُسے ہوشیار کیا چالاک نے دیکھا چند کنیزین برائے خدمتگذاری موجود ہین ایک باغ مین شہسوار لیکر آیا چپ سناٹے مین ہی چالاک یہ کیا ہوا بخوبی پتہ چلا کا تھا مردود کو مار کے قبلہ و کعبہ کو رہا کرتا یہ کیا ستم ہوا چپ بیٹھا ہی کہ شہسوار نے کہا اے جان جان و اے آرام دل مشتاقان تمھارے واسطے مین نے یہ فساد برپا کیے یہ بھی تمھارا گھر ہی بیٹھکر چین کرو چالاک نے کہا خیر جو کچھ ہوا وہ مناسب ہوا ہم تمکو دیکھکر مائل ہوے تھے ساحری جمشید نے اپنا فضل شریک کیا ہم بھی تمھین خوب راضی کرینگے یہ کہا دیکھیو صاحب وہان بھی جلسہ ہوا

ہم جان توز توز کے گائے بے نمک کی صحبت تھی شراب وکباب کا چرچا کر و شہسوار نے آواز دی ارے گلابیان شراب کی لاؤ کنیزین شراب وکباب لائین چالاک نے بہ چالاکی سب مین بیہوشی ملائی یہ چند

اشعار عاشقانہ مضمون شراب کے گائے اشعار

غیر کے ہاتھ مین شراب ہی آج	رشک سے دل مرا کباب ہی آج
روے جانان جو بے نقاب ہی آج	شرم سے زرد آفتاب ہی آج
روز یہ غل ہی اس خرابے مین	اسکا کوچہ اُسکا پا تراب ہی آج
ہجر مین جاؤن کیا مین دریا پر	تیغ ہر ایک موج آب ہی آج
اے صنم روز عید قربان ہے	ذبح کرنا مرا ثواب ہی آج
کل تو بوسے پہ بوسہ دیتے تھے	جان کس کا تمھین حجاب ہی آج
بے مراد وو آہ چھایا ہے	آسمان پر نہین سحاب ہی آج
نرگس گل کے ساتھ سویا ہی	کر پسینا ترا گلاب سے آج

اسطرح کے اشعار گاکر شہسوار کو جام شراب پلایا اب تو چالاک نے دورہ باندھ دیا کنیزون کو پلانا شروع کیا سب پی رہی ہین کہ ملازمان مردود یہ حال دیکھکر بھاگے آکے مردود سے بیان کیا کہ شہسوار عاشق ہوکر بیٹھا ہی شراب چل رہی ہی وہ نازنین بھی خاموش بیٹھی ہی یہ سنتے ہی مردود جلگیا کہا ابھی جاکر آگ لگا دونگا غلامون اور کنیزون نے چاہا کہ ساتھ جائین مردود نے قبول نکیا کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون ایسے ایسے لاف وگزاف کرتا ہوا چلا قبہ بارگاہ شہسوار پر آکے تھرایا یہان وہ وقت ہی کہ شہسوار شراب پیکر نشے مین جھلاتا ہوا اٹھا چاہا کہ گلنار پر دست اندازی کرے پانون کانپے لڑکھڑا کے گرا چالاک نے نعرہ کرکے خنجر مارا شہسوار کے دو ٹکڑے ہوے مردود نے یہ حال اپنی آنکھون سے دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہوا اتنے مین گلنار اور کئی کنیزون کے سر اڑ گئے آوازہ ہی سنم مردود جادو کنیزین جو زندہ تھین وہ گرکے بیہوش ہوئین مردود زمین پر آیا منتظر ہوا کہ سحر کرون لے اڑون قریب آکر گلنار نعل کے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے ملکۂ عالم میری تیر جان جاتی ہی شہسوار کو بہت اچھا کیا مین ہر وقت یہی دعا کرتا تھا جیسے رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی ❖ نصیب اسکو الٰہی وصال یار نہو ❖ لیکن اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان تمنے شہسوار کو کیون قتل کیا چالاک نے کہا

صاحب بشنے تمھاری محبت مین یہ کام کیا تمھین ہمسے پوچھتے ہو وہ چاہتا تھا کہ ہمپر دست اندازی کرے ہمنے اُسے مار ڈالا اب یہ سر حاضر ہے تم کاٹ لو مردود اس بیان پر خوش ہو گیا کہا ملکۂ عالم بڑا احسان کیا اُسکو بڑا دعوی تھا لیکے کی موت مارا گیا چالاک خاموش دریائے حیرت کا جوش اب مردود نے گلشن انقل کے واسطے قنت سحر تیار کیا لیکر طرف اپنے قصر کے چلا ادہر چالاک لگاؤ کرتا ہوا چلا آتا ہے یہی کہتا ہے کیون صاحب جس عیار کو تمنے قید کیا تھا اُسکا کیا انجام ہوا مردود نے کہا وہ بلائے روزگار ہے قید خانے مین تھا بیٹھے بیٹھے زن و شوہر کو مارا اُن گلے مین موتیون کا مالا پہنے تھا ایک موتی اُسمین سے خود بخود ٹوٹ گیا مین سمجھا کہ کسی نے میرے رفیق کو مارا سحر کرکے زمین مین غوق ہو کر پہونچا جاکر عمرو کو پکڑا پھر اسی طرح قید کر دیا مگر بڑا مکار ہے جب مکان پر آیا اور مردود جادوگر مہربان ہوا شراب کا چرچا نکالا چند شعر بھی گائے مردود خود طبلہ بجایا ہوا تھا شراب کا قرابہ منگایا کہا لیجیے حاضر ہے چالاک نے بہ تعجیل جام بھرا گھالی سے پڑا بیہوشی کی ملائی جیسے ہی مردود نے جام ہاتھ مین لیا خوشی خوشی چاہا پیا دفعۃً ایک تڑاقہ ہوا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹوٹ کر گرا مردود نے کہا ارے تو کون چالاک نے سر جھکا لیا مردود نے بہ نگاہ قہر دیکھا رنگ و روغن عیاری کا جل گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی چالاک کو گرفتار کر لیا معلوم ہوا کہ یہ عمرو کا بیٹا ہے اپنے باپ کو رہا کرنے آیا تھا مسلسل و مطوق کرکے کہا اسے بھی اسی مکان مین لیجاؤ میان خواجہ عمرو اسی قید خانے مین بیٹھے تھے کہ زنجیر کے غل کی آواز کان مین آئی اب دیکھا خواجہ نے کہ چالاک بندھا ہوا چلا آتا ہے کلیجہ منھ کو آیا قلب تھرایا جو جادوگر لیکر آیا تھا وہ تو چالاک کو چھوڑ کر چلا گیا خواجہ نے کہا اے فرزند یہ کیا ہوا چالاک نے سب کیفیت بیان کی کہ کوہ رنگگار رنگ پر یہ اُفتاد پڑی میان جام ٹوٹ گیا اُسنے گرفتار کر لیا غلام دو دن سے اسی فکر مین تھا گلشن رنگ سب کو تسخیر کیا تھا اُسپر یہ فتور برپا ہوا عمرو نے بھی بڑا افسوس کیا کہا بیٹا بڑا کام کیا تھا ہماری تقدیر مین رہائی ... عجب طرح کا شعبدہ ہے کہ جب مین نے زنگمن کو مارا یہ مکان نہ گرا بڑا جب مین گرفتار ہوا پھر اسی مکان مین آکر قید ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکان نہ گرا تھا یہ شعبدے سے نگاہ سے نہ گذرے تھے افراسیاب کے میان صد ہا مرتبہ قید ہوئے کبھی یہ رنگ نہ دیکھا جو عجائب و غرائب میان نظر آئے خیر جو تقدیر مین ہے ہم جانتے ہین میان قضا لیکر آئی ہے مجھے تو پروردگار سے وعدہ ہے کہ آئندہ جو مرضی اُسکی مرد جادوگر تو ہر وقت خیال ہے جب چالاک کو بھجوا چکا ساتھ ملاوے گا

بار عمرو قید خانے مین ہی ایسا نہو کہ شور برپا ہو الکن مع زوجہ کے مارا گیا ای کاوس جادو تم جاؤ
بعد آٹھ پہر کے دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا پہونچا دیا کرنا کاوس اُٹھ کر چلا اُس مکان مین آیا
جہان خواجہ دچالاک قید ہین جیسے ہی کاوس اندر آیا خواجہ نے جھک کر سلام کیا کاوس نے دیکھا
ایک قیدی دُبلا پتلا بہت مودب ہوکے اُسنے سلام کیا کاوس نے کہا ای شخص تو تو بہت غریب معلوم ہوتا ہی
کس جرم پر قید ہوا خواجہ رونے لگے کہا ای شہنشاہ ساحران آپ کیا پوچھتے ہین زبردستی مجھ غریب کو قید
کیا مین آپ کا بچہ ہون گانے آیا کوئی دھن بگڑ گئی خفگی ہو لی مجھ کو حکم ہوا قید کرو ننھے ننھے بچے میرے
بہوکون مرتے ہونگے مین اکیلا گھر کا کمانے والا جورو خوش مزاج خدا اُسکو سلامت رکھے مین تو اُسکا شوہر
ہون کبھی اہل محلہ کا دل نہین دکھایا دل صاف با انصاف تڑکے سوکر اُٹھتا منھ ہاتھ دھویا چار انگلیان
مسی کی لگائین اُجلے کپڑے پہنے دروازے سے باہر جا کے محلے مین جس کسی کا دل چاہا کام کاج کر آئی تمام
گھرون مین ذکر ہوتا ہی کہ فلان کیا اچھی ہی جو کوئی عورت گھر پر آئی اُس نیکبخت نے بلا تکلف بلا لیا مجھسے
آکر کہا میان کوٹھے پر جاؤ گھر مین ایک بی بی آئی ہین مین اُنکا پاجامہ بونت دون یا فلان کام کر دون
بھا جورو زیادہ سے زیادہ محلے والی کا بھی مطلب پورا کر دیا مجھسے ہمیشہ محبت رکھی کسی کے دل کو رنجیدہ نہین کیا
اب وہ بھولی عورت کیسی تڑپتی ہو گی محلے مین جا کر منھ ڈھانک کے روتی ہو گی یہی کہتی پھرتی
ہو گی کہ میرا بھولا شوہر غائب ہو گیا مین میان سپنا بیٹھا ہون اگر جانتا اس حجرے کو سلام کرتا آخر
خواجہ نے رو رو کر یہ حال بیان کیا کہ کاوس کانپ گیا جی مین کہتا ہی بڑی بدعت کی بات ہی ایسے
غریبون کو یون قید کیا ایسی باتین کرتا ہی کہ کلیجہ منھ کو آتا ہی کوئی اپنی زوجہ کا اسطرح حال بیان کریگا
جسطرح اسنے بیان کیا یہ قوم کے ڈوم ڈھاڑی دو پیسے زیادہ دیدیے خوش ہو گئے انکا قید کرنا کیا
کاوس نے پوچھا بڑے میان تمھارا نام کیا ہی کہا حضور سارے شہر مین مشہور ہی تان توڑ خان حضور سنین
تو حال معلوم ہو آپ مجھکو قید سے چھڑوا دیجیے آپ کو بڑا ثواب ہو گا آج سے مین کہین مجرے مین نہ جاؤنگا
جورو بڑی محنتی ہی وہ کمائیگی شام کو نمک تیل خرید لاؤنگا جو کچھ پکا پکائیگی سر جوڑ کر کھا لیا کرونگا کاوس نے
کہا یہ دوسرا شخص کون ہی خواجہ نے کہا اسکا نام نہ پوچھیے یہ بڑا مکار ہی سنا ہی جادوگرون کو مار ڈالتا ہی
کوئی عمرو عیار ہی یہ اسکا شاگرد ہی یہ نگوڑا خونی جنونی جادوگرون کو مارتا ہی کسی عورت کی شکل بنکر آیا
تھا میان مردود کے بھی چونا لگایا ہوتا وہ تو بڑے ہوشیار ہین اُنھون نے سحر کر دکھا تھا جب

اسنے انکو بیہوشی پلائی جام ٹوٹ گیا انجام بخیر ہوا اسکو قتل کیجیے مین حضور خونی کا ساتھ نہین دیتا مینے آپ سے صاف صاف حال کہدیا جب آپ ایسا مہربان ملا تو مین کوئی بات کیون چھپاؤن حضور بزرگون سے سنتا چلا آتا ہون کہ سچ بولنے پن آدمی کے منہ پر رونق ہوتی ہی مین نے جو روپے چھپا کر دو چار کوزیان جمع کر رکھی ہین وہ لے لیجیے مگر مین قید سے چھوٹ جاؤن جسوقت گھر پہونچونگا جورو لپٹ لپٹ کر رویگی تمام محلے مین ہلڑ ہو جائیگا ارے تان توڑ خان غائب ہو گیا تھا سب جگہ سے تیل ماش آئینگے یہ کہکر خوب ستکے یہ دو چار اشعار گانے لگے اشعار

یون مرے گھر سے الہی شب یلدا نکلے — جس طرح صبح کو بیمار کا صدقا نکلے
ساقیا زند بہت ڈورون پہ ہین آ نکلے — آج تو کوئی اُلٹا ہوا شیشا نکلے
مثل یوسف ہو تو بازار مین آنا کیا تھا — کیا ہو کوئی جو خریدار تمھارا نکلے
یہ ہمین ہین کہ محبت مین لہو روتے ہین — کہین دیکھا ہو کہ آنکھون سے کلیجا نکلے
چاندنی روزن در سے جو شب ہجر آجائے — جگنون بن کے مرے گھر سے اُجالا نکلے
سحر وصل ہو جاتے ہین وہ گھبرا کے دل زار — دم جو ایسے مین نکل جائے تو اچھا نکلے
وہ جان دوست ہون ایذا پہ جو پہونچے ایذا — نہ کبھی منھ سے مرے ایک کا شکوا نکلے
کل انھین مین نے کہا تھا کہ تمھین دل دونگا — آج ہی کرتے ہوے گھر سے تقاضا نکلے
ہم وہ پیراک ہین طوفان الم مین نہ ڈرے — صورت موج رواں کاٹ کے دریا نکلے
ہم بھی آمادہ ہین ناوک سر مژگان کی قسم — آپ سے چھیڑ نکلتی ہو تو اچھا نکلے
کھل گیا خانہ برانداز ون یہ حال اپنا صفیر — باندھ کر جب در دلبر کا ارادہ نکلے

اسطرح یہ اشعار خواجہ نے چمک چمک کر گائے تتا یا تھی کاؤس بہت خوش ہوا خواجہ نے کہا مجھ غریب کے پاس آؤ یہ ایک ڈبہ چاندی کا ہی اسکو لے لیجیے جو کچھ اسمین ہی بخوشی مین نے آپ کو بخشا میرا ہاتھ کھول دیجیے کاؤس نے خواجہ کا ہاتھ کھولا اب تو خواجہ نے باتین کرتے کرتے ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین کاؤس نے ڈبہ جو کھولا بیہوشی اُڑی کاؤس بیہوش ہو کے گرا گرتے گرتے خواجہ نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک چالاک کی بھی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین کہا ارے کمبخت بھاگ چالاک تو نکلکر ایک جانب بھاگا عمرو نے دیکھا مرتے ہی کاؤس کے اندھیرا ہوا صدائین مہیب آنے لگین مکان گر

کئی جادوگر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے خیال کر کے دیکھا جیسے الکن کے مرنے سے ہزارہا جادوگر نکلے
تھے اب چند کس گھبرائے ہوئے لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے کسی کو حباب مارا کسی کو حلقہ ہائے کمند مین
پھنسایا ایک جادوگر سیہ فام بد انجام یہ کہتا ہوا دوڑا او ساربان زادے تو نے زندان تاریک مین آگ
آفت برپا کردی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا منم لرزان جادو جب راستہ چلتا ہو تو زمین کانپتی
ہو صاف ثابت ہوتا ہو کہ زلزلہ آیا جب وہ تیغہ لیکر دوڑا خواجہ نے بھی سپر و شمشیر ہاتھ مین لی کہا
او نامرد کیا مین تجھے ڈر و نگا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا لیکار کر آواز دی اسکا
سر کاٹ کے لرزان جادو سمجھا کوئی میری پشت پر آگیا اُسنے منھ پھیرا خواجہ نے ہاتھ مارا لرزان جادو
کے دو ٹکڑے ہوئے صداے گیر و دار بلند ہوئی خواجہ نے دیکھا زمین شق ہوئی خواجہ لڑکھڑا کے گرے
دیکھا ایک مکان لوہے کا بنا ہوا اُسپر ایک بڑا قفل لگا ہوا اُسمین سے آواز کراہنے کی آتی ہو کوئی دردرسیدہ
جفاے گردون کشیدہ بصداے نحیف و ضعیف یہ اشعار عبرت آثار اُسی بیقراری مین پڑھ رہا ہو اشعار

یون یہ تاثے بس لخت دل شیدا نکلے	جیسے تابوت کے پیچھے کوئی روتا نکلے
ہائے کیون ہوش مرے گھر سے احبا نکلے	اشک کے ساتھ مرے پارۂ دل کیا نکلے
ہائے رے وصل کی لذت کہ تڑپون تو بھی	زخم دل کا نہ مرے ایک بھی ٹپکا نکلے
جلوۂ برق تجلی نے کیا خاک سیاہ	طور کی اب نہ خبر لینے کو موسا نکلے
دل لگی کے لیے دی مجھکو زبانی تسکین	جسکو ہمراز بناؤن وہی جھوٹا نکلے
یاد سے عالم ارواح مین تھے ہم مانوس	راز دل اپنے محبت روزون کا افشا نکلے
ہم بھی کچھ کہتے ہین جب چھیڑتے ہین ہلکو رقیب	شکل زہم لب اغیار سے گویا نکلے
چھپے بلبل دل سے تھے تعجب خندہ آج	تو تصور مین تمھارے لب گویا نکلے
ہدہد شوق نے پہونچایا نہ وان تک نامہ	حرف مطلب کے نقوش پہ عنقا نکلے
سوچتا ہون صف محشر سے کہان لیجاؤن	واے رسوائی اُسی دن ترا دعوا نکلے
باتین غیرون سے کرو ہمسے اشارے کیا خوب	اور اشارے بھی وہ ہین جنھین معما نکلے
نام الفت کا ڈبونے لگے یہ اشک صفر	جنکو اک قطرہ مین سمجھا تھا وہ دریا نکلے

ہر چند کہ خواجہ خود مصیبت مین مبتلا تھے ایسے قید خانے مین قید ہوے مصیبتین اُٹھائین لیکن یہ صداے

دردناک سنکر دل بیقرار ہو گیا حیران تھے کہ یہ کون دردرسیدہ آفت کا مارا بلک بلک کے رو رہا ہی کبھی آواز آتی ہی کہ اے آسمان کے خداے نادیدہ مین نے تیری وحدانیت کا اقرار کیا اب صدمات مصیبت نہین اٹھتے حکم دے ملک الموت کو کہ آکے میری قبض روح کرے یا واسطے رہائی کے حکم دے اب سخت بیقرار ہون تو مدد کر اس بلا کو میرے سر سے رد کر نظم

خداست خالق و رزاق جملہ مخلوقات
خداست موجد ایجاد جملہ موجودات

بگیر گوشہ و فارغ ز رنج و راحت باش
کہ دار فانی دنیاست مسکن آفات

تو عاقلی و شوی بے تمیز صد افسوس
تو آزری و کنی کار وحشیان ہیہات

مباز بازی ناحق در جہان ہر دم
کہ وقت مرگ ہمہ بازی تو آید مات

تلاش حضرت حق کن بہ دار خود بندی
مرو بخانۂ دیگر برائے تحقیقات

اور کبھی آواز آتی ہی کہ ان بزرگون کی صورت زیبا خواب مین دیکھی ہو انکے جمال جہان آرا سے مشرف کر اب تو قوت و طاقت نے جواب دیا عمرو نے بیقرار ہو کر سوہن پاس سے نکالا خوف دل مین لگا ہوا ہو کہ ایسا نہو کہ وہ ملعون آجائے قتل کاوس کی خبر اسکو ضرور ہوئی ہو گی دل مین یہ خیال قلب پر ہجوم غم و ملال مگر قفل کاٹ رہے ہین بہت جلدی ہی کہ قفل کاٹون دیکھون یہ کون دردرسیدہ ہی تب عمرو نے قفل کاٹ کر دروازہ کھولا ایک برق چمک گئی کہ آنکھین خواجہ کی بند ہو گئین نگاہ کو قائم کر کے بغور دیکھا ایک نازنین جبین آفتاب جمال خورشید مثال عارض انور رشک قمر حسن یوسف دہن تنگ غنچہ گوہر یا مثل غنچہ گل تر ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار لبون مین مسیحائی قدمین خدائی زیبائی ایک لوٹا ہوا تاج سر پر ڈھلکا ہوا لباس بوسیدہ زیب جسم صاف ظاہر ہی کہ یوسف مصری در دورنگ کے پیراہن مین یا پاندگی مین بسبب ترقی رنج و ملال پیشانی پر جھریان پڑی ہوئین کیون خاموش رہون موج دریاے حسن ہے مثال دو ہین نارپستان کا ابھار حباب دریاے نور کہیے یا جام معکوس ہین بقول شاعر فرد بین لرزتا ہوا شرارہ کوئی اٹھتا جوبن ✦ یون ابھرتے ہین محل پا کے ابھرنے والے ✦ زلفین عنبرین پریشان مانند پریشانی آئینہ رخسار بر دو فور حیرانی شکم صاف و شفاف کو دریاے نور کہون یا تختہ بلور بے مثال دونون تشبیہ کرین خود گم ہین عدم کیونکر کہون طائر عنقا سے مثال دونون یا شکم کو دریاے نور کہا آئینہ دریاے نور مین بال آگیا قتل عاشقان پر کمر بست جملہ اعضا درست

شب وصال میان سحر نہین ہوتی ۔ سوا ے صبح گلو کچھ خبر نہین ہوتی

نگاہ و بازوان کی خاطر یہ قید بند اے شوخ ۔ کچھ اپنے درد نظر پر نظر نہین ہوتی

یہ رنگ گھٹ گیا کپڑون کی بند سختی سے ۔ حسین مین ہمت تقصیر زر نہین ہوتی

وہ کون لوگ ہین جو ساقیون کو چھوڑتے ہین ۔ وبال دوش کو گرد سفر نہین ہوتی

شب فراق مین دست جنون سے لیجیے کام ۔ نہ کیجیے چاک گریبان سحر نہین ہوتی

وہ کون ہین کہ جو فرقت مین جیتے ہین برسون ۔ میان تو عمر دو روزہ بسر نہین ہوتی

جگر پہ چلتے ہین خنجر خیال ابرو مین ۔ سیاہ ہی شب ہجران سپر نہین ہوتی

نسیم صبح سے کہے ہمارا دیوانہ ہی ۔ امید زیست تھی جب تک سحر نہین ہوتی

کشش سے بنتی نہین جب طبیعت آتی ہی ۔ گیا اپنے دل سے بدی جا نکر نہین ہوتی

جلینگے ہم بھی میان تک جلنے جا نالم ۔ یہ شمع آہ کی گل عمر بھر نہین ہوتی

یہ آسمان ہی کہ پھر کر تو دیکھ لے شاد ۔ تری نگاہ سے قطع نظر نہین ہوتی

صفیر بے ہنری سیکھ لو جو سیکھ سکو ۔ کہ اس زمانے مین قدر ہنر نہین ہوتی

اسطرح ان اشعار کو رو رو کر اُس نازنین نے پڑھا اُسکا عمرو کا دل دُکھ گیا کہا اے نازنین والا قدر اپنا حال مفصل بیان کرو ان حالات کے سننے کی دل مین طاقت نہین ہم بھی گرفتار دام مصیبت ہین ایسا نہ ہو مردود ملعون آجائے اُس نازنین نے کہا پہلے یہ فرمائیے کہ آپ کا اسم سامی سر برندۂ جادوگران درشت تراشندہ کافران طرار فرار خواجہ عمرو نامدار ہی عمرو نے گھبرا کر کہا آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا اُس نازنین نے کہا ہمین سالہا سال اس زندان مصیبت مین گذرے بزرگان دین عالم خواب مین آئے جمال جہان آرائے صاحبقران دکھایا آپ کا نام نامی بتایا یہ بھی فرمایا تھا کہ سوائے خواجہ عمرو کے اس مقام پر کوئی نہین آسکتا اور ہمنے بھی اتنے عرصے مین دیکھا کوئی یہان نہین آیا آپ قفل کاٹ کے آئے دل کو یقین کامل ہوا کہ شہنشاہ عیاران آگئے عقل سے سب باتین ثابت ہوتی ہین یہان بیٹھے بیٹھے جملہ امور سے آگاہ ہوئی زبان سے سوزن نکالیے مین قید سے رہائی پاؤن عمرو نے فوراً زبان سے سوزن کو نکالا اُس نازنین نے ابرو ہلائے مارانِ سیاہ جو جسم سے لپٹے تھے حلقہ کھا کے ہو کے قید بدن سے جدا ہوئی کہا خواجہ ایک خبر اور آپ کو دیتی ہون کہ چالاک راہ مین پکڑ لیا گیا

بھاگا جاتا تھا صحرائے آہوان مین پہونچا غزال جادو نے گرفتار کر لیا یہ بھی عرض کرون کہ آپ کس جرم
مین قید ہوئے قنطور جادو کو آپ نے مارا ناسور زخمخوار اُسکا بھائی آئیگا سب کو پکڑیگا بحول قوت
الٰہی ہم بھی وقت پر پہونچینگے خواجہ نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم تمھارا نام نامی واسم گرامی کیا ہی یہی قرینہ
جلیل تمکو ملا غنچۂ آرزو کھلا کہ بزرگان دین نے خواب مین آکر ہدایت کی میان تو یہ ذکر ہو اُس نازنین نے
نام اپنا گلگونہ رنگین پوش تبلایا اور کہا خواجہ سب حال میرا تمپر ظاہر ہوگا خواجہ و گلگونہ جاتے ہین
کہ نکلین اب حال مردود وملعون کا تحریر ہوتا ہی یہ اپنے مقام پر بیٹھا ہی شرابخواری مین مصروف کہ یکایک
گھبرایا کہا یارو غضب ہوا کاؤس مارا گیا ساتھ والون نے کہا آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ کاؤس مارا گیا
کہا یارو یاقوت احمر کا دانہ جو میرے گلے مین پڑا ہی یہ سیاہ ہو گیا اگر ٹوٹ جاتا بہتر ہوتا اب مجھکو جاکر دیکھنا
چاہیے کہ کیا معرکہ ہوا زندانخانۂ تنگ وتاریک میرے قبضے مین ہی اُسکی خبر لینا واجب ولازم ہی یہ کہکے
بقہر وغضب تمام اُٹھا چند ساحر ہمراہ چلے پیچھے تا تا بندھا ہوا ہی یہ بھی مردود کے منھ سے نکلگیا کہ صاحبو
سامری وجمشید خبر لین ملکہ گلگونہ کئی سال سے قید مین ایسا نہو ساربان زادہ وہان پہونچ جائے
تو شہنشاہ کو بڑے ملال پہونچینگے سامری نامے مین مرقوم ہی ہر ایک کو یہ راز معلوم ہی کہ اگر ملکہ گلگونہ
رہائی پائیگی اُسکے مان باپ راز دار طلسم ہین اُنکی بھی رہائی کی صورت ہوگی ہم شہنشاہ سے کہا کرتے
تھے کہ اسکو قتل کیجیے اُنھون نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ میری اُسپر جان جاتی ہی مین کیونکر قتل کرون اپنے
ہاتھ کہان سے لاؤن آخر انجام کچھ ہوگا یہ کہتا ہوا چلا میان خواجہ و گلگونہ مکان سے نکلے ہین کہ
آندھی سیاہ چلی گلگونہ نے کہا خواجہ یہ مردود آتا ہی خواجہ تو گلیم اوڑھ کر الگ ہوئے سیاہ آندھی
شق ہوئی دیکھا مردود مثل شعلۂ جوالہ آتا ہی وہین سے للکارا او گلگونہ غضب کیا قید سحر جسم سے دور کی
دیوانہ کرکے مارونگا ساربان زادے کو لشکر سے پکڑ لاؤنگا بی چرخ ہمارا کیا کر سکتی ہین گلگونہ نے
گاتی باندھی پکار کر آواز دی او نمکحرام شہنشاہ لاچین کو تم سبھون نے ملکر قید کیا یہ بدعت بالا بالا نہ جائیگی
مردود جو زمین پر آیا چار ہزار جادوگر اسکے ہمراہ تھے اشارہ کیا یارو سب ملکر ملکہ کو گرفتار کر لو گلگونہ نے مسکرا کر کہا
او بیحیا تو خود آملبوس جادو کہ سب کا افسر تھا سحر کرتا ہوا بڑھا ملکہ مسکرائین غنچۂ دہن وا ہوا گل سحر نے اپنا رنگ جمایا
گورے گورے ہاتھون کو ہلایا کہا کیون صاحبو تم تو تمھارے مشتاق ہین یہ بھی نیرنگ زمانہ کے اتفاق ہین
تم ہمارے کیون دشمن ہو دیکھو صحراے پر بہار ہی نسیم چمن بادۂ محبت سے سرشار ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور ہی

کیفیت انتظار مین عجب سرور ہو زمزمہ سرا تمام جانور زمرد کی منقارین مرجان کے پانون طلبوس نے سر اٹھا کر دیکھا نسیم سحری معتدل چل رہی ہی نہ گرمی نہ سردی منہ ڈونکو بحر محبت کا جوش موجۂ آب کو بیہوشی کا ہوش صبا نشۂ بادۂ محبت سے ٹکراتی ہو ہر مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہو عندلیبان خوشنوا کے جوش و خروش پہلوے گل مین چھپکر بیٹھی ہین اشعار عاشقانہ گا رہی ہین پھولونکو پکار پکار کر سنا رہی ہین

نظم

کھینچے صورت بلبل ہزار صحبت مین | گلون کے دم کی ہو ساری بہار صحبت مین
خلل عیش کا کیا کام یار صحبت مین | عدو کا دخل نہو زینہار صحبت مین
لگی ہین جانب در خود بخود مری آنکھین | یہ کس کے آنے کا ہو انتظار صحبت مین
نہ جیت ہو سکین کچھ ہمسے خاطرین انکی | آنکھین بلا کے ہوا شرمسار صحبت مین
مین رند ہون مجھے کیفیتون سے مطلب ہو | چلے شراب شب وصل یار صحبت مین
چھپے ہین کشتیون مین کیون شراب کے شیشے | یہ کون آئیگا پروردگار صحبت مین
کسی کے سر سے دوپٹہ ہٹا ہو جو اے دل | ابھی ہو نکہت مشک تتار صحبت مین
ذرا حضور ادھر بھی ملاحظہ ہو جائے | ہین جمع دیدۂ امیدوار صحبت مین
جگہ دو لوز کو دل کی طرح جو پہلو مین | سوا ہوا دو تمہارا وقار صحبت مین

یہ اشعار عاشقانہ جو طلبوس نے سنے جھومنے لگا پلٹکر اپنے ہمراہیون کی جانب دیکھا سب جھوم رہے تھے سیر بحر دیکھکر مست تھے پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم ہم سب غلام ہین چاہتے ہین کہ گلبنئ گلشن جمال مین معروف رہین ملکہ نے ہنسکر کہا تم ہمارے کیسے چاہنے والے ہو جو دو ہمارے قتل پر آمادہ ہوکر آیا ہو اسکا سر لیکر آؤ ہم تمہارے ساتھ ہین عندلیبان خوشنوا کی جانب دیکھکر آواز دی کہ سوا سے پہلوے گل مین بیٹھنے کے کچھ اور بھی آتا ہو عندلیبان زمزمہ سرا شاخہائے گل سے اڑین گرد ان چار ہزار جادوگرون کے چرخ مارا جسپر سایہ پڑا جھوم گیا کوئی پکارتا ہو اے ملکۂ عالم ہم تو غلام حلقہ بگوش ہین خوف سے اس جینا کے خاموش ہین لیکن جھوم رہے ہین بیٹھے بیٹھے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین

اشعار

دماغ ... برق کی صورت چمک کر رہ گیا | آگ کا شعلہ سا اک دل مین بھڑک کر رہ گیا
پر تو خال رخ پہ نور شام زلف بن گیا | [illegible] شب تاب کی صورت چمک کر رہ گیا
[illegible] | فرط شادی سے ہر اک غنچہ چٹک کر رہ گیا

زیست کی امید کسکو تھی کیا خالق نے فضل
درد دل مین اذیت مہر و چمک کر رہ گیا

یاد آئی صندلی رنگت جو مجھکو یار کی
رات کو مین پٹیون سے سر پٹک کر رہ گیا

باغ مین اُس گل کے یاد آئے جو عارض لال لال
قطرۂ خون چشم بلبل سے ٹپک کر رہ گیا

شوق مین نظارۂ عارض کے تڑپا اسقدر
دم رگون سے کھنچ کے آنکھون مین اٹک کر رہ گیا

یاد اُس سیمبر لطافت کی جو آئی ہجر مین
بر مین دل مچھلی کی صورت سے پھڑک کر رہ گیا

کستے ہین آوازے لاغر حد سے پاکر وہ مجھے
کچھ مری آنکھون مین کانٹا سا کھٹک کر رہ گیا

اُس پری تمثال کے یہ حسن کی شہرت اُڑی
آشیان مین طائر سدرہ پھڑک کر رہ گیا

لاکھ عاشق ہین نہین محبسا زمانے مین کوئی
جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہ گیا

عرصۂ دراز تک وہ سب اشعار عاشقانہ پڑھا کیے مردود نے پکار کر آواز دی ای ملکہ ہم تمکو حکم دیتے ہین کہ اس
عورت کو گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ یہ کیا حرکات لغو کر رہے ہو ملکہ نے کہا حقیقت مین سچ کہتا ہی جلد اسکو
گرفتار کرکے ہمارے سامنے لاؤ یہ لائق سزا دینے کے ہی ملبوس چار ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر طرف مردود
کے چلا ہرچند مردود سحر کرتا ہی کبھی ترنج و نارنج آ جاتا ہی وہ سب بلوہ کرکے مردود پر ٹوٹ پڑے جبراً اسکو
گرفتار کرلیا جب مردود سحر کرکے تڑپتا ہی ان مجنون کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہی ملبوس نے کہا اسکی زبان نکال
سوزن دو مردود نے چاہا تڑپکر نکل جاوے ملبوس نے گردن لی زبان مین مردود کی سوزن دی کشان کشان
سامنے ملکہ کے لائے کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہی ملکہ نے کہا قتل کرو ملبوس نے ہاتھ تلوار کا مارا سر لشکر مردود
کا گرا آندھی سیاہ اُٹھی برق چمکی رعد گرجا اُن سب دیوانون کے بھی سر کٹکر گرے اب خواجہ عمرو ظاہر ہوے
ملکہ کے ہاتھ چوم لیے کہا ملکہ ماشاء اللہ کیا سحر کیا ہی ملکہ نے کہا آپ اب طرف لشکر کے چلیے میری بارہ ہزار
کنیزین قید مین انھین رہا کرکے ہمراہ لیکر آتی ہون مقام کا مفصل نام بتائیے خواجہ نے کہا پشتہ نگین جھال
پر لشکر فروکش ہی اسی مقام پر آئیے خواجہ تو طرف لشکر کے چلے ملکہ نے راستہ بتا دیا کہدیا اس راہ کے خلاف
نہ جائیے گا ملکہ پرواز پیدا کرکے ایک جانب گئین لیکن اولا ان اول حال چالاک بن عمرو تحریر ہوتا ہی چالاک
جب قید خانے سے چھوٹکر بھاگا خائف و ترسان چار جانب دیکھتا ہوا چلا کہ پھر گرفتار نہون ایک صحرا مین
گذر ہوا ہزارہا آہو کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئین اُس صحرا مین پھر رہے ہین چالاک اُن آہوون سے
دیکھکر بھاگا لیکن آہو پیچھے دوڑے تھوڑی دور تک گیا مگر اپنے بیچ مین سے آہوون نے نکلنے دیا قبل اسکے

اس گرد پر لڑائی پڑ رہی تھی کہ ایک طرف سے دھر موکے کی شیر کے آواز آئی زمین تھرائی چالاک رکا ایک شیر
قریب چالاک کے آیا چالاک نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن شیر نے گردن لی چالاک کو لیکے بھاگا چالاک
بیہوش ہو گیا بعد تھوڑے عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک باغ پر بہار ایک ساحرہ مسند پر بیٹھی ہی اُسنے
پوچھا کیون چالاک مردود کے پنجے سے کیونکر رہائی پائی چالاک نے کہا مین نہین جانتا کہ مردود کون
تھا مین تو راہ براہ جاتا تھا آپ نے ناحق مجھکو گرفتار کر لیا مین بیگناہ ہون جبسے مین ہوشربا مین آیا
صحرا مین رہتا ہون باپ کے ساتھ نہین رہتا مانگ جانچ کے اوقات بسر کرتا ہون افراسیاب سے اکثر
کہا مگر وہ نا منصف ہی آپ ہمکو ملازم کر لیجیے عمرو کی مشکین باندھکر لاؤنگا مشہور ہی کہ مہتر قران گرفتار نہین
ہوتے اُنکو گرفتار کر کے نہ لاؤن تو ہمارا نام نہین ملکہ غزالہ جادو نے کہا سارے فتنے عمرو کی ذات سے
برپا ہوے اُس سے تو کیا لڑیگا تجھکو مین ابھی قتل کرونگی سر خدمت مین افراسیاب کی روانہ کر دونگی یہ کہکر
کنیزون کو آواز دی کہ خبر تو لاؤ زندان مردود پر کیا گذری چند کنیزین گئین روتی پیٹتی آئین عرض کی
کہ ای ملکۂ عالم قید خانہ ٹوٹا عمرو عیار قید سے چھوٹا قریب قید خانہ لاشہ مردود کا پڑا ہی اب تو ایک
ساحر کی زبان پر یہی ہی کہ ہماری اقلیم کی آبرو تھی اُسی کی ذات سے سب انتظام تھا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ایک
کنیز نے بڑھکر عرض کی ملکہ صرصر در دولت پر حاضر ہی ملکہ غزالہ نے حکم دیا بلالو ملکہ صرصر اندر آئین غزالہ
کو سلام کیا نامہ غزالہ کے ہاتھ مین دیا غزالہ نے پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ غزالہ تمنے بڑا کمال کیا کہ
چالاک کو پکڑ لیا جلد اُسکو ہمارے پاس روانہ کرو غزالہ نے کہا ای صرصر تم چالاک کو کسطرح لیجاؤگی صرصر
نے کہا بیہوش کر کے پشتارہ باندھکر لیجاؤنگی غزالہ نے کہا کیا مضائقہ ہی ای صرصر وہ سامنے نخل سرسبز و شاداب
ہی اُسکے سائے مین ہو کے چلی آؤ پھر اسے لیجانا عمرو کو یقین کامل ہوا کہ اس نخل کے سائے مین جانے سے
کوئی خرابی ہی بس باتین بنانے لگے غزالہ نے دیکھا کہ صرصر کو سایۂ نخل مین جانے سے انکار ہی شک تو ہو چکا ہی
جھولی سے ایک پتلی نکالی کہا ای تشبیہ سامری اپنا کمال تو ظاہر کرو پتلی مثل انسان کے ٹہلتی ہوئی قریب
عمرو کے آئی عمرو نے چاہا ہٹ جاؤن قریب آکر ہاتھ اپنا اُسنے عمرو کے منھ پر پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا
اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی اب تو ظاہر ہوا کہ یہ عمرو عیار ہی صرصر کی شکل بنکر آیا تھا ملکہ غزالہ نے کیا کمال کیا
مکر ساربان زادے کا کھل گیا ملکہ غزالہ نے کہا او عمرو تو نے کھیل سمجھا تھا کہ صرصر بنکر چالاک کو لیجاؤ سے بھلا
ہم اسطرح فریب کھایا کرتے یہ کہکر کنیزونکو آواز دی کہ صاحب طلسم ہوشربا بچکیا میدان خونی کی تیاری کرو

اسی وقت وارین استاد ہونے لگین جلاد خنجر ہلاے برہنہ لیے حاضر ہوے خواجہ عمرو فریاد کرتے ہین کہ ملکہ
غزالہ مین نے آپ ایسی جادوگرنی نہین دیکھی امیدوار ہون کہ مجھکو ملازم کیجیے مین خدمت اقدس مین حاضر
رہونگا بادشاہون کو مار کر شہرون پر قبضہ کرا دونگا یہ باتین سنکر ملکہ غزالہ کو بڑا لطف حاصل ہوا اوسی پتلی کو
پھر جھولی سے نکالا پوچھا کیون ای شبیہ ساحری عمرو میری اطاعت کرتا ہی تمہاری کیا رائے ہی پتلی نے
کانون پر ہاتھ رکھکر کہا ملکہ یہ سارہبان زادہ بڑا مکار ہی اسکی بات کا کیا اعتبار ہی چاہتا ہی فقرہ دیکر آپکو
قتل کرے یہ سنکر غزالہ بہت جھلائی کہا ارے جلد میدان خونی کی تیاری کرو شبیہ ساحری نے عمرو کے
دل کا حال بتا دیا اوسی وقت جلادون نے عمرو و چالاک کو کھینچا لا کر زیر تیغ بٹھایا عمرو کا تڑپنا پھڑکنا
جلادون نے دونون کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا خنجر لیکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی اے ملکہ حکم ازل ہی سمجھکر دیکھیے
یہ عمرو عیار ہی اسکے خون کے دعویدار بہت ہین غزالہ نے کہا جلد دونون کا سر کاٹ لے جلاد خنجر کھینچکر
چلا عمرو نے سر اٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا کہا اے کریم کارساز داور بے نیاز مدد کر اس بلا کو ہمارے
سر سے رد کر مطلب کہ جو عمرو نے دعا کی باب اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی ملکہ گلگونہ رنگین کو
کنیزون کو رہا کر کے تخت پر سوار آتی ہوئی جاتی تھین سر جھکا کر دیکھا خواجہ عمرو و چالاک زیر تیغ بیٹھے
ہین جلاد قتل کیا چاہتا ہی یہ حال دیکھکر قلب تھرا گیا ہاتھ ہلا دیا برق تڑپکر گری دونون جلادون کے
سر اڑ گئے گلگونہ نے پکار کر آواز دی او غزالہ مردود جادو مارا گیا مجھے رہائی پائی اب افراسیاب کے
سمجھا جاویگا غزالہ نے گولہ مارا ملکہ نے کہا مین اسپر کیا سحر کرون پتھر اشارہ کر دیا ساتھ والیون نے آواز دی
او غزالہ تو نے غضب کیا ہماری ملکہ سے دشمنی کی چہار جانب سے کنیزون نے غزالہ کو گھیر لیا بلوہ کر کے
گرفتار کیا کشان کشان سامنے ملکہ گلگونہ کے لائین کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہی گلگونہ نے مٹھی خاک کی
اٹھا کر سر پر غزالہ کے ڈالدی ہر سر مو سے شعلہ ہاے آتش نکلے غزالہ جلکر خاک ہو گئی جادو کنیزین
غزالہ کی سامنے ملکہ گلگونہ کے آئین عرض کی حضور ہم تو بے خطا ہین ہمین معاف فرمایئے ملکہ گلگونہ نے
ان سب کو مطیع اسلام کیا خواجہ عمرو کو آکے رہا کیا چالاک کو بھی قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر کو چلین
مین بھی حاضر ہوتی ہون خواجہ عمرو و چالاک روانہ ہوے بعد ان دونون کے جانے کے ملکہ گلگونہ اسیطرح
تخت پر سوار ہوئین طرف لشکر اسلام کے چلین افراسیاب طرف سے خواجہ کے مطمئن دل مین یہ سمجھ
مردود کے قید کرایا ہون تا قید حیات وہان سے رہائی نہوگی اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ ناسوز نجوم

اگر پہونچا ساتھ ستر ہزار ساحران زبردست ہمراہ ہین ایک طرف اگر بارگاہ استاد گرامی افراسیاب کا
اگر دامن پکڑ لیا کہا حضور غلام آپ کا قسطور کہان گیا افراسیاب نے کہا اسکو عمرو نے مارا مین نے
آسے پاس مردود کے قید کردیا ہی خود برلے گرفتار ہی گیا مہرخ وبہار کی سرکشی بڑھتی جاتی ہی جو ساحر
گیا علف شمشیر آبدار ہوا ناسور نے کہا غلام کو حکم ملے کہ اُن سب کو گرفتار کرکے لاؤن ہرچند افراسیاب نے
کہا کہ اے ناسور ابھی تامل کرو ناسور نے کہا مین نہ مانونگا جاتے ہی قیامتین برپا کردونگا عمرو کو بلوائیے
مین اپنے ہاتھ سے قتل کرون بھائی کے خون کا بدلا لون میرا بھائی مارا جائے اور قاتل اُسکا زندہ رہے
آپ کی عنایت سے غلام کو سب طرح کا اختیار ہی افراسیاب نے کہا طلسم مین قید میعادی ہی اندر میعاد کے نہین قتل کرسکتے
کاہنان طلسم کی ممانعت ہی اگر کسی کو قتل کرین تو طلسم مین شور برپا ہو تم مہرخ وبہار کو گرفتار کرکے لاؤ بنام
مردود کے مین نامہ لکھونگا عمرو کو حوالے کردونگا تم اپنے ملک مین جاکر قتل کرنا یہ بھی سامری نامے مین
مرقوم ہی کہ جہان عمرو کا خون گریگا وہ زمین آباد نہوگی ناسور نے اُسی وقت طرف پشتۂ رنگین حصار کے
کوچ کیا منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہی [illegible] نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ ناسور زخمخوار اپنے بھائی کے
خون کا معاوضہ لینے آتا ہی ملکہ مہرخ نے کہا کیا افسوس کا مقام ہی کہ خواجہ عمرو کو افراسیاب پکڑ کے لیگیا
چالاک تلاش مین گئے ہین افراسیاب نے اُس ساحر کو روانہ کیا کہ جسکا مثل و نظیر نہین برق تڑپکر اپنے مقام
سے اُٹھا کہا آپ نہ گھبرائین مین اُسکی مشکین باندھکر لاتا ہون مخمور نے کہا ذرا سمجھ بوجھ کے جانا یہ بڑا ساحر
زبردست ہی اُسپر یکایک ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ مشکل ہوگی برق نے کہا مین ابھی لیکر آتا ہون یہ کہکر چلا پھرتا
پھرتا ایک پہاڑ پر پہونچا سر اُٹھا کر دیکھا لشکر ناسور فروکش ہی عقل سے سمجھ گیا کہ یہی لشکر ناسور کا ہی
پہاڑ سے اُترکر لشکر مین آیا دیکھا کنارے پر لشکر کے ایک جادوگر بیٹھا ہوا پوجا پاٹ مین مصروف ہی برق
اُسکے پاس گیا جھک کر سلام کیا ساحر نے پوچھا کون کہا حضور آپکے بھائی ہین نوکری کے واسطے آئے
ہین منظور ہوا اُسی جادوگر کو مارکر سامنے ناسور کے جاؤن باتین کرتے کرتے شراب مین بیہوشی ملاکر پیش
کی اُس جادوگر نے جام ہاتھ مین لیا چاہتا ہی پیے وہان ناسور بیٹھا نقشہ دیکھ رہا تھا بے اختیار ہنس پڑا
ساتھ والون سے کہا میان برق آپہونچے جادوگر کو گرفتار کیا چاہتے ہین ایک ساحر جائے جلد گرفتار کرکے
لائے ایک جادوگر تہمتن جادو مصاحب ناسور کا چلا یہان وہ ساحر جسکو برق نے جام دیا ہی یہ جلسہ
ہاتھ مین لیے ہوے ہی برق اشعار پڑھ رہے ہین ہر مرتبہ فرماتے ہین بیشک سامری نوش فرمائیے القاب

جمشید پڑھتا ہوں ساحر حیران دیکھ رہا ہے برق نے کہا اب دیر نہ کیجیے اس جادوگر نے جام منھ سے لگایا پیتے ہی گھبرایا اس شراب میں کیا تھا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے برق نے کہا ذرا اٹھ کر ٹہلیے وہ جا کر اٹھا لڑکھڑا کر گرا برق نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم تہمتن فیلزور ارے نے غضب کیا ملازم شاہی کو مارا برق نے دیکھا ایک جادوگر آسمان سے آتا ہے برق نے کمر سے ایک ترنج سبز نکالا آواز دی او تہمتن تجھے قضا لیکر آئی ہے تہمتن زمین پر قائم ہوا چاہا سحر کروں برق نے ترنج پھینک مارا اُس نے غصے میں ہاتھ مارا ترنج پھٹا پانی کی چھینٹیں اُڑیں چند قطرے دماغ پر پڑے لڑکھڑا کر گرا برق نے اُسکو خنجر مارا لشکر کے جادوگر لینا لینا کہکر دوڑے برق جست دخیز کہکر نکل گیا ناسور نے کہا غضب ہوا تہمتن کو مار کر برق نکل گیا ابھی بلاتا ہوں ملکہ حیرت کے سامنے قتل کرونگا فوراً سوار ہوا ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ ناسور آتا ہے عیاروں نے بہت ستایا یاقوت و زمرد زیر زادیوں کو واسطے استقبال کے بھیجا خود کنارے پر لشکر کے ٹہلنے لگی کہ ناسور آکے پہونچا ملکہ حیرت کو سلام کیا کہا حضور نے سنا برق عیاری کرکے نکلگیا دیکھیے میں ابھی بتاتا ہوں کنارے پر لشکر کے اُترپڑا ملکہ حیرت سے کہا آپ جاکر آرام فرمائیں میں ابھی برق کو لیکر آتا ہوں یہ کہکر خود چلا برق ایک غار میں چھپا ہوا تھا اس نے غار سے دیکھا کہ ناسور جنگل میں دوڑا دوڑا پھر رہا ہے برق غار سے نکلکر بھاگا جنگل میں دیکھا ایک گنوار چلا آتا ہے برق نے جھپٹ کر اُسے حباب مارا بیہوش کرکے اپنی صورت اُسے بنایا ہوشیار کرکے آئینہ ہاتھ میں دیا کہا دیکھو خداوند نے کیا مرتبہ تمکو دیا تم کایا پلٹ ہوے یہاں سے سیدھے چوک میں جاؤ ناسور زنجوار تمھیں تلاش کر رہا ہے پکار کر نعرہ کرنا منم تہتر برق فرنگی تجھے قتل کرنے آیا ہوں وہ ساحر ہے گرفتار کرے گا جسوقت قتل کرنے کا ارادہ کریگا سامری و جمشید تمکو بادشاہ کرینگے گنوار اکڑتا ہوا چلا برق کنارہ ہو گیا دور سے ناسور نے دیکھا برق فرنگی آتا ہے تڑپ کر گرا کمر میں پنجہ دیکر بے بھاگا گنوار نے نعرہ کیا او بجیا میں تجھے قتل کرنے آیا ہوں ناسور کب سنتا ہے ملکہ حیرت بارگاہ میں بیٹھی ہیں کہ غل ہوا ناسور برق کو پکڑ لایا قتل کیا چاہتا ہے گھبرا کر چلیں کہ جاکر منع کروں کہ خبردار برق کو بدون حکم افراسیاب نہ قتل کرنا ناسور نے لشکر میں پہونچتے ہی کہا ارے کوئی جلاد کو لاؤ جلاد نے آتے ہی حکم پوچھا ناسور نے حکم قطعی دیا جلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا برق نقلی کا سر کٹکر گرا غل ہوا برق مارا گیا ہارگئے لشکر کے یہاں موجود تھے یہ خبر لیکر بھاگے ملکہ مہرخ سے جاکر اطلاع کی مہرخ و بہار رونے لگیں ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ایسا جانباز سرفروش مارا گیا

سب سردار پریشان ہو رہے تھے خواجہ عمرو د چالاک آکر پہونچے تمام سرداروں کو گریاں و نالاں دیکھ کر
عمرو نے پوچھا ارے کیا ہوا ملکہ بہرخ نے کہا خواجہ غضب ہوا برق فرنگی کو ناسور زنخوار نے مار ڈالا
چالاک کا رنگ رو متغیر ہو گیا خواجہ نے سر پیٹ لیا کہا بڑا غضب ہوا کیا قیامت کی عیاری کرتا تھا آج
میرا بازو ٹوٹ گیا چالاک بھی پچھاڑیں کھا رہا ہے خواجہ نے کہا او چالاک کیا مثل عورتوں کے روتا ہے
ہم زندہ ہوں اور برق مارا جائے جاکر اُس کے قاتل کو قتل کر چالاک روتا ہوا چلا جب چالاک جا چکا تو
خواجہ نے کہا میں بھی جاتا ہوں ایسے جلاد سے خدا بچائے ناسور نے جب برق نقلی کو قتل کیا ملکہ حیرت نے
آکے دیکھا سر پیٹ لیا کہا اے ناسور یہ تمنے کیا کیا کیا افراسیاب اس کو نہ قتل کر سکتا تھا جب گرفتار کیا قید
رکھا اسی خیال پر کہ تین پیسے کے پیادہ کو کیا قتل کریں انکو قتل کرنے سے کیا نفع ہو گا ناسور نے کہا اسنے بڑی بے دبی
کی میرے ساحروں کو قتل کیا تمتن میرا مصاحب خاص اسطرح مارا گیا کہ مجھسے صبر نہ ہو سکا آپ کیوں گھبراتی ہیں ملکہ
حیرت نے کہا ہر چند کہ تاتیا قید ہے مگر کالیا بغدہ تانے بھرتا ہے اس سے جان بچانا مشکل ہو گا شبیہ نے کہا
کہ لشکر سپہ سالار ہے کہا اے ملکۂ عالم آپ کیوں گھبراتی ہیں ہم سب انتظام کر لینگے ہم سے بچکر عیار کہاں جائینگے
یہ کہتے کہتے شبیہ گالیاں دینے لگا خدمتگار اگالدان لیے پہلو میں کھڑا تھا اُسنے کہا حضور بمقدمہ عیاران کلمات
سخت نہ کہیئے گا وہ بھی قوم کے شریف ہیں شبیہ نے کہا تجھے کیا دخل ہے خدمتگار نے کہا دیکھیئے شہنشاہ ساحران
منع کرتے ہیں جیسے ہی شبیہ اسطرف پلٹا خدمتگار نے نعرہ کر کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک اندھیرے میں
کئی جادوگروں کو مار کر چالاک نکل گیا ملکۂ حیرت نے کہا اے ناسور تم نے دیکھا ناسور نے کہا میں ابھی
بلوا لاتا ہوں میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائینگے حیرت نے کہا غدر ہو جائیگا بیٹھنا اُٹھنا مشکل ہو گا سب میں
زیادہ کالیا ہزاروں جادوگروں کو مار ڈالے گا ناسور نے کہا آپ جاکر آرام فرمائیے میں سمجھ لونگا سرداروں کی
بھی فکر کر دوں گا طبل جنگی بجواؤنگا بہار و مخمور کی مشکیں باندھونگا اب انکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر کہا اے
اشہب تیز گام چالاک کو جلد لاؤ دیکھا ہوا سے ایک مرکب بادہ براق مرصع کار مثل ماہ نو کنٹھ کیے ہوئے
گلے میں ہیکل چھم چھم کرتا ہوا سامنے آیا ناسور نے کہا جلد جا فرزند عمرو کو لیکر آ وہ گھوڑا اڑا ایسے بھرتا ہوا چلا
چالاک صحرا میں کھڑا تھا اُسنے دیکھا ایک گھوڑا ساز سے آراستہ قریب آکر کھڑا ہوا چالاک جدھر ہٹتا ہے
گھوڑا اسطرف جاتا ہے آخرکار چالاک قریب آیا گھوڑا اسطرح جھکا کہ چالاک کو اپنے اوپر سوار کر لیا اب
چالاک ناچار ہوا باگ پر ہاتھ ڈالدیا مرکب لیے ہوئے چالاک کو لشکر ناسور میں پہونچا ناسور نے

جو چالاک کو دیکھا کہا اے ملکۂ عالم دیکھیے عیارون کی یہ حقیقت ہے جادوگرون سے کہا اسے گرفتار کر لو چالاک کو مسلسل کر کے سامنے لائے چالاک نے بہ نگاہ حسرت طرف ملکہ حیرت کے دیکھا حیرت نے کہا اے ناسور یہ عمرو کا بیٹا ہے جبتک عمرو گرفتار نہو اسکا قتل کرنا مناسب نہین ناسور نے کہا مین ابھی عمرو کو بلاتا ہون یہ کہکر اُسی مرکب سے کہا اے اشہب جاؤ عمرو کو لاؤ گھوڑا طرارے بھرتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے دیکھا گھوڑا میری جانب آتا ہے خواجہ نے گلیم اوڑھ لی گھوڑا اُسی مقام پر آیا گرد خواجہ کے پھر رہا ہے خواجہ گلیم اوڑھے کھڑے ہین مرکب کبھی تھیسے بھرتا ہے ٹاپین مار رہا ہے عرصۂ دراز تک گھوڑے نے یہ حرکتین کین عمرو کو نہ پایا ناچار ہو کر پلٹا ناسور اور حیرت کھڑے ہین کہ گھوڑا پلٹ کر آیا ملکہ حیرت نے کہا کیون اے ناسور دیکھا تو نے کہ عمرو دستیاب نہوا ناسور زرخجوار نے کہا اے ملکۂ عالم اب مجھے حال معلوم ہوا اُسکے پاس گلیم عیاری ہے وہ چیز بزرگون کی دی ہوئی ہے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا جب اُسنے گلیم اوڑھ لی اشہب گرد پھرا کیا اُسکو نہ دیکھ سکا مین اُسکو اور تدبیر سے گرفتار کرونگا کل سردارون کو تو گرفتار کر لون عمرو کو اور طور سے پکڑ لونگا اب کہان جائیگا آپ جا کر طبل جنگی بجوائیے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا خواجہ لرزان و ترسان اپنی بارگاہ مین آئے مہرخ نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہے عمرو نے کہا ناسور زرخجوار جو آیا ہے یہ بہت بڑا جادوگر ہے خدا اسکے شر سے بچائے چالاک کو گرفتار کر لیا بہار نے کہا خواجہ آج کل باہر نہ نکلیے دونون لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین ناسور نے شہلائے مردار خوار ایک ساحر زبردست ہے اُس سے کہا کل میدان کارزار مین تم نکلنا مین الگ سے مدد کرونگا بڑے بڑے ساحرون سے مقابلہ ہے مثل باغبان قدرت و معمار لیسے صاحبان شوکت یہ میدان مین نکلینگے شہلائے مردار خوار نے عرض کی مین سمجھ لونگا جنکے آپ نے نام لیے انکی تو کچھ حقیقت نہین ہے اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صدائے مرغ سحر بلند ہوئی لشکر میدان کارزار مین جانے لگے ملکہ حیرت تخت پر سوار لشکر کو لیے ہوے آتی ہے اُدھر سے لشکر مہرخ تیار ہو کر میدان مین آیا ملکہ مہرخ نے دیکھا لشکر کفار آگر جما ملکہ حیرت تخت پر سوار تمام ساحران غدار گھیرے ہوے ہین شہلائے مردار خوار لشکر کو آراستہ کر رہا ہے کہ ناسور زرخجوار بھی آکر پہونچا شہلا نے اجازت لی میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ کی ہو نکلے ملکہ مہرخ نے سر اُٹھا کر چہار جانب دیکھا مخمور نے اپنا طاؤس بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت لی طاؤس بڑھا کر چلین جب قریب پہونچین شہلا نے دستک دیکر آواز دی اے عقاب اسے لینا آسمان پر سنّاٹا ہوا ایک عقاب پیدا ہوا تڑپ کر چلا کہ ملکہ مخمور کو

پنجے مین دبا کر اُٹھا لے مخمور نے آواز دی ای طاؤس لینا ایک طاؤس پیدا ہوا طاؤس و عقاب مین جنگ ہوئی
پنجے چلے پر ٹوٹ ٹوٹ کے زمین پر گرے دونون نے مُنھ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑے اول عقاب جلا
اُسکے پرون سے چنگاریان گرا مین طاؤس بھی جلا دونون نے پھر دشکین دین شیران صحرا پیدا ہوے آپسمین
لڑے آخر دونون نابود ہوے شہلا نے غصے مین ایک دوہتھڑ زمین پر مارا زمین کانپی ایک شعلہ چمکا مخمور
کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قریب تھا کہ لہرا کر گرے کہ مخمور نے آواز دی ارے مجھے بہت شاق ہی دل
ترود منزل سحر جدید کا مشتاق ہی ایک نازنین مشعل ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوئی عکس مشعل کی جو مخمور پر پڑا
یا تو چہرہ دُھوان تھا یا چہرے پر سرخی آئی کیا کیفیت بیان کرون مخمور نے جھوم کر آواز دی ای نعمان گلعذار
شہلا کو لینا پہلو سے آواز آئی جان شہلا نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین حسین گلرخسار کبک رفتار شیرین گفتار
مسکرا کر سامنے آئی جھک کر سلام کیا شہلا نے جو جمال مہر تمثال دیکھا ہاتھ پاؤن رعشہ آگیا کہا کیون ملکہ
عالم کیونکر آنیکا اتفاق ہوا کہا تمھارے مشتاق ہوکر آئے ہین ملکہ حیرت نے پکار کر آواز دی ای ناسور خبر لو
شہلا کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی ناسور نے دستک دی کچھ ہونٹھ ہلائے ایک برق چمک کر گری کہ اُس نازنین کے
دو ٹکڑے ہوے مخمور کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا زمین سے غبار اُڑا اُس غبار نے خاک مین ملا دیا ملکہ مخمور
ارمکڑا کر گرین شہلا نے چاہا گرفتار کرلون ناسور ملکہ حیرت سے کہہ رہا ہی حضور نے خوبصورتی سحر کی دیکھی شہلا
نے چاہا مخمور کو اُٹھا لون کہ پہلو سے آواز آئی او نابکار او بدکردار دیکھ تو شہنشاہ کا کیا حکم ہی شہلا نے پھرکر
دیکھا ایک شیرسوار شیر کو اُڑائے ہوے آتا ہی کاغذ ہاتھ مین تھا قریب پہونچکر نامہ ہاتھ مین شہلا کے دیا اُسنے
نامہ کھولا کاغذ جو کھلا بیہوش اُڑی ارے کنکر گرا نامہ دار نے بندہ مار کر نعرہ کیا نعرہ مہتر قمران

بمیدان اژدر آتش فشانم	جہان سر سنگ در خنجر گزاری	سریع السیر چون باد بہاری
		منم مہتر قمران شبیر نامم

نعرہ مار کے جست کرکے بھاگے ایک شعلہ چمکا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی
تی مرا نام من شہلا سے مردار خوار ہو ناسور زخم خواہ نے بلٹکر دیکھا ملکہ مخمور مثل برق جہندہ تڑپ رہی ہین
پکار کر آواز دی ای ملکہ حیرت جادو دو کسیکو بھیجو ملکہ حیرت نے کہا ای ناسور دیکھا تُمنے ناسور نے کہا دیکھے
تماشا دیکھتا ہون آپ علحدہ زمین پہ کہکر کل ایک چلا الگ مبہار نے دیکھا کہ مخمور پہلو کشادہ کا ہو لیے
[illegible] لسیرین و نسترن و غنچہ و سمن و سوسن و نرگس و شگوفہ و بنفشہ [illegible]
نے خزان [illegible] ملکہ مبہار نے ہاتھ ہلایا کنیزون نے دف و دائرہ بجایا چند کنیزین خوش آواز [illegible]

گداز یہ چند اشعار بہ الحان گانے لگین اشعار

ہستی سے میرا نام و نشان تک مٹا دیا — خوش ہو گئے جو خاک مین مجھکو ملا دیا
کیا جانے تجھنے کونسا فقرہ سُنا دیا — سوتے ہوے کو خواب لحد سے جگا دیا
خط کا فروغ گالون سے گالون کا خطِ حُسن — ہالے کو چاند چاند کو ہالہ بنا دیا
کہتا ہی سُنکے میرا پیام طلب وہ شوخ — کیون آئین کچھ کسی کا ہر جسنے لیا دیا
پہلو مین دی جگہ نہ کبھی دل کی شکل سے — جب پاس آکے بیٹھ گیا مین اُٹھا دیا
فرقت مین تھا قیامتِ کبرا کا سامنا — نالون سے خفتگان لحد کو جگا دیا
اللہ ری حرارت سوزِ فراقِ یار — ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا
موسیٰ وفور نور سے غش کھا کے گر پڑے — تجھنے جو اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا

ایسے اشعار بہت سے کنیزون نے گائے پھول برسنے لگے پچکاریان چلین رنگ نے اپنا رنگ جمایا پھولونکی خوشبو جسکے دماغ مین پہونچی پھول گیا منقار جادو بارہ ہزار فوج کا افسر یا تو سحر کرتا ہوا آتا تھا باڑ کا بلکہ پوچھا کیون بھائیو کیا ارادہ ہی ساتھ والون نے کہا ہم تو عاشق گل رخسار بہار ہین جی چاہتا ہی جا کر نثار ہون منقار نے کہا ہم تمھارے ساتھ ہین بہار نے پکار کر آواز دی شادی ہی خون کا رنگ کھیلو دشمنونکو ہمارے مارو ناسور زخمخوار کو گرفتار کرکے لاؤ معشوق کو بیاہ کے لیجاؤ وصل سے شادکام ہو عاشقان صادق مین نام ہو منقار جھوم گیا ساتھ والون کو لیکر ناسور پر جا پڑا ناسور نے دیکھا بارہ ہزار ساحر نے آفت برپا کردی خون کے دریا بہ گئے سب سے زیادہ منقار کو جوش ہی سحر کی بوچھار کردی پیچھے پیکان کے مارے تیر برسنے لگے جس خطا کار کے سینے پر پڑا سسکر گرا چلا نہ سکا گوشہ گیر ہوا پتلے پر جا کر گرا زاغ کا غلغلہ مزاج برہم خنجر بیدم شہنا کی آواز مین بھید تیغے مین جھید تاشے جو ہون سے سر پیٹتے تھے ہنگامہ گیر و دار بلند کفار رو سیہ ناسور نے جھلا کر ایک گولہ مارا منقار کا سر اڑ گیا بارہ ہزار اسکے ساتھ والے [illegible] سب کے سر کٹے لاشے دریا ے خون مین لوٹتے تھے کئی ہزار کو مخمور نے مارا جسپر سحر کیا [illegible] مین نشہ آیا رعد و برق نے قیامت برپا کی برق لامع آڑی ترچھی گری صف وحش [illegible] دیگر ناسور کے مارے گئے سارا میدان چمن لالہ زار بنا شست و خیز کرتا ہوا ناسور [illegible] نے [illegible] گولہ جھولی سے نکالا پیشانی پر لگتے مارا اپنے خون سے گولے کو تر کیا وہی گولہ بہار [illegible]

ملکہ مہیار نے اُنگلی اُٹھا دی گو ر پھٹا غبار زرد ظاہر ہوا اُس غبار زرد کی یہ تاثیر تھی کہ مہیار کا رنگ سحر شانے کی
تاثیر تھی ملکہ مہیار گرین گر کر بیہوش ہوئین مخمور جا پڑین کہ مین مہیار کو اُٹھاؤن قریب مہیار ایک سر کٹا ہوا
پڑا تھا ثابت ہوتا ہی وہ سر اُس سر سے آگاہ تھا قہقہہ مار کے ہنسا مخمور و مہیار غائب ہو گئین باغبان جادو
آسمان سے تڑپ کر ایک پنجہ گرا باغبان کو اُٹھا لیگیا رعد و برق بھی گر کے بیہوش ہوئے برق لامع نے
چاہا کہ بڑھ کر رعد و برق کو بچاؤن ناسور نے للکارا برق لامع بھی گر کر بیہوش ہوئی زمین شق ہوئی
رعد و برق و برق لامع اُسمین غائب ہوئے ناسور مار مار کرتا ہوا چلا جسپر جا پڑا اُسے بیہوش کیا ملکہ
مہرخ مو سے کاکل کشا وغیرہ دو سو سردار گرفتار پنجہ تقدیر ہوئے پھر اُسی خون کے دریا مین ڈوبا مہرخ
نے شکست فاش کھائی کنیزون نے بڑھکر عرض کی اے ملکہ عالم سب سرداران نامی آپ کے غائب ہوئے
ناسور منحوس نے سردارون کو غائب کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا اب قدم نہین جمتا طبل امان بجوائیے
ملکہ مہرخ نے گھبرا کر کہا صاحبو دیکھو تو خواجہ کہان ہین ایک کنیز پشت پر ملکہ مہرخ کے حاضر تھی اُسنے دست بستہ
عرض کی ہین خواجہ کو بلا لاؤن صلاح کیجیے یہ کہکر پشت تخل پر گئی مہرخ نے دیکھا خواجہ عمرو بیقرار و مضطر سامنے
آئے مہرخ نے کہا خواجہ آپ نے دیکھا کیسی لشکر کی تباہی ہوئی دو سو سرداران نامی وگرامی اُسکے سحر سے
غائب ہوئے مقام افسوس ہی بہتر یہ ہی کہ طبل امان بجوا دیجیے ناسور نے چاہا کہ لشکر کو جمع کر کے پھر حملہ کرے
کہ طبل امان پر چوب پڑی ناسور پلٹا ملکہ حیرت نے ناسور کو قریب بلا کر کہا اے ناسور حقیقت مین جیسا تمھارا
نام سنتے تھے ویسا ہی دیکھا کیا کیا سحر کیے لیکن دو سو سردار ملکہ مہرخ کے لشکر کی جان کچھ غرق زمین ہوئے
کچھ پنجہ آسمان سے گر سے وہ اُٹھا کر لیگئے تمکو کچھ حال معلوم ہی کہ اُنکے لیے کیا ہوا عرض کی سب حاضر ہین ہان
غائب جادو قیدیون کو لاؤ دیکھا ایک آرا سے پر دو سو سردار زبانون مین سوزن ہاتھ پاؤن مین مار سیاہ لپٹے
ہوئے اُسی بحالی زار سے سامنے آکر موجود ہوئے ملکہ حیرت نے کہا انکو حفاظت سے قید کرو عمرو چھوٹا ہوا ہی ایسا
نہو چھڑا لیجائے ناسور نے کہا کیا مجال جو کوئی قید خانے تک آسکے ہان اے غائب جادو اپنے کو ظاہر کرو
ایک بادہ گو سیہ فام بد انجام اکڑتا ہوا زمین سے نکلا ناسور نے کہا اے غائب جادو جسطرح تمھاری جی چاہے
شب بھر بیدار رہ کر اسطے ان سب کو قید کرو چالاک کو بھی انھین مین شریک کرو غائب نے ایک خیمہ استادہ کرا یا انھین
ان سب کو قید کیا آپ دروازے پر بیٹھا خیال ہی کہ اے غائب جادو یہ رات بہت سخت ہی سارہ بان زادہ
ہوتا ہی ضرور آج عیاری کریگا اس خیال سے بیٹھا ہوا چہار جانب دیکھ رہا ہی مسطیر جادو اسکا خدمتگار قدیم

باکہ مصاحب ندیم سامنے حاضر ہی مطیر سے غائب نے کہا تمام اسباب سحر لاکر رکھو صبح کو سب قتل کیے جائینگے یقین ہی
مہرخ بوہ کرے اُڑ پھر کر اُسکو بھی گرفتار کرلینگے مطیر نے ماش کے دانے کچھ مرغ گرفتار شدہ لاکر پاس رکھدیے
غائب نے کہا ایک شیشہ پانی کا بھر کر لاؤ روئی بھی لاکر رکھو ایک ابر تیار کرونگا سلیمانیون پر گراؤنگا مطیر
بازار مین آیا شیشے کی تلاش ہو کہ ایک جادوگر نے آکر سلام کیا کہا آپ کو کس شی کی تلاش ہی کہا ایک شیشہ
چاہیے ہی ہمارے مالک ابر سحر تیار کرینگے ساحر نے کہا میرے ساتھ آئیے مین آپ کو شیشہ دلوا دون اپنے
ساتھ وہ جادوگر لگا کر لیگیا ایک خیمے کی آڑ مین آکر کہا دیکھو میان غائب خود تشریف لاتے ہین مطیر پلٹا
ساحر نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے مطیر ارے کہکر ملٹا ساحر نے جھٹکا مارا حباب مارکر بیہوش کیا اسکو کنارے
ڈالدیا اُسکی شکل بنکر ایک شیشہ پانی کا لیا کچھ روئی کے گالے ہاتھ مین لیکر دوڑا ہوا آیا کہا اے شہنشاہ ساحر آ
جلد چلیے مین نے عمرو کو دیکھا ایک رنگ گلستان مین بیٹھا ہوا صورت بدل رہا ہی چلکر گرفتار کیجیے غائب خوش
خوشی اُٹھا مطیر نقلی کے ساتھ چلا میان ناسور بنفردا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا نقشہ دیکھ رہا ہی جب مطیر نقلی آیا
ساتھ غائب کو لیکر چلا میان ناسور بیٹھا تلوار ٹیک کر اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ غضب ہوا غائب کو عمرو لیے جاتا ہی
کیونکر روکون اس تردد مین چھپتا ہوا جاتا ہی خواجہ غائب کو لیکر ایک مقام پر آئے گھبرا کے کہا دیکھیے وہ سامنے
ساربان زادہ بیٹھا ہی جیسے ہی غائب دیکھنے کو جھکا عمرو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کے
بیہوش کیا خنجر مارا شکم چاک فصد پاک خواجہ اُسکے کپڑے اتارنے لگے کہ اُس مقام پر زمین شق ہوئی ایک
جادوگر زمین سے نکلا پکارتا ہوا اے عمرو منم غائب جادو تیری ہی تو فکر تھی کہ بہت سے آواز آئی اے غائب
کیا کہنا کس لطف سے عمرو کو پکڑا غائب نے پلٹکر دیکھا ہمارا افسر تعریفین کرتا ہوا آتا ہی غائب نے جھک کے
سلام کیا کہا حضور مین جانتا تھا کہ سب سردار قید مین ہین عمرو آکے ضرور عیاری کریگا مین نے ایک پیر کو اپنی
شکل پر بٹھا دیا آپ غرق زمین ہوگیا یہی تدبیر کام آئی ناسور نے کہا دیکھو ملکہ حیرت کبھی آتی مین غائب
پلٹا ناسور نقلی نے غائب اصلی کو خنجر مارا نذر کیا منم جانسوز بن قران مرتے ہی غائب کے ایک غبار بلند ہوا
آواز آنے لگی کشتی مرا نام من غائب جادو بود یہ آواز جو ناسور نے سنی چھپتا ہوا آتا تھا آسمان پر سے دیکھا عمرو
نے جانسوز کو گلے سے لگالیا کہ رہے ہین اے فرزند بڑا کام کیا مجھکو تو نے بچایا ناسور جلگیا وہین سے سحر کیا
دونون الٹکر گرے ناسور زمین پر آیا دونون کو گرفتار کرکے لیچلا لاکر اُسی قیدخانے مین عمرو و جانسوز کو
بھی قید کیا خبر غائم شیر دل لشکر مین عیاری کی تھا دور سے اسنے یہ معرکہ دیکھا کہ خواجہ و جانسوز گرفتار ہوگئے

دوڑتا ہوا بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی چلا ملکہ مہرخ بارگاہ مین پریشان بیٹھی ہین تمام دنگل و کرسیان خالی
پڑی ہین آنکھون مین آنسو بھر کر فرماتی ہین سب ساتھ والے گرفتار پنجۂ تقدیر ہوئے ناسور بڑا ہی حرامزادہ ہے
جب بہار وغیرہ گرفتار ہوئین میری کیا حقیقت ہے دیکھین تقدیر کیا دکھائے کہ ضرغام آکے پہونچا سب کیفیت
گرفتاری خواجہ و جانسوز بیان کی مہرخ نے کہا غضب ہوا خواجہ کے رہنے سے امید تھی کہ وہ سبکو چھڑا دینگے
افسوس لشکر اسلام کا یون خاتمہ ہوا کس مصیبت سے لشکر جمع ہوا خواجہ نے کس کس کو مسلمان کیا بہار وغیرہ
سب سردار گرفتار ہوئے اے ضرغام اب تمھارا یہ کام ہے کہ ہمکو خبر پہونچاؤ جسوقت وہ قتل کا انکے ارادہ کریگا ہم
بھی اونسے لڑ کر جان دینگے اگر ہم زندہ رہے تو بیکار ہے نہین معلوم افراسیاب کس ذلت سے قتل کریگا یہ ہین وقت
ہونا کیا نصیب اب تمھاری خبر کے مشتاق ہین ضرغام بھی بہت رویا اسکے رونے پر سرداران باقی ماندہ بھی رونے لگے
سحر کے انتظار مین آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہین مہرخ نے کہا انشاء اللہ یا توکل اس ناسور کو مار اپنے سرداروں کو
چھڑا لایا اپنی جان دی حیرت جادو سامنے ہوگی جنگ مین ضرور دخل دیگی با سحر حیرت کون اٹھا سکیگا قیامت
سحر کرتی ہے کل ہمارے بھی سحر کا تماشا دیکھنا ناسور کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا کہ چند دیر پند نے آکر خبر کی کہ لشکر مین
حضور کے بڑا انتشار ہے بلکہ بیٹھین رسالے خالی ہوئے جاتے ہین سیکڑون تاجر دوکانین چھوڑ کر بھاگ گئے ہرایک
کا یہی قول ہے کہ یارو اپنی جان بچاؤ اب یہان سے نکل چلو اب لشکر اسلام پر زوال ہے یہان ٹھہرنا مناسب
نہین ملکہ مہرخ نے فرمایا لشکر مین جاکر پکار دو کہ جسکو اپنی جان کا خوف ہو وہ نکل جائے ہم نہین چاہتے کہ ہمارے
ساتھ تم بھی جان دو ہم تو ضرور جان دینگے خواجہ ایسا محسن قتل ہو اور ہم اپنی جان بچائین چار پہر رات
اسی ہنگامے مین بسر ہوئی جبکہ جلاد نیر اعظم خنجر انتقام ہاتھ مین لیکر نیزۂ خطوط شعاع علم فوج ضیا ہمراہ میدان چرخ
برجدی مین برآمد ہوا فوج ماہ تابان نے شکست کھائی قلعہ مغرب مین جاکر فوج ثوابت و سیارگان چھپی ناسور
مغرور دل کرتا ہوا اٹھا ہر طرف ہنگامہ ہے کہ آج مسلمان قتل ہوتے ہین دارین استادہ ہو رہی ہین جلادان حرس
طینت میمون خصلت ابروؤن پر بل پڑے ہوئے خنجر برہنہ ہاتھ مین تلنگین لگارہے ہین پکار رہے ہین بیت
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ✤ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ✤ کسکا سر رشتۂ حیات منقطع
ہوا کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے تیغہ باڑھ دار بازو پر قوت رکھتے ہین گنہگار موت کا مزا
چکھتے ہین قتل کرنا ہمارا کام ہے جلاد ہمارا کام نہین دل مین رحم کا نام نہین ناسور نے حکم دیا قیدیان بلا کو لاؤ
ساحر دوڑے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کو زرابے پر سوار کیا خواجہ عمرو و جانسوز چالاک سرنگون مثل کاسۂ چو

سرت و یاس گریبان گیر قتل کی تدبیر حیران حیران چار جانب دیکھ رہے ہیں نہ معین نہ مددگار نام پروردگار زبان پر بیقرار ہو کر طرف آسمان کے ہاتھ بلند کیے بے اختیار پکار رہے ہیں کہ اے معبود حقیقی رب تحقیق اس آفت ناگہانی سے بچا لے اگر تیری عنایت ہو یہ مشکل چشم زدن میں آسان ہو بندوں پر تیرا احسان ہو نظم

بنہ نہ داغ محبت درون سینہ چو چراغ	کہ مثل لالہ ازان داغ بشگفد صد باغ
بمال و دولت دنیای دون نبندہ دل	چو شد بجور و تارک نقیر اہل فراغ
برین قیام و برین زندگی چہ اعتماد	امیر صاحب دولت بیاد خوش دماغ
بگو ہر آنچہ بود راست خالی از کم و کاست	کہ نزد صاحب تفریق واجب است ابلاغ
بہر باغ و زرد و سفید جہان سخنے نازد	بچشم غور ببیند ہر آنکہ این اصباغ
گہے بگلشن عالم بہار گل باشد	باشیانہ بلبل گہے نشیند زاغ
دو بارہ دیدہ زمستی بروے کس نکشاد	ہر آنکہ ازمی توحید نوشش کرد ایاغ
بجستجوے گل اندر جہان بحالت زار	گہے بباغ رود عندلیب گہ در راغ
ازین سراے جہان ہر کسیکہ رحلت کرد	کسی نیافت ازان گم شدہ دوبارہ سراغ
بہر زمان و بہر موقع و بہر موسم	بہ رنگ تازہ و ہر رنگ باغ را اصباغ

ملک ملک کے سب دعائیں کر رہے ہیں اُدھر ہرکاروں نے خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ تمام سردار قریب دام پہونچ گئے قتل ہوا چاہتے ہیں ملکہ مہرخ یہ سنکر گھبرائیں طاؤس پر سوار ہوئیں ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ثابت قدمان کوہ وفا ساحران یکتا سب ملکہ مہرخ کے ساتھ ہیں عرض کرتے ہیں جان دینگے اپنے سرداروں کو چھڑا لینگے میاں ناسور زنگ خوار انتظام کر رہا تھا قصد ہوا کہ سرداروں کو دار پر کھینچوں کہ ملکہ مہرخ کا نعرہ ہوا ڈیڑھ لاکھ فوج سے آگرین سحر چلنے لگے ناسور نے دیکھا ملکہ مہرخ آج شعلہ جوالہ بنی ہوئیں کسی پر تیغ لگاکر کسی پر خنجر پھینک مارا کبھی پھیکان سے کھینچ مارے دس ہزار تیر پیوستہ ہوں ہزار جادوگر مرگئے ناسور دیکھ رہا ہے کہ کسی مقام پر ملکہ مہرخ قائم ہوں تو سحر کروں زخمی کروں یا گرفتار کرلوں ملکہ مہرخ کسی مقام پر قائم نہیں ہوتیں کبھی کسی جادوگر کو صورت زیبا دکھائی اُسنے آہ کا نعرہ کیا بیقرار ہو گیا

اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اشعار

بے صبر کو کمان تپ داغ جگر سے فیض	گلچین کو کب ہوا تب بار ور سے فیض

زاہد نگاہ بھر کے وہ بت دیکھ لے
یاد خط نگار مین ہم زہر کھا مرے
بالطبع گر کرم ہو تو مفلس بھی ہے کریم
شب بھر کیا ہے سعد بیاض کا گلہ
ترسا صنم پہ مر گئے ہم آہ جب نہین
تصویر سے تری مجھے تسکین دل کہان
کیونکر نہ غم ہو خلق کو مومن کی مرگ کا

اتنا ہوا نہ خدمت اہل نظر سے فیض
کیا آب زندگی کا ہوا ہے خضر سے فیض
ہوتا ہے سائے کا شجر بے ثمر سے فیض
تو بھی عیان ہوا نہ دعا سے سحر سے فیض
جاری مسیح کے لب اعجاز اثر سے فیض
کیا خاک تشنہ کام کو آب گہر سے فیض
تھا سب کو اُسکی ذات سراپا ہنر سے فیض

اسطرح صد ہا گلے کاٹ کر مر گئے ایک جادوگر فغفور جادو نامے اُسنے ملکہ مہرخ کو تاکا جیسے ہی ملکہ تڑپ کر زمین سے نکلین اُسنے گولہ مارا ملکہ مہرخ نے خالی دیکر کمر مین پنجہ دیکر بالائے آسمان لائین ہر چند فغفور تڑپا پھڑکا مگر ملکہ کے پنجے سے نہ چھوٹا چیر کر فغفور کو پھینکدیا قتل کرنے مین جو فغفور کے عرصہ ہوا ناسور نے سحر کیا ملکہ نے چاہا مین اپنے کو مخفی کرون اس زور سے جھونکا ہوا کا چلا کہ زمین پر گرین قصد کیا کہ برق بنکر اسپر گرون ناسور نے کارد سحر اپنے خون مین رنگین کرکے پھینک ماری مہرخ نے اپنے کو بہت بچایا لیکن شانہ نشانہ ہوا دوسرا سحر ناسور نے پھر کیا خنجر پھینک مارا کہ سر اُڑ جائے مہرخ نے ہاتھ ملا خنجر کے دو ٹکڑے ہوئے قبضہ ٹوٹ کر الگ گرا پھل سر پہ پڑا سر زخمی ہوا ملکہ کا سر زخمی ہونا تھا کہ وہ زمین موقوف ہوئی ایک مقام پر قائم ہوگئین مثل شمع سحری چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد میدان کارزار گرد ہر داب ناسور طرف فوج کے متوجہ ہوا جب گولہ مارا دو سو کے سینے کو پھاڑ کر نکل گیا کبھی دستہ مارا زمین تھرائی ایک غار پیدا ہوا دو چار سو اُسمین غرق ہوگئے تھوڑے ہی عرصے مین پچاس ہزار ساحر مارے گئے اب ہر چند ملکہ مہرخ نے چاہا لشکر کو روکون فوج کے قدم نہ رکے لشکر پر شکست فاش ہوئی ملکہ مہرخ نے جان لڑا دی کہ بہار وغیرہ کو رہا کرون مگر وہانتک نہ پہونچ سکین ناسور گرد اُن کے چرخ مار رہا ہے کسی کو قریب نہین آنے دیتا اُسوقت ملکہ مہرخ کی بیقراری پکار کر آواز دی صاحبو نکل چلو افسوس جو ہمنے چاہا وہ نہ ہوا جو اُسکی مرضی ہماری تقدیر مین ان سب کے داغ اُٹھانا تھے کام حسرت انجام مہرخ پر سب ہو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ برسون مین لشکر تیار ہوا ایک دن مین تباہ ہوگیا ہم لوگ بھاگ کر کہان جائین جان جانے نہ پائینگے امان نہ پائینگے ناسور کہتا ہے انمین سے کسی کو زندہ نہ جانے دونگا آج سب کا خاتمہ کردونگا بڑے زور و شور سے

سحر کر رہا ہی ہزاروں جادوگر تڑپ تڑپ کے مرے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر آواز دی ای کریم کارساز ای رب بینا
وبینا رحم شریک کراب تو نوبت بجان وکارد به استخوان ہین ای معبود وقت امتحان ہی بیقرار ہو کر جو ملکہ مہرخ
نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر ابر سیمابی پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی تڑپ ہزارہا طائران
زمزمہ ساز زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر منقش نقش ونگار سے آراستہ گلہائے رنگارنگ نخلہائے بوقلمون ستا
عمدہ ثمرہائے گوناگون سے ہری بھری بلبلون کی زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی وزیبائی تو یہ آگرہ اور شیش ہوا
سب نے دیکھا ملکہ گلگونہ رنگین پوش چالیس ہزار کنیزان خوشرو خوشخو خوشپشت پر اسباب سحر سے آراستہ ملکہ گلگون
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کسی کو پہچانتی نہ تھین خواجہ کو آرائے پر پایا چالاک بھی قید تھا دونون کو پہچانا دین سے
نفرہ کیا او ناسور مغرور مین نے پہچانا ملکہ حیرت جادو کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا یاقوت وزمرد سے کہا
شہنشاہ نے غضب کیا ایسی معشوقہ خوبرو کو مردود کے سپرد کیا تھا معلوم ہوتا ہی شریک مسلمانان ہوگئی ای ناسور
اسکو روکنا اگر یہ زمین پر آگئی کوئی نہ بچیگا یہ بلائے روزگار ہی قہر سامری سے اسکے واسطے آواز آتی تھی جس بت پرستی
گئی لات ومنات کی تصویرین اسکو دیکھ کہ ہنستی تھین تحفہ جات بھی اسکو ملے ناسور بڑھا کہ ملکہ کو روکون تمام
فوج سد راہ ہوئی گلگونہ تڑپ کر گرین ایک دو تھپڑ مارا کئی ہزار جادوگرون کے سر کٹکر گرے دو ہلانہ وتیغہ ہلالی
کمر سے نکالا تیغہ پھینک مارا وہ تیغہ جو چمکا کئی ہزار کے سر اڑ گئے ہر طرف سے صدائے فریاد والغیاث بلند ہوئی
ناسور نے کئی گولے مارے ملکہ نے فقط ہاتھ ہلادیا گولے پھٹکر زمین پر گرے صدہا جلکر خاک ہوے ملازمون نے
آواز دی ای شہنشاہ ساحران ہاتھی کی تشکل آپ نے پوری کی آپ کے سحر سے آپ ہی کے ساحر مارے جلتے ہین
چند افسر منہ چھپا چھپا کر بھاگے کنیزان ملکہ درختون کی آڑ پکڑے کھڑی ہین جو بھاگ کر نکلا اُس خطا شعار کو تیر
مار اغضاب پر تیر اُڑ رہے ہین ترکش سے منہ لگائے ہوے تاک رہے ہین اپنے اپنے حریف کو چھپا تاک رہے ہین
کنیزین بھی تعلیم کردہ حسپرگرین ہنس ہنسکر مارتی ہین جد حر سے غول نکلا ساحرون کی نگاہ پڑی تیغ دو دیکھ
کلیجے پکڑ لیے معشوقان پریچہرہ نے آواز دی کیا ہمین چاہتے ہو اُنھون نے بلبلا کر جواب دیا چاہنا کیسا جان
حاضر ہی کہا اچھا تلوار کھینچو وکھین کیونکر جان دیتے ہو کلام پُرتاثیر قتل عاشقان کی تدبیر الکا ہنسنا انکا تقدیر کو
رونا بیوجہ جان کو کھونا تلوارین کھینچین گلون پر رکھین میان ابروے خمدار ملے اُنھون نے تلوارین کھینچ لین
خود سرون کے سر کٹکر گرے آوازین مرنے کی بلند ہوئین ناسور نے پلٹکر دیکھا کئی ہزار کے لاشے پھڑک رہے
ہین کنیزین دوسرے غول مین جا پڑین افسرون سے بڑھکر لڑین زبان شیر دل علم شنیدہ ہینکہ کامل کسی

پھینکا کسی کو مسکرا کے رُلا دیا ملکہ گلگونہ نے جمال جہان آرا دکھا کر ہزارون کو دیوانہ بنایا تیر قضا کا نشانہ بنایا
ایک طرف سے دس ہزار ساحر لڑتے ہوئے آتے تھے اکثر کنیزین بھی اُنکے ہاتھ سے قتل ہوئین ملکہ نے پکار کر
آواز دی او نامردو تمھین شرم نہین آتی الیسی نازنینون مہ جبینون کو قتل کیا ستاسے زمین پر پڑے ہین تمکو افسوس آیا
اگر لڑائی کی خواہش ہی سحر کرنے کی کاوش ہو وہ سامنے دیکھو بی حیرت بادشاہ طلسم کی جورو لشکر جمائے کھڑی ہین
وہان جا کے مقابلہ کرو اُسکو قتل کر ڈالو کھلبلی ڈالدو کیا زبان مین تاثیر تھی مسلسل تقریر تھی دس ہزار ساحر
لشکر حیرت پر جا پڑے گوے ترنج و نارنج مارے حیرت حیران دیکھ رہی تھی لشکر مین جو غل بلند ہوا
دیکھا دس ہزار نے قیامت برپا کر دی زمین جل رہی ہی بیس پچیس ہزار مارے گئے حیرت کڑک کڑک کر انپر
گری تھوڑے ہی عرصے مین دس ہزار کو مار کر پلٹی ناسور نے منھ پیٹ لیا پکار کر آواز دی حضور آپ نے یہ کیا
غضب کیا بیگناہون کو مارا حیرت نے کہا مین کیا کرون لشکر کو تباہ کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا ہان بڑھکر
مقابلہ کرو یہ ناسور یہ بلا آئی ہی اتنی دیر جو ناسور ملکہ حیرت سے متوجہ ہوا ملکہ گلگونہ لڑتی بھڑتی قریب
آرا بے کے پہونچی پہلے سب سے صبا رگلعذار کی زبان سے سوزن کو نکالا صبار نے اُٹھتے اُٹھتے مخمور کی
زبان سے سوزن لی مخمور نے برق لامع کو رہا کیا برق لامع نے رعد و برق کو چھوڑا یا سرخ مو نے کاکل کشا
کو بھی رہا کیا ہلال سحر فگن کہ انگشت نما تھی چھوٹتے ہی چمکی باغبان نے اُٹھتے اُٹھتے کچھ سنگریزے کھینچ مارے
تشکیل کا یہ نقشہ ہوا گویا شیر غضبناک اُٹھا سرخ مو نے بالون کو پریشان کر دیا تھوڑی دور تک اندھیر کیا
ساحر اندھیرے مین ٹٹولتے پھرتے تھے اُس تاریکی مین سرخ مو نے موے زلف عنبرین کو پیچ و تاب دیا زنجیر
مین سیکڑون کو پھنسایا کسی کے گلے مین طوق پڑے قمری پر فوق ہوا کسی نے ہتھکڑیان پہنین ہر طرف ہنگامہ
خانہ زنجیر مین غل ہوا دیوانون کا تسلسل ہوا خواجہ عمرو نے جو رہائی پائی جا فسونہ چالاک کو ساتھ لیکر جو بانا
آتشبازی مارے ہزارہا کے منھ جھلسے جو ساحر مر گیا خواجہ نے اُسکی کمر ٹٹولی اگر کمر مین ہمیانی نکلی تو خوش ہو گئے
ورنہ لباس اُتار لیا نشہ جنگ سے خاندان کا برہنہ ہوا ناسور زخم خوار بھاگتا پھرتا ہی زبان بند دل دردمند سحر فراموش
ہو گیا ہے نامردی کا جو ش ۔۔۔ تصویر خاموش ان دو سو سردارون نے چھوٹتے ہی ملکہ مہرخ کو تخت پر
سوار کیا ملکہ لڑنے لگی ۔۔۔ ناسور کو جان بچانا دشوار ہوا بھاگنے کا خیال دل مین کامل ہوا ناسور گھبرا کے
بھاگا گلگونہ نے للکارا ناچار ہو کر ناسور پلٹ پڑا کئی گولے مارے ملکہ نے سحر کو اسکے دفع کیا تلوار پکڑ کے
جا پڑا کئی سردار ملکہ کے بچانے کے خیال سے بیچ مین آگے تلوار سے ناسور کی زخمی ہوئے اور زیادہ ناسور

دلیر ہوا گلگونہ پر ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ نے مسکرا کر اشارہ کیا چند سپر بن فولادی مسر پر قائم ہوئین تلوار جو ناسور کی پڑی رنے سے سپر لشان شب ہجر تھا بڑی مشکل مین کٹا تلوار ناسور کی سپر مین اُلجھی اتنے زور کیا پھل ٹوٹکر سپر مین رہا مقابلے کا یہی پھل تھا کچھ ثمر حاصل نہوا غنچۂ آرزو نہ کھلا ملکہ نے وہی پھل ناسور پہ کھینچ مارا گلوگاہ پر جو لگا سر کو کاٹ کر پھل نکل گیا ناسور کے دو ٹکڑے ہوے مرنا ناسور کا آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی پھر زاغ و زغن اسکی لاش سے پیدا ہوے بلند ہو کر غلغلہ کرنے لگے ایک زاغ سیاہ نے آواز دی کشتی مرا نام من ناسور زنخوار بود یہ آواز جو حیرت نے سنی کہا صاحبو بڑا انقلاب ہوا ناسور ایسا جادوگر مارا گیا یہ کہکر رونے لگی جسپر جا پڑی کسیکو زخمی کیا کسیکا سر کاٹا کسی پر پتھر برسائے کہین برق چمکائی مہار نے جو یہ رنگ دیکھا تو لشکر حیرت نے بلوہ کیا ہے حیرت بڑے زور و شور سے سحر کر رہی ہے پکار کے آواز دی ہمشیر و مروت شرط ہے یہ کہکر گلدستہ مارا آواز دی اے نکہت رنگ گل اندام مرگئین یہ صدا دیتے ہی ہواے سرد چلی طفلان غنچہ نے غوں غاں شروع کی نرگس شہلا نے آنکھین کھولین سوسن صد زبان کی غمازی گل بوٹون کی حیلہ سازی شاخین خنجر بران پتے ایسے چمکے کہ آئینہ رخسار حیران نوجوانان چمن سبز پوش اپنے شباب کا جوش عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین

نظم

اس رنگ کا ہے میرے دل بیتاب مین جلوہ — ہے آئینہ مہر کا سیماب مین جلوہ
رونے مین تصور رخ روشن کا بندھا ہے — اُس غیرت خورشید کا ہے آب مین جلوہ
یوسف سا حسین کوئی مرے ہاتھ لگے گا — ایک حور کا مین دیکھتا ہون خواب مین جلوہ
ہر پھول مین آتا ہے نظر نور کا عالم — اُس مہر کا ہے ہر گل شاداب مین جلوہ
کس طرح نگہ عارض پُرنور پہ ٹھہرے — ہے مہر کا اُس غیرت مہتاب مین جلوہ
دریا مین نظر آئے نہ کیون چاند سی صورت — عکس رخ پرنور کا ہے آب مین جلوہ
ایسی کسی آئینے مین ہوگی نہ صفائی — حسن شکم صاف کا ہے گرداب مین جلوہ
پرنور ہے خط عارض روشن کی ضیا سے — مہتاب کا ہے ہالۂ مہتاب مین جلوہ
اس مہر جہانتاب کا ذرون کی روش سے — ہے نور ہر اک کرمک شبتاب مین جلوہ

ملکہ حیرت نے بگوش ہوش جو یہ اشعار سنے چہرہ سرخ ہوا آنکھون مین لال ڈورے کشتۂ وحشت کے ڈر سے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا پیشانی پر پسینہ آیا قلب تھرایا طرف مہار کے چلین مہار کے سحر نے اور مہار دکھائی

حیرت چاہتی ہو زبان سے کہون اری صہبار گلچینی گلشن جمال کی کرونگی ہرگز وجہ بادشاہ طلسم ہو ایک طائر آسمان
سے پیدا ہوا اُس طائر نے گرد سر حیرت چرخ مارا ایک آہ کی اپنی آگ مین آپ جلا خاک ہو کر گری حیرت
ہوش مین آئی بڑا غصہ آیا پکار کر آواز دی ہو صہبار کیون شامت آئی ہو یہ کہکر ایک دو ہتھڑ مین مارا برق گر کے
گری کہ سر صہبار کا زخمی ہوا کنیزون نے دوڑ کر سنبھالا ملکہ حیرت غصے مین بھری تھی اتنے مین گلگونہ نے بڑھکر سینہ سپر کر دیا
ملکہ حیرت سے سحر چلنے لگے عمرو نے دور سے دیکھا کہ حیرت و گلگونہ سے مقابلہ پڑ گیا ملکہ گلگونہ جواب دے رہی
ہین کسی سحر مین ابھی تک کمی نہین ہوئی مزاج مین برہمی نہین ہوئی یقین ہو کہ حیرت غالب آئے عمرو بصورت
صرصر جادوگرنیون کو ہٹاتا ہوا قریب حیرت کے آیا کہا اے ملکہ عالم یہ لگانہ کون ہو کہ سرکار کو برابر جواب دیتی
ہی حضور سحر کرین مین اسطرح حباب مار کر بیہوش کرون یہ کہتے ہی دس حباب مارے حیرت نے ہرچند چاہا
کہ بچون کئی حباب دماغ پر پڑے گر کر بیہوش ہوئی گلگونہ نے چاہا بڑھکر اُٹھا لون ایک پتلہ فولادی زمین سے
پیدا ہوا حیرت کو اُٹھا کر لیگیا مصور و صورت نگار یاقوت و زمرد وغیرہ پر جو گلگونہ گری مرشدزادے زخمی
ہوے جورو کا ہاتھ پکڑ کر بھاگے کہا بی بی نکل چلو ورنہ جان جائیگی سب سرداران خدار و بیقرار فرار پر قرار کیا ملکہ
مہرخ نے آکر پڑاؤ حیرت کا لوٹ لیا بارگاہین جلا دین نقیچ دو فیروزی بلٹنین گلگونہ نے آکر ملکہ مہرخ کو سلام کیا
خواجہ عمرو نے سب سے گلگونہ کو ملوایا بڑی فتح نصیب ہوئی افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہو نازنینان
مہ جبین پہلو مین بیٹھی ہین خود بخود گھبرایا کہا سامری و جمشید خیر کرین کچھ حیرت کو رنج و ملال پہونچا کنیزون نے
عرض کی لونڈیان جائین جا کر خبر لائین افراسیاب چاہتا ہو حکم دے کہ دیکھا پتلہ فولادی حیرت کو گود مین
لیے ہوے آکر پہونچا کہا حضور ملکہ بیہوش پڑی تھین مسلمان چاہتے تھے کہ قتل کرین غلام جانبازی کر کے
لایا افراسیاب نے پتلے کو رخصت کیا مگر حیران تھا کہ کل تو سب سردار گرفتار ہوے تھے آج کیا آفت آئی
کہ مصور و صورت نگار وغیرہ شکست خوردہ آکر پہونچے افراسیاب نے حال پوچھا مصور نے سب حال
گرفتاری سرداران و عیاری عمرو وغیرہ و آمد ملکہ گلگونہ سامنے افراسیاب کے ظاہر کیا افراسیاب نے کہا
ارے گلگونہ آگئی یہ کیونکر چھوٹی وہ سواے میرے ہاتھ سے اور کسی کے سحر کو نمانیگی لیکن وہ تدبیر کرونگا کہ
گلگونہ پھڑک کر جان دے قلعہ مرجان نگار پر باپ اسکا مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم مان اسکی
دونون وہان رہتے ہین بادولت جب اس مہ جبین پر عاشق ہوے مان باپ کو اسکے پیغام بھیجا مرجان نے
جواب لکھا اے شہنشاہ طلسم ہوشربا جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہمکو بدل و جان منظور ہو مگر گلگونہ قبول نہین کرتی

مین نے کئی دن کے بعد ایک صحرا مین جاکر اُسکو گرفتار کیا کوہ ویران پر لیگیا مردود کے سپرد کیا کئی سال کا
زمانہ ہوا مان باپ بھی اسکے حیران تھے کہ بیٹی کیا ہوگئی ہمیشہ روتے تھے اُنکو بھی پتہ نہ ملا اب مین مان باپ کو
اُسکے گرفتار کراکے بلواتا ہون اے ملکہ حیرت تم توجہ مقابلۂ مسلمانان مین اُترو جیسا موقع ہوگا خبر کرینگے ملکہ حیرت
تو اُسی وقت لشکر لیکر روانہ ہوگئین افراسیاب نے ایک دستک دی آسمان پر ہزارہا اژدر پیدا ہوے ایک اژدر
آکر زمین پر گرا غلطک مارکر بصورت انسان ہوا ایک ساحر قوی تن قوی من جتنے اژدر تھے ہر ایک کے شکم سے
چار چار چھ چھ جادوگر نکلے پشت پر ہر ایک اژدر سوار کے صف باندھکر کھڑے ہوے افراسیاب نے کہا اے ہزبر
تمھین اسواسطے تکلیف دی کہ جاکر مرجان الماس پوش والماس یاقوت چشم مان باپ گلگونہ کے گرفتار کرکے
لاؤ قلعے کو پامال کردو مکانون مین آگ لگادو کوئی دیہات باقی نہ رہے اگر فساد کرے سر کاٹ لاؤ کسی طرح
ان لوگون پر رحم نکرنا اُنکی بیٹی نے صدمۂ عظیم دیا ہے ہزبر نے عرض کی اگر حکم ہو تو گلگونہ کو بھی لیتا آؤن افراسیاب
نے کہا اُسکی اور تدبیر ہوگی ہزبر اُسی وقت ساٹھ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر شکمہاے اژدران مین مخفی ہوا اژدہے
قلابہ ہاے آتشین منھ سے چھوڑتے ہوے طرف قلعۂ مرجان کے چلے حیرت مقابلہ مسلمانان مین فروکش ہوئی حیرت نے
صرصر سے کہا جاکر بارگاہ مسلمانان کی خبر لاؤ گلگونہ کے تو بڑے مرتبے ہونگے دیکھو کیا مقام ملا بی مہرخ نے اپنے
وزیرون مین شریک کیا ہوگا صرصر بصورت مبدل بارگاہ مہرخ مین آئی دیکھا ملکہ گلگونہ کو کرسی قریب تخت مہرخ
ملی ہے صرصر بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے ہین برق پشت پر خواجہ کی مگس رانی کررہا ہے عمرو
کی نگاہ پڑی کہ ایک کنیز جھک جھک کر ملکہ گلگونہ کو دیکھ رہی ہے عمرو نے پہچانا کہ صرصر ہے فکر گرفتاری گلگونہ مین
آئی ہے برق نے کہا اُستاد گرفتار کرون عمرو نے اشارہ کیا صرصر بھی سمجھی ادھر سے برق چلا صرصر پیچھے ہٹی باہر بارگاہ
کے نکل گئی برق نے پیچھا کیا صرصر بھاگی برق نے آواز دی اُستانی کہان جاتی ہو مین تمھاری خدمتگزاری کو آتا ہون
صرصر نے کچھ جواب نہ دیا بھاگی چلی جاتی ہے برق نے پیچھا نہ چھوڑا پانچ چار کوس تک تعاقب مین صرصر کی آیا صرصر
نے دیکھا بھوریا میرا پیچھا نہین چھوڑتا اُدھر سے صبا رفتار آتی تھی صرصر نے صبا رفتار کو پکارا اے گھوڑا بھوریا میرا
پیچھا نہین چھوڑتا آؤ ہم تم ملکر گرفتار کرین دونون پلٹین برق نے جو دونون کو آتے دیکھا تڑپ گیا بھاگا کئی کوس
تک دونون نے پیچھا کیا برق ایک درۂ کوہ مین آکر چھپ رہا جب یہ ڈھونڈھکر چلی گئین برق درۂ کوہ سے
نکلا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ مین بڑی دور نکل آیا دیکھون راستہ کیونکر ملے کہ آسمان سے ایک اژدر زمین پر آیا برق چھپکر
دیکھنے لگا اژدر زمین پر لوٹا شکم سے چند ساحر نکلے اور ایک اژدر آسمان سے آیا اُسکی پشت پر اُٹھا تھا بارگاہ زرنقش کا

پیدا ہوا اُن جادوگروں نے وہ بارگاہ اُتاری بارگاہ استاد کی اب تو اژدہے آنے لگے ہر ایک اژدہے کے
شکم سے چھ چھ آٹھ آٹھ جادوگر نکلے لشکر آراستہ ہونے لگا بعد تھوڑی دیر کے نوبت نقارے کی آواز بھی آئی
برق دیکھ رہا ہے ایک اژدہا کلان زمین پر آیا اُسکے شکم سے ایک جادوگر کلاتاج پہنے ہوئے لباس فاخرہ جسم
وہ اژدہا بھی سب میں جا کر ملگیا اژدہے ریتی میں لوٹ رہے ہیں برق حیران کہ یہ کیسا لشکر ہے ایک فقیر
کی صورت بنکر لشکر میں آیا دریافت کرنے لگا حال مفصل معلوم ہوا لیکن حفاظت معقول دیکھی حوصلہ نہ پڑا آخر
خیال میں آیا کہ چلکر ملکہ سے اطلاع کریں برق بھاگا دربار میں ملکہ مہرخ کے آکر سب حال بیان کیا کہ ایک
جادوگر ہزبر اژدر سوار نامے برائے بربادی قلعۂ مرجان جاتا ہے ملکہ گلگونہ نے گھبرا کر کہا میں جا کر اپنے ماں
باپ کو بچاؤں چونکہ گلگونہ کا سب پر احسان ہے ملکہ مہار اپنے مقام سے اُٹھیں کہا آپ تکلیف نہ کریں
میں جاتی ہوں اگر چاہا پروردگار نے تو سر لیکر حاضر ہوتی ہوں ہر چند گلگونہ نے روکا مہار نے نہ مانا ساٹھ ہزار
کنیزوں کو لیکر چلیں لشکر سے دو کوس نکلی ہیں اُدھر حیرت صرصر آئی تھی لشکر مہار دیکھکر بشکل ضعیفہ لشکر میں آئی
دگروں کی زبانی دریافت ہوا کہ واسطے روکنے ہزبر کے جاتی ہیں صرصر یہ حال سنکر بھاگی خدمت میں حیرت کی
آئی تمام کیفیت بیان کی حیرت نے فوراً نامہ افراسیاب کو لکھا افراسیاب باغ سیب میں بیٹھا ہے کہ ایک
کنیز نے آکر نامہ دیا نامہ پڑھکر بہت جھنجھلایا آنا دیر کوئی واقف ہے یہ کہتا تھا کہ سرجوش جادو نامی ایک جادوگر
آکر حاضر ہوا عرض کی کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا ملکہ مہار جادو برائے مقابلۂ ہزبر اژدر سوار جاتی
ہیں راہ میں روک لو سرجوش جادو چالیس ہزار فوج لیکر چلا افراسیاب نے نامے کی پشت پر حیرت کو جواب لکھا
اے ملکہ [illegible] سرجوش کو واسطے روکنے مہار کے بھیجا ہے کیا مجال مہار کی کہ وہاں تک جاسکے راہ میں سرجوش روکیگا
چالاک [illegible] عمرو بشکل کنیز نشست پر تا حیرت کی گھوڑا انگس رانی کر رہا تھا کہ طائر نے آکر نامہ حیرت کو دیا حیرت نامہ
پڑھنے [illegible] چالاک نے بھی [illegible] پڑھ لیا حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا چالاک یہ خبر لیکے بھاگا [illegible]
[illegible] سب [illegible] کہا گلگونہ نے [illegible] باغبان قدرت اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکہ آپ تکلیف نہ کریں
میں جا کر سرجوش کا سر لاتا ہوں باغبان بارہ ہزار جوانان صف شکن کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن مرجان لباس آخر
نہایت [illegible] نوجوان [illegible] یاقوت چشم دختر کے غائب [illegible] سے ہمیشہ رہا کرتی تھی جو بادشاہ کے
قریب رہتے تھے انھوں نے آکر بات دیا لیے تب مرجان نے وزرا امرا نے کہا آپ کے قرابت [illegible]
دو بیٹے جواب دیا ہمیں ملک و مال کی کیا ضرورت ہے وارث سلطنت کا غائب ہے آجتک حال نہ کھلا کوئی دیو

یا جن میری بیٹی کو اٹھا لگیا بادشاہ کو ہر وقت یہی الم ہے ایک دن شاہ سرنگون بیٹھا ہے زوجہ بھی قصر سے نکل آئی
زن و شوہر رو رہے ہین بیٹی کا ماتم و روز بان کہ ہرکارون نے آکر عرض کی غلام آج وہ خبر لائے ہین کہ موتیون سے
ہمارے منھ بھر دیے جائین یہ جو خبر حضور نے سنی تھی کہ عمرو عیار نے آکر افراسیاب سے لڑائی ڈالی کئی سو
سردار افراسیاب کے شریک اسلام ہوے عمرو کو قید کرکے افراسیاب نے کوہ ویران پر بھیجا تھا عمرو نے
وہان بھی عیاریان کین حضور کی صاحبزادی نے بھی رہائی پائی کوئی سردار مرد دو جادو تھا اسکو ملکہ نے مارا
عمرو کی احسان مند ہوئین ناسور زنجوا اسنے لشکر اسلام کو تباہ کیا تھا ملکہ نے عین وقت پر آکر ناسور کو مارا
ملکہ حیرت کو شکست دی اب ہمراہ اسلامیان صاحبزادی حضور کی فروکش ہین افراسیاب نے جو یہ خبر سنی
ہزبر اژدر سوار کو برائے گرفتاری حضور روانہ کیا ہے یہ سنکر زن و شوہر خواجہ عمرو کو دعائین دینے لگے اور کہا
ہم بھی دل و جان سے انکے شریک ہوے ہزبر آتا ہے تو آنے دو لڑ بھڑ کر چلینگے یہ کہکر حکم دیا جسقدر لشکر موجود ہے
تیار ہو زن و شوہر تخت پر سوار ہوے ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر بیرون قلعہ آئے لشکر اترنے لگا بارگاہین استادہ
ہو رہی ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی تمام جنگل مین اندھیرا ہو گیا زن و شوہر بارگاہ مین آکے بیٹھے پردہ بارگاہ کا
اٹھا دیا ہزار ہا اژدہے قطار آتشین منھ سے چھوڑتے ہوے سامنے آکے پہونچے ایک اژدہے نے چیخ ماری
اسقدر آگ منھ سے چھوڑی کہ ایک گنبد آتشین بنکر تیار رہا تھوڑے عرصے کے بعد وہ گنبد پھٹا دیکھا ایک
تاجدار تاج پہنے ہوے کھڑا ہے و لیکن کریہ منظر خوک پیکر ہزبر اژدر سوار نے کہلا بھیجا کہ شہنشاہ نے تم دونون کو
طلب فرمایا ہے خوشی سے چلو گے تو بہتر ہو ورنہ گرفتار کرکے لیجاونگے مرجان الماس پوش نے جواب دیا کہ جا کر کہنا
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہم افراسیاب کے خراجگذار نہین ہین شام کو ہزبر نے طبل جنگی بجوایا جانبین مین
تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہزبر اژدر سوار فوج لیکر میدان کارزار مین
آیا ادھر سے لشکر مرجان کا آیا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر بیٹھے ہزبر نے میلوں کی طرف نگاہ کی
نامداران سپہ رو ہزبر کا خونریز دار گھوڑے کو چمکا کر سامنے آیا کہا حضور ابھی مشکین باندھ لاتا ہون یہ کہکر
ماران میدان مین آیا سلحشوری کرکے آواز دی میدان مین کسی کو بھیج مرجان نے ارادہ کیا کہ آپ خود
میدان مین جاؤن کہ ہوا سے سرد چلی غنچے چٹک کر گل ہوے نخل سرسبز و شاداب عندلیبان خوشنوا
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگین

اشعار

عاشق روے گلعذار ہون مین		چمن حسن پر نثار ہون مین		کشتۂ ابروے نگار ہون مین

جو ہر تیغ آبدار ہون مین
بس رہی ہی جو بوے گل تن مین
مثل طاؤس داغدار ہون مین
گل داغ جگر ہی نقش تجبہ
نور سب کی نظر مین خار ہون مین

شمع تو ہی تو مین ہون پروانہ
کسی گل کے گلے کا ہار ہون مین
آگ کی طرح دل دہکتا ہی
خلق مین جیسے زان مہار ہون مین

تو اگر گل ہی تو ہزار ہون مین
اسقدر مین ہے تن پہ گل کہا سے
از پری غیرت شرار ہون مین
عجب ہے اُس گل سے آشنائی ہی

پھر دیکھا صحراے گرد اڑی ہزارہا نازنینان مہ جبین پیدا ہوئین سب کے آگے طاؤس پر ملکہ مہار گلعذار سوار دریا مین پھولون کے غوطہ مارتے ہوے ملکہ مہار نے ساتھ والیون سے اشارہ کیا کنیزون نے پکار کر آواز دی اے مرجان ہمکو ملکہ گاگونہ نے تمھاری مدد کو بھیجا ہی یہ کہکر ملکہ مہار نے طاؤس اُڑایا افسرون نے دامن پکڑ لیا کہا حضور ایک ذلیل کے مقابلے مین آپ نہ جائین غلامان جانباز اسکو سزا دینگے مہار نے سب کو روکا کہا آپ لوگ تکلیف نہ کرین ملکہ گاگونہ کا مجپر احسان ہی ملکہ مہار چاہتی ہین کہ چلین کہ صحراے ہزارہا جادوگر بادو لبط قرقرے پر سوار پیدا ہوے ایک ساحر بعدہ اغیری اُسنے آتے ہی نعرہ کیا منم سرجوش آتشبار اے ملکہ مہار تم یہان پہونچ گئین ہم تمھاری تلاش مین نکلے ہین حکم شہنشاہ ہی تمکو خدمت شہنشاہ مین لیجائین ملکہ مہار نے مسکرا کر کہا افراسیاب یاوہ گو ہی کیا ہم اُسکے باپ کے نوکر ہین یہ سنتے ہی سرجوش لشکر مہار پر جا پڑا کنیزان زرین پوش نے بڑھکر سحر کیا سرجوش چاہتا ہی کہ اپنے کو فوج ملکہ مہار تک پہونچاؤن جب ملکہ مہار سحر کرتی ہین سرجوش ہٹاتا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی مہر افروز نے بھی اشارہ کیا کہ سب ملکر ملکہ مہار کو پکڑ لو ملکہ مہار نے جب گلدستہ مارا پھول برسے ہولے سر چلی غنچے چٹکے گل ہوے شاخون نے ہاتھ بڑھائے پتے آئینہ بن گئے مرجان الماس پوش نے اشارہ کیا اُنکا بھی لشکر آیا کہ صحراے اور ایک گرد اڑی دیکھا باغبان قدرت بصد صولت و شوکت آکر پہونچا دیکھا ملکہ مہار زخمی ہین تین لشکر آپسمین ملے ہوے ہین ہر طرف سے سحر ہو رہے ہین جب مہار نے گلدستہ مارا پھول برسنے لگے کوئی پھول مار کر آواز دی ہم گلچین گلزار حسن و جمال ہین قدمبوسی کے بڑے خیال ہین کسی نے گریبان چاک کیا بیقرار ہو کے پکارنے لگا نظم

زخم میرا نگاہ بیان درد و غم ہم کیونکر کرین
مجھسے سب امتحان بھی جو رکھ کیونکر کرین
لکھتے لکھتے ہی سیاہی حرف سے اُڑ جاتی ہی

وہ خفا جس بات سے ہو اُسکو ہم کیونکر کرین
وہ ستائین غیر کو ایسا ستم کیونکر کرین
اے [illegible] دل مضطر ستم کیونکر کرین

گر نگاہ ناز کو مشق ستم منظور ہے
دیکھ لیوے عکس رخ تو کیا نہ پھر دیکھے تو
سب دل اغیار خون ہو کر قطرہ تک آ گیا
اضطراب شوق شاید غیر اُسکے پاس ہے
ہر شب فرقت مین مرگ افسانہ خوان بغانۂ
سب کو ہوتا ہے جہان مین پاس اپنے نام کا

دشمن اپنی نرگس تربت قلم کیونکر کرین
گریہ اُسکے سامنے اے چشم نم کیونکر کرین
پھیر لی ظالم غمزہ نے شمشیر دودم کیونکر کرین
جانب چلمن نظارہ دمبدم کیونکر کرین
نام آرام آگیا خواب عدم کیونکر کرین
ہم بھی تو مومن ہین دل نذر صنم کیونکر کرین

باغبان نے آواز دی ملکۂ عالم سبحان اللہ کیا رنگین سحر ہو رہے ہین گلچین گلشن جمال سے کے اپنی جان کو ہر دم ہین باغبان رُکا پھرتا تھا جب سرجوش کے پہونچا اُسنے سحر کیا باغبان نے گیند مارا جتنے پھول گیند سے گرے اُتنے ساحرون کے سر کٹے فوج کو پامال کرتا ہوا قریب سرجوش کے پہونچ گیا اُسنے چاہا سحر سے اپنے کو بچاؤن باغبان نے مہلت نہ دی بڑے زور و شور سے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا سرجوش کے دو ٹکڑے ہوے مرنے کی جو اسکے آواز بلند ہوئی اسکے فوج والے فریاد و فریاد کرتے ہوے بھاگے ہزبر نے جب یہ معاملہ دیکھا کہ باغبان و بہار نے قیامتین برپا کر دین بہار کے سحر کا رنگ جما ہوا ہے اب ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین ہو کہ تمنا ہاے طولانی جو سحر سے ملکہ بہار کے تیار ہین جس ساحر کا اُس چمنستان مین گذر ہوتا ہے سر پہ ہاتھ رکھکر روتا ہے ہاے بہار ہاے بہار کرتا ہوا گریبان چاک کرتا ہے اس رنگ سے نجات نہین ہوئی بہار نے جب دیکھا کہ باغبان نے سرجوش کو مارا ساتھ والے اُسکے بھاگے پکار کر آواز دی اے باغبان کس طرف سرجوش کو مارا خود سر کا لشکر بھی بھاگا شاید اس سر سے آگاہ نہ تھا دفتر خودسری برہم ہوا آخر و اول جنبہ ہوا اب کیا قصہ ہے ہزار زور سوار ہمارا حصہ ہے باغبان نے کہا بسم اللہ ہمین کیا عذر ہے ایک طرف سے باغبان نے سحر کیا ملکہ بہار نے دو چار گلدستے مارے وہ باغ بجز ان اور زیادہ سرسبز و شاداب ہوا پھول برسے پھولوں نے سرکشی دکھائی موج نسیم غضب ہو گئی ہزبر نے دیکھا میرے ملازم آپس مین لڑنے لگے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو للکارا جب باپ بیٹے کو قتل کر چکا اب شرمندہ ہوا اے فرزند کہکر تلوار اپنے گلے پر پھیر لی ہزبر نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا حیران تھا کہ اب کیا کرون باغ کی بہار بڑھتی جاتی ہے جدھر جاتا ہے اُدھر گلون کا ہنسنا غنچہ لبون کا آوازے کسنا ہزار جا بنا ہے اپنے کو بچاؤن کو بچہ سحر رنگین بہار سے نکلنا دشوار ہے باغبان نے جب دیکھا کہ ملکہ بہار کے دام سحر مین ہزبر پھنسیگا سحر سے ہاتھ کھینچا رکتا پھرتا قریب ہزبر جا پہنچا

کہا اے برادر مرجان برابر ملکہ عالم نے آداب عرض کیا ہے یہ بھی کہا ہے کہ بر وقت قدمبوسی سب کیفیت بدعت
افراسیاب بیان کرینگے اتنی بات کافی ہے کہ افراسیاب نے عاشق ہو کر ہمکو قید کیا تھا بعنایت پروردگار
خواجہ نے ہمکو رہا کیا چونکہ افراسیاب سے مقابلہ درپیش ہے اسوجہ سے مین حاضر نہو سکی مرجان رونے لگا کہا
اے باغبان ہمارے فرزند سے کہدینا کہ بیٹا تمہین ہماری آس مراد ہو ہمین بھی اعتقاد مذہب مسلمانان ہوا ہم خود
فوج و لشکر لیکر آتے ہین افراسیاب کی بدعت سے خدا بچائے باغبان تو مرجان سے باتین کر رہا ہے ہنر پری
بھاگا بھاگا پھرتا ہے ملکہ مہار رنگ سحر جارہی ہین ایک چمن نایاب بنایا ہے چاہتی ہین کہ ہنر پری کو اس چمن مین
پہونچاؤن اس بھیا کو دیوانہ بناؤن کہ یکایک ایک شعلہ بھڑک گیا چمن مین آگ لگ گئی ملکہ مہار سمجھین کہ
ہنر پری نے سحر کیا قصد ہوا دوسرا گلدستہ مارون کہ اور چمنون مین بھی آگ لگ گئی آتش گل نے آگ لگا دی
غنچہ ہائے گل کے منہہ سے دھوئین نکلے عندلیبان زمزمہ سرا کے آہ کی آہ نے تاثیر دکھائی ہے نخل جلکر
خاک ہوا چمنہائے طلائی کا قصہ پاک ہوا ہر سمت شعلہ آتش بلند ہوئے ملکہ مہار بنگاہ حیرت دیکھ رہی
ہین حیران ہین کہ ہمارا سحر الٹا کیون ہو گیا تھوڑے ہی عرصے مین سب چمن جلکر خاک ہوئے ہنر پری اپنی فوج
لیکر طرف دامن صحرا کے بھاگا مہار کو اور زیادہ پریشانی ہوئی مگر کچھ زبان سے کہہ نہین سکتین ایک گوشے مین
آکر ٹھہرین تین کنیزین پشت پر مگس پرانی کر رہی تھین ملکہ مثل آئینہ حیران بصورت زلف پریشان کنیزین
بھی حیران حیران دیکھ رہی ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے یکایک ایک ہوا چلی تینون کنیزین لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوگئین
بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوئین ملکہ مہار کو اس مقام پر نہ پایا کنیزین رونے لگین دوڑی ہوئین قریب
باغبان کے آئین کہا اے وزیر اعظم و دستور معظم اول تو چند شعلے آگ کے گرے چمن جل گئے پھر ایک ہوا کا جھونکا
چلا ہم بیہوش ہوئے پھر جو آنکھ کھلی ملکہ مہار کو نہ پایا باغبان گھبرایا ہوا اس مقام پر آیا سحر کرکے دستک دی
کچھ نشان نہ ملا اب تو باغبان ناچار اسی مقام پر آیا تریشام مرجان کو بلایا کہا اے برادر مقام تعجب ہے کہ ملکہ کا پتہ
نہین ملتا مرجان نے کہا اے باغبان میری عقل مین کوئی دیان دشمن نہین باغبان نے کہا مین یہان سے
کیونکر جاؤن جا کر ملکہ تہرخ سے کیا کہون معلوم نہین نیکی ہے یا بدی مرجان کو بھی بڑا تردد ہے مرجان نے کہا اگر حریف
پر گمان کرین ایک کو آپ نے مارا ایک شکست فاش کھا کر بھاگا ملکہ نے سحر کامل کیے اسکو کیا لیاقت تھی
کہ انکو لیجاتا مقابلے مین نہ ٹھہر سکا بڑی مشکل کی بات ہے مین ایک عرضی خواجہ کو لکھتا ہون وہ ارسطو فطرت
آکر پتہ لگا دینگے اگر شاید افراسیاب کا گذر ہوتا اسکو کسکا خوف تھا ظاہر ہو کر سحر کرتا میری کیا حقیقت تھی

کرین اُس سے مقابلہ کرسکتا عرضی لکھکر ایک ساحر کو دی کہا یہ کاغذ جاکر ہاتھ مین خواجہ کے دینا باغبان مرجان
اُسی مقام پر اُتر پڑے کنیزان مہار روتی پھرتی ہین باغبان کبھی گھبرا کے صحرا مین جاتا ہی چہار جانب پتہ لگاتا
ہی کہین پتہ نہین ملتا تلاش مہار مین غنچۂ آرزو نہین کھلتا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ مین بیٹھی ہین جملہ سردار
بارگاہ مین جمع ہین خواجہ عمرو و برق وچالاک ملکہ گلگونہ کی تعریفین کر رہے ہین گلگونہ فرماتی ہین ہماری
شرکت کا لطف تلاش لوح مین کام آئیگا کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک ساحر عرضی باغبان
کی لیکر آیا ہی عمرو نے پریشان ہو کر کہا خدا خیر کرے جلد بلاؤ لڑائی مین کچھ فتور ہوا وہ ساحر اندر آیا دعا و ثنا
بادشاہی بجا لایا عرضی خواجہ کو دی خواجہ نے عرضی بآواز بلند پڑھی سب نے سنا کہ مہار غائب ہوگئین گل سے
چہرے کمھلا گئے خواجہ عمرو یہ کہکر اُٹھے کہ برق چلو شاید کوئی شخص ملکہ مہار کو اُٹھا لیگیا خواجہ عمرو و برق
چلے پھرتے پھراتے لشکر مین باغبان کے آئے خواجہ نے کہا ای برق تم جاکر لشکر مین ہزبر کے پتہ لگاؤ
برق بھاگا لشکر مین ہزبر کے آیا جابجا پوچھتا پھرتا ہی سب لوگ کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے برق پہر رات
تک سارے لشکر مین پھرا کچھ مہار کا پتہ نہ پایا کنارے لشکر ہزبر کے ایک نخل تھا اُسکے سائے مین
آکے بیٹھا اس سوچ مین کہ ای برق اب کہان جاؤن دو پہر رات سے شب تجاوز کرچکی تھی کہ پہلوے کوہ
سے ایک مختصر سا لکۂ ابر اُٹھا وہ ابر بلند ہوا لشکر ہزبر کے محیط ہوگیا رعد گرجا برق چمکی موسلا دھار پانی برسنے لگا
برق اُسی نخل کی آڑ مین پڑا رہا دو پہر پانی برسا صبح کو برق نے دیکھا کہ لشکر ہزبر نامدار و پچیس تیس ہزار کا لشکر
بھی غائب ہوگیا مگر خیمے اسباب جابجا پڑا ہی خیمون کے اُکھڑنے کا نشان پایا جاتا ہی تمام جنگل مین تلاش کیا
مگر کہین پتہ نہ ملا آخر خدمت مین خواجہ کی آیا تمام کیفیت بیان کی خواجہ بھی حیران ہوگئے باغبان نے
کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر زبردست اس حوالی مین رہتا ہی اسکا یہ شعبدہ ہی خواجہ نے کہا مین
خود جاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو و برق روانہ ہوے اُسی صحرا مین آکے پہونچے خواجہ نے کہا ایک طرف مین
جاتا ہون برق ایک جانب روانہ ہوا تین چار کوس راستہ طے کیا تھا کہ دور سے ایک باغ معلوم ہوا دیکھا اُسکے
دروازے پر کچھ چوبدار حاجب دربان بیٹھے ہین برق ایک مسافر کی شکل بنکر قریب اُنکے آیا بیٹھکر حقہ پینے لگا
کہتا جاتا ہی آج کی منزل سخت ہی بڑے بڑے پہاڑ سے راستہ پہاڑ ہوگیا کیون صاحب یہ باغ کن صاحب کا
ہی ملازمون نے کہا ملک آزاد عجائب نگار ہمارے شاہ کا نام ہی یہ باغ سیرگاہ ہی یہان سے بارہ
کوس پر قلعہ ہی اُسکو بھی عجائب نگار کہتے ہین یہان واسطے سیر کے تشریف لاتے ہین برق یہ حال دریافت کرکے

اُسی جنگل میں پہونچ گیا شام کو پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا باغ میں آ کر ایک چمن میں چھپ رہا دیکھا ملازموں نے روشنی کی چبوترے پر فرش بچھا اسباب عیش و نشاط رکھا پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چمکی تخت پر ایک جادوگر اپنے کو آراستہ کیے ہوے چند خادم ساتھ تخت آ کر اُترا مسند پر بیٹھا مگر ملول و حزین خادموں نے عرض کی کہ گانون کو بلائیں اُس تاجدار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یارو کیا پوچھتے ہو دل قابو میں نہیں بقول شاعر نظم

ہستی سے میرا نام و نشان تک مٹا دیا — خوش ہو گئے جو خاک میں مجھکو ملا دیا

کیا جانے تمنے کونسا فقرہ سنا دیا — سوتے ہوے کو خواب لحد سے جگا دیا

خط کا فروغ گالون سے گالونسے خط کا حسن — ہالے کو چاند چاند کو ہالہ بنا دیا

کہتا ہو شکلے میرا پیام طلب وہ شوخ — کیون آئین کچھ کسیکا ہی جینے لیا دیا

پہلو میں وہی جگہ نہ کبھی دل کی شکل سے — جب پاس آ کے بیٹھ گیا میں اٹھا دیا

فرقت میں تھا قیامت کبرا کا سامنا — نالون سے خفتگان لحد کو جگا دیا

اللہ ری حرارت سوز فراق یار — ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا

خدمتگارون نے عرض کی حضور سنا ہے بیٹھے آپکو حضرت دام عشق میں پھنسا یا عیش و آرام تلخ ہوا شیرین ادا کا نام عرض کرتی تھی کہ سرکار کو بے ہما سے چین نہ پڑتا تھا اب کئی دن سے کیون نہیں یاد فرمایا سرکار صبر کریں جو اپنے کو نہ مانے اُسپر کیون جان دیں آزاد نے کہا یارو میں کیا کرون دل پر اختیار نہیں شیرین ادا کا نام جو برق نے سنا دیکھا چمن میں ایک نازنین بنی ٹھنی بیٹھی ہو سازندے بھی گرد ہیں عقل سے سمجھا کہ شیرین ادا یہی ہو ایک کنیز کی شکل بنکر دیوار باغ سے لپٹا ہوا قریب چمن کے پہونچا شیرین ادا نے کہا تم کہان سے آئی ہو کیون شگوفہ مزاج کیسا ہی برق نے کہا آپ کی عنایت ہی یہ کہکر برق بیٹھ گیا کہا کیون شیرین ادا کی دن تک کیون نہیں ملا یا شیرین ادا تو قوم کی ڈومنی ہو مٹکنے لگی کہا لو ایک چہیتی کو لائے ہیں وہ انکے نام پر جوتی بھی نہیں مارتی برق نے کہا وہ کون ہو کہا بڑے خاندان کی ہو بی حیرت کی بہن شہنشاہ حیات کی بیٹی اب یہ مرتبہ ملا ہی آرزو کہا بادشاہ لشکر اسلام سعد پر فدا ہوا اسپر عاشق ہوے اسوجہ سے انکو اور زیادہ نخرہ ہوا ہی یا شگوفہ ہا تو مجھپر ڈورے ڈالتے تھے میں نے منھ نہیں لگایا جبدن سے اُس چربی کی پتلی کو لائے ہیں مجھپر نگاہ نہیں ڈالتے ہیں سے کبھی بولو گا اُٹھا کر نہیں دیکھا برق نے کہا ذرا اور انکا رے چلتے ایک بات

رانی کی کو تھی شیرین ادا کو اٹھا لیجا کر برق نے بیہوش کیا شیرین ادا کی صورت بنکر سازندوں سے کہا ساز تو درست کرو دیکھیں تو شہنشاہ کیا کرتے ہیں ہر چند کہ اپنے غم و الم میں ہیں دیکھیں ہمارا بھی کچھ خیال ہی کہ نہیں اپنے کو آراستہ کرکے برق سامنے آزاد عجائب نگار کے آیا حجاب کر سلام کیا آزاد سے آنکھ ملی منہ چڑھا دیا آزاد ہنس پڑا کہا بی شیرین ادا آؤ کیسا مزاج تھا برق نے کہا حضور ہمارا فراج کیا پوچھنا حضور اپنی کیفیت بیان کریں معشوق راضی ہوئی کہ نہیں آزاد عجائب نگار نے کہا ای شیرین ادا کیا کہوں دل کا یہ مین نظم

مانے نما سے منع تپشا سے دل کرون	مین غیر تو نہین کہ تماشا سے دل کرون
ہر جان بھی جا کے کچھ تو مداوا سے دل کرون	کب تک مین دل پہ ہاتھ دھرے ہاے دل کرون
سو طرح کے زیان ہین رہنے مین اسکے گر	دشمن بھی مفت لے تو مین سودا سے دل کرون
چھٹتا ہی جیسے جی کوئی زنجیر زلف سے	دیوانہ ہون کہ چارہ سودا سے دل کرون
ہیں ہم ہرزہ گردیوں سے پاؤں گھس گئے	کیا ذکر جوشش حوصلہ فرسا سے دل کرون
کہتا ہون درد دل تو وہ کہتے ہین مجھکو کیا	مین کیا طبیب ہون کہ مداوا سے دل کرون
اس بت کو ترک دین سے نہین مومن اعتماد	کیونکر نہ مین شکایت اغوا سے دل کرون

برق نے کہا ای شہنشاہ آپ کو دیوان یاد ہین ایک گھنٹہ بھر کے لیے مجھکو انکو تنہا کر دیجیے مین انکے دل کا حال دریافت کرون اگر نہ راضی کر دون تو شیرین ادا نہ کہیے گا مین نے جو انکے تیور دیکھے اس سے صاف ثابت ہی کہ وہ خود آپ کو چاہتی ہین کسی آپ کی بدعت سے انکو نفرت ہوئی ہی آزاد نے خوش ہو کر کہا اچھا شیرین ادا جاؤ اگر تم اسکو راضی کر کے میرے پہلو مین بٹھا دو تو شیرین ادا جو مانگو گی دونگا شیرین ادا نے کہا واری مین ابھی جاتی ہون آپ نے تو کئی دن سے شراب بھی نہین پی آپ کو اسکے ہاتھ سے شراب پلواؤنگی آزاد نے کہا جاؤ بارہ دری مین پنجرہ رکھا ہی برق فرنگی تڑپکر چلا آزاد نے کہا ای شیرین ادا یہ بھی کہنا کہ شہنشاہ فرماتے ہین ملک و مال کا تمکو اختیار ہی جسطرح چاہو انتظام کرو مین راسخ الاعتقاد ہون تمہارا قد کا عاشق موسوم بہ آزاد ہون جو وعدہ کر آؤ گی آنکھون سے بجا لاونگا برق بھیسکر بارہ دری مین آیا دیکھا بہار قفس مین بند رنگ رو متغیر سرنگون زبان مین سوزن مثل طائر گرفتار قفس مین پھڑک رہی ہی برق نے اگر سلام کیا کہ ملکہ عالم تجھے پہچانا بہار نے کچھ جواب نہ دیا برق نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کا تابعدار ہون مین ہون مسخر برق نام برق سنتے ہی ملکہ بہار شگفتہ ہو گئین

کہا اے برق کیونکر یہان پہنچے برق نے کہا آپ کے واسطے بشکل مین سب بہتر ار مین استاد بھی اُسے ہی مین پہنچ گیا
استاد فکر مین ہونگے جبتک وہ آئین مین آپ کو لیے چلتا ہون چونکہ بہار کی زبان مین سوزن ہے اشارون
مین کلام کر رہی ہین میان آزاد نے کہا مین تو چھپ کر سنون کہ شیرین ادا سے کیا باتین ہو رہی ہین یہ کہکر
اُٹھا گوشے مین چھپکر سننے لگا میان برق نے کہا اے ملکہ عالم ایک جام اپنے ہاتھ سے پلانا پڑیگا اتنا فقط کہا
کہ تمھاری بدعت سے مین نے انکار کیا بہار نے کہا یہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا وقائع نگار حالات طلسم ہوشربا
لکھ رہے ہین مصنف صاحب میان قمر قلم اٹھائے ہر وقت اسی فکر مین رہتے ہین کہ کوئی مضمون عالی ملے کتاب مین
درج کرون اگر خدانخواستہ بادشاہ جہاہ کے ملاحظے سے گذرا تو کیا فرمائینگے بہار نے اپنی زبان سے کہا کیسی بدنامی
کی بات ہے برائے خدا بھیا مجھکو بدنامی سے بچا لو ادھر میری زبان سے سوزن نکلا اور مین نے اسکو ٹنکے چھنوا دیے
یہ سب باتین آزاد سن رہا ہے یہ بھی سن لیا کہ یہ برق فرنگی عیار ہے بڑے رہائی ملکہ بہار آیا ہے گوشی طرح آکے
مسند پر بیٹھ رہا خدمتگارون سے کہا ہے یارو ان عیارون کے کیا کہنے ہین کس مقام پر خوف نہین کرتے کہ برق
بہار کو سمجھا کے خوشی خوشی چلے آتے ہین کہ اب اسکو قتل کر دونگا مال سبھی لوٹونگا استاد کو ابھی تک میان کا
پتہ بھی نہین ملا اب جو برق نے آزاد کے تیور دیکھے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہے خدا خیر کرے آزاد نے پوچھا
کہو کیا شیرین ادا کیا گذری برق نے ڈرتے ڈرتے کہا حضور جو مین کہتی تھی وہی ہوا آزاد نے جھلا کر کہا منہ
آزاد عجائب نگار ہمکو قتل کرنے تم زندہ بچکر جاؤ گے برق اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور اسوقت آپ کا مزاج
برہم ہے مین پھر حاضر ہونگی چاہتا ہے چبوترے سے اُترے کہ آزاد نے ایک دوہتڑ مارا گیر کی آواز دی برق کے
پانون زمین نے پکڑ لیے ہر چند برق ہان ہان کرتا ہے آزاد نے ایک شعلہ چمکایا منہہ پر کا رنگ و روغن عیاری کا
اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی حکم دیا قفس آہنی منگوا کر برق کو بند کیا بہار مشتاق بیٹھی تھین کہ اب برق فرنگی
ہمارا قفس منگوا لیگا رہائی پائینگے کہ دیکھا چند خدمتگار قفس برق لیے ہوے آتے ہین ملکہ بہار کے ہوش اُڑ گئے
پوچھا اے برق خیر تو ہے یہ کیا ہوا برق نے کہا اے ملکہ عالم ہم بھی قید ہوے معلوم ہوتا ہے ہم جو آپ سے باتین
کرنے آئے اُسنے سن لیا میان سے جب مین گیا تو تیور بدلے پائے آخر اُسنے گرفتار کیا بے استاد کے کچھ نہوگا آزاد
نے یہان وزرا سے صلاح کی ان عیارون سے شہنشاہ عاجز ہو رہے ہین مین نامہ لکھ بھیجون کہ مین نے برق کو
گرفتار کیا شہنشاہ خوش ہو جائینگے مقدمہ بہار کا چھپانا واجب ہے سن پائینگے تو آکر بہار کو لیجائینگے سب نے کہا
بہت بہتر اُسی وقت آزاد نے ایک عرضی بخدمت افراسیاب لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ ساحران مین نے

برق فرنگی کو گرفتار کیا قتل کرنا مناسب نہ جانا اگر حکم ہو زندہ بھیجوں یا سر روانہ کروں ایک جادوگر اسفل جادو نامے
اس سے کہا تم سیدھے طرف باغ سیب کے جاؤ ہاتھ میں افراسیاب کے یہ نامہ دینا فوراً جواب بھی لینا
اسفل نامہ لیکر چلا خواجہ عمرو ایک صحرا میں مارے مارے پھر رہے ہیں دل سے کہتے ہیں نہیں معلوم بھورے پے
کیا گذری خدانخواستہ کسی بلا میں پھنسا وہ تو اسم بامسمیٰ ہے جھٹ پٹ عیاری کرتا ہے اگر چل گئی تو حریف کو مارا کہ دیکھا
ایک جادوگر آسمان پر اڑتا ہوا آتا ہے خواجہ نے ایک ساحر کی صورت بنکر پکار کر آواز دی بھائی جانے والے
ذرا یہاں آؤ دھوپ گرمی پڑ رہی ہے ایسا نہو کہ لو نہ لگ جائے ابھی کئی آدمی اسی آفت میں مبتلا ہو چکے ہیں
ذرا ٹھہر جاؤ ہم تم باتیں کرینگے اسفل اتر آیا خواجہ نے کہا بھائی بہ شدت گرمی اور اسطرح نکلنا تمکو اپنی جان کا کچھ
خیال نہیں اسفل نے کہا ای برادر نوکری کے مقدمے میں کچھ بن نہیں پڑتا ایک کاغذ خدمت میں شاہ کی لیے
جاتا ہوں عمرو نے کہا کون شاہ کہا افراسیاب جادو ایک خوشخبری لیے جاتا ہوں یقین ہے اسکو طلب کریں عمرو نے
کہا کس مقام سے آتے ہو کہا قلعۂ عجائب نگار سے برق فرنگی عیار پکڑا گیا ہے عمرو کا دل ٹکڑے ہو گیا حیران تھا
کہ کیا کروں میں تو کہتا ہی تھا کہ وہ تڑپ کے جا پڑیگا خواہ مخواہ بڑے ہی جلدی میں پکڑا گیا اسفل نے
کہا دوسری بات یہ ہے کہ ملکہ بہار کو ہمارے آقا نے گرفتار کیا ہے اسپر عاشق ہیں عمرو نے کہا تمھاری باتوں سے
معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی ملکہ بہار پر مائل ہو اسفل نے سر جھکا لیا کہا نہیں بھائی ذرہ کیا آفتاب سے آنکھ ملا سکتا ہے
سن اے تم خوب سمجھا ہم یہ حال سنکر خواجہ نے اسفل کو باتوں میں لگایا گلوری کھلا کر بیہوش کیا نامہ نکال لیا
اسکی پشت پر طرف سے افراسیاب کے جواب لکھا کہ ای خیر خواہ بادولت تمنے بڑا کام کیا کہ برق کو گرفتار کیا
یہ وہ بلائے روزگار ہے کہ اسپر کوئی ہاتھ ڈال سکتا ہے اسی اسفل کی معرفت برق کو بادولت کے پاس روانہ کرو
اسفل کو دہن درہ کوہ میں ڈالدیا اسی کی شکل بنکر طرف عجائب نگار کے روانہ ہوئے اسفل میاں پڑا تھا
کچھ گھسیارے گھاس چھیلنے آئے انھوں نے اسفل کو ہوشیار کیا اسفل کی جو آنکھ کھلی نامے کو اپنے پاس نہ پایا
کمر میں چاندی کی کردھنی تھی انگوٹھیاں چھلے سب چیزیں خواجہ لیگئے زیر جامہ بھی بمشکل چھوڑا اسفل بیٹھکر رونے لگا
قضائے کار صرصر شمشیر زن پھرتی ہوئی اسطرف آنکلی دیکھا ایک جادوگر بیٹھا ہوا رو رہا ہے صرصر نے آکر پوچھا
کیوں اے شخص کیا ہوا اُسنے سب حال رو رو کر بیان کیا کہ میں نامہ لیے ہوئے جاتا تھا یہاں ایک ٹھگ ملا
اُسنے بیہوش کرکے سب اسباب میرا لے لیا اب برہنہ کیونکر جاؤں صرصر نے جو حال برق و بہار سنا سوچی کہ
افراسیاب پامال کردیگا بہار پر جان دیتا ہے آج تک دل سے اُسکے بہار کی محبت نہیں گئی صرصر نے کہا

ار سے عمرو عیار تجھے معلوم ہوتا ہے وہ تیری صورت بنکر پہونچا ہوگا صرصر نے کہا میرے ساتھ چلو جسقدر تیر امال گیا ہے اُسکا دونا دلوا دونگی ایک تخت سحر تیار کرو سحر کرتے ہوئے باغ سیب میں پہونچو شہنشاہ اپنے ساتھ تمکو لیجائینگے اسفل نے اُسی وقت شاخسار نخل کا میں تخت تیار کیا دونون سوار ہوئے چاہتے ہیں کہ تخت کو اُڑا کر چلیں قضائے کار چالاک بن عمرو تلاش میں خواجہ کی نکلا تھا دور سے دیکھا صرصر اور ایک جادوگر تخت سحر پر سوار ہو کر تخت کو اُڑایا چاہتے ہیں چالاک بہ تعجیل صبا رفتار بنلا کمین دو پٹے سے ملتا ہے اور یہ ہی کہ آنکھیں چھپاؤں یار آنکھیں تہونے پائیں وہیں سے پکارا اُستانی کہاں جاتی ہو صرصر نے جو صبا رفتار کو دیکھا سوچی اس سے کہوں کہ تو جا کر ملکہ حیرت سے اطلاع کر ادھر سے افراسیاب پہونچے اُدھر سے حیرت بھی آجائیں سار بان زادہ گرفتار ہو تخت ٹھہرا لیا چالاک نے کہا اُستانی صاحب کہاں جاتی ہو صرصر نے سب حال بیان کیا کہ عمرو بشکل اسفل برائے رہائی مہیار و برق گیا ہے میں جا کر شہنشاہ کو بھیجوں تم جا کر ملکہ حیرت سے اطلاع کرو بہت خوب کہکر چالاک پیچھے ہٹا اسفل نے تخت اُڑایا باغ سیب میں افراسیاب بیٹھا تھا کہ اسفل اور صرصر آکر پہونچے صرصر نے سلام کیا تمام کیفیت افراسیاب سے بیان کی افراسیاب نے اسفل کو انعام دیا کہا اب مجھکو معلوم ہو گیا تم عقب سے آنا میں اپنے کو جلد پہونچاتا ہوں یہ کہکر افراسیاب بلند ہوا ہوا کاٹتا ہوا چلا یہاں آزاد منتظر بیٹھا ہے کہ اسفل نقلی آکے پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور شہنشاہ آپ سے نہیت راضی ہوئے کہ آپ نے ایسے مکار کو گرفتار کر لیا فوراً برق کو قتل کرینگے ناے کو پڑھکر آزاد نے نفس مہیار و برق کو اپنے مہیار کے جلانے کو کہا اب یہ تمہارا مددگار بخدمت افراسیاب جاتا ہے عمرو جلدی کر رہا ہے کہ برق کا بیچانا تو ممکن ہے مہیار کو بھی تو رہا کروں کہا اے شہنشاہ غلام نے لاکھوں روپیہ حضور کے گھر سے پیدا کیا سب گو تون کو کھلایا حضور نہیں دیکھتے کچھ آیا یا نہیں آج میان آن درازخان سے ملاقات ہوئی تھی وہ تین تین گز کی تانین لیتے ہیں میں نے بارہ گز کی تان لی وہ تو بڑی تعریفیں کرتے تھے مہیار سے بھی اشارے کرتے ہیں برق تو دیکھتے ہی پہچان گیا افسوس کر رہا ہے کہ اب یہ گا کے بجا کے سب کو بیہوش کرینگے ہمکو طعن و تشنیع دینگے فرمائینگے برق کو کچھ نہیں آتا آزاد سے کہدو کہ یہ عمرو عیار ہے گرفتار ہو جائیں مگر لعین کھا ہر مائے گوروں کے کھال گرا دینگے یہ باتیں چالاک ہی کو زیب دیتی ہیں لیکن خواجہ عمرو نے تنگنا کے سامنے آزاد کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

سرگین آنکھوں سے تم نامہ لگاتے کیوں ہو		خاک میں نام کر دشمن سے ملاتے کیوں ہو

گرم جولان مرے مدفن پہ تم آتے کیون ہو — اپنے دل سوختہ کی خاک اُڑاتے کیون ہو
شعلہ ہاے تپ دل آگ لگاتے کیون ہو — گر ہو دلسوز مرے مجھکو جلاتے کیون ہو
کون سے سوختہ اختر کا خیال آتا ہی — سر بہ جیب دیتے ہو تم اشک بہاتے کیون ہو
بار گردن تو نہین تیغ ستمگار آخر — جان نثار و سر مشتاق جھکاتے کیون ہو
جن سے منظور وفا ہی ہو جفا بھی اُنپر — مجھسے کچھ کام نہین ہی تو ستاتے کیون ہو
آسنے کیا غیر کو دزدیدہ نظر سے جھانکا — رخنہ ہاے در یار آنکھ چراتے کیون ہو
دم قدم سے ہی لگا جان نکل جائیگی — دیکھو سینے سے مرے پاؤن اُٹھاتے کیون ہو
کھل گیا عشق صنم طرز سخن سے مومن — اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیون ہو

اس رنگ مین عمرو نے یہ غزل گائی آزاد زخ چوٹ کھائے ہوے تھا آنکھون سے اشک حسرت جاری کہ رہا ہی کہ ای اسفل جادو تنے تو آج دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم دائم سے بھر دیا حقیقت مین تم کامل ہو عمرو نے قصد کیا کہ شراب کا ذکر کرون زمین کانپی خواجہ پیچھے ہٹے زمین سے افراسیاب نے سر نکالا آواز دی او سار بان زادے کہان جاتا ہی عمرو بھاگا افراسیاب دوڑا عمرو نے چاہا جست کرون افراسیاب نے اشارہ کیا زمین نے پاؤن تھام لیے پلٹ کر افراسیاب نے جو مہار کو قفس مین دیکھا دل بیتاب ہو گیا کہا کیون او نمک حرام تو نے برق کا حال لکھا تھا اور مہار کی اطلاع نہ کی آزاد نے سر جھکا لیا جب افراسیاب نے کئی مرتبہ کہا اور اسنے کچھ جواب نہ دیا اب مہار کی جانب متوجہ ہوا کہا کیون ای شہنشاہ حسن و خوبی وای سرو خرامان باغ محبوبی ہماری الفت کا یہ انجام ہوا کہ ہمارے خراجگزار نے تمکو قفس مین قید کیا یہ سب تمہارے خراجگزار ہین مناسب یہ ہی کہ ہمارے ساتھ چلو حیرت کی کیا مجال ہی کہ تمسے سرکشی کرے آخر مسلمانون کا کبتک ساتھ دوگی میرے خراجگزارون سے کہانتک لڑوگی اٹھارہ سو ملک کا مالک ہون عمرو کو بھی گرفتار کر لیا اب کیا مین انھین زندہ چھوڑونگا خواجہ ہاتھ باندھے کھڑے ہین کہ رہے ہین مین تو غلام ہون یہی چاہتا تھا کہ زیر قدم اقدس پہونچون گرفتار ہو گیا مجھے آپ سے وہی خصوصیت ہی مجھے حکم ہو مین مہار کو راضی کرون کہا کرتی تھین کہ شہنشاہ مجھکو بلا کر لیجائین مین چلی جاؤن آج مراد پوری ہوئی آزاد کے کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین جیبین کہتا ہی مدعا ہے دلی حاصل نہوا اب یہ مہار کو لیجائیگا جوش عشق مین بول اُٹھا ای شہنشاہ مین نے مہار کو اسواسطے چھپا کر رکھا تھا کہ تنہائی مین لیکر حاضر ہونگا افراسیاب نے کہا تجھکو کچھ خیال نہ آیا یہ اہتمام تھا کہ مہار پر دست انداز ہو جسدن خبر پا جاتا قیامت برپا کرتا

آزاد کو کچھ بن نہین پڑتا کہ چمنستان سے تالیان بجانے کی آواز آئی کوئی سجادی آواز کا آدمی کہتا ہی سامری
جمشید کا گار ہا ہی لپٹ کر افراسیاب نے جو دیکھا مرشدزادے میان مصور بند قبا کھلے تاج و حلہ کا ہوتا لیان
بجا بجا کے کہتے چلے آتے ہین نانا جان دادا جان تمھارے صدقے ایسے ہوتے تو خدائی کیونکر کرتے پوتے
دوہتے کے افسر مغرور ہو خود سر افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا کہا کیون مرشدزادے خیر تو ہی کہا ای شہنشاہ مین پڑا سوتا
تھا دادا جان تشریف لائے کہا ای فرزند جلد جاؤ عمرو و برق پکڑے گئے بہار کے واسطے افراسیاب بیقرار ہی
وہ ہمارا بندۂ خاص یہ بندی باختصاص دل پر بہار کے پردہ پڑ گیا ہی اسوجہ سے افراسیاب سے انکار کرتی
ہی تم جاکر وہ پردۂ حجاب اُٹھا دو بہار خود افراسیاب پر عاشق ہو جائے مین نے پوچھا پردہ کیونکر اُٹھا دون
دل کو بہار کے روشن کرون فرمایا ایک جام شراب اپنے ہاتھ سے ہمارا القاب پڑھکر پلا دو جو اسوقت شراب پیے گا
نام سامری و جمشید لیگا سو برس عمر بڑھ جائیگی سب خدمتگار بھی بیٹھ گئے مصور چونکہ نبیرۂ سامری ہی سب اسکی
کو رہے ہین قدرت اپنے فرزند کے خواب مین آئے مرشدزادے ایک جام ہمکو بھی پلا دیجے کہ عمر بھر دعا دینگے مصور
نے کہا پتیلا اُٹھا کے لاؤ مین القاب دادا جان کا پڑھ دون آزاد نے اشارہ کیا ملازم پتیلا اُٹھا کے لائے مصور
نے اُس پتیلے پر القاب سامری پڑھا افراسیاب کہ رہا ہی فصاحت و بلاغت تو دیکھو سب مرشدزادے کو بیوقوف
جانتے تھے آج لیاقت ظاہر ہوئی مصور نے جام بھر اکہا پہلے مین اپنے شہنشاہ کو پلاؤن جنکی زندگی سے ہماری
آبرو ہی یہ کہکر دو تین سمجھ گا سے کہا شہنشاہ ایک سانس مین جام پیجیے گا آپ کو دو جام پلاؤنگا یہ کہکر افراسیاب
کو جام دیا دوسرا جام بھرا کہا میان آزاد تم اسوقت مغضوب درگاہ شہنشاہی ہو دادا جان نے تمھارا بھی نام لیا تھا
لو تمھاری بھی سو برس کی عمر بڑھی آج دادا جان خواب مین آئے سب کو راضی کر ولنگا خدمتگار بھی نہ باقی رہین
قدرت کے نزدیک سب برابر ہین خادمون سے اشارہ کیا بجاؤ یہ آج خوشی کا دن ہی جس باغ مین خزان تھی
اُسمین بہار آئی بعد مدت عاشق و معشوق ملینگے وہ کون نادان ہین کہ بہار کو باغی بتاتے تھے خادم جام بھر بھر
کے پینے لگے بعضون نے لگاو بجاکے دو دو جام پیے اپنے دل مین کہتے ہین دو سو برس عمر بڑھی بعض کہتے ہین
ہمے گھڑے کی چڑھی افراسیاب بیٹھے بیٹھے طرف آزاد کے متوجہ ہوا کہا او نمک حرام کچھ تجکو ہمارا خیال نہ آیا آزاد
نے کہا کیا دمبدم کہتا ہی ہم نہ جانتے ہین آخر بہار کی شادی کسی کے ساتھ کرتے ہم مین کیا برائی ہی عمرو و برق دیکھ
رہے ہین افراسیاب تیغ تیز کھینچ کر اُٹھا آزاد نے کہا کیا مین تجھے دیتا ہون یہ کہکر آزاد بھی اُٹھا مصور نے کہا ای
افراسیاب اسبے ادب کو لینا بیٹھ نہ پائے آزاد سے کہا دیتا نہین دو وزن جلیلا کے اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی

دونوں لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے خدمتگار لینا لینا کہکر اُٹھے سب بر لب فرش فرش ہوے مصور نقلی نے
نعرہ کیا نعرہ چالاک عیاری مست آنم چست و چالاک ٭ چشم دشمن اندازم کف خاک ٭ نیابد باد گرد تیز گامم ٭
خلیفہ او لم چالاک نامم ٭ اول زبان سے ملکہ بہار کی سوزن نکالا برق کو قفس سے رہا کیا خواجہ عمرو کہ سحر میں
افراسیاب کے پھنسے تھے بہار نے سحر اُتارا چھوٹتے ہی عمرو نے تاج افراسیاب لیا بہار نے کہا خواجہ
خدا کے واسطے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہوجائے عمرو نے آزاد کی لکی کتری کرلی تاج اُتار لیا تنگ خاقان کو
برہنہ کیا سر کاٹ ڈالا بہار نے کہا خواجہ اب بھاگو ایسا نہو کوئی آفت برپا ہو خواجہ و چالاک و برق ایک طرف
بھاگے ملکہ بہار نے پر پرواز پیدا کیے جھوکا ہوا کا چلا یہ لوگ تو بخیر و عافیت نکل گئے ماہیان زرد پوش
پردۂ ظلمات میں بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے کہا میرا دل گھبراتا ہے معلوم ہوتا ہے میرے بچے پر کوئی آفت آئی نقشہ اُٹھا کے
دیکھا منہ پیٹ لیا پر پرواز پیدا کرکے چلی اُس مقام پر آئی جہاں افراسیاب بیہوش پڑا تھا زمین پر اُتری افراسیاب
کو ہوشیار کیا کہا ارے یہ کیا ہوا افراسیاب نے لاشہ آزاد کا دیکھا کہا اس حیا کی ذات سے سامان فساد
برپا ہوا بہار کو اسنے قید کیا عیاروں نے مار باندھ دیا عمرو بھی گرفتار ہوا تھا چالاک مصور بنکر آیا عیاری
کر گیا اس نمک حرام کو قتل کیا بڑا کام کیا میں ابھی جاکر سب کے سر لاتا ہوں قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا آج ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا چاہا پر پرواز پیدا کرکے جاؤں ماہیان نے دامن پکڑ لیا کہا اسنے کچھ دیوانہ ہوا ہے نہیں معلوم
کس آفت میں پھنس جائے لاکھ لاکھ افراسیاب نے چاہا کہ جاؤں ماہیان نے دامن نہ چھوڑا افراسیاب
تڑپ کر رہگیا ماہیان نے اپنے ساتھ لیا طرف پردۂ ظلمات کے چلی ان کا ذکر تحریر ہوگا ملکہ بہار قلعہ مرجان
پر آئیں باغبان قدرت واسطے بہار کے بہت پریشان ہو رہا تھا سب حال پوچھا بہار نے سب کیفیت
بیان کی خواجہ و برق و چالاک بھی آئے مرجان سے کہا اب آپ قلعے کو چھوڑیے ورنہ افراسیاب پھر
فوج روانہ کریگا یہاں رہنا اچھا نہیں اسی وقت مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم زن و شوہر
چالیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر باغبان و بہار کے ہمراہ ہوے باغبان و بہار و مرجان الماس پوش
و ملکہ الماس یاقوت چشم طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی ساتھ ہیں لیکن ہزبر
جو باغبان و بہار کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا تھا صحرا میں فروکش ہے ساتھ والوں سے کہہ رہا ہے کہ خدمت
شہنشاہ میں کیا منہ لیکر جاؤں فرمائینگے قلعہ مرجان کو تباہ نہ کیا زن و شوہر کو قید کرکے نہ لائے اب میں
کیا تدبیر کروں جس پچیس ہزار جادوگر بھی اسکے ساتھ ہیں ایک دن اسنے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی کچھ جھلکے

قزادل جادوگر ہزارون باز و لبطو قرقرون پر سوار ساتھ ایک تاجدار کے شکار کھیلتے چلے آتے ہین وہ تاجدار
ایک عقاب پر سوار ہے طائر کو تاکا ایک ماش کا دانہ پھینک مارا طائر گرا اسکو شعلے کے آرابے پر ڈال دیا
نہایت سنجر در عقل و فراست سے دور تمام صحرا کو بزور سحر پرندون سے خالی کر دیا ہزبر اژدر سوار نے جو دور سے
دیکھا ساتھ والون سے کہا یہ تو ہمارا دوست صادق محب واثق میثاق عہدشکن بادشاہ کوہ لاجورد ہے یہ
کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اگر میثاق سے ملاقات کی میثاق بھی عقاب سے کود پڑا پوچھا کیا بھائی صاحب
تم بھی برائے شکار آئے ہو ہزبر نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہا اے برادر ایسی ذلت ناش اُٹھائی باغبان
و مہیار کے ہاتھ سے شکست کھائی ہزارون جادوگر قتل ہوئے اب مجھکو بڑا حجاب ہے حکم شہنشاہ تھا کہ زن و
شوہر کو گرفتار کرکے لاؤ یہ لوگ برائے مدد آگئے اہل اسلام کی رونق دن بدن بڑھتی جاتی ہے میثاق نے
کہا کہ بھائی نہ گھبراؤ مین تمکو کوہ لاجورد پر لیچلونگا زن و شوہر کو گرفتار کرادونگا یہ دونون آپسمین باتین کر رہے
ہین کہ ابر آسمان پر اُٹھا چھلکہ ہائے سرخ و سبز وہ ابر ایک صحرا مین آکے شق ہوا ہزبر نے نگاہ غور دیکھنے لگا
دیکھا باغبان و مہیار و مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم چار دن ایک تخت پر سوار ایک تخت پر
خواجہ عمرو و برق و چالاک اُس تخت کو ساحر دوش پر اُٹھائے ہوئے ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا لشکر جیان ہزبر و
میثاق فرحت کش ہین وہان سے تین کوس پر ایک صحرائے سبزہ زار تھا وہان یہ سب اُترے ہزبر نے کہا اے میثاق
زن و شوہر کو باغبان و مہیار لیے جاتے ہین میرے کلیجے پر چھری پھر رہی ہے زن و شوہر پر کیونکر قبضہ کرون
یہان باغبان و مہیار کو بھی معلوم ہوا کہ ہزبر و میثاق دامنہ کوہ مین اُترے ہین ملکہ مہیار نے کہا اے باغبان
ہزبر و میثاق کو ایک نامہ لکھنا چاہیے کہ اسلام قبول کرو اگر اسمین تامل کرین سزا دیجائے باغبان نے کہا
آپ نامہ لکھیے مین ایلچی بنکر جاؤنگا ہرچند مہیار نے کہا کسی اور کو بھیجو باغبان نے کہا میثاق میرا ہم مکتب ہے مین
سمجھا کر لے آؤنگا مہیار نے بمضمون مذکور نامہ لکھا باغبان نے نامہ دو ملنے سے باندھا پشت مرکب پر سوار ہو کر
بریسم ایلچیگری چلا یہ خبر ہرکارون نے میثاق و ہزبر کو پہونچائی میثاق نے کہا اے ہزبر باغبان میرا ہم مکتب ہے
مجھکو اُس سے کچھ نہ بن پڑیگا ہزبر نے کہا مین کلام کرونگا تم نہ گھبراؤ کہ باغبان بارگاہ مین آکر پہونچا شمل اہل
اسلام کے سلام کیا ایک دنگل پر اکر بیٹھا نامہ ہاتھ مین میثاق کے دیا کہا اے برادر ہمارے تمھارے ہمیشہ ہم مرام
رہا ہے ملکہ مہیار کو منظور ہے کہ تم سے مقابلہ کرین سحر کو مہیار کے جانتے ہو مین تمھین سمجھانے آیا ہون مہیار کا سحر جب چلیگا
تنگ چھوڑونگا ہزبر یہ ہے کہ میرے ساتھ چلو ساری نامے مین صاف صاف مرقوم ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی افراسیاب

بیچ خطا کی سزا پائیگا پس بہتر یہ ہو اٹھو ہمارے ساتھ چلو قدمون پر ملکہ بہار کے گرو خطا معاف کراؤ نگے میثاق نے کہا ای باغبان مین نہین جاسکتا مین نے ہزبر کا ساتھ دیا اب نہین ممکن ہو کہ تمہارے ساتھ چلون جو تمسے ممکن ہو اسمین قصور نکرو میدان کارزار مین بھی مین تمہارا پاس کرونگا باغبان نے جواب دیا ہم کافر کی محبت کا پاس نہین رکھتے ہمارے بزرگون نے یہی سمجھا دیا ہی باغبان رخصت ہوا میثاق نے کہا ای ہزبر اب معرکہ عظیم پڑیگا ہزبر نے کہا مین جان دینے پر آمادہ ہون دونون مصاحبین کر رہے تھے کہ آسمان پر ایک ابر بہ ہی پیدا ہوا میثاق نے کہا ای ہزبر زبرجد زرین پوش میرا بھائی ای ہر چند کہ مجھسے چھوٹا ہی مگر سحر مین طاق شہرہ آفاق ہی اب معرکہ پڑیگا زبرجد باغبان و مہار کو گرفتار کرلیگا باغبان و مہار کی کیا حقیقت ہی یہ باتین کرکے میثاق باہر آیا ابر کی جانب اشارہ کیا ارشق ہوا زبرجد آکر اترا بھائی سے ملاقات کی زبرجد نے پوچھا ای برادر تم واسطے کسکے آئے تھے میثاق نے تمام کیفیت بیان کی زبرجد نے کہا باغبان ہمارے مقابلہ کرونگا انکی کیا حقیقت ہو اگر میرے سامنے آتا مین کان پکڑکے سامری و جمشید کو سجدہ کراتا مجال ہو کہ ہمارے سامنے لاف و گزاف کرسکین میثاق نے کہا ای برادر تمنے سنا بھائی صاحب کیا فرماتے ہین اب آمادہ حرب و پیکار ہو میان باغبان جو واپس آئے مہار سے سب کیفیت بیان کی مہار نے کہا سمجھا جائیگا میان زبرجد نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارون نے آکر ملکہ مہار و باغبان سے خبر کی یہ بھی بیان کیا کہ زبرجد زرین پوش آیا ہی طبل بجا رہا ہی باغبان نے حکم دیا میان بھی طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ملکہ مہار طاؤس زرین بال پر سوار پھولون کے دریا مین غوطہ مارے ہوئے چھپکا موتیے کا سر پر گجرے ہاتھون مین لپٹے ہوئے نگاہ جو زبرجد کی جمال جہان آرائے مہار پر پڑی کلیجہ تھام لیا کہا بھائی میثاق صورت زیبائے مہار تو دیکھو یہ صورتین کبھی کسی کی نگاہ سے گذری ہین مین اسکے ساتھ شادی کرونگا برائے سامری بنظر انصاف خیال کرو

نظم

آنکھون سے ضیا ٹپکے ہی انداز تو دیکھو
ارباب ہوسون پر بھی ستم ناز تو دیکھو

اس بت کے لیے مین ہوس عمر سے گذرا
اس عشق خوش انجام کا آغاز تو دیکھو

چشمک مری وحشت پہ ہی کیا حضرت ناصح
طرز نگہ چشم فسون ساز تو دیکھو

ارباب ہوس ہار کے بھی جان پہ کھیلے
کم طالعی عاشق جانباز تو دیکھو

مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اٹھے وہ
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو

محفل مین تم اغیار کو زدیدہ نظر سے
منظور ہی پنہان نہ رہے راز تو دیکھو

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہی دیپک	شعلہ سا چمک جائے ہی آواز تو دیکھو
دین پاکی دامن کی گواہی مرے آنسو	اس یوسف بیداد کا اعجاز تو دیکھو
جنت مین بھی مومن نہ ملا ہاے بتون سے	جورا جبل تفرقہ پرداز تو دیکھو

مثاق نے کہا بھائی اپنے کو سنبھالو ملکہ مہار منظور نظر شہنشاہ افراسیاب ہی ہرچند مثاق زبرجد کو سمجھاتا ہی
زبرجد کہتا ہی مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا اگر مین اس محبوب مطلوب کو نہ پاؤنگا تڑپ تڑپ کے جان دونگا
ہنر بد نے کہا حضور اب تو میدان کارزار مین آئیے جانبین مین طبل جنگی بج چکے دونون لشکر آمادۂ حرب و پیکار ہین
جب میدان کارزار سے ملینیے گا اس مقدمۂ خاص مین صلاح ہو گی **مثاق** نے کہا مین میدان مین جاؤن
ہنر بد نے کہا مین جا کر لڑے لیتا ہون ہرچند سب نے منع کیا ہنر بد میدان مین آیا سحر کے عجائب وغرائب دکھا
پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مرجان والماس زن و شوہر تخت پر بیٹھے ہین
باغبان نے مرکب پر نداز ایا **مرجان** سے آکر اجازت خواہ ہوا کہا ای شہریار اجازت میدان **مرجان** نے کہا
ای **باغبان** قدرت خدا انکو مظفر و منصور کرے یہ سب مکار و غدار ہین ذرا سمجھکر انسے مقابلہ کرنا باغبان نے کہا
آپ ملاحظہ فرمائیگا انشاء اللہ مہلت نہ لینے دونگا یہ کہکر **باغبان** گیند پھولون کا ہاتھ مین لیے ہوے سامنے
ہنر بد کے پہونچا ہنر بد نے گولہ مارا باغبان نے اشارہ کیا گولہ اُلٹا پلٹا ہنر بد نے بمشکل اپنے کو بچایا ترنج پھینک
مارا **باغبان** نے انگلی دستک دی ترنج اُلٹا پلٹا ہنر بد اژدہے پر سوار تھا سر پر اژدہے کے پڑا توڑکر مقام پرانکے
پار گذرا ہنر بد کانپ گیا جو سحر کرتا ہی وہ پلٹ کر اسی پر آتا ہی برق چمکائی تلوار اسی کے سر پہ پڑی سر زخمی ہوا ایک
تیر مارا اشانہ نیکا نشانہ ہوا باغبان نے پکار کر کہا ای ہنر بد ہنے تمھارے سب حربے رد کیے ابھی تک کوئی حربہ نہین
کیا ہوشیار رہنا ہم بھی سحر کیا چاہتے ہین ہنر بد نے کہا ای باغبان آج شب کو مین نے سحر تیار نہین کیا اسکا
یہ باعث ہوا کہ سحر ناقص رہے آج مہلت دو کل میرے تمھارے مقابلہ ہو گا میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہی باغبان
نے کہا جا تجھے مہلت دی زخمی ہو کر ہنر بد لشکر مین آیا کہا ای زبرجد مین نے اپنی جان بچائی زبرجد تلملا رہا ہی
غولق جادو پہلو مین کھڑا تھا کہا ای غولق جا کر باغبان کو روک لے اپنے دریاے سحر مین غرق کر دے غولق
بل کرتا ہوا چلا ایک دو پتھر زمین پر مارا ایک دریا جوش مارتا ہوا پیدا ہوا موجاب غولق نے **باغبان** کی
طرف توجہ کی **باغبان** نے ہنسکر کہا او بے آبرو تجھکو خود ہی پناہ پانی مشکل ہو گی ہم تمھاری فکر مین تھے یہ کہکر باغبان
نے آواز دی ای نہنگ دریاے غرق غولق کو لینا اسی دریا سے ایک نہنگ خون آشام پیدا ہوا **غولق** نے چاہا بھاگے

نہنگ تیز پلٹ گرا غریق کو نگل گیا دریا مین جا کر غائب ہوا دریا بھی نابود ہوا بھائی اسکا حریق جادو جلکر باغبان
پر جا پڑا سحر جو کیا چند شعلہ ہاے آتش باغبان پر گرے باغبان نے اشارہ کیا اے آتش سحر گری اپنی دکھا اس
جلے ہوے کو جلا دو شعلہ ہاے آتش پلٹے آکر حریق پر گرے ہر سر مو ہر بن مو سے چنگاریان نکلین حریق کو جلا کر
خاک کیا گیارہ ساحر مقابلے مین باغبان کے نکلے ہاتھ سے باغبان کے مارے گئے آخر طبل بازگشت بجا
دونون لشکر پلٹے ہنر بر نے آکر سامنے عیاق کے خود دے مارا کہا اے برادر تمنے دیکھا باغبان نے کیا قیامتین برپا
کین زبرجد نے کہا اے ہنر بر نہ گھبراؤ مین معشوق کی فکر کرلون ایک دن مین لڑائی فتح کردونگا تم کنارے بیٹھو
طبل جنگی نہ بجواؤ یہ کہکر زبرجد اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین معشوق کو لینے جاتا ہون عیاق نے کہا اے برادر
تم نہین جانتے ہو ملکہ مہار بلاے روزگار ہے نام پر بادشاہ اسلام کے نثار ہے کوئی شخص اُسکی نگاہ مین نہین جچتا
اُسکا قول ہے کہ بادشاہ اسلام صاحب شوکت و شان نبیرۂ نوشیروان فرزندزادۂ صاحبقران حسین و جمیل اہل
اسلام کے کفیل جب ایسے سے واسطہ ہوا تو اور مرد کی کیا ضرورت ہے زبرجد نے کہا بھائی مین کیا کرون
میرا دل نہین مانتا کلیجہ منھ کو آتا ہے لیکن مین اس سہولیت مین جاؤنگا کہ کسی کو ذرا خبر نہوگی مین اپنے ہوش
مین نہین ہون بقول شاعر

نظم

ہم سمجھتے ہین آزمانے کو	عذر کچھ چاہیے ستانے کو	سنگ در سے ترے نکالی آگ
ہنسنے دشمن کا گھر جلانے کو	صبح عشرت ہے وہ نہ شام وصال	اے کیا ہو گیا زمانے کو
برق کا آسمان پر ہے دماغ	پھونک کر میرے آشیانے کو	سنگ سودا جنون مین لیتے ہین
اپنے ہم مقبرہ بنانے کو	شکوہ ہے غیر کی کدورت کا	سر مرے خاک مین ملانے کو
کوئی دن ہم جہان مین بیٹھے ہین	آسمان کے ستم اُٹھانے کو ق	چلکے کعبے مین سجدہ کر مومن
چھوڑ اُس بت کے آستانے کو	نقش پاے رقیب کی محراب	نہین زیبندہ سر جھکانے کو

سب نے دیکھا ہنر بر مبہوت ہو رہا ہے کسی کی نہین سنتا ہے مہار کو یاد کرکے سر دھنتا ہے سب خاموش
ہو رہے زبرجد غرق زمین ہو کر چلا یہان باغبان و مہار نے طبل جنگی کا انتظار کیا جب طبل جنگی نہ بجا باغبان
نے کہا اب اُسکے جی چھوٹ گئے اب وہ مقابلہ نہین کریگا صبح کو سمجھا جائیگا سب نے اپنے اپنے مقام پر آرام
کیا مہار کا دستور ہے کہ گردشیے کے چمنہاے شگفتہ تیار رکھتی ہین رات دن ایک طور پر عندلیبان خوشنوا
زمزمہ سرائی کیا کرتی ہین اپنے حسب معمول جب آرام کرنے چلی عندلیبان خوشنوا گرد پھرین تصدق ہونین

ملکہ بہار نے کہا ہوشیار رہنا دشمن سے مقابلہ ہی عندلیبان خوشنوا نے سر ہلائے پہلو سے گل مین جا بیٹھین مصروف زمزمہ سرائی چمنستان کی رعنائی زیبائی زبرجد زمین مین نقب دیتا ہوا چلا جب قریب بارگاہ بہار پہونچا دیکھا چند نخل حائل ہین زبرجد سوچا باہر نکلو اگر کنیزین برائے حفاظت بیٹھی ہونگی اُنپر سحر کرکے اندر چلونگا یہ سوچکر باہر نکلا دیکھا چمنہائے شگفتہ عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین دم محبت ملکہ بہار کا بھر رہی ہین ایک عندلیب نے جو غیر شخص کو سامنے دیکھا پکار کے مثل انسان کے آواز دی ای شخص یہ بارگاہ ملکہ بہار گلعذار ہی سنبھل کے کھڑا ہو ہوشیار ہو جا

نظم

وابستگی سی ہی کسی زلفِ دوتا کے ساتھ
پالا پڑا ہی ہمکو خدا کس بلا کے ساتھ

کب تک نباہیے بتِ ناآشنا کے ساتھ
کیجیے وفا کہان تلک اُس بیوفا کے ساتھ

مانگا کرینگے رب سے دعا ہجرِ یار کی
آخر تو دشمنی ہی اثر کو دعا کے ساتھ

ہوگا کسکا انتظار کہ خوابِ عدم سے بھی
ہر بار چونک پڑتے ہین آوازِ پا کے ساتھ

یارب وصالِ یار مین کیونکر ہو زندگی
نکلی ہی جان جاتی ہی ہر ہر ادا کے ساتھ

اللہ رے سوزِ آتشِ غم بعد مرگ بھی
اُٹھتے ہین میری خاک سے شعلے ہوا کے ساتھ

ہر دم عرق عرق نگہِ بے حجاب ہی
کس نے نگاہِ گرم سے دیکھا حیا کے ساتھ

دستِ جنون نے میرا گریبان سمجھ لیا
الجھا ہی اُسنے شوخ کے بندِ قبا کے ساتھ

مومن وہی غزل پڑھو شب جس سے بزم مین
آئی تھی لب پہ جان زہ و حبذا کے ساتھ

اُس عندلیب نے اس رنگ مین یہ اشعار سنائے کہ زبرجد کو سناٹا آگیا ہوش درست نہ رہے خیال مین آیا کہ معشوق کو پکارو وہ غنچہ دہن ہنستی ہوئی چلی آئیگی اُٹھا کے لیجاؤنگا یہ سوچکر پکار کے آواز دی ای ملکۂ عالم آپ کا عاشق صادق مشتاق دیدار در دولت پر حاضر ہی زبرجد نے چلا کر جو آواز دی یا تو ملکہ سوتی تھین یا آنکھ کھل گئی غصے مین اُٹھین پھر زبرجد نے چلا کر یہی کلمے کہے رنگ رخ متغیر نہایت غصہ ہی کہ یہ کون بے ادب ہی جب تیسری مرتبہ اُسنے پکارا ملکہ نے جواب دیا معشوق آتی ہی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھین زبرجد آواز سنکر جھومنے لگا جی مین کہتا ہی کہ جواب بھی معقول ملا ملکہ بہار نے پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک تاجدار مگر بیقرار اشکبار آنکھین سرخ چہرہ گلنار سینہ دم بدم سکے جاتا ہی کہ عاشق صادق حاضر ہی ملکہ نے جو اس حال سے دیکھا سمجھ گئین کہ عشق کی ہوا لگی ہی اپنے ہوش مین بیٹھین ملکہ بہار نے پوچھا ارے تو کون ہی کہا حضور زبرجد زرین پوش مجھکو کہتے ہین اب عاشق ہی

اسواسطے حاضر ہوا تھا کہ آپ کو بلا کر لیچلون ملکہ مہار نے کہا آپ نے بڑی مہربانی فرمائی مجھے چلنے مین کیا عذر ہی
لیکن ایک کام کرو لشکر مین تمھارے کون کون ہی جنکو افسر کہا جاتا ہو کہا حضور ہزبر او درسوار و میثاق عہد شکن
یہ دونون افسر موجود ہین ملکہ مہار نے کہا دونون کے سر لاؤ جلد جاؤ اور جلد آؤ دونون بھیا خاص ہمارے دشمن
ہین ایک گجرا اتار کے دیا کہا اسکو پہنو زبرجد نے اسکو پہن لیا گجرا پہنتے ہی اور زیادہ محو ہوگیا تلوار کے قبضے پر ہاتھ
ڈالا مہار نے کہا جلد جاؤ بعد اسکے جلنے کے دو ہرکارے روانہ کیے کہ خبر لاؤ دیکھو یہ جاکر کیا کرتا ہو زبرجد جھومتا ہوا
چلا معشوق کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی ولولہ بڑھتا جاتا ہو جب اندر بارگاہ کے آیا سب کو یقین ہوا
کوئی شرابی ہی میثاق نے پکار کر کہا کیون برادر خیر تو ہی کیون پلٹ آئے معشوق کو نہ لائے زبرجد نے کہا او بھیا
معشوق ہمسے زیادہ مشتاق ہی تمھارے سر مانگے ہین وطن بنی مبنی ہی تمھارے سر ہون تو وصل معشوق سے
کامیاب ہون میثاق نے دیکھا گلے مین بدھی پڑی ہی سمجھا کہ ہار جیت ہو گئی یہ سحر مین مہار کے پھنسا ہی میثاق و
ہزبر بانے لگے سمجھانے تھے کہ ای زبرجد ہوش مین آؤ دوستون سے فساد نہ کرو ہم کد و کاوش کر کے ملکہ مہار سے
تمھین ملا دینگے جو جو یہ سمجھاتے ہین جوش و خروش اسکا بڑھتا جاتا ہو ہزبر نے بڑھکر ٹھوڑی مین ہاتھ دیا کہا ای
زبرجد کیون اپنی آبرو خاک مین ملاتے ہو تم جب معشوق کو لینے چلے تھے تب بھی ہم لوگ مانع ہوے تھے جا کے
آفت مین پھنسے کیا مہار سے مقابلہ ہوا تھا اسطرح جو ہزبر نے سمجھایا زبرجد نے ایک طمانچہ مارا کہا او بھیا نام معشوق کا
بے ادبی سے لیتا ہی ہاتھ چلا دیا ایک برق چمکی ہزبر کا سر زخمی ہوا پانچ چار خدمتگارون کے بھی سر اڑ گئے اب زبرجد نے
تلوار کھینچی منم عاشق مہار کہکر لڑنے لگا چہار جانب سے ساحرون نے گھیرا ہی سحر ہو رہا ہی گولے چل رہے ہین
کئی سو ساحرون کو مار چکا ہی چاہتا ہو ان دونون کے سر کاٹ لون مگر یہ دونون دور ہی سے سحر کر رہے ہین قریب
نہین آتے یہان ملکہ مہار جب دربار مین آئی باغبان قدرت نے پوچھا مزاج مبارک کیسا ہی ملکہ نے کہا عجیب
معرکہ گذرا زبرجد بارادہ فاسد آیا تھا رنگ چمنستان مین پھنسا عندلیبان خوشنوا نے گھیر لیا انھون نے غل مچایا مین بیدار
ہوئی مین نے اسکو خوبی سمجھا دیا اب وہ یہان سے گیا یقین ہی لڑ رہا ہو باغبان نے کہا از صدقہ پاپوش گوشت
دندان سنگ ہو رہا ہوگا کہ ہرکارے آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی کہ زبرجد اکیلا لڑ رہا ہی اگر مناسب ہو لشکر کفار
پر چڑھکر درہم و برہم کیجے باغبان نے کہا ای ملکہ عالم آپ تشریف رکھیں مین جاتا ہون مہار نے کہا ہم بھی چلینگے
یہ لوگ اگر باقی رہینگے تو فساد برپا کرینگے باغبان و مہار و مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم
سب ملکہ سوار ہوے لشکر ہمراہ لیا آکے دیکھا زبرجد لڑ رہا ہی میثاق و ہزبر نے گھیرا ہی ہر طرف سے ہر

باغبان نے بڑھکر نعرہ کیا مہار کا گلدستہ چلا زبرجد نے جو ملکہ مہار کو دیکھا اور زیادہ جوش و خروش ہوا پکار رہا ہے
ای ملکہ عالم آپ کو تکلیف ہوئی ملکہ مسکرائین غنچۂ دہن وا کیا گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ہر طرف خوشبو بلند ہو
ہنر پر سعف سے آگے بڑھا ہوا اثر رہا تھا اسکی جو نگاہ جمال جہان آرائے مہار پر پڑی بے اختیار پکار اٹھا ای شہنشاہ
خوبی جاہ سرو خرامان باغ محبوبی مین آپ کا تابعدار ہون زبرجد کا ساختہ و نگاسہ حاضر ہی **نظم**

اس طرح دیکھو نہ ہردم بندہ پرور آئنہ	شربت دیدار سے بھر لیگا ساغر آئنہ
یان منہ و رخ معنی روشن ہو نیک و بد مین ایک	ایک صورت سب مین ہی جیسے برابر آئنہ
لاکھون کڑیان جھیلی ہین جسنے وہ ہم فولاد مین	ہو گئے ان صیقلون سے صاف ہو کر آئنہ
ہو گیا سکتہ مجھے سے آستانے پر ترے	قد آدم لگ گیا اب تیرے در پر آئنہ
اہل حیرت پر بھی ہنستا اپنے اور پر خندہ ہی	شکل جیسی ہو دکھا دیگا وہی ہر آئنہ
ای مصور کھینچ پشت آئنہ پر میری شکل	دیکھے شاید وہ پری پیکر الٹ کر آئنہ
اس زمانے مین حسینون کی بھی مٹی ہی خراب	جسم پر اپنے اٹھائے پھرتا ہی گھر آئنہ
منھ جو اپنا پھیر لے تو ایسی حسرت ہو کہ بس	عارسی بنجانے ہو نٹھوا سینے چبا کر آئنہ
یار سے آئینہ زانو کا حیران ہون صفیر	اس لیے پیش نظر رہتا ہی اکثر آئنہ

غرض زبرجد کے ہنر پر کا بھی قلب الٹا اپنے ساحرون کو آپ قتل کرنے لگا میثاق و باغبان سے مقابلہ پڑا
باغبان کے ہاتھ سے میثاق مارا گیا فوج اسکی شکست کھا کے بھاگی باغبان نے گھیر گھیر کے فوج کو مارا ہر دو دن کو
جلا دیا دریا سے سحر بنا یا کچھ ڈوب کر فی النار ہوئے کچھ عشق مہار مین بیقرار ہوئے ہنر پر نے پکار کر آواز دی اوزبرجد کیا
معشوق کا نام ساتھ ادب کے لینا زبرجد نے کہا تو جھوٹا ہی ہم در دولت پر حاضر ہوئے کو سے محبوب کی رخصت سے جی چاہتا
تھا اسی مقام پر بس جائین ہمکو ارشاد ہوا کہ ہنر پر و میثاق کا سر لاؤ تجھکو کچھ حکم نہین ہوا معشوق ہماری مدد کو آئی ہی
ہم چاہتے ہین اسکو تکلیف نہ پہونچے تیرا سر کاٹ کے لیجائین ہنر پر و زبرجد مین مقابلہ پڑا دو چار سحر ہنر پر نے کیے
زبرجد نے بڑھکر سحر دفع کر دیے آخر دونون مین تلوار چلی ہنر پر مارا گیا زبرجد چاہتا ہی دونون کے سر لیکر پیش کرون
ساحر چاہتے ہین اٹھا کر لے بھاگین زبرجد نہین جانے دیتا قضا سے کار افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا
تھا کہ کانون مین وتا نے ستانے کی آواز آئی افراسیاب نے کہا کوئی کمین ڈر یا ہی انگشتر جمشید کا جھالا شعلہ مجوس کا
آواز آئی ملکہ مہار و باغبان و مرجان و الماس نے غیم مین رہا کر دن مین جھنکر افراسیاب اپنے مقام سے

کہا بہار کی شامت آئی ہے باغبان کو ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کے مرے یہ کہکر چلا اُسوقت پہونچا
کہ بہار نے زبرجد کو زخمی کیا لڑ رہی ہے گلدستے مار رہی ہے کہ آسمان سے آواز آئی ای بہار گلعذار آگے قدم بڑھا
منم شہنشاہ طلسم ہوشربا او بہار تو نے اسقدر سحر سیکھے سب بیکار ہین رنگ سحر کو مت رونق دے بہار نے جو افراسیاب
کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا مگر گلدستہ مارا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر دیکھا گلدستہ جلکر گرا بہار نے
دوسرا گلدستہ مارا افراسیاب نے ہنسکر کہا کیون دیوانی ہوئی ہے او باغبان کمظرف ہمارا حکم بجا لا بہار کو گرفتار
کر سے نگاہ ملا کر باغبان سے جو افراسیاب نے یہ کہا باغبان کا رنگ رو متغیر دست بستہ عرض کی جو ارشاد ہو
بجا لاؤن افراسیاب نے کہا بہار کو گرفتار کر جان الماس پوش کو آواز دی مین کو دیکھنے جاتا ہون تجھکو جانے دونگا
ہنسے تو جین بھیجین ان سب کو تمہارے مددگارون نے قتل کیا ای شلنگ فولاد پوش زن و شوہر کو لینا دیکھا
آسمان سے ایک جادوگر سیاہ رو تیرہ درون آنکھین جام خون خود آہنی پہنے ہوے زرہ لوہے کی زیب جسم حاضر
حاضر کہتا ہوا سامنے آیا مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم کو گرفتار کر لیا دونون کی زبانین بند ہوگئین
باغبان و بہار کی جانب جب نہ گیا تو افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای نہنگ مدہوش باغبان و بہار کو
لینا دوسرا ساحر شلنگ کی شکل کا پیدا ہوا آواز دی حاضر ہوا باغبان و بہار سے آنکھ ملا کر آواز دی منم
نہنگ مدہوش ملازم شہنشاہ ہوشربا حکم شہنشاہی ہے خاموش ہو جاؤ خبردار اب سحر نہ کرنا سامنے شہنشاہ
کے یہ بے ادبی میرے نام کی پیروی کرو بہار لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی باغبان کو بھی اسطرح بیہوش کیا
ایک تخت سحر تیار کیا چاہو گنہگارون کو اسیر ڈال لیا لشکر والے بھاگے دم بھر مین افراسیاب نے فیصلہ کر دیا
خیمے جلا دیے پڑاؤ لٹوا دیا زبرجد کی جانب دیکھکر آواز دی بس ہوش مین آ جا کیون بیہودہ بکتا ہے یہ کہکر افراسیاب
قریب آیا زبرجد نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے چشم پر قہر سے اشارہ کیا
تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہار جو گلے مین پہنے تھا اُس ہار کو توڑ ڈالا زبرجد کے ہوش درست ہوے اعضا چالاک
چست ہوے بھائیون کے لیے بیٹھکر بہت رویا کہا ای شہنشاہ مین اپنے بھائیون کے خون کا بدلا لونگا مہرخ پر
لشکر کشی کر کے جاؤنگا افراسیاب نے کہا وہ ان بڑے بڑے ساحر ہین اپنے کو بچا کر لڑنا کہا مین سمجھ لونگا سامنے
افراسیاب کے پشت گردن پر سوار ہو اطراف لشکر مہرخ کے چلا لیکن خواجہ عمرو و برق و چالاک جو لشکر مین
بہار کے تھے چند کس جو بچے وہ بھاگ کر آئے کہا ای شہنشاہ ادیح عیاری عین وقت پر افراسیاب آگیا جادون
شہزادے گرفتار ہوے نہنگ و شلنگ لیگئے زبرجد پہ کے لشکر کی طرف گیا ای عمرو نے ... مین جا کر اسکی گردن ...

ایسا نہو غفلت مین کوئی فعل کر بیٹھے ملکہ مہرخ تو غافل ہو گئی ہونگی جا کر خبر کردون یہ کہکر خواجہ بھی اُدھر روانہ ہوئے برق نے چالاک سے کہا خلیفہ جی نہنگ وشلنگ کی فکر کرنا واجب ولازم ہو بڑے سردارون کو لیے جاتے ہین ایطرف برق چلا ایک طرف چالاک روانہ ہوئے نہنگ وشلنگ تخت سحر پر سوار جادون سردارون کی زبانون مین سوزن دیے ہوئے لیے جاتا ہو دونون بھائی آپسمین باتین کرتے ہوئے جاتے ہین کہ کان مین اشعار عاشقانہ کی آواز آئی دونون نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین بھاری لباس پہنے ہوئے بہت بچ رچ سے میکن دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائیچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے یہ غزل گاتی ہوئی چلی آتی ہو **غزل**

التماس شکر مین دل رہگیا
ذبح کرتے کرتے قاتل رہگیا
صلح کی امید پھر گل ہوگئی
اور جبل ویدار قاتل رہگیا
جلوۂ رخسار نے ساکت کیا
رہگیا جو امر مشکل رہگیا

سر پہ کچھ احسان قاتل رہگیا
تمنے اک بوسہ دیا احسان کیا
سہل ہو کر کار مشکل رہگیا
کاوش صیاد نے فرصت نہ دی
آئنہ ہو کر مقابل رہگیا
پھر طبیعت اپنی گھرائی نسیم

رحم آیا ناتوانی پر مری
بات سیدھی رہگئی دل رہگیا
تیری جلدی سے نہ بر آئی مراد
دل مین ارمان عنادل رہگیا
غیر ممکن ہو کہ آسان ہوسکے
امتحان فکر کامل رہگیا

نہنگ وشلنگ کی جو نگاہ پڑی بیتاب ہو گئے صاحب کرشمہ وناز شباب آغاز گیسوے عنبرین دوش پر چھوٹے ہوئے صاف ظاہر ہو کہ ناگنیان لہرا رہی ہین عارض انور کو دیکھکر یہ مثال سوجھی کہ صبح وشام مل رہے ہین دونون تخت اُتارا نہنگ کے مُنھ سے نکلا کہ صاحب میان آؤ اس دشت ہولناک مین پا برہنہ تمھارا پھرنا بہت شاق ہو دل تمسے باتون کا مشتاق ہو اُس نازنین نے بہ نگاہ حسرت طرف نہنگ کے دیکھا ابروے خمدار گسی بیداد گر کی تلوار آنکھین جام جان مخمور عقل وفراست سے دور پیشانی پر گرہ پڑی ہوئی جوان بلند بالا سا کھو کا لٹھا کیون ایسے نامرد کو کس سے مثال دون وہ نازنین سراپا دیکھکر بیتاب ہوگئی ایک چیخ ماری نہین معلوم گھبراہٹ مین کیا کلمات کہے حسرت ویاس بات بات سے ظاہر تھی رمز عشق سے بخوبی ماہر تھی آخر گر کر بیہوش ہوئی ہاتھ مین ایک کاغذ تھا وہ زمین پر گرا نہنگ نے وہ کاغذ اُٹھا لیا اُسمین اپنا لکھا پایا اپنے ہی اعضاے نادرست کی نقش نہین ہوئی تھی نہنگ نے کہا بھائی شلنگ یہ تو میرے اوپر عاشق ہو دامن کی ہوا دینے لگا آخر اُس نازنین کو ہوش آیا نہنگ نے کہا کیون صاحب تصویر ہماری کہان سے پائی ایک آہ بھر کر کہا یہ حال کیونکر بیان کرون اب اپنے دولت سرا پر چلیے شلنگ تو غصے مین بیٹھا تھا کہا بھائی نہنگ کیا ماجرا ہو بڑے افسوس کی بات ہو

پہلے میری نگاہ پڑی مجھے ملنا چاہیے تم ہاتھ نہ لگاؤ مجھے ناگوار ہوتا ہے نہنگ نے کہا واہ آپ اس شخص کے برے بھائی ہین میری تصویر پر وہ عاشق ہے مجھے اختیار ہے تمھین کیا کام شلنگ نے کہا نازنین سے پوچھو نازنین سے جو پوچھا اُسنے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ارے یار و کیا پوچھتے ہو نہنگ نے پٹے پکڑ کر دو طمانچے مارے کہا او لنگوڑے اب بھی پوچھتا ہے ایک سوداگر ایک صندوقچہ میرے ہاتھ بیچ گیا بعد عرصہ دراز کے مین نے ایک دن صندوقچہ کھلوایا نہ سمجھی تھی کہ سودا بند ہے جنون کا جوش ہوا یہ نوبت بہم پہونچی نظم

جب اختیار قید سخن سے نکل گیا
نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا

کیا رنج ترک صحبت احباب کا ہوا
دو چار کوس جب مین وطن سے نکل گیا

آئی نظر نہ تربت پروانہ جب کہین
ہر اشک شمع بہ کے لگن سے نکل گیا

کیا حال دل چھپے کہ جہان دو گواہ ہون
رو کا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا

باقی رہی صراحی غنچہ نہ جام گل
سامان انبساط چمن سے نکل گیا

رنگین ہنا کے بوسہ رخسار لے لیے
مطلب ہمارا سانپ کے من سے نکل گیا

اے دل ہزار حیف جو مقتل سے پا ہٹے
وہ سورما نہین ہے جو رن سے نکل گیا

رشک اسعد رد یا لب و دندان یار نے
گوہر عدن سے لعل یمن سے نکل گیا

افسون دل فریب سے ہم آشنا نہ تھے
آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا

کس دھوم کی پڑھی ہے غزل آپ نے نسیم
تحسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا

ارے کمبختو گھر چھوڑا یار چھوڑا ابھی تمکو یہ نہین معلوم کہ ہم کس سے راضی ہین میان شلنگ صاحب آپ تو میرے چھوٹے ہو تخت پر لنگوڑے قیدی کون ہین انکو چھوڑو ہمین تخت پر سوار کرکے میان نہنگ چلو بھیا جلیو صاحب ہماری منظور نظر بین ہے اسکو تمھارے واسطے بلا دینگے یہ سنکر شلنگ بہت جھلایا کہا بھائی صاحب عورت کے کہنے پر مغرور ہوتے ہو جب آپ اسکو اپنا بزرگ جانیے پہلے میری ہی نگاہ پڑی تھی نہنگ آستینین چڑھا کر اُٹھا کہا بھائی صاحب بس اب نہ کچھ فرمائیے گا مین کیا آپ سے کسی بات مین بند ہون بہار و باغبان دیکھ رہے ہین کہ دونون مین سحر چلنے لگے جب شلنگ سحر کرتا ہے وہ نازنین پکارتی ہے صاحب اپنے کو بچاؤ اس لنگوڑے نے تلوار کھینچی تم خنجر پھینک مارو کہ اسکا سر اُڑ جائے نازنین نے بھی ایک تلوار اُٹھا لی کہتی ہے صاحب دیکھو مین لڑونگی یہ کہکر ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑی ہوئی جب یہ سحر کرتا ہے نہنگ رفع کر دیتا ہے نازنین نے قریب آکر کہا ارے دیکھ کون آتا ہے شلنگ پلٹا نازنین نے ہاتھ مارا

پاؤن اسکا کٹا اور گر اسکے گرا منہنگ نے جھپٹ کے سر کاٹ لیا گیر و دار کی آواز بلند ہوئی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام مین شانگ آہن پوش بود منہنگ بہت خوش ہوا کہ صاحب تمہاری مدد سے یہ بھی مارا گیا وہ نہین معلوم کیا ہوتا حرمین زبردست تھا افراسیاب اسکو اپنا قوت بازو زینت پہلو جانتا تھا جب تو اس کار بزرگ کیواسطے طلب کیا تھا نازنین نے کہا صاحب میری آرزو سے دل پوری ہوئی کہ ایسا ورانداز مارا گیا اب میان تو یہ قیدی ہین کیون تنہائی مین چلے بیٹھ کر باتین کرین منہنگ خوشی خوشی ہاتھ پکڑ کے لیچلا نازنین نے چلتے وقت میار کو ایک دو ہتھڑ مارا کہا موذی تونے افراسیاب کو کیون ناراض کیا سارا بان زادے کا ساتھ دیا کیا نفع ہوا ملکہ میار نے کچھ جواب نہ دیا وہ نازنین منہنگ کو لیا طرف دڑہ کوہ کے چلی دڑہ کوہ مین چادر بچھا دیا کہا آؤ صاحب بیٹھو مدت کے ہجران دیدہ آفت رسیدہ آج آرزوے دل نکلیگی منہنگ آکر بیٹھا کہا صاحب کہین سے شراب لاؤ کہ ذرا دل کا حوصلہ نکلے منہنگ جا کر ایک بوتل شراب کی لا یا کچھ کباب شرکباب وغیرہ بھی لیتا آیا نازنین نے تعمیل جام بھرا منہنگ کو دیا کہا او صاحب پیو منہنگ خوش ہو کہ معشوق عاشق خصال ملی گلی آرزو کی کھلی جام پیگیا نازنین ہنستی جاتی ہے کہتی ہو صاحب آج سامری و جمشید نے بڑا فضل کیا کہ ہم تمہارے پاس پہونچے نسیم کے چار پانچ شعر تو سنیے نظم

ہم تاب سوال لب سائل نہین رکھتے — اسواسطے پہلو مین کبھی دل نہین رکھتے
دامن نہ چھڑا یون خفگی سے کہ بجز مرگ — ہم اور تمنا کوئی قاتل نہین رکھتے
انکار ہی کیا تجکو جعبنا ہین نہ اٹھینگی — دل رکھتے ہین پر آپ کے قابل نہین رکھتے
رونے پہ اگر آئین تو عالم کو ڈبو دین — دریا مین بھی ہم دامن ساحل نہین رکھتے
کیون ناز اٹھائینگے نسیم اہل دول کے — حاجت نہین رکھتے کوئی مشکل نہین رکھتے

اسی عرصے مین ٹھیراکے منہنگ نے کہا صاحب میرا تو عجیب حال ہے کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہے نازنین نے کہا اٹھکر مشلو منہنگ اٹھا چاہا شلوار بیہوشی تاثیر کر چکی تھی ڈگمگا کے گرا نازنین نے خنجر کھینچ کر نعرہ کیا نعرۂ برق منم برق رفتار خنجر گزار + منم یکہ لیکن گران بر ہزار + نعرہ کرکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک مرنے کی اسکے آواز بلند ہوئی برق جھپٹ کر قریب باغبان و میار کے آیا انکی زبانون سے سوزن کو نکالا میار و باغبان سنگ سے نکالا کہا اے برق بڑا کمال کیا مرحبا و الماس رطب اللسان تعریفین کرتے ہیں حقیقت مین برق نے کیا کام کیا برق سلام کرکے ایک سمت روانہ ہوا چارون سردار پری پرواز بعد اسکے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے لیکن خواجہ عمرو جو تلاش مین زنجبد کی چلے تھے ملکہ مہرخ اپنے مقام پر فروکش ہین کہ خبر پہونچی زریجد جادو

بحکم افراسیاب ہمارے مقابلے کو آتا ہے برق لامع نے عرض کی اگر حکم ہو تو مین جا کر روکون ملکہ نے حکم دیا برق لامع
بارہ ہزار جادوگر ہمراہ لیکر واسطے روکنے زبرجد کے چلی زبرجد کو بھی خبر ہوئی کہ برق لامع کو ملکہ مہرخ نے میرے
مقابلے کے واسطے بھیجا ہے ایک صحراے سبزہ زار مین اُتر پڑا اسی مقام پر مقابلہ ہوگا ایک عرضی ملکہ حیرت کو لکھی کہ غلام
کو رنج عظیم ہاتھ سے مسلمانون کے پہونچے اسکو آکر مفصل عرض کرونگا برق لامع میرے مقابلے مین آتی ہے مین اسکو
گرفتار کر کے حاضر خدمت ہونگا ایک جادوگر کو یہ عرضی دی کہ جا کر ہاتھ مین ملکہ حیرت کے دینا اُس ساحر نے آکر وہ عرضی
ملکہ حیرت کے ہاتھ مین دی ملکہ حیرت نے پڑھکر ساحر سے کہا تم جاؤ ہم جواب بھیجتے ہین جادوگر گیا ملکہ نے جواب
لکھا کہ اے زبرجد برق لامع بلاے روزگار ہے اس سے سمجھکر مقابلہ کرنا نامہ لکھکر صرصر کو دیا کہ جا کر یہ نامہ پاس زبرجد
کے پہونچا دو اگر ہو سکے تو برق لامع سے بھی ملاقات کرنا صرصر نے کہا بہت خوب کنیز سمجھ گئی صرصر نامہ لیکر چلی آئی
کوس نکلی تھی ایک پہاڑ پر چڑھکر دیکھا کہ لشکر برق لامع صحرا مین فروکش ہے بارہ ہزار ساحر ٹہل رہا ہے بارگاہین استادہ
ہو رہی ہین بازارین آراستہ کی جاتی ہین صرصر پہاڑ سے اُتری کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت عمرو
کی بنکر لشکر برق لامع مین آئی مشہور ہوا کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین کنیزین واسطے استقبال کے آئین صرصر
کنیزون کے ساتھ دربار مین برق لامع کے آئی دیکھا تخت زبرجدی بچھا ہے اُسپر ایک تیغہ برہنہ مثل برق جہندہ تڑپ
رہی بقبضہ تخت پر قائم دنبالہ جنبش مین آواز آئی خواجہ آپ کہان سے آتے ہین صرصر حیران کہ مین اسپر کیا عیاری کرون
دیکھیے کیا انجام ہو ڈرتے ڈرتے جواب دیا ملکہ عالم مین برلے مقابلہ کافران گیا تھا راہ مین تمھارے لشکر کو دیکھا
خیال مین آیا کہ ملاقات کرین آپ براے مقابلہ زبرجد جاتی ہین ذرا تنہائی مین چلیے مین آپ سے کچھ کہونگا کہا بیکو
بارگاہ مین خیمہ استادہ ہے اسمین تشریف لے چلیے مجھکو بصورت اصلی پائیے گا مین براے مقابلہ زبرجد جاتی ہون
اسوجہ سے بصورت اصلی ملاقات کم ہوتی ہے لیکن آپنے فرمایا بجا آوری حکم ضرور ہے صرصر ڈرتی ہوئی اُس خیمے مین
آئی روزن سے دیکھا تلوار مین تڑپن پیدا ہوئی جیسے برق سے حباب گرے صرصر کانپ رہی ہے کہ دیکھیے تقدیر کیا دکھلاے
آنکھ جھپک گئی اب آنکھ کھول کر دیکھا کہ برق لامع بصورت اصلی مسند پر بیٹھی ہے ایک لٹ سنہری ایک روپہلی مانگ مین
سیندور بھرا ہوا چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین رشک غزال لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوے وہ
لال ڈورے براے عاشقان دام تزویر ہین قتل کرنے کو عاشقون کے ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار صرصر تھر تھر
کانپنے لگی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا خوف ہوا ایسا نہو لٹ ہلادین مین گرفتار دام گیسو ہون برق لامع نے پوچھا
خواجہ کیا فرماتا ہے آپ چپ کیون ہو گئے صرصر لاکھ لاکھ چاہتی ہے کہ مین کلام کرون عیارہ طرارہ ہے مگر جلال برق لامع

دیکھکر حوصلہ نہین پڑتا کہ بات کرون ڈرتے ڈرتے کہا اے ملکۂ عالم مین بڑی دور سے آتا ہون شراب نہین پی برق لامع
نے آواز دی خواجہ کے واسطے شراب لاؤ کنیزون نے لاکر گلابیان رکھین صرصر نے جام بھر اور ڈرتے ڈرتے گھائی سے
پڑیا بیہوشی کی ڈالی طرف برق لامع کے ہاتھ بڑھایا برق لامع مسکرائین ایک برق کڑک کر گری جام ٹکڑے
ٹکڑے ہوا شراب شعلہ بنکر اڑگئی رنگ درو غن عیاری کا بھی چہرے سے صرصر کے اڑگیا برق لامع نے ہنسکر کہا
لگاتہ ہم خدمت مین خواجہ عمرو کی رہتے ہین جب تو نے کلام کیا تھا جب ہی ہم سمجھ گئے تھے اب کہو تمھارا کیا حال کرین صرصر
نے چاہا بھاگون پاؤن زمین نے تھام لی تھی نہ زندگی اپنی صورت کا حال نہین معلوم تھا کہا ذرا ہوش درست کر دیجیے
صرصر نے کہا برق لامع نے آئینہ دکھا دیا اب تو صرصر پشیمان ہوئی برق لامع نے کہا تم منظور نظر خواجہ عمرو ہو
ہماری استانی اگر وصل خواجہ قبول کرو تو بہتر ورنہ آج تمھارا خاتمہ ہوتا ہے صرصر نے کہا اے ملکہ برق لامع آپ کو
قتل کا اختیار ہے مین تو کبھی اس موش صحرائی کو نہ قبول کرونگی اب ہلاک ہوا کہ صرصر عیاری کرنے آئی تھی گرفتار ہو گئی
سب کنیزین اندر آئین برق لامع نے اشارہ کیا جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوا ہاتھ پکڑ کے کھینچا قضائے کار خواجہ
راہ کو طے کرتے ہوئے آتے تھے لشکر برق لامع جو دیکھا بلا تکلف چلے آئے سب نے کہا استاد آپ کی شکل بگڑی
صرصر آئی تھین برق لامع نے گرفتار کر لیا جلاد قتل کیا چاہتا ہے خواجہ نے کلیجہ تھام لیا بیقرار ہو گئے دوڑے ہوئے
اندر بارگاہ کے آئے دیکھا صرصر سر جھکائے بیٹھی ہے نرگسی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اداس زندگی سے یاس
عمرو نے کہا اے ملکہ برق لامع کیا کرتی ہو اگر صرصر قتل ہوئی مین بھی اپنی جان دیدونگا برق لامع نے کہا اے شہنشاہ
اوج عیاری آپ کے وصل سے اسکو انکار ہے مین نے پہلے ہی سوال کیا تھا اسکو قتل ہو جانے دیجیے اسکی ذات سے
بڑے بڑے فساد برپا ہونگے عمرو نے ایک آہ کی کہا ملکہ برق لامع مین کیونکر اپنے دل کو سمجھاؤن دل نہین مانتا
اب تو یہ کیفیت ہے

نظم

قہر ہے موت ہے قضا ہے عشق
کہ مرے دل مین آچھپا ہے عشق
وصل مین احتمال شادی مرگ
دشمن آشنا نما ہے عشق
ہمکو ترجیح تپ سے ہے سینے
نام دوزخ کا کیون دھرا ہے عشق

سچ تو یون ہے بری بلا ہے عشق
بوالہوس اور لاف جانبازی
چارہ گر درد بے دوا ہے عشق
کس ملاحت سرشت کو چاہا
دلربا حسن و جان ربا ہے عشق
قیس و فرہاد و وامق ذو فنون

آفت جان ہے کوئی پردہ نشین
کھیل کیسا سمجھ لیا ہے عشق
سوچیے کیونکر فریب دلداری
تلخ کامی پہ با مزا ہے عشق
دیکھ حالت مری کہین کافر
مر گئے سب ہی کیا وبا ہے عشق

برق لامع خواجہ کے ان اشعار پڑھنے سے بیتاب ہوگئین کہا حضور آپ کا لشکر آپ مالک فوج جو مناسب جانیے
وہ کیجیے اتنا ضرور عرض کرونگی کہ اسکی ذات سے بڑے بڑے فتور برپا ہونگے مین تو آپ کی صحبت مین رہکر ہوئی جیسے
اپنے نام شراب کا لیا مین سمجھ گئی کہ اسمین فتور ہوگی ورنہ دل چاہا کہ کمال کے گردن اسکے دو ٹکڑے کرون آپ ہی کا
خیال مانع رہا خواجہ نے کہا اسمین کئی خرابیان ہین اگر ہم صرصر کو قتل کرینگے ہملوگ جو پکڑے جاینگے زندہ افراسیاب ہمکو
قتل کروا دیگا پھر کوئی عیار نہ بچیگا یہ کہکر حکم دیا صرصر کو قید کرو برق لامع نے کہا خواجہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیے
خواجہ نے کہا مین ضرور چلونگا برق لامع کا ایک غلام ہے شفیق جادو حکم ہوا یہی صرصر کو لیکر قید خانے مین قید کرے صرصر کو
لیجا کر شفیق نے قید کیا چونکہ اب خواجہ تشریف لائے برق لامع نے جلسہ آراستہ کیا خوابگاہ بہت آراستہ تھی
خواجہ نے بصورت اصلی آرام کیا صرصر شمشیر زن کہ حقیقت مین بلاے روزگار ہے شفیق کو جو دیکھا کہ مجھکو نگاہ بہت
دیکھتا ہے پہر رات گئے جب سناٹا ہوا بے اختیار رونے لگی شفیق جادو نے کہا اے شہزادی حسینان کیون اسقدر رنجیدہ
ہو صرصر نے کہا اے شفیق افراسیاب ہمپر بہت مہربان ہے ہم پروردۂ مہد ناز و نعم ہے یہ رنج و غم سہے نہین اٹھتا ہتکڑیان
بہت ستاتی ہین ذرا سیاہ آؤ تو مین حال دل کہون شفیق محبت مین صرصر کی خود بیقرار ہے صرصر پہچان گئی کہ یہ مجہپر عاشق
ہوا ہے اس ناز سے کہا کہ شفیق بیقرار ہوگیا اندر آیا باتین کرنے لگا کہا اے صرصر چونکہ عمرو تمپر جان دیتا ہے ہم زبان
نہین نکال سکتے ہین جب سے تمھین دیکھا ہے بہت بیقرار ہین صرصر نے کہا ذرا ہتکڑیان بیڑیان کاٹ دو شفیق جادو
نے اسیوقت ہتکڑیان ہاتھ سے صرصر کے کاٹ دین صرصر سے باتین محبت کرنے لگا صرصر نے باتون مین لگا کر شفیق
کو بیہوش کیا اپنی صورت بنا کر شفیق کو قید خانے مین ڈالدیا آپ بشکل شفیق باہر نکلی ساتھ والون سے کہا ذرا ہوشیار
بیٹھنا مین ابھی آتا ہون یہ کہکر دربارگاہ برق لامع پر آئی دیکھا کنیزین بھی ہین برق لامع و خواجہ اسی بارگاہ
مین سوتے ہین صرصر انتہائی برق لامع کو دیکھا بصورت اصلی سو رہی ہے پہلے تو خیال مین آیا کہ عمرو کو لیچلو پھر سوچی کہ
برق لامع کو لیچلو قریب آکر کاندھے سے دوشالہ ہٹایا روے زیبا دیکھکر دنگ ہوگئی دل مین سوچی ایسا نہو اسکی
آنکھ کھل جاے تو غضب ہو پہیرے سے ٹکڑے ہو کر برق لامع کو بیہوش کیا پشتارہ باندھا پشت سے [illegible]
کرکے لے نکلی راہ کو طے کرتی ہوئی جاتی ہے صبح ہوتے ہوتے لشکر مین زبرجد کے پہونچی زبرجد نے پوچھا اے صرصر بہت
لائین صرصر نے کہا مین بڑی بلا مین پھنس گئی تھی لیکن خداوند سامری و جمشید نے بچایا اب انکو قید کرو نامہ حیرت کا
پہونچا جب اسکے کار ہوا زبرجد نے برق لامع کو قید کیا حیرت نے لکھا تھا اے زبرجد نہ گھبرا [illegible]
جیسے تمھارا بڑا بڑا مطلب نکلیگا خواجہ عمرو جو صبح کو سوکے اٹھے دیکھا پلنگ برق لامع کا خالی پڑا ہے خواجہ گھبرا گئے

دیکھا صرصر کا بستر الگا ہو سمجھے کہ صرصر نکل گئی باہر آئے قید خانے میں آکر دیکھا تفتیش کو بصورت صرصر پایا اسکو ہوشیار کیا کہا
تجھ سے اے تفتیش نے بڑی غفلت کی صرصر برق لامع کو لے گئی اب تو لشکر میں بلا ہوا سب سردار آکر جمع ہوئے خواجہ سے کہا آپ تامل
کریں ہم جاکر برق لامع کو لاتے ہیں خواجہ کہہ رہے ہیں بڑا غضب ہوا میرے کہنے سے قید کیا اسنے فوراً اپنا کام کیا سب انتظام
تیار ہیں لشکر بھی آراستہ ہو مگر زبرجد نے بعد قید کرنے برق لامع کے کہا لشکر کو چلکر تباہ کرو صرصر تو چلی گئی زبرجد لشکر لیکر
چلا یہاں سب سردار آمادہ تھے کہ زبرجد نعرہ کرکے گرا خواجہ تو تکتا رہ گئے ہوئے سحر آپس میں چلنے لگے مگر لشکر بے سردار گھبرا رہا ہی
زبرجد نے سب کو مارا سو دو سو کے سینے کو برما کر نکل گیا ہزاروں ساحر مارے آخر سب کے پاؤں اٹھے دو دو کوس تک
زبرجد نے پیچھا کیا آخر طلا زبان ملکہ برق لامع بھاگے زبرجد سب کو بھگا کر ملتا پڑاؤ لوٹ لیا خیموں میں آگ لگادی خود
تو پیچھے کر ایک جانب روانہ ہو گئے لشکر مہرخ میں آئے سب کیفیت بیان کی سرداروں میں شور گریہ و زاری بلند ہوا
بادشاہ لشکر نے فرمایا کوئی تم میں ایسا ہو کہ جائے برق لامع کو رہا کرکے لائے زبرجد کو قتل کرے ملکہ گلگونہ رنگین پوش
نے کہا ہم جائینگے عمرو نے یہ بھی بیان کیا کہ بہار و باغبان اور تمہارے والدین کو افراسیاب نے آکر گرفتار کیا مگر برق
و چالاک اس فکر میں گئے ہیں یہ ذکر تھا کہ ہوا سے سر و چلی سب دیکھنے لگے دیکھا بہار و باغبان و مرجان لباس پوش
و الماس یاقوت چشم آکے پہونچے تمام کیفیت عیاری برق کی بیان کی ملکہ گلگونہ ماں باپ سے ملیں بہت خوش ہوئیں
اسی وقت گلگونہ نے اپنے کو آراستہ کیا اسباب سحر جھولی میں رکھا بارہ ہزار ساحروں کو ساتھ لیکر چلیں کنارے تک لشکر کے
سب سردار ساتھ آئے لشکر حیرت سامنے فروکش ہے سب دیکھ رہے ہیں کہ گلگونہ واسطے روکنے زبرجد کے جاتی ہی
کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ زبرجد جادو دریا سے خون میں نہایا ہوا فوج بھی اسکی لڑی بھڑی ہوئی برق لامع
اڑا سیاہ پرچم سے زرد رو شور و سرمست آکے پہونچا ملکہ حیرت کو جھک کر سلام کیا کہا حضور ایک دشمن کو تو آپ کے پکڑ لایا صرصر
نے بڑا کام کیا برق لامع کو گرفتار کرکے لائی حیرت نے کہا اے زبرجد اپنے کو عیاروں سے بچانا کہ حضور میں سب سے
ہوشیار ہوں دیکھیے طبل جنگی بجوا کر کیا قیامتیں برپا کرتا ہوں یہاں ملکہ گلگونہ ملیشا آئیں برق لامع کے قید ہونے کا
بڑا قلق ہو زبرجد نے پاس ملکہ حیرت کے کہلا بھیجا کہ طبل جنگی بجوائیے ملکہ حیرت نے نام پر زبرجد کے طبل جنگی بجوایا
ہرکاروں نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ مہرخ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں
چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا ملکہ حیرت سوار ہوئیں زبرجد ساتھ ساتھ آیا فوج ترتیب دیکر ادھر سے
لشکر مہرخ بصد کر و فر میدان کارزار میں آیا ملکہ گلگونہ بیقرار ہیں نقیبوں نے نقابت کی گرد بیٹھ چکا کہ لیکر نکلے
زبرجد نے مرکب پر تند بڑھایا حیرت سے اجازت لیکر میدان کارزار میں آیا للکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان

جسکو تمنا مرگ کی ہو نظارہ کرے گلگونہ نے اپنا طاؤس بڑھایا زبرجدی جو نگاہ جمال بیمثال گلگونہ پر پڑی گلگونہ کا
جمال عابد کش زاہد فریب زلفین عنبرین عارض انور پر لہرا رہی ہین صاف ظاہر ہے کہ ناگنیان من کو ڈسنے آئی ہین
یا شب و روز آپس مین مل رہے ہین سنبل پیچان رخسار پر آنکھون کی گردش نرگس شہلا کو آنکھین دکھاتی تھی سفیدی و سیاہی کی
نمود صبح و شام کی کیفیت نظر آتی تھی صف مژگان خونریزی پر لیس دلونکو مشتاق کرتی ہین ہجا ناز مژگان کا سمند ناز کو
تازیانہ ہے جملہ سراپا بے مثل زیب نظر چہرہ ماہ منیر طاؤس جو چمکا کے صف سے نکلین زبرجد کی آنکھون مین اندھیر
آ گیا بنگاہ غور جملہ اعضا کو دیکھ رہا ہے کمر نازک جسکو شاعر عدم کہتے ہین آج تو کمر کا ہونا ثابت ہوا قتل عاشقان پر
جیسے کمر باندھی ہے ابروے خمدار کو نیچہ ہائے اصفہانی سے مثال ہے خال عارض انور پر خال خال ہین اگر ہین تو باعث
ترقی حسن و جمال ہین یا انجم درخشان آسمان جاہ و جلال ہین ملکہ طاؤس بڑھا کر جب سامنے تخت مہرخ کے آئین
مہرخ نے پوچھا اے خوبی داد شمع انجمن محبوبی کیا ارادہ ہے عرض کی اس ہیچمدان نے بندگان عالی کو بہت صدمے
پہونچائے ہین اسکو قتل کرون ملکہ برق لامع رہا ہون تو دل کو خوشی حاصل ہو اگر حیرت آج مقابلے مین آگئین
تو یہ بھی یاد کرین کہ سحر کیا چیز ہے اسکو صدمہ پہونچے تو افراسیاب کو قلق ہو ملکہ مہرخ نے کہا بسم اللہ خدا تمکو مظفر
و منصور کرے ملکہ گلگونہ نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا زبرجد نے کسی سے پوچھا یہ نازنین کون ہے حقیقت مین کیا
حسن و جمال ہے ماہ آسمان کمال ہے اوس نے کہا ملکہ گلگونہ رنگین پوش نام ہے شہنشاہ اسیر عاشق ہین آرزوے وصل مین کئی
سال قید کیا عمرو نے جاکر اسکو رہا کر لیا زبرجد نے کہا کیا ہوا اگر شہنشاہ کو نہین مانا اور کسی کو قبول کریگی جب ملکہ
میدان مین آئین زبرجد ہنستا ہوا سامنے آیا کہا ملکہ عالم آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے گلگونہ نے کہا نام ہمارا
ملک الموت ساحران ہے او ہیچمدان یہ میدان کارزار ہے برق لامع کو قید کرکے بہت پھولا زبرجد نے چپکے سے کہا
اے ملکہ عالم خفا نہو جیے میرا تو ہاتھ آپ پر نہ اٹھیگا چاہتا ہون عمر بھر خدمتگذاری کرون کوہ زبرجدی کا بادشاہ
ہون سلطنت نثار چلکر اس مقام کو ملاحظہ فرمائیے ملکہ نے کہا تمھاری شہنشاہ گردن لینگے اس ہیچمدان نے اسی خیال
پر کئی سال قید کیا خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ انھون نے ہمکو زندان مصیبت سے چھڑایا یہ میدان کارزار ہے
اب سحر کر زبرجد نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا مین کیا کرون دل نہین مانتا دام زلف عنبرین مین پھنسا ہوا ہے
کشاکش مین پڑا ہون

نظم

زلف پر خم مین کیا پھنسا ہے	رنگ رنگ کے صفیر بولتا ہے	عنبرین مست اطلس لہرا رہا ہے
ہے بند غم یہ کیا کیا ہے	تیری آنکھون مین گم کیا ہے	ہر شور بی طاقت سیاہ ہے

حاجت سرمہ کی تجھکو کیا ہی
اور بت بندے کا بھی خدا ہی
کعبے کی جو ہی صف محراب

یہ بھی یارون کا طوطیا ہی
ساقی چن دے گلابیون کو
وہ ختم رسل کا نقش پا ہی

تو مجھسے اگر پھرا تو کیا ہی
اور ہی اور ہی غضب گھٹا ہی
ملکہ گلگونہ نے جھلا کر کہا کیا بیہودہ

بکتا ہی جو تونے پھیلایا ہی اُسی دام مین پھنسیگا زبرجد نے کہا میرا سحر دایس نہوگا ایسا نہو طلع نازک پر ملال
ہو یہ کہکر زبرجد نے ایک گولا جھولی سے نکالا اُسکو اپنے خون مین تر کیا خبردار خبردار کہکر پھینکا ملکہ گلگونہ نے
پھینکا تراشی قطرے خون کے ہتھیلی پر لیے گولے کو اشارہ کیا لو یہ خون حاضر ہی ہمراہیان حیرت کا بھی خون مینا
گولا ہتھیلی پر گرا قطرات خون پیگیا پی کر بلند ہوا لشکر حیرت پر جا کر پھٹا کئی سو ہلاک ہوے جسپر ایک ٹکڑا پڑا اُسکا
سر پھٹ گیا کسی کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا ٹکڑے دوڑتے پھرتے ہین جب حیرت نے جھلا کے
اشارہ کیا آواز دی ای خونخوار کیون دیوانہ ہوا ہی یہ لشکر شہنشاہ ہوشربا ہی تب وہ ٹکڑے تھوتھوا کر گرے زمین میں
غرق ہو گئے ملکہ گلگونہ نے کہا کیون او زبرجد اور جو مکر کریگا اُسے پھر سحر کیا گچھا پیکان کا پھینکا گلگونہ نے کہا
او پیکان تیر حیرت کے ملازمون کو لینا لشکر حیرت پر تیر چلے جب حیرت نے اشارہ کیا برق چمکی تیر لشکر سے
الٹے گئی سحر زبرجد نے کیے حیرت ہی کے لشکر پر آفت آئی حیرت نے اپنے مقام پر کہا آج زبرجد کی خیر نہین
معلوم ہوتی بیٹھے جب پھنسا ہی میان گلگونہ نے مسکرا کر کہا کیون ای زبرجد تم ہمارے عاشق صادق ہو تمھاری
جھولی مین خاک قبر جمشید کی ہی ایک رتی بھر اُسے کھالو پھر مزا عشق و عاشقی کا ملیگا زبرجد نے فوراً جھولی مین ہاتھ
ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی ایک رتی خاک کھالی کھاتے ہی بیقرار ہوا بے اختیار بلبلا کر یکا شعر پڑھا نظم

گلشن مین لالہ مین ہون کہ پھول مین جاے داغ
کیا دکھونہ دیکھیے عشق مین کیا کیا نہ پاے داغ
مینا ہی کس کا جامہ گلدوز غیر نے
دیتا ہی سخت ناخن غم روضہ اشیان
چھوڑا نہ لالہ زار مین ساتھ آتے غیر کا
دوزخ مین کچھ عذاب نہ پایا زبسکہ مین
تارون کے بدلے گن کے شب تار کاٹ دی
جلتا ہون اہل نازکی تبدیل جلد سے

اپنے تو دلنشین نہین کچھ بھی سواے داغ
زخمون پہ تم نے جھیلے ہین داغون پہ کھاے داغ
کیون تنگ ہو گئی مرے تن پر قباے داغ
دل کو پکیلے چہرے کے چیچک کے بجاے داغ
سو بار سینہ چیر کے مین نے دکھاے داغ
خو کردہ تھا یہ تاب و تپ شعلہاے داغ
ایام ہجر مین مرے کیا کام آے داغ
مومن غضب ہی آتش لذت فزاے داغ

یہ اشعار پڑھکر زبرجد کا چہرہ سرخ ہوا کہا ملکہ مین تو غلام ہون ملکہ مسکرائین سفیدی و براقی دانتون کی برق بنکر چمکی کہ خرمن
ہوش و حواس کو جلا دیا کہا جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے کہا اگر ہماری خواہش ہی اور دل مین کاوش ہی تو زود کام کر یعنی حیرت
کا سر لاؤ اور برق لامع کو رہا کرو ہم بھی تمھاری مدد کو موجود ہین بہت خوب کہکر زبرجد پلٹا سب حیران ہین کہ
زبرجد کہان آتا ہی ملکہ حیرت نے کہا ہی کہ گلگونہ کے سحر مین مبتلا ہوا اب اسکو لشکر مین نہ آنے دو اسی کے جادوگر
جنہ ملکہ برق لامع پر نگہبان تھے زبرجد نے پکارکر آواز دی اے افسر جادو برق لامع کی خطا معاف ہوئی زبان سے
سوزن نکال دے افسر جادو نے پڑھکر برق لامع کی زبان سے سوزن کو نکالا حیرت نے تخت پہ بیٹھے بیٹھے آواز دی
کہ برق لامع رہا ہوئی اب تو بیگی صاحبو ہوشیار ہو جاؤ کسی نے حیرت کی بات کا جواب نہ دیا برق لامع کی زبان سے
جو سوزن نکلی اپنے مقام پر تڑپی قید ٹوٹ کے گری اب جو بلند ہوئی آڑی ترچھی گری پہلے افسر ہی کے دو ٹکڑے کیے
افسر کا مرنا نگہبان بھاگنے لگے ایک طرف تو برق لامع تڑپ رہی ہو ایک طرف پڑھکر گلگونہ نے سحر کیا لشکر حیرت
پر آگ برسنے لگی ملکہ مہرخ نے بھی لشکر کو اشارہ کر دیا رعد و برق نے آکر اپنا سحر کیا بہار کا گلدستہ چلا مہرخ کا گل اچھلا
باغبان نے گیند پھولون کا مارا ہزارون دیو اٹھے بو سے سرخ مو سے کاکل کشا نے کاکل کھول پریشانی سے
چہرہ دکھایا ہلال سحر فگن چمکی انگشت نما ہونے لگی ہر طرف ہنگامہ گیر و دار بلند ہی زبرجد حیرت کو تاکے ہوے جاتا
ہی چاہتا ہی حیرت کا سر لاؤن معشوق کی خوشی کرون حیرت کا ٹوٹنے لگی بہار کے سحر کو مٹایا باغبان کے سحر سے
آگ لگا دی ملکہ مہرخ سے سحر چلنے لگا حیرت نے گولہ جو پھینکا طرف مہرخ کے چلا تخت پر گرا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا
حیرت نے چاہا بڑھکر مہرخ کو گرفتار کرون پشت پر سے زبرجد نے آکر ہاتھ مارا حیرت کا سر زخمی ہوا حیرت نے
پلٹکر زلفین عنبرین کو کھولا اب چرخ مارا یا سامری کہکر کھینچی زلفین عنبرین سے چند شعلہ ہاے آتش نکلے زبرجد پر
گرے مثل ہیزم خشک جلنے لگا اب حیرت جدھر جاتی ہی آفت کا سامنا برق لامع تڑپکر گری کہ سر کاٹ لے
نکل جاؤن حیرت نے دستک دی برق لامع دوسرے غول پر جا گری کئی سو کے سر اڑا دیے حیرت سب کے
سحر روک رہی ہی مگر دیوانہ وار وحشی مثال سر سے خون جاری عالم بیقراری گلگونہ کے سحر نے بہت تنگ کیا ہی
مصور صورت انگار بھاگ نکلے تمام سر اڑا الامان کرتے پھرتے ہین کئی سو سرداران نامی گلگونہ کے
سحر سے مارے گئے حیرت ہر مرتبہ ملکہ گلگونہ پر جاتی ہی جب گلگونہ سحر کرتی ہی حیرت ہٹ جاتی ہی گلگونہ نے سحر سے
آگ برس رہی ہی حیرت کی جان پر بنی ہی قضا سے کار حیرت تو اس آفت مین مبتلا ہی افراسیاب جادو باغ
سلیمان مین بیٹھا ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی انیس جلیس حاضر ہین دماغ تر سیمان جہان میلوین گائنین

بیان کرے آج جورو کو بچاؤ یہ کہکر حاذر نے ایک چیخ ماری منھ سے شعلۂ آتش نکلا اپنی آگ مین آپ جلکر رہگیا
افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا کہا ارے گانا موقوف کرو طائر طلسی نے ہوش اُڑا دیے کیسے انجمن کے خوف سنا دیے
جلدی مین افراسیاب نے انگشتر جمشید کو اُچھال دیا کیا کیا جبرین اس بچاؤ کو ممکن ہین جیسے ہی انگشتر کو اُچھالا ایک
شعلۂ آتش بھڑکا آواز آئی اے افراسیاب آج حیرت پر آفت برپا ہے گلگونہ کے سحر نے رنگ جمایا ہے باغ بہار خزان
بنایا ہے عمرو عیار فکر مین ہے کہ ذرا غافل ہو پکڑ لون سب سے زیادہ وبال مہار فکر مین ہین لیکن حیرت وہ چالاک و
چست ہے کبھی ظاہر کبھی باطن سب کو جواب دے رہی ہے لیکن سر زخمی ہو چکا خودسری نہ رہی سراسر آمادۂ مرگ و
یاس ہے تنہا کھڑی لڑ رہی ہے جس طرح صبح کو شمع سحری لہراتی ہے صورت رخصت دکھاتی ہے چہرہ زرد لب پر آہ سرد لبون
و عارض پر گرد یہ کلمات حسرت آیات سنکر افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا آج سب لونڈی غلامون کو
مار ڈالونگا ایک ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑونگا دشمنون کے قتل سے منھ نہ موڑونگا کنیزون نے جو افراسیاب کو
غصے مین دیکھا دامن سے لپٹ گئین کہا اے شہنشاہ تو ساحر یکتا ہے طلسم ہوشربا ہے ایسا نہو کوئی آفت برپا
ہو جائے افراسیاب نے سر جھکایا مثل بید کانپ رہا ہے اسی غصے مین آواز دی اے پیراہن نہ قبا جلد حاضر ہو
بند و بست کرنا ہوگا کسی کو بے کلی نہو دامن و گریبان کا خیال رہے پردہ پوشی ضرور ہے اگر حکم کے خلاف ہوا تو عقل
کا تصور ہے کنیزین حیران کہ یہ نیا آج شہنشاہ نے نام لیا دیکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا ایک سو کلی کا جامہ
آکر قائم ہوا افراسیاب نے کہا اے پیراہن نہ قبا تم پرستار سامری و جمشید ہو براے ساحران میخوار جام امید ہو
اپنے کو ظاہر نکرنا گلگونہ کو گرفتار کرکے کوہ پردہ پوش پر لیجاؤ کسی پر حال ظاہر نہو ورنہ عیار اپنے کو وہان
پہونچائینگے اب مین تدبیر مٹانے کی مسلمانون کے کرتا ہون افراسیاب نے جو یہ غصہ کیا اُس پیراہن کو جنبش ہوئی
اُڑتا ہوا غائب ہو گیا میدان جنگ ہو رہی ہے حیرت روتے روتے تھکی طرف باغ سیب کے دیکھ رہی ہے سر سے
خون بہ رہا ہے گلگونہ لڑتی ہوئی سامنے پہونچی سب طرف سے ساحرون نے سحر کیے حیرت نے ترنج پھینک کر چاہا
کہ بلند ہون کہ صداے مہیب آئی کہ اے حیرت نگران اسم ملکہ پیراہن نہ قبا ہون پوش طلسم ہوشربا حیرت نے
سر اُٹھا کر دیکھا ایک لباس سامنے معلوم ہوتا ہے اور کچھ ثبوت معین ہونا مہرخ نے جو یہ آواز سنی گھبرا کر کہا اے گلگونہ
بچنا دیکھا ایک قفس خود بخود سامنے آکر قائم ہوا آواز آئی اے گلگونہ اب تمھارا یہی مقام ہے چند سے کوہ پردہ پوش
کی سیر کرو اب نہ دیر کرو دیکھا سب نے کچھ سنہری پنجے آکر جسم سے گلگونہ کے لپٹ گئے زبان مین سوزن کو دیا
اُسی قفس مین گلگونہ کو بند کیا مرجان الماس پوش چلایا ارے غضب ہوا میری دختر کو گرفتار کر لیا ایک چشم زدن مین

لباس زنخس غائب ہوگیا اور ایک آواز آئی ای مسلمانان تمھاری بی ادبی کی انتہا ہوئی جاؤ اپنے مقام پر ورنہ سب مبتلاے بلا ہوگے مہار رایبی ساحرہ نے اسباب سحر ہاتھ سے پھینک دیا دیوانہ وار حرکات اتو انے لگی لڑکھڑا کر گری باغبان نے مہار کو اٹھایا باغبان کی بھی آنکھیں بند ہوا چاہتی تھیں کہ گلچین نے ہاتھ پکڑ لیا حیرت کے سر کا زخم غائب ہوگیا ہر سر و ہر تن موسے جو خون ٹپک رہا تھا وہ سب نابود ہوا سرداران اسلام اسباب سحر پھینک پھینک کر بھاگ گئے ملکہ مہرخ بھی پیچھے ہٹیں برق لامع و رعد و برق نے سرداران کو بیہوش اسکو عالم غشی مین دیکھا ہوادار پر سوار کر لیا مہرخ نے پکار کر آواز دی صاحبو نکل چلو طبل بازگشت پر چوب پڑی حیرت کو مصور وغیرہ نے بیچ مین لیا تخت پر سوار کیا یہ تو سب خوشی خوشی پلٹے ملکہ مہرخ سحر چشم نے سب سردارونکو عالم غشی مین اٹھا لیا کسی کے سر پر زخم کسیکا نشانہ نشانہ کسی کو یہ معلوم ہوا تھا کہ سحر نے دغا دی یا رو دیا گیا غرض تھا اس حال پر ملال مین سب سرداران اسلام لشکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئے گلگونہ کے ماں باپ کا عجیب حال تھا کے واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ملکہ مہرخ سے عرض کی کہ ای ملکہ عالم ہماری دختر کا ملنا دشوار ہے کبھی پردہ پوش کا کبھی نام نہ سنا تھا نہیں معلوم کہ پیراہن نہ قبا کون شخص ہے کہ جسکی آواز سے سب بیہوش ہوے تو جیسے لشکر آگے بہت مناسب ہوا کہ آپ نے طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ حیرت ایک کو زندہ نہ چھوڑتی خواجہ عمرو برق و چالاک جانسوز و ضرغام و قران مغل مین موجود ہین انجمن مشاورت منعقد ہے صلاحین ہو رہی ہین مہار و مخمور نے کہا ہم نہین جانتے کہ پیراہن نہ قبا کا کہاں مقام ہے کوہ پردہ پوش کسے کہتے ہین کہاں تلاش کرنے جائین کیونکر وہانتک پہونچین دو پہر رات آچکی تھی لیکن یہی چرچا ہے کہ کیا تدبیر کرین کہ زمین شق ہوئی سب نے دیکھا بہمن زمین سے سر نکالا سب سردار براے تعظیم اٹھے بہمن آکر دنگل پر بیٹھا کہا ای ملکہ عالم ہم قصر جمشیدی مین تھے جو ساحر تمہر گزرا بنگاہ غور دیکھ رہے تھے اتفاق سے ملکہ بران نے فرمایا کہ والد نامدار مرآت واقعہ مین دیکھیے کہ حال جنگ کیا ہے ہم اور کوکب و بران مرآت واقعہ مین دیکھ رہے تھے کہ آپ سب صاحبون نے وہ سحر کیے کہ حیرت اپنی جان بچا نہ سکتی پیراہن نہ قبا کا آنا دیکھا ملنے کو بھی اُسکے خیال کیا خدا نے بڑی خیر کی کہ افراسیاب نے بھی کہا تھا کہ گلگونہ کو گرفتار کر لینا اگر یہ حکم ہوتا کہ جاکر سحر کر دو اور وہ ملعونہ سحر کر دیتی تو کوئی سردار زندہ نہ بچتا ای شہنشاہ فوج عیاری آپ بائین جانب روانہ ہو جیسے مقامات ویران ملینگے بیچ مین لق قلعے ہین ساحروں مین مہار و باغبان و مخمور آپکے ساتھ ہوں ہم بھی جاکر فکر مین مصروف ہوتے ہین جس مقام پر موقع پائینگے ہم یا کوکب یا بران بھی ساتھ مدد کرینگے اب آپ دیر نہ کرین خواجہ نے کہا ای بہمن میرا جانا تو ناممکن ہے بقول شاعر مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل

اگر قرضدار نے گھیر لیا میری آبرو مین فرق آگیا مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم نے دس دس ہزار روپیہ ہنگام پیش کیے کہا استاد یہ تو حاضر ہی خواجہ نے چادر بچھادیا کہا سب صاحب موافق اپنی اپنی لیاقت کے نذر کرین روپیہ اشرفی زیور سرداروں نے پھینکنا شروع کیا مبلغ خطیر جمع ہوا خواجہ نے وہ روپیہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور پکار کر آواز دی ای منتظمان زنبیل جو یہ حقیر پہونچا ہے اُسکو تو داور بھی تدبیر ہو گی یہ کہکر زنبیل کو بند کیا باغبان و مہیار و مخمور سے برہمن نے کہا آپ خود راز دار طلسم ہین افراسیاب نے بڑا جاہ و جلال دکھایا ایک ساحر کو بلایا یہ شعبدہ دکھایا آپ لوگ طرف مشرق کے جائین مین خواجہ کو ساتھ لیکر آتا ہون برق و چالاک سے کہا آپ لوگ ہمیشہ خواجہ سے دعواے ہمچشمی رکھتے ہین کوہ پردہ پوش کو دریافت کر کے تشریف لائیے اور میرے ساتھ جانا مناسب نہین ہے برق و چالاک نے کہا ہمکو کسی کی احتیاج نہین خدا چاہیگا تو پہونچینگے اول باغبان و مہیار و مخمور روانہ ہو گئے اُسکے بعد برق و چالاک چلے برہمن نے خواجہ کو تخت پر سوار کیا آپ پہلو مین بیٹھا تخت اُڑتا ہوا چلا خواجہ کو لیکر ایک صحرا مین آیا تخت اُتارا خواجہ نے دیکھا ایک پردہ اُس صحرا مین کھنچا ہوا ہے برہمن نے کہا خواجہ یہ دہنہ کوہ پردہ پوش ہی مین سحر کرتا ہون پردہ ہٹیگا اُدھر سے سیت ساحر غل مچا ئینگے کہ آنے والے اسطرف نہ آنا ورنہ جان جائیگی آپ اسطور سے داخل ہو جیے کہ اپنے کو ساحرون سے بچائیے جہان محل ہو گا مین بھی حاضر ہو نگا خواجہ کمر باندھ کر کھڑے ہوے خنجر ہاتھ مین ایک کاندھے پر گلیم عیاری ایک کاندھے پر جال الیاسی پیچھے کمند آصفاے باصفا کے بازوؤن پر لپٹے ہوے برہمن نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے سحر کیا جھونکا ہواے تند کا چلا پردہ اُٹھا خواجہ نے دیکھا کئی ہزار جادوگر نیزے اور تلوارین ہاتھوں مین لیے ہوے کھڑے ہین جیسے ہی پردہ اُٹھا اُن جادوگرون نے آواز دی ای برہمن ہمنے پہچانا تیرے سحر سے پردہ اُٹھا عمرو عیار کو لیکر آیا ہے خبردار اسطرف نہ آنا کبھی کوئی شخص اس پردے مین سنتے آیا ہی کہ پردہ پوش کا نہین ہے کیون دھوکا کھاتے ہو عمرو نے جو یہ غلغلہ سنا ارادہ کیا کہ جست کر کے جاؤن لیکن ٹکا پردہ گر پڑا برہمن نے کہا خواجہ غضب کیا مین دو مرتبہ اور سحر کرتا ہون اگر تیسری مرتبہ بھی آپ نہ گئے مین تو کیا ہون اگر تمام عالم اگر سحر کریگا تو پردہ نہ اُٹھیگا خواجہ نے کہا مین ابکی مرتبہ ضرور جاؤنگا برہمن نے پھر سحر کیا پردہ اُٹھا خواجہ نے آمادہ مرگ و میاے تھا ہر کر جست کی پردے کے اُس پار پہونچے تمام ساحر تیر و تفنگ لیکر دوڑے عمرو نے گر کے گرتے کسی پر حباب مارا کسی پر حلقہ کمند مارے حقہ آتشباری داغ دیا دو چار ڈھیر ہوے گر کے کسی کو خنجر مارا کسی کو تلوار ماری جب دس پانچ جادوگر مر گئے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا غبار کا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین خواجہ ایک جانب بھاگ گلیم عیاری کو اوڑھ لیا لیکن ایک صدا آئی ہے خواجہ ایک ... کہ مین جا کر چھپے ... باہر سے دیکھ رہے ہین کہ صد ہا جادو گر

چار جانب دو دو سے دو رُکے پھر رہے ہین اگر کسی مسافر کو جاتے ہوئے دیکھا عمرو جاتا ہے کہ پکڑ لیا اکثر
مسافر گنوار اسی نام پر مارے گئے جب قتل کر چکے دیکھا صورت نہین بدلی آپس مین چرچے ہوتے ہین کہ عمرو عیار نے بھا
صفت مین مسافر مارا گیا شام تک جنگل مین یہی ہنگامہ رہا شام کو وہ جادوگر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اپنے مقام پر
چلے گئے جب خواجہ نے دیکھا کہ جنگل مین بالکل سناٹا ہو گیا تابان فلک پر برآمد ہوا خواجہ ایک ضعیفہ کی شکل بنا کے نکلے
لٹھیا ہاتھو مین کمر مین خم تمام جسم پر جھریان پڑی ہوئین وہ جھریان سطور صفحہ ہستی مٹا رہی ہین خم کمر خم کمان کو جو تیر تدبیر
پورا بیٹھتا ہے نشانہ نہین چوکتا صحرا طے کرتے ہوئے جاتے ہین چار جانب سناٹا ایک نخل کے سایے مین خواجہ آکے بیٹھے
جیسے راہگیر تھک کر بیٹھتا ہے یاد کر رہے ہین برہمن نے ہمسے کیا کہا تھا خیال مین گذرا کہ یہی کہا تھا کہ اول اپنے کو
قلعہ خون چکان پر پہونچانا نہین معلوم کہ وہ قلعہ کہان ہے کہ دیکھا عمرو نے سامنے سے ایک جادوگر دوڑا ہوا آتا ہے جب
قریب آیا کہا کیون بڑی بی عمرو عیار تو اسطرف نہین گذرا ملکہ عالم نے پتہ دیا ہے کہ صحراے رستخیز مین عمرو آیا
ہے مجھکو ڈھونڈھتے ہوئے عرصہ گذرا کہین پتہ نہین ملا عمرو نے کہا میان دست دشمن کو تو مین نہین پہچانتی لیکن ایک شخص
دُبلا پتلا ناٹا سا ایک گنوار کے ڈھنگ کا ادھر سے آتا دیکھا تھا اُس ساحر نے کہا یہی عمرو کا پتہ ہے بڑی طمع اُسکو دامنگیر ہوئی کہ
گنوار اسکو پکڑ لیگئے عمرو نے کہا جی ہان تو وہ دبلا پتلا تھا لیکن بڑے بڑے قد کے گنوار جس پر اُسنے ہاتھ ہلا دیا
وہ بیہوش ہو گئے پھر اُسنے خنجر مارا دھوتیان سب کی اُتار لین ننگے لاشے کنوئین مین ڈالدیے ادھر بھاگا ہوا گیا ہے
وہ جادوگر اسی جانب دوڑا رات بھی کسی قدر آچلی ہے وہ جادوگر دو تین کوس گیا کہین پتہ نہ پایا دیکھا آسمان سے ایک
پتہ اُڑتا ہوا آتا ہے وہ پتہ گود مین اُس جادوگر کی آکر گرا اُسپر حرف سے پیراہن کے لکھا تھا اے اقلیم اسوقت بذریعہ علم نجوم جو
مین نے دیکھا صاف ثابت ہوا کہ جس بڑھیا سے تو نے پوچھا تھا وہی عمرو عیار تھا اب کہ اسکو پکڑے اقلیم اس مضمون کو پڑھکر
دوڑا کہ پھر جا کر اسی سے دریافت کرون یون کیونکر گرفتار کرون کہ نزدیک ہوکے اُسکے گردن اُس نخل کے پاس آیا بڑھیا کو وہان
نہ پایا سوچا کہ اور کسی طرف چلا گیا اس حیرانی مین کھڑا تھا کہ دیکھا ایک آہوے صحرائی جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے لیکن دودھ
آہو کا ایسا لوگ مین دودھ بھرا ہوا آدمی کو دیکھکر جست و خیز کرنے لگی اقلیم نے تھوڑے گھاس کے توڑ کر ہاتھو مین لیے چمکارا
معلوم ہوا کہ مادہ آہو پالو ہے شستی ہوئی سامنے اقلیم کے آئی اقلیم نے گلے پر ہاتھ ڈالا مادہ آہو گری تڑپنے لگی اقلیم نے
کمر سے چاقو نکالا منظور ہوا ذبح کرون سینے پر گھسا رکھا سینہ چیرا دودھ کی دھار بلند ہوئی منھ پر اقلیم کے دودھ کی
دھار پڑی اثر کر گئے گرا شکم پر مادہ ہو کے گھٹا بان کی تین گھنٹہ یان کھول کر خواجہ پوست آہو سے نکلے نوما کے
خنجر مارا جادوگر اندھیرا ہو گیا خواجہ عمرو نے کپڑے اُتار لیے کہ ٹٹول رہے ہین انگوٹھیان چھلے اُتار رہے ہین اس عرصے مین

آسمان سے گڑگڑاہٹ کی آواز آتی صدا یہ تھی کہ او ساربان زادے غضب کیا میرے جوان بھائی کو مارا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا عمرو نے چاہا جست کر کے بھاگوں اُسنے سحر کیا آواز دی منم سلیم اختر شمار یہ کہکر زمین پر آیا خواجہ کو گرفتار کیا کہا او ظالم تو نے جوان بھائی کو مارا اب تیرے خون کے پیاسے ہین خواجہ منت کرنے لگے کہ بھائی کیا کرنا مین نے ہزارون جادوگر مارے لیکن تم ایسا ہوشیار ساحر زبردست نگاہ سے نہ گذرا تھا سلیم نے کچھ جواب نہ دیا لاکھ عمرو نے منتین کین سلیم نے کچھ خیال نہ کیا چمین سے کہتے ہین کہ خواجہ ابتدائی صحرا مین گرفتار ہو سکے سلیم نے پنجہ قہر مین خواجہ کو دبا لیا کہ چلا اُڑتا ہوا جاتا ہے فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی بچھایا ہے ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین اکثر طائرون کو صبح کا دھوکا ہوتا ہے آشیانون سے چہک اُٹھتے ہین بیت رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ٭ باغ پر تھا گمان پوتیار ٭ قضاے کار مالک قلعہ خونفشان ملکہ آتش فشان جادو بالاے قلعہ فرش معقول بچھائے بیٹھی ہے اُسمین جلسین جمع ہین اسباب عیش ونشاط موجود شراب وکباب کا چرچہ ہو رہا ہے ایک مہ جبین شوخ وطرار موسوم بہ گلعذار تانین اڑا رہی ہے یہ غزل بصد سوز وگداز گا رہی ہے

غزل

مہربان اتنی تمھاری مہربانی چاہیے ٭ شکل مو سے چاند سی صورت دکھانی چاہیے
ساقیا جام شراب ارغوانی چاہیے ٭ عیش وعشرت سے بسر ہو زندگانی چاہیے
ضعف سے گیندے کی صورت میری رنگت زرد ہے ٭ اُس گل تر کی قبا بھی زعفرانی چاہیے
فصل گل آئی مگر مینا سے دل خالی رہا ٭ ساقیا مجھکو شراب ارغوانی چاہیے
کہتے سُننے پر رقیبون کے عمل لازم نہین ٭ اپنے عاشق سے نہ مجھکو بدگمانی چاہیے
اے دل بیتاب بلبل کی طرح نالے نہ کر ٭ غیر پر ظاہر نہ ہو راز نہانی چاہیے
اشک خون رویا ہون برسون مسی لب کے دھیان مین ٭ یاد مین دندان کے اب گوہر فشانی چاہیے
شربت قند لب شیرین کا بس پیاسا ہون مین ٭ چشمۂ حیوان کا مجھکو میٹھا پانی چاہیے
زہر کھانے کوئی عاشق کوئی اپنا خون کرے ٭ تجھکو تو اے لالہ رو پوشاک دھانی چاہیے
اے صنم وہ کشتۂ ابروی عالم ہو گیا ٭ نور پر اب کیا تجھے تیغ آزمانی چاہیے

آتش افشان جادو دست بیٹھی ہے سر جو طرف آسمان کے اُٹھایا دیکھا کہ ایک جادوگر کسی کو پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتا ہے کنیزون نے پہچان کر کہا کہ سلیم اختر شمار ملازم ملکہ حیرت ہے نہ جانے کسی کو لیے جاتا ہے ملکہ آتش فشان نے آواز دی اے سلیم الگ الگ کہاں جاتے ہو سلیم نے چلکر جواب دیا حضور یہ ٹھہرنے کا وقت نہین ہے اسوقت یکو ندم

بڑا کار ضروری ہے آتش افشان کو ناگوار ہوا کہ ایک خدمتگار کو ہم جو پکارتے ہین وہ نہین آتا پھر پکار اسنے پھر جواب سخت دیا جب تو آتش افشان نے ترنج اٹھا کر مار دیا سینے پر سلیم کے پڑا تو ڈکر پشت کو پار گذرا خواجہ پیچھے چھوٹے زمین پر گرتے گرتے آواز دی ع ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد آتش افشان نے کہا اے شخص تو کون ہے عمرو نے کہا گویا آپ کا بھیک میان سلیم نے گانا سنا چار آنے دینے لگے مین نے کہا حضور مجرے کی رقم دیجیے پانچ روپیہ ہوکتے ہین وہ ایسے خفا ہوے کہا چلو جنگل مین لیجا کر قتل کرونگا آپ کو سامری و جمشید سلامت رکھین کہ آپ نے بچا لیا جو دیجیے گا لے لونگا دو چار اشعار سنیے سازندون کو حکم ہو ساز درست کرین پھر گانا سنیے کیفیت حاصل ہو ملکہ نے کہا سلیم نے بڑی بدعت پر کمر باندھی تھی بیچارے گویے کو قتل کرنے لیے جاتا تھا مردود ظالم تھا لا شہ اسکا باہر پھینک دو سازتیار ہوے عمرو نے سامنے بیٹھ کر آتش افشان سے آنکھ ملائی یہ اشعار عاشقانہ اپنے رنگ مین گانے لگے

نظم

آیا ہے خیال بے وفائی
کیا تیری ہوئی ہو گئی خدائی
چاہا لیکن نہ بچ سکے ہم
پہ بار ہوئی مری کمائی
تو بھولی شباب مین کر
آفت کی رات سر پہ آئی

کیون جی وہی گفتگو پھر آئی
صحرا مین ہوئی گمر فشانی
آخر تیغ نگاہ کھائی
بوسہ ہم آج مانگتے ہین
کب تک اے جان پارسائی
رخصت ہے زخم جان دیکھو

او بت نہ سنیگا کوئی میری
کام آئی مری برہنہ پائی
تو زار کا خون سے آبلون کو
کرتے ہین قسمت آزمائی
کاٹا دن تو تڑپ تڑپ کر
کر لو گر ہو سکے بھلائی

عمرو کا گانا حقیقت مین سحر ہے آتش افشان جادو گھڑی بھر مین گم ہو گئی کہا کیا کہنا حقیقت مین تمھارا مثل نہین ہے عمرو نے کہا حضور آپ نے ابھی کیا سنا ملکہ نے کہا اس سے زیادہ بھی کوئی کمال ہے عمرو نے کہا حضور ساقیگری بھی خوب کرتا ہون سر سے شراب پلاؤن پاؤن سے بانسری منھ سے گاؤن ہاتھون سے بتاؤن تب آپ کو میرا کمال ظاہر ہو آتش افشان نے کہا استاد یہ تو بہت مشکل ہے عمرو نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے مجھے کلید میخانے کی عنایت ہو آتش افشان نے کنجی انعام بند سے کھولکر دیدی خواجہ میخانے مین آئے تہ خانون مین بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی یارو ہم ساقی ہین کوئی باقی شراب پیتا ہو جسقدر چاہو پیو پیٹ گلابیان قرابے اٹھا اٹھا کر باہر جانے لگے سارے قلعے مین غل مچا کہ آج ایک گویا آیا ہے وہ ساقیگری کریگا کوئی باقی نہ رہیگا سب کو شراب تقسیم ہو رہی ہے جو نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑ پڑے خواجہ نے حکم دیا دکانداروں کو بھی پلاؤ سبکو شراب تقسیم ہوئی جلسہ وسیع تھا ذرہ ذرہ گلابیان آراستہ کر کے خواجہ محفل مین لائے

جسنے شراب کو اس سلیقے سے دیکھا منھ سے رال ٹپک پڑی کہا صاحبو کس سلیقے سے شراب لا یا ہے نہ پیتا ہو اُسکا بھی پینے کو
جی چاہے عمرو نے گھنگرو پاؤن مین باندھے جام سر پر رکھا غزل مضمون شراب کی پڑھتے ہوے کبھی جام کو سر سے اچھال
پھر سر ہی پر روکا سب تعریفین کر رہے ہین سر سامنے آتش افشان کے جھکایا کہا ایسے مالک کو سر سے شراب پلانا
چاہیے آتش افشان نے دونون ہاتھ بڑھائے جام لیکر پیا اب تو عمرو نے دور باندھا شراب چلنے لگی جام بے پاؤن
چل رہا ہے تمام محفل مین تعریفین ہو رہی ہین قلعے مین جوتی پیزار چلنے لگی بازار مین ہنگامہ ہے دوکاندار دوڑتے پھرتے ہین
بعض منھ کے بھل گرتے ہین ہر گلی کوچے مین جادوگرون کے انبار ہین مکان مین شراب پی ہوا کھانے کو کوٹھے پر چڑھے
بیہوشی نے جو خبر لی کوٹھے پر سے کود پڑے عورتون نے بچے گود سے پھینک دیے کہتی ہین ہمکو کوئی آسمان پر
لیے جاتا ہے اب پھینکا چاہتا ہے گلیون مین غل ہے آج شراب نے بڑا مزا دکھایا بعض کو گانے کا شوق ہے جبتک راہ چلتے ہین
نہ گانین رہتے نہ کٹے یاد آیا کہ بی لذت بخش نے کیا عمدہ غزل گائی تھی اُسکے چند شعر یاد ہین یہ کہکر گانے لگے سم پر
پاؤن پڑتا ہے گندھری کا مقام جو آیا گلا ہلا دیا تان جو ماری اُڑتے ہوگئے دھکر اکر گرے زمین پر پڑے ہین لیکن دماغ عرش معلی پر
پڑے پڑے کہہ رہے ہین کہ ہم آسمان پر جائینگے تارے توڑ کر لائینگے دوست احباب کو دکھائینگے آج کی شراب نے بڑا مزا
دیا میان آج یہ رنگ ہے صحبت مین جو خواجہ نے سب کو شراب پلائی خواجہ کھڑے ہو کر غزل عاشقانہ گا رہے ہین آتش افشان
سے آنکھ ملا کر فرماتے ہین کیون ملکہ عالم نشہ شراب کا ہوا آتش افشان کہتی ہے استاد کیا کہین نشہ شراب ہے تو عمدہ چیز
ہے اسکا نہ پینے والا بدتمیز ہے کنیزین عمرو کو تاک رہی ہین کہتی ہین استاد تجھے بڑا کمال کیا ایک آدمی اور اسقدر کمال
وہ جادوگر بڑا منصف تمہارات بھر گوایا اور پھر قتل کرنے کو لیچلا تھا آخر کتے کی موت مارا گیا اب بھی سامنے چلا آتا ہے آنکھ
نکالدین یہ کہتی ہوئی اُٹھین کہ او جادوگر ہٹ جا استاد سے نہ بولنا ہم لوگ گانا سن رہے ہین دیکھتا ہے خوشی مین
سر دھن رہے ہین کنیزین اُٹھ اُٹھ کر گرنے لگین آتش افشان نے کہا آج میری کنیزون کو کیا ہو گیا آخر کس بات سے
گرتی ہین آتش افشان کے پاس مصاحبین جو بیٹھی ہین ایک نے دوسری سے کہا لو غضب ہوا تمھین سانپ کا خیال
آیا ہے جیسے کی جھاڑ کا سر پر جلس اتحاد لکھنے والی نے سمجھا سانپ سر پر بیٹھا ہے جسکے سر پر بتایا تھا کہ سانپ بیٹھا ہے
جوتی لیکر اُٹھی اُسکے سر پر جوتی ماردی اُسنے کہا واہ لو اسر پر ہمارے جوتیان مارتی ہو دونون مین دانتا کلکل ہونے لگی
لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہو گئین ایک صاحب بڑے پائچون کا پائجامہ پہنے بیٹھی تھین آگے ڈھیر لگا تھا ایک نے جو نگاہ
غور دیکھا کہا لو بڑا غضب ہوا تمھاری گود مین کتیا نے بچے دیے ہین وہ نشے کے جوش مین بولی کب کتیا حرامزادی
نے گو مقرر کیا دوسری نے کہا لو انہ گھبراؤ مین ہاسے لیتی ہون اُٹھ کر ایک لات ماری اُسکے پیرو پر لات پڑی بعض

بیٹھے ہوئے مونچھون کو بل دے رہے ہین نشے کا جوش بیہوشی مین اپنی رعنائی کا ہوش ایک نے کہا بھائی تمھاری
مونچھ پر کوا بیٹھا ہے دوسرے نے کہا نہ گھبراؤ مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکر ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہا ہے ہے
غضب ہوا کوا تو اڑ گیا مونچھ میرے ہاتھ مین رہگئی عجب عجب فقرے اُس صحبت مین ہو رہے ہین خواجہ اس فکر مین
ہین کہ آتش افشان بھی بیہوش ہو تو مین دست اندازی کرون آتش افشان تال سم کی تعریفین کر رہی ہے خواجہ
نے گنگنا کے بھیرتان لگائی آتش افشان نے کہا استاد تم گاؤ مین بھی ناچونگی دل مین تو مزا بھرا تھا ہاتھ چمکاتی ہوئی
اپنے مقام سے اُٹھی چند قدم چلی تھی پوری گت نہ ہونے پائی تھی کہ اُلٹی پڑی گت ہوئی خواجہ نے نعرہ کرکے خنجر مارا
آتش افشان کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا اسکا تھا کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا آوازین مہیب آنے لگین خواجہ غل کرو دستے
لگے قتل بھی کرتے جاتے ہین جسے قتل کیا اندھیرا ہو گیا کنیزین پڑی تڑپ رہی ہین کسیکا دوشالہ اتار لیا کسیکا دوپٹہ اتار لیا
زیور سب کے اتار رہے ہین خواجہ تو میان لوٹ رہے ہین لیکن پیراہن نہ قبا قلعہ پر وہ پوش مین بیٹھی ہے گلگونہ
قفس لٹکا ہوا ہے مصاحبین گرد بیٹھی ہین اُنسے کہہ رہی ہے افراسیاب نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا گلگونہ کی قید
میرے سپرد کی عیاران اسلام میری خاطر مین چلے ہین مگر کیا مجال جو مجھ تک پہونچین لو مبارک ہو سلیم اختر تمھارے سبب
عیارون کے گروہ کو پکڑ لیا جیسے ہوئے آتا ہے یہ کہکر صورت حبشن ہوئی انہین جلیبین خوشیان کر رہی ہین کہ ہماری
آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے آپ کا سحر تمام عالم مین مشہور ہے آپ کی محبت کا ہمکو بھی جوش ہے آپ کی ذات طلسم
ہوش ربا کی پردہ پوش ہے جیسے سحر آپ نے حاصل کیے کسی کو نہین آتے سامری جمشید زندہ ہوتے تو
آپ کی قدر کرتے پیراہن نہ قبا خوش بیٹھی ہے بقول شخصے پیراہن مین نہین سماتی کہ خبر پہونچی سلیم اختر تمھارا یار
گیا بذریعہ نجوم کے معلوم ہوا عمرو قلعہ آتش افشان کو لوٹ رہا ہے کہا اے دامن جادو جلد جا عمرو کو گرفتار
کرکے لاؤ اُسنے تو غضب کیا قلعہ آتش افشان میں اُن کو بیہوش کرکے قتل کر رہا ہے دامن بہت خوب کہکر روانہ
ہوئی میان خواجہ بارگاہ سے قتل کرتے ہوئے اب بیرون بارگاہ آئے چہ سبز پوش پڑے تھے خواجہ کے
ہاتھ مین خنجر انکو بھی قتل کیا گھرون مین سب کے گھس جاتے ہین اسباب لوٹتے پھرتے ہین وہان سے جو دامن جادو
حکم پیراہن چلی تھی خواجہ ایک مکان مین گھسے ہوئے لوٹ رہے تھے دامن جادو نے دور سے دیکھا یہی عمرو
عیار ہے دیوار پر آکر پاؤن قائم کیے وہین سے سحر کیا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے دامن جادو زمین پر
آئی کہا او ظالم ہزارون جادوگر مارے گئے کتنے لوگ تیرے ساتھ ہین عمرو نے کہا مین غریب آوارہ دشت ہون
مجھے رونا چاہیے میرے ساتھ تو کوئی نہین دامن جادو نے کہا او ظالم تو تلاش مین گلگونہ کی نکلا ہے ہماری ملکہ

علم نجوم مین نہایت کامل واکمل ہین وہین سے بیٹھے بیٹھے کہدیا کہ عمرو قلعہ آتش افشان مین ہو آتش افشان کو
مار ڈالا قلعے کو لوٹ رہا ہو وہی دیکھا جو ملکہ نے حکم لگایا تھا اب تم اپنی فکر کرو یہ بھی فرمایا ہو کہ چالاک و برق بھی
ہماری فکر مین نکلے ہین جسوقت قصد کرینگے انکو بھی گرفتار کرلینگے خواجہ نے کہا جو تقدیر مین ہوگا وہ پیش آئیگا ادہر عمرو
نے قلعے کو اسی حال پر ملال مین چھوڑا خواجہ کو لیکر روانہ ہوگیا طرف پیراہن نہ قبا کے چلی کہ اسکا ذکر وقت پر
کیا جائیگا اتنا تحریر کرنا ضرور ہا کہ عمرو اسکا مخفی جاتا ہو دامن لیکر خواجہ کے سامنے پیراہن کے آئی پیراہن اچھلنے
کودنے لگی کہا آج مین نے سارے طلسم ہوشربا پر احسان کیا وہ شخص گرفتار ہوا کہ جسکے مقدمے مین سامری وجمشید
بھی عاجز ہو کر لکھ گئے ہین کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہو حقیقت مین اسنے ملک کے ملک ساحرون سے
مٹا دیے عنطلی آباد مین کہ شرہ ہزار جادوگر رہتا تھا سب کے قتل کا یہی باعث ہوا خدائی زرزہشت کی پڑھے
زعدون پر تھی وہان کے اکثر عجائب وغرائب ہوشربا کے تھے جھکتے تھے اُسکو بھی اسی نے برباد کیا جلد نامے تیار کرو
ہمارے خواجگان ادن کو بھیجو اسی قلعے پر اگر جمع ہون اس روز جشن کرینگے اسکا اور گلگونہ کا سر کاٹ کے خدمت مین
شہنشاہ کی روانہ کرینگے شہنشاہ کو بھی معلوم ہو کہ پیراہن نے طلسم ہوشربا کو بچا لیا حکم سامری وجمشید خلاف نکلا کہ
سمع نامے لکھے گئے ساحر لیکر چلے کہ ان سب کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب یہان سے حال خیریت مآل برق وچالاک
کا لکھا جاتا ہو کہ یہ دونو کئی دن ساتھ رہے ایک دن برق نے کہا خلیفہ صاحب الگ الگ ہو کر چلیے جب یہ وقائع
لکھے جائینگے صاحبقران انصاف فرمائینگے کہ خواجہ کو برہمن لیکر نے ہمکو حکم ہوا کہ وہین آؤ ہینے نشان سے خبردار
نہین مگر رہبر کامل منزل مقصود پر پہونچائیگا گوہر مراد ہاتھ آئیگا اب میری صلاح یہی ہو کہ آپ الگ جائیے مین الگ
جاتا ہون حافظ حقیقی ہمکو بھی پہونچا دیگا چالاک و برق الگ الگ روانہ ہوے اول حال برق تحریر ہوتا ہو
برق کے خیال مین آیا کہ یہ طلسم ہوشربا ہو یہان کے عجائب وغرائب غضب کے ہین ایسا نہو کسی آفت مین
پھنس جاؤن ایک گوشے مین بیٹھکر رنگ وروغن عیاری کا نکالا صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک مقام پر جا کر دیکھا کہ جنگل ہو
ایک جنگل سرسبز وشاداب اُسپر جھولا پڑا ہو چند نازنینان مہ جبین نہایت حسین خوش رو خوش خو جھول رہی ہین جیسے ہی
برق قریب آیا ایک نازنین نے پکار کر آواز دی ای ملکہ صرصر شمشیر زن خدا میان آؤ ہمکو پینگ دیدو دیکھو چپا طرف
آگ لگی ہوئی ہو ایک نے کہا یہ چند اشعار مضمون آگ کے تو سن لو پڑھے اُستاد کے کہے ہوے ہین اشعار

گل دیکھ سکے وہ عذار آتش
دل کے ترے اب بخار آتش

کیا کیا ہی جلی ہی یار آتش
ہو وے نہ مقابل تف دل

پھونکا نپ غم نے جی کو نکلا
بھڑکا سے کوئی ہزار آتش

آف رہی تب گرمی محبت
یاں دل میں لگی نگار آتش
میں آہ زبان کش جو کھینچوں
لگ اٹھتی ہو ایک بار آتش

اس نام پہ جان نثار آتش
مست آئیو میری خاک پر تو
باندھے ہو ابھی حصار آتش

تو نے تو وہاں لگائی مہندی
برسے ہو سر مزار آتش
پڑھتا ہو کہیں غزل جو مومن

ایک نازنین نے تو جھر جھری لیکر پکارا ایک نے یہ غزل بہ ردیف آتش پڑھی میری
نے کہا لو جلدی آؤ بینگ مجکو دو چوتھی نے کہا بچا زنو یہ صرصر نہیں ہو اب برق کا ٹکا پانچویں نے کہا لو اوڑ رنگ
ہو برق فرنگی دماغ میں بیر اٹھا تضا کا نکلا اب کوہ پردہ پوش کی بربادی کا وقت قریب آیا یہ نگوڑا جانے
نہ پائے چالاک کہاں گیا عمرو قید ہوگیا بی گلگو قفس میں بند ہیں یہ باتیں جوان نازنینان حسین سے کہیں
برق بھاگا یہ کہتا ہو خدا خیر کرے ہائے استاد پکڑ لیے گئے یہ حرامزادیاں سچ کہتی ہیں خدا ایسا نہیں کرے کہ ہم
جاکر استاد کو رہا کرین میاں پرہم نہ پہنچیں گی کوس بھاگا ہوا گیا وہی آوازیں کان میں آرہی ہیں کہ برق
بھاگا جاتا ہو کوہ پردہ پوش کی پردہ پوشی ساحری و جمشید کریں برق کے ہوش درست نہیں کبھی کسی پہاڑ
پر چڑھ گیا وہاں سے گھبرا کر اوتر کر دامن کی پہاڑ طے کیے تب وہ آواز آنا موقوف ہوئی ایک درخت کے سایے میں
بصورت صرصر ٹھہرا اوس درخت پر ایک عندلیب خوشنوا بھی زمزمہ سرائی کر رہی تھی یکایک پکار اٹھی میاں برق منا
تشریف لاتے ہیں برق نے پتھر زمین میں رکھکر مارا عندلیب نے آفت جو کی پتھر قطرہ آب بنکر زمین پر گرا عندلیب
آواز دی بھلا نگوڑے تو بڑا گستاخ ہے صحرائے طلسمی بہت فراخ ہو برق وہاں سے بھی بھاگا کوس بھر تک یہی
آواز کان میں آئی کہ بلبل پکار رہی ہے بھی لمکر للکار رہی ہو کہ برق کو پکڑو یہ جانے نہ پائے برق پانچ کوس
نکل گیا دوڑتے دوڑتے پسینے پسینے ہر مقام پر یہی یقین ہو کہ اب گرفتار ہو جاؤنگا وہاں جاکر ٹھہرا سیاں ہوا
لونڈے گردے کے اندیشے میں خیال میں آیا کہ یہاں ٹھہریں درہ کوہ سے ایک ساحر نکلا پکار کر آواز دی
بی صرصر تم صحرائے طلسمی میں کیوں آئیں برق نے کہا بھیا میں راستہ بھول گئی ہوں صحرائے طلسمی میں ما
ماری پھرتی ہوں اوس ساحر نے کہا ہم تمہیں خوب پہچانتے ہیں مشیر شہنشاہ ہو تمہاری ذات سے عیاری کا کام
روشن ہو میں تمہیں راستہ بتاؤں یہ کہتا ہوا ساحر قریب آیا یاں ہاتھ تھام لیا کہا کیوں حرامزادے ان حاملین
آگیا کوہ پردہ پوش تک نہ پہونچیگا تیرا استاد پکڑا گیا دیکھو وہ سامنے راستہ ہو تجھے تیرے استاد کے پاس بھیجدوں برق
نے داہنے ہاتھ سے ایک مارا دماغ پر جا کر زور سے اثر کیا اکر وہ گرا برق نے خنجر مارا اسکو چاک قصہ پاک آوازیں
گشتی ہوا نام میں سردار جادو دیو برق وہاں سے بھاگا تین کوس بھاگ کر آیا تھا کہ صحرائے گرد اوڑی دیکھا ایک نازنین

ہوادار پر سوار پشت پر چار سو ساٹھ چار سو کنیزین گلدستے سب کے ہاتھ مین ہنستی ہوئی چلی آتی ہین برق ڈرا کہ ایسا نہو یہ بھی پہچان لین دل کو پتھر کرکے آگے بڑھا وہ نازنین ہوادار سے اُتری کہا ای صرصر اسوقت تمھارا ملنا عنایت سامری و جمشید ہی کوہ پردہ پوش پر عمرو و گلگونہ کے قتل کی تاریخ مقرر ہو گئی مجھکو تمنے نہ پہچانا ہوگا عشق بہچان میرا نام ہی تم بھی میرے ساتھ چلو یہ بھی سامری نامے مین صاف صاف مرقوم ہی کہ روز قتل عمرو چالاک و برق ضرور آئینگے برق نے کہا ای ملکۂ عالم میری موجودگی مین برق و چالاک کیا آسکتے ہین جس رنگ مین آئینگے پہچان لونگی عشق پہچان نے ایک تخت سحر تیار کیا کہا بو اصرصر اسپر سوار ہو برق اُچک کر تخت پر بیٹھا عشق پہچان بھی تخت پر سوار ہوئی سب جادوگرنیان گرد آگئین عشق و پہچان نے تخت اُڑایا طرف کوہ پردہ پوش کے چلی لیکن چالاک نے چار دن اس صحراے ہولخیز کی خاک اُڑائی پانچوین دن زیر کوہ آکر ٹھہرا کئی جادوگرون کی زبانی سن چکا ہی کہ خواجہ قید ہو گئے اسوجہ سے زیادہ بیقرار ہی بلک بلک کے دعائین مانگ رہا ہی ای پروردگار ای رہبر کامل مجھکو جلد وہان پہنچا اپنے قبلہ و کعبہ کو رہا کرون تیری ذات سے ہرطرح کی امید ہی نظم

گر تو میخواہی کہ گردی از غم و حرمان خلاص
سر بپیچ از دام و دامن گیر کن دامان خلاص

قطع کن سر رشتۂ دنیاے فانی قطع کن
شو ازین بند گران ای بندۂ نادان خلاص

عقدۂ این عقدۂ لاحل کی بزودی حل شود
گر بآسانی شود محبوس این زندان خلاص

بندۂ آزاد گر ہستی میان بندگان
خویشتن را کن ازین بند غم و ارمان خلاص

مرغ جانش نارہا گردد نہ از دام وجود
کی شود زاندیشۂ دنیاے سرگردان خلاص

بر سر ما ابر رحمت چند بارد دگر
گر دواز گوہر فشانی دیدۂ گریان خلاص

چالاک دعائین مانگتے مانگتے ایک درۂ کوہ مین گھس گیا درۂ کوہ کو طی کرکے اُسپار پہونچا نگاہ اُٹھاکر دیکھا سامنے ایک باغ بہشت آئین دروازے پر چند خدمتگار بیٹھے ہین چالاک نے رنگ و روغن عیاری کا لگا صبا رفتار کی شکل بنکر چلا پاس خدمتگارون کے آیا ایک نے کہا بی صبا رفتار کہان سے آتی ہو صبا رفتار نقلی نے کہا مین واسطے خبر کے نکلی تھی بھٹک کر اس صحرا مین آگئی یہ باغ کسکا ہی خدمتگارون نے کہا بی صبا رفتار بھولتی ہو ملکہ سوسن رنگین قبا یہان تشریف رکھتی ہین اندر جاؤ ملکہ سے ملاقات کرو چالاک نے کلیجے کو تھام کیا اندر باغ کے آیا دیکھا گلہاے شگفتہ ہاے بوقلمون اشجار بارہ اثمار سے سرسبز و نہر چشمۂ سلسبیل آسا فوارے چھوٹ رہے ہین صاف ثابت ہی کہ موتی برس رہے ہین طائران زمزمہ سرا مصروف زمزمہ سرائی باغبان قضا و قدر کی حمد مین مصروف عندلیبان خوشنوا

گلہاے گلشن کی تعریف مین زبان کھولنا بخوش الحانی بولنا چالاک سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کنیزین جا بجا پھر رہی ہین جو کنیز ملی اُسنے بمحبت پوچھا بوا صبا رفتار کیونکر آنیکا اتفاق ہوا چالاک نے وہی جواب دیا کار ضروری کو نکلی تھی صحرا سے ہو کر خیر مین آ کر پھنس گئی بڑے صدمے اُٹھاے ملکۂ عالم کہان ہین کنیزون نے کہا بارہ دری مین جا چالاک بارہ دری مین آیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین بیٹھی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ابھی سو کر اُٹھی ہی طشت آگے رکھا ہی ایک کنیز آفتابہ لیے کھڑی ہی ایک کنیز آئینہ دکھا رہی ہی چالاک نے آ کر سلام کیا سوسن نے بڑی محبت سے کہا بوا صبا رفتار آج بعد مدت کے تمہارا آنا ہوا تمنے تو ہمارے پاس آنا بھی چھوڑ دیا چالاک نے کہا اے ملکۂ عالم جسدن سے قدم مسلمانون کا طلسم ہوشربا مین آیا ہم لوگون کا عیش و آرام ترک ہو گیا آٹھ پہر لڑائی رہتی ہی بڑے بڑے جادوگر مارے گئے عیاران اسلام بلاے روزگار ہین جو قصد کرتے ہین وہ کر گذرتے ہین شہنشاہ عاجز ہو رہے ہین آٹھو پہر دوا دوش کرتے گذرتا ہی سوسن نے کہا بوا صبا رفتار اتفاق سے تمہارا آنا ہوا اب دو چار دن نہ جانے دینگے چالاک نے کہا اے ملکۂ عالم ضرورت خبر کی رہتی ہی سوسن نے کہا بوا سب خبر یہان ہم تمکو منگوا دینگے ہم تمہارے گانے کے بہت مشتاق ہین چالاک خوش ہو گیا کہا ملکۂ عالم اگر آپ کی خوشی ہی مین کچھ سنا دون یہ کہکر بایان کھینچا سیدھا اُٹھا کیا چھیڑا۔ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

اشعار

جو سر پہ باندھے دلبر چاند سورج
کیا کرتے ہین جکڑ چاند سورج
نقاب اُٹھے اگر رخ سے مرے یار
خجل ہین ماہ پیکر چاند سورج

نہ نکلین پھر فلک پر چاند سورج
اگر پڑ جاے عکس روے انور
ابھی گم ہون فلک پر چاند سورج
رخ پر نور سے اُس رشک مہ کے

ترے رخ پر ہین عاشق یہ شب و روز
بنے گردون پہ اختر چاند سورج
تمہارے عارض انور کے آگے
نہین اے نور بہتر چاند سورج

ملکہ سوسن تعریفین کرنے لگین کہا اے صبا رفتار حقیقت مین تمنے اس کمال کو خوب حاصل کیا چالاک نے کہا اے ملکۂ عالم گانے کا جو کمال ہو وہ ذات پر عمرو کی موقوف ہی بلاے روزگار خوش آواز آواز مین سوز و گداز اشعار مین تاثیر جلد ہی اُستانی سے وصل کی تدبیر آجکل یہ ہی کہ اُستانی بھی دل سے لگاؤ رکھتی ہین ظاہر مین برا بھلا کہتی ہین باطن مین دریافت کیا محبت فرمایا کہ عمرو کا کوئی مثل نہین افراسیاب ایسے بادشاہ کو عاجز کر رکھا ہی سوسن نے کہا اے صبا رفتار وہ نام اب مٹتا ہی چالاک نے گھبرا کر پوچھا وہ کیا صورت ہی سوسن نے کہا سیراب کہ قبا کے پاس قید ہی وہ گلگونہ کو بھی گرفتار کرکے لائی ہی آج شب کو سب جمع ہونگے کل یہ دونون قتل کیے جاینگے کیا عجب ہی کہ ہماری بھی خست ہو چالاک یہ سنکر خاموش ہو رہا جب دن قلیل باقی رہا ملکہ نے حکم دیا دشمنی کی تیاری کرو ہمنشینین تمام باغ مین تعینات ہوئین

چبوترے پر فرش معقول بچھایا گیا اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی طرح قرینے سے لگا دی
جھاڑ کنول مردنگیان لاکر رکھین ملکہ سوسن سجاری جوڑا پہنکر آکر مسند پر بیٹھین گرد کنیزین جمع ہوئین چالاک نے دیکھا
عارض انور کی چھوٹ پڑ رہی ہی بڑھ سے ناز و کرشمے سے بیٹھی ہی نازنین غنچہ دہن رشک چمن دریاے جواہر مین غوطہ زن
کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر ابھار چالاک مسکرا مسکرا کے باتین
کرتا جاتا ہی کبھی کہتا ہی سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھین کیا حسن و جمال ہی کیا کسی کے آنیکا خیال ہی سوسن
نے ہنسکر کہا جو کوئی آئیگا تمکو حال کھل جائیگا چالاک خاموش ہو رہا دن بہت قلیل باقی تھا روشنی ہو گئی کہ ہوا
سرد چلی غنچے چٹک کر گل ہوے پھولون نے آنکھین کھولدین غنچے مسکرانے پہلو مین سوسن کے ہمتن دریزادی
بیٹھی ہی چالاک اسکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی سمتین بھی کہتی ہی اری ملکۂ عالم صبا رفتار شعلۂ جوالہ ہی یقین ہی اسپر
افراسیاب کی نگاہ پڑتی ہی اس ہوشربا مین حسینان ماہ پیکر کا مجمع ہی افراسیاب نے پردۂ پرستان کو گرد گرد
کر دیا معشوقان پریچہرہ سے طلسم ہوشربا کو بھر دیا کیا کیا مہا آراستہ ہین شاہزادیون کی حکومت ہی سلطنت
کرتی ہین یہ ذکر تھا کہ یکایک ہواے سرد چلی تھی یا آسمان پر ایک ابر آکر محیط ہوا برق چمکنے لگی سوسن مع کنیزون
مستعد ہو گئی وہ ابر آکر پھٹا چالاک کانپ رہا ہی کہ دیکھون کون آتا ہی جب ابر شق ہوا دیکھا ابریق کوہ سنگ
بڑے تکلف سے آیا لباس فاخرہ پہنے ہوے مندیل وزارت سر پر موتیون کے مالے گنتھے یاقوت احمر کے
زیب گلو ابریق نے جو صبا رفتار کو دیکھا پکار کر آواز دی اری صبا رفتار تمھارا کیونکر آنا ہوا چالاک نے کہا
صحرا سے ہو نخچیر مین آکر پھنس گئی تھی ملکۂ عالم نے مہربانی فرمائی ابریق اترا سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا مسند پر آکر بیٹھا
کہا صبا رفتار ہم چھپکر یہان آتے ہین ملکہ سوسن سے رسم ہی افراسیاب کے سامنے اسکا ذکر نہ کرنا اگر
اہل خانہ کو خبر ہو گی بڑا رنج و ملال ہو گا چالاک نے کہا نہین حضور ہمین کیا ضرورت ہی کہ ان باتون کا ذکر کرین
ابریق نے کہا صبا رفتار گانا اپنا ملکۂ عالم کو سناؤ انکو گانے کا بڑا شوق ہی چالاک نے بایان کھینچا یہ غزل گانے لگا غزل

صورت دکھا دیجئے جو کبھو جا کے خواب مین
بیدید آنکھ کھولدے جھنجلا کے خواب مین

شب وہ جو سو رہے مرے پاس آکے خواب مین
جاگے تھے بخت خفتہ تمنا کے خواب مین

وہ ہو بغل مین تو بھی یہان نیند اڑ گئی
یہ سوچ ہی گیا نہ مواعدا کے خواب مین

بیرنگ عشق سے نہو غافل ہی ایک رنگ
اس دل کے جاگنے مین زلیخا کے خواب مین

اسکی گلی ہی نالۂ زنجیر غل نہ کر
یان پانون جاگتے ہین کوئی جاگے خواب مین

سو جاؤن روتے روتے کہا ہنس کے طعن سے — کہتا ہی سوتے ہو مرے بن آ کے خواب مین
کیا کفر ہی کہ چھوڑ دے سونا ہی گر کبھی — مومن نظر پڑے بتِ ترسا کے خواب مین

ابریق نے کہا کیون صاحب تمنے سُنا اب چالاک حیران ہی کہ مین کیا فکر کرون رنگ جما ہوا ہی گانے کی سب
فرمائش کر رہے ہین لیکن چالاک شراب کا نام نہین لیتا اسی خیال سے کہ انکو بیہوش کرنے سے کیا نفع ہوگا
اسی خیال مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر کو دیکھا کہ نہایت تیزروی سے اُڑتا ہوا آیا ابریق کو سلام کیا
ایک نامہ ہاتھ مین سوسن کے دیا سوسن نے وہ نامہ پڑھکر ابریق کو دیا ابریق نے نامے کو پڑھکر پاس رکھ لیا
ساحر کو کچھ انعام دیا کہا جا کر عرض کرنا کہ ہم بھی اور ملکہ بھی فوراً آتے ہین جادوگر کو رخصت کیا کہا اے صبا رفتار
سنا تمنے ملکہ گلگونہ جہان قید ہوئین وہان کی مالک پیراہن نُہ قبا ہین سحر و ساحری مین یکتاے روزگار
سامری و جمشید کی پرستار انھنے آج کی تاریخ قتل عمرو و گلگونہ مقرر کی ہی لہذا ملکہ سوسن کو طلب فرمایا ہی ضرور
جانا ہی کنیزون سے کہو تیاری کرین وقت قریب ہی ہوا اس جلسے مین شریک ہونا بڑا بے نصیب ہی اُسی وقت
تخت ہاے سحر تیار ہوئے کنیزون نے لباس تبدیل کیے جوڑے زرچپے باندھکے سامنے حاضر ہوئین تخت
سحر پر ابریق سوار ہوا پہلو مین سوسن کو جگہ دی صبا رفتار کو بھی پہلو مین بٹھا لیا طرف مکان پیراہن نہ قبا
کے چلے میان پیراہن نُہ قبا نے آج کے دن جلسہ آراستہ کیا جادوگر آتے جاتے ہین مسندین آراستہ
ایک قفس مین خواجہ ایک قفس مین ملکہ گلگونہ نگہبانی پر جادوگر گرد بیٹھے ہین جلاد حاضر ہین دارین استادہ ہین
جو جادوگر آیا پیراہن نہ قبا نے استقبال کیا لا کے اسکو مقام صدر پر جگہ دی ہزارہا جادوگر صف باندھے
کھڑے ہین یکایک ابر سبز چمکا عشق پیچان تخت پر سوار پہلو مین صرصر شمشیر زن کنیزین گرد تخت کو گھیرے ہوے
وہ تخت آ کر زمین پر اُترا ملکہ پیراہن نے تعظیم کی اور کہا تمنین پیراہن کی جلسے مین موجود ہین گریبان گیسو
دامن پوش و خلعت آراسے شادی و غم زنین بہنین مسند پر بیٹھی ہین کہ رہی ہین کہ اب گانا شروع کرو عمرو
کا قتل ہونا بڑی سعادت ہی افراسیاب نے کیکیا رنج و ملال اٹھائے ہرچند انکو تلاش کیا کہین پتہ نہ پایا لیکن
پیراہن نے عشق پیچان سے پوچھا کہ آج تمنے صرصر کو کہان پایا عشق پیچان نے کہا تقدیر کی رسائی ہماری ہوئی
تو صرصر اسپ خراب مین کسی سبب مین اللہ گذر ہوا سبت پریشان تھیں مین اُدھر سے تمھارے یہان آتی تھی انکو
راہ مین پایا اپنے ساتھ لیتی آئی انکا گانا اکثر مین نے سنا ہی حقیقت مین حضور یہ نمک صحبت ہین انکے ہونے سے
محفل مین رونق ہوتی ہی اور انکی زبان سے مشہور ہی کہ جبتک عمرو و گلگونہ قتل ہونگے اُسوقت عیاران اسلام

ضرور اس صحبت مین آئینگے جب ان ایسی پہچاننے والی موجود ہوگی تو کیا آسکتے ہین اگر آئینگے گرفتار ہونگے پیراہن نے کہا تمنے خوب کیا یہ ذکر تھا کہ ایک اور ابر اٹھا سب دیکھنے لگے یہ ابر بڑے زور و شور سے اٹھا جو شاہزادیان بیٹھی تھین سبکے منھ سے نکلا کہ ملکہ سوسن تشریف لاتی ہین سب واسطے استقبال کے کھڑے ہوگئے سوسن اُتری ملکہ پیراہن کو سلام کیا صبا رفتار نے جو صرصر کو دیکھا ہوش اڑ گئے ادھر صرصر بھی چھپنے لگین دل کو پتھر کرکے صرصر نے پکارکر کہا ای صبا رفتار تمھارا کیونکر آنا ہوا صبا رفتار نقلی اس خیال سے بڑھی کہ صرصر کو باتون مین لگا کر الگ لیجاؤن وہان انکی مشکین باندھون یہی ارادہ صرصر کا بھی ہی برق نے بھی پکار کر کہا ہوا صبا رفتار میرے پاس آؤ اس صحبت مین بڑی بڑی شاہزادیان بیٹھی ہین سبکا امتحان لو یہ کہکر چالاک نے گلابی اٹھالی اپنے دوپٹے مین چھپا کر چلا برق نے بھی ایک ادھا اٹھالیا جب دونون قریب پہونچے صرصر نے جام لبریز کرکے کہا لو لو اتم پی لو اسکے بعد مین بھی پیونگی صبا رفتار نقلی نے ہاتھ بڑھا دیا جام لیکر دماغ سے لگایا بھبک بیہوشی کی آئی مگر سوچا کہ تمکو پہچانا تو نہین جام دینا باعث محبت ہی لیکن بمجبوری منھ سے لگا کر پی گیا پیتے ہی معلوم ہوا آگ لگ گئی جیب مین ہاتھ ڈال کر سوکھا کباب نکالا اسکو کھالیا وہ کباب دافع داروے بیہوشی تھا بیہوشی دفع ہوئی دوسرا جام بھر کر صبا رفتار نے صرصر شمشیر زن کو دیا اسمین دو جام چلے دونون نے دافع داروے بیہوشی کھا لی دونون کے ہوش اڑ گئے صرصر یعنی برق یقین کرتا ہی سوا سے عمرو کے کسکا یہ کلیجہ ہی کہ اتنے بڑے جلسے مین بلا تکلف چلا آئے یقین ہی کہ یہ چالاک ہوا آخر دونون ایک گوشے مین آئے اب برق اس فکر مین ہی کہ صبا رفتار غافل ہو تو مین حلقہ ہاے کمند ماروں چالاک بھی اسی فکر مین ہی کہ صرصر کو حلقہ ہاے کمند سے گرفتار کرون باتین کرتے کرتے دونون کی آنکھین چار ہوگئین ایک نے دوسرے کو پہچانا آپسمین لپٹ گئے برق نے کہا خلیفہ صاحب اب اس جلسے کی فکر کیجیے قبلہ و کعبہ و گلگونہ کو رہا کرنا دونون صلاحین کرکے محفل مین آئے پیراہن نہ قبا سے کہا ای ملکہ عالم سب شاہزادیان صحبت مین جمع ہین پکارکر کہدیجیے کوئی صاحب رنجیدہ نہون ہم بطور امتحان سب صاحبون کو دیکھینگے زلف لیلا سے شب کم ہے گذر چکی ہی وقت قتل ہی آپ نے کیا کمال کیا کہ رات کو ان لوگون کے قتل کا سامان کیا عیاران اسلام ضرور مکر رہائی عمرو گلگونہ مین آئے ہونگے لیکن ہماری موجودگی مین کیا مجال کہ زبان ہلا سکین سر پٹک پٹک کر رہجائینگے سب شاہزادیان اپنے کو دیکھنے لگین ایک کو ایک پر گمان ہی پیراہن نہ قبا نے کہا ای صرصر و صبا رفتار تم عیارون مین کامل و اکمل ہو کیا مجال کوئی ہماری صحبت مین دخل دے سکے برق نے کہا اب شراب منگائیے ایک ایک جام نوش کیجے عمرو کو خنجر ماریے عمرو گلگونہ موئے موذی کاٹے نے مجھکو مضطر بھی کیا ہی مین اپنے ہاتھ سے عمرو کا سر کاٹونگی پیراہن نے کہا

تو اس بات پر مغرور ہی کہ مجھکو کوئی بیہوشی نہین پلا سکتا برق نے جب دیکھا کنیزین گلابیان لانے لگین جھپٹ کر میخانہ کے دروازے پر آیا دیکھا داروغہ میخانہ ایک جوان قوی تن قوی من خود و زرہ سر پر قبائے قلمکار پہنے ہوے دنگل پر بیٹھا ہی جیسے ہی صرصر و صبا رفتار در میخانہ پر آئین پکار کر کہا داروغہ صاحب بتائیے شراب کو ہم درست کر کے صحبت مین لیجاوین داروغہ صاحب نے کہا بس اب زیادہ طراری و زاری نہ کرو شراب خوب درست ہی یہ حقیر بھی چالاک و چست ہی اس بات پر برق کے کان کھڑے ہوے آنکھین ملانے لگا قریب آکر کہا داروغہ صاحب آپ نے کیا فرمایا مین نہین سمجھی داروغہ نے کہا جا کر اپنا کام کرو بعد اختتام جلسہ سمجھ جاؤگی برق نے طرف چالاک کے دیکھا مدعا یہ تھا کہ پہچانو تو یہ کون شخص ہی چالاک نے بڑھکر داروغہ سے آنکھ ملائی برق سے کہا کیون گھبراتی ہو مدعاے دلی حاصل ہوا اب تو برق نے بڑھکر شراب مین بیہوشی ملائی اٹھا کے تپلے کے پتلے محفل مین لانے لگا راہ مین آکر چالاک سے پوچھا کیون خلیفہ یہ داروغہ کون ہی چالاک نے کہا برہمن روئین تن داروغہ بنا ہوا بیٹھا ہی اسی برہمن نے سحر کر رکھا ہی کہ جب صحبت مین شراب بیہوشی ملا کر کوئی پلائے کسی پر بیہوشی تاثیر نہ کرے جام ٹوٹ جائے شراب شعلہ بنکر اڑ جائے برہمن روئین تن اس سحر کو روک رہا ہی اب جلدی کرو ایسا نہو کوئی فتور ہو یہ وہ جلسہ نہین ہی کہ شراب پلائی بیہوش کر لیا خدا انجام بخیر کرے اے برق تم جلد صحبت مین گانا شروع کرو برہمن روئین تن نے اشارہ بھی کیا ہی کہ اب دیر نہو برق تڑپ کر محفل مین آئی کہا کیون ملکہ میرا گانا دشمنون کے قتل کی خوشی کرین پیران نے کہا سب سامان جشن کے درست کر رکھا ہی کیا مجال کہ اس جلسے مین کوئی گستاخی کر سکے برق فرنگی نے کہ بصورت ملکہ صرصر سازندون کو اشارہ کیا جب سازندون نے ساز درست کیے برق نے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

عدو نے دیکھے کہان اشک چشم گریان سرخ — نہ آستین ہی نہ رومال ہی نہ دامان سرخ
نمود حسن خط یار سے نہو کیونکر — بہار ہی جو ترے سبزہ ہو نمایان سرخ
تمہارے دشنہ کا دست صفا نے کام کیا — ہی زرد رنگ گلو حلقۂ گریبان سرخ
ملی ہین غیر نے پاسے نگار سے آنکھین — سرشک خون سے نہین پنجہ ہاے مژگان سرخ
کہان قہر سے اپنا تو زرد رنگ ہی اور — سیاہ مستی مے سے ہی چشم جانان سرخ
مرا ہون عشق مین گلبدن کے واجب ہی — مرا کفن بھی ہو جون جامۂ شہیدان سرخ
تو یہ مرگ انھین جو ہین زخمی لب یار — کہ رنگ پان سے ہوے اور لعل خندان سرخ
نظارہ رخ مردم سے کیون نہ غم ہو کہ تھا — ہمارا رنگ بھی پیش از دو روز ہجران سرخ

وہ لاکھ دھوئے قبا پر رہیگا داماں سرخ		ہمارے خون کا دھبہ نہ جائے حشر تلک	
لباس یعنی پہنتے نہیں مسلمان سرخ		عرق گریۂ خونی رہا نہ کر مومن	

اس رنگ مین یہ غزل برق نے گائی کہ تمام اہل محفل تو تعریف کرنے لگے برق تو گانے مین سب کو لگائے ہوئے ہی جان
توڑ توڑ کے گا رہا ہی چالاک بشکل صبا رفتار شراب لا لا کر دے رہا ہی پیراہن نہ قبا کو اپنے سحر پر گھمنڈ ہی کہ میری محفل
مین کوئی کسی کو بیہوشی نہین پلا سکتا جب بیہوشی شراب مین ملیگی جام ٹوٹ جائیگا انجام بد ہوگا رد و قدح نکر سکیگی
شراب شعلہ بنکر اُڑ جائیگی یہ سوچکر سحر پڑھ رہا ہی برہمن در میخانہ پر بیٹھا ہوا دو سحر پیراہن کر رہا ہی اب چالاک نے
جام لبریز کیا بہن پیراہن کی دامن دراز ہی اُسکے سامنے جام لیکر آیا چند شعر گا کر جام دیا دامن جام بے اندیشۂ
انجام پی گئی لباس زریں دوسری بہن برابر تھی اسکو جام دیا وہ بھی پی گئی آدھے جلسے مین شراب چالاک پلا چکا
ہی جب لباس زریں کو نشہ ہوا پیراہن کو اشارے سے اپنے پاس بلایا جب پیراہن قریب آئی لباس زریں نے
کہا بوا میرے ہاتھ پانون مین رعشہ ہی کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی صاف ظاہر ہی کہ بیہوشی سے تاثیر کی دیکھو
شراب پی وہ حرکات لغو کر رہا ہی پیراہن نے کہا واہ عجب طرح کا معاملہ ہی مین نے سحر کیا ہی کہ جب شراب مین بیہوشی
ملائی جائے اور شراب جام مین آئے جام شکست ہو شراب کے اُڑ جانیکا بندوبست ہوا سو وقت مین نے خیال کیا اسی
بہر کو تدبیر کرکے بلایا میرے پاس نہ آیا اب مجھے تردد ہی کہ کوئی ساحر زبردست میری محفل مین آگیا مین افراسیاب
کو اطلاع دیتی ہون لباس نے کہا ہوا ضرور ضرور یہ کہتے کہتے بیہوش ہوئی پیراہن نہ قبا نے تھوڑی سی خاک
اُٹھائی سحر سے اسکا طائر بنایا طائر سے کہا اے طائر ساحری جلد اپنے کو پاس افراسیاب کے پہونچا کہ نامے مین مین نے
سب کچھ لکھ دیا ہی لیکن زبانی بھی کہنا کہ اے شہنشاہ محفل کا رنگ دگرگون ہی جلد تشریف لائیے طائر خوشنما اُڑکر چلا چالاک
کہ بشکل صبا رفتار ہی حیران ہوا کہ پیراہن کیا کر رہی ہی جسواسطے چالاک نے یہ کام کیا تھا وہ نہوا پیراہن نے پکار کر
کہا اے صبا رفتار ذرا تامل کرو ہم ابھی شراب نہ پیینگے چالاک کو سناٹا آگیا کہ اسے اب کیا کرون رنگ بگڑا جاتا ہی نہین
معلوم اس حرامزادی نے کیا انتظام کیا ہی چالاک وہان سے اُٹھا برق نے دامن پکڑا کہا کیون خلیفہ صاحب کیا ہی
کہا اے برق معلوم یہ ہوتا ہی پیراہن کو خیال آگیا ہی کچھ انتظام کر رہی ہی چالاک برق سے یہ باتین کرکے پاس برہمن
کے آیا برہمن نے کہا کیون چالاک خیر تو ہی چالاک نے کہا عجب طرح کا معرکہ گذرا ان دونون نے شراب پی اُسپر تو
کی پیراہن نے منع کیا کہ ہم ابھی شراب نہ پیینگے معلوم ہوتا ہی کہ سمجھ گئی یہ سنکر برہمن نے کچھ سحر پڑھا دستک دی زمین سے غبار
اُڑا آواز آئی اے برہمن ہوشیار ہو جاؤ افراسیاب آیا چاہتا ہی برہمن نے ایک سنگریزہ اُٹھایا نیلی کا قلم بھی لی

سنگریزے پڑھکر لکیرین کھینچین اور پھینک دیا مگر افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ ایک ناظر نے آکر آواز
دی اے شہنشاہ آپ کو ملکہ حیرت نے طلب کیا ہو افراسیاب اُٹھا بقہر و غضب تمام چلا ادھر برہمن نے جو سنگریزہ
پھینکا تھا پاس کوکب کے پہونچا کسی نے کان مین کوکب کے کہا جلد جائیے آپ کو برہمن نے بلایا ہو کوکب بھی چلے
میان برق فرنگی نے بڑھکر حیرت سے کہا اے ملکۂ عالم یہ کیا گھنسر پھنسر ہو رہی ہو آپ اپنے گھر کی مالک ہین عمرو و
گاگلونہ کو قتل کیجیے شراب سے آپ کو شک ہو کوئی شراب نہ پیے عمرو و گاگلونہ کو زیر تیغ بٹھائیے منظور ہو کہ صحبت عیش جوش
ہو ابھی ڈنکا بجائیے رقص شروع ہو شراب کو پھنکوا دیجیے حیرت نے کہا عمرو و گاگلونہ کو لاؤ صرصر نے خوب صلاح بتائی
چالاک نے بتعجیل اپنے پاس سے بڑی سی ڈنکالی ذرہ بین بیہوشی بھری یہ غزل عاشقانہ شروع کی اور ناچنے لگا غزل

آفت جان ہو ترا اے سرو گل اندام رقص
ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہو ہمارا کام رقص

طبع عالی باز رکھتی ہو تماشے سے مجھے
بام پر گویا کہ مین ہون اور زیر بام رقص

کس طرح کرتا ہو وہ ذلت گوارا آدمی
فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص

اے دل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہین
ہو سکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص

دم فنا ہوتا ہو دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ
خرمن امید کو ہو برق کا پیغام رقص

حرص دنیا سن غافل گھر کو رکھتی ہو خراب
مہر زر کرتے ہین محبوبان نسیم اندام رقص

سینہ کوبی کی صدا ہو یہ کہ گھنگھرو کی صدا
بیقراری ہو تری یا اے دل ناکام رقص

ایک دن لایا تھا جام جم ترے ہونٹھون تلک
آجتک کرتا ہو یہ گردون مینا فام رقص

چشم راحت کار ذلت مین خیال خام ہو
غمزہ بھر رقاص کو رکھتا ہو بے آرام رقص

اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہو
کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہین خاص و عام رقص

دل ہو اس پہلو مین آتش پیش از بن بیتاب تھا
یہ وہی جا ہو جہان ہوتا ہو صبح و شام رقص

چالاک نے یہ غزل گا کر ڈنے سے بیہوشی اُڑائی سننے والون نے کی بجائی برہمن سحر کر رہا ہو کنیزین قفس عمرو و گاگلونہ اٹھا کر محفل
مین لائین خواجہ تو سمجھ چکے کہ برق و چالاک عیاری کر گئے چالاک ڈنے سے بیہوشی اُڑا رہا ہو خواجہ و گاگلونہ نے دم بخود
روک رکھی اب جو بیہوشی اُڑی بارگاہ مین سب پر تاثیر ہوئی پہلے سب کے حیرت بہ کمال بیہوشی کرسی صدیا زنتار کا ساتھ دو دلی
اُٹھتے اُٹھتے گری اور بھی سب بیہوش ہو کر گرے برہمن نے جھپٹکر گاگلونہ کی زبان سے سوزن کو لیا گاگلونہ نے فوراً قید اپنے
جسم کی دور کی برق و چالاک نے خواجہ کو رہا کیا خواجہ عمرو رہا ہوتے ہی جھپٹکر ہونون پر حیرت کی گرسے

بقول شخصے جنون کا جوش لباس کا کسکو ہوش دامن و گریبان کے ٹکڑے اڑا دیے بہنین جو پیراہن
کی مرین ایک دناتا ہوا افراسیاب جادو راہ مین آتا ہے برہمن کہتا ہے خواجہ جلدی کرو لیکن خواجہ
ایسے لوٹ مین پڑے ہین جسکو مارا اُسکا لباس بھی اُتار فرماتے جاتے ہین سو پراگندہ روزی پراگندہ دل برہمن
خود بڑھا کہ پیراہن کو چاک چاک کرے کہ زمین شق ہوئی صدائے مہیب آئی کہ اے برہمن آگے نہ بڑھنا اب دیکھا
برہمن نے کہ افراسیاب بقہر و غضب تمام زمین سے نکلا گلگونہ کی جانب چلا للکارا کہ او جان جہان اب کہان
جاوگی میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے گلگونہ نے بال نوچ کر پھینک مارے صدہا مار ان سیاہ افراسیاب پر
گرے افراسیاب نے اُن کی مار ان سیاہ جلکر خاک ہوے خواجہ افراسیاب کو دیکھا گلیم اوڑھ کر غائب ہوے
برق و چالاک ایک گوشے مین چھپے برہمن اور افراسیاب سے سامنا ہوا افراسیاب نے ایک ہاتھ سے
باران سحر برسایا ایک ہاتھ سے تلوار کھینچکر برہمن پر جا پڑا افراسیاب پر گلگونہ نے تیر برسا دیے افراسیاب
اُن تیرون کو کاٹ رہا ہے پیراہن نے کہا اے شہنشاہ اس گیسو بریدہ پر توجہ نہ کرین آپ برہمن سے مقابلہ
کرین عیار ساتھ شریک ہو کر مکاری کرتے ہین ملکہ گلگونہ سحر افراسیاب کو دفع کرکے اور دربار دو گزیدہ
پر گری کئی سو کو قتل کیا برہمن اور افراسیاب سحر چلنے لگا پیراہن نے ملکہ گلگونہ کو للکارا او گیسو بریدہ
مجھسے مقابلہ کر یہان تو افراسیاب اور برہمن مین دنادن تیر چلنے لگے کبھی تیر سے کبھی تلوارین چلین
برہمن نے جب سحر کیا مکانات کوہ پردہ پوش کے گرنے لگے ہزارون ساحر مرے گلگونہ نے افراسیاب
پر سحر کیا خنجر گرے افراسیاب نے خنجر توڑے افراسیاب ان سحرون کو منا رہا ہے برہمن نے پہلو سے آکر
ہاتھ مارا سر افراسیاب کا زخمی ہوا ایک طائر نے آکر زمزمہ سرائی کی سر اپنا سر افراسیاب سے مس کیا
سر افراسیاب کا زخم غائب ہوا پھر تجلا کر چلا افراسیاب اور برہمن سے تلوار چلی شعلے بھڑک کر گرے
ہزارون جادوگر جلنے لگے افراسیاب نے چیخ مارا اب مسلمانون کو معلوم ہوگا کہ افراسیاب کیا ذی کمال ہے برہمن
کے ہاتھ سے زخم کھایا فوراً اندمال ہوا اب شعلہ جوالہ بنا ہوا اور رہا ہے سحر سے دونون کے اندھیرا جو ہوا پیراہن نے
گلگونہ کو دیکھا کہ سینہ سپر کیے ہوے لڑ رہی ہے پیراہن جا پڑی اندھیرے مین خاک قبر جمشیدی پھینک دی
گلگونہ بیہوش ہو کر گری پیراہن نے کمر بند بچھا دیا لے اُڑی اس ہنگامے مین نہ ٹھہر سکی گلگونہ کو لیکر نکل گئی
چالاک نے دیکھا جسوا سطے ہمنے جانبازی کی یہ اُسے دربار مین گھس پڑے اُسی کو لیے جاتی ہے چالاک وہان سے
کود اتعاقب مین گلگونہ کے جاتا ہے یہان افراسیاب و برہمن مین خوب سحر ہوے افراسیاب بھی دنگ ہے

افراسیاب برہمن سے سحر چل رہا ہے ایک مقام پر برہمن نے دستک دی ایک پتلا زرین پوش پیدا ہوا افراسیاب
نے ایک تیغ ماری فولادی پتلا زمین سے نکلا دونون پتلون مین جنگ ہونے لگی اتنے عرصے مین افراسیاب نے چاہا کہ
برہمن کو شکست دون گرفتار کرون برہمن نے کہا اے شہنشاہ یہ حوصلہ ہی رہیگا مگر افراسیاب غصے مین تلوار لیکر
جا پڑا پھر تلوار چلی افراسیاب نے ایک چیخ ماری کہ کیا ہوشربا فتح ہوگیا حجرہ ہفت بلا برباد ہوگئے یہ جو افراسیاب نے کہا
سات پتلے فولادی پیدا ہوئے افراسیاب نے کہا تمکو کیونکر خبر ہوئی پتلون نے عرض کی ہم صحرا مین تھے سرکار
کی آواز سنکر آئے حکم ہو ورنہ حاضر ہوئین افراسیاب نے کہا سب ملکر برہمن کو پکڑلو ساتون پتلے چلے ایک پتلے
نے بڑھکر برہمن پر ہاتھ ڈالا برہمن نے ایک طمانچہ مارا سر پتلے کا اڑ گیا ایک طاؤس نے قریب آکر منقار مین
سر پتلے کا اٹھایا جسم پر پھر لگا دیا اب یہ ساتون چلے برہمن گھبرایا افراسیاب بھی سحر کر رہا ہے برہمن
پریشان ہوا کچھ بارش سے دانے پتلون پر مارے پتلے رک رک کے آتے ہین برہمن نے دست دعا درگاہ
قاضی الحاجات اٹھائے بلبلا کر پکارا اے مالک اے خالق یہ بھیا بادشاہ طلسم ہوشربا ہے مین اس سے پایہ کمی کا نہین
رکھتا مگر پتلون نے پریشان کیا ہے

نظم

ای پرستند ذات حق را صبح و شام — نیک و بد خرد و کلان و خاص و عام
بندگانش ہر فقیر و ہر امیر — تابع فرمان ہمہ شاہ و غلام
چرخ گردان زیر حکمش چرخ زن — ہر زمان ہر وقت ہر دم صبح و شام
نے بجنبد حق مقام اعتراض — نے بوحد انتقش جا سے کلام
دیدہ بکشاید ز فرط بیہشی — از مے وحدت بنوشد ہر کہ جام
از سر اخلاص بر نام خدا — جان و دل سازد فدا ابر اہل نام

برہمن نے جو بیتاب ہوکے دہائی تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا از قدرت سبحان لم یزل و عز یزید دل
آسمان سے آواز آئی منعم صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تیغ پکڑ کے کوکب گرا دیکھا ساتون پتلے
برہمن پر بلوہ کیا چاہتے ہین کوکب بیچ مین پتلون کے آیا تلوار کھینچکر لڑنے لگا جسے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے
کوکب نے پکار کر آواز دی او بھیا تمھاری بھی یہ لیاقت ہے کہ ہم سے مقابلہ کرو جس پتلے کو مارا تھا اسکا سر کٹ کر
گرا وہی طاؤس پیدا ہوا چاہا سر پکڑ کر منقار سے تن پر نصب کرون کوکب نے ماش کا دانہ مارا طاؤس
کوکب کی طرف پلٹا پر کھولے کہ رقص کرون کوکب نے دونون پاؤن پکڑکر طاؤس کو چیر ڈالا افراسیاب نے

سر پیٹ لیا جیسون پتلے بلوہ کرکے کوکب پر آئے کوکب نے تیغۂ برق تاب سے تیلون کو قتل کیا مگر افراسیاب
بدہ بلائے روزگار ہی کہ کوکب و برہمن دونون کو جواب دے رہا ہی دونون دو طرف سے تلوارین کھینچکر افراسیاب
پر آئے افراسیاب نے دستک دی اور آواز دی او برق بلا خواران دونون کو لینا ایک برق چمک کر گری دونون
کے سر زخمی ہوے تڑپ کر برق آسمان مین ڈوب گئی برہمن تو پیچھے ہٹا زخم سر باندھنے لگا افراسیاب کوکب پر
جا پڑا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے سایے مین تلوار کے لیا چاہا کوکب کا سر کاٹ لون کہ پہلو سے آواز آئی ای شہنشاہ
کیا کرتا دونون اُستاد شاگردون کو مار لیٹ کر دیکھا صرصر شمشیر زن حلقہ ہائے کمند ہاتھ مین لیے ہوے قریب افراسیاب
کے آ گئی کہا حضور ہاتھ تلوار کا مارین مین حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کر لونگی افراسیاب تیغ خون آلود لیکر بڑھا
صرصر نے پکار کر کہا دیکھیے برہمن نے بھی سحر کیا افراسیاب اُدھر پلٹا صرصر نے حلقہ ہاے کمند گلے مین افراسیاب
کے ڈال دیے افراسیاب نے چاہا پلٹے جھٹکا مار کر جاب مارا افراسیاب چرخ مار کر گرا عمرؔ نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ جنگ با ختر ببرم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم	نعرہ کرکے عمرؔ نے آواز دی ای کوکب لینا کوکب و برہمن چلے گئے کہ آسمان سے	

نعرہ ہوا منتم ملا میان زمرد پوش تڑپ کر گری افراسیاب کی کمر مین پنجہ دیا لے بھاگی کوکب و برہمن نے کوہ زمرد پوش
کو خوب تباہ کیا عمارتین گرادین مکانات جلا دیے آخر صداے فریاد بلند ہوئی سب دائرۂ اسلام مین آئے لیکن جب افراسیاب
نے باران سحر برسایا ابرق کوہ شگاف ہوشیار ہوا زخمی ہوکر بھاگا یہ صحیح و سالم نکل گیا برہمن نے کہا اے شہنشاہ
کوکب بڑا غضب ہوا آپ تشریف لیجائیے مین تلاش مین پیراہن کی جاتا ہون گلگونہ کو بے بس کرکے لیگئی عمرؔ نے کہا
چالاک گیا ہی کوکب تو اسطرح زخمدار و بیقرار طلسم نور افشان کی طرف روانہ ہوے برہمن تلاش مین پیراہن کی چلا
زخم سر باندھ لیا مگر پیراہن بخوف برہمن گلگونہ کو لیکر بھاگی چالاک بھی برابر بھاگے پہاڑ اگر وہ ساحرہ تھی تڑپ کر
نکل گئی چالاک جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی نہایت پریشان اس فکر مین کہ جسکے لیے یہ کد و کاوش کی وہ دستیاب نہوئی برہمن
لیکر نکل گئی چالاک تو اس فکر مین ہی لیکن پیراہن جو گلگونہ کو لیکر چلی کوہ ہفت رنگ پر آئی تو جھکی افہام تاجدار تخت
کوہ پر بیٹھا تھا تو جوان چالیس پچاس ہزار آدمی جا بجا اترے ہین پیراہن چونکہ گھبرائی ہوئی تھی ساحرون کا جو مجمع
دیکھا سمجھ گئی کہ اس حوالی مین ملازمان افراسیاب ہونگے یہ سو چکر اتر پڑی افہام نے پیراہن کو پہچانا کہا کیون ملکۂ
عالم خیر تو ہی پیراہن رونے لگی کہا اے تاجدار جلیل جو سنا کرتی تھی اُسی کا ظہور ہوا مسلمانون سے جو الجھا اُسکا گھر تباہ
ہوا نی گلگونہ پر شہنشاہ عاشق تھے حرتون قید کیا اُسنے شہنشاہ کو نہ قبول کیا عمرؔ و قید ہوکر وہین گیا اُنکو بھی رہا کیا مگر

شہنشاہ نے میرے سپرد کیا عیارون نے آفت برپا کر دی برہمن روئین تن بھی پہونچا مین اس ظالم کو لے بھاگی کو فتح ہو گیا ہوگا گلگونہ کو چادر مین لپیٹے ہوے ہون افہام نے کہا مین تو دیکھون یہان بھی شہنشاہ کی عملداری ہی اسی مقام پر قتل کیجیے پیراہن نے گلگونہ کو چادر سے نکالا ثابت ہوا پردہ سحاب مین ماہ تابان تھا برق عارض انور چمکی افہام کی آنکھ جھپک گئی بعد عرصہ دراز نگاہ قائم ہوئی دیکھا ایک نازنین پری پیکر سمن بر عارض رشک قمر ابروے خمدار خنجر ابدار آنکھین نرگس شہلا حسن و جمال کا جلوہ سراپا خوب معشوق مرغوب سرو قد غنچہ دہن جوبن کا ابھار بقول مصنف نارستان کی کیا لکھون تعریف ؛ یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا ؛؛ افہام کی آنکھون مین اندھیرا آ گیا قلب تھرا گیا آثار حضرت عشق کے ہویدا و آشکار مثل طائر بسمل تڑپین بیقرار آہ کلیجے سے نکل گئی جامۂ گریبان چاک کر دن منھ پر خاک ملون لہرا کر گرا بیہوش ہو گیا خدمتگار مصاحب شہریار شہریار کر کے دوڑے گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا آنکھ کھولی مصاحبون نے عرض کی کیون حضور مزاج کیسا ہی افہام نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا ؛ رو کیا کہون تیر مژگان نے دل کو مشبک کیا یہ نوبت بہم پہونچی نظم

کھینچے برق تجلی کو اشارہ اپنا
لا چکا حسن جہان سوز حرارا اپنا

یاد خاطر رہے جنبش ترے مژگان کو صنم
کنگ کو ہو نہ فراموش اشارا اپنا

کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے بت شوخ
حق تو یہ ہی نہین تقدیر سے چارہ اپنا

رنگ زرد و لب خشک و مژہ خون آلود
گنہ عشق مین بس ہی یہ کفارا اپنا

تیغ ابرو بھی چلے تیغ کے ساتھ اے قاتل
ہم بھی دو ٹکڑے ہون دل بھی ہو دوپارا اپنا

آئنہ صاف ہوا دور سکندر آیا
خود پسندون کو مبارک ہو نظارا اپنا

راہ دے صورت موسیٰ ہمین بحر ہستی
کشتی دل سے نہوویگا گزارا اپنا

زیر دیوار رہین ہم بام سے اوپر وہ ماہ
ہم زمین پر ہین فلک پر ہی ستارا اپنا

بحر ہستی مین یہ طوفان ہی عدم چھٹنے سے
غوطے کھلواتا ہی ساحل سے کنارا اپنا

صبح محشر بھی نہون خواب لحد سے بیدار
منھ نہ دکھلائے ہمین عمر دوبارا اپنا

سالہا سال سے تحصیل سخن ہی آتش
اس قلمرو مین ہی مدت سے اجارا اپنا

مصاحب گھبرا گئے کہ حضور نے یہ کیا فرمایا طرف ملکہ گلگونہ کے دیکھکر اشارہ کیا کہ اس قاتل نے مارا شعر
از دست کہ خون کرد دو دل برد بیسے را ؛ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسی را ؛ پیراہن نے کہا

ای افہام اپنے کو سنبھالو ایسا نہو کہ زوال دولت ہو اس معشوق پر افراسیاب عاشق ہوا ہے کئی برس قید کیا اس
ظالم نے نہین مانا اب تو دشمنی پڑی ہے افہام نے کہا ای پیراہن عمر بھر کو غلام ہو جاؤنگا تم میرے حوالے کردین
اس معشوق سرکش کو راضی کرونگا پیراہن نے کہا ارے ظالم یہ خبر کیسا طوفان ہوئی ابھی ابھی ہمارا پہاڑ آبلہ ملک
یون تباہ ہوا یقین ہے کہ اب کوئی سامری و جمشید کا نام بھی نہ لیگا مین اسواسطے آئی تھی کہ اپنے ملک پر شکست
کھائی یہان ٹھہر کر آرام لون تم ہائے واے کر رہے ہو اس ظالم کا رکھتا دو شاہان جلیل سے دشمنی پیدا کی ہے افراسیاب
تو اسپر عاشق ہے کوکب روشن ضمیر بہمن روئین تن نور افشان جادو ملکہ مہرخ نامدار عمرو عیار یہ سب
دشمنی کرینگے افراسیاب خاک اڑا دیگا افہام نے ہاتھ باندھکر کہا ای مہربان صاحب جو دو احسان افراسیاب
کاہیکو دشمنی کریگا افراسیاب کو تو اسنے قبول نہین کیا مین خدمتگزاری کرونگا افراسیاب سے بھی کہدونگا کہ ناحق اس
معشوق کو رکھکر کیا کیجیے گا پیراہن نے کہا تو اپنی ہی کہے جاتا ہے ہمارے سمجھانے کو نہین خیال مین لاتا تو بجا کرین
لیے جاتی ہون اور کہین جاکر ٹھہرونگی یہ کہکر چاہا ملکہ گلگونہ کو اٹھا لے افہام نے گولہ مارا اور کہا کہ او نالائق
معشوق کو ہاتھ نہ لگا ناخون کے دریا بہینگے پیراہن تڑپ کر کنارے ہوئی ورنہ گولہ سینہ توڑکر نکل جاتا افہام
نے جادوگرون کو اشارہ کیا اسکو پکڑ لو جو ننگے پکڑ کے میرے سامنے لاؤ اب تو پیراہن بھی سنبھلی گاتی باندھکر
پچاس ہزار ساحرون پر گری پچاس ہزار ساحر بلوہ کیے ہوے چاہتے تھے کہ گرفتار کرین پیراہن جب اڑکر گری
پچاس کے سر اڑا دیے کبھی برق بنکر گری سیکڑون کو مار کر نکل گئی ہنگامہ ڈالا ہوا کبھی خنجر برسائے کبھی ایسا سحر کیا کہ
آندھی سیاہ چلی جادوگر سر ٹکرا کر مرے دریاے خون بہا افہام کہتا ہے یارو سب ملکر گرفتار کرلو یہ پیراہن کتنی ہے کیا
کبھی میرے حق مین مسلمان ہو گئے جس طور سے ان ظالمون نے بلوہ کیا اسواسطے بیٹھ نہ سکے اور کچھ نہ بن پڑا
ای افہام ملک تباہ کرو گی لاشون سے میدان بھر دو گی اب کچھ جادوگر پہاڑ پر ہین کچھ زیر کوہ مگر پیراہن خستہ
کرکے اڑکر کبھی پہاڑ کو جنبش ہوتی ہے پتھر برس رہے ہین افہام بھی سحر کر رہا ہے پیراہن چاہتی ہے اڑا لیجاکر
گلگونہ رنگین پوش کو لیلون یہان سے لیکر تکماؤن کوہ تک اب رسائی نہین ہوتی جادوگرون کے پرے
بندھے ہوے ہین مگر پیراہن کے سحر سے عاجز ہو رہے ہین آپس مین ایک سے ایک کہتا ہے یارو ہمارے
شاہ نے بیٹھے بیٹھے یہ کیا آفت مول لی چین سے بیٹھے تھے اسمین فرق آیا دس بارہ ہزار جادوگر مار گئے
ہواے گرم چل رہی ہے ہر شاخ تر جل رہی ہے تمام صحرا گلابی پوش دریاے خون کا جوش و خروش
قضا کا رہتے ہین ہمتر چالاک بن عمرو تلاش مین ملکہ گلگونہ رنگین پوش کے پہونچ گیا دیکھا کہ پیراہن

پچاس ہزار جادوگرون مین گھری ہوئی بڑے جوش وخروش سے لڑ رہی ہو چالاک حیران ہوا کہ یہان کہان آکر گھری ہے گلگونہ کیا ہو گئی سر اٹھا کر دیکھا بر سر کوہ ملکہ گلگونہ بیہوش پڑی ہو زبان مین سوزن صدہا جادوگر گرد گھیرے ہین چالاک جادوگر بنکر تیار ہوا ایک ساحر سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو کیسا ہنگامہ ہو اُس جادوگر نے سب حال بیان کیا چالاک سنکر کنارے ہوا بالاے کوہ پہونچا دیکھا ملکہ بیدار ہین آنکھین کھولے ہوے چار جانب دیکھ رہی ہو چالاک کا دل ٹکڑے ہوگیا کہ ایسی مہجبین پر یہ آفت منھ بنھ کرتا ہوا قریب پہونچا کہا یارو ذرا ہٹ جاؤ ہمارے تاجدار نے کچھ پیغام دیا ہو وہ ہم ملکہ سے کہینگے یہ کہکر قریب آیا آنکھ ملا کر کہا مین آپکی زبان سے سوزن لیتا ہون بڑی عقلمندی یہ ہو کہ کسی سے اُلجھو نہین اُڑ بھڑ کر نکل چلو ملکہ نے اشارہ کیا اے چالاک کوئی مجھکو نہ روک سکیگا خدا چاہے تو اُبھر کر نکل جاؤنگی چالاک جھپٹ کر قریب آیا زبان سے ملکہ کی سوزن لی آپ تو بھاگ کر کنارے ہوا گلگونہ تڑپ کر اُٹھی گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا افہام نے پلٹ کر دیکھا کہ گلگونہ گاتی باندھے ہوے لڑ رہی ہو گھبرا کر کہا ارے یارو یہ کیا غضب ہوا اگر اسی طرح ہماری موت ہو تو مجبوری ہو ورنہ کسی کی کیا مجال کہ نگاہ کج سے دیکھے افہام نے کئی سحر کیے گلگونہ نے دفع کردیے پیراہن نے جو دیکھا کہ گلگونہ بہادری سمجھی کہ عیار یہان بھی آپہونچے نگوڑے بلاے روزگار ہین طرف ملکہ گلگونہ کے چلی کہ جا کر اسکو گرفتار کرون لیکر نکل چلون ملکہ نے گولہ مارا پیراہن نے کاٹا ایک آندھی سیاہ اُٹھی گلگونہ نے اسی واسطے یہ سحر کیا جادوگر سر ٹکرانے لگے گلگونہ ستارہ بنکر چمکی آسمان مین ڈوب گئی افہام و پیراہن دونون چار جانب دیکھنے لگے افہام تو شرمندہ ہو گیا سر ٹکراتا پھرتا ہو کہتا ہو ہائے معشوق کیا ہوئی مین اسکے فراق مین زندہ نہ رہونگا کالی راتین ہجر کی کیونکر بسر کرونگا تڑپ تڑپ کے جیتے جی مرونگا نظم

ہوتا ہے تیرے عشق مین جل جل کے دل تمام	کرلی ہے روح مرحلہ آب و گل تمام
حقا کہ عشق رکھتے ہین تجھسے حسین دہر	دم بھرتے ہین تراب جبین و چگل تمام
رکھاتے زخم ہجر پرا ہی ترک کیا کرین	خالی ہین تیل سے ترے چہرے کے تل تمام
دیکھا ہو جب تجھے عرق آگیا ہو یار	غیرت سے ہوگئے ہین حسین منفعل تمام
عشق بتان کا روگ نہ ای دل لگا مجھے	تھکوا کے خون کرتا ہو آزار سل تمام
قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے	مارے ترے ہین متصل و منفصل تمام
درد فراق یار سے کہتا ہو بند بند	اعضا ہمارے ہوگئے ہین مضمحل تمام
ساری عدالت الفت صادق کی ہو گواہ	تھرون سے ہو لپی ہوئی اپنی کل تمام

[illegible]

کہتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال
الفت سے ہو گئے ہین موافق مخل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہی سامنا
چھلنی ہوا ہی سینہ مشبک ہی دل تمام

ہوتا ہی پردہ فاش کلام دروغ سے
وعدے کا دن سمجھ لے وہ جان گسل تمام

خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا ہمین
ارباب انجمن ہوے آتش خجل تمام

بیراہن نے جو افہام کو اس حال زار مین دیکھا غصے مین کروک کے گری افہام کا کام تمام کیا تمام ساتھ والے
بھاگے یہ بھی وہان سے چل کھڑی ہوئی ایک صحرا مین جا کر سوچی کہ ای بیراہن گھر بار چھٹا ملک و مال برباد
ہوا گیسو بریدہ بھی نکل گئی افراسیاب بہت رنجیدہ ہوگا لشکر مسلمانان مین گئی ہوگی وہین چلکر آفت برپا
کرون پچاس ہزار جادوگرون سے طرف لشکر اسلام کے چلی کوئی دو کوس رستہ طے گیا ہوگا کہ دیکھا ایک مقام
پر ساٹھ ستر ہزار جادوگر اترے ہوے ہین بارگاہ زربفتی استادہ ہی ایک نازنین نہایت حسین تخت پر بیٹھی ہی
گرد انیسین جلیسین جمع ہین بیراہن نے بنظر غور دیکھا پہچانا کہ میری خالہ زاد بہن ہی یعنے ملکہ سوزن رشتہ دار
بیراہن خوش ہوگئی اتر آئی سوزن نے جو بیراہن کو دیکھا بہت پریشان پایا اسکا ملک بہت وسیع تھا اسی
سبب سے ساتھ متانت کے کھڑی ہوگئی اور کہا ہمشیرہ خیر تو ہی بیراہن نے قریب آکر کہا بہن کیا کہون عجب
مصیبت مین ہون سوزن اسکو لیکر بارگاہ مین آئی مقام صدر پر جگہ دی بیراہن تو اپنے جامے سے باہر
تھی حال اپنا رو رو کر بیان کیا اور کہا بوا تم خوب جانتی ہو کہ مقام غار افراسیاب پر ساحران زبردست برا
امتحان جاتے ہین مین جب وہان گئی سند کمال پائی بڑے بڑے جادوگرون نے اپنا افسر جانا لیکن عیارون نے ایسا
تنگ کیا کہ ملک مال سب چھوٹا ابھی غصے مین افہام کو مار ڈالا اب تلاش مین گلگونہ گیسو بریدہ کے لشکر مسلمانان پر جاتی
ہون وہان جا کر اُسکی چٹیا لونگی چرخ و بہار کی بھی قضا میرے ہاتھ سے ہی سوزن نے کہا بوا تم نہ گھبراؤ میرے
پاس بھی فرمان شہنشاہی آیا تھا چلو میرے ساتھ چلو یہ سب لشکر تمھارا ہی ہم مین آنکھون سے خدمتگزاری کرونگی
چونکہ بیراہن گھبرائی ہوئی تھی سوزن نے بہت تسکین دی بیراہن خوش ہوگئی کہا بوا میرا تو یہ ارادہ تھا
کہ یوہین جا کر لشکر مسلمانان پر گرون افسرون کو قتل کر ڈالون گلگونہ کو پکڑ لیجاؤن سوزن نے کہا ضرور کو
لشکر ساتھ لیجیے بارگاہ و خیمہ سرا پردے سب کچھ حاضر ہین اول تو جسطرح آپ کو منظور ہو طبل جنگی بجوا کر اٹھیے
مسلمانون کے کلیجے مین دھوئین اٹھین بہر نوع بیراہن سوزن کے ساتھ ہوئی لشکر کو ہمراہ لیکر کوچ کیا
چالاک اُس معرکے سے بھاگ کر ایک صحرا مین آکر ٹھہرا تھکا ماندہ تھا شب کو ایک درخت پر سو رہا صبح کو

نخل سے اُترا چاہتا ہو کہ لشکر کی طرف روانہ ہوں کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا ملکہ گلگونہ آ پہونچیں چالاک نے صورت اصلی دکھلا کر آواز دی ذرا حضور ٹھہر جائیے گلگونہ نے چالاک کو دیکھا خوشی خوشی اُتر آئی چالاک کے ہاتھوں کو بوسہ دیا کہا تمنے جان بچائی چالاک نے کہا ملکہ ہمارے یہی کام ہیں اب چالاک اور گلگونہ ملکر ساتھ چلے صحرا کا مقدمہ سبزہ مخلع بالطبع صحرا میں بلا تکلف چلے آتے ہیں کہ آسمان پر فراتا ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک باز بلند پرواز نے طاؤس کو گھیرا ہے طاؤس نیچے اترتا ہوا زمین پر آتا ہے ملکہ و چالاک بھی تماشا دیکھنے لگے باز نے ایک پنجہ آنکھ پر مارا طاؤس زمین پر گرا باز کُندے باندھ کر سینے پر آیا طاؤس کو نوچنے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی کڑاکے کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی ایک نوجوان تاجدار گھوڑے پر سوار اس خیال میں کہ باز میرا شکار سے باز نہ آئیگا آتے معلوم ہوا دور سے جو اُس تاجدار نے باز کو دیکھا گھوڑے سے کود پڑا چمکار کر باز کو اُٹھا لیا طاؤس کا سینہ چاک کیا باز کو دیا باز کھانے لگا پیچھے قراول میر شکار کچھ سوار پیدل آ کر موجود ہوئے اس جوان تاجدار نے جب باز سے اطمینان حاصل کیا پلٹ کر ملکہ گلگونہ کو دیکھا دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا ہائے وائے کرنے لگا چالاک نے کہا ملکہ گلگونہ یہ بھی تمپر عاشق ہوا ملکہ کے تیور پر بل پڑ گئے مگر وہ تاجدار کہتا ہوا دوڑا اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان میری جان جاتی ہے اب میری زندگی اور موت تمہارے ہاتھ ہے دل پر قابو نہیں اپنے ملک کا بادشاہ ہوں تاج و تخت کو ٹھکرا چکا ہوں میں غلامی کو حاضر ہوں کسی مقدمے میں دخل نہ دونگا امیدوار ہوں کہ عرض میری قبول ہو سعادت وصال حصول ہو

نظم

روز جزا جو قاتل دلجو خطاب تھا — میرا سوال ہی مرے خون کا جواب تھا
ناصح ہو طعنہ زن مری ناکامیوں پہ کیا — دلجوئیوں سے تیری کبھی کامیاب تھا
پھر منہ سے شام وعدہ نکلے یہ کہ سو رہے — آرام شکوۂ ستم اضطراب تھا
گویا کیا شکن دیے ہیں دل آزار کو مگر — اُسکے خیال میں ورق انتخاب تھا
عاشق ہوئے ہیں آپ کہیں گو اُسی پہ ہوں — شب حال غیر مجھسے زیادہ خراب تھا
وقت وداع بے سبب آزردہ کیوں ہو — یوں بھی تو ہجر میں غم و رنج و عذاب تھا
وہ چشم انتظار کہاں یار بعد مرگ — دیکھا تو ہمنے آنکھ نہ لگنا بھی خواب تھا
بے پردہ غیر سے نہ ہوا ہوگا شب کہ صبح — آنکھوں میں شرم تھی نہ نظر میں حجاب تھا
دیکھا نہ ہو یہ رشک و حسد وہ بلا کا آج — سنبل کو تیری زلف کا سا پیچ و تاب تھا

ہون کیون نہ محو حیرت نیرنگہاے شوق	جو دل مین شعلہ تھا وہی آنکھون مین آب تھا
کیا جی لگا ہی تذکرۂ یار مین عبث	ناصح سے مجکو آج تلک اجتناب تھا

ملکہ نے جھڑک دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی ملازمون نے دیکھا ہمارے آقا کو اس عورت نے کلمۂ سخت کہا سب طرف
بلوہ کرکے چلے ملکہ نے چند سنگریزے اٹھاکر مارے کئی کے سر پھٹ گئے اخلاص تاجدار نے جب دیکھا کہ کئی
جادوگر اس نازنین نے مارے دام جمشیدی مارا ملکہ دام مین پھنسی برق بن کے تڑپی جال کو توڑکر الگ گری
جال جل گیا معلوم ہوا بے دام کا تھا جال پھیلا یا دام گیسو مین خود پھنسا ملکہ نے دیکھا پانچ ہزار جادوگر آگئے
چالاک تو بھاگ کر ایک نخل کے نیچے چھپا جادوگر بنکر نکلا دو چار حقہ ہائے آتشبازی مارے اخلاص تاجدار
کے ساتھ پانچ ہزار ساحر تھے جب ملکہ نے دیکھا اخلاص تاجدار ہر مرتبہ کلمات لاطائل کہتا ہوا میری جانب
آتا ہی ہاتھ جھٹکا دیا اخلاص کے دو ٹکڑے ہوے پانچ ہزار جادوگرون نے دیکھا کہ اس نازنین نے تھوڑے
ہی عرصے مین کئی سو جادوگرون کو مارا افسرون نے فریاد کی طناز سنگ انداز سب کا افسر تھا اسنے پہچانکر
کہا یارو یہ ملکہ گلگونہ زنگین پوش ہی اسکے سحر سے کوئی نہ بچیگا بہتر یہ ہی کہ اطاعت کرو رومال سے ہاتھ
باندھکر خود سامنے آیا اور کہا ای ملکۂ عالم مین نے آپ کو پہچانا مرجان الماس پوش کی آپ دختر بلند اختر
ہین طناز مع لشکر مطیع اسلام ہوا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی ملکہ مقام صدر پر آکر بیٹھین دو دن اسی صحرا
مین صحبت عیش و نشاط آراستہ رہی تیسرے دن ملکہ نے کوچ کا حکم دیا طرف لشکر اسلام کے چلین اب تھوڑا
ذکر لشکر ملکہ مہرخ واجب و لازم ہی ملکہ مہرخ مع سرداران تہمتن و تاجداران صف شکن کے جلوہ گر
تھین اول خواجہ و برق آکر ہو بہو تمام حالات بیان کیے لشکر مین خوشی ہو رہی ہی ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما
ہین کہ چند و بر چند ہرکارے آکر حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی پیراہن نہ قبا سوزن رشتہ دار مع سات
ہزار فوج کے بڑے غصے مین آئی ہین جابجا جو شکست پائی ملکہ حیرت سے عرض کی ہی کہ حضور کنیز کے مقدمے
مین دخل نہ دین سب مسلمانون کی مشکین باندھکر حاضر کرونگی اگر حکم ہو سب کے سر کاٹون ملکہ حیرت نے کہا
تمھین اختیار ہی دونون نے طبل جنگی بجوایا کل انکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہون آتش کینہ و عناد و فساد
دو بالا کرین ملکہ مہرخ نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بتفضل ایزدی و بتائید ربانی براے مقابلہ پیراہن و سوزن
طبل جنگ بجے غرض یہان بھی طبل رزمی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین سب
عیار بھی موجود ہین جب طبل جنگی بج چکا برق فرنگی اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ نے فرمایا کیون جی میان

برق کہاں چلے برق نے کہا لشکر کی سیر کرنے جاتا ہوں عمرو نے کہا تم عیاری کرنے جاتے ہو کبھی عیاری تمسے
نہ بن پڑی ہی نہ بن پڑیگی جاکے اُسے ہوشیار کر دو گے برق نے کچھ جواب نہ دیا باہر آیا جانسوز بن قران
سے ملاقات ہوئی جانسوز نے پوچھا کہ بھائی برق کہاں چلے برق نے اشارہ کیا کہ طرف لشکر سوزن و
پیراہن کے جاتا ہوں جانسوز نے سر ہلا دیا برق جاکر لشکر جادوگران میں پہونچا پیراہن ایک
بارگاہ استادہ کرکے ٹھہری ہی برق پھرتے پھرتے اُسی بارگاہ کے دروازے پر آیا دربانوں سے دریافت کیا
معلوم ہوا کہ سوزن بھی اسی بارگاہ میں ہی برق نے کنارے آکر ایک رقعہ تیار کیا صرصر کی شکل بنکر دربارگاہ
پر آیا چوبداروں سے کہا جاکر بی پیراہن سے عرض کرو کہ ملکہ صرصر شمشیر زن فرستادہ ملکہ حیرت دردولت
پر حاضر ہی چوبدار نے جاکر پیراہن سے کہا حکم ہوا بلا لو برق اندر آیا پیراہن کو سلام کیا رقعہ بے تکلف
ہاتھ میں دیدیا پیراہن نے دیکھا لکھا ہی ای پیراہن وہ رنج و ملال تمنے اٹھائے جسکا بدلہ یہی ہی جو ارادہ تمنے
کیا اگر سوزن کو تھوڑی دیر کے لیے صرصر کے ساتھ کر دو پیراہن نے کہا ای سوزن شاید ملکہ حیرت نے
تمھارے لیے کوئی سحر بھیجا ہی جاؤ صرصر سے تخلیہ میں حاصل کرلو سوزن اٹھی برق سوزن سے باتیں
کرتا چلا ایک خیمے میں لایا کہا ایک انگیٹھی میں آگ روشن کیجیے سوزن نے آگ روشن کی صرصر نقلی نے لوبان اپنے جیب
سے نکالا اور کہا ای ملکہ اسے آگ میں ڈالو اُسنے جیسے ہی لوبان آگ میں ڈالا دھواں نکلا سوزن بیہوش ہو کر
گری برق نے نعرہ کیا نعرہ برق منم برق رفتار خنجر گزار ؛ منم یکہ لیکن گران بر ہزار ؛ سوزن کی زبان میں
سوزن دی اور پشتارہ باندھ کرکے بھاگا پیراہن نے جب دیکھا کہ عرصہ ہوا کہا دیکھو تو سوزن کیا کر رہی ہین
غلام اسکا پردہ پوش کھڑا تھا جھپٹ کر اُسنے دیکھا کہا حضور کوئی عیار تھا ملکہ سوزن کو لیگیا کہا ای پردہ پوش جا
لینا کنارے پر لشکر کے زیر درخت چنار پشتارہ درست کرکے باندھ رہا ہی یہ غلام چلا حقیقت میں برق کنارے
لشکر کے آکر پشتارہ سوزن کو درست کر رہا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم پردہ پوش غلام ملکہ پیراہن
برق نے چاہا پشتارہ چھوڑ کر بھاگوں جست کی تھی پردہ پوش نے سحر کیا برق کے پانوں زمین نے پکڑ لیے
پردہ پوش اُترا نیمچہ لیکر طرف برق کے چلا برق نے تڑپ کر دعا کی کہ پہلو سے آواز آئی ای پردہ پوش
کیا کرتا ہی خبردار قتل نہ کرنا پردہ پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ پیراہن چلی آتی ہی کہا حضور آپ نے کیوں
تکلیف کی پیراہن نے کہا تو عیار کا لباس عمر قطع کرتا ہی یہاں حکم ہی کہ بدون حکم افراسیاب کوئی عیار قتل نہو
یہ کہکر پیراہن نے کہا دیکھو شہنشاہ آتے ہین جیسے ہی پردہ پوش اُدھر پلٹا نعرہ کیا منم جانسوز اور خنجر مارا

پردہ پوش کا پردہ کھل گیا برق کے پاؤن زمین نے چھوڑ دیے جانسوز نے کہا ای برق پشتارہ اٹھاؤ برق چلا کر پشتارہ اٹھالے یہان پیراہن نے نقشہ دیکھا کہا غضب ہوا پردہ پوش مارا گیا یہ کہکر خود کر کی جانسوز برق سے کہ رہا ہی کر بھاگو اتنے مین آسمان سے نعرہ ہوا نسم پیراہن نہ قبا جانسوز اور برق دونون چاہتے تھے کہ بھاگ کر نکلین پیراہن نے سحر کیا دونون لڑکھڑا کر گرے اور جادوگر بھی آ گئے تھے لشکر مین غل ہوا کہ برق و جانسوز پکڑے گئے جادوگرون نے آکر دونون کی مشکین باندھین سوزن کو ہوشیار کیا سوزن گھبرا گئی پوچھا ملکہ کیا ہوا کہا تمکو برق گرفتار کر کے لیچلا تھا غلام بھی میرا مارا گیا جادوگرون سے اشارہ کیا ان دونون کو لیجا کر قید کرو ساحرون نے لیجا کر قید کردیا پیراہن اور سوزن آکر ایک ہی مقام پر بیٹھین پیراہن نے کہا ای سوزن ساتھ ہوشیاری کے رات بسر کرو سوزن نے کہا اب مین نے سونا بھی موقوف کیا سب جمع ہوکر بیٹھین صحبت مین شراب چلنے لگی قضاے کار خواجہ عمرو کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوے تھے اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ برق و جانسوز گرفتار ہو گئے خواجہ گھبرا گئے ایک جانب چلے دیکھا ایک مقام پر خیمہ استادہ ہی صحبت آراستہ ہی پیراہن اسی خیمے مین مقام صدر پر بیٹھی ہی سوزن پہلو مین متمکن ہی انیسین جلیسین حاضر ہین ایک گائن بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

کہتے ہین عطر جسکو یہ مردم گلاب کا ❊ ای ترک ور وہی تری جھوٹی شراب کا
خط دیکھو بھیجے یار کے ہاتھون مین نامہ بر ❊ پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا
دیکھا ہی تو نے سامنے رکھکر جو اسمین منھ ❊ آئینہ برج بنگیا ہی آفتاب کا
کیا کیا طرارے توسن جاناں نے بھرے ❊ بوسہ لیا جو مین نے تڑپ کر رکاب کا
مشق خرام مین عرق افشان ہی روے یار ❊ چھڑکاؤ ہو رہا ہی زمین پر گلاب کا
آ[illegible] کے دور کھنچنے سے رکتا ہی دم مرا ❊ انگور سے خوشش آتا ہی کھنچنا شراب کا
حرص و ہوا کو سینے مین غافل جگہ دے ❊ مطلب کو فوت کرتا ہی کیڑا الکتاب کا
خانہ خرابی پر کمر موج بند ہے جسکی ❊ باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا
زینت پسند وہ نہین جو ہین شکستہ دل ❊ محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا
کرتے ہین سجدہ اسکی طرف کیا سمجھ کے لوگ ❊ کعبہ ہی نام ایک کنشت خراب کا
رویا کا حال یار کے آگے کہونگا مین ❊ یوسف کے منہ سے لطف ہی تعبیر خواب کا

دریا مین ڈالدو مرے مردے کو دوستو — آباد ہوا اسیر سے زندان حباب کا
اڑ کے دکھائی دینگے پرون کی طرح سے — کھینچیگا صدمہ دام مرے اضطراب کا
آتش کی آرزو یہی ای شہسوار رہی — اُسکا غبار سرمہ ہو چشم رکاب کا

خوب جلسہ آراستہ و پیراستہ ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا رکھا افراسیاب جادو تخت پر سوار تخت آکر رکھا گیا سب
واسطے استقبال کے اُٹھے پیراہن نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کے آنے کا کیا باعث ہوا اُسنے کہا مین نے
سُنا کہ تمنے طبل جنگی بجوایا ہی کل مسلمانون سے مقابلہ ہی دل کو آرام نہ آیا مین نے کہا کہ جاکر دیکھون عیار
یہان بلاے روزگار ہین پیراہن نے کہا مین نے دو عیار گرفتار کیے افراسیاب نے گلے سے لگا لیا کہا ای
پیراہن بڑا کام کیا عیار قیامتین برپا کرتے ہین پیراہن نے سب حال بیان کیا افراسیاب نقلی باتون
مین رنگ جما رہا ہی لیکن یہان صرصر شمشیر زن پاس حیرت کے بیٹھی تھی اسنے کہا حضور دو عیار پکڑے
گئے ہین اب عیارون کا تانتا لگ جائیگا ذرا وہان کی خبر منگوائیے حیرت نے یاقوت سے اشارہ کیا کہ ذرا جاکر
خبر تو لے دیکھ تو دربار مین کیا ہو رہا ہی یاقوت وزیر زادی چلی قریب بارگاہ پہونچی پردہ اُٹھاکر دیکھا کہ
افراسیاب جادو مقام صدر پر بیٹھا ہی ادھر سے لنگر پیچھے ہی چوبدار نے کہا کیون بی وزیر زادی خیر تو ہی یاقوت
نے کہا افراسیاب مقام صدر پر جو بیٹھا ہی یہ نقلی ہی چوبدار نے پوچھا تمنے کیونکر جانا اسنے کہا ہمکو ملکہ حیرت نے
بھیجا ہی عیار جو پکڑے گئے ہین سب کو فکر ہی کہ اب عمرو پیراہن کو مار ڈالیگا عیارون کو چھڑا لیجائیگا نگوڑا
عمرو افراسیاب بنا بیٹھا ہی شراب کا ذکر ہو رہا ہی چوبدار نے کہا ای ملکہ اگر یہ عمرو ہی تو چلو ہم تم ملکر اسے
گرفتار کرین ہمارا تمھارا نام ہوگا ادھر نخل کی آڑ مین آؤ مین تدبیر بتلا دون یاقوت پیچھے ہی چوبدار باتین
کرتا ہوا چلا کہ تم سحر کرنا مین ہاتھ پکڑ لونگا یہ کہتا ہوا نخل کی آڑ مین لیکر آیا کہا دیکھو سامنے ملکہ حیرت کھڑی
ہین وہ بلاتی تھی کہ چوبدار نے حلقے کمند کے مارے اور نعرہ کیا منم ضرغام شیر دل اور یاقوت کو بیہوش کر کے
زیر نخل ڈالدیا پھر ضرغام جھپٹ کر بارگاہ مین آیا افراسیاب نقلی کو سلام کیا اور اشارون مین سمجھا دیا کہ ای عمرو
عیار جلدی کیجیے آپ کی فکر ہو رہی ہی عمرو نے کہا ای پیراہن جلد شراب منگواؤ ضرغام بشکل چوبدار کھڑا ہی
اشارون مین سمجھا رہا ہی خواجہ جلدی کر رہے ہین مگر وہان یاقوت کو ایک ساحر نے ہوشیار کر دیا پوچھا ای
وزیر زادی یہ کیا معرکہ تھا اُسنے جوابدیا عیار مجھکو بیہوش کر کے ڈال گیا نگوڑے ہر مقام پر موجود رہتے ہین
یہ کہکر یاقوت بھاگی ملکہ حیرت کی خدمت مین آئی کہا ای ملکہ عالم عمرو وہان بصورت افراسیاب رنگ جما رہا ہی

ضرغام بھی موجود ہوگا آپ جلدی جائیے ورنہ دونون کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی یہ سُنکر حیرت چھپٹی برق ہنگام آسمان پر چمکی مصوّر و صورت نگار عقب سے چلے ساحرون نے جو خبر سُنی سب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے چہار جانب سے آکر بارگاہ پیراہن کو گھیر لیا خواجہ یہان گھبرا رہے ہین دل کو دھڑکن قلب کو پھڑکن ضرغام دعائین مانگ رہا ہی ای پروردگار قبلہ و کعبہ کی عیاری کو پورا کرنا ایسا نہو کوئی زوال آجائے ای معبود حقیقی ای رب تحقیقی تیری صفت مین کیا کرون تو مالک بے نیاز ہی تو خالق کارساز و بندہ نواز ہی کنشت و دیر مین تیرا تماشا جلوہ ہی چشم وحدت شرط ہی

نظم

کن عبادت باہزاران اشتیاق
تا شود زان بندگی حاصل مذاق

سست باش ای بندہ ہنگام گنہ
در عبادت تندرست و چست و چاق

سرنگون شو در سجود بندگے
پیش آن شاہنشہ ملا الیطاق

زال دنیا چون زن شوہر گشست
دہ طلاقش دہ طلاقش دہ طلاق

در تجرد فرد باشی و فرید
گر شوی اندر جہان از جفت طاق

بر کلامت ہند یا تحسین کنند
شاعران ہند و ایران و عراق

خواجہ کو بھی جلدی تھی شراب منگا کر بیہوشی ملائی چاہتا تھا کہ پیراہن کو پلا کر قتل کرے کہ آسمان سے برق چمکی اور آواز آئی او ساربان زادے تو پیراہن کو جامۂ ہستی سے باہر کیا چاہتا ہی او پیراہن شراب نہ پینا عمرو نے یہ آواز جو سُنی جام کو پھینکا چاہا خنجر مارون حیرت نے وہین سے سحر کیا خواجہ و ضرغام دونون کو ساحرون نے گرفتار کیا حیرت نے آکر کہا ای پیراہن غضب ہوا تھا اول مین نے تمہاری خبر کے واسطے یاقوت کو بھیجا اُسکو ضرغام نے بیہوش کیا مگر جب کسی طرح وہ ہوشیار ہوئی تو مجھکو خبر دی اب تو بہتر ہوا کہ خواجہ و ضرغام دونون قید ہوے جہان برق و جانسوز ہین وہین عمرو و ضرغام کو بھی لاکر رکھا پیراہن نے کہا عیارون کو قتل کرون حیرت نے کہا کل سردارون سے مقابلہ کر دین شہنشاہ کو عرضی لکھونگی عیارون کے بارے مین جب حکم آجائیگا تب تمھین اختیار ہی لیکن نگہبان عمدہ مقرر کرو پیراہن نے اُسی وقت در زندانخانہ پر کئی ہزار ساحر مقرر کیے اور سب کو حکم دیا کہ شب بھر جاگتے رہنا ملکہ مہرخ دربار مین جلوہ فرما ہین بہار و مخمور آپس مین صلاحین کر رہی ہین سحر تیار ہو رہے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی خواجہ و برق و جانسوز و ضرغام قید ہو گئے ملکہ مہرخ نے تاج دے مارا کہا خدا خیر کرے

یہ ملعونہ بلاے روزگار ہے دیکھیے سحر مین کیا کیفیت ہوتی ہے جادو مین طاق شہرۂ آفاق ہے سب ساحرا پنے اپنے مقام پر سحر تازہ تیار کرنے لگے چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا پیراہن زرین پوش آفتاب عالمتاب شہنشاہ ماہ تابان کا گریبان گیر ہوا ماہ نے شکست فاش کھائی فوج ضیاء شعاع کا بندوبست ہوا پیراہن و سوزن دونون بہنین تخت پر سوار ہوئین ایک طرف ملکہ حیرت جادو کا لشکر بڑے زور و شور سے آکر میدان کارزار مین پہونچا ادھر سے ملکہ مہرخ مع ساحران صف شکن و سرداران تیغزن میدان قتال مین آکر پہونچین صفین آراستہ و پیراستہ ہوئین پیراہن نے قبا تخت سے کودی ملکہ حیرت سے اجازت لی میدان کارزار مین آکر نعرہ کیا اور چار گولے چار جانب پھینکدیے اور آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آکر مقابلہ کرے ملکہ ہلال سحر افگن نے اپنا طاؤس زرین بال بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت لی جیسے سامنے پیراہن کے پہونچی پیراہن نے آواز دی اے چہار چشم لینا چار جادوگر چار جانب سے پیدا ہوے ہلال کو زبردستی پکڑ لیا زبان مین سوزن دی پھر آواز دی مہرخ مو تکلی پیراہن پکار اٹھی کہ اے زمین گیر اس نازنین کو لینا زمین سے دھوان نکلا آنکھون مین لگا بیہوش ہوکر گری سات ساحر اسی طرح نکلے پیراہن نے انکو اسی طرح گرفتار کیا جب تو ملکہ بہار جادو کو غصہ آیا طاؤس کو بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت طلب کی ملکہ نے کہا بسم اللہ خدا مظفر و منصور کرے بہار نے طاؤس بڑھایا مقابلے مین پیراہن کے پہونچین پیراہن نے آواز دی اے زمین گیر بہار کو لینا زمین شق ہوئی جیسے ہی دھوان زمین سے نکلا بہار نے چند پھول اس مقام پر پھینکے اور آواز دی اے لالہ تنگا زمین گیر کو لینا وہ پھول جو وہان پر گرے دھوان چرخ مار کر زمین مین نابود ہوا جھلا کر پیراہن نے ایک چیخ ماری اے چہار چشم اسے لینا چار جوان گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے بہار نے جو ان چارون کو آتے دیکھا چند درخت راہ مین حائل کیے آواز دی اے سمنبر ذرا چہار چشم کو روکنا مجھ تک نہ آنے پائین فوراً درختون مین ایک ایک پھل پیدا ہوا چارون جوانون نے درختون کے پھل کھائے درختون کی بیخ مین پانون مار کر غائب ہوے بہار نے پیراہن پر گلدستہ مارا گلدستہ آکر پھٹا ہوا ٹھنڈی چلی پھول برسے عندلیبان خوشنوا نے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

نظم

شوق اگر کوچۂ محبوب کا رہبر ہوتا / گام اول مین قدم کعبے کے اندر ہوتا

گوشۂ خوبان مین لٹکتا جو مین گوہر ہوتا / زر جو ہوتا تو حسینون ہی کا زیور ہوتا

حق ہی ایجاد کہ تجھ سا نہین دلبر ہوتا / دل عالم مین نہین تیری طرح گھر ہوتا

اسقدر اہل جہان کو ہی محبت زر سے
اُس پری تک جو خطِ شوق مرا لیجاتا
خال کی بو بھی ہی اُس رُخ کے پسینے کی شریک
توڑتا پاؤن کو جو تخت کی خواہش کرتے
قابل دید ہی ہر چند صفاے وہ رُخ
بحر ہستی مین نظر آتے نہ مانند حباب
میٹھی باتون کا عجب کیا ہی دہن سے ٹپکے
میرے زندان مین کرم باد بہاری کرتی
جام بھر بھر کے مے ناب سے دیتا جمشید
گرد پھرتا کبھی آغوش مین لیتا گاہے
تیری فرقت مین شب اے ترک یہ تنگ آیا تھا
عشق ہو بندگیِ حسن سے کیونکر باہر
ساغر مے کا طلبگار نہین اے ساقی
باغ بے یار جو جاتا تو پئے نارت دل
باغ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہی
سوزش عشق مین یہ دل ہی ہی قائم آتش

پیٹ مین مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا
تاج ہر ہُد کے سزاوار کبوتر ہوتا
شامل عطر ہی فی الواقعی عنبر ہوتا
کاٹتا سر کو اگر مائل افسر ہوتا
آئنہ کہتا جو مروت کا بھی جوہر ہوتا
خالی اک لحظہ ہوا سے جو تری سر ہوتا
بشتر لب پہ ہی آلودہ شکر ہوتا
نکہت گل کی طرح جامے سے باہر ہوتا
آئنہ مجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا
یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا
پھیرتا پہلوے خالی کو جو خنجر ہوتا
دوست اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا
دونون آنکھون سے تری مست دو ساغر ہوتا
تختہ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا
لالہ کہتا داغ محبت جو میسر ہوتا
پانی ہو ہو کے بہا کرتا جو پتھر ہوتا

حیرت نے دیکھا بہار نے جو گلدستہ طائران نغمہ سرا اپنا رنگ جمانے لگے پکار کر آواز دی ایپرین حیرت کے کہنے سے ہوش مین آئی یا تو صحرا ہرا بھرا ہونے لگا تھا یا تبدل نے صورت دکھائی نخل جلنے لگے طائر پرون کو کھول کر اُچھلنے لگے مدت نیر اعظم نے صحرا کو گرہ نار بنا دیا عین بہار مین خزان کا خردہ سُنایا بہارے اور گلدستے گرمی مین رنگ نہ جما طائر جلکر کباب ہوے ساکن صحرا شدت گرمی سے بیتاب ہوے رنگ بہار متغیر ہوا سوزن نے بھی اپنے مقام سے سحر خوانی کی دونون بہنون کے سحر سے گجرے پھولون کے کھلانے لگے چپکا موتیے کا ٹوٹ کر سوسمہ گرا ہار رُفت اُمت کرتی طرف پیراہن کے چلی مخمور نے جو یہ رنگ بہار کا دیکھا بے اختیار آہ کی کہا بڑا غضب ہوا عاشق مزاج پر یہ سختی نہین معلوم شہزادہ نور الدہر پر کیا گذری

اسوقت دل بہت بیقرار ہی خدا خیر کرے نظم

ملاے جان مجھے ہر ایک خوش جمال ہوا
چھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا

گرو ہوا تو اسے چھوٹنا محال ہوا
دل غریب مرا معشوقون کا مال ہوا

کمی نہین تری درگاہ مین کسی شی کی
بہار آئی تو ہر نخل بھی نہال ہوا

دکھاکے چہرہ روشن یہ کہتے ہین شام
وہ آفتاب نہین ہی جسے زوال ہوا

دکھا نہ دل کو صنم اتحاد رکھتا ہون
مجھے ملال ہوا تو تجھے ملال ہوا

سمجھایا آنکھون نے وہ رخ تابش مضمون
خیال یار مرا شعر کا نہال ہوا

ترے شہید کے جیب و کفن مین ای قاتل
گلال سے بھی ہی رنگ عبیر لال ہوا

بلند خاک نشینی نے قدر کی میری
عروج مجھکو ہوا جبکہ پائمال ہوا

غضب مین یار کے شان کرم نظر آئی
بنایا سرو چراغان جسے نہال ہوا

دہان یار کے بوسے کی دل نے رغبت کی
خیال خام کیا طالب محال ہوا

رہا بہار و خزان مین یہ حال سودے کا
بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا

گذ کسی نے کیا تھرتھرایا دل اپنا
عرق عرق ہوے ہم جسکو انفعال ہوا

ترے دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار
گمان وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا

کمال کون سا دہ ہی جسے زوال نہین
ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا

وہی ہو لوح شکست طلسم جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہو

یہ اشعار پڑھکر ایک جوش پیدا ہوا بہار کی مدد کو چلی پکار کر آواز دی ای بہار ہوشیار پیراہن کے سحر نے تاثیر کی بونڈے گرد کے اڑے زمین تپ رہی ہی چند زاغ و زغن شدت گرمی سے منھ کھول کر زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر مرے بہار و مخمور دونون ادھر سے بڑھین پیراہن نے بھی سحر کیا مخمور نے آکر بہار کا ہاتھ پکڑا کہا بہن کہان جاتی ہو اپنے ہوش و حواس درست کرو بہار نے گرمی کا اشارہ کیا کہ شدت گرمی سے دل جل گیا دیکھو زبان مین چھالے پڑ گئے مخمور بھی اف اف کرنے لگی بہار و مخمور قصد کرتی ہین کہ جھولی پر ہاتھ ڈالین سحر کا دفعیہ کرین مگر ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی اتنے مین پیراہن نے آواز دی اے دسا بہ انداز لیناان دونون کو دیکھا تو ایک فرا اٹھا ہوا گوشہ صحرا سے ایک عقاب پیدا ہوا اُسنے بہار و مخمور کے سر پر

سایہ ڈالا دونون بیہوش ہوکر گرین پیراہن نے بڑھ کر دونون کی زبان مین سوزن دیا ملکہ مہرخ نے آواز دی کہ صاحبو لینا بہار و مخمور جانے نہ پائین سب سے پہلے کنیزان بہار ایک ایک غنچہ دہن سرو قد جا پڑین حیرت نے بھی لشکر کو اشارہ کیا حیرت کا بھی لشکر چلا مہرخ نے بھی تخت بڑھایا دونون لشکر مل گئے آپسمین سحر چلنے لگا جسنے جسکو گولہ مارا سر پھٹ کر گرا کنیزان بہار آپڑین لیکن جبیں و چلیپا رنگ چہرے کا متغیر حربہا ے سحر ہاتھون سے گرے جاتے ہین لڑائی پر تلی ہوئین نشان فوج کے کھلے ہوے اسباب سحر تیار صداے گیر و دار بلند باغبان قدرت چاہتا ہی بہار و مخمور کو چھین لون ساٹھ ہزار ساحر پشت پر جب جمکر سحر کیا آگ برسادی مجمع متفرق ہوا کہ حیرت نے پکار کر آواز دی کہ ای پیراہن ہوشیار ہوجاؤ باغبان قدرت نے جنگ کو روک لیا پیراہن ملیجی پکار کر آواز دی کہ اسے سایہ انداز باغبان کو لینا ایک عقاب گوشۂ صحرا سے پیدا ہوا باغبان پر سایہ ڈالا باغبان زمین پر گرا بیہوش ہوا پیراہن بلوہ کرکے چلی برق لامع تڑپ کر گری کسی سردار نامی کو قریب باغبان نہ آنے دیا کئی سو جادوگرون کو کاٹ کر نکل گئی سوزن و پیراہن نے ملکر سحر کیا آگ برسنا موقوف ہوئی ہوا ٹھنڈی چلی برق لامع جھونکے سے ہوا کے زمین پر گری برق لامع و باغبان کو بھی پکڑ لیا اب تو پیراہن لشکر اسلام پر گری ملکہ حیرت جادو یا تو دور سے دیکھ رہی تھین یا سحر کرتی ہوئی بڑھین جسپر کڑک کر گرتی اُسکو اُٹھالے گئین بلندی پر لاکر چیر کر پھینکدیا ملکہ مہرخ نے کہا کہ افسوس ایک شہنشاہ ادج عیاری کے نہ ہونے سے یہ آفت برپا ہوئی حاضرین وقت سے صلاح کی طبل بازگشت بجوا دیا جائے سب نے عرض کی کہ بہت مناسب ہوگا سوزن و پیراہن نے قیامت برپا کی ہی ابھی وقائع نگار نے خبر دی ہی کہ لاکھ ساحر لشکر اسلام کے مارے گئے ملکہ مہرخ نے مجبور ہوکر طبل بازگشت بجوایا لشکر علیحدہ ہوے مہرخ کو انتہا کا ملال ہی فرماتی ہین کہ دو صاحبون کے سبب سے یہ جفائین اُٹھائین لاکھ جوانون کا مارا جانا لشکر مین برہمی ہوگئی اب کچھ زور نہین چلتا چار دن عیارون کو بھی پیراہن لیگئی ہی مین بڑا افسوس ہی رنجیدہ و کبیدہ اپنی بارگاہ مین آئین کہا صاحبو آج مین نے بڑا صدمہ اُٹھایا دل چاہتا ہی کہ اپنے کو ہلاک کرون لیکن کیا کرون حکم خدا کے خلاف ہی ہاے کیا کرون کیونکر اپنے سردارون کو بچاؤن جان دیدون کیون لشکر مسلمانان ہٹ آیا افسوس کہ مین خواجہ کو کیا جواب دونگی اس فکر مین تھی ہین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ملکہ پیراہن نے

پھر طبل جنگی بجوا دیا بمقدمۂ قتل عیاران افراسیاب کو نامہ بھی لکھا ہے دیکھیے جواب وہاں سے کیا آئے
فلک کجرفتار کیا دکھائے ملکہ نے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے پروردگار
مالک ہے حیرت نے کہلا بھیجا کہ ای پیراہن و ای سوزن آج کی شب اپنی حفاظت کرنا کالیا باقی ہے
وہ کبھی آج تک قید نہین ہوا ایسا نہ ہو کہ کسی کی شکل بنکر چلا آئے بغدہ مار دیگا اُستاد اُسکا قید ہے
پیراہن و سوزن نے یہ سُنکر گرد بارگاہ کے خندق کھُدوائی اُسمین آتش سحر روشن کی بارگاہ
مین بیٹھی ہوئی گانا سُن رہی ہے کہتی ہے کہ میرا دہ پہاڑ برباد ہوا کہ ابھی تک قلق ہے لیکن مہتر قران نے
جو یہ حالات مفصل سُنے کہ چارون عیار گرفتار ہوے ساحران زبردست گرفتار ہو گئے بغدہ لیکر
اپنے مقام سے اُٹھے ساحر کی صورت بنے ہوے اثنا پیراہن مین آئے جا بجا پھرنے لگے سامنے
بارگاہ پیراہن و سوزن کے پہونچے دیکھا گرد بارگاہ کے آگ جل رہی ہے دل ٹکڑے ہو گیا ایک
نخل کے نیچے بیٹھ گئے اس انتظار مین کہ صبح کو جب لشکر لیکر چلیگی سر میدان جان دینگے یہ تو انتظار مین
ہین پیراہن و سوزن نے رات بھر سحر تیار کیے صبح کو بارگاہ سے نکلین ایک طرف سے لشکر حیرت
آتا ہے مہتر قران ایک بُوڑھے ساحر کی شکل بنے ہوے ہین حیرت نے صرصر سے کہا کہ ای صرصر
جا کر خبر تو لو صرصر پھرتی پھراتی قریب تخت پیراہن کے آئی نگاہ اسکی پڑی کہ مہتر قران کمر چست اسپر
باندھے ہین کہ دونون جادوگرنیون کو مار لین کہ صرصر نے قریب آکر کہا ارے مہتر قران چلا آتا ہے
سوزن کمان کھینچکر ملتی چاہا کہ سحر کرون مہتر قران نے جان پر کھیل کر ایک بغدہ سوزن کو مارا
سوزن کا سر پھٹا اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین قران بھاگے پیراہن نے سر پیٹ لیا کہا ای
صرصر تو نے چپکے سے نکہا سر میدان کہ بیٹھی صرصر شرمندہ ہوئی کہ مین نے کیون کہا اُدھر سے لشکر
مہرخ حیران و پریشان میدان کارزار مین آکر پہونچا افسران نامی نامدار مین صف ماتم معلوم ہوتا
ہین بہار و مخمور و باغبان کا نہ ہونا باعث خرابی ہے مگر مجبور و ناچار ہین کہ کیا کرین خیال ہے کہ دیکھیے
اب کیا ہو کہ پیراہن تخت سے کودی سامنے تخت حیرت کے آئی کہا کہ داری میرا ملک و مال تباہ ہوا
مقام پیدائش سامری وہاں یہ خونریزی آج مسلمانون کو در بدر خاک بسر کرونگی میرے ہاتھ سے
کہان جاتے ہین ملکہ حیرت نے اجازت دی پیراہن جوشان و خروشان میدان مین آئی اور پکار کر
آواز دی کہ ای مہرخ جن سردارون پر کہ تکو ناز تھا سب کو پکڑ لیا آکر حیرت کے قدمون پر گرد خطا

اپنی معاف کراؤ یہان سے جواب ملا کہ اوجیا کیا کبھی ہم لڑ بھڑ کر مر جائینگے اطاعت افراسیاب
نہ کرینگے پیراہن نے کہا کہ پھر کسی کو بھیجو ملکہ مہرخ چہار جانب دیکھتی ہین کوئی مقابلے مین پیراہن
کے نہین جاتا ملکہ مہرخ تخت سے کودین تاج سر سے اُتار کر تخت پر رکھا کہا لو صاحبو تم سب کو خدا کے
سپرد کیا اُس وقت لشکر مین ایک غریو بلند ہوا سبھون نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے
تڑپ تڑپ کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار رد کر اس بلا کو رد کر ای رب بینیاز ای خالق کارساز
ای کریم و رحیم ای سمیع و علیم دعا ہماری قبول ہو سعادت دارین حصول ہو نظم

یا بد اندر کار حق مصروف دست و پاے تو | سرنگون در سجدہ ہاے بندگی اعضاے تو
ای مسافر رخت بربند از سراے این جہان | زانکہ این خانہ نباشد مسکن و ماواے تو
مید ہد بے ناغہ روزی مر ترا شام و صباح | خالق تو مالک تو شاہ و تو مولاے تو
کی بدیگر کس بغیر از دلربا گیرد قرار | طالب دلبر اگر باشد دل شیداے تو
عاشق صادق چو مجنون باش در بیداے عشق | تا نماید جلوہ خود از ہر طرف لیلاے تو
کس نمی شنود بغیر از حضرت فریاد رس | در زمانہ شور تو فریاد تو غوغاے تو
گاہ اندر کعبہ معبود تو می آید نظر | رخ نماید گہ ز بت خانہ بت رعناے تو
الغرض در جلوہ گاہ دہر حق آید نظر | گر نباشد نقص اندر دیدۂ بیناے تو

سب سردار آ کر ملکہ مہرخ کے قدمون سے لپٹ گئے کہا کہ آپ نے اس عدالت سے سلطنت کی کہ ہم سب
آپ سے راضی ہین چاہتے ہین کہ جان دین مگر آپ میدان کارزار مین نہ جائین ملکہ مہرخ نے کہا کہ
صاحبو بڑے ہتک کی بات ہی کہ وہ ملعونہ پکارے اور ادھر سے کوئی مقابلے مین نہ جائے مین جا کر
اسکو جواب دونگی بحول و قوت الٰہی اسکو قتل کرونگی تم سب دعا کرو مین جا کر اس سے مقابلہ کرون خدا
چاہتا ہی تو سر لاتی ہون ہر چند کہ گرفتاری بہار و مخمور سے دل شکستہ ہوا مگر پروردگار مالک ہی
یہ کہکر ملکہ مہرخ نے طاؤس زرین بال طلب کیا اُسپر سوار ہوکے براے مقابلہ پیراہن نہ قیا چلین
اُس وقت تمام لشکر مین عجب تلاطم ہی کوئی دامن سے لپٹا کوئی گریبان سے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ بادشاہ
لشکر کا جانا مناسب نہین اگر مغلوبہ کو حکم دیجیے تو ہم سب لڑ بھڑ کر جان دین یا اس حرامزادی کو
قتل کرین ملکہ بہت مجبور ہین کہ اہل لشکر نہین مانتے ای مہرخ کیا کرون ای پروردگار تو کارساز ہی

بندہ نواز ہر عالم راز و نیاز ہو سب مشکلیں تیرے نزدیک آسان ہیں افراسیاب کا مقابلہ تیرے ہی احسان ہیں نظم

سبکند خسرو و کلان از حضرت داور خوف
رغبت نیکو کار در دل دارد و بدکار خوف

گل اگر باشد بحالت مہربان ای عندلیب
نیستت اندر بہار بوستان از خار خوف

کن یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان
لیک در دل زان جناب لاابالی دار خوف

باش اندر دوستی با دوستان ثابت قدم
اندران حالت مدار از دشمنان زنہار خوف

آنکہ از خوفش ہمی لرزد زمین و آسمان
دار در دل زان خداوند جہان ای یار خوف

ہست شہراہ طریقت راست تر از ہر طریق
ہست از رہزن بہر منزل مگر ہر بار خوف

اصل ایمان است ہندی پیش حق خوف و رجا
اہل ایمان دارد امید قوی بسیار خوف

اس وقت عجب تلاطم ہر سب کا بلکنا تڑپنا کہ آسمان پر ایک لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا برقیں لوٹ کر زمین پر گریں رعد کی گرج برق کی چمک ابر ہیبتناک مگر چست و چالاک ابر گلنار سے یہ ہویدا ہے کہ یہ ابر خون برسائیگا صنم پرستوں کو ایک قطرۂ آب سے ترسائیگا وہ ابر لشکر مہرخ پر محیط ہوا آواز آئی کہ اے ملکۂ عالم و اے بادشاہ لشکر اسلام و اے مقبول خاص و عام اس بھگوڑی کا آپ مقابلہ نکیجیے ہمارے ہی مقابلے سے بھاگی ہے جب کنیزیں حاضر ہیں تو بادشاہ گیتی ستان کو کیا ضرور ہے کہ تکلیف کریں ایسے بھگوڑوں کے مقابلے میں جائیں ملکہ مہرخ اس صداے محبت آمیز کو سنکر حیران ہو گئیں کہ یکایک ابر شق ہوا دیکھا سب نے کہ ایک شاہزادی والا قدر چہرہ رشک خورشید و بدر تاج شہنشاہی بر سر لباس گلنار زیب جسم انور دریاے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن سیمتن معشوقۂ حور نژاد سحر میں کامل و استاد کلائیاں شاخ بلور چوڑا تر چہار دستی بخش کوہ طور ابرو خمدار ہلتے ہوئے چہرۂ زیبا کے غصہ ظاہر فنون سحر و ساحری سے بخوبی ماہر پہلو میں میان ہنر بن مہتر چالاک بن عمرو با نہالے عیاری سے آراستہ پشت پر بانخہار جادوگر ابتو ہند ہوا ملکہ گلگونہ رنگین پوش آگئیں گورے گورے ہاتھوں سے دستک دی کہ ایک طاؤس زریں بال شالی ماہ نو کنٹھا شیے ہوے دم چنور خراماں خراماں قریب ملکہ گلگونہ آیا ملکہ جست کرکے طاؤس پر سوار ہوئیں تخت کو اشارہ کیا تخت اور وہ سب ساحر لشکر میں آکر اترے چالاک نے جو یہ خبر سنی کہ سب عیار گرفتار ہو گئے بیقرار ہو کر بھاگا کہ جا کر قبلہ و کعبہ کی صورت رہائی کر دن جبرت نے بھی دور سے دیکھا کہ گلگونہ آگئی

یاقوت و زمرد سے کہا کہ بڑا غضب ہوا یہ گیسو بریدہ فنون علم سحر سے معمور ہی چہرے پر ظالم کے دیکھو کہ کیا نور ہی پیراہن کا رنگ رو متغیر ہوا اگرا بتو میدان مین کوڑی ہی مقابلہ کرنا پڑا گلگونہ نے غنچۂ دہن کو وا کیا گل کلام یون پیشکش کیے کہ کیون او پیراہن پھر لباس غرور پہنکر آئی وہانسے دامن چھڑا کر بھاگی اب سحر کیجیے کہ ہم آپ کے عجائب غرائب دیکھین پیراہن نے پیچھے ہٹکر جھولی سے خنجر نکالا اُسکو اپنے خون سے رنگین کیا کبھی ران حیران ہو کر تراشی کبھی پیشانی پر نشتر مارا اپنے جسم سے کئی مقام کا خون لیا سحر کو خوب پختہ کیا کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا ملکہ گلگونہ پیچھے ہٹین آسمان پر لکۂ ابر سرخ آیا پیراہن اشارہ کرتی جاتی ہی کبھی دستک دیتی ہی پکار کر آواز دی کہ ای گلنار خونی کفن اپنی تاثیر کامل دکھا ایک لکۂ ابر گلنار سے خنجر برسنے لگے گلگونہ اپنے کو بچاتی ہین ایک پرچہ کاغذ سیاہ کا کاٹ کر پھینکا وہ سپر فولادی بنکر بالاے سر قائم ہوا جو خنجر گرا سپر نے سینہ سپر کیا سیاہی اُسکی بخت کافران یا پردۂ ظلمات کہیے یا سواد دیدۂ مردم پھول دامن مین رنگ بہار گلشن چین خنجر برستا موقوف نہین ہوتے ملکہ گلگونہ نے صدہا خنجر توڑ تو ڑ دار خالی دیے ایک خنجر طاؤس پر گرا سر طاؤس کا کٹا اس سر سے کون آگاہ تھا گلگونہ نے وہ ہی سر اُٹھا کر ابر پر پھینک مارا ابر لخت لخت ہوا ایک ساحر سیہ فام بدانجام اُس ابر سے رہا ہو کر نکلا طرف گلگونہ کے چلا گلگونہ نے مسکرا کر کہا کہ کیون بھیا ہمارا یہ اشتیاق تمھارا یہ زور و شور ذرا الگ رہو دیکھو ہم کیا کرتے ہین نظم

شوق وصلت مین ہی شغل اشک افشانی مجھے	ہجر مین کرنا پڑا آخر لہو پانی مجھے
یاد مین آئینۂ رُخ کے ہی حیرانی مجھے	زلف کے سودے مین رہتی ہی پریشانی مجھے
فی الحقیقت تو ہی ای دلبر سزاوار سجود	کوئی دکھلائی نہین دیتا ترا ثانی مجھے
ہون وہ دیوانہ کہ اپنا نام پڑھنے کے لیے	اک پری نے دی ہی تسبیح سلیمانی مجھے
ایک حرف اُسکی عبارت کا پڑھا جاتا نہین	لکھ دیا کس خط مین ہی یہ خط پیشانی مجھے
عشق میرا مہربان ہی حسن بندہ یار کا	آئینہ سا رُخ ملا ہی اُنکو حیرانی مجھے
کونسے گلشن مین بلبل چہچہے کرتا نہین	یار کے کوچے مین زیبا ہی غزلخوانی مجھے
ساقیانِ ماہ پیکر پر کیا کرتا ہون حکم	میکدے مین عالم مستی ہی سلطانی مجھے
خاک مین لموا رہا سودا ے زلفِ یار ہی	مثل گرد راہ رہتی ہی پریشانی مجھے

حُسن کے جلوے سے اُس رُخ کا اشارہ ہی یہی — کافری زلفون کو زیبا ہی مسلمانی مجھے
شہر خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج — تشنہ لب مرجاؤن تو ممکن نہو پانی مجھے

ملکہ گلگونہ نے جو یہ اشعار سامنے ساحر سیہ فام کے پڑھے بھوت ہوگیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای ملکۂ عالم و ای شہنشاہ اقلیم حُسن وجمال و ای مہرتابان آسمان کمال مین تابعدار ہون جو حکم ہو بجالاؤن اُس پیراہن حرامزادی نے آپ سے لڑوایا بڑا افسوس کرتا ہون مین حضور کی غلامی کو اپنا فخر جانتا ہون مین مشتاق جمال ساحر کمن سال تم اختر برج آسمان خوبی ہو گل گلزار محبوبی ہو میری مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کردن اگر حکم ہو تو اس بجیا ساحرہ مکارہ بازاری آوارہ کے گریبان سے لپٹ جاؤن سرکاٹ کر خدمت اقدس مین لاؤن غلام جانباز کی یہ کیفیت ہی اب جینے کی کون صورت ہی نظم

چہکارتے ہین مرغ خوش الحان نئے نئے — دکھلا رہا ہی رنگ گلستان نئے نئے
کیونکر چبا چبا کے نہ باتین کرے وہ شوخ — نکلے ہین منھ مین یار کے دندان نئے نئے
بدتر ہی حال اُس چہ غبغب کے شوق مین — دیتا ہی داغ سیب زنخدان نئے نئے
دریاے قہر یار جو آجاے جوش مین — پیدا ہون ہر تنور سے طوفان نئے نئے
زخمی تیغ عشق وہ ہون روزگار مین — منھ سے لگے ہین جسکے نمکدان نئے نئے
ای ترک جبسے منزل سودا ہی سر مرا — گیسو ترے ہوے ہین پریشان نئے نئے
ہون کہنہ عاشق رُخ محبوب آسمینگے — ہر سوم مین ہین میرے حافظ قرآن نئے نئے
رہتی ہی فکر تازہ مضامین کی منتظر — اس گھر مین آنکلتے ہین مہمان نئے نئے
قید نقاب و قید حیا و حجاب و شرم — یوسف ہمارا رکھتا ہی زندان نئے نئے
کیا باغ کوے یار ہی سیر اسکی کیجیے — آتش شگوفے پھولتے ہین یان نئے نئے

یہ اشعار پڑھکے وہ ساحر سیہ فام رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا کیا حکم ہوتا ہی گلگونہ نے کہا کہ اگر ہمارے طالب ہو تو بی بیپراہن کا گریبان لو دامن محبت نچھوٹے ہمارا تمھارا چولی دامن کا ساتھ ہی تمھارا گریبان ہمارا ہاتھ ہی یہ سُنکر وہ ساحر سیہ فام بقہر و غضب تمام پیراہن پر جاپڑا کہا کہ او بجیا معشوقہ پر یر وے لڑواتی ہی پیراہن نے گولہ مارا ساحر سیہ فام نے وہ گولہ منھ مین لے لیا اُسنے ماش کے دانے ارے ساحر نے ہاتھ مین لیکر پھانک لیے جب حیرت نے دیکھا کہ ساحر سیہ فام

پیچھا پیراہن کا نہین چھوڑتا مسکرا کر برق گرائی ساحر کے دو ٹکڑے ہوے پیراہن نے تعریف کی گلگونہ
نے ہنسکر کہا کہ واہ بوا حیرت پیراہن سے تمکو رونا پڑیگا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا گلگونہ نے
بجلی کان سے نکالی پیراہن پر پھینک ماری ایک غبار بلند ہوا پیراہن اُس غبار مین چھپی تھوڑے
عرصے مین ملکہ نے دستک دی وہ غبار شق ہوا پیراہن کھڑی رو رہی ہی گلگونہ نے پوچھا کہ کیون
اپنے جامے سے باہر ہوئی ہین اب راز سحر سے ماہر ہوئی تمکو حکم دیا جاتا ہی کہ رونا پیٹنا موقوف کرو
بی حیرت کا سر لاؤ اگر دیر ہوئی تو پھر مہلت نہ ملیگی کلی آرزو کی نہ کھلیگی گلگونہ نے جو یہ ہنسکر کہا پیراہن
پلٹ کر لشکر حیرت پر جا پڑی پرون کو درہم و برہم کرنے لگی حیرت سحر کر کے روکتی ہی پیراہن نہین
رکتی ہی یا تو لشکر جما کھڑا تھا یا فوج مین تہلکہ ہوا پرے کے پرے زیر و زبر ہوے چالاک بن عمرو
بیقرار ہو کر لشکر حیرت مین آیا ایک ساحر کی صورت بنا ہوا ہی دور سے دیکھا کہ ایک خیمے پر بڑا
جماؤ ہی تلوارین برہنہ لیے ہوے جادوگر کھڑے ہین چالاک نے پوچھا کہ اس خیمے مین کیا ہی کسی نے
کہا کہ سب مسلمان یہان قید ہین چالاک کنارے آ کر بصورت صرصر تیار ہوا دوڑتا ہوا قریب
اس خیمے کے آیا کہا یارو دیکھتے ہو مسلمانون نے بلوہ کر دیا پیراہن اپنے جامے سے باہر ہی براے
قتل حیرت جاتی ہی تم لوگ جا کر شریک جنگ ہو مین قیدخانے مین جا کر سب کے سر کاٹ لون
ملکہ حیرت نے حکم قطعی دیا ہی صرصر کے حکم سے کون گردن تابی کر سکتا ہی سب ساحر جا کر جنگ مین
شریک ہوے چالاک قیدخانے مین آیا پہلے ملکہ بہار کی زبان سے سوزن نکال پھر باغبان کو
رہا کیا یہ دونون اپنے اپنے مقام سے اُٹھے برق لامع و سرخموے کا کلکتا و ہلال سحر افگن
وغیرہ کو بھی رہا کیا خواجہ عمرو کو آ کر سلام کیا کہا کہ قبلہ و کعبہ اُٹھیے وقت رہائی آگیا بہار نے سب کے
سحر اُتارے خواجہ و برق و جانسوز و ضرغام چالاک کی تعریفین کرتے ہوے اُٹھے یہی سب کا
قول تھا کہ چالاک عیار بینظیر ہی کیا کارنمایان کیا بہار نے نکلکر معرکہ دیکھا کہ پیراہن نہ قبا
لڑ رہی ہی لشکر حیرت نے اُسکو گھیرا ہی جس غول پر جا پڑی درہم و برہم کر دیا حیرت چاہتی ہی کہ اسکو
گرفتار کرون قتل نہ کرون بیٹھا ہی گلگونہ کے سحر مین ہی ملکہ بہار نے باغبان کو اشارہ کیا دونون
نے پڑھ کر سحر کیا بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گیند پھولون کا مارا برق لامع کڑک کر گر پڑی کئی
ہزار کے سر کاٹے بہار کے گلدستے سے پھول برسے کئی سو دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے پھرتے ہین گریبان چا

چہرون پر خاک ہزارون فریاد کر رہے ہین ہر طرف سے یہی صدا ہر کہ بہار کے گل رخسار نے رنگ جمایا ہر طرف غل مچاتے ہین منہ کے بل گرتے ہین

نظم

دکھائے آئنہ ہو اور مجھ مین جان نہین — کھو گئے پھر بھی کہ مین تجھسا بدگمان نہین

جو یار صلح پہ ہر اب تو آسمان نہین — وہ مہربان ہوا تو یہ مہربان نہین

ترے فراق مین آرام ایک آن نہین — یہ ہم سمجھ چکے گر تو نہین تو جان نہین

نہ پوچھ کچھ مرا احوال میری جان مجھسے — یہ دیکھ لو کہ مجھے طاقت بیان نہین

یہ گل ہین داغ جگر کے انھین سمجھ کر چھیڑ — یہ باغ سینۂ عاشق ہر گلستان نہین

نہ چاہون روز جزا داد یہ ستم دیکھو — کب آزماتے ہین جب وقت امتحان نہین

نہ پوچھے حال تو جبتک کہ مین بیان نہ کرون — مرے زبان نہین گر ترے دہان نہین

وہ حال پوچھے ہر اور چشم سرگین کو دیکھ — یہ چپ ہوا ہون کہ گویا مرے زبان نہین

نہ کیون نثار ہو جان فرط کین بتان پر — کہ اسکو میرے سوا اور کا دھیان نہین

نکل کے دیر سے مسجد مین جا رہ ای مومن — خدا کا گھر تو ہر تیرے اگر مکان نہین

سیکڑون نے سر ٹکرائے سر جھونے کا کلکشانے کا کل کھولی سیکڑون کو پریشان کیا ہلال سحر افگن بھی ایک جانب نمایان ہوئی سیکڑون کو کاہیدہ کر کے مارا حیرت نے جو دیکھا کہ سرداران اسلام نے رہائی پائی گھبرا گئی کہا کہ ای یاقوت و زمرد سرداران اسلام نے رہائی پائی دیکھو بہار کا گلدستہ چل رہا ہر کون سنبھال سکتا ہر سحر بہار کے رنگ جمے ہین اب مین پیراہن کو سنبھالون یا سرداران اسلام سے لڑون چالاک نے غضب کیا کہ عیاری کر کے سب کو چھڑایا کیون صرصر کوئی تدبیر ہو سکتی ہر صرصر نے کہا کہ عین گرمی جنگ مین عیاران اسلام ہی کا کام ہر کہ عیاری کرین دیکھیے کیا ہوت کہ یہ رہا کیا حیرت اس تردد مین ہر کہ پیراہن کے سحر نے قیامت برپا کی ہر جہان صورت زیبا نے گلگونہ کو دیکھا اور گلگونہ مسکرائین آواز دی کہ کیون پیراہن وعدہ نہ پورا کرگی پیراہن کا جوش و خروش بڑھا صفون پر جا پڑی ہزار دو ہزار کو ہلاک کیا صفین کی صفین مٹا دین جب حیرت نے دیکھا کہ پیراہن تھمین رکتی یہی قصد کرتی ہر کہ حیرت کو جا کر مارون کئی گولے نارنج و ترنج مارے حیرت نے جست کر کے خالی دیے سامنے آ کر حیرت کے سحر کرنے لگی حیرت نے جھلا کر ایک گرز مارا

پیراہن کا لباس حیات تبدیل ہوا ملک الموت کفیل ہوا مرنے پر پیراہن کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا ہو گیا صدا مین مہیب آئین آواز آئی کہ کشتی مرا نام ہن پیراہن جادو ہو د حیرت نے منھ پیٹ لیا کہا کہ صاحبو رکن طلسم گر گیا کچھ زاغ و زغن خاک سے پیراہن کی پیدا ہوے اُنھون نے آسمان پر آکر آواز دی کہ ای حیرت تو نے خوب کیا کہ پیراہن کو مارا اب طلسم ہوش ربا نہ بچیگا حیرت نے غصے مین اُن زاغ و زغن کو بھی جلا یا کہا کہ صاحبو مین لاکھ پردہ ڈالون اب طلسم برباد ہوگا ملکہ گلگون نے چاہا کہ حیرت پر جا پڑے دن حیرت نے بھی گاتی باندھی سونے کا پاندان کھولا منظور ہوا کہ آپس مین مقابلہ ہو مصور و صورت نگار بیچ مین آگئے کہا کہ ای ملکہ عالم اس فتنہ پرداز سے نہ مقابلہ کیجیے سامری نامے مین مرقوم ہو کہ جب گلگون شریک مسلمانان ہوگی طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہوجائیگا یہ مقدمہ شان فتح طلسم ہوش ربا ہو سامری و جمشید نے نکتہ نکتہ لکھا ہو بربادی طلسم کا بھی حال لکھ گئے ہین مصور نے کہا کہ ہم پر احسان کیجیے طبل بازگشت بجوا دیجیے حیرت جادو نے ناچار ہو کر طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام مین اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی ملکہ گلگون کو بیچ مین لیا نوبت نقارے بجاتے ہوے پلٹے داخل بارگاہ ہوے چالاک کو بڑا بھاری خلعت ہوا خواجہ نے بیرون بارگاہ آکر چالاک کو ڈسے لگایا کہا کہ ای فرزند تیری وجہ سے میرا نام ہو مگر یہ عطیہ شہنشاہی گھڑی گھڑی نہین ملتے ہین سواے تمھارے ہماری جائداد کا لینے والا کون ہو ایسے دم دیے کہ آخر چالاک نے خلعت اُتار دیا اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے بڑا جشن عالی ترتیب ہوا اگر اس جشن کو تحریر کرون تو دوسری کتاب نایاب تیار ہو یہ داستان بھی متعلق جلد چہارم تھی ان سب کو مصروف عیش و نشاط رکھا پھر وقت پر ذکر کیا جائیگا

ذو کلمہ داستان جلالت عنوان ملکہ مخمور رنجور کا پھنسنا طلسم کاؤسہ مین اور فتح ہونا اُس طلسم کا ہاتھ سے شاہزادہ نور الدہر و ایرج نوجوان کے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پھر اب توسن کلک کی باگ لی	یہ ثابت ہوا سب کو آندھی چلی	طرار دن سے صحرا ہوا گرد ہو د
اُٹھی چار جانب سے پھر گرد زرد	وحوش و طیور بیابان سے چلے	مجھے لطف بادِ سحر کا ملے

کہین بلبلون نے کیا ہے جماؤ
ہوا بحر الفت کا ہر دن کو جوش
کھلا حال پھر کبک کی چال کا
گلون نے دکھایا ہے رنگ جنون
کہ قیس ہنر مین داخل نجد ہے
کہ قیس ہنرمند مجنون ہوا
کیا بلبلون نے چمن مین خروش
چمن مین جما رنگ اورنگ کا
نہالان گلشن اکڑنے لگے
کہ ہر رنگ پر آج بوسے چمن
چہکنے لگے عندلیبان باغ
ہوائے فرح خیز چلنے لگی
لکھون داستان ملالت نشان
کہ پھر غنچۂ آرزو کھلگیا

کہ رنگین ترانہ قمر کو سناؤ
حباب لب جو ہین چشم غزال
کہ ہر جال مین رنگ بھونچال کا
کہین قیس و فرہاد کا ذکر ہے
عبث حال فرہاد پر وجد ہے
جو وادی پر ہول سکن ہوا
کہ نالون سے اونکے اوڑے گل کے ہوش
گل فکر کا ہے چمن جوش پر
کہ صیاد و گلچین بھی اڑنے لگے
لگائی ہین شاخون نے بھی ڈالیان
کہ لالے کا دل ہوگیا داغ داغ
قمر جم گیا رنگ مضمون تو
کہ ہے جوش زن بحر طبع روان
لکھون حال مخمور رنجور کا

ہوا بلبلون کا چمن مین خروش
ہر اک نخل کو کردیا ہے نہال
مضامین گلشن مین ہون سرنگون
مضامین نو کی مجھے فکر ہے
کرون ذکر لیلی شیرین ادا
ہوا ذکر لیلی تو گلشن ہوا
مرے بلبل دل نے نالہ کیا
پڑی اوس صیاد کے ہوش پر
ہوا باغبان محو روے چمن
ہر اک برگ ہے یا کہ برق طپان
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ ہے جوش پر آج جیحون تو
ثمر باغ عالم سے یہ ملگیا
صریر قلم رنگ دے صور کا

چہرہ آوارگان صحرائے پر جفائے جانبازی و شہسواران عساکر معرکہ مضامین فتنہ پردازی اس داستان دلستان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف حسینان بزم جلالت نشان + چنین مینگارد این داستان + جب لشکر اسلام کو فتح و فیروزی یہ عیش نصیب ہوا بڑے لطف کا جلسہ آراستہ کیا گیا سامان عیش و نشاط جو ہوا طوائف ہند سے اپنا رنگ جمایا مخمور رنجور ہجران دیدہ آفت کشیدہ عرصہ دراز سے مبتلائے رنج و مصیبت فراق کے صدمے جو اٹھائے کلیجہ خون نوبت بجنون صحبت سے جو اٹھین اپنی بارگاہ مین آئین انیسین جلیسین حاضر ہین سب نے پوچھا کہ کیون واری کیا مزاج ہے اہل اسلام کو بڑی فتح نصیب ہوئی کہ اس حرامزادی پیراہن نے آکر اپنا رنگ جمایا خدا نے فلکو نہ کو وقت پر بھیجا ملکہ نے آہ کی کہا کہ صاحبو ہماری فتح یہ ہے کہ کالی راتین ہجر کی کاٹین آٹھ پہر تڑپا کرین نظم

وعدۂ وصلت سے ہو دل شاد کیا
تجھے دشمن کی مبارکباد کیا

کچھ قفس مین ان دنون لگتا ہے جی / آشیان اپنا ہوا برباد کیا
نالۂ پیہم سے یان فرصت نہین / حضرتِ ناصح کرین ارشاد کیا
شوخ بازاری تھی شیرین بھی مگر / ورنہ فرقِ خسرو و فرہاد کیا
جب مجھے رنجِ دل آزاری نہ ہو / بیوفا پھر حاصلِ بیداد کیا
پانون تک پہونچی وہ زلفِ خم بہ خم / سرو کو اب باندھیے آزاد کیا
کیا کرون اللہ سب ہین بے اثر / دلولہ کیا نالہ کیا فریاد کیا
دلربائی زلفِ جانان کی نہین / پیچ و تابِ طرۂ شمشاد کیا
گر بہاے خونِ عاشق ہو وصال / انتقامِ زحمتِ جلاد کیا
بتکدہ جنت ہے چلیے بے ہراس / لب پہ مومن ہر چہ بادا باد کیا

کنیزون نے عرض کی کہ داری دل کو قوی رکھیے خدا خواجہ کو سلامت رکھے اب طلسم ہوش ربا فتح ہوگا افراسیاب مارا جائیگا صاحبقران یہان تشریف لائینگے شاہزادۂ نورالدہر بھی ساتھ ہونگے اس کفرآباد مین صداے اذان بلند ہوگی روح سامری دردمند ہوگی مخمور نے کہا کہ صاحبو اگر تم لوگ پردہ پوشی کرو مشہور نہ ہونے پائے تو ہم جاکر کوہ عقیق پر شاہزادۂ نورالدہر سے ملاقات کر آئین سب نے کہا کہ حضور بسم اللہ جس طرح ارشاد ہوگا خیرخواہان دولت وہی بجا لائینگے راز حضور کا نہ ظاہر ہونے پائیگا مخمور نے اسی وقت لباس تبدیل کیا اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا شام کو دربار مین آئین جب دربار برخاست ہوا دہانے چاہا کہ اپنی بارگاہ مین جاؤن بیرون بارگاہ پہونچین شب تیرہ و تار اہالی طلایہ کی آواز آتی ہے اور زیادہ دل کو وحشت ہوئی دامن صبر و دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا کنیزون کو اشارہ کیا کہ تم بارگاہ مین چلو ہم آتے ہین اگر شاید ہمکو عرصہ ہو مشہور کر دینا کہ مخمور کی طبیعت علیل ہے اس وجہ سے حاضر دربار نہین ہوئین مین کل یا پرسون یا شاید اندر ایک ہفتے کے آجاؤنگی کنیزین بارگاہ مین گئین مخمور جوش محبت شاہزادۂ نورالدہر مین بیرون لشکر آئین ایک طاؤس تیار کیا اُسپر سوار ہوکر دربندون پر طلسم ہوش ربا کے جب پہونچین ستارہ بنکر نکل گئین اس زور و شور سے ملکہ مخمور چلین کہ پہر رات پچھلی باقی تھی کوہ نیرنگ پر آکر اُترین پہاڑ کو پہچانکر ٹھہرین مگر شب تیرہ و تار سر اُٹھاکر چہار جانب دیکھا اپنے نزدیک دست راگ

جانا تھا ذہن مین آیا کہ طرف دست چپ کے چلو طاؤس کو اُڑا دیا ناگاہ ستارۂ سحری چمکا دیکھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا ہے ایک سمت طائرون نے آشیانون سے سر نکالے ہین بزبان حال تعریف ایزد متعال مین مصروف ہین نہرین جوش مار رہی ہین موجون کا پیچ و خم زلف محبوب سے کیجیے یا سنبل پُر پیچ و تاب سے مثال دیجیے حباب شناوری کر رہے ہین چشمے نے برائے سیر صنعت باغبان قدرت آنکھین لگا دین گرداب گویا سپر یا شمشیر یا خنجر برہنہ کہون کس شے سے مثال دون ملکہ مخمور اُس صحرا کی سیر کرنے لگین یکایک چند طائر نخل سرو پر زمزمہ سرائی کرنے لگے منقارین کھولے ہین پرون کو تول رہے ہین جوش محبت باغبان قضا و قدر مین بول رہے ہین ملکہ مخمور دیکھ رہی ہین وہ طائر بزمزمہ سرائی ان اشعار عبرت آثار کو بڑے جوش و خروش مین گا رہے ہین نظم

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا — بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا
تو روشنی عالم ایجاد ہو گیا — ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا
سختی ہجر یار سے دل مین ہوا جو درد — مومی ہماری آہ سے فولاد ہو گیا
زلفون کو رکھ کے مایۂ سودا ہوا وہ شوخ — دو پر لگا کے یار پریزاد ہو گیا
سائے کی طرح سے مرے پھرتا ہے ساتھ ساتھ — عشق اُس پری جمال کا ہمزاد ہو گیا
کپڑے رنگے جو خون احبا سے یار نے — مریخ چرخ کشتۂ بیداد ہو گیا
رنگوایا بلبلون کے جو خون سے بہار مین — گلزار رشک خانۂ صیاد ہو گیا
اے سوز عشق نرم دل سخت یار کر — اکسیر ہے جو کشتہ یہ فولاد ہو گیا
نقش اُس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق نے — دل صاف ہو کے چہرۂ آزاد ہو گیا
غیرت کے مارے یار ہوا غیر سے خلاف — یہ اتفاق بھی ہے خدا داد ہو گیا
پھرتے ہین ڈھونڈھتے نظر آتا نہین کہین — کوے بتان بھی گلشن شداد ہو گیا
بوسون کے بدلے ملتی ہین آتش کو گالیان — شایان لطف جور و بیداد ہو گیا

ملکہ مخمور کو ایک حیرت ہوئی کہ زبان سے طائرون کے الفاظ اشعار آبدار بخوبی ثابت ہین معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شاعر شعر پڑھ رہا ہے کہ ایک جانب سے فراٹا ہوا دیکھا کہ ایک باز بلند پرواز تڑپ کے گرا وہ طائر جو اشعار پڑھ رہا تھا اُسی کو باز نے پنجے مین دبایا مخمور کو بہت ناگوار ہوا کہ کمبخت باز چنگل باز کر کے

اُس طائر زمزمہ سرا کو لیے جاتا ہی مسکر اکے ہاتھ جو ہلا دیا باز کا سر اُڑ گیا لاشہ زمین پر گرا طائر پنجے سے چھوٹ کر شاخ پر پہونچا اب زمزمہ سرائی مین کہتا ہو کہ بی مخمور مین نے تمھین پہچانا تم معشوقۂ شہنشاہ افراسیاب ہو اپنی سرکشی سے خراب ہو افراسیاب بادشاہ جلیل ہی ساحرون کا کفیل ہی کیون ملکہ تمنے کیا غضب کیا باز کو کیون مارا آپ کو یہ مناسب نہ تھا مخمور کو یہ کلمات ناگوار معلوم ہوئے کہا کہ او نامنصف ہمنے تیری جان بچائی تو یہ کیا کہتا ہی افراسیاب کون مردود ہی ہم تو عاشق دین اسلام ہین پروردگار انجام بخیر کرے طائر نے کہا جو کچھ چاہو کہو جس دن افراسیاب جادو کو غصہ آئیگا مشکین باندھ کر لیجائیگا مخمور نے غصے مین ہاتھ ہلا دیا طائر کا سر اُڑ گیا طائر کا مرنا تھا کہ قیامت برپا ہوئی مخمور کے ہوش اُڑے اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین زمین کو گردش قلب مین سوزش اُس خاک سے طائر کے آواز آئی کہ ای ملکہ تمام قبہ ہونا طلسم کا وسیہ مین مبارک ہی اب بچکر کہان جاؤ گی مخمور نے یہ صدا سُنکر دانہ یاقوت احمر کا ہاتھ مین لیا زمین جا بجا سے شق ہوئی دریاے آب نے جوش مارا مخمور جس ٹیکرے پر ہین اُس بلندی پر تو خیر و عافیت ہی باقی تمام صحرا عالم آب ہو گیا دریا کا غرانا موجون کا سنّاٹا مخمور حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی دریا سے ایک مچھلی نے مُنھ نکالا مچھلی کی پشت پر ایک تاجدار یاقوت پوش دریاے جواہر مین غوطہ زن ملکہ مخمور سے آنکھ ملائی پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین مدت سے تمھارا اشتاق تھا میری تجھپر جان جاتی ہی کیا تیری صفت کرون زبان ایسی کہا سے لاؤن

نظم

ای شہ عرش سریر و مہ خورشید عذار	ورد دولت پہ ترے انجم افلاک نثار
سائلون کا ترے کوچے مین دم فیض ہجوم	جیسے گلزار مین ہنگام سحر جوش ہزار
صرصر عادسے غالب ہی کہ جنبش نہ کرے	وہ ورق جسمین رقم ہون ترے اوصاف وقار
موسم گل مین سیہ مست جوان تائب ہو	روز باران مین کرے پیر مغان استغفار
شکوۂ غمزۂ سفاک نہین عاشق کو	اُٹھ گئی تیرے زمانے مین یہ رسم آزار
مقتبس ہین مہ و خور راے درخشان سے تری	ہی منجم کو اسی واسطے کشف اسرار
سُنکر افسانۂ یوسف ترے ایام مین گرگ	غم تہمت مین ہوے جنس سے اپنی بیزار
سیل خود دوڑے ہی گل کے لیے لیکر پانی	کرے تعمیر مکان کا جو ارادہ معمار

کہا اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ تمھارے بیان کرون خاص ہماری ملاقات کے لیے تکلیف
فرمائی مین جانتا تھا کہ آپ میری مشتاق ہین آؤ چلی آؤ ایک بوسہ دو گلے ملو پاس ہمارے بیٹھو
اتنے مخمور کو انتہا کا غصہ آیا دانہ یاقوت احمر کا ہاتھ مین تھا کہا کہ او ملعون نامرد مردان عالم کی
پابوسی کی گرد ہم جسکے مشتاق ہوکر آئے ہین وہ شہنشاہ اقلیم جرأت دیکتاز میدان جلالت ہے تجھ جیسے
گدمعون کا وہان سلام بھی قبول نہین ہوتا ہماری کنیزین بھی تیری مشتاق نہ ہونگی دانہ یاقوت
کا جو پھینکا مچھلی نے دریا مین غوطہ ارا ماہیت سے اُسکے آگاہی نہ ہوئی کماہی حال تحریر ہوگا مچھلی
اور تاجدار تو غائب ایک حلقہ کمند گلے مین ملکہ مخمور کے پڑا آنکھین نکلنے لگین ہڈیان سوز بدعت
سے جلنے لگین مگر تڑپ کر ایسا اسم پڑھا کہ ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا پنجے نے دستگیری کی وہ ریشمی
کمند تا استخوان پہونچی تھی قریب تھا کہ آنکھین نکل آئین روح مجروح ہوکر قفس جسم خاکی سے نکلجائے
اُس پنجے نے کمند کو توڑا مخمور نے چاہا کہ اس صحرا سے چپک کر نکلجاؤن دریا مین شور ہوا کہ ارے
یہ بڑی ظالم ہے کمند طلسمی کو توڑا جانے نہ پائے دریا سے جو یہ آواز آئی غرانا پانی کا بڑھا ایک
مچھلی اُڑتی ہوئی نکلی مُنہ مثل قعر بلا کے کھولے ہوے تڑپ کر گری کہ مخمور کو نگلجاؤن مخمور نے
دونون گلے پکڑ کے بقوت سحر چیر ڈالا لاشہ ہاتھ سے پھینکا دیکھا کہ وہی تاجدار زیر نخل کھڑا ہوا
منتین کر رہا ہے کہ ہمارے پاس آؤ سرکشی نہ کرو ورنہ بڑی خرابی ہوگی مخمور نے ہاتھ ہلایا برق گری
تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ اُسکا بے آگ جلنے لگا زمین سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان جو
آنکھون مین مخمور کی لگا مخمور بیہوش ہوکر گری کہ آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا مخمور کو اُٹھا کر
لے گیا ناظرین والا مقام پر واضح ہو کہ یہ دہشت طلسم کا وسیع ہے مقام قید مخمور اور مخمور پر جو راحت یا
مصیبت گذری ہے یا گذریگی انشاءاللہ اسکو تحریر کرونگا مگر اب حال حیرت آل گل گلزار خلیل
الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان شعر نظیر حمزۂ صاحبقران بحشتم ولقمہ ستارہ
حشم شاہزادہ نورالدہر + اُس زمانے مین لقا کے یہان کوئی جادوگر نہین آیا یہ بہت فکرمند ہے
سلیمان عنبرین موسے کو بھی اکثر کہتا ہے کہ میرے نام پر طبل جنگی بجواؤ بختیارک کہتا ہے کہ اے
پہلوان دوران وائے گرشاسپ جہان اندھے کی ایک ہی لاٹھی ہے اگر آپ پر کوئی زوال آیا

قدرت کہان جائینگے کہین ٹھکانا ہی خرا جگر ارسب مارے گئے دو ہفتے گذرے اسی وجہ سے طبل جنگی نہین بجا ایک شب کو نور الدہر نے جو آکر آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے کہ دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم ایک مکان تنگ و تاریک مین قید مین زبان مین سوزن چہرہ اُداس عالم یاس جیسے ہی نور الدہر نے دیکھا بیقرار ہوکر دوڑے پوچھا کہ کیون ملکہ خیر تو ہی آپ کو کس حال مین پاتا ہون میرا دل بیقرار ہوا برائے خدا مفصل بیان کرو ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شہریار اصل یہ ہی نظم

ہو نرالی کشش عشق جفا کار کی راہ
چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ

رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم
پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ

کثرت شوق نے از بسکہ کیا عرصہ تنگ
مردہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ

شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا
نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ

پیشتر سب سے کیا طالع بد نے بیدار
حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے یار کی راہ

تنگدستی نے زمانے مین یہ پایا ہی رواج
یوسف اس عہد مین تکتا ہی خریدار کی راہ

نہین سمجھا کوئی دنیا مین سکندر طالع
آئینہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ

لب بام آکے جو دیدار کرے عام وہ شوخ
ایک ہو جائے ابھی کافر و دیندار کی راہ

پیار سے کہتے ہین اُنکو جو مسیحا عاشق
ناز سے چلتے نہین خانۂ بیمار کی راہ

دیکھکر صورت احباب کو پھر جاتا ہی
کج ادائی سے ہی اُلٹی ترے رخسار کی راہ

حُسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا
شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ

کھینچ لی ہی تو لگانے مین تامل نہ کرو
گھورتی ہی میان آپکی تلوار کی راہ

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل
آتش اک دل مین نہین ہوتی ہی دو چار کی راہ

کنیز کی راسخ الاعتقادی بہ نسبت حضور کے واضح ہی قصد کیا تھا کہ آپ سے ملین کوہ نیر ناگ تک دیدے آئے وہان پر آکر راستہ بھولے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے اتنا سُنا کہ یہ طلسم کا وسیع ہی ہم سے کچھ نہ ہوسکا اصل تو یہ ہی شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے + سب تجھے چاہ کے ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے + اس درد و ملال سے ملکہ مخمور سے نے

ان الفاظ کو بیان کیا کہ کلیجہ نور الدہر کا ہل گیا عاشق صادق ہین فرمایا کہ ملکہ عالم مین کیا کرون تمسے کیونکر
ملون مخمور زار زار روئین کہا حضور مین تو نہ عرض کرونگی کہ آپ یہان تشریف لائیے مقام عجائب
و غرائب ہے مین نے دہ وہ سحر کیے کہ زمین یہان کی ہلادی مگر کچھ نہ بن پڑا آخر گرفتار ہوئی اب ہمارے
آپکے ملاقات عدم مین ہوگی وہان بھی روح بھٹکیگی اب آرام ہمکو ملنا دشوار ہے نور الدہر چیخے
کہ مین ہتھکڑیان بیڑیان توڑ ڈالون ایک سنگ سیاہ پڑا تھا اُسکی ٹھوکر لگی مُنہ کے بھل گرے
مخمور نے کہا کہ خدا حافظ اب زندگی مین ملاقات نہ ہوگی روح کو فاتحہ خیر سے یاد فرمائیے گا آپ
فاتحہ اگر پڑھینگے روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی سنے والون کو حیرت ہوگی شعر چو آید بیروت
بعد مردن بر مزار ما + باستقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما + حسرت یہ تھی کہ زندگی مین صحبت عیش و
جیش ہو تقدیر مین نہ تھا یہ زبان سے نہ نکلا فرد روشن شد از وصال تو شب ہاے تار ما + صبح قیامت است
چراغ مزار ما + اگر خدا نے اپنا فضل کیا تو زندگی مین جمال جہان آرا دیکھا ورنہ خدا حافظ خدمت مین
صاحبقران کی رہیے پروردگار آپ کو رنج و ملال کا مُنہ نہ دکھائے ہمنے کوچۂ عشق مین بڑے ملال
اُٹھائے آنکھ نور الدہر کی کُھل گئی مگر یہ آواز بن کان مین نور الدہر کے آئین آنکھ کھول کر اپنے
مقام کو دیکھا چیخ مار کر رو دئے شبرنگ بن عمرو عیار بھی در دولت پر حاضر تھا صدا نور الدہر
کی سُنکر اندر آیا دیکھا کہ شاہزادہ زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا ہے پوچھا کہ کیون شہریار خیر تو ہی
نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ ملکہ مخمور طلسم کاوسیہ مین قید ہوگئین شبرنگ نے کہا کہ آپسے
کسنے کہا نور الدہر نے کہا کہ بھائی خواب دیکھا اُسی خواب کے خیال مین رو دیا سامنے تصویر خیالی
موجود ہے جو خواب مین صحرا دیکھا وہ صحرا آنکھون کے نیچے پھر رہا ہے خبردار لشکر مین اسکا ذکر نہ کرنا ہم
آج شب کو نکل چلینگے یا اپنی جان دینگے یا اُنکو چھڑا لینگے کیا کہون ای شبرنگ کس عالم یاس مین
مجھسے چند فقرات کہے گئے ہے پر چھُریان چلین شبرنگ نے بہت سمجھایا نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ
جانا تو واجب و لازم ہے آج خواجہ زادون سے کسی حیلے سے پوچھو کہ طلسم کاوسیہ کا کون فتاح
ہے اس منازل عجائب و غرائب کا کون سیاح ہے شبرنگ نے کہا کہ غلام آج ہی دریافت کریگا شاہزادہ
نور الدہر خاموش ہو رہے شبرنگ نے مُنہ ہاتھ دھلایا کہا دربار مین چلیے مگر چہرے کی اُداسی موقوف
فرمائیے جو دیکھیگا درد معلوم کر جائیگا مین بارگاہ خواجہ زادگان مین جاتا ہون دریافت کرکے حاضر ہونگا

نور الدہر لباس پہنکر بارگاہ سلیمانی مین آئے امیر کو سلام کیا بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیکر ڈنگل پر
بیٹھے ایک جانب نقد روح وروان قاسم عالیشان ایرج نوجوان بھی بیٹھے ہین شاپور سر بگریبان گریہ زاری
کر رہا ہے ایرج نے شاپور سے کہا کہ آج کشتی گیر زادہ ملول وحزین ہے کیا سبب ہے کہ آج رات کو یہ
کہین باہر نہ جائے یہان شبرنگ بارگاہ مین فرزندان بزرجمہر کی گیا سلام کرکے عرض کی کہ حضور ذرا
ملاحظہ فرمائین کہ طلسم کا وسیلہ کا کون فتاح ہے خواجہ زادے ہنسے کہا کہ اے شبرنگ بدون پرسش
ہمنے شب کو جو کتاب دیکھی تو معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان کا آج داخلہ ہوجائیگا نور الدہر بھی ہمراہ ہونگے
فتاح خاص نور الدہر ہین اکثر قلعہ جات متعلقۂ طلسم کا وسیلہ ہاتھ سے ایرج کے فتح ہونگے شبرنگ
نے کہا کہ مین نے خیالی بات آپ سے پوچھی ایرج و نور الدہر کا تو ذکر بھی نہین خواجہ زادون نے کہا
کہ بس زیادہ باتین نہ بناؤ تھوڑی دیر مین ظہور ہوگا شبرنگ بارگاہ فرزندان بزرجمہر سے پلٹا
راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا کہ کیون شبرنگ آج تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہے
شبرنگ نے کہا کہ فضل الٰہی ہے ہرچند شاپور نے پوچھا شبرنگ نے کچھ بیان نہ کیا ایرج نوجوان
نے جب کوئی خبر نہ پائی بارگاہ سے نکلے شاپور سامنے آیا شاپور سے پوچھا کہ اے دوست صادق
و اے محب وائق کچھ حال معلوم ہوا شاپور نے کہا کہ کچھ نہ دریافت ہوا فرمایا کرہ بن اشقر لاؤ ذرا شکار
کو جائینگے ایرج کرہ بن اشقر پر سوار ہوے چند بیلے قراول بلائے چاہتے ہین کہ واسطے شکار کے
روانہ ہون کہ مرکب ایرج کا تھرایا پر پرواز پیدا کیے دور سے شاپور و شبرنگ نے دیکھا پریشان
ہوکر دوڑے شاپور نے آواز دی کہ آقا ہوشیار ہوجائیے دیکھیے گھوڑے کے پر پیدا ہوے جب تک
ایرج کودین گھوڑا شاہزادے کو لیکر اڑ گیا شاپور تو اسی جانب بھاگا دربار مین ہلڑ ہوا صاحبقران
باہر نکل آئے نور الدہر بھی ساتھ ہین سب نے عرض کی کہ اے شہریار ایرج کے مرکب نے پر پرواز پیدا کیے
آنکھون کے سامنے سے لیکر اڑ گیا شاپور بھاگا ہوا گیا ہے صاحبقران نے سر جھکا لیا فرمایا خدا انکا
حافظ ونگہبان ہے نور الدہر نے شبرنگ سے پوچھا کہ خواجہ زادون نے کیا کہا شبرنگ نے عرض کی
کہ جو خواجہ زادون نے کہا وہ ظاہر ہوا طلسم کے فتاح آپ ہی ہین مگر ایرج کے ہاتھ سے بھی کچھ دربند
فتح ہونگے نور الدہر نے پشت دست کاٹ لی کہا کہ اے شبرنگ تمنے بڑی غفلت کی پیشتر مجھے اطلاع
نہ کی کہ ہم پہلے نکلجاتے اب یہ تاجرزادہ بہت بلبلائیگا سب پر یورش تیار کرو شبرنگ نے گھوڑا

تیار کیا پشت مرکب پر سوار ہوئے امیر بے تجملۂ شکار روانہ ہوئے مگر ایرج نوجوان کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین جسکے طولانی باغ پر بہار و لاثانی ہی اپنے کو ایک مسند پر پایا پہلو مین ایک نازنین چند کنیزین دست بستہ استادہ ہین ایرج نے گھبرا کر کہا کہ کیون صاحب یہ کیا مقام ہی اور تمھارا کیا نام ہی اُس نازنین نے کہا کہ اے شاہزادہ والا قدر اے آسمان جلالت کے بدر یہ سرحد طلسم کا وسیہ ہی کاوس نیرنگ سازبیان کا بادشاہ ہی ملکہ مخمور سرخ چشم منظور نظر افراسیاب اس طلسم مین داخل ہوئین کاوس اُسکو دیکھکر مائل ہوے علامت طلسم پر خود گئے مخمور کو گرفتار کرکے لائے وزرا سے کہا کہ اسے ہمارے وصل پر راضی کرو ہم لوگون نے جا کر کلام کیا وہ مبہوت بیٹھی ہی تمھاری یاد مین رو رہی ہی تمھارا نام لیکر پکارتی ہی بادشاہ نے کہا کہ اسکے معشوق کو لا کر قتل کر ڈالو میرا نام ہی شمیم سحر بند چار وزیر مرد ہین چار ہم شاہزادیان میرے نام حکم ہوا کہ اسکے عاشق کو لا کر مار ڈالو مین تمکو اُٹھا لائی تمکو دیکھکر محبت ہوئی ایرج نے کہا کہ او نابینا میرا نام ایرج نوجوان ہی وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت نور الدہر ہی وہ ہی مخمور پر عاشق بھی ہی شمیم نے کہا کہ مجھے تو تجھسے مطلب ہی اُنکو بھی اُٹھا لاؤنگی اور بہتر ہوا کہ وہ میرے ہاتھ سے بچ گئے اور تمھین بھی اس بادہ وجلال سے رکھونگی کہ شاہان جہان رشک کرینگے ایرج نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی ہم سحر و ساحری پر لعنت کرتے ہین ایرج نے چاہا کہ تلوار اُٹھاؤن شمیم نے سحر کر دیا ہاتھ پاؤن بیکار ہوے کنیزون سے کہنی ہی کہ اس جوان کو سمجھاؤ میرا وصل قبول کرے کنیزین عرض کرتی ہین کہ آپ نے فوراً اپنے عشق کا حال کہدیا مردون پر محبت نہین ظاہر کرتے خود عاشق ہو جاتا اب ہم سب سمجھائینگے صحبت عیش وجشن آراستہ کیجیے صحبت رقص و سرود و شراب کا چرچا ہو اُس وقت راضی ہو جائیگا شمیم نے قبول کیا صحبت کو آراستہ کیا گائین بیٹھ کر گانے لگین دورہ شراب کا ہوا ایک حسین و خوش گلو گائن یہ اشعار عاشقانہ گانے مین مصروف ہوئی

نظم

کوئی غارتگر نہین دیوانون کے اسباب کا — خانۂ زنجیر کو کچھ غم نہین سیلاب کا
ساقیا لا جام مے در پیش ہی جنگ سخن — ہی بجا تیغ زبان پر آنچ ہونا آب کا
خلق کی پیشانیون پر ہی یہی مضمون رقم — سجدہ واجب ہی ترے دروازے کی محراب کا
ہی مری دیوانگی کا باعث اک دریائے حسن — سلسلہ ہو موج کا اور طوق ہو گرداب کا

بنگیا ہر روزن دیوار چشم انتظار
شوق ہی کیا اپنے گھر کو آمد سیلاب کا

جس حسین کو دیکھتا ہون مین اُبل آتے ہین اشک
میری آنکھون مین ہی عالم معدن سیماب کا

سیکشی کرنا نہ برباد ہی تنِ خاکی کی ہو
خاک کو اُڑنے نہین دیتا چھڑکنا آب کا

پاک طینت جو کہ ہین اُنسے تعلق دور ہی
خار سے کیا اُلجھے نقشہ چادر مہتاب کا

ملتی ہی عاشق کو لذت فرقت معشوق مین
اختیاری ہجر ہی سرخاب سے سرخاب کا

ہی تنزل مین ترقی صاف دل کے واسطے
دیکھ لو بنتا ہی موتی خشک قطرہ آب کا

پانون جو رکھتا ہی کھاتا ہی سر اُسکا ٹھوکرین
یہ حریم کوے جانان ہی مقام آداب کا

جور اعدا پر بھی کرسکتا نہین ترک وطن
وصیان آتا ہی جو نا سخ فرقت احباب کا

لیکن شاپور شیر دل جو تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا قریب اس باغ کے آکر یہ جو نجاد کیھا مرکب ایرج کا ایک تھان پر بندھا ہی سمجھ گیا کہ آقا اسی باغ مین ہین پشت باغ پر آکر کمند باری دیوار پر چڑھ کر آیا دیکھا ایرج مسلسل بیٹھے ہین ایک نازنین مسند پر مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے شاپور ایک گوشے مین آکر ٹھہرا گائن واسطے پیشاب کے اُٹھی شاپور نے گائن کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر محفل مین آیا گاتے گاتے کہا کہ ای ملکہ اگر حکم ہو تو اس جوان کو مین راضی کردون شمیم نے کہا کہ ای حسن آرا اگر تو نے اسکو راضی کیا تو بڑا احسان ہوگا شاپور قریب ایرج کے آیا کہا کہ ای شہریار غلام حاضر ہی آپ ایک کلمہ کہدیجیے کہ مین تجھپر عاشق ہون مین ابھی اسکو مارے لیتا ہون ایرج نو پرورش کردہ خواجہ عمرو ہین ایسی باتین بنائین کہ آخر کو شاپور نے شراب کا چرچا کیا شراب پلاکر تھوڑے ہی عرصے مین ساری محفل کو شاپور نے بیہوش کیا شمیم سحر بند کو قتل کیا ایرج نوجوان کو چھڑا لیا لیکر باہر نکلا مرکب کو اُس تھان سے کھولا شاہزادے کو سوار کیا ایرج و شاپور ایک جانب چلے کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے اپنے لشکر کا راستہ خیال کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھی کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار سوار و پیدل نبرد ہ روی کرتے ہوے آتے ہین قیلاب کوہی قلعہ سیلاب کا حاکم برائے مدد لقا چلا ہی نگاہ پڑی جمال جہان آرائے ایرج پر شبکر و عیار ساتھ تھا اُس کہا کہ دریافت تو کر یہ کون جوان کھڑا ہی شبکر و قریب شاہزادے کے آیا جمال جہان آرا دیکھ

حیران ہو گیا جھک کر سلام کیا پوچھا کہ ہمارے آقاے نامدار پوچھتے ہین کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کہانسے تشریف لاتے ہین کہان تشریف لیے جاتے ہین ایرج کو حرکت پر جادوگری کی نہایت غصہ تھا فرمایا جاکر کہدو کہ نقد روح و روان قاسم عالیشان نبیرۂ لقاے بے ایمان ایک ساحرہ گرفتار کرکے لائی تھی اُسکو قتل کیا اب براے سرکوبی لقا جاتے ہین عیار یہ سُنکر بھاگا قیلاب سے سب احوال بیان کیا قیلاب بہت خوش ہوا کہا کہ مین براے مدد خداوند جاتا تھا کچھ نذر کو میرے پاس نہ تھا اسی جوان کو لیجاکر پیش کرونگا یہ کہکر ساتھ والون سے کہا کہ اس جوان کو گرفتار کرلو چہار طرف سے سوارون اور پیدلون نے ایرج نوجوان پر حملہ کیا ایرج نوجوان نے قبضہ ودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا هرکه داند و هرکه نداند بشناسد نعرهٔ ایرج نوجوان

که صاحبقرانم و آفاق گیر
منم میر میدان جنگ و جدل
منم ابن فرزند صاحبقران

اگر تیغ کین برکشم از غلاف
منم نعمت خوانِ جنگ و جدل

ملک ایرج آن آفتاب منیر
تزلزل فتند درمیان مصاف
منم شیر دل صف شکن پہلوان

شاپور شیر دل نے بھی نیمچہ سنبھالا لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کئی سپہ سالاران لشکر ہاتھ سے ایرج کے مارے گئے قیلاب غصے مین قریب شاہزادہ کے پہونچا فوج والون کو منع کیا کہ صاحبو تم ٹھہر جاؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا بہادر شیر دل صف شکن کامل فنون سپہ گری کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر بقوت صاحبقرانی اُٹھایا قیلاب گھبرایا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار الامان شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا ایرج نے ہاتھ سے زمین پر رکھدیا بہ سنون کر کے مسلمان ہوا ایرج سے کہا کہ ای شہریار اب مین آپ کے ساتھ چلونگا اُس مقام پر اُترا جلدی بارگاہ استادہ کرائی لشکر بھی اُسی مقام پر اُترا پاے انداز بچھاتا ہوا ایرج کو بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا شاپور نے کہا کہ ای شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہی ایرج نے کہا یہ مرد سپاہی ہی تم عیار ہو تمکو سب مکار ہی معلوم ہوتے ہین لیکن قیلاب نے شراب مین بیہوشی ملائی تھیلی پر رکھکر جام سامنے شاہزادے کے پیش کیا ایرج بے اندیشہ انجام پی گئے شاپور کو بھی پلا کر

پلایا تھوڑی دیر میں دونوں بیہوش ہوئے آہنگروں کو بُلایا دونوں کو مسلسل و مطوق کیا منظور ہوا
خدمت میں لقا کی بھیجوں سب نے کہا کہ آج اسی مقام پر اُتریے کل کوچ کیجیے ایرج و شاپور کو قید خانے
میں چھوڑ آپ بارگاہ میں آکر بیٹھا کہ عیار نے بڑھ کر عرض کی آپ کے بھائی صاحب آفتاب شعلہ مزاج
تشریف لاتے ہیں شکار کو آئے تھے خبر جو پائی آپ کی ملاقات کو آتے ہیں قیلاب اُٹھا استقبال کر کے
بارگاہ میں لایا آفتاب نے پوچھا کہ کیوں بھائی صاحب یہاں اُترنے کا کیا باعث ہے قیلاب نے
کہا کہ اے برادر آج عجب معرکہ ہوا میں جو اس طرف گذرا قاسم کا بیٹا جو نبیرۂ رستم کہلاتا ہے گھوڑے پر سوار ملا
میں نے لیسولیست دریافت کرایا کہ آپ کون ہیں کہاں جاتے ہیں جھلا کے کہلا بھیجا کہ سر کوب لقا
مجاور بہت ناگوار ہوا میں جا پڑا میں نے کہا کہ اے بیہودہ تو نے یہ کیا کہا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا میں نے
تلوار چھین کے ایک طمانچہ مارا گھوڑے پر سے گرا میں نے مشکیں باندھ لیں عیار و سردار لشکر میں
قید ہیں آفتاب نے کہا کہ کیا نام ہے کہا ایرج بن قاسم آفتاب نے کہا کہ بھائی یہ تو کہیے کہ اُس نے
طہماس کے بیٹے طہماسپ کو کیونکر زیر کیا میعاد عاد رشک دراز گردن کہ انسانوں میں دیو ہے
وہ اُسکا رفیق ہے بھلا تمسے وہ کیا زیر ہوگا بد دولت ہوتے تو شاید زیر بھی ہو جاتا تمہارے حال کو
تو میں خوب جانتا ہوں قیلاب نے کہا کہ بھائی صاحب ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے بُلا کے پوچھ لیجیے
آفتاب نے کہا کہ ضرور بُلاؤ قیلاب نے کہا بھائی صاحب بُلانے سے کیا فائدہ دربار خداوندی
میں چلکر دیکھیے گا کہ میں کس طرح پیش آتا ہوں آفتاب نے کہا کہ میں ضرور بلواؤنگا جس دن یہ قلعۂ
ذوالامان پر چڑھ گیا ہے مسلمانوں کو تنگ کر دیا بادشاہ سلیمان فارسی ایسا کاردان تھا کہ جو اُسنے
ناموس حمزہ کو بچایا جب لیغر کیا قلعہ لے لیا ہر طرف سے مددگار آتے تھے ناموس صاحبقرانی کو
بچاتے تھے قیلاب نے کہا کہ میں یہ جھگڑا نہیں جانتا میں نے قید کیا ہے آفتاب نے کہا کہ بلوا لیجیے
قیلاب نے سبکرو سے خفیہ کہا کہ تو جا کر ایرج کو سمجھا دے جب بھائی صاحب پوچھیں تو کہدے کہ
قیلاب نے مجکو زیر کیا کہنا کہ میں قید سے چھوڑ دونگا اگر خلاف کروگے تو ابھی قتل کر دونگا سبکرو
نے جا کر ایرج سے کہا ایرج نے کہا کہ ہم کہدینگے قیلاب نے ایرج کو بلوایا ایرج نے دربار میں
آکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی آفتاب نے کہا کہ اے نبیرۂ صاحبقران آپ بڑا ادعا کرتے تھے
ہمارے بھائی صاحب نے آپ کو ایک طمانچے میں زیر کیا آپ کو شرم نہیں آتی ایرج نے کہا کہ تم

یقین آیا آفتاب نے کہا کہ مجھے تو یقین نہین آتا قیلاب نے بدلا کر کہا کہ او نبیرہ حمزہ صاف صاف
نہین کہتا ایرج نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی آفتاب جو ہنسا قیلاب کو ناگوار گذرا تلوار پکڑ کر
اُٹھا کہ او نبیرہ حمزہ مین تجھکو ابھی قتل کرونگا آفتاب ہاتھ اُن کرتا رہا قیلاب نے ہاتھ تلوار کا
مارا ایرج نے ہاتھ روکا تھا ہاتھ کڑی کٹی ایرج نے غصے مین آکر قید توڑ ڈالی تلوار چھین کے قیلاب
کی پھینک دی ایک طمانچہ مارا کہ سر قیلاب کا چنبر گردن سے اُڑ گیا آفتاب دوڑ کر قدمون سے
لپٹ گیا کہا کہ ای شہریار مین تو مدت سے جویا تھا کہ قدمبوسی کرون یہ بھی مجھکو یقین تھا کہ یہ جھوٹا ہی
یہ کہکر آفتاب بصدق دل مسلمان ہوا دونون لشکر دائرۂ اسلام مین آئے سب سردارون نے
بصدق اطاعت کی ایرج اُسی مقام پر فروکش ہوئے آفتاب مصروف خدمتگاری ہوا ایرج
نے کہا کہ ای برادر بیٹھ جاؤ آفتاب نہ بیٹھتا تھا ایرج نے بجبت تخت پر بٹھایا ناچ ہونے لگا
نازنینان سمنبر گا رہی ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ایرج نے پلٹ کر دیکھا کہ آفتاب زار زار
رو رہا ہی ایرج نے گانیوالی کو منع کیا فرمایا کہ کیون ای بہادر خیر تو ہی مین تمکو نہایت ملول پاتا ہون
کیا رنج و ملال ہی عرض کی کہ ای شہریار حال لائق عرض کرنے کے نہین ہی فرمایا بیان تو کرو عرض کی کہ
ایک مشکل سخت ہی اس غلام کو یہ خیال آیا میرا فرزند ارجمند ماہتاب ببر سوار جری و بہادر
صف شکن بچپن سے اُسنے فن سپہ گری کو خوب حاصل کیا بڑے بڑے پہلوان اُسنے زیر کیے جس قلعے
پر گیا اُسکو فتح کیا یہان سے قریب ایک قلعہ ہی قلعۂ سرحد اُسکو کہتے ہین سرحد طلسم کاوسیہ کی وجہ
سے اُسکو قلعۂ سرحد کہتے ہین بادشاہ کاوسیہ کا وہ خراجگذار ہی قلعہ دار وہانکا ملک انجم ستارہ شناس
بڑا کاہن زبردست ہی اسی واسطے بادشاہ طلسم کاوسیہ نے اس سرحد پر اُسکو مقرر کیا ہی کہ طلسم کشا کو
روکیگا بیٹا میرا اُسکی بیٹی پر عاشق ہو کر چڑھ گیا اُسنے کہا کہ میری بیٹی کا مہر بہت گران ہی جب تک
طلسم کاوسیہ فتح کرو اُس طلسم مین ایک قصر ہی کہ اُسکو قصر مروارید کہتے ہین مروارید بے بہا سے
وہ معمور ہی ایک بار شتر مروارید اُس قصر سے نکالو وہ مہر مین میری بیٹی کے دو یہ اُسکا مہر ہی اُن
اُسنے غضب یہ کیا کہ یا تو اُسنے نام ہی سُنا تھا اُسنے تصویر کھنچوا کر دیدی اُس تصویر کو دیکھکر اور
زیادہ جوش و خروش ہوا الملکہ ممتاز کوہ مہر پوش اُسکا لقب ہی یہانسے بارہ کوس پر ایک دشت
ہی اُس دشت مین ایک کوہ ہی وہ ہی مقام داخلے کا ہی میرا فرزند گیا اُس بیابان مین ایک شیر پیدا ہوا

اُسے اُٹھا لے گیا لشکر پر اُسکے برقین گرین کئی ہزار جوان مارے گئے آخر لشکر بھاگ آیا ایرج نے یہ سنتے ہی
کہا کہ مجھے بھیجو مین فتح کرونگا بیٹے کو تمھارے رہا کر لاؤنگا انشاء اللہ اُسکی بیٹی سے اُسکی شادی کرونگا
آفتاب رونے لگا کہا کہ اے شہریار کیونکر عرض کرون کہ حضور وہان جانیکا ارادہ کرین ایرج
نے کہا کہ اے برادر مجکو تو جانا واجب و لازم ہے بین خاص کرکے برائے تلاش طلسم کا وسیلہ نکلا تھا
ہمارے ہمچشم کی معشوقہ اُسمین قید ہے اگر اُسکو رہا کر لیا سب دست راستیون پر احسان ہوگا اگر
تم نہ لیجاؤ گے مین خود جاؤنگا اول جاکر ملک انجم سے عہد واثق لین کہ ہم ایک بار شتر مروارید
بھی تمھاری بیٹی کے جہیز مین دینگے اور طلسم بھی فتح کرینگے آفتاب ناچار ہوا دوسرے دن وہان سے
کوچ کیا برائے مقابلۂ انجم سرحد کو چلے بیان کیفیت یہ ہے کہ جب ملکہ مخمور گرفتار طلسم کاؤسیہ
ہوئین آنکھ کھولکر اپنے کو ایک مکان مین پایا جادوگرنیان بیٹھی ہین کاؤس اورنگ نشین کہ جو
بادشاہ طلسم ہے جب ملکہ مخمور نے صاحب علامت کو مارا اتفاق سے کاؤس اورنگ نشین
اُس طرف سے جاتا تھا اُسنے اپنا سحر کرکے ملکہ مخمور کو گرفتار کیا رات بھر اشتیاق ملاقات ملکہ مخمور
مین تڑپا ہجر کی کالی رات پہاڑ ہوگئی کبھی اُٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے خادمون نے جاکر باہر ذکر کیا کہ آج
شاہ نے آرام نہین فرمایا مصاحب یہ خبرین سنکر حاضر ہوئے دیکھا کہ کاؤس اورنگ نشین پلنگ
پر سر برہنہ بیٹھا رو رہا ہے مصاحبون کو دیکھکر آنسو پوچھ ڈالے مگر رنگ چہرے کا زرد لب پر آہ سرد
دل مین درد سب نے عرض کی کہ سرکار کو عجب حال پر ملال مین پاتے ہین غمخواران شاہی بہت
گھبرائے ہین ارشاد تو ہو کہ آپ کو کیا ملال ہے دل کو شہنشاہ کے کس بات کا خیال ہے غمخواران
شاہی پیروی کرین کاؤس اورنگ نشین نے منہ پیٹ لیا کہا کہ یارو کیا کہون کیونکر اس راز
کو چھپاؤن دیوانہ وار کسی صحرا مین نکلجاؤن نظم

دل لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا	بجھتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
ایسا کوئی گمنام زمانے مین نہ ہوگا	گم ہے وہ نگین جسپہ کھدے نام ہمارا
ہم گو کہ ہین دیوانے مگر غرق یم اشک	یونان کے مانند ہوا نام ہمارا
مے پائی نہ پینے کو تو ہم پی گئے آنسو	اشکون نے بھی ساقی نہ بھرا جام ہمارا
کعبے مین بھی وحشت کی رہی دست درازی	صد چاک کیا جامۂ احرام ہمارا

[illegible] مین تھی اک [illegible] بیداد کے کانٹے
اک آدھ رہے جسم مشبک مین [illegible]
کام اور دون کے جاری رہین نام ہین ہم
[illegible] کہین جابہ آگئے کے قاصد جانان

آغاز سے کیا خوب ہے انجام ہمارا
خالی نہ کبھی صید سے ہو دام ہمارا
اب آپ کی سرکار مین کیا کام ہمارا
خط بھیجیے دلوائیے انعام ہمارا

مصاحبون نے عرض کی کہ خداوند جہانپناہ اس جملے کو نہین سمجھے کاؤس نے کہا کہ یارو کل میری شامت
تھی کہ مین اترا ہوا جاتا تھا اندر طرف سے علامت طلسم کے ہوا دیکھا کہ علامت پر آفت برپا ہے مجکو جانا
پڑا سحر کیا نگاہ اُس جمال جہان آرا سے معشوق عاشق کش پر پڑی چھریان کلیجے پر چل گئین ہر چند کہ اُسکو
قیدخانے بھیجدیا مگر دید کا مشتاق ہون ایک مقدمہ اور زیادہ نازک ہے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا
کہ نام نامی اس ظالم کا مخمور سُرخ چشم ہے افراسیاب مدت سے اسپر عاشق ہے اس زمانے مین
کوئی باعث ایسا ہوا کہ یہ شریک مسلمانان ہوگئی نبیرۂ صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان پر
مائل ہوئی اسپر افراسیاب سے فساد ہوا افراسیاب درپئے آزار ہے اُسکا قصد ہے کہ طلسم ہوشربا
مین نہ رہنے دون اگر کہین اُسکو معلوم ہوا تو میرے ساتھ ضرور فساد برپا کریگا مین حیران ہون کہ
کیا کرون وزرا نے عرض کی کہ اے شہریار کل اُسے دربار مین بلائیے پیام وصل نہ بھیجیے یہ بھی وعدہ
کر لیجیے کہ سلطنت طلسم کا تجھے اختیار ہے اگر قبول کرے لطف سے سلطنت کیجیے مسلمان آپ کا کچھ
نہین کر سکتے اس طلسم کو آپ کے بزرگون نے ایسی ترکیب سے بنایا ہے کہ جو کوئی آنے کا ارادہ کرے
گرفتار بلا ہو کسکی مجال ہے کہ لوح کا نشان پائے لوح کو اور زیادہ سخت کیجیے کاؤس نے سر جھکا لیا
کہا کہ یارو افراسیاب سے کوئی کہے یا نہ کہے وہ خود کامل و اکمل سحر مین طاق فنون و علم کیمیا
وسیمیا و ریمیا مین شہرۂ آفاق کسکی مجال ہے کہ اُس سے مقابلہ کر سکے وزرا نے عرض کی کہ یہ طلسم
وہ مقام ہے کہ اگر آپ پاؤن کھینچکر اندر طلسم کے بیٹھ رہینگے تو افراسیاب نہ آسکیگا لوح ایسے
مقام پر ہے کہ کوئی وہان جا نہین سکتا لیکن ایک امر غلام عرض کرینگے کہ ایک کاہن طلسم اکثر مرتبہ
وعظ مین بیان کر چکا ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی اسکی فکر واجب و لازم ہے کاؤس نے کہا کہ مین نے بھی اکثر
کتب مین دیکھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی مگر اسکا مجکو اعتبار نہین کسی کی مجال نہین ہے کہ میرے طلسم مین
داخل کرے یہ طلسم بہت سخت ہے میرے بزرگون نے بنایا ہے مین ہی جانتا ہون اس بات کو چھپاؤ

کہ افراسیاب کو خبر نہ ہونے پائے مصاحبون نے عرض کی کہ کسی کو خبر نہ ہوگی انھین باتون مین شب تڑپ
تڑپ کر بسر کی جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا مصاحبون کو ساتھ لیے ہوے دربار مین آیا حکم دیا
کل کے قیدی کو لاؤ اندرائن جادو کہ داروغۂ زندانخانہ تھا اُسکے نام حکم ہوا قیدِ ملکہ مخمور کی
لاؤ لیکن یاد رہے اُس محبوب خوشرو کو کوئی صدمہ نہ پہونچنے پائے بہت احتیاط سے لاؤ اندرائن
گیا چند کنیزین بھی ساتھ ہین نہایت احتیاط سے ملکہ مخمور کو دربار مین لایا مخمور حجاب سے عرق عرق
رنگ چہرے کا فق دل مین قلق سر جھکا کر کھڑی ہوئین کاوس نے مصاحبون سے اشارہ کیا چند
مصاحب اُٹھے قریب ملکہ مخمور کے آئے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم یہ طلسم کاوسیہ ہر بڑے بڑے لوگون
نے قصد کیا کہ اسکو فتح کرین مگر فتح نہ کر سکے شہنشاہ ہمارے آپ پر عاشق ہوے ہین طلسم کی سلطنت
لیجیے آپ کو نیک و بد کا اختیار ہر کوئی آپ کے مقدمے مین دخل نہ دیگا شہنشاہ ہر وقت آپ کی
خدمتگزاری مین مصروف رہینگے مخمور کو غصہ آیا چہرہ سُرخ ہو گیا اشارے سے جواب دیا کہ اگر
ایسا ارادہ کریگا تو ہمکو زندہ نہ پائیگا بہت پچتائیگا عرصہ دراز تک منت کی کنیزون نے بھی بہت
بہت سمجھایا ملکہ نے جواب سخت دیے مشیرون نے کہا کہ ابھی طائر نو گرفتار ہر اُسی نبیرۂ حمزہ کے
واسطے بیقرار ہر دو چار دن گذرنے دیجیے ضرور قبول کریگی کاوس نے بمجبوری و ناچاری قبول کیا
ملکہ کو قیدخانے مین بھیجکر بیٹھا ہر اپنے دل کا حال کہ رہا ہر دریا چشمۂ چشم سے بہ رہا ہر کہ آسمان سے
برق چمکی ادہام فلک سیر کاہن طلسم کتاب بغل مین دبائے ہوے آکر پہونچا عرض کی کہ اے شہنشاہ
جو عورت آکر قید ہوئی ہر اور سرکار اُسپر مائل ہین یہ اچھی بات نہین ہر اس سے فساد دور تک
پہونچیگا دیکھیے صاف صاف لکھا ہر کہ معشوقۂ افراسیاب کا آکر قید ہونا نشان بربادی طلسم ہر
ایک جوان اور کل پرسون آکر قید ہوگا اُسکے بعد طلسم کشا آئیگا اُسکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی ہر
سرحددار کو اطلاع دیجیے کہ جو کوئی آئے اُس سے بجرأت مقابلہ کرے طلسم مین نہ آنے دے اب ہر کسی کا
طلسم مین آنا بہتر نہین اسی ضمن مین داخلۂ طلسم کشا بھی ہو گا سرکار کو بہت تکلیف پہونچیگی کاوس
مبہوت بیٹھا تھا اچھا اچھا کہکے ایک نامہ سرحددار کو لکھ بھیجا جب کاہن چلا گیا کہا بیہودہ بکتا
ہر کتابون کی تحریر کا کیا اعتبار میرے بیان کیا کتاب سامری نہین ہر مراد اس بیان سے یہ تھی کہ سب کو
اطلاع ہو گئی کہ طلسم کشا آ پہنچا ہر اب حال ایرج نوجوان تحریر ہوتا ہر کہ لقیم اختر شناس کو خبر پہونچی

آفتاب تاجدار باپ ماہتاب کا نبیرۂ حمزہ کو لیکر آتا ہی چونکہ نامہ پہونچ چکا ہی اب سوچا کہ مقابلہ کرون تو مشکل ہی یہ لوگ صف شکن تیغزن مشہور عالم لقا ایسے سرکش کو در بدر خاک بسر کر دیا بلکہ باختر مین صاحبقران بارہ برس لڑے بدیع دقاسم نے دو دو شبخون مارے کہ لقا کو بھاگنے کے سوا کچھ نہ بن پڑا شہنشاہ نوشیروان کہ پوتا جمشید جم کا تھا اُسکو یون مٹایا کہ نوشیروان دربدر خاک بسر ہوا یاردکہن کن ملکون کا نام لون جن ملکون اور جن شہرون مین ان مسلمانون کا قدم گیا اُنکو برباد کیا اب تم سبھون کی کیا صلاح ہی میرے نزدیک تو اسی مین فلاح ہی کہ طلسم کی جانب روانہ کر دون وہان جاکر گرفتار ہو جاوینگے ہرچند کہ شاہ طلسم نے تحریر کیا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی اور کاہنان طلسم نے بھی حکم لگا دیا کہ اب طلسم کشا آئیگا اور طلسم کشا خاندان صاحبقران سے ہوگا کون پہچانے کہ طلسم کشا کون شخص ہی اسی پردے مین طلسم کشا بھی آئیگا مین اس جوان سے مقابلہ نہین کرسکتا جاکے استقبال کرون دو روز دعوت کرکے عرض کرون کہ مہتاب بہر سوار کو رہا کیے لائیے مین شادی کر دون وہ رہا کرنے جاوینگے خود گرفتار ہونگے طلسم مین بڑے بڑے جادوگر ہین ستارہ شناس کہ زمین کو آسمان پر پہونچا مین ایک شخص کا گرفتار کرنا کیا مشکل ہی سب وزرا و امرا نے عرض کی کہ بہت بجا ارشاد ہوا جو حضور نے تجویز کیا یہی مناسب وقت ہی یہ سب ذکر کرکے بادشاہ نے سامان استقبال کیا بیرون قلعہ آکر اُترے تیسرے دن دیکھا کہ ایرج نوجوان بفر فریدونی و حشمت جمشیدی آفتاب آگے انتظام کرتا ہوا کئی افسر شاہزادے کو گھیرے ہوے اسی ہزار فوج پشت پر شاپور شیر دل ایک عیار طرار و فرزر خنجر گزار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے بادشاہ واسطے استقبال کے بڑھا شاپور نے جو اس طرح بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا سراپا پر نگاہ ڈالی عرض کیا کہ اے شہریار یہ بادشاہ مجکو مکار معلوم ہوتا ہی ایرج نے کہا کہ دیکھا جائیگا بادشاہ استقبال کرکے ایرج کو اپنی بارگاہ مین لا یا ایرج نے بیٹھتے ہی کہا کہ اے انجم اختر شناس تم نے ماہتاب بہر سوار کے ساتھ کیا کیا عرض کی کہ اے شہریار مین نے اُنسے کہا تھا کہ طلسم کو فتح کرکے آئیے ایک بار ستر مردارید لائیے ملکہ ممتاز گوہر پوش کو بیاہ کے لیجائیے وہ برائے فتاحی طلسم گئے پھر پلٹ کے نہ آئے مین مجبور و ناچار ہون ایرج نے کہا کہ مین اُسی تقریب کا مشتاق ہون اگر آپ کو دعوی زور بازو ہو تو بسم اللہ طبل جنگی بجوائیے میدان کارزار مین آئیے ورنہ جو آپ کو منظور ہو وہ فرمائیے مین

بسر وچشم بجالاؤنگا ایرج نے جو بل تیوری پر ڈال کر یہ کلمات کہے انجم کانپنے لگا دست بستہ عرض کی
کہ پہلے دولہا کو لائیے اگر سرکار کو منظور ہو تو مین آپ کے حکم سے گردن تابی نہین کر سکتا وہ کنیز حاضر ہو
سوار کرکے لیجائیے طلسم فتح کیجیے وہین شادی بھی کر لیجیے ایرج نے سر جھکا لیا کہا انشاء اللہ ہم جلد شکست
کرینگے ماہتاب سبز سوار کی رہائی کا بندوبست کرینگے یہ کہکر بارگاہ انجم سے اٹھ کے اپنی
بارگاہ مین آئے کہا کیون بھئی شاپور اُسنے سب باتین معقول کہین ہین اُسکا کیا جواب دون طلسم پر
جاؤنگا شاپور نے کہا کہ آقا مجکو سراسر فتور معلوم ہوتا ہے دل تو زبان غیر ناگ کے معلوم ہوا
کہ خواجہ زادون نے بلاحظہ نجوم فرمایا کہ فتاح اس طلسم کے نورالدہر بن بدیع الزمان ہین آپکے
ہاتھ سے چند در بند فتح ہونگے مین فرمانے کو خواجہ زادون کے کیونکر خلاف کہون ایرج نے
کہا بیہودہ بکو جب تلوار مردان عالم کی کھنچی سب شعبدے بیکار ہو جاتے ہین شاپور نے سر
جھکا لیا جانتا ہے کہ یہ آتشخو شعلہ مزاج جابلون کے سر لے تاج میری بات کا ہیکو مانینگے جو انکے
ذہن مین آویگا وہی کرینگے خاموش ہو رہا ایرج نے بعد اکل طعام کے منزلون کے تھکے ماندے تھے
آرام فرمایا شاپور شیر دل کو اسکا گمان تھا کہ کسی سے مقابلہ مجادلہ نہین یہ بھی شام سے
جا کر سو رہا آفتاب نے ہر چند کہ بیٹے کے فراق مین بیقرار ہے طلایہ وغیرہ مقرر کیا یہ بھی بار ہو گیا
یہ کوئی نہ جانتا تھا کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوگا شب بھر سب نے آرام کیا بوقت سحر شاپور اٹھا کہ جاکر
آقا کو برائے نماز جگاؤن بارگاہ مین جو آیا دیکھا کہ غضب ہو گیا پتہ کسی عیار کا معلوم ہوتا ہے زیر پلنگ
نقب لگی ہوئی ہے شاہزادہ پلنگ پر ندارد شاپور نے ایک چیخ ماری کہ یارو غضب ہوا آقا
پلنگ پر نہین ہین کوئی چرا لے گیا آفتاب وغیرہ دوڑے شاپور کو دیکھا کہ سر پر ہاتھ رکھے ہوئے
رو رہا ہے آفتاب نے کہا کیون اے شاپور تمھاری عقل مین کیا آتا ہے شاپور نے کہا کہ مین جاکر
انجم سے پوچھتا ہون کہ یہ حرکت کسنے کی کون ہمارے آقا کو چرا لے گیا اُسکا پتہ لگائیے ورنہ ہم آپکے
دامنگیر ہونگے آفتاب و شاپور دربار مین انجم کے آئے تمام کیفیت چوری جانے ایرج کی
بیان کی انجم تاجدار نے کہا کہ قسم ہے لات و منات کی مین اس حال سے بالکل آگاہ نہین
تیز رو میرا عیار ہے مین ابھی اُسکو بلاتا ہون وہ پتہ لگا دیگا تمام شہر کو چھان ڈالیگا جسنے یہ
حرکت کی ہوگی اُسکو سزا ملیگی اس طرح انجم نے بیان کیا شاپور نے آفتاب سے اشارہ کر دیا

کہ اسکے کلمات سے صداقت ظاہر ہے کچھ سختی نہ کیجیے آفتاب کا ارادہ تھا کہ مین اسی وقت انجم سے مقابلہ کرون لڑ بھڑ کے اپنی جان دون شاپور مانع ہوا انجم نے اُسی وقت تیز رو عیار کو بلا کہا کہ ای تیز رو شاہزادہ ایرج کو کوئی فرش خواب سے چُرا لے گیا جلد پتہ لگاؤ تیز رو نے کہا کہ غلام ابھی جاتا ہے چالیس پیک بچون کو ساتھ لیکر گیا شاپور بھی وہان سے نکلا آفتاب سے کہتا ہوا کہ کچھ لڑنے سے مدعا حاصل نہ ہوگا ہمکو خوب یقین ہوا کہ انجم اس مقدمے سے ناواقف ہے مین خود پتہ لگاؤنگا آپ حفاظت لشکر مین آمادہ رہیے آفتاب کو طرف لشکر کے بھیجا شاپور تلاش مین ایرج کی نکلا اب حال ایرج نوجوان کا تحریر کرتا ہون کہ جب ایرج دربار مین انجم کے آئے ممتاز گوہر پوش اسکی ایک بیٹی ہے کہ جسپر ماہتاب عاشق ہوا دوسری دختر بلند اختر شہباز پری چہرہ نہایت حسین و جمیل سرو قد خورشید خد سمنبر عارض رشک قمر غنچہ دہن شیرین سخن کبک رفتار شیرین گفتار موے میان نازک اندام خوشخرام اُسنے جو خبر سُنی کہ نبیرہ صاحبقران جنکی مان ملکہ گیتی افروز ہین وہ آج دربار مین آپ کے باپ کے تشریف لائینگے ملکہ ممتاز تو کسی قدر بیمار تھین ملکہ شہباز کنیزون کو ساتھ لیکر کوٹھے پر آئین جھروکون مین بیٹھکر دیکھنے لگین یکایک آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب حشمت افروز جہانداری شاہزادہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان آئے کہ خود زرین سر پر لباس پُر تکلف زیب جسم انور زرہ یاقوت نگار پہلو مین تلوار سپر پشت پر ہلال و بدر کا ساتھ چار آئینہ جسم پر آراستہ جس سے دیکھنے والے حیران ہون کیونکر شان و شوکت کے سامان عیان ہون غزال چشم شیر خشم دیکھتے کے ساتھ ہی ملکہ شہباز کو پسینہ آیا قلب تھرایا ہر چند ضبط کیا نہ ہو سکا بیقرار ہو کر اُٹھین چاہا کہ اپنے مقام خاص پر چلی جاؤن سلطان عشق کی کشور دل پر چڑھائی ہوئی لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوگئین کنیزین گود مین لیکر بھاگین بارہ دری مین لائین پلنگ پر لٹایا گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھین کھولدین کنیزون نے پوچھا مزاج مبارک کیسا ہے حضور کو بہت پریشان پاتے ہین کیا کیفیت ہے ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کہ صاحبو کیا بیان کرون جو دل کی حالت ہے

نظم

خلق کی تسخیر کو ہر نقش پا افسون ہوا — سایہ دیکھا اُس پری کا جسنے وہ مجنون ہوا
فرقت خال سیہ مین مردہ ہین محزون ہوا — موت افیونی کی آئی جبکہ بے افیون ہوا

اس ادا سے دھوئین ہین دستِ حنائی آپ نے — ہر حبابِ آب جو اک دیدۂ پُر خون ہوا
نکلونگا مثلِ شررِ سنگِ صنم سے روزِ حشر — زیرِ دیوارِ حرم گو آج مین مدفون ہوا
بو منہ خالِ سیہ دیتے نہین صاحب اگر — ایک دن سُننا کہ بندہ کشتۂ افیون ہوا
ماہِ تابان ہین ہوا ہالہ ہوا مارِ سیاہ — چودھوین شب گر خیالِ کاکلِ شبگون ہوا
چین کی جا کوئی دنیا مین نہین جز غمکدہ — کیا ہی دانا تھا کہ ساکن خم مین افلاطون ہوا
ہم شہیدون کی جو خاک اُسکی سواری سے اُڑی — ایک دم مین توسنِ بادِ صبا گلگون ہوا
طوقِ ہالے کا پڑا اُسکے گلے مین کسلیے — چاند بھی شاید اُسی کے عشق مین مجنون ہوا
ہر وہ تیغ اُسکی نگہ دیکھی اگر میری غزل — طائرِ بسمل وہین ہر طائرِ مضمون ہوا
باغ مین تقطیع اُس سروِ روان کی دیکھکر — سرو کا مصرع مری نظرون مین ناموزون ہوا
کیونکر اے ناسخ خوارِ عجل دشمن ہو خوار — کیسے موسیٰ کا علیؑ شیرِ خدا ہارون ہوا

کنیزون نے عرض کی کہ لونڈیان اس جملے کو نہین سمجھین مفصل سمجھائیے کہ ہماری سمجھ مین آئے وزیرزادی گل اندام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ حضور کنارے چلیے مین کسی قدر سمجھتی ہون اور حضور سمجھا بھی دینگی مین بدل وجان پیروی کرونگی مطلب دلی حاصل ہوگا کنیزون کو ہٹا دیا جب تنہائی ہوئی گل اندام نے کہا کہ میری عقل مین یہ آیا یقین ہے کہ خلاف نہ ہو حضور نبیرۂ صاحبقران پر مائل ہوئین کچھ ہرج نہین ہے شاہ اور شہزادیون کا یہی کام ہے ملکہ گیتی افروز وجہان افروز دختران خداوند زمرد شاہ باختری پسران حمزہ پر عاشق ہو کر نکل گئین وہی باعث زوالِ دولت خداوند کا ہوا دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار اس طرح نکل گئین کہ زوالِ سلطنت نسل کیان ہوا ملکہ نے سر اپنا سر جھکا لیا کہا گل اندام خوب سمجھین یہ کہتے تو لیا مگر آنسو آنکھون سے جاری ہوے گل اندام نے دوپٹے سے اشکِ حسرت پونچھے کہا حضور کیون مایوس ہوتی ہین لونڈی فکر کرتی ہے مین حضور سے اُنکو ملاونگی یہ کہکے ایک کنیز کو پکارا کہا کہ میرے بھائی خوش آہنگ عیار کو بُلا لا کنیز گئی خوش آہنگ نے جو سُنا کہ ہمشیرہ بُلاتی ہین دوڑا ہوا آیا بچپن سے اسنے محل مین پرورش پائی ہے سامنے ملکہ کے آیا عجب حالت دیکھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس وزیرزادی سے کچھ سرگوشی ہو رہی ہے اسنے دست بستہ عرض کی کہ غلام کو کیون یاد فرمایا ہے

بسر و چشم حاضر ہون جو حکم ہو بجا لاؤن گل اندام نے الگ لیجا کر کہا کہ ای برادر خوش آہنگ تم جانتے ہو کہ ملکہ کی وجہ سے ہماری عزت و آبرو ہی اگر اُنکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑی ہمکو کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان جو تشریف لائے ہین ہماری ملکہ عالم اُنپر عاشق ہوئین ہو سکتا ہی کہ کسی ترکیب سے اُنکو یہان لے آؤ خوش آہنگ نے کہا کہ مین آج ہی لاتا ہون ہر چند کہ عیار اُنکا بہت کامل و اکمل ہی اگر اُسکے ہاتھ سے بچا اور اُسکو غافل پایا تو آج ہی لایا یہ کہکر خوش آہنگ دن ہی سے چلا لشکر ایرج نوجوان مین آیا شاپور کو دیکھتا ہی کہ یہ کہان رہتا ہی بارگاہ ایرج کے مقامات دیکھے شاپور کو دیکھا کہ شام سے جاکر سو رہا خوش آہنگ ایک گوشے مین آیا نقب کنی شروع کی مُہرہ نقب کا توڑا ایرج نوجوان کو بیہوش کرکے لے گیا ملکہ شہباز سے ملاقات ہوئی ایرج بھی معشوق پر عاشق ہوے اُسی باغ مین صحبت آرا ہین تیز رو و شاپور برائے تلاش نکلے ہین مگر تیز رو عیار طرار و فرار اول تو اپنے ہمراہیون سے اقرار نامہ لیا کہ جس گھر مین نیا مہمان ہو ہمکو خبر پہونچانا آپ خود جا بجا دیکھتا پھرتا ہی لیکن شاپور آفتاب تیغزن کو مطمئن کرکے چلا پھرتا پھراتا اُسی باغ کی پشت پر آیا گانے کی آواز مستی سُنی سمجھا کہ کیا عجب ہی جو آقاے نامدار یہان ہون یہ سوچ کر بذریعہ کمند دیوار پر آیا دیکھا کہ شاہزادۂ والا قدر پہلو مین ایک معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین ایک نازنین شعلہ خو خوشرو سامنے ایرج کے بیٹھی گا رہی ہی نظم

وحشیون کو کیا ہی مجھ وحشی سے یارا نہ ہوا
شیر کا پنجہ برابر اسے موے سر شانہ ہوا

تیرے آگے باغبان نے نوچ ڈالے سب چمن
باغ مین ہر گل برنگ سبزہ بیگانہ ہوا

بزم مین خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام
شیشۂ مے کا دہن لبریز پیمانہ ہوا

آتش رنگ حنا سے شمع ہین سب اُنگلیان
دست جانان مین مرا مکتوب پروانہ ہوا

زلف جانان منگنی ہی گور مین مار عذاب
تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا

صورت اُسکی دیکھتا ہون ہر در و دیوار سے
اندنون کا شانہ میرا صاف تھا نہ ہوا

رندی اپنی پارسائی سے مبدل ہو گئی
ہجر مین ہر قطرۂ مے سبحہ کا دانہ ہوا

پیش غیر آتا نہین با ہر وداق چشم سے
طفل اشک اپنا جو نادان تھا بڑا دانہ ہوا

عشق سے چونکا کے مجکو ہنس کے وہ کہنے لگا — بعد مدت آج کیونکر آپ مین آنا ہوا
ہو گیا ہر غیر کیا سودائی تجپر اے پری — ہو گیا کتا ترے کوچے مین دیوانہ ہوا
مثل اخگر ہر چراغ خانہ پنہان خاک مین — بام اپنا پستی طالع سے تہ خانہ ہوا
ذکر کیا شبہاے فرقت مین چراغ و شمع کا — آگ لگنے سے کبھی روشن سیہ خانہ ہوا
جانور اچھے کہین ناسخ بُرے انسان سے — شہر سے وحشت ہوئی مانوس ویرانہ ہوا

شاپور نے جو یہ رنگ صحبت دیکھا جی مین کہتا ہی کہ فرزندان صاحبقران کیا صاحب نصیب ہین انکے واسطے ہر مقام پر عیش و نشاط موجود ہی ہم تو انکے واسطے مارے مارے پھرتے ہین یہ معشوق پریچہرہ کو لیے پہلو مین بیٹھے ہین دیوار سے اُترا ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا کہا واری ذرا میرا گانا سُنیے یہ گُل اندام وزیر زادی پر عاشق ہوا ہی گل اندام نے کہا کہ کیون سوسن یہ زبان درازی تو گانا کیا جانے شاپور نے وزیر زادی کی بلائین لین کہا مین صدقے مین قربان مین نے یہ کمال اپنا کبھی ظاہر نہین کیا آج سماعت تو فرمایے سازندون سے اشارہ کیا ساز درست ہوے شاپور بشکل سوسن سامنے ملکہ کے تانین مارنے لگا نظم

جوش سودا ہی سوادِ شبِ ہجران اپنا — نہ ہوئی صبح ہوا چاک گریبان اپنا
نہین ممکن کہ کوئی خار تعلق چُبھ جاے — اپنے دامن کو سمیٹے ہی بیابان اپنا
ذکر گُل کا ہی تو کیا انجمن آراے چمن — کہ نہ اُلجھا کبھی کانٹے سے بھی دامان اپنا
آگ پردے کو لگا دے نہ کہین نالۂ دل — اے پریرو نہ چھپا چہرۂ تابان اپنا
ایسے لاغر جو نہ ہوتے تو سماتے کیونکر — تنگ ہی خانۂ زنجیر سے زندان اپنا
چوندھیا کر ابھی گرتے ہین زمین پر تارے — کیون بدن زیر فلک کرتے ہو عریان اپنا
کچھ جوانی ہی مین ہم مست مےُ عشق نہین — کہ خمستان کے سوا تھا نہ دبستان اپنا
نعرہ زن مین نہین محفل مین تو کہتا ہی وہ گُل — آج بے بلبل نالان ہی گلستان اپنا
ہر ورق بال پری سے ہی مشابہ ناسخ — کہ پریزادون کے ہی وصف مین دیوان اپنا

شاپور نے اس رنگ سے اس غزل کو گایا کہ گل اندام بیقرار ہو گئی کہا سوسن تو نے آگ [illegible] گانا کسنے سکھایا شاپور نے کہا کہ یہ جو شاہزادہ والا قدر بیٹھے ہین انھون نے سکھایا [illegible]

شفقت میری رات کو جو میری آنکھ کھل دیکھتی ہون پائینتی بیٹھے ہوے پاؤن دبا رہے ہین اُٹھ بیٹھی انکو
ڈھکیل دیا یہ قدمون پر گر پڑے یہ سُننا تھا کہ ملکہ کا چہرہ سُرخ ہو گیا کہا صاحب سوسن تمکو مبارک
ہو مجھسے تمھین کیا مطلب اسکو لیجائیے سوسن تو رونے لگی کہا حضور سراسر دروغ ہی میری یہ حقیقت ہی
کہ میرے قدمون پر سر رکھتا ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا دیوانی تہمت لیتی ہی ایک ہاتھ مارون کہ سر اُڑ جائے
شاپور نے قدمون پر سر رکھدیا چٹکی لی عرض کی کہ غلام کو نہین پہچانا غلام قدیم آپ کا شاپور ہی
ایرج نے گلے سے لگا لیا شاپور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ملاحظہ فرمائیے مین نے پتہ ٹھیک ٹھیک دیا آپ
یاد آیا ملکہ رونے لگین کہا صاحب یہ بے اعتدالیان مجکو نہین پسند آتین بی سوسن کو لیجائیے ایرج
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کیون پریشان ہوتی ہو یہ میرا عیار طرار تمھاری کنیز کی شکل بنکر آیا ہی شاپور
نے اپنے کو ظاہر کیا اب تو خوشیان ہونے لگین ایرج نے یہ بھی کہا کہ بی گل اندام کو میان
شاپور نے پسند فرمایا ہی گل اندام نے کہا کہ نوج نگوڑے موش صحرائی کو قبول کرون اپنی صورت
کو تو دیکھے کبھی آئینہ تو میسر نہ ہوا ہو گا چپنی مین پیشاب کر کے تو اپنی صورت دیکھی ہو گی اب تو
خوشی ہونے لگی شاپور نے کہا کہ ای آقاے نامدار لشکر مین سب پریشان ہین آپ یہان آکر بیٹھ رہے
ایرج نے کہا کہ انشاءاللہ کل لشکر مین چلینگے قضاے کار یہان تو بتکلف جلسہ آراستہ ہی میان
شاپور کا غزلین ٹھریان گانا معشوق رشک غزال کا دام مضمون مین طریقے سے پھنسانا گل اندام
بیچین ہو رہی ہی علم موسیقی مین کمال رکھتی ہی سمجھ سمجھ کے تعریفین کر رہی ہی لیکن تیز رو عیار فرستادہ
انجم تاجدار پھرتا پھرتا اس طرف بھی آنکلا گانے کی آواز جو کان مین آئی خیال مین آیا کہ دیکھون
باغ مین ملکہ عالم کے کیا چرچا ہی پہلے سوچا کہ یہان جانا کیا ضرور ہی آخر یہی دل مین آیا کہ دیکھو
تو لین کیا ہو رہا ہی یہ سوچ کر دیوار باغ پر آیا بنگاہ غور دیکھا کہ ایرج نوجوان پہلو مین بٹھایا ہے
بیٹھے ہین شاپور قریب گل اندام مسخرہ پن کر رہے ہین تیز رو جل گیا کہ اس گیسو بریدہ نے غضب کیا
مسلمان کو پہلو مین بٹھایا باپ کی آبرو کا خیال نہ کیا بی گل اندام بھی عیش کر رہی ہین ان سب کو
قتل کراؤن یہ سوچ کے بھاگا در دولت انجم اخترشناس پر آیا محلدار سے کہا کہ شاہ کو جاکر
بیدار کر دو عرض کر دو کہ تیز رو در دولت پر حاضر ہی محلدار گئی شاہ کو جگایا نام عیار کا سُنکر آنکھین
ملتا ہوا انجم باہر آیا تیز رو نے کہا کہ حضور سوار ہون کل فوج کو حکم ملے ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل سب

تیار ہون انجم نے کہا کہ ای تیزرو مفصل حال تو بیان کر تیزرو نے کہا کہ حضور سوار ہون راہ مین سب کیفیت عرض کرونگا مقدمہ اسی لائق ہو کہ چارون قتل کیے جائین انجم سوار ہوا فوج مین قرنا ہوئی سب فوج تیار ہو کر حاضر ہو گئی کمیدان در سالدار عرض کر رہے ہین کہ آخر کسپر لشکرکشی ہو دھوئین اڑا دین شہنشاہ کا حکم ہو رستم و اسفندیار سے مقابلہ کرین انجم نے راہ مین کہا کہ ای تیزرو ابتو مفصل بیان کرو تیزرو نے سب حال مفصل بیان کیا کہا حضور اس گیسو بریدہ ننگ خاندان نے کچھ آپکی آبرو کا خیال نہ کیا یہ آگ بی گل اندام نے لگائی عیار کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہین یہ سُنکر انجم بھی آگ ہو گیا کہا کہ ای تیزرو نبیرۂ حمزہ کو قضا لیکر یہان آئی ہو اس طور سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُنکے حال پر روئین اور مجکو رحم نہ آئے فوج سے پلٹ کر کہا کہ باغ شہباز کو چار جانب سے گھیر لو کوئی نکل کر جانے نہ پائے کل فوج نے چار جانب سے باغ کو گھیرا ایک کنیز نے کہا واری کڑاکے کی ٹم ہائے مرا کب کی کیسی آواز آتی ہو یہ کہکر کوٹھے پر چڑھ گئی وہانسے ہانپتی کانپتی ہوئی آئی کہا کہ ای شہریار غضب ہوا کہ انجم کو خبر ہو گئی ڈیڑھ لاکھ فوج نے باغ کو گھیرا ای شاپور نے کہا کہ آقا آپ نکل کر مقابلہ کرین مین چھپ چھپا کر نکل جاؤن فوج سرکاری کو لاؤن ایرج نے کہا کہ کچھ ضرورت نہین کوئی مرکب تیار کرو ایک مرکب بادشاہ نے بیٹی کو دیا تھا شبرنگ تیزرو دریائی اُسکا نام تھا سالہا سال سے بندھا رہتا تھا زمین پر ٹاپین مارتا تھا کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا تھا ملکہ نے کہا کہ صاحب یہ مرکب خوفی ہو اُسپر کوئی سوار نہین ہوتا ایرج نے کہا کہ اُسپر ہم سوار ہونگے انشاء اللہ انجم سے سمجھنا ہو یہ کہکر اُسی مرکب کو تیار کرایا ایرج کو دیکھکر وہ مرکب ہنہنانے لگا زبان سے سینہ چاٹنا لگا تھوتھنی قدمون پر رکھدی ایرج بسم اللہ کہکر سوار ہوے کنیزون نے کہا کہ واری ماشاء اللہ کیا صاحب اقبال ہین یہ گھوڑا انسے رام ہو گیا مُنھ قدمون پر ملتا ہو خدا انکو مظفر و منصور کرے یہ بلا انکے سر سے دور کرے ایرج دروازے سے باہر نکلے اُسوقت ملکہ کی بیقراری و اشکباری کبھی پکارنا کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار جس طرح پشت دکھاکر جاتے ہین اسی طرح پھر روے زیبا دیکھون اپنی تقدیر سے یہ امید نہین نظم

ای بخیہ گر معاف یہ احسان گر نہین	چھپ جائین مُنھ دکھاکے وہ زخم جگر نہین
گو مژدۂ قبول دعا ہو مگر سے مجھے	احسان بخت بد سے امید اثر نہین

کیا کیا رہی نشیب و فراز نظر مگر	ثابت یہی ہوا کہ دہان و کمر نہین

آنکھون سے آنسو باری دوپٹہ ڈھلکا ہوا پاینچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے ایرج نوجوان نے گھوڑا باہر نکالا فوج کو دیکھکر نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُردغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد

نعرۂ ایرج نوجوان

اگر تیغ کین برکشم از غلاف
ہنر بردمان ایرج نوجوان
ملک ایرج آن آفتاب منیر
تزلزل فتد در میان مصاف
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
منم شیر دل صف شکن پہلوان

انجم نے فوج کو اشارہ کیا تلوار چلنے لگی ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین کوئی بیحیا انپر نہین چڑھتا دور سے نیزہ و تلوار مار کر بھاگتے ہین جہان کسی نے پشت سے وار کیا ملکہ نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا کہ ای گل اندام خدا سے دعا کرو اس حربے سے خدا اس شیر کو بچائے بجرد کہ نامردنے پشت پر سے آکر وار کیا ہے ایرج نے خالی دیکر قبضہ مارا کہ اُس بیحیا کا سر پھٹ گیا ملکہ اُچھل پڑین کہا کہ کیون ای گل اندام تونے اس جرأت کو دیکھا ماشاء اللہ کس لطف سے اپنے کو بچایا حریف کو مارا مگر چہار جانب سے فوج کا بلوہ ہر کس کس کو روکین کس کس کو ٹوکین ہر طرف سے صدہا وار پڑ رہے ہین تیر پیام قضا لیکر آتے ہین ایرج نوجوان حکم کر رہے ہین طائران تیر کے پر کٹتے ہین کئی تیر اور نیزے جو جسم اطہر پر پڑے فوارے خون کے بلند ہین ملکہ فوارہ خون کا جب دیکھتی ہین دل ہل جاتا ہے بے اختیار پکار اُٹھتی ہین ای خالق بینیاز و ای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر ہم گنہگارون پر احسان کر نظم

ای خداوند خالق دو جہان
دور گردون و گردش دوران
ہمہ مخلوق تست ای خلاق
ہست لاریب بہر تو شایان
ختم بر ذات تست ای باری
برہمہ خلق میکنی احسان
قطرۂ آب را گہر سازی

بانی خانۂ زمین و زمان
پرتو افگن ز نور تو گشتند
جن و دیو و ملایک و انسان
توئی خلاق و قادر و قیوم
حرمت و قدر و فخر و عزت و شان
بہ تن ناتوان توان تو دہی
نطفہ را صورت بشر سازی

بے شک و ریب در حکومت تست
مہر رخشندہ و مہ تابان
خامہ وصف تو ہر چہ بنویسد
توئی رزاق و راحم و رحمان
نیک و بد را تو میدہی روزی
تو بہ بخشی بجسم بیجان جان

بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی شاہزادہ لڑتا بھڑتا قریب انجم کے پہونچا للکارا کہ او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد یہ دھوکا کیا انجم نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے باڑھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی دست حق پرست

بڑھایا مگر زنجیر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا چاہا کہ زمین پر ماردن انجم نے آواز دی کہ ای شہریار الامان فرمایا امان بشرط ایمان انجم نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا ایرج نے زمین پر رکھدیا انجم نے فوج کو منع کیا خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے بخوشنا دمنت ایرج و شاپور کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا کلیجے مین دھوئین اُٹھ رہے ہین کہ اس ظالم نے میرے خاندان مین دھبا لگایا گھڑی دو گھڑی خاطر و مدارات کی ایرج کے خوش کرنے کو یہ کہدیا کہ بیٹی کی شادی آپ کے ساتھ کرونگا کل عقد ہوجائے بعد تھوڑی دیر کے دو جام شربت کے بھر کے لایا کہا کہ حضور ہمارے خاندان کا طریقہ ہی کہ نسبت پختہ کرتے ہین تو دولھا کو اپنے ہاتھ سے جام شربت پلاتے ہین شاپور کے ساتھ گل اندام کو منسوب کیا شاپور بھی خوش ہوگیا ایرج نوجوان نے بخوشی جام لیا بدن رد و قدح پیگئے شاپور نے بھی پیا پیتے ہی سر کو گردش ہوئی شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار بیہوشی ہلکو اور آپ کو دیکھی ہی بڑا دھوکا ہوا انجم نے کے اُٹھے بیہوشی کام کرچلی تھی لڑکھڑا کے دونون گرے انجم نے حکم کیا کہ آہنگرون کو بلاؤ دونون کو سلسلۂ و مطوق کیا تیز رو سے کہا کہ پہلے چلکر اُس گیسو بریدہ کو قتل کرون انکی تدبیر تو ہو جائیگی یہ کہکر دس ہزار سوار ساتھ لیے برائے قتل ملکہ شہباز چلا یہان ملکہ بعد جانے ایرج کے نہایت پریشان تھین کہ رہی تھین کہ صاحبو شاہزادے نے غضب کیا اُسکے ساتھ دربار مین چلے گئے ایسا نہ ہو کہ وہ بگڑ پیش آئے ایک کنیز سے کہا کہ بڑھکر خبر تو لے کہ وہان کیا گذری کیا کہکر دل کو سمجھاؤن **نظم**

وہ بیزار مجھسے ہو ازار مین ہون	وہ میخوار غیرون مین ہم خوار مین ہون
نہین عشق سے زرد اور زار مین ہون	اگر ہی وہ یوسف خریدار مین ہون
ہوئی جمع بیدردی و دردمندی	دل آزار وہ ہی تو بیمار مین ہون
اُسے ہی عداوت مجھے ہی محبت	جو خونخوار وہ ہی تو غمخوار مین ہون
وہ ہی سرو قد طوق سے مین ہون قمری	وہ آزاد ہی تو گرفتار مین ہون
کسی کے مٹائے سے مٹتا ہی کوئی	ترے کوچے مین نقش دیوار مین ہون
وہ کرتا ہی باتین مین کرتا ہون آہین	گہربار وہ ہی شرربار مین ہون
یہ غم ہی نہ کردے جدا کوئی گلچین	وہ گل باغ عالم مین ہم خار مین ہون
وہ ہی بولتا ہی جو مین بولتا ہون	اگر ہی وہ بلبل تو منقار مین ہون

دگرگون ہے ہر آن وضع محبت	کبھی غیر مین ہون کبھی یار مین ہون
کہا حضرت دردنے خوب ناسخ	کہ زلفِ بتان کا گرفتار مین ہون

اس پریشانی مین ملکہ ٹہل رہی ہین دل کو آرام نہین آتا کہ جو کنیز خبر کو گئی تھی وہ دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور غضب ہوا آپکے باپ نے دونون کو گرفتار کر لیا اب آپ کی گرفتاری کو آتے ہین ملکہ یہ سنکر رونے لگی کہا کیون صاحبو اب مین کیا کرون اگر باپ لیجائیگا قتل کریگا دیکھیے تقدیر کیا دکھانے کنیز نے کہا کہ حضور جو کچھ کیجیے جلد کیجیے وہ آتے ہی گھس پڑینگے بہت بے ادبی کرینگے ملکہ نے کہا کہ صاحبو مین اپنی جان و آبرو کے خوف سے طرف صحرا کے نکل بھاگون شاید پھرتے پھراتے اُنکے لشکر مین پہونچون اُنکے دادا جان سے عرض کرون اس شہریار کے بھائی چچا سب شمشیر زن تیغ زن ہین سنتے ہی آئینگے میان انجم کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا کنیزین بھاگنے لگین گیارہ کنیزین و گل اندام وزیرزادی باقی رہگئین گل اندام نے عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہین بسم اللہ سوار ہو جیے ملکہ بادپایان عربی پر سوار ہوئین بارہ گھوڑے اور تیار کیے اُنپر وہ کنیزین سوار ہوئین کنیزون نے باغ مین چلتے چلتے آگ لگا دی طرف صحرا کے روانہ ہوئین ملکہ نے پلٹ کر فرمایا توکلت علی اللہ وہ رہبر کامل منزل مقصد پر پہونچائیگا جب ملکہ نکل گئین بعد تھوڑی دیر کے انجم آکر پہونچا باغ کو دیکھا کہ جل رہا ہے کنیزین بھاگی جاتی ہین ایک کنیز کو پکڑا اُس سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ ملکہ نکل گئین چند سوارون کو انجم نے براے گرفتاری ملکہ روانہ کیا وہ تھوڑی دیر مین واپس آئے کہا حضور کہین پتہ نہین ملتا نہین معلوم کس طرف گئین انجم رنجیدہ و کبیدہ پلٹ کر آیا وزیرون اور مشیرون کو جمع کیا کہا کہ کیون صاحبو اب کیا صلاح ہے نبیرہ حمزہ کو قتل کرون سب نے کہا کہ آپ قتل نہ کرین ورنہ غضب ہو جائیگا جو مسلمان خبر پائیگا لشکر کشی کر کے آئیگا جان بچانا دشوار ہو گا بہتر یہ ہے کہ ان دونون جوانون کو ساتھ لیجیے خدمت خداوند مین چلیے وہ تقدیر کر کے قتل کرینگے یہ صلاح اُسکو پسند آئی ایرج و شاپور کو اراڑے پر سوار کیا ڈیڑھ لاکھ فوج سے انجم طرف لقا کے چلا فوج بہت ہے پہلوان بھی بڑے بڑے ساتھ ہین یہ خبر وحشت اثر آفتاب تیغ زن کو پہونچی سب سے صلاح کی کہ کیون یارو اگر تم سب دستگیری کرو تو اسپر شبخون مارون آقا کو رہا کرلون سب نے کہا کہ اُسکے ساتھ فوج بہت ہے شبخون سے کچھ نہ ہوگا ہم لوگ خود گرفتار ہو جائینگے ہم آپ سب صاحب خدمت مین صاحبقران کی چلین اُنسے بیان کرین کہ انجم قید کو ایرج نوجوان کی لیے ہوے آتا ہے مار کر شاہزادے کو چھین لیجیے وہ قصد کرینگے تو سب کچھ بن پڑیگا

اس شہریار کے والد نامدار جد عالیتبار رستم ذیوقار اور پہلوانان نامی و سرداران گرامی وہان موجود ہین
بآسانی رہا کر لینگے اس رائے کو سب نے پسند کیا آفتاب مع بائیس ہزار جوانون کو لیکر دوسرے
راستے سے طرف لشکر صاحبقران کے چلا جبدن سے ایرج نوجوان غائب ہوے شاہزادہ نور الدہر
شبرنگ سے فرماتے ہین کہ ایرج نے جاکر آفت برپا کی ہوگی ایسا نہو کہ تمور کو رہا کرلے عمر بلا تسخیر کرنا
لشکر دین بہت مشکل ہوگا شبرنگ نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لیچلیے حسب ارشاد فیض بنیاد خواجہ زادگان
وہ اگر واسطے فتاحی طلسم کا وسیہ جائینگے صدمہ عظیم اٹھائینگے شب کو یہ صلاح ہوئی صبح کو شیر بیشۂ
صاحبقران نامور پشت مرکب پر یوش پر سوار ہوے صرف عیار کو ساتھ لیا سردارون نے پوچھا
کہ کہان جانیکا ارادہ ہے فرمایا کنارے پر لشکر کے شکار کھیلینگے شبرنگ نے رکاب پر ہاتھ رکھا
تو قدم پر مرکب کو ڈالا پشت سے آواز آئی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس یہ غلام
بھی حاضر ہوتا ہے نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا عاشق صادق و یار موافق ہنر پیشۂ کاملگان
صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پر ور مادہ گردن کو جھکائے ہوے
کہتا ہوا آتا ہے کہ غلام تو ہمزاد ہے جہان حضور جائینگے وہین مین بھی چلونگا نور الدہر نے مرکب
ٹھہرالیا طہماس قریب آیا کہا آقا چلیے مین قصد سے حضور کے واقف ہون ہمراہ چلونگا اب
نور الدہر و طہماس و شبرنگ ہمراہ چلے کنارے تک لشکر کے دیکھتے بھالتے آئے اب مرکب کو
بڑھایا طہماس ساتھ ہے کوئی تین کوس یا چار کوس نکلے تھے کہ ایک آہو ملا دور جاکے اسے شکار کیا
ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے اسکے کباب درست کرنے لگے شبرنگ سب کام کرتا جاتا ہے کہ صحرا
گرد اڑتی دیکھا کہ گینڈے پر ایک پہلوان پشت پر تیس ہزار جوان اسی طرف آتا ہے نور الدہر کو دیکھکر
گینڈے سے اترا آکر سلام کیا عرض کی کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے شبرنگ نے نام
بتایا بس وہ جوان رونے لگا کہا کہ ای شہریار آفتاب تیغزن میرا نام ہے غلام ایرج نوجوان
انجم نے بمکر انکو گرفتار کیا لیے ہوے آتا ہے پاس لقا کے لیجائیگا نور الدہر نے کہا کہ کیا مجال اسکی
گھوڑے پر سوار ہوے طہماس پیچھے پیچھے گھوڑے کو ڈالا دس کوس پر آکر ٹھہرے دیکھا کہ حقیقت
مین ایرج و شاپور مسلسل و مطوق ایک آرابے پر انجم اختر شناس ڈیڑھ لاکھ فوج سے آتا ہے
نور الدہر نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہبازِ عرصۂ مردی پناہ لشکرِ اسلام نورالدہر گز بخشش	دگر	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ
ز طفلی بجرأت ہنر داشتم ظفر بر یلان عرب یافتم	دلیر	لقا را بیکدست بر داشتم شہِ نوجوانان لقب یافتم

طہماس نے بھی نعرہ کیا لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ایرج نے جو نعرۂ نورالدہر کی صدا سنی شرم سے عرق عرق ہو گئے کہا کہ ای شاپور دہ کشتی گیر زادہ آگیا بڑے شرم کی بات ہی کہ ہمکو قید سے چھڑا لے آفتاب بھی فوج کو لیکر پہونچا لڑتا ہوا طرف ایرج کے چلا یہ سے بندھے ہوئے ہین اس بلا کو دفع کرتے ہوئے لڑتے بھڑتے آتے ہین لیکن ایرج نے کہا آفتاب نے بڑا غضب کیا اسکو کیا مزد ملی کہ کشتی گیر زادے کو اطلاع کی آفتاب طرف انجم کے جاتا ہی منظور یہ ہی کہ آقا کو ہار دن ایک سپاہی نے بڑھکر ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہتھکڑی کو اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی ایرج نے قید کو توڑا شاپور کو بھی رہا کیا لڑائی ہونے لگی اپنا مرکب بھی لیا اُسپر سوار ہوے لڑتے ہوے قریب آفتاب کے آئے اُسنے جھک کر سلام کیا کہا کہ حضور چلیں اب یہان رہنا مناسب نہین ایرج نے گھوڑا بڑھایا دیکھا مرد نورالدہر سے لڑ رہے ہین ایرج اور انجم سے مقابلہ پڑا ایرج نے انجم کو زخمی کیا گھوڑے بڑھا کر نکل گئے نورالدہر بھی لڑتے بھڑتے آتے ہین پشت پر طہماس ایسا جوان مجمع کفار کو منتشر کرتا ہوا مگر نورالدہر نے اپنے کو قریب انجم کے پہونچایا تلوار اُسکی چھین لی ہاتھ تلوار کا مارا کہ زخم سر اُسکا چوپارہ ہوا چاہا کہ کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لون اُسنے آواز دی کہ مین آپکا غلام ہون بڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا حیران جمال محمود بدا رتھا حیران ہی کہ کیا جرأت و شوکت کا آدمی ہی کیا صورت زیبا ہی یہ جوان جرأت مین بھی یکتا ہی شب کو سب حال شاہزادے سے کہا کہ مہتاب طلسم مین قید ہی اس وجہ سے مین نے ایرج کو بھی پکڑ لیا تھا مین حضور کی اطاعت کرتا ہون فوج کو بھی منع کیا بارگاہ استادکرائی نورالدہر کو لیکر بارگاہ مین آیا طلسم پر چلنے کا اقرار کیا ایک دن اُسی صحرا مین رہے انجم نورالدہر کو ساتھ لیکر طرف طلسم کے چلا دور سے دکھا دیا نورالدہر قریب صحراے طلسم کے پہونچے دور سے دیکھا کہ ایک طرف دریا ایک طرف صحرا ایک طرف کچھ درخت ہین نورالدہر نے چاہا کہ صحراے طلسم مین جاؤن شبرنگ نے دامن تھام لیا اور کہا کہ ای شہریار یہ طریقہ

نہین ہی بس اسی مین خیر ہی کہ پلٹ چلیے نور الدہر نے حکم دیا کہ عبادت خانہ درست کرو عبادت خانے مین
داخل ہوے بوقت شب حکیم صاحب انکے خواب مین آئے فرمایا کہ ای شاہزادے یہ جوارادہ فتح طلسم کیا ہی
انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا جب بخضوع وخشوع عبادت کی بزرگان دین سے ہدایت ملی ایک مکتوب بھی
دستیاب ہوا کہ جب تک لوح نہ ملے اسکی تحریر پر کام کرنا بوقت سحر نور الدہر عبادت خانے سے باہر آئے
انجم سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم طلسم مین جاتے ہین طہماس نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا
نور الدہر نے کہا کہ طلسم مین دو شخص نہین جاتے ہم اکیلے جائینگے طہماس نے کہا کہ مین اپنی جان دونگا
نور الدہر ناچار ہوے مکتوب کو دیکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اسم حاشیہ پڑھتے ہوے قریب دریا جاؤ
ایک نہنگ سر نکالیگا جب وہ مُنھ کھولے دہن مین اُسکے پھاند پڑو مقام مقصد پر پہونچوگے نور الدہر
بڑھے طہماس و شبرنگ پیچھے پیچھے جب دریا کے قریب آئے دریا مین تہلکہ ہوا پانی نے جوش مارا دس
مچھلیان دریا سے نکلین ایک مچھلی شبرنگ کو اُٹھا لیگئی ایک مچھلی طہماس پر گری ہر چند کہ طہماس
نے چاہا اپنے کو بچاؤن نہ بچ سکا مچھلی اُٹھا لیگئی اسکی ماہیت سے کوئی آگاہ نہین ہوا نور الدہر
قریب دریا کے آئے اسم پڑھا نہنگ پیدا ہوا اُسکے دہن مین نور الدہر پھاند پڑے انجم تاجدار
بہت رویا کہ اسنے دل سے اطاعت کی تھی نور الدہر کی جو آنکھ کھُلی اپنے کو ایک صحراے ہولناک مین
پایا نور الدہر حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او طلسم کشا تجھے قضا لیکر آئی ہی شاہزادے
نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو دار ہلاتا ہوا قریب آگیا ہاتھ دار کا مارا نور الدہر نے دار کو قلم کیا
ایک ہاتھ تلوار کا دیو کو مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من
عفریت جادو بود نور الدہر نے اپنے کو دوسرے جنگل مین پایا ایک نخل پر ہزار ہا طائر بیٹھے ہوے
زمزمہ سرائی کر رہے ہین ایک طائر کلان تڑپ کر شاخ نخل پر بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہی — وضع انسان اور ہی ترکیب حیوان اور ہی
گرکتان اُس سے پھٹے اِس سے جگر ہو چاک چاک — ماہِ تابان اور ہی رخسار تابان اور ہی
سیر مقتل مت سمجھ گلگشت ای نازک مزاج — باغ و بُستان اور ہی گنج شہیدان اور ہی
ایک یوسف وان گرا کتنا یان گرتے دلہاے خلق — چاہِ کنعان اور ہی چاہِ زنخدان اور ہی
برق اُسپر ہنستی ہی روتا ہی اسپر اک جہان — ابر باران اور ہی یہ چشم گریان اور ہی

خاک جنت مین لگیگا بعد مردن دل مرا
اسمین ہی داغ فراق ای مسیح اُسمین آفتاب
دل سے ہی کاوش اُسے تلوون سے ہی اسکو خلش
جا نور اُسپہ ہی عاشق اسپہ عاشق آدمی
ہوتے ہین خون اسکے دیکھے سے تو اُسکی ضرب سے
گرچہ دونون خاک بر غلطان ہین لیکن فرق ہی
ناتراشیدہ ہی وہ اور یہ ہی سانچے مین ڈھلا
باعث ایمان ہی وہ غارت گر ایمان ہی یہ

ناز غلمان اور ہی انداز انسان اور ہی
یہ گریبان اور ہی تیرا گریبان اور ہی
خار مژگان اور ہی خار مغیلان اور ہی
سرو بستان اور ہی سرو چراغان اور ہی
جسم عریان اور ہی شمشیر عریان اور ہی
سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور ہی
شاخ مرجان اور ہی دست حسینان اور ہی
نظم قرآن اور ہی رخسار جانان اور ہی

یہ زمزمہ سرائی جو طائر نے کی نور الدہر اُسکی جانب متوجہ ہوے دل کو لطف ملا چاہتے ہین کہ یہ طائر اسی طرح زمزمہ سرائی کیے جائے ہاتھ پاؤن مین رعشہ قلب کو پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کبھی بیٹھ جاتے ہین کبھی اُٹھ بیٹھتے ہین دل چاہتا ہی طائر کی آواز گوش ہوش سنون اسی کی صدا پر نوحہ کرون کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا ای جوان یکتا بس طلسم کشائی ہو چکی اُستاد تو تمھارے پاس موجود ہی مکتوب کو نہین دیکھتے کہ سب حال واضح ہو ابجیسے کوئی سوتے سے جاگتا ہی نور الدہر کو خیال آیا کہ مکتوب کو کیون نہ ملاحظہ کیا شاید کسی دوست نے آواز دی جب یہ صدا سے طائر سے مبہوت ہو رہے تھے ایک درخت کلان پر دیکھا کہ ایک عندلیب خوشنوا زرین بال یا دام دیگر غائب ہو گئی اُن طائرون نے اُسکی جانب دیکھا آپس مین چاؤن چاؤن کرنے لگے کچھ زور نہ چلتا تھا حیران حیران دیکھ رہے ہین نور الدہر نے بموجب آواز دینے عندلیب زرین بال کے مکتوب کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ یہ طائر کلان جو زمزمہ سرائی کر رہا ہی اسکے سینے پر ایک خال سیاہ ہی اگر قادر انداز ہو تو خال سیاہ پر تیر مارو اگر اور مقام پر پڑا مکتوب قبضے سے نکل جائیگا گرفتار ہو جاؤگے احتیاط ضرور ہی نور الدہر نے اسم حاشیہ ورد کیا قربان سے کمان اور ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زہر پیکان عقاب پر بجر کمان مین پیوست کرکے مارا تیر دل دوز مقام مذکور پر جا کر پڑا اور ٹوٹ کر پشت کو پار گذرا بجاے خون اُس طائر کے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے سب طائر جلنے لگے صداے مہیب آئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طائر شعلہ خیز بود نور الدہر نے اپنے کو ایک صحراے

نسیب ہین یا یاد کہا خاک اُڑ رہی ہی نخل جلے ہوے پتے کف افسوس مل رہے ہین ہواے گرم چل رہی ہی ہر
شاخ نخل جل رہی ہی نور الدہر پریشان جو جھوکا ہواے گرم کا چلا معلوم ہوا کہ چہرہ پھنک گیا یقین ہی کہ
آبلے پڑ جاتے گرمی بیابان کی دیکھکر نور الدہر گھبرائے اُسی پریشانی مین مکتوب کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اس
اسم کو پڑھو گرمی نہ معلوم ہوگی بیچ صحرا کے ہو لخیز مین باغ شعلہ خیز جادو ہی وہان جاکر اُسکو قتل کیجے
ابھی گرمی موقوف ہو نور الدہر اسم پڑھتے ہوے طرف اُس باغ کے چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا
دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی جو نشان کہ مکتوب مین لکھے دیکھے تھے وہ نشان پائے بسم اللہ کہکے
باغ مین داخل ہوے دیکھا کہ گلہاے رنگارنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون چمنہاے طولانی سرسبز وشاداب
جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی موتیا رشک مروارید
بے بہا غنچہ ہاے ناشگفتہ یا طفلان غنچہ کہون دہن معدوم معشوق سے مثال دہن پھولون کو عارض
انور محبوب مطلوب کہون صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہی ہر گل کا
کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار مین عجب سرور زمزمہ سرا تمام جانور بشکل گلہاے رنگارنگ و
خوشرنگ اُنکے پر خوشنما پہلوے گل مین پھول پھول کر بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین نظم

گذر کرے سوے گلشن جو باغبان نگاہ — عجب نہین گل و نسرین بنے گلے کا ہار
عجب نہین جو اُسی دم وہ ہوئے زمزمہ سنج — شبیہ مرغ چمن گرگشند بر دیوار
ہوا نے قوت بالیدگی یہ بخشی ہی — کہ نخل یکشبہ پہونچے ہی تا سر دیوار
چمن کو دیکھ کے دیکھین اگر بدن اپنا — نظر پڑین پر طاوس کے سے نقش ونگار
مہک رہا ہی جو گلشن تمام خوشبو سے — یہ غنچے شاخ پہ ہین یا کہ نافہ ہاے تتار
ہر اک شگوفے نے اپنا ہی عطردان کھولا — شمیم گل کا ہی دوش نسیم پر انبار
ہی نہر مین حلبی آئنے کی خاصیت — تو دیکھتے ہین جوانان باغ اپنا عذار
اگرچہ خود نہین پھرتا ہی سرو گلشن مین — پر اُسکا عکس تو آب روان مین ہی سیار
کہین ہی لالہ کہین جعفری کہین گل سرخ — لباس پر گل سوسن کے بھی ہی طرفہ بہار
گل و ثمر سے درختون کو دیکھکر سرسبز — کہے ہی پنجہ دست دعا اُٹھا کے چنار
مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجو — الٰہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

نور الدہر نے جو رعنائی و زیبائی باغ کی دیکھی حیران تھے کہ شعلہ خیز کو کہاں تلاش کرون یہان انسان
و حیوان کا نام بھی نہین اس سوچ مین تھے کہ طرف سے بارہ دری کے کچھ عورتون کی آواز آئی سر اُٹھا کے
دیکھا کہ چند نازنینان ماہ پیکر قمر منظر حور مثال مہر جلال آسمان خوبی کی ماہ کمال اُنہین سے ایک نازنین نے
جو سب کے آگے تھی بڑھ کر نور الدہر کو سلام کیا مثل ہلال شب اول خم ہوئی دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار
آپ نے کنیز کو سرفراز کیا طائر جادو جسکو آپ نے مارا اُسی نے مجکو قید کیا تھا ان سب کنیزون سے پوچھئے
مین نے جو آپ کا ذکر کیا اعتقاد مذہب کا ذکر آیا بس مجکو قید کر لیا جب آپ نے طائر جادو کو مارا مین نے
رہائی پائی مین کنیز ہون آپ کو شاہ طلسم تک پہونچا دونگی ورنہ راہ مین بڑی بڑی مشکلین پڑینگی ابھی لوح
آپ کو نہین ملی جب آپ تلاش لوح مین جائینگے بڑی بڑی جفائین اُٹھائینگے یہ کہکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا
طرف بارہ دری کے لیچلی نور الدہر سراپا کو اُسکے دیکھتے ہین حیران جمال محو دیدار ہو رہے ہین وہ بناز و
کرشمہ باتین کر رہی ہے بارہ دری مین شاہزادے کو لائی کنیزون سے کہا کہ ارے کمبختو مہمان عزیز تشریف
لائے ہین انکی خاطر و مدارات کرو شراب و کباب کا چرچا ہو کنیزون نے دوڑ کر ڈالیان میوے کی
گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی سامنے لا کر چن دین اُس نازنین نے جام لبریز کیا اپنے پنجۂ نگارین
پر رکھکر سامنے نور الدہر کے پیشکش کیا عرض کی اسکو نوش فرمایئے کنیز کی آبرو بڑھایئے پھر مین
آپ سے سب حال طلسم بیان کرونگی تا بہ بادشاہ طلسم پہونچا دونگی نور الدہر نے جام ہاتھ سے لیا اُس
نازنین شعبدہ باز نے کچھ گلابیان کچھ ڈالیان میوہ جات کی قریب کھینچین کبھی پہلو سے ملکر بیٹھی آخر تدبیر کرکے
مکتوب کمر سے نکال لیا نور الدہر نے جب جام ہاتھ سے لیا چاہا نوش کرین وہ ہی عندلیب زرین بال
نخل پر ظاہر ہوئی زمزمہ سرائی کرنے لگی اُس زمزمہ سرائی مین یہ آواز تھی افسوس صد ہزار افسوس
اُستاد پاس ہو اور اُس سے ملاقات نہ کرے برائے خدا مکتوب ملاحظہ فرمایئے نور الدہر نے کل ہاتھ
ڈالا کمر مین مکتوب نہ پایا نور الدہر گھبرا گئے جام شراب کو پھینکا وہ نازنین تڑپ کر بھاگی پکار کر آواز دی
کہ منم شعلہ خیز جادو مکتوب لے لیا اب کہان جاؤ گے نور الدہر نے چاہا کہ بارہ دری سے
نکلون دیکھا چہار جانب دیوارین بلند ہین نکلنے کا راستہ نہین ہاتھ پاؤن مین قوت نہین آنکھون
مین بخوبی بصارت نہین حیران ہو کر اُسی مقام پر بیٹھے شعلہ خیز جو بھاگی سیدھی خدمت مین بادشاہ
طلسم کے پہونچی کاؤس اورنگ نشین تخت پر بیٹھا ہے وزرا و امرا سب پریشان سب سے صلاحین

کر رہا ہو کہ یار و اب کیا کرون مکتوب طلسم کشا کو ملگیا جادوگر مارے گئے ایسا نہ ہو کہ اُسکو لوح ملجائے
مقام شعلہ خیز پر فساد پڑیگا یہ ذکر تھا کہ شعلہ خیز آکے پہونچی مکتوب پیش کیا کہا کہ ای شہریار مکتوب
مین نے لے لیا جام پلاتی تھی کہ کوئی در انداز شریک ہوگیا آواز دی خبردار شراب نہ پینا بڑی
بات یہ تھی کہ مکتوب مین پہلے ہی سے لے چلی تھی طلسم کشا نے کر ٹٹول مکتوب نہ پایا شراب پھینک کے میری
طرف چلے تھے کہ مین نکل بھاگی لیکن سحر کر کے چلی آئی بارہ دری سے وہ نکل نہین سکتے گویا اُسمین بند ہوے
کاؤس نے کہا کہ پھر کیا گھبراہٹ ہو بے آب و دانہ ہلاک ہوجاینگے یہ کہ کے مکتوب شعلہ خیز سے
لیا سامنے صندوق رکھا تھا اُسمین مکتوب رکھدیا باطمینان بیٹھا شعلہ خیز سے کہا کہ تم دو چار دن
یہین رہو باغ مین نہ جاؤ یقین ہو کہ طلسم کشا ہلاک ہوجائیگا شعلہ خیز ایک بارہ دری مین جا کر بیٹھی
الغرض شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اُس مکان تنگ و تاریک مین مجبور و ناچار آب و دانہ
بند انتہا کے دردمند خیال مین ہو کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو زندہ نکلنا یہانسے دشوار ہو دن بھر اسی
سوچ مین گذرا دیواروں سے سر ٹکراتے ہین انتہا کے گھبراتے ہین یہی سوچ ہو کہ ای نور الدہر دیکھیے
یہانسے نکاسی کیونکر ہو معلوم ہوتا ہو کہ قضا لیکر یہان آئی تھی بلک بلک کر دعا مانگتے ہین نظم

مالکِ ملکِ زمین و آسمان
تابع فرمان ہمہ دور زمان
کار فرمایان عناؤمان حضور
ہست بر روے زمین گوہر فشان

خالقِ خلق و خداوند جہان
جن و انسان و ام و دد وحش و طیور
بندہ فرمان ہمیشہ بندگان
خانہ دار خانۂ عالم خداست

مہر و مہ حلقہ بگوش بندگی
ہر زمان بنہادہ سر بر آستان
از فلک ہر وقت ابر رحمتش
حق مکاندار است اندر ہر مکان

دن بھر شاہزادہ مثل طائر نو گرفتار کے تڑپا وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش کو شکست فاش ہوئی
فوج ضیاؤ شعاع لیکر بھاگا قلعۂ مغرب مین جا کر محصور ہوا شہنشاہ ماہتاب مع جمعیت فوج ثوابت و
سیارگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا شاہزادہ اندھیرے مین سر ٹکرانے لگا بلک بلک کے
درگاہ بے نیاز مین عرض کرتا ہو کہ یہ مقام نہایت تنگ و تاریک ہو کاشکے وہ ملعونہ آئے یہانسے
ہمکو گرفتار کر کے لیجائے تا قید حیات اس قید سے نجات نہ ہوگی جب طائر روح قفس جسم خاکی
سے چھوٹیگا تب ہم بھی نجات پائینگے بس تڑپ تڑپ کر اسی مقام پر مرجائینگے امان نہ پائینگے شاہزادہ
بیتابی مین دعائین کرتے کرتے فرش خاک پر گرا بیہوش ہوگیا آنکھین بند ہوش و حواس باختہ کبھی

گھبرا کے آنکھیں کھولدیں اندھیرے کو دیکھکر پھر بند کرلیں یکا یک دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا ایک مقام پر دیوار میں روزن پیدا ہوا روزن بڑھتے بڑھتے مثل دروازے کے ہوا ایک نازنین ماہ رخسار دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوے مگر چونکتا چار جانب دیکھتی ہوئی کہ کوئی آنہ جائے قریب نورالدہر کے آکر کہا کہ ای شہریار افسوس ہمارے کہنے کو خیال نہ کیا اپنے کو اس بلا میں پھنسایا شعلہ رخسار نے مکتوب پہلے ہی سے لیا ایسا آپ کو باتوں میں مبہوت کیا کہ آپ نے مکتوب کو خیال بھی نہ فرمایا جب وہ پہلی تب آپ کو مکتوب کا خیال آیا مکتوب خدمت میں بادشاہ کی پہونچا بادشاہ نے اُسکو بحفاظت رکھا ہے شعلہ خیز نے جو آپ کے قید ہونیکا حال بیان کیا بادشاہ بہت خوش ہوے شعلہ خیز کو انعام واکرام ملا آپ کو براے تلاش لوح لیے چلتی ہوں مگر مقام ربط و ضبط ہے ماکہ لوحداران بعد ایک مہینے کے جلسہ کرتی ہیں سب شاہزادیاں وہاں جمع ہوتی ہیں آپ کو اپنی وزیرزادی کی صورت بناکر لیچلونگی نورالدہر نے فرمایا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو باغ محبوبی اس قدر شفقت کا کیا باعث ہے تمہارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے یہ سنکر اُس معشوقۂ خوبرو نے آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکائے ایک دریا تھا کہ آنکھوں سے جاری ہوا کہا ای شہریار ملکہ ہماے جواہر پوش میرا لقب ہے طاؤس زرین پوش کی بیٹی ہوں کاؤس اور ننگ نشین کہ جو اس طلسم کا بادشاہ ہے وہ اسکا بڑا بھائی تھا اُنکے سامنے اسکی کیا مجال تھی کہ تخت پر بیٹھتا اس مکار نے زہر دلوا کر میرے باپ کو مارا میں فنون سحر و ساحری میں طاق شہرۂ آفاق ہو چکی تھی جب یہ بادشاہ ہوا مجکو حکم دیا کہ شہر طلسم میں چلکر بسو جابجا مجکو کام پر بھیجا کرتے ہیں جس روز کہ آپ نے طلسم میں آنیکا ارادہ کیا مجھ بدنصیب کو حکم ہوا کہ تم جاکر مرحلے کو قائم کرو میں گئی آپ نے وہ راستہ ہی چھوڑا اور راستے سے آنیکا ارادہ کیا راہ قدیم طلسم چھوٹی ایک اور راستے سے آگئے میں نے جب آتش سحر سے مقامات روشن کیے جمال جہان آرا دیکھکر قلب اُلٹ پلٹ ہو گیا چاہتی تھی کہ آپ مکتوب سے کام کریں آپ نے نہ ملاحظہ کیا خیر اب تو تشریف لیچلیے شاہزادے نے فرمایا بسم اللہ چلو مگر ای ملکہ بقرار نہ ہو یہ مجھے بہت شاق ہے کہ میں عورت کی شکل بنکر چلوں انشاء اللہ لوح حاصل ہوگی اگر یہاں یہ کیفیت نہ ہوئی اور لوح نہ ملی تو کیسی خرابی ہوگی مگر خداے بزرگ است ملکہ نے ایک تخت بنایا اسیر نورالدہر کو بٹھایا کسی کی صورت نہیں بنایا تخت کو اُڑاتی ہوئی چلیں راہ میں سمجھاتی جاتی ہیں کہ ای شہریار آج مکان پر لوحداران کے سب شاہزادیاں جمع ہونگی بہت حفاظت کے

ساتھ چلیے گا ہانگامۂ عیش و نشاط گرم ہو گا مین آپ کو اشارہ کرونگی آپ ڈر لیجے گا نہین اگر قریب لوح
کے پہونچے اور لوح کو پا گئے تو خوشی کا مقام ہی اگر ہاتھ لوح پر نہ پڑا تو باعث خرابی ہو گا نور الدہر نے کہا
کہ عورت بننا مجھپر بہت شاق ہی ملکہ نے کچھ نہ کہا تخت پہ سوار ہو کر چلین کوئی تین کوس باغ سے نکلی تھین
کہ آواز رونے کی کان مین آئی کہ جیسے کوئی درد رسیدہ بلک بلک کر رو رہا ہی پکارتا ہی کہ ای پروردگار
مجکو میرے آقا سے ملا دے آج شاید کچھ اُنکے دشمنون پہ رنج و ملال ہی نہایت بیقراری ہی نور الدہر
نے کہا کہ دیکھو ملکہ یہ کون رو رہا ہی تخت قریب لیچلو ملکہ ہماسہ جواہر پوش نے تخت بڑھایا دیکھا
کہ نخل کے سائے مین ایک جوان گرد کا پتلہ بنا ہوا بلک رہا ہی کبھی پکارتا ہی بیت ما راز خاک کویت
پیراہن است بر تن + آن ہم ز اشک حسرت صد چاک تا بدامن + کبھی پکارتا ہی کہ ہائے کس ساعت
سے جدا ہوے کہ پھر شاہزادے سے ملاقات نہ ہوئی نہین معلوم کہ اس آفتاب آسمان جرأت
پر کیا گذری ہمارے دل کو بہت بیقراری ہی نور الدہر نے کہا کہ ملکہ کیا عجب ہی کہ میرا عیار ہو
یہ کہکے تخت اُتارا زمین پر آئے نور الدہر نے آواز دی کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار ای دوست
صادق و ای محب واثق ای سرو باغ الفت و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ مودت، ای بہترین مہتر
شبرنگ بن عمرو ہمکو جواب دو یہ سنکے وہ شخص اپنے مقام سے اُٹھا دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا
عجب درد سے روتا تھا کہ کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا تھا نور الدہر نے اپنے عیار کو دیکھا مگر عیار روتے روتے
کئی مرتبہ بیہوش ہوا آخر ضبط کرکے عرض کیا کہ ای شہریار کہان تھے نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ کیا
بیان کرین بڑی بڑی جفائین اُٹھائین رہبر پاس تھا وہ بھی چھوٹا ملکہ نے کہا کہ ای شبرنگ آج بڑی
ایک مشکل درپیش ہی ہمکو انتہا کا اس وقت پس و پیش ہی لوحدار ان کے مکان پہ جاتے ہین انکو شکل
ناظر بنائینگے تم بصورت وزیرزادی چلو سب کام بن پڑیگا یہ بشکل خواجہ سرا ہون تم میرے اشارے
پر مقام لوح پر جانا جس طرح ہو سکے لوح کو لے لینا اگر لوح لی اور انکے گلے مین پہنا دی مین تو
بھاگ کر نکلونگی شاہزادہ نعرہ کرکے اُس مقام پر لڑے لوحدار ان کو قتل کرے پھر آگے جیسا
لوح حکم دے وہ بجا لائے شبرنگ نے کہا کہ مین ابھی آپ کی وزیرزادی کی شکل بنون اور
شاہزادے کو خواجہ سرا بناؤن مگر تصویر دیجیے ملکہ نے کہا کہ تصویرین دیتی ہون یہ کہکے تصویرین
ہاتھ مین دین شبرنگ نے دیکھا کہ ایک تصویر ناظر کی ایک وزیرزادی کی لیکن ناظر نوجوان شکیل

شملہ سر پر بندھا ہوا وزیر زادی کی یہ صورت ہو کہ سانولی رنگت محبوب سبزہ رنگ شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ شبرنگ اُسی محبوب کی شکل بنکر تیار ہوا نور الدہر کو خواجہ سرا بنایا ملکہ تعریفین کرنے لگین کہ ای شبرنگ بڑا کمال کیا ذرا خال وخط مین فرق نہین کیا کہنا اب ملکہ نے دونون کو پاس بٹھا کر تخت اُڑایا طرف مکان لوحداران کے چلین مگر حال ایرج نوجوان کا یہ لکھا ہو کہ مغلوب سے نکل گئے پھر نور الدہر کا انکا سامنا نہ ہوا آفتاب تیغزن بیس ہزار فوج سے ساتھ ہو کسی صحرا مین نہین ٹھیرے جب کوئی مقام معقول ملا پہر دو پہر کو ٹھہر گئے پھر چل نکلے روا روی کرتے ہوے جاتے ہین فرمایا ای شاپور میری آرزو یہ ہو کہ مین نور الدہر سے بہشت طلسم کا وسیلہ پر پہونچون مخمور کو قید سے رہا کر دون کشتی گیر زادے پر احسان ہو کبھی حجاب سے آنکھ نہ چار کرے ہمیشہ شرمندہ رہے اسی سوچ مین جاتے تھے کہ توپ کی آواز کان مین آئی کہا کہ ای شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہو چلین چلکر دیکھین کہ کسنے گھیرا ہو یہ کہکے اُسی جانب مرکب کو بڑھایا ملک بلیمان تاجدار گھبرا ہوا ہو شاہور زنگی چلا آتا ہو یہ چاہتا ہو کہ خراج لون بلیمان تاجدار دُہائی دے رہا ہو کہ ای شاہور ہمارے یہان خشک سالی ہوئی اس سال معاف کرو شاہور کہتا ہو کہ حکم شاہی اسی طرح پر ہو شاہور مع تیس ہزار جوانون کے بلغر کیے ہوے آتا ہو بلیمان تاجدار نے ارادہ کیا کہ چاہتے گھوڑا نکل پڑون لڑ بھڑ کر اپنی جان دون مشیرون وزیرون نے منع کیا کہا کہ حضور یہ زنگی بہت زبردست ہو جب قلعے مین آئیگا سمجھ لینگے تو بین ارر ہا ہو شاہور زنگی نے گینڈا اپنا صف سے بڑھایا گرز کو ہلاتا ہوا چلا بلیمان بیقرار ہوا سامری جمشید کو پکار رہا ہو کبھی لات و منات کو پکارتا ہو شاہور نے چاہا کہ قلعے پر جا پڑون دس بیس قدم خندق باقی رہگئی ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب سہ چشمی زیر ران صاحب شوکت وشان گھوڑے کو اُڑائے ہوے آتا ہو دہین سے نعرہ کیا کہ او زنگی سیاہ رو آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچتائیگا اُسنے کچھ جواب بھی نہ دیا ایرج نے فوج کو اشارہ کیا کہ اسکی فوج پر جا پڑو فوج اُدھر گئی دونون لشکر آپس مین مل گئے تلوار چل رہی ہو دریاے خون بہ گیا ایرج گھوڑے کو اُڑاتے ہوے قریب شاہور کے پہونچے فرمایا کہ او بیحیا ہم منع کرتے ہین تو نہین سنتا زنگی نے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے حکم دیا ہو کہ یا سر لانا یا خراج ہم کیونکر کہین ایرج نے کہا کہ تمھارے بادشاہ نے جھک مارا ہو وہ عذر کرتا ہو کہ ہمارے یہان خشک سالی ہوئی شاہور نے کہا کہ

توکون ہی کہا ملک الموت جان کا فران اُسنے نیزہ مارا ایرج سے نیزہ چلنے لگا آخر ایرج نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبر دار خبر دار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مارکر لپٹا کہ ایرج نے بجرأت ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری خرمن حیات کو شاہور کی جلا دیا شاہور کا مارا جانا تھا کہ یلمان تاجدار بھی فوج کو لیکر نکل آیا کہا کہ ای شہریار آپ نے بڑا احسان کیا اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچائی ورنہ یہ زندہ نہ چھوڑتا ہمارے قتل سے منھ نہ موڑتا ایرج یلمان کو ساتھ لیکر فوج زنگیان پر جا پڑے خیمون مین اُنکے آگ لگا دی بازارین لوٹ لین زنگی آخر بھاگے یلمان نے عرض کی کہ غلام کو حضور سرفراز کرین آج سرکار کی مع فوج دعوت ہی ایرج نے کہا کہ ای بادشاہ اگر ہمسے رغبت ہی تو ادیان باطلہ پر لعنت کرو دین پروردگار کا اختیار کرو ورنہ ہمارے جانے کی کیا ضرورت ہی یلمان تاجدار دل ایرج نوجوان پر عاشق ہو ہی چکا تھا کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے قلعے مین آیا ایرج کو مقام صدر پر جگہ دی فوج کو لطف سے اُتارا جب صحبت گرم ہوئی ایک نازنین حور پیکر قمر منظر نازک اندام مقبول طبع خاص و عام سامنے ایرج کے کھڑی ہوئی چونکہ جمال جہان آرا پہ مائل ہوئی ہی تیغ ابرو کی گھائل ہوئی ہی مُسکرا کے بناز و ادا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

روے جانان پہ ہوا خطِ مُعنبر پیدا ۔۔۔ ہو گئے حُسن کے پروانکو تنہپر پیدا
آتشین رُخ پہ ہوا خط معنبر پیدا ۔۔۔ بدلے پانی کے ہوا آگ سے عنبر پیدا
سعی سے گوہر مقصد نہین ہوتا حاصل ۔۔۔ نہ کبھی آب روان مین ہوے گوہر پیدا
زلف کو دیکھیے کیا مار سیہ سے تشبیہ ۔۔۔ سایۂ زلف سے ہو جاتے ہین اژدر پیدا
ایک دل کیسا ہی سو دل ترے قامت پہ نثار ۔۔۔ شکل دل کیون نہ ہو ہر شاخ صنوبر پیدا
ہون مین وہ صید کہ ہین جزو بدن تک دشمن ۔۔۔ تیر دن کے واسطے ہوتے ہین مرے پر پیدا
ہون وہ گریان کہ پس از مرگ مری تربت پر ۔۔۔ سبزۂ تر کی عوض ہو مژۂ تر پیدا
سایہ میرے تن پر داغ کا پڑ جائے اگر ۔۔۔ مثل ہیزم ابھی گلبن سے ہون اخگر پیدا
کیون نہ آئینہ ہو حیران کہ سکندر تو کہان ۔۔۔ نہین ہوتا کہین اب عکس سکندر پیدا
رنگ و داغ گُل لالہ سے یہ معلوم ہوا ۔۔۔ حُسن اور عشق ہوے دونون برابر پیدا

حرفِ سخت اُسنے کہے مجکو لبِ رنگین سے | جائے حیرت ہی ہوے لعل سے پتھر پیدا
ہی ازل سے وہ مراقبلۂ ایمان ناسخ | جسکو خالق نے کیا کعبے کے اندر پیدا

اس زور و شور سے وہ نازنین اس غزل کو گا رہی ہی کہ بلیمان تاجدار سنائے مین آگیا ہی ایرج بھی خاموش بیٹھے ہین اس خیال مین ہین کہ پروردگار ایسا سامان کرے کہ مین جا کر مخمور کو رہا کر دون پھر وہ کشتی گیر زادہ حجاب سے سر نہ اُٹھا سکیگا یکایک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا اُس ابر کو دیکھکر بلیمان گھبرا گیا دست بستہ ایرج کے سامنے آیا کہا کہ حضور اب جا کر آرام فرمائین کچھ مقدمۂ راز و نیاز ہی کہ حضور کے سامنے عرض نہین کر سکتا صبح کو حضور کے سامنے بعبیر وین اُڑیگی مین اسکا بھی حال عرض کرونگا ایرج نوجوان اُٹھ گئے شاپور نے راہ مین کہا کہ کسی ساحرہ سے اور بلیمان سے رسم و راسم ہی اسی واسطے آپ کو ہٹا دیا ایرج نے کہا کہ ہوگا ہمین اس سے کیا مطلب ایرج نے آکر آرام فرمایا وہ ابر آکے شق ہوا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار چالیس پچاس کنیزین ساتھ بلیمان تخت سے اُٹھا کہا ملکہ عالم آئیے جلسہ جو جمع ہوا دیکھا ملکہ صبح دلکشا نے کہا کہ کیون ای بلیمان تاجدار ہمارے آنے سے قبل یہ جلسہ آراستہ تھا اسکا کیا باعث شاید کسی مہمان کی خاطر ہی بلیمان رونے لگا کہا کہ کیا بیان کرون عجب معرکہ گذرا اگر تم یہان آتین ہمکو نہ پاتین خدا نے فضل اپنا شریکِ حال کیا نبیرۂ صاحبقران نے آکر شاہور زنگی کو مارا مین نے اُس شیر کی اطاعت کی وہ ہی دربار مین تشریف رکھتے تھے اُنھین کے سامنے جلسہ ہو رہا تھا اُنکو ہٹا دیا حُسن مین یوسف ثانی جرأت مین رستم وقت اگر اسفندیار و سام اس زمانے مین ہوتے حلقہ ہائے غلامی کان مین ڈالتے اس زور و شور سے شاہور زنگی کو مارا کہ زمین تھراتی تھی وہ زنگی دیو تھا ایک ضربِ شمشیر مین دو پر کالے کیے اسطرح پر بلیمان تاجدار نے جو بیان کیا صبح دلکشا مشتاق جمال بیتاب ہوئین کہا ای بلیمان اصل کیفیت یہ ہی کہ آجکل ہمارے بادشاہ کو یہ انتشار ہی کہ طلسم کشا نے داخلہ کیا کاہن بیان کرتے ہین کہ یہی جوان فتاح طلسم ہی لیکن شعلہ خیز نے قید کر لیا ہی کاہن کہتے ہین کہ طلسم کشا کا قتل ہونا بہت دشوار ہی قید سے چھوٹیگا طلسم کو لوٹیگا اور بھی ایک فرزند صاحبقران کی خبر ہی کہ وہ بھی اس طلسم مین داخلہ کرینگے لیکن نور الدہر فتاح طلسم ہین شعلہ خیز نے مکتوب توڑ لیا کاہن نہین قائل ہوتے یہی حکم لگا رہے ہین کہ لوح وہ جوان پا جائیگا لیکن ای بلیمان تاجدار جو ہوگا وہ دیکھا جائیگا اسوقت تمنے اس شیر کو کیون صحبت سے اُٹھا دیا ہم بھی

ملاقات کرتے یلمان نے کہا کہ اتو مین کہہ چکا صبح کو تشریف لائینگے صبح دلکشا خاموش ہو رہی مگر دمبدم یاد آتی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کبھی گائن کا گانا مسنکر خود بھی یہ اشعار پڑھتی ہی **نظم**

نظر آجاؤ کہین ہم بھی بصر رکھتے ہین ۔ یار جاتا ہی جدھر سا تھ نظر رکھتے ہین
رات دن سوے در و بام نظر رکھتے ہین ۔ گھر مین ہم رہتے ہین پر اُسکی خبر رکھتے ہین
دشمن و دوست جو سنتا ہی وہ خوش ہوتا ہی ۔ مثل بلبل مرے نالے بھی اثر رکھتے ہین
رتبۂ راندۂ درگاہ بھی دیکھ اے زاہد ۔ لوگ قرآن مین طاؤس کا پر رکھتے ہین
بھیجتے ہین جو خط اُس شمع تجلی کو ہم ۔ سر پہ اب پیک بھی پروانون کے پر رکھتے ہین
اُس بھبھو کے کے نظارے سے نہ جل جائے کہین ۔ اسلیے آنکھون کو ہم اشک سے تر رکھتے ہین
چھوئین خاتم جمشید کو اے رشک پری ۔ ہاتھ مین جو کہ ترا حلقۂ در رکھتے ہین
تیرے سونے کا جوانی مین گمان ہی جیسے ۔ ہم شب ہجر مین امید سحر رکھتے ہین
بت ہی بازو کی مچھلی بھی وہین ماہی آب ۔ آستین دیدۂ گریان پہ اگر رکھتے ہین
ساقیا پاتے ہین ہم تیغ حوادث سے پناہ ۔ جام پیتے نہین ہم منھ پہ سپر رکھتے ہین

کئی مرتبہ جو ایسے اشعار صبح دلکشا نے پڑھے یلمان نے کہا کہ کیون ملکۂ عالم آج مزاج کیسا ہی آپ کو پریشان پاتا ہون صبح دلکشا نے ٹالدیا کہا صاحب وہی طلسم کے جھگڑے یاد آتے ہین انھین باتون مین رات گذری بوقت سحر یلمان تاجدار صبح دلکشا سے وعدہ کر کے گیا ایرج نوجوان نماز پڑھ کے بیٹھے ہین کچھ وظائف پڑھ رہے ہین یلمان تاجدار نے آکر سلام کیا عرض کی کہ اے شہریار شب کو مین نے اس واسطے حضور کو تکلیف دی کہ ملکہ صبح دلکشا ایک نازنین حور مثال شیران سلطنت کاؤس اور نگ نشین ہے جو بادشاہ طلسم کاؤس ہی کبھی کبھی تشریف لاتی ہین اصل یہ ہی کہ غلام کو کوئی سابقہ ہم نہین ہو بجا جانبین مین خواہش ہی لیکن حجاب مانع رہا شب کو مین نے حضور کے احسان کا ذکر کیا شرکت و جلالت و جرأت آپ کی کیا بیان کر سکتا مگر کسی قدر مین نے ذکر کیا وہ آپ کی مشتاق ہین اور طلسم کے حال سے بخوبی واقف ہین طلسم کشا کا داخلہ طلسم مین ہو گیا اس وقت حضور کی ملاقات کی مشتاق ہین حالت طلسم دریافت کیجیے گا تکلیف نہ ہو تو تشریف لیچلیے ایرج نوجوان نے لباس زیب جسم کیا خود زرین سر پہ رکھا زرہ پہن کر سپر و شمشیر آراستہ کی یلمان تاجدار کے ساتھ چلے شاپور شیر دل گمس برائی کرتا ہوا

ساتھ ساتھ دربار مین تشریف لائے صبح دلکشا کی نگاہ پڑی ایک جوان شیر صولت صاحب جلالت یکہ تاز میدان ہمت رستم وقار سہراب اطوار صاحب گرز سام بن نریمان صاحب شوکت وشان اس رعب ودبدبے سے دربار مین جلوہ فرما ہوے سب مشیر و وزیر کھڑے ہوگئے صبح دلکشا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئین کہا تشریف لائیے بیٹھکے تخت سے الگ بیٹھی کہا کہ ای شہریار تخت پر آپ قدم رنجہ فرمائیے ادب و لحاظ سے بعید ہے کہ ہم آپ کے سامنے تخت پر بیٹھین ایرج نے مسکرا کر کہا کہ ہم مرد سپاہی ہین تاج و تخت تمکو مبارک ہو خدا ہمارے تاجدار ذیوقار کو سلامت رکھے یہ فرما کر دنگل پر جلوہ فرما ہوے فرمایا کہ ای ملکہ صبح دلکشا تمکو طلسم کشا کے وسیدے کیا نسبت ہو صبح دلکشا نے کہا کہ مین مشیران سلطنت سے ہون نورالدہر نے داخلہ طلسم مین کیا مکتوب دستیاب ہوا مگر فی الحال صورت زوال ہو شعلہ خیز مالک مرحلہ نے باغ مین اُنکو قید کرلیا مکتوب چھین گیا مگر کاہن کہتے ہین کہ وہ قید سے رہائی پائینگے ایرج نے کہا کہ ہوسکتا ہو ہم چلکر اُنکو رہا کرین صبح دلکشا نے خوش ہوکر کہا کہ کنیز حضور کو لیچلیگی مگر دیر نہ کیجیے ایرج نے کہا کہ اُنکو رہا کرکے چھوڑ دین صبح دلکشا نے کہا کہ چلیے ایرج نوجوان خوش ہوگئے صبح دلکشا اپنے مقام سے اُٹھی ایرج کو تخت پر سوار کیا شاپور نے کہا کہ مین بھی چلونگا صبح دلکشا نے کہا کہ صورت بدل لو ایرج کی بھی صورت تبدیل کرو تب میرا ساتھ ہوا ایرج کی تو صورت نہ بدلی شاپور ایک کنیز کی شکل بنکر ساتھ ہوا صبح دلکشا تخت اُڑاتی ہوئی چلین قریب اُس باغ کے پہونچین دیکھا کہ طائر زمزمہ سرائی کررہے ہین صبح دلکشا دل سے اپنے باتین کررہی ہو کہ اس شہریار پر ایسے احسان کرون کہ لوح کا پتہ بتاؤن طلسم فتح ہو کاوس مارا جائے یقین ہو کہ مجکو قبول کرینگے عشق اپنا ظاہر نہ کرون کسی کو اس حال سے ماہر نہ کرون ایرج بھی آگاہ ہوے کہ یہ ہمسے محبت کرتی ہو صبح دلکشا شاہزادے کو لیے ہوے اندر باغ کے آئین قریب بارہ دری کے جو پہونچین دیکھا دیوار قائم ہو مگر دیوار مین ایک روزن کلان ہو ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین نورالدہر نہین معلوم ہوتے صبح دلکشا نے بڑھکر اُس روزن کو دیکھا نشان نقش پا کی مٹی اُٹھائی وہ سونگھی ہنسکر کہا کہ عجب طرح کا مقام ہو زبان سے کہ نہین سکتی ای شہریار آپ لوگ بڑے صاحب اقبال ہین اس وقت مجکو یہ ثابت ہوا کہ ملکہ تمہارے جواہر پوش دختر بادشاہ طلسم نورالدہر کو رہا کرکے لیگئین اُس سے زیادہ کون واقف کار ہوگا بادشاہ کی بیٹی نہین معلوم کہان لیگئی ایرج کو بڑا افسوس ہوا ملکہ نے کہا کہ ای شہریار بیٹھے مین ذکر کرکے لوح پیدا کرونگی تب آپ سے اطلاع کرونگی صبح دلکشا ایرج کو لیکر ملٹی لیکن کاوس اورنگ نشین

قلعۂ طلسمی مین تخت پر بیٹھا ہی شعلہ خیز حاضر خدمت ہی کہ شعلہ خیز نے عرض کی اگر ارشاد ہو طلسم کشا کی جا کر
خبر لون بادشاہ نے کہا کہ ای شعلہ خیز جا کر اور زیادہ سختی کرو کہ جس سے نور الدہر جلد تمام ہو جا ہیگی
شعلہ خیز چلی آگر باغ مین پہونچی دیوار مین روزن دیکھا مکان کو خالی پایا قیدی کا نشان نہین دیوار کو سحر سے
غائب کیا چہار طرف ڈھونڈھا کہین نشان نہ پایا پریشان ہو کر پلٹی مگر بدحواس کہ یہ کیا غضب ہو گیا
جوش دخروش مین جاتی ہی کہ دور سے اسنے دیکھا ایک تخت اڑا ہوا جاتا ہی سمجھی کہ کوئی نور الدہر کو لیے جاتا ہی
تڑپ کر بلند ہوئی برق بنکر گری تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایرج ایک جانب گرے شاپور ایک جانب صبح دلکشا
سنبھلی ایرج و شاپور پر سے سحر اُتارا اب ایک دو خنجر زمین پر مارا شعلہ خیز ظاہر ہوئی صبح دلکشا
کو دیکھکر للکار آواز دی کہ او کمبخت بد بخت طلسم کشا کو کہان لیے جاتی ہی مین نے بمشکل جان اپنی مشاق کو
لیا تو چھڑا کر لیچلی چونکہ صبح دلکشا نے ایرج کی حفاظت کے واسطے ایک حباب شیشے کا انپر ڈھانک دیا ہی
شعلہ خیز سمجھتی ہی کہ یہی طلسم کشا ہی ایرج نور الدہر سے ہم شبیہ بہت ہین زلفین خال خال سبز رنگ
ہاشمی جھپٹ جھپٹ کر سحر کرنے لگی صبح دلکشا کبھی ستارۂ سحری بنکر گری کبھی تلوار چمکائی کبھی خنجر پھینک مارا
شعلہ خیز اپنے کو بچاتی جاتی ہی ہر مقام پر یہی خیال ہی کہ طلسم کشا کو لے نکلون جب طرف ایرج کے چلتی ہی
صبح دلکشا سینہ سپر ہوتی ہی قریب ایرج کے نہین جانے دیتی سحر پر سحر ہو رہا ہی آگ جل رہی ہی نخل
صحرا پھنک رہے ہین شاپور نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا تھا انگلیون مین حباب دبا کے حلقہ ہائے
کمند بازوون پر خنجر برہنہ لیے ہوے غار سے نکلا درختون کی آڑ پکڑتا ہوا دونون کے سحر دیکھ رہا ہی
صبح دلکشا نے ایک خنجر کمر سے نکالا اپنے خون سے رنگین کیا شعلہ خیز پر پھینک مارا شعلہ خیز نے لاکھ
بچایا نہ بچ سکی سر پر پڑا کہ سر زخمی ہوا شعلہ خیز نے غصے مین خون اپنا چلو مین لیا اُسپر سحر کا مل پڑھکر
صبح دلکشا پر پھینک مارا صبح دلکشا نے اپنے کو ہر چند بچایا نہ بچ سکی خون جسم پر پڑا خون کی چھینٹین
پڑتے ہی بیہوش ہو کر گری ایرج نوجوان نے جو دیکھا کہ ملکہ صبح دلکشا بیہوش ہو کر گری دل بیقرار ہو گیا
کہ ای ایرج یہ تمہاری معین و مددگار ہی اگر یہ نہ ہوتی تو ابتک قتل ہو گئے ہوتے اسکو بچانا چاہیے
بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے پروردگار اسکو بچا لے اگر اسپر کوئی زوال آیا باعث بدنامی کا ہی
تو معبود حقیقی حاکم رنگا رنگ عالم مسبب الاسباب سامع الدعوات رحیم و کریم سمیع و علیم ہی نظم

گہربار د سحاب لطف بر خاک | نہند گر در سجود عجز سر خاک | بیابد آرزو انسان خاک

اگر ساید جبین عجز بر خاک
شود پاک از کدورت مشت خاکش
نمیسازد نظر این بے خبر خاک
رود یکدم ہوائے بد دماغی
کہ ہست این خاک آخر خاک در خاک

شود زر فی الحقیقت خاک انسان
اگر شوید بآب چشم تر خاک
چرا گردد بدنیا خانہ خانہ
چو مرگ افشاندش آخر بسر خاک
رود چون خاک پاک از جسم ہندی

کند خود را تصور او اگر خاک
چرا برانگیزد اے حالت خویش
چرا بر باد سازد در بدر خاک
چرا از خاک دارد عار انسان
بہ بندد از جہان رخت سفر خاک

شاہزادہ تلوار کھینچ کر جو قریب شعلہ خیز کے پہونچا شعلہ خیز نے جو صورت زیبا کو دیکھا حیران ہوئی کہ یہ وہ جوان نہین ہی ای شعلہ خیز یہ کیا معرکہ ہوا یہ جوان کیونکر بدل گیا خیر سمجھا جائیگا یہ سوچ کر ایک دو ہتھڑ مارا ایرج کے قبضے سے تلوار نکل گئی لڑکھڑا کر گرے شعلہ خیز نیچہ کھینچکر چلی کہ پہلے اسکا سر کاٹ لون صبح دلکشا کو گرفتار کرکے سامنے شاہ کے لیجاؤن شاپور نے جو یہ دیکھا کہ آقا قتل ہوتے ہین ایک ساحر کی شکل بنا صبح دلکشا زمین پر پڑی تڑپ رہی ہی اٹھ نہین سکتی کہ شاپور نے نعرہ کیا خبردار اس بیگناہ کو قتل کرنا شعلہ خیز نے دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آتا ہی کلمات سخت کہتا ہوا کہ دیکھو تو تیرے باپ نے کیا کہا ہی کسی کو پہچانتی بھی ہی کہ یہ کون شخص ہی کیون بلا وجہ قتل کرتی ہی شعلہ خیز نے کہا کہ آپ کو کسنے بھیجا ہی کہا دیکھ لے اس کاغذ مین سب کچھ لکھا ہی یہ کہکے قریب آیا کاغذ ہاتھ مین دیا کہا دیکھ بادشاہ بھی آتے ہین اب تجکو حال کھلیگا شعلہ خیز پلٹی شاپور نے خنجر اراشکم چاک قصہ پاک شعلہ خیز گری صبح دلکشا کو ہوش آیا دوڑ کر شاپور کے ہاتھ ملکہ نے چوم لیے کہا کہ ای یار وفادار تمنے بڑا کام کیا خدا نے اپنا فضل شریک کیا اگر یہ گرفتار کرکے لیجاتی حال ہمارا کھل جاتا شاپور نے کہا کہ ای ملکہ خدا نے پردہ رکھ لیا لیکن اُسکا بھی حال معلوم ہو گیا کہ دختر شاہ نکال لیگئی صبح دلکشا نے کہا کہ ای شاپور یہ امر بہت مشکل ہی یہ مقدمہ متعلق تعلیم کہانت ہی ہر شخص اس سے ماہر نہین مین نے اس علم کو بخوبی حاصل کیا تب مجکو ثابت ہوا ورنہ ثابت نہ ہوتا ایرج کو ہم تخت پر سوار کیا طرف قلعۂ لیمان تاجدار کے چلین یہان لیمان منتظر تھا کہ ملکہ آکر پہونچین لیمان نے پوچھا کہ خیر تو ہی صبح دلکشا نے سب کیفیت بیان کی کہ خدا نے بچا لیا صبح دلکشا نے پھر ایرج سے کہا کہ ای شہریار آپ یہان آرام فرمائین مین خدمت شاہ مین جاتی ہون دیکھون وہان کیا رنگ ہی ایرج نہ مانتے تھے یہی فرمایا کہ ہمکو جانے دو سب چیزون کا پتہ پروردگار بتا دیگا صبح دلکشا نے شانا قدمون پر سر رکھ دیا کہا اتنا تامل فرمائیے کہ لونڈی پلٹ کر آجائے ایرج نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ

نور الدہر کو لوح مل جائے ہم تم دم بین صبح دلکشانے کہا یہ نہ ہوگا لوح بہت سخت مقام پر ہے یہ کہکر تخت
پر سوار ہوئی قلعہ طلسمی مین آئی دیکھا کہ کو و برزن مین جابجا یہی ذکر ہے کہ کسی نے شعلہ خیز کو مار ڈالا
طلسم کشا کو چھڑا کر لے گیا یہ حال سنتی ہوئی دربار مین شاہ کے آئی شاہ نے کہا کہ ای صبح دلکشا تمنے دیکھا
کہ کیا غضب ہوا کچھ ساحر اُس راہ سے جاتے تھے لاشہ شعلہ خیز کا پڑا ہوا پایا ابھی لاشہ آیا ہے کنیزون نے جاکر
باغ کو بھی دیکھا قیدی وہانسے غائب ہو گیا ہم چاہتے ہین کہ تلاش کرو کہ کس دشمن نے یہ حرکت کی اُسکو
سزا دیجائے طلسم کشا کو گرفتار کرین ایسا نہ ہو کہ وہ مقام لوح پر پہونچ جائے صبح دلکشانے پوچھا کہ حضور
لوح کس مقام پر ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ لفظ اپنی زبان سے نہ کہونگا اتنا کہتا ہون کہ تا بہ لوح کوئی نہین
جا سکتا صبح دلکشانے کہا کہ جو مناسب ہو مگر کنیز واسطے تلاش طلسم کشا کے جاتی ہے باتون مین
شاہ کو لگا کر یہ بھی پوچھ لیا کہ باغ رنگار نگ جسکی حاکم لوحداران جادو ہے اُس چمن مین لوح طلسمی ہے
صبح دلکشا چپ ہو رہی براہ خیر خواہی ایک تخت پر سوار ہوئی عرض کی کہ جب تک کنیز واپس نہ آئے
کوئی اور انتظام نہ کیجیے گا مین آپ سے وعدہ کرکے جاتی ہون کہ جس نمک حرام نے یہ حرکت کی ہے اُسکی مشکین
باندھ کر لاؤنگی یہ کہکر روانہ ہوگئی یہان ایرج انتظار مین تھے یہی دمبدم فرماتے ہین کہ مین تلاش لوح مین
نکلون ہا اپنے لیے کچھ نہ بن پڑیگا یہان ایرج مشتاق تھے کہ صبح دلکشا ہنستی ہوئی آئی کہا کہ ای شہریار
اب مین لوح لینے جاتی ہون ہر چند کہ ایرج نے چاہا ہم بھی ساتھ چلین مگر صبح دلکشانے نہ مانا ایرج بہت
پریشان ہین لیکن صبح دلکشا چلین طرف باغ رنگار نگ کے ہمارے جواہر پوش نور الدہر و
شبرنگ عیار کو ساتھ لیکر چلی ہین نور الدہر بشکل خواجہ سرا شبرنگ بشکل کنیز دل آرام نام تو کر
باغ رنگار نگ مین داخل ہوا دیکھا کہ ملکہ لوحداران جادو مسند پر بیٹھی ہے شاہزادیان آئی جاتی ہین
ایک جانب الماس یاقوت پوش ایک جانب یاقوت رنگین پوش یہ دونون شاہزادیان بیٹھی ہین
ملکہ ہمارے جواہر پوش آکر پہونچین سب واسطے تعظیم کے اُٹھے لوحداران نے حیران ہوکر کہا کہ واری آج
تشریف لانیکا کیا باعث ہوا آنکھین ہماری مشتاق جمال رہتی ہین لطف جلسے کا ہمیشہ بڑھتا جاتا ہے ابتو سب
شاہزادیان تشریف لائی ہین ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ ای لوحداران تمنے سُنا کہ آجکل طلسم مین کیا
غدر ہے طلسم کشانے داخلہ کیا سب کا یہی قول ہے کہ یہ شخص طلسم کشا ہے دو ایک جادوگر بھی اُسنے مارے مگر
اب کچھ مدبر بھی ہوگئی طلسم کشا دھرے گئے اب نکلنا انکا دشوار ہے شعلہ خیز ایسی ساحرہ نے آگ لگائی کہتو

سے لیا ہم تمھارے جلسے کے بھی مشتاق تھے لوح کو بھی حفاظت سے رکھو لوصداران نے کہا کہ واری کیسی لوح لوح طلسم کا دسیہ کہان ہی نظر سے سب کی نہان ہی اس طلسم کے بانی حکماے اشراقین نے طلسم بنایا لوح نہین بنائی میرا نام فقط لوصداران رکھدیا ہی ملکہ چپ ہو رہین کہ اور ایک لکہ ابر اُٹھا نہایت رعنائی سے پھول برستے ہوے طائران زمزمہ سرا اشعار پڑھتے ہوے ایک ایک طائر رنگ ہجر و وصل سے بخوبی ماہر کوئی پکارتا ہی

نظم

بے سبب کیونکر لب زخم پہ افغان ہوگا — شور محشر سے بھرا اُسکا نمکدان ہوگا

آخر امید ہی سے چارۂ حرمان ہوگا — مرگ کی آس پہ جینا شب ہجران ہوگا

مجمع بستر مخمل شب غم یاد آیا — طالع خفتہ کا کیا خواب پریشان ہوگا

دل مین شوق رخ دشمن نہ چھپے گا ہرگز — ماہ پردے مین کتان کے کوئی پنہان ہوگا

درد ہر جان کے عوض ہر رگ دل مین سائی — چارہ گر ہم نہین ہوتے کے جو درمان ہوگا

شومی بخت تو ہی جین سے ای وحشت دل — دیکھ زندان ہی کوئی دن مین بیابان ہوگا

نسبت عیش سے ہون نزع مین گریان یعنی — ہی یہ رونا کہ دہن گور کا خندان ہوگا

بات کرنے مین رقیبون سے ابھی ٹوٹ گیا — دل بھی شاید اُسی بدعہد کا پیمان ہوگا

چارہ جو اور بھی اچھا وہ کریگا ٹکڑے — پردۂ شوخ جو پیوند گریبان ہوگا

دوستی اُس صنم آفت ایمان سے کرے — مومن ایسا بھی کوئی دشمن ایمان ہوگا

اُن طائرون نے یہ اشعار جو پڑھے سننے والے جھومنے لگے لوصداران نے کہا کہ ملکہ رنگین گیسو کشا آتی ہین ماشاء اللہ کیا آمد کا زور و شور ہی سب کھڑے ہو گئے ملکہ ہما بیٹھی رہین ابر شق ہوا ملکہ رنگین گیسو کشا زلفون کو پیچ و تاب دیتی ہوئین معلوم ہوتا ہی کہ ناگنیان لہرا رہی ہین بڑے ناز و انداز و کرشمہ و ناز سے آکر اُترین ملکہ ہما سے جواہر پوش کو سلام کیا کہا آج تو حضور بھی تشریف لائی ہین ملکہ نے کہا کہ تمھارے مشتاق تھے چلے آئے رنگین آکر بیٹھی ملکہ ہما نے کہا کہ ای رنگین ہمکو خوب معلوم ہی کہ تمکو علم موسیقی مین بڑا دخل ہی اگر ہمارے کسی سوال کی فکر رہتی ہی ہماری کنیز دل آرام نے بھی ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے علم موسیقی حاصل کیا ہی ذرا اسے سنیے رنگین نے کہا کہ ضرور سنین گے سب شاہزادیان آبیٹھین کہ پھر ابر اُٹھا ابر گلنار گون کا ہوا از برابر ہزار ہا طاوس پر سے پر ملائے ہوے رقص کرتے ہین ابر شق ہوا ملکہ گلفروش تاجدار

آکر داخل ہوئین نورالدہر وشبرنگ دیکھ رہے ہین پھر بجز مین چالیس شاہزادیان آئین اب جلسہ آراستہ ہوا
سب نے ملکہ ہماے جواہر پوش سے خواہش کی کہ دل آرام کو گوائیے شبرنگ آکر بیچ مین بیٹھا سازندون نے
ساز درست کیے شبرنگ نے بنگاہ غور دیکھا کہ چالیس شاہزادیان ماہ رخسار کسی کے سر پر برق چمک رہی ہے
کسی کے سر پر ستارے کسی کے سر پر چاند لہرا رہے ہین دل تو شبرنگ کا کانپ رہا ہے مگر یہ غزل شروع کی نظم

مت کہ شب وصال کہ ٹھنڈا جانہ کر چراغ
ظالم جلا ہے میری طرح عمر بھر چراغ

پروانے کیون نہ صدقے ہون اس آگ کے کہ ہے
ہر رشتہ فتیلہ زخم جگر چراغ

دہ سوختہ جگر ہون کہ پیمانہ وسبو
بنتے نہین ہین خاک سے میری مگر چراغ

زلفین اٹھاؤ رخ سے کہ دل کی جلن مٹے
بجھ جاے ہے جہان مین وقت سحر چراغ

اس مہروش کے جلوے کے قربان کیون نہون
پروانے کو بھی رات نہ آیا نظر چراغ

کیا بے تکلف آئے صدا اے شمع رو
گر میرے آب اشک سے ہو نوحہ گر چراغ

ہم پیشہ کے ہے سامنے عرض ہنر ضرور
جلتا ہے میرے گھر مین بطرز دگر چراغ

کیا خوب روشنی ہے کہ چہرے کی تاب سے
ہے داغ بوالہوس تری مجلس مین ہر چراغ

غمخانہ تنگ وتار ہے اور ہم سیاہ روز
جلتے ہین لینے چاہیے آٹھون پہر چراغ

ہر شام انتظار تماشاے سوختن
جلتے ہین تا بہ صبح ادھر ہم اُدھر چراغ

اس شعلہ رو نے تا کہ پس مرگ بھی جلون
جلوائے دشمنون سے مری گور پر چراغ

مومن یہ شاعرون کا مرے آگے رنگ ہے
جون پیش آفتاب ہو بے نور تر چراغ

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ غزل گائی کہ سب اہل محفل دنگ ہوگئے ملکہ رنگین بہت خوش ہوئین کہا حضور
آپ بادشاہ طلسم کی صاحبزادی ہین یہ تحفہ آپ کو لات ومنات نے دیا ذی استعداد علم موسیقی کا
ایسا کوئی خوش گلو نہین ہوتا دل آرام مین بڑا تکلف ہے ذی استعداد ہے خوش آواز بتانے مین کرشمہ وناز
نہایت بے مثل ہے کیا تعریف کرین شبرنگ نے اٹھکر سب کو سلام کیا عرض کیا کہ آپ سب صاحبون کی قدردانی
ہے یہ کمال حضور نے کیا دیکھا اگر ملکہ ہماے جواہر پوش کے ہوش اُڑے ہوے ہین کہ اس مقام بزرگ پر
صدہا نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہ تمکین سحر وساحری مین طاق شہرۂ آفاق سب جادوگرنیان
بیٹھی ہین علم کہانت وعلم رمل مین سب کو دخل ہے اگر ارادہ کرین تو زمین وآسمان کا حال دیکھین ایسی ایسی

کامل دالکمی ہین کہ ہفت آسمان کا ابھی حال ثابت ہوا ایسا نہ ہو کہ شبرنگ کا حال معلوم ہو جائے لیکن شبرنگ
فخر دودمان عنبر عیاران جسکا حال نامے مین ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ جب عنبر بلاشور فرزندان خواجہ عمرو
کو قتل کرتا تھا تو حال شبرنگ و شاپور کی ذات سے کھل گیا تھا اور انھین دونون نے جابجا بلاشور کو رد کا
مثل خواجہ عمرو کامل دالکی ہین پس دل مضبوط کر کے شبرنگ کہ بیٹھا کہ حضور نے یہ گانا کیا سنا اور کمال
رکھتی ہون ساقی گری بوجہ احسن کرون ہاتھ سے بتاتی جاؤن سر سے شراب پلاؤن پاؤن سے ناچون منہ سے گاؤن
ساری محفل کو چشم زدن مین راضی کرون یہ سنکر ملکہ لوحداران و جملہ شاہزادیون نے کہا کہ ای دل آرام
ہم تو اس کمال کے مشتاق ہوے شبرنگ نے کہا کہ کلید میخانہ مجھے دیجیے ابھی تماشا دکھاؤن سب کو راضی کرون
ملکہ ہمارے جواہر پوش گھبرائین کہ لوحداران کہتی ہو کہ لوح بیان نہین ہو پس انجام کیا ہوگا اب اسس
عیاری سے مراد یہ ہو کہ سب کو بیہوش کریگا شبرنگ نو کلید میخانہ لیکر میخانے مین آیا شراب کو خراب کرنے لگا
بیہوشی ملا کر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا جسکو شراب پینا ہو لیجائے صاحب خانہ کا یہ
فیض عام ہو شبرنگ نے جو آواز دی ملازمان ملکہ لوحداران و دیگر شاہزادیون کی کنیزین مع ملازم دوڑے
پتلے گلابیان قرابے اٹھا کر لیجانے لگے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہو کوئی ایسا نہ تھا
کہ شراب پینے نہ آیا ہو دوکاندار بھی دوڑے شراب لیگئے دوکانون پر بھی شراب چلنے لگی تین سو گلابیان
یاقوت نگار و الماس نگار مے ارغوانی سے معمور کر کے جس رنگ کی گلابی اسی رنگ کی شراب ٹکڑے اُنکے
تمامی سے باندھ کر طرف محفل کے لیکر چلا ملکہ ہمارے جواہر پوش کو انتہا کا انتشار ہو کہ دیکھیے انجام کیا ہو
آخر تاب نہ آئی کلیجہ دھڑک رہا ہو قلب پھڑک رہا ہو لوحداران سے کہا کہ تو سچ بتاؤ لوح طلسمی کہان ہو مجکو بڑا
تردد ہو کہ ایسا نہ ہو میرے باپ کا زوال دولت ہو اگر مقام سخت نہ ہو سحر اپنا قائم کرین لاکھ دو لاکھ آدمی
آئین تو نہ آسکین لوحداران نے ہنسکر کہا کہ حضور نہ گھبرائین مسلمانون نے بڑے بڑے طلسم فتح کیے ہیلو پر
جو قصر ہو اسکو قصر مروارید نگار کہتے ہین بزرگان دین نے ایک تختۂ سنگ مقرر کیا ہو اسپر بائیس گلدستے
رکھے ہین سرسبز و شاداب غنچہ ہاے گل کی رعنائی و زیبائی پھول چشم حیرت سے چہار جانب دیکھ رہے ہین ایک درمیان
ایک شجر ہو اسپر عندلیبان زمزمہ سنج زبان حال توصیف و تعریف باغبان قضا و قدر مین مصروف ہین انھین کے
اشارون پر لوح ملنے کے طریقے موقوف ہین ای ملکۂ عالم آپ بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہین مگر آپ کے
دمدمہ پوچھنے سے کنیز کو شک ہوتا ہو اب تو مین نے بتا دیا مگر اب مجھے کچھ نہ پوچھیے گا ورنہ مین بادشاہ طلسم کو

ملکہ بھیجو نگی ماہ ہما کانپ گئین کہا تو اکیون بگڑتی ہو تم تو ہوا سے لڑتی ہو مین اپنے والد سے پوچھ کر آئی ہون انھون نے
حکم دیا ہے کہ لوح کا انتظام کرو طلسم کشا چھوٹ گیا نہین معلوم کہ ہمارا دشمن کون بیٹھا تھا کہ باغ شعلہ خیز سے
جھگڑا کر کے گیا اور اہل طلسم کو داغ دے گیا شعلہ خیز بھی قتل ہوئی نہین معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہے
قلب ناصبور ہے اس طرح کی باتون مین ملکہ ہما سے جواہر پوش نے لوصداران کو ڈھونڈھا کیا ورنہ
بہت برہم ہوئی تھی کہ کیون دمبدم آپ نے لوح کا حال پوچھا یہ وہ شے ہے کہ جسقدر بندگان سامری
و جمشید اس طلسم مین رہتے ہین سب کی روح روان ہے اگر لوح طلسم کشا پا جائے سب سحر و ساحری بیکار ہو یہ ذکر
ہوتا کہ شبرنگ بشکل دل آرام گلابیان لیکر پہونچا سب تعریفین کرنے لگے کہ دیکھو کس سلیقے سے شراب
لائی ہے کہ اگر زاہد صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے پینے کی خواہش کرے شبرنگ نے لا کر گلابیان رکھین
اور اسی گھنگرو پاؤن مین باندھے بھاری پیشواز مین بناز و کرشمہ گت شروع کی بقول شاعر نظم

ناچی گت اس طرح وہ ماہ لقا | وجد کرنے لگا تدرو ادا | سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل | جسکی جانب بتا کے سسکی لی | جان اسنے سسک سسک کر دی

کبھی ہاتھ اٹھا دیا کبھی ٹھوکر کی کبھی چکر کی … سامنے سب کے مچل رہا ہے عرصہ دراز تک ناچا پھر یہ غزل
مضمون شراب کی شروع کی نظم

ہے مری مستی کو عشق ساقی کوثر سے شراب | رات دن پیتا ہون مین بے شیشہ و ساغر شراب
خون آتا ہے نظر صاف اُس تن نازک سے یون | جس طرح مینائے بلوری مین ہو احمر شراب
ہے دل مجروح کی اُس چشم میگون پر شفا | کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب
گرچہ ہون میکش پر اے زاہد نہ کر غیبت مری | گوشت کھانے سے برادر کے تو ہے بہتر شراب
کانپتے ہین اہل عصیان دہشت تعزیر سے | رعشہ دار انسان کو کر دیتی ہے اکثر شراب
لذت عشرت ہوئی بے تلخکامی کب حصول | ذائقے مین دیکھ لو رکھتی ہے تلخی ہر شراب
میکشی سے زاہدون کو اس لیے انکار ہے | تا نہ ان بد باطنون کے کھولدے جوہر شراب
ہین جو عالی ہمت اُنکو میکشی سے عشق ہے | آدمی کی عرش پروازی کو ہے شہپر شراب
ہو نجس ہر چند لیکن پاک کر دیگا وہ ہی | جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہے اطہر شراب

اس غزل کو اس زور و شور سے گایا کہ تمام اہل محفل دنگ ہین عجب گانے کے رنگ ہین لوصداران کو

کھٹکا پیدا ہوا شبرنگ نے جب آکر جام دیا برابر اسکے کنیز بیٹھی تھی سب کی نگاہ بچاکر اُسکو جام دے دیا جو
شبرنگ نے دورہ باندھا نور الدہر بشکل خواجہ سرا پہلو ے ملکہ ہما ے جواہر پوش مین بیٹھے ہین یہ
سب معاملے دیکھ رہے ہین ملکہ ہما ے جواہر پوش کانپ رہی ہین نور الدہر چپکے چپکے کہ رہے ہین اب سب کو
شبرنگ نے لیا سب بیہوش ہونگے ملکہ کہتی ہین کہ انجام بخیر ہو لوحداران بہت ہوشیار ہین شبرنگ نے
تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پہونچائی بیرون بارگاہ جو شراب گئی تھی سب نے پی آپس مین
دست درازیان ہونے لگین کوئی گا رہا ہے کوئی ہاتھ چمکا رہا ہے بعض شراب پیکر نشہ جو ہوا بیہوشی نے تاثیر کی
ٹہلتے ہوئے اُٹھے معبر خانہ مین کنوان تھا جھانک کے دیکھا اپنی صورت نظر آئی ایک چیخ ماری کہ ہاے بھائی
تمکو کسنے قید کیا مین ابھی آتا ہون یہ کہکے کود پڑے غرق دریاے لعنت ہوے بعض عورتین طفل شیرخوار کو
گود مین لیے ہوے نشے کے جوش مین کوٹھے پر چڑھ گئین پڑوسن کو پکارا وہ بھی تو شراب پی چکی تھین یاپچے
سنبھالے کوٹھے پر آئین کہا بوا کیون پکارتی ہو ہمارے عیش مین خلل ڈالا ہم اپنے میان کے پاس بیٹھے تھے میٹھی
میٹھی باتین کر رہے تھے تمھارے پکارنے نے ہمارے مزے کو کھو دیا دس بیس عورتین کوٹھے پر چڑھ آئین آپس مین
چاؤن چاؤن ہونے لگی آخر جھونٹم جھاٹا کی نوبت پہنچی کوٹھون سے گرین کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہر گلی کوچے
مین ہزار ہا لاشہ پڑا ہے دوکاندار دوکانون پر بلبلا رہے ہین حلوائی پوریان پکار رہا تھا آگ روشن رشک نار جہنم
گلخن نشے کے جوش مین پھاندپڑا اُسکی عورت یہ کہکر کود دی کہ مین ستی ہوتی ہون بیٹا یہ کہکے کود ا کہ ماں باپ کو
نکال لاؤن ہرچند کہ مقام صدر ہے مگر تمام شہر مین غدر ہے یہان رنگ محفل دگرگون ہوا کنیزین گھبرا کے اُٹھین
آپس مین لڑ رہی ہین بعض ناچ رہی ہین کہتی ہین واہ بوا دل آرام تمھارے شراب پلانے سے دل کو آرام ہے
تمھارا گانا مقبول خاص وعام ہے شاہزادیان اپنے مقام سے اُٹھین دلون مین مزا بھرا ہوا ہے ہاتھ چمکاتی آئین
کسی کا دوپٹہ گرا کسی نے دوشالہ اُتار کے پھینکدیا کہ لباس مین کون اُلجھے کوئی رابطہ وضابطہ خاموش کھڑی ہے
غزل کا جو شعر یاد آگیا تان لگائی اُسی کے جھونک مین گری لوحداران یہ سب معرکہ بچشم حقیقت دیکھ رہی ہے مسند
پر سر رکھدیا کہ دیکھون اب کیا ہوتا ہے یہ کیا معرکہ ہوا سب اہل محفل دیوانے ہوگئے تھوڑے ہی عرصے مین
سب لب فرش فرش ہوے ظاہر مین لوحداران بھی بیہوش پڑی ہے ملکہ ہما ے جواہر پوش نے کہا کہ اے
شبرنگ کیا کہنا خوب سب کو بیہوش کیا نور الدہر سے کہا کہ اب چلکر لوح پر قبضہ کیجیے کوٹھے پر تختہ سنگ ہے
اُسپر بائیس گلدستے رکھے ہین ایک مین لوح ہے بسم اللہ کہکے ہاتھ ڈال دیجیے دیکھیے جو لوح ملجائے یہ سب

باتین لوحداران نے سُنین نورالدہر و ہماد شیرنگ کوٹھے پر چلے لوحداران پیچھے پیچھے اب نورالدہر بصورت اصلی ہوے کوٹھے پر جاکے دیکھا کہ حقیقت مین بائیس گلدستے رکھے ہین اُسی مقام پر ایک نخل ہے اُسپر چند طائر بصورت غیر بکر رہا تو سر جھکائے بیٹھے تھے یا زمزمہ سرائی کرنے لگے کبھی غل مچاتے ہین کبھی منقارین کھولکر آواز دیتے ہین کہ ای ملکہ لوحداران جلد آؤ کہ یہ غیر شخص کون آئے ہین لوح لینے کا ارادہ ہے کوئی بچانیوالا نہین ایک طائر کہ سب مین کلان ہے منقار کھولکر زمزمہ سرائی یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہے **نظم**

کیا اسیری مین کرین شکوہ ترا صیاد ہم
وان بھی کچھ دام ہے کی گل سے نہ تھے آزاد ہم

آج کل سے کچھ نہین اپنی زبان معجز بیان
نطق عیسیٰ کی طرح رکھتے ہین مادرزاد ہم

یہ زمین ہے بیوفا یہ آسمان بے مہر ہے
جی مین ہے اب اک نیا عالم کرین ایجاد ہم

روک لے اک بات کی بات اپنے دست و تیغ کو
دے لین ای قاتل رقیبون کو مبارکباد ہم

قید ہستی تک ہین تیرے دام گیسو مین اسیر
تن سے سر آزاد ہو جائے تو ہون آزاد ہم

جب سے دیکھی ہے گل رخسار جانان کی بہار
ہو رہے ہین صورت برگ خزان برباد ہم

خندہ زن ہوتا نہین اپنا دہان زخم بھی
کوئی دنیا مین نہ ہوگا جیسے ہین ناشاد ہم

پہلے تیشہ مارتے خسرو کو ای شیرین دہن
جی نہ کھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم

پہلے اپنے عہد سے افسوس سودا اٹھ گیا
کس سے ناسخ اس غزل کی جا کے لین اب داد ہم

اُس طائر کلان نے جو یہ اشعار پڑھے پھولون نے آنکھین کھولدین طفلان غنچہ غوغان کرنے لگے تھے تالیان بجاتے تھے شاخین جھکی جاتی تھین بیچ سے ہر نخل کے دھوان نکل رہا ہے چاہتا ہے کہ بلند ہو جاؤن دھوان پیچیدہ ہوکر بڑھتا جاتا ہے لوحداران جادوی مگر خیال یہ ہے کہ بادشاہ کی دختر ہے شاید کسی ضرورت کو آئی ہو دیکھون کہ یہ کیا کرتی ہے نورالدہر نے چاہا کہ گلدستے پر ہاتھ ڈالین جھونکے نے ہوا کے انکا ہاتھ ہٹا دیا ملکہ ہمانے پڑھ کر سحر کیا کہ ہوا تند ہوئی نورالدہر بڑھے پاؤن پھسلا گرے جب قدم اُٹھاتے ہین لڑکھڑاتے ہین گلدستون کے قریب نہین پہونچتے ہماسے جواہر پوش نے کہا کہ ای شہریار نہین معلوم اس مقام پر کیا شعبدہ ہے کہ سحر جواب دیتا ہے ایک سحر آخر کا کرتی ہون منظور ہے کہ لوح ظاہر ہو جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ سیاہ نکالا اُسپر سحر کرکے اڑا دیا فوراً ایک ابر آکر محیط ہوا پانی برسا دستور ہے کہ پانی سے سرسبزی بڑھتی ہے لیکن قطرے پانی کے جو پڑے گلدستے مرجھانے لگے پھولون نے آنکھین بند کین طفلان غنچہ سر جھکا کے خاموش ہوے

پتیان مثل برگ خزان دیدہ شاخین دست ہوس سب گلدستون کے بیچ مین جو گلدستہ تھا وہ ہرا رہا ایک ستارہ اُسمین چمک رہا ہو ہمارے جواہر پوش نے کہا کہ ای شہریار اس گلدستے مین لوح ہو چمک اُسی کی معلوم ہوتی ہو مین سحر کرتی ہون آپ پڑھین جیسے ہی نور الدہر پڑھے وہ گلدستہ زمین پر سے معلوم ہوتا ہو کہ طرف طلسم کشا کے آتا ہو بڑا انتقام وسیع ہو دیکھیے کیونکر نتیجہ قابض ہو اب نوحداران کو تاب نہ رہی بات کرا ہاتھ ہلا دیا باران سحر برسے لگا جسپر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوا تمام شاہزادیان اُٹھین نوحداران نے آواز دی لو صاحبو مارا ستین گرگ ابغل کو دیکھو بیٹی باپ کے گھر کو برباد کرتی ہو مسلمان دکھونے پر مرتی ہو تمام شاہزادیان دوڑین ہمارے جواہر پوش کے ہوش اُڑے شبرنگ تو ایک گوشے مین چھپا ملکہ ہمانے سحر کیا کہ نور الدہر لوح لے لین نوحداران نے خون اپنا گلدستے پر پھینکا وہ جو ستارہ چمکتا تھا مخفی ہوا ہر طرف سے صدائے مہیب آنے لگی نوحداران نے جو آواز دی کہ اس بیہودہ ظالم کو گرفتار کرلو تمام شاہزادیان بڑھین اُس وقت ملکہ ہمارے جواہر پوش کی بیقراری کہ چالیس شاہزادیان جب سحر کرینگی مین کس کس کو روکونگی یہ سحر کیونکر دفع ہوگا ایسے خیال سوچ کر نہایت بدحواس بعالم یاس چالیسون شاہزادیون نے چاہا کہ ملکہ ہما پر سحر کرین شبرنگ نے دیکھا غضب ہوا ملکہ گرفتار ہو جائیگی ایک حقہ آتشبازی نکالا اُسمین بیہوشی بھری داغ کر پھینکا کہ دغا نہ کرے وہ حقہ جو پھٹا جسکی ناک مین دھوان گیا وہ بیہوش ہو کر گری وہ گلدستہ جسمین ستارہ چمکتا تھا نظرون سے مخفی ہو گیا اب وہ سرسبزی و شادابی کہان اور سب گلدستے مرجھائے ہوے ہین ملکہ ہما تو لوح سے یاس ہوئی ایک گولہ مارا کہ دندناتا ہوا زمین کانپی اُسی ہنگامے مین ہمارے نور الدہر و شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی چلتے چلتے ایک اور گولہ مار دیا چہار طرف آگ لگ گئی نوحداران وغیرہ آگ بجھانے لگین پانی برسایا نوحداران نے پکار کر کہا کہ لو صاحبو ظالم نکل گئی طلسم کشا کو بھی لے گئی جب اُسنے لوح کو مجھے کھود کھود کے پوچھا مین جب ہی سمجھ گئی تھی ان نوجوانون نے بڑے بڑے گھر برباد کیے لقا ایسا شخص سلطنت کیسی خدائی کرتا ہو مگر گئیں افروز و جہان افروز و مہر افروز یہ نوجوانین نکل گئین زوال دولت لقا ہوا بادشاہ کو لکھو کہ ایسا نہ ہو وہان جا کر کچھ آفت برپا کرے یا لوح کا راز پوچھے سب شاہزادیان گوشے سے اُٹھین نامہ لکھا جانے لگا سب شاہزادیان کہ رہی ہین کہ ہماری طرف سے بھی لکھو کہ ہمارے سامنے یہ کل معرکے گذرے اگر راز لوح سے آگاہ ہوتین تو لوح لیجاتین ملکہ نوحداران نے بڑی عقلمندی کی اپنے اپنے طور پر سب شاہزادیان لکھوا رہی ہین کہ صبح دلکشا جو ایرج سے وعدہ کرکے چلی تھین اسوقت

آکر پہونچین دیکھا کہ کیسا عیش و جشن باغ رنگا رنگ مین عجب تلاطم ہی جن کنیزون کے ہاتھ منہ ٹوٹے رونا پیٹنا
ہو رہا ہی فرش مین شکن صاف ثابت ہی کہ فرش بھی چھین بھپین ہی پردے مکانون کے ہوا سے اڑ اڑ کر گرتے ہین
معلوم ہوتا ہی کہ سر ٹکرا رہے ہین عجب طرح کی باغ مین بربادی ہی صبح دلکشا بلا تکلف ادبر آئی لوحداران
کو آکر سلام کیا کہا کہ داری آج یہ کیا معرکہ ہی لوحداران نے سب کیفیت بیان کی کہ ای صبح دلکشا
بڑی خیر ہوئی حقیقت یہ ہی کہ سامری و جمشید کی خدائی برحق ہی اپنے بندون کو دشمنون کے ہاتھ سے
بچا لیا مگر صاحبزادی نے بڑا غضب کیا طلسم کے برباد کرنے کی فکر ہی لوحداران نے کہا کہ اب ہم شہنشاہ
کو لکھتے ہین انکا حکم اتنا آجائے کہ ہمارے جواہر پوش کو گرفتار کرکے لاؤ پھر کہان نکل کے جا سکیگی لوح
اب عمر بھر نہ ملیگی اب ہم انتظام کامل کرلین گے نامہ لوحداران نے طرف بادشاہ کے روانہ کیا لیکن
صبح دلکشا کو کچھ بن نہ پڑا سلام کرکے اٹھی کہا کہ مین جاکے شاہ سے عرض کردن یہ کہ کے چلی مگر ملول و
حزین جی مین کہتی ہی کہ اب لوح کا ملنا دشوار ہی یہ تو اس حال مین طرف ایرج کے جاتی ہی لیکن
ایرج نوجوان پاس ملیمان تاجدار کے فرماتے ہین کہ ای ملیمان ہمیں بڑا اشتیاق ہی کہ ہمکو لاکر لوح بی بی
صبح دلکشا دین ایسی فتاحی سے ہم باز آئے یہ باتین کر رہے تھے کہ ہرکارے نے آکر خبر دی میکال
چرم پوش تین لاکھ فوج سے برائے فتاحی قلعہ آتا ہی یہ بھی خبر اسکو معلوم ہوگئی کہ نبیرۂ صاحبقران
یہان ہین اور ملیمان تاجدار مسلمان ہو گیا اس بات پر اسکو بڑا غصہ ہی کہتا ہی دشمن سے کیون ملا بادشاہ
طلسم کا خراجگزار ہی آجکل طلسم مین بھی ہنگامہ ہی ایرج نے کہا کہ ای ملیمان کیون گھبراتے ہو اس سے ہم
مقابلہ کرینگے لشکر باہر نکالو دس بارہ ہزار فوج باہر لیکر نکلے دوسرے دن میکال چرم پوش بجمعیت کثیر
آکر پہونچا طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے میکال نے گھوڑا نکالا
للکار کر آواز دی کہ ای ملیمان یا تو خود آ یا نبیرۂ حمزہ کو بھیج ایرج نے مرکب نکالا ملیمان سے رخصت ہوکر
مقابلے مین میکال کے آئے اول نیزہ چلا ایرج نے نیزہ اسکا ٹالا اس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا
مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ گھوڑے سے کود آپس مین کشتی ہونے لگی ایرج اس زور و شور سے
لڑے کہ میکال کا جی چھوڑ دیا ہانپ رہا ہی کانپ رہا ہی ایرج شیرانہ لڑ رہے ہین کئی مرتبہ پکڑ لائے
ایسے دو چار جھٹکے مارے کہ میکال چرم پوش کے جی چھوٹ گئے جی چاہتا ہی کہ چت ہو جائیے کہ جان تو بچے
الجھا الجھیا کے لڑ رہا ہی بمشکل شام ہوئی ایرج نے اپنے کو چھڑایا کہا بس اب مین نہ لڑونگا شام ہوئی رات

واسطے عیش و آرام کے ہی ایرج نے کہا کہ ہمارا دستور نہیں روشنی منگاؤ میکال نے کہا کہ مین مقابلہ نہ کرونگا میرا
دستور نہین ہر چند کہ ایرج نے چاہا نہ جانے دون میکال نے نہ مانا گینڈے کو بڑھا کر روانہ ہوگیا شاپور نے
عرض کی کہ حضور چلیے لشکر والے سب گھبرا رہے ہین زیر کرنے سے بھگانا بہتر ایرج ناچار ہو کر لشکر مین آئے یلمان
خوشی خوشی ایرج کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا ناچ راگ ورنگ شروع ہوا چونکہ تھکے ہوے تھے سویرے سے
آرام فرمایا لیکن میکال جو پلٹ کے آیا کسی کو اپنے ساتھ بارگاہ مین نہ لایا اکیلا بیٹھ کر رونے لگا عیار اسکا
نیرم سبکروح حاضر ہوا میکال سے کہا کہ کیون حضور اسقدر پریشان ہین کہا کیا کہون مین سمجھا تھا کہ نیزہ حمزہ
کو زیر کرونگا میرا نام ہوگا ای نیرم وہ تو بلاے روزگار ہی مین ہی ایسا تھا کہ جان بچا کر چلا آیا کل فنون مین
طاق شہرۂ آفاق نیزہ بازی مین ایسا ہی کامل شمشیر زنی مین بے مثل کشتی مین دنگ کر دیا مجھ ایسا جہان دیدہ
نہ ہوتا تو اُسکے ہاتھ سے نہ بچتا کسی طرح نہ مانتا تھا کہتا تھا کہ لڑے جاؤ رات کو روشنی کراؤ مین نے کہا کہ مین
کل پھر مقابلہ کرونگا بمشکل اُسنے مجکو آنے دیا نیرم نے کہا کہ پھر اب کیا قصد ہی کہا کہ کچھ بن نہین پڑتا اگر بھاگ جاؤن تو
سدراہ ہوگا جانے نہ دیگا شبخون مارون تو بھی مشکل ہی کیا تدبیر کرون نیرم نے کہا کہ مین عرض کرون اگر مناسب ہو
تو یہ تدبیر کیجیے آپ کی آشنا ملکہ سرفراز جادو آپ سے اُنسے مدت سے رسم ہی اُنکو بلوائیے اُنسے یہ سب
معاملہ کہیے وہ سحر کرینگی آپ کا زور بڑھیگا دشمن کا زور گھٹیگا سر میدان زیر کیجیے وہ ایک دن مین لشکر کو
مٹا دینگی یہ سُنکر میکال خوش ہوگیا کہا کہ ای یار وفادار تو نے یہ بات خوب بتائی مین نامہ دیتا ہون تو ہی
لیکر جا سب حال بیان کرنا اپنے ساتھ لیکر آنا مین فوراً طبل جنگی بجوا کر میدان مین جاؤنگا اُنکی مدد سے مشکین
باندھ کر لاؤنگا یہ کہکے اسنے نامہ لکھا مُہر کر کے نیرم کو دیا نیرم نامہ لیکر چلا سرفراز جادو آجکل جو اسنے
یہ خبر سنی پائین کہ طلسم کشا باغ رنگا رنگ مین پہونچا خواہش لوح مین گیا تھا لیکن نہ لے سکا آخر دختر شاہ
کہ طلسم کشا پر مائل ہی نیچے مین دبا کر لے گئی یہ خبر تمام عالم مین مشہور ہی متعلقین طلسم کا دُسیہ گھبرا رہے ہین
اسی سوچ مین سرفراز جادو بھی بیٹھی ہی کہ نیرم عیار نے آکر نامہ دیا نامہ پڑھ کر سرفراز بہت جھلائی کہا کہ
ای نیرم میکال نے یہ کیا کیا مسلمانون سے بگڑی اُلجھائی ہر چند کہ یہ لوگ ساحر نہین ہین مگر ساحر کش ہین
اب کیا کرون تم چلکر طبل جنگی بجواؤ مین آتی ہون کہا کہ حضور آپ میرے ساتھ ہی چلیے اب وہ بہت
گھبرائے ہوے ہین ایسا نہ ہو کہ اپنے کو ہلاک کرین سرفراز اُٹھی نیرم کو بھی تخت پر بٹھالیا تخت
اُڑاتی ہوئی چلی پاس میکال کے آکر پہونچی میکال تنہا بارگاہ مین بیٹھا انتظار کر رہا تھا سرفراز کو دیکھکر خوش ہو گیا

کہا کہ ملکہ تمنے بڑا احسان کیا سرفراز جادو نے کہا کہ تم تو سرفراز ہوے ہمین اپنی جان کی پڑی ہی طلسم مین آفت برپا ہی اسی جوان کا عزیز دار حصول لوح کی فکر کر رہا ہی دختر شاہ اُسپر عاشق ہی ایسا ہی تیرا خیال تھا کہ ہمین چلی آئی اس زمانے مین سب کے پاس نامے پہونچے ہین کہ جس طرح بنے طلسم کشا کو گرفتار کرو صدہا جادوگر اسی فکر مین نکلا ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے مگر اب تم طبل جنگی بجواؤ مین صبح کو عین وقت پر سحر کرونگی تم اُسپر غالب آؤگے مگر اس معرکے سے جھٹ پٹ رسلت کر کے فکر مین طلسم کشا کی نکلو مین بھی اس وقت مین کوئی کام ایسا کرون کہ بادشاہ پر احسان ہو میکال نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا ایرج نے بھی خبر سُنکر طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے سرفراز جادو اُڑکر آسمان پر آئی عقاب بنکر سحر کرنے لگی ایرج مقابلے مین میکال کے آئے بعد نیزہ و شمشیر نوبت کشتی کی آئی ایرج دیکھتے ہین کہ مین ہرچند چاہتا ہون کہ پیچ باندھون مگر کسی نے ہاتھ پانون کی جان نکال لی شاپور حیران ہو رہا ہی کہ آج آقا کو کیا ہو گیا کس خرابی سے لڑ رہے ہین دوپہر مشکل لڑے جب زوال آفتاب ہوا زوال زور بھی شاہزادے کا ہوا اُسنے زور کیا ایرج بیہوش ہو کے گرے اُسنے گرفتار کر لیا شاپور حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہوا میکال نے پکار کر آواز دی کہ ای ملیان تاجدار کل تمسے سمجھونگا دشمن شہنشاہ سے ملے دیکھو تو کیا کیفیت کرتا ہون ملیان تاجدار رنجیدہ پلٹا شاپور سے کہتا ہوا کہ ای برادر والاگُہر یہ کیا غضب ہوا شاہزادے کو کس زور و شور سے گرفتار کر کے لے گیا مین نے خبر پائی ہی کہ ایک جادوگرنی اسکی آشنا ہی شاید وہ آگئی ہو اُسی کا یہ شعبدہ ہی شاپور نے کہا کہ ای برادر خوب بات کہی اب مین تدبیر کرلونگا اُسی وقت شاپور نے بانہ بارے عیاری جسم پر آراستہ کیے لشکر مین میکال کے آیا خدمتگار کی شکل بنا ہوا پھرتا پھرتا بارگاہ مین میکال کی پہونچا جاکے دیکھا کہ ایک ساحرہ پہلو مین میکال کے بیٹھی ہی ترغیب دے رہی ہی کہ ای میکال تو ملیان کو بھی گرفتار کر لشکر کو شکست دے مین ایسا سحر کرونگی کہ سب بے لڑے بھڑے بھاگین فوراً ان دونون کو قتل کر کے جستجوے کار ضروری مین مصروف ہون میرے نام بھی حکم آیا تھا کہ طلسم کشا کو تلاش کرو شاپور یہ کھڑا سُنا کیا جب دن تمام ہوا ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھا فقیر کی شکل بنا کے قریب منزل جا کر بیٹھا نقب کھودنے لگا پہر رات رہے بہرہ نقب کا بارگاہ مین سرفراز کی توڑا دیکھا کہ پڑی سو رہی ہی شاپور نے اُسکو بیہوش کیا پشتارہ باندھا نقب سے نکلا جست و خیز کرتا ہوا چلا ملیان تاجدار مشتاق بیٹھا ہی کہ شاپور سرفراز جادو کو لیکر آیا

یلمان تاجدار نے کہا کہ ای مہتر والا گہر بڑی مشکل یہ ہی کہ آقا ہمارے وہان قید ہین اگر ہم اسکو قتل کرین ایسا نہو
کہ وہ اُنکو آزار پہونچائے شاپور نے کہا کہ یہ بڑی مشکل کی بات ہی اسکو قید کرو یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی میکال
صبح کو اُٹھا خیمے مین سرفراز جادو کے آیا کہ جاکے ملکہ سے عرض کرون مین بر سر لشکر مسلمانان جاتا ہون
آج خاتمہ کر دونگا خیمے مین آکر دیکھا کہ پلنگ خالی پڑا ہی صرہ نقب کا لگا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا اپنے
عیار کو پکارا عیار آیا کہا کہ ای ضیرم دیکھو یہ کیا غضب ہوا کوئی ملکۂ عالم کو چُرا لے گیا ضیرم نے کہا کہ ایرج کا
عیار شاپور شیر دل مسخرہ وہان خواجہ عمرو کہلاتا ہی وہی آکر لے گیا ہوگا جلد سوار ہو کر چلیے یلمان
سے تو آپ زور مین کم نہین ہین لشکر بھی آپ کا زیادہ ہی چلکر یلمان تاجدار کو پکڑ لیجیے ملکہ کو رہا فرمائیے یہ سنکر
میکال سوار ہوا مع لشکر چلا یہان شاپور تدبیر اسکے قید کی کر رہا ہی کہ نعرۂ میکال کی آواز آئی لشکر
مین ہنگامہ ہوا شاپور نے کہا کہ لو یلمان تاجدار غضب ہوا میکال مع لشکر آگیا یلمان نے ہتھیار لگا
باہر آکر دیکھا کہ لشکر گھرا ہوا ہی بارگاہین جل رہی ہین بازارین لُٹ رہی ہین ہزارون بندگان خدا
مارے گئے ہین تین لاکھ فوج سے میکال لڑتا بھڑتا آتا ہی یلمان تاجدار نے نعرہ کیا فوج کو بھی کسی قدر
تسکین ہوئی سبھون نے کمر باندھی لڑائی ہونے لگی یلمان تاجدار و میکال چرم پوش سے مقابلہ پڑا
چار طرف سے اسکے پہلوان لڑتے بھڑتے آتے ہین یلمان تاجدار اتنا کا زخمی ہوا چار جانب سے
پہلوان ٹوٹ پڑے یلمان تاجدار کو گرفتار کر لیا تو ساتھ والے لڑ رہے تھے اب شکست فاش ہوئی
شاپور بھی جان بچا کے ایک طرف بھاگا میکال لڑتا بھڑتا بارگاہ مین پہونچا دیکھا کہ سرفراز جادو
بندھی ہوئی پڑی ہی زبان مین سوزن میکال گینڈے سے کودا زبان سے اُسکی سوزن نکالی سرفراز
کی آنکھ کھلی جھلا کر اُٹھی سحر کرنے لگی ہزارون کو جلا دیا لشکر یلمان کو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی
سب کو تلاش ہوئی سب بارگاہین قیمتی لوٹ لین خزانہ اپنے قبضے مین کیا بفتح و فیروزی پلٹا شاپور کو کب
آرام آتا ہی آقا قید ہوئے لشکر یون برباد ہوا فقیر بنا ہوا لشکر میکال مین پھر رہا ہی اسی فکر مین ہی کہ کیا
تدبیر کرون مقدمہ ساحرہ سے بہت پریشان ہی سوچتا ہی کہ اگر مین نے آقا کو رہا بھی کیا تو ساحرہ پھر گرفتار
کریگی آخر کیا تدبیر کرون اس فکر مین پھر رہا ہی سرفراز جادو نے میکال سے کہا کہ آج ہی میدان خون
کی تیاری کرو دونون کو دار پر کھینچو میکال نے حکم دیا کہ جلدی میدان خون کی تیاری کرو دارین استاد
ہونے لگین جلاد آکر موجود ہوے اب شاپور گھبرایا کہ یہ کیا غضب ہوا ایرج و یلمان کو آرا پہ سوار کرکے

لائے میکال نے اشارہ کیا جلاد انکو دار پر کھینچو سرفراز جادو بھی موجود ہی کہتی ہی کہ ای یلیان اگر تو نے آج انکو قتل کیا مین جانونگی تو بڑا اقبالمند ہی یہ لوگ قتل نہین ہوتے کوئی معین و مددگار پہونچ جاتا ہی شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قتل ہوا چاہتے ہین بلک کے رونے لگا دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے تہ دل سے پکار اُٹھا **نظم**

خدای حافظ و ناصر کند نگہبانی ۔ بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان و چارسوے زمین ۔ سحاب رحمت حق گرد گوہر افشانی
بحال بندۂ ناچیز در مسیدم شب و روز ۔ شود عنایت مولاے فضل ربانی
بشرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز ۔ چو آفتاب درخشند ظل سبحانی
بباب دولت خدام بارگاہ آلہ ۔ کند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خداست مالک و مملوک عالم دنیا ۔ خداست باقی و جن و بشر ہمہ فانی
چو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند ۔ بشکل آئنہ از حسن خویش مانی
چو در عبادت معبود میکند غفلت ۔ شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا ہندی ۔ ز مدح گوئی و وصافی و ثنا خوانی

شاپور بلک بلک کر دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار میرے آقا کو بچالے مین صاحبقران کو کیا مُنھ دکھاؤنگا قبلہ و کعبہ پوچھین گے کہ او نامرد تیرے سامنے ایرج قتل ہوگیا تجھسے کچھ نہ ہو سکا ہاے مین کیا جواب دونگا بلک رہا ہی تڑپ رہا ہی کہ سرفراز جادو نے حکم دیا پہلے ایرج کو قتل کرو جلاد سر پر ایرج کے آیا کوئلے کا خط گردن پر دیا شاپور سے ضبط نہ ہو سکا جیسے ہی جلاد نے چاہا خنجر مارے شاپور نے پتھر مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا سرفراز نے کہا کہ کیا یہ جلاد دیوانہ تھا کہ خنجر پھرا پھرا کر اپنے سر پر مار لیا مگر ضیغم عیار نے دور سے دیکھا کہ وہ فقیر سامنے کھڑا ہی اُسنے پتھر مارا الملکہ نے دوسرے جلاد کو اشارہ کیا کہ جلد سر کاٹ لے دوسرا جلاد آگے چلا شاپور نے پھر پتھر مارا اب کی مرتبہ ضیغم نے بخوبی دیکھ لیا پکار کے آواز دی کہ اس شخص کو لینا چار جانب سے سپاہی ٹوٹ پڑے شاپور نے خنجر کھینچا شیرانہ لڑنے لگا جب پلٹ کا ہاتھ مارا چار چار کے پاؤن اُڑا دیے قریب جاکے خنجر مارا چار پانچ کے سر گرائے سو جوان شاپور نے تھوڑی دیر مین مار کر ڈالدیے اور ہر مرتبہ ضیغم کو ٹوکتا ہی کہ او نامرد تو مقابلے مین آ فریبیوں کو کیون

تیل مالش کرتا ہی نیرم ڈر کے مارے سامنے نہیں جاتا شاپور اس فکر مین ہی کہ نیرم کو ماردن مگر تردد ہی کہ
پہلے اُسکے کیونکر بچونگا ہزارون آدمی گھیرے ہوے ہین جب نیرم مقابلے مین شاپور کے نہ آیا تو شاپور نے
پتھر گوپھن مین رکھکر مارا کہ شانہ نیرم کا نشانہ ہوا نیرم چیختا ہوا بھاگا کہ لو ملکہ سرفراز جادو سے مجھے
آسکے عیار نے زخمی کیا ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ عیار کی جنگ ہی کہ سو جوان مارکر ڈالدیے تلوار چمک رہی ہی
برق تڑپ رہی ہی دیکھیے کتنے سر برس گئے مثل حباب دریاے خون مین پیر رہے ہین ایک مالش کا دانہ
پھینک مارے ان سب کا خون آپ کی گردن پر ہوتا ہی یہ سُنکر سرفراز جادو کو غصہ آیا ہٹو ہٹو کہکر
بڑھی سپاہی جو ہٹے شاپور کا سامنا ہوا پکار کر آواز دی کہ او ناعیار ہتھیار پھینکدے ورنہ آتش
قہر و غضب مین پھونک دونگی شاپور نیچہ پکڑ کے جیتا جب تک سرفراز سحر پڑھے جب تک شاپور سر پر پہونچا نیچہ
سر پر مارا سرفراز نے ہاے کا نعرہ کرکے اپنے کو گرا دیا لوٹ مارکر الگ ہوئی قصد کرتی ہی کہ اُڑ جاؤن شاپور نے
برس پڑا کئی نیچے مارے کئی زخم سر کھائے سرفراز نے آخر کو جھلاکے آواز گیر دی شاپور کے پانون زمین نے
پکڑ لیے اب تو شاپور نا چار ہوا کافرون نے بلوہ کرکے چار جانب سے گرفتار کرلیا غل ہوا کہ عیار پکڑا گیا
سرفراز نے کہا کہ اس لگوڑے مونڈی کاٹے کو جلد قتل کرو اسنے مجھے مار ڈالا ہوتا سامری و جمشید نے بچالیا
شاپور کو دار پر کھینچ دیا اور تیر و کمان لیکر سرفراز کھڑی ہوئی ایرج نے جو اپنے یار وفادار کو دار
پر دیکھا پکار کر کہا کہ او بیحیا کیا کرتی ہی جب کسی نے جواب نہ دیا بیقرار ہو کر آواز دی کہ ای خالق بے نیاز و
ای رب کارساز میرے یار وفادار کو بچالے تو کریم و رحیم ہی **نظم**

خدایا حامی دل مستمندان
خداے جہان کرد بر حال زارت
دلت کرد روشن بانوار عرفان
بشکرانہ کن سجدہ گر بندۂ تو
خدا کرد پیدا ترا شکل انسان

مشو وقت مشکل بدنیا ہراسان
کرم بے نہایت عنایت فراوان
بعقل و خرد ساختت رہنمائی
ادا کن ادا کن ادا حق احسان
مشو غافل از سجدہ یک لحظہ ہندی

خدا چارۂ حالت دردمندان
کہ سازد خدا مشکلت زود آسان
رہاند از درونت غبار کدورت
نمودت عطا دولت دین و ایمان
بمخلوق خود اشرف الخلق کردت
اگر وصل حق خواہی و قرب یزدان

ایرج کی بیقراری بلبان تاجدار کی اشکباری شاپور کا تڑپنا پھڑکنا سرفراز نے چند کمان کش اپنی پشت
پر کھڑے کرلیے کہ جب مین تیر مارون سب کے تیر چلین خطانہ کرنا سرفراز نے کمان کو کھینچا اسپ خطا شعار آمادہ
ہو کر کمانون کو کھینچنے لگے کشاکش کی صدا بلند ہوئی تیر مارنے طائران تیر پر کھول کر چلے قریب تھا کہ تیر

سینے پر شاپور کے پڑین یکایک تیر پلٹے کمان خم ہوئی سرفراز نے اپنے کو بچایا اور دن کے سینہ پُر کینے کو توڑ کر پار گذرے
کتنی سی جوان سہم سہم کر گرے بعض جلاتے تھے مثل کمان خم ہوئے سرفراز نے کہا کہ ارے یہ کیا سر اُٹھا کے دیکھا کہ برسر
دار ایک لکہ ابر چھوٹا سا قرار رہا ہو اُسی ابر سے ہوا چلی اُسنے تیرون کو پلٹایا جھلا کے سرفراز نے ایک گولہ مارا کہ
ابر شق ہوا تب سب نے دیکھا کہ ایک نازنین خوبصورت قمر طلعت سرو خرامان باغ خوبی و غنچہ نو دمیدہ حدیقہ
محبوبی ایک طاؤس زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہو اور آواز دی کہ او بیحیا تیری بھی یہ مجال ہو کہ شاہزادہ والاقدر
کو قتل کرے یہ کہکے کڑک کر گری دار کے ٹکڑے اُڑا دیے ایرج پر گری قید کو کاٹ کر پھینکدیا ایرج کی جو ہتھکڑیان
کٹین بیڑیون کو مروڑ کر پھینک دیا دار سے شاپور چھوٹا اب جو ایرج نے رہائی پائی ایک سوار کو مار کر تلوار
اپنے قبضہ مین کی فوج کفار پر جا پڑے ملکہ صبح دلکشا تڑپ تڑپ کر گرنے لگی غول کے غول تباہ کر دیے لاشون سے
میدان بھر دیے سرفراز جادو گھبرا گئی کہا کہ کیون اے میکال ہمنے نہین کہا تھا کہ ان لوگون کا قتل ہونا دشوار ہی
گیسو بریدہ کہانسے آگئی ناک مین دم کر دیا اگر ہو سکے تو نکل چلو میکال ایک طرف گینڈا چڑھا کر چلا کہ پہلو سے نعرہ
شیر کی آواز آئی کہ او نامرد کہان جاتا ہی میکال نے دیکھا کہ ایرج نوجوان دریائے خون مین نہائے ہوئے
شمشیر زنی کرتے ہوئے آتے ہین میکال نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر رد کا ہاتھ کو
اُلجھاوے سے نکال کر بقوت صاحبقرانی ہاتھ مارا اُس رد سیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر چٹ کر
گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے یا قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ جا کر زمین کو بوسہ دیا میکال ایسے دیو خصال کے
دو ٹکڑے ہوئے کافرون کے رنگ کٹ گئے ہر طرف یہی غل تھا کہ بڑا شخص مارا گیا غیرۂ حمزہ فخر رستم صاحب
شوکت و حشم ہی جسقدر انکی تعریف کرین کم سے کم ہی سرفراز نے جو دیکھا کہ میکال مارا گیا چاہا کہ تڑپ کر نکل جاے دلن
ملکہ صبح دلکشا نے للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا دھگڑے کا مارا جانا بہت شاق ہوا یہ کہکے گولہ مارا
سرفراز نے گولے کو کاٹا اُسی گولے سے دھوان نکلا کہ سرفراز نابینا ہو گئی چہار جانب ٹٹولنے لگی
حیران تھی کہ کیا کرون جو سحر کیا مٹ گیا آخر صبح دلکشا ستارۂ سحری بنکر گری کہ سرفراز جادو مثل ہیمۂ خشک جلنے لگی
تھوڑے ہی عرصے مین جل جل کر خاک ہوئی لشکر میکال پر بلا نازل ہونے لگی ایک طرف سے ایرج نوجوان
قتل کرتے ہوئے آتے ہین ایک طرف سے شاپور حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی ایک جانب صبح دلکشا
مثل شیر خشمناک تمام لشکر کو پامال کر رہی ہی چند ملازمان ملمان جو بھاگ گئے رہا سے کوہ مین چھپے تھے خبر سُنی کہ ہمارے
آقا دلیمان بھی رہا ہوئے سب تلوارین کھینچکر آ پڑے تلوار چلنے لگی لشکر کفار نے جو اپنا یہ حال دیکھا امان مانگی

ایرج نوجوان نے صبح دلکشا کو منع کیا کہ اب سحر نہ کرو ہمارے واسطے باعث بدنامی ہی ساحرہ قتل ہو چکی
صبح دلکشا کہ بڑے زور و شور سے سحر کرتی تھی ایرج کے کہنے سے رک گئی اب چھپ چھپ کے سحر کر رہی ہی کسی پر
نگاہ سحر آگین ڈالدی کہ وہ لوگ دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے پھرتے ہین اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین کبھی پکارتے
ہین کہ یارو اس مطلع کو سمجھو مطلع بلبلو اتنا اثر پیدا کرو فریاد مین + چاہیے منقار چٹکی لے دل صیاد مین + حرکت
ان نالائقون نے بہت خلاف کی یہ مناسب نہ تھا بعض کہتے ہین کہ یارو اپنی جان بچاؤ اب تیغ بے دریغ سے
ایرج کے بچنا دشوار ہی ہماری کدو کاوش بیکار ہی آخر سب فوج والون کو سمیٹ کر ایرج نوجوان نے
صبح دلکشا کو ایک محل مین پہونچایا آپ دارالامارۂ شاہی مین آکے جلسہ آراستہ ہوا نازنینان پریچہرہ
کار ہی ہین شراب چل رہی ہی ہنگامۂ عیش و نشاط پرجوش ہر طرف صدائے نوشا نوش اُسوقت ملکہ صبح دلکشا نے
کہا کہ ای شہریار باغ رنگار رنگ مین نورالدہر پہونچ گئے تھے لوحداران جادو نے ایسا انتظام کیا ہی
کہ لوح نہ پائی اسپر کہ دختر شاہ ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین مثل نہین رکھتی ملکہ ہمارے جواہر پوش بعد
جوش و خروش ساتھ تھین مگر کچھ نہ چلی اتنا کیا کہ نورالدہر و شبرنگ کو لے گئین یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ہم
باغ رنگار رنگ مین جانے کا ارادہ کرین شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ ای ملکۂ عالم شاہزادے بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن
لوحداران جادو بلائے بد ہین اُسنے صبح کردی کسی کا سحر نہ چلتا تھا وہان جانا دشوار ہی صبح دلکشا نے
کہا کہ آپ تشریف لے چلیے کنیز فکر کر لیگی ایرج نے کہا کہ مین تیار ہون ملیان تاجدار نے لشکر تیار کیا ایرج
سوار ہوے مع لشکر طرف باغ رنگار رنگ کے چلے صبح دلکشا نگاہ طرف آسمان کے ڈالے ہوے جاتی ہین
انکو تو اس حال پُر ملال مین چھوڑیے اب حال نورالدہر بن بدیع الزمان لکھا جاتا ہی کہ انکو ہمارے
جواہر پوش اُٹھالے گئی تھی پھر پرواز پیدا کیے ہوے لیے جاتی ہی قضائے کار ایک مقام ہی کہ اُسکو کوہ نیلم
کہتے ہین وہانکی حاکم و ناظم سیماے نیلم پوش اپنے باغ مین بیٹھی ہی کئی سو کنیزین گرد باغ پُربہار سیماے
نیلم پوش کی نگاہ جو پڑی بغور دیکھا کہ ہمارے جواہر پوش دو شخصون کو بغلے مین دبائے ہوے آتی ہی
پریشانی چہرے پر ظاہر دوپٹہ ڈھلکا ہوا بال پریشان عارض انور رشک قمر صبح و شام کا ساتھ ملکہ سیما
کھڑی ہو گئی پکارکے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آئیے ملکہ ہمارے جواہر پوش تھک گئی تھین اس باغ پُربہار
کو دیکھکر غنیمت جانا اُتر آئین سیما دہما مین بڑی محبت ہی ہمامسند پر بیٹھین نورالدہر کو ایک دنگل پر
بٹھادیا اور شبرنگ بن عمرو کو جو ہوش آیا اپنے کو اس باغ پُربہار مین پایا نورالدہر کی نشست ہر دو الم

لیکر کھڑا ہوا گمس پرانی کرنے لگا سیماے نیلم پوش کی جو نگاہ جمال جہان آراے نورالدہر پر پڑی اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی شرما کر سر جھکا لیا پوچھا کہ کیون ہمشیرہ کہانسے آتی ہو یہ کون صاحب ہین ملکہ ہماے جواہر پوش نے کہا کہ بہن کیا کہون کہان لوگون کو جسنے دیکھا وہ مائل ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان یہی ہین سیمانے کہا کہ طلسم کشائی آپہی کے نام پر ہو تمام طلسم مین غلغلہ پڑا ہوا ہو کاہن نجومی حکم لگارہے ہین کہ اب انقلاب ہمیشہ ہوگا ساحر مارے جائینگے تیغ بدیع طلسم کشا سے بچنا مشکل ہو لیکن سُنا ہو کہ باغ رنگا رنگ مین عجب طرح کی بات ہوئی تمھارے نام پر مشہور ہو کہ طلسم کشا کو بصورت مبدل باغ رنگا رنگ مین لے گئین لوحداران سے جو لوح کا حال پوچھا اُسکو کھٹکا ہوا انتظام کر دیا لوح نہ ملی مگر آپ نکل آئین یہ سُنتا تھا کہ ملکہ ہماے جواہر پوش نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ہُوا کیا کرون فلک در پے آزار ہو شکایت بیکار ہو کوئی ساعت ایسی نہین گذرتی کہ صورت عیش و آرام دیکھین راحت سے بیٹھین اصل کیفیت یہ ہو نظم

پہونچا سنان پہ اُسکی ابھی میرا سر کہان — نخل مراد عشق نے پایا ثمر کہان

طول شب فراق کے شکوے سے فائدہ — مین جان بلب ہون مجکو امید سحر کہان

ترکیب کو کمال ہو تا شیر زاہدا — بے بادہ ہو دعاے قدح مین اثر کہان

جاتا ہو صید گاہ مین وہ چھوڑ کر مجھے — اے مرغ روح تیرے گئے بال و پر کہان

آنکھون مین منتظر ہین عبث بارہاے دل — آتا ہو ناوک نگہ یار ادھر کہان

ہو خاک کوئی منعم ظالم سے منتفع — حلقوم آب تیغ سے ہوتا ہو تر کہان

حاصل نہین ہو دست تمنا کو غیر یاس — اس باغ مین چنار نے پایا ثمر کہان

عالم سے اہل فیض کو ہوتا نہین گزند — ہو نخل میوہ دار کو رنج تبر کہان

نصرت شب وصال سحر سے نہ کر دلا — اک دن شب فراق مین ہو یہ سحر کہان

ہمسکو تری کمر کی صنم ہو عبث تلاش — جسکو خدا چھپائے وہ آئے نظر کہان

عاشق ہو پر ابھی نہین فرقت ہوئی نصیب — ہو اضطراب کی تجھے ناسخ خبر کہان

سیماے نیلم پوش نے کہا کہ ہُوا تمھین بڑا جوش و خروش ہو ملکہ ہماے جواہر پوش نے کہا کہ ہُوا اس بلا مین پھنسے ہوے عرصہ ہوا کیا کہین کہ کیا کیا صدمے اُٹھائے چونکہ ملکہ سیماے نیلم پوش نورالدہر پر عاشق ہوئی ہین حیران ہین کہ کیا کرون یہ تو ضرور خیال آیا کہ حسن ہمیر احسن ہماے جواہر پوش سے

کو نہین ضرور اس شیرنے بھی مجکو بنگاہ محبت دیکھا ہوگا کیونکر اسکا امتحان کرون کچھ اور تو نہ کہا یہ بول اُٹھی کہ بڑا افسوس کا مقام ہی کہ بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہو راز و نیاز لوح سے نہین آگاہ ہم جانینگے تو لوح مل جائیگی ورنہ ہزار برس کوشش کرو گی تو لوح نہ ملیگی لوح کا ملنا آسان بھی ہی اور مشکل بھی ہی ہم ہیرو ہی کرینگے شگوفہ نام ایک کنیز بیٹھی ہی یہ مضمون سُنکر چلی گئی سوچی کہ اگر طلسم کشا لوح پائیگا سب جادوگر مارے جائینگے مذہب سامری و جمشید کا کون نام لیگا جاکر شاہ طلسم سے اطلاع کرو کہ یہ دونون نوجوانین جمال ظاہری طلسم کشا کا دیکھکر بمسوت ہورہی ہین انکو سزا ملے یہ سوچ کر پیچھے ہٹی مگر سوچتی ہی کہ تا بہ قلعۂ طلسمی مین جاؤن پھر وہانسے آؤن بڑا عرصہ ہوگا ساحرہ ہی اُڑکر چلی سب ہی طرح کے خیال ہین کوسن بھر نکلی ہی کہ ایک پہاڑ پر دیکھا کہ قتال جادو وزیر شاہ طلسم اکیلا پہاڑ پر بیٹھا ہوا شراب پیتا ہی کنیز اُتر آئی قتال کو سلام کیا قتال نے کہا کہ تو کون ہی اسنے کہا کہ مین سیماے نیلم پوش کی کنیز ہون بن ہمارے جواہر پوش طلسم کشا کو لیکر اُنکے باغ مین آئی ہین حصول لوح کی تدبیر ہو رہی ہی اگر آپ چلیے دونون کو مع طلسم کشا گرفتار کیجیے یہ سُنکر قتال اُٹھا کہا کہ مین ابھی چلتا ہون زیادہ مرتبہ کراؤنگا کہ شاہان در بدر ٹکرین شگوفہ ساتھ ہوئی قتال نے ایک شیشہ پانی کا بھر کے ہاتھ مین لے لیا کہا کہ اسی پانی سے سب کو بیہوش کرونگا دونون چلے یہان سیماے نیلم پوش و ہماے جواہر پوش سے صلاحین ہو رہی ہین شاہزادہ نور الدہر بات کرتے ہین سیماے نیلم پوش نہال ہوجاتی ہی باتون مین چھیڑتی بھی جاتی ہی کبھی کہتی ہی کہ حضور اگر ملکہ ہماے جواہر پوش آپ پر عاشق نہ ہوتین عمر بھر لوح طلسمی نہ ملتی نور الدہر نے غصہ مین جواب دیا کہ ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین آپ لوگ کدو کاوش نہ کرین ہمکو جانے دین دیکھین لوح طلسمی ملتی ہی یا نہین ملکہ ہمانے زانو پیٹ لیا کہا کہ اے شہریار یہ تو مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ آپ کی خیر خواہی سے ہاتھ اُٹھاؤن آئینہ دل کا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

پونچھتا اشک اگر گوشۂ داماں ہوتا
چاک کرتا مین جنون مین جو گریبان ہوتا

نالہ ملتا جو فلک سے ضرر جان ہوتا
سر نہ ہوتا جو میسر مجھے سامان ہوتا

نازک ایسا ہی وہ کافر ہین ہوتا بدست
گذر آسکا جو کبھی زیر مغیلان ہوتا

سنگ چقماق بھی بنتا تو مرا ضبط ہے ہے
تو مری قبر کا پتھر شرر افشان ہوتا

ہون وہ وحشی کہ اگر دشت مین پھرتا شب کو
آگے مشعلچی دہن غول بیابان ہوتا

نکہت کاکل پیچان سے جو دیتے تشبیہ
عطر مجموعہ کا ہر شیشہ پریشان ہوتا

کی مکافات شب وصل خدا نے ورنہ
کیلیے مجھپہ عذاب شب ہجران ہوتا

ایک دم یار کو بوسوں سے نہ ملتی فرصت
گر دہن دیدۂ عالم سے نہ پنہان ہوتا

کسکی پریان شہ جنات کو بھی آٹھ پہر
ہے یہ حسرت کہ سگ کوچۂ جانان ہوتا

ای اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے
آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

کون ہے جو نہین مرتا ہے ترے دامن پر
کیون نہ ہر سرو چمن قالب بیجان ہوتا

کیا قوی ہے یہ دلیل اُسکی پریزادی کی
ربط انسان سے کرتا جو وہ انسان ہوتا

ای بتو ہوتی اگر مہر و محبت تم مین
کوئی کافر بھی نہ واللہ مسلمان ہوتا

حسرت دل نہین دیتا ہے نکلنے ناسخ
ہاتھ شل ہوتے میسر جو گریبان ہوتا

ملکہ سیماب نیلم پوش کہتی ہین کہ اس جفا سے خدا سب کو بچائے کہ آسمان پر نعرہ ہوا باش اے سیماب نیلم پوش و ہماے جواہر پوش دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی لوح ملنے کی صلاح ہو رہی ہے تم قتال آہن سے اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچو گی سب حال مجکو معلوم ہوا سیماب نے یہ بھی دیکھا کہ کنیز ہماری شگوفہ ساحرہ ہے سمجھ گئین کہ اسی نے جاکے سب کچھ کہا سب حال کھل گیا دیکھین تقدیر کیا دکھائے دونون شاہزادیان اپنے مقام سے اُٹھین شمشیر بلند کین عمرو نے جو جادوگر کو آتے ہوئے دیکھا ایک جانب بھاگا نخل کی آڑ مین چھپا جب دونون شاہزادیان اُٹھین چاہا کہ قتال آہن پر سحر کرین قتال نے دو شیشہ پھینک مارا جنپر قطرہ پانی کا پڑا وہ بیہوش ہو گیا سیماب نیلم پوش و ہماے جواہر پوش سحر بھی نہ کرنے پائین بناوہ پانی مشکل ہوئی آبرو مٹی رو گھڑا کر دونون گرین بیہوش ہو گئین آنکھین کھلتی نہین ہاتھ پاؤن بیکار ہین کنیزون کی یہ کیفیت ہے کہ کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کوئی بیہوش ہوئی باغ مین لالہ زار کھل گیا دریاے خون بہنے لگا نور الدہر صنم لعل اب کھینچکر اُٹھے چاہا کہ اُس ساحر پر جا پڑون قتال آہن نے اشارہ کر دیا یہ بھی گرے بیہوش ہو گئے ہاتھ پاؤن بیکار مجبور و ناچار تلوار الگ جا گری سپر نے پشتیبانی کی تلوار نے اپنا جوہر دکھایا کمان مین خم خنجر بیدم تیر لاغر پر بند ترکش مین دردمند قتال بڑھا کہ سب کی مشکین باندھون گرفتار کر کے خدمت شاہ مین لیجاؤن اس خیر خواہی مین رتبۂ جلیل پاؤن بل کرتا ہوا چلا اس بات پر بہت خوش ہے کہ میرے ایک سحر مین سب بیہوش ہوے بل سیماب نیلم پوش و ہماے جواہر پوش کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا آج

کچھ نہ چلی یہ سب از صرافت اپنے سامنے شاہ طلسم کے بیان ہونگے بڑے بڑے ساحر خدمت مین شاہ کے حاضر رہتے
ہین سب وجد کرینگے کہینگے کہ ای قتال یہ تمھارا ہی کام تھا دشمنان شہنشاہ کو ایسا جلدی بیہوش کیا بیٹی
شاہ کی جو سامنے شاہ کے جائیگی تمام اہالی دربار کو عبرت ہوگی کہ بیٹی باپ کا گھر مشاق ہو ایسے مقدمات
کیئے ہوسے شرم آتی ہو ایسے ایسے خیال کرتا ہوا دم سحر ساحری کا بھرتا ہوا کہ ان سب کی مشکین باندھون
چند قدم چلا تھا کہ پہلوے باغ سے رونے کی آواز آئی کسی نے پکارا کہ ای وزیر اعظم وای دستور معظم فریاد کو
وقت امداد ہو قتال آہر یزنے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین شباب کا عالم جوانی پھٹی پڑتی ہو بقول شخصے
کہ اپنے سائے سے لڑتی ہو چھوٹے چھوٹے گال گلوری گلے مین دبی ہوئی شکم صاف و شفاف کھلا ہوا تختہ بلور
جانت نور کی نازک اندام مقبول طبع خاص و عام ایک جوتی پاؤن مین ایک چمن مین چھوٹ گئی جوانی مین
اسکی خبر نہین پامال ہونے والون پر نظر نہین عجب سج دھج سے آتی ہو کہ دیکھکر طبیعت گھبراتی ہو جیسے ہی قتال
سے چار آنکھ ہوئی ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہو پکار کے کہا کہ ذرا ادھر تو آؤ تم گھورنے والے غارت ہو جاؤ
نگاہون مین کھائے جاتا ہو ارے تیری آنکھین پھوٹین گھٹنے ٹوٹین سر نہ جھکا میری بات کا جواب دے ارے
جلدی یہان آ ڈر کے جو عیار بھاگ گیا تھا وہ سامنے نخل کے کھڑا ہو بی شگوفہ کو بھی ساتھ لیتے آؤ شگوفہ
و قتال دونون دوڑ کے چلے وہ نازنین ہاتھ سے اشارہ کیے جاتی ہو کہ ارے قدم اٹھا کر چلو ورنہ حریف
بھاگ جائیگا عیار طرار چلاوہ ہو نگوڑے عمرو کے سب تعلیم کردہ ہین یہ کہکے آپ ہی اپنے منھ مین طمانچے
مارنے لگی کہ ہو ہو مین نے کس کا نام لیا کچھ نگوڑے کے نام مین تاثیر ہو سامری و جمشید جان بچاوین
قتال نے اشارہ کر کے کہا کہ اری پیاری عیار کہان کھڑا ہو اسنے اشارہ کر کے کہا کہ نخل کے
سائے مین بیٹھا کپڑے بدل رہا ہو البو لہنگا پہنا پھر ابھی پہن لی ارے اس نگوڑے کو خدا غارت کرے
چھاتیان بنا رہا ہو قتال حیران ہو کہ اسکی زبان کیا قینچی چل رہی ہو شگوفہ نے کہا کہ عالم یاس ہی
عیار نے کچھ اسکو صدمہ پہونچایا ہو اسی وجہ سے بیتاب ہو دونون جب قریب پہونچے قتال نے
اُس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا اُسنے ہاتھ جھٹک کر کہا کہ الگ رہو مجھسے لپٹے نہ جاؤ پہلے دشمن کو تو مار لو پھر
مجھسے بات کرنا مین کوئی خیلہ دیوانی نہین ہون قتال نے کہا کہ ارے عیار کہان ہو اسنے ہاتھ اٹھا کر
کہا کہ ارے وہ سامنے بیٹھا ہو چھوٹے کپڑے پہن رہا ہو قتال اُدھر جھکا کہا کہ بی شگوفہ ذرا تم بھی دیکھو
یہ تو فقط مجکو گھورنا جانتے ہین آنکھون کے آگے ناک سر جھے کیا خاک مین تو انکی ناک کٹوا ڈالونگی

قریب کا آدمی نہ سوجھتا ہوگا جیسے ہی قتال و شگوفہ جھکے کہا کہ ارے کہاں ہو اُس نازنین نے دونون کے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے کہا کہ اب تو سوجھا دونون نے چاہا کہ پلٹین حلقے کمند کے گلے مین پھنس چکے تھے ایک جھٹکا مارا دونون مُنھ کے بل گرے لپٹ کر خنجر مارا قتال کا شکم چاک شگوفہ کا بھی قصہ پاک ان دونون کے لاشے تڑپنے لگے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قتال و شگوفہ بود ہاے حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئے سیماے نیلم پوش و ملکہ ہماے جواہر پوش کو بھی ہوش آیا نور الدہر بھی اُٹھے کنیزین بھی ہوشیار ہو مین پھر وہی صلاح ہونے لگی ہما و سیما کہ رہی ہین کہ اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین بڑا شخص مارا گیا اگر کہین شاہ طلسم کو ثابت ہوا فوراً فوج آئیگی بھاگنا مشکل ہوگا قتال آبریز کا مارا جانا بڑا غضب ہوا وزیر شاہ طلسم تھا کوئی نہ کوئی خبر پہونچائیگا ہاے اب کیا کرین ہم یہ سمجھے تھے کہ اس مقدمۂ خاص مین سمجھکر صلاح کیجائیگی یہ نہ سمجھے تھے کہ فوراً آفت آجائیگی ہاے تقدیر کی خوبی عشق کی نیرنگی کیا جلد یہ سامان دکھایا اب تو یہ کیفیت ہے

نظم

ایک عالم ہے مری غفلت وہشیاری کا
کام خونریزی ہے اُس یوسفِ بازاری کا
وصف خط ہے کہین دیوان مین کہین وصف کمر
کور آنکھین ہون کسی طور سے روتے روتے
معنیِ شعلۂ آواز مین شک ہو جسکو
ہے یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہے بشر
نقشے مین جسز قدم یار نہین گرتا ہون
ہے وہ نخلِ چمن حُسن یہ ہین پھول اُسکے
شہسواری کا جو اُس چاند کے ٹکڑے کو ہے شوق
تو وہ خورشید ہے چہرے سے اُٹھائے جو نقاب
رو سے گلرنگ اگر حوض مین ہو عکس فگن

خواب دیکھا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
جان بیچے جو کرے قصد خریداری کا
ساتھ ہے جدول زنگار کے اک باری کا
اور چارہ ہی نہین دیدہ کی بیماری کا
دیکھے عالم مرے نالون کی شرر باری کا
دل مین دروازہ ہے اس گنبد زنگاری کا
بیخودی مین بھی مجھے دھیان ہے خودداری کا
جسم محبوب مین کرتا نہین پھلکاری کا
چاندنی نام ہے شبدیز کی اندھیاری کا
ہو ہر اک ذرے مین عالم وہین چنگاری کا
طور فوارے کا ہو رنگ کی پچکاری کا

ملکہ کبھی سیماے نیلم پوش رو رہی ہین کبھی طرف نور الدہر کے متوجہ ہو کر کہتی ہین کہ آپ کے حُسن عالم سوز نے تمام دنیا کو جلادیا یہ شگوفہ حرامزادی کیونکر کئی وزیر کو کہان پایا کیونکر لیکر آئی اب کیونکر

دریافت کرون لیکن اب تدبیر یہ ہی کہ جرأت کا کام ہی اسی مین نام ہی میرے باغ سے نقب لگی ہی جہان گلدستے
رکھے ہین وہین مہرہ نقب کا ٹوٹتا ہی جس وقت آپ پہونچین گے ایک دیو آکر حملہ کریگا آواز دیگا کہ او خونخوار کیون
تیری قضا آئی ہی اگر آپ نے اُسکو مار لیا گلدستے شگفتہ ہونگے بسم اللہ کہکر ایک گلدستے پر ہاتھ ڈالیے گا
لوح ہی پر ہاتھ پڑیگا اپنا قبضہ کیجیے ہم بھی پہونچ جائینگے لوحداران سے لڑائی سخت پڑیگی اگر اُسکو مارا پھر
مقامات ہین لوح آپ کو خود تعلیم کریگی خلاف لوح قدم نہ اُٹھانا ہوا ہے آپ کو نقب مین روانہ کرو ہم تم سحر
تیار کرکے بالاے آسمان چمکین قتل خونخوار مین کوشش کرین جو ہونا تھا وہ ہوا لیکن اے طلسم کشا ہماری
ہدایت پر عمل رہ ہو تو اسطرح کاربند ہوا در لوح دستیاب ہو لوحداران کو ہم ہی پر ناز تھا کہ جب تک سیما
شریک نہ ہوگی لوح نہ مل سکیگی آپ کے اقبال نے ہمکو شریک کر لیا یہ کہکے سیما دو ہما اُٹھین نور الدہر کو لیکر
بارہ دری مین آئین آپ ستارۂ سحری بنکر بلند ہو گئین یہ کہہ گئین کہ جو سامنے کمرہ ہی اُسین نقب پختہ ہی بسم اللہ
کہکر اُسین داخل ہو جیسے عیار کو حکم ہوا کہ تم الگ سے جاؤ ساتھ جانا تمھارا مناسب نہین طریقہ کشتا ہی کہ طلسم کشا
اکیلا جائے شبرنگ تو ایک جانب چلا یہان نور الدہر بسم اللہ کہکے نقب مین داخل ہوے دیکھا کہ
نقب پختہ اسقدر بلند ہی کہ ایک سوار جا سکتا ہی رہروی کرتے ہوے واسطے لوح کے جاتے ہین لیکن
بعد جانے ملکہ ہما کے لوحداران نے کنیزون سے کہا اور جو شاہزادیان مہمان آئی ہین اُن سب سے
کہا کہ آپ لوگون نے انقلاب دیکھا بیٹی چاہتی ہی کہ باپ کا گھر برباد کرے اگر مین ملنے یہ انتظام نہ کر رکھا
ہوتا تو لوح ہاتھ سے گئی تھی مگر اے منتظم جادو تم کوٹھے پر جاکے بیٹھو جب تک ملکہ سیماے نیلم پوش نہ شریک
ہوگی طلسم کشا یہانتک نہ پہونچیگا لیکن فکر ضرور ہی طلسم کشا صاحب اقبال ہی پہلے ہی اُسکو یہ شرف ملا کہ
دختر شاہ طلسم شریک ہو گئی اسقدر درپے آزار ہی کہ چاہتی ہی طلسم برباد ہو منتظم جادو بالاے بام آئی
گلدستون کو دیکھ رہی ہی گلدستے اپنی حالت اصلی پر ہین شگفتہ ہونے لگے ہوا سے سرد چلی ایک طائر پیدا ہوا اُسنے
زمزمہ سرائی کرکے آواز دی کہ اے منتظم تو نے اب تک کچھ کام نہ کیا طلسم کشا آیا چاہتا ہی آیا اور لوح لے لی
سیماے نیلم پوش شریک ہو گئی سب تدبیرین بتا دین یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی آواز آئی کہ باشیداے
کافران ہمیا شم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان نبیرۂ صاحبقران نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ

ز طفلی بجرأت ہنر داشتم	دیگر	لقا را بیکدست بر داشتم
لقب بر یلانِ عرب یافتم		ستہ نوجوانان لقب یافتم

منتظم جادو دوڑی ایک دو ہتڑ مارا نورالدہر زمین پر گرا اگر گرے منتظم نے تلوار کھینچی کہ سر کاٹ لون آسمان پر
دونون شاہزادیان چھپی رہی تھیں سیمائے نیلم پوش نے کہا کہ ملکہ ہما غضب ہوا شاہزادہ قتل ہوتا ہے
ملکہ ہمائے جواہر پوش نے کلیجہ پکڑ لیا کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا شاہزادہ بحیس و حرکت پڑا ہے منتظم
قتل کرنے جاتی ہے ملکہ سیما نے کہا کہ تو جلدی کر ورنہ قتل کیا چاہتی ہے سیمائے نیلم پوش دعا کرنے لگی
ہمائے جواہر پوش ستارہ بنکر گری منتظم کے دو ٹکڑے ہوے منتظم کے مرتے ہی نورالدہر اٹھ کھڑے ہوے نعرہ کیا کہ او
خونخوار کہان ہے کیون ہماری نظرون سے نہان ہے کہ زمین کانپی ایک ساحر زبردست قوی تن قوی تن دار شمشاد
ہاتھ مین غصہ بات بات مین للکارتا ہوا زمین سے نکلا کہ او طلسم کشا منتظم کو مارا دونون جادوگرنیان تیری
شریک ہین انکی بھی فکر ہو جائیگی شاہ طلسم کو خبر کیجائیگی قیامت برپا ہوگی نکو امون کو سزا دیجائیگی یہ کہکے خونخوار نے
نورالدہر پر حملہ کیا نورالدہر نے گرز کا ٹکڑا ٹھہو دیر ہاتھ ڈالدیا گرز چھینکر پھینکدیا خونخوار لپٹ پڑا کشتی
ہونے لگی دونون شاہزادیان آسمان سے دیکھ رہی ہین کہ دونون سے کشتی ہو رہی ہے نورالدہر نے لڑتے
لڑتے نعرہ شیرانہ کیا ایک ہتہ مارا کہ سر خونخوار کا زمین سے ملا دیا مگر زنجیر مین ہاتھ دیکر بقوت صاحبقرانی
اٹھا لیا گھیر کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ میگوئی خونخوار نے
بقہر و غضب جواب دیا کہ او طلسم کشا مین تیرا مذہب نہ اختیار کرونگا نورالدہر نے اٹھکر ایک پاؤن دونون
پاؤن سے دبایا ایک پاؤن کو دونون ہاتھون سے تھام کے خونخوار کو چیر کر پھینکدیا ملکہ لوحداران مسند پر
بیٹھی ہے چالیسون شاہزادیان یہ انقلاب دیکھا ابھی تک نہین گئین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ اس ہنگامے کی اطلاع
بادشاہ طلسم کو کیجیے لوحداران نے کہا کہ مین نامہ لکھ چکی کچھ جواب نہین آیا جب تک سیمائے نیلم پوش
نہ شریک ہوگی طلسم کشا یونہی بھٹکتا پھریگا اگر ہم قبل سے واقف ہوتے گرفتار کر لیتے مگر شاہ کا پاس تھا
کہ انکی دختر بلند اختر ہے کیونکر دست اندازی کرتے دربار شاہی مین ذکر ہوتا کہ باپ کی نوکر بیٹی کا پاس
نہ کیا افسوس کا مقام ہے یکایک کان مین منتظم کے مرنے کی آواز آئی لوحداران نے گھبرا کے کہا کہ ارے کسی نے
منتظم کو قتل کیا آگے آگے لوحداران پیچھے پیچھے چالیسون شاہزادیان سر برہنہ پریشان حال جناب و
بیقرار طرف کو بڑھ کے چلیں راہ مین آواز آئی طائر ولولے نے آواز دی کہ خونخوار بھی مارا گیا یہ صدا سنکر

لوحداران اور زیادہ گھبرا گئی کہا لو صاحبو خونخوار بھی مارا گیا یہان نورالدہر نے خونخوار کو مار کر طرف گلدستون کے دیکھا سب گلدستے مرجھا گئے جو گلدستہ بیچ مین ہے وہ نہایت سرسبز و شاداب گلہاے رنگا رنگ غنچہ ہاے گلدستہ درج کہ مثال دہان معشوق ہری پیکر چار جانب حسرت سے دیکھ رہے ہین نرگس شہلا کی آنکھین سوجی ہوئین گیسوان سنبل پریشان بیچ مین ایک شے مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے آسمان سے دو نون شاہزادیون نے آواز دی کہ اے شہریار جلدی کیجیے لوح پر قبضہ فرمایئے لوحداران آتی ہے لڑائی پڑیگی یہ آواز سنکر نورالدہر پڑھے بسم اللہ کہکر ہاتھ مارا لوح طلسمی پر ہاتھ پڑا اب اُٹھایا پیشانی پر مرقوم تھا کہ لوح طلسم کا وسیہ نورالدہر نے لوح کو گلے مین ڈالا کہ لوحداران مع صدہا کنیزون اور چالیس شاہزادیون کے بالاے بام آکر پہونچی دیکھا کہ نورالدہر کا قبضہ لوح پر ہو گیا کہا کہ ارے مارو ابھی یہ حکم لوح سے آگاہ نہین ہوا چار طرف سے جادوگرنیان حربہ ہاے سحر لیکر نورالدہر کی طرف متوجہ ہوئین کسی نے آگ برسائی کسی نے سحر کیا دریاے آتش پیدا ہوا کسی نے خنجر برسائے کسی نے تلوارین گرائین ملکہ سیماے نیلم پوش و بہماے جواہر پوش نے جو آسمان سے دیکھا کہ شاہزادہ گھرا ہوا ہے کمر تلوار کھینچ کر جا پڑا جادوگرنیان بھاگتی پھرتی ہین نورالدہر نے جسپر ہاتھ مار دیا اُس جادوگرنی کے دو ٹکڑے ہوے مگر جادوگرنیان پیچھا نہین چھوڑتین لوحداران پکار رہی ہے کہ اگر طلسم کشا بچکر نکل جائیگا تو طلسم کا وسیہ مین کوئی نام مذہب سامری و جمشید کا نہ لیگا جادوگرون کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا اس بات پر جادوگرنیان اور جان دے رہی ہین جانتی ہین کہ طلسم کشا پر غالب ہونگے یہی قصد ہے کہ لپٹ کر بوٹیان کاٹ کے کھالین طلسم کشا کو زندہ نہ چھوڑین یہ ہمارے قبیلے کا دشمن ہے جادوگرون کے واسطے رہزن ہے سیماے نیلم پوش و بہماے جواہر پوش نے جو یہ ہنگامہ شاہزادے پر دیکھا ایک آہ کی کہا کہ صاحبو ہکو کیونکر چین آئے شہریار کس آفت مین پھنسے ہین افسوس صد ہزار افسوس **نظم**

میرسد ہردم بخاص و عام فیض عام عشق	میشود تقسیم بر ہر نیک و بد انعام عشق
تا دم آخر بماندم بجود از بیخودی	بسمل تیغ محبت کشتۂ صمصام عشق
روز گرد د شب فرقت بجال انتظار	کہ شود صبح مسرت اندر ان غم شام عشق
وحشت و خواری و بدنامی است فخر عاشقان	ہست رسوائی و ذلت عزت و اکرام عشق
عیش و آرام است بر وے اندرین دنیا حرام	ہر کہ باشد بندۂ زار محبت رام عشق

طالب دنیا کند بنیاد دنیا پائدار
ہندی از عشق و محبت در زمانہ رو متاب

عاشق حق خواہد از حق صرف استحکام عشق
تا شود حاصل ترا در نام داران نام عشق

دونون بیقرار ہوکر آسمان سے گرین سحر کرنے لگین خنجر توڑے آتش سحر بجھائی تلوارون کو توڑا کچھ سپرین سر پہ نورالدہر کے حائل کین کبھی خود شاہزادے کے سامنے آکر سینہ سپر ہوتی ہین لوحداران جب جا پڑی دونون کو ایک ایک زخم لگایا کسی کا سر زخمی ہوا کسی کا شانہ نشانہ کیا جب نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا کہ لوحداران نے دونون کو زخمی کیا لوحداران پر جا پڑے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ اندھا ہوگیا اور بے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے اسقدر جادوگرنیون کا بلوہ ہے کہ لوح نہین دیکھ سکتے ہین چاہتے ہین کہ احکام لوح دیکھکر جنگ کرون موقع نہین ملتا لوحداران نے سحر کرکے اندھیرا کر دیا ہے ایک ساحرہ نے پڑھکر ہما سے جواہر پوش پر سحر کیا پانون ملک کے زمین نے تھام لیے چاہا کہ تیغہ مارون کہ سر اڑ جائے نورالدہر نے پڑھکر لوح کو چمکایا گلنار زعفران پوش آئینہ دار حیران الشکل گیسو پریشان خاموش کھڑی تھی کہ سیما نے جھپٹ کر ہاتھ مارا دونون پانون گلنار کے اڑ گئے پانون کے کٹتے ہی اسنے ایک چیخ ماری پکار کر آواز دی کہ اے لوحداران بینا الخین کچھ شرم و حجاب نہین لڑائی مین مصروف ہین ہر طرف ہنگامہ گیر و دار بلند ہے کہ طلسم کشا کو پکڑ لو اور اسکو کو بچ کر نکل جانے بڑی بدنامی ہوگی یہی لوگ کہین گے کہ طلسم کشا نکل گیا وہ حرکت نہ ہو کہ اس طلسم مین بدنامی ہو سب جادوگرنیون نے ملکر یاوہ کیا ہے کہ نورالدہر کو گرفتار کرلین سیماب ہا برق جیسے بنی ہوئی لڑ رہی ہے جسپر جا پڑین اسے قتل کیا کسی کو گولہ مارا نورالدہر نے لوح چمکا کر سیکڑون کو نابینا کیا اور بے ہاتھ مارے دو ٹکڑے کیے اس طرح پر صدہا جادوگرنیون کو مار گیا کنیزین چلی ہی آتی ہین جان دینے پر آمادہ ہین ہزارون نے لڑ بھڑ کر جان دی نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب لوحداران کے پہونچے لوحداران نے آگ برسائی انکے پاس لوح طلسمی ہے آگ نے تاثیر نہ کی جو شعلہ قریب آیا بجھ گر پڑا یا پانی ہوکر نابود ہوا ہر طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہے نورالدہر شیرانہ لڑ رہے ہین لوحداران نے کئی سحر کیے نورالدہر پر تاثیر نہ ہوئی پکار کر آواز دی کہ یارو بد اقبالی کا وقت ہے طلسم کشا کو لوح ملگئی اب کیا کر سکتے ہین سحر تاثیر نہ کریگا بلکہ عکس لوح سے سحر فراموش ہوا دریائے حیرت کا جوش ہوا دیکھین اب تقدیر کیا دکھائے چلکر بادشاہ طلسم سے فریاد کرو وہ بادشاہ ہین فوج بھیجین گے یا کچھ اور تدبیر کرینگے یہ کہکے تڑپی سب جادوگرنیون نے بیچ مین لیا ارادہ ہوا کہ تبدیل فلک ہو جاؤن نورالدہر کی نگاہ لوح پر پڑی جانے برق کبھی چمکائی مضمون صاف صاف لکھا پایا کہ اگر لوحداران نکل گئی نشانہ ہو اگی نورالدہر نے تعجیل تمام ترکش سے کمان ترکش سے تیر کمان مین

پیوست کرکے تا کاسہ کمان کاڑو کاعقاب تیر پر کھول کر چلا برے مقام پر جاکر پڑا اگدی کو توڑکر پار گذرا اچلے خون کے شرارے آتش کے نکلے اور جادوگرنیون پر گرے مثل ہیمۂ خشک سب جلنے لگین لوحداران زمین پر گری تڑپ تڑپ کر جان دی پاس سامری وجمشید کے پہونچی اور سب جادوگرنیان جلنے لگین تھوڑی دیر مین آواز آئی کُشتی مرا نام من لوحداران جادو بود اور سب جادوگرنیون کے مرنے کی آوازین بلند ہوئین جو جادوگرنیان گرفتار ہوئی تھین وہ بھی قتل ہوئین ایک عجب ہنگامہ ہر گئی دن اسی مقام پر جنگ مین گذرے اسی شیر کا کلیجہ تھا کہ ایسی جنگ کو سر کیا ساحرون کو زیر وزبر کیا بعد تھوڑی دیر کے ہوا صاف ہوئی سب کے لاشے پڑے ہین دفن وکفن کا کون سامان کرتا نورالدہر وہان سے اُترے ایک ایک سے پوچھتے ہین کہ لوحداران کی بہن موسوم بہ ببران جادو وہ کس مقام پر رہتی ہی جب کسی نے مفصل نہ بتایا بارہ دری مین آئے شہر تک کے جو یا ہین کہ سیاہ ہما دو لون آکر پہنچین کہا کہ ای شہریار اسی باغ مین زندانخانہ ہی اس ملعونہ کا یہ دستور تھا کہ جو تاجر ادھر سے نکلا رات کو سحر کرکے پانی برسایا سوداگر گھبرایا اُسی وقت جاکے لوٹ لیا اُسکو لاکے قید کیا کئی ہزار بندگان خدا اسی طرح قید ہین اُنکو رہا کیجیے نورالدہر یہ سُنکر اُٹھے ایک سمت چل نکلے گوشۂ باغ مین آکر دیکھا کہ ایک قصر سیاہ بنا ہی اُسمین قفل لگا ہی لوح طلسمی کو قفل سے مس کیا قفل ٹوٹ کر گرا اندر مکان کے آئے دیکھا کہ کئی ہزار بندگان خدا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان پہنے ہوے بیٹھے ہین آمد نورالدہر جو ہوئی ماران سیاہ ان سبھون کے گرد بیٹھے تھے جب لوحداران قتل ہوئی ماران سیاہ پانی ہوکر بہ گئے قیدیان بلا آپس مین چرچے کررہے تھے کہ یارو آج نئی بات ہی کہ ماران سیاہ ہلاک ہوے شاید کسی نے لوحداران کو مارا ایک نے کہا کہ یارو سالہا سال ہمکو اسی قیدخانے مین گذرے مگر کوئی صورت رہائی ممکن نہ ہوئی لیکن آج معاملہ عجیب وغریب پیش آیا ہی یہ ذکر تھا کہ دروازہ کھلا شاہزادے کو دیکھکر سب خوش ہوگئے نورالدہر نے فرمایا کہ یارو خوشی کرو کہ جسنے تمکو قید کیا تھا وہ داخل جہنم ہوئی اب وقت رہائی ہی سب سلام کرنے لگے نورالدہر نے اُن سب کو رہا کیا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین تین ہزار جوان تھے سب کو ساتھ لیکر نکلے دوسرے پہلو مین ایک قصر دیکھا اُسکو بھی کھولا اُسمین اسباب بہت نکلا نورالدہر نے اُسکو نکال کر انبار کرایا تین ہزار جوان آکر اُترے ایک بارگاہ استادہ ہوئی اُسمین شاہزادہ داخل ہوا کچھ جادوگرنیان جو بھاگ کر چھپین تھین جب نورالدہر چلے آئے تو وہ نکلین لاشہ لوحداران کا اُٹھا لیکر طرف طلسم کا دسیہ کے چلین یہان کاؤس اورنگ نشین تخت پر بیٹھا ہی گرد مشیران سلطنت ووزیران ابہت تمام سردار آج کل جمع ہین نامے لکھکر سب کو بلوا لیا ہی پہلوان

ساحران زبردست کاہن نجومی سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ در بارگاہ سے رونے پیٹنے کی صدا آئی کاؤس نے کہا کہ ارے یارو یہ کون روتا ہی چوبدارون سے باہر نکل کر دیکھا کہ چند جادوگرنیان دریاے خون مین نہائی ہوئین لاشے اُنکے افسرون کے لدے ہوے گریان و نالان اندر بارگاہ کے آئین لاشے سامنے رکھدیے کہا کہ ای شاہ غضب ہوا سیماے نیلم پوش بھی شریک طلسم کشا ہوئین اول قتال وزیر آپکا مارا گیا بعد اُسکے آکر لوح لی آپ کی صاحبزادی ملکہ ہماے جواہر پوش و سیماان دونون نے آپس مین ملکر لوحداران کو قتل کرایا باغ کے قیدی چھوٹے دربلغ زنگار رنگ پر طلسم کشا مع تین ہزار جوانون کے فردکش ہی کوچ کرکے آپ پر آئیگا قاعدہ بتانے والیان طلسم کشا کے ساتھ ہین یہ سُنکر کاؤس بہت گھبرایا کہا کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے لوح طلسمی بھی چھین لے عیوق دیرانہ نشین پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اپنے مقام پر بیٹھا تھا جھومتا ہوا اُٹھا کہا کہ ای شہنشاہ عالیجاہ فرزندان حمزہ کو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی مین جاکر مقابلہ کرونگا اول تو لوح طلسمی چھین لونگا بعد اُسکے اُنکی مشکین باندھونگا کاؤس اورنگ نشین نے خلعت رخصت دیا عیوق ساٹھ ہزار جوان لیکر براے مقابلۂ نور الدہر چلا قضاے کار راہ مین اسکا بھائی ساروق اژدر سوار رہتا ہی اُسنے جو خبر سُنی کہ بھائی صاحب آتے ہین براے استقبال نکلا عیوق سے ملاقات کی پوچھا کہ بھائی صاحب کہان جاتے ہو اسنے سب حال بیان کیا ساروق نے کہا کہ آج تو مین نہ جانے دونگا بعد مدت آپ کا آنا ہوا ہی دو دن نہ جانے دونگا بیرون قلعہ بارگاہین استادکرائین بازارین درست ہوئین بڑے تکلف سے عیوق کو ساروق نے اُتارا طائفے جمع ہوے نازنینان مہ جبین نے مجرا شروع کیا ایک نازنین شوخ و طرار موسوم بہ گلعذار سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی

نظم

ناز بیجا سے سوا شرم کے حاصل نہ ہوا — غیر پر ظلم کیے میرے مقابل نہ ہوا

خود گلا کاٹ موا جبکہ مین بسمل نہ ہوا — اُنکو آسان نہ ہوا جو مجھے مشکل نہ ہوا

کس طرح بزم مین وہ آنکھ چراتے مجھسے — دل کو کھو کر یہ ڈرا تھا کہ مین غافل نہ ہوا

خود چھپانے کو مری لاش سے کنتا ہی وہ شوخ — مجکو یہ غم ہی کہ مین کیون ترا قاتل نہ ہوا

یاد کاکل مین بھی خود رفتگی اپنی نہ گئی — جوش وحشت [illegible] مین پابند سلاسل نہ ہوا

دل دیا جیسی وہ دم [illegible] دشمن — [illegible]

خون مرا ہا گلے کا نہ ہو کیون ای قاتل — دست رنگین مری گردن مین حمائل نہ ہوا

آتش سینۂ تفتیدہ کو کیا مین روؤن — اشک جانب کرہ آب کے مائل نہ ہوا

دیتے تکلیف شب ہجر مین آہ اپنے پاس — نقد جان پیشکش مرگ کے قابل نہ ہوا

بے حجابی کا گلہ کیجیے تو کہتا ہے ترسے — پردۂ چشم کی تقصیر کہ حائل نہ ہوا

کیا گلے ہوتے گر اور دن پہ بھی رحم آجاتا — شکر صد شکر کہ میرا سا ترا دل نہ ہوا

مر گیا جسپہ نہین گھر مین رسائی اُسکے — تھا تو مومن مین د لے خلد مین داخل ہوا

سب کافر جمع ہین دورۂ شراب بے اندیشۂ انجام سب بست بیٹھے ہین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین وجمیل مرکب سہ چشمی پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے دل بارگاہین خیمے چھکڑون پر لدے ہوے آسمان پر لگا ابر گلنار چھایا ہوا وہ جوان آکر اُسی صحرا مین فروکش ہوا عیوق وساروق نے ہرکارون سے کہا کہ دریافت کرو یہ کون شخص ہے کہان جاتا ہے عیوق نے کہا کہ مین نے تصویر طلسم کشا کی دیکھی ہے خال وخط کچھ قد وقامت مین فرق ہے مرکب بے نظیر حسن مین رشک۔ اہ منیر کیا عجب ہے کہ یہی طلسم کشا ہو ہرکارے گئے آکر خبر دی کہ طلسم کشا کا عزیز دار ایرج نامدار فکر طلسم کشائی مین یہ بھی جاتا ہے کئی قلعے فتح کیے یہ سُنکر عیوق نے کہا کہ ای برادر اس جوان سے کہلا بھیجو کہ ہمارے صحرا مین نہ اُترے ورنہ ہم لڑوالینگے یہ حکم لیکر ہرکارہ لشکر اسلام مین گیا گذر ہونا بارگاہ تک دشوار تھا شاپور سے اتفاق ہوئی ہرکارے نے تمام کیفیت شاپور سے کہی شاپور نے کہا کہ جاکے اپنے آقا سے کہو کہ غرور اپنے دماغ سے نکالو ہم مسافرانہ جاتے ہین مقام معقول دیکھا اُتر پڑے صبح کو چلے جائینگے اگر یہ نہین منظور ہے بسم اللہ طبل جنگی بجوائیے صبح کو میدان کارزار مین آئیں سب حال کھُل جائیگا یہ سُنا تھا کہ ہرکارہ غصے مین پلٹا آکر عیوق کے سامنے بیان کیا کہ حضور یہ لوگ بڑے سرکش ہین عیوق نے یہ سُنتے ہی طبل جنگی بجوایا ایرج کو خبر ہوئی انھون نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے بڑھکر اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے

بند

جسنے دیکھا ہے تو ارتخ مین ای اہل نظر — ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر

وجہ ہے اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر — یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر

زاد در ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم — سفر دور ودراز است دما تجبیر کنیم

کو گیتوں نے جو یہ اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ لڑین بھڑین نام
آورین عیوق ادھر جھوم رہا ہے جب نقیب ہٹے عیوق نے گینڈا نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ کہان ہین نبیرۂ حمزہ
مقابلے مین مابدولت کے آئین تو حال معلوم ہو مگر شب کو جو اس مقام پر اُترے تو صبح دلکشا نے ایرج
سے کہا کہ دو دن آپ اسی مقام پر قیام کیجیے مین جا کر حال لوح دریافت کرون صبح دلکشا اس تلاش مین
چلی گئین یہان جب عیوق نے نعرہ کیا ایرج نوجوان نے مرکب عربی بڑھایا کرہ بن اشقر بہار ہے اور مرکب
پر سوار ہوے مقابلے مین عیوق کے آئے عیوق نے جو جمال جہان آرا دیکھا حیران ہو گیا کہا کہ ای شہریار مجھے
آپ کے شباب پر ترس آتا ہے اس وقت مین آپ نے کیون قصد کیا مین نے جس سے مقابلہ کیا اُسکو مارا اگر آپ
میرے ہاتھ سے مارے گئے بڑا قلق ہوگا ایرج نے کہا کہ کیون غرور کی باتین کرتا ہے یہ میدان کارزار ہے زبان تیغ سے
سوال و جواب ہو زبانی کلام ہونا مناسب نہین مگر عیوق سمجھا رہا ہے جب ایرج نے نہ مانا کہا کہ ای
جوان مین ناچار ہون مجبوری سے تجھسے مقابلہ کرتا ہون حربہ تو کرلے کہ تیرے دل مین حوصلہ نہ رہجائے
ایرج نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے اُسنے خبردار
خبردار کہکے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے
ہین کس زور وشور سے نیزہ چل رہا ہے سب طرف سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہین گرمی جنگ ہے کہ صحرا
سے جھنانے کی آواز آئی کہ جسکی صدا سے گوش گردون کر ہو سب نے دیکھا کہ ایک دیوانہ ژولیدہ مو کمر مین
لنگر بندھا ہوا ایک زنجیر پاؤن مین اُسکو کھینچتا ہوا آتا ہے بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوے کمر سے نیچے تک ایک چوبدست
گران سنگ آہنی کئی ہزار من کی اُسکو چرخ دیتا ہوا پکارتا ہوا کہ او جیا تو جہان مابدولت رہتے ہین تم
یہان مقابلہ کر رہے ہو مثل برق جھپٹ کر آیا اس جلدی مین چوبدست لگائی کہ ایرج تو مصروف نیزہ بازی تھے
چوبدست اُسکی چل گئی ہرچند کہ ایرج نے چاہا بچون چوب بڑی شانہ جھول گیا بایان ہاتھ مارا گھوڑے کے سر پر
چوبدست آئی گھوڑے کا سر پھٹا ایرج اُس حال مین گرے پاؤن زیر شکم مرکب دبا شاہزادہ بیہوش ہو گیا عیوق
کو تاب نہ آئی ڈانٹا کہ او جیا یہ تو نے کیا کیا میرے معشوق کو مارا دیوانے مبہوت نے وہی چوبدست سر عیوق کے
ماردی عیوق مع گینڈے پر اٹھا ہو کے رہگیا اس ضرب دست کو دیکھکر سب تھرا گئے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ اسکے
مقابلے مین جائے دیوانے نے ایرج کو اٹھالیا اسی طرح جھومتا ہوا طرف اپنے بیٹھے کے روانہ ہوا شاپور بھی
چلا مگر چھپتا ہوا جاتا ہے جنگل مین آکر دیوانے نے ایک چیخ ماری کئی سو ملازم اسکے دوڑے ہوے آئے کہا کہ اس

جوان کو تو علاج کرو جب صحت پائیگا اسکو اپنا رفیق بنائینگے لازمون نے ایرج نوجوان کو ہاتھون ہاتھ لیا کنارے سے لاکر مرہم پٹی کی ایک مکان مین فرش بچھا دیا علاج مین مصروف ہوے سرشار دیوانہ ہر روز آکے لازمون سے پوچھتا ہے کہ اُس جوان نے صحت پائی لازم روز عرض کرتے ہین کہ حضور اب وہ جوان اُٹھنے لگا ہے اب جلد صحت پائیگا قضائے کار ایک ہفتہ ایرج نوجوان کو اس مقام پر گذرا ہے سرشار دیوانے کو اپنے زور و طاقت پر گھمنڈ ہے کہ ایرج نوجوان کو مسلسل و مطوق بھی نہین کیا شاہزادہ اُسی طرح اُس مکان مین بیٹھا رہتا ہے پہلو مین اُس مکان کے ایک قصر بلند ہے کہ دو پہر رات گئے ایرج نوجوان کی آنکھ کھل گئی شاہزادہ اپنے حال پر رویا بے اختیار یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل گئے نظم

نماند رستم و اسفندیار روئین تن ‌‌‌— نماند دولتِ دارا و حشمتِ بہمن

نماند پیر و جوان و نماند خُرد و کلان — نہ طفل ماند نہ بالغ نہ مرد ماند نہ زن

نماند وقت خزان و نماند فصل بہار — نہ گل بماند نہ بلبل نہ سبزہ و نہ چمن

نماند عابد و زاہد شریف و نیکوکار — نماند جاہل و غافل رذیل و تردامن

نماند ہمت بازو سے زور سرپنجہ — نماند قوت جسم و نماند طاقتِ تن

ہر آنکہ بندۂ حق شد شد از بلا آزاد — ز درد و رنج و محن گشت در جہان ایمن

ز ہر تعلق و ہر رشتہ بے تعلق شو — علاقہ دار بحق لاتخف و لاتحزن

مدہ بخاطر خود دخل حرص دنیا را — ز چار سمت برین خانہ بند کن روزن

قبائے عشق و محبت بقد موزون دوز — ز ذوق و شوق الٰہی تلاش کن سوزن

بہ بند رخت سفر زین سرائے فانی دہر — کہ نیست جائے قیام تو اندرین مسکن

ہدوستان صفاکیش دوست شو ہندی — مدار در دل غمگین خود غم دشمن

شاہزادہ بیقرار ہو رہا ہے کہ دیکھا کوٹھے سے ایک سیاہ پوش بذریعہ کمند اُترتا چلا آتا ہے جب زمین پر آیا اُسنے کمند ہاتھ سے رکھدی ایرج نے اپنی آنکھین بند کرلین وہ برقع پوش قریب آیا سر ایرج کا اٹھا کے اپنے زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے عارض پر ایرج کے آنسو گرے ایرج نے آنکھین کھولدین دیکھا کہ ایک نازنین ماہ پیکر نیک سرشت فخر حور بہشت گلعذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار سینے پر اُبھار نار پستان موے میان حُسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال عارض انور ماہ آسمان کمال ناز و ادا مثل

کنیزان کمترین دست بستہ ہمراہ ایرج کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا پوچھا کہ ای ماہ رخسار کیونکر بیان اپنا اتفاق ہوا آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہی اُس نازنین نے سر اُسکا جھکالیا کہا صاحب مجھ سوختہ بخت کا کیا نام پوچھتے ہو مین سرشار دیوانے کی دختر بلند اختر ہون نام میرا نمکین شیرین کلام ہی جسدن وہ آپکو لیکر آیا مجھ سوختہ بخت نے دیکھا بیقرار ہوئی بر مہی عشق کی دل کے پار ہوئی نظم

نازو ادا ہی تجھسے دل آرام کے لیے
یہ جامہ قطع ہی ترے اندام کے لیے

وحشت مین کعبے کو جو گیا کوے یار سے
لتے جنون نے جامۂ احرام کے لیے

عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا
حاجت قصور کی نہین الزام کے لیے

طفل کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ
آغاز ہی مین روتے تھے انجام کے لیے

اچھا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے
اک دن شکست فاش ہی بادام کے لیے

ہرچند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہو
ہوگا سفید صبح ہی ہر شام کے لیے

نامرد اور مرد مین اتنا ہی فرق ہی
وہ نان کے لیے مرے یہ نام کے لیے

مثل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر
ای قصر یار بوسے لب بام کے لیے

رکھوا کے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل
پیدا کیے ہین کشمکش دام کے لیے

دل مین سوائے یار جگہ ہو نہ غیر کی
خلوت سراے خاص نہین عام کے لیے

آتش جو چاہے پاسے توکل کو محکمی
جو صبح کو ملے نہ رہے شام کے لیے

کیا اپنی کیفیت عرض کرون آپ کی غربت کا بھی خیال ہی کیون صاحب یہ کیا نادانی تھی کہ ایسے زبردست دیوانے سے مقابلہ کیا کہ اس حوالی مین جسقدر پہلوان تھے سب کو اسنے مٹایا کوئی پہلوان اس حوالی مین باقی نہ رہا ایرج نے کہا کہ مین تو عیوق سے لڑ رہا تھا یہ زبردستی جا پڑا غفلت مین ہاتھ مارا ورنہ اس دیوانے کو ہوشیار کردیتا ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہی نگہبانون نے جو دوسرے کی آواز سنی دروازے سے دیکھا کہ بیٹی پہلوان دوران کی ایرج سے باتین کررہی ہی ڈر کے مارے کانپ گئے آپس مین کلام کیا کہ یارو اگر دیوانہ سن پائیگا سب کو مار ڈالیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک نے کہا کہ مین جاکر اطلاع کرتا ہون ہم تو جرم سے بری ہوجائین ایک شخص دوڑا ہوا پاس سرشار دیوانے لے پہونچا دیکھو اُدھر شلنگین لگارہا ہی گویا کثرت کا وقت ہی پہاڑ کے پتھر اُٹھا اُٹھا کے پھینک رہا ہی جو دست ہلا ہلا کے

درختون کو گرا رہا ہی جس درخت پر چوبدست ماردی پرزے پرزے کردیا کبھی پہاڑ پر چوبدستین مارتا ہی پہاڑ تھرا جاتا ہی
وہ شخص جاکر ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا کہ میان دیوانے صاحب آپ کی بیٹی گنہگار سے باتین کر رہی ہی ہم کچھ نہ کہ سکے
اطلاع کرنے آئے ہین یہ سُنتے ہی دیوانے کو غصہ آیا اُس شخص کو ایک چوبدست ماری کہ ہمارے سامنے ایسی بات
بے ادبی کی کہتا ہی وہ تو پرا اٹھا ہو کر رہگیا دیوانہ چوبدست لیکر چلا کہتا ہوا کہ میرا تو یہ ارادہ تھا کہ اس آقاے سُرخ
کو اپنا رفیق بناؤن سر پر مکان بناکے اُسمین بٹھاؤنگا لیے لیے پھرونگا اسنے نزرک پر نگاہ ڈالی بٹھیا باتین کر رہی ہی
یہان ایرج باتین کر رہے ہین نمکین شیرین کلام سے کہ زنجیر کے جھنجھنانے کی آواز آئی وہین سے نعرہ کیا کہ او آقاے
سُرخ باہر تو نکل نزرک کو لیکر بیٹھا ہی یہ آواز جو ملکہ نے سُنی تھرا گئی کہا لو صاحب غضب ہوا ایرج نے کہا کہ آنے دو
آج اس دیوانے کو ہوشیار کردونگا ملکہ رونے لگی ایرج نے دروازہ کھولدیا اور ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر
ایک بوسہ لیا اب تو دیوانہ بہت جھلایا ایرج جست کرکے باہر آئے دیوانے نے چوبدست کو چرخ دیکر ہاتھ لگایا
ایرج نے خالی دی ملکہ زار زار رو رہی ہین پٹ پر ہاتھ رکھے دیکھ رہی ہین چوبدست جو زمین پر پڑی تتق گرد بلند
ہوا دیوانے نے آواز دی زدم دلبست کردم مارا اور کام تمام کیا ایرج نے پہلو سے آواز دی کہ او بچا کسے مارا
مین موجود ہون دیوانہ پلٹ پڑا چوبدست پھینک کر ایک چنگل مارا کہ پیراہن ایرج مع گوشت و پوست نوچ کے رہگیا
ایرج کے زخم سے خون جاری ہوا ایرج نے لپک کر ایک طمانچہ مارا تڑاقے کی آواز ہوئی دیوانے نے چرخ کھایا
لپٹ پڑا ایرج سے کشتی ہونے لگی دیوانے نے شانے پر ایرج کے ایک چلکت مارا بوٹے کا بوٹا کاٹ کے رہ گیا ایرج نے
ایک گھونسا مارا منہ سے بوٹی نکل پڑی دیوانہ کانپ گیا اشارہ کرتا ہی کہ اب نہ کاٹونگا کشتی لڑ رہا ہی ملکہ بیقرار ہی
کشتی ہو رہی ہی پہر بھر کامل کشتی ہوئی آخر ایرج نے اُکھیڑ کر مارا چارون شانے چت کو دکر چھاتی پر سوار ہوے
دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہتا ہی کہ آقاے سُرخ خواب مین بڑے آقا آئے تھے آپ کی صورت دکھا گئے تھے آپ کا
نام نامی کیا ہی آپ صاحبقران کے پوتے ہین ایرج نے بزرگون کا نام بتایا دیوانہ قدمون پر گرا کہا کہ آقا
مین مسلمان ہوتا ہون ایرج نے کلمہ پڑھایا دیوانے نے دوڑ کر بیٹی کو کاندھے پر سوار کرلیا شلنگین لگانے لگا کہتا ہی کہ
ای نزرک تیری وجہ سے مجھے دولت ایمان ملی تو نے خوب مین مٹکا کیا آقا کو کہان دیکھا تھا وہ بیچاری کیا بولے سر جھکا
لیے ہی ایرج نے جھپٹ کر ہاتھ پکڑا کہا کہ او دیوانے بس مکان پر چل دیوانے نے کہا کہ آقا اس نزرک کو آنکھون کے
اندر رکھونگا تو نے اسے سرفراز کیا مین اسکا غلام ہون اور مین تجھسے ابھی زیر نہین ہوا میرا پاؤن پھسل گیا گر پڑا ایرج نے
ملکہ کو کاندھے سے اُتار لیا دیوانہ لپٹ گیا ایرج نے پھر اُکھیڑ کر مارا چھاتی پر سوار ہوکر زانو سے دبایا دیوانہ بولا کہ آقا

میرے سینے مین درد ہوتا ہی اب بھی میرا دل نہین بھرا تو کیا کر دیتا ہو کہ مین گر پڑتا ہون ایرج نے کہا پھر آئیے سات
مرتبہ ایرج نے زیر کیا اب دیوانہ راضی ہوا ایرج کو ساتھ لیکر چلا راہ مین جو دوکاندار ملا کہا بھائی خوشی کرو ہم آقا کے
شریک ہوسے آج ہمکو بڑی خوشی ہی مکان کھولا فرش مشجر بچھایا ہاتھ باندھکر حاشیے ایرج کے کھڑا ہوا خوشامدین
کر رہا ہی اپنے سامنے پر نگاہ جو پڑی اکڑنے لگا ایک چوبدست سامنے پر ماری عکس کو کچھ تاثیر نہوئی چوبدست پھینک کر
زمین سے لپٹ گیا ایرج ہان ہان کرتے ہین کہتے ہین او دیوانے مجہول بخت برگشتہ نامعقول یہ کیا کرتا ہی دیوانہ
کہتا ہی آقا یہ دشمن میرا بچا نہین چھوڑتا ایرج نے کہا تم چھوڑ دو ہم ابھی مار ڈالینگے جیسے ہی دیوانہ اٹھا ایرج نے زبان
دیوانے کو دھوپ سے ہٹا کر سائے مین لے آئے اب دیوانے نے دیکھا تو کوئی نہ معلوم ہوا کہا آقا یہ کہان گیا ایرج
نے کہا کہ ہمنے اُسے مار ڈالا دیوانہ بہت خوش ہوا کہا آقا یہ دشمن رات دن ستاتا تھا یہ باتین کرکے لاکر ایرج کو مسند پر بٹھایا
نوکرون سے کہا خوشیان کرو آقا سے سرخ آئے ہین ملکہ نگین شیرین کلام کو پردے مین داخل کیا ایرج نے
کہا کچھ لونڈیان بھی لیا ہو سکتے ہین دیوانے نے کہا کہ آقا سب کچھ ہو سکتا ہی بہت سی کوٹھریان بند ہین کسی مین غلہ
کسی مین جلدار و تبردار وغیرہ بند ہین کسی مین کسبیان بند ہین وہ سب ایرج سے فریاد کرنے لگے کہ ہمکو ناحق بند کیا ہی
ایرج نے کہا کیون کجی یہ کیا حرکت ہی زمیندار نے آکر عرض کی دیوانہ جب گانون مین آتا ہی ان سب کو جا کر زبردستی
پکڑ لاتا ہی کام لیکر کوٹھری مین بند کر دیتا ہی دیوانے نے کہا آقا مین مزدوری دو دونی دیتا ہون جب ان لوگون نے
مجھے آتے دیکھا بھاگ جاتے ہین اسواسطے قید کر رکھتا ہون سب نے کہا ہم اب کبھی نہ بھاگینگے ایرج نے سب کو
رہا کیا ایرج نے گانے کا حکم کیا ناچ ہونے لگا دیوانے نے ایرج کے ساتھ اپنی بیٹی کا عقد کیا کئی دن تک
دعوت و ضیافت رہی بعد کئی روز کے ایرج نے کہا اب ہم رخصت ہونگے نہین معلوم ساروق پر کیا گذری دیوانے
نے کہا آقا مین بھی ساتھ چلونگا ایرج اشتر دیوانے کو ساتھ لیکر مع محافہ نگین شیرین کلام کوچ کرکے چلے مگر
عیوق جو مارا گیا اُسکے ساتھ کے چند کس خدمت مین شاہ طلسم کی پہونچے تمام کیفیت بیان کی کاوس اورنگ نشین
نے حیلہ گر مستحق جادو کو حکم دیا کہ تم اپنے تئین جلد پہونچاؤ لشکر ایرج کو جاکر تباہ کرو اگر ایرج ملجائے تو شکنجہ
باندھکر لاؤ مستحق جادو بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر چلا ساروق سے آکر ملاقات کی ساروق نے
کہا میرا خود ارادہ تھا کہ طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کرون آپ آگئے اور بہتر ہوگیا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا آفتاب تیغ زن
کو خبر پہونچی اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین
آئے مستحق کا قصد ہی کہ مین مجیر ساحر شکر نامہ پیدا کردن گنبد سے نکلکر میدان مین آیا پکار کے آواز دی

جیسے تمام رگ کی ہو نکلے آفتاب تیغزن نے چاہا نکلون کہ صحرا سے گرد اڑی ایرج نوجوان مع اشتلار دیوانے کے
آکر پہونچے صفین درست ہونے لگین مستحق نے جو دوسری آواز دی ایرج نے مرکب ہمیز کیا آسمان پر برق چمکی صبح دلکشا
آکر پہونچین مگر حیران و پریشان مقام لوح کو ویران دیکھا حیران کہ یہ کیا ہوا اب مستحق للکارا ہی ایرج اُسکے مقابلے
مین جایا ہی چاہتے ہین وہین سے آواز دی کہ ای شہریار تامل فرمائیے یہ ساحر ہی ایرج رکے صبح دلکشا نے آکر مقابلہ
کیا آپسمین سحر ہونے لگے مستحق و صبح دیر تک لڑا ایک مرتبہ ملکہ صبح دلکشا نے کارد سحر جھول سے نکالی مستحق کے
سینے پر کھینچ ماری مستحق کے سینے کو توڑ کر پار گذری جب یہ مر گیا صبح دلکشا نے پکار کر آواز دی او ساروق اور کسی کو بھیج
ورنہ آکر اطاعت کر ساروق نے دیکھا اشتلار دیوانہ مثل چاکران کمترین کے ساتھ آیا ہی بجز اطاعت کچھ نہ بن پڑا آ کے
شریک ہوا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا مگر دل مین بغاوت ہی کہ ملکہ ان لوگون کو مارون کہ حال اسکا لکھا جائیگا ایرج ان
سب کو ساتھ لیکر نوبت نقارے بجاتے ہوے پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے ملکہ صبح دلکشا بھی آکر بیٹھین کہا ای
شہریار مین تلاش لوح مین گئی تھی عجب معرکہ دیکھا مقام لوح ویران پڑا ہی وہان کسیکا نشان بھی نہین شاید لوح
طلسم کشا کو ملگئی ایرج نے کہا پروردگار مالک ہی کسی طرح مل ہی جائیگی اب طرف بادشاہ طلسم کے کوچ کرو صبح دلکشا
نے کہا راستے بند ہین اگر لوح پاس ہوتی تو راستہ ملتا اُس راہ پر جانا دشوار ہی ساروق نے کہا مین راستہ بتاونگا
صبح دلکشا نے ہرچند منع کیا ایرج نے نہ مانا کوچ کر کے چلے صبح دلکشا نے دیکھا کہ ایک محافہ زرین بھی ساتھ ہی
حیران ہوئین کہ اسمین کون ہی لوگون سے دریافت جو کیا معلوم ہوا کہ نمکین شیرین کلام بیٹی دیوانے کی شاہزادے کے
ساتھ اسکا عقد ہوا ہی صبح دلکشا کو بہت ناگوار ہوا خیال تھا کہ ہم ہی خدمت مین رہینگے اور یہ بھی دیکھا کہ ایرج رات کو
خیمے مین نمکین کے جا کر آرام کرتے ہین راتون کو صبح دلکشا کو نیند نہین آتی جب خیال آتا ہی کہ معشوق میرا دوسرے خیمہ مین
بیٹھا ہوگا تڑپ جاتی ہی بہت گھبراتی ہی ایک دن ایرج دربار مین جلوہ فرما ہین باتین ہو رہی ہین یہی صلاح ہی کہ
جلد تا بہ قلعہ کاوسیہ پہونچین صبح دلکشا نگاہ بچا کر اُٹھی غرق زمین ہو کر چلی کچھ سحر پڑھتی ہوئی جاتی ہی کہ ہرگاہ پری تول کا
کہ اپنی سوت کو مٹاؤن اپنے کو ظاہر کرون یہ سوچکر قریب خیمہ نمکین شیرین کلام نکلی چھپکر دیکھا کہ نمکین شیرین کلام
بھاری کپڑے پہنے بیٹھی ہی پھر غرق زمین ہوگئی ملکہ نمکین شیرین کلام بیٹھی ہین کہ دیکھا زمین سے ایک طائر سیہ فام پیدا ہوا
اُسنے منھ سے شعلۂ آتش چھوڑے چند کنیزین جلین باقی ملکہ کو چھوڑ کر بھاگین ملکہ نے چاہا مین بھی اُٹھکر بھاگون طائر نے ایک
چیخ ماری ملکہ ڈگمگا کر گرین طائر نے کمر مین پنجہ دیا اور اُڑا آسمان پر جا کر غائب ہوگیا کنیزین فریاد کرتی ہوئی خدمت ایرج
مین آئین سب کیفیت بیان کی کہ ایک طائر ملکہ کو اُٹھا کر لیگیا ایرج نے گھبرا کر کہا کہ صبح دلکشا کو بلاؤ لوگ ڈھونڈھنے لگے

صبح دلکشا کو راہ مین پایا سب حال بیان کیا صبح دلکشا نے کہا یہ کام تو کسی ساحر کا ہے اور کنیز ہوئی دربار مین ذمین کھیا ایرج کا عجیب حال ہو گریان و نالان حیران و پریشان صبح دلکشا کو دیکھکر کہا کہ تجھے سنا است کہ اے شہریار یہ کام کسی جادوگر کا ہے کنیز تلاش کریگی پہلو مین ایرج کے آکر بیٹھین سمجھاتی جاتی ہین ایرج نہایت بیقرار ہین ہر دم تہیہ ارادہ کرتے ہین کہ گریبان چاک کرون طرف صحرا کے نکل جاؤن سب سردار گھبرا کے بیٹھے ہین جب اٹھنے کا قصد کرتے ہین سردار قدمون سے لپٹ جاتے ہین کہ اے آقا نہ گھبرائیے معشوق سے ملاقات ہوگی ایرج فرماتے ہین مین دل کو کیا کرون کبھی ٹھنڈی سانس کھینچتے ہین فرماتے ہین اب تو میری یہ کیفیت ہے سودائیون کی سی حقیقت ہے

نظم

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا
غیرت سے تہ دم کچھ نہ بیابان سے نکالا

کالی ہوئی شوخی سے تیرے ہاتھو کی مہندی
یہ رنگ حنا پنجۂ مرجان سے نکالا

سوزن نے کیا خار کف پاسے جو باہر
گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا

باتین نہین اسقدر کی مشتاق سے تجھکے
مطلب جو کچھ اپنا تھا وہ قرآن سے نکالا

جھپکی نہ دم قتل جو قاتل سے مری آنکھ
کھنچوا کے مجھے گنج شہیدان سے نکالا

گردن مری اے دست جنون تو نے جھکائی
آزاد کیا بند گریبان سے نکالا

وحشت نے کیا خانۂ زنجیر سے باہر
صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا

مستی کا نہین رنگ لب یار کے اوپر
ظلمت سے نہ ہرگز چشمۂ حیوان سے نکالا

دیوانہ ہوا دیکھکے پریون کی ادائین
وحشت نے مجھے ملک سلیمان سے نکالا

نالان رہے ہم کوچۂ محبوب سے آتش
بلبل نے سنا جو اپنا گلستان سے نکالا

صبح دلکشا نے عرض کی کہ حضور اپنے کو پریشان نہ کرین کنیز ابھی جاتی ہے دم بھر مین پتہ لگا کے آتی ہے ایرج نے فرمایا خدا کو اختیار ہے ساروق نے ایک عرض بادشاہ طلسم کو لکھی کہ اے شہنشاہ میرے قلعے تک عیوق آیا تھا ایرج نے سب کو قتل کیا غلام بخوف جان ایرج کے ساتھ ہے فلان مقام پر لشکر فروکش ہے یہ جوان بوعدہ صبح دلکشا تیغ کرتا ہوا آتا ہے اگر یہ دونون ایک مقام پر ہونگے تو بہت سرکار کو انتشار ہوگا لہذا روکنا اسکا اسی مقام پر بہتر ہے افراسیاب نے اپنے وزیر سے حکم دیا کہ تم کوہ ویران پر جاؤ وجا کر آواز دینا اے منظور نظر سامری و جمشید تمکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے ایک جادوگر تمہارے سامنے آئیگا یہ نامہ ہمارا اسکو دینا پڑھکر جو وہ تمکو جواب دے بموجب اسکے کام کرنا وہ ساحر کوہ ویران پر گیا اسی طرح آواز دی پہاڑ شق ہوا ایک ساحر قوی تن قوی تن سیہ فام بد انجام اکڑتا ہوا سامنے آیا

اسنے وہ نامہ دیا اُس ساحر نے پڑھکر قہقہہ مارا خوب ہنسا اُسی وقت ایک آواز دی کہ کوئی نہ سمجھا کچھ آثار نظاہر
ہو سے پھر اُسنے ایک آواز دی ارے جلد حاضر ہو حکم شہنشاہی نافذ ہوا ہو کہ برائے مقابلہ مسلمانان چلنا چاہیے
اُدھر گوشے سے دس دس بیس بیس ہزار جادوگر پیدا ہو سے بارگاہیں اژدہان آتش فشان پر بار ساحر اسباب
سحر سے درست چالاک وچست تھوڑے سے ہی عرصے مین ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا لشکر آکر جمع ہو گیا وہ ساحر موسوم
ویران صحرا نشین فوراً ایک اژدر مہیب پر سوار ہوا بارادہ مقابلہ ایرج نوجوان چلا ملکہ صبح ولکشا نے جو ملاعین
کو ایک طائر سنگی بارگاہ سے اُٹھایا ایک درۂ کوہ مین لا کر رکھا منظور ہو کہ یہ نازنین تڑپ تڑپ کر مرجائے لیکن ایرج
کو جو زیادہ پریشان پایا لعین اُٹھین کہ ایسا نہو شاہزادہ اپنے کو ہلاک کرے اب اُسی درۂ کوہ مین آئی ملکہ کو ہوشیار
کیا کچھ کھانا پانی کھلایا کہا اے ملکۂ عالم آپ کو ایک ساحر عاشق ہو کر یہان اُٹھا لایا ہو مین تلاش کرتی ہوئی یہان
پہونچی اُسنے سحر کردیا ہو یہ اُسکے مارے مین آپ کو لیکر نکل نہین سکتی نہین معلوم کیا آفت برپا ہوگی اگر مین بھی قید ہوجاتی
تو عجب نہین مین بڑی سختی سے یہانتک پہونچی ہون ملکہ نے کہا تمھین اختیار ہو اُسنے ایک قفس مین بند کرکے ملکہ کو اُسکا
کہا مین پھر حاضر ہونگی ایسا نہو وہ ساحر آجائے تو مجھکو نکلنا مشکل ہوگا ملکہ کو تو یہ دم دیکر صبح ولکشا لشکر آئی ایرج
سے آکر کہا حضور مین نے پتہ لگایا ہو آپ نہ گھبرائین دو ایک دن مین لے آؤنگی چاہتی ہو کہ وہ ہلاک ہو جائے
لیکن ویران صحرا نشین منزلین طے کرتا ہوا قریب اُسی کوہ کے پہونچا لشکر اُترنے لگا خود ویران ٹہلتا پھرتا ہوا
اُدھر کان مین آواز آئی کہ کوئی مصیبت زدہ آفت کا مارا مجبور اپنے عاشق صادق سے دور بلک بلک کے یہ اشعار
بعید سوز و گداز پڑھ رہا ہو

اشعار

افسردہ ہی روشنی مرے سینے کے داغ کی
اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی

کمبخت سینہ نے کام کیا بعد مرگ بھی
رنگین مرے لہو سے ہو منقار زاغ کی

ظاہر ہوا تجھے یہ بلندی کا سرو سے
کرتی ہو کام خاک کبھی عالی دماغ کی

سو تاؤ سے بلند کرے باغبان تو کیا
ہمت کے آگے پست ہو دیوار باغ کی

رخ کیا ملا نگار رخ رنگین یار سے
لالے کو کیا خبر نہین ہو چار داغ کی

ابر کرم کے فیض سے ایسا کیا ہو سبز
بلندی کی نئی ہو گئی دیوار باغ کی

جلتی ہو شوق آتش رخسار یار مین
ہر شمع سوختہ اُسی چشم و چراغ کی

پاتے نہین زمانے مین آتش خوشی کا نام
خفقان ہوا سپنے دور مین گردش ایاغ کی

ویران صحرا نشین نے جو یہ صداے دردناک سُنی بیقرار ہوکر اندر درۂ کوہ کے آیا دیکھا ایک قفس آہنی مین ایک نازنین
حسین ملک ملک سے رو رہی ہی یہ دیکھتے ہی عاشق ہوا قریب قفس کے ٹہلتا ہوا آیا کہا کیون ای گل گلزار خوبی و ای
ماہ آسمان محبوبی کسنے تجھکو اس بلا مین مبتلا کیا مجھسے تو حال بیان کیجیے اُس شخص کو خاک مین ملا دون مشیران سلطنت
طلسم کا وسیلہ سے ہون براے گرفتاری مسلمانان چلا ہون ملکہ نے اپنا مُنھ چھپا لیا بے اختیار رونے لگی کہا ای شخص
تو نامحرم ہی میرے پاس سے ہٹجا مین کیا اپنا حال بیان کرون میری کیفیت لائق سننے کے نہین ہی فلک کجرفتار دیکھیے
ازار مجبور و ناچار نہ مونس نہ غمگسار مین تیرے ہاتھ سے اپنی رہائی نہین چاہتی یا تو قضا لیکر اس مقام پر آئی ہی
یا شاید تقدیر مین رہائی ہو ویران صحرا نشین عاشق ہو چکا ہی چاہتا ہی کہ ضبط کرون لیکن دامن صبر دشت استقلال سے
چھوٹا جاتا ہی ملکہ نے جو بے رخی سے یہ باتین کین ملکہ اسکا سامنے چلا آنا ناگوار ہوا ہر مرتبہ یہی فرماتی ہین کہ تو سامنے
سے ہٹجا اسنے کہا کہ ای جان جہان اگر چھوڑکر جاؤنگا زندہ نہ رہونگا جان تمھارے ساتھ ہی ملکہ نے کہا ای شخص
کیا زبردستی کی باتین کرتا ہی ایک ہاتھ تلوار کا مار دے کہ ہمارے دو ٹکڑے ہون یہ باتین تیری سُنی نہین جاتین قتل کا
تجھکو اختیار ہی ہمنے خون اپنا بحل کیا بار سر سے اُتار دے یہ سُنکر ویران صحرا نشین کو بہت غصہ آیا قفس اُتار لیا ہرچند
ملکہ نے غل مچایا اسنے نہ سُنا قفس کو اپنے دامن مین چھپائے ہوئے اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین جاکر قفس لٹکا دیا
اسی وقت وہان سے کوچ کرکے روانہ ہوگیا یہان ایرج نوجوان پریشان ہین صبح دلکشا سمجھاتی ہی حضور نہ
گھبرائین مین ملکہ کو ڈھونڈھکر لاؤنگی ایرج خاموش ہو رہتے ہین بیٹھے ہوے ہین پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا ہی شاپور
نگہبانی کر رہا ہی جب صبح دلکشا نے بہت سمجھایا اور اُٹھکر باہر گئی شاپور نے کہا ای شہریار میری عقل مین آتا ہی کہ
یہ فعل صبح دلکشا کا ہی یہ باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ویران صحرا نشین بجمعیت کثیر آکر پہونچا مقابلے
مین شاہزادہ ایرج کے اُترا شاپور شیردل سے ایرج نوجوان نے کہا اس مخدرہ کو دریافت کرو مین صبح دلکشا
پر دباؤ ڈالون شاید اسی نے یہ حرکت کی ہو شاپور کو اسکو بہت تھا لیکن صبح دلکشا ڈھونڈھنے کو پہلے سے اُس
درۂ کوہ مین آئی قفس نہ پایا اب گھبرائی چہار جانب ڈھونڈھا کہین نشان نہ ملا آخر پلٹکر اپنی بارگاہ مین آئی شاپور نے
ایک کنیز کو صبح دلکشا کی بیہوش کیا کہ اُسکو تقرب زیادہ تھا اُسی کی شکل بنکر خیمے مین صبح دلکشا کے آیا دیکھا تو
سر جھکائے بیٹھی ہی دل مین سوچ رہی ہی کہ ای صبح دلکشا اب کیا کرون ابتک تو معلوم یہ گمان تھا کہ مین ملکہ سے
وعدہ کرکے لاؤنگی لاکر ایرج کے پاس پہونچا دونگی یہ کیا ستم ہوا کوئی درۂ کوہ سے اُسکو لیگیا کنیز نے آکر سلام کیا کہا
کیون واری آج مزاج کیسا ہی مین آپ کو بہت متفکر پاتی ہون کنیز تو خیرخواہ دولت ہی مجھسے فرمایئے کہ کیا صدمہ دل نازک کو

کہ رنگ رو متغیر ہو آج خاصہ بھی نہین نوش فرمایا دل تو اسکا بھرا ہوا تھا بے اختیار رونے لگی کہا ای نسترن کیا کرون
بقول شخصے خود کردہ را درمان نیست مین نمکین شیرین کلام کو اُٹھا کر لیگئی تھی یہی خیال تھا کہ اُس سے عہد و پیمان لونگی
لا کر ملا دونگی کل تک تو اسی طرح دگرگون تھی آج درۂ کوہ سے قفس غائب ہوگیا ایرج نوجوان نہایت بیقرار ہین
اب مین کیا کرون شاپور یہ سنکر خاموش ہوگیا سوچا کہ اگر اسوقت مین ایرج سے کہکر کسی طرح کا اسپر دباؤ ڈالون
ایسا نہو خوف جان سے بھاگ جائے ساحر سے مقابلہ ہونے کو ہی ایرج اپنی بارگاہ مین آ کے بیٹھے شاپور بھی
حاضر ہوا ایرج نے فرمایا کیون شاپور کچھ پتہ ملا شاپور نے کہا غلام فکر کر رہا ہی عرض کریگا ایرج نوجوان خاموش ہو
ویران صحرا نشین نے طبل جنگی بجوایا ایرج کو خبر ہوئی صبح دلکشا دربار مین آتے شرماتی ہی یہی خوف ہی کہ اگر شاہزادے کو
معلوم ہوگیا کہ صبح دلکشا ملکہ کو اُٹھا کر لیگئی تو بہت ناگوار ہوگا اسی فکر مین حیران رہتی ہی جب ایرج کو خبر ہوئی کہ لشکر
ویران صحرا نشین مین طبل جنگی بجا فرمایا اے شاپور ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین شاپور کو بڑا تردد ہی کہ یہ ساحر بڑا زبردست ہی گھبرا کر لشکر سے نکلا اسی فکر مین ہی کہ
اس ملعون کو جا کر گرفتار کرون اپنے آقا کو اسکی بدعت سے بچاؤن پھرتا پھرتا ایک بڑھیا کی شکل بنا ہوا لشکر مین
ویران صحرا نشین کے آیا اسی تردد مین پھر رہا ہی کہ اپنے کو تا بہ افسر پہونچاؤن دریافت کیا معلوم ہوا کہ فلان خیمے مین
ہی اُسکے دروازے پر آکر ٹھہرا دیکھا خادم خدمتگار کوئی اندر نہین جاتا چوبدار کی شکل بنا ہوا تھا ایک سے پوچھا آقا کس
کام مین ہین اُسنے جھلا کر جواب دیا جنگل سے ایک عورت کو لائے ہین اُسپر جان دیتے ہین وہ قبول نہین کرتی اُسی کو بیٹھے
سمجھا رہے ہین شاپور کو خیال ہوا شاید ملکہ نمکین شیرین کلام کو پایا گیا خدا اُسکی آبرو بچائے یہ سنکر الگ ہوا کہ اندر سے
آواز آئی نیرنگ خدمتگار کو بھیجو چوبدار پکارنے لگا ارے نیرنگ کہان گیا شہنشاہ یاد فرماتے ہین شاپور نیرنگ
خدمتگار کی شکل بنکر سامنے آیا کہا مین حاضر تو ہون کہا اندر جاؤ شاپور اندر آیا دیکھا ساحر تو مسند پر بیٹھا ہی سامنے قفس
ملکہ نمکین شیرین کلام کا رکھا ہی شاپور ملکہ کو دیکھکر بیقرار ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ کہ رہی ہین کہ تو مجھے
قتل کر ویران نے کہا بہت خوب ذرا مین مقابلہ مسلمانون سے مہلت پاؤن تو تمہاری تدبیر کرونگا ایسا سحر کرون کہ شل پتھر
تمہارا ابھی حال ہو شاپور نے دستبستہ عرض کی اگر حکم ہو تو غلام سمجھائے ویران نے کہا اختیار ہی شاپور قفس کو لیکر
الگ آیا کہا اے ملکۂ عالم مین ہون شاپور شیر دل آقا کا عجیب حال ہی آٹھ پہر آپ ہی کو یاد کیا کرتے ہین ہمکو بھی دریافت
ہوا کہ ملکہ صبح دلکشا نے یہ فساد برپا کیا ملکہ نے کہا اے شاپور کیا کہون وہ ناحق کو میری دشمن ہوگئین مین نے اُنکی
کیا خطا کی تھی شاپور نے کہا کہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا لیکن اب رہائی کی صورت ہونا چاہیے اسی حیلہ مین اُسے قتل کرون

آپ روا ہوتی شہریار بہت بیتاب ہین ملکہ سے کہا بیبیا جو مناسب جانو وہ کرو مگر میری عصمت پر زوال نہ آنے پائے شاپور
نے کہا آپ اتنا کہدیجیے کہ مین خود تجھپر مائل ہون پھر مین سمجھ لونگا ملکہ نے کہا بیبیا یہ تو میرے مُنہ سے نہ نکلیگا شاپور
نے کہا فقط اتنا ہی کہدیجیے کہ جو یہ خدمتگار کہتا ہی مجھے بدل وجان منظور ہی ملکہ نے کہا بیبیا اچھا جو تمھاری خوشی ہو
شاپور قفس رکھکر بنا کہ اب مین گانے کا رنگ جماؤن قضا سے کار نیرنگ خدمتگار اصلی دروازے پر آیا خدمتگارون نے
کہا تم تو ابھی اندر گئے تھے باہر کہان سے آئے نیرنگ جھپٹکر اندر آیا دیکھا میری شکل پر ایک خدمتگار کھڑا ہوا شاہ
سے باتین کررہا ہی پکارکر آواز دی حضور یہ کوئی جعلساز ہی غلام حاضر نہ تھا اب خبر سنکر حاضر ہوا شاپور نے جو یہ معرکہ
دیکھا گھبرایا لیکن اب حیران ہی کہ کیا کرون بڑھکر عرض کی حضور یہ کوئی مکار معلوم ہوتا ہی میری صورت بنکر آیا ہی آپ
یہ کہتا ہوا باہر چلا مین سب کو بلالاؤن سب گواہی دینگے کہ مین شام سے دردولت پر حاضر تھا حضور آگاہ ہو جائینگے
ویران صحرانشین نے کہا تو کہان جاتا ہی شاپور نے کہا مین حاضر ہوتا ہون مین اس مفسدے کو ابھی طرح سے در
سرکار ظاہر کردون کہ مین خدمتگار قدیم ہون یہ نیا میری شکل بنکر آیا ہی ویران ہان ہان کرتا رہا شاپور جست کرکے باہر
آیا کہا یارو تم سب اندر چلو مجھے ناحق بدنام کرتے ہین مین دوکاندارون کو بلالاؤن یہ کہتا ہوا نکلگیا میان نیرنگ
پکڑے گئے بتر ہوا منھ ہاتھ دھلایا گیا اب بخوبی ثابت ہوا کہ وہ کوئی عیار تھا ویران صحرانشین گھبراگیا ملکہ کا نفس
ٹھنڈا ہوا شاپور اس فکر مین ہی کہ اب کیونکر جاؤن بازار مین جاکے دیکھا دوکان پر ایک تاجر بیٹھا ہی شاپور نے
ایک دوکاندار کو سلام کیا کہا تاجر صاحب آپ نے کیا کیا اسباب منگایا ہی تاجر بیان کرنے لگا شاپور نے کہا
ذرا کنارے چلیے تو مین آپ سے بیان کرون کہ مالک کو کیا کیا چیز کی ضرورت ہی یہ کہکر تاجر کو کنارے لیگیا کنارے
لیجاکر بیہوش کیا اسی تاجر کی صورت بنکر دوکان پر آیا کچھ اسباب کشتی مین لگایا طرف دردولت ویران کے چلا دروازے
پر آیا خدمتگارون سے کہا عرض کرو فلان تاجر دردولت پر حاضر ہی لائق پسند سرکاری اشیا لایا ہون خدمتگار نے
اگر ویران صحرانشین سے کہا اسنے حکم دیا بلالو شاپور اندر آیا جھک کر سلام کیا کشتی پیش کی ساحر ان سب
چیزون کو دیکھنے لگا شاپور نے عرض کی کہ آج حضور نے شراب نہین نوش فرمائی مین نے حضور کے واسطے
خاص ولایتی شراب منگائی ہی یہ کہکر ایک دھکالا جام لبریز کرکے کہا نوش فرمائیے ویران صحرانشین نے جام
ہاتھ مین لیا کچھ سحر پڑھنے لگا شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹوٹا شاپور نے چاہا اٹھکر بھاگون اسنے سحر کیا شاپور کے
پاؤن زمین نے تھام لیے ویران نے گرفتار کرلیا رنگ وروغن عیاری کا سحر سے اڑادیا اب تو پہچانا گیا ویران نے
مسلسل ومطوق کرکے قیدخانے مین بھیجدیا ملکہ نے دیکھا کہ شاپور پکڑا گیا بیتاب ہوکے رونے لگین فرمانے

کہ ہماری بدنصیبی تھوڑی دیر مین اُسنے دو عیاریان کین آخر گرفتار ہوا یہ خبر ہرکارون سنے ایرج سے کہی صبح دلکشا
بیٹھی تھی گھبرا کر اُٹھی ایرج نے کہا او ملکہ کہان چلین کہا حضور سحر تیار کرنے جاتی ہون صبح کو جس سے مقابلہ پڑیگا
یہ لشکر باہر آئی سوچی کہ ای صبح دلکشا اب حال کھل جائیگا ایرج تیرے دشمن ہو جائینگے مقابلہ بھی ساحر زبردست سے ہی
صبح کو مقابلہ پڑیگا وہ گرفتار کریگا یہ سوچکر بھاگی مگر عشق مین ایرج کے بیقرار ہی یہ تو ایک پہاڑ مین جاکر چھپی کہ اسکا
حال لکھا جائیگا یہان چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا ساحر زرین پوش ابجد جوش و خروش ہو مخانہ
مغرب سے باہر آیا چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا فوج ضیا و شعاع ہمراہ دونون لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے
ویران صحرانشین میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ایرج نے مرکب بڑھایا ساحر نے
ایک دو ہتھڑ مارا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہتھیا کھل کر گرے اُس بیقراری مین اسنے گرفتار کرلیا اب جو گویہ لیکر لشکر
پر چلا طرازمان دیرج نے بھی بلوہ کیا جب اسنے گولہ مارا دو چار سو بیہوش ہو کر گرے چار گھڑی کے عرصے مین
سب لشکر کو بیہوش کر دیا چالیس سرداران نامی جنکر گرفتار کرلیے سبکو آمادہ پے پر ڈالا لیکر طرف طلسم کے چلا تفس ملکہ کا
بھی ساتھ ہی باتون کو جلسہ آراستہ کرتا ہی منتین خوشامدین کیا کرتا ہی ملکہ کا وہی قول ہی کہ تو پہلے قتل کرڈال
ہم تیرا کہنا نہ مانینگے ویران صحرانشین کیسا کیسا جھلاتا ہی چار منزلین طے کرکے ایک صحرا مین آکے اُترا ہی قضاکار
شمشیر ناگ بن عمرو کا اُسطرف سے گذر ہوا اسکو جو معلوم ہوا کہ ساحر ایرج کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی نہایت پریشان
بھاگا کہ جاکر شاہزادہ نورالدہر کو خبر کرون نورالدہر دیباغ رنگارنگ پر فروکش تھے کہ شمشیر ناگ آکر پہونچا تمام
کیفیت بیان کی کہ ویران صحرانشین ایرج کو مع سردارون کے گرفتار کرکے لیے جاتا ہی یہ سنکر نورالدہر بیقرار ہوئے
اُسی وقت پشت مرکب پر سوار ہوکے تین ہزار جوانون کو ساتھ لیکر طرف ویران صحرانشین کے چلے یہ اپنی بارگاہ
مین بیٹھا ہوا ملکہ سے منتین کر رہا ہی کہ نعرہ نورالدہر کی آواز کان مین آئی گھبرا کر اُٹھا تفس ملکہ کا اُسی مقام پر چھوڑا
یہ جو خبر پائی کہ طلسم کشا صاحب لوح آگیا حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرون نکلتے ہی فوراً اک گھوڑے پر سوار ہوا دیکھا
نورالدہر قتل کرتے ہوے آتے ہین ساحرون کا بلوہ ہی جیسے سحر کیا نورالدہر نے لوح کو چمکایا وہ سحر اُسی ساحر کے
سینہ پر کینہ پر پڑا توڑ کے پشت دیوار گذر اگئی ہزار ساحر تھوڑے عرصے مین مارے گئے ویران صحرانشین ملک
الاک سحر کر رہا ہی قریب نورالدہر کے نہین جاتا دور سے ایسے ایسے سحر کیے کہ چند کس ہمراہیان نورالدہر مارے گئے
ذرا جو لالہ ساحرون کا بلوہ گر ایرج نے جو صدا سنی نورالدہر کی کہا ای شاپور اس رہائی سے تو موت بہتر ہی کوئی
تدبیر کرو ہم تو مبتلائے سحر نہین ہین شاپور نے جمعدار کو بلایا کہا کیون جمعدار صاحب کس سے لڑائی ہو رہی ہی جمعدار نے کہا

طلسم کشا آپڑا شاپور نے کہا کہ اگر مجھکو رہا کر دیجیے تو مین ایک بات عرض کرون ایسی تدبیر بتاؤن کہ طلسم کشا سے لوح
لے لیجیے جمدار نے خوشی خوشی قید توڑی شاپور نے باتین کرتے کرتے حباب مارکر بیہوش کیا بیہوش کرکے کنارے
ڈالدیا آپ اصلی شکل بنکر نکلا ایرج کی قید کاٹی سب سرداروں کو قید سے رہا کیا سب کو لیکر نکلا کہا اے شہریار کچھ خبر ہی
کہ صبح ولکشا کہان گئین ایرج نے کہا کئی دن سے انکا پتہ نہین ہی شاپور نے کہا انھین کی وجہ سے ملکہ پر آفت
آئی ملکہ بارگاہ ویران صحرا نشین مین موجود ہین چلکر رہا کر لیجیے ایرج شمشیر زنی کرتے ہوے قریب بارگاہ آئے دیکھا
وہ ہی کہ ملکہ نمکین شیرین کلام رنجیدہ وکبیدہ ورو سے عیش نادیدہ بلک بلک کے رو رہی ہین کبھی بے اختیار
ہو ہو کے پکارتی ہین

نظم

کہے ہی چھیڑ نیکو میر سے گر سب ہون مرے ہمدمین	نہ وہ دن سلتے کسی معشوق اور عاشق کو ہمین
اگر مشہور ہوا فسانہ اپنی بت پرستی کا	برہمن کیا عجب ایمان سے آوین بنا رہمین
نہین دم لینے کی طاقت فلک ورنہ بتا دیتے	کہ یہ تاثیر ہوتی ہی فغان آسمان رہمین
تن کا ہبیدہ سے اپنے مین خوش ہون اے تقدیر	کہ الہن آئے تیرے مرتبہ عشرت خانہ خسین
رقیب بو الہوس نے رونما مین تیری کب جان دی	وہ نو وارد ہی کیا جانے طریق عشق کی رسمین
نہ مین اپنا نہ دل اپنا نہ تم میرے نہ جان میری	اثر کس کس کو ہو دے ہی مگر فریاد بیکسین
کہون گر غیر سے مت مل تو کہو سے طعن سے رکر	یہ کیون کسواسطے ہم اپنے تیرے ہو گئے بسمین
ذرا سمجھو تو جان من وصال غیر پہ ہر دم	مری جان کرن ہی یہ کس کی جھوٹی کھاتے تم قسمین
درمیثا نہ عشق تباہ اور آب اے مومن	یہ حضرت آگئی اکبار کیا طبع مقدسمین

یہ صداے دردناک سنکر ایرج بیقرار ہو گئے بارگاہ مین جاکر دیکھا ملکہ کو قفس مین پایا فوراً رہا کیا ایک مادیان پر سوار
کرکے لے نکلے کہا کیون اے شاپور اب اس مقام پر ٹھہرنا مناسب نہین ہی لڑتے بھڑتے نکل چلو اور برج بند پر چلکر دم
ڈالو اگر اسکو لوح طلسمی مل بھی گئی تو ہم چلکر بادشاہ کو قتل کرینگے شاپور نے کہا بہت مناسب ہی ایک جانب
لڑتے بھڑتے چلے یہ خبر ہرکارون نے ویران صحرا نشین کو پہونچائی کہ قیدی چھوٹ گیا ملکہ کو ساتھ لے لیا یہ سنکر
ویران صحرا نشین گھبرا گیا چاہا کہ جاکر روکون کہ سامنے سے نور الدہر لڑتے بھڑتے آئے للکارا دیکھا کہان جاتا ہی
ویران صحرا نشین پلٹ پڑا آگ برسا دی نور الدہر نے لوح کو جھکایا سحر باطل ہوا اسکی سحر اسی طرح کیے آخر تلوار پکڑ کے
جا پڑا تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنجھنانے کی صدا بلند ہوئی اُلجھا دوسرے ہاتھ نکال کے

لوح کو چمکایا اور پرے ہاتھ مارا ویران صحرانشین کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مارے جانا آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و
پر نباری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کنتی مرا نام من ویران صحرانشین بود تمام ساحر یہ صدا سنکر گھبرا گئے بھاگنے
لگے چند ساحرون نے پکارکر آواز دی کہ الامان مضراب جادو دس ہزار جادوگرون کا افسر تھا دس ہزار جادوگرونکو
لیکر حاضر خدمت ہوا مطیع اسلام ہوا نورالدہر نے سب کو ساتھ لیا آکر بارگاہ مین لوٹین ایرج کا کہین پتہ نملا تشنگی
بن عمرو نے عرض کی حضور وہ لڑتے بھڑتے نکل گئے احسان آپ کا ناگوار ہوا نورالدہر نے کہا اُنکو رہائی ہوئی ہمین
مطلب اسی امر سے تھا میان اس جادوگر کے مارے جانے سے ملازمان ایرج جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوے
کہ ایرج آکر پہونچا اس لشکر ظفر اثر کو ساتھ لیکر کوچ کیا میان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بعد فتح اس
جنگ کے اپنے مقام پر آسنہ لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اے طلسم کشا جب لوح طلسمی حاصل ہو مرحلے پر دقواق بن
اشفاق بن مرواق کے جانا چاہیے یہ مرحلہ جان طلسم کا وسیع ہے یہ ساحر نہایت مکار و غدار ہے قدم بقدم لوح دیکھنا
اس مرحلے پر جانیکی یہ صورت ہے کہ باغ رنگا رنگ مین بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھو ایک طائر ہفت رنگ پیدا ہوگا اُسکی
پشت پر سوار ہوکر جاؤ نورالدہر سب سے رخصت ہوے باغ مذکور مین آئے بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح کو پڑھنا شروع کیا بعد
تھوڑے عرصے کے طائر ہفت رنگ آسمان سے پیدا ہوا زمزمہ سرائی کرتا تھا اُسکی زمزمہ سرائی مین یہ اشعار
مفہوم ہوتے تھے

اشعار

آ جائے موت بلبل ناشاد کے لیے
تکلیف رحم بھی نہو صیاد کے لیے

جاتے ہین جسطرف دلِ شوریدہ لیچلے
اب قید کیا ہے بندۂ آزاد کے لیے

حد سکوت توڑ دیا ہے بہار نے
منھ کھولنا پڑا ہمین فریاد کے لیے

اے چرخ ڈھونڈھ کر کوئی تسکین دلپذیر
رکھ چھوڑنا مری شب فریاد کے لیے

اُترے فلک سے حسینون کی دید کو
کیا مرتبے ہین حُسن خداداد کے لیے

گھبرا گیا کشاکش ہستی سے اپنا دل
کچھ ہین راستے عدم آباد کے لیے

ہر رنگ مین قطعیہ تمہارا ہمین نسیم
زیبا ہے رشک حاسد ناشاد کے لیے

یہ اشعار پڑھتا ہوا طائر زمین پر آیا نورالدہر کو صدائے عشق آمیز طائر کی بہت پسند آئی طائر آکر سامنے بیٹھ گیا اشارہ
کرتا تھا کہ میری پشت پر سوار ہو جیتے منقار سے زمین پر لکھا کہ مین آپ کو مرحلے پر دقواق بن اشفاق بن مرواق کے
لیچلونگا راستہ طلسم کا جبھی ملیگا جب یہ ساحر مارا جائیگا نورالدہر پشت پر طائر کی سوار ہوے طائر لیکر نورالدہر کو بلند ہوا

ایک صحراے سبزہ زار نظر آیا طائر نے عرض کی ای شہریار اس صحرا مین چلکر چند ساعت ٹھہریے مین اپنے کو آب و دانہ سے
سیر کرلون پھر حضور کو لیچلون نور الدہر اُترے زیر نخل زین پوش بچھا دیا اُسپر بیٹھے سیر صحرا دیکھنے لگے طائر ٹہلتا ہوا ایک
جانب گیا مگر کاؤس اور نگ نشین تخت پر بیٹھا تھا کہ چند ساحر روتے پیٹتے آئے کہا حضور ویران صحرا نشین مارا گیا
کاؤس نے کہا طلسم کشا مجھ تک نہین آسکتا بیچ مین صحراے مصیبت خیز ہو بھٹک بھٹک کر وہین رہیگا ساحرون نے عرض کی
طائر ہفت رنگ کمیل جنی لاکر آپ کے سر پر پہونچا دیگا وہ کمین رکھنے والا ہو کمیل جنی ہمیشہ سے دشمن ہی اب طلسم کشا کے
اصلی ملا اسکو راہ بتا دیگا مرحلہ وقواق بن اشفاق بن مرداق پر پہونچا دیگا یہ مرحلہ فتح ہوا اور ساتھ کھلا الیسی تدبیر
کیجیے کہ کمیل جنی مارا جائے پھر طلسم کشا مرحلہ مذکور پر نہ پہونچ سکیگا صحراے مصیبت خیز مین پھنسیگا یہ لکر کاؤس نے
نعرہ کھینچا آنکھین دیکھکر سر پیٹ لیا کہا پیچھے طلسم کشا جل چکا صحراے مینوسواد تک آگیا اسوقت یہان سے کوئی جاے
کمیل جنی مارا جائے طلسم کشا وہین رہجائیگا ریگستان کو نہ طی کر سکیگا کیا عجب ہو کہ ہلاک ہو یہ سنکر کاؤس نے ایک
چیخ ماری کہ ارے کوئی حاضر ہو ایک دیو سامنے آیا نعرہ کیا منم آدمخوار جادو بادشاہ نے کہا ای آدمخوار کمیل جنی
طلسم کشا کو صحراے مینوسواد تک لایا ہی خود بھی وہان پھر رہا ہی تو جا کر کمیل جنی کو کھالے طلسم کشا سے منعرض نہ ہونا
وہ جوان دیو بند و ہوشیار ہی یہ سنکر آدمخوار چلا کمیل جنی بشکل طائر ہفت رنگ ایک نخل کے سامنے مین کھڑا ہوا
سنبل کھا رہا ہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم آدمخوار طائر بھاگا آدمخوار تعاقب مین چلا نور الدہر بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے
سے طائر بھاگا ہوا چلا آتا ہی پکارتا ہوا کہ ای شہریار غلام کو بچائیے نور الدہر تلوار کھینچکر اُٹھے نعرہ کیا او نامرد کیا ہے
مگر آدمخوار کب مانتا ہی لپک کر ایک چنگل مارا کہ طائر اُسکے ہاتھ مین آیا گولی بنا کر پھانک گیا نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا
یہ بھی خیال ہو کہ اس صحرا سے کون لیجائیگا لوح نے بھی خبر دی ہو کہ راہ مرحلہ مذکور مین صحراہاے حیرت خیز و عبرت انگیز
ہین جست کر کے برابر دیو کے پہونچے دیو نے چنگل مارا نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے گھونسہ مارا دیو تھرا گیا
ایک چیخ ماری کہ او آدمزاد چھوڑ دے نور الدہر کو نہایت غصہ ہی دو تین گھونسے مارے بال پکڑ کے ہکہ مارا کہ زمین
سے ملگیا دیو لپٹ پڑا مہراے جسم دیو نے جسم شاہزادے کا غربال کر دیا مگر کشتی لڑ رہے ہین آخر کو دے پڑا دے کے مارا
چار ون شانے چت گرا چھاتی پر سوار ہو کر کہا او ملعون تو نے غضب کیا کہ طائر کو کھا گیا اب شناخت مین خدا کی کیا کہا
ہر دیو نے کہا الکو جانین میری خداوند اس الشیاطین پر نثار ہین تیغ کا بت بانین کرتا ہی سب دیو زادا اسکو سجدہ کرتے
ہین نور الدہر نے غصے مین ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکر پیچ دیکر کہہ مارا سر دھڑ سے جدا گردن
کھینچلی لاشہ اُسکا تڑپ تڑپ کر سرد ہوا اب نور الدہر مجبور ہو نا چار ایک چشمہ آب پر آئے وضو کر کے لوح کو ملاحظہ کیا

مرقوم تھا کہ اگر کہیں جنی مارا گیا مصیبت کا سامنا ہے صحراہائے مصیبت خیز ہول انگیز راہ میں ملینگے اُنکا طے کرنا بہت دشوار
ہے لیکن طرف مشرق کے جاؤ رہبر کامل سب مشکل آسان کریگا تو بالآخر اُسی سمت چلے مقصود راستہ طے کیا تھا کہ صحرائے
ریگستان ملا بگولے گرد کے برائے تعظیم اُٹھنے لگے ہوائے گرم چلی معلوم ہوا کہ جسم پھنک گیا سبزہ صحرا میں ندارد لالہ
کا پیاس سے عجیب حال ہے نخل خارستان طعن و تشنیع دیتے ہیں اگر کوئی طائر پھنک کر آ گیا خارستان میں چھپا پھڑک
پھڑک کر تمام ہوا دھوپ تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہے زمین ناہموار شاہزادہ شدت تپش سے مضطر و بیقرار ہے اُس
دھوپ میں برائے تلاش آب دوڑ دھوپ کر رہے ہیں کوسوں پانی نہیں معلوم ہوتا سوائے چشمۂ آفتاب چشمۂ آب
نایاب اگر کسی مقام پر کوئی چشمۂ آب ملا پانی قلیل پینے کی کیا سبیل پانی کھول رہا ہے کبھی دور سے دیکھا پانی موج مار
رہا ہے شتاب ہو کر وہاں پہنچے دیکھا دریائے ریگ رواں ہے حیران و پریشان وہاں سے پلٹے پسینہ خشک ہو گیا دھوپ
تمام صحرا میں محیط ٹھیک دوپہر کا وقت ہے آفتاب تمازت و غبار پا ہے سایہ تیغ سے درختوں کے چھپا ہوا تمام صحرا
تپ رہا ہے شاہزادہ اپنی جان سے سیر آ کر درختوں کے نیچے بیٹھا کہ سائے میں آرام ملے سایہ خود چاہ سے پانی کی
کنوئیں میں اُترا ہوا کا سناٹا صحرا کا ویرانہ دھوپ کی جلن شاہزادہ ایک جانب بیقرار ہو کر دوڑا کہ شاید ترو جا کر
پانی دستیاب ہو ایک مقام پر ٹھوکر لگی شاہزادہ منہ کے بل زمین پر گرا زمین کرۂ نار ہو رہی ہے شاہزادہ شدت تپش سے
بیہوش ہو گیا قضائے کار ملک مرجانہ و قوارق بن اشفاق بن مرواق کہ جو اس سرزمین کا حاکم و ناظم ہے اُسکی دختر
بلند اختر ملکہ صمصام جوہر دار اپنے قصر میں بیٹھی تھی خود بخود بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزوں سے کہا آج کیا ماجرا ہے کہ خود بخود
دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے ایک طاؤس لاؤ کنیزوں نے طاؤس زریں بال حاضر کیا سحر میں طاق شہرۂ آفاق
حُسن میں بے نظیر رشک ماہ منیر طاؤس پر سوار ہو کے چلی اول صحرائے لالہ زار ملا گل لالہ کو دیکھا اور دل پر داغ
ہوا وہاں سے پھری بلبلوں نے دیکھا کہ چراغ لالہ روشن داغوں سے اپنا سینہ رشک گلشن اُس صحرا کو ترک کیا گو
دل کو آرام نہ آیا اور دشت گل زندگی صحرائے پُر بہار میں آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا نرگس شہلا آنکھیں لڑا رہی ہے
سنبل پیچاں بنا ہے عاشق دام بہار ہے سوسن صد زبان کی زبان درازی بلبلوں کی پھولوں سے غمازی
ہوا کی ہوا بندھی ہے اتراتی پھرتی ہے کبھی نشۂ بادۂ سرخوشی مودت سے لڑکھڑا کر گرتی ہے غنچے چٹک رہے ہیں
غنچوں کا ہنسنا کبھی مسکراتا ہوا کو ہوا اپنا تا عرصہ دراز سلسلہ بیان بھی ٹھہرا غنچہ ترمژدہ خاطر کو شگفتگی حاصل
نہ ہوئی تسکین دل نہ ہوئی خیال میں گذرا چلو صحرائے ریگستان کی کیفیت دیکھیں یہ سوچ کر بڑھیں تھوڑی دور
چلی تھیں کہ جھونکا ہوائے گرم کا آیا گل سا چہرہ کمھلا گیا اور آگے بڑھیں دیکھا ریت کا دریا موج مار رہا ہے پریشان ہو کر

اور آگے بڑھین دیکھا بیچ صحرا مین ایک ستارہ چمک رہا ہو حیران ہو کہا ای صمصام یہ کیا شی ہو اسکو دیکھنا چاہیے کچھ سحر کیا
قدرے خنکی حاصل ہوئی ہوا بھی ٹھنڈی ٹھنڈی چلی حیران و پریشان اس مقام پر آئین دیکھا ایک جوان رشک ماہ کنعان بیہوش و
مدہوش پڑا ہو چہرہ گرد آلود کوئی اٹھانے والا نہین جیجین کہتی ہو کہ ای صمصام اس مسافر پر کیا مصیبت پڑی
کہ اس صحرائے پر آفت مین یون آکر بیہوش ہوا آنکھون مین آنسو بھر آئے دل بیتاب ہو گیا اتر آئین طاؤس کو الگ
ٹھہرایا آپ قریب نور الدہر کے آئین سر زانو پر اٹھا کر رکھ لیا ایسا ایک سحر کیا کہ ایک نخل سایہ دار پیدا ہوا اس سے
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آنے لگی بر وقتی بھی برسائی دھوپ اس مقام پر معلوم نہین ہوتی آنکھون سے اشک حسرت گر کے حیران
ہو کہ مین کیا کرون کیونکر یہ شخص بیدار ہو لیکن اشکون نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اسنے
کام لخلخے کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا دیکھا ایک نازنین خوبصورت صاحب شان و
شوکت دونون عارض گلاب کے پھول انکھڑیان نرگس شہلا ہونٹھ مسیحائی مین طاق ناز و کرشمے مین شہرۂ آفاق
غنچہ دل جو سرو لب جو ماہ رو مہر منظر حسن مین رشک قمر میرا حال دیکھکر رو رہی ہو نور الدہر اٹھ بیٹھے ملکہ نے شرما کر
سر جھکا لیا ایک طرف راز ایکطرف نیاز ادھر کشش ادھر کوشش ایک دام محبت مین اسیر ایک کو شرم دامنگیر
ایک کے کشور دل پر سلطان عشق کی چڑھائی ایک مصروف رعنائی و زیبائی ہونٹھون کی مسیحائی مردہ دلون کو
زندہ کرتی ہو چار آنکھین جو ہوئین جانبین سے تیر چلے تیرہائے مژگان تو وہ اسے دل پر لب معشوق ہوے لعل
تو انکھڑیان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہو ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہو آخر نور الدہر نے
ضبط کر کے کہا ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال دام ماہ آسمان کمال اس صحرائے ویران مین تجھ ایسی پریزاد کے آنیکا
کیونکر اتفاق ہوا اس نازنین نے سر جھکا کر کہا آپ کا اقبال محبت کا خیال ہمکو کشان کشان میدان تک لایا مگر
اب تو شدت گرمی نہین ہو ہوا بھی ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہو خاص اس مقام پر کس قدر رعنائی و زیبائی ہو نور الدہر
نے دیکھا حقیقت مین ایک شجر سر سبز و شاداب سر بہ سایہ فگن ہو پھولون کی مہک غنچون کی چٹک مقام پر بہار ہو
کہا اصل مین کیا بات ہو آپ کا ارشاد کرامات ہو اس نخل نے جان تشنگی کی حضرت خضر نے آکر جان بچائی پانی اس مقام
پر ممکن نہین ملکہ نے کہا پلٹ کر دیکھیے نور الدہر نے پلٹ کے دیکھا ایک چشمہ پانی کا جوش مار رہا ہو نور الدہر نے
پانی پیا منھ ہاتھ دھویا ملکہ نے کہا آپ اپنا تو حال بیان فرمائیے کہ آپ یہان تک کیونکر آئے نور الدہر نے کہا ای
ملکۂ عالم مین برائے طلسم کشائی چلا تھا راہ مین کیل تیغی کو ایک دیو کھا گیا مین آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار
ہوا اس صحرا تک پہونچا شدت تشنگی سے بیہوش ہوا آپ نے آکر جان تشنگی کی بقول شاعر اشعار

گرزخم چشم سے سُرمے کا ضرر کیا ہوگا — دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لینگے — پھیر سے ہمسے وہ سب دید نظر کیا ہوگا
خالق اس رشک مسیحا کو سلامت رکھے — ہین اگر جان بھی وہ دیگا تو ضرر کیا ہوگا

مین اپنی کیفیت کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون ملکہ نے کہا جس مرحلے پر آپ چلے ہین وہ میرے باپ سے متعلق ہے
وہان جانا بہت دشوار ہر گہی صحرا راہ مین ملینگے اُن جنگلون سے گذرنا مشکل ہوگا بڑے بڑے ساحرون کا مہرا ہی
نورالدہر نے کہا میرے پاس لوح موجود ہی ملکہ نے کہا ہزار ہا دھوکے پڑینگے یہ ساحر بڑے مکار و غدار ہین بادشاہ کے
نامے سب کے پاس آگئے ہر ایک کے نام حکم ہو جسطرح بنے لوح طلسم کشا سے دو لو سب آمادہ ہین اس مرحلے پر بڑے
گھمنڈ ہین آخر بعد گفتگوے بسیار ملکہ نے کہا یہان سے قریب ایک میرا خانہ باغ ہر وہان جاکر تشریف رکھیے جسدن مین
عرض کرون ان جنگلون سے گذر کیجیے نورالدہر ملکہ کے ساتھ ہوے اُس باغ مین آئے چند کنیزین بھی وہان تھین
شاہزادے کو وہان رکھا کہا آپ یہان تشریف رکھین مین جاکر دریافت کرون یہ کہکر ملکہ روانہ ہوئی کنیزین خاطرداری مین
مصروف ہین شاہزادہ اُسی باغ مین جلوہ فرما ہر رات کو جو خیال آیا شاہزادہ صحن باغ مین آکر ہمیشہ گل بوٹے کو دیکھکر خیال
روے محبوب آیا بیقرار ہو کے پکار اُٹھے

نظم

گلون نے کپڑے پھاڑے ہین قبا سے یار پر کیا کیا — حنا پس پس گئی ہر دست و پاے یار پر کیا کیا
کیے ہین شکر کے سجدے جفاے یار پر کیا کیا — رہا ہر دل مرا راضی رضاے یار پر کیا کیا
گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدان محبت نے — لہو کے گھونٹ گھونٹے ہین خاے یار پر کیا کیا
خیال آتا ہر اُس خورشید کو جو صورت نمائی کا — ہوے ہین آسنے حیران صفاے یار پر کیا کیا
کیا ہر ٹکڑے ٹکڑے آسنے کو تیشہ سنگ سے — ہوا ہر رشک صورت آشناے یار پر کیا کیا
نثار کیا ہر احوال قیامت ہنسے آنکھ انکی — بند چھلی نکلی اپنی لقاے یار پر کیا کیا
رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا — اٹھے مفلس در دولت سراے یار پر کیا کیا
کیا ہر خوش نام ناز کا عالم جو دکھلا کر — ملی ہین ہنسے آنکھین لشت پاے یار پر کیا کیا
کیا ہر اک جہان دیوانہ اُسکی جامہ زیبی نے — گریبان چاک ہوتے ہین قباے یار پر کیا کیا
قباے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہی — ہماری جان نکلی ہر اداے یار پر کیا کیا
نہین انکا میسر بعد شانے کا خیال آتش — پڑینگے پیچ گیسو سے رساے یار پر کیا کیا

یہان شاہ ہوے کو یہ وحشت ہو وہان ملکہ کی بھی یہی کیفیت ہو کر رات پہاڑ ہو گئی غرض تا سحر سانس بھر بیٹھی جا کر
باپ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص یہان آنیکا ارادہ کرے تو کیونکر آسکے باپ نے جواب دیا بی بی ان باتون کا ذکر کیا
فی الحال طلسم کشا آیا ہو صحراے ریگستان مین تباہ ہو شاہ نے لکھ بھیجا تھا کہ کیل جنی کو طلسم کشا سے جدا کیا اب
طلسم کشا یہان آنیکی فکر کریگا مین نے ساحرون کو نامے لکھ بھیجے اپنے اپنے مقام پر ہوشیار رہینگے مگر حیلہ جرأت جیسا
موقع ہو گا ویسا کرینگے طلسم کشا کو آنے نہ دینگے بہ روز شگل وہ ساحر بڑے شکار جاتے ہین دن بھر شکارگاہ مین رہتے
ہین سامری و جمشید ایسا کرین کہ طلسم کشا اس روز نہ قصد کرے ورنہ تماشا ہو گا مین اپنے مقام پر آتین برپا کرونگا
کیا مجال ہو کہ یہان سے طلسم کشا گذر جائے ہرچند ملکہ نے باتون مین چاہا کہ دریافت کرون مگر وقواق نے کوئی
صورت نہ بیان کی ملکہ رنجیدہ و کبیدہ اپنے مقام پر آئین وقت سحر پاس نورالدہر کے آئین کہا صاحب سب خبرین
والد کو ہو گئین وہان انتظام بھی ہو گئے سواے شگل کے ممکن نہین کہ آپ گذر کرین ہر طرف سے بلوے ہونگے
ساحر مقام مار پھیلا دینگے جان بچانا مشکل ہو گی میرے نزدیک تو یہی بہتر ہی کہ شگل کو سویرے سے سوار ہو جیے گا
انشاءاللہ مقام خاص پر پہونچ جائیے گا جنگ عظیم واقع ہو گی ملکہ دن بھر صحبت آرا رہین شام کو قصد کیا کہ جاؤن نورالدہر
نے کہا ملکہ تمہارے بعد جانے کے یہ شب تیرہ و تار کیونکر کٹیگی ملکہ نے کہا صاحب میرا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین
ایسا نہو کہ والد کو خبر پہونچے تو فساد عظیم ہو نورالدہر نے نمانا ملکہ تو رات کو یہین رہین لیکن ایک کنیز بے تمیز
نرگس نامے بقول شخصے آنکھون کی اندھی اسکو سخت ناگوار ہوا دل مین کہتی ہی اے نرگس اگر یہ حال کسی طرح
کھلا بادشاہ ہمارے ساتھ بہ بدی پیش آئینگے فرمائینگے تمنے ہمین اطلاع نہ کی یہ سوچکر کسی کام کے حیلے سے
بھاگی قضاے کار بھائی ملکہ کا اقلام اژدر سوار کہ پہلوان زبردست ہو اتنے سحر نہین سیکھا ہو جاکے شکار کیا
تھا وہان سے پلٹا چلا آتا ہو راہ مین اسنے کنیز کو دیکھا پوچھا کیون نرگس ہمشیرہ کا مزاج کیسا ہی نرگس تو بھری
بولی تھی اُبل پڑی کہا واری آپ کیا پوچھتے ہین آپکی ہمشیرہ نے بڑا غضب کیا دشمن کو گھر مین جگہ دی اب روانہ
کیا جائیگا خود بھی برلے مرد جائینگی راہ کے مقامات فتح کرائینگی آپکے والد کا بچنا دشوار ہو گا یہ تدبیرین ہو رہی
ہین عشق کا جوش ہی دیکھیے یہ عشق کیا ہے یہ سنکر اقلام غصے مین کانپنے لگا کہا والد سے کیون اطلاع کردین
چلکر سمجھا دونگا مشکین باندھ کر لیجاؤنگا یہ کہکر ملکہ کنیز پیچھے پیچھے چلی یہان صبح کا وقت ہی نورالدہر و ملکہ بیٹھے ہین
خمار شکنی کے واسطے ایک ایک جام پیا ہی کہ ایک کنیز نے آ کر خبر دی آپ کے بھائی صاحب تشریف لائے ہین دروازے
پر محلدار کو مار ڈالا اسی جوش مین آتے ہین ملکہ گھبرا گئین نورالدہر نے کہا آنے دو اگر بے ادبی کریگا تو سزا پائیگا

کہ سامنے سے فنرہ ہو اور برباد کن خانمان ساحران عالم تو میان تک آگیا اس بیحیا نے تجھکو جگہ دی اب دونون کو قتل
کرونگا تلوار کھینچکر چلا نور الدہر کود کر سامنے آئے اقلام نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا وہ لپٹ پڑا نور الدہر نے تیسرے پیچ پر اکھیڑ کر مارا چارون شانے چت گرا نور الدہر کود کر چھاتی پر سوار
ہوئے کہا نشناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہو اقلام نے کہا جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا غلام
کا تھی صد تھا کہ جو مجھکو زیر کریگا اسکی بدل وجان اطاعت کرونگا آپ مجھپر بجرات غالب آئے جمال جہان آرا دیکھو
کون ایسا کور ظاہر و کور باطن ہوگا کہ آپ ایسے بہادر سے محبت نکرے مین جان ودل سے آپکا شریک ہون لگ گیا اقبال لندی
ہو لوح پر اس طلسم کی بڑی سختی تھی آ پنچے لوح پائی نور الدہر نے کہا لوح میرے پاس موجود ہے اقلام کلمہ پڑھ کر
بصدق دل مسلمان ہوا ملکہ کے قدمون پر گرا کہا ہمشیر تمھاری وجہ سے یہ نعمت پائی دولت لازوال ہاتھ آئی اپنے جاہ جلال کو
لیکر وہ باغ پر اترا نرگس نے جو یہ معاملہ دیکھا بہت گھبرائی ملکہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی نرگس رات کو یہین باغ مین
رہی پڑے پڑے سوچی کہ اگر حال میرا ملکہ کو معلوم ہوگا نہین معلوم کیا سزا دینگی یقین ہے کہ قتل کرین [illegible]
دونون سوتے ہین لوح طلسمی لیکر خدمت شاہ مین چلون بڑا مرتبہ ملیگا یہ سوچکر دبے پاؤن اٹھی جہان عاشق و
معشوق سو رہے تھے وہان آئی دیکھا چاند سورج ایک برج مین یا دو گوہر ایک درج مین خوف سے
کانپی مگر حرص سے لوح کا ڈورا کاٹا لوح لے لی لپٹ سے الگ ہوئی دیوار باغ پھاند کر باہر آئی کسی قدر سحر بھی جانتی
ہو اب بھاگا بھاگ چلی کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی اُس گانے کی جانب متوجہ ہوئی
دیکھا زیر سایۂ شجر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہوئی یہ غزل گا رہی ہے

غزل

لگایا آپ چھواسنے کہ شوریدہ مجنون کو — رکھون کیونکر نہ سر پر داغ سودا سے ہمایون کو
خیال اس صید افگن کا ہوا ہے صید ہامون کو — تمنا آمد لیلی کی تھی جس طرح مجنون کو
خدا نے کیا دیا ہے رنگ اُسکے روئے گلگون کو — کہا اُسکے پسینے سے خجالت قطرۂ خون کو
کیا ہے کیا ہی وحشت ناری وحشت نے ہامون کو — کہ سایہ بھاگتا ہے چھوڑ کر اب بید مجنون کو
غزالان حرم کا کیون نہ شکوہ ہو نہ ہے مفتون کو — جو دیکھے طاق ابرو مین تری چشمان میگون کو
بر اوج نشہ کی ہے کہ بدمستی مین گر جاہون — پٹک مارون زمین پر مین ابھی مینا سے گردون کو
پسینہ اپنے ماتھے کا نہین جھاڑا ہے انگلی سے — یہ اس بیقدر نے توڑا ہے سلک در مکنون کو
کوئی بید دگل ایسا نہ ہوگا باغ عالم مین — سمجھتا ہے گل لالہ وہ میری چشم پر خون کو

جو اُس خورشید رو کے عشق مین ہاتھ آسامی تلخ
تو ذرون کی طرح دم مین اُڑا دین گنج قارون کو

نرگس بیقرار ہوگئی وہ نازنین اسطرح تانین مار رہی ہے کہ طائران آشیانون سے سن رہے ہین طائرون کی آنکھون سے آنسو جاری ہین نرگس نے پوچھا کیون حضور آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ادھر بھی نکل آئے دل گھبرایا کچھ بلبلانے لگے ہماری باتون کا خیال نکرو اپنا راستہ لو ہمارے پاس ٹھہرنے سے سوائے رنج و غم کے کیا حاصل ہوگا لہذا کیا ضرور ہے کہ ہمسے کلام کیجیے مفت اپنے کو بدنام کیجیے نرگس بیقرار ہوگئی کہا بی بی سامری و جمشید نے آپ کو یہ صورت زیبا عطا کی ہے کہ اگر دشمن بھی دیکھے پروانۂ شمع جمال ہو ایسا آپ کو کیا غم والم ہے کہ جسکو آپ ظاہر نہین کرتین جب نرگس نے بہت کہا اُس نازنین نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچ کے کہا ای بی عالم خواب مین ایک مثال عالم کو دیکھا اُسی نے برباد کیا پھرتے پھراتے یہان پہونچے گھر بار چھوٹا نہ یار نہ مددگار نہ مونس نہ غمگسار ناز و نعم مین پرورش پائی اس دشت نوردی کی خبر نہ تھی گلگونہ گلگون پوش میرا نام ہے افتخار شاہ کی بیٹی ہون جبسے عشق نے دامن پکڑا برسون ضبط کیا آخر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ محبت الفت سے ٹوٹا آوارۂ دشت ادبار ہانون مین خوار و زار ہوے آج اس صحرا مین گذر ہوا تمنے حال زار پوچھا بیان کرنا پڑا لیس اپنا راستہ لو زیادہ تعرض نکرو شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا + ہلجا ئینگے افلاک جو فریاد کرینگے + نرگس یہ سنکر رونے لگی کہا بی بی تمھارے حال پر ملال نے کلیجے کے ٹکڑے کردیے مین نے ایک کار نمایان کیا ہے کہ طلسم کشا طلسم کاؤسیہ کو فتح کرتا ہوا جاتا تھا ہماری بی بی ملکہ صمصام جوہر دار اُسپر عاشق ہوئین اپنے باغ مین جگہ دی مین نے جو پہلو پایا لوح تجرا لیے ہوے خدمت شاہ مین جاتی ہون میرا بڑا مرتبہ ہوگا تمھارے واسطے بھی سفارش کرونگی میرے ساتھ چلو سب اہل طلسم پر میرا احسان ہوگا ملکہ گلگونہ گلگون پوش رونے لگی کہا لو یہ کب ممکن ہے کہ ہم تمھارے ساتھ چلین جنون ہمارا دامنگیر بربادی کی تدبیر اب فکر بیکار ہے نرگس نے کہا میرا دل نہین چاہتا کہ مین تمھارے پاس سے جاؤن نازنین نے کہا اگر مہربانی فرمائی ہے تو ایک جام شراب کا بھی پلا دو دل مست بیقرار ہے نرگس نے کہا مین ابھی لائی یہ کہکر دوڑی گئی جھٹ پٹ سے ایک بوتل لائی کہا لو صاحب پیو اُس نازنین نے جام بھرا جوش مین آکر چند اشعار پڑھے نرگس نے کہا پہلے تم پیو نازنین نے ٹالا کہ اگرچہ مین نے کئی دن سے نہین پی مگر تمھارے بعد پیونگی نرگس جام پی گئی نازنین نے کہا وہ مارا نرگس تو جام پیتے ہی اُبلنے لگی کہا بی بی میرا دل چاہتا ہے ناچتی ہوئی آسمان پر جاؤن یہ کہکر اُٹھی چاہا گشت لگاوے بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی پایا تو وہ نازنین وہی تھی معشوق پریچہرہ تھی پا جلا دنگئی نعرہ کیا مین شبرنگ بن عمرو ہون یہ کہکر خنجر مارا نرگس کے دو ٹکڑے ہوے روح پلید شبرنگ بھاگا زمین کہتی ہے کہ بڑا غضب ہوا تھا

مجھ کو رنج پہنچتی تھی اگر میں اسوقت اس تدبیر سے بیٹھتا تو یہ لیگئی تھی میاں صبح کو باغ میں غل ہوا ملکہ سے شاہزادے نے کہا کہ طرح نرگس کو ڈ لیگیا ملکہ رونے لگیں کہ صاحب بڑا غضب ہوا مجھکو گمان یہ تھا کہ لوح ہو سنے پر آپ کو بڑی سختیاں پڑینگی دیکھیے میرے باپ تک کیونکر پہونچنا ہو آخر یہ تو دریافت ہو کہ اس باغ میں ہمارا کون دشمن تھا جو یہ حرکت کر گیا اقلام نے دیا ہاتھ کہ اے شہریار نرگس کنیز نے مجھسے بیان کیا تھا کہ آپ یہاں تشریف لائے ہیں میں سنکر یہاں حاضر ہوا تھا شکر ہے کہ مشرف سرکار ہوا اسوقت مجھے خیال نہ آیا کہ حضور سے ذکر کردوں کہ نرگس خلاف ہو گئی ہی سبز ہو جاتی نرگس کی آنکھیں نکلواتے تب تلاش کرو کہ نرگس ایک ہو کر کنیزون نے ڈھونڈھا کہیں نہ پایا پشت باغ پر کمند کا نشان پایا گیا اب تو باغ میں غل ہوا کہ نرگس لیگئی اب شاہزادے کو پریشانی ملکہ کو حیرانی اقلام اژدر سوار کہتا ہے کہ جب تلوار غلامان سرکار کھینچینگے ساحر بھاگتے پھرینگے آپ تردد نہ کریں شاہزادہ فرماتا ہے کہ اے اقلام اژدر سوار خدائی عنایت سے ایسے ہنگامے اکثر ہوسے ہیں مگر پروردگار نے مدد کی بچپن میں طلسم گوہر نگار کو فتح کیا مشکل خلاق جادو وہاں کا حاکم تھا فقط طلسم باقی ہو گیا مگر عنایت سے خدائی اس طلسم کو فتح کیا اسی طرح اس لوح کا بھی پتہ ملیگا پھر غنچہ آرزو کھلیگا دیکھو تو کیا ہوتا ہے اقلام اژدر سوار دیکھ رہا ہے کہ شاہزادے کو بالکل انتشار نہیں مگر ملکہ یہی کہ رہی ہیں اگر بادشاہ کو لوح پہونچ گئی فوراً ساحر روانہ کرینگے یا خود سب اہل طلسم بیدست و پا ہو رہے ہیں یا شیر ہونگے بڑی مشکل ہوگی کیونکر کیجے کو موجود ہے جو جو حاکمان بدبخت ہیں سب میرے دیکھے بھالے ہیں مگر ان جب باپ سے مقابلہ ہو گا مشکل پڑیگی وہ بڑا ساحر زبردست ہے شاہزادے نے اسوقت ہنسکر ارشاد کیا کہ اے ملکہ ہم تمہارے باپ ہی سے مقابلہ کرنے جاتے ہیں اگر قتل ہو جائیں تو فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا ملکہ رونے لگیں کہا اے شہریار خدا نکرے کہ آپ کے دشمنوں کا ملال دیکھوں میں نے جبتک دامن دولت کو تھاما ہے یہی منظور ہے کہ آپ بخیر و عافیت طلسم فتح کرکے تشریف لیجائیں کنیز برائے خدمتگاری ساتھ ہو اپنے دل کی کیفیت آپ سے کیا عرض کروں بقول شاعر

نظم

رسوا تنائے کرسے دل بیقرار ہو	بدتر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو
حاضر ہیں ہم جو معرکہ کارزار ہو	مریخ فیل مست کے اوپر سوار ہو
رنگ حنائے سرخ کف دست یار ہو	خون شہید مہر وفا سا نگار ہو
یارب اسیر زلف دل داغدار ہو	طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو
زاہد فریب نرگس جادو سے یار ہو	بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو
کج رکھے وہ کلاہ جو چڑھتے ہیں اسپ پر	گردن پہ ان کی خون ہمارا سوار ہو

مست شراب عشق کب آتے ہین ہوش مین / یہ نشہ وہ نہین ہی کہ جسکا خمار ہو
اے آفتاب حسن یہ حدت ہی بعد مرگ / ہر ذرہ میری خاک کا تجھپر نثار ہو
بلبل کو مول لیکے حوالے کرون چمن / کوچے مین یار کے جو مرا اختیار ہو
کب سے دل و جگر ہین نشانہ بنے ہوے / دیکھون کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو
چنگاریان جھڑین عوض قطرہ ہاے اشک / برساے آگ ابر جو دل کا بخار ہو
دھوکا ہو تیرے آتش رخسار کا نہ کاے / سیماب آگ مین نہ کبھی بیقرار ہو
گلگشت کا خیال جو آجاے آپ کو / تم آگے پیچھے پیچھے تمھارے بہار ہو
لازم نہین ہی وصل کی شب مین نہین نہین / ایسا نہ غمزہ کیجیے جو ناگوار ہو
آتش ہو دل دو نیم سخن چین اگر سنے / اپنا کلام معجزہ ذوالفقار ہو

شاہزادے نے فرمایا ملکہ کیون اسقدر بیقرار ہوتی ہو ہم انشاء اللہ طلسم فتح کرکے لینگے انشاء اللہ لوح لیکر آئینگے
پروردگار سب سامان کردیگا شاہزادہ یہ بات فرما رہا ہو کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی در باغ پر حیاتاب کا حاضر ہی
نورالدہر نے فرمایا بلا لو شبرنگ اندر آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کیون شہریار خیر تو ہی نورالدہر نے اشارے سے کہا
لوح طلسمی ایک کنیز لیگئی شبرنگ نے لوح کمر سے نکالی گلے مین نورالدہر کے ڈالدی ملکہ نے کہا او عیار طرار تجھنے
لوح کہان سے پائی کہا حضور نرگس کو قتل کیا لوح اس سے لے لی اب تو خوشی ہونے لگی کہ خدانے اپنا فضل شریک کیا
اقلام کا اعتقاد اور زیادہ ہوا کہا او شہریار آپ کی جرات کے نثار بیشک آپ کا اعتماد کامل ہی جو آپ فرماتے تھے
وہی ہوا ملکہ نے بڑی خوشی کی اور بڑی دھوم سے روشنی وغیرہ کا سامان کیا ایک کنیز نے آکر عرض کی صحرا سے
گرد عظیم اڑتی ہی لشکر ساحرون کا آتا ہی آپ کی بغاوت کی خبر شاید حاکم صحرا لالہ زار کو پہونچ گئی وہ غدار جاگا
گروہ تمام صحراے لالہ زار ہی تیس ہزار ساحران غدار کی جمعیت سے مشہور ہی کہ آتا ہی نورالدہر نے اقلام اژدر سوار
سے کہا لشکر تیار کرو ہمارا اور یہی لشکر آتا ہی باغ سے آگے بڑھکر مقابلہ ہو ملکہ نے کہا او شہریار وہ ساحر غدار
بڑا مکار ہی نورالدہر نے کہا سمجھا جائیگا شبرنگ نے کہا او ملکہ عالم آپ نہ گھبرائیے جعلساز کا ہم انتظام کرینگے
اسی وقت شاہزادہ والا قدر لشکر کو لیکر باہر نکلے وہ تین ہزار جوان جنکو قید سے چھڑایا تھا وہ بھی آکر پہونچے لشکر کو
آراستہ کیا بارگاہ استادہ ہوئی نورالدہر بیرون بارگاہ بیٹھے ہین کہ تمام لشکر ساحران ترش ہوئی وہ غدار جادو
ایک اژدر پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحران غدار باز و بط و مقرقرے پر سوار بڑے زور و شور سے آگے بڑھا

لشکر اُترا داغدار نے لشکر نورالدہر کو دیکھا نظروں میں حقیر معلوم ہوا کہا یہی طلسم کشا کا لشکر ہے بی صمصام نے بڑا انتظام
کیا حکم شہنشاہی صادر ہو چکا ہے کہ بی صمصام کو روانہ کرو کل ہم قید روانہ کر دینگے ساتھ والوں نے کہا حضور طلسم کشا
کے پاس لوح ہے وہاں کوئی کیونکر جائیگا ملکہ پر کیونکر قبضہ ہوگا داغدار نے کہا ہم توڑے آدینگے تم ان باتوں میں
دخل نہ دو داغدار جا کر داخل بارگاہ ہوا بیٹھا ہوا سوچ رہا ہے پہر دن رہے دیکھا کہ ملکہ صمصام جو ہر دار طاؤس زرین بال
پر سوار ساتھ ہے نازنینان مہ جبین لشت پر نہایت چمک دمک سے آکر ہو گئیں داخل بارگاہ نورالدہر ہوگئیں داغدار
دیکھا کیا ہرکارے مقرر کیے کہ خبر لاؤ صمصام کس بارگاہ میں رہینگی ہرکاروں نے خبر دی کہ پہلے بارگاہ طلسم کشا
میں جو بارگاہ زر نقشی استادہ ہے اُسمیں صمصام تشریف رکھینگی لیکن طلایہ انھیں کی صلاح سے مقرر ہوا ہے
سب حال دریافت کرکے پہر رات گئے داغدار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی نورالدہر کو خبر ہوئی
انھوں نے بھی طبل جنگی بجوایا مگر داغدار سب خبریں دریافت کر چکا یہ بھی اسنے سُنا کہ ملکہ صمصام نے طلایہ مقرر کیا
خود بھی عوضدار تک پہرا کیں پہر رات گئے داخل بارگاہ ہوئیں جب داغدار کو خبر پہونچی کہ ملکہ صمصام داخل
خیمہ ہوئیں یہ بھیا غرق زمین ہو کر چلا بارگاہ میں صمصام کی پہونچا ایک گوشے میں نکلا دیکھا ملکہ صمصام چھپر دار
چھپرکھٹ پر آرام فرما رہی ہیں چند کنیزیں گرد حاضر ہیں چند سو رہی ہیں داغدار نے کھڑے ہو کر سحر کیا سب کنیزیں سوگئیں
داغدار آگے بڑھا اُس نے ملکہ پر بھی سحر کیا ملکہ سوتی تھیں بیہوش ہوگئیں کمر میں نیچہ دیکر اُسی طرح غرق زمین ہوا صبح ہو چکی
تھی کہ اپنے خیمے میں آکے پہونچا ملازموں سے اپنے لپکار کے کہا جلد حاضر ہو ایک ساحر زبردست تجویز کیا جائے کہ ملکہ
کی قید لیکر بخدمت دقواق بن اشفاق بن مرواق پہونچا دے ساحر تجویز ہونے لگے دیوث جادو کہ سب
ساحروں میں زبردست ہے اسنے بڑھکر عرض کی کہ یہ کام غلام کریگا مجھسے شہنشاہ فرماتے تھے کہ اے دیوث ہماری
دختر باغی ہو گئی ہے اُسے گرفتار کرکے لاؤ یہاں تو یہ تدبیر ہو رہی ہے داغدار کہہ رہا ہے جتنا لشکر چاہے لیجاؤ
دیوث نے کہا مجھے زیادہ لشکر کی کچھ ضرورت نہیں ہے میں اکیلا کیسے تو قید لیجاؤں لیکن وہاں شاہزادہ نورالدہر
جو بیدار ہوے بعد نماز صبح سلاح جسم پر آراستہ کیے فرمایا اے شبرنگ ابھی تک ملکہ نہیں آئیں شبرنگ کچھ جواب
دیا چاہتا تھا کہ چند کنیزیں روتی ہوئی پہونچیں عرض کی ملکہ کو کوئی چرا کر لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے جو لشکر کفار میں
تھے وہ حاضر ہوے عرض کی اے شہریار ملکۂ عالم کو داغدار چرا کر لیگیا اب ارادہ ہے کہ قید روانہ کرے اقلام بھی
حاضر ہو عرض کی حضور ابھی تامل فرمائیں غلام جا کر ابھی ہمین کو رہا کرکے لاتا ہے نورالدہر نے فرمایا کہ اے برادر
مقام افسوس ہے کہ تم جاؤ اور ہم نہ جائیں ہم بھی چلتے ہیں یہ کہکر فوراً نورالدہر سوار ہوے طرف لشکر کفار کے چلے

اہل اسلام قریب ورسوار بھی ساتھ ہو اب تو لشکر میں ہلڑ ہوا کہ شاہزادہ جاتا ہے ساتھ دینا چاہیے یہ تعاقب میں چلا یہاں دیوث
چاہتا ہے کہ ملکہ کو اراپے پر سوار کرے کہ لشکر میں غلغلہ ہوا ہرکاروں نے بڑھکر خبر کی کہ شہریار غضب ہوا طلسم کشا لشکر
کو قتل کرتا ہوا آتا ہے یہ سنکر واغدار نے کہا یارو تم میں کوئی ایسا ہے کہ طلسم کشا کو میدان جنگ ندامت دے دیوث کا بھائی
کاؤس کھڑا ہو گیا کہا میں جاکر ابھی لاتا ہوں چاہتا ہے کہ باہر نکلے دربارگاہ پر یہی ہنگامہ ہوا شیر کے نعرے کی آواز آئی
نعرہ نورالدہر جاسے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی ٭ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند ٭ پناہ
لشکر اسلام نورالدہر کہ بیمش ٭ عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند ٭ باہر سے جادوگر بھاگ کے
اندر آکے کہا او شہریار طلسم کشا دربارگاہ تک لڑتا بھڑتا آگیا جادوگر بھاگ رہے ہیں نہیب شمشیر شیر دلاور سے کانپ رہے
ہیں کئی ہزار جادوگر مارے گئے نورالدہر نے ستون بارگاہ پر ہاتھ رکھکر یکبارہ بارگاہ اوکھڑ گئی نورالدہر نے ستون
چھوڑ دیا بارگاہ گر پڑی کئی ہزار جادوگر دب کے عجیب ہنگامہ ہوا کہ طلسم کشا کو غصہ آیا بارگاہ گرا دی کچھ جادوگر دوڑے
کہ نورالدہر کو پکڑیں نورالدہر شیر نر لڑ رہے ہیں تمام ملکوں میں پھوٹے ہوئے یہ کب دھوکا کھاتے ہیں جب کسی نے
قصد کیا کہ مکر کرے نورالدہر تاک کر اسی کو مارتے ہیں واغدار ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ نورالدہر کو گرفتار کروں از بسکہ لجج
کے قریب نہیں پہونچا شبرنگ بھی ایک سپاہی کی صورت بنا ہوا لڑ رہا ہے اسنے جو دیکھا کہ ملکہ کا بیٹا وہ ایک گوشے میں
رکھا ہے بیقرار ہو گیا ایک ساحر کی شکل بنکر قریب واغدار کے آیا کہا کیوں اے شہنشاہ کوئی ایسی حرکت کرتا ہے ملکہ کو قتل
کر ڈالا ہوتا واغدار نے کہا تجھسے ہو سکتا ہے کہ جاکر سر کاٹ لے ابتیرا نام ہو گا شبرنگ بیلا تلوار کھینچے ہوئے ہشو ہشو کرتا ہوا
قریب ملکہ کے آیا سب جادوگر ہٹ گئے شبرنگ نے کہا شاہ نے حکم قتل دیا ہے پرتیغ منہ سے اٹھایا ملکہ سے آنکھ ملا کر کہا
تمکو کچھ خوف نہ آیا اپنے بزرگوں سے برگشتہ ہوئی یہ کہکر سر جھکایا کہا اے ملکہ عالم شبرنگ بن عمرو آپ ہی کے واسطے
تا قاب آئے ہیں شبرنگ نے ملکہ صمصام کی زبان سے سوزن کو نکال لی سوزن کا نکلنا تھا کہ ملکہ میں سب قید ٹوٹ
گئی اب جو تڑپ کے گریں کئی سو کے سر قلم کیے جھولی میں ہاتھ ڈالا ماش کے دانے لگائے منتر کا تھا پھینکا کہ
کئی سو ساحر جلکر خاک ہوئے برقیں چاک چمک کر گرنے لگیں نورالدہر نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ صمصام جوہر دار سے
تلواریں برساتیں خنجر گرائے دریائے آب نے جوش مارا ہزاروں آدمی ڈوب کر غرق ہوئے شاہزادہ نورالدہر بن
بدیع الزمان دیکھ رہے ہیں کہ ملکہ نے لشکر تہ و بالا کر دیا جس غول میں گھری ہزاروں کو قتل کیا سب نور و شوت سے
تر ہو رہا ہے کسی افسر کو ملکہ کا اسکا سامنا کیا لگاتار آئیں نورالدہر پوچھا مزاج مبارک کیسا ہے اسنے ہاتھ باندھکر
عرض کی اے ملکہ عالم کیا گذارش کروں اہل غیبت یہ ہے نظم

تار تار پیرہن مین جذب ہو گئی بوے دوست
شکل تصویر نمائی مین ہون تا پہلوے دوست

چہرۂ رنگین کو اتنی دیدہ رنگین ہر گز
حسن مطلع مین مسین مثال ہو معاف ابروے دوست

ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت ہو نہ از
دوش سے نیچے نہین اترے ابھی گیسوے دوست

دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی سے دکھایا روے دوست

واہ ری شانے کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
پنجہ شل سے کھلینگے عقدہ ہاے موے دوست

داغ دل پر جو سحر گذری تو غنیمت جانیے
دشمن جان ہین جو آنکھین دیکھتی ہین سوے دوست

دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
جا تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوے دوست

نعش گل لبنی تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
مشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

ہائے کیسے اپنی بربادی کو روتے ہین ہم
جیب اڑاتی ہی ہوا ہے تند خاک کوے دوست

اس بلا سے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بچے
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست

ایسے اشعار پڑھکر وہ سردار ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے اشارہ کر دیا داغدار کا سر لاؤ وہ سردار سحر کرتا ہوا داغدار پر جا پڑا آخر داغدار کے ہاتھ سے مارا گیا اسطرح کئی سردارون کو مارا سیکڑون دیوانے بولا سے کئی۔ اسکے ہاتھ سے داغدار کے مارے گئے بعض نے تڑپ تڑپ کے جان دی بعض روتے پیٹتے طرف صحرا کے نکل گئے کسی چشمے یا چاہ مین ڈوب گئے اب جو داغدار نے تیور دیکھا کوئی افسر باقی نہ رہا ایک طرف سے صمصام نے دبا لیا ایک طرف سے نورالدہر نے روکا اب داغدار گھبرایا صحبون سے کہا کیا دیکھتے ہین مین نے بڑے بڑے ساحرون سے مقابلے کیے مگر ایسا مقابلہ کبھی نہین پڑا تھا جان بچنا دشوار ہے لوح طلسم کشا کے قبضے مین ہے اور میرا سحر تاثیر نہین کرتا اس قتال عالم نے قیامت برپا کر دی لاکھون جادوگر مارے گئے اب مین کیا کرون نہ پاے رفتن نہ روے ماندن سب نے کہا حضور آپ نے ترتیب انتظام کیا تھا کہ صمصام بد انجام کو باز لیا اسی کی وجہ سے تدبیر ٹوٹ گئی ابھی ہو جاتی یہ کہتا ہوا داغدار جاتا تھا کہ پہلو سے نورالدہر کی آواز آئی قصد کیا بھاگ جاؤن غیرت نے دامن پکڑا کہ ساتھ والے ہنسینگے آوازے کسینگے یہ سوچ کر ٹھہر گیا نورالدہر پہونچ گیا تلوارین برسین خنجر لگے لیکن کسی نے تاثیر نہ کی غصہ ہوا تلوار کھینچکر بائین کی ہاتھ تلوار کے لگانے نورالدہر وار کو اسکے روک رہے ہین رو سکے وہ کٹے تیغہ خارا شگاف سے کا ہاتھ مارا اسنے سپر کو بچایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہان سے سر پہ گری یا تو قبضہ سپر پر جھکی تھی یا زمین پر لڑا رہنے والے مرگ داغدار ایک غبار بلند ہوا پریون نے غل مچایا ہزار تدبیرین کین مگر زمین پر آواز آئی کشتی مرا نام من داغدار جادو

جادوگروں نے جو یہ سنا بھاگنے لگے ہر طرف یہی غل تھا کہ یا موکل چلو بھاگو بعض بعال سے ہاتھ باندھ حاضر
خدمت ہوئے تھوڑے عرصہ میں لڑائی فتح ہو گئی مال و اسباب کافروں کا قبضے میں مسلمانوں کے آیا بارگاہیں کافروں کی
سب بارگاہ میں آکر بیٹھے ملکہ صمصام نے عرض کی اے شہریار حاکم صحرا سے لاف زار مارا گیا اب آپ لوح ملاحظہ فرمائیں
جیسا حکم ہو وہ کیجیے اب دیر کرنا مناسب نہیں شاہزادہ نورالدہر نے تیاری کا حکم دیا شبرنگ بھی تیار ہو کہ میں ساتھ
چلونگا ملکہ بھی آمادہ ہوئیں سب افسر مسلح کھڑے ہیں کہ شاہزادہ چلے تو ہم بھی ساتھ دیں نورالدہر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
نوشتہ پایا کہ اے فتاح ابن طلسم وارد صحرائے عجائبات اگر خدا فضل کرے اور لاف زار تمہارے ہاتھ سے مارا جائے جس
مقام پر اسکی بارگاہ استادہ تھی اُس مقام پر کھڑے ہو کر اسم حاشیہ لوح ورد زبان کر دینا زمین شق ہوگا ایک اژدر
مہیب قالب آتشیں منہ سے چھوڑتا ہوا ظاہر ہوگا کچھ خوف نہ کرنا اُسکے دہن میں چلا جانا کنارہ گلزار کے گا عذاب سے ان
میں پہونچوگے نورالدہر بلغ باغ ہو گئے یہ بھی لکھا تھا اور کسکی مجال ہو کہ تمہارا ساتھ دے تم صاحب لوح ہو
نورالدہر نے لوح کو جیب میں ڈالا سب سے کہا آپ لوگ سب باطمینان آرام کریں کوئی میرے ساتھ نہیں جا سکتا
ملکہ صمصام یہ حال سنکر گھبرائیں کہا کنیز ضرور ساتھ چلیگی اُن ساحروں سے مقابلہ ہے کہ جو کل طلسم میں کامل جادو
کار آزمودہ ہیں نہیں معلوم کیا کیا مکر کرینگے نورالدہر نے اسم پڑھا اژدر پیدا ہوا اسکے اندر میں داخل ہوے صاف ثابت ہوتا تھا
اگر کسی بلندی سے کودا ہوں ادھر تو شاہزادہ گیا ادھر ملکہ صمصام پر پرواز پیدا کر کے اُڑ گئیں شبرنگ بن عمرو بھی
ایک جانب روانہ ہو گیا کہ جا کر اپنے آقا سے ملوں لشکر میں رہنے سے کیا فائدہ مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
بعد شوکت و شان صحرائے سبزہ زار میں پہونچے دیکھا ہر نخل پر ہزارہا طائران بے زبان بزبان حال تعریف میں
ایزد منان کی معروف ہیں منقاریں گھوستے ہیں پر تولتے ہیں نورالدہر کو دیکھکر سب طائروں نے بر سر کو خم
کیا ایک طائر خوش آواز بعد زمزمہ ناز بولا اے فاتح طلسم کشایش کی تکلیف اُٹھائی سیانک کیونکر پہونچے یہ
عجب مقام ہے گلزار طلسم اس صحرا کا نام ہے

نظم

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست — بیمار سال بھر کے نظر آئیں تندرست
تیشے سے جب کریگی تجھے پیرزن درست — صورت دکھائی دیگی نداؤ کوہکن درست
سجدے کریں تجھے بت و زنار توڑ کر — جانیں حقیقت اپنی اگر برہمن درست
نگہیں خیال میری طرح ہو جو باغبان — ہر ایک فصل میں رہے رنگ چمن درست
سکتے ہیں آپ پاؤں کہیں پڑتے ہیں کہیں — رفتار کا تمہاری نہیں ہے چلن درست

کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہین
مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست

پرچھاوان انکا عاشق و معشوق پر پڑے
برسون رہا معاملۂ روح و تن درست

غربت زدون کے حال کا افسانہ چھیڑتے
ہوتی اگر طبیعت اہل وطن درست

مستون کے حلقے سے کوئی حلقہ نہ خوب تھا
اپنا مزاج رکھتی جو یہ انجمن درست

مشق سخن نے بندشِ الفاظ چست کی
سچ ہے یہ بات کرتی ہے ورزش بدن درست

قاتل کے اشتیاق مین خود کاٹیے گلا
آراستہ ہے گور ہماری کفن درست

وہ رشک باغ سیر کو آتا ہے باغ مین
کہدو کہ ہورہین گل و سرو و سمن درست

پانی نہ نکلے جسمین سے ناقص ہے وہ کنوان
نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست

آتش دہی بہار کا عالم ہے باغ مین
تا حال ہے دماغ ہوائے چمن درست

یہ آواز جو شاہزادے نے سُنی صدا طائرون کی بہت پسند ہوئی کھڑے ہوئے سن رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی
ماہ صمصام طاؤس پر ظاہر ہو مین آواز دی ای شہریار اسقدر تساہل صدا مین ان طائرون کی نہ سنیئے ہوش اُڑینگے
جلد لوح کو ملاحظہ کیجیے نورالدہر نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ یہ طائر کلان جو زمزمہ سرائی کر رہا ہے جسوقت یہ دہن
کھولے حلق مین اسکے ایک تیر مارو اگر اور مقام پر پڑا اور تیر نے خطا کی لوح قبضے سے نکل جائیگی نورالدہر نے
فورا کمان کیانی دوش سے اُتاری شست و مشت کو درست کرکے نشانے کو تاکا حلق مین طائر کے تیر مارا تو [illegible]
گویا مگذر اسپ خانہ جلا کہ ہوئے آواز آئی ای صمصام کیون گھر کو برباد کرلیا ہے صمصام تڑپ کر آسمان مین ڈوب گئی
مگر نورالدہر کو سمجھا دیا کہ ملاحظۂ لوح سے غافل نہ ہو جیے گا نورالدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بر سر کوہ جا کر آواز دو
ای طغرال جنی برادر کمیل جنی جلد آؤ بھائی تمہارا مارا گیا اُسکے عوض کا کام کرو نورالدہر بر سر کوہ آئے آواز دی
پہلوے کوہ سے ایک جوان قوی تن قوی مشت گرز ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوا اس جلدی مین آیا کہ شاہزادہ
سنبھلنے نہ پایا اُسنے گرز مارا شاہزادے نے گرز کو گرز پر روکا شاہزادے کے پاؤن زمین مین غرق ہوگئے وہ جوان
غائب ہو گیا شاہزادے نے اپنے کو بمشقت تمام زمین سے نکالا کہ پھر وہی جوان اُسی زور و شور سے آیا اور پھر گرز
مارا شاہزادہ گھٹنے تک زمین مین غرق ہوا خیال مین تھا کہ اگر اسنے ایک ضرب لگائی تو مین پیوند زمین ہو جاؤنگا
کہ پھر وہ جوان پیدا ہوا دیکھی اسی زور و شور سے آتا ہے کہ تاب نہین ہوتا ابکی نورالدہر نے جان دینے کا ارادہ کیا
جیسے اُسنے گرز مارا نورالدہر نے آڑے طرف ہو کر کلاء عمود پہ ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا ہرچند کہ ہاتھوں سے

تون ٹپکنے لگا مگر کلہ عمود کو ہاتھ سے نہ چھوڑا دو تین جھٹکے جب مارے گرز کو چھینکر پھینک دیا وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
اُس جوان کو زیر کیا جب زیر کیا تو وہ قدموں پر گرا کہا حقیقت میں آپ طلسم کشا ہیں جرأت و شوکت میں یکتا ہیں فرزند
صاحبقران صاحب عظم و شان غلام کا خلخال جنی نام ہے کیل جنی میرا بھائی مارا گیا غلام پر طلسم بند ہے جو ارشاد
ہو بجا لاؤں نور الدہر نے لوح کو دیکھا فرمایا ہمکو مقام پر وقواق بن اشفاق بن مرواق کے پہونچا دو خلخال جنی
نے عرض کی وہ فوج بہت رکھتا ہے وہاں سے گذرنا دشوار ہے غلام کو یقین کامل ہوا کہ آپ طلسم کشا ہیں لیکن یہ مقام بہت
سخت ہے خدا حضور کی آبرو رکھے نور الدہر نے کہا ہم کیا کریں یہی راستہ ہے ضرور اسی طرف سے جائینگے خلخال نے عرض کی
غلام چاہتا ہے کہ وہ لوگ مجھکو نہ دیکھیں اگر آگاہ ہوئے تو میرے بھی دشمن ہو جائینگے یہ کہکر مثل ایک طائر کی شکل بنکر تیار ہوا
نور الدہر پشت پر اُسکی سوار ہوئے جب پہاڑ سے اترے تو خلخال جنی نے عرض کی کہ غلام مرکب بنتا ہے خوف ہے کہ دل
نکلگیا میری پشت پر سوار ہو جیسے میں خاص شہر میں پہونچا دونگا اگر آپ نے اُسکو مارا بادشاہ طلسم کی کمر ٹوٹ جائیگی ایسا
عجب ہے کہ بخوف نہ سب آپ کا اختیار کرے مگر اس بھائی کی وجہ سے شاہ طلسم کو بڑی تقویت ہے یہ کہکر خلخال جنی مرکب
کی شکل بنکر تیار ہوا شاہزادہ سوار ہوا گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہے طرارے بھرتا ہوا چلا کنواں گڑھا کھائیں خندق سب
سامنے اُسکے برابر ہے پہاڑ کو فرّاٹے نکل جاتا ہے مگر یہ شہسوار بھی نہایت عمدہ سوار ہونے والے ہری جمی ہوئی مرکب
اڑاتے ہوئے جاتے ہیں تھوڑی پھیر پھیر کر مرکب زبان جنی میں باتیں کرتا جاتا ہے لیکن وقواق بن اشفاق بن مرواق
داغدار کو بھیجکر مطمئن بیٹھا ہے وزرا امرا جمع ہیں کہتا ہے کہ داغدار بڑے بڑے کارنمایاں کریگا مگر صمصام کو کیا ہوا کہ
شریک مسلمانان ہوا مقام افسوس ہے اُسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا وہ تو اب تک رو کے روٹی مانگتی تھی میں کیونکر ہوں کہ
امر ہوا دشمنوں نے یہ خبر مشہور کی ہے وہ بھی ڈر گئے سبب سے نہیں آئی داغدار کے آنے پر سب حال کھل جائیگا یہ ذکر تھا
کہ ایک ساحر آکے پہونچا روتا ہوا گریبان چاک منہ پر خاک آتے ہی عرض کی غلام نے فکر کرلی تھی پرواز جادو
مارا گیا اگر تھوڑی دیر طلسم کشا لوح کو نہ دیکھتا تو میں گرفتار کرلیتا آسمان سے برق تیغ آواز آئی اے طلسم کشا ہوشیار ہو جاؤ
بس غضب ہو گیا پرواز کو تیر مارا غلام بھاگ آیا اب طلسم کشا آتا ہے قریب شہر پہونچ چکا غلام فکر معقول کریگا مگر حضور
آمادہ ہو جائیں کسی طور لوح سے لیجائے پھر طلسم کشا کو گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے مگر صف شکن تیغ زن صاحب جاہ و
جلال حسن میں رشک ماہ کمال کسی مقام پر طلسم کشا نے کمی نہیں کی ہر فن میں طاق جرأت میں شہرہ آفاق وقواق نے
حکم دیا لشکر تیار ہو قلعے کا پھاٹک بند ہوا انتظام ہونے لگا خود وقواق قلعہ پر آکر بیٹھا مگر تیار کر رہا ہے کہ دوسرے ہرکارے
پہونچے اُنھوں نے آکر خبر دی کہ داغدار جادو مارا گیا اب طلسم کشا کو کوئی روکنے والا نہیں وقواق نے کہا ہم بھی جائینگے

یہ کہکر آچھا کہ یا مدد طلسم کشا آپہونچا یہ کہکر بالائے قلعہ آیا اگر شیلے لگا کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان
جلالت شاہزادہ نورالدہر والا قدر آسمان خوبی کے بدر پشت مرکب پر سوار یکہ و تنہا اس طرف آتے ہین وقواق نے کہا
آنے دو زندہ بچکر کہان جا سکتا ہو بوچھار تیرونکی گرداب جانے نہ پائے یارو تم لاکھون ہو وہ یکہ و تنہا اس طرف آتا
ہے نہین کا کام ہو جب تو تمام عالم مین نام ہو وقواق نے ایک چیخ ماری اور آواز دی توپین پڑین گولہ اندازون نے
توپون کو چلایا نہین معلوم کان مین آنکے کیا پھونکا توپین کڑکین گرجین آگ اگلنے لگین مگر شاہزادہ گرز گران سنگ ہاتھ
مین لیے ہوے گولون کو روکتا ہوا آتا ہو جب گولہ داہنے پر گیا لغزش نہ کیا بائین پر بھی جا سندیا جب گولہ سامنے آیا گرز کا
طمانچہ مارا اور اڑا الٹ گیا اس طرح گولے رد کرتے ہوے برابر خندق کے پہونچے خندق مین بھی آگ روشن ہو گھوڑا خود
قصد کرتا ہو کہ برسر قلعہ پہونچون اشارے پر کام کرتا ہو جب نورالدہر برابر خندق کے پہونچے پکار کر آواز دی او مکار
غدار ایسے فریبون سے کیا ہوتا ہو مین آیا پھاٹک کھولدے ورنہ گرز سے پھاٹک کو توڑکر آؤنگا وقواق نے کہا او طلسم کشا
یہ کیا خیال خام تصور ناتمام ہو پلٹ جا یہ وہ مقام نہین ہو کہ یہان آسکے بادشاہ طلسم نے بھی کبھی خلاف مرضی ہماری
ان راستون کو طے نہین کیا نورالدہر نے جواب دیا او بھیا دیکھ ہم آتے ہین وقواق مانا کترالا وغیرہ بھیانسہ ہا ہو نورالدہر
سپر پر سب روک رہے ہین برابر خندق کے جو لوح کو چمکایا نور نگاہ خلیل الرحمن ہین اسم حاشیۂ لوح پڑھکر پھونک دیا
خندق کی آتش سرد ہوئی اور خلخال جنی مرکب بنا ہوا زیر ران ہو اب ہوا پر اڑتے ہین گھوڑا اڑا اور پھرکے خندق کے پاس
پہونچا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پھاٹک پر مارا پھاٹک اڑ اڑا کے گرا نورالدہر اندر پہونچے دیکھا کئی لاکھ
ساحر جمع ہین وقواق نے آواز دی یارو طلسم کشا کا داخلہ ہوا چار جانب سے حملہ کرکے گرفتار کرو تین لاکھ ساحرون نے
حربہ ہائے سحر پھینکے عجب ہنگامۂ عظیم برپا ہوا آگ مین تلوارون مین خنجرون مین نورالدہر چھپ گئے خلخال جنی نے کہا
لوح چمکائیے اسماے الہی ورد زبان رہین لوح ملاحظہ ہوتی رہے نورالدہر نے لوح کو دیکھا اسماے حاشیۂ لوح پڑھے
لوح کو گردش دی آگ بجھ گئی تلوار و خنجر ٹوٹ گئی ہزار ساحر مر کر گرے صدا مرنے کی ساحرون کے بلند ہوئی وقواق
نے پکار کر کہا یارو سحر نہ کرو بجرأت طلسم کشا کو گرفتار کرو چار جانب سے حملہ کرکے پکڑ لو نیزے اور تلوار لیکر ساحر چلے
اسقدر حربے پڑنے کہ ہرچند نورالدہر مستانہ جنگ کر رہے ہین مگر پشت و پہلو پر زخم آئے جنگ ایک طور سے ہو رہی ہی
سب طرف سے راستے ساحرون نے بند کیے ہین دروازے کی جانب مقام خالی کر دیا مطلب یہ ہو کہ طلسم کشا نکل جائے
قلعے مین نہ رہے نورالدہر کو لوح خبر دے چکی ہو کہ جسطرح بنے وقواق کو قتل کرو ہر مرتبہ اسی کی جانب جاتے ہین وقواق
دور سے سحر کرتا ہو ہنگامۂ گیر و دار بلند ہو تلوارین چل رہی ہین نورالدہر لڑتے بھڑتے غول تک پہونچے سب ساحرون نے

ایکا کردیا ہو تلوارین مار رہے ہین ہزار ہا تیر ایک مرتبہ چلتا ہو ایک ساحر نے دوڑکر گرز مارا نورالدہر کے شانے پر
پڑا شاہزادہ غصے مین گھوڑے پر سے کودا پیدل شاہزادہ لڑنے لگا جس ساحر نے گرز مارا تھا بڑھکر اُسکو قتل کیا چاہا
سبھون نے مرکب کو پکڑلین مرکب زمین مین غائب ہو گیا اب غریو تھا کہ یارو گھوڑا طلسم کشا کا غائب ہو گیا لیکن ضرغام دیو
نے کہ دس ہزار سوارون کا افسر ہو سب سے اشارہ کیا کمندین رسیان زنجیرین پڑنے لگین نورالدہر کس کس کو کاٹین برکت
سے لوح کی بچتے تھے وقواق نے سحر کرکے اپنی صورت شیر ملک بن عمرو کی بنائی پہلو سے روتا ہوا سامنے آیا کہا ای شہزادے
میرے کلیجے مین درد ہو ساحرون نے سحر کامل کردیا ہو ذرا لوح طلسمی مجھے دیجیے اُس پریشانی مین نورالدہر نے لوح
دیدی لوح کا قبضے سے نکلنا تھا کہ ساحرون نے گرفتار کرلیا وقواق کہتا ہو جلدی قید روانہ کرو کشتے اُٹھوا ڈالو شہ
ہنشاہ بلا سے اتنے ساحر مارے گئے طلسم کشا کو تو گرفتار کرلیا کیون یارو تمنے دیکھا مین نے کیا تدبیر کی سب ساحر تعریفین
کررہے ہین کہ سلطنت کاؤس اورنگ نشین آپ کے دم سے قائم رہی ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے کوئی نہ بچتا اب چلکر
لشکر کو بھی گرفتار کرینگے تین ہزار قیدیان بلا بھی ساتھ ہین اُن سب کا گرفتار کرنا واجب و لازم ہو جلد عرضی تحریر کرو مضمون یہ ہو
کہ ای شہنشاہ طلسم کاؤس غلام نے طلسم کشا کو گرفتار کرلیا لوح بھی لے لی لوح اور طلسم کشا کو آپ کے پاس بھیجتے ہین قتل کا
آپ کو اختیار ہو اُسی وقت عرضی تیار ہوئی سنگین جادو کو حکم ہوا کہ قید طلسم کشا و لوح لیکر جاؤ اب دربار مین سب ساحر
جمع ہین یقین ہو کہ سنگین روانہ ہو کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک نامہ دار فرستادہ شہنشاہ طلسم حاضر ہو وقواق
نے خوش ہو کر کہا بلالو چوبدار نے جاکر کہا جائیے ایک ساحر قوی تن سامنے آیا نامہ ہاتھ مین وقواق کے دیا
وقواق نے دیکھا سر نامے پر مہر شاہ طلسم کی ہو کھول کر پڑھا اُسمین لکھا تھا ای وقواق بن اشفاق جوانمرد آفاق کیا کمال
کیا طلسم کشا کو پکڑا لوح بھی لے لی تمکو ہمنے نائب اپنا قرار دیا اب تمھین طلسم کا اختیار ہو لیکن قید طلسم کشا و لوح طلسمی بدست
جبار جادو روانہ کرو یہ جبار ہمیشہ ہمیشہ تمہارے مین رہتا ہو مناسب ہو کہ اسکو اپنا افسر جانو ہمیشہ خدمت مین سامری و
جمشید کی جاتا ہو سامرین کے بھی پیغام لاتا ہو یہ وہ جبار ہو کہ جسکو سامرین پر اختیار ہو ایک دن سامرین پردے سے
نکلین جبار کھڑا تھا سامرین سے اشارے ہونے لگے سامری نے جو دیکھا برہم ہوے یہ کہدیا کہ اب زمین پر رہنا
آسمان پر نہ آنا جب سے زمین پر آیا ہو مصارف اسکو طلسم سے ملتا ہو یہ پڑھکر وقواق بہت ہنسا کہا کیون ای جبار تم ایسے
جوان ایسے ایسے کام کرتے ہین محبت پر قدرت کی مرتے ہین یہ کہکر قید نورالدہر حوالے کی جبار نے مڑ کر مشکین باندھین
کہا لوح کسی اور کے ہاتھ بھیجیے گا وقواق نے کہا لوح بھی تمھین کو لیجانا ہو گی تم ایسا معتبر کہان ملیگا یہ کہکر لوح طلسمی
بھی دیدی جبار نے بکراہت تمام لوح لی لوح لیکر باہر نکلا ادھر ساحرون کا بلوہ ہو کہ جبار طلسم کشا کو لیے جاتا ہو لوح تو

بادشاہ کو دیکھا طلسم کشا کو جو بیچارے کہا جائیگا ہمکا بھی پیٹ بھرے ہمارا بھی مطلب ہو جبار جب ذرد زرعی مین آیا سب کو ہٹا دیا
کہا یارو ہٹ جاؤ سب ہٹے جبار نے لوح طلسمی گلے مین نورالدہر کے ڈالدی جھک کر سلام بھی کیا اور کہا غلام کو حضور نے
بھیجا نام خلخال جنی آپ نے بڑی خلعت دی اگر لوح دم بدم دیکھتے تو یہ آفت نہ برپا ہوتی نورالدہر نے خلخال کا بڑا احسان
مانا قید کو توڑ کر پھینک دیا خلخال نے ایک تلوار بھی ہاتھ مین دی کہا بسم اللہ بارگاہ مین چلیے میان وقواق بہت خوشی و خرم
بیٹھے ہین اپنے ساتھ والون سے کہہ رہے ہین کہ ہماری لیاقت دیکھی اب بادشاہ طلسم ہمے دیگا کل طلسم پر ہمارا اختیار ہوگا
جسکو چاہین موقوف کرین جسکو چاہین بحال کرین سب کہہ رہے ہین بہت بجا ہے آپ کا کون مقابلہ کر سکتا ہے یہ ذکر تھا کہ زمین
تھرائی نعرۂ شیر کی آواز آئی

نعرۂ نورالدہر تصنیف مصنف

چہ چشمم نگون شد سر کافران	منم حامل رایت سروری	منم سرکش لشکر کافران
منم خنجر برّ و سہراب و گیو	ز قہرم فتد بر زمین شرزہ دیو	بہ فوج عدو میشوم ابتری
جدا کردم از باغ دین خار را	منم قاتل کافران جہان	شکستم طلسم گہربار را
		منم ابن فرزند صاحبقران

وقواق نعرۂ نورالدہر سنکر گھبرا گیا بعض ساحرون کو غش آگیا حیران تھا کہ کیا غضب ہوا کیونکر رہا ہوا پہلو مین نورالدہر
کے خلخال جنی تلوار کھینچے ہوئے نعرے کر رہا ہے کہتا ہے کیون بے وقواق تو نے مجھے قید کیا تھا مین نے کیسا جوڑ ملایا
جبار رہنما آیا کیسا قہر کیا وقواق نے کہا یارو اسے مار لو اسنے بڑا غضب کیا طلسم کشا کو رہا کر دیا چارطرف سے جادوگر
چلے سحر تو کر نہ سکے خوف تھا کہ لوح طلسم کشا کے پاس ہے نیزے تلوارین لیکر چلے نورالدہر بدیع الزمان شمشیر بکف جسکو ہاتھ
تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے خلخال جنی بھی لڑ رہا ہے کہ ہاتھ تلوار کا مارا جادوگر قتل ہوا آپ غرق زمین ہو گیا ساحر
حیران ہوتے ہین کہ خلخال جنی کہان غائب ہو گیا دور جا کر ظاہر ہوا جسکو ہاتھ مارا دو چار کے پاؤن قلم کیے دس بیس
جادوگر جو مارے گئے وقواق گھبرایا چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن نورالدہر برابر پہونچ گئے تھے آخر اسنے چاہا کہ
ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھل دے سے ہاتھ نکال کر سر کو بچا کے کمر پر ہاتھ مارا وقواق کے
دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا چھا گیا زمین کانپی سنگباری و برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من وقواق بن
اشفاق بن مرواق بود صد ہلاک گرے باغات اسکے سحر کے جلے قید خانہ بھی یہان تھا کئی ہزار جوانون کو رہا کیا
وہ سب دائرۂ اسلام مین آئے فوج نورالدہر بھی آکے اس مقام پر جمع ہو لیا مال بھی اس قلعے مین بہت نکلا مال
سب قلعے مین جمع ہے نورالدہر شمار کر رہے ہین کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی تقاضے کا نقارہ ارزن ہوا
بعد جوش و خروش تخت زرجوہری پر سوار فوج دیوان پشت پر عیار طرار نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے پشت پر کھڑا

مگس رانی کر رہا ہے کہ عیار کی نگاہ پڑی کہ صحن قلعہ میں بہت سا مال جمع ہے اور نورالدہر بن بدیع الزمان نے شاید اس قلعے کو فتح کیا ہے یہ سنکر نقابدار نے کہا آج کل فوج کی تنخواہ بھی چڑھی ہے ان یار و مال اٹھا لو یہ زاد تڑپکر گرا ستره لاکھ نعرہ بامے دیو کا گرنا ایک ایک نیزہ اٹھا لی اور لیکر بلند ہوے نورالدہر تلوار کھینچکر دوڑے کہا ہم دیوان ہیں یا یہ کیا بے ادبی کرتے ہو کہ نقابدار زرین پوش سنے آسمان سے نعرہ کیا او جوان بس اپنے مقام پر کھڑا رہ ایسے ایسے مال غارتیوں کے واسطے ہیں ہماری فوج کی تنخواہ چڑھی ہے ہمیں خواہش ہے اپنے دادا جان سے کہدینا کہ بانہا صاحبقران حوالے کردیں ورنہ ہم میان مقابلہ کرونگا اب تامل نہو گا ہم بزرگان دین سے دریافت کر چکا نورالدہر کو نقابدار زرین پوش کے بیان سے شوکت و جلالت آشکار ہے باز سفید سر انور پر سایہ فگن سرداران تمتن جوانان صف شکن ہمراہ اس فصاحت و بلاغت سے فرمایا کہ نورالدہر ایسا جوان شیر دل رستم زمان صاحب شوکت و شان نبیرہ صاحبقران کچھ جواب نہ دیسکا نقابدار نے سب مال لیا تختون پر لدوا کر نوبت نقارے بجاتا ہوا نکلگیا اب نورالدہر نے کچھ لشکر اور جو باقی تھے انکو کھلوایا خزانہ دار کی معرفت جو مال ملا اسکو اپنے قبضے میں کیا تین لاکھ فوج سب ساحر و غیر ساحر جمع ہوے انکو ساتھ لیکر نورالدہر نے کوچ کیا دامن قلعۂ کافوسیہ کے روانہ ہوے خلخال جنی بعدہٗ مصاحبت ساتھ تھی ایک منزل ہے نورالدہر کو سامنے سے ایک قلعہ معلوم ہوا اس قلعے کو دیکھکر خلخال جنی رونے لگا نورالدہر نے فرمایا کیوں خیر تو ہے خلخال جنی نے کہا کیا عرض کروں جو کچھ کیفیت ہے زندگی دشوار عشق سر پر سوار کسکے سامنے اپنا حال بیان کروں راتیں ہجر کی سختی سے کٹتی ہیں بقول شاعر

نظم

حال بیتابی دل پردہ نظر کرتا نہیں — ہجر میں کس شب تڑپ کر میں بسر کرتا نہیں
دیر پہچانے میں خط کے نامہ بر کرتا نہیں — یہ کبوتر وہ ہے اڑنے میں کمر کرتا نہیں
ہجر گل میں حال کب فرع دگر کرتا نہیں — چاک دامن صورت جیب سحر کرتا نہیں
بیٹھے روتے ہیں کیوں میرے خانے پر عزیز — کون ہے جو دار دنیا سے سفر کرتا نہیں
گل پہ بلبل شیفتہ ہے سرو پر قمری فدا — عشق بھی کس کس جگہ اپنا گذر کرتا نہیں
درد دل بیچین رکھتا ہے سحر تک شام سے — کونسی شب ہے جو آہیں رات بھر کرتا نہیں
حسن ہے مشہور عالم میں حسینوں کا عبث — صورت آئینہ کوئی دل میں گھر کرتا نہیں
دیر سے بھڑک رہا ہے آتش فرقت سے دل — کچھ دوا سے سوزش داغ جگر کرتا نہیں
پھنسے دام مصیبت میں کہاں بستے ہیں یار — نغمہ سنجی بلبل بے بال و پر کرتا نہیں

آج گل نشو و نما پر ہے گل داغ فراق | اس چمن کی سیر وہ رشک قمر کرتا نہین
آگیا تم پر جو سیدا دل تعجب کیون ہوا | کیا کوئی الفت کسی سے اے قمر کرتا نہین
ایک بھی سنتا نہین عاشق کی افسردہ نوی | شیون مین شام سے کب تا سحر کرتا نہین
بت لو کیا ہے غمودہ دولت سے ملتا ہی خدا | یہ غلط سمجھے ہو ہر جا کام زر کرتا نہین
کیا ہوا وحشت مین مین نے چھو لیا گر زلف کو | بیخودی مین سانپ کا انسان ڈر کرتا نہین

نورالدہر نے کہا اے برادر صاف صاف کہو ابھی میرے ذہن مین نہین آیا خلیق آل رونے لگا کہا اے شہریار کیا بیان کرون جب مین پردہ قاف مین تھا ملکہ گوہر دانہ گوہر پوش پریزاد بادشاہزادی پردۂ چہارم قاف کی اُسکی محبت مین سالہا سال دیوانہ رہا بعد عرصہ دراز اُسکو میرے حال پر رحم آیا ملاقات ہونے لگی در اندازون نے اُسکے باپ فغفور جنی کو خبر کی اُنھون نے جنات مقرر کیے کہ جہان کہین ایک ساتھ ان دونون کو دیکھو گرفتار کرکے لاؤ برسون ہم وہ دونون چھپتے پھرے یہ بھی خبر فغفور نے سنی اپنے وزیر مینوش جنی کو واسطے میری گرفتاری کے مقرر کیا کہ بطور پہرہ میرے اُسکے ملاقات ہوئی رو رو کے مجھسے اُسنے کہا کہ جسطرح بنے پردہ قاف سے نکل جاؤ اے شہریار اسی روز ہم اور گوہر دانہ پری پردہ قاف سے نکلے میدان کے صحرا مین آکے ہو پہنچے جادوگرون نے آکے گھیرا سواری بادشاہ کی آگئی اُسنے ساحرون سے کہکر مجھے گرفتار کرا لیا شاہور جادو اُسکا وزیر ساتھ تھا اُسکے سپرد کیا اور یہ بھی کہدیا کہ پریزاد کو ہمارے واسطے راضی کرو شاہور ملعون نے مجھپر تو طلسم باندھدیا کہ بندگان خدا کو بھٹکایا کرون اور بادشاہ سے باغی ہو کر اس قلعہ مین آکے رہا ہم کبھی اسطرف آنے بھی نہ پاتے تھے اسوقت جو اس قلعے کو دیکھا دل قابو مین نہ رہا اب حضور جب سے آپ تشریف لائے اور لوح طلسمی دستیاب ہوئی سب کو اپنی اپنی جان کی پڑی ہے یقین کامل ہے کہ اب زندہ نہ بچینگے شاہور نے بادشاہ سے میل لیا اور کہا مین جاکر طلسم کشا کو قتل کرون وہ آپکے مقابلے مین گیا آپکے ہاتھ سے مارا گیا بیٹا اُسکا منظور مردار خوار اب گوہر دانہ پر عاشق ہے قلعے کو قبضے مین کیا اس غلام کو باندھا گیا کہ اس محبوبہ جانی یار جادو دانی پر کیا گذری ہوگی نورالدہر نے فرمایا کہ اے برادر اگر تمام عمر میری صرف ہو جائے تو ہم دونون ملے گوہر دانہ گوہر پوش سے یہان سے قدم آگے نہ بڑھینگے مقدمۃ الجیش کے نام حکم ہوا اسی جانب لشکر پھیرو اسی جانب لشکر چلا لشکر جو فوج کش ہوا نقارے وغیرہ جو بجے منظور مردار خوار بارگاہ مین بیٹھا تھا گھبرا کے کہا دریافت تو کرو دیکھیا نقارہ بجا ہے جیفہ بازی سامنے حاضر تھے اُنسے حکم ہوا کہ دریافت تو کرو یہ معرکہ کیا ہے کسکا لشکر آیا ہے یا کے دم بھر مین پلٹ کے آئے عرض کی حضور طلسم کشا نمایان فتح کرتا ہوا آتا ہے رقواق بن اشفاق بن مرواق کو مارا

قیدیوں کو چھڑا لیا خلخال جنی اُنکے ساتھ ہر ادھر سے جاتے تھے قلعے کو دیکھا خلخال نے تمام کیفیت بیان کی طلسم کشا
کو زینت پروری کا بڑا خیال ہے فوراً الیٹ پٹ سے خواہش رکھتے ہیں کہ ملکہ دُردانہ کو آپ سے لیں ورنہ طلسم کشا صاحب لوح ہے
یقین کریگا خود جری و مبارز ہے و فواق ایسے کا جب قلعہ لیلیا ہے گھسکر اُسکو مارا تو اس قلعے کی کیا حقیقت ہے یہ سنکر
منظور دار خوار نے کہا میں سمجھ لونگا فیعون کو بلا کر کہا فوج کتنی تیار ہے عرض کی موافق اس قلعے کے دو ہزار آدمی
ملازم ہیں منظور نے کہا میں ایسی تدبیر کرونگا اسقدر فوجیں میان آئیں کہ گاوِ زمین بار نہ اُٹھاسکے ملک عرضی بادشاہ
کو لکھو مضمون یہ ہو کہ طلسم کشا با فوج قاہرہ آپ کی جانب آتا تھا میں نے اس قلعے پر روکا ہے اگر مدد سرکار سے ملے تو
میں طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کروں اب نگران تھا میں نے دُردانہ کو آپ کے واسطے راضی کیا ہے لیکن طلسم کشا
سے مہلت پاؤں تو خدمت میں لیکر حاضر ہوں خاص آپ کے واسطے راضی کرچکا لیکر آنے کو تھا کہ طلسم کشا آگیا اس مضمون
مذکور کی عرضی روانہ کی کاؤس سنکر مست گھبرایا فوراً پکار کر آواز دی یارو تمنے سنا طلسم کشا آپہنچا وفواق ایسا
جانباز مارا گیا منظور دار خوار کہ خیرخواہ ما بدولت ہے اُسنے چھوٹے سے قلعے پر روکا ہے کوئی ایسا ہے کہ جاکر اُسکی مدد
کرے اتفاق سے یہاں بھی اُسکی ملکہ فیروزہ گوہر پوش بیٹھی ہے یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی کہا لونڈی جاتی طلسم کشا کو
گرفتار کرکے لاتی ہے بادشاہ نے دو لاکھ فوج ساتھ کی کہا ہو فرزند اپنا خیال رکھنا پسران حمزہ مست خوبصورت ہیں
صاحبزادی نکل جانے نہ پائے ایسا نہ ہو تمھیں بھی یہی خیال ہو تو بڑی مشکل پڑے فیروزہ نے کہا ملکہ صمصام کو ہمیشہ سے
گانے بجانے کا شوق تھا مجھے حصول علم کا خیال رہا یہ کہکر اُسی وقت سوار ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہاں قلعے
سے منظور دار خوار تین ہزار جوانوں کو لیکر باہر نکلا ہے لشکر طلسم کشا دیکھ دیکھ کر گھبرا رہا ہے اتفاق سے جب قلعہ
وفواق فتح ہوا ملکہ صمصام جوہر دار اس فکر میں چلی تھیں کہ اپنے کو تا بطلسم کشا پہنچاؤں نورالدہر نے یہاں قلعہ
فتح کیا جو ابھی عرض کرچکا ہوں ملکہ صمصام جوہر تی پیاتی اسطرف آئیں قلعے کو اسلام آباد دیکھا اور خبر پائی کہ طلسم کشا فتح کرکے
گئے اب بادشاہ سے مقابلہ ہے اسوقت آکر پہنچیں دیکھا نورالدہر کا لشکر اُترا ہوا ہے طاؤس سے اُتریں نورالدہر سے
ملاقات ہوئی مبارکباد دی کہ حضور نے بڑے مقام کو فتح کیا کنیز کو امید نہ تھی بیرون بارگاہ کرسیاں بچھیں ایک کرسی پر
نورالدہر آکر بیٹھے ایک کرسی پر ملکہ صمصام جلوہ فرما ہیں جملہ سردار گرد بیٹھے ہیں کہ ناگاہ ابر آسمان پر اُٹھا ملکہ صمصام
نے جو لکہ ابر کو دیکھا کہا میں نہ پار طرف سے شاہ طلسم نے کوئی مددگار آتا ہے ہر چند کہ منظور دار خوار منظور
درگاہ شہنشاہی تھا مگر اب اسنے میل کیا ملکہ دُردانہ گوہر پوش پر بیزار منظور نظر شہنشاہی بیان قید ہے مضمون معلوم ہوا
کیا گذری کہ دو ہا یہ کہ اگر ترا ملکہ فیروزہ گوہر پوش اس ابر سے ظاہر ہوئیں پانچ چار کنیزیں گرد دو لاکھ ساحروں کا لشکر

علمہائے زنگاری کے پھر پھرے نکلے ہوئے آثار بارگاہون کے اندر ان آتش فشان پر لدے ہوئے کہ کنیزون نے ملکہ فیروزہ سے عرض کی ملکہ صمصام کیا خوشی خوشی پہلوے طلسم کشا مین بیٹھی ہین طلسم کشا بھی جلوہ فرما ہی ملکہ فیروزہ نے دیکھا ملکہ صمصام جوہر دار بالمبر فاخرہ پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین ایک کرسی پر آفتاب عالمتاب بطوت و شوکت ماہ چرخ جلالت و لیاقت صاحب شوکت و شان نور الدہر بدیع الزمان مثل ماہ تابان گرد سر دار مانند ثوابت و سیارگان خوذ زرین سر پر زندہ جواہر نگار زیب جسم انور سپر و شمشیر پہلو مین کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہی تیر دلدوز اُس ترکش مین کہ سینہ دشمن کو فگار کرین یہ جاہ و حشم جو نور الدہر کا بہ نگاہ غور دیکھا مشاطہ حسن و عشق نے پیش قدمی کی آنکھون سے آگے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا ہر چند ضبط کیا مگر نہو سکا تھرا کر زمین پر گرین بیہوش ہوگئین کنیزین دوڑین سر اُٹھا کے اپنے زانو پر رکھا گرد و غبار پاک کیا گلاب کیوڑہ بید مشک روے زیبا پر چھڑکا بمشکل تمام ہوش آیا رنگ رو متغیر حیران و پریشان چہرہ اُداس عالم یاس کنیزون نے دست بستہ عرض کی واری یہ کیا حال ہی فوراً رنگ رو متغیر ہوگیا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا کہون کیونکر خاموش رہون

نظم

درد دل کا جو کہا مین نے فسانہ شب وصل — منہ آنے کا ہوا اُسکو بہانہ شب وصل
نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری — خشک ہو ہاتھ نہو زلف کا شانہ شب وصل
حسرت جلوہ دیدار بہت ہی مجھکو — چاہیے میرے لیے آئینہ خانہ شب وصل
صبح ہوتے ہوے اُس بت نے قدم رنجہ کیا — نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شب وصل
مین نے صندل کی طرح ماتھے کو رگڑا تا صبح — درد سر کا جو کیا اُسنے بہانہ شب وصل
مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب — شور کرتا ہی جو پازیب کا دانہ شب وصل
یار کیا مجھکو ملا دولت پائندہ ملی — ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شب وصل
چاندنی آئنے مین مین نے اُسے دکھلائی — سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل
خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہی — آجکل تیر دعا کی ہی نشانہ شب وصل
دونون مہمان دم چند ہین دیکھون پہلے — جان جاتی ہی کہ ہوتی ہی روانہ شب وصل
آتش اُس گل کو ہی لیجا کے چمن مین رکھنا — ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل

کنیزین گھبرا گئین کہا حضور کیا بات ہے اسقدر متغیر ہونا کیا باعث ہی لونڈیان نہین سمجھین کہ حضور نے کیا فرمایا ملکہ چپ ہو رہین

ت ہو ایسا نہو کہ راز عشق ظاہر ہو شہزادہ کے سامنے ذکر آچکا ہی بادشاہ نے فرمایا تھا کہ مثل صمصام کے شہزادی جو ظاہر
ا خاموش ہو رہیں کسی کو کچھ جواب نہ دیا اٹھکر اپنی بارگاہ میں آئیں لیکن بڑا سوچ ہی کہ کیا انجام ہوگا دیکھوں فلک کیا
کھلائے لیکن منظور مردار خوار نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر کو خبر ہوئی ملکہ صمصام نے فرمایا اے شہریار حضور اُس
عام کو فتح کرکے آئے کہ جہان کوئی قدم نہ رکھ سکتا تھا خود بادشاہ طلسم کو ناز تھا کہ اگر قلعہ وقواق پر کوئی لشکر کشی کریگا
اور لشکر حریف مثل موج دارا نا اسکندر رہو تو سالہا سال لڑائی پڑے وہ قلعہ ایک دن میں فتح ہوا اس قلعے کی کیا حقیقت ہی
بی فیروزہ صاحب تشریف لائی ہیں اُنسے بھی مقابلہ پڑیگا آپ دخل نہ دیں میں فتح کرلونگی نورالدہر نے طبل جنگی بجوایا
کہا ملکۂ عالم ہمارے یہاں عورتوں پر جہاد ساقط ہی آپ اپنی بارگاہ میں آرام کریں ہم سمجھ لینگے دونوں لشکروں میں
تیاریاں ہونے لگیں مگر فیروزہ تڑپتے تڑپتے رات کو اپنے مقام سے اُٹھی خیال محال دل میں بھرا ہوا جی میں کہتی ہی
کہ اے فیروزہ کیا تدبیر کروں اگر صبح کو میں نے مقابلہ کیا اور طلسم کشا کو کوئی آزار پہونچا تو بھی باعث خرابی ہی اور اگر نہ لڑی
تو خبر بادشاہ کو پہونچیگی کہ فیروزہ نے جا کر کیا کیا حال عشق کھلا تو بُری بات ہی ماموں جان فرمائینگے کہ جو ہمنے کہا
تھا وہی ہوا مگر صمصام کیا صاحب نصیب ہی اپنے معشوق کے قریب ہی میرے مقدمے میں ضرور دست انداز ہوگی
فتور ڈالیگی یہ سوچکر لشکر میں نورالدہر کے آئی دیکھا لشکر میں گھما گھم روشنی ہو رہی ہی ملکہ صمصام کی ایک کنیز
گلعذار نازک بدن چالیس کنیزوں کو ساتھ لیے ہوئے گرد بارگاہ طلسم کشا پھر رہی ہی خیال میں گذرا گلعذار کی
کیا حقیقت ہی کہ جو مجھکو روکے اسکو بیہوش کرکے طلسم کشا سے ملاقات کروں شاہزادے کو آگاہ کردوں کہ ہمارے
ہاتھ سے کوئی آزار نہ پہونچیگا یہ سوچکر عقاب کی صورت بنکر چلی گلعذار نازک بدن کرسی پر بیٹھی ہی کنیزیں صلائے حاضر باش
و ناظر باش دے رہی ہیں ایک شاخ نخل پر دیکھا کہ ایک عقاب آکر بیٹھا شاخ نخل جھک گئی جبھی کہتی ہی کہ اے گلعذار
عقاب کے جسم میں یہ گرانی شاید کوئی ساحر ہی احوال کھل جائیگا جھولی میں ہاتھ ڈالکر ایک ترنج نکالا اُسپر اسم
سحر پڑھا اب جو ترنج مارا ملکہ فیروزہ غفلت میں آکر بیٹھی تھیں ترنج پھٹا فیروزہ شاخ سے گریں گلعذار نے دیکھا ایک
نازنین مہ جبین نہایت حسین سرو قد خورشید خد غنچہ دہن زمین پر پڑی ہی گلعذار کے منھ سے نکلا اسکو لینا جانے نپائے
شاید ہمارے آقا کی فکر میں آئی تھی چالیسوں کنیزوں نے سحر کیا گلعذار نے بھی ماش کے دانے مارے خنجر برستے
تلواریں گریں فیروزہ بلائے روزگار ہی ایک دستک جو دی وہ سحر اُلٹے پلٹے تلواریں چمک کر یہ سب کے سر اُڑگئے
گلعذار کا بھی سر کٹ کر گرا ملکہ صمصام پڑی سو رہی تھیں کان میں جو آواز آئی کشتی مرا نام من گلعذار نازک بدن بود ملکہ
صمصام کی کنیز مقرب تھی دل بیقرار ہو گیا گھبرا کر اُٹھیں کہتی ہوئیں کہ ارے کسنے میری کنیز کو مارا یہاں کچھ لوگوں نے فیروزہ کو

گیرا نہ فیروزہ مثل برق تپک رہی ہین جسنے سحر کیا اُسکے سحر کو اُلٹ دیا کسیکا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسیکا سر اُڑ گیا کہ ملکہ صمصام باہر نکلین دیکھا چالیس لاشین کنیزون کی پڑی تڑپ رہی ہین ستارے زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین ملکہ صمصام کو نہایت ناگوار ہوا یہ بھی اپنی آنکھون سے دیکھا کہ فیروزہ نے کئی سو جوانون کو ہمارے سامنے جلا دیا لپکار کر آواز دی کہ او فیروزہ کیا کرتی ہی خبردار اب آگے نہ بڑھنا فیروزہ نے جو صمصام کو بہ شوکت و شان دیکھا جلگئی یقین کامل ہوا کہ یہ ہر وقت صحبت مین رہتی ہی کسقدر اسپنے بناؤ سنگار کا خیال ہی ترقی پر جاہ و جلال ہی اسکی عزت و آبرو مٹاؤن جادہ راہ عدم دکھاؤن یہ سوچکر سحر کیا ہاتھ اُٹھایا سکرائی دو پتھر زمین پر مارا آواز دی ای عجائب نگار دنیا جہان صمصام کھڑی تھین سب نے دیکھا ایک نازنین گلدستہ ایک ہاتھ مین دوسرے ہاتھ مین ایک کاغذ وہ کاغذ پڑھ رہی ہی اُسکا مضمون یہ ہی کہ ای صمصام ہوشیار ہو جا ورنہ بڑی ذلت اُٹھائیگی وہ نازنین کاغذ پڑھتی جاتی ہی اور گلدستہ کاغذ کا ہلاتی ہو مگر اہالی قلعہ حیران حیران دیکھ رہے ہین اُس نازنین نے جو ہنس ہنسکر کلام کیے پھولون نے اپنا رنگ جمایا غنچہ ہا گل نے اپنا طور دکھایا ملکہ صمصام کو محویت ہو گئی وہ جو نازنین پھولون کا گلدستہ لیکے کھڑی تھی ارادہ کیا پیچھے ہٹون کہ صمصام کے پہلو سے زمین شق ہوئی ایک اور مہ جبین ظاہر ہوئی لپکار کر آواز دی او کنیز تو نے ہماری ملکہ کو دیوانہ بنایا اب چاہتی ہی پلٹ جاؤن مین تجھکو نہ جانے دونگی مین تیرے ساتھ بدلہ کرونگی یہ کہکر آگے بڑھی چاہا پلٹ جاؤن فیروزہ نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی صمصام بول اُٹھی کہ خاموش رہ چپ ہو کے فیروزہ کو سرپوش کھڑی ہوئی پہلو سے دیکھا ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی پیدا ہوئی

اشعار

مجھکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی	کاش عیسیٰ کے عوض موت ہی آئی ہوتی
گر نہ ہو شمع تو معدوم ہین پروانے بھی	تو نہ ہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی
غیرت کرتے ہو ابرو کے اشارے ہر دم	کبھی تلوار تو مجھپر بھی لگائی ہوتی
اُسکی ہر دم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون	کاش ناصح سے بھی آنکھ اُسنے لڑائی ہوتی
ہون وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دلمین رکھتا	غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی
خط کے آغاز مین تو سمجھے ہو اصاف تو کیا	لطف تب تھا کہ صفائی مین صفائی ہوتی
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری	کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی
دھوئی کیون اشک کے طوفان سے لوح تقدیر	سرنوشت اپنی ہی ناسخ نے مٹائی ہوتی

یہ اشعار پڑھکر جس نازنین کے ہاتھ مین گلدستہ ہی اُسکو اشارہ کیا گلدستہ پھینکدے یہان رنگ نہ جمیگا لشکر طلسم تباہ ک

ملکہ صمصام منع کرتی ہین تلوار کھینچ سر قدمون پر نثار کر فیروزہ وہان سے منع کرتی ہو او عجائب نگار لیا تیری تقدیر کا
نوشتہ بُرا ہی کیون جان دیتی ہو نازنین چاہتی ہو کہ بھاگے جسکو صمصام نے طلب کیا ہو جھپٹ کر اُسنے ہاتھ پکڑ لیا
کچھ مُنھ سے کہا وہ چلنے لگی جل جلکر خاک سیاہ ہوئی آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نامم من عجائب نگار بود فیروزہ
بہت جھلائی آواز دی او صمصام تیری قضا آئی ہو یہ کہتی ہوئی فیروزہ نیمچہ لیکر بڑھی قریب صمصام کے پہونچی آہنی
نیمچہ چلنے لگا ملکہ صمصام ہنستی جاتی ہین کہ بی فیروزہ کیون قضا آئی ہو فیروزہ جوش مین نہین ماتی بڑا رشک ہو کہ
ہائے یہ پہلو سے طلسم کشا مین بیٹھی ہو یہ سوچکر نیمچہ مارا صمصام نے نیمچے کو نیمچے پر روکا جھنا نے کی صدا بلند ہوئی
ہرکارون نے یہ خبر منظور مردارخوار کو پہونچائی کہ بی فیروزہ لشکر مسلمانان پر جا پڑین اسنے سارے لشکر مین پکارا
کہ صاحبو چلو ملکہ فیروزہ لشکر طلسم کشا پر جا پڑین رات ہی کو لڑائی شروع ہو گئی سب لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر منظور
پہونچا لشکر اسلام قتل ہونے لگا صمصام نے دیکھا کہ مین تو فیروزہ سے لڑ رہی ہون ایسا نہو لشکر پر شکست واقع
ہو یہ سوچکر مسکرائین کہا بی فیروزہ تمکو مجھپر کیون غصہ ہو میش و آرام ہمارا حصہ ہو فیروزہ نے کہا مجھکو تمھارا
بن ٹھنکر بیٹھنا پہلو سے طلسم کشا مین ناگوار ہوتا ہو صمصام نے کہا پلٹ کر دیکھو شہریار کیا فرماتے ہین فیروزہ پلٹی
دیکھا نور الدہر کھڑے نہایت آن بان سے فرما رہے ہین کہ کیون فیروزہ تمکو گوارا ہو کہ منظور مردارخوار لشکر کو
لیکر آیا ہو وہ ہمکو قتل کرے اور تم آنکھون سے دیکھو اگر تمکو ہمسے محبت ہو تو منظور کا سر لاؤ رنگ عشق یہ ہو نظم

عشق ہو تازہ کار و تازہ خیال
ہر جگہ اسکی اک نئی ہو چال
کہیں آنسو کی یہ سرایت ہو
کہیں یہ خونچکان حکایت ہو
گہ نمک اسکو داغ کا پایا
گہ پتنگا چراغ کا پایا
کہیں طالب ہوا کہیں مطلوب
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

تم بھی ہماری چاہنے والی ہو جاکر
اسکو مار و پھر ہمارے پاس آؤ جو لوگی وہ کرینگے شربت وصل سے سیراب ہو گی اسقدر نہ بیتاب ہو گی یہ جو نور الدہر نے
کہا فیروزہ مبہوت ہو گئی چہرہ کا تمام رنگ روشن کر کہا صاحب تمھارا حکم آنکھون سے منظور ہو ابھی منظور مردارخوار کا
سر لاتی ہون پلٹ کر ملکہ صمصام سے کہا اب آپ جاکر بیٹھین مین سمجھ لونگی یہ کہکر پلٹی لشکر منظور پر جا پڑی صمصام
نے اپنے ساحرون کو منع کیا اب نہ مارو بلکہ کشش نکرو فیروزہ سمجھ لیگی بیان اصل مین شاہزادہ نور الدہر پیشہ ہوس
سے پہلے نہ ہوا تھا کہ کھلی شبرنگ سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو شبرنگ نے تمام کیفیت بیان کی نور الدہر اپنے
مقام سے اُٹھے ہتھیار جسم پر لگائے تیغہ خارا شگاف سلیمانی کھینچکر بارگاہ سے نکلے دیکھا تلوار چل رہی ہو ملکہ
صمصام کھڑی ہنس رہی ہین نور الدہر کو دیکھکر عرض کی فیروزہ آپ کو گرفتار کرنے آئی تھی مین نے بچا لیا

دیکھیے اب فیروزہ اپنے لشکر کو قتل کرتی ہے آپ نہ دخل دیجیے بلکہ قلعے کے لینے کی فکر کیجیے نوز الدہر لشکر میں ہزار سوار ساتھ لیے ہوے دوسرے پہلوے طرف قلعے کے چلا جو لوگ قلعے پر تھے انھون نے فریاد کی اے منظور طلسم کشا قلعے پر آتا ہے ملکہ دُردانہ گوہر پوش پریزاد ایک مکان مین مثل قیدیون کے مسلسل و مطوق بیٹھی ہے نگہبانون نے ہلڑ کیا کہ ایسا حبو غضب ہوا خلخال حبنی طلسم کشا کا رفیق ہے منظور وہان لڑائی مین پھنسا ہے خلخال حبنی و طلسم کشا اسطرف آتے ہین دُردانہ نے جو سُنا اپنے عاشق کو دعائین دینے لگی کہ خلخال کو ہماری فکر ہے خوب سلسلہ نکالا خدا اسکو مظفر و منصور کرے مدتین ہمکو اسی قید خانے مین ہو گئین اے خالق بے نیاز تو ہی رب کارساز اس قید سے ہمکو جلد نجات دے اب صدمات قید نہین اُٹھتے نظم

خداست منبع الطاف و معدن اشفاق — خداست مخزن اعطاف و مصدر اخلاق
خدا عظیم و خدا اعظم و خدا خلاق — خدا رحیم و خدا راحم و خدا رزاق
خداست مونس و ہمراز و محرم و دمساز — رفیق و ہمدم و دلدار و ارفق در رفاق
خدا پرست نکوکار باشد اندر دہر — بہ نیکنامی و اخلاق شہرۂ آفاق

بلک بلک کے دعائین کرتی ہے نگہبانون نے کہا اب رہائی غیر ممکن ہے منظور مردار خوار ہمارا افسر نامدار سب کو قتل کر چکیگا ملکہ نے کہا او بیحیا و کیا خدا کو بھول گئے ہو کہانتک جفا اُٹھائین پروردگار اپنا رحم کریگا اب وہ شیر بیشۂ جرأت آتا ہے ہمکو آکے چھڑاتا ہے نظم

یار آیا تو ہوے دیدۂ ناکام سفید — جیسے ہون آمد سلطان مین در و بام سفید
پڑے عکس اُسکے لب سرخ کا گر ساغر مین — ہو خجالت سے وہین بادۂ گلفام سفید
دید اُس چشم سیہ کی نہ میسر ہووے — دیدۂ غیر ہون مثل گل بادام سفید
بل بے طول شب فرقت نہوئی ابتک صبح — ہو گئے آہ مرے موے سیہ فام سفید
سو جیسے مضمون بیاض رخ جانان جو تجھے — ہو گیا رنگ مرکب دم ارقام سفید
سرخ پوش آئے نظر شوخ یہ ہر رنگ بدن — ہینے پوشاک جو وہ سرو گل اندام سفید
گر پہنتا نہین جسم جامۂ رنگین تو آج — کفن اک روز ملیگا تجھے خود کام سفید
غرہ کر حسن دو روزہ پہ نہ اے سیم اندام — رنگ سب رنگون مین ہوتا ہے بہت خام سفید
اپنے رخسار پہ چھوڑے نہ کبھی تو جو نقاب — ہو ابھی صبح امید ابلق ایام سفید

حرف مطلب جو لکھوں صاف نہ دیتا ہی جواب
بھیجتا ہی مجھے کاغذ وہ دلارام سفید

تیرے محبوب سے قاصد نے کہا کیا ناسخ
ہو گیا منھ ترا سنتے ہی جو پیغام سفید

ملکہ اس بیقراری مین دعائین مانگ رہی ہین کہ دروازہ قلعے کا نورالدہر نے آکر توڑا کو دیرزن میں تلوارین چلنے لگین ہنگامہ گیر و دار بلند ہو نگہبان ہوشیار بھاگے خلخال جنی زنار بھیر تا قریب قید خانے سے آیا معشوق کو چو گرفتار زنجیر دیکھا دیوانہ ہو گیا جھپٹ کر قریب پہونچا جاکر زنجیرین توڑین دُردانہ کو قید سے چھڑایا اپنے قبضے مین کیا لڑتے بھڑتے باہر نکلے منظور کو یہ خبر پہونچی کہ نورالدہر نے قلعہ فتح کر لیا دردانہ کو قید سے رہا کر لیا بہت قہر و غضب سے آتے ہین میان فیروزہ کو وہی جوش و خروش ہی سیکڑون جادوگرون کو مارا منظور پر جا پڑی منظور نے کئی سحر کیے ملکہ فیروزہ نے سب سحر رد کیے ایک گرز مار منظور کے سینے کو توڑ کر پار نکلا زمین پر گرا آواز نکلی مارا نام من منظور مردار خوار بود منظور کا مارے جانا فوج بھاگنے لگی ملکہ صمصام نے دیکھا کہ فیروزہ کا وہی جوش و خروش ہی پکار کر آواز دی بی فیروزہ منظور کو تو مارا الٹی کشا سے دعویٰ عشق کا ہی فیروزہ نے ہاتھ باندھ کر کہا مین تو کنیز ہون میرا تو یہ حال ہی قلب پر کچھ غم و ملال ہی

نظم

ہم نہین گر روسیاہی ہو خدا کے سامنے
سرخرو ہون اُس بت ناآشنا کے سامنے

ہون تصور مین کسیکے بادپا کے سامنے
ہی چراغ زندگی میرا ہوا کے سامنے

داغ ہو طاؤس اُس گلگون قبا کے سامنے
سانپ ہی رسّی سے کم زلف دوتا کے سامنے

سجدہ کرتا ہون بت ناآشنا کے سامنے
بندے ہین کیا چیز مین گمدون خدا کے سامنے

مین نہ فریادی جتون کا ہون خدا کے سامنے
آشنا کا کیا گلا ناآشنا کے سامنے

زلف ہو یا خال ہو یا چشم ہو یا ہو مژہ
سامنے ہو جاتا ہون ہر کالی بلا کے سامنے

بوسے کا سائل ہون کیون مجھکو نہ کیجے دور دور
تذکرہ کیا محتاج کی حاجت روا کے سامنے

مجھسے بیچلے رہے رقیبان کہا اگر پیغام موت
کیا بڑا یہ کام ہی پیک قضا کے سامنے

مجھکو جام نرگس بیمار کا دھیان آ گیا
کیون طبیب لائے تم کاسے دوا کے سامنے

ضعف ہوا خوا ہون سے لیتا جا مینگے راہ مین
کشتہ ہین رو رو کے ہم پیک صبا کے سامنے

کہربا مین ہی کشش آہن ربا مین جذب ہی
دل بچے کیونکر ہمارا دلربا کے سامنے

جسم ناسخ خاک سر دا ہے مین ہو مرنیکے بعد
لیتا ہی ہو و شاہ کربلا کے سامنے

صمصام نے کہا مین تمکو عشق مین صادق جانتی ہون شہریار فرماتے ہین جانبازی دکھاؤ فیروزہ نے تلوار کھینچی
اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا فیروزہ کا مرنا آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مین فیروزہ گوہر پوش بود بادشاہ
طلسم کاؤس اورنگ نشین تخت پہنچا تھا اتفاقات قضا وقدر سیران رنگین پوش مان فیروزہ کی آئی ہے
اور بادشاہ سے پوچھ رہی ہے کہ میری بیٹی کہان گئی کاؤس کہہ رہا ہے کہ برائے مقابلۂ طلسم کشا بھیجا ہے قلعۂ منظور
پر ہنگامہ ہے ملکہ فیروزہ کو برائے مدد بھیجا ہے مان اُسکی گھبرا گئی کہا اے شہنشاہ غضب ہوا جو مسلمانون کے مقابلے
مین جاتا ہے وہ زندہ نہین پھرتا کاؤس کہہ رہا ہے ایسا نہو گا وہ واپس آئیگی سامنے میز پر گلدستے سب
سرداروں کے نام کے رکھے ہین دیکھا ایک گلدستہ فیروزہ کے نام کا جلگیا سیران نے کہا دیکھیے حضور غضب
ہوا کسی نے اسکو مارا کاؤس کو سناٹا ہو گیا اب کیا جواب دے سیران نے کہا حضور مین جاؤنگی قاتل کو اپنے فرزند
کے قتل کرونگی یا جان دونگی ہرچند کاؤس نے روکا سیران نے کہا میرا گھر برباد ہو گیا جوان بیٹی حسین جمیل
مین کیونکر صبر کرون مین اکیلی جاتی ہون لشکر طلسم کشا کو اُلٹ دونگی یہ کہکر اکیلی ایک عقاب پر سوار ہوئی طرف
لشکر نورالدہر کے چلی یہان نورالدہر فتح کرکے چلے ہین قلعہ منظور عیار خوار کے فردکش ہین خلخال جنی کی
شادی ساتھ ملکہ زردانہ کے کی خلخال جنی کہتا ہے آقائے نامدار آپنے بڑا احسان کیا بعد کئی برس کے
غلام دلشاد ہوا اُس روز لشکر مین جشن بھی ہوا خلخال وصید مرعزین بھی کرتا ہے اب حضور جلدی کرین بادشاہ طلسم
سے بھی فیصلہ ہو نورالدہر نے فرمایا کل انشاء اللہ کوچ ہوگا خلخال بھی تیاری لشکر مین مصروف ہے کہ کل شاہزادہ
کوچ کریگا پلٹنون رسالون مین تیاریان ہو رہی ہین سردار جاگ رہے ہین جانتے ہین کہ سویرے کوچ ہوگا
زلف لیلائے شب کرے گذری ہے کہ پہلے ایک آندھی سیاہ اُٹھی دس بیس آدمی اُسمین پامال ہوئے کچھ خیمے گرے
تھوڑے عرصے کے بعد ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا پانی برسنے لگا ملازمون نے گرد خیمے کے پشتے بنائے بعد تھوڑی دیر کے
یہ نوبت پہونچی کہ پشتے بیکار ہوئے خیمے گرنے لگے پانی بڑھتا چلا آتا ہے نورالدہر جس بارگاہ مین ہین اُسمین
پانی ابھی تک نہین آیا نورالدہر گھبرا کے باہر نکلے دیکھا ہزارون بندگان خدا ڈوب رہے ہین جدھر بھاگ کر
جاتے ہین گہرے اور ڈوبے ڈوبا ڈوبی کی صدائین بلند ہین نورالدہر نے کہا اے شبرنگ یہ کیا آفت آئی شبرنگ
نے کہا جس بارگاہ مین حضور ہین وہ طرف پانی کم آیا مجھکو تو معلوم ہوتا ہے آپ لوح جمکا نیے اسمائے لوح پڑھیے
کیا عجب ہے کہ یہ بلا دفع ہو نورالدہر نے تب سنتے شبرنگ بن عمرو کے لوح چمکاتے ہوئے چلے جدھر عکس ڈالا
ایک و تانا ہو پانی غائب ہوگیا سامنے اُنکی نگاہ کر پڑھے پانی غائب ہونے لگا اب تو نورالدہر تمام لشکر مین

دوڑنے لگے مگر ایک طرف مٹائے جاتے ہین جب پہنچاتے ہین پھر ویسا ہی پانی ہو جاتا ہی جتنی دیر عکس لوح رہا
اور نورالدہر کھڑے رہے اتنی دیر وہان پانی موقوف رہتا ہی اب تو نورالدہر حیران و پریشان چار جانب
دوڑتے پھرتے ہین شبرنگ نے جب دیکھا کہ آقاے نامدار ایسا نہو کسی مقام پر گر پڑین یا دشمنون پر کوئی آفت
پڑے یہ سوچکر شبرنگ بھاگا ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوکے دیکھا کہ پانی کدھر سے آتا ہی اُسی جانب پایا
دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہی ایک پہاڑ پر ابر جمع ہوتا ہی بعدہ طرف لشکر اسلام کے جاتا ہی اب تو شبرنگ کو یقین
کامل ہوا کہ کسی ساحر کا یہ فتور ہی ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ایک نخل پر چڑھ کر دیکھا ایک ساحرہ سن رسیدہ
بال سر کے سفید زندگی سے نا امید روئی کے گالون پر پانی کے چھینٹے دے رہی ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی لکہ ہائے
ابر کو جو سمت پایا اور زور زور دے رہی ہی ابر تڑپ تڑپ کے لشکر نورالدہر پر جاتا ہی پانی زور و شور سے
برستا ہی شبرنگ نخل سے اُترا ساحر کی شکل بنا ہوا اپنے کو آراستہ کرکے طرف پہاڑ کے چلا صحرا اُجاڑ راہ چلنا
پہاڑ گھاٹیون کو طے کرتا ہی جب قریب پہونچا تو آواز دی کہ او بجیا ذرا ہوشیار ہو جا اسی منہ پر دعوی کیا دیکھ
لکہ ہاے ابر جس سمت ہین بعض پلٹے آتے ہین جس لشکر مین طلسم کشا موجود ہی صاحب لوح وہان یہ فریب کیا
کام آئیگا کیون اپنی آبرو ریزی کرتی ہی چل تجھکو بلایا ہی یہ کہتا ہوا شبرنگ قریب پہونچا سیران نے کہا میان
ساحر تمہین کسنے بھیجا ہی کلمات سخت نہ فرمائیے شبرنگ نے کہا اری تجھے کسنے بھیجا ساحرہ کے منہ سے نکلگیا
کہ مجھکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہی شبرنگ نے کہا ہمکو بھی بادشاہ نے بھیجا ہی کہ تو نے اتنی دیر کیون کی اول تو تجھکو
مناسب تھا کہ طلسم کشا سے لوح لیتی بعد اُسکے سحر کرتی سیران نے کہا کہ لوح لینا کیا کھیل ہی خلخال جنی ایسا
واقف کار وہان موجود ہی بغیر فریب کے کام نہ چلتا میان تو شبرنگ یہ رنگ جما رہا ہی لیکن کاوس اور زنگ نشین
تخت پر بیٹھا ہی رئیس امیر مع ہین ساحرون نے کہا حضور سیران بہت غصے مین گئی ہی لشکر طلسم کشا پر آفت برپا
کرگئی ایک ساحر کے منہ سے نکلگیا کہ ذرا نقشے مین تو ملاحظہ فرمائیے سیران پر کیا گذری کسی عیار نے مار نکالا
ہو یہ سنکر کاوس گھبرایا کہا اے رفیق سچ کہتا ہی نقشہ اُٹھاکر دیکھا کہا اے شہباز جادو جلد جاؤ عیار طلسم کشا
بشکل ساحر رنگ جما رہا ہی جاتے ہی گرفتار کرے شہباز چلا میان شبرنگ نے بھلا کیسا رنگ جما چکے ہین اب
منظور ہی کہ کچھ کھلا پلا کے قتل کردون ایک سیب اپنے پاس سے نکالا کہا اے خالہ سیران اس سیب کو کھا کر سحر کرو
کبھی تم نے سیب نہ کھائی ہو گی یہ سیب باغ سامری کا ہی سامری و جمشید اس سیب کے درخت مین خود پانی دیتے تھے
یہ کہکر چھیلنے لگا چاہتا ہی کہ تراش کر کھلادے کہ آسمان سے نعرہ ہوا خبردار اے سیران کوئی شی نکھانا یہ شہباز جادو

شبرنگ نے دیکھا ایک جادوگر آسمان سے آتا ہے دونوں پیر جا کر پہاڑ سے کود پڑا فنگڑاتا ہوا بھاگا شہباز نے
چھپا کیا سیران سے پکار کر کہا گیا کہ اے سیران میں بھیجا ہوا شاہ کا آیا ہوں تم اپنے کام میں معروف رہو میں اس
نا عیار کو لاتا ہوں شبرنگ درختوں میں چھپتا ہوا جاتا ہے نورالدہر بن بدیع الزمان کو راہ میں بھاری دوادوش
میں گذری اکثر لشکر میں اسما سے لوح پڑھتے پھرتے ہیں لوح کا عکس سب پر ڈالتے ہیں اسوقت کنارے
پر آ کر کھڑے ہوئے چار جانب دیکھ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی ایک شخص کو دیکھا کلاہ سر پر نمادر بھاگا ہوا آتا ہے
جیسے ہی نورالدہر سے آنکھ ملی پکار کر آواز دی اے شہریار میں ہوں شبرنگ شہباز جادو میری فکر میں آتا ہے
نورالدہر بڑھے شبرنگ چاہتا ہے کہ جھپٹ کر پاس آقا کے پہونچوں کہ آسمان سے نعرہ ہوا اور شہباز جادو
تڑپ کر گرا شبرنگ کی کمر میں پنجہ دیا اسے اڑا نورالدہر نے جلدی میں کمان کیانی دوش سے آتاری تیر چلہ
کمان میں پیوست کر کے مارا شہباز کے پاؤں پر پڑا پاؤں زخمی ہوا اور تڑپ کر بلند ہو گیا نورالدہر نے جو نعرہ
کیا خلخال جنی وغیرہ دوڑے عرض کی آقا خیر تو ہے فرمایا شبرنگ کو ایک ساحر لیگیا مجھکو بھی جانا چاہیے ایسا نہو
اسکو قتل کر ڈالے بڑے صدمے اہل طلسم سے اٹھانے ہیں یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اے فاتح طلسم ای
سیار این عجائبات جسوقت منظور ہو دار خوار مارا جائے فوراً اپنے کو قلعۂ طلسمی میں اس صورت سے پہونچاؤ
کہ خلخال جنی بصورت مرکب بنے اسپر سوار ہو کر بتعجیل جاؤ دربار میں مقابلہ پڑیگا جب تک کاؤس نہ قتل ہوگا
ہزاروں بلائیں نازل ہونگی نورالدہر نے خلخال جنی سے اشارہ کیا خلخال جنی بصورت مرکب تیز رفتار بنا
نورالدہر سوار ہوئے لشکر میں غل ہوا جن لوگوں نے پانی سے مہلت پائی تھی وہ جھپٹ کر ساتھ ہوئے ساٹھ ہزار
جوان ساتھ ہو گئے نورالدہر طرف قلعۂ کاؤسیہ کے چلے لیکن ایرج نوجوان جو چند سرداروں کو لیکر
نکل گئے تھے اپنے لشکر کو جمع کیا خبر پائی کہ قلعۂ کاؤسیہ پر ہنگامہ ہے اب فقط قلعۂ طلسمی باقی ہے شاپور نے عرض
کی کہ یہاں بادشاہ طلسم ہوشربا کا سحر نہ چلیگا ایرج نے کہا جب تلوار کھنچی سب سحر و ساحری معدوم ہوتی ہے کل
لشکر لیکر ایرج چلے راہ میں ایک قلعہ ہے آفاق قلعہ دار وہاں کا حاکم و ناظم ہے اسنے جو خبر سنی کہ نبیرۂ صاحبقران
طرف قلعۂ کاؤسیہ کے جاتے ہیں بیس ہزار ساحروں کا لشکر لیکر آفاق قلعہ دار قلعے سے باہر نکلا دیکھا لشکر ایرج
کا آتا ہے ایک نخل کے سائے میں کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا لشکر ایرج پر تباہی آئی کوئی شعلہ کے مثل گرا کسی کے جسم سے
آگ پیدا ہوئی کوئی جھونکے میں ہوا کے اڑ گیا شاپور نے جو یہ آفت دیکھی لشکر سے نکلکر بھاگا دیکھتا ہوا چلا یہ
آگاہ ہو چکا تھا کہ لشکر ساحران سے آگ برس رہی ہے اسی جانب چلا ایک گوشے سے آ کر دیکھا کہ سب ساحر تو

سحر کر رہے ہین اُنکے سحر سے بھی آفت برپا ہی مگر ایک ساحر تاج پہنے ہوے بلا کے سحر کر رہا ہی جب وہ پتھر مارا
آگ برسنے لگی شعلے بھڑکنے لگے ہاے ابر کڑکے شاپور نے کنارے آکر اپنی صورت ایک رسالدار کی بنائی اُٹھتا
ہوا چلا قریب تاجدار کے پہونچا پکار کر آواز دی اس لشکر کا کون مالک ہی آفاق نے کہا مین بادشاہ قلعہ ہون
تمھارا کیا مطلب ہی شاپور نے کہا مجکو ایرج نوجوان نے بھیجا ہی فرمایا ہی کہ ہم تمسے مصالحہ کرتے مین تمھارا
مذہب بھی اختیار کرینگے آفاق یہ سنکر خوش ہو گیا شاپور نے کہا سحر موقوف کیجیے آفاق نے ہاتھ روکا شعلے بھڑکنا
موقوف ہوے شاپور باتین کرنے لگا کہ شرطین کر لیجیے ایسا نہو کہ بعد فتور ہو اب رنگ جما رہا ہی لیکن ملکہ صبح دلکشا
بُرہ کوہ مین اس خیال مین ٹھہری تھین کہ ایسا نہو ایرج نوجوان کو شان گذرے کئی دن اُسی مقام پر رہین ایکدن
شب کو پڑی سو رہی تھین عالم خواب مین دیکھا کہ ایرج نوجوان چلے آتے ہین ملکہ اُٹھین جمال جہان آرا دیکھکر
جھکین سلام کیا کہا حضور کا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا ایرج نے کہا ملکہ تمھارے مشتاق تھے تمھین ڈھونڈھتے ہوے
آتے ہین تمھارا مزاج کیسا ہی صبح دلکشا نے کہا ای شہریار کیا کیفیت عرض کرون کیونکر خاموش رہون اصل مین
یہ صورت ہی عجب حالت ہی بقول شاعر

نظم

تن سے بارِ سر آیا وہ سودا اُترا — شکر ہو خنجرِ قاتل کا تقاضا اُترا
حالِ مجنون تو نہین نوعِ دگر دیکھا کچھ — ساربان آج ہی کیون چہرۂ لیلا اُترا
اسقدر اپنے یہم اشک نے کی موج زنی — آشنہ کار نظر سے مری دریا اُترا
دردِ سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا — جل کے جن تجھسے نہ ای آتش سودا اُترا
وصل کے بعد نکسطرح سے ہو رنج فراق — دردِ سر ہوتا ہی جب نشۂ صہبا اُترا
چشمۂ حسن کی موجون سے اشارہ ہی یہی — روتے روتے جو مُوا عشق کا دریا اُترا
ذقنِ یار مین کی خط نے رسائی پیدا — چاہِ یوسف مین خضر بہر تماشا اُترا
کیا عجب رونے جو ماتم مین ہمارے وہ بت — بیشتر کوہ کے اوپر سے ہی دریا اُترا
باغ سے بادِ بہاری کی ہی آمد آمد — طاقِ میخانہ سے ہی ساغر و مینا اُترا
دہن یار کا رہتا ہی تصور اسمین — شیشۂ دل مین پری بنکے ہی عنقا اُترا
شاخِ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا پہر — خون تری آنکھون مین ای بلبل شیدا اُترا

ایرج نوجوان نے کہا ملکہ تم صاحب اختیار ہو اگر قصد کرو تو ملاقات کر سکتی ہو تمھارے چلے جانے کا کیا باعث ہوا

صبح دلکشا نے چاہا کچھ عذر کرے کہ آنکھ کھل گئی وہی کوہ ویران سنسان میدان ملکہ گھبرا کر اٹھین جیپن کتی ہین
خود شاہزادے نے کلمۂ اشتیاق فرمایا اب چلکر تلاش کرنا چاہیے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اُڑکر چلین مگر اشتیاق
مین ڈوبی ہوئی خواب کی باتون کا خیال دلپر ہجوم غم و ملال آسمان پر چلتی ہوئی جاتی ہین میان شاپور نے
باتین کرتے کرتے جب دیکھا کھلاسے پلانیکا موقع نہین ہو کہا دیکھیے مسلمان کیسے چل رہے ہین جیسے ہی آفاق اپنا
شاپور نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے آفاق اٹن کرکے کرکا حلقے کمند کے جلے شاپور گرا آفاق نے
خنجر کھینچا کہا ارے تو کون شاپور نے کہا تمھین قتل کرنے کو آیا تھا تمھاری موت ابھی نہین ہو آفاق نے چاہا
خنجر ماردن کہ سر اُڑ جائے شاپور رساں ہاں کرتا ہو دور سے ایرج نے دیکھا ایک ساحر شاپور کو قتل کیا چاہتا
ہو کئی تیر مارے اُسنے سحر کرکے جلادیے اسیوجہ سے قتل مین دیر ہوئی کہ صبح دلکشا نے آسمان سے دیکھا ایک
ساحر شاپور کو قتل کرتا ہو سب جادوگر لشکر پر ایرج کے آگ برسا رہے ہین بیقرار ہو کے ایک گولہ پھینکا کہ آگ
برسنا موقوف ہوئی برق بنکر آفاق پر گری یہ تو ایرج کی جانب دیکھ رہا تھا آفاق کے صد ٹکڑے ہوے نور کہا
سنم صبح دلکشا ساحرون پر کڑک کڑک کر گرنے لگی سیکڑون کے سر اُڑا دیے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی لشکر پر ایرج
کے پانی برسا و یا ساحرون نے دُہائی دی کہ ہم اطاعت کرتے ہین ایرج نے تلوار روکی ملکہ صبح دلکشا کو منع کیا باقی
جادوگر مطیع اسلام ہوے افسر انکا سہراب جادو وہ سبکو لیکر حاضر خدمت ہوا ایرج نے سہراب کو سردار کیا صبح دلکشا
سے حال پوچھا صبح دلکشا نے سب کیفیت اپنی بیان کی رشک کا ذکر نہین کیا ایک شب ایرج نوجوان
اسی مقام پر رہے اس قلعے پر مفصل حال سُنا کہ نورالدہر نے سب مرحلے فتح کیے اب صرف قلعۂ کاؤسیہ پر جانا
ہو دوسرے دن لشکر کو ہمراہ لیکر بہ عظم و شان تمام چلے کاؤس اور رنگ نشین کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا آتا ہو تمام
قلعہ جات تسخیر ہوے کہا سب لشکر جمع کرو چار لاکھ ساحر و غیر ساحر جمع کرکے کاؤس اور رنگ نشین قلعے سے
باہر نکلا لشکر کو آتا را ساحر کہ رہے ہین کہ حضور نہ گھبرائین ایک سحر مین زمین ہلا دینگے کاؤس نے کہا اے برادران
سحر کا آگے طلسم کشا کے کیا زور ہو صاحب لوح ہو کچھ مکر حیلہ کچھ جرات اگر کی تو خیر ورنہ جان دینا ہو صبح کا وقت ہو
کاؤس اور رنگ نشین بارگاہ مین بیٹھا ہو یہی ذکر ہو رہا ہو ہر ایک کا قول ہو کہ حضور مرنے والا بہت بُرا ہوتا ہو
مرتے مرتے ہزارون کو مار کر مرینگا طبقۂ زمین سے آسمان پر پہونچا دینگے یہ باتین تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت
نقارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے آگے شاہزادہ ایرج نوجوان پشت پر لشکر گران نوبت نقارے
بجتے ہوے ملکہ صبح دلکشا تاج سر پر لباس فاخرہ زیب جسم اپنے طاؤس کو اُڑاتے ہوے پچاس ہزار ساحرون کی

ایک طرف غیر ساحر بجے ہوے آتے ہین اس لشکر کو دیکھکر کاؤس گھبرا گیا ہرکارون سے کہا دریافت توکرو یہ کون شخص ہے
ہرکارے گئے خبر لیکر آئے کہ طلسم کشا کے ہمچشم بعد قہر وخشم ور بندون کو فتح کرتے ہوے آتے ہین راہ مین آفاق جادو
کو مارا کاؤس نے زانو پیٹ لیا کہا یاسرو میرا قصد تھا کہ اگر یہان شکست ہوگی تو مین قلعے مین آفاق کے چلا جاؤنگا
افسوس وہ بھی برباد ہوا ایرج سامنے آکر اُترے بازار مین آراستہ ہوئین شاپور شیر دل ایسا منتظم طلب فوج مین
بارگاہ زرلفتی استاد کی اُسمین ایرج داخل ہوے ملکہ صبح دلکشا در بارگاہ پر بعہدہ نگہبانی آکر بیٹھین سیر طلایہ
مقرر کیا ہمین جادو پانچہزار ساحرون کو لیکر گرد لشکر پھرنے لگا کاؤس نے رفیقون سے کہا کیا یہ بھی میرے واسطے
طلسم کشا ہی مہیا در وکیتا ہے طبل جنگی بجے صبح سب کو پھونک دونگا ایک زندہ نہ بچیگا طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر
ہرکارون نے ایرج کو پہونچائی ایرج نے بھی حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے میدان بھی نقارۂ رزمی
گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چہار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر خیل خیل
طرف میدان کارزار کے چلے جب دونون لشکر میدان مین پہونچ گئے نقیبون نے نقابت کی کرگٹ کرنے لگے
کاؤس اورنگ نشین چاہتا ہے کسی کو حکم دے کہ صحرا سے گرد اٹھی نوبت نقارے کی آواز آئی علم ہائے سیاہ
چمک رہے ہین چونکہ ایرج کے لشکر مین سُن پایا تھا کہ صبح دلکشا ساحرہ ہے اسپر سب خوش تھا کہ صبح دلکشا کی کیا
مجال ہے جو ہمسے مقابلہ کرسکے خوشی خوشی کاؤس کھڑا دیکھ رہا ہے کہتا ہے کہ ایک سحر مین اس لشکر کو پامال کردونگا
وہ گرد عظیم جو اٹھی تھی قریب آکر شق ہوئی ابرہائے سیاہ جو اٹھے تھے وہ بھی پھٹے ابر سے بڑے بڑے [illegible] ین
غدار اژدران آتش افشان پر سوار بڑے کروفر سے آکر پہونچے ایک ایک کو ناز ہے کہ ہم طلسم کشا کے ساتھ ہین بادشاہ
طلسم کو قتل کرینگے روپیہ مال لوٹینگے گرد سے طلسم کشا ظاہر ہوے کہ میدان رسالہ دار گرد گھیرے ہوے مرکب پری پیکر
پر سوار نشست پر لاکھون سوار و پیدل فوج کے دل کے دل آگے آگے سب کے شاہزادہ نورالدہر لوح طلسم
گلے مین سرداران صف شکن جوانان تیغ زن چپ و راست نورالدہر مرکب باد رفتار کو بڑھائے ہوے آتے ہین کاؤس
نے نورالدہر کو پہچانا گھبرا کر کہا یاسرو غضب ہوا طلسم کشا آگیا اب مشکل ہوگی مین اس جوان کو سمجھا تھا کہ اسکا گرفتار
کرنا کتنی بڑی بات ہے مگر جنگ طلسم کشا کرامات ہے ساحر بھی بیحساب ساتھ ہین لیکن ایرج نے نورالدہر کو دیکھا
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کہا ای شاپور دیکھا تو نے کشتی گیر زادے کو کچھ خوف نہ آیا ہمارے سامنے اکڑ رہے ہین
مرحلہ بات توڑ کے آئے ہین شوکت و شان دکھاتے ہین یہ کہکر مرکب کو بڑھا دیا للکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ ہمارے سامنے آئے خواہ مسلمان ہو خواہ کافر ہم سب سے موجود ہین جسقدر ملک فتح کیے اُنکے بادشاہ ہمراہ

ہین ابھی آفاق جادو کو مارا بڑے بڑے کافرون کو للکارا ایرج نے جو طرف ساحرون کے رخ کیا نورالدہر
بیتاب ہو گئے کہ ایسا نہو کہ کوئی ساحر نکل کر سحر کر دے تو اس تاجزادے کو جان بچانا مشکل ہوگا یہ سوچ کر گھوڑا بڑھایا
پکار کر آواز دی اے یکتاز میدان جلالت وای صاحب سطوت و شوکت آپ ایسے ہی مبادر ہین رستم اسفندیار کا
نام مٹا دیا مگر اسوقت موقع جنگ و جدل کا تمھارے نہین ہے تامل کرو ایرج کو اور زیادہ غصہ آیا فرمایا نورالدہر
کے بڑھے کہا بس کنارہ رہیے میرے قریب نہ تشریف لائیے گا ورنہ بڑے قبلہ و کعبہ سے شرمندگی ہوگی نورالدہر
نے کہا مین آپ سے جنگ نہین کر سکتا مگر طلسم کی تباہی میرے نام تھی آپ کو ملال ہوئیگا نورالدہر یہ عذر کرتے
ہوئے قریب پہونچے منظور یہ تھا کہ انکو سمجھا کر پھیر دون مین لشکر کاؤس سے جنگ کرون ایسا نہو بادشاہ طلسم ہے
خدانخواستہ دشمنون پر انکے کوئی خرابی آئے جب قریب ایرج کے پہونچے ایرج نے تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کہا
لوچ باجانے پر بڑا ناز ہے خبردار اب کبھی دنگل رستم کا نام نہ لینا ورنہ زبان کاٹ ڈالونگا ہرچند نورالدہر نے اپنے
کو بچایا مگر پھلیہ تلوار کا سر پہ پڑا کسی قدر زخم آیا نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچی اور غصے مین منہ سے نکل گیا
کہا او تاجزادے دنگل رستم ہمارا حق ہے ہمارے قبلہ و کعبہ نے تمھارے دادا کی جا بجا مدد کی تب انھون نے دنگل
رستم دیا اب جو نگاہ ڈالی تو آنکھ پھوڑ ڈالونگا ہم سمجھاتے ہین آپ اپنے آپ سے باہر ہوے جاتے ہین یہ کہکر
ہاتھ مارا ایرج کا سر زخمی ہوا دونون جوانون سے تلوار چلنے لگی لشکرون مین ہنگامہ ہوا آپس مین لگے سحر بھی
ہونے لگا تلوارین کھینچ گئین طائران تیر اڑنے لگے جسکے سینے پر پڑے پشت کو توڑ کر پار گذرے نیزون نے
سرکشی دکھائی سنان ہاے نیزہ چلین سینے غربال ہونے لگے کاؤس اور رنگ نشین نے جو یہ معرکہ دیکھا کل
فوج کو اشارہ کیا کہ مسلمانون کو مار لو تمام فوج کفار لشکر ایرج و نورالدہر پر جا پڑی اب تینون لشکر مل گئے
کاؤس نے جب سحر کیا ہزار ہزار دو دو ہزار جوان غربال ہوے جا بجا پامال ہوے طرف سے ایرج نوجوان
کے ملکہ صبح دلکشا نے اپنے طرف والون کو بچانا شروع کیا طرف سے نورالدہر کے ملکہ صمصام جانبازی کر رہی
ہین جب کاؤس کا سحر چلا سینہ سپر کر دیا اپنے اوپر زخم کھائے مگر لشکر نورالدہر کو بچایا بڑے زور و شور سے لڑ رہی
ہین یہ بھی خیال ہے کہ لشکر کو شاہزادے کے بچاؤن ایک مقام پر ملکہ صبح دلکشا سحر کر رہی ہین بی صمصام سحر
کرتی ہوئی آئین آپس مین ملاقات ہوئی صمصام نے کہا کیون بوا ایسے جا بجا کیون دیکھے ہین آپس مین لڑ رہے
ہین دونون شیر زخمی ہوے کاؤس کا زور بڑھا ہزارہا بندگان خداے بے خطا مارے گئے بادشاہ طلسم نے سحر کیون
روکے دونون جوان جھوم رہے ہین صبح دلکشا نے کہا کیون بوا دنگل رستم کیا چیز ہے جس پر یہ جھگڑا ہے صمصام

نے کہا ہو بلا جانے کہ دنگل رستم کیا چیز ہے کہ آپ کا جھگڑا ہے یہ کہا ملکہ صمصام کا قصد ہوا کہ میں بادشاہ طلسم سے
مقابلہ کروں جیسے ہی سامنے پہونچیں کاؤس دیکھکر جلگیا کہا او گیسو بریدہ ننگ خاندان تو نے طلسم کشا کو راستہ
بتایا مع جلد و قزاق ایسا مقام تھا کہ اسکو کوئی فتح کرسکتا لیکن وہ بھی کتے کی موت مارا گیا یہ کہکر سحر کیا صمصام
کا سر زخمی ہوا کئی تیر بھی مارے صمصام نے بکھر خالی دیئے کچھ جسم پر پڑے جسم سے خون جاری ہوا صبح دلکشا
نے جو دور سے دیکھا کہ صمصام زخمی ہوئیں تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہے نعرہ کرکے جا پہنچیں ملکہ صمصام جو ہر چار تو
کنارے ہوئیں صبح دلکشا کاؤس اور ننگ نشین سے مقابل ہونے لگی کئی سحر ملکہ صبح دلکشا نے ایسے کاؤس
کب مانتا ہے سحروں کو دفع کرکے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی برق گری سر ملکہ صبح دلکشا کا بھی زخمی ہوا ساحران
نامی لشکر نورالدہر نے سب زخمی کئے کئی ہزار ساحروں کو مارا قریب ہے کہ لشکر ایرج و نورالدہر کو شکست ہو نورالدہر کوشش
کر رہے ہیں ہنگامہ گیر و دار لشکر اہل اسلام ورد زبان کاؤس بہت خوش ہے کہ میں نے فوج مسلمانان کو شکست دی
اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائینگے طلسم کشا زخمی بیقرار ہو چلے اور سب کو گرفتار کروں پھر طلسم کشا سے سمجھا جائیگا
ہر طرف دوڑتا پھرتا ہے جہان ساحر نامی کو پایا قتل کرڈالا یا زخمی کیا عجب رنگ ہے ہزار ہا لاشہ پھڑک رہا ہے ساحروں کے
مرنے کی صدا بلند فلان مارا گیا فلان مارا گیا نورالدہر کا جوش و خروش بڑھتا جاتا ہے سر کے زخمی ہونے سے شاہزادہ
تشنہ تحمل کے اثر باہر ایک نخل کے سامنے میں آکر ٹھہرے تماشا جنگ کا دیکھ رہے ہیں جب کاؤس نے گولہ مارا یا سو دو سو
گر گئے غضب آفت برپا ہے جب نورالدہر نے دیکھا گھبرا گئے ساتھ والوں سے فرمایا بڑا غضب ہوا کس مصیبت سے طلسم
توڑا جاتا ہے ساحروں کو مارا قلعہ و قزاق پر کیا کیا مصیبتیں پڑیں یہ انقلاب منظور ہوا کہ ہزارہا مسلمان مارے گئے
اسی کی گردن پر خون ہوا اے پروردگار اے پناہ عالم شریک نہ یہ لڑائی فتح ہوا اے معبود تیرے نزدیک سب آسان ہے تیرا آپ
بندۂ خاکی پر بہر صورت احسان ہے

نظم

حق است مستظہر دنیا و دین است
بہر مسند خدا مسند نشین است
خدا از جہان در حسن و خوبی
کہ حق پروردگار عالمین است
گہے پیدا گہے پوشیدہ باشد
گہے خاقان چین گہ خوشہ چین است

خدا مستجمع صدق و یقین است
خدا پاک از چنین است و چنان است
جمیل است و شکیل است و حسین است
بہ پیش بارگاہ کبریائش
گہے شادان گہے اندوہگین است
زہر صورت خدا صورت نماید

بہر کشور خدا دارد تسلط
منزہ از جہان است و ہمین است
ز لطفش نیست کس محروم و مایوس
زمین و آسمان سر بر زمین است
گہے دریوزہ گر گہ شاہ آفاق
نقاب از چہرۂ انور کشاید

شاہزادہ بیقرار ہوکر یہ دعا مین مانگ رہا ہے یہ نیت نوجوان بھی بیقرار ہین شاپور سے کہ رہے ہین ای شاپور
اب شکست ہوا چاہتی ہے شاپور کہتا ہے آقا آپ نے غضب کیا لڑائی مین نتورشیدزادہ بادشاہ طلسم ہے اُسکے سحر کو کون
روک سکے آج شکست ہوگی شاپور نے پھر کہا تھا آپ کا غصہ بعض مقام پر خرابی کرتا ہے آج بڑا غضب ہوا دیکھیے
کیا ہوتا ہے مگر نورالدہر نے دعا کرکے ایرج کو چمکانا شروع کیا کس طرح چمکاتے ہین کبھی گھوڑا بڑھاتے ہین
جس ساحر کے سامنے لوح پہنچائی وہ نابینا ہوا اور پرے ہاتھ مارا صد ہا جادوگر پیٹ مرے مگر کاؤس کے سحر نے
قیامت برپا کی ہے ہزارہا بندگان خدا مارے گئے اور قتل ہو رہے ہین جہان کاؤس نے سحر کیا ہزار دو ہزار بیکار ہوے
ہاتھ تلوار کا نہین چلتا سپر تشبیبانی نہین کرتی طائران تیر بے پر گرے پڑے ہین ایرج کو بھی نہایت انتشار ہے کہ
آج کی جہالت نے بندگان خدا کو قتل کرایا یہی دعا مانگ رہے ہین جو سردار بیچین بیکس ہو رہے تھے ملک ملک
کے دعائین مانگ رہے ہین کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضا سے کار نقابدار زرین پوش سیر کرتا
ہوا جاتا ہے فوج تیرہ ہاے دیو بھی ہمراہ بارہ ہزار جوانان صف شکن دیوزادون کی گردنون پر سوار مرکب ان کے جنکے
آنکی بغل مین دبے ہوے نقابدار نے جیسے ہی دیکھا کہ ایرج و نورالدہر زخمدار اُنپر یورش ساحران غدار ہے ویسے
ہی کمال غصہ آیا دیوزادون سے کہا کہ تم طرف صحرا کے جاؤ خبردار شریک جنگ نہونا و رباز سفید ہر وقت سر پر
سایہ فگن رہتا ہے نقابدار بارہ ہزار جوان سے آگے آتے ہی صفون کو درہم و برہم کرنے لگا جس غول پر پہونچا فنا کر
خاک کیا پھر ایرج و نورالدہر کی جانب پکار کر آواز دی کہ اے جوانان صف شکن وا ے شیران تیغ زن یہ کیا جہالت ہے
کہ کفار کو زور دیا بندگان خدا قتل ہوے یہ کسپر عتاب ہوا خبردار اب کبھی ایسی حرکت نہو یہ کہتا جاتا ہے اور مصروف
جنگ ہے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھ رہا ہے باز سفید جسپر سایہ ڈالتا ہے وہ جلکر رہ جاتا ہے کسی پر منقار ماری کسی کو پنجے سے
غربال کیا لوگ حیران ہین کہ یہ کیسا طائر ہے صف شکنی کر رہا ہے اپنے آقا کو بچاتا جاتا ہے ساحر کو قریب نہین آنے دیتا
نقابدار ڈانٹتا بڑھتا ہوا جاتا ہے نورالدہر کو بڑی شرم آئی ایرج کی جانب دیکھا کہا کیون برادر آپس کے مناقشے کا
انجام دیکھا جان بچانا مشکل پڑا آئندہ دیکھیں کیا ہوا ایک طرف سے ایرج ایک طرف سے نورالدہر شمشیر زنی کرتے
ہوے چلے جدھر جا پڑے قیامت برپا کر دی اگر ایرج کسی کے سحر مین پھنسے نورالدہر نے بڑھکر لوح چمکائی یہی
ایرج جا پڑتے ہین اسطرح جنگ ہو رہی ہے کفار تنگ ہین تین شیر آمادہ جنگ ہین نورالدہر لڑتے بھڑتے لوح کو
چمکاتے ہوے جاتے ہین اُدھر سے کاؤس اورنگ نشین آگ برساتا ہوا آتا ہے نورالدہر نے للکارا او نامرد ازلی
و ابدی خرابی کیا قتل کرتا ہے مردان عالم سے نگاہ چار کر اُسنے بڑھکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا

سامنے لقا بدار کے شوکت نمائی بھی منظور ہے جیسے ہی اُسنے دوسرا وار کیا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک تھپڑ
طمانچہ دار اسکا وُس کا اُڑگیا مرنا کاوُس کا کہ ساحر دہائی دینے لگے ہر طرف سے آواز فریاد فریاد کی بلند ہوئی لقا نے
سب ساحرون کو خدمت مین نورالدہر کی لا کے کہا انکو امان دیجیے نورالدہر نے سر جھکا لیا ساحرون کو امان دی
مطیع اسلام ہوئے لقا بدار موجود ہوا اپنی بارگاہ استاد کرائی نورالدہر و ایرج کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا
دونون کی اپنے ہاتھون سے زخم دوزی کی شب بھر بالین پر انکے بیٹھا رہا مرہم سلیمانی کی پٹیان چڑھائین بس صبح
کو زخم اچھے تھے جب دونون جوان اُٹھکر بیٹھے لقا بدار نے اشارہ کیا ساقیان مہین ساق ومطربان خوش آواز
حاضر ہوئے جام گردش مین آیا ایک پری وش مشتری خصال زہرہ جمال سامنے کھڑی ہوکے بہ خوش الحانی
یہ غزل گانے لگی

غزل

تصور ہر نفس ہو پیش چشم اُس روئے روشن کا
نگہبان برق کو مین نے کیا ہے اپنے خرمن کا

مجھے مقصود دل پردہ دری ہے عیب پوشی مین
گریبان پھاڑ کر کرتا ہون مین پیوند دامن کا

تواضع دشمن جان کی زیادہ قتل کرتی ہے
خم شمشیر معشوقون کا نمونا ہے گردن کا

گرا یا دل سے لیجا کر مجھے تعبیر زنخدان مین
لکھا تھا ڈوبنا قسمت مین میری چاہ گلشن کا

سبک مضمون کا احسان کھینچتا ہے داغ پیشانی
نشان مٹتا ہے رونے زخم سے کب تار سوزن کا

کیا قتل اُسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا

چمن کا عالم آتا ہے نظر گنج شہیدان مین
قدم یاد بہاری ہو مرے قاتل کے توسن کا

حبیب بے مروت سے ہے عرض حال لاحاصل
نہ بخشے نفع ہرگز کوٹنا کچھ سرد آہن کا

وہ جلوا دیکھتا ہون زیست مین میرے زندان مین
نظر آتا ہے چشم منتظر ہر چشمہ روزن کا

فروغ ظاہری کو داغ روشن دل سمجھتے ہین
چراغ بادہ ای آتش نہو محتاج روغن کا

جب ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہوا لقا بدار طرف نورالدہر کے متوجہ ہوا کہا ای شیر بیشۂ جرأت وای یکہ تاز میدان
جلالت ایرج سے کہا آپ بھی سماعت فرمائیے ایرج بھی متوجہ ہوے لقا بدار نے کہا آپس کا ناتشہ اچھا
نہین تم لوگون کی جرأت کے سکے ہین جو کارہاے نمایان تمہارے ہاتھ سے سرزد ہوے اگر اسکا ذکر کرین سالہا
سال مین ختم نہو کوئی تمہاری جرأت پر حرف گیر ہو سکتا ہے بال جواب طلسم سے نکلا اسکے تین حصے کیجیے ایک تو
ہر جہت ہر دو مجھے آپ دونون صاحب لیجیے اور لشکر ظفر اثر صاحبقران مین جائیے میری جانب سے صاحبقران

زمان سے دست بستہ عرض کیجیے کہ ای شہریار برائے خدا مجھسے مقابلہ نہ کیجیے بانہ باسے صاحبقرانی مجھکو دیجیے اگر
آپکو انکار ہی بزرگان دین سے دریافت فرمائیے جنکے حکم سے مین آیا ہون یہ راز بھی وقت پر کھلیگا اور آپ لوگون سے
بتاکید کہتا ہون کہ راہ مین آپسمین فساد نہو صاحبقران کو آپ کے نہونیکا نہایت غم و الم ہوا اب رکنا مناسب نہین
ایرج و لنزالدہر دیکھتے ہین کہ نقابدار صبا و رنے اس فصاحت و بلاغت سے کلام کیے سوا سے بہت خوب کے
کچھ جواب نہ دیسکے نقابدار نے یہ بھی کہا کہ اب میرا رکنا مناسب نہین ہی میرے ملک پر بھی جنگ و جدل کا سامان ہی
دیوزاد چڑھ گئے ہین قہقہہ سہر حشمی بڑی فوج لیکر آیا ہو اوس سے مقابلہ پڑیگا یہ کہکر نقابدار اوسی وقت سوار ہوا
فوج دیوان حاضر ہوئی نقابدار بصد کر و فر رخصت ہوکر روانہ ہوا بعد جانے نقابدار کے ایرج و لنزالدہر قلعے
مین آئے مال طلسمی جمع کیا ملازمان نقابدار کو ایک حصہ دیدیا تھا ایک حصہ لنزالدہر نے لیا ایک ایرج کو
بصد مسرت و خوشامد دیا لیکن ایرج صاف نہوئے کئی دن اسی قلعے پر دونون شیر رہے بعد کئی روز کے اس
قلعے سے ایرج و لنزالدہر نے بفر فریدونی و بحشمت جمشیدی کوچ کیا نقابدار ایسا سمجھا گیا تھا کہ دونون
جوانون مین میل ہو یہ بھی خیال ہی کہ آپسمین فساد کرینگے تو نقابدار آکر تنبیہ کریگا یہ بھی آپسمین ذکر رہتا ہی کہ
نقابدار حقیقت مین صاحبقران ہی سطوت و صولت رعب و دبدبہ سب سامان ظاہری اسکو خدا نے دیا ہی
اسکا دعوی سچا ہی جس مقام پر اترتے ہین منزلون خبر جاتی ہی کہ طلسم کاوسیہ فتح کیے ہوے شاہزادہ لنزالدہر
جاتا ہی طلسم سے مال بہت پایا ہی قضائے کار خلاق کوہی کہ اسکے پاس نامہ لقا کا آچکا ہی تین لاکھ فوج
سے اسکا قصد ہی کہ کوچ کرے دن عیار اسکا مسمار سبکرو دوڑتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار ہم آپ سے کہا کرتے تھے
کہ اس حوالی مین طلسم کاوسیہ ہی کہ اسمین مال بے حساب ہی آپ نے تساہل کیا فرزندان حمزہ نے آکر فتح کر لیا مال لیے
ہوے جاتے ہین فوج بھی بہت ساتھ نہین ہی دونون شیر کمسن دو چار پہلوانون کو جو زیر کیا ہی جیسلا ہے ہوے
ہین آپ سے کیا مقابلہ کر سکینگے آپ کے شاگرد اوسکے منتہین خلاق کوہی ایک تو مغرور تھا ہی عیار نے جو تعریفین
کین پھولا ہو گیا کہا لشکر تیار کرو یہ مال مفت مین جاتا ہی چلکر لینا چاہیے تین لاکھ کا لشکر تیار ہوا خلاق کوہی چلا
کہتا ہوا اس مال طلسم پر ہم قبضہ کرینگے میان لنزالدہر و ایرج ایک صحرائے سبزہ زار مین اترے ہین دونون
جوانون مین باتین ہو رہی ہین کہ دادا جان یاد کر رہے ہونگے دونون عیار بھی حاضر ہین کہ رہے ہین کہ اب سرکار
جلد چلیں لشکر مین انتشار ہوگا کہ سامنے گرد اڑی خلاق کوہی مع تین لاکھ لشکر کے آکر پہونچا سامنے اترپڑا
کہلا بھیجا کہ ای جوانو تمنے طلسم کاوسیہ فتح کیا بڑی بے ادبی کی وہ طلسم ہماری عملداری مین تھا مال اس طلسم کا

جو تمھارے ساتھ ہو اُسکو ہمارے پاس بھیجدو ورنہ آفت برپا کرونگا ایرج و نورالدہر بیٹھے تھے کہ سُرخاب کوہی
نے آکر یہ پیام دیا ایرج تو غصے مین بیٹھے تھے ساتھ نورالدہر کا بہت ناگوار ہو مگر حکم نقابدار ہے ساتھ جاتے
ہین جب سُرخاب نے یہ مضمون بیان کیا ایرج نے کہا خلاق جھک مارتا ہو وہ کیا طلسم شکست کرتا فتح طلسم
ہماری ذات پر موقوف ہو سرخاب نے کہا او جوان کان پکڑکے لیجاؤنگا استاد مہربانی فرماتے ہین آپ تشریف لاتے
ہین مین خالی پیغامبر نہین ہون گرفتار کرکے لیجاؤنگا سب مال حساب کرکے لونگا ایرج نے کہا کیون دیوانہ ہوا
ہو سرخاب نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار چھین لی اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھکر کہا کیون بھیا بہتر ہو
کہ سر کھینچکر پھینکدون سرخاب منتین کرنے لگا ایرج نے کہا جا دور ہو خبردار جو اب کبھی مال طلسمی کا نام لیا تو گلا مسلکر
مارڈالونگا سرخاب کوہی جھاڑ پونچھکر اُٹھا گینڈے پر سوار ہوکر بھاگا پاس خلاق کوہی کے آیا کہا حضور
مسلمان تو بڑے سرکش ہین دس بیس آدمی میرے لپٹ گئے مین اپنی جان بچا کر چلا آیا ورنہ مجھے قتل کرتے
خلاق سنکر جلگیا کہا ابھی طبل جنگ بجے طبل جنگ بجگیا بلبلا رہا ہی کہ صبح کو قیامت برپا کرونگا ان مسلمانون نے
بڑا صدمہ دیا ابتک تو مجھے یہ خیال تھا کہ مال لیلونگا مگر جان انکی چھوڑدونگا اب مال بھی لونگا اور جان بھی لونگا
انھون نے میرے ساتھ فساد برپا کیا اب مین نہ مانونگا نورالدہر نے بعد جانے سرخاب کے کہا بھائی تمنے کیون
تکلیف کی کفار کے یہی طریقے ہین ہمیشہ مکروحیلے کے پابند رہتے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی حضور اُسنے طبل جنگ
بجوایا ہی نورالدہر نے کہا ہمکو تو جلد ہی ہو کہ لشکر مین پہونچین اسنے فساد برپا کیا اب دیر ہوگی ایرج نے کہا بھائی آپ
آپ دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے یہان بھی تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار
مین آئے خلاق نے میدان مین نکلکر للکارا وہ لوگ کہان ہین جنھون نے میرے شاگرد کو حقیر کیا ایرج نے
گُرز بن اشتغر کو بڑھایا ہرچند نورالدہر نے کہا تم نہ جاؤ ایرج نے کہا مینے آپ سے کہا تھا کہ آپ اس مقدمے مین
دخل نہ دیجیے آپ پھروہی ایسا ہی فرماتے ہین ایسا نہو کہ آپ سے فساد ہو بڑے قبلہ و کعبہ کا مجھکو خیال ہو فرمائینگے میرے
فرزند کو کیون ذلیل کیا ہرچند کہ نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا مگر سر جھکا لیا کہا بسم اللہ آپ کو اختیار ہو اب مین کبھی آپکے
مقدمے مین دخل نہ دونگا ایرج مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین پہونچے بعد گفتگو کے اُسنے نیزہ مارا ایرج نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا غصہ اُنکا تھا گیا دسوین طعن مین ایرج نے نیزہ اُسکا اُکھال دیا
غصے مین آکر اُسنے تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے بھی
گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون جوان گھوڑے سے کود پڑے آپسمین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین

کہ نملاق سے کشتی ہورہی ہے ہر چند ایرج چاہتے ہین کہ جلدی زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا چار پہر ایک طور پر کشتی
ہوئی کشاکش کے زور ہورہے ہین کبھی ایرج ریل کر لیگئے کبھی نملاق کوہی ریل کے لیجاتا ہے ایک مقام پر نملاق
ایرج کو ریل کر لیچلا تھا دو تین مرتبہ جو زور ہوے ایک مقام پر نملاق نے کہ مارا ایرج نے دونون پر چڑھا کے
وہان پر موش خانہ تھا ایرج کا گولا اتر گیا نملاق کوہی باندھ کر لیگیا نورالدہر کو بڑا قلق ہوا نملاق نے لاکر زنگ
کولہ درست کرایا کہا لیجا کر قید کرو صبح کو دار کھچا جائیگا نورالدہر نے اپنے مقام پر فرمایا بارگاہ مین نملاق کی دریائے
خون بہا دونگا شاپور کو بڑا قلق ہے جبین کہتا ہے اگر آقا کو انھون نے رہا کیا ایرج کو بڑا رنج ہوگا ایسے شیر بیشۂ
جرات پر مصیبت جان دون مگر آقا کو جا کر رہا کرون یہ سوچا ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر نملاق مین آیا دیکھا
جا بجا چوکی پہرا ہے ایک گوشے مین آیا فرش پر بیٹھ کے نقب کھودنے لگا پہر رات سے پہرہ نقب کا قیدخانے
مین جا کر توڑا دیکھا شاہزادہ سرنگون بیٹھا ہے شاپور نے آکر سلام کیا کہا غلام حاضر ہے ایرج خوش ہو گئے کہا اے
شاپور تیرا کام کیا شاپور نے کہا لشکر بہت ہے یہان سے کیونکر نکلنا ہوگا ایرج نے کہا مین لڑتا بھڑتا نکل جاونگا
مگر کشتی گیرزادہ میری مدد کو نہ آے شاپور نے قید ایرج کی کاٹی تیغچہ ہاتھ مین دیا ایرج باہر نکلے دروازے
پر قید خانے کے تلوار چلنے لگی شاپور نے کئی حقے آتشبازی کے مارے اندھیرا ہوا ایرج نے اس تاریکی مین ایک
جوان کو مار کر گھوڑا لیا منہگا نہ لڑتے ہوے چلے جب کئی سو جوان مارے گئے ہرکارون نے یہ خبر نملاق کوہی کو
پہونچائی یہ نکلکر سیاہ بیٹے پر سوار ہوا لکارکے آواز دی ای کوہیان صف شکن دامی جوانان تیغزن یہ جوان نکلکر جانے
نہ پاے چہار جانب سے گھیر لو مین ابھی کان پکڑکے لاتا ہون قید مردان عالم کی جسم سے دور کی بڑی خطا سرزد ہوئی
یہ کہتا ہوا چلا مشعلین بھی روشن کی گئین کل فوج نے ایرج پر بلوہ کیا شبرنگ نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر
ابھی فکر ہی مین پڑے تڑپ رہے تھے نیند کب آتی ہے دمبدم یہی خیال ہے کہ اگر ایرج پر کوئی آفت آگئی یا موے جسم
اسکا بیکا ہوا مین چھوٹے قبلہ و کعبہ کو منہ نہ دکھا سکونگا فرماتے تھے ایرج کی خبر نہ لی جیسے ہی خبر سنی کہ ایرج رہا
ہوے جنگ ہورہی ہے گھوڑے پر سوار ہوے کہا یارو ایرج نے رہائی پائی سب کو چلنا چاہیے کل لشکر کو
لیکر چلے اسوقت آنکے پہونچے کہ ایرج پر کل فوج کا بلوہ ہے مگر ایرج اس حال مین بھی سردارون کو ٹک
ٹکڑے کر قتل کرتے ہین نملاق کوہی کے جو نعرے کی آواز سنی پشت مرکب پر بیٹھی جان لڑتے بھڑتے چلے کہ نعرہ
نورالدہر کی آواز آئی ایرج بیٹے کدہر ہو شاپور دیکھا تھے اس کشتی گیرزادے نے کیا شوکت دکھائی آج میرے
دیکھو سے مارا جائیگا مین سبب سے سمجھ لونگا بڑے قبلہ و کعبہ جب شکایت کرینگے انکو بھی جواب دے لونگا تو بہر...

منھ پر چڑھتے تھے مین ایسون کی مدد نہین چاہتا شاپور نے ہرچند کہا جانے دیجیے آپ اسکا خیال نہ کیجیے ایرج
نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا طرف نملاق کے چلے جیسے ہی نملاق پر نگاہ پڑی للکارا او نامرد ہم تیرے مشتاق تھے
نملاق بھی پلٹ پڑا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب آیا نورالدہر نے جو دور سے دیکھا کہ ایرج نوجوان کے جسم پر لباس
نہین خود سر پر نہ دار و اکثر تیر پڑتے ہین خون جسم سے جاری نورالدہر کا دل بیقرار ہوگیا سوچے کہ ایسا نہو نملاق
پہلوان زبردست ہے ایرج کے واسطے کچھ خرابی ہو یا کوئی زخم کاری آجائے وہین سے للکارا او نملاق مجھ سے مقابلہ
کر یہ کہکر مرکب کو جھپکایا ایرج نے پکار کر آواز دی او کشتی گیرزادے میرے حریف سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ ہاتھ قلم
کرونگا نورالدہر نے کہا ای برادر تمھارے سر پہ خود نہین زرہ نہ دار و زخم بھی کسی قدر کھائے ہین مین مقابلہ کرلونگا
ایرج نے کہا ہم خود و زرہ کے بھروسے پر نہین لڑتے یہ ہاتھ کافی ہین مردان عالم کو کیا پروا ہے نورالدہر مقابلے
مین نملاق کے جا پڑے سمجھے کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دون نملاق نے نورالدہر پہ ہاتھ مارا نورالدہر نے
تیغ خاراشگاف پر روکا بہ قہر و غضب تمام جواب مین ہاتھ مارا کہ نملاق کے دو ٹکڑے ہوے ایرج کی آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا فرمایا کیون کشتی گیرزادے پھر شوکت دکھائی یہ کہا اور تلوار جھکا کر جا پڑے نورالدہر نے کہا بھیو ایرج
اب تمکو ملال ہوگا ہم بزرگون سے شرمندہ ہونگے ایرج نے کہا آج تمھارے ہاتھ کا ڈنکا لشکر دشمن کو تو انکے
ساتھ والون نے تار تار کردیا دونون شیر چاہتے تھے کہ نبرد ہون کہ نقابدار زرین پوش یکہ و تنہا گھوڑا اڑاتا ہوا
بیچ مین آگیا کہا بھائیو پھر وہی حرکت کی دونون کو جنگ سے محفوظ رکھا کہا خبردار اگر راہ مین کسی مقام پر فساد کیا
تو دونون صاحبون کو ملال پہونچیگا اب نورالدہر و ایرج اسوقت تو کچھ جواب نہ دے سکے جب نقابدار چلا گیا
تو مونچھون پر تاؤ پھیرنے لگے کہا اس نقابدار کی شامتین آئی ہین ہر مرتبہ آکے اپنی شوکت دکھاتا ہے ایکدن
مارا جائیگا غرض بہ فتح و فیروزی یہ دونون شیر آکے داخل لشکر ظفر اثر ہوے اب یہ داستان یہان پر چھوڑی جاتی
ہے کچھ ذکر لشکر لقا تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو آنا ملکہ لیلائے محمل نشین کا برائے ملاقات افراسیاب و آمد قیس بادیہ گرد عاشق ہونا لیلائے محمل نشین پہ فساد آپس کے و عیاری خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

امیدین بجا گئے راستہ نہ ملیگا عمرو کا تو وہ حال کرونگا کہ عیاری سے توبہ کرے کبھی نام عیاری کا نہ لے یہ باتین تھین
کہ ہوا سے سرو آئی طفلان غنچہ نے بہ حیرت تمام طرف آسمان کے دیکھا پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کو
دیدہ بازی کا شوق ہو گلچین و باغبان کو آپسمین لڑنے کا ذوق ہو تمام باغ پُر بہار ہو گیا مصاحبون نے کہا
حضور یہ کسکی آمد ہو افراسیاب نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا ملکہ لیلاے محمل نشین تشریف لاتی ہین چند کنیزین مصاحبین
واسطے استقبال کے کھڑی ہو گئین ابر گلنار شق ہوا دیکھا تخت نقرئی پر ایک پریزاد دُر در گوش مرصع پوش تاج کج سر
جواہر الئی و بیش قیمت زیب جسم انور گرد کنیزان ماہ رخسار گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار بارہ چودہ ہزار کنیزین
تخت کو گھیرے ہوے تخت زمین پر آیا وہ نازنین اُتری افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب سراپاے لیلا کو
بحسرت دیکھنے لگا کہا کیون ای لیلا کہان سے آتی ہو لیلاے محمل نشین نے عرض کی کنیز دشت نخجیرین برائے
شکار آئی تھی وہان خبر سُنی کچھ لونڈی غلام سرکار کے بیادبی کر رہے ہین جابجا غلغلے پڑے ایک خبر وحشت اثر
ایسی سُنی کہ اسکو عرض نہین کر سکتی ہرکارون نے خبر بیان کی کہ حضور و خود حضور کی قبضے مین عمرو کے آ گئے تھے
افراسیاب نے کہا ای لیلا مین نے رحم کیا کہ لونڈی غلام ہو نکو کیا قتل کرون نانی جان نے صدمہ بھی کر لیا تھا اسوجہ
سے تامل کیا ورنہ ایک اشارے مین سب کے سر کٹکر گر پڑتے لیلا ہاتھ باندھکر بجا و درست کہہ رہی ہو افراسیاب
اس ادا پر مر گیا ہاتھ پکڑکے اپنے پاس بٹھا لیا کہا ای لیلا اسوقت تمہارے آنے سے دل باغ باغ ہو گیا اب دو چار
دن نہ جانا ہمارے باغ مین رہنا لیلا نے کہا لونڈی براے سرکوبی مسلمانان آئی ہو ایسی ذہنی بے ادبیان
سُنی ہین کہ لونڈی کو بڑا غم ہو جا کر بی بہار کو سزا دون بی مخمور کی مشکین باندھکر لاؤن بی مہار غریزدار سرکار کی
اور ایسی بے ادبی کرین بی مخمور پہ سرکار کی کیا پرورش تھی تمام خراج گزارانسے دبتے تھے کیا سمجھ کر یہ حرکت کی تھین
انکو یہ مناسب نہ تھا جو بی سمجھا دُنگی اگر مان لیا تو خیر اور نہ گوشمالی کرونگی افراسیاب نے کہا ای لیلا تمہارا جانا
مناسب نہین جانتا عیار بڑے غضب کے ہین ایسا نہو تمہارے واسطے کچھ خرابی ہو لیلا نے عرض کی حضور کیا مجال
عیارون کی ہی یہ حقیقت ہو کہ ہم تک آسکین افراسیاب نے کہا یہ نہکو عیار تھپلا دہ ہین کہ جدہ کو پھنسا لیا لیلا
یہ باتین کر رہی ہو افراسیاب ہنستا جاتا ہو کہتا ہو کہ مین عیارون کے نام سے خائف ہون وہ بلا کے ہین سب جگہ
پہونچ جاتے ہین یکایک دوسرا ابر تیرہ و تار اٹھا برقین چمک کر گرنے لگین ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا ایک تاجدار
گرد اسکے بارہ چودہ ہزار ساحران خدار طاؤسان سیہ پر سوار علم ہاے سیہ کے پھریرے کھلے ہوے افراسیاب
نے کہا ہمارا جان نثار قلیس بادیہ گرد بھی آ پہونچا قلیس نے آتے ہی سلام کیا کہا ای شہنشاہ غلام نے بیابان

مسلمانون کی نہین غلام کو بہت ناگوار ہوا مین ابھی جا کر عمرو کو لاتا ہون اسی دو دن مین اگر مین نے سب عیارون کو
نہ قتل کیا تو مجھکو قیس بادیہ گرد نہ کہیے گا مین مجنون دیوانہ نہین ہون افراسیاب نے کہا یک نہ شد دو شد ملکہ لیلا
کو عرصے سے سمجھا رہا تھا تم سب ہمارے دوست صادق ہو تب دافق ہو تمکو حال سنکر ناگوار ہوا لیکن عیارون کا قتل
ہونا نہایت دشوار ہے بلکہ لیلا کو روکا ہے یہ کہکر ہاتھ جو اٹھایا طرف لیلا کے اشارہ کیا اب جو نگاہ قیس کی جمال
جہان آرائے لیلا پر پڑی ایک معشوق طرار صاحب کرشمہ و ناز بڑی بڑی انکھڑیان ابروے خمدار مژہ اصفہانی موے
ابرو جوہر شمشیر بے پناہ زہرہ آفرین عاشق مرسہ عارض انور رشک شمس۔ قیس بیتاب ہو گیا۔ ساتھ والون نے
جو رنگ رو متغیر دیکھا ایک مصاحب نے بہ محبت پوچھا حضور کا عجیب حال ہے ایکا یک کیا ہو گیا اپنے مصاحبون کی طرف
قیس متوجہ ہوا کہا بھائی کیا کہون کچھ کہ نہین سکتا کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مگر جو رش ٹھنڈی سانس بھرکے کہا
بیت نہ مجھ بن ہے نہ بنا تا ہے یار دل میرا ٭ یہ کیا ہوا ہے یہ درد کار دل میرا ٭ کبھی بیقرار ہو کر اپنے مقام
سے اٹھا پھر بیٹھ گیا کبھی کہتا ہے شعر نگہ چہرہ قاتل دیکھتا تھا جد پوچھا مین کیا دل دیکھتا تھا ٭ یار دعجب اُفتاد پڑی
ساتھ والے حیران ہین کہ ہمارے شاہ کو کیا ہو گیا دیوانہ وار وحشی مثال کبھی خاموش کبھی دریائے محبت کا جوش لیلا کو دیکھ رہا
اور یہی دل مین آرزو ہے اسی کی جستجو ہے کہ پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون کلام کرنے کی بھی صورت نہین افراسیاب ابا
بادشاہ قاہر دجابر سامنے بیٹھا ہے چپکے بیٹھے اپنے مصاحبون سے قیس بادیہ گرد کہتا ہے کہ یارو دیکھیا کرون **نظم**

زخم کاری کے جو کھائے تو مرا دل دوڑا ٭ سر کف مین طرف کوچۂ قاتل دوڑا
ناتوانی نے یہ حالت مری پہونچائی ہے ٭ دو قدم مین جو چلون سیکڑون منزل دوڑا
نہوئی ابتدا بھی مجھے آفت سے نجات ٭ پھاڑ کھانے کو سگ کوچۂ قاتل دوڑا
ای نسیم سحری دھیان کدھر ہے تیرا ٭ تھک گیا چار قدم جو مرے شامل دوڑا
دشت پرخار مین تا چند رہون سرگردان ٭ بس زیادہ نہ اب اے دوری منزل دوڑا
رونق بزم مجھے کیجیے ترے لینے کو ٭ نادر رہنا نہ ہر اک صاحب محفل دوڑا
تیغ بر دل کو کیا پرزن صف مژگان نے خراب ٭ روز جیسے کسی دہ پر سپہ عامل دوڑا
منزل عشق کی وہ راہ ہے رکھتے ہی قدم ٭ نکلے قزاق ہر اک حور شمائل دوڑا
ملک الموت نے پیری مین کرم فرمایا ٭ کشتۂ تیغ ہوئی آتش کے مقتل دوڑا

رقاکہتے ہین حضور دربار افراسیاب ہر قتل مسلمانان کی نظر پڑی ہے اور کسی تدبیر سے فکر کیجائیگی یا افراسیاب کے سامنے

بھلا ایسے کار نمایان کیجیے اور وہ آپ کے عشق سے آگاہ ہو بادشاہ صاحب اختیار ہو کیا عجب ہو کہ گفتگو کرکے شادی کرا دے مصاحبون کی یہ باتین سنکر قیس طرف افراسیاب کے پلٹا کہا اے شہنشاہ غلام کو عیارون پر بڑا غصہ ہو تمام عالم مین مشہور ہو گیا کہ آپ کو گرفتار کر لیا تھا نانی جان نے آکے بچایا مین ضرور عمرو کو لاؤنگا اتنا کلمہ تو اسنے کہا کہ ابھی تو ملکہ لیلا تشریف رکھینگی افراسیاب نے کہا یہ ہمارے باغ کی رونق ہین اب انکو نہ جانے دینگے قیس نے کہا غلام جاتا ہو عمرو کو گرفتار کرکے لاؤنگا تلوار سے سر نہ کاٹونگا کوڑے مار مار کے مار ڈالونگا افراسیاب نے کئی مرتبہ منع کیا جب اسنے نہ مانا تو افراسیاب نے کہا تمھین اختیار ہو لیکن سمجھ کر جانا قیس نے کہا حضور غلام گیا اور عمرو کو لایا بڑا خیال یہ ہو کہ مین عمرو کو قتل کرون شہنشاہ لیلا کو راضی کرکے میرے ساتھ کر دین ورنہ زندگی دشوار ہو آخر نہ ضبط ہو سکا بے اختیار پکار اٹھا اے شہنشاہ حال غلام کا نہایت ابتر ہو گیا گذارش کرون نظم

اپنی زبان کو مثل بلبل اندر دہن جلا
یا برق نالہ سے قفس آہنین جلا

بھڑکا یا تھا یہ کیسا نسیم بہار نے
گلچین کا ہاتھ آتش گل سے نہین جلا

تو تو بنا کے سرو چراغان نظارہ کر
تیری بلا سے مین اگر اے نازنین جلا

مین بھی تو دیکھون گرمی تری اشک آتشین
مشعل کی طرح سے تو مری آستین جلا

دنیا مین ہم سا سوختہ قسمت کوئی نہین
دیکھا جو اپنا حال دل شانہ بین جلا

لیلی کی زلف سا ہو دھوان کیوں بلند آج
مجنون کے نالے سے کوئی جنگل کہین جلا

ڈرے ہے شیخ یار کا دھوکا نہ دل کو دے
وہ ناز کی کہان نہ سمجھے یا ہمین جلا

کس لعل آتشین کا ہو دل اپنا شیفتہ
تب سے ہمارا نام لکھا وہ نگین جلا

آہ شب زرفشان کا گرا ہو شب فراق
لاکھون مکان امن سے ہزارون مکین جلا

لالہ رخون کے عشق مین گل کھائے جسم پر
تا یاب پاستین ہو نہ یہ پوستین جلا

اندھیر ہو نمود سے اگر دل مین روشنی
آتش چراغ کو لیے گھر مین نہین جلا

افراسیاب نے کہا اے قیس یاد یہ کر مین تمھارے مطلب کو نہین سمجھا قیس نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کو سمجھا دونگا اب تو عمرو کو لینے جاتا ہون جب سے غلام نے سنا کہ خاص سرکار کے ساتھ بے ادبی کی نہایت بڑا صدمہ ہو بغیر عمرو کو گرفتار کیے مجھے چین نہ پڑیگا یہ کہکر قیس چلا چلتے چلتے ملکہ لیلا سے کہا ابھی آپ تشریف نہ لیجائیے گا ملکہ لیلا نے کہا شہنشاہ فرماتے ہین مین ابھی دو چار دن رہونگی اتنی بات کرتے ہی قیس نہال ہو گیا

فوراً یکہ و تنہا لشکر باغ سیب مین چھوڑکر روانہ ہوگیا اگرچہ رشتۂ رنگین حصار پڑا تو خیال مین آیا کہ ملکہ حیرت سے
ملاقات کرون اپنا حال دل بھی عرض کردون یہ سوچتا ہوا لشکر مین آیا دیکھا لشکر مین ہر طرف ساحر ٹہل رہے ہین
اژدہان آتش فشان منھ سے قلابہ ہائے آتشین چھوڑ رہے ہین دیکھتا بھالتا دربارگاہ پر آیا دربان سالار سے کہا
ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ در دولت پر قیس باریابی کو حاضر ہو حیرت نے سنکر کہا بلاؤ قیس اندر آیا ملکہ کو سریر
جہانبانی پر پایا اتفاق سے پانچون عیار بچیان بھی حاضر ہین مصور و صورت نگار اور سرداران نامدار گرد اگرد بیٹھے
ہین حیرت نے کہا اے قیس کیونکر آنے کا اتفاق ہوا قیس نے کہا ایک عرض لیکر سرکار کے پاس آیا ہون کل مقابل
مسلمانان کا اجارہ لیتا ہون تیسرے دن سب کا خاتمہ کردونگا آج تو عمرو کو لینے آیا ہون صرصر نے کہا اے قیس
یہ کیا غضب کیا بھلا اب عمرو کیا گرفتار ہوگا سر دربار پکار کر کہہ دیا تمہاری جان ہی بچ جائے تو بڑی بات ہے کوئی
عیار اسوقت بھی دربار مین ضرور ہوگا تم پلٹ جاؤ میان قیس نے کہا بی صرصر کیا بکتی ہو کوئی عیار سنیگا
تو کیا کریگا جبکہ ان سے مجھے سنا کر شہنشاہ کے ساتھ بے ادبی کی آب و دانہ حرام ہوگیا ہم ایسے ملازم جبکے موجود
ہون اسپر عیار دست اندازی کرے اور پھر اسکو ہم زندہ دیکھین میرے مقدمے مین کوئی صاحب دخل نہ دین عمرو
کا تو وہ حال کرونگا کہ کبھی کسی کو ایسی سزا نہ ملی ہوگی مگر اے ملکۂ عالم میری عرض یہ ہے کہ بی مخمور و بہار کا بزور
شمشیر یون گرفتار کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر گریہ و زاری کرین میان باغبان بھی جا کر
شریک ہوگئے ہین دیکھیے انکا کیا حال کرتا ہون مگر اے ملکۂ عالم دوسری عرض یہ ہے کہ ملکہ لیلا سے محمل نشین
سرکار کی خواجہ زادی ہین انپر غلام مائل ہوا سب مسلمانون کے سر مجھسے لیجیے اور لیلا کی میرے ساتھ شادی کر دیجیے
ملکہ حیرت نے مسکرا کر کہا اے قیس ماننے نہ ماننے کا لیلا کو اختیار ہے ہم تو ترغیب ضرور دینگے قیس نے کہا آپ
تدارک ضرور کرین حیرت نے کہا بہتر لیکن اے قیس بقول صرصر تمنے برائے گرفتاری عمرو پکار کر کہا ضرور اسکو خبر ہوگئی
ہوگی وہ دور بھاگ جائیگا قیس نے کہا حضور آپ کچھ نہ فرمایے مین ڈھونڈھ کر گرفتار کرونگا یہ کہکر باہر نکلا ٹہلتا ہوا
چلا لشکر حیرت نہایت اوج پر ہے بڑے بڑے ساحر فردکش ہین اپنے اپنے خیمون کے دروازون پر بیٹھے ہوے عجائب
و غرائب دکھا رہے ہین قیس دیکھتا بھالتا جاتا ہے کہ پہلو سے نکل کر ایک ساحر نے سلام کیا کہا حضور کہان جاتے ہین
قیس نے کہا مین برائے گرفتاری عمرو چلا ہون ساحر نے کہا حضور نے بڑا غضب کیا پیدل جاتے ہین اگر کوئی
عیار آیا ہوگا فوراً مار ڈالیگا آپ پر پرواز پیدا کیجیے اڑکر چلے جایئے قیس نے کہا تجھے کیا دخل ہے مجھے کوئی نہین
مار سکتا ساحر نے کہا جو مین عرض کرون اسکو سنیے عمرو کو پکڑ لیجیے لشکر سے باہر زلف گلستان مین بیٹھا ہوا

لنگا پھر با پہن رہا ہی قیس خوش ہو گیا ساحر کے ساتھ چلا ساحر باتین کرتا ہوا قیس کو بہلاتا ہوا کہ وہ سامنے
جو زرغنہ نخلستان معلوم ہوتا ہو اُسمین عمرو بیٹھا ہو آپ سحر کیجیے گا مین مشکین باندھ کرلے آؤنگا قیس جب لشکر سے تھوڑی
دور چلا آیا ساحر نے کہا وہ سامنے دیکھیے ظالم بیٹھا ہوا لنگا پہن رہا ہی قیس نے منہ پھیرا ساحر نے حلقے کمند کے گلے
مین ڈالدیے اور نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی قیس پلٹا برق نے صابون مار قیس بیہوش ہوا برق مشکین باندھنے لگا
وہان افراسیاب سے لیلاے محمل نشین نے پوچھا کیون شہنشاہ قیس اب عمرو کو گرفتار کرکے لائیگا ملاحظہ تو فرمایے
کہ قیس کیا کر رہا ہی افراسیاب نے کتاب سامری کو اُٹھایا اب جو دیکھا تو صاف معلوم ہوا کہ برق فرنگی میان قیس
کی مشکین باندھ رہا ہی افراسیاب نے کہا ای نگہبان آؤ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا کہا ای شہنشاہ
کیا حکم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا کہ مہتر برق فرنگی قیس بادیہ گرد کی مشکین باندھ رہا ہی جلد جا خبردار دونون کو لانا
وہ پتلہ مثل شعلہ جوالہ چلا یہان برق فرنگی نے پشتارہ باندھا چاہا لیکر بھاگون دل دھڑکا برق نے کہا خدا خیر کرے
یہ سوچکر ایک غار مین کود پڑا وہان سے دیکھ رہا ہی کہ آسمان سے ایک پتلا آیا اُسنے قیس کو اٹھا لیا چہار جانب گھبرا
گھبراکر دیکھتا ہی اور زبان سے کہتا بھی جاتا ہی یا خداوند سامری برق عیار کہان گیا شہنشاہ پوچھینگے تو مین کیا کہونگا
قضاے کار ایک ساحر لشکر حیرت کا اُدھر سے نکلا پتلے نے اُسکو پکڑلیا دونون کو لیکر روانہ ہوا برق غار سے نکلکر بھاگا
یہان افراسیاب بیٹھا تھا کہ پتلہ لیکر دونون کو آیا قیس بیہوش تھا افراسیاب نے ہوشیار کیا افراسیاب نے ساحر کو
دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا مین لشکر حیرت کا رہنے والا ہون افراسیاب نے پتلے سے کہا ارے برق کہان گیا
پتلے نے کہا مین نے سب طرف ڈھونڈھا یہ ساحر ملگیا اسکو لے آیا افراسیاب نے کہا یہ برق فرنگی نہین ہی منہ ہاتھ دھوکر
اُسے رخصت کردیا قیس اُٹھتے ہی بہت بگڑا کہا ای شہنشاہ مین نادانستہ تھا اب کوئی مجھپر عیاری نکر سکیگا اب مین کسی
سے بات ہی نکرونگا افراسیاب نے کہا ای قیس عیار بڑے بلا کے ہین قیس نے کہا مین اپنی جان دونگا مین تو منہ
سے کہچکا بے قتل کیے عمرو کے نہ مانونگا ملکہ لیلاے محمل نشین نے کہا ای قیس کیون ضد کرتے ہو جو کچھ شہنشاہ فرماتے
ہین اُسکو قبول کرو اگر شہنشاہ مدد نکرتے برق پکڑکر بھیجا ہوتا پتلے نے جاکر تمکو بچایا مگر دیکھا کیا ہوشیار تھا پتلے کو آتا
دیکھا بھاگ گیا قیس تو بدحواس ہو رہا تھا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تمھارے واسطے ساری پیروی
کر رہا ہون ملکہ حیرت سے بھی کہچکا اب شہنشاہ سے عرض کرتا ہون کہ مجھے آپ کے قدمون پر گرا دین مجھکو اپنی غلامی
مین قبول فرمایے لیلا نے کہا قیس تو نام ہو کچھ دیوانہ ہوا ہی ای شہنشاہ انکو منع کیجیے ایسے خیالات فاسدون سے
نکالڈالین مین خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئی یہ کیا کلمات بیہودہ کہتا ہی قیس رونے لگا کہا ای شہنشاہ خوبی یہ ہو گئی

بوے گل صدقۂ محبوبی مین سب طرح پر حاضر ہون جو کچھ شہنشاہ فرمائین اسی وقت مین براے جانبازی موجود ہون اے ملکۂ عالم آپ میرے حال دل سے آگاہ نہین شبہاے تاریک کی کیا کیفیت کہون جی چاہتا ہے تڑپ تڑپ کر اپنی جان دیدون نظم

تا عجب ابر بحر مین ہے چشم دریا بار کا — کیا عجب ڈوبے سفینہ گر مرے اشعار کا

کردیا موقوف خط نے جور زلف یار کا — خط نہ سمجھو یہ لکھا ہے کوئی افسون مار کا

عاملون نے آسیب پری ثابت کیا — پڑگیا جس شخص پر سایہ تری دیوار کا

آئی راحت طالع واژون کی قسمت مین نہ تھی — لیگیا ہے خواب میرے دیدۂ بیدار کا

خوف کیا مجھکو ہو آسیب بلاے ہجر سے — ڈھونڈ پر تعویذ کے بدلے ہے نامہ یار کا

کیون نہ کھٹکون آسمان کو رات دن مین ناتوان — آبلے کی شکل اسمین مجھ مین عالم خار کا

رات بھر ہر ایک اختر سے لڑی میری آنکھ — تھا تصور دل مین تیرے رخنۂ دیوار کا

تیرے رستے سے جو گذرا ای پری مجنون ہوا — داغ سودا ہے فقط سودا ترے بازار کا

دور سے ریگی دکھائی روشنی جاے سواد — یاد رکھو قاصد نشان ہے یہ دیار یار کا

مانع صحرا نوردی پاؤن کی ایذا نہین — دل دکھا دیتا ہے سر ٹوٹ جانا خار کا

بنگیا ہو وہ یہ کے آزار سے تار نگاہ — دیکھنا ممکن نہین ناسخ کے جسم زار کا

یہ غزل جو قیس نے پڑھی اور باتین عشق آمیز کین لیلا کو بڑا غصہ آیا کہا او بیہودہ کیا بکتا ہے خبردار اب کبھی جو ایسا کلمہ زبان سے نکالا زبان گدی سے کھینچ لونگی افراسیاب نے بھی منع کیا کہ اے قیس عورت کے سامنے یون خلاصہ اشعار پڑھنا بہت خلاف ہے خبردار یہ خیال خام تصور ناتمام اپنے دل سے دور کر قیس نے دیکھا کہ اسوقت خاموش ہو رہنا بہتر ہے اگر میرے ہاتھ سے کہان جائیگی ہاتھ باندھ کر عرض کی حضور معاف فرمائین یہ خیال تھا کہ مجھکو ملکہ قبول فرمائینگی لیکن آپ کی راے اقدس کے خلاف ہے جو مناسب وقت مگر غلام وعدہ کر آیا ہے ان مسلمانونکو بذلت ورسوائی قتل کرونگا مین لشکر مین ضرور جاؤنگا افراسیاب نے کہا جیسا مناسب ہو قیس نے اُسی وقت سب لشکر تیار کیا گینڈے پر سوار ہو کے روانہ ہو گیا یہان لیلاے محمل نشین نے عرض کی کنیز کو خالی رہنا بہت شاق ہے کنیز بھی ملاقات ملکہ حیرت کی مشتاق ہے ہر چند افراسیاب نے منع کیا لیلا نے نہ مانا کل لشکر کو تیار کیا افراسیاب سے رخصت ہو کر طرف پشتۂ رنگین حصار کے چلی یہان قیس اول آیا لشکر اپنا کنارہ نہر پر لشکر حیرت کے اتارا آپ براے ملاقات ملکہ حیرت آیا آکر سلام کیا حیرت نے پوچھا اے قیس کیا ہے قیس نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہا شہنشاہ نے حضور بچا لیا

اب مین سمجھ گیا حضور تین دن میرے مقدے مین دخل نہ دین مین سب کو گرفتار کرلاؤن اور بی لیلا مجھسے انکار کرتی ہین
بعد فتح جنگ مسلمانان انپر بھی قبضہ کرونگا ملکہ حیرت نے کہا اچھا جاؤ مگر سمجھ کر مقابلہ کرنا قیس اپنی بارگاہ مین آیا
دربارگاہ پر بیٹھ کر لشکر مسلمانان کو دیکھنے لگا سوچ رہا ہی کہ راتون کو جاؤنگا ملکہ مخمور و بہار کو گرفتار کرکے لے آؤنگا میان
باغبان بھی غفلت ہی مین گرفتار ہونگے ورنہ یہ بڑے بڑے ساحر ہین علم نیرنج وشعبدہ سے بخوبی ماہر ہین یہ سوچ
رہا تھا کہ طرف سے باغ سیب کے لگا ابر مرواریدی پیدا ہوا بڑی چاک و ملک سے آیا ہے قیس بیقرار ہوگیا قریب آکر
ابر شق ہوا دیکھا ملکہ لیلا سے محمل نشین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن شیرین سخن کبک رفتار اعجاز گفتار
گرد کنیزان زرین پوش کئی لاکھ ساحر پشت پر اژدران آتش فشان پر اٹھاے بارگاہ کے لدے ہوے اس جاہ
وحشم سے ملکہ لیلا آکر پہونچین لشکر قیس سے اپنا لشکر الگ اتارا اول حیرت کی ملاقات کو گئین بعد اسکے اپنی
بارگاہ مین آئین اس خیال مین کہ اب طبل جنگی بجواؤنگی مسلمانون سے مقابلہ کرونگی لیکن قیس بادیہ گرد نے جو
ملکہ لیلا کو اس آن بان سے دیکھا اٹھ کر اپنی بارگاہ مین آیا مصاحبون سے منع کیا کہ کوئی ہمارے پاس نہ آئے
تنہا آکر بیٹھا سوچنے لگا کہ تعال عالم آگئی کیونکر اسپر قبضہ کرون کیونکر جان بچیگی تقدیر نے یہ کیا سامان دکھایا
راتین ہجر کی کیونکر کٹینگی تڑپ تڑپ کے جان جائیگی کیونکر ضبط کرون نہ کوئی مونس نہ غمگسار کیا کرون لطیفہ

جسم اپنا خشک فرقت مین سراسر کیجیے / چشم تر کو بھی مثال درج گوہر کیجیے
ہمین ہی ہو جائیے اس سرو قامت پر فقیر / بس کسی آزاد کے تکیے مین بستر کیجیے
بیوفا ہین گر دکان سنگ زن کو چھوڑیے / داری وحشت کو چلیے دل کو پتھر کیجیے
اپنے دل سے کیجیے انس اس سہی قد کے عوض / چھوڑ کر اب سرو کو عشق صنوبر کیجیے
گر وطین صحراے وحشت سے بلایا ہے ہمین / پھر پرداز اب حفظ جانان کو شہپر کیجیے
اور شاعر سرو سے تشبیہ دیتے ہین تو دین / کیا درختون کو ترے قد کے برابر کیجیے
لعل خندان سے ذرا دانت اپنے چمکا دیجیے / درج مروارید کو اب سبز ونج تر کیجیے
جلوۂ خورشید سے ذرے اگر چمکے تو کیا / آپ اپنے پرتوے سے ریزۂ زر کیجیے
شہر مین کیا کاٹیے ایام گردش اے جنون / گرد بادون کیطرح صحرا مین چکر کیجیے
دفتر عالم بجاے نسخہ ہے آسیب کو / کیجیے ترتیب دم مین دم مین ابتر کیجیے

اپنے حال زار پر بہت رویا آخر خیال مین گذرا کہ پہلے معشوق پر کیمیرہ پر قبضہ کرون پھر مسلمانون سے مقابلہ کرون

یہ سوچکر خاموش ہو رہا شب گذرنے کا انتظار کر رہا ہے چونکہ شب فرقت ہے گھڑیال دیر مین بجتا ہے کبھی گھبرا کر اٹھتا
کبھی بیٹھتا کبھی سوچتا ہے کہ جا کر قدمون پر گرون پھر آپ ہی کہتا ہے نہ معشوق سرکش قبول نہ کریگی وہی باتین ہتک
کی ظاہر ہونگی لیکن چند خبر رسندہ ہرکارون نے آکر ملکہ مہرخ کو خبر پہونچائی کہ قیس بادیہ گرد و ملکہ لیلیٰ سے محمل نشین
آپ کے مقابلے کو آئے ہین یہ خبر سنتے ہی میان برق اپنے مقام سے اُٹھے خواجہ نے کہا آپ کہان چلے ساحر دُنیا
جو بنی اور تمنے قصد کیا عیاری مین تمکو دخل نہین جا کر ہوشیار کر دیتے ہو برق نے کہا جی وہان نہین جاونگا اپنے
لشکر کی حفاظت کرونگا یہ کہکر برق نے چالاک سے اشارہ کیا چالاک بھی باہر آیا دونون مین صلاح ہوئی
کہ ملکہ لیلیٰ و قیس برائے بربادی لشکر اسلام آئے ہین چلکر عیاری کرین اُستاد قیام گاہ مین تحصیل کر رہے ہین برق
سے چالاک نے کہا تم چلو مین بھی آتا ہون آپس مین اشارے کنائے ہو گئے برق ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
لشکر قیس مین آیا جا بجا پھرتے پھرتے دربارگاہ قیس تک پہونچا دیکھا خادمہ خدمتگار در دولت پر حاضر ہین ایک
سے پوچھا شہنشاہ کیا کر رہے ہین ایک ساحر نے خبر دی کہ عشق مین مبتلا ہین اکیلے بیٹھے ہوئے اشعار پڑھ رہے
ہین برق نے پوچھا کسپر عاشق ہوئے ہین ساحر نے کہا لیلیٰ سے محمل نشین پر مرتے ہین وہ خیال بھی نہین کرتی
شہنشاہ کو جواب سخت دیے اب بیچارے سوچ رہے ہونگے یہ سنتے ہی برق کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا
لگا کر صبا رفتار کی شکل بنا دوڑا ہوا دربارگاہ پر آیا خدمتگارون سے کہا مین ملکہ حیرت نے بھیجا ہے کچھ عرض کرنا
ہے ساحرون نے کہا جائیے برق تنتا ہوا اندر آیا جھک کر سلام کیا کہا کیون حضور مزاج کیسا ہے حیرت جادو
نے فرمایا ہے کہ آج طبل جنگی کیون نہین بجوایا قیس نے کہا آج غلام سحر تیار کر رہا ہے کل طبل جنگی بجوا کر دونگا دیکھ
لشکر مسلمانان پر بھیجون کہ تڑپ تڑپ کر جان دین برق بیٹھ گیا کہا تعجب کی بات ہے کہ آج حضور کے دربار مین
شغل مے خواری نہین قیس نے کہا اے صبا رفتار برق عیار نے برا دھوکا دیا اب سے ہوشیاری مین ہے یہ قرار دیا
ہے کہ جب مقابلہ مسلمانان پر ہوگا کسی کے ہاتھ سے کوئی چیز نہ کھاؤنگا مین سامنے شہنشاہ کے وعدہ کر چکا ہون
کہ سب کا خاتمہ کرونگا بی بہار و ثمرہ کہ منظور نظر شہنشاہی ہین اُنکو گرفتار کر کے لاؤنگا باغبان و برق لامع
سے معرکہ عظیم پڑیگا مین نے اسکی بھی تدبیر کی ہے برق سوچا کہ شراب و کباب کے ذکر کرنے سے تو یہ انکار کرتا ہے
کچھ اور تدبیر کرون کہا حضور ایک سحر ملکہ حیرت نے دیا ہے اُسے تو [illegible] مین کر لیجئے قیس تنہا بیٹھا تھا بیرون بارگاہ
اسکے مصاحب وغیرہ فرو کش ہین برق نے آگ منگالی کوئلے منگا کر انگیٹھی مین سلگائے لوبان اپنے پاس سے
نکال کر دیا کہا یہ لوبان آگ پر ڈالیے بخور دیکھتے رہیے ایک پری پیدا ہوگی سب حال ظاہر کریگی قیس نے لوبان

ہاتھ مین لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھوان بلند ہوا قیس بادیہ گرد محبت مین ملکہ لیلا ے محمل نشین کی مبہوت ہو رہا ہی جیسے ہی دھوان نکلا دماغ مین پہونچا اوکھڑا کر قیس گرا برق نے خنجر کھینچا ہاتھ مارا سر قیس کا کٹ گیا برق نے چاہا جست کر کے بھاگون کہ پہلو سے زمین شق ہوئی نعرہ ہوا او ناعیار منم قیس بادیہ گرد یہ کہکر ایک دو ہتھڑ مارا برق اوکھڑا کے گرا اسنے گرفتار کر لیا کہا او بچیا جب تو دربارگاہ پر آیا تھا میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ برق چیا آتا ہی مین چاہتا جب ہی گرفتار کر لیتا مگر سوچا کہ دیکھیون یہ کیا کرتا ہی اپنے غلام کو اپنی صورت بنا کر بٹھا دیا مین غرق زمین ہو گیا مگر حقیقت مین بلاے روزگار ہو اب تمکو خدمت شہنشاہ مین روانہ کرونگا ہاے غضب دو پہر رات گذر چکی نظارہ جمال جہان آراے ملکہ لیلا سے محروم ہون دیکھیے تقدیر کیا دکھائے برق کو تو مشکین باندھکر ایک گوشے مین بٹھا دیا آپ سحر کر کے غرق زمین ہوا نقب کاٹتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ لیلا پہونچا کنج بارگاہ مین جا کر نکلا دیکھا ملکہ لیلا پڑی ہوئی سو رہی ہین شباب کی نیند زلفین عنبرین عارض انور پر پسینہ جو آیا معلوم ثابت ہوتا ہی کہ ان سیہ اوس چاٹنے آئے ہین ساق بلورین کھلی ہوئی ہاتھ کہین پاؤن کہین سینہ صاف وشفاف کھلا ہوا دو حباب دریاے نور کے یا دو گنبد بلور کے یا دو نقابدار سرکش عجب آن بان سے وہ مہوش سو رہی ہی قیس بیقرار ہو گیا جی چاہتا تھا گرد پھرون پروانہ شمع جمال بنون تپھر چھاتی پر رکھا سحر کرنے لگا دو چار کنیزین جو جا بجا جاگ رہی تھین تاثیر سحر سے وہ بھی بیہوش ہو گئین قیس قریب آیا پہلے بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین سحر سے بیہوش تو کر ہی چکا ہی پھر بھی خوف ہی کہ ساحرہ زبردست ہی بادہ حسن وجمال سے سرمست ہی پہلے زبان مین سوزن کو دے لیا باحتیاط تمام پشتارہ باندھا اسی نقب سحر مین کو دا اپنی بارگاہ مین آیا لا کے مسند پر بٹھایا سامان عیش ونشاط لا کر رکھا اب اسنے ملکہ کو ہوشیار کیا ہاتھ باندھکر عرض کی مین غلام ہون غلام کو اپنی خدمت مین قبول فرمائیے ملکہ لیلا غصے مین کانپنے لگین زبان مین سوزن مجبور ناچار اشارے سے جواب دیا کہ او بچیا قتل کر ڈال اگر ہماری عصمت کا نام نہ لے تو اس لائق ہی کہ ہم تجھکو قبول کرین قیس نے تاج قدمون پر رکھدیا کہا ای ملکہ عالم مین زندہ نہ بچونگا میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی اگر آپ نے مجھکو نہ قبول فرمایا تو آپ کے واسطے بڑی خرابی ہوگی ہاے کیا کہون جو میرا حال ہی

نظم

پھر قیامت نا ہوا ہلنا لب خاموش کا
پھر نظر آنیگا موسم جنون کے جوش کا
شوق عریانی نے پھر کہین پیرہن کی دھجیان
پھر اتروایا جنون نے بوجھ میرے دوش کا
لگ گئی ہی پھر جوان روز روشن چپ سی مجھے
آگیا ہی دھیان پھر اگ کا فنبر خاموش کا

نعرہ زن جا جا کے گلزار میں پھرتا ہوں جو مین
برگ گل پر پھر گمان ہونے لگا ہے گوش کا

پھر پڑا رہتا ہون مین بیہوش بہ ستون کیطرح
پھر تصور بندھ گیا مجھکو کسی بیہوش کا

آئے پھر ایام سرما پھر ہوا شوق وصال
چادر تربت پہ پھر عالم ہے بالاپوش کا

آگئی ہے یاد مجھکو وصل کی پھر میکشی
پھر ہوا میرے لہو مین طور مے کے جوش کا

کرگیا ہے پھر کوئی خالی مری آغوش کو
پھر خیال آیا ہے مجھکو گور کی آغوش کا

اس مسیحا نے کیا پھر قبر پر آنے کا قصد
پھر جنازہ بار ہوگا دوستون کے دوش کا

پھر جدائی سے ہوئی منظور روپوشی مجھے
پھر ستاتا ہے نہ ملنا اک بت روپوش کا

ساحل دریا مرے رونے سے پھر آغوش ہے
رونا یاد آتا ہے پھر اک طفل ہم آغوش کا

پھر کھلونے کی طرح بیدم ہے میلا کا لب
کھیلنا یاد آیا پھر اک طفل بازی گوش کا

پھر ہوا ضبط فغان دشوار ہے ناسخ مجھے
پھر قیامت ہے ذرا ہلنا لب خاموش کا

ہزار طرح سے قیس نے لیلا کی منتین کین لیلا نے نہ قبول کیا یہی کہا کہ مجھکو قتل کرنے کا اختیار ہے مگر کہنا ہم نہ قبول کرینگے قیس نے ملکہ کو اپنی بارگاہ مین چھوڑا غصے مین کانپتا ہوا پاس ملکہ حیرت کے آیا کہا حضور کچھ سنا کہ سردار لشکر کا سرکار کے کیا حال ہے ظاہر مین بی لیلا برائے مقابلہ مسلمانان آئین باطن مین یہ منظور تھا کہ آپ کو گرفتار کیجائین مین خبر پا گیا گرفتار کر لیا رات کو برق فرنگی عیار کو بھی گرفتار کر لیا دونون میرے پاس قید ہین اب اسوقت دربار عام مین بلوائیے اُنسے سوال اپنی اطاعت کا کیجیے حیرت کو یہ سنکر بڑا غصہ آیا کہا بی لیلا و برق کو دربار مین لاؤ ملازم گئے لیلا و برق کو دربار مین لیکر آئے لیلا کو صحبت ناگوار ہوا حیرت نے کہا بی لیلا تم مسلمانون سے مل گئین مقام افسوس ہے تمنے کچھ ہمارے نمک کا خیال نہ کیا لیلا کو یہ کلمہ نہایت ناگوار گذرا دل مین کہا اول تو سر دربار اس ذلت سے بلایا اُس ناہنجار کا کہنا مانا حیرت نے ہمارا کچھ خیال نہ کیا قدر شناسی مسلمانون ہی پر موقوف ہے جب تو ہمار ایسی عزیز جا محضور معشوقہ سرکار کہلاتی تھین کچھ تو صدمہ پہونچا کہ جا کر شریک مسلمانان ہوگئین انھین کے جلکر ہم بھی شریک ہون تو مناسب ہے یہ مذہب بھی خلاف معلوم ہوتا ہے دل مین یہ باتین کر کے کہا بی حیرت صاحب آپ بادشاہ ہیکر تھین ایک نالائق کے کہنے سے ہماری آبرو کا خیال نہ کیا ہم جان و دل سے شریک مسلمانان ہین جو ہوسکیگا وہ کرینگے ایسی آپ عادل و منصف ہین کہ میں کا بھی پاس نہ لیا وہ بھی نکل گئین برق تو پہلو مین بیٹھا ہے کہا اے برق افسوس ہے تو خواجہ عمرو سے ملاقات نہوئی یہ حسرت لیکر پردہ دنیا سے چلے تم ہمارا اسلام خدمت مین

خواجہ عمرو کی پہونچا نا برق نے پکار پکار کر کہنا شروع کیا حیرت نے بے سبب لیلا کو کلمات سخت کہے لیلا نے
بآواز بلند کہا کہ سب حاضرین وقت آگاہ رہین مین نے سامری و جمشید پر دل سے لعنت کی اور مذہب خواجہ
قبول کیا مگر افسوس ہی کہ اس باغ بیخزان مین نہ پہونچی کہ ملکہ مہرخ کو دیکھتی حقیقت مین کیا دربار ہوگا ہماری تقدیر
نے رسائی نہ کی بے اختیار ہو کر مارے جاتے ہین برق نے کہا ملکہ نگھبراؤ پروردگار فضل کریگا کیا عجب ہی کہ رہائی
ہو برق تڑپ تڑپ کر دعائین مانگنے لگا کہ اے خالق لیل و نہار اے پروردگار تو رحم اپنا اسوقت شریک کر تیرے
نزدیک سب آسان ہی نظم

زیک حکم کن گشت پیدا جہان
منور شد از مہر و مہ آسمان
کسی گشت محکوم و فرمان گزار
کسی شد بران حافظ و پاسبان
بہر وقت و ہر موسم و ہر بہار
گہے ابر باران گوہر فشان
شد از گل بگلزار روشن چراغ

مکین و مکان و زمین و زمان
وجود جہان رخ نمود از عدم
کسی شد شہنشاہ دور زمان
کسی شد جوان کسی گشت پیر
گل تازہ بشگفت در بوستان
گہے گل ز صحن چمن رخ نمود
جہان شد ز نظارہ اش باغ باغ

ز انسان زمین زینت تازہ یافت
عیان گشت از بے نشانی نشان
کسی مالک ملک و گنجینہ دار
کسی خرد گشت و کسی شد کلان
گہے برق شد خندہ زن بر چمن
گہے بلبل آمد بشور و فغان

ملکہ لیلا آنکھوں مین آنسو بھرے
بیٹھی ہین کہ رہی ہین کیون اے برق اے حیرت جادو کی بے اعتدالی تمنے دیکھی انھین حرکتون سے ہین انکی
نکل گئین برق کہتا ہی انشاء اللہ پروردگار اپنا فضل کریگا کہ حیرت نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد تلوار کھینچکر
سرپر آیا پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم حکم اول ہی ذرا سمجھ بوجھ کر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین
حیرت نے کہا ہمنے سو حکمون کا ایک حکم دیا ہی پہلے برق پر ہاتھ مارو ہم شاہ سے کہ لینگے جیسے ہی جلاد نے
چاہا کہ برق پر خنجر مارون ایک پتھر سر پر پڑا سر اڑ گیا اب تو ہلڑ ہوا کہ جلاد کو کسنے مارا حیرت نے دوسرے جلاد
کو اشارہ کیا ایک جلاد صف سے نکلا پکارتا ہوا حضور مین قتل کرونگا لیکن پہلے ملکہ ام ہی کا قتل کرنا واجب
ولازم ہی یہ کہتا ہوا قریب لیلا کے پہونچا جھک کر کوٹلے کا خط گردن پر کھینچا اور کہا اے ملکۂ عالم آپ نے دم محبت
اسلام کا بھرا ہم حاضر ہین چالاک ہین عمرو میرا نام ہی آپ کو رہا کرنے آیا ہون ملکہ مہرخ و بہار آمادہ ہین
آپ کی مدد کو آیا چاہتی ہین مین زبان سے سوزن نکالتا ہون ملکہ لیلا نہال ہو گئین جیسے کہتی ہین وہان
سب قدردان جمع ہین ایسی جگہ رہنا مناسب ہی خوش ہو کر مار زبان سے سوزن نکالو وضع رہے کہ قسمیں

کبھی بیٹھا ہوا ہی ملکہ حیرت کے سامنے دوستی کا دم بھر رہا ہی کہتا ہی اے ملکۂ عالم ہم خیرخواہان دولت سے ہین اگر ہمارے سر پر آ رہے کبھی چلین تو کبھی شریک مسلمانان نہون اگر مین شب کو نہ گرفتار کر لاتا اب تک خدمت مین صرصر خ کی پہونچ جاتین یہ برق فرنگی اسی واسطے آیا تھا تنی جو حیرت کی پلٹ جھپکی چالاک نے سوزن زبان سے لیلا کی نکالی سوزن کا نکلنا کہ لیلا تڑپی تمام قید آہن کشگری ایک پنجہ لگا اُسنے برق کی قید توڑ دی یہ سحر لیلا کا تھا برق بھی تڑپ کر اُٹھا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ ہے ابلہا

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

مرا نام ہی برق خنجر گزار
بڑے کون مکار و عیار ہون
ور مکر پر میرا اصرار ہا
چھلاوا ہون مین نام بھی برق ہی

برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسکو خنجر مارا وہ مر کر گرا اُسکے مرنے سے اندھیرا ہوا برق نے حقہ آتشبازی کا مارا لیلا جو تڑپ کر اُٹھی کئی سو کے سر اُڑا دیے برق و لیلا لڑتے ہوے باہر نکلے اسی تاریکی مین جاتے ہین کہ نکلا چاہین کہ قیس نے اُٹھکر سحر کیا برق تو ڈگمگا کے گرا ملکہ لیلا پر آگ برسنے لگی ایک خنجر گرا سب سحر تو ملکہ لیلا نے مٹا کے آگ پانی سے اپنے کو بچایا خنجر نے سر زخمی کیا لیلا لڑکھڑا ئین برق ہر چند قصد کرتا ہی کہ زمین سے اُٹھون طرح ممکن نہین ہوتا زمین نے پیر تھام لیے جادوگر چلے کہ برق کا سر کاٹ لین لیلا بدحواس ہی کہ میرے واسطے برق مارا جاتا ہی مجھکو کیا لوگ بدنام کرینگے ہر چند کہ زخم سر سے حال ابتر ہی مگر ہاتھ ہلاتی جاتی ہین کسی جادوگر کو قریب برق کے آنے نہین دیتین قیس نے پکار کر کہا مین ابھی اسکو بیکار کرتا ہون یہ کہکر بڑھا جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک طائر نکالا طائر کو چھوڑا طائر نے اُڑ کر گرد سر لیلا چرخ مارا چرخ مار کر ایک چیخ ماری آہ کر کے جل گیا خاک سر پر لیلا کے گری خاک کا گرنا کہ غبار بلند ہوا لیلا تھرائی ہاتھ شیکد یے اب تو قیس تلوار کھینچکر چلا اشارہ وہ چیخ کہتا ہی اب بھی راضی ہو تو جان بچا لون لیلا نے پکار کر آواز دی او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نکر ہم اپنی جان دینگے مگر تیرا کہنا نہ مانینگے قیس نے کہا مین آتا ہون سر کاٹے لیتا ہون یہ کہتا ہوا جاتا ہی کہ جا کر ہاتھ ماردن کہ زمین شق ہوئی رعد جادو زمین سے نکلا نکلتے ہی ایک چیخ ماری کہ زمین کانپی قیس لڑکھڑا کے گرا ناک سے خون نکلنے لگا تھرتھر کانپا کئی سو جادوگر دکے گرے سر اُنکے پھٹ گئے ناک کان سے خون نکلنے لگا وہ جو گرے ہوے تڑپ رہے تھے آسمان سے نعرہ کر کے برق جادوگری اُن سبھونکے سر کاٹ کے چلی لیلا کے بھی ہوش درست ہوے لڑنے لگی رعد و برق گرد پھر رہے ہین لیلا سے محمل نشین باغ باغ ہو گئی جمین

کہتی ہیں کہ سبحان اللہ کیا جانباز ہیں کیا سرفروش ہیں انکو جرأت کے جوش ہیں رعد و برق لڑ رہے ہیں حیرت نے جو رعد و برق کو دیکھا آواز دی اے شمشیر بران دونون کو بینا ایک تلوار گری کہ اُس سے سر رعد و برق کا زخمی ہوا دونون لڑکھڑائے لیلا اسوقت جانبازی ساحرون کو قتل کر رہی ہین جو ساحر زد پہ آیا اسکو مار کر گرا دیا حیرت نے کہا ارے بلوہ کرکے پکڑ لو ہمین نے دونون کو زخمی کیا جادوگر بلوہ کرکے چلے جاتے ہین کہ رعد و برق کو پکڑ لین ان دونون کی اُسوقت بچوا ری کہ آسمان سے ہوا سے سرد چلی پھول برسنے لگے غنچے چٹکے پھول شگفتہ ہوے شاخون نے ہاتھ بڑھا کے پتے تالیان بجانے لگے ہر سمت سے آواز آئی مطلع ابخیون رکھیو بیابان مین سواری تیار ٭ اندنون چلنے کو ہو باد بہاری تیار ٭ دیگر نسیم صبح جا جا کر گلستان مین پکار آئی کہ مبارک بلبلو تمکو بہار آئی بہار آئی ٭ سب نے دیکھا ملکہ بہار گلعذار تاج زرین سر پر رکھے ہوے دریا مین پھول ٹکے غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن آتے ہی گلدستہ مارا گلدستہ جو پھٹا پھول برسنے لگے جسپر پھول گرا بھول گیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

اشعار

وصل کی شب شام سے مین سو گیا
یہ تو نہ جانے کہین وہ اُڑ گیا
مین وہ پسپا ہو رہا ہون کہ وہ شمع رو
ملکِ عدم سے نہ پھرا جو گیا
شوخیِ قاتل کے مین قربان ہون
جس سے کہ بیزار تھے تم سو گیا
زلف کی بو آئیگی ہاوا اگر
خیر ہو موسن تمھین کیا ہو گیا

جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا
اُٹھ جلدی سے پٹک وہ کہین
شام کو آیا تھا سحر کو گیا
ساتھ نہ چلنے کا سبب نہ تو دیکھ
کتنے رہے سب یہ گیا وہ گیا
رشک اثر تھا کہ وہ تمنا ان
غیر کے گھر دستہ شبو گیا

دل نہ پھرا جان نہ ٹھہرے خدا
دل ہی نہین ہاتھ سے دیکھو گیا
طالع برگشتہ سے کیا حسرتین
آکے مری نعش پہ وہ رو گیا
صبر نہین شام فراق آچکو
نالہ مرے کام سے یارو گیا
اے صنم ہاے صنم لب پہ یون

ہر طرف ہنگامہ ہے پھول برس رہے ہین ملکہ حیرت بہار کو دیکھکر چل گئین بہار نے لیلا کا بازو تھاما اہا لیلا نہ گھبرانا ایک طرف سے ملکہ مخمور سرخ چشم کا نعرہ ہوا ایک طرف سے باغبان قدرت کا نعرہ ہوا آتے ہی گیند پھولون کا مارا کئی ہزار جوان بیکار ہو کر گرے اب تو اہل اسلام نے شروع ہوئی جو سردار آیا اُسنے لیلا کا ہاتھ تھام لیا اور کہا ای ملکہ عالم نہ گھبراؤ تھوڑے ہی عرصے مین سردارون کا جادو ہو گیا سرخ مو سے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن و برق لامع وغیرہ آگر پہونچین لیلا ے محمل نشین کو بچا لیا ایکطرف سے نقارے پر چوب پڑی ملکہ مہرخ سحر چشم تخت زرین پر سوار گرد سرداران نامدار سپہ فوج ظفر موج

اگر سو مخیین نعرہ کیا اے لیلائے محمل نشین تمھارے واسطے سب حاضر ہین لیلائے محمل نشین کی خوشی قیس کا جلنا لیکن جس ساحر پر جا پڑا اُسکو زخمی کیا اکثر سردار اس ملعون کے ہاتھ سے مارے بھی گئے سحر بن بلاے سود کا عجائب وغرائب سب طرح کے تیار تڑے زور و شور سے سحر چل رہا ہے حیرت گھبرائی مصور و صورت نگار بھی زخمی ہوئے مصور نے کہا بی نکل چلو یہان ٹھہرنا مناسب نہین میان بی بی بھاگے مصور کا بھاگنا کئی ہزار جادوگر بھاگ نکلے حیرت نے پکار کر کہا ارے نامرد تیرے بھاگنے سے لشکر پر شکست ہوئی مصور نے جواب بھی نہ دیا آخر حیرت نے جھلا کر طبل بازگشت بجوایا ملکہ مہرخ لیلائے محمل نشین کو ساتھ لیے ہوئے بہ فتح و فیروزی پلٹین لیکن حیرت کا پلٹنا اور لیلا کا نکل جانا قیس کو بہت ناگوار ہوا کہا اے ملکۂ عالم آپ نے کیون جلدی طبل امان بجوا دیا غلام سب سے سمجھ لیتا آپ نے ذرا تساہل فرمایا ہوتا مین سب سردارون کو سزا دیتا حیرت نے کہا اے قیس تم کیا جانو عیاریان ہر مین ساربان زادہ بلائے روزگار ہے یہ میان برق جو رہا ہو کر گئے ہین یہ بڑے تیز ہین یہ بھی عیاری کرتے ہین سے جو مناسب جانا وہ کیا تم کنارے بیٹھو یہ سنتے ہی قیس رونے لگا کہا اے ملکۂ عالم مین اپنا حال کیا کہون مجھے اب صبر نہین ہو سکتا میری جان پہنچ کر مین جان دیتا اگر لیلائے محمل نشین کو بچانے کیا اُس ظالم کا دامن تھام کر عرض کرتا نظم

برہم ہے وہ غیرت مسیحا سے
جاؤ جاؤ ذرا جی بلا سے
ٹوٹے کانٹے تو زخم روئے
ایسے بے درد بے وفا سے
رو لین آؤ گلے لپٹ کر
اتنا کہو بھلا صبا سے
دیکھا سب کو نسیم [illegible]

مانگین کچھ اور بھی خدا سے
کیا حال کہین دل و جگر کا
آنسو ٹپکے فراق پا سے
مطلوب وہی کہ جس سے فریاد
فرصت پھر ہو نہ ہو قضا سے
لذت کیا جس سے جان دیدی
خاموش بیان دعا سے

اچھا اچھا عدو سے ملیے
ٹکڑے ٹکڑے ہو جا بجا سے
راحت طلبی سمجھ کے از دل
کلیکا کام کیا دعا سے
ہم تک بھی کوئی نسیم گیسو
پوچھو تو اپنے مبتلا سے

ملکہ حیرت نے کہا اے قیس اتنا نگھبراؤ قیس نے کہا حضور غلام کو ایک ہفتے کی مہلت ملے مین سحر کامل تیار کر کے حاضر ہونگا ملکہ نے کہا اختیار ہے قیس باد پیما گرد اُسی وقت کل فوج کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا صحرا مین آکر اُترا ملکہ مہرخ جو لیلا کو لیکر بارگاہ مین آئین بیلو مین ملکہ بلال سحر افگن کے جگہ ملی کئی سو کنیزین واسطے خدمت کے مقرر ہوئین ایک بارگاہ عمدہ استادہ کرا دی ملکہ لیلائے محمل نشین ان سردارون مین آکر بہت خوش ہوئین ملکہ مہرخ سے کہا حضور کی

فدوی نیز سے واسطے بڑا فخر ہوا ملکہ مہرخ نے کہا اے لیلا یہان رہنا ہر وقت موت کا سامنا ہے جس وقت فوج آتا ہے جان پر بنجاتی ہے کبھی بھاگتے ہین کبھی لڑتے ہین خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ یہ جان بچا لیتے ہین کفار کو شکست دیتے ہین لیلا نے کہا اسکا کچھ خوف نہین شکر ہے کہ مذہب حق مین تو پہونچے لات و منات پر لعنت کی سامری و جمشید کیا چیز تھے خداے حقیقی کے قائل ہوئے عجب شرف حاصل ہوئے اب حکم ہو تو کنیز اپنی بارگاہ مین جائے ملکہ مہرخ نے کئی سو کنیزین ساتھ کین ملکہ لیلاے محل نشین اپنی بارگاہ مین آئین

حال مصیبت آل قیس یاوہ گرد کا لکھا جاتا ہے کہ بھیا جو صحرا مین پہونچا ایک مقام پر اترپڑا رات کو جو بیٹھا یاد مین ملکہ لیلاے محل نشین کی رونے لگا ہر چند مصاحب سمجھاتے ہین یہ کہتا ہے یا سد تمسے حال دل کیا کہون تم کیا مجھے سمجھاتے ہو

نظم

ہان تو کیونکر نہ کرے ترک بتان اے واعظ — ایسی حورین تری قسمت مین کہان اے واعظ
منتظر ہے کسی بت کا تو نہین تو کیون ہے — مجلس وعظ مین ہر سو نگران اے واعظ
اب ذرا سنئے تو کوے بتان کی باتین — ہو چکا تذکرۂ باغ جنان اے واعظ
تیغ ابرو کا نشتر تری تقریر سے کیونکر بلین — شعلۂ آتش دوزخ ہے زبان اے واعظ
حور کی مدح مین کیا ترک صنم کا مذکور — یہی باتین ہین مرے دل پہ گران اے واعظ
ڈر ہی آہ سے ظالم جلا جی نہ ہمین — یہ جہنم سے تو کم شعلہ فشان اے واعظ
دل جنت سے کرو لیری حور کا ذکر — ایسی باتین کوئی سنتا نہین یان اے واعظ
جو طین تجھے بصد شوق وہ کیا ہو سکے نکر — بس مرے سامنے حورون کا بیان اے واعظ
کیسے آرام پس مرگ مگر کافر تو — اہل اسلام کا ہے دشمن جان اے واعظ
شعر کی بات نہین ہے یہ اثر ہے کیونکر — نہ مین مومن ہون نہ تو پیر مغان اے واعظ

یارو مجھے کیون سمجھاتے ہو جب تک مین اس معشوق سے نہ ملونگا میرے دل کو آرام نہ آئیگا میرا ارادہ اب یہ ہے کہ لشکر مسلمانان مین جاؤن اس ظالم کو گرفتار کرکے لاؤن جب سکے سمجھا جائیگا سب نے کہا حضور لشکر مسلمانان مین جانا اتنی بڑی ساحرہ کو لیکر آنا ایسا نہو کوئی خرابی ہو قیس نے کہا مین چرتے جاؤنگا کہ کوئی مجھ کو نہ دیکھ سکے کیا مجال کسی کی کہ مجھے روک سکے یہ کہکر اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا اکیلا تنہا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر مین آکر پہونچا بصورت سنبل پھرنے لگا پھرتے پھرتے ایک جادوگر سے پوچھا کہ ملکہ لیلاے محل نشین کا

خیمہ کو اُس ساحر نے کہا خیمہ کیسا وہ سامنے جو بارگاہ زرنگار استادہ ہے اُسمین اُس شاہزادی کا داخلہ ہے ملکہ مہرخ نے بڑی قدر کی قیس یہ سنکر جلگیا جی مین کہتا ہے کہ مسلمانون نے بڑی خاطر کی خیر کہان جاتے ہین یہ کہکر سحر کرتا ہوا ایک نخل پر آیا جو کنیزین دروازے پر تھی تھین اُن پر سحر کیا ہوا سے سرد چلی وہ سب سو گئین قیس درخت سے اُترا ٹہلتا ہوا اندر آیا دیکھا وہ آرام جان چھپرکھٹ پر آرام فرما رہی ہے پکار اُٹھا اے آرام جان واے نور دیدہ مشتاقان تمہارا اشتیاق یہانتک کھینچ لایا ہے جب تک تمسے نہ ملینگے غنچہ آرزو نہ کھلینگے دیر تک سرہانے کھڑا ہوا اسکا کیا صورت زیبا دیکھکر وجد مین ہے جد اُسنے کچھ سحر کیا ملکہ سوتی تھین بیہوش ہوئین اوّل اُسنے زبان مین سوزن کو دیا پھر پرواز پیدا کیے ملکہ کو لیکر اُڑ گیا اپنے لشکر مین آ کے پہونچا صحبت شراب و کباب درست کرکے ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی زبان مین سوزن پائی قیس بادیہ گرد کو دیکھا کہ برابر بیٹھا ہے کہتا ہے کیون ملکہ دیکھا تمنے مین تمکو لے آیا مسلمانون مین نہ رہنے دونگا بہتر اسی مین ہے کہ مجھکو قبول کرو ملکہ نے تیوری پر بل ڈال کے وہی جواب دیا کہ اگر ہمارا دشمن ہے تو قتل کر مگر ہماری عصمت کا نام نہ لے خبردار اب ایسے سوال و جواب نہ کرنا قیس عرصہ دراز تک منت خوشامد کیا کیا کہتا ہے اے شہنشاہ اقلیم خوبی واے سرو باغ محبوبی آپکے غصہ کرنے سے میری زندگی نہوگی امیدوار ہون کہ خطا معاف فرمائیے ملکہ نے جواب دینا موقوف کیا قیس بیقرار ہوکر یہ اشعار حسرت آثار پڑھنے لگا اشعار

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا — لالہ سان داغ اُٹھانے کو ہوئے ہم پیدا
ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری اژدہا ہے — ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا
مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین — شادی و غم سے کیا ہے مجھے توام پیدا
درد سر مین ہو کسی کے تو مرے دل مین ہو درد — واسطے میرے ہوا ہے غم عالم پیدا
زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے — شادمانی مین ہے یان حالت ماتم پیدا
آسمان شوق سے تلوارون کا منھ پر ساوے — مہ نو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا
کام اپنا نہوا جب کبھی ابرو سے — گیسو یار ہوے درہم و برہم پیدا
چپ رہو دور کرو منھ نہ مرا کھلوائو — تھا نہ زخم زبان کا نہین مرہم پیدا
قلزم فکر مین ہر چند لگائے غوطے — دُر مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا
دوست ہی دشمن جان ہو گیا اپنا آتش — نوش دارو نے کیا یان اثر سم پیدا

قیس سامنے ملکہ کے یہ اشعار پڑھکر بہت رویا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا تب اسنے ملکہ لیلا کو ایک قفس مین بند کردیا
چند کنیزونکے وہ قفس سپرد کیا آپ باہر آیا مشیرون وزیرون کو جمع کرکے کہا یارو یہ غم میرے واسطے جانکاہ
ہی حال میرا فراق مین بہت تباہ ہی مین اس سرکش کو پکڑ لایا مگر اُسکی زبان پر وہی بات جاری ہی میری صورت
سے بیزاری ہی اب کیا صلاح ہی پاس افراسیاب کے لیچلون دیکھین شہنشاہ کیا فرماتے ہین سب نے کہا
شہنشاہ کا پرائے دل پر کیا اختیار ہی غصہ کرینگے دباؤ ڈالینگے اُسکا قبول کرنا بہت دشوار ہی ایک امر ہم سب کے
ذہن مین آتا ہی اگر وہ حضور کرین تو کچھ عجب نہین کہ آہوے وحشی رام ہو خوش ہوکر قیس بادیہ گرد نے کہا بیان
کرو بھائیو میری تو جان پر بنی ہی وہ ظالم اپنی ہی کہے جاتی ہی سب نے کہا ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ ملکہ لیلا
کو خدمت خداوند لقا مین لیچلیے اُنھون نے سب کو پیدا کیا ہی وہ دل پھیر دینگے یہ آپ پر مائل ہوجائیگی اگر قدرت
رکھیں تو بیان کر دیجیے گا کہ مین مسلمانون کو قتل کرنے آیا ہون ایک غرض اپنی بھی لایا ہون اگر قدرت کہین کہ کہو
تو سب حال مفصل بیان کر دیجیے گا وہ فوراً قلب پر سے قفل کھولدینگے یہ فوراً آپ پر مائل ہوجائیگی مصاحبون نے
جو اسطرح سمجھایا قیس بہت خوش ہوا کہا یارو تمنے خوب صلاح بتائی قدرت نے سب کو پیدا کیا دل کا پھیر دینا
اُنکے نزدیک کتنی بڑی بات ہی اس بات پر قائم ہوا دو دن اُسی صحرا مین رہا کنیزین مصاحب دن بھر ملکہ لیلا
کو سمجھاتے رہے لیلا کا وہی سوال وہی جواب آخر کو یہ صلاح ہوئی کہ اب کوچ کیجیے تمام لشکر کو قیس نے تیار کیا
ملکہ کا قفس ایک تخت پر رکھا چند کنیزین گرد مقرر کین بڑے زور و شور سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے
روانہ ہوا یہ تو منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہی ناظرین کو یاد ہوگا حقیر نے اکثر داستانون مین شاہزادہ غضنفر بن اسد کی تعریف
کی ہین طریقہ غضنفر کا یہ ہی کہ اسی ہزار دیوانے انکو قزاق بنایا قواعد سکھائے اب وہ دیوانے برق جہندہ ہین
اشارون پر کام کرتے ہین جہان کوئی علاقہ آباد دیکھا زمیندار سے کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمھارے یہان دعوت ہی
اگر اُسنے نہ مانا جاکر لوٹ لیا پس فرزند طلسم کشا لوٹ مار کرتے پھرتے ہین تسیم جالندری ساحرہ انکے ساتھ ہی اور
قمر پیکر ایسی معشوقہ ہمراہ ایک قریہ آکر لوٹا ہی وہان فروکش ہین زمیندار سامنے بندھے ہوے ہین روپیہ مانگا
جاتا ہی دیوانے درختون کے سایے مین فروکش ہین ناچ جابجا ہو رہے ہین دیہات کی کسبیان ناچ رہی ہین
دیوانے خود بھی گاتے ہین غضنفر سب کے بیچ مین بیٹھا ہی چہرہ آفتاب عالمتاب گرد مصاحب ہرکارے واسطے خبر کے
مقرر کیے ہین کہ مالدار کا پتہ لگاؤ ناگاہ دو ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا ایک
ساحر چار لاکھ ساحرون کی جمعیت سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتا ہی بڑا ساحر زبردست مشہور ہی

لشکر خواجہ عمرو سے بھی اترا تھا اب برائے ملاقات اٹھا جاتا ہے یہ سنکر شاہزادہ غضنفر نے مونچھون پر تاؤ دیکر پوچھا
کہ یہان سے کتنی دور ہے عرض کی یہان سے بارہ کوس پر اترا ہوا ہے کہا آج شب کو انکی فکر ہو جائیگی قزاقون نے
بھی خبر سنی کہ ہمارے شہریار شہنشاہ قزاقان برائے شبخون تشریف لیجائینگے چہل کرنے لگے ایک کو ایک مژدہ خوشخبری
دیتا ہے کہ چلکر مال لوٹینگے اب کمین اور ناچ راگ رنگ ہوگا زمیندارون کو یہ کہکر چھوڑ دیا تمسے پھر سمجھا جائیگا
زمیندارون مین جان آگئی لیکن حیران ہین کہ چار لاکھ پر اسی ہزار سے جائینگے کیونکر فتح پائینگے دیوانون سے لڑنگے
ایک ایک ہم مین کا ہزار ہزار سے لڑیگا اسی ہزار سمت مین جاتے ہی بدحواس کر دینگے لشون سے میدان بھر دینگے
جانے کی دیر ہے زمیندارون سے غضنفر نے کہا اب ہم تمہارے علاقے سے جاتے ہین مگر خبردار جب کبھی بادشاہ
اسطرف آئین اور کہلا بھیجین کہ ہماری دعوت ہے فوراً کل سامان لیکر حاضر ہونا اگر تامل ہوا تو یہی حال کرینگے
گھر بار جلا دینگے مکانونکو پھونک دینگے عورتین پکڑ لیجائینگے زمیندار ہاتھ باندھے سامنے کھڑے ہین کہ رہے
ہین کہ کیسا ہی جو آپ فرماتے ہین جب ادھر سے آپ کا لشکر نکلیگا ہم دعوت لیکر حاضر ہونگے غضنفر نے کہا اگر ایسا
کروگے عزت و آبرو پاؤگے دوپہر رات گئے سوار ہوئے بوق ترکی بجا یا ای قزاقان تیار شوید گھوڑے جو
صحرا مین چرا کر رہے تھے دوڑ دوڑ کر اپنے اپنے سوار کے پاس آئے سر جھکا کر کھڑے ہوئے مراد تھی کہ ہمین تیار
کرو زین وغیرہ ڈالو کرنا افسر نے دوسری آواز دی زین پڑ گئے تیسری آواز مین سب قزاق تیار ہو کر صفین جمائے
ہوئے سامنے آئے مسلح و مکمل ہتھیار ہائے حرب و پیکار قتل دشمنان پر تیار یہی دل مین ہے کہ اگر صفین لوہے کی ہون تو
توڑ کے نکل جائین ملکہ نسیم جالندری بارہ ہزار کنیزین ساتھ لیے ہوئے طاؤس زرین بال پر سوار سامنے آگے
پہنچین ایک محافے مین ملکہ قمر پیکر نسیم نے عرض کی اگر خلاف مزاج نہو کچھ عرض کرون غضنفر نے کہا فرمائیے
نسیم نے کہا اے شہنشاہ قزاقان قیس بادیہ گرد بلا کا ساحر ہے علم نیرنج و شعبدہ سے بہت ماہر ہے اگر حکم ہو تو لونڈی
سحر کریگی دشمنون مین سب کو تباہ کردیگی غضنفر نے فرمایا اے نسیم خدا چاہیگا تو وہ سحر نہ کرنے پائیگا یہ کہکر گھوڑے
اٹھا دیے سواروی کرتے ہوئے چلے پہونچنا انکا گذارش کیا جائیگا یہان قیس بادیہ گرد اس صحرائے سبزہ زار
مین فروکش ہے اس خیال پر کہ ملکہ بہشت و خوشامد سے پھر کہون شاید ہمین راضی ہو جائے تو قدرت کے پاس بجا
کیا ضرور ہے سوچکر جلسۂ شراب و کباب درست کیا کنیزین مصاحب سب جمع ہین ملکہ لیلا سے محمل نشین کا قفس
منگا کے رکھا ہے سب سمجھا رہے ہین قیس عرض کرتا ہے اے ملکۂ عالم مجھپر ہجر مین بہت سختی گذرتی ہے کس نے بدنفس
عرض کرون اصل مین یہ کیفیت ہے نظم

ہین ہر سر مژگان سے چکان اشک تر ایسے ۔ جان دیتا ہون قیمت مین اگر ہون گہر ایسے

اڑ کر بھی اُنھین پا نہ سکے طائر ادراک ۔ پنہان ہین نزاکت سے دہان و کمر ایسے

بیفائدہ خوف قفس کہنہ ہی صیاد ۔ طاقت ہی نہ بازو مین نہ ہم تیر پر ایسے

پیغام قضا ہین یہ بلاخیز نگاہین ۔ و تحفہ کمین دیتے ہین خدنگ نظر ایسے

تسلیم تبسم ہی ہر ایک غنچۂ گل کو ۔ ہنستے ہین مرے خندۂ زخم جگر ایسے

کروٹ بھی نہ کی راحت آغوش لحد مین ۔ بند آنکھ کے ہوتے ہی ہوے بیخبر ایسے

ہم بوسۂ خنجر لب زخم سے لینگے ۔ دل مین ہین بھرے شوق اجل کے اثر ایسے

طی ہوینگے گا مرحلہ ہاے عدم و حشر ۔ باقی ہین ابھی اور بھی ای دل سفر ایسے

بچپن ہی سے اشکون کو ٹپک جانیکی خو ہی ۔ غفلت ہی سے بگڑے مرے نور نظر ایسے

جمشید نہ دارا نہ سکندر نہ فریدون ۔ دنیا سے نسیم اُٹھ گئے دیکھو بشر ایسے

اشعار پڑھ پڑھکے ملکہ لیلا کے سامنے رو رہا ہی کہ ملکۂ عالم مجھے سرفراز فرمایئے کبھی جھلا کر کہتا ہی ای ملکۂ عالم یہی خوب خیال رکھیے اگر آپ نے غلام کا کہنا نہ مانا تو قید سے نہ چھوڑونگا آپ کی جان جائیگی مین بھی جان دیدونگا زندہ نہ بچونگا یہ وہ سودا نہین ہی کہ اُتر جائے سر مین سودا ہاتھ پانون مین رعشہ زندگی سے بیزار مجبور ناچار ملکہ لیلا فرماتی ہین کہ ای قیس تجھکو اختیار ہی خواہ قتل کر خواہ بخش ہم جان دینے پر آمادہ ہین قیس نے کہا اب تمکو خداوند لقا کے پاس لیے چلتا ہون وہ تمھارا دل پلٹ دینگے خود مجھپر عاشق ہو جاؤ گی وصل حاصل کرونگا ملکہ لیلا نے کہا اگر وہ ساحر ہی اور سحر کر دیگا تو جب کبھی ہوش آئیگا اپنی جان دیدینگے آئندہ تجھے اختیار ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اسی ہزار دیوا فون نے بوق ترکی بجایا صاف ثابت تھا کہ صور اسرافیل پھنک رہا ہی تمام لشکر مین ہنگامہ ہی ساحرون کے قتل ہونیکی آواز آنے لگی یہ سُنتے ہی قیس دیوانہ ہو گیا مجنون کی حرکتین کرنے لگا کہتا تھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کیسی آوازین آ رہی ہین سات لاکھ ساحرون کا لشکر اسپر لگا یک یہ آفت مصاحبون سے کہا جا کر دیکھو کسکی شامت آئی ہی جو میرے لشکر پر اسوقت آیا مصاحب باہر نکلے آکر عرض کی ای شہنشاہ ساحران شہنشاہ قران یعنی فرزند اسد نوجوان شبخون آیا ہی لشکر لٹ رہا ہی ہزارہا بارگاہین جل گئین لاکھون ساحر بھاگ گئے نسیم جالندری ایسی ساحرہ ساتھ ہی کسے آگ برسا دی بازارین سب لُٹ گئین بقال قتل ہوے ساحرون کو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر گرفتار کر لیا خزانے پر قبضہ ہوا مستم خزانہ گرفتار ہو گیا اسکو ساتھ لیجا ینگے

گتے ہین اسکی پشت پر سولہ گھی بنا ئینگے یہ سنکر قیس بارگاہ سے خود نکلا کہتا ہوا آفراتون کی کیا حقیقت ہی کہ بادشاہت
کے لشکر کو تو مین ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جا سکینگے ملکہ لیلا نے جو یہ سنا کہ فرزند
طلسم کشا نے شبخون مارا خوش ہو گئین قفس مین تڑپ رہی ہین بیقرار ہین کہ مین فرزند طلسم کشا کو کیونکر دیکھون
قضاے کار قیس جو باہر نکلا دیکھا لاکھون جادوگر بھاگ گئے کئی لاکھ قتل ہوے خون کے دریا بہ رہے ہین قزاقون
نے جو گھوڑے دوڑائے کئی ہزار کو پامال کیا جو خیمہ راہ مین ملا یا طناب کاٹ دی یا آگ لگا دی ہر طرف خیمے
جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین قیس نے نعرہ کیا ای ساحران غدار کہان بھاگے جاتے ہو یہ سب غیر ساحر
ہین سحر کرکے گرفتار کر لو بھاگے ہوے ساحر پلٹے غضنفر بن اسد اسپ بادپا پر سوار انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین تیغہ
رومین شگاف کھنچا ہوا جس کسی کو بڑھکر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جادوگرون کا یہ حال ہی کہ سحر کی بوچھار
کر رہے ہین جب غضنفر بن اسد نے ہاتھ ہلا دیا انگشتر مہر و ماہ چمکی سحر ساحرون کے باطل ہوے جادوگرون نے
سحر کا دریا بنایا اسپ بادپا دریاے سحر کو طے کرکے نکل گیا تیغہ رومین شگاف مثل برق چمک رہا ہی مرکب طرارے
بھرتا پھرتا ہی قیس بادیہ گرد یہ معاملہ حیرت افزا دیکھکر پریشان ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی غضنفر پر سحر تاثیر نہین
کرتا بلکہ اگر کوئی قزاق سحر مین کسی کے پھنسکر گرا یا مرکب بدلگامی کرنے لگا غضنفر بن اسد نے بڑھکر ہاتھ چمکایا
انگشتر مہر و ماہ کا عکس پڑا سحر ساحر کا باطل ہوا وہ قزاق پھر اٹھ کر جنگ مین مصروف ہوا اسطرح اپنے ساتھ والون
کو بھی بچاتا پھرتا ہی اور آپ تو ہزارون ساحر قتل کیے قیس بادیہ گرد کو بڑی حیرانی ہی مثل زلف پریشانی ہی
کہ یہ کیا معاملہ ہی قضاے کار یہ تو اس حیرانی و پریشانی زمین ہی مگر بھائی اسکا لعین جادو جبدق سے قیس
ملکہ لیلا کو لایا تھا یہ دل ہی دل مین ملکہ کو دیکھکر پیتا تھا کوئی صورت نہین پڑتی تھی آج قیس بادیہ گرد باہر
نکلا لعین جادو آنکھ بچا کر اندر خیمے کے پہونچا ملکہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا ای جان جہان دآرام
دل عاشقان بھائی صاحب تو سیرت دیوانے ہین نام ہی قیس ہی انکی بات کا کیا اعتبار مگر مین نے جبدن سے
آپ کو دیکھا جان جاتی ہی روح جسم مین گھبراتی ہی کیا کہون **نظم**

جیسے مجھے بڑھتے تم اسدا کبر رات کو	قتل کرتے ہی جو ہوتا پاس خنجر رات کو
اپنی آواز قدم سے بھی وہ ڈرکر رات کو	مڑکے پیچھے دیکھتا تھا ہر قدم پر رات کو
ہم مین کیا باقی رہا تھا ای ستمگر رات کو	جان لب سے بچ گئے قسمت سے گر رات کو
جان جو تو ای مہروش تھا جلوہ گستر رات کو	چھٹ رہی تھی کیا ہوائی منہ سے منہ پر رات کو

شرر آہ و فغان اور شعلہ زن طوفان اشک
جمع سامان خرابی تھا مرے گھر رات کو

بوے گل کا ای نسیم صبح اب کس کو دماغ
ساتھ سویا ہو ہمارے وہ معنبر رات کو

بزم دشمن مین نہو وہ نغمہ گر آتی رہے
ہر فغان نے کے ساتھ لب پر جان مضطر رات کو

روز ہجران سے شب فرقت نہو کیون سخت تر
کاٹے کاٹے دن کو سہتے تھے وہ اکثر رات کو

رہگئے ہم جھانکنے سے بھی یہ کیا اندھیر ہے
بند غصے کر دیے تھے روزن و در رات کو

بن ترے پیش نظر تھی یہ اندھیری چھا گئی
جا مین آنکھین پھوٹ گر دیکھے ہون اختر رات کو

رو کر گھر مین تو مین بچا مین ترے پر کیا کرون
دم نکلجاتا تھا گھٹ گھٹ کے برابر رات کو

کیا کہون تم جو نہ آئے کیا قیامت آگئی
میہمان تھا میرے گھر مین روز محشر رات کو

کیا اسی تجانے کو فرماتے ہو ظلمت کدہ
حضرت مومن جہان جاتے ہو چھپکر رات کو

لیکن اوملکۂ عالم میرا کچھ زور نہ چلتا تھا جب وہ آپ کو صحبت مین بلا کر دبا دو ذات تھا جی چاہتا تھا چھاتی پر چڑھ بیٹھون لیکن مجبور تھا کہ وہ بڑے بھائی کہلاتے ہین افراسیاب نے مجھی کو ساتھ کر دیا ہو رتبے مین مین زیادہ ہون میرا عہدہ مصاحبت ہو میرے ہی واسطے ملک کی سلطنت ہو باج و خراج سب میرے ہی پاس آتا ہو سب ناظم بجلے دار میرے حکم سے کام کرتے ہین غلام کی آپ پر جان جاتی ہو امید وار ہون کہ مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے تمام ملک و مال کا آپ ہی کو اختیار ہو بھائی صاحب تو یہان مصروف جنگ ہین مین آپکو لیکر نکل چلون کسی کو خبر بھی نہوگی ملکہ اپنے دل مین کہتی ہین کہ اے لیلا عمر بھر عاشق ہوا ہو ہمین معلوم یہ بھیا کیا سمجھا ہو مگر اسکے چونکنا نہ چاہیے کہ عمر برباد کرے یہ سوچکر جواب دیا کہ اے لیس تم بیس بد صورت ہو تم البتہ ہمکو پسند آئے ہم روز یہی دیکھتے تھے کہ اگر تم خواہش کرو تو ہم قبول کرین آج آرزوے دل پوری ہوئی لیکن کیسے جھوٹے عاشق ہو تمھارا دل کیونکر گوارا کرتا ہو کہ ہم مثل طائرون کے قفس مین بند ہین کیسے درد مند ہین زبان مین سوزن قلب پر ہجوم غم و محن ہین قفس سے نکالو مجھو کر باتین کرین دلکا حوصلہ نکلے اسطرح جو ملکہ نے کہا لیس کی رال ٹپک پڑی کہا حضور مین تو غلام ہون حقیقت مین فرزند طلسم کشا اس زور و شور سے لڑرہا ہو کہ تمام لشکر تہ و بالا کر دیا لاکھون جادوگر مارے گئے مین اسی واسطے میان آکر چھپا ہون آپ سے کلام کرنے کی بھی آرزو تھی قدمبوسی کی جستجو تھی لات منات کا شکر کرتا ہون کہ آپنے مجھے قبول فرمایا ملکہ نے کہا مین تو خود تم پر مرتی ہون مگر مجھسے بیوفائی نکرنا اب عمر بھر تمھارا ساتھ رہیگا دل جانے فراق تو سہیگا جلدی سے لیس نے قفس کھول کر ملکہ کو قفس سے نکالا

ملکہ نے اشارے سے کہا کہ زبان سے سوزن تو نکال لعین نے سوزن کو بھی نکالا زبان سے سوزن کا نکلنا ملکہ
مجھے بسنگ نہیں فرمایا ذرا الگ رہیے جب زبان نے ذرا آرام پایا ملکہ نے کہا کیوں او بھیا کیا جھک مارتا ہے ہم
بعنایت خدا ساری دہشت جمشید پر لعنت کرتے ہیں تم ایسے بھیاؤں کا سامنے بھی جھپنا ناگوار ہے لعین گھبرا گیا
کہا حضور یہ کیا فرماتی ہیں ملکہ نے کہا ہم کئی دن صحبت میں خواجہ عمرو کی رہے اپنے کو رہا کرا لیا اگر اپنی جان
بچانا منظور ہو تو ہٹ جاؤ ورنہ میں بری طرح پیش آؤنگی تمکو تنکے چنوا دونگی لعین سوچتا ہے کہ اب کیا کروں
ملکہ لیلا نے گاتی باندھی ملکہ کا اٹھنا تھا کہ لعین نے سحر کیا ملکہ نے کہا خدا کی قدرت آپ سحر بھی کرنا جانتے
ہیں اس نے سحر کیا تھا کہ ملکہ پر آگ گری ملکہ نہیں منہ پر سے لگا آگ بجھی بارگاہ میں جھولی قیس کی رکھی تھی
ملکہ نے وہ جھولی اٹھا لی ہاتھ جو ڈالا کارد سحر ہاتھ میں آگئی کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینک ماری لعین کے سینے
پر پڑی پشت کو توڑ کر پار گذری خیمہ جلنے لگا ملکہ تڑپ کر نکلیں قیس یہاں سحر کر رہا تھا کہ کان میں بھائی
کے مرنے کی آواز آئی گھبرا گیا پلٹ کے دیکھا آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ لیلا اسے محمل نشین قیس
نے گھبرا کے کہا یارو میرے بھائی کی خبر لاؤ خادم گئے دم بھر میں روتے ہوئے آئے کہا حضور آپ کے بھائی صاحب
کا لاشہ پڑا ہوا ہے تڑپ رہا ہے گھبرا کے کہا یہ کیونکر مارا گیا اس سرکش کو کسنے رہا کیا ایک خدمتگار نے بڑھ کر بیان
کیا کہ حضور آپ کے بھائی صاحب ملکہ لیلا پر مرتے تھے اس وقت ملکہ کو قفس سے نکالا سوزن بھی نکالا گیا
معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کے ہاتھ سے قتل ہوئے یہاں تک حال غلام نے دیکھا تھا نہیں معلوم مقابلہ
کیونکر ہوا قیس گالیاں دینے لگا بھیا نامرد میرے پاپوش کی گرد میرا بھائی کا ہے کو تھا گھر میں لونڈی
گھر میں تھی اسیر بابا جان جا پڑے اسی لونڈی سے یہ پیدا ہوا گھر بار اسکا پھونک دو یہ سنتے ہی خادموں
نے کہا حضور معاف فرمائیں جیسا انھوں نے کیا ویسا پایا اب ملکہ لیلا کے سحر کو دیکھیے تنگ گرفتار کرنے کی
تدبیر تو کیجیے بادیہ گرد نے کہا میں ابھی تدبیر کیے لیتا ہوں یہ کہکر یہ تو پیچھے ہٹا غضنفر لڑتا ہوا چلا آتا ہے
کہ لیلا سے محمل نشین کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نوجوان کمسن آتش رخسار سیاہ دو قدرت رب ودود
محراب ابروئے خمدار برائے عاشقان مقام سجود چہرہ آفتاب عالمتاب شہر یاری خال چہرہ انور کوکب بلند
اختری جرأت میں سب سے بہتری خود سر انور پر کج رکھا ہوا زرہ سونے چاندی کی کڑیوں کی زیب جسم سپر و
شمشیر ہاتھوں میں گویا ہلال و بدر کا ساتھ ہے کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہے کہ ماہ تاباں برج قوس میں
آگیا نشست مرکب باد رفتار پر شیر کی جھپٹ ہے گھوڑا اطراف سبزہ زار ہے سبزہ نورستہ کو پامال کر رہا ہے چلا جاتا ہے

اگر مالک اشارہ کرے تو سرحد دنیا سے گذر جاؤن سبزۂ فلک کو پامال کرون آنکھین رشک چشم غزال باسحا پیدا کال آسمان جلال ملکہ لیلا حیران جمال و محو دیدار ہو گئین آنکھون مین آنسو بھر آئے قصد ہوا کہ اپنے کو سامنے پہونچاؤن شاہزادہ مجھے دیکھے ایک مقام پر چند سرداران غضنفر پر ساحر سحر کر رہے تھے ملکہ تڑپ کر گرین کسی کا سر اڑا دیا کسیکا ہاتھ کٹا کسی کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے کسی کی جانب دیکھکر مسکرائین وہ دیوانہ ہو گیا کئی جادوگر نگاہ سحر آگین دیکھکر دیوانے ہوئے کوئی غل مچاتا ہی کوئی چیخ رہا ہی کوئی پکارتا ہی اے جان جہان وای آرام دل عاشقان ہم مرتے ہین دن زندگی کے بھرتے ہین ایک اور نگاہ محبت ادھر بھی ہو جائے ہم تو نگاہ محبت کے خواہان ہین طالب دیدار عاشق صادق محب واثق خواہش ہی کہ قدمبوسی کرین سر قدمون پر دھرین ہنگامہ جو ہوا غضنفر نے نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک نازنین شیرین ادا ماہ آسمان شرم و حیا گلگون قبا رنگ روے زیبا پر پھول فدا چہرہ ماہ آسمان حسن و جمال ابرو رشک ہلال گلوے نازنین صراحی بادۂ جانبخش کی ہونٹھون مین مسیحائی ہر بات مین رعنائی و زیبائی گل اعضا درست معشوق چالاک و چست سینے پر ابھار سنانہ سینہ سے دل عاشقان فگار کبک رفتار شیرین گفتار کمان ابرو معشوق خوش خو غضنفر کا عجب حال ہو گیا دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج تلوار کو روکا آئینہ رخسار کو دیکھ رہا ہی ملکہ لیلا نے شرما کر سر جھکا لیا غضنفر بن اسد سے ضبط نہو سکا بے اختیار پکار اٹھے

نظم

زخم دل مین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہی
ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہی

رخ ترا بیداغ ہی روے قمر مین داغ ہی
دیکھلے جو چاہے آنکھون کی نظر مین داغ ہی

عشق کی دلسوزیون سے بحر و بر مین داغ ہی
یہ وہ آتش ہی کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہی

آج کل ہوتا ہی ہم آغوش وہ رشک بہار
بوسے گل دیتا ہی جو جو اپنے بر مین داغ ہی

اشک کے پانی سے نہلا دے مجھے ای چشم تر
گرمیون سے سوزش دل کے جگر مین داغ ہی

اشتیاق گور مین دیتی ہی ایذا طول عمر
منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہی

کوشش کرتے ہین راہ دشت وحشت مین قدم
آبلہ پائی کے ہاتھون منزل سر مین داغ ہی

زلف و خال یار پر جیسے پڑی ہی اپنی آنکھ
مشک چین و عنبر سارا نظر مین داغ ہی

وان تلاش ایذا ہی دیتی اور یہان شوق وصال
زخم ہا ہر اپنی قسمت کا ہی گھر مین داغ ہی

ناگوار اپنے سوا ہی یار دل کو دخل غیر
سائے کا بھی ساتھ تیرے رہگذر مین داغ ہی

کوئی گردن پہ ترے زیبندہ ہی خال سیاہ
خوشنما خورشید سے بھی اس سحر مین داغ ہی

داغ دکھانے سے مزہ ایسا دیا ہی عشق مین
دوڑتی ہی روح اسپر جس ثمر مین داغ ہی

عیب شاعر کو لگا دیتا ہی آتش نقص شعر
داغ جب پھل مین لگا عین ثمر مین داغ ہی

ملکہ لیلائے محمل نشین نے سر اٹھا کر ہاتھ سے کچھ اشارہ کیا قیس دور سے یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی اسکو بھی تاب
ہوا کہ لیلا غضنفر پر عاشق ہوئین حیران حیران جمال بمثال غضنفر کو دیکھ رہی ہین اسوقت قیس بادیہ گرد نے
سحر کیا برق چمک کر سر پر ملکہ لیلائے محمل نشین کے گری کہ سر غفلت مین زخمی ہوا سر سے خون جو جاری ہوا
لگا غضنفر کی پڑی خون کو دیکھکر اور سودا بڑھا گھوڑے کو چمکا کر نعرہ کیا او بھیا ہمسے مقابلہ کر عورت کو زخمی کرکے
بہت مغرور ہوا اسپر تجھسے قصور ہوا قیس بادیہ گرد غصے مین پلٹ پڑا کہا او جوان دیوانہ کرکے تجھے مارونگا
یہ کہکر کئی دو پتھر مارے خنجر برسے تلوارین چمکین آگ کے شعلے بھڑکے قیس بھجا سحر نے تاثیر کی تلوار کھینچے ہوے
قریب پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغۂ روئین شگاف پرو کا انگشتر مہر و ماہ بھی چمکی آنکھون کے نیچے اندھیرا
آیا غضنفر نے اوپر سے ہاتھ مارا اسنے سپر سحر کو اٹھا دیا سپر سحر کٹی سر پر تلوار پڑی قیس نے ہائے کہکر اپنے کو
گرا دیا کہتا ہی ہائے یہ کیا ہوا روح سامری و جمشید مین تاثیر جاتی رہی جیسے ہی یہ زمین پر گرا غضنفر بن اسد
گھوڑے پر سے پھاند پڑا چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون قیس بادیہ گرد لوٹ مار کر بھاگا اسکا بھاگنا کل فوج کے
پانون اٹھ گئے قزاقون نے بوق ترکی بجایا ساحر بھاگے ملکہ لیلائے محمل نشین ٹھہر گئین غضنفر بن اسد کے
سامنے آئین غضنفر نے قزاقون سے کہا جلد بارگاہ استادہ کرو فورًا بارگاہ زر لفتی استادہ ہوئی قزاق مال و اسباب
لوٹ کے اپنے اپنے مقام پر آگے اترے جابجا ناچ ہونے لگا غضنفر نے ملکہ لیلا کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا
مقام صدر پر لا کے جگہ دی لیلائے محمل نشین سے غضنفر نے پوچھا ای شہنشاہ خوبی لالہ رنگ و بوے
گل حدیقۂ خوبی آپ اس لشکر مین کس طور سے تھین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا ای شیر بیشۂ جرأت داری
یکہ تاز میدان جلالت مین کیا اپنا حال بیان کرون ملک در پے آزار ہی اس بھیا نے میرے ساتھ بڑے بڑے
فساد برپا کیے افراسیاب نے اسکو برائے مقابلہ مسلمانان بھیجا مین بھی لشکر کشی کر کے آئی آتے فتور شروع
کیے مین نے جو ملکہ بہار کو لشکر اسلام مین دیکھا دیدہ ہا کہ اہل اسلام نے کیا قدر دانی کی جب مین نے دیکھا بہار بنت
حیرت کی مقابلۂ افراسیاب جادو مین وہ کوشش مین مجھکو بھی کسی قدر مذہب اسلام کا اعتقاد ہوا اس ملعون نے
مجھے پیغام وصل دیا مین نے جواب سخت دیکر کہدیا کہ خبردار کبھی ایسا خیال فاسد کرنا اسنے مجھکو گرفتار کر لیا

ملکہ حیرت سے کہا یہ اہل اسلام سے ملگئین وہ ایسی نامنصف کہ آمادۂ قتل ہوئین خدا اہل اسلام کو سلامت رکھے
میری مدد کو آئے رہا کرکے مجھکو لیگئے وہان سے پلٹون پھرا لایا میان خدا نے آپ کو پہونچایا کہ مین سہا ہوئی
مگر آپ کیا کرتے پھرتے ہین غضنفر نے فرمایا نسیم جالندری میرے ہمراہ ہین مجھکو مکان افراسیاب نہین ملتا
مین نے قریات و دیہات سب ویران کردیے ملکہ نے سر جھکا لیا سمجھین کہ دیوانہ مزاج ہین کہ ملکہ نسیم جالندری
بھی آکر پہونچین ملکہ نسیم نے جو ملکہ لیلا کو قریب غضنفر کے دیکھا جل گئین نہایت رشک ہوا ملکہ ملکہ لیلا نے
پوچھی کہا حضور افراسیاب بادشاہ طلسم ہے اُسکے مقام کو آپ کیا پوچھتے ہین ہر مقام پر موجود ہے لشکر حیرت
مین آتا ہے ہر مقام پر ملسکتا ہے غضنفر نے کہا اے ملکہ لیلا مین کئی سال سے تباہ ہون قریات و دیہات لوٹتا پھرتا
ہون ہزارون جادوگر قتل کیے قریے کے قریے خالی کردیے اگر افراسیاب ملجائے تو مین اسکا سر لیکر خدمت
مین ملکہ مہرخ کی جاؤن کچھ لشکر کا حال بیان کرو ملکہ لیلا نے کہا خواجہ عمرو عیاران اسلام وہ وہ کام ایسا
نمایان کررہے ہین کہ مین نے افراسیاب کی زبانی سُنا کہ وہ کہتا تھا اگر کسی نے عیارون سے اپنی جان
بچائی تو سردارون کو مار لینا کچھ بات نہین مگر دمبدم میری تاکید تھی کہ اپنے کو عیارون سے بچانا سر دربار آکر
چالاک نے عیاری کی مجھکو اور برق فرنگی کو رہا کیا غضنفر نے کہا اے سرداران تہمتن و اے جوانان
صف شکن اب چلکر افراسیاب کو مارینگے قبلہ و کعبہ کو کچھ نہ بن پڑا تہیہ ہوکے بیٹھ رہے غضنفر نے حکم دیا واسطے
ملکہ لیلا سے محمل نشین کے ایک بارگاہ الگ استادہ کرو چند کنیزین واسطے خدمت کے مقرر کیا ملین جب ملکہ
لیلا اُس بارگاہ مین گئین ملکہ نسیم نے آکے کہا اے ملکہ لیلا یہ آپ نے کیا غضب کیا کیا ہم مقام
افراسیاب کو نہ جانتے تھے یہ جاہل مزاج دیوانون کے سر کا تاج نہ جانے کے واسطے انکے یہ کلمہ کہا کرتے
تھے کہ مکان افراسیاب نہین ملتا اسکے پاس یہ تحفہ ہے کہ اسپ بادپا پر سوار ہوتے ہین انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین
تیغ رومین شگاف پر قبضہ یہ چیزین تحفہ جات ساختۂ ساحر مشمش طلسم بند ہین انپر سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا مگر
افراسیاب جادو ان چیزون کو مٹا سکتا ہے اب جو دربار مین سامنا ہوگا تو کیجیے گا کہ مین مکان افراسیاب
دریافت کرلون تو مفصل عرض کرون ایسا نہو کہ وہ جا پڑین کوئی عالم مین ہمسر افراسیاب نہین ہے اُن
ایسے بادشاہ کو کچھ نہ سلطنت پر قبضہ کیا جو کچھ فرمائیے گا سمجھ کے فرمائیے گا ورنہ اُسی وقت یہ قصد کر بیٹھے
پھر کسی کے بہکے نہ رکینگے نسیم نے لیلا سے محمل نشین کو خوب سمجھایا مگر طبیعت کو رشک ہے کہ نیا نیا عشق
ہے دیکھیے کیا رنگ لاتا ہے وہ روز ملکہ لیلا و نسیم سے باتین رہین بعد اُسکے نسیم وہان سے چلی آئین شب کو

غضنفر نے جلسہ آراستہ کیا نسیم و قمر پیکر کو نہ بلایا کہا ملکہ لیلاے محمل نشین کو بلا لو لیلی اصحبت مین آئین باتین ہونے لگین ملکہ نسیم جان بلندگری کی پریشانی کنیزون سے فرماتی ہین دیکھین اب تقدیر کیا دکھائے افسوس صد ہزار افسوس نظم

ہیں مرے کوچے میں عدو مضطر و ناشاد رہا | شب خدا جانے کہان وہ ستم ایجاد رہا
اس روانی سے ذرا خنجر بیداد رہا | بارے اک دم اثر نالہ و فریاد رہا
بیکسی نے نہ دیا ہائے تہ خاک بھی چین | تاقیامت الم گریہ جلاد رہا
نقد جان تھا نہ سزاے دیت عاشق حیف | خون نہ رہا دست گردن فنہ ہا در رہا
لذت جور سے دم لینے کی فرصت نہ رہی | کیا اثر منتظر دعوت فنہ ہا در رہا
یاد بھولا سے ای غیر ہو نسیان عدو | یاد رکھ بھول گیا جسکو وہی یاد رہا
سر پٹکنے نے مرے سنگ در اسکا توڑا | یہی سودا ہی تو گھر کا ہیکو آباد رہا
کرہ خاک ہی گردش میں تپش سے میری | مین وہ مجنون ہون کہ زندان مین بھی آزاد رہا
چھوٹنا دام شکستہ سے بھی آسان نہین | مین گرفتار خم گیسوے صیاد رہا
اچھلا جوش جنون جانب صحرا افسوس | جب مرے کوچے مین آ کر وہ پریزاد رہا
گر غم ہور گیے عشق بتان ای مومن | مین سدا سوختۂ حسن خداداد رہا

کنیزون نے کہا حضور آپ کیون گھبراتی ہین آپ کے سامنے کسی کا رنگ نہین جم سکتا آپ نے جو جانبازی و سرفروشی اس شہریار کے ساتھ کی کسی کی مجال ہی کہ اسقدر جانبازی کرے حقیقت یہ ہی کہ آپ کا قدم اگر درمیان مین نہوتا تو ابتک نہین معلوم کیا آفت برپا ہوتی آپ نے شہریار کو شہرون مین نہین جانے دیا دیہا و قریات سے واسطہ رکھا میان تو یہ کیفیت ہی مگر غضنفر بن اسد اس فکر مین ہین کہ افراسیاب جادو پر جا پڑون یہان سے کوچ دارنے لشکر حیرت کے کرون لیکن قنبس بادیہ گرد جو بھاگا تھا دو ہزار جادوگر اسکے ساتھ ہین جہان اترا کہتا ہی یارو مین مقام محبوب سے جدا ہوتا ہون اب آگے نہ بڑھونگا ساتھ والے کہتے ہین ای شہریار ایسا نہو اس دیوانے کو خبر ہو جائے وہ بلاے روزگار ہی شبخون مارے تو کیونکر جان بچیگی قنبس بادیہ گرد کہتا ہی آپ ہین اور فکر کرونگا جو تھا دن ہی قریب ایک درہ کوہ کے اترا ہوا ہی مگر تردد مین ہی کہ کیا کرون کہ صحراے گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر چار لاکھ سوار وہ پہلوان

نیزہ ہلاتا ہوا گینڈا چمکاتا ہوا آتا ہی قیس بادیہ گرد نے پہچانا کہا ہی اقبال صف شکن پہلوان تیغزن کہان سے آتے ہو اُسنے جو قیس بادیہ گرد کو میثے دیکھا گینڈے سے کود پڑا قیس کے قریب آیا کہا اے شہنشاہ آپ یہان کیون بیٹھے ہین قیس نے سب حال اپنا رو رو کے بیان کیا اقبال یہ حال سُنکر تلملانے لگا کہا اے شہنشاہ ساحران وہ دیوانہ مجہول کون ہی جسنے سرکار کے ساتھ یہ حرکت کی ہین اُسکا جبڑا چیر پھاڑ کر پھینک دونگا آپ مجھے دکھا دیجیے اب تو قیس بہت خوش ہوا کہا میرے ساتھ چلنا مین دکھا دونگا مگر تم اُسپر تاثیر نہین کرتا جوان صف شکن پہلوان تیغزن ہی سنتا ہون طلسم کشا کا بیٹا ہی دیہات افراسیاب لوٹتا پھرتا ہی ہزار ہا قریات اُسنے ویران کر دیے افراسیاب نے اکثر ناظمون کو بھیجا اُسنے اُنکو بھی لوٹ لیا میری سات لاکھ فوج تھی سب تباہ کر دی تمام مال و اسباب لوٹ لیا صرف دو ہزار جوان میرے ساتھ اب باقی ہین اور میری معشوق اُسی کے پاس ہی اگر تم بہ جرات اُس سے مقابلہ کرو تو مین اپنی معشوق کو بھی پے آؤن معشوق کے نکل جانے سے بہت مرجھا ہون اقبال نے کہا آپ کیون گھبراتے ہین مجھسے بہرام فلک بھی مقابلہ نہین کر سکتا ایک قلعے کا حاکم میرا خراجگذار تھا اُسنے کئی سال سے خراج نہین بھیجا اُسکو سزا دینے جاتا تھا اب آپ کے ساتھ چلونگا ابھی وہان نہ جاؤنگا پہلے آپ کی مشکل آسان ہو آپ کے مجھپر بڑے بڑے احسان ہین شاید کسی قدر سبکبار ہون قیس بادیہ گرد نے کہا مین خود تمھارا ممنون و مشکور ہونگا فراق محبوب مین عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اے بھائی کیا کہون عجب آفت مین مبتلا ہون

نظم

حشر کو بھی دیکھنے کا اُسکے ارمان رہگیا
دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہگیا

بندگی حق مین کبھی بھولا نہین یاد صنم
توبہ مر کی ولیکن داغ دامان رہگیا

جوش وحشت مین بیابان کو گیا مانند روح
جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہگیا

اے صبا جاوے چمن مین تو تو کہیو یار سے
باغ مین جا کر تو اے سرو خرامان رہگیا

پہلے ہی پرزے اُڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک
بار ثابت وقت بد مین اک گریبان رہگیا

پستیان ہی پستیان ہین گنبد افلاک مین
سیکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان رہگیا

چال ہی مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر نقش پا یان رہگیا دامان رہگیا

کرکے آرائش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل
بند آنکھین ہوگئین آئینہ حیران رہگیا

راہ الفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند
گر کے کب یوسف میان چاہ کنعان رہگیا

جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز | مرگ صاحب خانہ ہو فاقہ جو مہمان رہ گیا
میری وحشت نے چراغ راہ جو سمجھا اُسے | آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا
کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل | شکر ہے گردن تک آتے آتے احسان رہ گیا
کاروان نکہت گل کر گیا گلشن سے کوچ | صورت نقش قدم گلزار حیران رہ گیا
شعلہ حیران صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل | سانپ کو کچلا پر آتش رنج پنہان رہ گیا

اقبال نے کہا بھائی استقدر نہ گھبراؤ خداوند لات و منات رحم کرینگے معشوق کو آپ سے ملا دینگے صلاح مشورہ کر کے مع لشکر کوچ کیا طرف لشکر غضنفر کے روانہ ہوئے بیان غضنفر اپنے مقام پر فروکش ہیں لشکر قزاقان بعد عظیم و شان فروکش ہے غضنفر کی صحبت آٹھ پہر ملکہ لیلائے محمل نشین سے گرم رہتی ہے اکثر تنہائی میں اختلاط ظاہری بھی ہوا جب صحبت تخلیہ میں ملکہ لیلا جاتی ہیں جہان ملکہ لیلا نے حکایت و شکایت کی باتیں کیں غضنفر بن اسد نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاق میری خود تم پر جان جاتی ہے جسدن سے تمکو دیکھا معشوقان قدیم سے بات کرنا ترک کر دی لیلائے محمل نشین ان حالات پر غضنفر کے ہنستی ہیں دل میں کہتی ہیں اچھے دیوانے سے سابقہ پڑا دیکھیں انجام کار کیا ہو ایک دن دو پہر رات گئے صحبت سے غضنفر کی ملکہ لیلائے محمل نشین اٹھیں لڑکھڑاتی ہوئی چلیں خواہ نشہ شباب خواہ نشہ شراب پیر ڈالتی ہیں کہیں پڑتا ہے کہیں دام کمند گیسو میں دل الجھا ہوا حیران و پریشان چند کنیزیں پشت پر ہیں پہلو میں دل مضطر تڑپ رہا ہے لیکن قیس بادیہ گرد نے جب کئی منزلیں ساتھ اقبال پہلوان کے طے کیں ایک دن رات کو بڑے گھبرا بیتابی میں کہنے لگا یا لات و منات یا تو میری معشوق ملے یا حکم ہو ملک الموت کو کہ آکے قبض روح کرے اب دل میرے قابو میں نہیں قرار و چین کسی پہلو میں نہیں آپ پہ سب روشن ہے نظم

حلقۂ دام ہیں وہ نرگس فتان مجکو | چار دیوار قفس ہیں صف مژگان مجکو
دور کر چہرۂ روشن سے نقاب ای محبوب | داغ دیتا ہے چراغ تہ داماں مجکو
شادی وصل میں جامے سے ہوں باہر یہان | میں برہنہ اُسے دیکھوں تو وہ عریان مجکو
دیکھ کر ان بہار کے اگنے میں او دست جنون | رشتے دوان سیجو دے چاک گریبان مجکو
یاد رخسار کتابی جو رہا کرتی ہے | دل سمجھتا ہے مرا حافظ قرآن مجکو

پھر نہ نکلوں میں چمن سے جو صبا تیری طرح
خاک میں ملکے بھی لپٹونگا ترے دامن سے
فکر اشعار کو لازم ہو دماغی قوت
موسم گل نہیں آتا ہو اجل آتی ہو
دست رنگین کی تری بیعت اُسے کرنا تا
لب محبوب کی سرخی ہوں میں اسمین سنتا
کم ہو جتنا کہ ہوں ممنون ترا بندہ نواز
ہمہ تن ہو کے جو دل اُسمین گرفتار آتش

غنچۂ گل ہوں کبھی دیکھ کے خندان مجھکو
اپنے کوچے کی سمجھ گرد پریشان مجھکو
سونگھنا چاہیے وہ سیب زنخدان مجھکو
گور سے تنگ ہوا جاتا ہو زندان مجھکو
ہاتھ آتا جو کوئی تحفہ مرجان مجھکو
لعل کو دیکھنے جاتا ہو بدخشان مجھکو
صورت انسان کی دی جوہر انسان مجھکو
رشتہ یوسف کی طرح چاہ زنخدان مجھکو

جب انتہا کا فراق محبوب میں بیقرار ہوا اپنے مقام سے اُٹھا باہر نکلا لشکر اقبال کا اترا ہوا ہو چار جانب
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھا آخر سوچا کہ لشکر غضنفر میں چلوں شاید نظارہ جمال محبوب ہو جائے کہ دل تروتازہ
منزل تسکین پائے یہ سوچکر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا چلا رات قلیل باقی تھی ایک صحرا میں آکر صبح ہوئی زمین
پر آیا دل میں جوش ہو کہ ایک نگاہ دیکھ لوں سوائے اسکے کوئی صورت تسکین کی نہین قضائے کار
جوش محبت میں راستہ بھولا طرف لشکر مہرخ کے جا نکلا لشکر مہرخ تین کوس پر تھا صبح کا وقت ہو سپہر
عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ ضمری نامدار مسافروں کی تلاش میں نکلے
ہیں ایک درخت کے سائے میں کھڑے ہوئے انتظار کر رہے ہیں لبوں پر یہی دعا ہو کہ کوئی مالدار گذرے
دو چار کوڑی کا روزگار ہو جائے قرضداروں نے بہت حیران کیا ہو اب تقاضا سے شدید ہو اس سوچ میں
کھڑے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر چلا آتا ہو تاج زرین سر پر جوشن سونے کے بازوؤں پر اور بیشبہا
اسباب جواہرات پہنے ہوئے ہو جلدی جلدی چلا آتا ہو خواجہ کے منہ میں پانی بھر آیا دل سے کہتے ہیں کہ اگر
اس سے معاملہ ہو جائے ایک مہینے کا سود تو نکل آیگا یہ کہکر کنارے آئے رنگ ورغن عیاری کا نکالا
جادوگر کی صورت بنکر سر راہ آئے پکار کے آواز دی کہ بھائی صاحب کہاں جائیے گا دل میں یہ بھی خیال ہو
کہ لشکر حیرت کا جانے والا ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو جب کئی مرتبہ خواجہ عمرو نے پکارا تو آہستہ جواب دیا
کیوں بھائی صاحب کیا ہو خواجہ نے کہا کہ ہم طرف سے شہنشاہ افراسیاب کے اس صحرا کے حاکم ہیں ساحروں
کی حفاظت کرتے ہیں عیاران اسلام طلایہ روزگار ہیں جسکو پایا مار ڈالا براہ رفاہ عام شہنشاہ نے

مجھکو مقرر کیا کہ کوئی کسی کو ستانے نہ پائے آپ اسوقت کہان تشریف لیجاینگے قیس بادیہ گرد نے کہا مین لشکر
غضنفر بن اسد مین جاؤنگا اب تو خواجہ گھبرائے فرمایا لشکر غضنفر سے کیا واسطہ ہے قیس بادیہ گرد نے گھبرا کر
کہا میری معشوقہ وہان موجود ہے اب خواجہ سوچے کہ وہ تو قزاق ہے معشوقہ بھی اسکی لوٹ لی ہوگی ایسا نہو
یہ وہان جا کر آفت برپا کرے اب مجسے ملاقات ہوئی ہے اسکی گردن لینا واجب ولازم ہے یہ سوچکر اُسکے ساتھ
باتین کرتے ہوے چلے تھوڑی دور بڑھ کے کہا دیکھیے وہ سامنے غضنفر بن اسد یکہ و تنہا کھڑا ہے اسوقت کوئی
فسادی بھی اُسکے ساتھ نہین ہے آپ سحر کر کے مین جا کر گرفتار کر لون قیس بادیہ گرد نے منھ پھیرا خواجہ عمرو نے
حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے قیس لپٹا خواجہ عمرو نے حباب مارا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان | عمر ذی حشم مہتر مہتران | مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر عذر شیدا ہوا | اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین | جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال | مری چال سے ہے صبا پائمال | فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا | مرا افسر دبدبۂ نامدار | امیر عرب شیر پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے | کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے | قیس بادیہ گرد بیہوش ہوا خواجہ

نے تلاش لیا جو جو جواہرات پہنے تھا اُسپر بھی قبضہ کیا لباس بھی اُتار لیا ننگ خاندان کو برہنہ کر کے زبان
سوزن کو یا ٹپنارہ باندھ کر لے بھاگے خواجہ عمرو چاہتے ہین کہ اسکو لیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کی پہونچون
قضا سے کار اُدھر سے ملکہ صرصر شمشیر زن و صبا رفتار دو عیار بچیان لشکر افراسیاب سے آئی تھین منظور
ہوا کہ لشکر خواجہ دیکھلین صرصر کی دور سے خواجہ عمرو پر نگاہ پڑی صبا رفتار سے کہا دیکھو عمرو کسی ساحر کو
لیے جاتا ہے اکیلا ہے جانے نہ پائے صبا رفتار نے بڑھکر للکارا خواجہ صاحب کہان جاتے ہو ذرا ٹھہر جاؤ
عمرو نے پلٹ کر کہا بیٹا تیرے واسطے میرا خلیفہ مہتر قران بہت بیقرار ہے ایک دن زبردستی پکڑ لیجائیگا کہ
دوسری طرف سے نعرہ ہوا ٹھہر ملکہ صرصر شمشیر زن اُدھر ساربان نادرے بتا تنہا رسے مین کسے لیے جاتا ہے
خواجہ عمرو نے جو صرصر کو دیکھا ہنسنے لگے کہا اے جان جہان دائی آرام دل عاشقان اب تو بہت بیتاب
ہین ہجر مین تمھارے بیخور و خواب ہین دو چار دن مین کسی پہاڑ پر چڑھ کے دریا مین پھاند پڑینگے ہم جان
دیدینگے تم بدنام ہو جاؤگی ہم ایسا چاہنے والا کہان پاؤگی صرصر نے کہا آج تمھاری قضا لیکر آئی ہے
دونون عیار بچیان نیمچے کھینچکر آ پڑین خواجہ عمرو پر وار کرنے لگین نیمچے بھی مارتی ہین کمندین بھی مار رہی ہین

خواجہ جست و خیز کرکے اپنے کو بچاتے ہین پیچھے ہٹتے جاتے ہین چاہتے ہین کوئی مقام ملے تو اپنے کو مخفی کرین
مگر دونون عیار بچیان اسطرح خواجہ کو گھیرے ہوے ہین کہ نکلنے نہین دیتین کچھ چل رہا ہی خواجہ فرماتے
ہین دیکھو ملکہ صرصر مجھسے بھی بے ادبی ہوگی ایسا نہو ہاتھہ چل جاے چاکی کا ہاتھہ ماردونگا ناک اڑجائیگی
بدھر جاؤگی بوچی کہلاؤگی کے کھینچکے نکٹی آئی ہی صرصر گالیان دیتی جاتی ہی کہ او ساربان زادے یہ تو بتا کہ پشتارے
مین کسکو لیے جاتا ہی خواجہ عمرو نے کہا بی بی صاف صاف کہہ دون گھر کی عورت سے چھپانا کیا ضرور ملکہ مہرخ
کا ایک غلام ہی کچھہ خطا کی حکم ہوا اسے جنگل مین لیجاکر قتل کرو برائے قتل اسے جنگل مین لیے جاتا ہون صرصر کہتی
ہی او ساربان زادے تو جھوٹا ہی کسی کو لیے جاتا ہی ہمارے شہنشاہ کا خرخیرخواہ ہوگا صرصر نے باتون مین لگا
صبا رفتار نے چھینے کمند کے ہاتھ خواجہ اڑنگا دے کے گرے صرصر نے حباب مارا بیہوش کرکے مشکین باندھین
اب جو پشتارہ کھول کر دیکھا قیس بادیہ گرد کو پایا حیران ہوکر کہا ارے یہ کہان گیا تھا شہنشاہ اکثر اسکا ذکر
کیا کرتے تھے صرصر نے اسکی زبان سے سوزن کو نکالا قیس بادیہ گرد کو ہوشیار کیا قیس نے ہوشیار ہوتے
ہی صرصر و صبا رفتار سے اپنا حال بیان کیا کہا اس ساربان زادے کو ہمارے حوالے کرو مین لیجاکر
اپنے لشکر مین قتل کرونگا مین نہین معلوم کس ضرورت کو نکلا تھا ادھر پہونچ گیا اس ساربان زادے نے
مجھے دھوکا دیا مین اسکو لیجاکر سامنے غضنفر بن اسد کے قتل کرونگا اسی لشکر مین میری معشوقہ ہی اسیر بھی
قبضہ کرونگا صرصر شمشیر زن نے کہا اے قیس بادیہ گرد تم جاؤ عمرو کا دشمن افراسیاب جادو ہی وہ اسکو
قتل کریگا مین تمہین دے نہین سکتی مین اسے خدمت مین افراسیاب کی لیجاؤنگی انکو قتل کرنے کا اختیار ہی
ہر چند قیس بادیہ گرد نے اصرار کیا مگر صرصر نے کہا مین عمرو کو ندونگی صبا رفتار سے کہا تم جاکر ملکہ حیرت
کو اطلاع کرو کہ باغ سیب مین تشریف لائین مین وہین لیکر عمرو کو جاتی ہون صبا رفتار طرف لشکر
حیرت جادو کے روانہ ہوئی قیس بادیہ گرد ایک جانب چلا مگر اسی فکر مین ہو کہ جاکر ملکہ لیلاے محمل نشین
کو یون طبیعت کو تسکین دون یہ سوچکر چلا گیا صبا رفتار ادھر گئی صرصر نے عمرو کو ہوشیار کرلیا پشتارہ
باندھ کر لیچلی راہ مین خواجہ عمرو سے باتین ہوتی جاتی ہین خواجہ فرماتے ہین کیون صاحب اب کہان ہمین
لیجاؤگی ذرا انصاف تو کرو اگر آجتک وصل ہوا ہوتا تو کئی لڑکے ابتک ہوتے عیار طرار مکار غدار
سرہنگ نامی افراسیاب پر عیاریان کرتے لاشہ اسے ساحران سے میدان بھرتے صرصر بھی ہنستی جاتی
ہی کہتی ہی خواجہ اس ہوس مین عمر بھر رہوگے کبھی یہ دن نصیب نہوگا قضاے کار ملکہ قیطوس غزال گوش

صاحب افراسیاب اڑی ہوئی آسمان پر جاتی تھی صرصر کو جو شتارہ بدوش دیکھا آسمان سے اتر آئی مُلکہ
ہوئی قریب صرصر کے پہونچی صرصر نے سلام کیا کہا ملکہ قیطوس کہان سے آتی ہو قیطوس نے کہا اسوقت
جاکر ملکہ حیرت کو خبر دو کہ یہی ساحران زبردست پردۂ ظلمات سے چلے ہین وہ آتے ہی مسلمانون کو قتل کرینگے
اُنکی بخوبی خاطر کرنا تمکو شتارہ بدوش دیکھا اتر آئی تھنے کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا حضور مین ہون انکا چاہنے والا
میرا انکے نام پر دم نکلتا ہی حضور نے سنا ہوگا کہ مین نے لاکھون روپئے کھلا دیے انھین کے اشتیاق مین
اپنے آقاے نامدار سے چھوٹا برسون جنکے ساتھ پرورش پائی اُنسے جدا ہونا بہت شاق ہوا یہ باتین جو عمرو
نے کین قیطوس زعفران پوش نے کہا ای صرصر ذرا شتارہ رکھدو ہم اس مکار سے باتین کرین صرصر
نے کہا واری اس دغا باز جعلساز کے مکر سے سامری و جمشید بچائین باتون مین جال پھیلائیگا آپ براے
ملاقات ملکہ حیرت جادو جائیے میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات کے عرض کر دیجیے گا کہ آپ باغ
سیب مین آکر روبروے افراسیاب عمرو کو قتل کیجیے صبا رفتار سے بھی مین نے یہی کہلا بھیجا ہی مگر آپ
بھی بتاکید کہدیجیے گا قیطوس نے کہا میرے ساتھ نگوڑا کیا مکر کریگا مشکین تو بندھی ہوئی ہین ایک سحر مین
تو پہاڑ کے پہاڑ گر پڑتے ہین اسکی کیا حقیقت ہی کہ میرے ساتھ کچھ مکر و حیلہ کر سکے مگر تمنے اسکا کچھ جواب نہ دیا
کہ وہ کہتا ہی مین نے لاکھون روپیے کھلا دیے صرصر نے کہا واری یاوہ گوئی کرتا ہی نگوڑا فاقون سے مرتا ہی
مین ایسے کی بات کا کیا جواب دون یہ بھی سارے طلسم مین مشہور ہی کہ تمام عالم مین مین پھرتی ہون مگر بھی
آجتک کسی نے کوئی بات میری نہین سُنی بڑی بڑی شاہزادیان وزیرزادیان پردے کی بیٹھنے والیان
مین منکا کر کے نکل گئین کسی نے اُف نکیا قیطوس نے کہا کیون صرصر تو بڑی بدزبان ہو گئی ہی تو نے
پردہ نشینون کو کیا سمجھ کے کہا خبردار اب کبھی ایسی بات زبان سے نہ نکالنا تیرے منہ پہ تو عمرو نے جوتی
ماردی لاکھون روپئے اُسکے کھا گئین اسکا جواب نہ دے سکین صرف یہی آتا ہی کہ یہ مکار و غدار ہی مین تیرا منہ
توڑ ڈالونگی جو کبھی کسی شاہزادی کو ایسی بات کہی بی مہیار و مخمور نکل گئین بڑا ہی طعنہ ہی جنکو گئنے کو فرصت
ہو گئی ہمارے کبھی دامن سے گرد بدنامی نہین لپٹی صرصر نے کہا بی بس بس مہربانی فرمائیے جو جسنے
کیا ہوگا مین ضرور کہونگی کبھی خاموش نہ رہونگی مین بدکار نہین ہون قیطوس زعفران پوش نے کہا اور تو
کسکو بدکار سمجھا ہی یہی تیرا آشنا ہی عمرو دیکھا شاد ہو ملکۂ عالم یہ جسکو جو جی چاہتا ہی وہ کہتی ہی ہمنے بڑے
بڑے جادوگرون کو مار مار کے لوٹ کے کھا گیا سب انھین کو کھلا یا اب اسوقت جو چاہے کہین اور مین تو

خاتمے کرتا ہون کیا عرض کرون کر جو میری ابتدا ہے نظم

آسمان برسے تو راحت ہو کہین تھوڑی سی
پانون پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی

خود بخود پھو دل شیدا کو ہے اندوہ و ملال
کس جبین سے لیے وہ کار ہے چین تھوڑی سی

کونسا گل نہین گلزار جہان مین مسرور
کسکے چہرے پہ نہا ہی بار جبین تھوڑی سی

سیمابون مین ہے اس خوان جہان کے ہیچ
اپنی قسمت کی بھی ہے نان جوین تھوڑی سی

ہر گز ان دانتون سے کرتا نہ صفا کا دعوی
آبرو تیری ہے اے ذرہ ثمین تھوڑی سی

عفو ہو جائینگے ہر چند کہ لاکھون ہون گناہ
یہ عطا ہے تری رحمت سے تو تین تھوڑی سی

چارون اپنے جو بخون سے محبت کرتے
لذت عشق بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی

اے جنون تنگ نہو وسعت کونین کو دیکھ
یہین تھوڑی سی جگہ ہے وہین تھوڑی سی

چند پریان بھی کرون مثل سلیمان تسخیر
یہ قلمرو بھی رہے زیر نگین تھوڑی سی

توبہ کرلی ہے گناہون سے تو کر لے غافل
ورنہ فرصت ہے دم باز پسین تھوڑی سی

مدت العمر ہے اسے جشنزدون کا وقف
زمین ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی

لشکر نگین سے لگا دیتی بھی اک باغ آتش
ربع مسکون سے الگ ہے یہ زمین تھوڑی سی

پھر کہا ملکہ قیطوس زعفران پوش اسکے عشق مین فقیر ہو گیا گھر جانا موقوف ہوا یہ ظالم نہایت سرکش ہے معشوق ہو کر سرکش ہے اب میری سفارش کیجئے کبھی کہنا مانتی ہے کبھی سرکشی دکھاتی ہے آجتک اس ظالم کے مزاج کو نہ پہچانا قیطوس نے کہا او بی صرصر تمنے جو شاہزادیون کو کہا تمھارا ابھی عیب کھلگیا اب کس منھ سے انکار کرو گی صرصر نے کہا بس اب خاموش رہیے ایسا نہو میرے منھ سے بھی کچھ نکل جائے قیطوس نے کہا او قحبہ تیرے منھ سے کیا نکلیگا مین جوتیون سے تجھے سمجھاؤنگی یہ کہکر جوتی اتارنے لگی صرصر سوچی کہ ایسا نہو ابھی بیٹھے بٹھلائے بیٹھے لڑائی ہو لی قیطوس بھی یہ عیارہ ہے ایسا نہو حلقہ ہائے کمند مار دے یہ سوچکر اسنے ہاتھ ہلا دیا اور دیر تک گالی دیکے گری قیطوس نے کہا او شغل اب بتا تیرا کیا حال کرون عمرو نے پکار کر کہا ملکہ عالم ذرا میرا ہاتھ کھول دیجیئے تو مین آج کا حال مفصل بیان کرون کہ مجھے کسواسطے باندھا ہے مین آپ کے ساتھ بخدمت شہنشاہ افراسیاب چلونگا میری صفائی کرا دیجیے مین چاہتا ہون قدمون پر شاہ کے گرون ایک دن مین مسلمانون کا خاتمہ کرون قیطوس نے کہا خواجہ اس شغل کا حال بیان کرو خواجہ عمرو نے کہا

میرا ہاتھ کھولدو آج کا حال مفصل عرض کرون قیطوس نے بڑھکر ہاتھ عمرو کے کھولدیے صرصر نے کہا ای
قیطوس آپ نے بڑا غضب کیا عمرو کے ہاتھ سے آپ کی موت معلوم ہوتی ہی خواجہ نے کہا ای صرصر اب
سب حال صاف صاف کھونگا آج کا معاملہ مفصل بیان کردونگا اور ہم قتل بھی کرینگے تیری بات کا کیا
اعتبار ہی ہم تو اب خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کی رہینگے صاف تو یہ ہی کہ تبک کوئی صفائی کرانیوالا
نہ ملا تھا اب مصاحب شاہ سے ملاقات ہوئی اب ہم برق و قران کو قتل کرا ئینگے ساتھ شہنشاہ کے
اپنا رنگ جمائینگے صرصر شمشیر زن خاموش ہی جی مین کہتی ہی کہ دیکھیے کیا غضب ہوتا ہی عمرو نے کہا بی قیطوس
صاحب سنیے اپنے قید ہونے کا حال بیان کرتا ہون بی صرصر آج مجھکو جنگل مین ملین مین نے ایک مسافر کو
مارا تھا میرے کے کپڑے اسکے پاس سے نکلے تھے مین نے انکے سامنے پیش کیے کہ لو بی صرصر تھوڑی سی تکلیف
ہی یہ تمہارے واسطے لایا ہون یہ راضی ہوئین مین نے کپڑے دیے کپڑے لیکر انھون نے اصل بات کو نمانا
مجھکو دھوکا دیا کہا دیکھ مسافر آتا ہی مین اودھر پلٹا اس مکار نے گلے مین میرے حلقے کمند کے ڈالدیے نہ
کپڑے دیے اور نہ اصل مطلب ہی پر راضی ہوئی دینے کا یہ شرف ملا کہتی تھین آج تمکو قتل کراؤنگی اونکی تیج
ایسا اتفاق ہوا یہ دھوکا دیتی ہین رقم لے لیتی ہین ہاے مین تو کوڑی کوڑی کو محتاج ہوگیا دیکھیے کیسی
سواری آتی ہی ہاتھی گھوڑے سب ساتھ ہین قیطوس زعفران پوش اودھر پلٹی خواجہ عمرو نے قریب آکر
حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے وہ ارے کہکر ادھر پلٹی لپٹ کر عمرو نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک جیتے ہی
قیطوس زعفران پوش گری صرصر اسکے سحر سے چھوٹی اٹھکر مستعد ہوئی کہا او ظالم اسکی قضا ہی لیکر یہان
آئی تھی عمرو نے ہاتھ پھیلائے صرصر نے کہا جا دور ہو تو نے رہائی پائی بی قیطوس کی قضا تیرے ہاتھ سے
تھی عمرو نے کہا اسکو اسواسطے مار ڈالا کہ تمکو کلمات سخت کہے تھے مجھکو نہایت ناگوار ہوا تھا صرصر شمشیر زن
ایک جانب بھاگی خواجہ عمرو کو بھی رہائی غنیمت ہوئی یہ بھی ایک جانب روانہ ہوے لیکن قیس بادیہ گرد
جو بیابان سے چھوٹ کے بھاگا عشق ملکہ لیلاے محمل نشین مین مبہوت جنگل جنگل پھرتا ہوا آنکھون مین آنسو
سینے پر ہاتھ مارتا ہی کہ محمد بیقرار ہو کے پکارتا ہی نظم

نالے کا تبکدے مین کیا ہم خیال کرتے	سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے
ہنسکر کلام ہمسے یوسف جمال کرتے	کانون کو آشناے فرخندہ فال کرتے
حسن تھا پہ انکا موسم بہار کا ہی	دیتا تھا قد دکھاتے مجھکو نہال ایسے

باہر بساط سے تھے ہم عشق کے بوسے مین
آزردہ دل سے جان ہو جانے ڈر کا ہوا اپنا
منظور ہوتی ہمکو محبت جو اس دہن مین
نکالتے روش سے کبھی تصویر سا انکو صاحب
ابجشمی آہوؤن سے زیبا نہ تھی وہ کیونکر
سودا زدہ جو تیرے خالون کا جا نکلتا
رخ یار کا منہ تا تو چھپا نہ چہرہ دھوپ کا
سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہیں وہ چشم
فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا
فرقت کی شب میں سنتا باتیں جو دل ہماری
غم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش

دل ہارتے تو جان سے گوہر کو مال کرتے
تم درمیان پڑ کر رنج ملال کرتے
اندیشے کو نہ سوجھیں وہ احتمال کرتے
بازو کی مچھلیوں کا زلفوں کو جال کرتے
چشم سیہ کو کیف سے ڈلال کرتے
قربان مشک نافے اسیر غزال کرتے
اندھیرا ابرو دن کے دونون ہلال کرتے
مجنون سے بھی ہیں وحشت تسلی غزال کرتے
ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے
یاد شب ہجر ذکر روز وصال کرتے
مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

گوشے میں بیٹھ کر بہت رویا آخر یہی خیال میں آیا لشکر غضنفر میں چلیں معشوق کو لے آئیں اس جھگڑے میں کئی دن گذر گئے اب شب کا مشتاق ہوا کہ رات ہوے تو جاؤن ایک گوشے میں آکر بیٹھا وہاں صبح کو جو اقبال سو کے اٹھا خادموں سے کہا دیکھو تو قیس بادیہ گرد کیا کر رہا ہے خدمتگار گئے واپس آکر خبر دی وہ اپنے مقام پر نہیں ہیں اقبال تیغزن نے کہا قیس مرد دیوانہ ہے کہیں چلا گیا ہوگا ہوشیار ہو راہ میں کسی مقام پر مل جائیگا یہ کہکر سب لشکر کو تیار کرایا وہاں سے کوچ کرکے ایک منزل پر آکے اترا اب یہاں سے بارہ کوس پر لشکر غضنفر ہے وہاں غضنفر ملکہ لیلا سے صحبت آرا ہیں آٹھو پہر جشن رہتا ہے ملکہ نسیم جالندری پر بہت شائق ہے مگر صحبت میں حاضر ہیں کہ ہرکارے نے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی اے شہریار قیس بھاگ کر پاس اقبال تیغزن پہلوان کے پہونچا چار لاکھ فوج سے آپ کے مقابلے کے لیے آتا ہے یہاں سے بارہ کوس پر فروکش ہے یہ سنتے ہی غضنفر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اسی وقت اسی ہزار قزاقوں کا لشکر تیار ہوا غضنفر بھی پشت مرکب باد پا پر سوار ہوے لیلا سے محمل نشین نے پوچھا ابھی کہاں شہریار کیا ارادہ ہے غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا لیلا بھی ساتھ ہیں اسی زور و شور سے جو طریقہ ہے چلے تمام قزاق ہمراہ گئے کہ کسی کے رہنے کا سامان ہے اقبال تیغزن اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا ہر دو پہر سے شب گذر چکی ہے

کھا سر فیل کی آواز کان مین آئی اقبال تیغزن کے آئی لشکر مین آہ ہوا ساحرون کے مرنے کی آوازین
آنے لگین اقبال گھبرا کر باہر نکلا دیکھا آگ لگی ہے ہزارون بھاگے جاتے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے
اقبال تیغزن گینڈے پر سوار ہوا اپنی فوج کو جو بھاگے جاتے ہوئے دیکھا نعرہ کیا خبردار یارو کہان بھاگے
جاتے ہو اب جو اسنے نعرہ کیا فوج دوڑے پلٹے نسیم و لیلا سرکوہ سے یہ تماشا دیکھ رہی ہین شاہزادے کا
حکم ہے کہ غیر ساحرون کے مقدمے مین تم دخل نہ دیا کرو جب کوئی ساحر آئے اسوقت تمھین اختیار ہے دونون
بہ نگاہ حسرت بالائے کوہ سے دیکھ رہی ہین زینت لیلائے محمل نشین ہر مرتبہ فرماتی ہین کس جاہل سے
مقابلہ پڑا ہے ایک سحر مین سب کو تباہ کردون مگر وہ نہیں مانتے یہان اقبال تیغزن نے جو نعرہ کیا اور
اپنی فوج کو جو غیرت دلائی کہ یارو قزاقون سے بھاگے جاتے ہو چہار جانب سے ان سب کو گھیر لو فوج والے
پلٹ پڑے اب جمکر تلوار چلنے لگی غضنفر بن اسد آگے بڑھے ہوئے شمشیر زنی کر رہے ہین اقبال تیغزن
بھی آگے بڑھا ہوا سب کو ترغیب دے رہا ہے کہ یارو یہ جوان جانے نہ پائے ہر طرف سے فوج اقبال نے
بلوہ کیا قصد ہے کہ غضنفر کو پکڑ لین لیکن غضنفر شعلۂ جوالہ شیر نر ننگا نہ لڑ رہا ہے جو جوان سامنے اسکے
آیا پکار کر آواز دی اسکا سر کاٹ لے وہ سمجھا میرے پیچھے کوئی آگیا وہ پلٹا غضنفر نے ہاتھ مارا اسکے
دو ٹکڑے ہوئے اس نعرہ و شور سے یہ شیر دلیر لڑتا ہوا جاتا ہے اقبال تیغزن دیکھکر حیران جمال محو دیدار
ہو گیا کبھی سراپا کو دیکھتا ہے کبھی جمال جہان آرائے غضنفر کو دیکھتا ہے کبھی یہ خیال کرتا ہے کہ اسنے سن مین
یہ جرأت ہے حقیقت مین کیا لیاقت ہے اگر یہ میری رفاقت اختیار کرے تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون یہ سوچتا
ہوا گینڈے کو ٹھکر اسکے قریب آیا پکار کر آواز دی کہ او طفل ذرا ٹھہر جا مجھے کچھ تجھسے کہنا ہے غضنفر نے
مرکب کو روکا گھوڑا رانون مین تڑپ رہا ہے اقبال نے پیشانی پر ہاتھ رکھا غضنفر نے علیک السلام
کہا اقبال نے کہا اے جوان یہ جواب سلام کیسا غضنفر نے کہا شرعی صاحب سلامت ہمارے میدان
مین ہے اقبال تیغزن نے کہا اے جوان تیری جرأت پر ناز کرتا ہون بڑے بڑے پہلوان میرے ہاتھ
سے مارے گئے مین نے ابتک شمشیر زنی کا ارادہ نہیں کیا ہے مین چاہتا ہون اگر تو میری اطاعت
کرے تو تجھے اپنے لشکر کا بادشاہ کردون تجھسا بادشاہ مجھسا سپہ سالار خوب عملداری ہوگی تمام
دنیا مین گرز و سکہ تیرے نام کا جاری کردونگا کسکی مجال ہے کہ سرکشی کرسکے غضنفر نے کہا اب زیادہ یاوہ گوئی
نہ فرمائیے نیزہ اٹھائیے زبان تیغ سے سوال و جواب ہے اگر تو میری اطاعت کرے و لات و منات پر

لعنت کرے توکل قزاقون کا سپہ سالار کرزن اقبال تیغزن جلگیا کہا ای جوان مین تجھے سمجھانے آیا تھا یا تجھے
دبکر کہتا ہون نیزہ و گرز تلوار تیر تبر خنجر سب طرح کے حربے مجھپر کرے کوئی دل مین حوصلہ نہ رہے مین ایک ہی ضرب
مین اختتامہ کر دونگا تجھکو قتل کرکے بہت پچھتاؤنگا غضنفر نے کہا پیش دستی ہمارا دستور نہین ہی اگر تیرے
حربے سے خدا بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے حال کھل جائیگا یہ سنکر اقبال تیغزن نے نیزہ مارا غضنفر سے نیزہ
چھینے لگا ناگاہ شہنشاہ فلک چہارم نے فوج ثوابت و سیارگان کو شکست دیکر تیغ زرین آفتاب سر پر نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھمین
تیغۂ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا یہان غضنفر و اقبال سے چند طعنین رد و بدل ہوئی مین
کہ غضنفر نے نیزہ گینڈے کی آنکھ پر مار دیا اور نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے ملک کر جست کی ہرچند
اقبال تیغزن نے چاہا کہ اپنے کو پشت کرگدن پر قائم رکھون مگر نہو سکا گینڈے سے گرا غضنفر نے تلوار
کھینچی پیلے سے خود سر گرایا اور پرے سے سر برہنہ پر ہاتھ مارا سر اقبال کا زخمی ہوا اتنو غضنفر پرس پڑے اسقدر
ہاتھ تلوار کے مارسکا اقبال تیغزن بھاگا غضنفر نے نعرہ کیا او نامرد ازلی ابدی اب کہان بھاگا جاتا
ہی برق شمشیر چمک رہی ہی کیونکر ٹرکے لیکا یک لشکر غضنفر مین ہنگامہ ہوا قزاقون کے سر کٹ کٹکے گرنے لگے
ایک طرف سے دریاے تہار نے جوش مارا ایک طرف سے شیران صحرا ادھر ٹوکے مارتے ہوے آکر گرے
ہزارہا قزاق پامال ہوے پہاڑ سے ملکہ لیلاے محمل نشین نے دیکھا ایک لکہ ابر لشکر اسلام پر چھایا
ہوا ہی اسمین سے یہ آفتین برپا ہین لشکر غضنفر پامال ہو رہا ہی دریا بھی جوش مار رہا ہی شیر بھی پیدا ہوے
آگ بھی برس رہی ہی ملکہ لیلا نے نسیم سے کہا دیکھو بی سحر ہونے لگا اب مجھسے دیکھا نہین جاتا تھوڑے
ہی عرصے مین کئی ہزار قزاق کشتہ ہوکر گرے کچھ ڈوبے کچھ طعمۂ دہان شیر ہوے یہ کہکر ملکہ لیلا نے ایک گولا
اٹھا کر اسی ابر پر مارا ابر پھٹا دیکھا قیس بادیہ گرد عقاب پر سوار بڑے زور و شور سے سحر کر رہا ہی اسی کے
سحر سے یہ آفت برپا ہی ملکہ لیلاے محمل نشین نے للکارا او نامرد میدان کارزار مین آ تو حال معلوم ہوگیا مخفی
ہوکر سحر کرتا ہی لیلا نے جو غصے مین یہ کہا قیس کی تو جان جاتی ہی بے اختیار پکار اٹھا ای لیلاے محمل نشین
تمھاری محبت نے ہمکو مار ڈالا اب دیکھیے کیونکر زندگی ہو بقول شاعر نظم

سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین — ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید — اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تا کجا فکر اسیری رحم ای صیاد کر — مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین

طامعان پر ہوس خیل مگس سے کم نہین
حلقہ ہو مرنے نہ پایا مین بسمل تیغ جفا
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان
ایک سی رہتی نہین ہی گردش لیل و نہار
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین
ایک جا بیتابی دل سے نہین ہمکو قرار
کونسا وہ گل ہی جسکی دید ہم کرتے نہین
کب یقین ہی تمکو بے آغوش آئی ہو گی نیند
کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیے
ہاتھ کھینچا جب جہان سے بینیازی بڑہ گئی
خاکسارون کو غرور طبع بیجا ہی نسیم

ہو نہ دو کچھ پاسبان خانۂ صیاد ہین
اس ستم ایجاد کے کیا کیا سنے ایجاد ہین
مدتون سے مبتلائے زحمت صیاد ہین
ساتھ ویرانی ہی اُنکے جو یہان آباد ہین
ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین
صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین
عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین
رات سے کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین
چند دن کو وارد دنیا ئے بے بنیاد ہین
کب کسی کے ہم بھلا منت کش امداد ہین
اپنے منھ سے کب کہا ہمنے کہ ہم اُستاد ہین

ای جان جہان وای آرام دل عاشقان تمھارے فراق نے ہمارا عجیب حال کر دیا ہی ملکہ لیلا نے برق چمکائی کہ دریا غائب ہوا شیرون کو قتل کیا آگ برسنا موقوف ہوئی اب تو ملکہ لیلا قیس سے سحر چلنے لگا اقبال تیغزن زخمدار بیقرار کئی زخم پشت پر مین سر بھی زخمی تمام جسم سے خون ٹپکتا ہوا گوشۂ لشکر پر آیا زخم سر باندھا کہتا ہی یار و اس لڑکے نے تو قیامت برپا کر دی گینڈا مارا گیا زمین پر آنا تھا کہ دبرس پڑا اگر مین نہ بھاگتا تو جان کیونکر بچتی دوسرے گینڈے پر سوار ہوا دور سے تماشائے جنگ دیکھنے لگا کہ ملکہ لیلا قیس سے سحر ہو رہے ہین قیس گھبرایا ہوا ہی کبھی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین تو آپ کے واسطے تباہ و برباد ہوا قلعہ میرا ویران پڑا ہو گا افراسیاب جادو سے کیا وعدہ کر کے چلا تھا اُسکا یہ انجام ہوا کہ راتین ہجر کی نہین بسر ہوتین ملکہ لیلا سے محمل نشین شرماتی ہین کہ ایسا نہو اسکے کلمات سمل کو شاہزادہ سن لے تو کیسا پریشان ہو گا کبھی ہٹ جاتی ہین مگر سحر برابر چلا جاتا ہی اُدھر سے شاہزادہ غضنفر اقبال تیغزن کو بھگا کر پلٹے ہین دور سے دیکھا کہ قیس تلوار کھینچا طرف ملکہ لیلا کے چلا ہی ملکہ اپنے کو بچاتی ہین ہر مرتبہ سحر الیسا گیا کہ قیس نے کئی زخم کھائے غضنفر نے بیچ مین گھوڑا ڈالدیا کہا او نامرد عورت سے کیا لڑتا ہی مردان عالم پر وار کر تو حال معلوم ہو قیس نے دیکھا اس جوان

مار لینا کتنی بڑی بات ہے یہ سوچکر ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھے صد ہا تلوارین شاہزادے پر گرین مگر بسبب انگشتر مہر و ماہ کے کچھ تاثیر نہوئی غضنفر نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا تیغہ رویین شگاف کا وار کیا اُسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغہ رویین شگاف نے سپر کو کاٹا سر پرگری زمین پر آ کے بوسہ دیا اُدھر تو قیس مر کے گرا اندھیرا ہو گیا آوازین آنے لگین کشتی مرا نام من قیس بادیہ گرد بود اقبال نے جو یہ آواز سنی سر پیٹ لیا کہا یارو بڑا دوست میرا مارا گیا اب میرے ہاتھ سے یہ لڑکا کہان جائیگا غضنفر نے ملکہ لیلا سے کہا اب آپ پہاڑ پر جا کر ٹھہریے سحر کا قصد نہ کیجیے گا ملکہ لیلا رنجیدہ و کبیدہ ہٹین پہاڑ پر پاس نسیم کے آئین کہا اے نسیم تمنے دیکھا مین دو حملون مین لشکر کا خاتمہ کر دیتی مجھکو منع کیا مین چلی آئی اب خدا اُنکو دشمنون کے ہاتھ سے بچائے شاہزادہ غضنفر لڑتے بڑھتے سامنے اقبال تیغ زن کے پہونچے للکارا او بھگوڑے کہان جاتا ہے للکار کر جا پڑے اقبال کو مرنے کا قیس کے بڑا قلق ہے دل نہین چاہتا کہ غضنفر کا سامنا کرون پشت کے زخمون سے اب بھی کراہ رہا ہے فوج نے بھی بلوہ کیا غضنفر نے آکر لگاوڑ لگائی کبھی لگاوڑ کے اقبال تیغ زن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے غضنفر نے روکتے روکتے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا اقبال کے دو ٹکڑے ہوئے اقبال تیغ زن کا مارے جانا غلغلہ فوج کرکٹی غضنفر نے علم کیا علمدار کو مارا چار لاکھ مین تین لاکھ مارے گئے خستہ شکستہ جو بچے جانبازی کر کے لاشہ اقبال تیغ زن کا اُٹھا یا اس خیال سے کہ اسکی وجہ سے قلعے مین امان پائینگے راہ مین کبھی تاجدار اسکی لاش کو روکین تو تعجب نہین یہ سوچکر لاش کو لیکر بھاگے غضنفر نے مال و اسباب لوٹ لیا بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئے سامان عیش و نشاط مہیا ہوا استراق خوشیان کر رہے ہین درختون کے نیچے بیٹھے ہین دائرے بج رہے ہین ہر مقام پر دمیاتنے دستی و صیلی و ضع گلبدن کے پائجامے نعل کی گوٹ لگی ہوئی زیور موٹا موٹا گلے مین طوق چاندی کا جوشن بازوون پر ڈھلکے ہوئے ہر بستر کے قریب ایک رنڈی ناچ رہی ہے یہان دربار مین شاہزادہ غضنفر مقام صدر پر بیٹھے ہین ایک پہلو مین ملکہ نسیم قدیم ندیم ایک جانب ملکہ قمر پیکر ایک جانب ملکہ لیلا سے خجل نشین سامنے ایک نازنین پریچہرہ بصد سوز و گداز بعبہ کرشمہ و ناز یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے غزل

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی | شگفتہ غنچے ہوئے بوئے گل صبا نے دی
دکھائے روئے مخطط نے یار کے اعجاز | گلیم پوش کو پیغمبری خدا نے دی

گئی ہی دیر سے ابتک پھری نہین شاید — در قبول سے اوپر ڈھی دعا نے دی
کفن کی فکر ہمارے لیے بھی واجب ہی — نقاب ہی کی جو تھین مشورت حیا نے دی
دم اخیر تصور بندھا ترے رُخ کا — طرف کو کعبے کے کروٹ مجھے قضا نے دی
لڑائے آنکے تجھے آنکھین غزال چین ختن — شکست اُنکو تری چشم سرمہ سا نے دی
جہان سے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا — تمھاری راہ مین جان اک شکستہ پا نے دی
محال کیا کوئی سودہ زدہ جو دم مارے — گلو مین پھانسی ہی اُس کاکل رسا نے دی
فقیر ہو کے جو تجھپر مٹا ہی اے شہ حسن — جگہ ہی سائے مین اپنے اُسے ہما نے دی
کیا ہی عشق نے بالاے یار کے بیخود — پری کے سائے کی ایذا ہی اُس بلا نے دی
رہ عدم مین سب آواز اپنی بھول گئے — صدا نہ قافلۂ اشک مین درا نے دی
ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کی شاکر — دعا نہ اُس شہ خوبان کو کس گدا نے دی
عبث نہ داغ محبت کو رکھتے ہو آتش — نشانی اپنی ہی کس لالہ گون قبا نے دی

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ملازمان اقبال لاشۂ اقبال لیے ہوے جاتے ہین قریب کوہ بلور کے پہونچے تھے اُدھر سے ملکہ صرصر شمشیر زن آتی تھین دور سے دیکھا کہ ایک لاشے کو چند کس اُٹھائے ہوے روتے پیٹتے لیے جاتے ہین صرصر نے بڑھکر ان سبھون سے ملاقات کی پوچھا صاحبو یہ پہلوان کہان مارا گیا کس کے ہاتھ سے قتل ہوا اُن لوگون نے کہا حضور قیس بادیہ گرد ہمارے آقا کو براے مقابلۂ فرزند طلسم کشا لیگیا وہان بی لیلا بھی موجود تھین قیس و اقبال دونون ہاتھ سے فرزند طلسم کشا کے مارے گئے ہمنے اُڑتی اُڑتی خبر سُنی کہ فرزند طلسم کشا پر بی لیلا مائل ہین ہر وقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہتا ہی دن عید رات شب برات فرزند طلسم کشا نے علاقے کے علاقے برباد کر دیے ہزار ہا زمیندار مارے گئے یہ سُنکر صرصر کو بڑا ملال ہوا سوچی کہ بی لیلا نے بڑی آفت برپا کی وہ لوگ تو روتے پیٹتے چلے گئے صرصر بیٹھکر سوچنے لگی کہ ملکہ حیرت نے فرمایا تھا کہ بی لیلا صاحب نکل گئین کچھ اُنکو سزا ہونی یقین ہی کہ ملکہ حیرت بہت خوش ہون چلکر لیلا کو گرفتار کر لاؤن لشکر قزاقان مین جانا کتنی بڑی بات ہی سب دیوانے عیش پسند ہونگے اپنے مقام پر جشن کر رہے ہونگے جاتے ہی سے آؤنگی یہ سوچکر صورت تبدیل کی طرف لشکر غضنفر کے چلی ایک ضعیفہ کی صورت بنی ہوئی لشکر غضنفر مین آئی عجب طرح کا لشکر دیکھا درختون کے نیچے قزاق

اُترے ہوئے ہین ناچ ہر مقام پر ہو رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط ہر مقام پر گرم ہو ایک طرف دیکھا بارگاہ زری
استادہ ہو بیچ مین غضنفر ایک سمت بی لیلا بیٹھی ہین ایک طرف نسیم جالندری ایک جانب ملکہ قمر پیکر بیٹھی
ہین نازنینان مہ جبین ناچ رہی ہین دور جام شراب بے اندیشۂ انجام چل رہا ہو نوجوان مصاحب دربار مین
جمع ہین ہنسی دل لگی ہو رہی ہو زرق برق تیز پا عیار پشت پر غضنفر کی کھڑا ہوا مگس رانی کر رہا ہو یہ محفل
عیش و نشاط دیکھکر صرصر کو بڑا رشک ہوا جی مین کہتی ہو یہ دیوانہ بڑے عیش کر رہا ہو ایکطرف قزاق ڈفلیان ہاتھ
مین لیے ہوئے ناچ مین اُتار رہے ہین صرصر کنارے آکے ٹھہری جب دربار برخاست ہوا ملکہ لیلا اپنے
خیمے مین اُٹھکر چلین صرصر نے پیچھا کیا ایک کنیز کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا اُسی کنیز کی شکل بنکر ساتھ لیلا
کے چلی اُنکی بارگاہ مین آئی دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہو ملکہ لیلا محمل نشین نے بیٹھکر
خاصہ نوش کیا چھپرکھٹ پر آکے آرام فرمایا صرصر کنیزون مین ملکہ کی چوکی پر آئی اور کنیزون کو لوکھریان کھلا کر
بیہوش کیا اب تڑپ کے اُٹھی لیلا محمل نشین کے چہرے سے دوشالہ ہٹایا جیسے آفتاب پردۂ ابر سے
نکل آیا دماغ مین بیہوشی دیکر بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا سر نقچہ چاک کرکے نکل جاؤن دیکھا صدہا قزاق بارگاہ
کو گھیرے ہوئے ہین دروازے پر زرق برق عیار بیٹھا ہو صرصر حیران ہوئی کہ اب کسطرف سے نکلون آخر کہین
راستہ نہ ملا نقب کھودتی ہوئی چلی مہر نقب کا سایے مین ایک نخل کے توڑا وہان جا کے نکلی اب ترپتی ہوئی
چلی کسی مقام سے تڑپ کر نکل گئی کسی مقام پر بیٹھ گئی پہر رات پچھلی باقی ہو قزاق اب بھی جابجا بیٹھے ہوئے
جاگ رہے ہین گانے سے فرصت نہین بڑی مشکل مین صرصر لشکر سے نکلی اب تو میدان پایا چپت و خیز
کرتی ہوئی چلی راہ مین صبح ہو گئی اور خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کہین مجبور یا وغیرہ آتا ہو گرتی پڑتی اُٹھتی بیٹھتی بعد
خرابی بسیار لشکر حیرت مین پہونچی غلغلہ ہوا کہ صرصر کسی کا پشتارہ لائی حیرت نے سنتے ہی کہا جلد اُسکو
ہمارے سامنے لاؤ صرصر لیلا کا پشتارہ لیے ہوئے سامنے حیرت کے پہونچی کہا حضور گنہگار کو لائی ہون حیرت
نے کہا کون ہو صرصر نے کہا حضور بی لیلا محمل نشین نے جاکر طلسم کشا کے بیٹے کے ساتھ آشنائی کی
مین اُسطرف گئی تھی خبر تھی انکو چرا لائی ہر چند کہ حضور لشکر مسلمانان بہت بڑا لشکر ہو مگر فرزند طلسم کشا کے لشکر مین
عجب چہل پہل ہو شہرون سے نفرت ویرانے سے رغبت جنگل کو منگل بناتے ہین مین بڑی مشکل سے انکو لائی
ہون چوکی پہرے کا وہ انتظام ہو کہ ہوا بھی نہین گذر کر سکتی حیرت نے کہا آج انکو قید کرو شہنشاہ کے
پاس عرضی بھیجی جائیگی جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے اس حال کی عرضی لکھکر طرف افراسیاب کے روانہ کی لیلا کو

مستاصل کرکے قید کیا تھی ساحر جادوگرنیان قیدخانے پر مقرر کین یہان شاہزادہ غضنفر ابن اسد تیغ کو
دربار مین آکے سرداران نامی آنے لگے نوجوانون کا مجمع ہوا کہ رونے پیٹنے کی آواز آئی غضنفر نے گھبرا
کر کہا اے خیر تو ہے دیکھا کنیزان ملکہ لیلا روتی ہوئی سامنے آئین عرض کی فرش خواب سے کوئی ملکہ
لیلا کو چرا لیگیا مہرو نقب کا بارگاہ سے شروع ہوا ایک نخل کے سامنے مین جا کر ٹوٹا ہے لیجانے والا بڑی
تدبیر سے لیگیا یہ سنکر غضنفر نے طرف رف رف عیار کے بنگاہ غضب دیکھا فرمایا کیون ای رف رف
تم اب ایسی غفلت کرتے ہو کہ غیر ہمارے لشکر مین آیا اور ملکہ کو چرا کر لیگیا ذرا تمکو خبر نہوئی جلد پتہ لگاؤ ورنہ
تمہارے واسطے بہت خرابی ہوگی بیٹے تمہارے واسطے عہدہ سرہنگی تجویز کیا تمکو کچھ خیال نہین جلد پتہ
لگا کر ہے خبر دو کہ فلان مقام پر ہین رف رف یہ سنتے ہی کانپتا ہوا بارگاہ ملکہ لیلا مین آیا وہان ایک
کنیز کو کنارے بیہوش پایا یقین کامل ہوا کہ اسی کنیز کی شکل بنا کر کوئی آیا اسی نقب مین سے چاند ہوا اندر سے
پر نقب کے زیر نشان نقش پا دیکھا سمجھا کہ یہ پیر کسی عورت کا ہے دیکھتا ہوا نشان نقش پا کو پہلا نشان
نقش پا پر آنکھین لگا دین دیکھتا بھالتا چلا جاتا ہے آہستہ آہستہ ایک صحرا مین پہونچا وہانتک نشان پایا صحرا
مین ایک جادوگر سے ملاقات ہوئی رف رف نے ساحر سے پوچھا تم کہان رہتے ہو اُسنے کہا مین لشکر
حیرت مین نوکر ہون یہ تو رف رف نے اُس سے گھل ملکر باتین کرنا شروع کین پوچھا کیون بھائی
آج کل لشکر مین حیرت کے کسطرح لڑائی ہو مسلمان بھاگتے پھرتے ہین یا لڑنے پر آمادہ ہین شہنشاہ نے
کس کسکو قید کیا ہے لیلا نے پھر کر نکل گئین تھین اُنپر کیا گذری یہ سنکر اُس ساحر نے کہا ابھی لیلا تو پکڑ
آئین وحشی خدمت مین شہنشاہ کے گئی ہے بڑا سے منزل سے ملکہ لیلا کا آیا ہوگا سب حال رف رف
نے پوچھا اب یقین کامل ہوا کہ ملکہ لیلا لشکر حیرت مین ہین چلکر دیکھ بھی آئین شہنشاہ ترافاق ضرور
شبخون مارینگے لیلا کو رہا کرنے آئینگے مقام دیکھ لینا ضرور ہے رف رف شکل صندل لشکر حیرت جادو
مین آیا دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہے ساحر جابجا ذکر کر رہے ہین کہ ملکہ لیلا کے قتل کا حکم آگیا کل اُنسے وجہ
بغاوت دریافت کی جائیگی پہلو سے بارگاہ حیرت مین ایک خیمہ استادہ ہے اُسمین ملکہ لیلا قید ہین رف رف
یہ سب خبرین دریافت کرکے بھاگا لشکر غضنفر مین آیا خبر پہونچی کہ شاہزادے نے شب سے خاصہ نہین نوش
فرمایا ہے رف رف گھبرا گیا بارگاہ مین غضنفر کی آیا لیکن کانپتا ہوا زمین ادب کو لب عبودیت سے
بوسہ دیا عرض کی ای شہنشاہ ترافاق ملکہ صرصر کے لشکر مین آئین ملکہ لیلا کو چرا کے گئین

افراسیاب کا حکم براے قتل ملکہ لیلا آگیا کل قتل کا ارادہ ہے یہ سنکر غضنفر نے قبضۂ تیغ رویین شگاف پر ہاتھ
ڈالا افراقون کی جانب متوجہ ہوے کہا بھائیو سنا تمنے ہم تو فکر قتل افراسیاب مین ہین اور یہان
افراسیاب کو یہ اختیار ہوا کہ قتل ملکہ لیلا کا حکم دیا ہے سب نے کہا آج رات کو چلکر شکار کیجیے غضنفر نے
کہا اے برادران صف شکن دام فرزانان تیغ زن خدا فضل کرے تو لی حیرت زوجۂ افراسیاب کی آج کچھ
خدمتگذاری ہو فراقون نے کہا اے شہریار تماشا مین کاٹ دین بارگاہ گر پڑے پھر اسمین آگ لگا دین جا کے
بعد اسکے سرکار کھڑے ہو کے تماشا دیکھین غضنفر نے سب کو آفرین کہی دن گذرنا پہاڑ ہو گیا ملکہ نسیم
نے آکر بہت دلدہی کی لیکن غضنفر شگفتہ نہوے ملکہ قمر پیکر نے کہا اے شہریار آپ کو بہت پریشان پاتی
ہون گالنیون کو بلائیے گانا سنیے ذرا دل بہلے یہ سنکر غضنفر نے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی
کہا کس منہ سے مین بیان کرون کہ دل پر کیا گذر رہی ہے لیلا کے قید ہونے نے نہایت پریشان کیا ہے نظم

مین تو دیوانہ تھا اسکی عقل کو کیا ہو گیا — قیس کہتا ہے مجھے ناصح کو سودا ہو گیا
جوش عشق و حسن نے کیا رنگ بدلا دیکھنا — اشک خونی سے مرے منہ زرد اسکا ہو گیا
سینہ زن باجا سدا رہتا ہے بن ماتم کوئی — آپ اپنے ہاتھ سے مین ہاے رسوا ہو گیا
صور تھی منقار مرغ صبح پہلو سے مرے — وہ قیامت قد جو اٹھا حشر برپا ہو گیا
زخم کھایا زہر کھایا تو بھی کچھ ہوتا نہین — دید گذری مرگ کو کیا جانیے کیا ہو گیا
یکسی سے ہو کر ان لطفون پہ گستاخی نہو — غیر ہنسا کب ہوا ہر چند ہنسا ہو گیا
یون لب خنجر کے بوسے متصل لیتے نہ تھے — زخم کاری کی ہنسی مین کام اپنا ہو گیا
سحر تسخیر سے ہم خود مسخر کیون ہوئے — آنکھ کی پتلی جو تھی جادو کا پتلا ہو گیا
نو فلک بین کیا کرے یہ نالۂ آتش نشان — ایک دشمن سے کسو یا اور پیدا ہو گیا
کفر ہے گر رخ ترسا تماشا ہے چمن — گلشن اپنے حق مین اے مومن کلیسا ہو گیا

مجھکو گرفتار ہونا ملکہ لیلا کا بہت شاق ہوا مین کھانا پلٹ کر کھاؤنگا غضنفر نے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا
رات کا ہوتا کہ غضنفر نے بوقت ترکی سجا یا نسیم کا جتی پھرتی آئی کئی مرتبہ آکر عرض بھی کی اے شہریار اگر حیرت
پر آفت ہوگی تو افراسیاب ضرور آئیگا وہ بلاے روزگار ہے ان تحفہ جات کو مٹا دیگا حضور بہت سمجھکر چلین
ایسا نہو دشمن کسی بلا مین پھنسا دین غضنفر نے کہا ہم براے رہائی ملکہ لیلا جاتے ہین اگر افراسیاب آئیگا

اُس سے بھی مقابلہ کرینگے بلکہ نسیم کی ہوا نہ بندھی کہا اے شہریار قمر پیکر تو یہین چھوڑ دیجیے ایسا نہو کہ افراسیاب
زنجیر سے تو آپ کا تعاقب کرے وہ مدت سے اسیر عاشق ہے غضنفر نے منھ پھیر لیا کہا ناموس کا ساتھ رہنا
ضرور ہے دو پہر سے شب گذر چلی تھی کہ غضنفر سوار ہوے اسی ہزار دیوانون کو لیکر چلے شب تیرہ و تار لشکر حیرت
جو دو لاکھ ساحر فرو کش ہین بے شمار مصور و صورت نگار ایک جانب فرو کش ہے اور بہت ساحر مدد کیواسطے جابجا
سے آئے ہین دو پہر رات گئے غضنفر آگرا خیمون کی طنابین کاٹین اور آگ لگادی غضنفر خیمۂ قید خانہ لیلا پر
پہونچے کئی ہزار جادوگرنیان جو نگہبان تھین انھون نے سحر کیا غضنفر نے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب کئی سو
جادوگرنیان قتل ہوئین ایک کنیز تلوار کھینچکر چلی کہ لیلا کو قتل کر ڈالون لیلا نے پردہ اُٹھا کر کہا اے شہریار کنیز رخصت
ہوتی ہے افسوس ہے کہ یہ کنیز خدمت سے مشرف نہوئی نظم

مست کسدرجہ نگاہ ساقی مستانہ ہے — گردش سر ہکو مثل گردش پیمانہ ہے
اسقدر بیہودہ دیکھو عادت پیمانہ ہے — آشنا ہر لب سے اور ہر ایک سے بیگانہ ہے
جو سخن منھ سے نکلتا ہے مرے مستانہ ہے — ہاے دہن میناے مے ہر لب لب پیمانہ ہے
اشک محرومی سے کیا امید رکھین بدنصیب — آب رحمت سے ہنوز سبزہ یہ دانہ ہے
پردۂ عصمت نہین ہوتا حسینون کا حجاب — شمع کا فانوس مین بھی حسن معشوقانہ ہے
آجتک باقی وہی ہے مجھ مین تاثیر جنون — کھائی جس کتے نے ہڈی وہ سگ دیوانہ ہے
ساکن مسجد کبھی گہ معتکف ہے دیر کا — ملت و دین نسیم دہلوی رندانہ ہے

غضنفر آواز ملکہ کی سنکر گھوڑے سے کود پڑے اندر خیمے کے پہونچے اُس کنیز پر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے جھپٹکر زبان سے لیلا کی سوزن کو نکالا ملکہ لیلا تڑپ کر اُٹھین تمام قید آہن ٹوٹ کر گری ملکہ لیلا اسف
سنکر کہا اے شہریار نکل چلیے آپ نے غضب کیا لشکر حیرت پر شبخون مارا ایسا نہو کہ حیرت کو خبر ہو جائے زوجہ
افراسیاب سحر اُسکے نایاب بلکہ انتخاب ولاجواب غضنفر نے کہا اُنکی بھی خدمت کر لین تو چلتے ہین لیلا
کہتی ہین اے شہریار حیرت سے مقابلہ کرنا اچھا نہین غضنفر کب مانتے ہین گھوڑا اُڑاتے ہوے قریب بارگاہ
حیرت پہونچے لیلا بھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگین جس غول پر گرین اُس غول کو پامال کیا کئی بارگاہین جلادین
غضنفر نے قریب بارگاہ حیرت پہونچکر طناب کاٹ کئی ستون قطع کیے بارگاہ لہرائی حیرت پڑی سو رہی تھی
کہ کنیزون نے غل مچایا کہ حضور بارگاہ گرا چاہتی ہے حیرت آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ایک دستک دی کھیے سنہری

پیدا ہوے بارگاہ کو روک لیا حیرت نے کہا یہ کیا آفت ہی کنیزون نے عرض کی حضور فرزند طلسم کشانے اگر شبخون
مارا لیلا کو چھڑا لیا حیرت غصے مین باہر نکلی نکلکر دیکھا ہزارون بارگاہین جل رہی ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی
قزاقون نے زمین تہ و بالا کر دی حیرت نے قزاقون پر سحر کیا کئی سو قزاق گرے حیرت نے بڑھکر جادوگرون سے
کہا ان سب کے سر کاٹ لو غضنفر غول پر ساحرون کے جا پڑا کئی سو جادوگرون کو مار گرا دیا حیرت ہان ہان
کر رہی ہی مگر کون سنتا ہی لاکھون جادوگرون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین حیرت نے سحر کیا گولہ پھینکا
وہ گولہ سر پر غضنفر کے پہنچا گھوڑا پا توڑا ارسے بھر رہا تھا یا رک گیا غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا عکس
انگشتر پڑتے ہی گھوڑا طرارے بھرنے لگا حیرت نے دیکھا کس شے نے سحر باطل کر دیا یہ بھی حیرت دیکھ رہی ہی
غضنفر نے جسکے ہاتھ مارا وہ ساحر نہ بچا سحر کی بوچھار ہی غضنفر پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا حیرت نے پکارکر
ایک آواز دی ارے کیا ہوشربا تمام ہو گیا اتنا تو بتاؤ کہ اس شخص پر کیون سحر تاثیر نہین کرتا حیرت کے پکارتے
ہی ایک طائر پیدا ہوا طائر نے مثل انسان کے آواز دی اے ملکۂ عالم اسپ بادپا انگشتر مہر و ماہ و تیغہ
رومین شگاف ساختۂ ساحر شمشش کہ وہ ان چیزون کو طلسم بند کر گیا ہی وہ اسکے پاس ہین ان چیزون پر کبھی سحر
تاثیر نہ کریگا ہم تو جاتے ہین کہ اب انکو جانے دیجیے حیرت نے کہا یہ میرے لشکر پر شبخون کیون آیا گیا اس دیوانے
نے مجھکو مثل ساحران قربات سمجھا ہی یہ کہتی ہوئی حیرت بڑھی کئی قزاقون کو مارا دو چار کے مرنے کی جو خبر غضنفر
سنی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا گھوڑے کو مہمیز کرتا ہوا چلا راہ مین حیرت کا سامنا ہوا لیلا نے جو دیکھا کہ
غضنفر مقابلۂ حیرت مین جاتے ہین راہ مین ہزارہا جادوگرون نے ہجوم کیا ہی ہر طرف سے سحر کی بوچھار ہو رہی ہی
تڑپ کر گرین ساحرون کو قتل کرنے لگین حیرت کی جو نگاہ لیلا پر پڑی للکارا او کمبخت بریدہ اس لونڈے
پر تو عاشق ہوئی ہی لیلا نے چاہا صف کاٹ کر علیحدہ ہون بڑے زور و شور سے اس مقام پر تلوار چل رہی ہی غضنفر
لڑتا بھڑتا سامنے حیرت کے پہونچا حیرت نے چاہا تڑپ کر نکلون کہ غضنفر نے ایک تیر مارا شانۂ حیرت کا زخمی
ہوا دی خون حیرت نے چلو مین لیکر لیلا پر پھینک مارا لیلا اڑ کر اگر گری ہرن پر آ بیٹے پڑ گئے کنیزون نے
دوڑ کر ملکہ لیلا کو گرفتار کر لیا غضنفر نے چاہا چھڑاؤن حیرت نے ایک دستک دی دیوار آہن بیچ مین
حائل ہو گئی غضنفر نے دیکھا حیرت آنکھون سے مخفی ہو گئی لیلا گرفتار ہو گئین غضنفر نے بڑا افسوس کیا
کہ جس کام کو آئے وہ مطلب نہوا حیرت نے غائب ہو کے پھر ایک دستک دی اس سے ایک غبار بلند پیدا
ہوا غضنفر کو اندھیرا معلوم ہوا بعد تھوڑے عرصے کے غضنفر نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا بہت پریشان ہوے

رف رف سے کہا ہم برائے رہائی ملکہ لیلا آئے تھے یہان صحرا مین کیونکر پہونچے ہو سکتا ہی کہ جا کر خبر لاؤ
رف رف بھاگا کہا حضور مین خبر لاتا ہون غضنفر ایک درہ کوہ کے قریب آکر اُترے مگر نہایت قلق ہی
یہی فرماتے ہین کہ لیلا کا گرفتار ہونا مجھے بہت شاق ہوا گیا کہون کہ کیا میرے دل کی کیفیت ہی **نظم**

پھر اسکے پہلو مین جا رہے ہین کہ جسکے پہلو مین جا چکے تھے
وہی مصیبت اُٹھا رہے ہین کہ جو مصیبت اُٹھا چکے تھے

کہو جو بیجا بجا ہی مجھکو سزا ہی جو نا سزا ہی مجھکو
کہا نکار رونا پڑا ہی مجھکو جو مدتون تک رُلا چکے تھے

جو انکی خو تھی سو انکی خو ہی جو گفتگو تھی سو گفتگو ہی
مجھے اُنہی سے ملنے کی آرزو ہی جو ہر طرح سے مٹا چکے تھے

عدو کا بھی ہون عدو مقرر برا بر اسکے ہوے برابر
سنبھلا بدلتا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنا جما چکے تھے

کسی سے کوئی نہ دل لگائے نسیم کیا کیفیت بتائے
وہی اب آنسو بہانے آئے لہو جو میرا بہا چکے تھے

سردار عرض کر رہے ہین اے شہریار یہ غضب کہ شبخون مار دیجیے غلامان جانباز وعدہ کرتے ہین کہ حیرت کی
مشکین باندھ لائینگے نسیم روتی ہوئی سامنے آئی کہا اے شہریار خدا نے بڑا فضل کیا کہ حیرت نے آپ کو
ہٹا دیا آپ کو گرفتار نہ کیا اگر گرفتار کرنے کا ارادہ کرتی سرکار کو نکلنا مشکل ہوتا سب سرداروں نے غضنفر
کو سمجھایا کہ اب شبخون جانا لشکر حیرت پر بہتر نہین غضنفر رف رف کا راستہ دیکھ رہے ہین رف رف آکر
لشکر حیرت مین داخل ہوا صورت بدل کر پھرنے لگا دریافت کیا کہ ملکہ لیلا ایک خیمے مین قید ہین کئی ہزار
نگہبان مقرر ہین رف رف دن بھر پھرا کیا اسی فکر مین ہی کہ رات ہو تو خیمہ ملکہ لیلا مین پہونچون پانچون عیار پھر
بھی دیکھا کہ جا بجا پھر رہی ہین رات کو رنگ و روغن عیاری کا لگا کر رف رف صبا رفتار کی صورت بنا
طرف سے خیمہ قید خانے کے نکلا گلفام رنگین پوش جو نگہبانون کی افسر ہو اُسنے پوچھا صبا رفتار اس وقت
کہان سے آتی ہو رف رف نے کہا ملکہ حیرت نے فرمایا تھا کہ جا کر دیکھو سب جاگ رہے ہین نگہبانی مین
فرق تو نہین ہی گلفام رنگین پوش نے کہا اے صبا رفتار ملکہ عالم سے عرض کرنا کہ ہم رات بھر جاگتے ہین
کیا مجال کہ نگہبانی مین فرق ہو لیکن ہمارے واسطے آج شراب نہین آئی صبا رفتار نقلی نے کہا ہم شراب
بھجوا دینگے یہ کہکر رف رف وہان سے ہٹا شراب کی بھٹی پر آیا ایک تپلہ شراب کا خرید امزدور کے سر پر
رکھوا کے لایا کہا او ملکہ گلفام یہ حاضر ہی ملکہ حیرت نے کہا اسوقت میخانے بند ہین تم کسی بھٹی پر سے
شراب خرید کرکے لیجاؤ صبح سرکار سے ملجائیگی سب شراب کی بھوکی ہو رہی تھین آپسمین شراب تقسیم ہونے لگی
رف رف نے کہا آج ہم بھی تمہارے ساتھ شریک ہونگے شراب جو تقسیم ہوئی صبا رفتار نقلی نے

گنگنا کے سامنے گلفام رنگین پوش کے یہ غزل گائی غزل

عتاب لب کا اپنے مزا کچھ نہ پوچھیے
عجز و غرور شاہ و گدا کچھ نہ پوچھیے
کیا کیا نگہ پھسلتی ہے رخسار یار پر
کھولے ہیں کسکے بند قبا کچھ نہ پوچھیے
اُستاد نے کیا ہے کسے بادشاہ حسن
کیا رنگ لا رہی ہے حنا کچھ نہ پوچھیے
کیا شوخ دو کمر جو گذرتا ہے یہ خیال
لگتی ہے زلف یار سا کچھ نہ پوچھیے

کس درد کی ہیں آپ دوا کچھ نہ پوچھیے
خوشبو سے ہو رہا ہے معطر دماغ جان
کیا یہ آئینہ ہے صفا کچھ نہ پوچھیے
آئینہ لیکے دیکھیے اپنا مشابہ
سر پر ہے کسکے ظل ہما کچھ نہ پوچھیے
ناگفتنی ہے عشق بتان کا معاملہ
آتی ہے غیب سے یہ صدا کچھ نہ پوچھیے
آتش لگا عشق کی تقریر کیا کہوں

ناز و نیاز عاشق و معشوق کیا کہوں
چلتی ہے کس طرف کی ہوا کچھ نہ پوچھیے
جامے سے باہر اپنے جو ہوں عجب نہیں
مجھسے سلوک شرم و حیا کچھ نہ پوچھیے
رنگین کیے ہیں یار نے جیسے کہ بت بنا
ہر حال میں ہے شکر خدا کچھ نہ پوچھیے
کو ماہ خال روے منور ہے کسقدر
مشفق جو کچھ ہوا اسکی سزا کچھ نہ پوچھیے

اس رنگ میں رقت رقت نے یہ غزل گائی کہ تمام کنیزیں تعریفیں کرنے لگیں بیہوش ہونے تاثیر ہوئی کہ
آپس میں دست درازیاں ہونے لگیں کسی نے کسی کی چٹیا پکڑی کسی نے کسیکا دوپٹہ کھینچا گر گر کر بیہوش
ہونے لگیں گلفام نے پکار کر کہا آج کنیزوں کو کیا ہو گیا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھی ایک نے کہا تمکو کیا
ہوا ہے کس بات پر گھمنڈ ہے جو تمھارے پاس وہ ہمارے پاس گلفام نے چاہا کھسکر اسکو سزا دوں وہ قدم چلی
تھی کہ لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی رقت رقت اٹھا کنیزوں کو تو ہاتھ نہ لگایا خیمہ میں آکر ملکہ لیلا کو سلام کیا لیلا
نے کہا تو کون عرض کی غلام آپ کا رقت رقت سرکار نے بھیجا ہے کہ ملکہ کو رہا کرکے لاؤ لیلا نے کہا میری ہاتھ
سوزن نکالو میں آپ تڑپکر نکل جاؤنگی رقت رقت نے سوزن کو نکالا عطر بیہوشی سنگھا دیا لیلا بیہوش ہو گئی تب
رقت رقت پشتارہ باندھ کرنے لگا قضائے کار ملکہ صرصر پھرتی پھراتی اسطرف آنکلی دیکھا سب کنیزیں بیہوش
پڑی ہیں خیمے میں ملکہ لیلا نہ اور صرصر گھبرا گئی کہ صبح کو بڑی خفگی ہوگی نشان نقش پا دیکھتی ہوئی چلی دل کو
بڑا تردد ہے مگر رقت رقت لشکر حیرت سے نکلکر ایک صحرا میں آکے پہونچا ایک جھیل پر پشتارہ ملکہ
لیلا کا ایک تختۂ سنگ پر رکھدیا آپ خود پانی پیا اپنے کو آراستہ کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد باریک اڑتی دکھائی
صرصر شمشیر زن دوڑی ہوئی آتی ہے رقت رقت نے چاہا چھپ جاؤں لیکن صرصر نے دیکھ لیا دور ہی سے للکارا
او نا عیار خبردار یہ پشتارہ کمان لیے جاتا ہے رقت رقت نے کلہ تیغ کھینچا یہی صرصر شمشیر زن نے
دیکھ لیا کہ کوئی نا عیار ہے برق و قران وغیرہ سے ڈرتی ہے اور کسی کو کب مانتی ہے یہ بغور دیکھکر

نیچہ کھینچکر جا پڑی دونون مین نیچہ چلنے لگا رُف رُف فرزند خواجہ عمرو بلاے روزگار کب کسی سے دبتا
ہی سینہ سپر کرکے لڑنے لگا کبھی چاہتا ہی حلقہ ہاے کمند ماردون کبھی قصد ہی کہ اگر یہ ذرا پیچھے ہٹے تو مین
پشتارہ سے بھاگون مگر صرصر شمشیر زن بھی دم نہین لینے دیتی اگر رُف رُف نے حلقہ ہاے کمند مارے
صرصر سبک ہوکے نکل جاتی ہی اپنے کو ہر طرح پر بچاتی ہی یہی حال رُف رُف کا بھی ہی رُف رُف کے
خیال مین آیا کہ ملکہ لیلا اے محمل نشین کو ہوشیار کردون لڑتے لڑتے یہ خیال جو آیا کئی پیچھے ہٹکر
مارے فرما جو صرصر شمشیر زن پیچھے ہٹی رُف رُف نے پلٹ کے حباب دافع داروے بیہوشی منھ پر ملکہ
لیلا کے ماردیا لیلا ہوشیار ہوئین صرصر نے جو دیکھا کہ عیار نے صاحب پشتارہ کو ہوشیار کردیا چاہتی ہی
جست کرکے نکل جاؤن لیلا نے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا پکار کر کہا ای رُف رُف تم ہمکو بیہوش کرکے کیون
لائے ہم اُسکے نکل جاتے رُف رُف نے کہا مین سوچا کہ شاید کوئی آفت نہ آجائے اسواسطے مین آپ کو بولنے
لیچلا تھا مگر صرصر جو لیلا نے سحر کیا تھا پی صرصر لڑکھڑا کے گرین لیلا نے اشارہ کیا کہ اسکی مشکین باندھلو
ای رُف رُف تم جانتے ہو کہ یہ کون صاحبہ ہین آپ کے والد ماجد انپر عاشق ہین انکو اُنکے پاس بھیجینگے
وہ دربار مجھ لینگے رُف رُف نے کہا مین ملاقات کا قبلہ وکعبہ کی مشتاق تھا اسی حیلے سے جاکر قدمبوسی
کرونگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی معدوم مردار خوار دس ہزار فوج کو ساتھ لیے ہوے یہ خدمت ملکہ
حیرت جاتا ہی لیلا نے کہا ای رُف رُف غضب ہوا خدا جگزار افراسیاب آگیا اب صرصر کا لینا دشوار ہی
تم چلے جاؤ مین لڑ بھڑکر نکل آؤنگی معدوم نے جو دور سے دیکھا کہ صرصر زمین پر پڑی ہی لیلا کو تو سب جانتے ہین
وہین سے آواز دی کیون بی لیلا شہنشاہ سے بغاوت کی تمھاری سب خبرین سنے تھین پہلے تو نے سحر کیا کہ
صرصر ہوشیار ہوئی جست کرکے یہ تو الگ ہوگئی معدوم نے کل فوج کو اشارہ کیا کہ لیلا کو گرفتار کرلو
چار طرف سے ساحرون نے بلوہ کیا لیلا نے وہ سحر کیا کہ ساحر سر ٹکرانے لگے معدوم پر جا پڑی خنجر کمر سے
نکال کر پھینکا مارا معدوم کا سر زخمی ہوا رُف رُف ایک گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ لیلا نے سب کو اپنے سحر مین
پھنسالیا معدوم کا سر زخمی ہوا بھاگا پھرتا ہی چاہتا ہی مقابلے مین لیلا کے نہ جاؤن لیلا نے لشکر کو
اُسکے ویران کردیا کئی ہزار جادوگر مارے جس غول پر جا پڑی کسی کو صورت دکھا کر دیوانہ کیا کسی کو دیکھکر
قہقہہ وہین واکیا مسکرا دین سیکڑون جھومنے لگے کوئی اپنا گلا کاٹتا ہی کوئی چیخین مارتا پھرتا ہی کوئی جوش
مین عشق کے منھ کے بھل گرتا ہی ہر طرف سے لشکر مین معدوم کے ہنگامہ بلند ہی معدوم انتہا کا دردمند ہی

ساتھ والون سے کہتا ہی برق الگ کھڑا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا ہی معدوم مردارخوار کی جان پر بنی ہی بعض
سردارون سے کہتا ہی کہ یارو مین کس آفت مین پھنسا لیلا کا سحر بلا کا ہی سیکڑون کو دیوانہ کر دیا ہزارون کو صورت
دکھا کر لیلا نے مجنون بنایا اب کیا تدبیر کرون صرصر ایک جانب کھڑی رو رہی ہی قضائے کار افراسیاب جادو
باغ سیب سے سوار ہوا طرف کوہ مقناطیس کے جاتا ہی خبر سنی ہی کہ ساحران ظلمات آتے ہین منظور ہی
کہ انکو جا کر دیکھون اکیلا تخت پر بیٹھا ہوا جاتا ہی کہ کان مین ساحرون کے مرنے کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک
طرف جنگل مین شعلہائے آتش بھڑک رہے ہین افراسیاب اُس طرف پلٹا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھتا ہی ایک طرف صحرا مین
لیلائے محمل نشین ہزارون جادوگرون سے لڑ رہی ہی چار طرف سے سحر پڑ رہا ہی لیلائے محمل نشین
سب کے وار روکتی ہی جب اپنا وار کیا سو دو سو کے سر اُڑا دیے کسی کو دیوانہ کیا کسی کے دو ٹکڑے کیے افراسیاب
کو بہت ناگوار معلوم ہوا سابق مین اسیر عاشق بھی ہوا تھا جمال جہان آرا ایسی دیکھ رہا ہی کہ معشوق خود و سحر مین
بھری ناز و عشوہ محبوبی پکار کر آواز دی کہ ای لیلا خبردار اب آگے نہ بڑھنا لیلا نے جو سر اُٹھا کے دیکھا شہنشاہ
افراسیاب کو جو بقہر و غضب آتا ہی گھبرا گئی ہونٹھ کانپنے لگے سحر فراموش ہونے لگا مگر ربط و ضبط کو کام فرما کے
جیسے ہی افراسیاب زمین پر آیا لیلا نے زیور اپنا اُتار کر پھینک مارا افراسیاب پر برقین گرین تلوارین
چمکین خنجر گرے سیکڑون آفتین افراسیاب پر آئین لیکن افراسیاب ان سحرون کو کب مانتا ہی اشارون
مین دفع کر دیا معدوم مردارخوار کو آواز دی کہ خبردار سحر نہ کرنا تجھے کیا غرض ہی کہ جو تو نے اس معشوقہ پر پہلو کو
گھیرا معدوم علٰحدہ ہوا افراسیاب اکڑتا ہوا پاس ملکہ لیلا کے پہونچا افراسیاب نے آواز دی کہ ای
لیلا مین نے تیری کیا خطا کی تھی کہ جو تو شریک مسلمانان ہوئی لیلا نے خوف کے مارے کچھ جواب نہ دیا
افراسیاب نے ہاتھ پکڑ لیا لیلائے محمل نشین کچھ بول نہین سکتی افراسیاب نے تخت پر بٹھایا کہا کہ
چلو تمکو باغ سیب مین لیچلین جب لشکر معدوم چلا گیا افراسیاب نے چاہا کہ تخت اُڑا دون پہلو سے
آواز آئی کہ لونڈی بھی حاضر ہوتی ہی افراسیاب نے دیکھا کہ صرصر سامنے آئی کل کیفیت افراسیاب کے
سامنے بیان کی کہ لونڈی انکو گرفتار کر لائی تھی عیار غضنفر چھڑا کے لیگیا تھا مین نے آکے یہان گھیرا اُسی وقت
معدوم بھی آگیا اب مین ملکہ حیرت سے کہدونگی کہ شہنشاہ لیلا کو لے گئے افراسیاب لیکر چلا صرصر
کو رخصت کیا برق یہ سب معرکہ دیکھتا تھا جب افراسیاب چلا گیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھا
جی مین کہتا ہی کہ مین شاہزادے سے جا کر کیا کہونگا اس سوچ مین جاتا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا آفتاب جہان

آسمان عیاری و کوکب درخشان برج مکاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جست وخیز کرتے ہوے آتے ہین رف رف
نے جھک کر سلام کیا دوڑ کر عمرو نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا کہان سے آتے ہو رف رف نے عرض کی کہ کیا
گزارش کرون مین لیلاے محمل نشین کو چرا کر لایا تھا صرصر نے مجکو گھیرا اُس سے تو مین لڑا کسی مقام پر کمی نہ کی
معدوم مردار خوار جادوگر آ گیا مین نے لیلا کو ہوشیار کر دیا لڑائی ہو رہی تھی کہ افراسیاب آ گیا ملکہ
کو پکڑ کر ابھی لے گیا عمرو نے کہا کہ بیٹا جاؤ مین لیلاے محمل نشین کو ساحر کے لشکر مین لیجاؤنگا رف رف
نے کہا کہ قبلہ و کعبہ مین غضنفر سے کیا کہون اُنکی اُسپر جان جاتی ہے ضرور فرمائینگے کہ کیون نہ لایا عمرو نے
کہا کہ ہماری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ بیٹا تا برہائی اسعد صبر کرو جو ملکہ بران و ملکہ محمورہ ملکہ بہار کی
نہ ہوگی وہی تدبیر تمہاری بھی ہوگی بیٹا اب جاؤ افراسیاب دور نکل جائیگا رف رف طرف لشکر غضنفر
کے چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری چھپے دور سے دیکھا کہ تخت افراسیاب کا اُڑا ہوا جاتا ہے عمرو نے بادِ مہرے
اپنے پاؤن مین باندھے صورت اپنی تبدیل کی سفید چہرہ ہاتھ مین لیکر جست جو کی پچاس گز زمین سے بلند ہوے
آواز دی کہ او افراسیاب خانہ خراب کہان جاتا ہے منم معلم خداوندان جو پلٹ کر افراسیاب نے دیکھا کہ
ایک شخص قوی تن قوی من سر ہے کہ کبھی گڑھی کا برج دہن اقدس مردار بد ناسفتہ کا درج دونون ہاتھ
درخت کے ٹھنٹے ہنگار زربفتی کمر سے بندھا ہوا گدھے کے سم سونے چاندی کے کمر مین لگے ہوے ایک جامہ
زیب جسم ہے کہ رنگ بدل رہا ہے کبھی سبز ہوا کبھی سرخ ہو گیا جتنے پیوند ہین اُتنے ہی رنگ بدلتا ہے ہوا پر
پاؤن مارتے ہوے اسطرح کی آواز دی کہ افراسیاب ایسا ساحر کانپ گیا تخت اُتارا پوچھا کہ یہ عورت
کون ہے افراسیاب نے کہا کہ میری ملازم خراجگزار ہے شریک مسلمانان ہو گئی کہا کہ ہمارے
شاگردون کو سجدہ نہین کرتی افراسیاب نے کہا کہ سجدہ کیسا پوجنے دوسرے خدا اُن کو برا کہا جو
مسلمان ہوتا ہے پہلے خداوندون کو برا کہتا ہے تب مسلمان اپنے ساتھ لیتے ہین یہ سنکر معلم صاحب نے ایک
چیخ ماری زمین کانپ گئی اور دوڑ کر پشت پر لیلاے محمل نشین کے ہاتھ رکھا کہا کہ او زن حسین کیا شامت
آئی کہ تو نے مسلمانون کا ساتھ دیا اور کان مین جھک کر کہا کہ منم عمرو عیار جلد سجدہ کر لیلاے محمل نشین
تھر تھر کانپنے لگی فوراً سجدہ کے واسطے جھکی کہا کہ میری آنکھون پر پردے پڑے تھے معلم صاحب کے دیکھتے ہی
وہ پردے اُٹھ گئے معلم صاحب صاحب کشف و کرامات ہین افراسیاب خوش ہو گیا لیلاے محمل نشین
مسکین خوشامدین کر رہی ہے یہ بھی کہدیا کہ اے شہنشاہ آپکے حکم سے انکار نہین ہے معلم صاحب نے جیب مین

ہاتھ ڈالکر ایک سیب نکالا کہا کہ یہ خاص باغ سامری کا ہی سامری نے اس درخت کو سینچا تب یہ سیب پیدا ہوا یہ خاص تیرے واسطے ہی یہ کہکے سیب تراشا ایک بھانک افراسیاب کو کھلائی کھاتے ہی افراسیاب نے کہا کہ میرا دل گھبراتا ہی کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہی کہا کہ اسے خون بڑھتا ہی افراسیاب تخت سے اُترا اور ٹہلنے لگا دو چار قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے نعرہ کیا کہا کہ ای لیلا بھاگو لیلا پر پرواز پیدا کر کے بھاگی عمرو نے پہلے تاج افراسیاب لیا قصد ہوا کہ اسکو ملا دون آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش ای عمرو کیا کرتا ہی عمرو نے دیکھا کہ ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش آگری افراسیاب کو اُٹھا لیا خواجہ نے گلیم اوڑہ لی ماہیان نے دیکھا کہ عمرو غائب ہوا ناچار ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوئی ملکہ لیلائے محمل نشین و خواجہ عمرو بخیر و عافیت داخل لشکر اسلام ہوئے ملکہ مہرخ نے بڑی خوشی کی برق سے فرمایا کہ کیون مترد الا کہ حیرت نے کئی دن سے طبل جنگی نہین بجوایا خبر تو لاؤ کیا سبب ہی برق تڑپا اس واسطے خبر کے چلا لشکر مین لیلائے محمل نشین کے آنیکا بڑا جشن ہی اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہی

یہ داستان متعلق جلد سوم ہی

دو کلمۂ داستان رنگین بیان آمد ساحران از پردۂ ظلمات برائے مدد حیرت و ذکر عیاری عیاران اسلام باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان
ترے دور مین لطف عشرت ملا
گھرون سے چلے رند باصد خوشی
کہ رندون سے یہ حکم بھی عام ہی
چلا دورۂ جام باصد خوشی
یہ یاران صحبت ملے فرد سے گئے
صراحی اُٹھا ساقیِ مہ لقا
عجب رنگ پر ہی گلِ داستان
اسی باغ مین قصد ہی ساقیا

کہ آئی ہی پھر رنگ پر داستان
گلابی اُٹھا ساقیِ مہ لقا
کہ ساقی ہوا دورۂ خوش دلی
جو صحبت مین میخوار آنے لگے
کہ رندون کی اک جا پہ صحبت ہوئی
کہ ہی آج گلشن مین سامان عیش
کہ رندون کا صحبت مین مجمع ہوا
کہ ہر غنچۂ دل شگفتہ ہوا
کہ ہو وصل معشوق سے برملا

یہ پیر مغان سے اشارہ ہوا
قسم ہی تری مہر ہی ساقیا
ترے دور مین سب کو آرام ہی
تو لطف محبت اُٹھانے لگے
حسینون کے ہر جا پہ ہین جمگھٹے
رہین بلبلین بھی نگہبان عیش
چلے دورۂ جام لطف بیان
تو باغ ریاض معانی مین کھلا
پر پوش ہی معشوق غنچہ دہنا

کون اُسکو یوسف کہ سرو چمن
صدا ازنگ کی قیس نے جب سُنی
چاہت فدا جان و ایمان من
تمہارے عشق مین جان کھوتا ہون مین
پھرا ہون ترے ہجر مین کو بکو
قمر ہجر اور وصل کا ذکر کیا

ہر اک نخل گلزار ہر وجد مین
کلی آرزو کی شگفتہ ہوئی
محبت مین مجنون لقب ہو گیا
ہنسی کی جگہ ہر کہ روتا ہون مین
نہ لیلی نے مجنون کی خواہش سُنی
لکھو داستان مسرت فزا

کہ لیلی کا ناقہ گیا نجد مین
صدا دی کہ ای جان و جانان من
مری عرض سُن لیلی مہ لقا
مری جان تجھپر فدا ماہ رو
تڑپتا رہا دل کو کاہش ہوئی

چہرہ ساحران بتخانہ شعبدہ بازی دماہران نیرنگ و رموز سربازی اس داستان سحر عنوان کو بہ تکلف تمام یون تحریر فرماتے ہین شعر تہمتن توان رستم داستان * چنین داد رخش سخن راعنان * بہتر برق فرنگی بحکم ملکہ مہرخ لشکر حیرت مین آیا پھرتا پھراتا در بارگاہ حیرت پر پہونچا ایک کنیز کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ ملکہ حیرت تخت شاہی پر بصد شوکت جلوہ فرما ہی گرداگرد نفیسن جلیسن کہ آسمان پر تڑا قا ہوا دیکھا کہ ایک طائر سُرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر حیرت کے آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی مین

یہ صدا تھی طائر کی آواز حیرت افزا تھی نظم

وصل کے نام سے آزردہ جو تو ای جان ہی
آج سمجھے ترے کہنے سے کہ بے شکر تو کر
کہنے سننے سے بدل جاے نہ کیونکر زاہد
بیخودی مین ترے صدقے اُنھین راضی کردے
ای مسیحا آج تو مشکل کنارہ کرچھا

منفعل ہون کہ مرے دل مین وہی ارمان ہی
جس سے مرجاتے ہین عاشق وہ ستم احسان ہی
کیا ہمارا دل بیتاب ترا ایمان ہی
سمجھین عاشق نہ مجھے دل مین کہین حیران ہی
مختصر وصل کی ہر رات صنم مہمان ہی

طائر نے عرصۂ دراز تک زمزمہ سرائی کی حیرت نے کہا کہ بس اصل مطلب تو بیان کر طائر نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم ظلمات تیرہ بخت رئیس پردۂ ظلمات سات لاکھ فوج سے بحکم ملکہ ماہیان زمرد پوش آپہونچا یہانسے بارہ کوس پر فروکش ہی حکم شہنشاہ ہی کہ کسی کو براے استقبال بھیجو ملکہ نے یہ سُنکر طائر کو اُڑا دیا یاقوت و زمرد کو حکم ہوا کہ جلد آؤ براے استقبال ظلمات تیرہ بخت جاؤ لیکن جادوگر بڑا آبرودار ہی بہت لطف سے لانا بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر واسطے استقبال کے روانہ ہوئین یہان برق فرنگی یہ خبر سُنکر بارگاہ مہرخ مین آیا عرض کی کہ غلام آپکو اطلاع کرنے آیا ہی مین بھی جا کر دیکھون کہ ظلمات کا

لشکر کیا ہی خواجہ نے کہا کہ میان برق صاحب آپ نہ جائیے یہان آنے دو سمجھا جائیگا تم جاکے ہوشیار کردوگے
برق نے کہا کہ مین کچھ عیاری نہ کرونگا دیکھکر چلا آؤنگا خواجہ تو خاموش ہوے برق نکلا راہ مین چالاک سے
ملاقات ہوئی چالاک نے کہا کہ بھائی برق کہان چلے برق نے کہا کہ میان ظلمات کی فکر مین جاتا ہون یہ سنکر
چالاک نے کہا کہ ہم بھی چلینگے چالاک و برق الگ الگ روانہ ہوے اول برق فرنگی گرتا پڑتا سامنے
لشکر ظلمات کے پہونچا دیکھا کہ لشکر کا ہیلو ہی ایک دریاے قہار موج مار رہا ہی لاکھون جادوگر صورتین ہیبتناک
لباس سیاہ پہنے ہوے ہر ایک شخص گھوڑے پہ سوار لشکر مین ٹہلتا پھرتا ہی بعض مقام پر اژدران آتش فشان
شعلہاے آتش منھ سے چھوڑ رہے ہین نادے جابجا گڑے ہین اُسمین دانہ بھرا ہوا ہر مرتبہ اژدر آتے ہین
دانہ کھاکے چلے جاتے ہین کسی جانب شیر صحرائی ڈکارتے پھرتے ہین ایک درخت پر ہزارہا طائر بیٹھے ہوے
زمزمہ سرائی کر رہے ہین بڑا لشکر مین سامان ہی بیچ مین بارگاہ استادہ ہی ظلمات تیرہ بخت اپنے مقام پر بیٹھا ہی
چند ساحر گرد اس رعب و دبدبے سے ظلمات تیرہ بخت بیٹھا تھا برق نے ہر چند ارادہ کیا کہ مین بارگاہ مین جاؤن
حوصلہ نہ پڑا لشکر سے باہر نکلا خیال مین ہی کہ ای برق اسیر عیاری بڑی مشکل سے ہوگی برق یہ سوچ سکے
نکلا کہ چالاک کو ڈھونڈھکے لاؤن دونون مل کے عیاری کرینگے یہ سوچتا ہوا چلا آتا ہی کہ راہ مین دیکھا
کہ ایک طرف سے گرد اُڑی برق ایک درخت کی آڑ پکڑ کر دیکھنے لگا کہ ملکہ یاقوت و زمرد وزیرزادیان
حیرت کی جو براے استقبال چلی تھین اُسی صحرا مین آئین اُتر پڑین برق ٹھہر گیا ایک بڑھیا کی شکل بنکر
چلنے کا ارادہ کیا پھر سوچا کہ اس صورت کی کیا ضرورت ہی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صرصر کی شکل بنکر
تیار ہوا لشکر مین جو آیا ظاہر ہوا کہ بی صرصر آئین برق دربارگاہ پر پہونچا یاقوت و زمرد نے کہا کہ بلالو برق
نے جاکر سلام کیا یاقوت نے کہا کہ صرصر کہا سے آتی ہو برق نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ملکۂ عالم نے
فرمایا تھا کہ ہماری وزیرزادیون کی حفاظت کرنا مین آتی تھی کہ مین نے دیکھا برق فرنگی جنگل مین پھر رہا ہی
مجکو خوف ہوا مین نے کہا کہ چلکر دیکھ لون مجھے کچھ تنہائی مین بھی عرض کرنا ہی یاقوت کا ہاتھ پکڑ کر برق فرنگی
ایک خیمے مین لایا باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے گلوری کھلاکے بیہوش کیا اب کہان لیجائے ایک صندوق مین
بند کردیا یاقوت کی شکل بنکر باہر نکلا زمرد نے پوچھا کہ صرصر کہان گئی یاقوت نقلی نے کہا کہ ملکۂ عالم
کو ہماری بڑی فکر ہی صرصر کو واسطے انتظام کے مقرر کیا ہی جنگل مین اُسنے برق کو دیکھا تھا ہوشیار کرنے
تلاش مین برق کے گئی ہوگی زمرد خاموش ہو رہی تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ برق بشکل یاقوت بیٹھا ہوا تھا

یہ تو یقین کامل ہے کہ آج سفر نہ ہوگا کہ ایک کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ در دولت پر صبا رفتار حاضر ہے امیدوار
بار یابی ہے یاقوت نقلی کے تو کان کھڑے ہوئے زمرد نے کہا کہ بلا لو صبا رفتار اندر آئی برق نے جو
آنکھ ملا کر دیکھا پہچان گیا کہ چالاک بن عمرو ہے چالاک آکر بیٹھا یاقوت سے دمبدم کہتا ہے کہ اٹھئے چلو
مین کچھ کہونگی برق دمبدم کہتا ہے کہ صبا رفتار ذرا مجھسے آنکھ ملاؤ جب چالاک نے آنکھ ملائی تو پہچانا کہ
ہمارے بھائی برق بیٹھے ہوئے ہین آپس مین اشارے ہوئے برق نے اشارے سے کہا کہ مین نے تو یاقوت
کو پکڑ لیا اب زمرد کو لیجاؤ اسکو تم گرفتار کرو صبا رفتار نقلی نے زمرد کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ الگ چلو
مین کچھ کہونگی الگ لاکر چالاک نے زمرد کو بیہوش کیا ایک صندوق مین انکو بھی بند کر دیا اب چالاک
و برق مقام یاقوت و زمرد پر آکے بیٹھے لشکر کو تیار کرنے لگے رات بھر اسی مقام پر رہے صبح کو کوچ کیا
اب دونون کی صلاح ایک ہے دونون وزیرزادیون کو ایک صندوق مین بند کیا آپ تخت پر سوار ہو کر چلے
بارہ چودہ ہزار کنیزین ساتھ ہین اس گروہ سے طرف لشکر ظلمات تیرہ بخت کے چلے ظلمات اپنے مقام پر
بیٹھا ہے کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ یاقوت و زمرد آتی ہین ظلمات نے چند سردارون کو حکم دیا کہ ملکہ حیرت
کی وزیرزادیان آتی ہین استقبال کرکے لاؤ لیکن ہان اتنا خیال رکھنا کہ جب مین نے آنیکا قصد کیا ہے تو
ملکہ ماہیان نے فرمایا تھا کہ عیارون کا خیال رکھنا ہر مقام پر ہوشیاری رہے سردارون نے کہا کہ حضور
آپ کے یہان کوئی عیار نہین آئیگا کئی سردار بیرون لشکر آکر ٹھہرے چالاک و برق کو بھی خبر ملی کہ کئی سردار
ظلمات کے برائے استقبال بیرون لشکر کھڑے ہین سردارون نے یاقوت و زمرد کو دیکھا بڑے تکلف سے
لیکر چلے برق و چالاک پریشان ہین کہ دیکھین تقدیر کیا دکھائے یہ سوچتے ہوئے بارگاہ ظلمات مین آئے برق تو
بلائے روزگار ہے بڑھ کر ظلمات کو سلام کیا اس ناز و کرشمے سے سامنے آیا کہ ظلمات بیتاب ہوگیا چہرۂ زیبا طلعت
جہان آرا لباس یاقوت نگار سینے پر ابھار کرشمہ و انداز مثل کنیزان کمترین پشت پر عارض رشک قمر نازنین
سیمبر مسکرا کے جو ظلمات سے بات کی گوہر دندان سے برق چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا ظلمات کھڑا
ہوگیا کہا کہ ملکہ یاقوت آیئے برق سمجھا کہ اب مجھپر مائل ہوا پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے ظلمات کنکھیون سے
دیکھتا ہے جی مین کہتا ہے کہ کیا نازنین ماہ پیکر ہے شیرین ادا وضع مین لیلی مرا جاتا ہے یاقوت نے زانو پر
ہاتھ رکھکر کہا کہ کیون میان ظلمات مزاج کیسا ہے ملکہ عالم نے یاد فرمایا ہے آج شب کو اسی مقام پر رہیے
رات کو جلسۂ عیش و نشاط قائم ہو صبح کو یہان سے کوچ کرو ملکہ عالم کے لشکر مین پہونچ جاؤ گے ظلمات کہ رہا ہے کہ

اے شہنشاہ ملک اقلیم حُسن و جمال دادِ آسمان خوبی کی ہلال جس طرح فرمایئے گا بجا لائینگے اُسی وقت سے حکم ہوا کہ صحبت شراب و کباب آراستہ کرو گائنون کو حکم پہونچا کہ در دولت پہ حاضر رہین ملکۂ عالم کی وزیرزادیون نے سرفراز فرمایا ہے آج شب کو دعوت ہے سب سامان مہیا رہے ظلمات دوڑا دوڑا پھر رہا ہے مصاحبون سے کہتا ہے کہ جس ملک کی وزیرزادیان ایسی ہین وہ مالک کیسا ہوگا جو مصاحب واقف کار ہین عرض کرتے ہین کہ حسن و جمال ملکہ حیرت کا ایسا ہے کہ طلسم ہوشربا مین شہرہ ہے حُسن مین کوئی اُنکا مثل نہین افراسیاب بڑا صاحب نصیب ہے معشوقہ ایسی ملی طلسم ہوش ربا پر کس دھوم سے قبضہ ہوا سب وزیرون کو ملا لیا کارندون نے بنگالی کی شہنشاہ لاچین گرفتار ہوگئے معشوقہ دختر حیات جادو محبوبہ خوشخو ظلمات کلیجہ ملے پڑا پھرتا ہے برق سے جو لگاوٹ کی باتین کین مصاحبون سے کہتا ہے کہ آج معشوقہ پر قبضہ کرونگا دل بیقرار ہے دن بھر تو یہ سامان رہے شب کو جلسہ آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام عشرت انجام گردش مین ملکہ یاقوت نے اُٹھکر کئی مرتبہ چیلون کو شراب کے جھوٹے گلابیان بھی اُٹھائین شراب کی تعریف کرنے کے حیلے سے اُٹھا اُٹھا کے رکھدین ظلمات تیرہ بخت سمجھا ہے کئی گائنین گا چکین سبنے تعریف کی ملکہ یاقوت نے کچھ نہ کہا ملکہ منہ بنا لیا ظلمات نے کہا کہ کیون ملکۂ عالم ہماری گانے والیان اچھی ہین ملکہ یاقوت نے کہا کہ صاحب کیا کہنا ہے مرد نقلی نے زانو دبا کر کہا کہ بھیا مجھسے پوچھو ہمشیرہ ایسی گاتی ہین کہ زہرۂ فلک کو سکتہ ہو ملکہ حیرت جادو و افراسیاب جادو انکے گانے کے قدردان ہین اب تو ظلمات منتین کرنے لگا کہ ملکۂ عالم سب مشتاق ہین ایک چیز تو آپ بھی گائیے ملکہ یاقوت نے ظاہر مین بہت انکار کیا بہن نے بھی کہا کہ لو ایہ تمھارے مہمان ہین اپنے مہمانون کی سب خاطر کرتے ہین ملکہ یاقوت کا چہرہ سُرخ ہو گیا جب ظلمات نے انتہا کی منت کی سب اہل دربار نے بھی کہا کہ ملکہ ضرور گائیے مجبور ہو کر ملکہ یاقوت نقلی اپنے مقام سے اُٹھین سازندون کے بیچ مین آکر بیٹھین جانتی ہین کہ ظلمات تیرہ بخت اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہو چکا ہے اسی سے آنکھین ملا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

ظہور آدم خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا

گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قران مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا

ہنشین تیرے کرم سے جام مثل برق اے ساقی
مبارک ہو زمانہ ابروباران کا قرین آیا

پری شیشے مین اُتری کیسے یا قالب مین روح آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون | ستارہ نیک ہو میرا تو وہ زہرہ جبین آیا
حنا دیکھی تو بہہ نکلی چشم تیرے دست نازک سے | تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا
نہ گھبرا چار دن کے واسطے ای روح قالب مین | گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا
نہایت تشنۂ دیدار ہین خوب اُسکو چوسین گے | اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آیا
نہ چھوڑیگا کسی کو آسمان سب گور مین پہنچے | سمجھ زیر زمین اُسکو جو بالاے زمین آیا
گریبان تک بھی دامن سے جنون ہو رہنا اسکا | بغل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا
مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو | مقام گیسوے مشکین و خال عنبرین آیا
رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو منظور ہو | گیا خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

جتنی دیر مین یاقوت لقا نے یہ غزل گائی اُتنے عرصے مین چالاک نے نگاہبانون مین بیہوشی پہونچائی اب سب سامان تیار ہو برق کا ارادہ یہ ہو کہ اب بیہوشی ملی ہوئی شراب پلاؤن اپنا رنگ جماؤن کہ بیٹھے بیٹھے ظلمات گھبرایا کہا کہ ملکۂ عالم تھوڑی دیر مجھے معاف فرمایئے مین ابھی حاضر ہوتا ہون یہ کہکے اُٹھا ایک خیمہ تخلیے کا ہو کہ سب اشیاے سحر وہان موجود رہتے ہین اور چار پتلیان سنہری میز پر رکھی رہتی ہین جیسے ہی ظلمات اُس خیمے مین پہونچا ایک پتلی ہنسی دوسری نے کہا کہ بوا کیا ہنسین تیسری نے کہا کہ بوا مجھسے پوچھو چوتھی نے کہا کہ تم کیا جانو جو پہلے سب سے ہنسی تھی اُسنے کہا کہ بوا اتنا کافی ہو کہ آج کل انقلاب ہو ساحرون کی مٹی خراب ہو کون کون خرابیون سے جا بجا مارے گئے ہر مقام پر مشہور ہو آج ہمارے مالک یہان آئے ہین ای بوا تمنے غزل بھی سُنی تیسری نے کہا کہ بوا مین تو کان لگاے سُن رہی تھی ظلمات کے کان کھڑے ہوے بگوش ہوش سننے لگا چوتھی نے کہا کہ بوا نام تو بتاؤ جو پہلے ہنسی تھی وہی بول اُٹھی کہ بوا نام کون بتاے اتنا بڑا ساحر زبردست رہنے والا پردۂ ظلمات کا اُسکی آنکھون پر یہ پردے پڑے ہین ہماری بلا کو کیا غرض ہو کہ ہم نام بتائین شراب بھی خراب ہو چکی اب مالک ہمارے چراغ سحری ہو رہے ہین ایک نے کہا کہ بوا اور غضب ہوا یاقوت پر عاشق ہوے ہین اُس عشق مین سب مطلب ہو گیا یہ باتین ہو رہی تھین کہ پھرتی پھراتی صبا رفتار بھی آئی در دولت پر اسنے پہونچکر پوچھا کہ کیون صاحبو محفل مین کیا ہو رہا ہو سب چوبدارون نے کہا کہ ناچ گانا ہو رہا ہو بی یاقوت نے خوب لعل اُگلے کیا غزل گائی ہو خوب رنگ جما یا صبا رفتار نے کہا کہ یاقوت گانا کیا جانے خادمون نے کہا کہ بی صبا رفتار صاحب آپ نے نہین سُنا ملکہ یاقوت کا وہ گانا ہو آج کسی کو کیا لیاقت ہو کہ مثل

اُنکے گائے صبا رفتار نے کہا کہ سامری وجمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہو کہ عیار پہونچگئے یہ باتین صبا رفتار
کر رہی ہو کہ ارے کمبختو مجکو جانے دو مین جا کر پہچانون کہ دیکھا سامنے سے ظلمات غصے مین کانپتا چلا آتا ہو ٹہر کر
صبا رفتار نے کہا کہ ای شہنشاہ مین حضور کی خیر وعافیت دریافت کرنے آئی تھی گانے کی کیفیت سنکر دل کو
شک ہوا ہو یاقوت گا نا کیا جانے معلوم ہوتا ہو کہ عیار پہونچگئے ظلمات نے کہا کہ مین پہلے ہی دریافت
کر چکا چار کنیزان سامری بزرگون کے وقت سے میرے ساتھ رہتی ہین مین نے اُنسے پوچھ لیا ہو جا کے
اُنکی گردن لیتا ہون یہان برق وچالاک نے جو دیکھا کہ ظلمات گیا دیر کیون ہوئی آپسمین کچھ اشارے
کر کے اُٹھے کہتے ہوے کہ شہنشاہ نے کیون عرصہ کیا ساحرون نے کہا کہ حضور آتے ہین تامل فرمایے ایک
ساحر کے پہلو مین برق کھڑا ہو ایک کے پہلو مین چالاک کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ آگے آگے ظلمات
پیچھے پیچھے صبا رفتار انکو جو دیکھا کہ ایک مقام پر کھڑے ہین وہین سے پکار اُٹھا کہ او مکارو کہان جاتے ہو
سنکر ظلمات تیرہ بخت جس جادوگر کے پہلو مین دونون کھڑے تھے ایک کو برق نے مارا اور ایک کو چالاک
نے خنجر سے ہلاک کیا دونون نے اپنے نام کے نعرے کیے نعرۂ چالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک | نہ آید باد گرد تیز گامم

برق نے بھی اُسی اندھیرے مین اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہو
بزیر قدم غرب ہو شرق ہو

بعیاری ہن نام جست وچالاک
خلیفہ او لم چالاک نام
مرا نام ہو برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
دریہ کمر پہ میرا اپھرا رہا
جھلا دو ہون مین نام ہی برق ہو

اُسی اندھیرے مین دونون نکلے باہر آ کے کئی جادوگرون کو مارا ساحر حیران کہ یکایک یہ کیا آفت آگئی کیا
سبب ہوا کہ ساحریون مارے گئے جب یہ دونون جست وخیز کرتے ہوے نکل گئے ظلمات نے زانو پر ہاتھ مار
کہا کہ بار حقیقت مین مجھسے بڑی غلطی ہوئی مین نے دور سے کیون نعرہ کیا وہ تدبیر سے کھڑے تھے کارہا ے
نمایان کر کے نکل گئے ارے تلاش کرو باہر نکل کے دیکھا کہ کئی جادوگرون کے لاشے پڑے ہین ظلمات کی
آنکھون کے تلے اندھیرا آگیا ساحر جو چہار طرف دوڑے تھے پلٹ پلٹ کے آے کہا کہ حضور سب طرف تلاش کیا
مگر وہ نکل گئے کہین پتہ نہ ملا غلامون نے جا بجا تلاش کیا ظلمات کو بڑا قلق ہو یاقوت وزمرد کو صندوق
سے نکالا ان دونون سے سب حال کہا یاقوت وزمرد نے کہا کہ حضور برق وچالاک ہی کے عیار ہین

انکا مثل نہیں عمرو کو ان دونوں پر بجا ناز ہے اب تشریف لیچلیے ملکہ عالم آپ کا انتظار کر رہی ہیں سامری و جمشید
نے ہماری جان بچائی ظلمات نے کہا کہ سب شراب خراب کر گئے شراب پھنکوا دو سب شراب پھینک دی گئی
یاقوت و زمرد کو اب جلدی ہے کہ لشکر میں ملکہ حیرت کے پہونچیں ملکہ فراقی ہونگی کہ کیوں عرصہ ہوا یہاں
کمبخت عیاروں نے یہ آفت برپا کی صبح ہوتے ہی ظلمات نے سب لشکر آراستہ کیا یاقوت و زمرد کو ساتھ لیا
نوبت و نقارے بجاتا ہوا چلا یہاں ملکہ مہرخ بارگاہ میں بیٹھیں کہ اول چرند و پرند نے آکر خبر دی کہ چالاک و
برق نے جاکر عیاری کی تھی حال انکا کھل گیا مگر یہ بھی سنا کہ نکل آئے گرفتار نہیں ہوئے یقین ہے آتے ہونگے یہ ذکر
تھا کہ چالاک و برق آکر پہونچے عمرو نے کہا کہ کیوں بے ہمنے تجکو منع کیا تھا مگر تو نے کہنا نہ مانا آخر جا کے
اسکو ہوشیار کر دیا برق نے کہا کہ استاد مار لیا ہوتا صبا رفتار نے جاکر آفت برپا کر دی آخر غلام لڑ بھڑ کے
نکل آئے عمرو نے کہا کہ ارے بھیا میں تو جانتا تھا کہ تو اسے ہوشیار کرنے جاتا ہے جو منظور تھا وہ کر آئے برق نے
سر جھکا لیا کہا کہ اب وہ آتا ہے حضور عیاری کرینگے عمرو نے کہا کہ ابے ہم تو اسے مارینگے یہ کہکے خواجہ اٹھے
کہ برق کی گوشمالی کروں برق نکل کر بھاگا کہ ہرکارے حاضر ہوئے عرض کی کہ ملکہ یاقوت و زمرد ظلمات کو
لیے ہوئے آتی ہیں سب سردار باہر نکل آئے آگے آگے ملکہ مہرخ سب سردار ملکہ مہرخ کو گھیرے ہوئے ایک
جانب بہار گلعذار ایک جانب ملکہ مخمور سرخ چشم اور ایک جانب باغبان قدرت ایک جانب
ملکہ لیلائے محمل نشین و رعد و برق و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ ملکہ مہرخ آکر باہر ٹھہریں سائبان
زربفتی کھینچ گیا ملکہ مہرخ آکر تخت پر بیٹھیں گرد سرداران لشکر تمام فروکش ہیں سب کو خبر ہو گئی کہ ساحر ظلمات آتا ہے
سب مشتاق ہیں اسی جانب دیکھ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی لکہ ہاے ابر نمایاں ہوئے آگے آگے ملکہ یاقوت
و زمرد با اہتمام سواری کرتی ہوئی ہیں ظلمات تیرہ بخت تخت پر سوار سات لاکھ کا لشکر پشت پر بڑے زور و شور
سے آکر پہونچا ملکہ حیرت کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہیں آمد ظلمات کا انتظار ہے کہ ظلمات آکر پہونچا ابھی
ملکہ حیرت کے قریب نہیں پہونچا تھا کہ اسنے پلٹ کر لشکر اسلام کو دیکھا قضائے کار خواجہ عمرو کرسی پر جلوہ فرما
ہیں تمام عیار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں خواجہ عمرو کی کرسی پایہ تخت پر بچھی ہے ظلمات نے ملکہ یاقوت
سے پوچھا کہ یہ کون شخص بیٹھا ہے یاقوت نے سر جھکا لیا کہا کہ حضور اس شخص کا نام نہ پوچھیے اسکا نام لیتے
خوف آتا ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت آجائے ظلمات نے وہیں تخت روک لیا کہا ملکہ جب تک نام نہ سن لونگا آگے
نہ بڑھونگا کل ہی تو مسلمانوں کا خاتمہ کر دونگا نام کیوں نہیں بتاتیں یہ کیا کوئی بڑا ساحر زبردست ہے جو اسکے

نام لینے مین خرابی ہی زمرد نے کہا کہ حضور یہ وہی شخص ہی کہ جسکا لقب ہی سر برندہ جادوگران در یش تراشندہ
کافران بسم زیادہ نہ پوچھیے ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی آجائے ظلمات نے بگڑ کر کہا کہ ابدولت موجود ہین کیا آفت
آسکتی ہی کیا کوئی بڑا ساحر ہی آخر یاقوت نے جھلا کے کہا کہ عمرو عیار اسکا نام ہی یہ سنتے کے ساتھ ہی ظلمات
نے کہا کہ واہ اسنے بڑے بڑے ساحر مارے اسی کی گردن پر سب کا خون ہی ملکہ زمرد نے کہا کہ حضور ساحر شمشیر
کو دریائے قلزم مین جاکر مارا جتنے نامی جادوگر مارے گئے اسی ظالم نے قتل کیے اس ہوشربا مین بھی ہر چند کہ
قتل نہین کیا مگر تاریک شکل کش پر بھی عیاری کر کے گیا گنبد تاریک مین بھی پہلے عمرو ہی پہونچا وہان بھی
جاکے عیاری کی ایسا جاکر گایا کہ ملکہ تاریک گانے پر عمرو کے عاشق ہوئین اور بڑے بڑے ساحرون کو مارا
مشعل ایسا شخص کہ جو مقبول بارگاہ سامری تھا اُسکے چراغ حیات کو گل کیا یہ سنکر ظلمات غصے
مین کانپنے لگا اور کھڑا ہو گیا کہا کہ عمرو کو ابھی لاتا ہون زمرد نے کہا کہ اے شہنشاہ ایسا ارادہ نہ کیجیے
یاقوت و زمرد نے ہر چند سمجھایا ظلمات کب مانتا ہی فوراً پکار کر آواز دی کہ ہمارے مشیر خوش تدبیر
آفت آدمخوار کو بلاؤ ہڈیان عمرو کی سامنے ملکہ حیرت کے پیش کیجائینگی یہان ملکہ حیرت حیران ہین
کہ ظلمات کا تخت کیون رُک گیا ظلمات بلبلا رہا ہی دیکھا کہ ایک جادوگر قوی تن قوی من سیاہ فام
بد انجام تنتا ہوا سامنے آیا ظلمات نے کہا کہ کیون اے آفت آدمخوار کچھ بھوک لگی ہی آفت آدمخوار
نے کہا کہ آدمی کے گوشت کی خواہش ہی اگر ایک آدمی کا گوشت ملتا تو کلہ گرم ہو جاتا ظلمات نے کہا کہ
مین عمرو کو لاتا ہون تو کھا جانا گوشت اُسکے جسم مین بہت کم ہی ہڈیان بھی چبا لینا آفت آدمخوار
نے کہا کہ حضور لائین تو ہڈیان کھانا میرا کام ہی ظلمات اپنے مقام سے اُٹھا تڑپ کر بلند ہوا یہان
کسی کو خبر نہین خواجہ عمرو کرسی پر سے اُٹھے ٹہل رہے ہین ظلمات اُتر کر ایک نخل کے سائے مین آیا
کسی نے دیکھا بھی نہین عمرو کو تاک کے جو گرتا ہی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا ہلڑ ہوا کہ عمرو کو ساحر لیے جاتا ہی
بہار و باغبان نے قصد کیا کہ برق فرنگی نے اشارہ کر دیا کہ کوئی صاحب نہ جائین کچھ انتظام
ہو چکا ہی سب سردار کف افسوس ملکر رہ گئے یاقوت و زمرد نے دیکھا کہ ظلمات عمرو کو بغل مین
دبائے ہوے عمرو بیہوش و مدہوش عیار بچون نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ ظلمات عمرو کو لے آیا بھاگین کہ
جاکر ملکہ حیرت سے خبر کرین یہان ظلمات نے آواز دی کہ اس سار بان زادے کو سنبھال خبردار ہڈیان تک
نہ چھوڑنا ساحر شمشیر خداوند ساحران کا خون اسکی گردن پر ہی آفت آدمخوار نے عمرو کی کمر مین

پنجہ دیا بدن ٹٹول کے کہا کہ گوشت کا تو اسکے جسم مین نام نہین ظلمات نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی کہ چکے تھے کہ ہڈیان بھی تیرا ہی حصہ ہی آفت آدمخوار نے کہا کہ حضور دیکھیے تو تھوڑی دیر مین کیا ہوتا ہی یہ کہتا ہوا عمرو کو لیکر چلا ظلمات نے کہا کہ بی یاقوت و زمرد اسی شخص کا یہ غلغلہ تھا آج ہی خاتمہ کر دیا لیجیے عیاری کا تو اختتام ہوا یاقوت و زمرد کہتی ہین کہ حضور آپ نے تو کارنمایان کیا لیکن عمرو کو ہمنے کبھی مرتے نہین دیکھا ہمین ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو کہ آفت آدمخوار مارا جائے تو عجب نہین ظلمات نے کہا کہ آفت آدمخوار کو کون قتل کر سکتا ہی سر لیکے عمرو کا آتا ہو گا یہان تو انتظار ہی آفت آدمخوار عمرو کو لیے ہوے جاتا تھا کنارے پر لشکر کے آکر پہونچا عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ساحر مجکو لیے جاتا ہی منتین کرنے لگے کہا کہ بھائی مجھے کیا مطلب ملکہ مہرخ کو پکڑو کہ کچھ مطلب حاصل ہو آفت آدمخوار نے کہا کہ او ساربان زادے خود ظلمات تجکو گرفتار کرکے لائے میرے پیٹ مین آج تیری جگہ ہی سیکڑون آدمی کھا گیا ایک نخل کے سائے مین یہ باتین ہو رہی ہین خواجہ عمرو منتین کر رہے ہین آفت نہین مانتا کہتا ہی کہ مجھے تیرے کھانے کی خواہش ہی تو قاتل بزرگان دین ہی تیرا کھانا ثواب ہی جب آفت آدمخوار عمرو کے کھانے پر آمادہ ہوا عمرو بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا کہ اے رحیم و کریم میرے تیرے وعدہ ہو چکا ہی مین نے اُس بڑی چیز کا

خیال بھی نہین کیا یہ بیچیا مجکو کھانا چاہتا ہی تو ہی بچائیگا نظم		حق بہ بخشد جرم ہر نامہ سیاہ
توبہ گر عاصی کند بعد از گناہ	ذرۂ ناکارہ گردد آفتاب	گر کند آن مہربان بر وے نگاہ
شیر را روبہ کند آن زورمند	کوہ را سازد بیکدم مثل کاہ	سرنگون دارند بر خاک نیاز
سروران دہر عالی پاگاہ	لاشریک و بے مثال و بے نظیر	ذات مولی بیشک و بے اشتباہ
ہندی مداح میدارد امید	صرف بر فضل کمالت یا الہ	عمرو کے رونے پر آفت آدمخوار

ہنستا ہی کہ پہلو سے آواز آئی کہ او آفت آدمخوار تونے اس دشمن کے کھانے مین کیون دیر لگائی بڑا گنہگار ہوا سامری و جمشید خفا ہوتے ہین آفت آدمخوار نے پلٹ کر دیکھا کہ ظلمات خود دوڑا ہوا آتا ہی جس ہونچا ان کو سنبھالتا ہوا کہا کہ ارے غضب ہوا عمرو کے نام پر سب ساحر جان دیتے ہین مہرخ و بہار آٹھ پہر مبتلا عمرو کا سر کاٹ لیجاؤن مسلمانون کو دکھاؤن تونے اسقدر دیر کیون کی یہ کہتا ہوا قریب آیا کہا کہ دیکھ برق لامع آتی ہی اسکو بھی کھا لیگا یہ سنکر آفت آدمخوار پلٹا مہتر قران نے بندہ مار اپنے

نام کا نعرہ کیا نعرۂ قران	منم مہتر گردنیدان کین	زعیاری من بلرزد زمین

منم مہتر ذی حشم نامدار	لقب گشت مہتر قران ذوالفقار
ہمہ دشمنان راکنم گرد برد	چو بغداد گیتم درمیان نبرد

آفت کا سر اُڑ گیا خواجہ چھوٹ کر بھاگے یہاں ظلمات کا تخت آہستہ

آہستہ چلا آتا ہے منظور یہ ہے سر عمرو کا لے لوں جا کر ملکہ حیرت سے ملوں سر عمرو بطور نذر پیش کرون دیر جو ہوئی کہا جا کر دیکھوں تو کہ آفت آدمخوار عمرو کو کہاں لے گیا ساحر جلد لائے ملکہ عالم بابد دولت کی مشتاق ہیں کنارے پر لشکر کے کھڑی ہیں مجھے تکلیف ہوتی ہے چند ساحر گئے جا کر دیکھا کہ جنگل میں لاشہ آفت آدمخوار کا پڑا ہے سر پھٹا ہوا لباس ندارد لاش اُٹھا کر لائے کہا کہ حضور عمرو کا تو نشان بھی نہیں انکا لاشہ پڑا تھا اُٹھا لائے ظلمات کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا لشکر میں غل ہوا کہ آفت آدمخوار کو مار کر عمرو چھوٹا کثافت مردارخوار بھائی آفت کا روتا پیٹتا سامنے آیا کہا کہ حضور میرا بازو ٹوٹ گیا اب حضور دخل نہ دیں میں معاوضۂ خون برادر میں ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ہزاروں کا خون کرونگا غلام پر بہت شاق ہوا اب میں قتل مسلمانان کا مشتاق ہوا ظلمات کو بڑا افسوس ہوا کہا کہ اے کثافت صبر کرو کیا میں معاوضۂ خون آفت نہ لونگا چل کے ملکہ حیرت سے تو ملاقات کرو ظلمات کبیدہ و رنجیدہ چلا ملکہ حیرت کو آکر سلام کیا ملکہ حیرت نے دیکھا کہ ظلمات منھ پھلائے ہوئے ایک ساحر سیاہ فام ہائے بھائی ہائے بھائی کہکے روتا ہوا اپنا منھ اشکوں سے دھوتا ہوا حیرت بارگاہ میں لیکر آئی کہا کہ کیوں اے ظلمات کیا ہوا ظلمات نے کہا کہ حضور میں نے سنا کہ عمرو کی ذات سے بڑا فتور ہے میں پکڑ لایا آفت آدمخوار کو دیا کہ اسکو کھالے تھوڑی دیر کے بعد اُسکا لاشہ آیا غلام کو حیرانی ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا بھائی اُسکا کثافت رو رہا ہے اگر میدان میں نکلا بہار وغیرہ کو چیر پھاڑ کر پھینکدیگا حیرت نے کہا کہ اے ظلمات عیار قیامت کے پرکالے ہیں پہلے تو اُنسے جان بچاؤ بعد اُسکے پھر کسی کو قتل کرنا کثافت نے عرض کی کہ حضور ملاحظہ فرمائینگی ہر چند کہ ملکہ حیرت نے منع کیا کثافت نے نہ مانا ملکہ حیرت نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے ظلمات دربار سے ملکہ حیرت کے اُٹھا اپنی بارگاہ میں آکر داخل ہوا کثافت نے کہا کہ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے آخر کثافت کے نام طبل جنگی بجا اہل اسلام کو خبر پہونچی یہاں بھی طبل جنگی بجا تیاریاں ہونے لگیں لیکن مہتر برق فرنگی یہ خبر وحشت اثر سنکر لشکر سے نکلا فوج ظلمات میں آیا دیکھا کہ بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں جا بجا ساحروں میں سحر تیار کرنیکا حکم ہے ہر خیمے میں ساحر بیٹھے ہوئے سحر تیار کر رہے ہیں لکہ ہائے ابر بنائے ہیں اُسمیں چھریاں کٹاریاں بھری ہیں اُس ابر کو اُڑا رہے ہیں سحر نئے نئے بنا رہے ہیں برق کنارے آکر ایک نازنین کی

شکل بنکر تیار ہوا اور دروازے پر آیا دروازے پر آکر کہا کہ میان کثافت سے عرض کرو کہ شہنشاہ ہوش ربا نے
اپنی کنیز کو بھیجا ہی خدمتگارون نے جا کر کثافت سے کہا کثافت نے کہا کہ جلد بُلالو برق اندر پہونچا
تن کر سلام کیا سینہ اُبھارا مُسکرا کر کہا کہ کیون صاحب مزاج کیسا ہی آپ سپہ سالار ظلمات تیرہ بخت ہین
شہنشاہ نے یہ کاغذ دیا ہی اداے معشوقانہ دیکھکر کثافت ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا کہ آئیے تشریف
لائیے کیا حکم ہی کنیز نے جھولی سے نامہ نکالا ہاتھ پر رکھکر کثافت کو نذر دیا اور کہا صاحب جو راز و نیاز
کی بات ہی وہ الگ کہونگی اُسمین مُہر افراسیاب پائی نامے کو پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ ای کثافت تمھارے
بھائی کا حال سُنکر ہمکو نہایت قلق ہوا جب تم مقابلے کو میدان مین جاؤگے ما بدولت بھی تشریف لاوینگے
تمھاری عین وقت پر مدد کرینگے اور کنیز جو راز و نیاز مین بیان کردیگی اُس حکم کے بھی کاربند رہنا کثافت
اُٹھ کھڑا ہوا چاہتا ہی کہ اسکے ساتھ لگاؤ کرون اپنی معشوقہ بناؤن کم سن غنچہ دہن سیمتن سرو باغ حسن و
جمال ماہ آسمان کمال ایسی معشوقہ کسکو میسر ہوتی ہی ساتھ ساتھ چلا تنہائی مین آیا کنیز بھی پاس آکر میٹھی
باتین میٹھی میٹھی کرنے لگی کثافت مرا جاتا ہی دل مین کہتا ہی کہ کیا پیاری باتین ہین افراسیاب نے کس ظالم کو
بھیجا ہی اسکی باتین سُن سُنکر مرا جاتا ہون کبھی سینے پر ہاتھ مارتا ہی کبھی کفِ افسوس ملتا ہی کبھی اس خیال مین کہ
کیونکر راضی کرون پشت پر ہاتھ رکھا کنیز نے ایک اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا کہ ادب سے نہین بیٹھتا اتنے
برق نے دھول دھپے پر رکھ لیا کبھی مسخرہ پن کرتا ہی کبھی مُنھ چڑھا دیا کبھی انگوٹھا دکھا دیا کبھی چھا دلی بنا کر
اُٹھا کہ صاحب مین جاتی ہون شہنشاہ سے کہدونگی کہ اصلی بات میری نہین سُنی کبھی گھبرا کے کہتا ہی کہ او نامرد
ازلی مجھے کیون چھیڑتا ہی مین شہنشاہ کے سامنے فریاد کرونگی یقین ہی کہ ہر شخص کو خوف ہو میرے ساتھ ایسی
باتین نہ کرو مجھے کیا چھیڑوگے مین واہیات بات نہ گوارا کرونگی شہنشاہ سے کہونگی مجھے ایسے مقام پر
نہ بھیجا کیجیے لگوڑے بازار کے پھرنے والے اُنکے سامنے بہو بیٹیون کے جانے کی کیا ضرورت ہی کثافت ہاتھ
باندھ کر بیٹھتا ہی کہتا ہی کہ ای ملکہ خفا نہ ہو دم بھر اور بیٹھو اصلی بات کہو میرے دل کی عجب کیفیت ہی
اب تو یہ حالت ہی نظم

کہان وطن سے ہون مین خانمان خراب جُدا
ہوا بیاض سے کب شعر انتخاب جُدا

ہوا ہی آج جو وہ رشک ماہتاب جُدا
بدن کو جان سے کرتا ہی اضطراب جُدا

ہوا نہ پیری مین بھی ساغر شراب جُدا
یہ وہ ہی صبح نہ ہو جس سے آفتاب جُدا

نہین ہے غم جو بدن سے ہو سر جدا ساقی
ہمارے دیدۂ تر سے ہو گیا جدا رومال
جو چشم حال سے دیکھے وہ دانت ہیرے کے
کرے شراب سے کیا ربط وہ سبو تا ان
کہا جو مین نے کہ پاس آ تو بول اٹھا چل دور
کہان یہ پیک اجل اے فلک کہان قاصد
پہونچ رہینگے برابر ہی حشر مین بد و نیک
ہے اصل ایک مین عاشق ہوا ہون تو معشوق
کہا ہے خوب ہی دیوان تو نے او ناسخ

اگر نہ ہاتھ سے ہو ساغر شراب جدا
کہ روئے یار سے ہوتی نہین نقاب جدا
گہرے ہو عرق شرم بنکے آب جدا
کہ آفتاب سے رہتا ہے ماہتاب جدا
مرا سوال جدا ہے ترا جواب جدا
جواب نامہ جدا نامے کا جواب جدا
رہ خطا سے کہان ہے رہ ثواب جدا
مرا خطاب جدا ہے ترا خطاب جدا
کسی کے ہاتھ سے ہوگی نہ یہ کتاب جدا

نازنین نے کہا کہ آپ اسقدر کیون گھبراتے ہین ایک جام شراب تو پیجیے دوڑ کر گلابی اٹھا کے لایا برق نے جام لبریز کیا مسکرا کر کہا کہ نوش فرمائیے مسکرانے پر کثافت نثار ہو گیا جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی گیا برق نے وہ بیہوشی ڈالی تھی کہ بلبلا کے کھڑا ہو گیا کہا کہ اے جان جہان شراب مین کیا ملا تھا کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہے برق نے کہا کہ ٹھہریے کثافت ٹہلنے کر چلا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا برق نے نعرہ کر کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک نعرۂ برق فرنگی تصنیف مصنف

کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپ سے مری چرخ بیزار ہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
در بکر یہ میرا پھیرا رہا

مرا نام ہے برق خنجر گزار
کہے کون سکار و غدار ہون
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

مرنے سے کثافت کے ایک غبار اٹھا آندھی سیاہ چلی ظلمات اپنی بارگاہ مین پڑا سو رہا تھا کہ آواز مہیب کان مین آئی گھبرا کے اٹھا آنکھین ملتا ہوا باہر نکل آیا سر اٹھا کر دیکھا کہ کثافت کا خیمہ جل رہا ہے تڑپ کر بلند ہوا دیکھا کہ آگ برس رہی ہے آندھی سیاہ اٹھی قبۂ بارگاہ اڑ گیا لاشہ کثافت کا تڑپ رہا ہے ایک عیار کو دیکھا کہ خنجر برہنہ خون ٹپکتا ہوا ہاتھ مین ٹٹولتا پھرتا ہے اندھیرے مین راستہ نہین ملتا یہ جو دیکھا ظلمات جل گیا کہ اس عیار نے میرے رفیق کو مارا تڑپ کر گرا برق کو پکڑ لیا خنجر ہاتھ سے چھین لیا کھینچتا ہوا برق کو بیرون بارگاہ لایا آندھی جو سیاہ چلی اور مرنے کی آواز کثافت کے آئی جسقدر ساحر قریب بارگاہ تھے بھاگ گئے کہتے ہوئے کہ یارو کسی نے آقا کو مارا ظلمات

اکیلا کھڑا ہوا برق پر غصہ کر رہا ہی ہر مرتبہ خنجر گلے سے ملاتا ہی چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون برق ہاتھ باندھ کر
عرض کرتا ہی کہ حضور سنیے تو عمرو کا بیٹا تھا چالاک قتل کرکے بھاگ گیا مجھے حضور چھوڑ دیں میں ابھی پکڑ لاؤن
کہ سیاوے بارگاہ سے زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ ملکہ صرصر شمشیر زن چھپی ہوئی آئین کہا کہ حضور اسنے
چالاک کو بھی پکڑ لیا دونون نے ملک کثافت کو مارا آپ مجھے دیجیے جلاد تلوار کھینچے کھڑے ہین دونون کے
سر کاٹ کے پھینک دیے جائین حقیقت میں آپ کا بڑا رفیق مارا گیا ان دونون ظالمون نے بڑا غضب کیا ملکہ
حیرت کھڑی فرما رہی ہین کہ ہم شہنشاہ سے کبھی نہ پوچھین گے قاتلان کثافت کو فوراً قتل کرینگے یک لخت حباب
مارا برق بیہوش ہوا پشتارہ باندھ کر کہا کہ آپ بھی تشریف لایئے گا آپ کا انتظار کرین یا نہ کرین ظلمات نے
کہا کہ مین آکر کیا کرونگا میرے دونون سزاوار ایسے مارے گئے میرے دونون بازو ٹوٹے سر کاٹ کے انکے
خدمت شاہ مین بھیجو صرصر نے چلتے وقت ایک پرچہ کاغذ کا ظلمات کے ہاتھ مین دیا کہا کہ اسکو پڑھ لیجیے گا
ملکہ حیرت نے لکھا ہی ظلمات تو پرچہ کھولنے لگا صرصر پشتارہ لیکر بھاگی جنگل مین آکر برق کو چالاک نے
ہوشیار کیا کہا کہ برق بھاگو برق نے چالاک کا شکریہ ادا کیا دونون باتین کرتے ہوے طرف لشکر کے
چلے یہان ظلمات نے پرچہ پڑھا اسمین لکھا ہی کہ منم چالاک بن عمرو تیری آنکھون مین خاک ڈال کے اپنے بھائی
کو لے گئے اب رات تمام ہو چکی ہی بڑے بڑے ستارے آسمان پر نمایان ہین چھوٹے چھوٹے چھپ گئے ہین نسیم سحر
چل رہی ہی طائر آشیانون سے نکل نکل کر تعریف مین اپنے معبود کی مصروف ہین صدائین دے رہے ہین کہ تو
علیم و خبیر ہی تو سمیع و علیم رحمن و رحیم ہی تو رب کریم ہی لیکن ظلمات نے جو یہ فقرہ پڑھا کہ تیری آنکھون مین
خاک ڈال کر برق کو لے گیا غصے مین کانپنے لگا تڑپ کر چلا چند جادوگر دن سے ... جاتے ہین وہ
جادوگر بھی چلے ... ہوا کہ کثافت کو برق نے مارا چالاک برق کو ... شہنشاہ جاتے ہین
جشن شادی چالاک ملکہ ہلال سحر افگن طلایہ دیکر کنارے پر لشکر کے کھڑی ہین تاجرون کی دوکانون کو
دیکھ رہی ہین تاجرون سے پوچھ رہی ہین کہ خیر و عافیت تو ہی تاجر دست بستہ عرض کرتے ہین کہ حضور ملکہ
مہرخ کی سلطنت مین شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین دزد حنا کا سر دست ہاتھ باندھا جاتا ہی
معشوق آنکھ نہین چراتے آپ کی عنایت سے سبطرح خیر و عافیت ہی نہ دیکھا سامنے سے برق و چالاک
دوڑتے ہوے آتے ہین ہلال نے پکار کر پوچھا کہ ارے خیر تو ہی برق نے پکار کر کہا کہ ملکہ مین نے کثافت کو مارا
لیکن فوج آتی ہی ہلال نے کہا کہ آنے دو اسباب سحر ہاتھ مین لیکر آمادہ ہو گئین کہ ظلمات آسمان سے تڑپا

برق و چالاک کو پنجے مین دبالیا اور دیگر چیلا ہلال نے گولہ مارا کلائی پر ظلمات کی پڑا برق و چالاک ہاتھ سے چھوٹے ہلال نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ ارے ان عیارون کو بچانا کنیزین دوڑین ظلمات کڑک کر ملکہ ہلال پر گرا بایان شانہ نشانہ ہوا کنیزون نے برق و چالاک کو ہوشیار کرکے علیحدہ کیا ظلمات کو گھیر لیا ظلمات اُنکے روکے سے کب رُکتا ہر کنیزون کو قتل کرنے لگا لشکر ظلمات بھی آگیا ملکہ شرخ مو سے کا کلکشا طرف دربار کے جاتی تھین انھون نے جو سُنا کہ ملکہ ہلال و ظلمات سے مقابلہ پڑگیا اُس وقت آکر پہونچین کہ کنیزان ہلال کو شکست ہوا چاہتی تھی شرخ مو نے آکر بلوے کو روکا دونون بہنین لڑنے لگین افسران لشکر ظلمات کوئی دس ہزار سے آیا کوئی افسر کلان بیس ہزار سے آیا تیغ بڑھنے لگا ملکہ لیلا سے محمل نشین اپنی بارگاہ سے نکلی ہین لڑ جو ہوا کہ معاویہ ہوگئی ملکہ لیلا بھی پہونچین لیکن دیکھا کہ ظلمات بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہر کئی افسر اسکے ہاتھ سے مارے گئے اب ہنگامہ ہوا ملکہ چرخ و بہار بھی اپنی بارگاہ سے نکلین کُل لشکر مین قرنا ہوئی ادھر ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ ظلمات لشکر مسلمانان پر جا پڑا حیرت سوار ہوئی مصور و صورت نگار اور جسقدر افسر تھے سب ملکہ حیرت کے ہمراہ ہوے حیرت جب پہونچین کہ دونون لشکر مل چکے ہین اسنے اپنے لشکر کو اشارہ کیا یاقوت و زمرد و وزیرزادیان مصور و صورت نگار صمصام و قمقام و شبدیز و خونریز یہ سب سردار فرداً فرداً آکر پہونچے مغلوبہ ہونے لگی ظلمات قیامتین برپا کر رہا ہر ملکہ حیرت بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ ظلمات نے صفین کی صفین درہم و برہم کر دین جس غول کو گرا تہ و بالا کر دیا ملکہ حیرت تعریفین کر رہی ہین کہ ای ظلمات کیا کہنا کیا مزے سے لڑ رہے ہو تمھاری جرات ہمکو معلوم ہر تمھاری شوکت و لیاقت کی پردہ ظلمات مین دھوم ہر ظلمات خوشی مین پھولا ہوا ہر مصروف جنگ ہر ایک طرف سے ملکہ لیلاے محمل نشین لڑتی ہوئی آتی ہین ظلمات نے جو دیکھا پکار اُٹھا کہ ای لیلی حُسن و جمال و ای آفتاب عالمتاب چرخ جلال و کمال ادھر تو نگاہ اُٹھاؤ مشتاقان جمال کو چہرہ بینظیر دکھاؤ مدت سے تمھارا اشتیاق تھا آج اچھی طرح سے تمھارا جمال و کمال دیکھا چاہتا ہون مین کہ سر جھکاؤن اپنے ہاتھ سے وار کرو بار سر اُتار دو روح کو راحت قلب کو قوت ہو ملکہ لیلا نے جو یہ سُنا پلٹ کر آواز دی کہ کیا قیس کا حال نہین سُنا کس ذلت سے مارا گیا کیا تم بھی قیس کے پاس جاؤ گے ظلمات نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مجھپر تو نگاہ مہر و وفا چاہیے ایک نگاہ محبت کے مشتاق ہین بقول شاعر نظم

دل مین ساکن ہر خیال اک بت بے پروا کا	آشیانہ مرے ویرانے مین ہر عنقا کا

جب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا — نور ہی دستِ مسیحا مین کفِ موسیٰ کا
کسکے گیسو کے تصور مین ہی طوفان سرشک — حلقۂ زلف ہی گرداب مرے دریا کا
شجرِ طور ہی قد اور ہی رُخ شعلۂ طور — دستِ دلدار مین عالم ہی یدِ بیضا کا
کیون ملین عالمِ بالا سے نہ مضمون بلند — ہی دمِ فکر خیال اُسکے قدِ بالا کا
ہو گیا سیلئِ اُستاد سے تغییر جو رنگ — چہرۂ یار مین عالم ہی گلِ رعنا کا
تو وہ خورشید ہی اُلٹے جو گلستان مین نقاب — چہرۂ گل مین تلون ہو وہین حربا کا
کیا جنون کم ہو مرا سنگِ ملامت سے بھلا — جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا
باغبان اپنے گل و میوے سے رکھ خاطر جمع — ہین تو مشتاق چمن مین ہون چمن آرا کا
بعد مردن بھی جو ہی نرگسِ مےگون کا خیال — گنبدِ قبر مین ہی جوشِ خمِ صہبا کا
جاتے ہین عالمِ بالا کو جو نالے سیدھے — ہی خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا
دین و دنیا کی عبث فکر ہی تجکو ناسخ — وہی ہوگا جو ارادہ ہی مرے مولا کا

ملکہ لیلا ہنسین فرمایا کہ ارے کیون دیوانہ ہوا ہی قیس کا سا تیرا بھی حال ہوگا بڑے بڑے صدمات اُسنے بھی اُٹھائے آخر بڑی ذلت و رسوائی سے مارا گیا ظلمات نہین مانتا بڑھتا چلا آتا ہی ملکہ حیرت نے دور سے دیکھا کہ ظلمات لیلا کے تعاقب مین جاتا ہی تیور کو دیکھا کہا کہ ای یاقوت و زمرد غضب ہوا ظلمات ملکہ لیلا پر عاشق ہو گیا اور لیلا مذہب قدیم سے بیزار ہی ہم لوگون کو بُرا جانتی ہی ای صرصر بڑھ کر دیکھ ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار دیکھ لے یہ تو عیارون کا ادنیٰ شعبدہ ہی لیلا کو چھپا دینگے اُسی کی شکل بنکر اسکی فکر کر لینگے ای صرصر ذرا فکر رکھنا ملکہ حیرت یہ فرما رہی ہین اور ظلمات تعاقب مین لیلا کے دوڑا دوڑا پھرتا ہی کبھی منت کبھی خوشامد کبھی غصہ بھی کرتا ہی کہتا ہی کہ ایسا نہ ہو مجھسے بے ادبی ہو ایک سحر مین گرفتار کر لونگا ملکہ لیلا فرماتی ہین کہ مین تو تیرے سحر کی مشتاق ہون بہت سمجھ کے آنا یکایک ہوا ے سرد چلی خوشبو آئی صاف ثابت تھا کہ صحرائے ختن قریب ہی ہزارہا مشک نافہ کھل گیا بوے خوش ہر طرف سے آنے لگی رنگ گلہائے خودرو کا اسقدر تیز ہوا کہ عکس سے زمین رنگین ہو گئی غنچون نے مسکرا کر دہن معشوق کا پتہ بتایا سوسن صد زبان قصد کرتی ہی کہ زبان درازی دکھاؤن سنبل پیچان چاہتا ہی کہ دام زلف برائے گرفتاری عاشقان پھیلاؤن نرگس شہلا نے خوش نگاہی آغاز کی عندلیبان خوشنوا

زمزمہ سرائی کر رہے ہین یاد الٰہی مین دم بھر رہے ہین ایک عندلیب نے زبان اپنی اشعار عاشقانہ مین گویا کی نظم

اپنے ابرو آئنے مین دیکھکر بسمل ہوا
کھینچکر تلوار اپنا آپ وہ قاتل ہوا

بھاگ کر کب تجھسے جانبر کوئی اے قاتل ہوا
اڑ چلا گر ہوش اپنا طائر بسمل ہوا

ہے یہ غم جانکاہ خالِ ابروِ خمدار کا
کعبے مین کاہیدہ ہو کر سنگِ سودا دل ہوا

دھوئے ہین دھوبی نے دریا مین جو کپڑے یار کے
آج کوسون تک معطر دامنِ ساحل ہوا

بجھ گیا میرا چراغ داغ وصلِ یار مین
نور مہ نزدیکِ خورشید سے زائل ہوا

جو پہ یہ دبیٹھتا ہے آکے اُٹھ سکتا نہین
بت تو نقشِ بوریا کا خوب مین حائل ہوا

جذب جنسیت بہم رہنے نہین دیتا فراق
گل بنا جو جسم خاکی آج گل در گل ہوا

ہائے کس قاتل ادا سے کی شروع اُسنے نماز
نکلی جب تکبیر اُسکے منہ سے مین بسمل ہوا

کہتے ہین زاہد مری دیوانگی کو دیکھکر
بت پرستی کے سبب قہر خدا نازل ہوا

جب تصور یار کا باندھا ہم آپ آئے نظر
سامنے آنکھون کے آئینہ ہمارا دل ہوا

عاشق بے ننگ سے ہوتا ہے معشوقون کو ننگ
پیرہن مجنون کا پھٹکر پردہ محمل ہوا

روح ناسخ ہے اُسی کی روح اقدس پر نثار
بارہا جسکے لیے روح القدس نازل ہوا

ظلمات یہ رنگ بہار دیکھ کر بند قبا کھولنے لگا غنچہ و گل پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ کبھی صفت باغبان قدرت کرتا ہے کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے آمد فصل کو دیکھکر ایسا بھولا تعاقب لیلا کو بھولا اسی حیرانی مین کھڑا تھا کہ ایک طرف سے ہنگامہ ہوا ہزارہا کنیزین گلعذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار عارض پھول سے غنچہ دہن نایاب پیشانی رشک گلِ گلاب رنگ کھیلتی ہوئی چلی آتی ہین جب پچکاریان چلین پھول سے عارض گلنار ہوگئے آب روان کے دو پٹون پر جو رنگ پڑا سینے کا اُبھار دکھلا بیچ مین ایک گلعذار چمپکا موتیے کا بدھیان آڑی ترچھی پڑی ہوئین بگڑے پھولون کے ہاتھون مین شیرینی و نمکینی باتون مین بوٹا سا قد باغ باغ مسکراتی ہوئی جو ظاہر ہوئی ظلمات کے ہوش اُڑ گئے بدحواس ہوا چیخین مارنے لگا پکارا کہ اے گلرو دلا معشوق خوشخو یک نظر خوش گذر چاہنے والون سے نگاہ ملاؤ ذرا ادھر بھی تشریف لاؤ عاشقون کو نہ جلاؤ ملکہ بہار نے مسکرا کر غنچہ دہن وا کیا گل کلام اس رنگینی سے پیش کیے کہ اے عاشق صادق کیا چاہتا ہے ظلمات نے ہاتھ باندھ کر عرض کی غلام جانباز ہون چاہتا ہون قدمبوسی کرون

پروانہ دار گرد شمع جمال جہروں ملکہ بہار نے کہا کہ ای گلبدن یہ تحفہ تو لیجا ہمارے چاہنے والے کے پاس پہونچا ایک
کنیز حسین و جمیل کشتی لیکر چلی قریب ظلمات کے آئی تو رے پوش ہٹایا ظلمات نے دیکھا کہ ایک طرہ اور ایک
بدھی کشتی مین رکھی ہی طرہ یہ کہ طرہ کان مین لگایا بدھی گلے مین پہنی ہا پہنتے ہی ہارجیت ہوئی ابلانے لگا کبھی
پکارتا ہی کہ ای ملکہ عالم حکم قضا شیم سے آگاہ فرمائیے مین بجالاؤن ملکہ بہار نے کہا کہ ای ظلمات ملکہ حیرت
ہماری دشمن ہی بعد اُسکا سر لاؤ یہ سُنتے ظلمات بلبلاتا ہوا چلا صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا جاتا ہی جسنے راہ
مین روکا پایا اُسکو مار کر نکلا ہزار ہا جادوگر ہاتھ سے ظلمات کے مارے گئے حیرت نے جو دور سے دیکھا یاقوت
و زمرد سے کہا کہ بڑا غضب ہوا ظلمات سحر مین بہار کے پھنس گیا میرے قتل کو آتا ہی اگر بن پڑے تو اسے
روکو یاقوت و زمرد اسباب سحر لیکر بڑھین حیرت نے یہ بھی کہا کہ اگر ظلمات پہ کوئی زوال آیا تو افراسیاب
کو ناگوار ہوگا اُسنے بڑے زور و شور سے اسکو بھیجا ہی یہ وعدہ کرکے آیا تھا کہ مین مسلمانون کا خاتمہ کردونگا
سحر مین بہار کے پھنس کر دیوانہ ہوا یہ ذکر تھا کہ یاقوت و زمرد نے آگ برسائی ہر چند روکا لیکن ظلمات
نزدیک تا حیرت کے تخت کے قریب آیا نعرہ کیا کہ او حیرت تو نے غضب کیا کہ ملکہ بہار کے دل نازک کو
صدمہ پہونچایا اب میرے ہاتھ سے بچکر تو کہان جائیگی حیرت گھبرائی کہ ہو سکتا ہی اسکو قتل کردون لیکن یہ
ہوش مین نہین ہی شہنشاہ کہینگے کہ وہ اپنے ہوش مین نہ تھا کیون اُسے قتل کیا اگر قصد ہو کہ گرفتار کرلون ساحر
زبردست ہی گرفتار نہ ہوگا صرصر نے کہا کہ لونڈی جاتی ہی عیاری کرکے اسکو گرفتار کرتی ہی حقیقت مین اگر
قتل ہوگا تو بڑی بدنامی ہوگی شہنشاہ دامنگیر ہونگے فرمائینگے کہ ظلمات ایسے ساحر کو کیون قتل کیا یہ
کہتی ہوئی صرصر چلی کتراتی ہوئی جاتی ہی حلقہ ہائے کمند ہاتھ مین لیے ہوے ارادہ ہی کہ جاکر ظلمات پر
عیاری کرون کمند و حباب مار کر بیہوش کرون کہ پہلو سے ایک کنیز نے آواز دی کہ ملکہ صرصر کہان جاتی ہو
صرصر نے پلٹ کر کہا کہ چپ رہ مین برائے گرفتاری ظلمات جاتی ہون کنیز نے کہا کہ مین بھی آئی جھپٹ کر قریب
صرصر کے پہونچی کہا دیکھیے ملکہ نے سحر کیا ظلمات جھوم گیا صرصر اُدھر پلٹی کنیز نے کمند ارکر حباب مار دیا
صرصر بیہوش ہوکر گری کنیز نعرہ کرکے بھاگی کہ منم مہر سپہر عیاری دور سے صبا رفتار نے دیکھا کہ صرصر
بیہوش ہوکر گری صبا رفتار بھی چلی کہ جاکے اُستانی کو ہوشیار کردون یہ کہتی ہوئی چلی کہ کیا عیار بلا کے
ہین صرصر چلی تھین ظلمات پر عیاری کرنے کہ عمرو نے صرصر کو بیہوش کردیا مین جاکے اُستانی کو اُٹھا دون
کہ پہلو سے آواز آئی بُوا تم نہ جاؤ عیار پھیلے ہوے ہین مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی دیکھو صرصر کو کوئی گرفتار کریگا

جیسے ہی صبا رفتار مثل برق فرنگی لپکے حباب وحلقے کمند کے مارے صبا رفتار بھی بیہوش ہوئی حیرت نے
تخت سے دیکھا کہ برق نے صبا رفتار کو بیہوش کیا صرصر کو عمرو نے جادوگرنیان گئیں صرصر وصبا رفتا
کو اُٹھالائیں اتنے عرصے میں ظلمات نے کئی ہزار جادوگر مارے جس طرف سے گذرتا ہی ساحر رو گئے ہیں کہ تابہ
حیرت نہ جانے دین یہ مبہوت عشق بہار ہی لب پر مُہر سکوت جم کر سحر کرتا ہی ہزارون لاکھون سے لڑتا بڑھتا
بڑھا حیرت کا نام جو بہار نے لے دیا ہی اُسی نام پر گالیان دیتا ہوا جاتا ہی یہی قصد ہی کہ ملکہ حیرت کو
قتل کرے صرصر بیکر خدمت مین بہار کی جاؤن حیرت ناچار ہو رہی ہی صرصر وصبا رفتار کو ہوشیار کیا
ان دونون نے کہا کہ حضور کیا کرین ان عیارون نے وہانتک نہ جانے دیا آپ نے ملاحظہ کیا کہ کیا کیا کام
کرتے ہین جو اُنکی مراد تھی وہ پوری ہوئی اتنے عرصے مین ظلمات نے کئی ہزار جادوگر مارے حیرت بہت
پریشان ہو رہی ہی صرصر وصبا رفتار کا حوصلہ نہین پڑتا کہ تا بہ ظلمات جائین حیرت نے بیقرار ہو کر
دستک دی اور آواز دی کہ ای شہنشاہ آپ کیا کر رہے ہین نگہبانان طلسم شہنشاہ کو نہین خبر کرتے کہ میری
جان آفت مین ہی قتل کرون تو مشکل صورت گرفتاری ناممکن سحر بہار کا رنگ جم گیا یہ جو حیرت نے پکار کر
کہا افراسیاب جادو باغ سیب مین تخت پر بیٹھا ہی کنیزین حاضر ہین کہ حیرت کی آواز کان مین آئی
کہ پکار رہی ہی شہنشاہ کیا کرتے ہین ایک طائر بھی سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ ملکہ عالم پر عجب
وقت ہی ظلمات سحر بہار مین پھنسا ہی وہ سحر نہین اُترتا یہ سُنتے ہی افراسیاب اُٹھا منہ دھو رہا تھا
آفتابہ پھینکا طشت کو لات ماری سحر کر کے بلند ہوا اُس وقت پہونچا کہ ظلمات قریب تخت ملکہ حیرت
پہونچ چکا ہی چاہتا ہی کہ ہاتھ تلوار کا مارون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او ظلمات خبردار یہ کیا بے ادبی ہی
ای مہرخ وبہار وغیرہ تمھاری کیون شامت آئی ہی اپنی جان بچاؤ ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
ظلمات چیخ کھا کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا مہرخ وبہار وغیرہ یا تو بڑے زور وشور سے
لڑ رہی تھین یا سحر ہاتھ سے پھینک پھینک کر بھاگین باغبانان قدرت ایک جانب سب سردار بھاگے
افراسیاب یا تو غصّے مین آیا تھا سب کے بھاگنے سے خوش ہو گیا ملکہ حیرت کو لیکر پلٹا حیرت نے کہا کبھی
کہ مسلمانون کو چشم نمائی تو ہو جائے کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرین افراسیاب نے کہا کہ جانے دو وہ سب
دیکھتے ہی مجلو بھاگ گئے حیرت خاموش ہو رہی افراسیاب ظلمات کو لیکر بارگاہ مین آیا تخت پر
لٹا دیا طرہ کان کا نکالا بدھی توڑنے لگا خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو رشتۂ حیات ٹوٹ جائے آواز دی

کو دارے گل فروش حاضر ہو دیکھا کہ ایک بادو گر پھولون مین لدا ہوا شگفتہ مزاج غنچے کا سر پر تاج ہنستا ہوا افراسیاب کے سامنے آیا کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی کہا ہار کا رشتہ توڑ دے اُس ساحر نے بڑھکر ہاتھ گلے مین ظلمات کے ڈالا تھا اُسکو توڑا پھول پاؤن سے مل ڈالے ظلمات کو ہوش آیا قدمون سے لپٹ کر افراسیاب کے رونے لگا کہا کہ شہنشاہ میرے واسطے بڑی ذلت ہوئی اب مین پردہ ظلمات مین کیونکر جاؤنگا وہانکے ساحر مجھپر ہنسین گے آوازے کسین گے مین بہار کو زندہ نہ چھوڑونگا افراسیاب نے کہا کہ ای ظلمات بہار سے پڑوسی نہ اُلجھاؤ بہار بلائے روزگار ہی اگر اُس سے مقابلہ پڑگیا یہی تیرا پھر حال ہو گا ای ظلمات یہ گمان نہ تھا کہ بہار ہمسے یون باغی ہو نگی سحر کتابون سے تلاش کر کر کے تعلیم کیے اپنے سامنے امتحان لیے اب وہ ہمپر حرف گیری کرتی ہین بقول سعدی بیت کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + ہر چند کہ افراسیاب نے سمجھایا ظلمات نے کہا کہ مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگا حضور دخل نہ دین افراسیاب نے کہا کہ تم جانو ہمین پھر تکلیف ہو گی افراسیاب تو چلا گیا ظلمات سامنے حیرت کے بلبلانے لگا کہا کہ ای ملکہ عالم شہنشاہ نے مسلمانون کو سر چڑھایا ہی اُنکا پاس کرتے ہین بی بہار کا وہ حال کرونگا کہ خود گلا کاٹ کر مر جائین یاقوت و زمرد نے اشارہ کیا کہ ای ظلمات بس اب کلمات سخت نہ کہو نہین جانتے کہ ملکہ بہار ملکہ حیرت کی بہن ہین ایسا نہ ہو کہ اُنکو ناگوار ہو اسی سے شہنشاہ منع کرتے تھے کہ بہار پر قصد نہ کرو فصل کا مٹانا نا ممکن ہی باغبان قضا و قدر نے بہار و خزان مقرر کی ہی ظلمات غصے مین بارگاہ حیرت سے اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا ساحرون سے سب حال بیان کیا دن بھر تو تامل کیا رات کو اپنے مقام سے اُٹھ کر ارادے گرفتاری بہار چلا ہر چند کہ اپنے ہوش مین ہی لیکن صورت زیبائے بہار آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جنگل کا سناٹا جو دیکھا دل مین خیال ہی کہ جس وقت ملکہ بہار کو لاؤنگا پہلے وصل حاصل کر لونگا اگر وصل نہ حاصل ہوا تڑپ کر جان دونگا

ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار ہمیرے آفت عشق کی مصیبت نظم

سر پہ پہاڑ اُنکے نہ ای آسمان گرا	جو برگ گل کو سمجھین کہ سنگ گران گرا
ساقی کے ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب	سمجھا مین بادہ کش کہ خم آسمان گرا
شی: ہان کی لے گئے عطار بہر عطر	اُس رشک گل کے رخ سے پسینا جہان گرا
رشک چمن ہوا ہی ہر اک سرو نونہال	کشتے کے تیر عشق مین کیا کیا جوان گرا

پائی شکست دل نے برنگ شکستہ رنگ — بالائے سنگ شیشۂ مرا بے فغان گرا
آزاد ہین قیود سے افتادگانِ خاک — اُڑتا پھرا شجر سے جو برگِ خزان گرا
عالم کو تیرے چاہِ زنخدان سے عشق ہی — یوسف بھی اس کنوئین مین مع کاروان گرا
پامال جو کرے گا مجھے پائیگا سزا — شیشے کی طرح خاک پہ مین ناتوان گرا
لغزش رہِ سلوک مین افتادون کو ہو کیا — ٹھوکر نہ کھاکے ایک دن آبِ روان گرا
کیا مال رعب فقر کے آگے ہی سلطنت — رویا مین سر سے افسرِ نوشیروان گرا
ناسخ نگاہِ مست سے دیکھا جو یار نے — مانند مست ہر شجرِ بوستان گرا

کبھی پکارتا ہی کہ یا سامری و جمشید بہار مجھے دستیاب ہو اور وصل حاصل کرون وصل بہار سے دل باغ باغ ہو غم سے فراغ ہو یہ باتین دل سے کرتا ہوا قریب لشکر پہونچا پھرتا پھراتا اول توبارگاہ شاہی کو دیکھا وہانسے پلٹا بارگاہِ باغبان قدرت دیکھی کہ دو شیر صحرائی اٹھارہ اٹھارہ ہاتھ کے دروازے پر ٹہل رہے ہین وہانسے آگے بڑھا دیکھا بارگاہ زربفتی قبۂ بارگاہ سنہرا اطلس مثل آفتاب چمک رہا ہی گرد بارگاہ چمنہاے طولانی گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون طائران زمزمہ سرا ہر چند کہ وقت شب ہی مگر طائران زمزمہ سرا کا حمد الٰہی سے مطلب ہی چہک سے پھولون کی صاف ثابت ہی کہ ستارہ ہاے زری چمک رہے ہین ہوا ٹھنڈی چل رہی طلمات کو اور زیادہ اشتیاق ہوا کہ ملکہ بہار کو دیکھون لونڈی کنیز اغیس جلیس پہرے پر نہ تھی نہ طلایہ اُس مقام پر نہ کوتوال خود سر جلمنین پڑی ہوئی ہین پردہ اُٹھاکر طلمات اندر آیا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی چھپر کھٹ پر ملکہ بہار آرام فرما رہی ہین سرہانے ایک نخل پھولون کا بڑے تکلف سے آراستہ ہی شاخین اُس نخل کی خم کھاکر سر پر ملکہ بہار کے سایہ فگن ہین ایک طائر خوشرنگ ایک شاخ پر خاموش بیٹھا ہی جیسے ہی طلمات قریب چھپر کھٹ کے پہونچا طائر نے سر اُٹھایا منقار کھول کر آواز دی کہ او آنے والے مودب باش قریب نہ آنا ورنہ بہت پچھتائیگا بحسرت کچھ ہاتھ نہ آئیگا

نظم

کیا بحر حسن کی ہی کمر پیچ و تاب مین — یہ پیچ و تاب کب ہین بھلا موج آب مین
صدمے دیے ہین مجکو یہ اک رشک حور نے — مصروف ہین ہزارون فرشتے حساب مین
تعبیر ہی کہ یار کی پڑجائیگی نگاہ — بجلی گری ہی رات کو کل مجھ پہ خواب مین

سب سے زیادہ صبح ہماری ہوئی سیاہ — جو شیب مین کیا نہ کیا تھا شباب مین
نسبت ہی کیا ہلال کو اُسکی رکاب سے — خالی ہلال پاے حنائی رکاب مین
ہم مست بھی ہین تارک لذات زاہدا — اک دن تو دیکھ کیسی ہی تلخی شراب مین
سودا ے چشم یار کی ہی یہ بھی اک دلیل — خشکی کمال ہی جو ہرن کے کباب مین
بحر فنا ہین مجھسے ہی سائل زبان موج — ہی روح جسم مین کہ ہوا ہی حباب مین
تلخ شب وصال کے ہوتے ہی ہم کہان — ہی زہر ساقیا قدح آفتاب مین
کیا پڑ گیا ہی عکس تری چشم مست کا — نرگس کی شاخ بنگئی ہر موج آب مین
بحر فنا مین منہ ہی تعین سے یکدگر — پانی جو موج مین ہی وہی ہی حباب مین
ای کلک فکر ایسی غزل اس زمین مین لکھ — چھانٹا نہ جاے شعر کوئی انتخاب مین

جب طائر نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے ظلمات وجد مین آکر جھومنے لگا چہرہ سُرخ آنکھون مین لال لال ڈورے بڑھا کہ ملکہ بہار پر دست انداز ہون طائر نے بقہر و غضب آواز دی کہ ای آنے والے کہان آتا ہی یہ بہت ادب کا مقام ہی ظلمات نے سر اُٹھا کر طائر سے آنکھ ملائی طائر نے مسکرا کر کہا کہ ذرا ہوش مین رہو وہی حال قدیم بہتر ہی جا کر سر حیرت لاؤ ملکہ عالم کو سوتے مین نہ جگاؤ ظلمات یہ سُنتے ہی پیچھے ہٹا کچھ کھڑا ہوا سوچا کیا اور کہا کہ ای طائر مین تیری بات کو سمجھا ابھی جاتا ہون سر حیرت کا لیکر آتا ہون یہ سُنکر طائر خاموش ہوا ظلمات ہنستا ہوا باہر نکلا سوار و پیدلون نے دیکھا چاہا کہ اسکو ٹوکین ایک آواز آئی کہ ای ملازمان ملکہ مہرخ یہ اپنے حال مین ہی اسکو جانے دو نہ روکو اب ظلمات نے پر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا لشکر حیرت مین آیا اپنی بارگاہ مین نہ گیا دربارگاہ ملکہ حیرت پر پہونچا نگہبانون نے کہا کہ کون آتا ہی ظلمات نے آواز دی کہ منم ظلمات تیرہ بخت براے ملاقات ملکہ عالم آیا ہون ملکہ سے کچھ کہنا ہی یہ کہکے بڑھا ایک چوبدار نے قصد کیا کہ ہاتھ تھام لون ظلمات نے ایک طمانچہ مارا کہ چوبدار جل کر خاک ہو گیا اب ظلمات نے چاہا کہ پردہ اُٹھا کر اندر جاؤن کئی ساحر دوڑے بڑھکر روکا ظلمات نے اشارہ کیا کہ کئی برقین گرین اُن سب کے سر کٹ کے گرے غلغلہ سُنکر ملکہ حیرت اُٹھین آنکھین مل رہی ہین پکار کر پوچھا کہ ارے یہ کیا ہلڑ ہی ایک نگہبان نے بڑھکر کہا کہ ظلمات آپکے پاس آتے ہین ہمنے جو روکا کئی نگہبانون کو قتل کیا حیرت اُٹھکر ڈیوڑھی دیکھا کہ ظلمات تیرہ بخت

نگہبانون کو قتل کر رہا ہی حیرت نے للکارا کہ کیون ظلمات تو نے ہمارا کہنا نہ مانا آخر بلا مین مبتلا ہوا ظلمات
تیغ کھینچکر چلا حیرت نے زمین پر دو ہتھڑ مارا زمین شق ہوئی ظلمات زمین مین سما گیا ملکہ حیرت نے کہا
کہ صاحبو یہ رات کو کہان گیا کہ جو آفت مین مبتلا ہو کر آیا ہرکارون نے خبر دی کہ برائے گرفتاری بہار
گیا تھا وہ سو رہی تھین مگر ایسا سحر کیکے سوتی ہین کہ یہ دہائی ہوا کھاکے مبہوت ہوا ملکہ حیرت نے کہا کہ
ایک کنیز خدمت مین شاہ کی جائے سب کیفیت عرض کرے اُسی وقت ایک کنیز روانہ ہوئی یہان
افراسیاب جادو سوکر اُٹھا ہی کنیز نے آکر سب کیفیت عرض کی کہ ظلمات برائے گرفتاری ملکہ بہار گیا
تھا وہانسے دیوانہ ہوکر آیا ملکہ حیرت نے سحر کرکے ظلمات کو غرق زمین کر دیا حضور کو تکلیف فرمانا چاہیے
جو مناسب ہو اُسکے مقدمے مین کیجیے بس افراسیاب جادو غصے مین اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ سونڈی غلامون
نے بہت حیران کیا ہی پرواز پیدا کرکے چلا لکہ ابر ہفت رنگ نے افراسیاب کو ہر طرف سے گھیر لیا
یہان ملکہ حیرت بھی تھین کہ آمد افراسیاب ہوئی ملکہ حیرت واسطے اقبال کے اُٹھین افراسیاب
ابر سے نکلا بارگاہ حیرت مین آیا حیرت نے سب کیفیت بیان کی افراسیاب چُپ بیٹھا سُن رہا ہی
وہان وہ وقت ہی کہ ملکہ بہار سوکے اُٹھی ہین طائر جو زمزمہ سرائی کر رہا تھا اُس طائر نے پکار کر آواز دی
کہ آپ کے چھپرکھٹ کے نزدیک ایک شخص آیا تھا مین نے اُسکو دیوانہ کرکے پھیر دیا برائے قتل حیرت
گیا ہی یہ سُنکر بہار گھبرا کر اُٹھین مُنھ ہاتھ جلدی دھویا نشان نقش پا کی خاک زمین سے اُٹھائی پتلہ بناکے
پوچھا کہ ارے ہمارے سوتے مین کون آیا تھا کہا کہ حضور ظلمات جادو ملکہ بہار بارگاہ مہرخ مین آئین
سب سردار جمع تھے ملکہ بہار نے سب کیفیت بیان کی کہ ظلمات پھر دیوانہ ہو کر گیا ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
آکر سپونچے عرض کیا کہ افراسیاب جادو آیا ہی حیرت نے ساری کیفیت بیان کی افراسیاب سُن رہا ہی
ملکہ مہرخ نے کہا کہ جاکر دریافت کرو افراسیاب نے کیا کہا ہرکارے دوڑے وہ وقت ہی کہ افراسیاب
نے دستک دیکر ظلمات کو پکارا ظلمات کانپتا ہوا زمین سے نکلا اتنی دیر مین نیم بسمل ہو گیا ہی رنگ
چہرے کا اُترا ہوا تھر تھر کانپتا ہوا افراسیاب نے کہا کہ کیون ای ظلمات تجتے ہمارا کہا نہ مانا آخر کیا
نوبت ہوئی ظلمات نے کہا کہ ای شہنشاہ اب تو نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہون ملکہ حیرت نے اس
حال مین مجکو قید کیا کہ تمام جسم کا خون خشک ہو گیا افراسیاب نے کہا کہ اب تو بہار کا نام نہ لوگے ایک
کنیز سے کہا کہ اسکا مُنھ بھی دُھلا دے کنیز نے جیسے ہی چاہا کہ مُنھ دُھلائے ظلمات نے مُنھ پھیر لیا

کنیز کو ایک تھپڑ مارا کہ سر کنیز کا اڑ گیا اور جھوم جھوم کر کہا کہ مین تو برائے قتل حیرت آیا ہون کیا زندہ چھوڑونگا
ظلمات تخت کہتا ہوا بڑھا چاہا کہ ملکہ حیرت پر ہاتھ مارے افراسیاب نے کلائی پہ ہاتھ ڈال کر ایک
طمانچہ مارا کہ ظلمات کا سر اڑ گیا لاشہ جو ہوا گرا زمین شق ہوا اُس مین سے ایک طائر پیدا ہوا اُسنے آواز دی
کہ او افراسیاب یہ بھی بناے بربادی طلسم ہے عمر طلسم تمام ہوئی جو بد عتین تھے بادشاہ سابق پر
کیون اُنھین کا اب تم کو بھی سامنا ہے افراسیاب نے ایک آتش کا دانہ مارا کہ وہ طائر بھی جل کر خاک ہوا
دوسرا طائر اُس خاک سے پیدا ہوا اُسنے بھی یہی آواز دی افراسیاب نے اُسکو بھی جلایا مصنف عرض کرتا ہے
کہ سات طائر پے در پے پیدا ہوے اور سب نے یہی آواز دی افراسیاب نے اُنکو جلا کر خاک کیا
جون جون طائر جلے اور دوسرا طائر پیدا ہوا عمر طلسم کا نام لیا ایک طائر نے تو یہ کہا کہ او افراسیاب
اپنی جان کی خیر منا کیا ہو نیکو ہے بیوجہ غصہ کرتا ہے بس افراسیاب نے ساتوین طائر کو جلا کر آواز دی
کہ یا سامری اب طائر نہ پیدا ہو ہمارا مرکب پر ند مشکین لاؤ افراسیاب کے کہتے ہی ایک مرکب مشکین
اُترتا ہوا آسمان سے آیا اور افراسیاب نے غصے مین یہ کہا کہ سامری و جمشید اس طلسم مین
بڑے بڑے عجائب بنا گئے ہین ایک ایک ذلیل و حقیر کمانت ناشائستہ ہمارے سامنے کہتا ہے آج ہم
مسلمانون کو مٹائے دیتے ہین جس وجہ سے نالائقون کو یہ حوصلہ ہوا لونڈی غلامون نے بہت سر اٹھایا
یہ کہتا ہوا افراسیاب سوار ہوا طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا غصے مین کف تو منہ سے جاری ہے تیغ
برہنہ ہاتھ مین چرند و پرند ہرکارون نے جو یہ معرکہ دیکھا بھاگے کہ جا کر ملکہ مہرخ کو خبر کرین کہ افراسیاب
خود آتا ہے یہ کہتا ہوا کہ آج ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا ملکہ مہرخ نے جو یہ خبر سُنی آواز دی کہ صاحبو تیار
ہو جاؤ باہر نکل کر نقیب بجائی لشکر مین قرنا ہوئی تمام لشکر تیار ہوا سردار سب جمع کر کھڑے ہوے کہ سامنے
سے دیکھا افراسیاب جادو سنگریزے اُڑاتا ہوا تلوار ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا
کہ سب سردار جمع کھڑے ہین افراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ باشید اے مسلمانان بد دولت کا ہتھیار
دیکھنا چاہتے ہو یہ کہہ کر ایک دستک دی کہ ایک سیاہ آندھی چلی آگے آگے ایک شخص سیاہ فام اُسکے پیچھے
ہزار ہا بلکہ لاکھون کہ سب کے پنجون مین خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے افراسیاب نے نعرہ کیا ہر سردار
کے گلے پر خنجر رکھا ہوا تھا ہر چند سحر کرتے ہین کچھ کام نہین ہوتا وہ جو ساحر سیاہ فام سب کے آگے تھا اُسنے
خنجر گلے پر ملکہ مہرخ کے رکھا پکار کر افراسیاب نے آواز دی حکم دون ابھی خنجر کھینچ لین سب کے سر

کٹ کر گرین ملکہ مہرخ نے اُس حال پر ملال مین بھی آواز دی کہ او افراسیاب تجھے اختیار ہی ہم کیا تیرے
ہمسر ہین یا ہم جانتے ہین کہ یہ مقام طلسم ہوش ربا ہی تو بیشک ساحر یکتا ہی ہم کیا جواب دے سکتے ہین لیکن
ہینے جو کیا وہ کیا سامری و جمشید پر لعنت کی بس افراسیاب نے غصہ مین آکر اشارہ کیا کہ ای
جلاد طلسمی بکش ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ جسقدر لشکر ملکہ مہرخ کا ہی ایک ایک سنہرا بچہ
سب کے گلے پر خنجر رکھے ہوے ہی اور وہ جلاد سیاہ فام گلے پر ملکہ مہرخ کے خنجر رکھے ہوے پیش پیش
کھڑا ہی جیسے ہی افراسیاب نے آواز دی بکش حیرت لشکر کو لیکر آئی ہی سب لشکر جا کھڑا ہی جیسے ہی
افراسیاب نے بغیظ و غضب آواز دی جلاد نے خنجر کھینچا آسمان سے ایک صدائے مہیب آئی برق
تڑپ کر گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے سب بچے جل گئے خنجر زمین پر گرے ایک آواز تڑاقے کی ہوئی کہ کئی
ہزار ملازمان افراسیاب کا سر کٹ کر گرا یہ شعبدہ جو افراسیاب نے دیکھا ایک چیخ ماری آواز دی
کہ ارے یہ کون بے ادب ہی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر تھا اُسی سے برق گری کہ جلاد
مر اُسی سے شعلۂ آتش گرے کہ سب بچے جل کر خاک ہوے اُسی سے تلوار بھی چمکی کہ ملازمان افراسیاب
کے سر کٹے افراسیاب نے اُس ابر پر گولہ مارا دیکھا کہ ابر پھٹا نور افشان جادو کھڑا ہوا ہاتھ چمکا رہا ہی
افراسیاب نے کہا کہ ای نور افشان مین نے تُسے بھی کچھ حاصل کیا ہی آج تمنے بڑا غضب کیا کہ جلاد
طلسم کو مارا بہتر یہ ہی کہ سامنے سے چلے جاؤ مین آج کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا نور افشان نے جواب دیا
کہ ای افراسیاب یہ تو تو بخوبی جانتا ہی کہ ہم ان سب کے دل و جان سے شریک ہین مجھے بھی تیرا ایک
بار بچپن مین تو کتاب بغل مین دبا کر آتا تھا وہی خیال اب بھی دل مین ہی ہر چند کہ تو علم ام کامل ہوا مگر
ہمارے خیال مین وہی ہی افراسیاب نے کہا کہ اب آپ پلٹ جائیے مین جلاد طلسمی کے بھروسے پر
نہین ہون ایک سحر مین سب کا خاتمہ کرونگا نور افشان نے کہا کہ ہم جانتے ہین کہ تو بادشاہ
طلسم ہوش ربا ہی سحر و ساحری مین بھی یکتا ہی لیکن ایران سحر نے ہاکو بھی خبر ہو گیا دل اب تو آکے انکی
مصیبت کیونکر دیکھین آج پلٹ جاؤ آیندہ تمھین اختیار ہی یہ سُنکر افراسیاب نے چند سنگ تیز سے لشکر
اسلام پر پھینکے نور افشان نے دستک دی لشکر افراسیاب پر پتھر برسنے لگے بارہ ہزار جادوگر
مر کر گرے افراسیاب نے کہا کہ ای نور افشان آج مین قیامت برپا کرونگا تمھارے ان شعبدون
سے نہ ڈرونگا یہ کہکر افراسیاب نے پکار کر کہا کہ ارے لا ایک پریزاد آکر بھیجی اُسنے ایک گولہ

افراسیاب کو دیا افراسیاب نے وہ گولہ طرف لشکر مہرخ کے پھینکا نور افشان نے بڑھکر ایک
تھپکی دی وہ گولہ اُلٹا پلٹا لشکر حیرت پر جاکر پھٹا دناتا ہوا کئی ہزار آدمی لشکر حیرت کے پھر مرکر
گرے افراسیاب تیغہ کھینچکر خود چلا کہ لشکر مہرخ پر جا پڑے دن نور افشان بھی زمین پر آکے کہا کہ ای
افراسیاب مین تجکو نہ جانے دونگا مجھسے مقابلہ کرے تو اُنہر جا افراسیاب کب مانتا تھا نور افشان
پر وار کیا تلواروں کے جھنائے ان دونون کے سحر کے سناٹے ہنگامہ گیر ودار بلند ہوا تبتو نور افشان کو
بھی غصہ آیا کہا کہ ای افراسیاب اگر مین تیرا کچھ نہین کرسکتا تو تو بھی میرا کچھ نہین کرسکتا دیکھ بہتر اسی مین
ہو کہ پلٹ جا کیون اپنے کو رسوا کرتا ہو افراسیاب نے کچھ سحر تلوار پر کیا چلا تھا کہ ہاتھ مارون کہ آسمان
سے برق چمکی ماہیان زمرد پوش آکر پہونچی آواز دی کہ او افراسیاب کیا کرتا ہو آگے نہ بڑھنا
افراسیاب نے کہا کہ ای نانی جان آپ چلی جایئے مین آج نور افشان کو زندہ نہ چھوڑونگا ماہیان
نے اشارون مین کہا کہ ای افراسیاب نور افشان سے مقابلہ بہتر نہین تو بادشاہ طلسم ہو نور افشان
کچھ تیرا کر نہین سکتا مگر تو بھی اسکا کچھ نہین کرسکتا کیونکہ نور افشان بھی تعلیم یافتہ صحبت سامری وجمشید
ہو ہر طرح کے عجائب وغرائب سے آگاہ ہو بڑی بڑی مشکلین پڑینگی اور اگر تجکو آج مسلمانون کا مارہی لینا
منظور ہو تو مین نور افشان کو ہٹائے لیے جاتی ہون تو اپنے کو مخفی کر افراسیاب نے ایک چٹکی خاک کی
سر پر ڈال اُسی مقام پر غائب ہوا ماہیان زمرد پوش بھی دونون پانون زمین پر مارکے غرق زمین ہوئی
نور افشان حیران ہو کہ یہ دونون نانی نواسے کہان گئے اس خیال مین دیکھ رہا تھا کہ صحرا سے نوبت ونقارے
کی آواز آئی نور افشان دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک برات گنوارون کی آتی ہو بیچ مین محافہ آگے آگے دولھا
سر پر کاغذ کا مور رکھے ہوے چند گنوار بڑے بڑے لٹھ کاندھون پر نفیری ڈفلہ بجتا ہوا آدھا میدان برات
نے طے کیا تھا کہ دوسری طرف سے کچھ پاسی تیر کمٹے لیے ہوے پیدا ہوے ڈیوہڑ تیرون کی ماری کہ کئی سر
جوان اُن تیرون سے گرے باقی بھاگے پاسی کچھ مال لوٹکر طرف صحرا کے گئے افسر پاسیون کا سب پاسیون کو
بھگاکر طرف محافے کے دوڑا جیسے ہی قریب محافے کے پہونچا اُسمین سے دلھن نکل کر طرف نور افشان کے چلی
پکارتی ہوئی کہ ای بزرگ مجکو اس ظالم سے بچالے یہ میری عصمت پر نگاہ ڈالتا ہو نور افشان نے بڑھکر
اُس گنوار کو ایک طمانچہ مارا کہ سر گنوار کا اُڑگیا گنوار کا لاشہ جو زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا آوازین عجیب
آئین کچھ غل سنے تھوڑی دیر کے بعد نور افشان نے دیکھا کہ لشکر اسلام اور لشکر حیرت کا نشان نہین

اپنے کو تنہا کھڑا ہوا پایا دیکھا کہ اور نازنین یہ کہتی ہوئی چلی آتی ہے کہ اے مرد بزرگ خدا تجکو سلامت رکھے تونے بڑا احسان کیا میری بہن کی ان دشمنون کے ہاتھ سے آبرو بچائی یہ اشعار سُن لیجیے کہ آپ کی روح کو راحت ہو قلب کو فرحت ہو یہ کہکر یہ اشعار بہ الحان پڑھنے لگی

نظم

کیا کہین مرگِ احبا مین جو ہمکو غم ہوا
گر ہوا دشمن کوئی اُسکا بھی اک ماتم ہوا

بخل جتنا ہی زیادہ جود اُتنا کم ہوا
آج تک پیدا نہ کوئی دوسرا حاتم ہوا

خاکسارون سے ملا کرتے ہین جھک کر سربلند
آسمان پیشِ زمین بہرِ تواضع خم ہوا

ناتوانی سر اُٹھانے دیتی ہے سجدے سے کب
سنگِ در تیرا نگین حلقۂ خاتم ہوا

زیست بھر سوجھا نہ مجکو چارہ سودائے عشق
پارے کا فور حنوط اب داغ کا مرہم ہوا

ہو گیا گورِ غریبان مین عیان حالِ جہان
کاسۂ سر جو نظر آیا وہ جامِ جم ہوا

اپنے سر کو ٹھوکرین لگتی ہین اپنی راہ مین
قد ہمارا ناتوانی سے نہایت خم ہوا

سبز آتے ہین نظر اشجار سمومون کی طرح
فرقتِ جانان مین آنا فصلِ گل کا سم ہوا

نام ہے روشن زمانے مین مرا اشعار سے
سر جھکایا فکر مین زانو پہ جب جسا تم ہوا

یاد ان مین اُس پاکدامن کے تصدق سے نجات
جسکی پابوسی کو پیدا ابخرۂ مریم ہوا

نقدِ جان مانگے جو سائل کوئے جانان کا تو دون
ماندنون مین عشق کی دولت بڑا حاتم ہوا

رازپوشی مین ہوا ناسخ مجھے ایسا کمال
یار بھی ہرگز نہ تیرے عشق سے محرم ہوا

نور افشان کھڑے ہوئے ان اشعار عبرت آثار کو سُن رہے ہین وہ نازنین ہاتھ باندھے کھڑی ہے کہتی ہے کہ اے مرد بزرگ تونے بڑا احسان کیا میری ہمشیرہ کی عصمت بچائی برائے چند ساعت مجھے سرفراز فرمائیے جو کچھ کہ آش اس ذرہ بیقدار کو میسر ہو تناول فرمائیے نور افشان جادو اس حال مین کھڑے ہین دل کہین آپ کہین حیران و پریشان یہ بھی یاد نہین کہ مین کس واسطے آیا تھا اب کہان پہونچا اُس محبوب دلفریب کے چہرۂ زیبا کو بنگاہ حسرت دیکھ رہا ہے بھولی بھولی صورت آفتاب جمال خورشید مثال سرو قد نخل کی سرکشی ہونٹون کی مسیحائی کلام فرحت انجام مین رعنائی و زیبائی نور افشان نے اُسکا ہاتھ تھام لیا کہا کہ آپ کا دولتخانہ کہان ہے نازنین پتہ نشان بتاتی ہوئی نور افشان کو اپنے ساتھ لیے جاتی ہے وہان افراسیاب جادو یہ شعبدہ کرکے زمین سے نکلا مہرخ نے قصد کیا تھا کہ لشکر لیکر پلٹ جاؤن کہ

افراسیاب زمین سے پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ اے مہرخ و بہار اب میرے ہاتھ سے کہاں جاؤ گی تلوار
کھینچ کر دیا کہ جا کر مہرخ کو مارو ان کچھ پتھر برسائے آواز دی کہ اے صحیحہ جو ہر کشتان سب کو لینا تلواروں کے
جوہر دکھاؤ سے یہ کہتا ہوا ادھر چلا آتا ہے ہر چند کہ سرداروں نے روکا مگر افراسیاب کب رکتا ہو لکہا ہے
ابر آسمان پر پیدا ہوے سامنے آکر شق ہوے جن سرداروں کو افراسیاب نے مخفی کر دیا تھا وہ ظاہر نہ ہوے لکہا ہے
ایک جوان تاجدار تاج کلان سر پر اسباب سحر سامنے رکھا ہوا پشت پر لاکھ جادوگر افراسیاب سے کہا
آپ ٹھہر جایئے غلامان جانباز موجود ہین یہ سنتے ہی افراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ اے مذبوح اسوقت
کسی کی ضرورت نہین مذبوح شعلہ مزاج نے کہا کہ مین نہ مانونگا اب تو مین اپنے ملک سے آچکا بے
کام کیے نہ جاؤنگا طائران سحر نے مجکو خبر دی کہ مسلمانون کے ہاتھ سے تنگ ہین خود شہنشاہ آمادۂ جنگ
ہین اسی وجہ سے حاضر ہوا کیا مین کھڑا ہو کر تماشا دیکھون افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا کہا کہ اے
مذبوح آج مجکو منظور ہے کہ مسلمانون کا خاتمہ کر دون لاشون سے میدان کارزار بھر دون میرے
تساہل کی وجہ سے راز داران طلسم باتین نکالتے ہین کہتے ہین کہ عمر طلسم تمام ہوئی ہوش ربا کی عمر
دس ہزار سال کی ہے اب دولت کے سامنے کسی کا رنگ نہین جم سکتا ہے اگر قصد کرون طنابین آسمان کی
زمین پر کھینچون مذبوح دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہا کہ اب اگر سرکار سحر کرینگے تو اپنے کو ہلاک کرونگا مین بھی
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا غرضکہ افراسیاب کو ہٹایا افراسیاب ناچار ہوا حیرت سے پکار کر کہا
کہ لشکر پھیر لیجیا مذبوح شعلہ مزاج سمجھ لیگا حیرت لشکر کو لیکر لپٹی مذبوح نے ایک دستک دی
لشکر سے اشارہ کیا سارا لشکر مسلمانان پر جا پڑا سحر ہونے لگے لیکن مذبوح نے جو دستک دی تھی
اسکی یہ تاثیر پیدا ہوئی کہ مار آتشین آسمان سے برسنے لگے مارنے جسکو کاٹا وہ ہلاک ہوا بڑے بڑے
سردار بیہوش ہوے ملکہ بہار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پیچھے ہٹ کر گورے ہاتھون سے دستک دی
ایک بدلی پھولون کی چھٹکی ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا چہار جانب غلغلہ ہوا بیت تندو پر شور
ست نہ کہسار آمد + مے کشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد + زیر ابر کئی ہزار طاؤسان زرین بال
منقارین کھولے ہوے آوازین لگاتے ہوے مصروف رقص مست آوازین آکے جو گرے ماران آتشین
کو نگلنا شروع کیا مذبوح اس جواب کو دیکھکر حلال ہو گیا ایک برق چمکائی اپنے ابر کو آپ مٹایا
ملکہ بہار نے بھی طاؤسان زرین بال کو غائب کیا مذبوح نے بڑھ کر آواز دی کہ ذرا ملپٹ کر دیکھو

بہار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نخل سایہ نذارد بے برگ و بار تپے خشک شاخین پریشان بیخ سے دھوان
نکل رہا ہی بہار نے ایک طرہ پھینک مارا نخل زمین پر گرا ہیزم خشک تھا ایک نخل اور تر و تازہ پیدا ہوا
پتے سبز شاخون مین مثل دست حسینان رعنائی ایک شاخ مین پھول نرگس کا مثل چشم محبوب رنگ خوب
اُس پھول سے آواز آئی کہ ای بہار ہمارے پاس آؤ بہار نے کان سے دوسرا طرہ نکالا تھا کہ اسم سحر پڑھون
طرہ پھینک مارون کہ جھوکا ہوائے گرم کا چلا رنگ روے بہار متغیر ہوا سب نے دیکھا کہ ملکہ بہار
غائب ہوگئین اُس پھول کی گردش بڑھتی جاتی ہی اُس گردش کو دیکھکر باغبان بھی پکارتا ہوا دوڑا
بموجب مضمون مطلع تم مطلع اسقدر گردش نہین لازم ہی چشم یار کو + ہر سفر موجب ضرر کا مردم بیمار کو
باغبان بھی قریب نخل کے جاکر غائب ہوا نخل مین ایک پھول اور پیدا ہوا برق لامع نے دور سے دیکھکر
آواز دی کہ یہ سحر بدعت ہی چاہا کہ گون اس نخل کے ٹکڑے اُڑا دون جیسے ہی برق لامع قریب نخل کے
پہونچین تڑپ کر گرین شاخ نخل قلم ہوئی برق لامع بھی غائب ہوئین ایک پھول سبز پیدا ہوا اب تو تانتا
بندھ گیا جو سردار قریب نخل کے پہونچا جاکر غائب ہوا کئی سو سردار قریب نخل کے جاکر غائب ہوے
پھول بڑھتے جاتے ہین جتنے سردار غائب ہوے اُتنے ہی پھول درخت مین بڑھ گئے دور سے جو ملکہ
مہرخ نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ صاحبو یہ مذبوح کا سحر ہی جو اسکے قریب جائیگا اُسیر ہی جفا ہوگی
مذبوح نے اب ایسا سحر کیا کہ اس نخل کے سوا اب جا بجا اور نخل پیدا ہوے لشکر والے اُن درختون مین غائب
ہونے لگے ملکہ مہرخ نے دیکھا کہ لشکر مین بربادی پانچون عیار بصورت مبدل درہ کوہ مین کھڑے ہین
جب قصد کرتے ہین کہ ہم واسطے عیاری کے جائین جھوکا ہواے گرم کا چلتا ہی اُن کے درہ کوہ مین
چلے آتے ہین عیاری کے واسطے جا نہین سکتے حیران ہین کہ ارادے مین ہمارے کیون فرق آتا ہی خود بخود قلب
ٹھہر جاتا ہی کیونکر عیاری کرین مہتر قران بھی حیران کھڑے ہین لیکن نور افشان جادو ساتھ اُس
نازنین کے باتین کرتے ہوے جاتے ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک قصر ظاہر ہوا وہ نازنین نور افشان
کو اُس قصر مین لائی ایک تخت بچھا تھا اُسپر فرش معقول گسترده مسند آراستہ گلابیان شراب کی کشتیان
کباب کی اُس نازنین نے نور افشان کو مسند پر بٹھایا جام لبریز کرکے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مین
مدت سے آپ کی مشتاق تھی میری آرزو پوری ہوئی اصل کیفیت یہ ہی نظم

دل سے لونگا مین کام رہبر کا | کیا پتا جابے ترے گھر کا
حال لکھتا ہون دیدۂ تر کا

موج دریا ہی تلا رسطر کا
مرغ دل داغ کھائیگا جو یہین
بادشہ ہو وہ ہفت کشور کا
مثل مینا لمون نہ کیون جھک کر
کہ نہ مصرع ملا برابر کا
ہی شب ہجر تا ابد نہین صبح
طور ہی تربتون کی چادر کا
جب ہوا گور مین عذاب فشار
حُسن محتاج کب ہی زیور کا

تھا جو یوسف ہوا نہ وہ بھی عزیز
شبہہ ہوگا گلی کبوتر کا
مست کہتے ہین جسکو ابر بہار
آج ہی دور دور ساغر کا
مرغ دل تب سے آپ کا ہی صید
نہ رہا خوف روز محشر کا
رشک مینال پہ ہی کیا اُسکو
دھیان آیا کنار مادر کا
کیا ہی ناسخ جواب خط کا ذکر

کیا برادر کو غم برادر کا
کرے یاد خدا جو اک ہفت
گوشہ ہی میرے دامن تر کا
کیون نہ مصرع رہے قد موزون
جب کبوتر اُڑاتے تھے پر کا
ہجر مین چاندنی سے کیا خوش ہون
رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا
ید بیضا سے ہاتھ آئی یہ بات
نہ ملا ایک پر کبوتر کا

نور افشان نے کہا کہ مجھے بھی تیرا دل سے اشتیاق ہی نازنین نے جام شراب لبریز کیا دست نگارین پر رکھکر سامنے نور افشان کے پیش کیا کہا کہ اے شہنشاہ ساحران دل اس صحبت کا مدت مدید سے خواہان تھا آج آرزوے دل بر آئی ایسی ایسی باتین کہکے جام پیش کیا نور افشان نے ہاتھ بڑھایا کہ قہقہے کی آواز آئی صدا یہ تھی کہ اے شہنشاہ بہ غفلت بیٹھا تو تو کہ یہ کون ہی دشمن جان تشنہ خون بادشاہ پردہ ظلمات وہ نازنین چار جانب دیکھنے لگی کوئی آواز دینے والا نہ معلوم ہوا پھر نور افشان نے قصد کیا کہ جام پی جاؤن آسمان سے ایک برق گری اُس نازنین نے اُف کر کے منھ پھیر کیا نور افشان نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ ماہیان زمرد پوش پہلو مین بیٹھی ہوئی باتین بنا رہی ہی نور افشان جادو نے نعرہ کیا کہ او بیحیا مین نے تجکو پہچانا یہ دریاے مکر کا جوش وخروش کہان جائیگی ماہیان نے چاہا کہ ہپک کر نکلون نور افشان کو اپنی غفلت پر بہت شرم آئی کہ مین جنگ افراسیاب سے اسکے ساتھ چلا آیا نہین معلوم افراسیاب نے لشکر اسلام کا کیا حال کیا ہوگا ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا ماہیان نے کچھ کہا نور افشان کے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا ضبط کر کے ایک طمانچہ مارا ماہیان کے منھ سے نکل گیا کہ تھپر پر کیون ہاتھ مارتا ہی اگر یہ لفظ نہ کہتی تو ماہیان کا سر اُڑ جاتا تھپر پر ہاتھ پڑا کہ انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑے ماہیان تڑپ کر بلند ہوئی نور افشان غصے مین چلے اُس وقت کر پہونچے کہ مذبوح شعلہ مزاج نے آفت برپا کردی ہی صد ہا نخل جابجا پیدا ہوے اُس نخلستان مین سردار وغیر سردار غائب ہو رہے ہین اور نخل سے

کراہنے کی آواز آتی ہی جیسے کسی پر کوئی ضربت ہوی جو نور افشان نے دیکھا للکارا کہ او نامرد تو نے غضب کیا
اہل اسلام کو غارت کیا ہو تا خدا میرے فرزند کو سلامت رکھے کہ بہمن روئین تن سے بچا یا عین وقت
پر اُسکو خبر پہونچی کہ ماہیان لگا کر ہمکو لے گئی ہو خدا نے اُس مکارہ کے مکر سے ہمکو بچایا اب کہان جاوگے
یہ کہکر نور افشان زمین پر آئے جس نخل کے قریب پہونچے اُسے جڑ سے اُکھیڑ ڈالا پھولون پر پانی برسایا
جس پھول پر قطرہ آب گرا ملکہ سُرخ مو و ہلال سحر افگن وغیرہ ظاہر ہونے لگین جو سردار ظاہر ہوا
لڑائی مین مصروف ہو گیا نخل سیکڑون کاٹ کر گرا دیے سحر نور افشان کو کون روک سکتا ہی ہر ایک
ساحر کو سکتا ہی مذبوح نے جو یہ ہنگامہ دیکھا للکار کر آواز دی کہ ای نور افشان افراسیاب نے
بڑا دھوکا کھایا مین کیا تجسے کم ہون سحر و ساحری مین محکم ہون یہ کہکر نور افشان پر گولہ مارا نور افشان
نے فوراً ہاتھ ہلا دیا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا اب تو مذبوح نے تار باندھ دیا چاہتا ہی کہ کوئی ایسا سحر کرون
کہ نور افشان زمین پر گرین مین سر کاٹ لون لیکن جو اُسنے سحر کیا نور افشان نے اشارون مین دفع کر دیا
اتفاق سے لشکر حیرت بھی آپڑا تھا جب حیرت نے خبر شکست لشکر اسلام سُنی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
ملکہ بہار و باغبان وغیرہ سحر مین مبتلا ہوے مذبوح نے سب کو گرفتار کر لیا تب حیرت نے کہا کہ اب
چل کے مہرخ کو گرفتار کرین لشکر حیرت کو جو نور افشان نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای حیرت
تم تو پلٹ جاؤ بی ماہیان نے آج میرے ساتھ شعبدہ کیا مین تو حال معلوم ہو بھاگ کر پردۂ
ظلمات مین چلی گئین ایک ہلکا سا طمانچہ کھایا حیرت نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو نور افشان مجھپر آپڑے
حیرت نے تخت اپنا ہٹایا یاقوت و زمرد بھی بھاگین مگر مذبوح اُسی طرح سحر کر رہا ہی نور افشان
لڑتے بڑھتے چلے آتے ہین جو شجر راہ مین ملا تبر سحر سے قلم کیا یا کوئی اسم دم کیا صدہا نخل کاٹ کر گرا دیے
مذبوح نے جو یہ زبردستی دیکھی اسی طلسم کا رہنے والا ہی نام سے نور افشان کے خوب آگاہ ہی دیکھا کہ
رنگ سحر تباہ ہو چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن نور افشان نے کہا کہ ای مذبوح اب تم ذبح ہوے تمھارے
ارادے کو ہم سمجھے طوق اجل گریبان گیر ہی تمھارے قتل کی تدبیر ہی مذبوح پیچھے ہٹا تھا کہ نور افشان
نے آواز دی کہان جاؤگے اب شجر سحر نہ بناؤ گے بوڑھا شیر لڑتا ہوا آتا ہی کون روکے کون ٹوکے
جھپٹ کے قریب مذبوح کے پہونچے مذبوح نے بڑے بڑے سحر کیے نور افشان نے دفع کیے مذبوح
نے ہاتھ تلوار کا مارا نور افشان نے بلا تکلف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا کہ سر مذبوح کا اُڑ گیا

مرنا مذلوح کا جو سردار گم تھے وہ سب اُسی صحرا مین ثابت ہوے وہین پر موجود تھے آکر نورافشان سے
ملاقات کی لشکر مذلوح نے فرار پر قرار کیا نورافشان اہل اسلام کو ساتھ لیکر بفتح و فیروزی پلٹے
سب کے ساتھ باتین کرتے ہوے جاتے ہین خواجہ عمرو و جانسوز و ضرغام وغیرہ بھی حاضر ہین خواجہ
نے نورافشان سے کہا کہ اُستاد آج تمنے بڑا کام کیا کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک ریگ ماہی زمین سے
نکلی خواجہ کو لپٹ گئی اتنی جلدی نکلی کہ سب کی آنکھین جھپک گئین خواجہ نے ایک چیخ ماری کہ ای نورافشان
مجکو بچانا نورافشان نے پلٹ کر دیکھا کہ خواجہ کو مچھلی لیکر غرق زمین ہوگئی کوئی سردار فکر نہ کرسکا نورافشان
نے کئی دفعہ ٹھوکر زمین پر ماری زمین شق ہوئی کچھ مدعا حاصل نہ ہوا نورافشان نے کہا کہ خیر بلا ہا ہیان
ہمارے ساتھ پھر شعبدہ کر گئین سمجھا جائیگا خواجہ کو کوئی قتل نہین کرسکتا سب سردار بارگاہ مین آئے
ملکہ مہرخ نے کہا کہ اُستاد کچھ خواجہ کی تدبیر ہونا چاہیے نورافشان نے جھولی سے ایک ورق نکالا
اُسکو دیکھکر کہا کہ کوہ نیرنگ کے آگے ایک صحراے خارستان ملیگا وہان خواجہ کو لیجا کر قید کیا ہے
وہین سے رہائی ہوگی برق تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھا نورافشان نے کہا کہ برق تم نہ جاؤ تمپر کوئی
افتاد پڑیگی برق نے کچھ جواب نہ دیا نورافشان نے چالاک سے اشارہ کیا کہ ای چالاک وہ مقام
پُرآشوب ہے تم فرزند خواجہ عمرو ہو سب عیارون سے بہتر ہو طرف سے کوہ نیرنگ کے جانا اپنے
قبلہ و کعبہ کا پتہ لگانا لیکن جو کام کرنا وہ سمجھ بوجھ کے کرنا ورنہ گرفتار ہوجاؤگے چالاک سب سے
وعدہ کرکے نکلا نورافشان طرف اپنے قصر نورافشانی کے روانہ ہوگئے سب سردارون نے چالاک
سے کہا کہ ہمکو بھی ساتھ چلین چالاک نے کہا کہ کسی کی ضرورت نہین برق فرنگی چالاک کی نگاہ
بچا کر نکل گیا چالاک باہر نکلا برق کو تلاش کیا نہ پایا جست وخیز کرتا ہوا چلا آتے آتے کوہ نیرنگ
کے قریب پہونچا درہ کوہ مین داخل ہوا درہ کوہ کو طے کرکے بیرون کوہ نیرنگ آیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر
دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک صحراے خارستان کانٹون کے جابجا درخت زمین سخت صدائین مہیب آرہی ہین
اکثر طائر کانٹون مین اُلجھ گئے ہین پھڑک پھڑک کر مرگئے خواجہ عمرو ایک عرقی باندھے ہوے اُس جنگل مین
دوڑتے پھرتے ہین اسقدر خواجہ کو پسینا آتا ہے کہ جس مقام پر کھڑے ہوتے ہین تھالا بن جاتا ہے
خواجہ پھر گھبرا کر وہان سے بھاگتے ہین خواجہ کو ڈر معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو اپنے پسینے مین خود غرق
ہوجاؤن اس خوف سے دوڑتے پھرتے ہین چالاک یہ حال خواجہ کا دیکھکر ایک غار مین چھپ گیا

مگر بہت رویا حیران حیران دیکھ رہا ہی وہ جو نور افشان نے کہا تھا کہ ای چالاک جو کام کرنا سمجھ کے کرنا
اب چالاک سوچ رہا ہی کہ کیا سبب ہی قبلہ و کعبہ اپنے ہوش مین ہین اس صحرا سے نکل کیون نہین جاتے لباس
جسم پر نہ ہونے کا کیا باعث ہی کہ برہنہ پھر رہے ہین چالاک یہ باتین سوچ رہا ہی کہ پشت سے گرد اُڑی
دیکھا کہ میان برق تڑپتے ہوے چلے آتے ہین چالاک سوچے یہ خواجہ کو دیکھ کر رک گیا لیکن برق بھاگا
ہوا آیا تھا ہانپ رہا ہی جیسے ہی خواجہ کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ اُستاد یہ کیا حال ہی مین بھی
آؤن آپ کس حال مین ہین عمرو نے ہر چند اشارہ کیا کہ مجھسے بات نہ کرو برق نہ سمجھا پکارے ہی گیا ایک
برق چمک کر برق پر گری چالاک نے دیکھا کہ برق غائب ہو گیا چالاک حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ
یہ کیا غضب ہو گیا والد منع کرتے تھے برق نے نہ مانا چالاک اس حیرانی مین تھا کہ دیکھا برق فرنگی کو
ایک جادوگر کشان کشان لاتا ہی جس حال سے خواجہ تھے اُسی طرح برق کو بھی لاتا ہی اُسی جنگل مین لاکر
چھوڑ دیا برق پیچھے پیچھے خواجہ کے دوڑتا پھرتا ہی وہی پسینے کا برق کے بھی حال ہی چالاک نے یہ بھی
خیال کر کے دیکھا کہ جون جون پسینا جسم سے نکلتا ہی اعضا گھلتے جاتے ہین چالاک بدحواس ہو گیا کہ
دو چار روز مین یہ دونون آدمی بہجائینگے اس سوچ مین بیٹھا ہی یہی سوچ رہا ہی کہ کیا کرون اسی سوچ
مین چالاک کو دن بھر گذرا جب دن قلیل باقی رہا تو دیکھا کہ برق و عمرو کے ہاتھ پاؤن مین ہتکڑیان
بیڑیان ہین جب بالکل شام ہونے لگی ہواے سرد چلی وہی صحراے خارستان نمونہ گلستان ہونے لگا
نخل پھولنے پھلنے لگے کانٹون کے نخل چلنے لگے برق و خواجہ غائب ہو گئے اب چالاک حیران ہوا کہ
یہ کیا غضب ہوا دونون صاحب کہان غائب ہوے اب کہان تلاش کرنے جاؤن دل سے اپنے یہ
باتین کرتا ہی سرنگون بیٹھا ہی اب جو سر اُٹھایا اُسی صحراے خارستان کو رشک باغ جنان پایا جوانان چمن
سبزپوش سبزہ زاران گلستان کو بیہوشی مین ہوش جام گلہاے رنگین شراب شبنم سے مخمور کیفیت آمد بہار مین مسرور
ہر سرو لب جو قمریون کی کوکو فاختہ قلندر مشرب آمادہ عیش و طرب دلق خاکستری زیب جسم عاشق
عارفان باغ آبسمین حق سرہ کی صدا بلند کر رہے ہین یاد الٰہی مین دم بھر رہے ہین کانٹون کی اُنگلیان اُٹھی ہین
جوش بہار کا نشان بتا رہی ہین پھولون نے جشن کیا ہی پھولون نہین سماتے عندلیبان خوشنوا ہر چند کہ
وقت شب ہی کیونکر زمزمہ سرائی کرین یاد الٰہی مین دم محبت کا بھرین مفتی بہار مسند زنگار رنگ پر جلوہ فرما
صبا کر مژدۂ آمد بہار قاضی صاحب کو سناتی ہی مقدمات شرعی در پیش ہین ہر رنگ مین پیا و پیشی ہین

چالاک حیران ہوگیا کہ یا تو وہ خارستان یا پُر بہار گلستان لیکن خواجہ و برق کہاں غائب ہوگئے ہائے کہاں تلاش کروں لیکن دیکھا کہ نخل سرو پر ایک طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کر رہا ہے کس لطف سے غزلخوان یہ اشعار حیرت انگیز ورد زبان

نظم

ہے دلا کسکو دوام اس گردش افلاک مین — خاک کے پتلے ہزارون لگئے ہین خاک مین
ہے ہوا ہے فرق جتنا جود اور امساک مین — جان اُتنا ہی تفاوت ہے مین اور تریاک مین
کیا ہی چالاکی ہے تیرے توسن چالاک مین — مرغ دل اپنا فلک پر واز ہے فتراک مین
دیکھکر دانتون کی تیرا ان جوعش آیا مجھے — عالم انگشت حیرت ہے تری مسواک مین
فاقہ مستی پر قناعت ہو جو تمکو میکشو — ہے لبالب بادۂ عشرت خم افلاک مین
کہہ رہی ہے یہ لب جو پُر زبان موج ہے — پاک مین ہے کب وہ کیفیت جو ہے ناپاک مین
گر یہ ہے تیرے قدم سے باغ کی بالیدگی — دانۂ انگور ہونگے شیشۂ مے تاک مین
مست عالم کو کیا چشم سیاہ یار نے — ساغر مے کا ہے عالم ساغر تریاک مین
مقبرے کو جانے شادی سمجھے وہ دیوانہ ہے — دفن لاکھون ہوگئے اس گنبد افلاک مین
دور سے دونون کا نظارہ ہے نزدیکی محال — فرق کیا ہے آفتاب اور روے آتشناک مین
اُسکے ہوتے آنے دے حمام مین مجکو اگر — ڈالدون مین نقد جان کو کیسۂ دلاک مین
کیون اُٹھا لائے ہین ہمدم مجکو ناسخ بعد قتل — چین سے لاشہ پڑا تھا کوچۂ سفاک مین

چالاک نے دیکھا کہ طائر کے غزل پڑھتے ہی باغ مین روشنی ہوئی طائر غائب ہوا روشنی ہوتے ہی چبوترے پر فرش بچھا چند کنیزین دست بستہ حاضر ہین بیچ مین مسند شاہانہ شراب و کباب رکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کنیزین کسی کی منتظر ہین تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش تخت زرین پر سوار تخت اُڑاتی ہوئی چلی آتی ہے تخت آکے اُترا چالاک بن عمرو نے دیکھا کہ ماہیان مسند پر آکے بیٹھی بیٹھتے ہی ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ میرے بچے کی تو خبر لاؤ کیا کر رہا ہے کہنا کہ بیٹا اگر فرصت ہو تو برائے چند ساعت صحرائے زنگار رنگ مین آکر بیٹھو کہ اسی کو صحرائے خارستان بھی کہتے ہین وہ کنیز روانہ ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد دیکھا کہ افراسیاب جادو بکبر و نخوت بصد شوکت تخت پر سوار آکر بیٹھا تخت سے اُترا ماہیان نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ماہیان نے پوچھا کہ ای

افراسیاب کہان گیا تھا مین شام سے تیری مشتاق تھی اتنا وصہ کیون ہوا افراسیاب نے کہا کہ مین سب
حال آپ سے عرض کرونگا یہ فرمایئے کہ عمرو کا کیا انتظام ہوا ماہیان نے ہنسکر کہا کہ یہ قید تا قید حیات
یہان سے نہین چھوٹ سکتا ای افراسیاب وہ تدبیر بن پڑی کہ عمرو تڑپ تڑپ کر مریگا اُس جنگل مین اسقدر
پسینہ نکلتا ہی کہ طبیعت کو فرحت ہوتی ہی لیکن پسینہ نکلنے سے جسم گُھلتا جاتا ہی گیارھوین دن صرف ہڈیان
باقی رہجائینگی سولھوین دن ہڈیون پر مینہ برسے گا کہ ہڈیان مثل تار عنکبوت ہوجائینگی بائیسوین دن وہ
ہڈیان تنکا ہوکر ہوا سے صحرا مین اُڑتی پھرینگی پچیسوین دن خاک ہوکر اُڑ جائیگا میان برق فرنگی عیاری
کرنے آئے تھے وہ بھی گرفتار ہوے اُستاد وشاگرد کا ایک حال کرونگی افراسیاب خوش ہو رہا ہی مگر
چالاک ایک غار مین بیٹھا ہی یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی افراسیاب نے کہا کہ ای نانی جان جب عمرو
کا خاتمہ ہونے لگیگا نور افشان دیو بہمن و کوکب سب اسکی مدد کو آئین گے ماہیان نے کہا کہ
اسکی بھی تدبیر کرونگی چالاک غار سے نکلا اندھیرے مین ٹہل رہا ہی ایک کنیز ماہیان کی براے
پیشاب بولائی ہوئی آئی جس مقام پر بیٹھی چالاک جھپٹ کر پہونچا جیسے ہی کنیز پیشاب کرکے اُٹھنے لگی
چالاک نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا اُسی کا زیور ولباس پہنکر
اُسی کی صورت بنا اب چالاک نازو کرشمہ دکھاتا ہوا محفل مین آیا جُھک کر شہنشاہ کو سلام کیا
افراسیاب کی نگاہ پڑی کہ ایک کنیز نہایت حسین سینہ اُبھار اُبھار دکھا رہی ہی افراسیاب نے جو
آنکھ ملائی انگوٹھا دکھادیا منھ چڑھادیا افراسیاب ہنسنے لگا ماہیان نے پوچھا کہ ای فرزند کیا ہنسے
کہا یہ کنیز جو سامنے کھڑی ہی اسکا کیا نام ہی ماہیان نے کہا کہ مین نے اسکو بچپن سے پالا ہی سحر مین
طاق حسن مین شہرۂ آفاق ہی اس طرح کی نازنین نگاہ سے نہین گذری بڑی شوخ وشنگ ہی کنیز نے
بڑھکر عرض کی کہ نانی امان ابھی میرے کمال سے آپ آگاہ نہین ہین مین نے لاکھون روپے خرچ کرکے
گویون سے گانا سیکھا ہی ماہیان نے کہا کہ کچھ ہمکو بھی سُناؤ کنیز سازندون کے بیچ مین آکر بیٹھی
اور یہ غزل شروع کی

نظم

ہوگیا بیتاب سُنکر آدمجھ بیتاب کی — میرے سیم اندام کی حالت ہوئی سیماب کی
شغل رونے کا ہی تیرے عشق مین ای بحر حُسن — رات دن بیٹھا گنا کرتا ہون لہرین آب کی
ہونٹھ دونون صورت عناب آتے ہین نظر — آپ کی مسواک گویا شاخ ہی عناب کی

زخمی اُس مہ نے کیا تیغ ہلالی سے مجھے / چاہیے پٹی کو دھجی چادر مہتاب کی
ہمکو بھولین گے نہ دنیا کے تماشے بعد مرگ / یاد بیداری مین آئینگی یہ باتین خواب کی
ہو گیا اک رنج میری جان کو عیش وصال / آگئی جس رات آواز حزین سرخاب کی
حضرت غم آگئے ہین فرقت ساقی مین آپ / پیجیے کوئی پیالی پیجیے خوناب کی
دیدۂ تر سے مژہ پر لخت دل آتے نہین / رہتی ہین قالب مین بہ کر مچھلیان تالاب کی
آپ ویران ہی نہ لاؤ بھر ساقی مین شراب / خانۂ دل کے لیے حاجت نہین سیلاب کی
ہون وہ سرگشتہ جو دیکھا مین نے منھ اپنا کبھی / آئنے مین صاف صورت ہو گئی گرداب کی
زاہدا جائے نہ یان مسجد کے دھوکے سے کہین / میکشو میخانے مین حاجت نہین محراب کی
وادی غربت مین ناسخ ہی وطن میرے حضور / خود فراموشی مین بھی ہی مجھکو یاد احباب کی

اس طرح چالاک نے یہ غزل سامنے افراسیاب کے گائی اور دوسرا کمال چالاک یہ کر رہا ہی زیادہ چھل بل نہین کرتا جب خیال کیا افراسیاب جادو کی تیوری پر بل آئے اس طور سے اپنے کو چھپاتا ہی تیور پر بل افراسیاب کے نہین آنے دیتا جب افراسیاب کو ذرا بدگمانی ہوتی ہی کہ عیارون کی یہی حرکت ہی چالاک شرما کر سر جھکا لیتا ہی بھولی بھولی باتین کرتا ہی کہ افراسیاب کے منھ سے نکلا کہ نانی امان عمرو اور برق کو رات کو آپ کہان رکھتی ہین ماہیان نے کہا کہ اے افراسیاب جادو وادی آبلہ پا میرا مصاحب قدیم اُسکو اسی کام پر مقرر کیا ہی کہ دن بھر حفاظت کرے اور وقت شب باغ گلفام جادو مین لیجائے ایک ہفتے کی تکلیف ہی کہ دن بھر دھوپ مین عمرو و برق دوڑے دوڑے پھرتے ہین آخر گھل جائینگے یہ مقام وہ ہی کہ کبھی سامری و جمشید نے آرام نہین پایا گوشۂ پردۂ ظلمات کہلاتا ہی بڑے بڑے ساحر آئے چاہا کہ اس تاثیر کو مٹا دین زندگی مین وادی آبلہ پا کے ممکن نہ ہوا بڑے بڑے ساحرون نے قصد کیا کہ اس عہدے پر رہین مین نے جواب یہ دیا کہ یہ ہمیشہ سے اس عہدے کو کرتا ہی مین نے اسکو تبدیل نہین کیا افراسیاب خاموش ہو رہا اب چالاک حیران ہی کہ باغ گلفام کہان ہی کیا تدبیر کرون جب تک وادی آبلہ پا نہ قتل ہو گا تب تک رہائی قبلہ و کعبہ غیر ممکن ہی کہ ہاتھ باندھ کر چالاک نے سامنے افراسیاب کے عرض کی کہ میری بہنین ہاتھ سے ساربان زادے کے قتل ہوئین مین عمرو کو حال خراب مین دیکھا چاہتی ہون نانی امان نے بڑا کمال کیا کہ عمرو کو اس حال سے رکھا ماہیان نے

کہا کہ مین ابھی بلواتی ہون یہ کہکے ماہیان نے دستک دی اور نام لیکر پکارا کہ ای وادی آبلہ پا شہنشاہ
یاد فرماتے ہین کہ ایک آندھی سیاہ چلی ایک جادوگر کو دیکھا کہ سر جھاڑ منہ پہاڑ سامنے ماہیان کے
آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ ای ملکۂ عالم خلاف وقت غلام کو کیون طلب فرمایا کہا کہ شہنشاہ فرماتے ہین
عمرو و برق کو لاؤ کنیز نے اُٹھکر وادی کو سلام کیا کہا کہ میان میری کئی بہنین ہاتھ سے ساربان زادے
کے قتل ہوئین ہین لہٰذا آپ کو تکلیف دی ہی چاہتی ہون کہ حال خراب سے اُستاد و شاگرد کو دیکھون کہ میرے
دل کو ہوس ہی کہ اپنے ہاتھ سے ساربان زادے کو کچھ سزا دون بوٹیان اُنکی کاٹ کے کھلاؤن مین
سب بہنون مین بدصورت ہون وہ نہایت حسین و جمیل تھین وادی آبلہ پا سے جو آنکھون مین آنسو بھر کے
کنیز نے باتین کین اور جمال عابد کش و زاہد فریب پر اُسکی نگاہ پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی کشتۂ تیغ ابرو گرفتار طرۂ
گیسو ہوا جیسے ہی چالاک سے اُسنے آنکھ ملائی اشارے سے کہا کہ ہمکو باغ گلفام مین لیچلو کہ اُن دونون
کو تمھارے سامنے سزا دین تنہائی مین گانا سنا مین وادی آبلہ پا نے ملکہ ماہیان سے کہا کہ دن کو عمرو
و برق کو تو قید سے رہا کر دیتا ہون کہ صحرائے خارستان مین دوڑے دوڑے پھرین اعضا اُنکے
حدت و حرارت نیر اعظم سے گھلین گے شب کو قید کر دیتا ہون کہ قید آہن سے اُنکو صدمہ پہونچے دو دو
روٹیان خشک اور ایک ایک آبخورہ پانی کا شب کو پہونچاتا ہون شدت تشنگی سے دونون بیقرار رہتے ہین
آٹھ پہر جفائین سہتے ہین اگر آپ کا حکم ہو تو بی گلپوش کو اپنے ساتھ لیجاؤن باغ گلفام کے عجائب و
غرائب دکھاؤن مگر افراسیاب نہ چاہتا تھا کہ آنکھون کے سامنے سے یہ نازنین ہٹے لیکن نگاہ
محبت سے دیکھنا افراسیاب کا گلپوش کو ماہیان کے خلاف گذرا جانتی ہی کہ یہ سفلہ مزاج ہی
ایسا نہ ہو کہ یہ گلپوش پر بھی دست انداز ہو وادی آبلہ پا سے کہا کہ اچھا گلپوش کو اپنے ساتھ
لیجاؤ لیکن تھوڑے ہی عرصے مین یہان پہونچا دینا افراسیاب کچھ نہ کہہ سکا وادی آبلہ پا نے
ایک تخت بنایا اُسپر گلپوش کو سوار کیا طرف باغ گلفام کے لیچلا اب جو چالاک نے راہ مین وادی
کو تنہا پایا ناز و غمزے کی ترقی کی کبھی چٹکے پکڑ لیے کبھی گورے گورے ہاتھون سے بلائین لین کہا صاحب مین تو
تمھارے اشتیاق مین چلی آئی لیکن مجکو ہاتھ نہ لگانا مین اور باتون سے آگاہ نہین ہون الگ سے باتین کرو
کبھی پہلو سے پہلو ملا دیا کبھی ہنسایا کبھی رُلایا بوٹا سا قد کبھی اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ دیکھو صاحب تم مجکو گھورتے ہو
میرا خون گھٹا جاتا ہی مین تخت سے کود پڑونگی وادی آبلہ پا نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ صاحب ایسا ارادہ نہ کرنا

ماہیان زمرد پوش پڑ چھینگی کہ میری کنیز کو کیا کیا مین شرمندہ ہونگا چالاک نے راہ مین سر جھکا کر کہا کہ صاحب اگر تمھارا دل نہین مانتا ہو مجاؤ شراب پلا کے بیہوش کر نا خنجر میرے گلے پر پھیر دینا مجکو تمھاری بدعت کی خبر نہو ورنہ تڑپ کر مر جاؤنگی تجہ ایسے ظالم سے کیون کر جان بچاؤنگی وادی آبلہ پا نے کہا کہ گلفام جادو میری آشنا ہو تمکو دیکھکر بہت جلیگی لیکن مین تدبیر کرونگا اُسکو خبر نہونے پائیگی اُسکو شراب پلا کے بیہوش کر دینگے ہم تم مزے اڑائینگے تم کیون گھبراتی ہو دیکھو میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی مگر تمھین ملال نہ پہونچے چالاک نے راہ بھر مین وادی آبلہ پا کو خوب شیشے مین اُتارا تھوڑے عرصے کے بعد باغ گلفام دکھائی دیا چالاک نے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی وسط باغ مین ایک چبوترہ اُسپر فرش مشجر گستردہ ہی گلفام مع کنیزون کے بیٹھی ہی صحبت شراب وکباب آراستہ کنیزون سے کہہ رہی ہی اس وقت ملکۂ عالم نے اپنے خدمتگار کو کیون طلب فرمایا کنیزین عرض کرتی ہین عمرو وبرق کے بارے مین کچھ تاکید فرمائی ہوگی کہ سب نے کہا دیکھیے تخت آتا ہی ایک نازنین بھی خوبصورت ساتھ ہی گلفام نے سر اُٹھا کر دیکھا مگر تیور پر بل پڑ گئے جب تخت زمین پر آیا چالاک نے تخت سے کود کر جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ حضور نے کنیز کو پہچانا گلفام نے کہا کہ صاحب مین نے تمکو کبھی دیکھا نہین چالاک نے کہا کہ مین کنیز ان ملکہ ماہیان زمرد پوش مین منسوب ہون اس وقت گانے کا چرچا تھا آپ کا بھی ذکر آیا مین نے کہا کہ مین ملکۂ عالم کے سامنے جا کر گاؤنگی مین نے ملکہ ماہیان کا لاکھون روپیہ صرف کیا کچھ آئین بائین شائین حاصل ہو گیا حضور بھی سنین عمرو وبرق کو دیکھنے آئی ہون میری بہنون کے یہ عیار قاتل ہین مین بھی اُنھین تکلیف پہونچاؤن جب اس طرح چالاک نے سامنے گلفام کے رو رو کر باتین کین اپنی بہنون کا بھی غم کیا گلفام نے کہا کہ تُو ابیٹھو ہم تمھارے دشمنون کو بلواتے ہین چالاک سر جھکا کر بیٹھا دل مین پیچ وتاب ہی کہ کیونکر انکو قتل کرون کہ قبلہ وکعبہ وبرق رہا ہون سامنے گلفام کے بیٹھ گیا جھول بھول باتین کر رہا ہی گلفام نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ ارے ساز درست کرو ساز آراستہ ہوے آپس مین ساز کیا در عیش وعشرت باز ہوا چالاک نے سامنے گلفام کے یہ غزل عاشقانہ گنگنا کے شروع کی

نظم

اس ابر مین یار سے جدا ہون | بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون | گلبن ہون اگرچہ ہون مین بے برگ

بلبل ہون اگر تو بے نوا ہون | دن رات تصور پری ہی | دیوانہ مین اندلون بنا ہون

گو بیٹھ رہا ہون ایک جا لیک | پامال بسان نقش پا ہون | افتادۂ خاک ہون ولیکن

مین سایۂ شہپر ہما ہون
ای ابر شب فراق دے ساتھ
مین سرو قدون کا خاک پا ہون
سر رکھ کے کبھی وہ سو گیا تھا
کانٹون پہ اُسکو کھینچتا ہون
ثابت ہی گناہ خشکی زہد
نوبت ہی مین بندۂ خدا ہون

چلتا نہین آپ گرچہ اک گام
رونے پر مستعد ہوا ہون
تو رنگ چمن مین ہوش بلبل
اپنک زانو کو سونگھتا ہون
آئینۂ دل مین ہی ترا عکس
تر دامن موج بوریا ہون
ہی مہر و وفا سراسر اُسمین

پر میل کی طرح رہنما ہون
کیونکر مری خاک بھی نہ ہو سرو
تو نکہت گل تو مین صبا ہون
وحشت نے نکالا اُس گلی سے
دن رات مین تجکو دیکھتا ہون
ممکن نہین اجتماع ضدین
ناسخ کیونکر اُسے نہ چاہون

گلفام جادو وجد کرنے لگی کہا بی گلپوش کیا کہنا ارے عمرو و برق کو بلاؤ بی گلپوش اُنکو سزا دین لیکن تو انگلپوش اُنکو سزا کیا دوگی آٹھ پہر مبتلائے رنج و مصیبت دن کو دوا و دوش رات کو زنجیر و طوق کی کشاکش ہمرنگ دور و ٹیان بعد آٹھ پہر کے ملتی ہین چالاک نے کہا کہ ذرا بلوائیے تو میری بہنون کو کس حسرت و یاس سے قتل کیا اُنکی صورتین آنکھون کے سامنے پھرتی ہین براے مدد ملکہ حیرت گئین ایسی ساعت بد سے نکلین کہ پھر زندہ پلٹ کر نہ آئین ان لوگون کا یہی دستور ہی کہ جو انکے قبضے مین آیا فوراً اُسے قتل کر ڈالا آپ کے یہان یہ کیا دستور ہی کہ اگر گرفتار کیا قید کیا ابھی انکو قتل کیجیے وادی آبلہ پا نے سر پیٹ لیا کہا کہ ای گلپوش اصل یہ ہی کہ یہ طلسم ہی نہین ممکن ہی کہ بے دلیل کسی کو قتل کرین ایک صورت تو وہ ہی کہ جس طرح اسد غازی قید مین سات برس کی میعاد مقرر ہی سات برس کے اس طرف نہین قتل کر سکتے ایک صورت یہ ہی کہ کسی کو گرفتار کر لائے اب اُسکو ایسے صدمات پہونچائین کہ خود تڑپ تڑپ کر مرجائین عمرو و برق کو من کی مشقت شب کو مصیبت آب و دانے کی کمی مزاجون کی برہمی یہ کہکر حکم دیا عمرو و برق کو لاؤ یہ سُنکر حبشنین گئین عمرو و برق کو کشان کشان لائین یہ حال پر ملال عمرو و برق کا دیکھکر چالاک کا قلب اُلٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا دیکھا کہ زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہونٹھ خشک شکم و پشت ملا ہوا نحیف و زار نالان و بیقرار فریاد کی صدا دیتے ہوے اُن حبشنون نے سامنے لا کر بٹھا دیا چالاک اُٹھا نیمچہ لیکر چلا کہ مین اپنی بہنون کے خون کا بدلا لون گلفام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ بی گلپوش یہ مناسب نہین ہی قانون کے سراسر خلاف ہی گلپوش کہتی ہی کہ مجھے چھوڑ دو مین اپنی بہنون کے قاتلون کو قتل کر دون میری آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہی

گلفام نے کہا کہ ای گلپوش اگر یہ اختیار ہوتا تو اب تک کیون نہ قتل کرتے لیکن ایسے صدمات پہونچائینگے
کہ یہ تڑپ تڑپ کر مر جائینگے چالاک کا گر رنگ تو جا چکا ہو کہا کہ بی گلفام صاحبہ آپ قتل نہین کرنے
دیتی ہین ایک کام تو کیجیے سب صاحب ملکر شراب پئین نشے مین آکے پھر بدعت کرین کہ یہ اپنی جان سے
بیزار ہون وادی آبلہ پا سے اشارہ کیا شراب کی ترقی ہو سب نشے مین ہونگے ہمارا تمھارا مطلب
نکل جائیگا دل آرام پائیگا اتنے عرصے مین چالاک نے گلابیان قرابے اُلٹ پلٹ کرکے بیہوشی ملائی
جام بھر کے ہاتھ پر رکھا پکار کر آواز دی کہ ہمارے ہاتھ سے کون شراب پیئے گا مطلع قمر بھی پڑھا مطلع
ساقی شراب شوق سے دل چور چور ہی + اُس چشم مست کا مجھے اب تک سرور ہی + اس خوش الحانی سے
یہ مطلع پڑھا کہ گلفام نے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ ای گلپوش پہلے ہمکو پلاؤ چالاک نے گلفام کو جام
دیا گلفام کے بعد کنیزون پر دورہ باندھا وادی آبلہ پا سے اشارے ہین کہ صاحب نہ گھبراؤ مین سبکو
بیہوش کردونگی میرا تمھارا مطلب نہ جانے پائیگا وادی آبلہ پا نہایت خوش ہو کہ اب سب بیہوش ہونگے
میرا مطلب حاصل ہوگا چالاک نے گلفام کی آنکھ بچا کر کہا کہ ای وادی آبلہ پا تم بھی پی لو آنکھون سے
اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ تمکو مشقت پڑیگی اب تو وادی آبلہ پا خوش ہو پھولا نہین سماتا جام نگاہ بچا کر
گلفام سے پی گیا چالاک نے اُسمین بھی بیہوشی ملائی ہو وہ بیہوشی ہو کہ اگر دریا مین ڈالدین تو مچھلیان
بلبلا کر نکل آئین وادی آبلہ پا پیتے ہی بیٹھ گیا عمرو و برق دیکھ رہے ہین دعائین کر رہے ہین کہ خداوند
عیاری کو چالاک کی پورا کر یہان تو چالاک نے دورۂ شراب کا ہنگامہ کیا ہو افراسیاب نے
ماہیان زمرد پوش سے کہا کہ آج گلپوش ایسی گائی مجھکو گمان ہوا ہو کسی عیار کا فعل ہو عمرو و
برق قید ہین شاید چالاک آیا ہو ذرا گلپوش کو تو دریافت کرو یہ سنتے ہی کنیزین دوڑین
جا کر ایک نخل کے نیچے دیکھا کہ گلپوش بیہوش پڑی ہو کنیزین روتی پیٹتی سامنے افراسیاب کے آئین
عرض کی کہ ای شہنشاہ گلپوش کو کسی نے بیہوش کرکے ڈالدیا افراسیاب نے کہا کہ مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا
ہر چند کہ آج چالاک نے اس طور سے گفتگو کی کہ میرا گمان ہوتا تھا اور پھر پلٹ جاتا تھا نانی امان
جلد چلو نہین معلوم باغ گلفام مین کیا قیامت برپا ہو گی افراسیاب و ماہیان اپنے مقام
سے اُٹھے یہان چالاک سب کو شراب پلا رہا ہو کہ ایک پرچہ گود مین آکے گرا اُسمین لکھا تھا کہ ای
چالاک ہوشیار ہو جا کہ ماہیان و افراسیاب آتے ہین منم نور افشان جادو بنگلی راہ مین

روکونگا لیکن دونون بلاے روزگار ہین اُنکا روکنا دشوار ہو چالاک نے جو یہ مضمون دیکھا بدحواس ہوگیا
ہاتھ پانون مین رعشہ آیا جلدی مین کنیزون سے کہا کہ اپنے اپنے ہاتھ سے شراب پیو مین اکیلی کس کس کو پلاؤن
کنیزین پینے لگین جب چالاک نے دیکھا کہ سب شراب پی چکے خود اپنے مقام سے اُٹھا اُسکے اُٹھتے ہی
گلفام بھی اپنی جگہ سے اٹھی کہتی ہوئی کہ تو ابکہ گاؤگی نہین ایک چیز اور سُناؤ گلفام اُٹھتے ہی گری
وادی آبلہ پا بھی اُٹھا یہ بھی بیہوش ہوا کنیزین سب اُٹھ گر گئین چالاک خنجر لیکر اُٹھا وادی آبلہ پا پر
خنجر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے افراسیاب و ماہیان زمرد پوش جو اُڑے ہوے آتے تھے کان مین
آواز آئی کہ کشتی میرا نام مین وادی آبلہ پا بود افراسیاب و ماہیان نے جو یہ آواز سُنی کہا تو غضب ہوا
وادی آبلہ پا مارا گیا چالاک چلا کہ گلفام کو بھی قتل کرون جب وادی آبلہ پا کو مارا تھا عمرو و برق
بھی رہا ہوے تھے برق فرنگی تو بلاے روزگار ہو کنیزون کو لوٹنے لگا خواجہ عمرو کھڑے دیکھ رہے تھے
بہت ناگوار گذرا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا خواجہ نے توگلیم اوڑھ لی
پکار کر کہا کہ ارے کمبختو بھاگو چالاک و برق چلے تھے کہ ماہیان نے سحر کیا آواز دی کہ خبردار کہان
جاتے ہو برق و چالاک لڑکھڑا کے گرے خواجہ توگلیم اوڑھ کر غائب ہوگئے ہین سب معرکہ دیکھ رہے ہین
کہ افراسیاب و ماہیان زمین پر آئے لاشہ وادی آبلہ پا کا دیکھکر بڑا افسوس کیا باران سحر برسا کے
گلفام کو ہوشیار کر دیا سب کنیزین اُٹھنے لگین گلفام نے جو لاشہ وادی آبلہ پا کا دیکھا بہت افسوس
کیا افراسیاب کے قدمون سے لپٹ گئی کہا کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا وارث میرا مارا گیا نہایت قلق ہو
ترقی غم و الم سے کلیجہ شق ہو افراسیاب نے تسکین دی کہا کہ ای گلفام ان دونون کو قید رکھو ہم
قتل کا حکم بھیجینگے یہ کہکے افراسیاب و ماہیان روانہ ہوے گلفام نے چالاک و برق کو قید کیا
آپ مسند پر آکے بیٹھی لاشہ وادی آبلہ پا کا جلوایا غصے مین کہہ رہی ہو کہ ساربان زادے کا نکل جانا بہت
شاق ہوا مین لشکر سے گرفتار کرلاؤنگی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اس فکر مین بیٹھی ہو مگر قتل ہونے کا
وادی آبلہ پا کے بڑا غم ہو کہتی ہو کہ صاحبو مین نے اپنی عمر اُنکے ساتھ ضایع کی اپنی زوجہ سے چھپ کر
آتے تھے صحبت مین رونق ہوجاتی تھی افسوس ہو کہ ہماری صحبت ویران ہوئی نظم

سرو مثل جادہ ہو پامال تیری چال کا
صید ہو کبک دری نقش قدم کے جال کا
ہو طلب سے اسقدر نفرت کہ رہتا ہو خیال
آنہ جائے لفظ لب پر بابِ استفعال کا

رونگٹا بھی مین نے سر سے پاؤن تک ٹ کہا نہین
فقرا تیرے بدن پہ ہر کمر کے بال کا

سرو ہو باغ جہان مین وہ صنم نام خدا
ہو عجب اُسکو پسند آئے جو کپڑا اچھال کا

بو کبھی کافر کی زلفون سے جدا ہوتی نہین
طائر نکہت بھی قیدی ہو گیا اس جال کا

طوق ہر گرداب ہو ہر موج ہو زنجیر پا
ہو ہر اک آب روان دیوانہ تیری چال کا

تو شراب آتشین پیتا ہو وہ کھاتا ہو آگ
بس یہ نہین ہو گا مُقلد کبک تیری چال کا

حادثات دہر سے محفوظ ہین ارباب فکر
غم نہین ہرگز زمین شعر کو بھونچال کا

عالم حیرت ہوا عالم دکھا اپنا جمال
منتظر آئینہ خانہ ہو تری تمثال کا

پھر نہ میرے پاس آیا جا کے ای جان جہان
طور کیا سیکھا ہو تو عمر روان کی چال کا

ایسی اپنے لاشہ سوزان سے گرمائی زمین
بن گیا گنبد ہماری قبر پہ تبخال کا

جنگ مین غالب امیرون پہ نہ ہون کیونکر فقیر
زور چل سکتا نہین کمل کے آگے شال کا

ہو قوی تر دوست ای ناسخ جو دشمن ہو قوی
ساتھ مہدی کے ہون مین کچھ غم نہین دجال کا

گلفام اس طرح بیقراری کر رہی ہو کنیزین سمجھاتی ہین کہ حضور اس طرح غم نہ کرین کہ کنج باغ سے آواز آئی فدا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین زندہ موجود ہون مین کیا نادان تھا کہ عیارون کو قید کرکے اصلی صورت پہ بیٹھتا ایک بیر مارا گیا میرا کیا خرچ ہوا گلفام نے پلٹ کر دیکھا کہ وادی آبلہ پا تنا ہوا چلا آتا ہو گلفام دوڑی پکار کر کہا کہ صاحب بڑا کمال کیا ان مکارون سے کیونکر جان بچائی بس جاتے ہی ہاتھ تھام لیا وادی آبلہ پا ہنستا ہوا آکے مسند پہ بیٹھا سب کنیزین خوش ہو گئین جلسہ آراستہ وادی آبلہ پا کہہ رہا ہو صاحب مجکو یقین تھا کہ عمرو قید ہو اُسکے عیار ضرور آئینگے وہ ہی ہوا اگر یہ فکر نہ کرتا کیونکر جان بچتی گلفام کو بڑی خوشی حاصل ہو کہا بی چالاک و برق کو بلاؤ ہم اُنکو قتل کرین کہ دل کو خوشی ہو گلفام نے کہا کہ شہنشاہ فرما گئے ہین کہ مین حکم قتل بھیجونگا تب انکو قتل کرنا وادی آبلہ پا نے کہا کہ ہم اُنکے حکم کو کب مانتے ہین انکو قتل کر لون تو جاکے عمرو کو لاؤن وہ ہی دونون جیشنین چالاک و برق کو کشان کشان لائین وادی آبلہ پا نے آنکھین لال کرکے کہا کہ کیون مکارو اب تمکو کس عذاب الیم سے قتل کرون تمھارے گرو کو بھی جاکر لاتا ہون کیا عمرو میرے ہاتھ سے بچیگا کہان جاکر چھپیگا پھر کہا صاحب خوشی کرو تم بلک بلک کے روتی تھین مین گوشے سے سن رہا تھا شراب منگاؤ گانیون سے کہو

گائین سامری وجمشید نے غم والم کو دفع کیا یہ کہکے جام اپنے ہاتھ سے لبریز کیا گلفام سے کہا کہ پی
نوش کرو طبیعت کو فرحت ہو روح کو راحت ہو یہ کہکے جام پلایا کنیزون سے کہا کہ تم بھی شراب پیو
آج روز عید ہے بلکہ روز سعید ہے کنیزین بھی پینے لگین تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین
دست درازیان ہونے لگین کنیزین اٹھ اٹھ کے دوڑین چمنستان مین جاجا کر گرین بعض سراسیمہ دوڑی
دوڑی پھرتی ہین نہر مین جا کر گرتی ہین گلفام نے جھلا کر کہا کہ ارے ان کمبختون کو کیا ہوگیا پھولون کی چھڑی
ہاتھ مین لیکر گلفام اُٹھی چند ہی قدم چلی تھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری کنیزین بھی بیہوش ہوئین
نعرہ ہوا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نعرۂ عمرو

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین ہوش مین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کہ مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر رشید ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل وقال
گلستان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو نے پہلے گلفام کو خنجر مارا کنیزون کو لوٹنے لگے برق وچالاک
نے رہائی پائی عمرو نے سب کنیزون کو لوٹ لیا باغ مین اسباب بھی لوٹتے پھرتے ہین تمام باغ کو
ویران کر دیا ہے کئی مکان جل گئے کئی قصر گرے جھنباے طولانی مین آگ لگی شاخین جل رہی ہین غنچہ ہاے
ناشگفتہ منھ کھول کر فریاد کرتے ہین جھونکے ہواے گرم کے چل رہے ہین یہان خواجہ برق وچالاک
لوٹ رہے ہین قضاے کار افراسیاب جادو و ماہیان زمرد پوش پردۂ ظلمات مین بیٹھے
شراب پی رہے ہین آپس مین اختلاط ظاہری ہو رہا ہے افراسیاب نانی امان کہتا ہے ماہیان
فرزند کہکے گلے مین ہاتھ ڈال دیتی ہے کنیزین شرماتی ہین کہ افراسیاب نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ نانی امان
میرا دل گھبراتا ہے برق وچالاک تو قید ہوے وہ بلاے روزگار نکل گیا ایسا نہ ہو کہ گلفام پر عیاری
کرے ماہیان نے کہا کہ گلفام کیا نادان ہے افراسیاب نے کہا کہ یہاں عیاری کا سامنے موجود ہے
ہزارون عیاریان عمرو کی نگاہ مین ہین اب میرے سامنے عیاری نہین کر سکتا جو بات وہ سوچیگا
اُسکا توڑ میرے پاس موجود ہے ذرا خبر منگاؤ کہ باغ گلفام مین کیا گذری ایک کنیز پرواز پیدا کرکے
چلی سو پچاس قدم وہ باغ باقی تھا کہ کنیز کے کان مین آواز آئی اور گلفام کے مرنے کی خبر پہونچی

کنیز اُلٹی بھاگی افراسیاب کے سامنے آکر کہا کہ ای شہنشاہ گلفام قتل ہوگئی کنیزین بھی ذبح ہوئین
باغ گلفام عمرو نے لوٹ لیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یہ تو مین جانتا تھا
کہ گلفام کا بچنا دشوار ہے ہم لوگون مین سے کسی کی شکل بنکر مارا ہوگا لیکن یہ عیار کہان جاتے ہین یہ
کہکے افراسیاب نے آواز دی کہ ای گردش صحرا نورد عمرو و برق و چالاک کہین نہ جانے پائین
یہان تو افراسیاب نے یہ کہا عمرو و برق و چالاک باغ کو لوٹ کر نکلے ہین صحرا کو طے کرتے ہوے
جاتے ہین کہ غبار بلند ہوا صدا آئی کہ ای عیاران اسلام اب چندے اسی مقام پر مقام کرو آگے
نہ بڑھو یہی تمھارے واسطے مقرر ہے آب و دانہ بند ہوا تینون عیار گھبرا گئے اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا یا تو
صحرا ویران تھا اب جا بجا نخل دیکھے پہاڑ بڑے بڑے ظاہر ہوے طائر جا بجا زمزمہ سرائی کر رہے ہین
ہر طرف سے آواز آتی ہے کہ ای آیندہ و روندہ یہ مقام گردش جمشیدی ہے یہانسے گذرنا دشوار ہے
یہ کد و کاوش بیکار ہے عمرو نے کہا کہ یارو نکل چلو جھپٹ کر جدھر جاتے ہین وہ ہی بڑے بڑے پہاڑ پاتے ہین
عمرو نے برق کو ایک لات ماری کہ تیری بدنصیبی سے راستہ رُک گیا میرے ساتھ سے جاؤ چالاک نے کہا کہ
قبلہ و کعبہ آپ بھی آفت مین مبتلا ہین اس وقت مین ساتھ رہنا ضرور ہے صلاح کرکے عیاری کرینگے عمرو نے
کہا کہ مین کسی کی صلاح نہین چاہتا ہر چند کہ چالاک و برق نے منت کی خواجہ نے نہ مانا اپنے ساتھ سے
رخصت کیا یکہ و تنہا ایک جانب چلے برق و چالاک ایک درہ کوہ مین گھس گئے دیکھا کہ درے مین اندھیرا
ہے برق نے چالاک سے کہا کہ الگ الگ چلیے اُستاد نے تو کہنا نہ مانا چالاک ایک گوشے مین سے ہوکر
بیرون درہ کوہ آیا برق نے دیکھا کہ صحرا سر سبز و شاداب ہے سبزہ خوابیدہ بیدار طائرون کی ہر طرف
زمزمہ سرائی نرگس شہلا کی آنکھون مین خمار ہے ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے برق دیکھتا بھالتا ایک طرف چلا حیران و
پریشان ہے کہ کہان جاؤن اُستاد سے بھی چھوٹے کہ ایک طرف سے گانے کی آواز آئی کوئی خوش آواز بعد
سوز و گداز یہ غزل گا رہا ہے نظم

آئینہ داری جسکو سوجھی ہے
دل نہ گھر کا ہوا نہ باہر کا
چاہیے مجکو شربت دیدار
سینہ نکلا اسی سے خنجر کا

آزمانا ہے اُنکو خنجر کا
دیکھنا منہ ذرا سکندر کا
نکہت کاکل معنبر سے
کون پیاسا ہے آب کوثر کا
دل بھر آتا ہے یاد ساقی مین

درد جاتا رہیگا اب سر کا
رہگیا راہ کوے جانان مین
درد کافور ہو گیا سر کا
تھا وہ بچپن سے سخت سنگین دل
دیکھتا ہون جو دور ساغر کا

انکے رخسار پر دمِ گلگشت
کھول دیتے ہین پر کبوتر کا
زلف سے زلف بل کی لیتی ہی
شور ہی میرے دیدۂ تر کا
خواب مین شب کو یار آیا تھا
خیر لکھا مرے مقدر کا

صاف دھوکا ہوا گلِ تر کا
غیر کیا ہو گئے رقیب اپنے
کب گوارا ہی کبر ہمسر کا
جیسے دریا سمائے کوزے مین
رنگ بدلا ہوا ہی بستر کا
نعشِ رعنا تک آ مسیحا دم

عاشقون کے حضور رہ دمِ ذبح
سایہ تک ہی عدو برابر کا
جسکو کہتے ہین نوح کا طوفان
اب یہ عالم ہی دیدۂ تر کا
مرکے پایا جواب نامۂ یار
کام یان ہی بس ایک ٹھوکر کا

برق اس آواز کو سنکر اسی جانب چلا تھوڑی دور آکر دیکھا کہ ایک مقام پر چند نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہ تمکین بیٹھی ہوئی غزلین گا رہی ہین مگر ایک ایک حسین و مہ جبین سب کو خوبصورت دیکھکر برق پیچھے ہٹا خواہش ہوئی کہ ان سب مین جاکر ملون کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک مہ جبین کی شکل تیار ہوا گنگناتا ہوا ٹھمریان اڑاتا ہوا برق چلا ان سب نے جو دیکھا کہ ایک مہ جبین گاتی ہوئی جاتی ہی ان سب نے پکار کر کہا کہ بوا یہان آؤ ہمارے پاس بیٹھ کے گاؤ برق تو یہ چاہتا تھا جھپٹ کے ان سب کے قریب آیا ڈھول اپنے آگے کھینچا ٹکڑے باندھنے لگا ان سب نازنینون سے آنکھین ملائے ہوئے یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

کس سے کہون کٹی ہو تڑپ کر شبِ فراق — دکھلائے پھر نہ مجکو مقدر شبِ فراق
اے ماہرو جو تجھکو نہین دیکھتا ہون مین — واللہ کاٹتا ہی مجھے گھر شبِ فراق
یارو تڑپ تڑپ کے بسر کی ہی شام ہجر — موت آئیگی جیونگا نہ دم بھر شبِ فراق
توکیون ہی بیقرار گذرتی ہی دل پہ کیا — پوچھا نہ ایک دوست نے آکر شبِ فراق
جنبش ان ابروون کی جو یاد آگئی مجھے — دو چل گئے کلیجے پہ خنجر شبِ فراق
یاد آئیگا ترا قدِ موزون جو باغ مین — نالے کرونگا زیر صنوبر شبِ فراق
جب دیکھتا ہون ماہ شبِ چاردہ کو مین — آتا ہی یاد عارض دلبر شبِ فراق
رویا لہو جو دستِ حنائی کی یاد مین — تر خون سے ہو گیا مرا بستر شبِ فراق
آئی نہ مجکو نیند نہ چین ایک دم ملا — پوچھو نہ کچھ بسر ہوئی کیونکر شبِ فراق
اُس ماہ وش کے دانت جو یاد آگئے مجھے — تا صبح مین گنا کیا اختر شبِ فراق

پہلو سے نکلوں مین جو مجھے روکیے نہ آپ — کہتا ہی مجھ سے یہ دلِ مضطر شب فراق
اُس شمع رو کی یاد مین سطوت بیان ہو گیا — کس طرح مین نے کاٹی ہی رو رو کر شب فراق

سب نازنینان مہ جبین تعریفین کر رہی ہین برق بھی کھپا ہوا کھلا ملا ہوا ڈھول بجا بجا کر اُنکے ساتھ
گا رہا ہی گاتے گاتے کہا کہ بوا اس وقت کیا ہوا سنک رہی ہی طبیعت پھڑک رہی ہی دل تو یہ چاہتا ہی کہ کوئی
معشوق جوان ہوتا اُسکے ساتھ ہنسی دل لگی کرتے لطف زندگی ملتا غنچۂ آرزو بھی کھلتا وہ تو ممکن نہین مگر دور
شراب تو ہو معشوق کا نام جو برق نے لیا وہ سب رونے لگین کہا بوا بانیان طلسم نے مرد کو ہمپہ
حرام کیا ہی اسی جنگل مین مارے مارے پھرتے ہین کوئی دن ایسا بھی ہو کہ بادشاہ طلسم افراسیاب جادو
ہمارے واسطے کسی کو مقرر کرے لیکن اپنے بخت واژگون وطالع نگون سے امید نہین نہین معلوم اسمین کیا
بھید ہی کہ سامری وجمشید نے ہمکو یہ جمال بمثال دیا لیکن مرد ممکن نہین تمنے اس وقت ذکر کرکے
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا لیکن شراب وکباب ابھی منگاتے ہین یہ کہکے
آواز دی کہ ای انجام جادو شراب وکباب لاؤ دیکھا طرف سے نخلستان کے ایک کنیز پریصورت نے
کئی قرابے ایک کشتی مین رکھے ہوے کچھ کباب لاکر سامنے رکھے جسنے انجام کہکے آواز دی تھی اُسنے
کہا کہ تم اتنی شراب کیون لائین دوسری نے کہا کہ جسقدر ہی کافی ہی ایک نے کہا کہ بوا ایک بات کا
خوف ہی اُسکا خیال رکھنا برق نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہی جو شراب لائی تھی اُسنے کہا کہ یہ حال نہ پوچھو
اُسمین بڑا راز ونیاز ہی برق حیران ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہی ہر چند پوچھتا ہی کوئی نازنین نہین بتاتی
برق سوچا کہ کوئی بات ہو گی اب ان سب کو شراب پلاکر بیہوش کر دون اور قتل کرکے نکل جاؤن اسی
سوچ مین قرابے اسنے آگے کھینچ لیے بیہوشی ملائی جسنے انجام جادو کو پکارکر شراب منگائی تھی برق نے
پہلے اُسی کو جام دیا اُسنے کہا کہ مین پیون برق نے کہا کہ نوش فرمائیے اُسنے دوسری کو دیا برق ڈھول
بجانے لگا دیکھا کہ کوئی شراب نہین پیتی برق نے جسکو شراب دی تھی نہین معلوم وہ کیا انجام سوچی کہ
بدون رد وقدح دوسری کو دے دیا اب جام بے پاؤن چل رہا ہی کوئی پیتا نہین برق حیران کہ یہ
کیا کیفیت ہی ان سب کو مبہوت کردون سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑ رہا ہی یہ غزل عاشقانہ بہ ردیف
شراب سب کو سُناکے گانے لگا نظم

بے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب — مجھکو پلا رہا ہی جو تو ساقیا شراب

خون جگر فراق مین پیتا ہون جاے مے / بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
ابر بہار آکے چلی ہی ہوا اے سرد / گلشن مین جلد چل کے پلا ساقیا شراب
جی چاہتا ہی ساقی مہوش کے ہاتھ سے / تجکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب
ہوگا ہر ایک قطرہ مہ رشک آفتاب / مجھکو پلائیگا جو مرا مہ لقا شراب
گردون وقار ہی مرا محبوب ساقیا / ہان مہر و مہ کے جام مین بھر کر پلا شراب
ہی عشق چشم مست صنم کا جو دور دور / پیتے ہین رند بھٹیون پر بر ملا شراب
موقوف ہی اسی پہ مری زیست ناصحا / کس طرح چھوڑدون ہو گئی میری غذا شراب
افسوس اپنے دست نگارین سے ایک روز / تونے پلائی مجھکو نہ ای دلربا شراب
اُس رشک آفتاب کی فرقت مین رات دن / خون جگر مین پیتا ہون ساقی کجا شراب
خمخانۂ غدیر کا میکش ہون ساقیا / ہی میرے حق مین عشق دلی غذا شراب
سطوت ہی مست ساقی کوثر کے عشق سے / میخانۂ جہان مین پیے کیا بھلا شراب

جب برق نے غزل گائی اور کہا کہ صاحب یہ جام دوڑتا پھرتا ہی کوئی صاحب پیتے نہین ایک نے کہا کہ بوا کیونکر پئین مسرور جادو جو ہمارے افسر ہوتے تو پیتے تم مہمان ہو تمہاری خاطر مد نظر ہی جام دوڑا دوڑا پھریگا آخر شراب کو پھیر دینگے مسرور جادو ہوتے تو ہم لوگ پیتے برق نے کہا کہ پیو کبھی پہلو سے آواز آئی کہ او مکار خبردار کہان جاتا ہی ای حسینان مہ جبین اسکے جال مین نہ پھنسنا شراب نہ پینا ورنہ غضب ہوگا او برق مین نے تجھے پہچانا برق نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر نہایت قوی تن سر جھاڑ منہ پہاڑ جھومتا ہوا آتا ہی اُن نازنینان مہ جبین نے کہا کہ او مکار اب کہان جائیگا ایک نے برق کی کلائی پر ہاتھ ڈالا برق نے اُسکو خنجر مارا جست کرکے بھاگا مرتے ہی اُس نازنین کے اندھیرا بھی ہوا برق نے اپنے کو ایک غار مین گرادیا کچھ پتے وغیرہ اپنے اوپر ڈال لیے مسرور دوڑا ہوا آیا اُن سب سے کہا کہ ای کمبختو ہم تمکو خبر سنا چکے تھے کہ تین عیار آوارہ ہوے ہین اس صحراے اُنکو نکلنے کا حکم نہین ہی پھرتے پھرتے ادھر ضرور آئینگے جاؤ اپنے اپنے مقام پر بیٹھو قطرہ زن کی قضا آئی تھی وہ ماری گئی مسرور نے اُسکا لاشہ اُٹھاکے ایک طرف پھینک دیا وہ سب نازنینان مہ جبین اُسی صحرا مین غائب ہوگئین مسرور جادو جھومتا ہوا ایک طرف چلا گیا برق حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی راستہ پھر بند ہوا اب اس صحراسے نکلنا

دشوار ہی یہاں سے قریب کوہ پر ایک قصر بنا ہی اُسمین مسرور رہتا ہی بحکم گردش صحرا النورد ہر وقت بیٹھا ہوا نقشۂ سامری دیکھا کرتا ہی جس سے ہر وقت معلوم ہوتا ہی کہ عیار فلان مقام پر ہین وہ نقشہ دیکھکر دوڑا ہوا آیا تھا جب برق نکل گیا تو یہ پلٹا اپنے مقام پر جاتا ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی کہ کوئی فلک کا ستایا ہوا ایک بابک کے پکارتا ہی کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار کہان تک کجروی کریگا یا سامری و جمشید ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اب یہ مصیبت مجھسے نہین اُٹھتی یہ صحراے ویران نہ کوئی دوست نہ مونس نہ غمگسار دلحزین تقدیر کیا دکھائے سب عزیزون نے ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے مُنہ موڑا اب تو روح جسم مین گھبراتی ہی اور کبھی اُس بیقراری مین یہ اشعار مصیبت خیز وحشت انگیز کی آواز آتی ہی نظم

دل عبث شیفتۂ حُسن پریزاد ہوا
دوست دشمن ہوے رسوا ہوا برباد ہوا
مر مٹا ہجر مین مین غم سے برباد ہوا
ہار پھولون کے قفس پر مرے ڈالے لاکر
ہاے پہلو مین کسی روز نہ آکر بیٹھے
ای صبا جاکے مرے رشک پری سے کہہ دے
عمر بھر رنج دیے ہجر کے غم مین گذری
فائدہ عشق مین کوئی نہ ہوا جز نقصان
باہین گردن مین مری ڈال کے سطوتؔ نے

مجکو برباد کیا آپ بھی برباد ہوا
جب سے عاشق مین ترا او ستم ایجاد ہوا
گو مجھے رنج ہوا اُنکا تو دل شاد ہوا
مہربان سُنکے کہانی مری صیاد ہوا
جان جان تجسے نہ اک دن مرا دل شاد ہوا
دشتِ ویران ترے دیوانے سے آباد ہوا
خوش کبھی تجھ سے نہ میرا دل ناشاد ہوا
غم سے جان گئی مفت مین برباد ہوا
ہنس کے کہتا ہی کہ اب تو ترا دل شاد ہوا

یہ اشعار سنا اور صداے دردناک سُنتا ہوا سر دُھنتا ہوا مسرور رجاد و پلٹا جون جون قریب جاتا ہی الفاظ درد آمیز و حسرت انگیز کان مین پہونچتے ہین جی چاہتا ہی کہ اپنے کو چھُری ماریے دور سے دیکھا کہ ایک شخص درخت کی بیخ مین سر ڈالے ہوئے پلنگ پوش اُوڑھے ہوئے بیٹھا ہی مگر آواز سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عورت ہی کیسی ملک ملک کے رو رہی ہی مسرور قریب پہونچا بیٹھے تو اسنے آواز دی کہ کیون صاحب تم کون ہو رونے کا کیا سبب ہی کچھ اُسنے جواب نہ دیا تب اسنے قریب آکر پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا کہا کہ ای کشتۂ تیغ حسرت و ای گرفتار دام مصیبت جواب تو دے تیری بیقراری نے میرے دل پر نا تیر کی بیسے بی

مسرور نے پلنگ پوش اُٹھایا صاف ثابت ہوا کہ لکۂ ابر روے ماہتاب ان سے ہٹا بھولی بھولی صورت دوپٹہ آب رواں کا پائجامہ اطلس کا بیل اُسپرنی ہوئی گوٹ اُسمین پڑا ستی کی مگر خار خار ہو رہی ہی نخل مین سر ڈالے ہوے رو رہی ہی آنکھوں سے جو آنسو بہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ صدف کا مُنھ کُھلا ہی گوہر آبدار اشک ٹپک رہے ہین لڑیان بندھی ہو ئین اس ہیئت سے مسرور نے دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا آتش عشق کی گرمی ہاتھ پاؤن مین رعشہ قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا اُسی مقام پر بیٹھ گیا کہا کہ ای مہ جبین تو کون ہی کس مصیبت کا سامنا ہی لات و منات کو پکارتی ہی کیا مصیبت پڑی ہی اس صحراے ہولخیز مین کیونکر پہونچی اُس مہ جبین نے مُنھ تو اپنا چھپا لیا کہا کہ ای شخص کیا پوچھتا ہی فلک درپئے آزار ہی مجبور و ناچار ہون بیت چہ گویم از سر و سامان خود عمر یست چون کاکل + سیہ بختم پریشان روزگار م خانہ بردوشم ہمارا شوہر ہمکو بیاہ کے لیے جاتا تھا جنگل سے کچھ شیر نکلے شوہر نامرد سب کے پہلے بھاگا مین کمبخت بدنصیب اس طرف نکل آئی کچھ گنواروں نے لوٹا بھی کئی طرح کی مصیبتین پڑین کئی شبانہ روز گذر رہے اسی صحرا مین ماری ماری پھرتی ہون کوئی شیر بھیڑیا ایسا نہ آیا کہ مجھ بدنصیب کو کھا جاتا اس کشاکش سے چھوٹتی اب تو صدمات نہین اُٹھتے تین فاقے بھی گذر رہے ہین آب و دانہ بھی میسر نہین ہوا مگر دم نہین نکلتا اس طرح اُس نازنین نے رو رو کر بیان کیا کہ دل مسرور کا ہل گیا کہا کہ صاحب میرے مقام پر چلو سامنے پہاڑ پر مقام ہی وہان سب کچھ ممکن ہی اُس نازنین نے کہا کہ صاحب تم نامحرم ہو مین کیونکر تمھارے ساتھ جاؤن مرد عورت کا ایک مقام پر ہونا بہتر نہین دنیا کے لوگ کیا کہین گے میری تو بھوک پیاس سے عجب نوبت ہی تین شبانہ روز ایک طور پر گذر رہے کیا سخت جان ہی سواے پیدا کرنے والے کے حال دل کس سے کہون صدمہ بھوک پیاس کا کیونکر اُٹھاؤن

نظم

پیدا ہی یون جہان مین وہ جان جہان روح	پنہان ہی جس طرح سے بدن مین نشان روح
فرقان مین جب قلیل ہی راز نہان روح	کیا خاک پھر سناؤن تجھے داستان روح
کثرت مین یون ہی جلوۂ وحدت کہ جسطرح	بو بوستان مین جسم مین جیسے نشان روح
اس مظہر اتم مین ہی ارض و سما ہی دیکھ	دل ہی اگر زمین تو دماغ آسمان روح
آکر بدن مین روح کا رتبہ گھٹا نہین	روح القدس سے بھی ہی کہین بڑھ کے شان روح
ہی جسم مین کہ عالم ارواح مین کہین	رہتا نہین جہان مین راز نہان روح

ہی روح کے حدوث و قدم کا یہ ماجرا | گر ہی مکان وجود عدم لامکان روح
ادراک و علم ناصیۂ ارواح ہی نظام | حُسنِ عشر کے ہاتھ مین ہی عنان روح

مسرور نے قدمون پر سر رکھدیا کہا کہ صاحب پہاڑ پر چلو مین سب طرح پر تمھاری خاطر کرونگا جان تک تم پر نثار ہی نازنین ناچار ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی کئی مقام پر گر بھی پڑی مسرور نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ صاحب نہ گھبراؤ کبھی قد کو دیکھتا ہی کبھی روے زیبا پر نگاہ پڑتی ہی کبھی عالم شباب پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ اس طرح لیکر بالاے کوہ آیا نازنین نے کہا کہ صاحب غیرون سے مکان کو خالی کرو مسرور نے کہا کہ چند غلامان جانباز ہین سب صاحبان راز و نیاز ہین میرے پرورش کردہ آپ نہ گھبرائین گھاٹیون کو طی کرکے بالاے کوہ آیا دیکھا کہ قصر عالی بنا ہوا ہی اُس قصر مین نازنین کو لیکر مسرور جادو آیا چند غلام حاضر ہین اُنھین نے فوراً اشارے سے مالک کے شراب کی گلابیان لاکر رکھین مسرور نے جلدی مین دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم نوش فرمائیے غلامون نے بڑھ کر عرض کی کہ نازنینان صحرائی حاضر ہین مسرور نے کہا کہ بُلا لو وہ ہی نازنینان مہ جبین جو جنگل مین برق کو ملی تھین وہ آکر حاضر ہوئین نازنین نے اشارے سے پوچھا کہ صاحب یہ کون ہین کہا کہ انکا نازنینان صحرا نورد لقب ہی دن بھر صحرا مین پھرتی ہین شب کو یہین آکر رہتی ہین نازنین نے سر جھکا لیا وہ بھی آکر بیٹھین اُن سب نے مسرور سے پوچھا کہ کیون صاحب انکا کیا نام ہی مسرور نے کہا کہ حال انکا لائق ذکر کے نہین ہی صحرا مین آوارہ ہوئین عزیزون نے ساتھ چھوڑا ایک نے اُنھین سے اشارہ کیا کہ ای افسر اُن مکارون مین سے کوئی نہ ہو اور ہمنے خبر پائی ہی کہ مہتر برق فرنگی ایک غار مین چھپا تھا اب جنگل مین پھر رہا ہی حکم دیجیے تو لائین مسرور نے اُسکو اشارہ کیا آپ پلٹ کے نقشے پر نگاہ ڈالی نقشہ دیکھتے ہی عجب حال ہوا غصے سے کانپنے لگا نعرہ کیا کہ او مکار خوب رنگ جمایا میرے گھر مین چلا آیا چالاک نے چاہا جست کرکے نکلون مسرور نے ایک دو ہتھڑ مارا چالاک لڑکھڑا کے گرا ایک شعلۂ آتش بھڑکا رنگ و روغن عیاری کا جلا دیا صورت اصلی ظاہر ہوئی وہان برق فرنگی جو غار سے نکلا صحرا مین آوارہ پھرتا ہی خیال تھا کہ جب کسی مقام پر عیاری کرنا ہوگی تو صورت بدلونگا اصلی صورت پر پھر رہا تھا کہ کنیز وقت پر پہونچی دیکھا کہ برق فرنگی صورت اصلی پر پھر رہا ہی کنیز تڑپ کر گری برق کی کمر مین پنجہ دیا برق کو لے بھاگی ہر چند کہ برق چیخا چلایا کہ ارے مجھکو کہان لیے جاتی ہی مین عیار نہین ہون ٹھہر تو جا دو چار باتین تو کرلے مین بیچارہ مسافر آفت کا مارا یہان پھر رہا ہون مجھے کیون لیے جاتی ہی اُسنے

جواب دیا کہ او جعلساز و مکار تو نے ہم بھون کو مارا ہوتا ہماری بہن کو مار کر نکل گیا اب اُسکا بدلہ ہوگا اس صحرائے خارستان مین سب جانتے ہین کہ تین عیارون کو آوارہ کیا گیا ہر ایک اُمین سے تم ہو برق جیسے بھیجتے بیہوش ہوگیا یہان چالاک پر مسرور غصہ کر رہا ہر چالاک کہ رہا ہر کہ آپ میری بات تو سنیئے مسرور کہتا ہر کہ او ظالم تو نے وہ رنگ جمایا کہ مجھ ایسا جہاندیدہ مبہوت ہوگیا جی چاہتا تھا کہ تیرے نام پر جان دون حقیقت مین بلاے روزگار ہو تمھارے دام مکر سے نکلنا کمال دشوار ہر فرزند عمرو ہر ایک مکارہ فدا کہ یہ ذکر تھا کہ کنیز آکر پہونچی کہا حضور برق کو لائی برق نے چالاک کو دیکھا چالاک نے برق پر نگاہ ڈالی اپنی حسرت پر دونون روئے چالاک بلبلا کے خوب رویا اُس بلکنے مین اور بیتابی مین یہ چند اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

کھو چلے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم
لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سُنکر
بیخود الفت عارض تھے اور اب بندۂ زلف
خوب انصاف ہر سرکار مین ماشاء اللہ
مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہین
جلوۂ کثرت و وحدت ہر حقیقت مین ایک
دیر مین یار ملا کفر ہوا دین رعنا

پہونچے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم
دیکھتے روز ہین آآکے تہِ بام کو ہم
صبح کے بھولے ہوے آئے مگر شام کو ہم
مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم
توڑ کر صاف نکل جائینگے اس دام کو ہم
خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم
کیون سلام اب نہ کرین کعبۂ اسلام کو ہم

ان اشعار کو سُنکر مسرور بیتاب ہوتا ہر مگر کہتا ہر کہ صاحبو ان کمبختون کی باتین نہ سُنو طبیعت کو پریشانی ہوتی ہر جلد انکو قتل کرو اُسی وقت جلاد سامنے آکر موجود ہوا پکار کر آواز دی کہ ای مسرور آج کس پر غصہ ہر مسرور نے کہا کہ ای جلاد صحرائی آج غضب ہوا تھا بیٹا عمرو کا عورت بنکر میرے پاس چلا آیا پہاڑ تک پہونچا بڑی بات یہ ہوئی کہ کنیزان صحرا نورد آگئین اُنھون نے مجکو ہوشیار کیا ورنہ مین اس ظالم کے مکر مین گرفتار ہوتا قتل ہی کر چکا تھا اب میان برق و چالاک دونون گرفتار ہوے انکو جلد قتل کر دو شہنشاہ نے گردش صحرا نوردے کمکر تین عیارون کو پھنسایا یہ دونون گرفتار ہوے جلد انکو قتل کر جلاد شلنگین لگانے لگا دونون کی گردن پر کولے کا خط دیا اب حکم کا منتظر ہر مسرور کہ رہا ہر کہ جلد قتل کر جلاد دلائل جلادی ختم کر رہا ہر کہ حضور حکم اول ہر سمجھ بوجھ کے دیکھیے جون جون یہ حکم دیتا ہر

برق و چالاک بلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار اس آفت ناگہانی سے بچالے اس مصیبت آسمانی سے نجات دے تیری ذات سے سب طرح کی امید ہے نظم

ای خداوند جہان پروردگار
ای بہنگام مصیبت دوستدار
یافت انسان از تو تاج اقتدار
لطف بے حد و عنایت بیشمار
مبتلاے رنج و غم لیل و نہار
بیدل و بیدست و پاے بے اختیار
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

ای تسلی بخشش اہل اضطرار
قصر عالم را تو کردی استوار
عزو حرمت بندگان جان نثار
بندۂ زارت منم ای کردگار
مضطرب غمگین پشیمان بیقرار
بندہ تنہا دشمن جان صد ہزار
بر کمال فضل تو امیدوار

ای بوقت محنت و غم غمگسار
خاک را بر دی باوج افتخار
میکنی بر خلق عالم پار بار
منفعل نادم نہایت شرمسار
لاغر و بے طاقت و زار و نزار
اندرین رنج و ملال و حال زار

مسرور انکے رونے پر ہنس رہا ہے کہتا ہے کہ کیون ای مکارو کل ایک کنیز صحرانورد کو مار آج میری فکر مین آکے اپنے حال زار پر روتے ہو شرمندہ نہین ہوتے ہو یہ ذکر تہا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی کوہ و صحرا کو اُس آندھی نے سیاہ کر دیا صدہا نخل اُکھڑ اُکھڑ کے گرے پتے اُڑتے پھرتے ہین مسرور پکارنے لگا یا سامری و جمشید میری مدد کو آؤ اس آندھی مین برباد ہونیکا ڈر ہے بالاے کوہ میرا گھر ہے ایسا نہ ہو کہ پہاڑ اُڑ جائے بڑے غضب کی آندھی چل رہی ہے پتھر ٹکرا رہے ہین ایسا نہ ہو کہ پہاڑ اُڑ جائے مسرور مع کنیزون کے کانپ رہا ہے کنیزون کے ہوش اُڑے ہوے ہین سب کو یہی خوف ہے کہ پہاڑ نہ اُڑ جائے زندگی دشوار ہے ہر خرد و کلان بیقرار ہے آندھی شق ہوئی ہوا تھمی مسرور نے دیکھا کہ گردش صحرانورد ایک تخت پر سوار چند ساحر مصاحب ہمراہ ہنستا ہوا چلا آتا ہے مسرور نے جھک کر سلام کیا گردش صحرانورد مع مصاحبون کے تخت سے کود امسرور کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای مسرور ہم تسے بہت خوش ہوے تمنے ان دونون مکارون کو گرفتار کر لیا یہ صحرا مین غدر ڈالدیتے زندگی دشوار ہوجاتی یہ دونون بلاے روزگار ہین عمرو کو مین گرفتار کرونگا جب مجکو معلوم ہوا کہ چالاک و برق گرفتار ہوگئے قریۂ صحرائی مین آیا دریافت ہوا کہ ایک مہاجن کو عمرو لوٹ کے لے گیا وہ پیٹ رہا تہا کہ ایک شخص چودہر بنکر آیا پانچ سیر چاندی کا اسباب بیچ کر چلا گیا وہ سب جستے کا بنا ہوا نکلا مین نے سمجھایا کہ نہ گھبرا مین اُس مکار کو پکڑ کر لاتا ہون صحرا مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون اُس ظالم کا کہین پتہ نہین ملتا کئی خوانچے والون کو لوٹ لیا چورن کے روپئے دیئے مٹھائی پوریان کچوریان تہال تک لے گیا وہ خوانچے والے بہی روتے پیٹتے ہین

اگر تمھاری صلاح اس مقدمے مین ہو انکو ابھی قتل نہ کرو عمرو بھی گرفتار ہو جائے تینون کو ساتھ قتل کرین
مسرور نے کہا کہ آپ مالک ہین معطل رکھیے مین کیا اور میری صلاح کیا جیسا مناسب وقت ہو گردش
صحرا نورد نے مسرور کو اپنے ہاتھ کا بنا ہوا نقشہ دکھایا کہا کہ دیکھو صاف صاف سامری و جمشید لکھ گئے ہین
کہ ساحر کے ہاتھ سے عیارون کی قضا نہین ہے جو انکے قتل کا ارادہ کریگا خود قتل ہو جائیگا مسرور
کانپنے لگا کہا کہ اے شہنشاہ ساحران مجکو خوف پیدا ہوا آپ کے دم سے یہ صحراے ویران آباد ہین اگر آپ پر
کوئی افتاد پڑی ہم لوگ بے سرو پا ہو جائین گے ہمکو کون پوچھیگا شہنشاہ نے اس بلا کو ہمارے اور آپکے
سپرد کیا اپنے سر کی آفت ہمپر ٹالی ہم لوگ کیونکر اسنے مہلت پائین گے گردش صحرا نورد نے کہا کہ اے
مسرور کیون گھبراتا ہے مین حکم سامری و جمشید مین رخنہ ڈالونگا عمرو کو ڈھونڈھ کر قتل کرونگا آج
اسی فکر مین نکلا ہون اُستاد و شاگرد آپس مین باتین کر رہے ہین گردش صحرا نورد کا ارادہ ہے کہ تلاش
عمرو مین جاؤن ڈھونڈھ کر گرفتار کرلون چالاک و برق مسلسل و مطوق بیٹھے ہین کہ آسمان پر
سناٹا ہوا دیکھا کہ افراسیاب جادو تاج زرین سر پر رکھے ہوے اکیلا تخت اُڑاتا ہوا آتا ہے مگر کمال غضب
تیور پر بل پڑے ہوے پہاڑ کے سامنے آکر نعرہ کیا کہ منم ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا سب نے
جُھک کر سلام کیا کنیزین تھرا کر پیچھے ہٹین مسرور و گردش سامنے جم کر کھڑے ہوئے جُھک جُھک کر سلام
کر رہے ہین گردش کہتا ہے کہ اے شہنشاہ اس وقت آپ کا آنا بہت غنیمت ہوا برق و چالاک کو
گرفتار کیا ہے کیا حکم ہے قتل کرین یا عمرو کی بھی فکر کرین سامری و جمشید تو صاف صاف لکھ گئے ہین کہ
عیارون کی قضا ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے افراسیاب نے اُن دونون کے ہاتھ سے نقشے لے لیے اُنکو پھاڑ
کر پھینک دیا کہا کہ اس مہمل کو نہ دیکھو مجھے نام سے سامری و جمشید کے نفرت ہوتی ہے جو جاہا لکھ گئے
دونون نے کہا کہ حضور نقشے کیون پھاڑ ڈالے افراسیاب نے کہا کہ اسمین احکام سامری مرقوم تھے
انکا سالم رہنا مناسب نہین مین اپنے طور کے نقشے بنا دونگا تمکو حال آیندہ و گذشتہ دکھا دونگا دونون
نے سر جھکا لیا افراسیاب نے کہا کہ امیر دولت کے آنیکا اس وقت یہ باعث ہوا کہ باغ سیب مین تشریف
رکھتے تھے از روے کتاب سامری معلوم ہوا کہ چالاک و برق گرفتار ہوے یہ بھی اُس کتاب مین لکھا تھا
کہ گردش صحرا نورد و مسرور کی قضا بہت قریب ہے عیار قتل نہ ہونگے دونون پر آفت آجائیگی مابدولت
اُٹھکر باغ سامری مین گئے دیر مین جاکر دعا کی وہانسے حکم ملا کہ پہلوے دیر مین ایک پڑیا رکھی ہے اسکو

جلد لیجاؤ شراب مین ملا کر دونون کو پلاؤ کنیزین بھی محروم نہ رہین ہزار ہزار سال کی عمر انکی بڑھ جائیگی گردش صحرا نورد و مسرور افراسیاب کے گرد پھرنے لگے کہا شہنشاہ نے بڑا احسان کیا یہ تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا کہ شراب لاؤ یہ بھی افراسیاب کہتا جاتا ہے کہ بعد شراب پلانے کے نقشے بھی بنا دونگا دمبدم حال دریافت کرنا آج سب باتین پختہ کر دونگا شراب آکے رکھی گئی افراسیاب نے شراب مین پڑیا ملائی مسرور و گردش صحرا نورد افراسیاب کی مہربانی پر وجد کر رہے ہین کہ یہ عنایتین اور یہ پرورشین شہنشاہ لاچین مین کہان تھین اپنے ملازمون کی پرورش فرمائی ہماری زندگی مین یہ کوشش کی جام لبریز کر کے اپنے ہاتھ سے گردش صحرا نورد کو دیا گردش نے اٹھکر سلام کیا جام بے اندیشۂ انجام پیگیا افراسیاب نے مسرور کو بھی جام دیا اور کہا کہ ای مسرور خوش ہو مین القاب سامری بھی پڑھ رہا ہون یہی چاہتا ہون کہ تم لوگ قوت بازو زینت پہلو رہو مسرور نے جھککر سلام کیا جام پیگیا کنیزین سرنگون کھڑی تھین کہا ارے تم کیون پریشان ہو عمر دو دو ہزار برس بڑھیگی عاقبت کے بورے تھین سمیٹو گی کنیزین جھک جھک کے سلام کرنے لگین بلائین لیتی ہین ترقی جاہ و جلال کی دعائین دیتی ہین جام لے لے کے سبھون نے پیے چالاک برق سے کہہ رہا ہے کہ قبلہ و کعبہ آگئے انشاء اللہ وقت رہائی قریب ہے گردش صحرا نورد بدنصیب ہے اب ہماری لیاقت ظاہر ہوگی برق اسباب محفل تاک رہا ہے کہ چھوٹتے ہی لوٹو نگا چالاک کہتا ہے کہ ارے قبلہ و کعبہ خفا ہونگے برق کہتا ہے خفا ہونے دو وہ خوش کب ہوتے ہین یہان تو یہ کیفیت ہے کہ دست درازیان ہونے لگین کنیزین ہاتھ میکا رہی ہین چاہتی ہین کہ اٹھکر ناچین ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ اورنگ افراسیاب کی طرف نگاہ ملاکے یہ غزل گانے لگی نظم

دل کسی سے لگے خدا نہ کرے
کب ہے معشوق جو جفا نہ کرے
یہ رقیبون کی ہے سخن سازی
خاکِ عاشق کو کیمیا نہ کرے
آج آیا نہین وہ غیرتِ گل
شورِ محشر کہین بپا نہ کرے
خون بہایا ہے تیغِ رعنا کا

کہین اللہ مبتلا نہ کرے
خضر اللہ موت دے لیکن
بے وفا آپ ہون خدا نہ کرے
خاک خاکِ شفا ہے جب بس مرگ
باغبان منہ ادھر صبا نہ کرے
موت آجائے تو غنیمت ہے
کیون وہ دعوائے خونبہا نہ کرے

کب وہ عاشق ہے جو وفا نہ کرے
بحرِ الفت کا آشنا نہ کرے
عشق ممکن ہے جو نہ ہو اکسیر
کیون یہ دل قصدِ کربلا نہ کرے
تیری خلخال پا کا کھٹکا ہے
پر صنم سے خدا جدا نہ کرے

افراسیاب نقلی کہہ رہا ہے کہ یہ

نازنینان مہ جبین گاتی ہین دل لبھاتی ہین گرافراسیاب اصلی باغ سیب مین بیٹھا ہو نازنینان مہ جبین
و مہ جبینان مہ تمکین کے ساتھ عیش کر رہا ہو کسی کے منھ سے نکلا ہو عیاروں کو حضور نے آوارہ کیا تھا
اُنپر کیا گذری افراسیاب جیسے سوتے سے ہوشیار ہوا کہا کہ ما بدولت نے فراموش کیا تھا یہ شخص اُنپر نگہبان
ہو گردش صحرا النورد بالیقین معتقد سامری و جمشید ہو دل کو امید ہو کہ اُسکی نمکداری سے نہین
نکل سکتے روڑا دوڑا کر مار ڈالیگا یہ کہکر افراسیاب نے کتاب اُٹھائی کتاب کو دیکھتے ہی تاج دے مارا
کہا کہ یارو غضب ہوا میری صورت بنا ہوا عمرو سب کو شراب پلا چکا ہو اب قتل کیا چاہتا ہو یہ کہکر خود اُٹھا
کہا کہ جاکے ساربان زادے کو لاتا ہون ملکہ گلعذار جادو بیٹھی تھی اُسنے عرض کی کہ سرکار کیون تکلیف کرتی ہین
لونڈی جاتی ہو ابھی تینون عیارون کو لیکر آتی ہو یہ کہکے گلعذار چمکی ہوا کو کاٹتی ہوئی جاتی ہو یہان عمرو نے کہا کہ
اے گردش صحرا النورد ذرا اُٹھکر ٹہلو گردش صحرا النورد جیسے ہی اُٹھا لڑکھڑا کے زمین پر گرا مسرور بھی اُٹھا
اور بیہوش ہوا کنیزین لینا لینا کرکے دوڑین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی سب لڑکھڑا کے گرین عمرو نے اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے کمر پیدا ہوا | مرا نام ہے خواجۂ خواجگان | عمرو ذیحشم مہتر مہتران
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین | مرے نام پر غدر شیدا ہوا | اڑاتا ہون کفا سے مین دھوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا | مرا لکر ہے گلشن قیل و قال | مری چال سے ہے صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار | نشان تھا مری گرد پاپوش کا | مرا افسر ذیحشم نامدار
| یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے | اڑاتا ہمارا جہانگیر ہے

عمرو نے جھپٹ کر گردش صحرا النورد کو خنجر مارا اندھیرے مین کنیزون کو قتل کرنے لگا ذرا روشنی ہوئی تھی عمرو نے
مسرور کو خنجر مارا فوراً مسرور کا بھی سر کاٹ لیا اسباب محفل کا لوٹنے لگے برق نے کنیزون کے
کپڑے اُتارے کسی کے جوڑے کڑے کسی کے چھلے اُتارے عیار مجلس کو لوٹ رہے تھے راہ مین گلعذار نے
آواز سنی کہ گردش صحرا النورد مارا گیا یہ سب کے چلا رہے تھے غل مچا رہے تھے گلعذار سنکر دوڑی اُس وقت
آکر پہونچی کہ تینون عیار اسباب محفل کا لوٹ رہے ہین عمرو نے جال مارا تمام اسباب کھینچکر داخل زنبیل
کیا برق نے جو دیکھا کہ تمام اسباب غائب ہو گیا چھت پر دے کاٹنے لگا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ اے اشقیا
اے ناعیاران اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچ کے جاؤ گے منم ملکہ گلعذار جادو عمرو نے جو دیکھا کہ گلعذار قریب
آگئی برق و چالاک تو ایک جانب بھاگے گلعذار نے سحر کیا چالاک و برق دونون گرے عمرو نے

اپنے کو مردون مین گرادیا گلعذار چار جانب دیکھتی ہر وہ دبلا پتلا اشتیا کیا ہوا وہی سب کا اُستاد ہی صاحب طلسم و بیداد ہی پھرتے پھرتے اُس مقام پر پہونچی کہ جہان عمرو مُوے لیٹا پڑا تھا نصف مردہ اپنے اوپر لے لیا گلعذار دیکھتی ہوئی بڑھی عمرو نے اُٹھ کر حلقۂ کمند گلے مین ڈالدیے کہا کہ او ملعونہ اب کہان جائیگی جھٹکا مارا حباب مارکے بیہوش کیا جھپٹ کر خنجر مارا گلعذار کا شکم چاک قصہ پاک آندھی سیاہ اُٹھی عمرو کود کے بھاگا بیان افراسیاب کے سامنے گلدستہ پہ گلعذار لکھا تھا وہ جلا افراسیاب نے کہا کہ غضب ہوا گلعذار کو بھی مار امیر العمر تباہ کر دیا ایسی ساحرہ نا ممکن ہی نہین معلوم کس فریب مین پھنسی۔ کلمات حسرت کہکے افراسیاب خود چلا اُس پہاڑ پر آکر پہونچا دیکھا لاشے سب کے پھڑک رہے ہین مکان سب لٹا پڑا ہی افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا دیر تک اُنکی لاشون پر کھڑا ہو کر رویا بعد اُسکے سوچا کہ آج عمرو کو مار ڈالونگا یہ سوچ کر افراسیاب تلاش عمرو مین چلا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ یہ داستان حیرت عنوان متعلق جلد سوم تھی جاتا افراسیاب کا لینا عمرو کا یا نہ لینا ناظرین پر ظاہر ہوگا اس داستان کے آگے داستان عجائب عنوان شعلہ خوار آتشی کہ شیطان بچہ ہونا ہر ہوگا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شعلہ خوار آتشی کہ شیطان بچہ راز دار طلسم ہی سوا تحفہ جات طلسمی کے بہت سے تحفہ جات ایسے ہین کہ جا بجا افراسیاب نے رکھے ہین بلکہ زمانۂ لاچین سے جو شی جس مقام پر ہی وہانسے منتقل نہین ہوئی اُن سب کا یہ شیطان بچہ رازدار ہی یہ حال بتصریح تحریر ہوگا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

ندھر ہی تو اے ساقی ارجمند
ہوئی جبکہ گردش تو ساغر چلے
جو عارض کو ماہ دو ہفتہ کہا
قد یار کو سرو گلشن کہا
نہ بولا گیا ذکر مین قیل و قال
بڑھی آبرو دُرج گوہر کہا

ادائین تری دل سے آئین پسند
وہ دست بلورین کہ مینا سے پر
کمال ہنر کا بھی رتبہ بڑھا
یک کیک کے ناز و انداز ہین
کہ مردے بھی ہونے لگے پائمال
سخن مین سراسر کرامات ہی

ملی آنکھ اور مست ہین دل چلے
لکھون شاخ مرجان تکلف یہ ہی
مضامین نو کا تجسس ہوا
عجب چال مین اُنکی اعجاز ہین
دہن غنچۂ گلشن مدعا
صفت کیا لکھون راز کی بات کم

وہ زلف سیہ نافۂ مشک ہے
ختا و ختن بھی معنبر ہوا
صبا کوے گیسو مین جب آگئی
مجھے عطر فتنہ سنگھانے لگی
دل غمزدہ غم سے پامال ہے
پھرے ہجر جانان مین ہم کو بکو
مجھے رہ روداد الفت کیا
کہ شاہ طلسمات ہے جنگ پر

رہ تار کرنا پڑی جسکو طے
یہ مضمون نو ہے سراسر پسند
یہ خوشبو جو سونگھی تو اترا گئی
شب ہجر کا ذکر کیون آگیا
سنایا جو کچھ ہجر مین حال ہے
کبھی سوے صحرا روانہ ہوا
ستم چرخ نے ہجر کا بھی دیا

دماغ مضامین معطر ہوا
کہے مشک تر زلف کو باکمند
ہوئی ابتری رنگ لانے لگی
دل غمزدہ غم سے بھر آگیا
مضامین نو کی ہوئی جستجو
کہ دل تیر غم کا نشانہ ہوا
قمر داستان آگئی رنگ پر

چہرہ شگفتہ کشایان علم ہاے جناب سازی و پرچم نمایان رایت عساکر جانبازی لشکر ظفر اثر بیان حیرت عنوان کو یون آراستہ کرتے ہین شعر مصنف ترنم طراز فصاحت مقال + چنین مینگارد زکلک خیال + گزارش کرچکا ہون کہ افراسیاب جادو بصد قہر و غضب تلاش مین خواجہ عمرو کی چلا ہے افراسیاب تخت پر سوار ابر گلنار کا سر پر سایہ طائران زرین بال نغمہ سنجی کرتے ہوے نشان سواری افراسیاب ظاہر تقضاے کار ملکہ احسن حسن آرا کوہ قتند پر مع اپنی انیسون اور جلیسون کے صحبت آرا ہین صحبت شراب و کباب درست نازنینان پری پیکر چالاک و چست ایک ایک عنبرین مو ماہ رو قد سرو لب جو خال ہند و چشم جادو شعر بہر خندہ دکز لب برانگیختی + نمک بر دل خستگان ریختی + یہ نازو ادا سامنے اپنے مالک کے یہ غزل گا رہی ہین نظم

هم خون دل کو پیتے ہین بدلے شراب کے
لخت جگر سے لطف اٹھاتے کباب کے

مثل حباب ہستی ہے موہوم بے ثبات
بحر جہان مین نقش ہین ہم ہم ردیف آب کے

افلاک پر چمکتے ہین تارے جو اسقدر
ذرے ہین سب یہ خاک در بوتراب کے

کچھ لائے تھے نہ لیجلے آخر کچھ اپنے ساتھ
محشر مین وسوسے نہین ہمکو حساب کے

پیاسے ہوے جو رند پلائی سبیل کی
پیر مغان سے کام کیے ہین ثواب کے

ہے لذت وصال کا فتراک واسطے
نخچیر ہو رہے ہین جھک کر رکاب کے

کرتے نہین وہ بات تلک بھی شب وصال
انداز کچھ نرالے ہین شرم و حجاب کے

رعنا خدا کے سامنے کہدینگے ہم تو صاف
بندے ہین بارگاہ رسالت مآب کے

ملکہ احسن حُسن آرا مسند پر جلوہ فرما ہے صحبت عیش و نشاط آراستہ ہے کہ ملکہ نے سر اوٹھا کر دیکھا ایک ابر گلنار سے موتی برس رہے ہیں زیر ابر طائران خوش الحان پر ون کو کھولے ہوے مصروف زمزمہ سرائی ابر گلنار کی رعنائی و زیبائی ملکہ احسن حسن آرا نے کہا کہ شاید شہنشاہ تشریف لاتے ہین اوٹھ کھڑی ہوئین کہ ابر پہلوے کوہ مین پہونچا ملکہ نے پکار کر عرض کی کہ ای شہنشاہ عادل سخی و باذل ہمارے کوہ کے قریب سے جانا اور کنیزان راسخ الاعتقاد کو سرفراز نہ کرنا عنایت بے نہایت سے بعید ہے افراسیاب نے پلنگ دیکھا کہ ملکہ احسن حُسن آرا دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد کنیزان ماہ رو شعلہ خو کھڑی پکار رہی ہین حقیقت مین عجب ناز و انداز سے پکاری ہے جی مین کہتا ہے کہ ای افراسیاب معشوق قیامت خیز ہے مسدس

چوٹی اک کالی بلا سر پہ ہے جیسے اسوار
آستین کے ہین وہ افعی جو گلے کے ہین ہار
آہو چشم ہوے دام مین کاکل کے شکار
مانگ چوٹی ہے نہ کنگھی ہے نہ سرمہ نہ سنگار
بوے کاکل سے دماغ اپنا اُڑا جاتا ہے
طائر حُسن بھی جنجال مین گھبراتا ہے

دم اُلجھتا ہے اگر زلف مین اُلجھا شانہ
کان کی بالیون تک بار ہوا دُر دانہ
تاب سے ہے دل سودہ زدہ بیتابانہ
ہے سد اگوش بر آواز دل دیوانہ
صاف تقدیر کا بل ہو گئی ماتھے کی شکن
خاک افشان کی جگہ ملتی ہون بنکر جوگن

سراپا خوب معشوق محبوب دل عاشق کو مرغوب افراسیاب نے فوراً تخت کو اُتارا ابر غائب ہوا طائر مخفی ہو گئے افراسیاب نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اس محبوب مطلوب کو دیکھکر ایسا بھولا مقدمہ عمرو کو بالکل بھولا ملکہ نے پوچھا کہ اس وقت حضور کہان سے تشریف لاتے ہین کیا کسی کار ضروری کو جاتے ہین افراسیاب نے کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم حُسن و جمال والی اورنگ نشین ممالک جاہ و جلال اس وقت تلاش مین عمرو کی چلا تھا کئی سردار اُسنے ایسے مارے کہ دل پر داغ ہے ملکہ احسن حُسن آرا نے کہا کہ عمرو کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے نامہ حضور کا میرے پاس بھی پہونچا تھا مین تیاری مین مصروف تھی امروز فردا مین خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوتی حضور تشریف رکھین اگر حکم ہو تو مین خود جاؤن ساربان ادا کو گرفتار کر لاؤن افراسیاب نے کہا کہ جسوقت جی چاہیگا اُس ساربان زادے کو گرفتار کر لونگا میں

تم سے کہان جائیگا آخر دام مکر مین پھنسے گا تم تکلیف نہ کرو تمھاری تکلیف مجھپر بہت شاق ہو دل تمھاری
سحربیانی کا مشتاق ہو احسن حسن آرا نے سر جھکا لیا کہا کہ مین حضور کی رفع تکلیف کے لیے عرض کرتی تھی یہ سنکر
افراسیاب نے کہا کہ مین نے تنہا قصد کیا تھا ابر سحر سر پر لہرایا طائرون نے تمھارے کوہ کا راستہ بتایا
احسن حیران ہو کہ مین کیا کرون یہ تو جھاڑ کا کانٹا بن گیا لاکر مسند پر بٹھایا شراب و کباب کا چرچا ہوا گانیں سامنے
موجود ہین رقص و سرود کا چرچا ہوا افراسیاب تو یہان مصروف عیش و نشاط ہو جمال جہان آرا اب
احسن کو دیکھ رہا ہو یہی خیال ہو کہ آج شب کو بھی یہین رہون اس معشوقہ سے مزے اڑاؤن خواجہ
جو کوہ کو لوٹ کر ساحران مذکور کو قتل کرکے چلے تھے چالاک و برق تو آگے نکل گئے مگر خواجہ عمرو کہ تنہا
صحرا کی سیر کرتے ہوے مال و اسباب جو بہت لوٹا ہو دل مین حساب کر رہے ہین اٹھتے ہوے چلے آتے ہین
کان مین آواز گانے کی پہونچی سر اٹھا کر دیکھا کہ شہنشاہ افراسیاب ایک معشوقہ کو پہلو مین لیے بر سر کوہ
بیٹھا ہو ناچ گانا ہو رہا ہو یہ دیکھتے ہی خوش ہو گئے خیال مین گذرا کہ اس جلسے کو بھی درہم و برہم کرین
طرف کوہ کے چلے دیکھا کہ گھاٹی پر ایک کنیز بیٹھی ہو غیرون کے آنے جانے کی روک ٹوک ہو خواجہ بالا سنگ
گھاٹیون کو طے کرتے ہوے چلے ایک بڈھے سپاہی کی شکل بنے ہوے کنیز نے جو دیکھا کہ ایک بڈھا آتا ہو پکار کر
آواز دی کہ بڈھے میان کہان آتے ہو خواجہ نے سر جھکا لیا کنیز نے کئی آوازین دین جب لا جب
قریب آئے تو کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ بالاے کوہ نہ جاؤ خواجہ نے کہا کہ گھڑی بھر سے ... پر غصہ
کنیز بھی بڈھا بہرا ہو کان سے منھ لگا کر کہا کہ پہاڑ پر نہ جاؤ شہنشاہ بیٹھے ہین ملکہ احسن نے ... لیا ہو خواجہ
یہ سنکر بہت ہنسے کہا کہ بی بی اب مین سمجھا ہم نہ جائین ابھی یہان سے پلٹین نوکری کا خیال تھا اس وجہ سے
چلے آئے ابھی تمھارے سامنے سے گئے بھول گئین ہمارا خزانے پر پہرا ہو ہم پلٹے جاتے ہین اگر خزانے
کا تمکو اہتمام کرنا ہوگا دیکھو یہ ڈبا جواہرات کا ہو ایسا نہ ہو مین کوئی پکڑ لیجائے اسے کیونکہ لاکھون کروڑ
روپے کا جواہرات ہو شہنشاہ کو میرا بڑا اعتماد ہو مین اسکو لیے لیے پھرتا ہون کنیز نے ڈبا ... لیا عام
کہ یہ ہین کہ ملاحظہ فرمائیے جیسے ہی کنیز نے ڈبا کھولا اسمین سے دھوان نکلا کنیز بیہوش ہو کر گری خواجہ
اسے کھینچ کر کنارے لائے کپڑے اتار لیے اسی کنیز کی صورت بنکر جلسے میں آئے دیکھا کہ افراسیاب کس
محبت سے احسن حسن آرا کو دیکھ رہا ہو کہ رال ٹپکی پڑتی ہو چاہتا ہو کہ گلے مین ہاتھ ڈال دون اختلاط
ظاہری کرون احسن اپنے کو کھینچے ہو کبھی کسمسی ہو کہ اے شہنشاہ کہ حیرت جادو سن پائیگی تو فساد

جائینگی مجھسے اسنے بڑی محبت ہے افراسیاب کہتا ہے کہ وہان کون کسنے جائیگا ان باتون کا خیال نکرو احسن خاموش ہو رہتی ہے گائن جو سامنے گا رہی تھی لولا کر اپنے مقام سے اُٹھی واسطے پیشاب کے ایک گوشے مین آئی عمرو بھی جھپٹ کر وہین پہونچا حباب مار کر اُسے بیہوش کیا گائن کی شکل بنکر محفل مین تھتے ہوے آئے افراسیاب پر جو نگاہ ڈالی تنکے جو صورت دکھائی افراسیاب بھی اس طرف دیکھنے لگا کہا کہ اے احسن حُسن آرا تمہاری گائن بڑی طرار معلوم ہوتی ہے اس سے کہو کہ کوئی غزل گائے خواجہ کو اشارے کی دیر تھی ساز تیار ہے گنگنا کے یہ غزل شروع کی

نظم

دامن صحرا لیا داماں در باں چھوڑ کر | جیسے آیا قیس ناحق کوسے جاناں چھوڑ کر
رنج و غم درد و فراق ہجراں و حسرت یاس نے | جان عاشق کیون نکل آئی یہ مہمان چھوڑ کر
کر دیا عالم تہ و بالا سمند ناز نے | خاک اُڑایا کیجیے گور غریباں چھوڑ کر
جذب الفت لے گیا یوسف کو ورنہ مصر مین | بادشاہی کے لیے جاتا وہ کنعان چھوڑ کر
کھینچ کیا عشق گیسو عشق ابرو کرکے ترک | دیر کب جاتے ہین کعبے کو مسلمان چھوڑ کر
لیگئی قسمت بیابان مجنوں کو سے یار سے | ورنہ بلبل بھی کہین جاتی ہے بستان چھوڑ کر
بزم جانان مین سے مجھے لایا مرا بخت رسا | جائیگی بلبل کہان اب گل کا دامان چھوڑ کر
پا سکے فرصت خانۂ محبوب مین جاؤن ابھی | جائے دم بھر بھی در جانان جو دربان چھوڑ کر
ہر بیابان کوچۂ محبوب کے آگے بہشت | کون جاتا ہے بیابان کو گلستان چھوڑ کر
واسطہ بس روح کا ہے ورنہ دیکھو بعد مرگ | جاتے ہین کیون قبر مین انسان کو انسان چھوڑ کر
کارخانہ تھا جو دنیا کا نہایت بے ثبات | چل دیے نواب مردان علیخان چھوڑ کر

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ افراسیاب نے کہا کہ احسن حُسن آرا اس وقت تمھاری گائن کا گانا اس طور کا ہے کہ جیسے عمرو گاتا ہے اگر وہ ظالم دشمن جان و تشنۂ خون نہ ہوتا تو اس لائق تھا کہ اُسکو تعویذ بازو بنا کے رکھتے کس کس طرح مین نے چاہا کہ عمرو کو تسخیر کرون اُسکے دل سے ہماری دشمنی نہین جاتی مکاری اُسکے رگ و ریشے مین بھری ہے احسن نے کہا کہ میری پرانی گائن ہے ہمیشہ سے خوب گاتی ہے افراسیاب جادو خاموش ہو رہا عمرو اشارے کنائے کیے جاتا ہے افراسیاب پیا جاتا ہے نگاہ مل رہی ہے اُبھر اُبھر کے اپنے کو دکھاتا ہے کبھی دوپٹہ سینے سے ہٹا لیا شکم صاف و شفاف دکھایا افراسیاب بھی

اُتارنے لگا گائن اپنے مقام سے اُٹھی دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ آج مجھ سے [illegible]
شراب کا چرچہ نہیں افراسیاب نے احسن کی جانب دیکھا کہا کہ ملکہ سنتی ہو تمھاری گائن کیا کہتی ہی
احسن نے کہا کہ کیوں شگوفہ کیا چاہتی ہی عمرو نے دست بستہ عرض کی اتفاق سے شہنشاہ کا آنا
ہوا آج روز سعید ہی بلکہ بہتر از عید ہی میخانے مین حکم دیجیے آج کنیز انتظام کرے قرابے نکال کر لاؤ
گلابیان درست کرون ملکہ احسن نے کنجی میخانے کی شگوفہ کو دی شگوفہ شگفتہ ہو گئی میخانے مین پہونچی
کہا کہ داروغہ صاحب آپ اطمینان سے بیٹھے ہین آج شہنشاہ تشریف لائے ہین عمدہ عمدہ شراب نکالو
دعوت کا سامان کرو عمرو نے قرابے نکالنا شروع کیے داروغہ صاحب بھی شریک ہین سب طرح کے اسباب
ٹھیک ہین یہان افراسیاب نے احسن سے کہا کہ اس وقت اس گائن نے وہ حرکت کی کہ جو خاص
عیارون کی ہی مجھکو شک ہوتا ہی ذرا سمجھ لون یہ کہکر انگشتر جمشید انگلی سے اُتاری یہان خواجہ عمرو
کا کلیجہ دھڑکا داروغہ صاحب سے کہا کہ قرابے محفل مین لیجاؤ دیکھو تو کیا چرچہ ہو رہا ہی داروغہ قرابے
لیکر آیا یہان افراسیاب نے انگشتر جمشید کو اُچھالا یہ کہکے کہ شگوفہ گائن کون ہی شعلہ جبر کا آواز آئی
کہ شگوفہ گائن نہین ہی عمرو عیار شراب لینے گیا ہی افراسیاب نے کہا کہ ملکہ خاموش رہو جب وہ
شراب لیکر آئے گرفتار کرلون مین اسکی تلاش مین تھا وہ خود میری فکر مین ہی داروغہ نے یہ سب باتین سنین
افراسیاب تو انتظار کر رہا ہی کہ عمرو آئے تو گرفتار کرون داروغہ نے آکر عمرو سے کہا کہ شگوفہ تمنے کچھ
اور بھی سنا افراسیاب تمکو عمرو سمجھا ہی عمرو سمجھا کہ کلیجہ دھڑکنے کا یہی باعث تھا عمرو نے فوراً گلیم اوڑھی
افراسیاب یہان انتظار کر رہا ہی کہ اگر عمرو آئے تو گرفتار کرون داروغہ گلابیان لے لے کے آتا ہی جب
کئی مرتبہ داروغہ ہی آیا تو افراسیاب نے کہا کہ ارے شگوفہ کہان ہی داروغہ نے کہا کہ گلابی لیکر آتی ہی
افراسیاب نے کہا کہ تلاش تو کرو سب لونڈیان ڈھونڈھنے لگین چہار طرف ڈھونڈھا کہین شگوفہ کا پتہ
نہین لگا افراسیاب نے کہا کہ ساربان زادہ نکل گیا حقیقت مین کیا بات ہی اسکی عیاری کرامات ہی
مین نے یہان کہا انگشتر جمشید کو اُچھالا اُسکو بھی خبر ہو گئی اب داروغہ بیچارہ اہتمام کر رہا ہی شراب
لالاکے رکھی تیسری مرتبہ خود داروغہ میخانے مین آیا دیکھا کہ شگوفہ کھڑی رو رہی ہی داروغہ نے کہا کہ ای
شگوفہ تیری تلاش ہی شگوفہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا کہ داروغہ صاحب مجھے بچائیے ایسا نہو کہ مجھے
قتل کرین باتین کرتے کرتے عمرو نے حباب مارا داروغہ بیہوش ہوا داروغہ کو تو عمرو نے کیسہ مین ڈال دیا

اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا کہا کہ حضور شگوفہ دیوار کود کر بھاگ گئی ہین اگر جانتا کہ یہ عمرو عیار ہی تو اُسکو پکڑ لیتا
مین آگاہ نہ ہوا وہ نکل گیا افراسیاب نے کہا کہ اب جو کہین دیکھنا تو پکڑ لینا داروغہ نے کہا کہ حضور ایسا ہی ہوگا
وہ مجکو دھوکا دینے آئیگا یہ کہتا جاتا ہی اور گلابیان رکھ رہا ہی جب گلابیان آراستہ ہوچکین داروغہ نے
دست بستہ عرض کی اب حضور نوش فرمائین شراب محفل مین چلنے لگی پہلے افراسیاب ہی نے پی احسن حسن آرا
کو بھی شراب پلائی کنیزون کو اشارہ ہوا کہ تم بھی پیو کنیزون نے بھی شراب پی تھوڑے ہی عرصے مین بیہوشی
نے اپنی تاثیر کی افراسیاب توضبط کرتے کرتے مسند پر سر ڈال کے رہگیا ملکہ احسن حسن آرا بھی بیہوش
ہوئین عمرو نے لوٹنا شروع کیا خوب محفل کو برباد کیا عمرو نے ملکہ احسن حسن آرا کو جو نہایت حسین و
جمیل پایا اُٹھاکر زنبیل مین رکھ لیا افراسیاب کا تاج کمند پھینک کر کھینچ لیا افراسیاب کو چاہا کہ آزار
پہونچاوے آسمان سے نعرہ ہوا کہ خبردار او ساربان زادے کیا کرتا ہی منم ماہیان زمرد پوش خواجہ
پہاڑ سے کود پڑے ماہیان افراسیاب کو لیکر پردۂ ظلمات مین آئی پردۂ ظلمات مین لاکر ہوشیار کیا
ہوشیار ہوتے ہی افراسیاب جھلانے لگا کہا کہ نانی امان تم مجکو کیون لائین مین تو عمرو کی تلاش مین تھا
یا جان دونگا یا عمرو کو پکڑونگا ہرچند ماہیان نے منع کیا مگر افراسیاب نے نہ مانا برائے تلاش
خواجہ عمرو چلا یہان خواجہ عمرو احسن حسن آرا کو لیے ہوئے اپنے لشکر مین آئے ملکہ مہرخ وغیرہ سے
ملے ملکہ مہرخ نے سب حال پوچھا عمرو نے کہا کہ ایک نازنین مہ جبین کو لایا ہون ملکہ مہرخ نے کہا کہ
خواجہ نکالو خواجہ عمرو نے عین بارگاہ مین احسن حسن آرا کو زنبیل سے نکالا ملکہ مہرخ نے پکار کر
آواز دی کہ ای ملکہ احسن حسن آرا خدا کی قدرت دیکھو کہ ہم مقابلۂ افراسیاب مین لشکر لیے ہوے اُترے ہین
برابر مقابلے ہو رہے ہین ہنوز خدا بچا لیتا ہی عمر طلسم تمام ہوچلی انشاء اللہ اسد غازی چھوڑیگا قاتل
افراسیاب وہی جوان ہی کتاب سامری ہر جگہ موجود ہی ملاحظہ فرمائیے اسد کی تصویر بانیان طلسم
ہر جگہ کھینچ گئے ہین جب گنبد نور پر ملکہ حیرت نے اسد کو گرفتار کیا شعلہ بن شرارہ تند خو سے
جنگ جو جو ہاتھ سے اسد کے ذلیل ہوئی ملکہ حیرت نے کتاب منگواکر تصویر اسد نامدار دیکھی ہوش و
حواس اُڑ گئے یہی کلمہ فرمایا کہ طلسم کشائے اصلی آگیا دیکھین اب کیا ہو صحرائے حیرت مین جاکر قید ہوئے
دختر افراسیاب عاشق ہوئی ملکہ مہرخ نے پھر فرمایا کہ ہم آکر شریک ہوے اُسی دن سے سردارونکا
تانتا بندھ گیا آج ہمسر افراسیاب کہلاتے ہین آئندہ پروردگار مالک ہی یہ وہی سنہ ہی کہ

افراسیاب نے بوجہ سلطنت لاچین سے لی اُس مقدس کو قید کیا یہ بھی اب قید سے چھوٹیگا ای احسن حسن آرا وہ معرکہ دیکھیو گی کہ جسپر عقل کو رسائی نہو حسن نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا بہار گلعذار سن ملکہ حیرت کی بیٹی ہیں تمام سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہ میں جمع ہیں دیکھکر دل خوش ہوگیا دل میں اپنے کہتی ہے اگر ان سب کو افراسیاب قتل کریگا ہم بھی ان سب کے ساتھ قتل ہوجائینگے اگر یہ سب بچینگے ہم بھی بچینگے حقیقت میں عمرو بلاے روزگار ہے افراسیاب نے وہاں انگشتر کو پھیلا احال عمرو کا کھلا کہ عمرو کیونکر غائب ہوگیا کسنے ہمکو بیہوش کیا ایسے صاحبان فراست کہاں ہوتے ہیں ایسی ایسی باتیں سوچکر اشارہ کیا کنیز اطاعت کرلی ہے ملکہ مہرخ نے اپنے ہاتھ سے اُٹھکر سوزن نکالا احسن قدموں پر گری ملکہ مہرخ نے گلے سے لگا لیا سب سرداروں سے ملی دل سے مطیع اسلام ہوئی یہاں حیرت جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھی تھی کہ افراسیاب پھر آکے پہونچا حیرت نے تعظیم کی افراسیاب تخت پر آکے بیٹھا حیرت با ناز و کرشمہ سامنے موجود ہے مگر افراسیاب کسی بات پر توجہ نہیں کرتا کہ صرصر عیار رفتار آکر بیٹھی عرض کی ای شہریار احسن دل سے مطیع اسلام ہوگئیں آج تو اہل اسلام میں بڑی خوشی ہے یہ سنکر افراسیاب جھلایا کہا ارے احسن نے بوجہ احسن اطاعت کی صرصر نے عرض کی اب تلک ملی ہوئی تھی ہم میں لیلا سے بڑے رسم و مراسم ہیں آپہیں باتیں ہو رہی ہیں یہ سنکر افراسیاب نے کہا ساربان زادے نے کلیجہ پکا دیا دیکھیو جا کر کیا آفت برپا کرتا ہوں سب فتور ساربان زادے کی فطرت کے ہیں یہ کہکر افراسیاب اپنے مقام سے اُٹھا ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈال لی بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا یہاں دربار آراستہ ہے ناچ ہو رہا ہے سب سردار احسن سے گھٹ گھٹ کے باتیں کر رہے ہیں خواجہ عمرو بھی کرسی پر جلوہ فرما ہیں ذکر دربار افراسیاب ہو رہا ہے خواجہ عمرو فرماتے ہیں افراسیاب کی بدبختی سے خدا بچائے کہ دیکھا افراسیاب جادو معنون کو پامال کرتا ہوا چلا آتا ہے جو جادوگر سامنے آگیا کسی کو طمانچہ ماردیا کسی کو پامال کیا کبھی تلوار چمکا دی سو دو سو کے سر اڑ گئے بڑے زور و شور سے آتا ہے تماشائی بھاگنے لگے خواجہ عمرو تو کرسی سے اُٹھکر بھاگے افراسیاب نے دیکھا کہا او ساربان زادے کہاں بھاگتا ہے عمرو نے کچھ جواب نہ دیا سب سردار بارگاہ سے نکل آئے افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب نے بقہر و غضب تمام آواز دی جاؤ سامنے سے میرے دور ہو سب ساحر سحر کرکے بھاگے افراسیاب نے

کسی کا تعاقب نہ کیا جدھر عمرو گیا تھا اُسی طرف گیا خواجہ عمرو جو بھاگے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرے
مگر گلیم اوڑھے سر کوہ پر کھڑے ہیں افراسیاب ایک نخل کے سایے میں آکر ٹھہرا ارژنگ پر نگاہ کر کے
دیکھا معلوم ہوا عمرو اُس پہاڑ پر کھڑا ہے افراسیاب نے آواز دی اے طاؤس ہفت رنگ جلد حاضر ہو
ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طاؤس ہفت رنگ سامنے سے پیدا ہوا قریب افراسیاب کے
آکر رقص کرنے لگا افراسیاب نے کہا اس پہاڑ پر جاؤ عمرو کو سامنے لاؤ طاؤس اُڑ کے پہاڑ
پر پہونچا چار جانب دیکھتا ہے کچھ معلوم نہیں ہوتا حیران ہے کہ عمرو کو کیونکر گرفتار کروں اتنی سحر کی
تاثیر ہے کہ جہاں خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے کھڑے ہیں اُسی مقام پر طاؤس آتا ہے منقار بڑھاتا ہے
کہ دامن پکڑلوں خواجہ ہٹ جاتے ہیں دو گھڑی کامل طاؤس نے اُسی مقام پر منقار بڑھائی گرد
پھرا آخر ناچار ہو کر پلٹا افراسیاب کے سامنے آکر رونے لگا کہا اے شہنشاہ مجھکو مدت گذری جہاں
گیا اُسکو گرفتار کر لایا بڑے بڑے ساحر گرفتار کیے کبھی کسی سے نہیں دبا غلام جبھی پہاڑ پر پہونچا یقین
کامل ہوا کہ عمرو اسی مقام پر کھڑا ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا دو گھڑی کامل اُسی مقام پر ٹھہرا مجھکو یقین
کامل ہے کہ گرد عمرو کے پھرا ہشت دہلو کوئی مقام نہیں چھوڑا لیکن عمرو نہ دکھائی دیا غلام قدیم آپکا
ناچار ہوا اب جو فرمائیے وہ بجا لاؤں افراسیاب نے کہا کیا باعث کہ نہیں دکھائی دیا طاؤس
ہفت رنگ نے طرف آسمان کے دیکھا کہا اے شہنشاہ عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے ہے
افراسیاب نے کہا اے طاؤس ہفت رنگ ہم تجھکو اسی مقام پر مقرر کرتے ہیں عمرو کو گرفتار کرکے
لانا کبتک ساربان زادہ گلیم اوڑھے رہیگا جب ظاہر ہو گرفتار کر لینا طاؤس نے کہا غلام فوراً گرفتار
کرلیگا کہاں عمرو کو لیکر آؤں افراسیاب نے کہا کوہ لاجورد پر آنا ملکہ لاجورد زمرد پوش نے
مجھکو نامہ لکھا تھا میں اُسی مقام پر جاتا ہوں طاؤس نے کہا غلام فوراً لیکر آئیگا افراسیاب جادو
تو روانہ ہو گیا طاؤس اُسی صحرا میں ٹہلتا پھرتا ہے جدھر خواجہ جاتے ہیں اُسی طرف طاؤس پہونچتا
ہے چاہتا ہے کہ مجھے دکھائی دیں تو گرفتار کروں خواجہ گلیم اوڑھے ہوئے ہیں طاؤس ڈھونڈھتا
پھرتا ہے خواجہ نے زنبیل سے ایک مار سیاہ نکالا پیٹ میں اور منہ میں اُسکے بیہوشی بھر دی اُسکو
چھوڑ دیا مار سیاہ لہراتا ہوا چلا طاؤس مار کو دیکھنے لگا اب جو طاؤس اُسکی طرف بڑھا مار سیاہ بھاگا
مگر طاؤس سے کب بھاگ کر جا سکتا ہے طاؤس دوڑ کر قریب پہونچا دم کو پنجے سے دبایا کچھ اُسکا منہ

رکھانے لگا نصف نگلگیا مار سیاہ کے منھ کی بیہوشی پیٹ مین طاؤس کے پہونچی دوڑنے لگا
بدحواس ہوکر چاہتا ہی کہ مار سیاہ کو اُگل دوں آدھا مار سیاہ باہر آدھا طاؤس کے شکم مین جست
کرکے طاؤس چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوگیا خواجہ نے جھپٹ کر خنجر مارا طاؤس کا سر کٹا اندھیرا
ہوگیا آواز آئی اُشتی مرا نام من طاؤس ہا ہفت رنگ بود عمرو نے دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ پڑا ہوا
ہی خواجہ عمرو اسکے کپڑے اُتار چکے ہین کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی چار زنگی سیاہ و بدخو آکے
پہونچے لاشہ طاؤس جادو کو لیکر روتے پیٹتے طرف کوہ لاجورد کے چلے خواجہ عمرو بھی
پیچھے پیچھے چلے نخلستان کی آڑ پکڑے ہوئے چھپتے ہوئے جاتے ہین جب وہ چارون زنگی کوہ
لاجورد پر آکے پہونچے خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا افراسیاب مسند پر بیٹھا ہی پہلو مین ایک
مہ جبین سر جھکائے ہوئے دریائے جواہر مین غرق گردکشان زرین پوش اپنے اپنے عہدے پر
موجود ہین کہ وہ زنگی قریب افراسیاب کے پہونچے فریاد کی کہ شہنشاہ صحرائے ہو لخیز مین طاؤس
مارا گیا عمرو نے عجب تدبیر سے اسکو مارا ہی لاشہ جو دیکھا خدمت سرکار مین لائے افراسیاب
نے جو لاشہ طاؤس کا دیکھا کانپ گیا کہا لیجا کر اسکو جلاؤ کئی سو جادوگر واسطے تلاش عمرو کے بدا
کیے خواجہ نے رات کو اُسی صحرا مین قیام کیا وہ سب جادوگر آکے پہونچے خواجہ کو ڈھونڈھ رہے
ہین خواجہ گلیم سر سے نہین اُتارتے افراسیاب نے کوہ لاجورد سے انتظام کیا ہی دم بدم
یہی حکم ہی کہ عمرو کو لاؤ جادوگر جاتے ہین اور پلٹ آتے ہین کئی جادوگر طائر بنکر گئے اور پلٹ
آنے عرض کی حضور سارے جنگل مین چھانا کہین پتہ نہ ملا آخر ایک جادوگر یہ کہکر اُٹھا کہ غلام عمرو کو
لیے ہی کے آئیگا طیران تیز پر نام ہی اُڑکر چلا اُسی جنگل مین آیا خواجہ نے دیکھا ایک طائر آکے
نخل پر بیٹھا شاخ نخل جھکی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ ساحر ہی شاخ نخل تھرا رہی ہی خواجہ گلیم اوڑھے
ہوئے زیر نخل آئے زنبیل سے ایک بانس نکالا اُسمین پھندہ موئے دم مرکب کا آراستہ تھا عمرو
نے اُس بانس کو بڑھایا پھندہ گلے مین طائر کے ڈالا جھٹکا مارا طائر گرا عمرو نے خنجر مارا سر جدا
ہوگیا صورت تبدیل ہوئی معلوم ہوا ایک ساحر سیہ فام بد انجام پڑا ہوا تڑپ رہا ہی خواجہ
نے شکر پروردگار کیا کہ یہ ساحر میرے گرفتار کرنے کو آیا تھا خدا نے اپنا فضل شریک کیا
ورنہ گرفتار کرکے لیجاتا میان افراسیاب جادو طیران کو بھیجکر خوش بیٹھا ہی خیال جو آیا

کتاب اُٹھا کر دیکھا منھ پیٹ لیا کہا لو صاحب غضب ہوا اس جادوگر کو بھی عمرو نے مارا کوئی ساحر
تیز رو ایسا ہی کہ اپنے کو جلد پہونچائے عمرو نے جو اس جادوگر کو مارا الہی تو انتہا کا ہی کپڑے اُتار رہا
ہی کوئی اتنی جلدی پہونچے کہ کپڑے نہ اُتارنے پائے جا کر گرفتار کرے منصور جادو و فغفور جادو
ایسے ایسے گیارہ جادوگر اُٹھے کہا ای شہنشاہ عمرو کی کیا حقیقت ہی اگر حکم ہو تو صحرا کو اُٹھا لاوین
افراسیاب نے کہا بغیر ما بدولت کے گئے ممکن نہین کہ عمرو گرفتار ہو ما بدولت خود جاتے مین
یہ کہکر پر پرواز پیدا کیے بہ قہر و غضب تمام چلا میان خواجہ کپڑے اُتار چکے ہین کہ آسمان پر سناٹا
ہوا خواجہ نے گلیم اوڑھ لی افراسیاب نے آکر دیکھا لاشہ اُسی ساحر کا برہنہ پڑا ہی عمرو کا نشان
نہین افراسیاب کو نہایت شرم آئی سوچا اب اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا صحبت نشین طعن و تشنیع
کرینگے اب بے عمرو کو لیے نہ جاؤنگا خواجہ گیارہ دن برابر اُسی صحرا مین پھرے کلیچہ حضرت خضر کا
کھایا اُسی مشکیزے سے پانی پیا سوچے کہ اب افراسیاب نہوگا کئی مرتبہ یہ بھی دیکھا کہ ساحران
لشکر ہمکو ڈھونڈھنے آئے مثل ہلال سحر آگین فلکن وغیرہ جنگل مین جا بجا پکارتے پھرے کہ ای شہنشاہ
اوج عیاری آپکے نہونے سے لشکر مین پریشانی ہی ایسا نہو کہ حیرت جادو ہم پر دباؤ ڈالے
ملکہ مہرخ آپ کی مشتاق ہین خواجہ نے کسی کو جواب نہ دیا سوچے کہ ایسا نہو اسمین بھی فریب
ہو گیارھوین دن لشکر مین آئے دیکھا جا بجا ہمارا ہی ذکر ہو رہا ہی سب ساحرون کو ہشیار ہی فوجون
مین جا بجا یہی پکار ہی کہ خواجہ عمرو آج گیارھوان دن ہی کہ تشریف نہین لائے خدا خیر کرے
افراسیاب اُنکی فکر مین گیا ہی خواجہ نے سب کی باتین سنین یہ بھی دل کو یقین ہوا کہ سب کو
ہمسے محبت ہی بارگاہ مین تشریف لائے گلیم نہین اُتاری دیکھا ملکہ مہرخ رو رہی ہین ملکہ بہار
فرماتی ہین خواجہ کا نہونا باعث خرابی ہی آج ہم تلاش کو جائینگے ایسا نہو خواجہ عمرو گرفتار ہو گئے
ہون باغبان نے کہا مین جاؤنگا ہر سردار تکرار کر رہا ہی کہ ہم خواجہ کو ڈھونڈھنے ضرور جائینگے
ملکہ مہرخ اپنے مقام سے اُٹھین کہا ای باغبان بعد خدا کے لشکر تمھارے سپرد ہی اگر خواجہ
پر کوئی افتاد پڑی لشکر کا جینا مشکل ہوگا جب ملکہ مہرخ تیار ہوئین خواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا
کہا ملکہ نہ گھبراؤ آج مجھکو گیارہ دن گذرے جنگل مین بسر کی ہی ملکہ افراسیاب میری فکر مین ہی
کئی سو جادوگر تلاش مین آئے دو کو تو مین نے مارا ای ملکہ مہرخ موجب تم جنگل مین گئی ہو

اور مجھکو پکارتی پھرتی تھین مین نے سنا اسی خوف سے جواب نہ دیا کہ شاید یہ بھی کوئی شعبدہ ہو خواجہ یہ
باتین کر رہے تھے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ صرصر ایک کنیز کی صورت بنی ہوئی کنیزون کی پشت سے دیکھ
رہی ہی عمرو نے مہرخ سے اشارہ کیا کہ آپ مجھکو رخصت کرین مین صرصر کو پکڑون میری ہی فکر مین آئی ہی
ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ جا کر خاصہ نوش فرمائیے روز آپ کا انتظار رہتا تھا خواجہ کترا کے چلے صرصر نے
بھی سمجھ لیا کہ عمرو نے مجھکو دیکھ لیا یہ پیچھے ہی خواجہ سے تعاقب کیا جب صرصر باہر نکلی عمرو نے پکار کے
آواز دی ای جان جہان کہان جاتی ہو صرصر بیرون لشکر آئی خواجہ جھپٹ کے برابر پہونچے صرصر سے
پیچھے چلنے لگا صرصر ہنستی جاتی ہی جب صحرا مین پہونچی کہا خواجہ آج تمھاری قضا لیکر آئی ہی یہ کہکر آواز دی
ای شہنشاہ آئیے دیکھا درۂ کوہ سے افراسیاب کا نعرہ ہوا کہ خبردار او ساربان زادے صرصر پہ ہاتھ نہ
ڈالنا جیسے ہی خواجہ نے افراسیاب کو آتے ہوے دیکھا گھسکر ایک نیچہ صرصر کو مارا صرصر تو جست کر کے
بھاگی عمرو نے گلیم اُوڑھ لی ذرا پلک افراسیاب کی جھپکی تھی کہ دیکھا عمرو ندارد کہا ای صرصر کسطرح
یہ ساربان زادہ غائب ہو جاتا ہی خواجہ سب باتین سُن رہے ہین صرصر نے کہا مین تو اسواسطے لگا کے لائی
تھی کہ یہان آپ گرفتار کر لینگے میرے پکارتے ہی وہ سمجھ گیا افراسیاب نے کہا ای صرصر آج مجھکو
گیارہ دن گذرے کہ دن بھر صحرا مین مارا مارا پھرتا ہون شب کو باغ سیب مین جاتا ہون اگر عمرو کو
نہ گرفتار کرونگا تو مجھکو بڑی شرمندگی ہوگی سرداروں کے سامنے بے اختیار کہا یا اب مجھکو شرم آتی ہی
صرصر نے کہا ای شہنشاہ عمرو کا ملنا بہت دشوار ہی افراسیاب نے کہا ای صرصر مین تو عہد کر چکا
ہون کہ عمرو کو بغیر لیے نہ جاؤنگا قید کے لیے ایسا مقام تجویز کیا ہی کہ تڑپ تڑپ کر مرے موت مانگے
اور موت نہ آئے صرصر سے باتین کر کے افراسیاب تو غائب ہو گیا صرصر طرف لشکر کے گئی خواجہ
بھی ایک طرف بھاگے خواجہ ایک جنگل مین پھر رہے تھے دیکھا ایک مسافر آتا ہی خواجہ عمرو ڈر کی وجہ
سے گلیم نہین اُتارتے جب وہ مسافر قریب آیا تو عمرو نے حباب مار کر اُسکو بیہوش کیا اپنی صورت
تو مہیب مثل ملک الموت کے بنائی مسافر کو اپنی صورت بنایا ویسا ہی لباس پہنایا لمبی ٹوپی اور
جامہ کمی سے گلی کا پہنا کر اُسکو ہوشیار کیا اُسنے اپنے قریب ملک الموت کو پایا تھر تھر کانپنے لگا عمرو
نے کہا ای شخص تجھے سامری و جمشید مہربان ہوے عمرو عیار کی صورت تجھکو مرحمت فرمائی یہ کہکر آئینہ
دکھایا اب تو وہ مسافر بھی ہنسنے لگا عمرو نے کہا قدرت نے فرمایا ہی جو کوئی قصد کریگا کہ تجھکو گرفتار کرے

قدرت اُسکا صدمہ تجھکو دینگے تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہوگا بہت سی باتین سمجھا کر مسافر کو رخصت کیا یہ ٹہلتا ہوا چلا خواجہ اتنگ سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین جیسے ہی مسافر کو افراسیاب نے دیکھا دور سے للکارا او ساربان زادے کہان جاتا ہی منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا مرد مسافر نے آواز دی منم عمرو بن اُمیہ ضمری مین ساحرون کو جوتیان مارتا ہون ہزارون جادوگرون کو قتل کیا افراسیاب نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا او ظالم اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا وہ مقام تیرے لیے تجویز کیا ہی کہ خود موت کا خواہان ہو اور موت نہ آئے مرد مسافر یہی کہے جاتا ہی مین تو عمرو عیار ہون ساحرون کو جوتیان مارتا ہون افراسیاب کمر مین نیچہ دیکے اُڑا باغ سیب مین آیا صرصر بھی ذکر کر رہی ہی کہ شہنشاہ ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین اب مشہور ہوچکا کہ شہنشاہ عمرو کی فکر مین ہین ہر وقت اسی ذکر مین ہین وہ اپنے کو کاہے کو ہاتھ لگیگا دیکھا شہنشاہ عمرو کو لیے ہوے آتے ہین سب مصاحب کھڑے ہوگئے باغ سیب مین غلغلہ ہو گیا کہ شہنشاہ عمرو کو لاتے ہین صرصر بھی موجود ہی عمرو کو لاکر افراسیاب نے ڈالدیا کہا اس ساربان زادے نے بہت پریشان کیا صرصر نے کہا ہوشیار رہیے افراسیاب نے اشارہ کیا پانو زمین نے تھام لیے عمرو نقلی نے آنکھین کھولین وہ باغ سیب مملو از عجائبات نخل سرسبز و شاداب چمن ہاے طولانی جواہرات کے طائر الوانی زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ایک طرف ایک طائر ہفت رنگ بصد خوش الحانی منقار کھولے ہوے یہ اشعار بہاریہ گا رہا ہی حسینان باغ کو سُنا رہا ہی

اشعار

فصل گل آئی ہی ہر سو شور نوشا نوش ہی — جوش گل سے بادہ گلگون کا بڑھکر جوش ہی
عاشقون کے جیب و دامان چاک پھر ہونے لگے — پھر وہی وحشت ہی سودا ہی جنون کا جوش ہی
گل جو میخانے مین جاکر اتفاقاً سیر کی — ہر طرف دیکھا کوئی بیخود کوئی بیہوش ہی
ہی کہین ساغر کہین شیشہ صراحی ہی کہین — خُم تو ہی لبریز اور اُترا ہوا سرپوش ہی
آتش خمخانہ سے گرمی مستان ہی تیز — ہر سبو ہر خُم سے پر اُس مین عجب اک جوش ہی
ساقی و پیر مغان میخوار اور سب مغبچے — ہی ہر اک مخمور ہر سو شور نوشا نوش ہی
راز کہتا ہون یہ اے غافل ہین تجھ پر آشکار — غور سے سُن لے اگر تجھکو ذرا بھی ہوش ہی
خانۂ دنیا تو میخانہ ہی اور غفلت شراب — نفس امارہ کا یہ پیر مغان مدہوش ہی

آئیگی جب موت ہو جائینگے سب نشے ہرن | ہوش مین اب بھی ذرا آجا اگر ذی ہوش ہے
ورنہ آخر دیکھنا جب چشم عبرت وا ہوئی | گور مین حسرت ہے تو حسرت سے ہم آغوش ہے
لمعہ وامشب بند کرے دیدۂ انجم فلک | عاشق اک پردہ نشین سے آج ہم آغوش ہے
یار گیسو نے نہین دل کو ڈسا گر اے نظام | کس لیے ایسا یہ بیخود بیخبر بیہوش ہے

نخل سرکشیدہ جوانان سبز پوش نشۂ بادہ مبارکی سے مدہوش باغ وسیع عمارت اسمین رفیع تخت پر افراسیاب بیٹھا ہوا گرد ہزارون جادوگر کا قران ہے مہتاب میان مسافر صاحب کے ہوش اڑے ساحرون نے جو للکارا کہ کیا عمرو گرفتار ہو کر آیا اسکو قتل کرو دشمن شہنشاہ ہے مسافر گھبرا کے چہار جانب دیکھنے لگا افراسیاب نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب کس حال مین اپنے کو پاتا ہے مگر وہ جو عمرو نے سکھا دیا ہے مسافر وہی پکار اٹھا مین خواجہ عمرو جادوگرون کو جوتیان مارتا ہون ہزارون جادوگر مین نے قتل کیے افراسیاب نے کہا او ساربان زادے اب تجھکو حال اس گستاخی کا معلوم ہوگا ایسا مقام تیرے واسطے تجویز کیا ہے کہ تو موت مانگے اور موت نہ ملے تڑپ تڑپ کر مرے مسافر نے پھر وہی جواب دیا صرصر نے بڑھکر کہا اے شہنشاہ یہ تو عمرو عیار نہین معلوم ہوتا افراسیاب نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے مابدولت خود گرفتار کر کے لائے بارہ دن جنگل مین مارے مارے پھرے اس ظالم کی تلاش مین سب عیش و آرام اپنا ترک کیا صرصر نے کہا حضور اسکا منھ دھلوائیے سب حال کھل جائیگا افراسیاب نے کہا گرم پانی لاؤ گرم پانی آیا منھ دھلوایا دیکھا ایک مسافر مصیبت کا مارا بدنام مردود خاص و عام اب تو بُرا ہوا صرصر نے کہا میرے حرکات بیکار گیا تھا مصاحبان افراسیاب جو ہنسے افراسیاب کو سخت ناگوار ہوا جھلا کے کہا ارے تو کون ہے وہ اب بھی وہی کہے جاتا ہے کہ مین تو ساحرون کو جوتیان مارتا ہون افراسیاب نے کہا اب تو تیری صورت اصلی ہو گئی اب کیون مکرتا ہے آئینے قد آدم سامنے لگے تھے آئینے پر جو نگاہ پڑی اب میان مسافر کی قلعی کھلی صورت اصلی دیکھکر رونے لگا کہا حضور مین مسافر غریب واسطے نوکری کے نکلا تھا اس آفت مین پھنس گیا افراسیاب نے کہا ہمارے کارخانے مین اسکو چھوڑ دو کھانا بھی کھائیگا اور کچھ نقدی بھی ملجائیگا مسافر کو تو کارخانے مین بھیجا افراسیاب جادو یہ کہکر اٹھا کہ اب مابدولت ہون گرفتاری عمرو واپس نہونگے سردار اٹھکر قدمون سے لپٹ گئے کہا اے شہنشاہ آپ کا ایسا فرمانا مناسب نہین ہے غلامان جانباز جائین جسطرح بنے

عمرو کو گرفتار کرکے لائین جب کئی سو سردار قدمون سے لپٹ گئے تو پھر افراسیاب کو کچھ زبن پڑا جھجکا
تخت پر بیٹھا اغلال کوہ پیکر مصاحبان افراسیاب مین سے ہے اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ اگر
عمرو کی مشکین باندھکر نلاؤن تو مجھکو غلام شہنشاہی نہ فرمائیے گا صرصر نے کہا اے اغلال جب شہنشاہ
ایسے جلیل نے وعدہ کا کہا یا تو تمھارا دام مگر عمرو مین پھنسا کیا بڑی بات ہے جب مین اُسکو لگا کے
لاؤن اور عمرو سے مقابلہ ہونے لگے اُسوقت عمرو گرفتار ہو جائے تو کچھ عجب نہین اغلال اسپر راضی
ہوا آپسمین مصالحین ہوگئین پہلے صرصر روانہ ہوئی بعد اُسکے اغلال کوہ پیکر روانہ ہوا خواجہ عمرو
مسافر کو اپنی صورت پر روانہ کرکے لشکر مین آئے ملکہ مہرخ وغیرہ سے ملے کہا اب کئی دن کو
فرصت ہوگئی ایک عمرو پکڑ گیا سب نے حیران ہوکر پوچھا خواجہ کیا ہوا خواجہ عمرو نے سب
کیفیت بیان کی سردار ہنسنے لگے خواجہ عمرو سردارون سے ملاقات کرکے براے انتظام لشکر
نکلے بازارون کو دیکھتے ہوے جاتے ہین کہ دیکھا صرصر ایک ضعیفہ کی شکل بنی ہوئی بازار بزازان مین
پھر رہی ہے خواجہ عمرو نے للکارا او صرصر کس فکر مین ہے صرصر بھاگی خواجہ عمرو نے پیچھا کیا اُدھر سے
برق فرنگی آتا تھا اُسنے دیکھا اُستانی بھاگی جاتی ہین اُستاد دوڑتے ہوے آتے ہین برق نے
دیا صرصر کو بڑلون صرصر نے پیچھے ہٹکر جاب مارا کہ برق فرنگی لڑکھڑا کے گرا صرصر پھر بھاگی جب
جنگل مین خواجہ پہونچے صرصر نے کہا او ساربان زادے جا کیون قضا آئی ہے خواجہ یہ کہکر دوڑے
کہ مین تو غلام ہون ذرا قدمبوسی کرون گرد پھرون تصدق و نثار ہون صرصر ہان ہان کرتی جاتی
ہے خواجہ عمرو چاہتے ہین دوڑکر لپٹ جاؤن کہ اغلال آسمان سے کڑک کے گرا نعرہ کیا منم
اغلال کوہ پیکر او مکار و غدار اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کیونکر جان بچائیگا یہ کہکر
عمرو کو لے اُڑا صرصر ایک جانب چلی وہان برق کو کسی نے ہوشیار کردیا راہ مین صرصر سے ملاقات
ہوئی صرصر نے کہا تمھارے اُستاد گرفتار ہوے افراسیاب کو بڑا غصہ ہے ایسے مقام پر قید کریگا
کہ اپنی زندگی سے بیزار ہونگے برق یہ سُنکر بھاگا مطلب تو برق سمجھ گیا کہ صرصر لگا کے لیگئی اغلال
نے گرفتار کرلیا برق فرنگی صورت بدلتا ہوا جاتا ہے تھوڑا راستہ طے کرکے آگے بڑھا نقشہ کھنچا ہوا
پاس ہے صرصر کی صورت بنکر تیار ہوا اغلال آہستہ آہستہ جاتا تھا دل مین سوچتا ہوا کہ مین نے
شہنشاہ سے کچھ وعدہ نہ کرلیا اب انعام معقول نہ ملیگا کچھ ہزار دو ہزار دیدینگے یہ دہ ظالم ہے

کہ اسکی ذات سے جنگ طلسم ہوشربا قائم ہوئی الاکھ دو لاکھ لینا چاہیے ایک پہاڑ کے درے مین اگر ٹھہرا سوچ رہا ہو کہ عمرو کو کہین رکھدون تو شہنشاہ سے جاکر وعدہ پختہ کرون جو کہو نگا وہی دینگے یہ سوچ رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے صرصر آتی ہو صرصر کی آن بان دیکھکر دل بیقرار ہوتا ہو جی چاہتا ہو گرد پھرون خاک اسکے قدمون کی آنکھون سے لگاؤن صرصر نقلی چارجانب دیکھتی ہو کہ اغلال کہان گیا اغلال کوہ پیکر نے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو خرامان باغ محبوبی کسکی تلاش مین ہو برق فرنگی نے جو اغلال کوہ پیکر کو دیکھا دوڑا پکار کے آواز دی اے شہنشاہ ساحران ہم تو تمھاری تلاش مین تھے اب کسی مقام پہ ٹھہرو نہین جلد اپنے کو خدمت شہنشاہ مین پہنچاؤ شہنشاہ تمھارا انتظار کر رہے ہونگے اس سارہان زادے کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہونگے یہ وہ ظالم عیار ہو کہ صدہا گھر ویران کر دیے دمامہ ایسی ساحرۂ زبردست کو مارا یہ بھی برق نے دیکھا کہ مجھکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہو خفگی لیکر کہا اب جلد جاؤ ہم بھی اپنے دل کو سمجھا لینگے تم لوگون سے محبت کرنا سراسر حماقت ہو تم شاہ کے مصاحب ہو تمھارے بڑے مرتبے ہین ہم بازاری لوگ ہین ہمارے تمھارے کون نسبت ہو یہ جو سکرا کر صرصر نقلی نے کہا اور میان برق نے لگاوٹ کی مسکرا کر چٹکی لی کبھی ٹھنڈی سانس کھینچی کبھی پٹون پر ہاتھ ڈالدیا کہا کیون مجھے گھورتا ہو کیا آنکھون مین مجھکو کھاجائیگا میرا خون بہت ہلکا ہو مین تیری صورت دیکھکر سہمی جاتی ہون اور مجھکو سب باتین تمھاری مجبولی معلوم ہوتی ہین بقول شاعر

نظم

جاکے قاصد نے جو کی یار سے تقریر غلط	ہوگئی وصل کی تقدیر سے تدبیر غلط
خود غلط ہو جو کیے ہوتی ہو تقدیر غلط	کہین قسمت کی بھی ہو سکتی ہو تحریر غلط
زلزلہ عرش کو آتا تھا مرے نالون سے	اب ہوا کیا کہ ہوئی آہ کی تاثیر غلط
روبرو اسکے مہ مصر کا کیا رتبہ ہو	سامنے مہر کے ہو ماہ کی تنویر غلط
لب معشوق سہو تیر نظر کیون اسکا	قادر انداز کے ہوتے ہین کہین تیر غلط
ماہ وہ تجھسے کے عوض مصر کا زندان دیکھا	خواب یوسف کی اگر ہوگئی تعبیر غلط
دخل اغیار کا ممکن نہین اسکے گھر مین	ہون رقیبون سے کبھی وہ شکر و شیر غلط
حاشیہ مصحف رخ سے قلم انداز کرو	دیکھیو قرآن کی نہین چاہیے تفسیر غلط

رہنما خضر ہو ہمدم ہو مسیحا اپنا	پھر ہوس راہ سے راہ در شبیر غلط
جذب الفت کا تماشا اُسے دکھلا دیتا	گر گیا راہ مگر نالۂ شبگیر غلط
پیر میخانہ سے ہی رندون کو بیعت زاہد	افترا ہے جو اُنھین کہتے ہین بے پیر غلط
قبر مین بات بھی مجھسے نہ نکیرین نے کی	دھیان مین یار کے کی مین نے جو تقریر غلط
سحر ہے یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہے	یار کے سامنے تاثیر مزامیر غلط
محفل یار مین موقع نہ رہا اب رعنا	آپ کو ہے ہوس عزت و توقیر غلط

سے بس جاؤ ایسا نہو کہین کوئی عیار آ جائے تمھاری میری دونون کی گردن لے عیاران اسلام بلائے روزگار ہین اغلال کوہ پیکر ان باتون پر مر گیا کہا اے صرصر تو نے مار ڈالا مین تو میان سے جا کر زندہ نہ رہونگا شہنشاہ جو مجھسے پوچھینگے کہ تو نے کارنمایان کیا عمرو ایسے عیار کو گرفتار کرکے لایا کیا مانگتا ہے تو مین عرض کرونگا اے شہنشاہ ہوشربا دو ساحر یکتا صرصر شمشیر زن کے ساتھ میری شادی کر دیجیے صرصر نقلی نے ہنسکر کہا دور بھی ہو کیا بیہودہ بکتا ہے مین کیا شہنشاہ کی لونڈی ہون اگر وہ مجھے یہ کہین مین اُسی وقت انکار کرون نوکری چھوڑ دون اغلال کوہ پیکر و صرصر نقلی سے باتین ہونے لگین برق فرنگی نے باتون مین دیوانہ کر دیا کہ اغلال کوہ پیکر منتین کرنے لگا کبھی ہاتھ باندھتا ہے کبھی قدمون پر گرتا ہے کمر سے چادر کھول کے بچھا دیا کہا ملکہ صرصر اچھی طرح بیٹھو صرصر نقلی نے کہا مین بیٹھی ہون کیا مجھے کھا جاؤگے یہ کہکر بیچ پاڑے منھ پر منھ رکھدیا کہا او ظالم کیا تیری آنکھون مین موہنی ہے جس وقت سے تجھے دیکھا ہے دل کو آرام نہین روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین جی چاہتا ہے گریبان پھاڑ کر طرف صحرا کے نکل جاؤن اغلال کوہ پیکر نے کہا مین خدمت مین ہر وقت حاضر ہون اے ملکہ صرصر شمشیر زن کبھی مجھسے خلاف مرضی نہوگی صرصر نقلی نے ہنسکر کہا او ظالم کیا چاہتا ہے اغلال کوہ پیکر نے کہا چاہتا ہون کہ تصدق ہون نثار ہون شربت وصل سے بھی سیراب ہون برق نے کہا او ظالم ایک گلابی شراب کی کہین سے لا بڑے عیش سے شراب نہین پی اغلال دوڑا ہوا گیا جھٹ پٹ سے ایک بوتل شراب کی لایا برق فرنگی نے گلابی لیکر اپنے آگے رکھ لی کہا سب شراب پی جاونگی ایک جام تجھکو بھی دیدونگی اغلال کوہ پیکر نے ہاتھ باندھ کر کہا اے ملکہ عالم مین ایک ہی جام کا امیدوار ہون کہ ایک جام تو آپ کے ہاتھ سے پیون برق فرنگی نے کہا

منھ کھولو جتنی ہماری جی چاہیگا اتنی پلا دینگے اغلال کوہ پیکر نے منھ کھول دیا خواجہ بیہوش پڑے ہین صرصر نقلی نے بوتل کی بوتل منھ مین اغلال کوہ پیکر کے انڈیل دی اغلال شراب پیتے ہی گھبرا گیا معلوم ہوتا ہے کلیجے مین آگ لگ گئی شعلے بھڑکنے لگے گھبرا کر کہا اے ملکہ صرصر میرے پیٹ مین تو آگ لگ گئی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے صرصر نے ہنسکر کہا کیون گھبراتا ہے اٹھکر ٹہل کیا کم ظرف ہو ذرا نشہ جو ہوا گھبرا گیا اغلال گھبرا کر اٹھا دو قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا برق نے نعرہ کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
کہ استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین برق رفتار ہون
کسے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
ارسطوے ذلیل شاگرد ہے
زرِ ملک پر میرا پہرا رہا
تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا
نہ پیریت ہم غرب ہے مشرق ہے
چھلاوا ہون مین نام بھی برق ہے

برق نے نعرہ کرکے اغلال کوہ پیکر کو خنجر مار دیا شکم چاک قصہ پاک مرنے سے اغلال کے خواجہ عمرو کو ہوش آیا اٹھتے ہی اغلال کے کپڑے اتارنے لگے برق کہتا ہے استاد اب بھاگ چلیے کئی دن سے لشکر مین آپ کی تلاش ہے بھلا خواجہ کب مانتے ہین برق تو نکلکر بھاگا اور کہتا ہوا کہ استاد چلے آیئے ایسا نہو کوئی آفت آجائے خواجہ نے تسہولت کپڑے اتارے چاہتے ہین کہ درہ کوہ سے نکلکر بھاگون قضائے کار افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہے اسوقت ذکر کر رہا ہے کہ مصاحب میرا اغلال کوہ پیکر برائے گرفتاری عمرو گیا ہے مجھے یقین نہین کہ عمرو کو گرفتار کرسکے لیکن صرصر شمشیر زن بھی گئی ہے شاید وہ لگالائے تو گرفتار ہو جائے مصاحبون نے کہا ذرا کتاب تو دیکھیے افراسیاب نے کتاب سامری اٹھائی اب جو کتاب کو دیکھا تاج دے مارا اپنا سر پیٹنے لگا کہا یارو غضب ہوا اغلال کوہ پیکر عمرو کو لے نکلا تھا راہ مین برق فرنگی نے صرصر کی صورت بنکر مارا عمرو اسکے کپڑے اتار رہا ہے یہ کہکر افراسیاب جادو چلا جست کرکے بلند ہوا کچھ ستارے چمکے کچھ شعلے بھڑکے طائرون نے زمزمہ سرائی کی ہر طرف سے ہنگامہ ہوا شہنشاہ جاتے ہین خواجہ عمرو اغلال کے کپڑے اتارکے درہ کوہ سے نکلا چاہتے ہین کہ اب بھاگ کر نکل جاؤن ایک نخل پر نگاہ پڑی ایک طائر نے مثل انسانون کے آواز دی او عمرو کہان جاتا ہے آگے نہ بڑھنا عمرو نے چاہا گلیم اوڑھ لون یہ سمجھ گئے کہ تاثیر سحر ہے زنبیل پہ ہاتھ ڈالا کہ گلیم نکالون ہاتھ مین رعشہ آیا زنبیل تک ہاتھ نہ پہونچا طائر تڑپ کے گرا پاؤن عمرو کے زمین سے

تھام لیے دیکھا پہلو سے افراسیاب چلا آتا ہے نعرہ کرتا ہوا او ساربان زادے اب میرے ہاتھ سے بچکر
کہان جائیگا اب تجکو ایسے مقام پر قید کرونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے خواجہ عمرو ہنس پڑے
کہا اے شہنشاہ مجھے آپ سے بڑی امید ہے آپ مجھپر پرورش فرمائینگے مین تو ہمیشہ سے تابعدار ہون خاص
سرکار کی ملاقات کو ٹھہر گیا یہان لڑائی پڑگئی غلام سب طرح پر حاضر ہے افراسیاب جادو نے
کہا او ساربان زادے تیری سب باتین مکر ہین یہ کہکر مین عمرو کی افراسیاب نے پنجہ دیا لے
اڑا خواجہ عمرو باتین کرتے جاتے ہین افراسیاب اسقدر بلند ہوا کہ برابر کہکشان فلک کے پہونچا
ہوے دراز تک عمرو کو افراسیاب لیے ہوے اڑا متوجہ ہوا سے کبھی خواجہ ہوشیار ہو جاتے ہین
کبھی آنکھ بند ہو جاتی ہے افراسیاب کو لاشہ اغلال کوہ پیکر کا دیکھکر نہایت غصہ ہے اب بلندی سے
طرف پستی کے مائل ہوا ایک پہاڑ پہ جا کے ٹھہرا خواجہ عمرو نے دیکھا تمام صحرا مین ہزارہا جوان جمع
ہین میلے کا سا سامان معلوم ہوتا ہے کہین ڈھول بج رہے ہین کسی طرف سے مجانجھ کی آواز آتی ہے
عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے سب گنوار آوازین دے رہے ہین یا خداوند شعلہ خوار آتش خو جلد
ہماری مرادین پوری کیجیے کوئی ہاتھ باندھے ہوے کھڑا ہے بیچ مین صحرا کے ایک شوالہ ہے اُسی کے
سب گرد پھر رہے ہین ایک جانب ہزارہا فقیرون کا جماؤ ہے کسی نے ایک ہاتھ اُٹھا دیا وہ ہاتھ خشک
ہوگیا ہے کسی کے دونون ہاتھ خشک ہین بعض نے اپنے کو درخت مین لٹکایا ہے بعض نے تخت کو
بچھایا ہے اُسمین ہزارہا کیلین نصب ہین اُنھین کیلون پر لیٹے ہین نام خداوند شعلہ خوار آتش خو
لگائے رہے ہین کہ ایک طرف سے ہنگامہ ہوا دیکھا ایک زمیندار ایک دزد کو لیکر آیا مشکین اُسکی بندھی
ہوئین زنجیرون مین جکڑا ہوا سامنے شوالے کے لاکر کھڑا کیا زمیندار کا مہوت زنگی نام ہے اُسنے
پکار کر آواز دی یا خداوندا اسنے چوری کی اسکو سزا دیجئے دیکھا سب نے شگون سے ایک برق چلی
وہ برق اُسی دزد پر گری دزد کے دو ٹکڑے ہوے اسی طرح کئی گنہگار آئے اور مارے گئے
خواجہ عمرو حیران ہیں یہ سب معاملات دیکھ رہے ہین افراسیاب نے خواجہ عمرو کو تو اُسی
پہاڑ پر ڈالدیا آپ ٹہل رہا ہے کہہ رہا ہے اے خواجہ یہ سب تماشا دیکھ لو اب اسی شوالے مین تمکو
رہنا ہوگا بڑی مصیبت پڑیگی خواجہ نے کہا اے شہنشاہ معلوم ہوا کہ اس شوالے کی بربادی کا
وقت آگیا اور جو کوئی اسمین رہتا ہے اُسکی بھی اب قضا آئی ہے کوئی ساحر زبردست ہوگا یا کوئی دیوتا

افراسیاب نے کہا او ساربان زادے ان خداوند کی کیا بات ہی سب طریقون مین کرامات ہی
عمرو نے کہا مین سب کرامتون کو مٹا دونگا تب حال کھلیگا بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا ساری
خدائی خاک مین ملا دونگا افراسیاب ہنستا ہی کہتا ہی خواجہ وہ حال تمھارا ہوگا کہ یاد کروگے
افراسیاب نے عمرو کو بہت سیت ڈرایا دل تو خواجہ کا کانپ رہا ہی مگر بجرات باتین کر رہے
ہین یہ نہ افراسیاب کو ثابت ہو کہ عمرو ڈرتا ہی افراسیاب عرصۂ دراز تک کھڑا رہا بعد تھوڑی
دیر کے وہ زمیندار گیا مجمع متفرق ہو جب سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ صبح کو یہان جماؤ ہوتا ہی پوجا پات
کرنے سب آتے ہین خداوند بھی کرامت دکھاتے ہین جب مجمع متفرق ہوچکا افراسیاب عمرو کو
کھینچتا ہوا دروازے پر شوالے کے لایا پکار کر آواز دی یا خداوند شعلہ خوار آتش خو ہرچند کہ مجھکو
آپ کا اعتقاد نہین ہی مین معتقد سامری و جمشید ہون لیکن اس طلسم سے آپ کو بھی تعلق ہی دشمن
کو طلسم کے لایا ہون اس شوالے مین قید کرتا ہون اسکو کھا جایئے اندر سے شوالے کے آواز آئی
او افراسیاب ہمکو بھی معلوم ہی کہ طلسم پر وقت زوال ہی جیسی تو نے لاچین پر بدعت کی اسیکا بدلا
ہی مگر خبردار اب کبھی ایسا نام نہ لینا کہ ہمین آپ کا اعتقاد نہین ہی ہم سارے طلسم کو سنبھالے ہوے
ہین اگر ہمارا قدم درمیان مین نہوتا تو طلسم تمام ہوجاتا افراسیاب نے کہا جسدن اسد کو قتل کردون
اور سب سردار میری اطاعت کرین وہی سلطنت کا رنگ و ڈھنگ ہو تو مین تمھاری نذر چڑھاؤن تمکو
خداوند طلسم ہوشربا بناؤن اس دشمن کو کھا جایئے اب یہ زندہ نہ نکلے آواز آئی اپنا سحر اُتار کے
اندر شوالے کے پھینکدے ہڈیان بھی نہ باقی رہینگی افراسیاب جادو نے اپنا سحر اُتار لیا عمرو
کے ہاتھ پاؤن قابو مین کرکے آواز دی کدھر سے پھینکون یہ کہنا تھا کہ ایک دروازہ شوالے مین پیدا
ہوا آواز آئی دیکھو یہ بھی ایک کرامت ہی کہ دروازہ ظاہر ہوا اب تو ہماری خدائی سے ما ہر ہوا ئے شک
افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ عمرو کو اندر شوالے کے پھینک دیا عمرو نے گرتے گرتے
گلیم اُوڑھ لی دروازہ غائب ہوگیا افراسیاب تو عمرو کو پھینک کر چلا گیا عمرو نے دیکھا ایک لڑکا
نہایت خوبصورت سامنے کھڑا ہی جب ہاتھ جھکاتا ہی ایک شعلۂ آتش نظر آتا ہی آواز دیتا ہی منم
خداوند شعلہ خوار آتش خو مگر حیران اس بات پر ہی کہ افراسیاب جادو نے جسکو اس شوالے
مین پھینکا تھا مین نے دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا ناٹا سا تھا گرتے گرتے غائب ہوگیا یہ کیا سحر کیا ہوا

خواجہ عمرو کو ہاتھون سے ٹٹولتا پھرتا ہو کبھی تیغ مارتا ہو شوالہ ہل جاتا ہو خواجہ کانپ [illegible]
ارادہ کرتے ہین کہ اسکو گرفتار کرین مگر دل تابو نہین تین چار مرتبہ وہ لڑکا سب طرف پھرا
آخر تڑپ کے انھین شگون سے نکلا گیا خواجہ نے دیکھا بجا اسباب کی صحت پڑا ہو شیرینی کا انبار
لگا ہوا ہو خواجہ سمجھ گئے کہ اب رات کو یہین آئیگا کہ چیزین ہین کہ اس گنبد بے در سے نکالی کیونکہ ہولا
شیرینی تو خوب نوش فرمائی اسباب اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اب اس سوچ مین بیٹھے ہین کہ کیونکر اب
اس شعلے سے نکلون کس قدر رات باقی ہو گلیم کو زنبیل مین رکھ لیا ہو بہ اطمینان خواجہ بیٹھے ہین
مٹھائی جو بہت کھائی پیٹ پھول گیا ہو پیٹ سہلا رہے ہین کہ شیشے سے برق چمکی خواجہ نے چاہا
گلیم اوڑھلون خواجہ گلیم اوڑھنے نہ پائے تھے کہ وہ طفل زمین پر آ کے پہونچا جیسے ہی عمرو کو دیکھا
ایک چیخ ماری کہ شوالہ ہلگیا آواز دی کہ او تاتیے کل او اسباب سے تجھکو پھینکا تھا تو کہان
غائب ہو گیا تھا خواجہ عمرو نے چاہا بھاگون اُسنے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ کو یہ معلوم ہوا کسی نے انگارہ
رکھدیا ہو بان چلنے لگین ہر عضو سے جسم سے چنگاریان نکلنے لگین خواجہ ہر چند غل مچاتے ہین مگر وہ ہاتھ
نہین چھوڑتا کبھی چاہت [illegible] دیتا ہو بوٹیان خواجہ کی نوچ رہا ہو خواجہ اپنی جان سے بیزار ہین فریاد
فریاد کر رہے ہین مگر شیطان بچہ ہاتھ نہین چھوڑتا عمرو کی بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا رہا ہو خواجہ
حیران ہین کہ یہ مردود کیونکر جان بچیگی کبھی وہ کہتا ہو او تاتیے بتا کل سے تو کہان غائب ہو گیا
تھا صاف مجھے بتا دے خواجہ فرماتے ہین آپ میرا ہاتھ چھوڑ دیجیے تو مین آپ کو بتا دون کہ مین
کہان چھپا تھا مین آپ کو سجدہ کرونگا شعلہ خوار آتش خو کبھی آنکھین نکالتا ہو کہ خواجہ عمرو اُسکی
آنکھون کی وحشت دیکھکر بیزار ہو جاتے ہین بڑی بڑی آنکھین صورت وحشت خیز جسم مین عجیب
گرمی ہو صاف ثابت ہوتا ہو کہ تمام اعضائے جسم سے انگارے نکل رہے ہین عمرو نے ہاتھ
باندھکر کہا حضور کا نام نامی کیا ہو مین نادیدہ سجدہ کر چکا ہون خداوند گنبد نشین کہتا ہون اُس
لونڈے نے کہا او ساربان زادے قدرت کو تیری چالاکی سے خوف آتا ہو ان بڑے بڑے
ساحرون کو تو نے کیونکر مارا ہو میرا نام قدرت کا شعلہ خوار آتش خو ہو جسقدر گرمی سارے
عالم مین ہو وہ ذات سے قدرت کی ہو اگر قدرت اسقدر گرم مزاج نہوتے سب بندے ہمارے
برودت سے مرجاتے اسوجہ سے قدرت نے اپنے کو شعلہ خوار آتش خو بنایا ہو اور

جب قلم قدرت سے قدرت نے نسخۂ قدرت پر تصویر کھینچی ساری فطرت عقلمندی اُسی مقام پر جمع تھی قدرت کو دھوکا کھانے کا خوف ہی عمرو نے کہا میری کیا مجال کہ جو قدرت کے سامنے کوئی مکر کرون جس مقام پر کسی بلا مین پھنستا ہون آپ ہی کو پکارتا ہون عمرو نے خیال کیا کہ باتین کرنے سے بوشیان تو جسم کی بچین مگر ہاتھ پکڑے ہوے ہی یہ عمرو کو ثابت ہوتا ہی کہ ہڈیان جلکر خاک ہو جائینگی دل سے کہتے ہین کہ یہ مین کیا جانتا تھا دربین کلیم اوڑھے رہتا باتون مین خواجہ نے لگایا خوشامدین شروع کین دست بستہ عرض کی چونے مین لقا کے آپ ہی کو دیکھا فرعون شاہ وزیر جدید شاہ ان سب کی خدائی کے آپ ہی بانی تھے اگر مجھکو حکم دیجیے تو حمزہ کو بلا کر لاؤن وہ بھی سجدہ کرین سمجھا دون کہ خداوند حقیقی یہی ہی اس بات پر شیطان بچہ بہت خوش ہوا کہا ای عمرو اُسکو تو قدرت نے بہت سرفراز کیا پردۂ قاف مین اُسکو پہونچایا دیوزادون کو اُسکے ہاتھ سے قتل کرایا عمرو نے کہا جب ہی حمزہ اپنے کو قاتل سمندون دعفریت بتاتا ہی آپ بیشک حمزہ کے ساتھ تھے شیطان بچہ خوب ہنسا جب ہنستا ہی تو ایک شعلہ بھڑک جاتا ہی عمرو کو ڈر ہوتا ہی کہ ایسا نہو مین پھکنے لگون خدا اسکی قید سے بہت جلد رہائی دے لیکن باتون مین مصروف ہی یکایک سحر ہوگئی شعبدہ باز طلیم حیا اور شعبدہ ادویات شعاع وضیا تیار کرکے تخت جرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تماشہ گنوار شعوائے تک قریب آکر جمع ہوے یا خداوند یا خداوندی آوازین آمین اللہ دنا قوس بجنے لگے آوازین آرہی ہین یا خداوند شعلہ خوار آتش خو یہ چور گنہگار حاقر ہین چوری بھی کی کئی آدمی بھی قتل کیے اسکو سزا دیجیے گنوار دیکھ رہے ہین کہ آج شگون سے برق نہین چمکتی ہلاکر رہے ہین کہ شاید خداوند سوتے ہین عمرو نے کہا یا خداوندا ان سبھون کی داد دیجیے ایسا نہو کہ یہ بندے آپ سے پھر جائین مین آپ کے پاس سے کہان جاؤنگا ایک دن قدرت شب کو خواب مین تشریف لائے علم موسیقی کا مجھکو بادشاہ کیا میرے گلے پر ہاتھ پھیرا اور کہا آج سے تُجھکو علم موسیقی کا بادشاہ کیا ایک غزل تو سنیے

غزل

تو نہائے اگر اے رشک چمن پانی مین	اڑکے مرغان چمن آئین سمٹا پانی مین
آپڑی زلف دم غسل جو اُسکے رخ پر	مین یہ سمجھا کہ ہوا جاتا گہن پانی مین
دم رفت جو بندھا گوہر دندان کا خیال	آگیا صاف نظر دُر عدن پانی مین

قطرۂ گریہ سے ہون اسطرح غریق رحمت — مردم چشم کا ہو جیسے وطن پانی مین
موج ہو موجۂ بوے گل تر آب گلاب — ہو جو وہ آئینۂ حیرت گل عکس فگن پانی مین
چاہیے نوشت یونس کی طرح دامن پاک — گو ہے نام کو اک عمر وطن پانی مین
پوچھ دریا سے جسمین ہو کسکے بیتاب — آبلے موج کے پا مین ہین شکن پانی مین
بلبلے پانی مین اُٹھتے ہین بجاے بلبل — پھونک دیتا ہو جو وہ غنچہ دہن پانی مین
خون شہدا دمگر گردن خسرو پہ رہا — اشک شیرین سے بہی جوے لبن پانی مین
غمزہ مین سے ہو عجب قدرت خالق ظاہر — اک جہان کا نظر آتا ہو وطن پانی مین
گل پہ شبنم نہین آغوش مین بلبل کے گل — غرق شرم مین ڈوبا ہو وطن پانی مین
ضبط گریہ سے نمود اسکی ہو رعنا ورنہ — غرق ہو جاے ابھی چرخ کہن پانی مین

باتون سے تو شیطان بچہ مبہوت ہو ہی چکا تھا گانا تو خواجہ کا سحر ہو اس رنگ مین غزل گائی کہ وہ شیطان بچہ جھومنے لگا کہا اے بندۂ من قدرت تجھکو دنیا نائب کرینگے تعویذ بازو بنائینگے عمرو نے کہا پہلے قدرت بندون کی داد فریاد سن لین مین تو خود شکر گزار ہون شیطان بچے نے کہا اے عمرو یہان لاکھون روپیہ کا مال رکھا ہوا تھا وہ تو نے لے لیا اچھا کیا اور تجھکو ہزارون روپیہ کا مال دلواونگا عمرو نے کہا مین اب عمر بھر خدمت مین رہونگا شیطان بچے نے ہاتھ چھوڑ دیا خواجہ عمرو کو معلوم ہوا کہ جان مین جان آگئی شیطان بچے نے باہر آکر موجب قاعدۂ قدیم ہاتھ چمکانے شروع کرین گنہگار کچھ قتل ہوے کچھ جلکر رہ گئے خواجہ عمرو پشت پر کھڑے دیکھ رہے ہین حلقے کمند اصفاے باصفا کے ہاتھ مین لیے ہوے جال الیاسی کاندھے پر شیطان بچہ منہ پھیرے ہوے ہاتھ چمکا رہا ہے عمرو نے حلقۂ کمند کے گلے مین اسکے ڈالدیے اُسنے چاہا تڑپ کے نکلون عمرو نے جھٹکا مارا جیسے گرگٹ تڑپتا ہو ویسے تڑپا پھر کا نکل سکا کمند تحفۂ بزرگان دین ہڈیون تک پہونچ گئی عمرو نے حباب مارکر بیہوش کیا جال الیاسی مین لپیٹا کمند سے مشکین باندھین اُس شیطان بچے کو نذر زنبیل کیا اب منظور ہوا کہ دو چار کوڑی کا روزگار بھی کرلین سفید مہرہ نکال کر آواز دی اے بندگان من سب قریب شہر والے آکر جمع ہون قدرت کو اپنے بندون پر پرورش منظور ہو مبہوت زنگی زمیندار و وزرا سب گنہگارون کو اپنے ہمراہ لیکر جب قریب شہر والے کے پہونچا پکار کے آواز دی قدرت کیا فرماتے ہین

عمرو نے اُسی سفید بھرے مین آواز دی قدرت کو منظور ہی کہ تم سب کو امیر کر دینگے اب تو غربا نے غل مچایا
قدرت کی پرورش اور عنایت ہی شوالے کے اندر سے آواز آئی اب سے شام تک شوالے کے سامنے
لا کے جسقدر مال ہو جمع کرو آج شب کو قدرت تشریف لائینگے سب مال کو دونا کر دینگے ہم چاہتے
ہین کوئی کسیکا دست نگر نہو سب دعائین دینے لگے کہ کیا پرورش ہی خداوندکی اب کوئی کسیکا محتاج
نہوگا سب کے پیلا میان مہوت زمیندار دوڑے روپیہ اشرفیان جورو کا سب گہنا بڑی ایک
چاندنی مین باندھ کر لائے قریب شوالے کے رکھدیا غربا لوگ اپنی اپنی عورتون کا زیور لیکر چلے
آتے ہین بعض جنکو نہین میسر ہی وہ پڑوس مین دوڑے گئے کہا ہمین اپنے جوشن اور چوڑیان ذرا
مانگے دیدو اُنھون نے کہا واہ بھائی اچھے دن مانگنے آئے ہو آج کا تو وہ دن ہی کہ اگر ہمین کو اور
ملجائے تو خدمت خداوندی مین لیکر جائین صبح کو دونا کر کے لائین گانون مین ہلڑ پڑا ہوا ہی جنکو
اور کچھ نہین میسر ہوا اُنھون نے تانبے کے ظروف ہی لا کے رکھدیے بعض شخصون نے اناج لاکر
رکھا ہی شام تک انبار عظیم ہو گیا شام کو خواجہ عمرو نے نکلنے کی تدبیر کی سارے شوالے مین دوڑے
دوڑے پھرے مگر راستہ نکلنے کا نہ ملا سبت حیران ہوے کہ کیا کرون شبکے اسقدر مختصر ہین کہ زمین
سے نکاسی نہین ہو سکتی آخر خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا نقب کھودنا شروع کی نقب کھود کر باہر نکلے مال
کو دیکھا جال نکالا آواز دی ای جال جنجال ہو گر نامنی تک سیان کی نہ چھوٹے تمام کھینچکر زنبیل
مین رکھا اب خواجہ سیان سے طرف لشکر کے بھاگے قضا سے کار صرصر نے افراسیاب سے
کہا حضور نے عمرو کو کہان قید کیا افراسیاب نے پتہ دیا کہ بیابان گرد آباد مین جو شوالہ ہی
وہان چھوٹے خداوند خدائی کرتے ہین وہان کے کئی ہزار آدمی انھین کے معتقد ہین مین نے اُسی
شوالے مین عمرو کو چھوڑ دیا وہ خداوند عمرو کو زنج تو کر کھا جائینگے اپنی آتش قہر و غضب مین
پھونک دینگے شعلہ خوار آتش خوار خداوند کا نام ہی ساحری و جمشید سے چھوٹے اور
خداوندون سے بڑے ہین وہان سے اب عمرو زندہ نکل نہ سکیگا صرصر شمشیر زن نے کہا شہنشاہ
آپ نے غضب کیا معلوم ہوتا ہی کہ اُس شوالے سے بھی خانے کا وقت آ گیا مین برائے خبر
جاتی ہون کسی ساحر کو حکم دیجے کہ مجھے وہان پہونچا دے نسیم تیز رو ایک ساحر قریب
کھڑا تھا افراسیاب جادو نے کہا اے نسیم تیز رو صرصر کو بیابان گرد آباد مین پہونچا دے

نسیم تیز رونے صرصر کی کمر مین پنجہ دیا ے اُڑا گویا ہوا ے تیز چلی نسیم نے تھوڑے ہی عرصے مین صرصر کو
بیابان گرد آباد مین پہونچا دیا میان گنوارون کو از حد خوشی ہے رات بھر نیند نہین آئی کہ مال ہم اپنا
دونا لینگے بوقت سحر سب اہالی قریہ ڈھول جھانجھ بجاتے ہوے اپنے اپنے گھرون سے نکلکر قریب
شوالے کے آئے دیکھا مال ندارد ایک طرف سے نقب لگی ہوئی ہے شوالے سے جو برق چمکا کرتی
تھی آج اُس برق کا بھی نشان نہین گنوار پکارتے ہین یا خداوند مال ہمارا دیدیجیے لاکھ پیٹتے
ہین چیختے ہین کچھ آواز نہین آتی سب کہتے ہین خداوند کا تو پتہ ہی نہین ہمارا مال لیکر بھاگ گئے
کدھر شمشیر زن آکے پہونچی صرصر نے کہا ارے کمبختو کیون غل مچاتے ہو دیکھو تو نقب لگی ہوئی
ہے مال وہ سب لیگیا آؤ دیکھو نقب کی راہ سے کئی گنوارون کو اندر شوالے کے لیگئی دیکھا
شوالہ خالی پڑا ہے گنوار رونے لگے گریبان پھاڑ ڈالے سر پیٹتے تھے کہ قدرت بھکوت کر لیگئے
صرصر نے کہا تمھارے خداوند پر بھی آفت آئی نہین معلوم کہ اب کیا کیا آفت برپا ہوگی گنوارون
نے کہا اگر ہم کو نشان ملے تو ہم سارے بان ناوے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جائین صرصر نے کہا
چلو ہم بتا دین مبہوت زمیندار نے اپنی گنوار جمع کی بارہ ہزار گنوارون کو لیکر چلا یہی خیال مین ہے
کہ جاکر لشکر مسلمانان کو تباہ کرون اِدھر سے تو مبہوت زمیندار جاتا ہے اُدھر ہلال سحر افگن جب
کئی دن خواجہ کو گذرے اور برق فرنگی بھی دریافت کرکے آیا کہ خواجہ کو افراسیاب گرفتار
کرکے لیگیا زبانی صبا رفتار کی یہ بھی معلوم ہوا کہ افراسیاب نے پکارکر یہ کلمہ کہا تھا کہ ایسے
مقام پر قید کرون کہ عمرو تڑپ تڑپ کے اپنی جان دے ملکہ ہلال سحر افگن بیتاب ہوکے یکہ و
تنہا بہ تلاش خواجہ عمرو نکلین ایک مقام پر آکے دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہے پانچ سات ہزار جادوگر بیان
نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین پھر رہی ہین جا بجا چھوٹے چھوٹے خیمے استادہ ہین مالک
اس لشکر کی ملکہ گلشن جادو چھوٹی بہن ہلال کی دربارگاہ پر بیٹھی ہے گلشن نے دیکھا ایکطرف سے
آسمان پر ہلال چمکا بہ نگاہ غور جو دیکھا پہچانا کہ ملکہ ہلال سحر افگن آتی ہین کئی سال کے بعد
جو دیکھا پکارکے آواز دی بوا ہلال مہر و وفا سے قدیم کو بالکل فراموش کیا کہان اسوقت جاتی
ہو ہلال نے جو چھوٹی بہن کو دیکھا اُتر آئین گلشن بمحبت خاطر سے پیش آئی مقام صدر پر جگہ دی
پوچھا بوا کہان تھین جبسے سنا تھا کہ تم مسلمانون کی شریک ہوگئین ہلال نے کہا شکر ہے کہ مذہب

حق مین پہونچے خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو کو کہ اُنکی ذات سے راہ ضلالت سے نکلے چشمۂ ہدایت پر
پہونچے ملکہ گلشن نے کہا ہوتا ہمکو کیونکر اعتقاد ہوا ہلال نے جواب دیا اپنی جس کتاب کو معتبر جانو اسی
کتاب کو دیکھو تو حال حق و ناحق کا کھل جائے ہلال نے کہا سامری نامہ رکھا ہی یہ تو خداوند کی لکھی
ہوئی کتاب ہی ہلال نے کہا ابھی تمپر حال کھلیگا سامری نامہ جو اُٹھایا پہلے یہی مضمون نکلا کہ عمر طلسم
تمام ہوئی افراسیاب جادو قتل ہوگا اسد غازی قاتل افراسیاب ہی جرأت مین لاجواب ہی
گلشن گھبرا گئی کہا ہوا یہ تو عجیب مضمون دل خراش ہی ہلال نے کہا تحقیقات مذہب مین ایک لفظ
کافی ہی یہ بوتے دو ہی خداوند خدائی نہین کرسکتے وہ وحدہ لاشریک اکیلا پروردگار ہی جو مناسب
جانتا ہی وہ کرتا ہی اکیلے کو سب طرح کا اختیار ہی گلشن اُسی وقت مطیع اسلام ہوئی ملکہ ہلال سحر افگن
کو اپنی بہن کے مسلمان ہونے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی اب دونون بہنین ملکر بیٹھین بیرون بارگاہ
سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہی دونون بہنین تخت پر بیٹھی ہین گرد کنیزان زرین پوش جمع ہین ایک گائن
عمدہ سامنے ان دونون شاہزادیون کے بصد ناز و کرشمہ یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی

غزل

ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین ۔۔ کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین
ڈھونڈتے ہین پر نشان بے نشان ملتا نہین ۔۔ جان جسپر دی ہی وہ جان جہان ملتا نہین
عشق لاتا ہی جو شبخون غارت دل کے لیے ۔۔ جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین
آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان ۔۔ عذر ہی معقول ہین اے مہربان ملتا نہین
باہمہ رفعت تصدق روز ہی ہر صبح و شام ۔۔ کون کہتا ہی زمین سے آسمان ملتا نہین
جان شیرین کا مجھے دینا بہت آسان تھا پر ۔۔ ڈوب مرنے کو زنخدان سا کنوان ملتا نہین
جوش گل سے لین کیا گلشن مین جا باقی نہین ۔۔ عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہی چھری ۔۔ بوالہوس کیا تمکو پھر امتحان ملتا نہین
ڈھیر پر آتا ہی ناحق خاکسارون کے ہما ۔۔ خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین
دختر رز پر جو فصل گل مین ہی رنگ شباب ۔۔ اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین
دشت وحشت مین ہون اک مدت سے سرگرم تلاش ۔۔ حسین یوسف جو مرا وہ کاروان ملتا نہین
واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جوہر بعد قتل ۔۔ کسلئے پچھتاتے ہین رعنا سا جوان ملتا نہین

ملکہ ہلال سحر افگن فرما رہی ہین ای گلشن ہم کیا کہین دل پر داغ ہی ہمارے مالک ہمارے جان بخش
خواجہ عمرو تھے انکو افراسیاب گرفتار کرکے لیگیا ہی نہین معلوم ہجیانے کہان لیجاکر قید کیا مین صبح سے
انھین کی تلاش مین نکلی ہون تم سے ملاقات ہوئی ہمدمی تھی اب حیران ہون کہ کہان جاؤن ہوشربا
وہ مقام ہی کہ جہان اٹھارہ سو ملک کی بستی ہی ہر جگہ مجھکو ہو چکا اُڑتے اُڑتے بازو تھک گئے اب تک
کہین نشان نہ ملا زبانی سمبار رفتار کی دریافت ہوا کہ افراسیاب جادو نے یہ کلمہ کہا تھا کہ ایکی
ایسے مقام پر لیجاکر قید کرونگا کہ خود تڑپ تڑپ کر جان دیدے تا قید حیات رہائی ممکن نہو گلشن
کہ ساتھ ہی لوا وہ تمھارے جان بخش ہین ہلال نے مکرر اپنے شوہر کے قید ہونے کا اور خواجہ عمرو
کے سنی ہونے کا سامنے گلشن کے بیان کیا یہ سنکر گلشن کے ہوش اُڑ گئے یہ بھی افسوس کرہی
ہی کہ ہوا ہمکو بھی انکی زیارت کا اشتیاق ہوا ملکہ ہلال سحر افگن رونے لگین کہا ہوا خدا انکو اس
آفت سے بچانے اپنا فضل انکے شریک حال کرے اور وہ رہائی پاکر تشریف لائین انکی زیارت سے
مشرف ہو جیے کا ہوا مین نے اپنے شوہر کا قید ہونا ایک ادنی جملہ بیان کیا گلشن کہتی ہی ہوا مین سنی
ہونے کا حال سنکر مبہوت ہون ہمارے لشکر کا بیہوش کرنا انھین کا کام تھا ہلال سحر افگن نے
کہا ہوا ایسے ہزار ہا سحر انکے لئے ہین خواجہ صاحب نے جو جلدین لکھی ہین انکو ملاحظہ کرو ایسا موقع کوئی
نہین [illegible] دیکھا خواجہ عمرو کھائے ہوئے چلے آتے
ہین ہلال سحر افگن [illegible] کہا ہوا دیکھو ہمارے شہنشاہ آتے ہین ہلال سحر افگن نے
[illegible] خواجہ عمرو نے
تم ہلال کو دیکھا لپٹ [illegible] ہلال قدمون سے لپٹ گئی کہا ای خواجہ آپ نے کیونکر نجات پائی
خواجہ عمرو نے سب حال بیان کیا اور جسم کے داغ دکھائے کہ یہ ہوشمان اُنکے کاٹ ڈالین
ملکہ ہلال [illegible] خواجہ عمرو نے [illegible] ہلال یہ جہاد راہ خدا ہی ہر وقت غم والم کا [illegible]
ہلال نے [illegible] خواجہ کو [illegible] بٹھایا [illegible] گلشن [illegible] ہین کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا خواجہ
یہ سنکر بہت خوش ہوئے [illegible] ملکہ بران شمشیر زن اپنے باغ نگارین مین بیٹھی ہین کہ ایرج
نوجوان کی تصویر [illegible] ہر وقت [illegible] تصویر کو دیکھکر آنکھون مین آنسو
بھر [illegible] انکو فتنہ سحر ساز وزیر زادی [illegible] جو ملکہ بران کو پریشان دیکھا غرض کی واری

خبر تو ہی اسوقت رنگ رو متغیر ہو گیا صورت زیبا کی عجب کیفیت دیکھتی ہون ملکہ بران شمشیر زن نے آہ کی کہا شگوفہ کیا پوچھتی ہو فلک کجرفتار در پئے آزار ہی بلاے ناگہانی سر پہ سوار ہی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے ہاے کیا کہین کیونکر ضبط کرین نظم

دل کو پسند پریا من جنان نہین — جسکی ہوا ہو سرمین یہ وہ بوستان نہین
وہ دل نہین ہی جسمین خیال بتان نہین — ہی جس جگہ نہ کوئی مکین وہ مکان نہین
آئے ہین ایک روے نکو کی تلاش مین — کچھ بے سبب ورود ہمارا یہان نہین
شام و سحر فراق مین ہی زلف و رخ کی یاد — کسوقت ذکر خیر یہ ورد زبان نہین
کاکل کا قصہ ہجر کی شب سنکے آئی نیند — کیا کہیے قصہ گو کو کہ جادو بیان نہین
تازہ رہینگے داغ جگر اپنے عمر بھر — یہ وہ سدا بہار ہی جسکو خزان نہین
دل ہم نے کرچکے اُسی سفاک پر فدا — عالم کو جسکے تیر نگہ سے امان نہین
صدمے اٹھائین صبر کرین راہ عشق مین — لازم یہ آہ و نالہ و شور و فغان نہین
وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہی — ہی سودا ایسے سودے مین ہرگز زیان نہین
اُس گلبدن کے ہجر مین داغ ملال ہین — پھولون کی میرے سینے پہ یہ بدھیان نہین
دل مین کر دکھاتے ہم الفت کی انتہا — خوبون مین کیا کرین کہ کوئی قدردان نہین
جو نامور تھے صفحۂ ہستی مین ای نظام — افسوس اُنکا نام کو باقی نشان نہین

ملکہ شگوفہ نے عرض کی واری حقیقت مین آپ کا غم و الم ایسا ہی ہی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اب زندگی مین ملاقات ہونا بہت دشوار ہی اسی غم مین تڑپ تڑپ کر مرینگے ای شگوفہ اگر تمہاری خوشی ہو تو ہم کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہو آئین شاید شاہزادے سے ملاقات ہو جائے یقین تو ہی وہ بھی ہمکو یاد کرتے ہون شگوفہ نے کہا واری جب مین نے ذکر سنا تو یہی سنا کہ انکو بھی آٹھ پہر آپ ہی کی یاد رہتی ہی لیکن ایسا نہو آپ کے والد کو یہ خبر معلوم ہو جائے تو غضب ہو گا ملکہ بران نے فرمایا سر بازی ہی عشق و الفت کی حیلہ سازی ہی مجھے بھی ہر وقت یہی خوف رہتا ہی کہ والد نامدار ہمہ دان و ہمہ گیر ہین صاحب جاہ و توقیر ہین جسوقت خیال کرین اور معاملہ اصلی کو سمجھ لین تو اُنکے دل پر جو گذرے وہ گذرے مگر سواے میرے قتل کے اُنکو کیا چارہ ہی میرے قلب محزون کو تو یہ بھی گوارا ہی

لیکن اُنکے واسطے کوکب کیا کریگا مجھکو خوف یہ ہے کہ اُنکے کل لشکر کی تباہی و بربادی نکرے کل لشکر ہے نہ جا پڑین خدا آبرو کا بچانے والا ہے اُنکی آبرو و جان سب پروردگار کے ہاتھ ہے ہزار طرح کے خوف درپیش ہین خدا اسکا انجام بخیر کرے شگوفہ سحر ساز کہتی ہے کہ حضور جانا بہتر نہین ایسا نہو راز کھل جائے تو بڑی خرابی ہو ملکہ بران نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچکر فرمایا اے شگوفہ اب ہمکو نہ سمجھاؤ دل آج نہین مانتا مثل طایر بسمل تڑپ رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے کیا کہون فقدان طاقت ربط و ضبط ہے اس عشق خانہ خراب مین سراسر خبط ہے

نظم

بیقراری مین مری یار وا اثر پیدا ہو
سر کو دیوار سے ٹکراؤن تو در پیدا ہو

خوش جمالون سے زمانہ نہین ہوتا خالی
مہر پنہان ہو نظر سے تو قمر پیدا ہو

ابر نیسان کے کرم سے دُر یکتا لاکھون
گوش تو کوئی سزاوار گہر پیدا ہو

شعر گوئی مین مری طبع کو وقت ہے پسند
خشک دو لب ہون تو اک معرعۂ تر پیدا ہو

بے نمودون کو بھی ہے شوق نموداری کا
ناف کی طرح وہ معدوم کمر پیدا ہو

مجھ مسافر کی تو صورت نہ کسی نے دیکھی
ہین تو پوشیدہ۔ ہاں گرد سفر پیدا ہو

ایک دم مین مین لٹادون ابھی نشے مین ہے
مجھکو دولت سے اگر نشۂ زر پیدا ہو

باغ عالم مین ہوا چلتی ہے وہ وحشت خیز
صورت بید ہو مجنون جو شجر پیدا ہو

عہد پیری مین طبیعت کو جوان ہم بھی کرین
خوبصورت جو وفادار بشر پیدا ہو

حلقۂ زلف سے وہ چہرۂ روشن نظر آئے
ظلمت شام مین بھی نور سحر پیدا ہو

میرے اشعار گل اندام ہین حسن اے آتش
فکر رنگین مین مری رنگ اثر پیدا ہو

شگوفہ سحر ساز نے دیکھا کہ آج بہلانے سے کچھ نہوگا ملکہ ضرور جائینگی بیرا اٹھانا نہ مانینگی آخر عرض کی حضور کو اختیار ہے بسم اللہ جائیے ملکہ بران شمشیر زن شگوفہ کو سمجھا کر طاوس زرین بال پر سوار ہوئین سب کی نظرون سے مخفی ہوکر چلین سناٹا بھرے ہوئے جاتی ہین دل مین محبت ایرج کا جوش ہے راہ مین خیال آیا کہ اگر خواجہ عمرو سے تذکرے بھی ذکر کر دیتے کہ ہم کو وہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاتے ہین ذرا خیال رکھیے گا شاید کوئی بدی ہوگی تو وہی خبر لینگے سوا اُنکے اور کوئی پوچھنے والا نہین اُنکی ذات سے طلسم ہوش ربا مین رونق ہے طرف سے ایک صحرا کے جو گذر ہوا کان مین خواجہ عمرو کے گانے کی

آواز آئی حیران حیران چار جانب دیکھنے لگین اور طاؤس کو ٹھہرایا سر جُھکا کر دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہی بیچ مین اُس صحرا کے ایک بارگاہ استادگر دو ہزار کنیزین کھڑی ہوئی ہین بیچ مین دو شاہزادیان اور خواجہ عمرو بیٹھے ہوئے گا رہے ہین ملکہ بران خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہو گئین طاؤس اُتار آکے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے کہا ای فرزند آؤ اسوقت کہان سے آتی ہو کہان جانے کا قصد ہی ملکہ نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ اسوقت ملکہ بران مبہوت ہو رہی ہی گلے سے لگا لیا پاس اپنے بٹھایا اب ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملکہ ہلال سحر افگن و گلشن جادو بنت ہلال کی مع مصاحبین ایک جانب ملکہ بران ایک طرف خواجہ کے گانے کی آواز سنکر سب کنیزین قریب آگئین خواجہ عمرو ان سب کے بیچ مین بیٹھے ہوے یہ اشعار گا رہے ہین

اشعار

فقیری سلطنت ہی خاکسار کوے جانان کو
مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو

مذاق اُسکو ہی جو چوسے لب شیرین جانان کو
دماغ اُسکا ہی جو سونگھے کسی سیب زنخدان کو

تمہارا بروے قاتل پھر گیا ہی اپنی آنکھو مین
لیا ہی بوسہ دیکھا ہی جو ہمنے تیغ عریان کو

تمہارے چہرۂ پر نور کے بیداغ ہونے نے
نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو

غم الفت کو کتنا ہی نگلیے دل نہین بھرتا
یہ وہ نعمت ہی بھوکا رکھتی ہی جو اپنے مہمان کو

اُنھین سے جوہری فریاد کرنے اُلٹی آتے مین
پلٹے جاتے ہین موتی پیستے مین جب وہ دندان کو

محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا
تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستان کو

کیے ہین کافر و دیندار ان زلفون نے سودائی
ہوئی ہی جان کا جنجال ہندو و مسلمان کو

خیال آتا ہی صحرا کا جو شب کو جوش وحشت مین
بناتا ہون فتیلہ پھاڑ کر مین جیب و دامان کو

ترا مجروح مثل ارغوان ہوتا جو گلشن مین
گل خندان کو شرماتا دکھا کر زخم خندان کو

زہے اقبال سیم و زر زہے عز و شرف آتش
تمام آرائشو نمین سے جنا اُس رخ نے افشان کو

تمام کنیزین تعریفین کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی خواجہ عمرو گانے مین عدیل و بے نظیر ہین گانا اُنکا دل کو کھینچتا ہی طائر آشیانون سے اُتر آتے ہین آہوان صحرا جنگل سے دوڑے ہوے آئے ہین گرد خیمے کے سر ٹکرا رہے ہین قضائے کار مبہوت زنگی زمین پا جو تلاش مین خواجہ عمرو کی چلا تھا سواردی لکر کے آیا ہی صرصر شمشیر زن ساتھ ہی دور سے صرصر کے کان مین خواجہ کے گانے کی آواز پہونچی

صرصر نے گھبرا کر کہا عمرو کمین گار رہا ہے اے مہبوت تم بڑے صاحب نصیب ہو اب بلوہ کرکے عمرو کو گرفتار کر لینا یہ کہتی ہوئی صرصر آگے بڑھی دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہے اسمین عمرو بیٹھا ہوا گا رہا ہے مہبوت سے کہا دیکھو وہ سامنے عمرو بیٹھا ہے یہ کہکر آپ بہکر کنارے ہوئی مہبوت نے جو عمرو کو دیکھا وہین سے دوڑا اور ساتھ والون کو آواز دی ہان بھائیو لینا وہ ساربان زادہ بیٹھا ہے مہبوت نے جواپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا چہار جانب سے گنوار لینا لینا کرکے دوڑے پاسیون نے تیر کھینچے سنبھالے مہبوت زنگی زمیندار نے پکار کے آواز دی او ساربان زادے تو نے خداوند کو کیا کیا اشوالہ خالی پڑا ہے ملزم جو ہوا خواجہ عمرو نے طرف بران کے دیکھا کہا تم نے دیکھا یہ لوگ میرے گرفتار کرنے کو آتے ہین ہلال سحر افگن نے کہا انکی کیا مجال جو آپ کو ہاتھ لگا سکین گلشن بھی اپنے مقام سے اُٹھی جب گنوارون نے تیر مارے ملکہ بران نے اشارہ کیا یا ہاتھ ہلا دیا تیر اُلٹے پلٹے اُنھین پاسیون کے سینے پر پڑے توڑ کر سینون کو پار گذر سے کنیزون کو جو ملکہ گلشن نے اشارہ کیا کنیزون نے سحر کرنا شروع کیا کنیزان گلشن نے باغ لگا دیا بلبلین چہکنے لگین پھولون نے آنکھین کھولین طفلان غنچہ مسکرا گئے ہر طرف موسم بہار طائرون کی پکار زیر گل پھولون سے انبار طائرون کی زمزمہ سرائی چمنستان کی رعنائی و زیبائی سحر گلشن نے اسپر ترقی کی کچھ پھول اُٹھا کر پھینکے ملکہ بران نے بھی سحر کیا ہلال نے اپنا سایہ مہبوت زنگی پر ڈالا ہر طرف سے میان مہبوت پر سحر کی بوچھار ہوئی مہبوت زمیندار اُڑتے لڑتے مبہوت ہوا سحر کرنے مین سکوت ہوا ایکایک جھوم کے پکار اُٹھا اے شہنشاہ خوبی و دل ربائی سرو خرامان باغ محبوبی اے نازنینان مہ جبین و اے مہ جبینان مہر تمکین مین سب کا دل و جان سے مشتاق ہون ذرا میرے سامنے آؤ صورت زیبا دکھاؤ تم سب کی یاد مین میرا لبون پر دم ہر دلبر بجوم رنج و الم ہے آب سے کیا دل کی کیفیت کہون **نظم**

چھٹکے اس ڈر سے جو بھوکے ہوئے ہین گھر اپنا ۔۔۔ چپکے بیٹھے ہین لپیٹے ہوئے بستر اپنا
دونون ہاتھو نسے بلائین تو نہین کیون اے شوق ۔۔۔ تھک کے سوئے ہین مرے ہاتھ پہ وہ سر اپنا
پاس رکھو لیجے گر بد نظر ہو مرا قتل ۔۔۔ دیکھ لیجے نگہ غیظ سے خنجر اپنا
خواب کی بات تھی یا تھی شب وصلت یارب ۔۔۔ صبح کو ہم ہین وہی اور وہی بستر اپنا
ساتھ ہر سانس کے آتی ہے صدا ہجر کی ۔۔۔ آج دم توڑ رہا ہے دل مضطر اپنا

کسکی گردن نے ہین کنگنے ہین یہ ٹوٹے ہوے ہار — تجوری جنکو بنائے ہوے زیور اپنا
کیون ہین دیکھے سب روتے ہین ای نجیری — آج کس در سے اُٹھایا گیا بستر اپنا
اسقدر گردش قسمت نے پھرایا ہی ہمین — کہ نظر آتا ہی پھرتے ہوے سب گھر اپنا
شرم بھی قہر کی ہی حسن یہ مغرور بھی دین — آنکھ بھی ہی اُٹھاتے ہین مگر سر اپنا
آئنے ہین مری آہون کا اثر دیکھتے ہین — نظر آتا ہی جو چہرہ متغیر اپنا

اسطرح غلغلہ پایا کہ اپنے ساتھ والون کو قتل کرنے لگا ملکہ بران نے پکارکر کہا ادمہبوت یہ کیا بے ادبی ہوجاکے افراسیاب خانہ خراب کا سر لا مہبوت زمیندار جھوما ساتھ والون سے کہا سنتے ہو معشوق پریچہرہ نے کیا حکم دیا مین ابھی سر افراسیاب لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا قضاے کار یہان وہی سب شاہزادیان بھی ہین مہبوت کے رنے کا کچھ خیال بھی نہین ہوا ایک ایک سحر کردیا وہ پلٹ گیا یہان وہی جلسہ پھر آراستہ ہوا گانا خواجہ عمرو کا ہونے لگا خواجہ جی توڑ توڑ کے گا رہے ہین یہ بھی خیال ہی کہ ملکہ بران شمشیرزن طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین انکو نہ جانے دون گانے مین بہلاؤن اسوجہ سے خواجہ بھی دل توڑ توڑ کے گا رہے ہین مہبوت زنگی زمیندار جو چیلا تھا تین ہزار گنوار اسکے ساتھ ہین برہے گاتے ہوے چلے جاتے ہین مگر ملکہ شعلہ جوالہ کہ ساحران پردۂ ظلمات سے ہی برائے مقابلہ مسلمانان جاتی ہی اس صحراے تین کوس پر اُتری ہوئی ہی افراسیاب جادو براے ملاقات ملکہ شعلہ جوالہ آیا ہی بیٹھا ہوا سمجھا رہا ہی کہ ای ملکہ عالم یہ دۂ ظلمات مین تمھارا شہرہ ہی عیارون سے اپنے کو بچانا عیاران اسلام بلاے روزگار ہین ملکہ شعلہ جوالہ بھڑک کر جواب دیتی ہی کمبخت عیار میرے پاس آکے کیا کرینگے اگر دکھائی دین تو مین آتش قہر و غضب مین پھونکدون افراسیاب نے کہا بھائی کے سامنے بھائی بنکر آتے ہین باپ کے سامنے بیٹے کی صورت بنکر دھوکا دیتے ہین انکو کون پہچان سکتا ہی افراسیاب جادو و ملکہ شعلہ جوالہ سے یہ باتین ہورہی ہین کہ کان مین آواز آئی کہ کوئی یہ غزل گا رہا ہی نظم

کمی کرتا ہی ای شوق شرارت جذب کچھ دل کا — یہ کھینچ رہنا ستم کو کھینچے ہمیں تیغ قاتل کا
نکلنا ہوگیا دشوار تن سے جان بسمل کا — الگ کیون ہی ذرا کہ یہ بھی کوئی ارمان ہی دل کا
مرے پاس آئے ہین کو سونے لیکن وہ ہین دیکھے — ابھی تک سمجھ مین اُنکی فاصلہ ہی ایک منزل کا

کسی کو کھینچ لائیگا اگر یون نہین سا دل مین — ذرا وہ جذب ناقص کا تقاضا شوق کامل کا
کوئی شوخی کوئی رنگین ادائی چلتے چلتے بھی — جاتے جاتے حیا و رنگ اُکھڑا ہوا عاشق کی محفل کا
وصال یار کی حسرت کو دم سینے سے نکلا — اسی کا کام تھا آسان کرنا ایسی مشکل کا
گلا کاٹیگی اک دن آرزوے ذبح خود اپنا — رگ گردن مین پوشیدہ ہی خنجر میرے قاتل کا
وہ حیران ہون ادھر ہی دیکھتے ہین جتنے بیٹھے ہین — بنایا ہی ہمین آئینہ اُسنے اپنی محفل کا
ادھر آ اس دل گمراہ سے کہتی ہی آنکھ اُسکی — دیا کرتا ہی میل سُرمہ دھوکا میل منزل کا
کسیکا مجھکو سودا تھا ضرور ای درد الفت تھا — جگر کا جان کا سینے کا پہلو کا مرے دل کا
جلال آتا ہی کیا کوئی اُدھر سے میرے لینے کو — غبار اُٹھ اُٹھ کے کسکو دیکھتا ہی آج منزل کا

افراسیاب جادو نے کہا ارے یہ کون غزل گا رہا ہی اتنا منھ سے نکلنا تھا کہ لینا لینا کا غل ہوا افراسیاب نے دیکھا کہ ایک زمیندار کالی ٹٹوی پر سوار چار ہزار گنوار ڈھال پھیکلے باندھے ہوے انگوچھے سرون پر لپیٹے ہوے لشکر میں آ گرے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اور افراسیاب کا نام لے لیکر گالیان دیتے ہین کہ او نمکحرام بد انجام کہان ہی ہم اُسکا سر کاٹینگے افراسیاب حیران ہو گیا کہا ای ملکہ شعلۂ جوالہ کہین بہار ہے اور اس سے سامنا پڑ گیا بہار کی اب قضا آئی ہی یہ بہت بلبلائی ہی شعلۂ جوالہ نے کہا ای شہنشاہ یہ نشان سحر بہار نہین معلوم ہوتا یہ تو اُسکا مبہوت ہو رہا ہی اپنی جان دینے پر آمادہ ہی افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا حقیقت مین یہ نشان سحر بہار نہین ہی لیکن اسقدر ولولہ ہی کہ اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی افراسیاب کہان گیا اُسکو پکڑ لاؤ مین سر کاٹ کے لیجاؤن معشوق کے آگے سرخ رو ہون ساتھ والے کہتے ہین دیکھیے وہ سامنے افراسیاب بیٹھا ہی چلیے سر کاٹ لین حکم معشوق مین تامل نہ کرین ہم سبھون سے ملکۂ عالم نے فرمایا تھا کہ ہمارے عاشق کا ساتھ دینا مبہوت کالی ٹٹوی سے کود پڑا کنیزان شعلۂ جوالہ لڑ رہی ہین چاہتی ہین کہ گنوارون کو نہ آنے دین گنوار نہین مانتے سرکشی کر رہے ہین چند کنیزین جو شعلۂ جوالہ کی قتل ہوئین افراسیاب جادو کو غصہ آگیا اپنے مقام سے اُٹھا للکارا او نامردین آپہونچا اب کسکی مجال ہی کہ زبان کھول سکے افراسیاب جادو نے بائین دیکھتا ہوا چلا جو گنوار ملگیا کسی کو طمانچہ مار دیا کہ اسکا منہ پھر گیا

کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ہزار ساحر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین ہاتھ
جو ٹکڑے ٹکڑے ہین معلوم ہوتا ہی کہ دریاے خون مین مچھلیان پھڑک رہی ہین ہر طرف ہنگامہ برپا ہی
افراسیاب صفون کو درہم و برہم کرکے برابر مبہوت زمیندار کے پہونچا مبہوت نے للکارا او نمکحرام تیری
نمکحرامی کا یہ اثر ہوا کہ خداوند شواے کو چھوڑکر غائب ہو گئے ہماری سرحد مین خاک اُڑ رہی ہی ملک
ہلال و گلشن و بران کا حکم ہی کہ نمکحرام کا سر لاؤ ہم بغیر سر لیے تیرا نہ جائینگے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا
افراسیاب ایسون کو کب مانتا ہی اُف جو کی تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی افراسیاب نے کلائی
پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر مبہوت کا اُڑ گیا مبہوت کو مارکر ہاتھ جو ہلایا ایک برق چمکی سب
گنواروں کے سر اُڑ گئے سب گنوارون کو مارکر پلٹا ہی لیکن بڑی شرمندگی ہی کہ ایک گنوار نے بھی نمکحرام
کہا شعلۂ جوالہ نے سُنا یہ ذکر پیدا ظلمات تک پہونچیگا کہ صرصر آکے پہونچی صرصر نے کہا اے شہنشاہ
عمرو وہان سے چھوٹ گیا وہان کے خداوند کو بھی لیگیا یا مار ڈالا وہان سناٹا پڑا ہی یہ سب اُسکے
پرستار تلاش مین عمرو کی نکلے تھے عمرو صحراے نیلوفر مین مع ہلال و گلشن و بران بیٹھا ہوا گا رہا تھا
بلکہ اب بھی وہین بیٹھا ہی اُن سب کے سحر سے یہ دیوانہ ہوا یہ سنتے ہی افراسیاب اپنے مقام سے اُٹھا
کہا دیکھو ابھی جاکے سب کو سزا دیتا ہون بی بران کو بھی یہ حوصلہ ہو گیا ہمارے مرنے لیے مبہوت کو
بھیجا یہ کہکر افراسیاب چلا شعلۂ جوالہ نے عرض کی اے شہنشاہ مین بھی ساتھ چلونگی افراسیاب نے
کچھ جواب نہ دیا شعلۂ جوالہ نے آواز دی سب لشکر تیار ہو اُسی وقت سب لشکر تیار ہوا نقارے پر چوب
پڑی بارہ ہزار نازنینان مہ جبین ساتھ چلین افراسیاب بقہر و غضب تمام گھوڑے کو اُڑائے ہوے
جاتا ہی اگر کوئی نخل راہ مین ملگیا اشارہ کر دیا نخل گرا افراسیاب نکلگیا اس زور و شور مین گھوڑے کو
بڑھائے ہوے جاتا ہی اگر کوئی پہاڑ ملگیا اُسپر کوڑا مار دیا بیچ سے دو ٹکڑے ہوا اُسمین گھوڑے کو ڈالکر
نکلگیا یہان سب گانا خواجہ عمرو کا سُن رہے ہین ملکہ بران شگفتہ بیٹھی ہین کہ یکایک لشکر پر پتھر
برسنے لگے بارگاہون مین آگ لگی دریاے قہار نے جوش مارا خواجہ عمرو نے کہا لو یارو غضب ہوا
افراسیاب آگیا یہ کہکر خواجہ اُٹھے اُٹھتے اُٹھتے گلیم اُوڑھلی بی بران و ہلال و گلشن یہ تینون
شاہزادیان اُٹھین دیکھا افراسیاب صفون کو پامال کر رہا ہی اور اسکا لشکر بھی ہمارے لوگون کو قتل
کر رہا ہی ان تینون نے بھی بڑھکر سحر کیے جنگل مین آگ لگ گئی لشکر شعلۂ جوالہ کو جلانا شروع کیا

شعلۂ جوالہ نے بڑھکر آگ بجھائی بہاران شمشیر زن نے سحر افراسیاب کو روکا پتھرون کو ہٹا کے
لشکر شعلۂ جوالہ پر گرایا ہزارون کے سر پھٹے سیکڑون کے ہاتھ پاؤن ٹوٹے کہ لڑنے سے بیکار ہوے
افراسیاب نے دیکھا ہزارہا ہمراہیان شعلۂ جوالہ تباہ ہوے افراسیاب پر جو بلئین گرین اسنے
اشارون مین رفع کردین افراسیاب ان تینون شاہزادیون کی جانب جھپٹا ہو کنیزین سینہ سپر کرتی
ہین افراسیاب کو روکتی ہین کئی کوس تک جنگل مین شعلے بھڑک رہے ہین ملکہ ہاے ابر آتش فشان
آسمان پر لہرا رہے ہین طائران زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی و زیبائی گلشن نے کئی
سحر ایسے کیے کہ افراسیاب کو صدمہ پہونچا تمام جادوگر آتش کے دانے پھینک رہے ہین کلوا
بھیرون تارسنگھ کو یاد کرتے ہین افراسیاب جادو ڈھونڈھتا سحر کرتا قریب اُن تینون شاہزادیون
کے پہونچا یہ تینون شاہزادیان بخوف آبرو سامنے سے بھاگین لشکر سے نکل گئین افراسیاب جادو
نے پیچھا نہ چھوڑا تعاقب کیے ہوے چلا آتا ہے ملکہ بہاران نے جو دیکھا کہ افراسیاب پیچھا نہین چھوڑتا
کانون سے بجلیان دو بالیان نکال کے افراسیاب پر پھینک مارین افراسیاب پر برق تین گرین
تلوارین خنجر برسے یہ سوچ کر سب چیزین پھینک مارین کہ مین نکل جاؤن افراسیاب نے سب کو دفع
کیا لیکن ایک خنجر شانے پر گرا افراسیاب کے شانے پر زخم آیا افراسیاب جادو نے غصے مین خون
اپنا چلو مین لیا یا سامری و جمشید کہکے بہاران و گلشن و ہلال پر پھینک مارا آسمان پر گڑگڑاہٹ
ہوئی ایک گنبد سیاہ رنگ آسمان سے گرا اُسکے اندر بہاران و گلشن و ہلال بند ہو گئین کنیزون
نے لاکھ لاکھ سحر کیا لیکن اُس گنبد کو خبر بھی نہ ہوئی افراسیاب نے بڑھکر دستک دی اور آواز دی
اے گنبد قہر سامری ان بے ادبون کو لینا سب کنیزین بھی غائب ہو گئین اُس صحرا مین سناٹا ہو گیا
خواجہ عمر و گلیم اوڑھے یہ سب معاملہ دیکھ رہے تھے حیران ہو گئے افراسیاب نے کھڑے ہو کے
کئی دستکین دین تین شیر جنگل سے آئے افراسیاب جادو نے کہا اے شیر آتشبار تمکو اس گنبد کا
نگہبان کیا اور یہ بھی پکار کر آواز دی ساربان زادہ ضرور دیکھ رہا ہوگا اُسکو آگاہ کرتا ہون کہ جاکر اپنے
سردارون اور انکے والد نامدار سے اطلاع کرے کہ آکے یہان سحر کرین اپنی بیٹی کو چھڑا لیجائین
تو دیکھون اب تا قید حیات انکی رہائی ممکن نہین یہ کہکر افراسیاب نے ملکہ شعلۂ جوالہ کو حکم دیا
کہ تم بھی اپنا لشکر لیکر اسی مقام پر اُترو اور شعلۂ جوالہ یہ سحر بھی دیکھ رکھو بعد سامری کے کسی نے

ایسا سحر نہ کیا ہوگا شعلہ جوالہ بھی اُسی مقام پر اُتر پڑی خواجہ عمرو یہ معاملہ دیکھکر بھاگے ملکہ بران
کے واسطے دل بیقرار ہی کہ ہائے کیا غضب ہوگیا ملکہ بران یون قید ہوگئین پلٹ کر خواجہ لشکر مین آئے
سب حال رو رو کر بیان کیا ملکہ مہار فوراً اپنے مقام سے اُٹھین کہا ہم جاکر ملکہ بران کو چھڑا لائینگے
ملکہ بہار کے ساتھ رعد و برق و برق لامع اور کئی سردارون نے ساتھ دیا ملکہ لیلاے محمل نشین
بھی ساتھ ہوئین میان شعلہ جوالہ بھی فروکش ہی کہ دیکھا ملکہ مہار وغیرہ آکے پہونچین مہار نے دیکھا
شعلہ جوالہ اُتری ہوئی ہی تین شیر صحرائی دہن کھولے ہوے غرش کر رہے ہین اُنکے تیور سے
یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر جو کوئی قریب گنبد آئے اُسکو چیر پھاڑ کر پھینک دین ملکہ مہار نے جوان شیرون کو
دیکھا مسکرا کر فرمایا افراسیاب دیوانہ ہی یہ شیر کیا کر سکتے ہین کل حال کھل گیا شعلہ جوالہ ایک طرف اُتری
ہوئی ہی ملکہ مہار نے پکار کر کہا اے شعلہ جوالہ تم گنبد مین جانے کو ہمکو روکوگی عین وقت پر دشمن کو ٹوکوگی
شعلہ جوالہ نے تھرا کے جواب دیا مین صرف معاملہ دیکھنے پر مامور ہون بہار خاموش ہوگئین شام کو
طبل جنگی بجوایا ہو خانہ بھی آراستہ ہوا رات بھر سحر تیار کیے لیلاے محمل نشین نے بھی اپنے خیمے مین
بیٹھکر دو چار سحر ایسے تیار کیے جنپر ناز ہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی بوقت سحر بعد کروفر
ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار گرد سرداران نامی و نازنینان گرامی میدان کارزار مین آکر
پہونچین شعلہ جوالہ ایک جانب اکڑی ہوئی جسکے طریقے سے ثابت ہوتا ہی کہ صرف تماشا دیکھنے آئی
ہی جب صفین جم چکین ملکہ بہار نے قصد کیا کہ مین میدان مین نکلون لیلاے محمل نشین نے
اپنا اژدہا بڑھایا بہار کو آکے سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ میرے سامنے حضور نہ جائین مین جاکر
گنبد کو توڑتی ہون تینون شاہزادیون کو اگر نہ رہا کیا تو نام اپنا لیلاے محمل نشین نہ رکھا
ہرچند ملکہ بہار گلعذار نے کہا کہ آپ لوگ تماشا دیکھین کہ کیا معرکہ گذرتا ہی لیلا نے کہا ہمارے
حوصلے سے باہر ہی شہنشاہ نے نمونہ برج غضب کا بنایا ہی گنبد قہر سامری اسکا نام رکھا ہی یہ کہکر
لیلاے محمل نشین اژدہے کو بڑھاتی ہوئی سامنے گنبد کے پہونچین شیرون کو دیکھا جم کھڑے ہین
ایک شیر ملا ہوا دیوار گنبد سے کھڑا ہی ساحرون کا یہ حال ہی کہ بنگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ لیلا
نے ایک دستک دی صحرا سے ایک آہوے دشتی پیدا ہوا وہ شیر جو سب کے آگے کھڑا تھا وہ آہو
جست کرکے سامنے اُسی شیر کے آیا شیر پر حملہ کیا شیر نے ایک طمانچہ مار دیا کہ آہوے صحرائی کا سر اُڑ گیا

سر آہو کا اُڑتے ہی ایک اندھیرا سا اُس جنگل مین معلوم ہوا چار غزال صحرائی اُس شیر پر آکر حملہ کرنے لگے
شیر اُنکے حملون کو روک رہا ہے ایک آہو نے سینگ جھکا کر شیر کے پیٹ مین مار دیا کہ شیر کا شکم چاک ہوا
شیر لڑکھڑا کے زمین پر گرا دوسرا شیر جو بیچ مین کھڑا تھا وہ جا پڑا چارون آہوون نے ملکر اُس شیر کو بھی
مارا تیسرا شیر جو دیوار گنبد سے لپٹا ہوا کھڑا تھا بڑے جوش و خروش سے غراتا ہوا چارون آہوون پر آپڑا
آہوان و شیر صحرا مین حملے ہونے لگے اسقدر حملے ہوے کہ آخر اُس شیر کو بھی چارون آہوون نے ملکر مارا اب
چارون آہو جست کرتے ہوے طرف گنبد کے چلے قریب گنبد کے پہونچکر دیوار گنبد پر سینگ مارنے لگے
شگافون سے برق پیدا ہوئی جس آہو پر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے لیلاے محمل نشین نے جب
دیکھا کہ چارون آہو مارے گئے اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھایا تھوڑی دور جاکر اژدہے سے کود مین
تازیانہ مار نشین کا اژدر پر مارا اژدہا تڑپ کر قریب دیوار گنبد کے آیا ایک ٹکر ماری کہ گنبد ہلگیا
ایک کنگرہ گنبد کا گرا کہ اژدہا دب کر مرا مرنے سے اژدہے کے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا
کہ کنگرہ اپنے مقام پر قائم ہے اب تو ملکہ لیلاے محمل نشین نے بڑھکر سحر لیے گاتی باندھی پائچون مین
گرہ دی جھپک کر بلند ہوئین اس زور و شور سے گنبد پر گرین سب کو یقین ہوا کہ گنبد کو اُڑا دیا لیکن
گنبد پر ملکہ لیلاے محمل نشین لڑکھڑا کے گرین بیہوش پڑی ایڑیان رگڑ رہی ہین کہ گنبد مین
خود بخود دروازہ پیدا ہوا ایک شیر نکلا ملکہ لیلاے محمل نشین کو اُٹھا کر اندر گنبد کے لیگیا ملکہ
برق لامع نے جو یہ معرکہ لیلا کا دیکھا در کا خود بخود ظاہر ہونا اور ایک شیر کا نکلنا اور ملکہ لیلا کو لیجانا
بہت ناگوار ہوا ملکہ بہار سے بھی نہ رہا گیا اس زور و شور سے گنبد پر جا کر گری کہ گنبد ہلگیا تین مرتبہ
برق لامع تڑپ تڑپ کر گری چوتھی مرتبہ اس زور و شور سے ٹکر ماری کہ خود لڑکھڑا کر گری بیہوش
ہو گئی رعد و برق نے چاہا کہ جاکر اُٹھا لین گنبد مین خود بخود دروازہ پیدا ہوا ایک عقاب اندر سے گنبد
کے آیا برق لامع کو اندر گنبد کے لیگیا یہ حال مصیبت مآل دیکھکر رعد و برق جا پڑے ماں بیٹے
بڑے بڑے زور مارے رعد نے کئی چیخین ایسی لگائین کہ گنبد ہل ہل کر رہگیا آخر یہ دونون ماں بیٹے
بھی بیہوش ہو کے گرے اندر سے گنبد کے ایک عقاب نکل آیا دونون کو اُٹھا کے لیگیا دروازہ نابود
ہو گیا چالیس سرداران نامی و ساحران گرامی ملکہ بہار کے اسی طرح فوجاً فوجاً گئے جاکے گنبد مین غائب
ہو گئے ملکہ بہار گلعذار کو کسی نے جانے نہ دیا ناچار ہو کر بیٹھین اپنی بارگاہ مین آئین دنگل نشینان

بارگاہ کو نہ پایا کلیجہ بھر آیا بیقرار ہو کر رونے لگین کہا صاحبو ہمارے پہلو نشین کیا ہوئے افسوس ہمین کو آپ لوگون نے نہ جانے دیا اگر اب کل کوئی صاحب جلو روکینگے تو ہم بہت پچتائینگے ادھر ہم اپنے حال مین مبتلا ہین نہین معلوم ظل اللہ کس حال مین ہین جی یہ چاہتا ہے کہ اپنی جان دین اس کشاکش غم و الم سے چھوٹین اس مصیبت سے مہلت پائین نظم

اے قضا احسان تجھ پر کر چلے / ہم ترے آنے سے پہلے مر چلے
کوچۂ جانان مین جانا ہے ضرور / چاہے آرہ سر پہ یا خنجر چلے
بس یہ ہے کوئے بتان کی سرگذشت / سر پہ میرے سیکڑون پتھر چلے
کوئے جانان کا نہ پایا کچھ نشان / خضر کے ہمراہ ہم دن بھر چلے
سیر نیرنگ جہان کیا خاک کی / تشنہ قسمت مین آ کے ہم ششدر چلے
دیکھیے دکھلائیگا کیا روز جزا / یان بشر آئے وہان باشر چلے
ہے خزان کیونکر نہ گلشن کی بہار / جب یہان بعد صبا صرصر چلے
خون تری ترچھی نگاہون نے کیا / لاکھ خنجر ایک کشتہ پر چلے
فرش پر ہے یون خرامان رشک ماہ / عرش پر جیسے کوئی اختر چلے
دیکھکر بلقیس و زہرہ لوٹ جائے / ناز سے گر وہ پری پیکر چلے
کب ہوئی سودائے مژگان سے شفا / نشترون پر سیکڑون نشتر چلے
طے نہو ہرگز رہ ظلمات زلف / دل مرا گو بنکے اسکندر چلے
دیکھنا ہمراہ ہوئیگا نظام / سوئے رب جب شافع محشر چلے

بہار نے یہ اشعار پڑھکر کہا ہمارے دل کو آرام نہ آئیگا کل اس گنبد پر سرزنش ہے جان دینے کی کوشش ہے خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہوئے ہین مگر سرنگون کلیجہ خون کہ آسمان سے پھول برسنے لگے ہوا بھی ٹھنڈی چلی نخل جھومنے لگے شاخون نے ہاتھ پھیلائے بہار نے بے اختیار کہا معلوم کسی ذی کمال کی آمد ہے سب نے سر اٹھا کر دیکھا باغبان قدرت پشت مرکب پرند پر سوار عقب مین ساٹھ ہزار فوج گویا دریا کی موج آپ آگے بڑھا ہوا چلا آتا ہے چند ملازمان بہار قریب باغبان کے پہونچے باغبان نے حال پوچھا وہ سب بیان کرتے ہین کہ چالیس

سردار گنبد مین جاکے غائب ہو گئے ملکہ شعلہ جوالہ مقابلے مین اُتری ہوئی ہو مگر اُسنے دخل نہین دیا
گنبد کے عجائب وغرائب بہت بڑھے ہوے ہین ایک دروازہ گنبد مین پیدا ہوتا ہو اُسمین سے کوئی
جانور پیدا ہوا اور سردار کو اُٹھا کے لیگیا وہ دروازہ پھر معدوم ہو جاتا ہو بڑی بڑی جادوگرنیان
مجبور و ناچار ہو کر بیکار رہ گئین ورنہ ایسے ایسے سحر کیے کہ گنبد ہل گیا باغبان نے کہا خیر دیکھا جائیگا
سب حال زبانی ملازمان بہار کے سُنکر باغبان پاس ملکہ بہار کے آیا سب حال رو رو کے
ملکہ بہار نے بھی بیان کیا باغبان نے کہا بہت خوب کل سمجھا جائیگا نقارۂ رزمی بج چکا ہو ہنگامہ
گیرودار بلند ہو تیاریان ہو رہی ہین ساحر سحر تیار کر رہے ہین غیر ساحر ہتھیار درست کر رہے ہین
چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکہ بہار لشکر کو ساتھ لیکر مع باغبان قدرت
میدان کارزار مین آئین شعلہ جوالہ بھی آراستہ ہو کر کھڑی ہوئی جب لشکر جم چکے نقیبون نے
نقابت کی کر کیت یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے اشعار

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار — تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرکار مین — عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
قصر کو جانے دو باشندہ و مکان کو دیکھو — تکیۂ گور گو زن آج ہو ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہو — کنج تاریک ہو اور عالم تنہائی ہو

یہ اشعار عبرت آمیز حسرت خیز جو نقیبون نے پڑھے سردارون کے دل کانپ گئے آنکھون مین
آنسو بھر آئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ دنیا ناپائدار ہو اسکا کیا اعتبار ہو نقیبون نے کیا اشعار
پڑھے زندگی کا خاتمہ ہوا مگر آنکھین نہین کھلتین آٹھ پہر خواہش عیش و عشرت مین دنیاے بیوفا
کی محبت مین مصروف رہتے ہین اپنے پیدا کرنے والے کو نہین یاد کرتے مگر باغبان قدرت
نے اپنا مرکب باد رفتار صف سے نکال سامنے بہار کامگار کے آکے کہا اے ملکۂ عالم اجازت
میدان ملکہ بہار نے فرمایا اے باغبان قدرت یہ تو کبھی نہوگا باغبان نے کہا اے ملکۂ عالم

اپنی زندگی مین ہین آپکو تو کبھی نہ جانے دونگا ملکہ مہار نے کہا اے باغبان گل مین نے بہت
رنج اُٹھائے ہین اب قلب مین صدمات اُٹھانے کی طاقت نہین ہے باغبان گھوڑے کو دپٹا
کہا ملکہ تمھاری وجہ سے باغ لشکر مین بہار ہے ہم تمکو کیونکر جانے دین ہمارے بعد آپ کو اختیار ہے باغبان
نے بمنت و خوشامد ملکہ مہار سے اجازت لی بڑے زور و شور سے طرف گنبد کے چلا جیسے ہی قریب
پہونچا گنبد پھولون کا مارا وہ گنبد گنبد پر جاکر پھٹا آواز ہیبت ناک آئی اور ایک برق چمک کر گری
کہ سر مرکب باغبان کا اُڑ گیا باغبان پیدل ہوا اب اسنے دونون پاؤن زمین مین مارے
غرق زمین ہو گیا مہار وغیرہ سب دیکھ رہے ہین خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ایک جانب کھڑے
ہوئے ہین کہ عرصہ ہوا باغبان کو غرق زمین ہوئے یکایک بعد عرصہ دراز قریب دیوار گنبد کے
شعلہ ہائے آتش زمین سے نکلنے لگے ملکہ مہار نے کہا باغبان پہونچ گیا حقیقت مین باغبان
نے برابر دیوار گنبد کے سر نکالا دیوار ہاتھ پر لیے ہوے چاہا کہ بلند کرون کوئی ہاتھ بھر دیوار کو بلند
کیا تھا کہ سب نے دیکھا کل سردار ملکہ بران ایک طرف ہلال ایک جانب گلشن و رعد و برق و
برق لامع وغیرہ سب مبہوت بیٹھے ہین ایک سے ایک بات نہین کرتا جیسے کوئی سوچ مین بیٹھا ہوتا
ہے اسطرح سب بیٹھے ہین بال بچھون کے پریشان حیران و مضطر بیقرار و ششدر سب دیکھکر حیران
ہو گئے مہار گلعذار نے کہا قیدی بڑی مصیبت مین ہین سحر سب کو فراموش ہین دریائے حیرت
کے جوش ہین ہر خرد و کلان بشکل تصویر خاموش سب کو بیہوشی کا ہوش لشکر مین بہار کے ایک
غل بلند ہوا کہ یارو عجب حال مین قیدیان بلا کو دیکھا باغبان چاہتا ہے کہ دیوار کو ہاتھ پر لیکر بلند
ہون کہ زمین سے ایک شیر نے سر نکالا باغبان پر دھڑ کا مارا دونون پنجے اُٹھا کر چاہتا ہے کہ
باغبان پر مارے کہ باغبان کے ہاتھ کانپے دیوار ہاتھ سے چھوٹی شیر باغبان کو اُٹھا کر
لیگیا گنبد پھر اُسی طرح زمین پر قائم ہو گیا ملکہ مہار کا قصد ہوا کہ جا پڑون کہ قریب گرد اُڑی دیکھا
کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر مرکب باد رفتار پر سوار تاج سر پر ڈھلکا ہوا بند قبا کھلے ہوئے چند
سواران زرین پوش پشت پر بلور چہار دست رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس جاہ و حشم
سے کوکب آکر پہونچا ملکہ مہار نے سب حال بیان کیا کوکب نے گھوڑا بڑھایا ہر چند مہار
نے کہا کنیز کا تماشا دیکھیے کوکب نے گھوڑا بڑھایا گولہ جیب سے نکالا کچھ اسم سحر پڑھکر گولہ گنبد پر مارا

وہ صدائے ہیبت ناک آئی کہ زمین تھرا گئی سحر جادو گر بیہوش ہو گئے خوف ہوا کہ کان کے
پردے منشق ہو جائیں اسقدر اندھیرا ہوا کہ پردۂ ظلمات معلوم ہوتا تھا آوازیں مہیب آئین کہی
سو نخل صحرا کے زمین پہ لہرا کے گرے طائروں کے کلیجے پھٹ گئے ہزار ہا زاغ و زغن کا ہجوم لینا لینا
کی دھوم اُسی اندھیرے میں ایک برق چمکی کہ سر اسپ کوکب اُڑ گیا کوکب زمین پر جو آیا اندھیرا
دفع نہیں ہوتا غصے میں کانپنے لگا چہرہ سرخ ہو گیا آستینیں چڑھائیں تاج سر پہ درست کیا اپنے کو
چالاک و چست کیا اب گنبد نہیں معلوم ہوتا اُس مقام پر اندھیرا ہی غبار زمین سے اُڑ رہا ہی تلوار
جو کوکب نے کھینچی برق چمکی مگر گنبد نہیں معلوم ہوتا سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے ہیں
جس مقام پر گنبد تھا ایک نخل سرو معلوم ہوتا ہی گنبد کا نام و نشان بھی نہیں کوکب نے اپنے
نام کا نعرہ کیا چاہا جا پڑوں کہ ایک برق دست راست سے چمکی ادھر ایک دست چپ سے دکھا
برہمن روئین تن و نور افشان جادو دونوں نے کوکب کے ہاتھ تھام لیے کہا اے
شہنشاہ یہ غصے کا مقام نہیں ہی آپ نے وہ سحر کیا کہ اگر سامری و جمشید ہوتے تو واد دیتے
ہر ایک کا یہی قول ہوتا کہ آپ نے سحر کرکے گنبد غائب کیا اگر دوسرا اس مقام پہ ہوتا جسطرح
گھوڑے کا سر اُڑ گیا تھا آپ کا بھی یہی حال ہوتا آپ ایسا جلیل کہ اُس برق سے بچا یہ طلسم
ہوش ربا ہی اگر آپ جانے کا قصد کرینگے اسوقت ساعت خراب ہی ایسا نہو واسطے دشمنوں کے
کوئی خرابی ہو جسکا سنبھالنا مشکل ہو گا گنبد غائب ہوا نخل ظاہر ہوا اب کل فساد اور قیدیان بلا
اسی نخل کے سائے میں ہین جب خدا فضل کرے اور یہ نخل قلم ہو تب رہائی بران وغیرہ کی
ہو گی کٹنا درخت کا ممکن نہیں ہم لوگ علم ستارہ شناسی سے بخوبی دیکھ آئے ہیں وقت پر پہونچے
اگر آپ جا پڑتے باعث رسوائی تھا افراسیاب نے سحر طلسمی کیا ہی اسکا دفعیہ جسطور سے ہو گا
وہ ظاہر کیا جائیگا اب پلٹ چلیے کوکب نے کہا بڑے شرم کی بات ہی کہ میں بدون رہائی بران
وغیرہ پلٹوں نور افشان نے کہا تمہارے ہاتھ سے رہائی بران وغیرہ کی ناممکن ہی
یہ کہکے آواز دی خواجہ عمرو بھی تشریف رکھتے ہیں جلد میان آئیں کوکب کو سمجھائیں خواجہ
گلیم اوڑھے کھڑے تھے اپنے کو ظاہر کیا پاس کوکب کے آئے کہا اے شہنشاہ یہ دونوں خیر خواہ
دولت ہیں انکے کلام سے انحراف کرنا مناسب نہیں پلٹ چلیے حقیقت میں آپ کے سحر نے

صورت بدلدی یا تو گنبد سیاہ تھا یا صرف نخل سرو معلوم ہوتا ہے نور افشان نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری از روے علم ستارہ شناسی جو کچھ ثابت ہوا ہے اُسکو زبان پر نہین لاسکتا یہ سحر کائنات ہوشربا ہے نورافشان و بہمن و خواجہ نے اسطرح کوکب کو سمجھایا کہ کوکب کو کچھ بن نہ پڑا غصے مین یہ تو جواب دیا کہ آپ لوگ ناحق گھبراتے ہین مین ابھی نخل کو قلم کرکے آتا ہون مگر جو آپ لوگ فرمائین بجا ہے اُستاد کے قول سے گردن تابی کرنا روا نہین ہے کوکب ان سب کے ساتھ پلٹا سب بارگاہ مین آکے بیٹھے مہیار نے جو تعریف کی کہ اے شہنشاہ طلسم نورافشان آپ کے سحر کے مزے ہمنے اُٹھائے حقیقت مین عجب سحر کیا تھا نیان تو صلاحین ہونے لگین نورافشان جو اصل بات ہے اُسکو زبان پر نہین لاتے دبدبہ کتے ہین خواجہ مین تمسے تنہائی مین کہونگا خواجہ فرماتے ہین آپ فرمائیے مقدمہ اصل ظاہر کیجیے صورت رہائی بران وغیرہ سے ماہر کیجیے مین تدبیر کرونگا نورافشان کہتے ہین آپ ہی کی ذات پر سب مقدمات موقوف مین مین کہونگا جلدی نہ کیجیے ایسا نہو کوئی خرابی ہو دل کو نیا دہشیاں ہے لیکن ملکہ شعلہ جوالہ یہ سب معاملہ دیکھکو پلٹی ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ ہوشربا وداہی ساحر یکتا یہان یہ معرکہ گذرا کہ چالیس سرداران نامی مسلمانون کے پکڑ لیکے گنبد سیاہ مین قید ہوئے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مین وقت پر آئے وہ سحر کیا کہ زمین تھرائی تھی الامان الامان کی آواز آتی تھی وحشہ دراز تک اندھیرا ہا ایک برق چمکی سر مرکب کوکب اُڑگیا اب جو روشنی ہوئی گنبد سیاہ تو غائب ہوا ایک نخل سرو ظاہر ہوا ہے کوکب کو نورافشان و بہمن پھیر کرلیگئے بارگاہ مہیار مین صلاحین ہورہی ہین ایک کنیز کو نامہ دیکر روانہ کیا کنیز نے لاکر وہ نامہ افراسیاب کے پاس پہونچایا افراسیاب مصروف عیش و نشاط ہے نازنینان مہ جبین جمع ہین ایک مہ جبین بہ صد ناز و نیاز و بہ سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ مومن دہلوی کی گارہی ہے غزل

آہ فلک فگن ترے غم سے کہان نہین
جو فتنہ خیز اب ہے زمین آسمان نہین

کہنا پڑا مجھے پئے الزام پند گو
وہ ماجرا جو لائق شرح و بیان نہین

ڈرتا ہون آسمان سے بجلی نہ گر پڑے
صیاد کی نگاہ سوے آشیان نہین

اظہار دوستی کی خوشی کیا شب وصال
دشمن سے سن چکا ہون کہ تو مہربان نہین

باتین تری وہ ہوش ربا ہین کہ کیا کہون
جو کوئی رازدان ہے مرا رازدان نہین

نومیدی جواب ہی کیون اتنے شوق پر — یہ کیا ہوا کہ مین لب قاصد روان نہین
پیش عدو سمجھ کے ذرا حال پوچھنا — قابو مین دل نہین مرے بس مین زبان نہین
لگ جائے شاید آنکھ کوئی دم شب فراق — تا صبح ہی کوئے آؤ گر افسانہ خوان نہین
ہر ذرہ میری خاک کا برباد ہو چکا — بس اے خرام ناز کہ تاب و توان نہین
نالے کے ساتھ دم کے نکل جائیگا ہی خوف — پر کیا علاج طاقت ضبط فغان نہین
مین جانتا ہون نعش پہ آنے کا مدعا — آسودگی پسند تری شوخیان نہین
اس بت کی ابتدا سے جوانی مراد ہی — مومن کچھ اور فتنۂ آخر زمان نہین

کنیز اپنے دل مین کہتی ہی شہنشاہ ہر وقت مصروف عیش و نشاط رہتے ہین عیش پسند ہین اسی وجہ سے مقابلۂ مسلمانان مین دردمند ہین یہ سوچ کے عرضی پیش کی افراسیاب نے نامے کو پڑھا ہنسکر کہا خیرخواہان دولت سے کہدینا تم نہ گھبراؤ اگر گل طلسم نورافشان ملکہ صلاح کرے تو مطلب اصلی نہ حاصل ہوگا کچھ مجھکو تردد نہین اگر کوکب سحر کریگا خود بھی جا کر بلا مین پھنسینگے نورافشان بیچارے کیا کر سکتے ہین بس بڑا کام یہ کیا کہ کوکب کو پھیر کر لیگئے پشت پر نامے کے اتنا لکھدیا کہ اے خیرخواہ تم تردد نہ کرو اسی طرح فروکش رہو جو معاملہ ہوا سے دیکھو ہمے اطلاع ضرور کرنا کنیز نے جا کر وہ جواب شعلہ جوالہ کو دیا وہ تو اس جواب سے بہت مطمئن ہوئی میان انجمن مشاورت منعقد ہی خواجہ دمبدم فرماتے ہین اے نورافشان والامقام آخر تمھاری کیا صلاح ہی کس امر مین فلاح ہی نورافشان نے کہا خواجہ کیا کہون طائران سحر نے مجھکو خبر پہونچائی تھی کہ افراسیاب نے ملکہ بران کو گنبد قہر سامری مین قید کر لیا مین اسی دن سے فکر مین تھا کہ کتبہاے کائنات الٹ ڈالین وہ سختیان تحریر پائین جنکو زبان پر نہین لا سکتا لیا اپنی زبان سے کہون اے کوکب ایک بات عرض کرتا ہون کہ آئندہ و گذشتہ غصے کو کام نہ فرمائیے گا قریب اس محل کے نہ جائیے گا ورنہ کسی بلا مین مبتلا ہوجیے گا عمرو نے کہا آخر رہائی بران بھی ممکن ہی یا نہین نورافشان نے کہا خواجہ کیا بیان کرون کتاب مین مرقوم ہی کہ اگر افراسیاب سحر گنبد قہر سامری کرے جو اسکے قریب جائیگا گرفتار ہوگا کوکب کے سحر سے گنبد غائب ہوجائیگا ایک نخل سرد ظاہر ہوگا اسکے قطع ہونے کی یہ صورت ہی کہ اول شعلہ خوار آتش خو شیطان بچہ تیغ ہو وہ تبر سے قطع نخل سرد کرے طرف مشرق کے ایک کوہ عظیم الشان ہی کہ اس کوہ کا کوہ تغراب

نقب ہی وہان کا حاکم غرائب جادو بڑا بے ادب ہی چالیس کوس کے گرد میں اُسکی عملداری ہی
اول وہ قتل ہو بعد اُسکے وہی شیطان بچہ اُس کوہ پر جائے اندر کوہ کے ایک قصر ہی اُس قصر میں ایک
صندوق کلان ہی اُس صندوق میں تیغہ جوہر بار سامری رکھا ہی اُس تیغے کو لائے یہ بھی لکھا ہی کہ قریب
نخل اُسدن ہنگامہ عظیم ہوگا خواجہ عمرو اپنے کو قریب اُس نخل کے پہونچائیں ہاتھ تیغہ جوہر بار سامری کا اُس
نخل پر لگائیں جب وہ نخل کٹیگا تب قیدیوں کو ہوش آئیگا سوائے اس تدبیر کے اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہو کر
سحر کرین تو رہائی بران وغیرہ کی ناممکن ہی یہ سنتے ہی خواجہ قہقہہ مار کر ہنسے کہا ای نورافشان ناحق کا
دل پر پیچ و تاب ہی لقب پاک اُس کریم کا مسبب الاسباب ہی مین جا کر اُس شوالے مین قید ہوا تھا وہ
شیطان بچہ میرے پاس قید ہی مین نے آجتک اُس سے کلام بھی نہین کیا یہ ہنگامہ درپیش ہوے
انتہا کے پس و پیش ہوے ای نورافشان اُس شیطان بچے کو نکالتا ہون اُسے تسخیر کرو وہ مجھے ساتھ
لیجانے پر راضی ہو خدا چاہیگا تو غرائب جادو کو قتل کرونگا نکالنا تیغے کا اُسی کی ذات پر موقوف ہی خدا
چاہیگا تو وہ ضرور ساتھ چلیگا نورافشان نے کہا بسم اللہ نکالیے وہ شیطان بچہ کمند اصفہانی سے بعقابین
بندھا ہی جال الیاسی مین لپٹا ہی خواجہ نے اُسکو زنبیل سے نکالا کوکب و نورافشان دیکھتے ہین کہ یہ تینون
ساحران زبردست ہین نشہ بادہ جرأت سے مست ہین اپنے اپنے سحر تیار کرنے بیٹھے خواجہ نے اُسے
ہوشیار کیا شیطان بچہ ہوشیار ہوتے ہی مثل برق کے تڑپا گرفتار دام بزرگان دین ہی کیونکر نکل سکتا ہی تڑپ
تڑپ کے ساکت ہوا نورافشان وغیرہ نے دیکھا ایک لڑکا نہایت خوبصورت منہ سے اُسکے دھوان
نکل رہا ہی ناک کان سے شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین ہمہ تن شعلہ جوالہ معلوم ہوتا ہی آنکھین اُسکی
چنگاریان آگ کی نورافشان نے پکار کر آواز دی او شعلہ خوار آتش خو تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا
خواجہ عمرو نے تجھکو کسطرح گرفتار کیا اب بہتر یہ ہی کہ اہل اسلام کے شریک ہو ایسے کارہائے نمایان کر کہ
افراسیاب دنگ ہو اپنی زندگی سے تنگ ہو جب عرصہ دراز تک نورافشان و کوکب نے سمجھایا تمہین
و ملکہ بہار گلعذار بھی ایسے ایسے کلمات کہ رہے ہین بعد عرصہ دراز اُس شعلہ جوالہ سے آواز آئی کہ یارو مین
خیر خواہان طلسم سے ہون کیونکر ستانے کی فکر کرون یہ صورت بربادی طلسم ہی مین برائی افراسیاب
کی نہین چاہتا ان قیدیوں سے ہاتھ اُٹھائیے نورافشان نے کہا ای شعلہ خوار آتش خو عمر طلسم تمام
ہوئی تم تو کیا ہو اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اُٹھکر آئین تو یہ طلسم اب نہ بچیگا خیال ترک کرو کہ ملازمان افراسیاب

افراسیاب سے برابر لرزتے ہین ہر مرتبہ افراسیاب کے ملازم قتل ہوتے ہین ساکنان طلسم اپنی بدنصیبی
پر روتے ہین جب نورافشان دلوکب نے اسطرح سمجھایا اور عمرو نے جھاڑ کر دو تین تازیانے مارے تازیانہ
حضرت اسحاق کا جو پڑا ملاپ گیا تڑپنے لگا کہا خواجہ فریاد کرتا ہون جو کہوگے وہ کرونگا سب طرح خدمت مین
حاضر رہونگا مگر براے خدا کمندون سے مجھکو کھولو میری ہڈیان ٹوٹی جاتی ہین خوف ہو کہ اعضا شکست
ہوجائین مین کبھی مجسم گرفتار نہوا تھا اس کمند مین پھنسا اب تمھاری اطاعت کرتا ہون صحرا سے غرائب
مین پہونچا دونگا اُسکے سحر سے بھی تمکو بچا دونگا تیغہ سپہر بار ساحری نکال لاؤنگا تا بہ فتح طلسم حاضر خدمت
رہونگا اور کسی ملک مین جا کر دعوی خدائی کرونگا عمرو نے کہا او کمبخت براے خدا دعوی یکتائی سے
باز آ ورنہ مغضوب بارگاہ رب اکبر ہوگا شیطان بچے نے کہا آٹھو پہر جلتا ہون جلنا ہماری تقدیر مین
ہے جلتا ہون اور جلونگا نورافشان نے کہا اگر اطاعت دین اسلام کروگے جلنے سے باز رہوگے خنکی
حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی اطاعت رب اکبر خالی از لطف نہوگی اسطرح کوکب دلنورافشان
نے سمجھایا کہ زنگ کفر دل سے شیطان بچے کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا خوش ہو کر کہا خواجہ ان باتون کو
مجھکو نہ سمجھایئے مین ہر حال مین آپ کا مددگار ہون آپ کی خدمتگزاری سے گردن تابی نہ کرونگا اور یہ بھی
اُسنے کہا کہ موے سر میرے تراش کر اپنے پاس رکھیے جسوقت انکو آپ پیچ و تاب دینگے فوراً مین حاضر خدمت
ہونگا جب بخوبی اقرار صادق و عہد واثق لے لیے اور موے سر بھی خواجہ نے تراش لیے تب کمند صفاے باصفا
سے شیطان بچے کو کھولا شیطان بچہ رہا ہوتے ہی قدمون سے خواجہ عمرو کے لپٹ گیا کہا چند شعر جو
آپ نے میرے سامنے گائے تھے وہ لطف ابتک باقی ہے اگر مہربانی فرمایئے تو چند اشعار سنایئے مین اُس
صداے جگرسوز کا عاشق ہون خواجہ عمرو نے اسی تخلیے مین جلسہ آراستہ کیا کہ وہان صرف ملکہ بہار و
نورافشان دلوکب و برق ہین اور وہ شیطان بچہ سامنے بیٹھا ہوا ہے عمرو نے زنبیل سے نے نکالی نے
طورسے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی	صبح تک شام سے یاہو کے سوا بات نہ تھی
التجا تجھسے کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی	تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی
اب ملاقات ہوئی ہو تو ملاقات رہے	نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی
غنچۂ گل کو نہ ہنستا تھا تری صورت سے	چھوٹے سے منھ کے سزاوار بڑی بات نہ تھی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نتھی

ای نسیم سحری مہر اسیران قفس
تحفہ تر نکہت گل سے کوئی سوغات نتھی

جن دنون عشق رلاتا تھا مین صورت ابر
کونسی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نتھی

کیا کہون اُسکے جو مجھ پر کرم پنہان تھے
ظاہری یار سے ہرچند ملاقات نتھی

جسنے باندھے ہوئے گائی تجھے دیکھا بجز خاک
دلربا شی تھی مری جان تری گات نتھی

خاک مین ملگئے ای شاہ سوار اہل نیاز
ناز معشوق تھا توسن کی تری لات نتھی

لب کے بوسے کا ہی انکار تعجب ای یار
پھیرے سائل سے جو منہ کو وہ تری ذات نتھی

کمر یار تھی از بسکہ نہایت نازک
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نتھی

جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش
روز روشن سے کم ای مہر لقا رات نتھی

بے شعورون نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش
نکتہ سنجون کے لطیفے تھے تری بات نتھی

خواجہ کے گانے پر شیطان بچہ جھوما کیا خواجہ سے کہا اسی آواز پر عاشق ہون جہان طلب کروگے
وہان حاضر ہونگا نورافشان نے کہا ای شعلہ خوار آتش خوار اگر تیری خوشی ہو تو مین بھی ساتھ چلون
مین نے زبانی افراسیاب کی سنا ہی کہ حد کوہ غرائب نہایت سخت مقام ہی شعلہ خوار نے جواب دیا کسیکی
احتیاج نہین اصل کام تو ذات پر خواجہ کی موقوف ہین مین ہر مقام پر اپنے کو پہونچاؤنگا اب مین آپ
لوگون سے صاف مفصل عرض کرتا ہون اول کوہ دخان ملیگا ملکہ دخان سیہ رو ایک ساحرہ وہانکی
حاکم ہی قوم کی زنگن مسلمانون کے نام سے بدظن خدا اسکی صورت کسیکو نہ دکھائے اگر شب تیرہ و تار مین
کوئی دیکھلے تو غش آجائے اول سرحد کوہ دخانیہ پر چلیے جب دخان سیہ رو قتل ہو جائیگی تب کوہ غرائب
کا راستہ کھلیگا وہان کے عجائب و غرائب سے آپ خود آگاہ ہونگے مین بھی وقتاً فوقتاً حاضر خدمت ہونگا
آپ لوگ مقابلے مین ملکہ شعلہ جوالہ کے زور کش رہین اب مین خواجہ کو لیکر جاتا ہون نورافشان نے کہا
بسم اللہ کوکب تو اسی مقام پر داخل بارگاہ ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ خدا خواجہ کو بخیر و خوبی پہونچائے
شعلہ خوار آتش خور خواجہ عمرو کو انکو نیچے مین دبا کر بلند ہوا کبھی کاندھے پر سوار کرلیتا ہی باتین محبت آمیز خواجہ
سے کرتا ہوا راہ کو طی کر رہا ہی بعد عرصۂ دراز کے دور سے ایک پہاڑ معلوم ہوا کہ اسمین سے دھوان نکل رہا
ہی شیطان بچے نے کہا وہ کوہ دخانیہ سامنے معلوم ہوتا ہی مین آپ کو اتارتا ہون آپ کسی طور سے

اُس سے ملاقات کریں اگر آپ نے مار لیا فبہا ورنہ مین آپہونچونگا موئے سر پیر سے آپ کے پاس موجود ہین کوہ دخانیہ سے چند قدم پر خواجہ عمرو کو شیطان بچے نے اتارا خود تو غائب ہوا خواجہ تنہا آگے بڑھے ایسا مقام پر آشوب ہر کہ خوف آتا ہی ہر طرف سناٹا صدا سے چند و بوم آتی ہی بونڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین صبا خاک اُڑاتی ہی ہر نخل نشان نخل ماتم تنہائی سے ہر مقام پر ہجوم غم و الم کسی طرف نخل مغیلان سراپا کانٹون سے بھرے ہوے گویا انگلیان اُٹھاتے ہین کہ ای آئندہ روندہ طرف کوہ دخانیہ کے نہ جانا یہ مقام دخان سیہ رو ہی وہ ترم کی زنگن انسان کے نام کی دشمن ہی حیران حیران چہار جانب خواجہ دیکھ رہے ہین آخر مجبور ہو کر قریب کوہ آئے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک پیر کلاونت کی صورت بنکر تیار ہوے طنبورہ ہاتھ مین لیا ایک نخل خاردار کے نیچے بیٹھ کر طنبورے کو چھیڑا اور بصد سوز و گداز یہ غزل مومن دہلوی کی گانے لگے

غزل

ہم ہیں اور نزع شب ہجر میں جان ہوتے تک	صبر آتا ہے کوئی تاب و توان ہوتے تک
آسمان فتنہ کچھ ایسا نہیں اے اہل جہان	کوئی باقی نہیں رہنے کا امان ہوتے تک
شمع سان اپنی تپش ہے تو سنے یا نہ سنے	طول ہو دیگا یہ افسانہ زبان ہوتے تک
اس چمن زار کا حسرت سے نظارہ کرلے	اے نگہ دیدۂ ہر سو نگران ہوتے تک
کون جیتا ہے لگا ہوں میں سبک ہونے کو	سخت جانی ہے ترے دل پہ گران ہوتے تک
گریہ نارسا جا نکاہ کے ہین شور و شغب	دم رہا کا ہیکو تاثیر فغان ہوتے تک
ہاتھ شاید کہ دکھا وہ یہ حسن آجائے	کچھ نہ کچھ فائدہ ہی جی کے زیان ہوتے تک
غم و غصے سے ہے خلقت مری جون طفل شباب	نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہوتے تک
صند ہوئی محتسب و پیر مغان مین مومن	عید ہر روز ہی اب کے رمضان ہوتے تک

گانے کی جو خواجہ کے آواز بلند ہوئی دخان سیہ رو اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی ہی چند زنگنین جمع ہین ہاتھ ہو رہا ہی شراب اسقدر پی کہ ادک رہی ہی ڈاک رہی ہی شغال زنگی آشنا اسکا ہی اسکے بیٹھے بیکڑے ہوے اسکو مار رہی ہی کہتی ہی کہ کھو مترائی کو تو نے آج کیون کھو رہا بتا وہ تیری کون ہی مین نے خود دیکھا کہ تو اسکو آنکھوں مین چھپے جاتا تھا زنگی اپنی جان سے عاجز ہی چاہتا ہی کہ اس سے کسی طرح پیچھا چھڑا دون یا ممکن ہو تو مار کا ایک کان مین گانے کی آواز آئی شغال کو چھوڑ دیا کہا جا کنار سے بیٹھو دیکھو یہ کون گا رہا ہی دل

تمہارا ہو شغال نے کہا یہ تو کوئی مقبول بارگاہ سامری معلوم ہوتا ہے کہ بنسے کہا باہر نکلکر دیکھو تو اس صحرائے
ویران مین کون ایسا شگفتہ مزاج ہے کہ میان گا رہا ہے غزل کے اشعار ہین کہ سنا نہین دل کے پار ہین دخان
نے کہا اسے کیا دریافت کرتا ہے تجھے نہین معلوم کہ افراسیاب بھیا سنہ ہے تم گنبد سامری کیا ہے اب
ہماری تلاش ہوگی شوہر نے اسکے کہا میان کسکی مجال ہے جو آسکے کیون بیہودہ بکتی ہے تو خود جا کے دیکھ
دخان سیہ رو جھومتی ہوئی چلی ایک چیدریا کا کونہ سر پر ایک زمین پر لوٹتا ہوا نشے مین منہہ سے
کف جاری جھومتی ہوئی پہاڑ پر آئی نگاہ اٹھا کر دیکھا ایک شخص کے سائے مین ایک بڈھا بیٹھا ہوا آہین لگا رہا
ہے دخان نے آواز دی او گانے والے ہمارے پاس آ ہم اس مقام کے حاکم ہین طرف سے افراسیاب
کے عالم مین عمرو نے سر اٹھایا ایک دیوانی کو دیکھا کہ پہاڑ پر اتراتی ہے عمرو نے کچھ نہ کہا ایسا معلوم ہو
کہ بہرے ہین گویا سنا نہین جب دخان نے دو تین آوازین دین اور عمرو نے کچھ جواب نہ دیا دخان بگڑ
گئی عمرو کی کمر مین پنجہ دیا اٹھا کر اپنے قصر مین لائی قصر مین لا کر بٹھا دیا کہا او شغال یہ گویا آیا گانا
سن مگر دورہ شراب مین فرق نہ آئے گویا تو نگوڑا بڈھا ہے شاید اس سے بھی کوئی مطلب نکلے شغال نے
کہا او بیہودہ آٹھ پہر تجھکو یہی فکر ہے دخان نے کہا ارے مسخرے یہی دنیا کا مآل ہے تو تو ناحق گھبراتا ہے
تجھکو پھل شجر مراد کے کھلاؤنگی آٹھ پہر دیوانہ رہیگا تجھکو انگلیون پر نچاؤنگی مگر کیا کرون وہ شجر خشک ہوگیا
ثمر اسمین نہین ہوتا یہ تیری بدنصیبی شاید کوئی لڑکا پیدا ہوتا تیری جان کو ٹھیکرے دیتا یہ کہکر شراب پینے لگی
کہا ہان بڑے میان صاحب کچھ گاؤ خواجہ نے دو چار شعر گائے مگر اس محفل کو دیکھکر گھبرا رہے ہین
ہر ایک زن اچھل کود رہی ہے دخان سیہ رو سب سے زیادہ گھڑے کے گھڑے شراب کے پیے جاتی
ہے چیختی ہے غل مچاتی ہے خواجہ کے ہوش پراگندہ ہین لیکن مجبور ہو ناچار دو تین غزلین گائین دخان
رونے لگی کہا مین اپنے خداوند سے جا کر پوچھون کہ وقت انقلاب نہ دور ہوا یا ابھی زمانہ خرابی کا باقی ہے
خواجہ یہ سنکر گھبرائے ایک طرف ایک چوکی ٹوٹی سی رکھی تھی اسپر ایک بت پتھر کا رکھا تھا اسکے آگے
کچھ ہار پھول رکھے تھے دخان اچکتی ہوئی سامنے بت کے آئی کان سے منہہ لگا کر آواز دی کیون خداوند
اب کیا منظور ہے بت نے منہہ پھیلایا منہہ سے کچھ دھوان نکلا اسقدر دھوان منہہ سے نکلا کہ خواجہ
گھبرا گئے بسبب دھوئین کے آنکھون سے آنسو نکلنے لگے خواجہ رومال سے منہہ پونچھنے لگے یہ خبر نہین
کہ رنگ و روغن عیاری کا دور ہوا جاتا ہے سامنے ایک آئینہ رکھا تھا اسپر نگاہ جو خواجہ عمرو کی پڑی

دیکھا مین تو بصورت اصل بیٹھا ہون گھبرا کر اُٹھے چاہا بھاگ کر نکل جاؤن زمین نے پاؤن تھام لیے دخان سیہ رو نے پلٹ کر آواز دی او ظالم اس قصر کی یہی تاثیر ہو دشمن کے مٹانے کی تدبیر ہو اب کہان جائیگا مین نے بھی سنا تھا کہ عمرو عیار میری فکر مین آئیگا اب تو خواجہ گھبرائے طنبورہ ہاتھ سے چھوٹ گیا جان سے بیزار یقین کامل ہوا کہ موت قریب آگئی دخان سیہ رو تختے مین اچھل رہی ہی کار رہی ہو ہر مرتبہ منھ کھول کے آتی ہو کہ عمرو کو کھا جاؤن خواجہ ہاتھ باندھتے ہین کہ مین تو غلام ہون ہمیشہ خدمت گزاری کرونگا مین عیاری مکاری کیا جانون کبھی دل کو رجوع کرتے ہین کہ ای پروردگار اس جلاد کے ہاتھ سے بچائے ایسا نہو کہ یہ ملعون کھا جائے ایک طرف سے شغال زنگی یہ کہکر اُٹھا کہ او ساربان زادے میری معشوقہ کو مارنے آیا تھا مین تجھکو بڑے مزے سے بھون بھون کر کھاؤنگا کیون صاحب مجھکو حکم ہو کہ تمھارے دشمن کو کھا جاؤن دخان سیہ رو نے کہا ہم تم نفیر کرکے کھائینگے آگ تو روشن کرو شغال زنگی آگ روشن کرنے لگا نمک مرچ لا کر رکھا اور کارد بھی لایا اب عمرو نے دل کو اپنے طرف خدا کے رجوع کیا ملک بلک کے خواجہ دعا کرنے لگے کہ ای رحیم و کریم وقت مدد ہو تو کہ رحم کرے تو یہ بلا ابھی رد ہو

نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم
نفس و شیطان میکند بر من ستم
وای صد حسرت کہ در دنیای دون
بر طریق بندگی ثابت قدم
نیست اندیشہ ز بدخواہان مرا
گر دہم در سجدہ اخلاص خم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ز آتش غم سینہ سوزد مثل برق
نقد عمر خویشتن ضایع کردہ ام
بر مآل کار خود واحسرتا
تو کنی بر من اگر فضل اتم
کن عطا ای مصدر جود و عطا
بر کمال فضل تو امیدوار

ام شہ فریاد رس فریاد رس
دیدہ مثل ابر گرید دمبدم
از رجوع دل نماندم ای دریغ
در دل اندیشہ نہ کردم بیش و کم
دار چون گردون دون ای کردگار
کن کرم ای صاحب لطف و کرم

جب آگ روشن ہوئی اور شغال شوہر دخان سیہ رو کا شراب پیا اُٹھا اسوقت عمرو کو موسے سر شیطان بچہ یاد آئے فوراً کمر پہ ہاتھ ڈالا ان بالون کو جو پیچ و تاب رہا دروازے سے آواز آئی او شغال ملعون خبردار ہمارے مہربان پر ہاتھ نہ اُٹھانا شغال نے پلٹ کر دیکھا دروازے سے ایک دیو مثل قہر بلا کھولے ہوئے آتا ہے شغال نے چاہا بھاگون دیو شغال پر آپڑا دخان سیہ رو چلائی یا خداوند میرے شوہر کو بچائیے

یہ کیا بلا نازل ہوئی ہے اُس دیو نے دخان کو ایک لات ماری شغال کو چیر پھاڑ کر کھا گیا ہڈیان تک چبا لین
دخان سیہ رو نے سحر کیا گولا اُٹھا کر مارا وہ دیو آنکھون کے سامنے سے غائب ہو گیا گولا اسکا ایک زنگین
کے سر پر پڑا کہ زنگین کا سر پھٹا دخان سیہ رو نے دیکھا وہ دیو میرے پہلو مین کھڑا ہے چاہا کہ کود کر بھاگون وہ
کب جان چھوڑتا ہے ایک تھپکی ماری گولی بنا کر نگل گیا کنیزین چیخنے لگین دیو نے منھ سے شعلہ ہائے آتش
چھوڑے جھنڈین جلنے لگین اب اُس دیو نے نعرہ کیا منم شعلہ خوار آتش خو کیون خواجہ اپنے دوست کو
ایسا بھولے مین صحرا مین پھر رہا تھا اور کہتا تھا کیا سبب ہے کہ خواجہ نے تجھکو یاد نہین کیا خواجہ عمرو نے جو
مکان کو خالی پایا اسباب لوٹنے لگے تمام مکان کو لوٹ لیا شعلہ خوار حیران ہے کہ یہ اسباب خواجہ کہان رکھ
لیتے ہین عمرو نے کہا اے شعلہ خوار زنبیل دیکھو گے شعلہ خوار نے کہا مہربانی فرمائیے اب طرف کوہ غرائب
کے تشریف لے چلیے جیسا مقام ہو گا اُسی صورت پر آؤنگا خواجہ کو ساتھ لیکر شیطان بچہ پہاڑ کے نیچے اُترا طرف
کوہ غرائب کے چلا غرائب مردار خوار بادشاہ کوہ غرائب اپنے مقام پر بیٹھا ہے مصاحب جمع ہین کہ قصر کا
ایک کنگرہ گرا غرائب نے کہا ارے یہ کیا ہوا اتنے دخان سیہ رو کی تو خبر آئی کہ شہنشاہ ہوشربا نے غضب کیا
تجھے لنبسامری مین بران وغیرہ کو پھنسایا ہم لوگون کے اختتام کا وقت قریب ہے ہر چند کہ یہ وہ مقامات
ہین کہ اگر سامری و جمشید قصد کرین تو نہ آسکین مگر عمرو وہ بلا کا عیار ہے کہ جسنے ملکہ آفات و افراسیاب کو
گرفتار کر لیا تھا نانی جان وقت پر پہونچ گئین اُنھون نے سب کو بچایا ورنہ اُسی دن خاتمہ تھا
یہ تو ہمین معلوم ہے کہ عمرو نے اسطرف کا رخ کیا ہے ایک جادوگر کو حکم دیا کہ خبر لاؤ ہماری طرف سے دخان کو سلام
محبت التیام کہنا مگر اے قیطوس جادو راہ مین جو کوئی ملجائے اُسے مار ڈالنا صاف صاف مرقوم ہے کہ
سوائے عمرو کے اس سرحد مین کوئی اور نہ آئیگا قیطوس چلا غرائب انتظار مین ہے لیکن کوہ دخان سے
تھوڑا راستہ طے کرکے شیطان بچہ خواجہ سے کہنے لگا اے شہنشاہ اوج عیاری اب ساتھ چلنا مناسب نہین
اگرچہ یہ مقامات طلسم ظاہر ہین مگر شعبدے یہان کے طلسم باطن سے سخت ہین آپ اپنے کو اب کوہ غرائب پر
پہونچایئے خواجہ لرزان و ترسان طرف کوہ غرائب کے چلے ایک مسافر نوجوان کی صورت بنائی
تب بازار کے نکڑ پر آئے اور آگے بڑھے وہان ایک لڑکا کھڑا تھا عمرو نے کہا میان صاحبزادے صاحب
غرائب جادو کا کونسا مقام ہے یہ سننا تھا کہ اُس لڑکے نے ایک چیخ ماری آواز دی او ظالم ہمارے
شہنشاہ کا نام پوچھتا ہے عمرو ایسا گھبرایا یقین ہوا کہ پکڑ لیگا عمرو نے گرتے گرتے اپنے کو سنبھالا گلیم اوڑھ لی

وہ لڑکا حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی اور پکارتا ہی کہ او مکار تو کہان گیا مجھے کچھ نہین سوجھتا خواجہ عمرو اوڑھنے کھڑے ہین بار حیران کہ یہ حال مکاری اسے کیونکر معلوم ہوا کیونکر پوچھون ایسا نہو کہ پوچھنے مین کچھ خرابی ہو وہ لڑکا گلیون مین دوڑتا پھرتا ہی عمرو نے کنارے ہٹکر ایک ضعیفہ کی صورت بنائی مٹھائی ہاتھ مین لیکر دوسرے گوشہ سے نمایان ہوے لڑکے نے بڑھ کر آواز دی بڑی بی صاحب اسطرف کوئی مسافر گیا ہی عمرو نے کہا بیٹا مین نے نہین دیکھا اس مٹھائی پر سامری وجمشید کی نذر دیدو نواسی میری ماندی ہو گئی تھی مین نے نذر مانی کہ سامری وجمشید کی نذر دلاؤنگی اب اسنے صحت پائی یہ کہکر لڑکے کے ہاتھ مین دونہ مٹھائی کا دیا لڑکے نے سامری وجمشید کی نذر دی عمرو نے دو ڈلیان بڑی بڑی نکال کے لڑکے کو دین کہا بیٹا یہ تم کھالو اسنے وہ ڈلیان کھالین کھاتے ہی گھبرایا کہا او مکار تو نے مجھکو بیہوشی کھلادی یہ کہکر عمرو کی طرف دوڑا کہ جاکر لپٹ جاؤن خواجہ پیچھے ہٹے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکا لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے کین دھوئین
مری چال سے ہر صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہردم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب کشور پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پہ عندر شیدا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرو پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

چاہا کہ بچہ لڑکے کو مار ڈالین کہ پیچھے سے آواز آئی او مکار دیا کرتا ہی میرے بچے کو کیا خطا کی عمرو نے پھرکر دیکھا ایک بڑھیا ہوا کی نانی ساحرہ لاٹھی ٹیکتی ہاتھ مین دوڑی ہوئی آتی ہی خواجہ عمرو نے چاہا بھاگون اس بڑھیا نے سر زمین پر ڈنڈے مارا پکار کر آواز دی یا سامری یہ گنہگار جاتا ہی میرے بچے کو کیا کھلا دیا کہ وہ بیہوش پڑا ہی خواجہ لڑکھڑا کے گرے بڑھیا نے آکے اول لڑکے کو ہوشیار کیا لڑکے نے ہوشیار ہوتے ہی عمرو کی مشکین باندھین لڑکا اور بڑھیا لیکر چلے عمرو نے کہا بڑی بی صاحبہ مجھکو کہان لیے جاتی ہو کہا نگوڑے تو عمرو عیار ہی ایسی جگہ قید کرون کہ تا قید حیات رہائی نہ پائے خواجہ خوشامد کرنے لگے کہا بڑی بی صاحب مجھکو چھوڑ دو اب مین ادھر کبھی نہ آؤنگا بڑھیا نے کہا تو یہان کیونکر آیا خواجہ نے کہا یہان گانون مین ایک زمیندار کی برات تھی رات کو وہان رہا خوب مال لوٹا غلہ گھر بار مین بھیج تھا وہ کبھی مین نے اٹھالیا بڑھیا نے کہا وہ غلہ کہان ہی عمرو نے زنبیل دکھائی کہا اسی مین سب ہی

رکھا ہے یہان بیٹھے وہ دونون مشتاق ہوے عمرو نے کہا دونون صاحب ایک ہی مرتبہ دیکھ لین یہ کہکر جو رسیان گھٹریان کھولین کہا میرے ہاتھ پانون تو کھولدیجیے وہ تماشا دکھاؤن کہ کبھی نہ دیکھا ہو بڑھیا نے ہاتھ پانون خواجہ کے کھولدیے بیٹے سے اشارہ کر رہی ہو کہ جب یہ مال و اسباب دکھائے زبردستی کرکے لینگے یہ دبلا پتلا تنہا کیا کرسکتا ہو جب خواجہ کے ہاتھ پانون کھلے یہ بھی دیکھا کہ ہین اپنے قابو مین ہون زنبیل کا منھ کھولا اول بڑھیا جھکی دیکھا جواہرات انبار ایک طرف دریاے قہار موج مار رہا ہو بجرے لگے ہوے ہین کچھ شاہزادیان سوار ہو رہی ہین کچھ شاہزادیان اتر رہی ہین کچھ سوار ہین بجرون پر ناچ ہو رہا ہو ایک طرف باغات کے دروازے کھلے ہین نازنینان مہ جبین باغ مین مجمع ہین یہ ہر جگہ جلسے جمے ہوے گانے والیان خوش گلو تانین لگا رہی ہین نظم

یہ دھیان تمکو ذرا نہین ہو کہ جور ہمپر روا نہین ہو
برا ہے الفت سزا نہین ہو وفا کا بدلہ جفا نہین ہو

ہین سخت جان غیر مجھسے بڑھکر زمین نہ گر دو رہا تو دیکھو
ٹھہر ٹھہر کر لگا نہ خنجر یہ طرز مشق جفا نہین ہو

کیا نہ کیون چارہ گر نے درمان بتا یا کیون چھوڑ [illegible]
جو میرے زخم جگر مین پنہان تمھارا دزد حنا نہین ہو

وہ نیند جس سے کہ سو گئے اب وہ غنچہ حسین کہ [illegible] مطلب
رسیلی آنکھوں مین وصل کی شب یہ کیا خمار رہا کیا نہین ہو

ہی ناخن غم عبث پریشان ہو اسکا کھلنا کہان آسان
کہ میرا ہی موت دشمن جان کسیکا میٹھا قضا نہین ہو

کدھر گئے وہ تمھارے چھل بل نہ ترچھی چتون نہ آڑی ہیکل
یہ کیا کہ جسپر غرور تھا کل وہ آج بانکی ادا نہین ہو

نگہ لڑاتی ہو گو کہ شوخی یہ شرم چھائی ہوئی ہو اب بک
یہ کیا کہ وقت جدل بھی خالی نیام تیغ حیا نہین ہو

شباب آ گیا لڑکپن اب اور نام خدا ہی چتون
تری جوانی کا اف رے جوبن کہ دل پہ قابو ذرا نہین ہو

غضب ہو چھپی نظر کا اٹھا گیا وہ دلکا ہو دلکو بھالا
ہو عکس زخم جگر یہ میرا دو پٹہ مسکا ہوا نہین ہو

شرر جدائی مین ناہی یہ جا سکت ہے تمہین نہ دلین [illegible]
ہوئی ہو صد موں سے زرد رنگت یہ سب ہو لیکن [illegible]

ایک جانب قصرہاے عالیشان ایک طرف ہزارہا گنج رکھے ہوے ہین ایک طرف باورچی خانہ ہزارہا دیگ چڑھی ہوئی ہو کھانا تقسیم ہو رہا ہو ایک جانب ہزارہا مزدور ٹوکریان سر پر رکھے ہوے مٹی ڈھو رہے ہین سیٹ آنکے پیچھے سونٹا لیے ہوے ساتھ ہو کوئی مزدور رکا اور سونٹا پڑا بڑھیا اور لڑکا دونون محو ہو گئے سر نکال کر کہا خواجہ یہ بیٹے کیا دیکھا عمرو نے کہا دونون صاحب [illegible] تکلف نہ فرمایئے یہ سب مال آپ ہی کا ہو اب بڑھیا اور لڑکے نے آدھا آدھا [illegible]

چاہتے ہین تاج اُٹھالین بڑھیا کہتی ہی بیٹا ایک صندوقچہ جواہر کا اُٹھا لو دونون نے ہاتھ بڑھائے عمرو نے
دونون کے چوتڑون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین ڈالدیا بڑھیا کو تو وہ ٹرکا لی کالی لونڈیون نے پکڑلیا اور
کہا چل باورچی خانہ مین آگ سلگا یا کر جلد کپڑے اُتار ہمین حساب دینا پڑیگا لڑکے کو مزدورون نے پکڑ کر ٹوکری
سر پر رکھی کپڑے اُتار لیے میٹ نے پکار کر کہا دیوان جی صاحب ایک نیا مزدور اور آیا ہی نام لکھ لیجیے مگر ڈھائی
روپیہ پیسے لکھیے گا گارہ اُٹھایا کریگا دونون چیختے مین پیٹتے ہین بیان کون سنتا ہی خواجہ ان دونون کو زنبیل
مین ڈالکر آگے بڑھے کہ پہلو سے آواز آئی اُستاد کیا کہنا عمرو نے پلٹ کر دیکھا شیطان بچہ چلا آتا ہی کہتا ہوا
خواجہ پیران جادو و اطفال جادو یہ دونون اس صحرا کے نگہبان تھے کیا مزے سے انکو لیا خواجہ
نے کہا بھئی مجھکو تو کوئی نہین ملا شیطان بچے نے کہا انکار نہ کیجیے مین سب ملاحظہ کر رہا تھا اب آگے جائیے
یہ کہکر شیطان بچہ غائب ہوا خواجہ آگے بڑھے لیکن غرائب جادو نے جو قیطوس جادو کو براے خبر
کوہ دخان روانہ کیا تھا اُسنے کوہ دخان پر آکے دیکھا سناٹا پڑا ہوا ہی مکان کا فرش دو دو تک ہزارہا
کنیزون کے لاشے تڑپ تڑپ کر سرد ہوے ہین یہ سب حال قیطوس دیکھکر گھبرا گیا حیران تھا کہ کس سے حال
پوچھون کنیزین تک قتل ہو گئین عرصہ دراز تک اس مکان مین پھرا کہ کوئی بھی زندہ ہو تو اُس سے حال پوچھون
جب کوئی مکان مین زندہ نملا سر پیٹتا ہوا چلا ان سب سے ملاقات و محبت تھی ایک ایک کا نام لیکر روتا ہوا
پہاڑ سے نیچے اُترا خاک اُڑاتا ہوا جاتا ہی خواجہ کوہ غرائب سے پانچ کوس الگ ایک مقام پر ٹھہرے ہین
کہ کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سر برہنہ خاک اُڑاتا ہوا آتا ہی خواجہ بھی بہ تعجیل
ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے پکار کر پوچھا بھائی صاحب خیر تو ہی قیطوس نے پوچھا ای شخص تو کون ہی
اس صحرا مین کیونکر پہونچا عمرو نے کہا مین مفلوک غریب مانگتا کھاتا ادھر بھی چلا آیا ارادہ ہی خدمت مین شہنشاہ
غرائب جادو کی جاؤن اپنی مصیبت بیان کرون تمھارا حال زار دیکھکر گھبرا گیا قیطوس نے کہا ای
شخص کیا پوچھتا ہی ہم سبھون کی راحت و آرام مین خلل آیا عمرو سا عیار اس حوالی مین آگیا مالک کوہ
دخان کو مارا وہ لوگ تو بڑے ہوشیار تھے تعجب ہی کہ کیونکر قتل ہوے کوئی ذیحیات نہین بچا کہ جس سے
حال دریافت ہوتا عمرو نے باتین کرتے کرتے کہا دیکھو ایک ناگن آتی ہی جیسے ہی قیطوس پلٹا خواجہ نے
حلقہ اسے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا قیطوس کی شکل بنکر تیار ہوے طرف کوہ غرائب
کے چلے غرائب جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ یارو میرا دل گھبراتا ہی نہین معلوم کوہ دخان پر

کیا گذری مصاحبون نے جو دیکھا کہ آج شہنشاہ بہت پریشان ہین جی بہلانے کو ایک گائن سے اشارہ کیا وہ گائن سامنے بیٹھکر غزل گانے لگی غزل

پنجۂ پرنور کو زلفون مین شانہ کیجیے ۔ شمعون سے روشن کبھی زنجیر خانہ کیجیے
موت بندے کی جو صاحب آپ کو منظور ہی ۔ آج بھی کر لی نہ آنے کا بہانہ کیجیے
نقش شیرین کو ہوس ہی آپ کے پابوس کی ۔ بس اُسی پتھر کو اپنا آستانہ کیجیے
لکھے تیرے خال مشکین سے مضامین لطیف ۔ سارے حرفون کے نقطہ کو مشک دانہ کیجیے
پرتو عارض سے ہی ہر تارِ مو تارِ شعاع ۔ پنجۂ خورشید سے زلفون مین شانہ کیجیے
بہ بیابان مرگ ہین یار دہمارہی قبر پر ۔ دامن دشت جنون کا شامیانہ کیجیے
اب دل مین اتر گیا ہی توسن عمر روان ۔ توڑ کر تار نفس کو تازیانہ کیجیے
قصد رکھتا ہی یہ اُس صیاد کا تیر نگاہ ۔ جسم کیا ہی مرغ جان کو بھی نشانہ کیجیے
کوے جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی ۔ کوئی اے جوش جنون پیدا ٹھکانہ کیجیے
سر کے بدلے شوق سے سر لیجیے عشاق کا ۔ گنجفے کے طور سے برہم زمانہ کیجیے
رات دن غربت مین تلخ اب ہی رہتی ہی مجھے ۔ کوئی خط لکھیے کوئی قاصد روانہ کیجیے

غرائب کہتا ہی کہ میرا دل نہین سہتا نہین معلوم کہ وخان پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز کان مین آئی سب گھبرا کے دیکھنے لگے دیکھا قیطوس جادو روتا ہوا آتا ہی کہ ہاے ملکہ زنخان سیہ رو تیری خوبصورتی ہاے شغال زنگی ایسی زوجہ سے بسر کرنا تیرا ہی کام تھا مردون مین تیرا نام تھا ملک وخان کے لاشے کو دیکھکر کلیجہ پھٹ گیا کون ایسا صاحب بیداد تھا کہ جسنے تجھ ایسی معشوقہ پریچہرہ کو قتل کیا کیونکر ایسی حسین پر ہاتھ اٹھا غرائب نے کہا اے قیطوس کیا ہوا جلد مفصل بیان کر تمہارے رونے سے دل ہلتا ہی پتہ رنج والم کا ملتا ہی قیطوس نے سر پیٹ کر کہا حضور دریا مین کود پڑینگے اپنی جان دیدینگے ہم کہ اب زندہ نہ رہینگے ای شہریار لطف زندگی اُٹھ گیا کسی نے زن وشوہر کو مار ڈالا اور کنیزون تک کو قتل کیا مکان تک لوٹ لیا یہ سنکر غرائب نے کہا واہ رے ماری کہا ساربان زادہ آگیا سب جو رونے لگے کوہ غرائب کو جنبش ہوئی غرائب نے کہا یارو غضب ہوا پہاڑ کو جنبش ہی معلوم ہوتا ہی کہ عمرو کوہ غرائب پر آگیا ملازمون نے کہا یہ بات مقرر تھی سامری وجمشید کہ گئے ہین

مگر جب کوہ غرائب پہ عمرو آنکلا تو کوہ کو جنبش ہوئی غرائب جادو نے ملازموں سے کہا کوہ تو پہلے قصر
میں ہو ذرا جا کر تلاش تو کرو اگر ملجائے تو گرفتار کر لاؤ یہ بھی علامت بربادی کوہ غرائب مرقوم ہے کہ
بعد تباہی کوہ دخان اس پہاڑ پر بھی بربادی آئیگی جادوگر دوڑے خواجہ تو سر جھکائے بیٹھے ہیں
یہ باتیں سن سنکر پریشان ہو رہے ہیں جی میں کہتے ہیں کہ یہ بڑا ہوشیار ہے چند ساحر گئے تھوڑے
عرصے میں پلٹ کر آئے ایک جادوگر نے کان میں غرائب سے کچھ کہا غرائب طرف قیطوس نقلی
کے پلٹا کہا اے قیطوس آزردہ نہو تو ایک بات کہیں عمرو نے گھبرا کر کہا فرمائیے غرائب نے کہا اے قیطوس
سارے پہاڑ پر تلاش کرایا کہیں پتہ نہ ملا لیکن جب سے تم آئے ہو اسوقت سے کوہ غرائب کو جنبش ہے
عمرو نے گھبرا کر کہا میں پہاڑ سے اتر جاؤں غرائب نے جادوگروں سے کہا دروازے کو بند کر دو کیا
ہم کسی بات میں عاجز ہیں خواجہ نے دیکھا کہ سدباب ہوا غرائب نے ایک دو متھر زمین پر مارا آواز دی
یا خداوند سامری و جمشید ہمکو قیطوس پہ دھوکا ہوتا ہے یہ مقام تو آپ کے تشریف لانے کا ہے اپنی
کرامت ظاہر فرمائیے جیسے ہی غرائب نے یہ کلمہ زبان سے کہا ایک شعلہ بھڑک کر جسم عمرو پر گرا رنگ و
روغن عیاری کا جلا دیا صورت اصلی ظاہر ہوئی پاؤں بھی عمرو کے زمین نے پکڑ لیے غرائب نے آواز دی
او مکار منم غرائب عجائب نگار قصر میں ہلڑ ہوا سب جادوگروں نے کہا حضور بڑے تعجب کی بات
ہے پیران جادو و اطفال سے یہ کیونکر بچا غرائب تلوار کھینچکر اٹھا عمرو نے فلک کو دعا کی کہ اے
پروردگار میرے تیرے وعدے میں فرق آتا ہے یہ مجھکو قتل کرنے پر دھمکاتا ہے سب جادوگر نیچے کھینچ
کھینچ کر چلے کوئی نیزہ دکھاتا ہے کوئی چھری سے ڈراتا ہے کوئی سامری و جمشید کی تعریفیں کر رہا ہے کوئی
کہتا ہے او ساربان زادے تو نے ملکہ دخان سیہ رو کو کیونکر مارا ایسی حسینہ پر کیونکر ہاتھ اٹھا جلاد
کا تو نے کام کیا غرائب نے چاہا دوڑ کے ہاتھ تلوار کا ماردن عمرو کو موسے شعلہ خوار آتش خو یاد آئے
فوراً گریہ لگائے جیسے ہی انکو تیغ و تاب دیا چھت شق ہوئی ایک زنگی قوی تن زمین پر گرا سب جادو
گھبرا گئے کہ یہ کون ہے کہاں سے آیا دروازہ بند تھا چھت توڑ کے پہونچا خوف کا مقام ہے اس زنگی
نے زمین پر آتے ہی غرائب پر حملہ کیا غرائب جادو نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے زنگی نے سب
تلواریں سر پر کھائیں لیکن کوئی خط بھی نہ پڑا دونوں پاؤں غرائب کے پکڑ کر زنگی نے چھر اٹھا مارا
پیس کے پھینک دیا اندھیرا ہو گیا سنگباری [illegible] غباری ہوئی بعد صد ہا آوازیں آئیں کشتی مرا نام میں

غرض اب جادو بود اسی زنگی نے سب جادوگرون کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑے ہی عرصے مین سب کا
خاتمہ کر دیا خواجہ نے دیکھا ایک مکان مین قفل لگا ہوا ہو اُس قفل کو کاٹا دیکھا اُس مقام پر توڑے روپیون
کے چُنے ہوے ہین خواجہ خوش ہو گئے سب توڑے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے اب شعلہ خوار آتش خو کہا ای
خواجہ مقام تیغہ جوہر بار سامری تلاش کرو جسواسطے آئے ہو وہ مطلب حاصل ہو خواجہ نے اور قفل بھی
کھولے کہین روپیہ نکلا کہین ظروف مسی کہین کپڑے اسباب مختلف ہر مقام پر ملے خواجہ نے وہ
سب اسباب نذر زنبیل کیے مگر صندوق تیغہ جوہر بار سامری نہین ملتا خواجہ نے کہا ای شعلہ خوار
ان مکانون مین تو تیغہ مذکور نہین ہو شیطان بچے نے کہا خواجہ یہ وہ تحفہ ہو کہ بانیان طلسم نے اسکے رکھنے
مین بڑے بڑے اہتمام کیے ہین اگر غلام آپ کے ساتھ نہوتا اور آپ میان کے مکان کھود کر پھینک دیتے
تو تیغے کا پتہ نہ ملتا یہی قصر جو سامنے ہو وسط مکان مین ستون نصب ہو یہی قید ہو کہ لینے والا تیغے کا
اُس ستون کو اُکھیڑے تب قصر ظاہر ہوگا صندوق بھی ملیگا مین نے آپ سے عہد واثق کیا ہو آپ کے
ساتھ مجھکو اُس مجمع عام مین چلنا ہوگا جہان نور افشان و افراسیاب سب جمع ہونگے جسوقت
آپ نخل کو قلم کرینگے اُسوقت میری جانبازی ملاحظہ فرمائینگے خواجہ عمرو نے اُس ستون کے اُکھیڑنے کو
کمند اصفہائے باصفا کو نکالا ایک حلقہ ستون مین باندھا ایک سرا ہاتھ مین لیکر کھڑے ہوے معجز طلب
کیا کمند کھینچی وہ ستون گرا مہرہ نقب پختہ کا ظاہر ہوا شعلہ خوار آتش خو نے کہا خواجہ اب آپ اس
نقب مین داخل ہو جیے خواجہ مع شیطان بچے کے نقب مین داخل ہوے چند سیڑھیان طی کی تھین کہ
دیکھا ایک مختصر سا حجرہ ہو اُسمین ایک صندوق کلان رکھا ہو بجائے قفل کے مار سیہ لپٹا ہوا ہو پاؤن کی
آہٹ پاتے ہی کفچہ بلند کیا شعلہ خوار نے بڑھ کر اُس مار سیہ کو ہاتھون سے کُل ڈالا اب صندوق کو
کھولا تیغہ نکالا تیغہ برق مثال خواجہ نے اُس تیغے کو اپنے پاس رکھا اب شیطان بچے نے خواجہ کو
اپنے کاندھے پر سوار کیا لیکر چلا میان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہو صرصر نے عرض کی ای
شہنشاہ خود کوکب مقابلہ شعلہ جوالہ مین اُترا ہوا ہو عمرو نے اس شوالے سے رہائی پائی ایسا نہو کہ
شیطان بچہ تسخیر ہو جائے عمرو اگر نخل سرد کو قلم کرے سب کو رہا کرکے لیجائے اُس سے کسی بات کا تعجب
نہین ہو آپ لشکر کشی کرین کوکب کو وہان سے ہٹا دین یا کوکب ملکہ شعلہ جوالہ پر جا پڑے اُسکو قتل
کرکے قطع نخل کی تدبیر کرے افراسیاب نے کہا ای صرصر تیغہ جوہر بار سامری کا ملنا بہت دشوار ہو

ملک ناممکن مگر میں لشکر کشی کرتا ہوں سب وزرا امرا نے اس رائے کو پسند کیا افراسیاب نے ایک نامہ ملکہ حیرت کو لکھا کہ لشکر کشی کر کے صحرائے گرد آباد میں جاؤ مقابلہ کوکب میں لشکر کو اتارو مابدولت بھی آتے ہیں ایک نامہ ماہیان زمرد پوش کو لکھا ایک نامہ آفات چار دست کو تحریر کیا یہ سب نامے روانہ کر کے افراسیاب جادو بھی سوار ہوا لیکن یہاں شہنشاہ کوکب مقابلہ شعلہ جوالہ میں فروکش ہیں ملکہ شعلہ جوالہ نخل سرو کو گھیرے ہوئے اتری ہوئی ہے آٹھو پہر حفاظت کرتی ہے طائر بھی کوئی نخل پر آکر نہیں بیٹھتا ایک قمری طوق محبت بہ گلو خوش آواز صدا میں سوز و گداز ہر وقت سحر وہ قمری نخل پر آکر بیٹھتی ہے زمزمہ سرائی کر کے چلی جاتی ہے اور کیا مجال کسی طائر کی کہ جو نخل سرو کے قریب بھی آسکے صبح کو کوکب دربارگاہ پر بیٹھے ہیں ایک جانب ملکہ بہار گلعذار بیٹھی ہیں اپنے سرداروں کی غمگین و ملول کوکب سے فرما رہی ہیں کیوں اے شہنشاہ اس نخل کا کیا انجام ہوگا ہمارے دل میں بھی حوصلہ ہے کہ ایک دن ہم بھی اس نخل پر سحر کریں کوکب کہتے ہیں جب تمہارا دل چاہے سحر کرو مگر شعلہ جوالہ ضرور حائل ہوگی اسکی تدبیر چاہیے بہار نے کہا انکو میں تنکے چنوادونگی خدا چاہے تو یہ خود پکار کرینگی کہ نخل کو قلم کرو ہرکاروں نے یہ خبر شعلہ جوالہ کو پہونچائی ملکہ بہار کا یہ ارادہ ہے کہ نخل پر سحر کریں شعلہ جوالہ نے اپنے مقام پر بھڑک کر کہا ملکہ بہار اسکے سائے میں بھی نہیں آسکتیں اگر قصد کرینگی تو بہت پچھتائینگی میں خود طبل جنگی بجواتی ہوں نخل کے گرد چوکی پہرے مقرر کیے چونکہ گرم مزاج ہے جاہلوں کے سر کا تاج ہے طبل جنگی بجوا ہی دیا ہرکاروں نے آکر کوکب و بہار کو یہ خبر پہونچائی بہار نے شگفتہ ہو کر کہا اے شہنشاہ یہ نیا گل پھولا کل کیفیت ظاہر ہوگی آپ بھی طبل جنگی بجوائیے یہاں بھی نقارۂ رزمی گرگرایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں شب تیرہ و تار طلایہ داروں کی پکار جانبین کے ساحر آمادۂ حرب و پیکار ملکہ شعلہ جوالہ آج بذات خود طلایہ دے رہی ہے سامنے لشکر کوکب کے آکر جیب منہ کھول دیا دھواں نکلا دس بیس نابینا ہوئے دس بیس جلکر خاک ہوئے کئی مرتبہ ملکہ بہار کو یہ خبر ہوئی کہ بی شعلہ جوالہ یہ بدعتیں کر رہی ہیں کئی ہزار آدمی بیکار ہوئے ملکہ بہار نے فرمایا شب تیرہ و تار میں وہ اپنی گرمی دکھائیں صبح کو سمجھا جائیگا جس گھڑی بہار پیرائے عالم نے باغ جہان کو شگفتہ کیا شاخ شفق پھولی گل خورشید بصد زیب و زینت گلشن فلک میں ٹانک دکھانے لگا ہوائے سرد چلی طائروں نے زمزمہ سرائی شروع کی بموجب عادت قدیم قمری خوش آواز بصد سوز و گداز زمزمہ سرائی کر رہی ہے دونوں لشکروں کو یہ غزل عاشقانہ سنا رہی ہے

غزل

جلتا ہون ہجر شاہد و یاد شراب مین | شوق شراب نے مجھے ڈالا عذاب مین
کہتے ہین تمکو ہوش نہین اضطراب مین | سارے گلے تمام ہوے اک جواب مین
پھیلی شمیم یار مرے اشک سرخ سے | دل کو غضب فشار ہوا پیچ و تاب مین
ہم کھو تو ہے تھے جب نہ کیا یار نے پسند | ای حسرت اسقدر غلطی انتخاب مین
رہتے ہین جمع کوچۂ جانان مین خاص و عام | آباد ایک گھر ہی جہان خراب مین
آنکھ اسکی پھر گئی تھی دل اپنا بھی پھر گیا | یہ اور انقلاب ہوا انقلاب مین
بدنام میرے گریۂ رسوا سے ہو چکے | اب عذر کیا رہا نگہ بے حجاب مین
مطالب کی جستجو نے یہ کیا حال کر دیا | حسرت بھی اب نہین دل ناکامیاب مین
ناکامیون سے کام رہا عمر بھر ہمین | پیری مین یاس ہی جو ہوس تھی شباب مین
ہی اختیار یار مین سود و زیان مگر | فاضل تھے ہم جہان سے قضا کے حساب مین
کیا جلوے یاد آئے کہ اپنی خبر نہین | بے بادہ مست ہون مین شب ماہتاب مین
ہیہم بجو دیا ہے صنم پر دم وداع | مومن خدا کو بھول گئے اضطراب مین

کوکب مرکب پر سوار ہوے پشت پر تمام لشکر ایک طرف ملکہ بہار گلعذار زر کنیزان ماہ رخسار جیسے ہی
قمری نے یہ غزل گائی کوکب نے دیکھا رنگ روے بہار متغیر ہونے لگا زلفون کو پریشانی آئینۂ رخسار پر
حیرانی کوکب نے جو بہار کا یہ حال دیکھا کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کیون بہار مزاج کیسا ہی بہار نے
غنچۂ دہن وا کیا کہا ای شہنشاہ کوکب صداے قمری سنکر دل کانپ رہا تھا جی چاہتا تھا نخل سرو کے
گرد پھرون آپ کی صداے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی کوکب نے کہا
ای ملکہ بہار ہوشیار ہو اسوقت سحر کی بوچھار ہی مین نے طائران سحر کو اڑتے ہوے دیکھا تھا تمہین نہین
معلوم ہوتے اور تمہاری ہی فکر ہی شعلۂ جوالہ بلا کی ساحرہ ہی تمہاری فکر مین ہی بہار نے کہا اب
مین ہوشیار ہون آپ مطمئن رہین کہ صفین جمین لشکر آراستہ ہوا نقیب نقابت کرنے لگے شعلۂ جوالہ
بھڑکتی ہوئی میدان مین آئی کان سے شعلۂ آتش ناک سے چنگاریان منھ سے دھوان نکلتا ہوا ایک
طاؤس پر سوار پکار کر آواز دی ملکہ بہار گلعذار کہان ہین آج نکلین تو احوال معلوم ہو تو سہی کہ غنچۂ
آرزو شگفتہ نمو گل حیات کو پژمردہ کرون باغ عالم مین بے ثمر رہین اپنی سحر و ساحری پر بہت پھولی ہین

ہین عندلیب خوشنواے باغ سحر و ساحری ہون یہ کہکر جوابنے پکارا ملکہ بہار نے اپنا طاؤس زرین بال
بڑھایا شہنشاہ کوکب سے اجازت لی میدان مین آگے پہونچین شعلۂ جوالہ نے منھ کھول دیا دھوئین
نے تمام میدان کو گھیر لیا کنیزان بہار مین غل بلند ہوا چنگاریان آگ کی یون چمکتی تھین جس طرح
شب تیرہ و تار مین جگنو چمکتے ہین بہار دھوئین مین بند ہو گئین شعلہ جوالہ نے پکار کر آواز دی وہ مارا
بعد تھوڑی دیر کے دھوئین سے ایک برق چمکی کچھ لونڈیان پڑین تمام دھوان غائب ہوا دیکھا ملکہ
بہار شگفتہ طاؤس اُڑا رہی ہین آواز دی نسیم سبکرو کمان چلی گئی وقت سحر تیرا ہی کام ہی یہ کہکر دستک
دی ایک گجرا پھولون کا ہاتھون سے کھول کر طرف شعلہ جوالہ کے پھینکا شعلۂ جوالہ نے منھ کھول کر
دستک دی ایک خنجر چمک کر گرا اُسنے گجرے کو کاٹا پھول مرجھا کر زمین پر گرے ہواے گرم چلی ملکہ بہار
کا چہرہ متغیر ہوا شعلۂ جوالہ پر بھی ملکہ بہار نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک آبخورہ پانی بھرا ہوا نکالا طرف
شعلۂ جوالہ کے پھینکا آواز دی بڑا ہوشیار ہو جاؤ ہوا ٹھنڈی چلی وہ گجرا کٹا ہوا جو زمین پر پڑا تھا وہ پھول
پھر شگفتہ ہوے ہوا نے اُسکو اُڑایا بارش پھولون کی ہونے لگی نسیم کے جھونکون سے آواز آئی او شعلۂ جوالہ

گوش ہوش سے سن **نظم**

گشتۂ اک عالم ہی تبسم لعبت خودکام کا — استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا
ہی تپ غم گور مین کھیل جوانی مین مجھے — دو پہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا
تختۂ میت فراق یار مین معراج ہی — دم آتا جاتا ہون موت کے پیغام کا
بادشاہی ہی گدائی کوچۂ دلدار کی — زیر پا ہر اک قدم ہی یان محل آرام کا
ہی صنم عاشق سے ملتی ہی نہین انکھڑی تری — نشہ اترے شراب حسن کے دو جام کا
طوق زرین گردنون مین قمریون کی جا بجا — سیر گلشن کو ہی عزم اُس سرو سیم اندام کا
داخل کعبہ ہوا کتنم قدم سے برہنہ — پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا
گیسوون نے کر دیا وہ چہرۂ حسن کو بے بال — نور ہوتا ہی زیادہ تر چراغ شام کا
ہی نسیمہ مستی مین اپنی عالم دیوانگی — حلقۂ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا
سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہی شکست — ٹوٹتا ہی خم پر اکثر جام خشت خام کا
یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ — حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

یہ صدا جو کان مین شعلہ جوالہ کے پہونچی جھومنے لگی آنکھین بند ہونے لگین کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی زمین سے نکلی اُسنے چھینٹا پانی کا منھ پر شعلہ جوالہ کے مارا کہا بی بی ہوشیار ہو چھینٹا دیکر وہ زمین مین غائب ہوگئی شعلہ جوالہ ہوش مین آئی کہا اے بہار اب کہان جاؤگی چاہا کہ دستک دون ملکہ بہار نے موتی کا چھپکا سر سے اُتارا آواز دی کہ اے شعلہ جوالہ ذرا ہوشیار ہو جا جیسے ہی چھپکا ٹوٹا پھولون نے اپنے رنگ دکھائے غنچے ناشگفتہ شگفتہ ہوئے شعلہ جوالہ کی بیقراری بڑھی ایسی پھولون کی بارش ہوئی کہ گرد شعلہ جوالہ کے پھولونکا انبار ہوگیا اُٹھا اُٹھا کر پھولون کو شعلہ جوالہ سونگھنے لگی ایک طرف سے آواز آئی مین بھی حاضر ہون تحفہ لیکر آئی ہون باغ عالم کے عجب رنگ ہین بہار کے یہی ڈھنگ ہین شعلہ جوالہ نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہجبین پھولون مین لدی ہوئی سامنے آئی گلے سے اپنے ایک ہار اُتار کر گلے مین شعلہ جوالہ کے پہنا دیا کہا بو اعشق بہار مین بڑے مزے ہین ہمیشہ شگفتہ رہوگی گوش ہوش واکرو بدل یہ اشعار سُنو

اشعار

کانون مین ترے دیکھے سونے کے کرنپھول
پیدا کرے سو رنگ کے گو خاک چمن پھول
ساقی یہ بہار چمنستان ہو دو ہفتہ
دل سادگی یار کے اوپر ہو نکلتا
زلفون کی لٹک دیکھ کے سودائی ہو سنبل
سنتے ہین جو شہرت تری نازک فگنی کی
عشرت کدۂ عاشق و معشوق نہین باغ
بلبل سے جو کی ہو کبھی اُس شوخ نے گرمی
بیفائدہ قمری کا ہے یہ درد سر عشق
آنکھون کو نہ دکھلائین ترے غنچے کی صورت
جو جب یہ الگ رسم آغوش کا کیا
قرآن کے عوض چاک پڑھو مطلع رنگین

ای سرو روان بھول گئے مرغ چمن پھول
ممکن نہین رخ سا ترے اک غنچہ دہن پھول
پالی بھی جو ما گون تو پلا شفق مین پھول
جھمکا ہو نہ مد نظر اپنا نہ کرن پھول
نازک بدنی پر تری گل کھائے سمن پھول
ہوتے ہین خوشی ایسے کہ جاتے ہین پیرہن پھول
دردِ لیا ہی بلبل نے تو اک شب نہ دلہن پھول
جھنکوائے گئے بہار مین ہین سیکڑون من پھول
پھل ہی نہ تو رکھتے ہین نہ کچھ سرو چمن پھول
نعمان اپنی جبین پر کی کرین چین وشکن پھول
کیا شانہ تن اپنا ہے نہ اُنکا ہے بدن پھول
آتش سے سخن گو کے ہین ای اہل سخن پھول

اُس نازنین نے یہ غزل سامنے شعلہ جوالہ کے گائی اور سب پھولون کا زیور اُتار کے شعلہ جوالہ کو پہنا دیا

اما بو تجھین پھولی پھلی رہو کبھی ہنکلی نہو بہار پیارے عالم کی ضمانت مین تمکو دیا بہار نے منہ نہ پھیرنا یہ کہکر وہ نازنین غائب ہوئی شعلہ جوالہ چپ کھڑی ہی پھولون کو سونگھتی جاتی ہی بعد عرصہ دراز میدان سے بڑی چٹکیان بجاتی ہوئی کچھ چٹکلے چپلے گاتی ہوئی زیور پھولون کا جو اپنے بدن مین دیکھا پھول گئی پکار اٹھی اے ملکہ بہار گلعذار یہ کنیز مشتاق جمال ہے آپکی شگفتگی سے یہ دعاگو بھی نہال ہے ذرا سامنے تو آیئے رنگ روے انور دکھائیے ملکہ بہار ہنستی جاتی ہین کئی مرتبہ سامنے آکر چہرہ بے نظیر دکھایا اب بیقراری شعلہ جوالہ کی اور بڑھی چاہتی ہی خدمت مین ملکہ بہار کی حاضر ہون گرد پھرون تصدق ہون نثار ہون ملکہ بہار اشارہ کر رہی ہین کوکب نے پکار کر آواز دی اے بہار کیا کہنا کیا رنگین سحر کیا دشمنون کو خار دیا شعلہ جوالہ بھڑکتی ہوئی آتی ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے ملکہ حیرت جادو تخت یاقوت نگار پر سوار گرد شاہزادیان وزیرزادیان تخت ملکہ حیرت کو گھیرے ہوے یاقوت زمرد پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پانچون خیاریان خواص خجستہ شعار ملکہ حیرت آگے آگے اہتمام کرتی ہوئین صرصر کی جو نگاہ شعلہ جوالہ پر پڑی کہا اے ملکہ عالم غضب ہوا آپ کی ہمشیرہ نے شعلہ جوالہ کو کس رنگ مین پھنسایا دیکھیے تو اسکا کیا حال ہے سات لاکھ جادوگرون کا لشکر حیرت کی پشت پر سب نے شعلہ جوالہ کو دیکھا مبہوت لب پر مہر سکوت جوش و خروش مین ملکہ بہار کی جستجو کر رہی ہی کبھی بیقرار ہوکر پکارتی ہی حضور کس مقام پر ہین لونڈی کو جلد اپنے پاس بلا لیجیے زیادہ نہ ترسائیے

نظم

کوچہ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے

دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے

پاؤن مین تاب ہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیے

زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہے دل
ہند سے کوچ جو کیجیے تو بدخشان چلیے

شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے

دم فنا کیجیے اپنا نفس سرو کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے

کان نے عشق فرشتے کی نہین سنتے ہین
کس سے کہتا ہے وہ غارتگر ایمان چلیے

ہاتھ سے ہاتھ پھنسا کر وہ گئے ہین جب سے
قصہ رہنا ہے یہی پاؤن کو یان وان چلیے

رہنما جوش جنون سا ہے بہار گل مین
طوق و زنجیر مین لیجیے زندان چلیے

زلف کے سودے میں اک عمر بسر کی آتش	بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

حیرت نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ملکہ بہار رنگ سحر دکھا رہی ہیں حیرت کو بہت غصہ آیا پکار کر آواز دی کیوں بہار تمہاری بے ادبی نہیں جاتی یہ کہکر آواز دی ای طائر رنگین شعلۂ جوالہ کو بچانا دیکھا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا گرد شعلۂ جوالہ کے چرخ مارا ازرہ سرائی کی منھ سے شعلۂ آتش نکلے طائر جلگیا وہ خاک شعلۂ جوالہ پر گری شعلۂ جوالہ کو ہوش آیا ملکہ حیرت کو دیکھکر بہت شرمائی لشکر کو اپنے آواز دی ارے ملکہ بہار کو مار لو یہ باغی جانے نہ پائے تمام لشکر شعلۂ جوالہ کا جا پڑا اُدھر سے بہار کی بھی کنیزیں آپڑیں جب تک لشکر حیرت پہونچے یہ دونوں لشکر آپس میں ملگئے سحر ہونے لگے بہار نے گلدستے مارے پھول برسائے ہزاروں کو دیوانہ کردیا شعلۂ جوالہ کو زخمی بھی کیا ہزاروں جادوگر شعلۂ جوالہ کے سر نثار رہے ہیں غل مچا رہے ہیں کوکب روشن ضمیر یہ سب معاملے دیکھ رہے ہیں تخت ملکہ حیرت بصد شوکت جو قریب آکر پہونچا دیکھا لشکر بہار زوال میں ہی شعلۂ جوالہ پہ وہ آفت ہی جہاں پھولوں کا انبار دیکھا پلٹ پڑی پھول اُٹھا کر سونگھنے لگی جوش وخروش بڑھتا جاتا ہی حیرت کو نہایت ناگوار ہوا آواز دی کیوں بوا بہار ہم سب باتوں کو تاڑتے ہیں تمہاری بے ادبی بڑھتی جاتی ہی بس اب سحر نہ کرنا ورنہ تمکو ملال ہوگا تمہارا سحر تمہاری ہی گردن پر سوار ہوگا بہار کے غنج میں جوش وخروش ہی بوٹا سا قد سائے میں نخل کے کھڑی ہوئی ہاتھ ہلا رہی ہیں رنگ رو سرخ پکار کے آواز دی او شعلۂ جوالہ کیوں نہیں بھڑکتی انجام سحر کا مزا دکھا دے کچھ ہمکو بھی سنا دے ہم تو تیرے مدت سے مشتاق ہیں یہ جو پکار کے بہار نے کہا شعلۂ جوالہ کا اور زیادہ چہرہ سرخ ہوا بیتاب ہوکر پکار اُٹھی جنوں میں کبھی ہیں کبھی اصل کیفیت یہ ہی

نظم

اُڑ جاتے ہوش سنتے جو دم بھر فغان دل	قینچی کی طرح چلتی ہی فرفر زبان دل
کیونکر مزے اُڑائیں نہ اس کمر و ناز سے	ہر برگ گل زبان تو غنچہ دہان دل
اے بت خدا کے سامنے فردائے حشر میں	کہتا تمہارا ظلم جو ہوتا دہان دل
باتیں شب فراق میں کرتا ہوں رات بھر	حیرت یہی نظر نہیں آتا دہان دل
لیتا لبوں کے بوسے دکھا کر رقیب کو	ہوتا اگر تمہارے جو چشم و دہان دل
آتا نظر نہیں کمر یار کی طرح	شاید ہی تنگ صورت غنچہ دہان دل

کیا مصلحت تھی ہمین خداے قدیر کی
حسرت ہی کیا نشانۂ تیر نگاہ کی
کرتا ہی زار صورت بلبل یہ کس طرح
ہوتا ہی تخلیے مین یہ کیسے ہمکلام کون
آتی ہی بے دہن جو صدا دل سے آہ کی
ای نور ایک قافیے مین ہی غزل تمام

دل تو بنایا پر نہ بنایا دہان دل
سوفار کی طرح جو کھلا ہو دہان دل
ظاہر بہ رنگ گل تو نہین ہو دہان دل
سنتے تو ہین یہی کہ نہین ہی دہان دل
ثابت ہی اس دلیل سے ہمپر دہان دل
موزون ہزار طرح کیے ہین دہان دل

یہ اشعار پڑھ کر نیچے کے قبضے پر ہاتھ ڈالا حیرت نے دیکھا کہ خاتمہ ہوتا ہی اب شعلۂ جوالہ اپنی جان دیدیگی
میری بات نہ سنیگی غصے مین تخت سے کود پڑی ایک دستک دی کہا ای گلفروش لینا ایک برق چمک کر
شعلۂ جوالہ پر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا ایک سنہری پنجہ چمکتا ہوا گرا اُس نے زیور پھولون کا جسم شعلۂ جوالہ
سے نوچکر پھینک دیا اُسی سنہرے پنجے نے شعلۂ جوالہ کا مُنھ دھلایا شعلۂ جوالہ کو ہوش آیا شرمندہ ہو کے
کھڑی ہوئی حیرت کو جھک جھک کر سلام کرنے لگی حیرت نے پھر دستک دی اور آواز دی بی مہار کو
لینا ایک پنجہ چمک کر طرف مہار کے چلا مہار نے ہر چند روگردانی کی مہار کے مُنھ پر پنجے نے ایک چھینٹا
پانی کا مارا مہار مبہوت ہوئی طرف حیرت کے چلی اور پکار کر آواز دی ہمشیرہ مجھے تمسے کیا عذر ہی مین نے
تو کبھی سرکشی نہین کی دیکھو شعلۂ جوالہ کا سحر اُتار دیا اپنے ہوش مین ہی مین بھی حاضر ہون مجھے کب حضرت
سے عذر ہی یہ کہکر مہار دوڑی جھک جھک کر کئی سلام کیے اب تو کوکب کو بہت ناگوار ہوا پکار کر آواز دی
او حیرت بس کہانتک سرکشی کروگی یہ کہکر گھوڑا بڑھایا حیرت نے ایک گولہ کوکب کو بھی مار دیا وہ گولہ
کوکب نے جو آتے دیکھا ایک تھپکی ماردی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا کہا حیرت دیکھو اُسی گولے سے ایک
عورت نکلی اُس عورت کے ہاتھ مین پچکاری تھی وہ پچکاری مُنھ پر مہار کے ماری مہار کو ہوش آیا
کوکب گھوڑا بڑھاکر حیرت پر جا پڑا حیرت نے سحر کی بوچھار کردی کوکب ہنس رہا ہی جب کوہ زندان
نمایان ہوے سحر پلٹ جاتا ہی حیرت کو دفع کرنا مشکل ہوتا ہی جب دس پانچ سحر حیرت نے کیے تو
کوکب نے کہا او حیرت مین بھی کوئی سحر کرون گھبرا جائیگی امان نہ پائیگی شعلۂ جوالہ کی اب جو شامت
آئی اُسنے اپنا سحر تیار کیا کوکب پر برق چمکائی وہ برق کاندھے پر کوکب کے گری زرہ کو کاٹا کوکب نے
پلٹ کر اُسی برق کو اشارہ کیا وہ برق تڑک کر شعلۂ جوالہ پر گری شعلۂ جوالہ کے دو ٹکڑے ہوے

شعلۂ جوالہ کا مزا کہ پھر حیرت سے کوکب نے کہا بس میرے سامنے سے ہٹ جا مجھکو خیال آتا ہی کہ افراسیاب
مجھسے شکایت کریگا حیرت کب مانتی ہی کوکب پر سحر کیے ہی جاتی ہی مہار ہر مرتبہ فرماتی ہین ای شہنشاہ
آپ ہٹ جائیے مین اسکو جواب دونگی کوکب نے کہا تمھارے روکے سے نہ رکیگی حیرت نے کارد سحر
پھینک ماری کوکب نے کارد پر ہاتھ مارا کارد تڑپ کر سر پر حیرت کے گری سر حیرت کا زخمی ہوا
کوکب نے چاہا حیرت پر جا پڑون کہ آسمان پر ابر ہفت رنگ پیدا ہوا افراسیاب زمین تخت ہی زیر ابر
طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے ابر رنگ سرخ و سبز و زرد بہ صد رعنائی بدلتا ہوا اُسپر کنیزان زرین پوش
بصد ناز و ادا رنگ رلیان کرتی ہوئی پکارتی ہین آمد شہنشاہ افراسیاب کی یہی صورت ہو انقلاب کی
یہ جو سب نے دیکھا کہ اس دھوم سے افراسیاب آتا ہی ہوا سے سر دیکھی کلی غنچے چٹکے پھولون نے رنگ
پکڑے شاخون نے ہاتھ بڑھائے نخل سر سبز و شاداب وجد مین آئے وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا افراسیاب
تاج پہنے ہوئے گرد مصاحبان دمساز مگس رانی کرتے ہوئے کیا مجال ہی کہ کوئی جانور قریب افراسیاب
آسکے طائران ابر طائر غیر کو پر مارتے ہین کبھی طائر اُڑتے ہوئے اُس غول مین آئے طائران ابر نے چیر پھاڑ
کر انکو پھینک دیا افراسیاب نے جو حیرت کو زخمی دیکھا غصے مین آواز دی کیون او کوکب تو نے
ہمارا پاس نہ کیا کوکب نے کہا مجھ عام ہی جب اسنے سحر کی بوچھار کی تب مین نے بھی ہاتھ چلایا اسکا سر
زخمی ہوا شعلۂ جوالہ کا لاشہ دیکھکر افراسیاب بہت گرم ہوا طرف کوکب کے چلا کہا ای کوکب آج امتحان
سحر ہو شعلۂ جوالہ کو مارا حیرت کو زخمی کیا اب کوکب نے بھی آستینین اُلٹین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی
او افراسیاب کیا کرتا ہی آستین اُلٹنا ہزارہا بندگان سامری مارے جائینگے سب نے دیکھا کہ ماہیان
بصد جوش و خروش آکر پہنچی برابر افراسیاب کے آکر کھڑی ہوئی کہا ای کوکب اپنی جان کو غنیمت جانو
اور چلے جاؤ اگر ہم دونون ملکر سحر کرینگے تمھین جان بچانا مشکل ہوگی کوکب نے کہا ای افراسیاب شرم کرو
نانی امان تمھاری زبان درازی کر رہی ہین مین سحر کرون تو زبان لنگ کر دے ماہیان نے کہا کیا مجال
ای کوکب مین بادشاہ پردۂ ظلمات ہون وہ سحر کرون کہ راستہ نہ ملے نکلنا دشوار ہو ادھر سے ماہیان
بڑھی ادھر سے کوکب نے قصد کیا کہ ماہیان پر جا پڑون کہ پہلو سے نعرہ ہوا ای شہنشاہ طلسم نور افشان
تمھارا یہ مرتبہ نہین ہی کہ اس نامنصف سے مقابلہ کرو مین آکے اسکی گردن لیتا ہون سب نے دیکھا ایک مرد
دلیر تن جوان صف شکن بڑے زور و شور سے آکے پہونچا گھوڑے پر سوار زنار زیب گلو

جوان خوش رو سپر بر پشت شمشیر برقتاب قبضے میں کئی سو جوانان زناروار بہ صد شوکت و وقار نعرے ہلاتے
گھوڑے چمکاتے پیدا ہوئے پھر اُن طرف ماہیان کے متوجہ ہوا کوکب نے افراسیاب پر قصد کیا
طرف سے کوہ زرہ حیدری کے ابر سے بارا اٹھا اسمیں برق کی چمک رعد کی گرج عورتوں کی باتوں کی آواز
سب اُسی طرف بڑھنے لگے دیکھا آفات چہار دست بدست تخت اڑاتی ہوئی لال چھتری سر سے
ڈھلکی ہوئی چندیا جھلکتی ہوئی چالیس پتلیاں سنہری چہار طرف سے اسکو گھیرے ہوئے چاؤں چاؤں
کرتی ہوئیں خبر آئندہ و گذشتہ زبان پر جاری ایک کہتی ہوئی کہ لو اب زمانہ انقلاب ہے دل بہت بیتاب ہے
دوسری کہتی ہے لو ہمارا کوئی کیا کرسکتا ہے تیسری کہتی ہے لو جب زوال آیا سب اسمیں مبتلا ہونگے ایک
کہتی ہے ہم خدمت سامری میں جائینگے جفا و مصیبت نہ اٹھائینگے اپنے اپنے طور پر خبر آئندہ و گذشتہ
بیان کرتی ہیں آفات منع کرتی ہے بیبیو یہ باتیں نہ کرو میرے بچے کو ناگوار ہوتا ہے جو ہونا ہوگا وہ
ہو ہوگا سب حالات میرے ناخنوں پر لکھے ہیں لیکن بیان کرنے سے کیا فائدہ آفات جو آئی کمر
افراسیاب کی مضبوط ہوئی پکار کر آواز دی کیوں کوکب تو نہیں مانتا آپڑوں کیزان سامری کو
حکم دوں کہ تجھکو چیر پھاڑ کر پھینک دیں کوکب طرف آفات کے پلٹے تھے کہ طرف سے قہر نورافشانی
کے ایک ابر گوہر فشاں پیدا ہوا اور آواز ہیبت ناک آئی او آفات خبردار گراب ہوئے جسم کوکب کو ہوا
سب پتلیوں کو جلا دونگا نیز خطہ و نشان خاک میں ملا دونگا سب نے دیکھا شہنشاہ نورافشاں
بہ صد شوکت و شان تخت یاقوت احمر پر سوار پتلے سنہرے گرد تخت کے نیمچہ ہائے برہنہ ہاتھ
میں لیے ہوئے کہتے ہیں انشاء اللہ کیزان سامری پر جا پڑیں ان شتلوں کو چیر پھاڑ کر پھینک دیں
نورافشاں نے آفات کو للکارا آفات نے طرف نورافشاں کے رخ کیا نورافشاں طرف
آفات کے متوجہ ہوئے جس جگہ مقابلہ ماہیان میں کوکب بمقابلہ افراسیاب نورافشاں سامنے
آفات چہار دست کے ہوئے دامن میں لشکر یا سے بیشمار آسمان پر لکہ ہائے ابر چھا رہے
ہیں ہزارہا طائر اڑ رہے ہیں زمین سے غبار زرد اٹھتا ہے نخلہائے صحرا کانپ رہے ہیں معلوم ہوتا ہے
کہ شعر اگر گرینگے عجب طرح کا ہنگامہ ہے اس ہنگامے میں آفات نے ایک سنہری پتلی کو اشارہ کیا ادھر سے
نورافشاں نے حکم دیا سبز پتلا پتلی پر جا پڑا دونوں میں جنگ ہونے لگی شعلہ ہائے آتش دونوں
کے منہ سے چھوٹ رہے ہیں پتلے پھٹنے کے ساتھ جل رہے ہیں آفات بھی اشارہ کرتی ہے نورافشاں نے

ابروے خمدار ہلا کے لگی خنجر جھکا کر تیلی پر گرے پتیلے نے ہاتھ جما کر بیچ مارا تیلی نے سر آگے کر دیا بیچ اُچٹ گیا نورافشان نے کہا او ظالم قتل میں زن مشغل کے اتنی دیر کیوں خوش کرتا ہے پتیلہ پھر تیلی سے لپٹ گیا آپس میں کشتی ہونے لگی تیلی اپنے کو بچاتی ہے پتیلہ بھی نہیں چھوڑتا کبھی بچا بچا کے ہاتھوں دن پیل کرے دونوں کبھی لپٹا چھوڑ دیا اڑتا ہوا سب نے آواز سنی آفات نے کہا او مشغل کیوں دیر کی ہے پتیلے کی کیا حقیقت ہے تو ساکن کو ہ زبرجدی ہے تیلی تڑپ کر پتیلے سے لپٹنے لگی پتیلے کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا نورافشان کا بھی کچھ اشارہ ہوا پتیلے نے دونوں پاؤں تیلی کے تھامے پھرا کا مارا تیلی کو چیر کر پھینک دیا تیلی کا مرنا صورت انقلاب تو ظاہر تھی کہ غبار زرد بلند ہوا تیلی کا مرنا غضب ہوگیا وہ اندھیرا چھایا کہ تمام صحرا ظلمات بنگیا آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام میں کنیز سامری بود افراسیاب کو کب پرچھا پڑا ماہیان زمرد پوش پر مرتب روکیش تن جا پڑا آفات ونورافشان سے سحر چلنے لگا اسوقت کا ہنگامہ کیا تحریر کروں زمین کو جنبش آسمان پر لکہ ہائے ابر لہرا رہے ہیں طائر غل مچا رہے ہیں چالیس منزل کے گرد میں وہ صحرا نمیں یہ ہنگامہ ہے افراسیاب کے ہاتھ سے گولے چل رہے ہیں ماہیان زمرد پوش کے عجائب و غرائب آفات کے شعبدے ہر خرد و کلان معروف سحر سازی ساحروں کی شعبدہ بازی ہنگامہ گیر و دار طلب ہر کس و ناکس دردمند ہے لاکھوں لاشے زمین پر لوٹ رہے ہیں تاثیر سے زور و شور سے سحر چل رہے ہیں شعلہا سے صحرا مثل شمع کافوری جل رہے ہیں ان چیدہ ساحروں کے سحر قیامت کے و تماشے طائروں کے اڑنے کے سناٹے برق خاطف کی چمک بہار کے پھولوں کی مہک جب گلدستہ مارا گورے گورے ہاتھوں سے دستک دی ہزار دو ہزار جادوگر پھولوں کی بو سونگھکر مست ہو سے ردیف بہار میں یہ اشعار حسرت آثار پڑھنے لگے اشعار

شاخ گل پر کب چہکتے ہیں یہ مرغان بہار — شکر کرتے ہیں گلستان میں خوش الحان بہار

گل کھلے ہیں موسم گل ہے ہے سامان بہار — عندلیبوں کو ہے لازم شکر احسان بہار

چاہیے غنچے بلائیں لیں تصدق ہو نسیم — انگشت گل ہیں دھونے شگفتہ ہاے جان بہار

گل ہے شاہد بادہ ہے شبنم تو ساقی ہے صبا — مست ہیں ہر گلشن میں ہم مستان بہار

جوش مستی ہے ہوا جوش جنون کیونکر نہ ہو — شستہ نصاب کا سنے مرغان بہار

رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہر چمن ... نرگس و گل کا نصب ہی حور و غلمان بہار
ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہین آراستہ ... تختۂ گلزار ہی اورنگ سلطان بہار
برگ در برگ کا ذکر کیا ہین خار تک زیر نگین ... کشور گلزار مین جاری ہی فرمان بہار
بدنصیبون کو گلون سے ہی ہم آغوشی نصیب ... وصل اب بیواسطہ ہی مہر مرغان بہار
فصل گل مین تو بہ گل سے ہی رعنا کو الم ... بے مے و ساقی ہی سب برباد احسان بہار

افراسیاب نے جو دیکھا رنگ سحر بہار جادو ہزار جوان سر ٹکراتے ہوئے آتے ہین ہزارون نے جان دیدی سیکڑون جان دینے پر آمادہ ہین کوئی مجنون کو پکار رہا ہی کوئی فرہاد کا نام لیکر للکار رہا ہی کوئی کہتا ہی ہمنے قصۂ عشق یوسف و زلیخا خوب سنا ہی ایک کہتا ہی ہمنے قصۂ لیلی و مجنون کتابون مین دیکھا ہی ایک کہتا ہی مین دیوانہ ہو جاؤنگا افراسیاب نے اشارہ کیا دیرہ کوہ سے ایک نازنین حسین پیدا ہوئی ان سبھون کے سامنے یہ اشعار غیرت آثار پڑھنے لگی نظم

نہ رہا شربت وصلت بت ترسا ہوکر ... خوب بیمار کو اچھا کیا عیسا ہوکر
کھوکے ناموس ہوا وصل صنم ہمکو نصیب ... پہونچے ہم منزل مقصود کو رسوا ہوکر
شہر ہی عشق پر آشوب کا طوفان دیکھو ... دل اب آنکھونسے بہا جاتا ہی دریا ہوکر
عشق صادق مین نہین ننگ کو کچھ نام کا کام ... چھوڑ دے دامن یوسف کو زلیخا ہوکر
رات کو اس در دندان کا تصور جو بندھا ... چرخ پر مجھکو نظر آگیا تارا ہوکر
بند گیسو کے بندھا ہی مجھے ابرو کا خیال ... خانۂ کعبہ مین پہونچا ہون کلیسا ہوکر
شوخ چشمی تری اللہ ری چشم بد دور ... پتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہوکر
تجھ ہی بزم سے وہ آفت جان اٹھتا ہی ... فتنے کر دے نہ قیامت کہین برپا ہوکر
قتل کرتے ہو کہو شوق سے اب بسم اللہ ... یہ گلے دیتے ہین بچ جاؤگے رسوا ہوکر
دین بھی نذر بتان کرتے ہو اے حضرت دل ... دم نہ دو ہر چند اچھا مسیحا ہوکر
یہ دل آزار تو ہین نام کے دلدار فقط ... دل حسینون کو دیے دیتے ہو رعنا ہوکر

جب اس نازنین نے یہ اشعار گائے ان سب کے ہوش درست ہوئے ہر چند یہ سحر بہار کا رنگ جما ہی افراسیاب اُسے مٹا دیتا ہی ایک ہنگامہ برپا ہی افراسیاب کہتا ہی آج یقین ہی کہ فوجین نہ باقی رہین

لاکھون کے خون ہونگے آفات کہتی ہی آج کوکب کو زندہ نہ جانے دونگی ہر مرتبہ آفات جہاں بروت
نورافشان کے سامنے سے بھاگتی ہی کوکب کی طرف قصد کرتی ہی برہمن روئین تن جوان صف شکن
کوکب پر سینہ سپر ہی جس کسی نے کوکب پر سحر کرنیکا ارادہ کیا برہمن پہلے آگے بڑھ جاتا ہی سینہ سپر کرتا ہی
کوکب کو بچاتا ہی لیکار کر افراسیاب کو سُناتا ہی کہ او بے غیرت تجھکو شرم نہین آتی نانی دادی کے
بھروسے پر دعوی سلطنت ہوشربا ہی ہم کبھی کسی مقام پر نہین رکے مستورات کا میدان مین آنا تجکو
مبارک ہو یہ سنکر افراسیاب اور زیادہ جھلایا جیک جہاک کے لڑنے لگا عین گرمی جنگ ہی نخل سرو سے
لٹتے ہوے الگ آگئے ہین وہی قمری جو روز مرہ نخل پر زمزمہ سرائی کرتی تھی وہ قمری ابھی زمزمہ سرائی
کررہی ہی مگر نہایت ملول و حزین رنجیدہ و غمگین زمزمہ سرائی مین وہ مزا نہین کہ پہلو سے سرو سے نعرے
کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم ہنر پروشت طراری منم نہنگ بحر عیاری ماہ
آسمان جلالت و جرأت یکہ تاز میدان سطوت و شوکت نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان	عمر و ذی حشم مہتر مہتران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر غدر شیدا ہوا	اڑاتا ہون کھانے کے مین دھوئین	جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
مرا لکمہ ہی گلشن قیل و قال	مری چال سے ہی صبا پائمال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تمھاری گروپا پوش کا	مرا افسر ذی حشم نامدار	امیر عرب شیر پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی	کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی	افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا

عمرو ایک دیو کی گردن پر سوار آسمان سے اترتا ہوا آتا ہی افراسیاب نے چاہا بلنون نورافشان
نے جھپٹ کر گولہ مارا کہ افراسیاب پر آگ برسنے لگی افراسیاب اسکو دفع کرنے لگا اتنے عرصے مین
عمرو قریب نخل پہونچا آفات و ماہیان بھی مجبور ہین برہمن و نورافشان و کوکب کے سحر سے
تلوارین برس رہی ہین کچھ پتلے سنہری پیدا ہوے تھے لڑائی مین مصروف تھے افراسیاب ان سبکا
علاج کررہا ہی جب دستک دی پانی پڑا انگارے برسائے خنجرون کو سپر سے روکا سپرین زلادی
گرد سر پھرا رہی ہین جو خنجر ان سپرون پر گرا خنجر ٹوٹا پتلے کے سر پر تاثیر نہوئی افراسیاب نے جلال
تاج سر کا عکس ڈالدیا پتلے جلکر خاک ہوا اسطرح سحرون کو مٹا رہا ہی مگر مہلت نہین ملتی کہ قریب نخل
سرو جائے کوکب و برہمن و نورافشان بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین عمرو نے قریب نخل پہونچکر

قمری پر ہاتھ ڈالا قمری تڑپ کر اڑی اس دیو نے جنگل مار کر کھا لیا قمری کا مرنا ایک آواز مہیب آئی
کہ زمین تھرائی یہ صدا تھی کہ او افراسیاب خانہ خراب قمری قتل ہوئی اب کیا کروں سوائے اسکے کہ
اپنی جان دوں اب بھی آجا مجھکو بچا تو بڑی بات ہے لیکن افراسیاب نہیں جا سکتا عمرو نے دوڑ کر
تیشہ جو ہزار ساحری کا تھا کھینچا افراسیاب گھبرا گیا کہ یہ تیشہ عمرو نے کیونکر پایا ہر چند چاہا کہ روکوں
کوکب و نور افشاں نکلنے نہیں دیتے عمرو جست کر برابر نخل سحر کے پہونچا جیسے ہی تیشے کا عکس نخل پر
پڑا شبان سے وہ گلکاریاں تماشا میں تھرائیں عمرو نے ہاتھ مارا اسوقت صدائیں ہیبت ناک اور صدائیں نخل
سے نکلتے ہیں ایک دو ٹکڑا ہوا طبقات زمین ہلگئے بیچ نخل سے ایک طائر نکلا آسمان پر آیا پکار کے
آواز دی اے ساکنان طلسم آگاہ ہو کہ جاے بربادی طلسم ظاہر ہوئی اس گنبد کا ٹوٹنا خاص صورت
بربادی طلسم ہے اب افراسیاب بھی ہاتھ سے اسد کے مارا جائیگا افراسیاب نے چاہا کہ ایک دانہ
آتش کا طائر پر پھینک مارا طائر اڑ گیا گرد نخل کے اندھیرا ہوا پہلو سے نعرہ ہوا یا شیدا ہی کافران پڑھ دعا
رو شکران طلسم ہوشربا میں باغبان قدرت ایک طرف سے نعرہ ہوا میں صفدر و صف شکن ملک
بران شمشیرزن ایک طرف سے رعد برق و سمرق لامع و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ گلشن وغیرہ
کا نعرہ ہوا چالیس سردار جھپٹ کر جو لشکر افراسیاب پر گرے کئی لاکھ ساحر مارے گئے آفات نے
لشکر پر زور لشکر مسلمانان کا غیر تھا جو ہمارے لشکر پر تباہی افراسیاب پریشان ایک طرف سے وہ شیطان بچے
عمرو کی بوند سے آکر لڑائی میں مصروف ہوا ہزاروں کو چیر کر پھینک دیا خواجہ عمرو و کلیم اوڑھے
ہوئے لوٹتے پھرتے ہیں ہزاروں مر رہے جادوگروں کے برہنہ پڑے ہیں کمر ٹٹولی اور برہنہ کر دیا سب
عیار بچیاں سر بہشتی پھرتی ہیں آفات عیار دست نے ماہیان سے کہا دیکھا تو نے کہ عمرو نے
ہو کر اقلیم کو دغا سے کر غارت کیا شیطان بچے کو تسخیر کر لیا اسکی ذات سے بڑے بڑے کام نکلینگے
ہزاروں جادوگر برباد شیطان بچے نے بڑے بڑے افسرون کو چنگل مارا ایسا نہو کر افراسیاب
کو کوئی صدمہ پہونچا ہے تم افراسیاب کو لیجاؤ میں حیرت کی حفاظت کرونگی ماہیان بھی یہی
چاہتی تھیں ماہیان سے عاجز ہو رہی تھی کتنی تھی کیا لڑائی بگڑی بیشک تم کرا ہی سے اب رنگ دکھایا بہت کچھ
افسوس کر کے افراسیاب پر گری کمر میں تیغہ دیا لے اڑی افراسیاب گالیاں دیتا پکارا ہی
مجھکو کہاں لیے جاتی ہے گنبد سحر ساحری برباد ہوا میں آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ماہیان

ہائے مار کر جو بلند ہوئی افراسیاب بیہوش ہو گیا جب آفات نے دیکھا کہ افراسیاب لٹک گیا جھپٹ کے دو تین گوسے ایسے مارے کہ اندھیر ہو گیا اُس اندھیرے میں ملکہ حیرت و چند سرداران نامی کو دام جمشیدی مار کر کاندھے پر لیا اور ایک آواز دی کہ خبردار اب کوئی جنگ نہ کرے لشکر علیحدہ ہو جائیں نور افشاں وغیرہ نے چاہا آفات کو روکیں مگر آفات نزدیکی نکل گئی لشکر والے الگ ہو گئے کوکب دمہا جسے بارگاہ میں وغیرہ اپنے خیمے میں گئیں کوکب بران سے ملے غنچۂ آرزو کھلا کوکب و نور افشاں و برہمن خواجہ عمرو سے ملے نور افشاں نے کہا خواجہ کیا کمال کیا سرحد کوہ غرائب وہ مقام تھا کہ کبھی کسی نے اُس طرف قدم نہیں رکھا افراسیاب نے جب طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا یہ نہ ہو سکا کہ بادشاہ کوہ غرائب کو بلائے یہ بھی خوف رہا کہ ایسا نہو باغی ہو جائے تو باعث خرابی ہو اسکا تو غرور اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ جواب میں لکھا ہمکو بخوبی معلوم ہوا کہ شہنشاہ لاچین نے انتقال فرمایا افراسیاب کو اپنے مقام پہ خوشی سے بیٹھا گیا ہم بھی بعد صرف جو کچھ بچیگا بطور خراج روانہ کرینگے افراسیاب خاموش ہو رہا کہ ایسا نہو بگڑ جائے آج تک اُسنے افراسیاب کو خراج نہ دیا تھا یہ باتیں کرتے ہوئے بارگاہ میں آئے ناچ رنگ شروع ہوا نازنینان مہجبین حاضر ہوئیں غزلیں اُستادان ہندی کی گانے لگیں ایک گائن سامنے کھڑی ہو کر یہ غزل گانے لگی نظم

ہوں وہ واماندہ نشاں ہمرہاں ملتا نہیں ۔۔۔ کارواں کیسا غبار کارواں ملتا نہیں
ڈھونڈتے ہیں پر نشاں بے نشاں ملتا نہیں ۔۔۔ جان جسپر جی ہو وہ جان جہاں ملتا نہیں
عشق لایا ہے جو شبخون غارت دل کے لیے ۔۔۔ خیمۂ شکیب و صبر کوئی پاسباں ملتا نہیں
آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہیں ہاں ۔۔۔ عذر ہے معقول تیں اے مہرباں ملتا نہیں
باہمہ رفعت تصدق روز ہے ہر صبح و شام ۔۔۔ کون کہتا ہے زمیں سے آسماں ملتا نہیں
جان شیریں کا مجھے دینا ہے آسان تمہارا ۔۔۔ ڈوبنے کو زنخداں سا کنواں ملتا نہیں
جوش گل ہے دلمیں کیا گلشن میں جا باقی نہیں ۔۔۔ عندلیبوں کو مقام آشیاں ملتا نہیں
روز مجھ پر جا بیگنہ پر تیز ہوتی ہے چھری ۔۔۔ بوالہوس کیا شکوہ ہے امتحاں ملتا نہیں
دُھوپ پہ آتا ہے ناحق خاکساروں کی ہما ۔۔۔ خاک کھائیگا کہ تا مد استخواں ملتا نہیں
دختر رز پیر کو فصل گل میں ہے رنگ شباب ۔۔۔ اب فراغ حضرت پیر مغاں ملتا نہیں

دشت وحشت میں ہوں اک سے سرگرم تلاش
واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جوہر بعد قتل

جس میں یوسف ہو مراد وہ کاروان ملتا نہیں
کھلکے پچتاتے ہیں رعنا سا جوان ملتا نہیں

بڑے لطف سے جشن ہوا رات بھر جلسہ رہا صبح کو کوکب ولوزافشان و برہمن ملکہ بران کو اپنے ساتھ لیکر طرف طلسم نورافشان کے روانہ ہوے خواجہ بیٹھے ہیں صبح کا وقت ہی جو سردار جانے والے ہین رخصت ہوتے جاتے ہین باغبان و ہلال وغیرہ آئے خواجہ نے کہا باغبان تیاری کرو ملکہ مہرخ گھبراتی ہونگی ہلال وغیرہ آئین ملکہ لیلا بھی آئین سب سردارون کی سواریان تیار ہین باغبان نے لشکر آراستہ کیا نوبت نقارے بجنے لگے طاؤسان زرین بال واژدران آتش فشا تجمل رہے ہین دمبدم خواجہ فرماتے ہین ملکہ بہار نہین تشریف لائین کہ ایک طرف سے رونیکی آواز آئی خواجہ گھبرا کے دیکھنے لگے دیکھا چند کنیزان بہار سر جھکائی ہوئی سامنے خواجہ کے آئین کہا ای شہنشاہ اوج عیاری ملکہ بہار بستر خواب پر نہین ہین خواجہ نے کلیجہ تھام لیا کہا او صاحبو غضب ہوا دوڑے ہوے خیمے مین آئے خواجہ کے ساتھ باغبان وغیرہ بھی موجود ہین خیمے مین آکر دیکھا ملکہ بہار کا پلنگ خالی پڑا ہی نقب بھی نہین لگی قبہ بھی نہین پھٹا سرا پچہ بھی چاک نہین عمرو نے کہا ای باغبان یہ کیا معرکہ ہی باغبان نے کہا خواجہ یہ کسی ساحر کا کام ہی عیار کا طریقہ نہین ہی عمرو نے کہا ای باغبان دریافت تو کرو باغبان نے کہا کسی ساحر نے ایسے تکلف سے سحر کیا ہی کوئی شی سحر کی نہین چھوڑی اگر کوئی ماش کا دانہ ہوتا یا کوئی شی اشیاے سحر سے ہوتی تو اُس سے شناخت کرتا اُسی شی ۔۔۔ دلوتا کہ تو کسکا سحر ہی ایسے تکلف سے اُسنے سحر کیا کہ کوئی شی نہ چھوڑی اب تو خواجہ حیران ہوے سب کی صلاح یہ ہوئی کہ اُس شیطان بچے سے دریافت کیا جائے کہ ملکہ بہار کو کون لیگیا خواجہ نے اُسی وقت اُسکے موے سر کو پیچ و تاب دیا فوراً شیطان بچہ حاضر ہوا خواجہ نے کہا ای شعلہ خوار آتش خو بتا کہ بہار کو کون لیگیا شعلہ خوار نے کہا مین تو آپ سے رخصت ہوکر اپنے بھائی بندون مین گیا تھا مین نے بھی جشن کیا مجھے خبر نہین مگر مین دریافت کرتا ہون یہ کہکر غائب ہوا بعد تھوڑے عرصے کے ہنستا ہوا آیا کہا خواجہ عجیب معرکہ گذرا ملکہ سمن بنت یاسمن اس راہ سے جاتی تھین تین لاکھ کا لشکر ساتھ تھا جب افراسیاب کو ماہیان پردہ ظلمات مین لیگئی افراسیاب جب ہوشیار ہوا اپنی بدنصیبی پر سبت رویا کہا نانی امان سار بان زادے

نے ایسا کام کیا کہ عقل مین نہین آتا رات کو ماہیان کو دھوکا دیکر افراسیاب چلا کہ جاکر لشکر مسلمانان پر شب خون کرون لاکھ دو لاکھ کو مٹا دون آپ کا لشکر پانچ کوس پر باقی تھا وہان پر ملکہ سمن فرو کش تھین افراسیاب کو دیکھکر بہ تعظیم اُٹھین شب ماہ مین لاکر اپنی بارگاہ مین بٹھایا افراسیاب ایسا رنجیدہ تھا کہ شگفتہ نہوا ملکہ سمن بنت یاسمن نے پوچھا شہنشاہ کو بہت رنجیدہ پاتی ہون آپ کی پریشانی سے ازحد گھبراتی ہون افراسیاب کو اُسوقت ملکہ بہار کا خیال تھا اُنھونے آنسو ٹپک پڑے کہا اے ملکہ سمن بنت یاسمن قلب پر ہجوم غم و الم ہی نہ میرا دل رہتا ہی بہار مخمور دونون نکل گئین بہار کے نکل جانیکا داغ ہی کب غم سے دل کو فراغ ہی کیا اپنی کیفیت بیان کرون باغ سیب مین سناٹا ہی ہر پھول مرجھایا ہوا ہی جب غنچے چٹکتے ہین آہ کی آواز آتی ہی پھولون کا رنگ متغیر نہرون کو دیکھ دل بھر آتا ہی بکثرت غم و الم کے جوش اٹھ پہر یہ فراق دیدہ خاموش ہر وقت رو یا کرتی ہون باغ سے دل گھبرا یا کرتا ہی اب یہ کیفیت ہی

نظم

موے پہ مجھسے وہی رنج یار باقی ہی	ملا یا خاک مین لیکن غبار باقی ہی
رہا نہ کوئی غم یار کے سوا ہمراہ	بس ایک قبر مین یہ یار غار باقی ہی
یہان تو ہستی موہوم سے ہین نشئے ہرن	تجھے ابھی وہی غافل خمار باقی ہی
اڑائین دامن صحرا کی دھجیان ہمنے	کہان ہمارے گریبان مین تار باقی ہی
تمھارے تیر نگہ نے جہان کو صید کیا	اب اک غزال حرم کا شکار باقی ہی
عدم وجود برابر ہی ملک ہستی کا	فنا جہان کو ہی پروردگار باقی ہی
اڑائی خاک یہ مقتل مین آکے کشتون کی	نشان تک نہین اک شہسوار باقی ہی
خدا کا ڈر ہو تو ڈر جور و ظلم عاشق سے	کسی پہ جبر نہ کر اختیار باقی ہی
کسی کی حسرت دیدار مین مزار عشا	کھلی ہی آنکھ ابھی انتظار باقی ہی

رنجیدہ و کبیدہ ہوکر جو افراسیاب نے یہ غزل پڑھی سمن بنت یاسمن نے کہا حضور تردد نکرین کنیز اُسکو لے آئیگی آپ کے سامنے کیا مجال ہی کہ سرکشی کرسکین حضور آپ کے سامنے مجال ہی کہ لفظ انکار زبان پر لائین مدت مدید سے کنیز یہ حالات سن رہی ہی مجھکو اشتیاق تھا کہ بی بہار سے مقابلہ کرون جب یہ ثابت ہوا کہ منظور نظر سرکار ہین تو اب مقابلہ نہ کرونگی مگر اُنکو لے آؤنگی سمجھاکر

خدمت مین شہنشاہ کی پہونچا دونگی یہ سُنکر افراسیاب باغ باغ ہو گیا کہا ای سمن اگر یہ کام تمسے بن پڑا
تو تمکو نائب طلسم کرونگا ملکہ سمن نے افراسیاب کو سمجھا کر رخصت کیا آپ شب کو نقب سحر دیکر آئی ہر چند
کہ انتظام بہار تھا لیکن سمن سحر کر کے پہونچی ملکہ بہار کو گرفتار کر کے لیگئی ایسا اُسکو اشتیاق تھا کہ رات ہی
کو ملکہ بہار کو ہوشیار کیا اور سمجھایا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اب تو تو گرفتار
کرالائی ہو شیطان بچے نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مین تلاش کیے گیا ملکہ بہار کو دیکھ آیا اب
سمن نے افراسیاب کو نامہ لکھا ہو یقین ہی کہ افراسیاب آئے آپ اپنے کو قبل آنے افراسیاب کے
وہان پہونچائیے جسطرح مناسب ہو رہا کرلائیے غلام کے جانیکا موقع نہین ہی یہ سب حال بہار کا
شیطان بچے نے بیان کیا باغبان وغیرہ آمادہ ہوے کہ ابھی جاکر سمن سے مقابلہ کرین بہار کو
رہا کرکے لائین خواجہ نے سب کو منع کیا کہا مین جاتا ہون جاکر بہار کی فکر کرتا ہون اگر مناسب ہو وقت
پڑا تو شیطان بچہ رخصت ہوا خواجہ عمرو طرف لشکر سمن کے روانہ ہوے دور سے آکے دیکھا لشکر ملکہ
سمن کا فروکش ہی دربارگاہ پیش خیمہ ہی گرد کنیزین مصاحب ہیں ذکر ہو رہا ہی کہ بہار سرکشی کرتی ہی
مین نے شہنشاہ کو بلوایا ہی وہ آکر سمجھا لینگے خواجہ عمرو نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا
ملکہ صرصر کی صورت بنکر تیار ہوے ٹہلتے ہوے سامنے ملکہ سمن کے پہونچے سمن نے پکار کر آواز دی
ملکہ صرصر کہان جاتی ہو خواجہ پلٹ پڑے سمن نے بلا لیا سب کیفیت بیان کی کہا ملکہ صرصر بیٹھو مین نے
شہنشاہ کو نامہ لکھا ہی وہ بھی تشریف لایا چاہتے ہین صرصر نقلی نے کہا آپ بہار کی مزاج دان نہین ہین
ہم بچپن سے مزاج دان رہے ابھی سمجھا دینگے سمن نے کہا ای ملکہ صرصر اگر بہار کو راضی کیا مجھپر احسان
ہوگا شہنشاہ مجھسے بڑا وعدہ کر گئے ہین خواجہ اندر خیمے کے چلے سمن باہر بیٹھی ہی خواجہ نے اندر جاکے
ملکہ بہار سے ملاقات کی کہا ای ملکہ عالم مین آ پہونچا اب تمکو رہا کرونگا بہار نے کہا آپ میری زبان
سے سوزن نکال لیجے مین نکل چلونگی خواجہ نے کہا تم بھی تو دو چار کوڑی کا روزگار کرلین ملکہ سمن سے
اتنا کہدو کہ جو تم کہوگی مین قبول کرونگی مسلمانون کو چھوڑا شہنشاہ کے ساتھ ہو لی بہار نے سر جھکا لیا
خواجہ نے آکر سمن سے کہا ملکہ بہار راضی ہین شہنشاہ کو بلوائیے صرف اس بات کو ڈرتی ہین کہ شہنشاہ
مجھکو سزا نہ دین میرا مرتبہ مجھکو ملے سمن نے کہا ایسا ہی ہوگا ای صرصر جاکر بہار کو لاؤ خواجہ عمرو پھر اندر
گئے سمن باہر بیٹھی ہی دیکھا سامنے سے صرصر چلی آتی ہی سمن گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ ہی ایک صرصر اندر اور

دوسری صرصر باہر ایسی ہوا بگڑی پکار کر آواز دی ملکہ صرصر ذرا میرے پاس آؤ جیسے ہی صرصر قریب آئی سمن نے بیان کیا ایک صرصر تمہاری شکل کی اندر خیمے کے مہار کو سمجھانے گئی ہے صرصر نے کہا وہ عمرو عیار ہے مین جب چھپ جاؤن تم اسکو بلا کے گرفتار کر لیجیے یہ کہکر صرصر ایک گوشے مین جا کر چھپ رہی خواجہ مہار کو لیکر باہر آئے سمن نے للکارا او ساربان زادے اب کہان جائیگا مین نے تجھکو پہچانا خواجہ حیران کہ یہ کیا انقلاب ہوا اتنی دیر مین ہوا بدل گئی صرصر شیطان چل گئی چاہا جست کر کے نکل جاؤن سمن نے سحر کیا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا افراسیاب یکہ و تنہا آکر پہونچا صرصر اصلی نے بھی اپنے کو ظاہر کیا سمن خواجہ و مہار پر عتاب و خطاب کر رہی ہے کہ ملکہ مہار بڑا ملال اٹھاؤ گی اب میدان سے چھوٹ کر کیونکر جاؤ گی عمرو کے آنے کو بڑا غنیمت جانا تھا اسکو بھی ہمنے گرفتار کر لیا کبھی خواجہ سے کہتی ہے او ساربان زادے تجھکو اپنی مکاری پر بڑا ناز ہے کہ افراسیاب زمین پر آیا ملکہ سمن نے بڑھکر سلام کیا کہا اے شہنشاہ مین ملکہ مہار کو گرفتار کر لائی خواجہ عمرو چھڑانے آئے تھے لونڈی نے انکو بھی گرفتار کر لیا افراسیاب نے کہا ذرا ساربان زادے کو میرے سامنے لاؤ مجھے اُس سے کچھ کہنا ہے کنیزین عمرو کو کشان کشان افراسیاب کے سامنے لائین افراسیاب نے کہا او ساربان زادے اب تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا آپکو اختیار ہے مین تو آپکا تابعدار ہون مین آپکی نوکری کرنے آیا تھا آپ نے مجھسے لڑائی آغاز کی مین ناچار ہوا افراسیاب نے کہا او ساربان زادے تو تابہ کوہ عجائب کیونکر پہونچا عمرو نے کہا آپکا اقبال آپکی عنایت و پرورش آپ ہر جگہ پہونچا دیتے ہین جب افراسیاب نے بہت پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے عمرو نے کہا مہار کو بھی بلوایے مین آپکے واسطے راضی کر دون مہار کو بھی لاکر قریب عمرو کے بٹھایا عمرو نے افراسیاب کو باتون مین لگا کر سر شیطان کمر سے نکالے انگوٹھے کو تاب دیا افراسیاب باتین کر رہا ہے کہ ایک دیو سامنے سے پیدا ہوا وہ صورت ہیبتناک تھی کہ افراسیاب ایسا ساحر زبردست جھجک گیا اُس دیو نے بڑھکر ایک پنجہ کمر مین عمرو کی اور ایک پنجہ کمر مین مہار کی دیا آواز دی او افراسیاب خانہ خراب عمرو میرا مہربان ہے مین اسکو لیے جاتا ہون افراسیاب اُٹھا اور نعرہ کیا او شیطان بچے مین نے تجھکو پہچانا ہر چند افراسیاب چیخا چلایا شیطان بچہ نہ رکا جب جانے کا ارادہ کیا سمن نے نہ چھوڑا کہا حضور

آرام کرین مین پختہ وعدہ کرتی ہون کہ بہار کو تسخیر کرکے لاؤنگی افراسیاب کو سمن نے سمجھا کے
رخصت کیا مگر افراسیاب یہ کہہ گیا کہ ای سمن یہ بڑا غضب ہوا کہ شیطان بچہ عمرو کے شریک ہوا جس
مقام پر عمرو قید ہوگا یہ آکر چھڑا لیجائیگا اور کسی کے روکے نہ رکیگا یہ کہکر افراسیاب چلا گیا راہ مین
سوچتا ہوا جاتا ہی کہ مین کوہ حیلہ سازان پر جاؤن وہان شیاطین جمع ہوتے ہین اُنسے کہکر اسے
گرفتار کراؤن مگر ملکہ سمن نے اُسی وقت لشکر تیار کیا برائے مقابلۂ مسلمانان چلی شیطان بچہ عمرو و
بہار کو لیے ہوے لشکر مین آیا یہ سب نوبت نقارے بجاتے ہوے آکر ملکہ مہرخ سے ملے مہرخ نے
ان دونون کے آنے کی بڑی خوشی کی تیسرے دن دربار جما ہوا ہی سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ملکہ سمن بنت یاسمن برائے مدد ملکہ حیرت آتی ہی یہ سنتے ہی برق
اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ نے کہا اے نورچشم چلا عیاری کو خراب کریگا برق نے کچھ جواب نہ دیا تڑپتا
ہوا چلا بصورت مبدل لشکر مین سمن کے آیا دیکھا ایک خیمہ استادہ ہی گھبرایا ہوا پھر رہا ہی بیقرار ہی کہ کیونکر
اندر جاؤن یہ بھی خبر سُنی کہ سمن بیٹھی ہوئی سحر تیار کررہی ہی اور بچشم خود دیکھا کہ اُس خیمے سے شعلے
آگ کے نکل رہے ہین پھرتا پھرتا دن ڈھلے ایک گوشے مین آیا نقب کھودتا ہوا چلا اُسی نقب مین
اپنی صورت ایک ساحر کی بنالی ملکہ سمن بنت یاسمن اپنے خیمے مین بیٹھی ہوئی سحر تیار کررہی ہی ایک
ابر سحر بنایا اُسمین چھریان کٹاریان بھری ہین وہ ابر بلند ہوا ہی اُسکو زور دے رہی ہی کہ برق خاک مین
اَٹا ہوا زمین سے نکلا زمین سے ظاہر ہوتے ہی آواز دی منم فرستادۂ شہنشاہ افراسیاب ای سمن کیا
سحر تیار کررہی ہی سمن جھجک گئی اپنے کو روک کر کہا ای شخص شہنشاہ نے کیا فرمایا ہی تو زمین سے
کیون آیا برق نے کہا ای سمن شہنشاہ نے فرمایا تھا جو ساحر ظاہر مین جاتا ہی عیار اُسکو عیاری
کرکے مار لیتے ہین اسواسطے مین زمین سے آیا کہ مجھکو کوئی نہ دیکھے آپ کے پاس پہونچ گیا شہنشاہ
نے فرمایا ہی عیارون سے اپنے کو بچانا جو سحر کرنا سمجھ کے کرنا سمن ہوشیار بیٹھی ہی دیکھا برق نے ایسا نہ
پہچان لے کہا بس مین رخصت ہوتا ہون ملکہ سمن نے کہا شہنشاہ سے آداب و تسلیمات عرض کرنا
اور کہنا کہ مین نے سحر ابر آتشبار تیار کیا ہی رات کو اسکو اور زور دونگی لشکر مسلمانان پر جاکر آگ
برسائیگا برق نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ شراب کی بوتل سامنے رکھی ہی کسی حیلے سے اسکو شراب پلاؤن
بیہوش کرون مگر حوصلہ نہ پڑا ایک باعث اور بھی ہوا کہ برق نے صرصر کی آنا زنی کہ کنیزان سمن سے

کر رہی ہی کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہین حفاظت کرنا برق گھبرا گیا نقب مین کود کر بھاگا خوف ہوا کہ صرصر یہان نہ آجائے
برق تو نکل گیا صرصر پاس ثمن کے آئی کہا ملکہ تم کس سے باتین کر رہی تھین ثمن نے کہا ایک ساحر
فرستادہ شہنشاہ آیا تھا یہ کہہ گیا کہ ملکہ عیارون سے اپنے کو بچانا بہت ہوشیاری سے سحر تیار کرنا صرصر
نے کہا ملکہ غضب ہوا تمسے کوئی عیار حال ابر کا پوچھ گیا اب اس ابر کی خیر نہین ملکہ ثمن نے کہا اگر کوئی
حال پوچھ گیا تو کیا کرسکتا ہی برق جو نکل کر بھاگا لشکر مین اپنے آیا کنارے پر لشکر کے باغبان قدرت
کھڑا تھا برق نے کہا ای باغبان مین اسوقت پاس ملکہ ثمن کے گیا تھا ایک بات دریافت کر آیا
ہون وہ جو آسمان پر ابر ترپ رہا ہی تمھارے لشکر پر ثمن نے بنایا ہی آج گرائیگی مین نے اُستانی کی
وہان آواز سُنی بھاگ آیا باغبان نے کہا ای برق بڑا کام کیا مین ابھی تدبیر کرتا ہون برق تو
علیحدہ ہوا بچہ فکر مین پڑا چالاک نے جو یہ فقرہ سنا کہ برق ثمن سے باتین کرکے آیا ہی چالاک
بھی چلے کہ اب تو عیاری آسان ہی برق رنگ جما آیا ہی چالاک تو اس فکر مین روانہ ہوے ثمن
دربارگاہ پر ٹہل رہی ہی ابر آسمان پر ٹھہرا رہا ہی برق سے جو باغبان نے یہ سُنا تڑپ کر بلند ہوا قریب
ابر کے آکر ایک گیند پھولون کا مارا کہ ابر ترپا دوسرا گیند مار کر باغبان تو کنارے ہوا سحر امین اُتر
ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا تا کہ وہ ابر لشکر مین ثمن کے برسنے لگا چھریان کٹاریان گرین کئی ہزار
جادوگر مرے فریاد و فریاد کی صدا بلند ہوئی کچھ جادوگر بیان دوڑی ہوئی پاس ثمن کے آئین کہا
ملکہ عالم یہ کیا غضب ہوا ابر سے آگ برس رہی ہی کئی ہزار جادوگر پامال ہو چکے جسپر چھری پڑی
سینے کے پار گذری ہی برائے سامری و جمشید چلکر ابر کو روکیے ایسا نہو سب لشکر تباہ ہو جائے
ثمن دوڑی کہا صرصر سچ کہتی تھی برق جو دریافت کرکے گیا اُسی نے یہ آفت برپا کی ثمن نے آکر
دیکھا کہ ابر برس رہا ہی چھریان گر رہی ہین ہزارون جادوگر قتل ہو چکے لاشے اُنکے ترپ رہے ہین
ثمن نے سحر کیا اپنے ابر کو آپ مٹا یا مٹتے مٹتے ابر کے کئی ہزار جادوگر اور پامال ہوے جب ابر مٹ گیا
ثمن سر پیٹتی تھی اور کہتی تھی کہ صرصر نے مجھسے کہا تھا مین نے نہ مانا افراسیاب ہی کا کام ہی ان
سب سے مقابلہ کرنا کیسے کیسے ساحران زبردست خر یک مسلمانان ہوے مین نے کس مشقت سے
ابر تیار کیا ایک لمحہ بھر مین اُسنے اُلٹی تاثیر دکھائی لشکر میرا تباہ ہو گیا میدان کارزار مین سمجھ لونگی لیکن
صرصر شمشیر زن کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی تھی دیکھا باغبان قدرت سحر کرکے بلند ہی کنارے کر

رنگ و روغن عیاری کا لگا کر برق کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑی ہوئی سامنے باغبان کے آئی سمجھ تو چکی
تھی پکار کر آواز دی اے باغبان مطلب حاصل ہوا باغبان نے کہا اے متہر برق میں نے جا کر سحر کیا
ابر لشکر ہمن کے برس رہا ہے صرصر نے کہا بڑا کام تمنے کیا آخر اپنا سحر اُسنے آپ ہی سہا یہ باتیں کرتی ہوئی
باغبان سے چلی باغبان شگفتہ ہو کر کلام کر رہے ہیں صرصر چاہتی ہے کوئی پہلو ملے تو باغبان
کو بیہوش کروں کہ قریب ایک نخلستان کے آکر پہنچے صرصر نے کہا اے باغبان اُسنے پھر سحر تیار کیا
بڑے زور و شور سے ابر اٹھا ہے باغبان ملتفت ہوا صرصر نے حلقہ ہائے کمند گلے میں ڈالدیے حباب مار کر
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگی صرصر پشتارے کو لیے جاتی ہے مگر ابھی تک برق کی صورت
بنی ہوئی ہے اُدھر سے چالاک آتا تھا دور سے دیکھا کہ برق پشتارہ بدوش آتا ہے سمجھا اُسنے ہمن
کو گرفتار کیا پکار کر آواز دی بھائی برق کسکو لائے صرصر نے ہاتھ ہلایا مراد یہ تھی کہ ادھر نہ آنا
چالاک پیچھے ہٹا صرصر پشتارہ باغبان کا لیے ہوئے داخل لشکر ہمن ہوئی چالاک حیران
ہو کر سمجھا تھا کہ برق ادھر آئیگا جب ادھر نہ آیا تب چالاک کو خیال آیا کہ اے چالاک یہ عیاری ہوئی
یقین ہے صرصر تھی اب یہ تردد ہوا کہ آخر کسکو لیگئی اس فکر میں کھڑا تھا کہ دیکھا برق پھرتا ہوا آتا ہے
چالاک نے پکارا بھائی برق کہاں سے آتے ہو برق قریب آیا کہا میں فکر میں ہمن کی پھر رہا
ہوں چالاک نے سب حال بیان کیا برق نے کہا شاید باغبان قدرت تھا اُسی کو گرفتار
کر کے لیگئی ہیں اب تو برق و چالاک بخوبی آگاہ ہوے کہ باغبان پر اُفتاد پڑی یہ دونوں بصورت
بدل لشکر ہمن میں آئے سنا کہ جا بجا آہ ہے کہ ملکہ صرصر شمشیر زن باغبان کو گرفتار کر لائیں برق
و چالاک کف افسوس ملتے ہیں پھرتے پھراتے دونوں بشکل ساحر در بارگاہ ہمن پر آئے دیکھا ہمن
کرسی پر بیٹھی ہے غل ہے کہ باغبان گرفتار ہوے باغبان سامنے ہمن کے سرنگوں بیٹھا ہے ہمن نہایت
یاس سے بعتاب خطاب کر رہی ہے کہ کیوں اے باغبان تمنے شہنشاہ کے نمک کا پاس نہ کیا باغبان
غصے میں کچھ جواب نہیں دیتا قضائے کار ہرکارے لشکر اسلام کے چند دیو بند جو لشکر کفار میں
موجود رہتے ہیں یہ خبر دریافت کر کے بھاگے باغبان قدرت ملکہ گلچین سے کچھ رنجیدہ ہو کے
نکلے تھے گلچین پریشان ہو کر بارگاہ سے نکلی ہے ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ باغبان کو دیکھا تھا
کسی نے بیان کیا باغبان سے کچھ برق نے آکر کہا باغبان طرف لشکر ہمن کے گئے ہوئے ہیں

گلچین گھبرا کر کنارے پر لشکر کے آئی دیکھا چرند و پرند ہرکارے گھبرائے ہوئے آتے ہین گلچین نے
جھپٹ کر پوچھا ارے کیا خبر لائے دونون نے عرض کی باغبان قدرت گرفتار ہو گئے ہمن
بعتاب خطاب کر رہی ہی اسکو اپنے شوہر سے نوبت عشق کی پہونچی ہی بدحواس ہو گئی ہاے میرا شوہر
کہکر چلی آسمان پر آکے جھکی دیکھا اپنے شوہر پر زمین پر بیٹھا ہی ہزارون جادوگرون کا جماؤ ہی اپنے
اپنے طور پر سب برا کہہ رہے ہین گلچین کو تاب نہ رہی نعرہ کر کے گری آواز دی باشیدای کافران
بچیا نہ گلچین اس زور و شور سے گری کہ کئی سو ساحرون کے سر کٹے باغبان پر گری گرتے
گرتے باغبان کی زبان سے سوزن کو لیا باغبان اٹھ کے اٹھا اٹھتے اٹھتے زمین سے سنگریزے
اٹھا کر مارے کئی ہزار جادوگر گرے اُنکے کام تمام ہوئے اب زن و شوہر شانہ بشانہ پہلو بپہلو
لڑ رہے ہین ہمن چاہتی ہی بلوہ کر کے ان دونون کو گرفتار کر لون مگر باغبان و گلچین مثل
برق جہندہ لڑ رہے ہین چار طرف سے ساحرون کا بلوہ ہی یہ دونون زن و شوہر سنگریزے
اٹھا اٹھا کر مار رہے ہین جب سنگریزہ مارا سو دو سو کے سر پھٹے غلہ جو ہوا حیرت نے پوچھا
ارے یہ کیا ہنگامہ ہی ہرکارون نے خبر دی صرصر باغبان کو پکڑ لائی تھی گلچین نے آکے
شوہر کو رہا لیا اب دونون بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین یقین ہی کہ ہمن ماری جائے نصف
لشکر کو دونون نے قتل کیا کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی ملکہ حیرت فوراً تخت پر بیٹھی ہین
کماریون نے تخت اٹھایا باہر تو گلچین جسنے سنا وہ چلا مصور صورت لگا رہا یاقوت زمرد
کئی سردار ملکہ حیرت کو گھیرے ہوئے بڑے زور و شور سے ملکہ حیرت آکر پہونچین حیرت
نے دیکھا دونون زن و شوہر بیچ مین لشکر کے لڑ رہے ہین ہر چند کہ جادوگرون کا بلوہ ہی لیکن
باغبان مثل فیل مست جھوم رہا ہی حیرت نے آواز دی لینا بارہ لاکھ جادوگرون نے آکر
چار جانب سے گھیرا سحر چلنے لگا باغبان نے دیکھا گلچین نے کئی زخم کھائے باغبان نے
گلچین کا ہاتھ پکڑ کر سنبھالا کہا صاحب ہوشیار ہو جاؤ گلچین نے سر اٹھایا دیکھا فوجون کے
بلوے مین اب باغبان کو یہ مشکل ہی کہ زوجہ کو سنبھالے یا ساحرون سے لڑے مگر جدھر باغبان
رُخ کرتا ہی پرے کے پرے ساحرون کے بھاگتے ہین مگر گلچین کا سنبھالنا باعث خرابی ہی
کئی مرتبہ گلچین نے کہا صاحب تم میرا خیال نہ کرو بڑھ بڑھ کر لڑو بلکہ اگر بن پڑے تو نکل جاؤ مین اسیطرح

آجاؤنگی مین اگر گرفتار بھی ہو جاؤنگی خدا تمکو سلامت رکھے میری رہائی کی تدبیر کرنا باغبان نے کہا
یہ مجھسے نہو سکیگا کہ تمکو اکیلا اس حال پر ملال مین چھوڑ جاؤن حیرت نے جو دیکھا کہ باغبان کسی کے
روکے نہین رکتا تخت سے کود ی سامنے آکر نعرہ کیا او نمکحرامو تمکو خوف شاہ نہین باغبان جھپٹا
کہ حیرت پر سحر کرون لیکن کنیزین حیرت کی بیچ مین تھین باغبان انکو مار کر آگے بڑھا گیند پھولون کا
حیرت پر مارا حیرت نے ہاتھ مارا گیند بجھ کے زمین پر گرا حیرت نے دوپٹہ سر سے ہٹایا بالون کو
کھول کر جو چرخ مارا باغبان اور گلچین کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تیسری گردش مین حیرت
کی زن و شوہر لڑکھڑا کر گرے حیرت نے کہا ان دونون کو گرفتار کر لو کنیزون نے دونون کی زبان مین سوزن
لگو دیا حیرت نے زن و شوہر کو مسلسل و مطوق کر لیا ارابے پر ڈال کر طرف اپنی بارگاہ کے لیچلی سمن
نکہت یاسمن نے عرض کی کہ یہ دونون گنہگار میرے ہین مجھکو مرحمت ہون تو مین انکو قتل کرون حیرت
نے کہا اے سمن باغبان قدرت وزیر اعظم ساحر محترم و محتشم ہو ون حلم افراسیاب نہین قتل ہو سکتا
حیرت نے لا کر دونون کو ایک خیمے مین قید کیا ایک عرضی واسطے افراسیاب کے لکھی چاہتی تھی کہ روانہ
کرے کہ ایک برق چمکی طائر بہشت رنگ کاندھے پر آکر حیرت کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اس زمزمہ سرائی
مین یہ اشعار حیرت جادو کو سنائے

اشعار

ہاتھون مین یار کے نہین ساغر شراب کا
دست مسیح مین ہی قدح آفتاب کا

آنکھون مین تیرے چاہنے والون کی داغ ہی
شبنم پسند ہوویگا حسن آفتاب کا

دو دن مین یہ مری ہی مین ہون فقیر مست
اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا

چاہے شکست جہل تو تحصیل علم کر
وابستہ ہی طلسم ہی لوح کتاب کا

اس ترک تک پہونچنے کی تدبیر ہو کوئی
تعویذ خط ہی بازوے مرغ کباب کا

پروانے سے لڑیا ہی بلبل کو رات بھر
شمعون مین عطر یار نے مل کر گلاب کا

کس ترک نوجوان نے کیا ہی یہ شوق تیر
چھپتا ہی بازوون سے ہر اک پر عقاب کا

جامے سے نکل چلا ہی بہت سر سے تو تجھے
لگتا ہی داغ موے مژہ کو خضاب کا

دیکھے جو تیرے دست حنائی کے رنگ کو
شرمندگی سے رنگ ہو نیلا عناب کا

دریا مین غسل کے لیے اترا جو وہ صنم
ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا

جو چاہیں لکھ لیں کاتب اعمال چار دن — دیکھوں گا روز حشر میں کاغذ حساب کا
بیخود ہو سن کے مدعی شورہ شر پسند — افسانہ اپنا شعر ہی فتنے کے خواب کا
آتش کی التجا ہی یہی تم سے یا علی — صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

یہ زمزمہ سرائی کرکے کچھ کان مین حیرت کے کہا اور اُڑ کر چلا گیا حیرت نے کہا حکم شہنشاہ آیا ہی کہ اے
ملکہ یمن باغبان وگلچین کو لیکر تم ہمارے پاس جلد آؤ طائر بھی کہنے آیا تھا یمن نے کہا دل کی
مجھے تو عین آرزو ہی کہ ان گمراہوں کو لیکر خدمت شاہ مین جاؤن اپنے ہاتھ سے قتل کرون تب میرے
دل کو آرام ہو اُسی وقت حیرت نے ارابہ تیار کرایا باغبان گلچین کو اُسپر سوار کیا یمن بنت یاسمن
تین لاکھ فوج اپنے ساتھ لیکر طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی بوقت سحر یہ خبر لشکر اسلام مین
پہونچی کہ باغبان وگلچین کو گرفتار کرکے حیرت نے طرف باغ سیب کے روانہ کر دیا یمن بنت
یاسمن لیکر گئی ہی یہ سنتے ہی ملکہ بہار اپنے مقام سے اُٹھیں کہا مین براے رہائی باغبان ضرور
جاؤنگی ملکہ مہرخ نے منع بھی کیا کہ ہم اور کسی کو بھیجینگے خواجہ عمر و برق وچالاک نے کہا ہم جاتے
ہین ملکہ بہار گلعذار نے فرمایا صاحبو باغبان وگلچین کو رنج ہوگا کہ بہار ہماری مدد کو نہ آئین
باعث شکایت ہوگا یہ کہکر ملکہ بہار روانہ ہوئین بعد جانے ملکہ بہار کے برق وچالاک و
خواجہ بھی چلے کنارے پر لشکر کے خواجہ نے کہا مین کسی کے ساتھ نہین جاتا اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا
راگ چالاک نے کہا مین آپ کے ساتھ کب جاتا ہون یہ کہکر چالاک الگ چلا برق بھی الگ
روانہ ہوا خواجہ ایک جانب چلے مگر ملکہ یمن بنت یاسمن قید باغبان وگلچین لیکر چلی جاتی ہی چند منزلین
طی کین ایک صحرائے سبزہ زار مین لشکر اسکا اُترا ہوا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی سہمناک زنگی کہ خود بھی
ساحر ہی بجمعیت بارہ ہزار ساحران واسطے شکار کے نکلا تھا دور سے جو لشکر ساحرون کا دیکھا ادھر
پلٹ پڑا ملکہ یمن نے جو اسے آتے ہوے دیکھا جانتی ہی کہ خراجگذار افراسیاب ہی اور ساحر زبردست
بھی ہی نکلکر استقبال کیا یہ جو بارگاہ سے نکلی چند کنیزین پشت پر دریاسے جواہر مین غوطہ زن سہمناک
نے جو ملکہ یمن کو دیکھا بیقرار ہوگیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا یمن کو ناگوار بھی ہوا مگر سمجھی کہ مہمان ہی
بارگاہ مین لائی مقام صدر پر جگہ دی سہمناک نے بمحبت کہا ملکہ آئیے میرے پاس تشریف رکھیے
ملکہ یمن نے جو خیال کرکے دیکھا سہمناک ٹپکا پڑتا ہی یمن ہنسکر بیٹھی سہمناک نے پھر کہا میرے

پاس آکے بیٹھے سمن نے کہا مین اچھی بیٹھی ہون سہمناک نے پوچھا ملکہ کہان کا قصد ہی سمن نے کہا قید باغبان گلچین لیکر بخدمت شہنشاہ ہوشربا جاتی ہون سہمناک ہر مرتبہ لگاوٹ کرتا ہی کبھی منت کرتا ہی میرے پاس آکر بیٹھیے سمن نے جھلاکر کہا صاحب مین اچھی طرح بیٹھی ہون تم بھی تو اب جاؤگے برائے شکار آئے تھے سہمناک نے کہا حضور برائے شکار آیا تھا مین خود شکار ہوا کیا کیفیت عرض کرون ملکہ نے منھ پھیر لیا سہمناک نے کہا مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا مجھے بڑا قلق ہی آپ توجہ نہین فرماتین میرا جی چاہتا ہی میرے پاس بیٹھیے آپ سے باتین کرون اب دو چار دن یہین رہونگا جب حضور کوچ کرینگی اُسدن مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا سمن نے کہا کیا ضرورت ہی تم واسطے شکار کے آئے تھے جنگل مین جاکر شکار کھیلو مجھسے کیا واسطہ سہمناک نے دست بستہ عرض کی مین تابعدار ہون اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہون میرے حال زار پر رحم فرمائیے

نظم

آئے نہین ہین آپ یہ کیسا تپاک ہی ۔۔۔ مدت سے انتظار مین عاشق ہلاک ہی
گلشن سے کوچ کی سی گل رو کے ہی خبر ۔۔۔ بلبل کی طرح گل کا جگر چاک چاک ہی
سنکر مری فغان لب دیوار سن ہوا ۔۔۔ بولا یہ کسکی آہ دل دردناک ہی
تربت سے بعد مرگ گل اشرفی اُگے ۔۔۔ اکسیر جسکا نام ہی وہ میری خاک ہی
عصیان سے دامن اپنا مکدر ہی گو نہین ۔۔۔ دامان دل تو کفر کے دھبے سے پاک ہی
آتا ہی میکدے کو بہانے سے محتسب ۔۔۔ درپردہ دخت رز کی شب قدر تاک ہی
سیر چمن مین ہمکو ہی بلبل سے اتفاق ۔۔۔ گلگشت اس بہار مین بالاشتراک ہی
ہمنام ہی جو شیر خدائے جلیل کا ۔۔۔ بزدل عدو پہ اسلیے رعنا کی دھاک ہی

یہ اشعار جو سہمناک زنگی نے سامنے ملکہ سمن کے پڑھے اور خلاصہ الفاظ کیے سمن نے غصے سے جواب دیا اری سہمناک تم اپنے ہوش مین ہو یا نہین مین عشق و عاشقی کے رنگ سے آگاہ نہین دو چار دن میان رہونگی آپ تشریف لیجائیے ایسا نہو میرے آپ کے فساد ہو سہمناک رنجیدہ بارگاہ سمن سے اُٹھکر باہر آیا لشکر تو اُسنے ملاکر اُتارا بارگاہ الگ استادہ کرائی بارگاہ مین آیا سر جھکاکر بیٹھا ساتھ والون نے پوچھا کیون حضور باعث انتشار کیا ہی سہمناک نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی

کہا مین تو برائے ملاقات ملکہ تمن آیا تھا تیر مژگان تو دہ دل پہ لب معشوق ہوئے اپنے ہوش مین نہین ہون مین نے جو سوال کیا اور پردہ در پردہ کہا ملکہ تمن بنت یامن بہت رنجیدہ ہوئین آمادۂ حرب و پیکار ہین مین رنجیدہ ہو کر چلا آیا مگر اسکا انجام بہتر نہوگا ساتھ والون نے کہا حضور کیا ضرور ہی فساد برپا ہوگا آخر کو شہنشاہ سنینگے بہت رنجیدہ ہونگے سمناک نے کہا میرے دل پر کیا قابو ہی ہر چند دل کو سمجھاتا ہون مگر دل نہین مانتا نظم

دل جلے تو رنگ مانند طلا پیدا کرون ۔ گر ہو یہ سیماب کشتہ کیمیا پیدا کرون

مضطرب ہون یاد زلف دلربا پیدا کرون ۔ درد جسدل مین ہو اُس دل ہی کو ناپیدا کرون

کاروان اشک خون ملے کہ جب الرحیل ۔ اس سر خالی سے مین بانگ درا پیدا کرون

بندۂ بت ہو یہ اب مانگون دعا اللہ سے ۔ دل کوئی اس قلب کافر سے جدا پیدا کرون

وہ کرین انکار مین کہ اور مین پھر سکون ۔ نفی اثبات اور تکرار لا پیدا کرون

لذت غم ہو یہ خواہان ہون تڑپکر جان دون ۔ خلق یار باوفا مین بیوفا پیدا کرون

لن ترانی بھی نہین سنتے بلانے پر مرے ۔ عشق کرتا ہون کہ موسیٰ کی صدا پیدا کرون

جان سے رکھی ہو دل کی اک صنم کی یاد مے ۔ اور آفت لون جو فکر ماسوا پیدا کرون

خضر لے چلتے نہین رستہ بتاتے ہین مجھے ۔ اپنے مطلب کا کوئی اب رہنما پیدا کرون

تیرے تو طالب ہزارون ہین بجا ہی کبر و ناز ۔ مین کہان سے اور تجھسا دوسرا پیدا کرون

بے اثر میرے نظر اور با اثر اُنکے خلاف ۔ ہی تردد آہ سے کیا کھوؤن کیا پیدا کرون

سجدے آئینے پہ کرتا ہو وہ کافر خود پرست ۔ ضد یہی تھی اپنی صورت کا خدا پیدا کرون

مصاحبون نے عرض کی یہ مناسب نہین ہی ہر چند سب نے سمجھایا مگر سمناک کا سودا بڑھتا ہی جاتا ہی سمناک ہر چند اپنے کو سنبھالتا ہی مگر نہین سنبھلتا دن گذرا شب فراق کا سامنا ہوا اور زیادہ گھبرایا شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین مگر اسکو اندھیرا معلوم ہوتا ہی گھبرا کر کبھی بیرون بارگاہ جاتا ہی کبھی اندر آتا ہی ولولۂ جنون دل پر طاری ترقی پر بیقراری آنکھون سے اشک جاری اوج پر گریہ وزاری ادھر اودھر ٹہلتا پھرتا ہی دونون ہاتھون سے کلیجے کو دبائے ہوئے ہی کبھی شکوۂ فلکی کرتا ہی کہ اے فلک کجرفتار اے گردون غدار یہ کیا کجروی تو نے میرے ساتھ کی جی چاہتا ہی طرف کوہ نجد کے جاؤن اُستاد

نفیس کی قبر پر فقیر ہو کر بیٹھوں شاید خواب مین تشریف لائین کچھ تعلیم کر جائین کہ عشق مین کیونکر بسر کرین
یا سر ٹکرا ٹکرا کر مرین یہ جفائین ہمسے اٹھائی نہین جاتین جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری رات کی
ملراج کی برہمی تھی بیٹھے سوچا کہ جستجو واجب و لازم ہے دل دیکھنے جمال بیمثال کا عازم ہے یہ سوچکر
دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوا نقب سحر کاٹتا ہوا چلا اندر بارگاہ ثمن بنت یامن
کے جاکر سر نکالا دیکھا ملکہ ثمن پڑی سو رہی ہین شباب کی نیند ہاتھ کہین پانون کہین سینہ کھلا ہوا
سمناک کو یہ حال دیکھکر یقین تھا کہ غش آجائے مگر اپنے کو بمشکل تمام سنبھالا قریب پلنگ کے
آیا سوتے مین سحر کیا ملکہ ثمن سو تو رہی تھین بیہوش ہو گئین چونکہ خوف ہے کہ یہ ساحرہ ہے زبان مین
سوزن کو دید یا بچہ کمر مین دبکرے بھاگا اُسی نقب سے اپنی بارگاہ مین پہونچا اسوقت رات کا
سناٹا بیتابی دل ترقی پر مضطر و متشدد ثمن کو مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب
کی گردش دین ملکہ ثمن کو ہوشیار کر کے آپ دست بستہ بیٹھا ثمن کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ اسباب
عیش و نشاط مہیا ہے زبان مین سوزن سامنے وہ دشمن گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگی سمناک دشمن
نے دست بستہ عرض کی مین تابیدار ہون بیقراری نے نہ مانا آخر اسیر قرار ہوا کہ آپ کو لے آیا اب
امیدوار ہون کہ مجھکو غلامی مین قبول فرمائیے اے ملکہ عالم مدت سے تمھارے حسن جہان سوز کا
طالب تھا اب جو جمال جہان آرا دیکھا اپنے ہوش مین نہ رہا آخر عقل نے یہی صلاح دی کہ
آپ کو لے آیا حال دل اپنا عرض کیا ملکہ ثمن بنت یامن نے بقہر و غضب تمام جواب دیا کہ یہ
خیال خام و تصور تمام ہے دور کہ گرفتار کر کے لایا ہے قتل کر ڈالا سمناک زنگی مبہت رعبا
قدمون پر گرا اور دست بستہ عرض کی

نظم

از دل شدگان حجاب تا کے	رخسار تو نقاب تا کے	ساقی صبح ست خواب تا کے
کردہ ترک ثواب تا کے	تو بہ ز شراب ناب تا کے	این نقش بروے آب تا کی
ساقی بر خیز و جام می دہ	در موسم گل حجاب تا کی	در شیشہ ز چشم شوق رندان
اے دختر رز حجاب تا کی	مغرور جمال و حسن تا چند	تا دان عہد شباب تا کے
دادی بر باد دین و ایمان	اے دل دگر اضطراب تا کی	وگفت شب وصال با من
این بوسہ بحساب تا کی	ز آتش ہجر جان و تن سوخت	بر سوختگان عذاب تا کے

از دیدہ نقاب شرم بردار	در وصل آخر حجاب تاکے	بر من نظرے فگن خدارا
اے نرگس مست خواب تاکی	رعنا رہ یار گیر و منشین	آخر خانہ خراب تاکی

ملکہ سمن نے جواب دیا ارے سہمناک کیوں دیوانہ ہوا ہے تجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہیں میاں
رات بھر یہ معاملہ رہا سہمناک کے اصرار ملکہ سمن کے انکار صبح کو لشکر میں سمن کے غل ہوا کہ کوئی
ملکہ کو چرا لیگیا گلعذار طرف سے سمن کے لشکر کی افسر ہے سب کنیزیں روتی ہوئیں سامنے گلعذار
کے آئیں سب حال بیان کیا گلعذار نے ہرکارے روانہ کیے کہ جا کر تلاش کرو کئی ہرکارے لشکر سہمناک
میں پہونچے وہاں لشکر میں مشہور ہے کہ سہمناک ملکہ سمن بنت یاسمن کو چرا لایا ہرکارے یہ خبر سنا
بھاگے آکر گلعذار سے بیان کیا گلعذار نے اسی وقت قرنا کرائی کہا سہمناک کی بھی یہ مجال ہے
کہ ہماری مالک کو گرفتار کرکے لیجائے سب لشکر فورًا تیار ہوا جنہے سنا کہ ملکہ گرفتار ہو گئیں بلا تکلف
برائے رہائی چلا لشکر سہمناک نے جوان سب کو آتے ہوے دیکھا یہ بھی تیار ہوے آپس میں گولہ ترنج
و نارنج چلنے لگا نبردوں جادوگروں کے لاشے گر گئے جانبین میں بڑے زور و شور سے سحر چل رہا ہے
سہمناک کو خبر پہونچی کہ لشکر حق ہمارے لشکر پر آپڑا سحر چل رہا ہے یہ بھی جھلا کر نکلا ملکہ سے یہ کہکر
چلا کہ تمھارے لشکر کو جا کر ابھی مٹائے دیتا ہوں بی گلعذار کا سر کاٹ کے لاتا ہوں باہر آ کے
سحر کرنے لگا جہاں باغبان و گلچین قید ہیں سب سپاہی یہاں کے بھی جا جا کے شریک جنگ
ہونے لگے ایک جمعدار بھی انہیں تھا جب دو دو چار چار سپاہی جانے لگے تو جمعدار نے پکار کر کہا یارو
مجھکو اکیلا چھوڑے جاتے ہو اُنکے منھ سے نکلا کہ قیدیوں کے ایسے وقت میں سر کاٹ لو اور آکے
شریک جنگ ہو جمعدار تلوار کھینچکر طرف گلچین کے چلا باغبان نے للکارا او ملعون ہمارے سامنے
زوجہ کا سر کاٹتا ہے ادھر آ پہلے ہمارا سر کاٹ وہ ادھر پلٹا یہ کہکر باغبان پہ ہاتھ مارا او گنہگار تو ہی
لے ہماری افسرے وہاں تلوار چل رہی ہے ہم جا کر شریک ہوں باغبان نے ہتھکڑی اُٹھا دی
ہتھکڑی کٹی باغبان نے وہی ہتھکڑی اُس جمعدار پر کھینچ ماری اُسکا سر پھٹ گیا اُسی ہاتھ سے
گلچین کی زبان سے سوزن کو نکال لیا گلچین جو تڑپی قید آہن جسم سے ٹوٹ کر الگ گری گلچین نے
اُٹھتے اُٹھتے باغبان کی زبان سے سوزن کو نیا دونوں زن و شوہر طرف لشکر سہمناک کے چلے
گلعذار نے جو دیکھا کہ سہمناک تڑپ تڑپ کے نرہا ہے کئی سو جوان مار کر گرا دیے فوج والوں سے

کہا تم جبکر لڑو مین ملکہ سمن کو رہا کر کے لاتی ہون یہ کہکر غرق زمین ہوگئی اُسی بارگاہ مین آئی جہان
سمن قید ہی دیکھا ملکہ سمن کی زبان مین سوزن سرنگون منچی ہوئی سو رہی ہین گلعذار نے نکلے ہی
زبان سے سوزن کو بیا کہا واری پھلے سہمناک نے ہزارون کو قتل کیا لونڈی سے صبر نہو سکا مین
بھی مع لشکر آپڑی سمن بھی اپنے مقام سے اُٹھی گلعذار پشت پر دونون باہر نکلین سمن نے
نعرہ کیا تمام لشکر والے عاجز ہو رہے تھے سب اسکی پشت پر آئے جمکر لڑنے لگے اب تو سہمناک
گھبرایا سمن کے سحر سے بھاگتا پھرتا ہی سمن نے کئی مرتبہ للکارا کہ او زنگی سیہ رو اپنے ہوش سے باہر ہوا اب
کہان جائیگا بحکم سامری و جمشید مہلت نہ پائیگا سہمناک طرف سمن کے چلا ہی کہ نعرہ ہوا منم
گلچین و باغبان سہمناک نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم میری کیا مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ
کرسکون مگر قید ہی آپ کے چھوٹ گئے مین یہ دونون زن و شوہر بلاے روزگار ہین ہم آپ دیکھ
طرف ہو کے انکو پکڑ لین سمن نے کچھ جواب نہ دیا کہ باغبان و گلچین سحر کرتے ہوے نمایان ہوے
گلچین نے کچھ شاخہاے نخل توڑ کے پھینکین باغبان نے درختون کو اشارہ کیا جو نخل تھے اُکھڑ اُکھڑ
سو دو سو آسمین دبے گلچین نے اسی نخل کے پتے توڑ کے کافرون پر پھینک مارے کئی سو جوان جلکر
خاک ہوے دونون زن و شوہر لشکرون کو پامال کر رہے ہین اب دونون لشکر ملگئے باغبان
و گلچین پر سحر کرنے لگے باغبان لڑتا بھڑتا سامنے سہمناک کے پہونچا للکارا او سیہ رو کہان جاتا ہی
سہمناک نے باغبان پر سحر کیا باغبان نے سنگریزہ اُٹھا کر مارا سر پر سہمناک کے پڑا اُسکا
سر پھٹ گیا لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ سہمناک مارا گیا فوج والے بدحواس ہوگئے کہ ہمارا افسر قتل ہوا
سمن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی کہ باغبان نے سہمناک کو مارا دیکھیے میری جان کیونکر بچتی ہی
قضاے کار خواجہ عمرو و برق و چالاک نے بصورت مبدل برابر سے ہالی باغبان و گلچین
آ کر دور سے یہ تماشا دیکھا کہ باغبان نے سہمناک کو مارا اب سمن کی فکر مین دونون زن و
شوہر جاتے ہین الگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگے خواجہ ایک ساحر کی شکل بنے ہوے ہین چاہتے ہین
اپنے کو پاس باغبان کے پہونچاؤن مگر وہ فوج کا بلوہ ہی کہ باغبان تک نہین پہونچ سکتے
گلچین لڑتی ہوئی قریب سمن کے پہونچی سمن نے ساحرون سے اشارہ کیا جادوگرون نے
آگ برسادی گلچین سب کے سحرون کو دفع کر رہی ہی سمن نے خنجر پھینک مارا خنجر سے برق چمکی

سر گلچین کا زخمی ہوا سمن نے اشارہ کیا گلچین کا سر کاٹ لو سمن نے زخمی کر دیا گلعذار تلوار کھینچکر چلی
کہ گلچین کا سر کاٹ لون گلچین زخمی ہونے سے لہرا رہی ہے دور سے باغبان نے دیکھا کہ گلچین زخم
سر سے بیتاب ہے آگ برس رہی ہے گلچین آگ سے اپنے کو بچاتی ہے گلعذار تیغہ کھینچکر پہونچی ہے کہ گلچین
کا سر کاٹ لون باغبان فوراً جھپٹا اپنے کو قریب گلعذار کے پہونچایا نعرہ کیا او شغل کہان جاتی ہے
گلعذار پلٹ پڑی وہی تیغہ اسنے باغبان پر مارا باغبان نے بخوف کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک
طمانچہ مارا کہ سر گلعذار کا اڑ گیا گلچین کو ہاتھ پکڑ کے سنبھالا کہا صاحب ہوشیار ہو گلچین نے آنکھین
کھولدین شوہر کو اپنے قریب پایا دوپٹہ پھاڑ کر زخم سر باندھا سر کو باندھ کر لڑائی مین مصروف ہوئی
باغبان لڑتا ہوا قریب سمن کے پہونچا سمن نے گولہ مارا باغبان نے وہ گولہ کاٹا سمن نے سحر کی
بوچھار کر دی مگر باغبان لڑتا بھڑتا سحر کرتا پاس سمن کے پہونچا سمن کو بھاگنا بن نہ پڑا تیغہ اٹھا کے
سر باغبان پہ مارا باغبان نے الٹا ہاتھ لگا دیا کہ سمن کے ہاتھ سے تیغہ چھوٹا وہی تیغہ باغبان
نے اٹھا لیا نعرہ کرکے وہی تیغہ سمن پر مارا سمن کے دو ٹکڑے ہوئے مرا سمن بنت یاسمن کا اندھیرا
ہو گیا آوازین ہیبت ناک آنے لگین بعد حصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام سمن بنت یاسمن بود فوج
سمن کے چھکے چھوٹ گئے چاہتے ہین کہ اپنی جان بچائین بھاگ کر نکل جائین مگر ممکن نہین ہوتا
باغبان و گلچین نے گھیر ڈالدیا ہے ہر نخل سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین جدھر گئے مارے گئے
قضائے کار افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین بیٹھا تھا حیرت کا نامہ دار پہونچا افراسیاب نے
پڑھا مرقوم تھا کہ گلچین و باغبان کو بدست سمن بنت یاسمن روانہ کیا ہے خدمت مین پہونچا چاہتے
ہین افراسیاب نے کہا کیا باعث ہوا کہ نامہ دار پہونچ گیا اب تک سمن نہین پہونچی پلٹ کر دیکھا
منبر پہ گلدستہ ہاتھ کا سمن کے رکھا تھا وہ گلدستہ مرجھایا ہوا ہے افراسیاب نے کہا غضب ہوا سمن
تو قتل ہو گئی اٹھا کے کتاب کو دیکھنے لگا کتاب مین یہ مضمون دیکھا کہ ریش نقش نوچنے لگا غصے مین
اٹھا تیغہ ہاتھ مین لیکر افراسیاب خود چلا اسوقت آکر پہونچا کہ باغبان و گلچین نے ہزارون کو
قتل کیا جدھر بھاگ کر جاتے ہین سر اٹھاتے ہین زمین سے تختی شعلے آتش کے نکل رہے ہین آسمان
پر سے نعرہ کیا او باغبان کیون غریبون کو قتل کرتا ہے منم شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب
کو دیکھکر زن و شوہر کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا افراسیاب زمین پر آیا ایک سحر کیا کہ فوج والے

الگ ہوئے زن وشوہر نے اپنے کو دیکھا ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین افراسیاب بلندی سے چلا آتا ہی باغبان نے زجی داری کرکے بڑھکر تیغے کا وار کیا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کچھ منھہ سے کہا تھا کہ زن وشوہر چیخ کھاکر زمین پر گرے افراسیاب نے موے سر توڑا سحر کرکے زنجیر بنائی دونون کو اُسی زنجیر مین باندھا لیکر چلا خواجہ عمرو برق وچالاک نے یہ معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا الگ الگ فکر مین چلے افراسیاب تخت پر سوار ہی ان دونون کو تخت پر ڈال لیا ہی لیے ہوے جاتا ہی خواجہ کسی مقام پر پہلو نہین پاتے کہ عیاری کرین کوئی پانچ کوس افراسیاب نکلا ہی وہان سوچا کہ ان دونون کو کہان لیجاؤن دیکھا ایک مقام پر صحراے سبزہ زار نواح دلکشا ہی وہان ایک لشکر اُترا ہوا ہی ابدوس دریاشکن تین لاکھ فوج لیے اُترا ہوا ہی اسکے پاس نامہ افراسیاب کا پہونچا تھا براے مدد لقا چلا ہی لشکر کو آراستہ کر رہا ہی کہ کوچ کرونگا اسکی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ تخت پر سوار گلچین وباغبان کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتے ہین ابدوس نے پرا باندھکر سلام کیا پکارکر آواز دی حضور کے حکم سے مین براے مدد لقا جاتا ہون غلام کو سرفراز کیجیے مینہ ہوکے پایۂ تخت پر ہاتھ بھی ڈالدیا افراسیاب نے تخت اُتارا بارگاہ مین ابدوس کی آیا باغبان وگلچین کو الگ ڈالدیا آپ اُسکے مقام صدر پر بیٹھا ابدوس نے پوچھا اے شہنشاہ ان گنہگارون کو کہان سے پایا افراسیاب نے سب کیفیت بیان کی ہمسن کے مرنے کا حال جو افراسیاب نے کہا ابدوس چیخین مار مار کر رونے لگا کہا اے شہنشاہ کیا گذارش کرون سالہا سال مشقت کرکے مین نے اُس سے رسم بڑھایا تھا اب وہ معشوق پری وش تسخیر ہوئی تھی برسون راتین ہجر کی جھیلین سالہا سال حکایتین شکایتین رہین اب چندے سے آمد ورفت کا سامان ہوا تھا مدتون تحفہ جات لیکر جاتا خدمت مین پیش کرتا اکثر بدمزاج پایا منت خوشامد کرکے تسخیر کیا کبھی قدمون پر گر کر راضی کیا ہاے اسوقت دل کو بڑا صدمہ ہوا بیخود ہو گیا

نظم

وارد کعبہ اگر وہ بت پرفن ہو جائے
شیخ بھی چھوڑ کے اسلام برہمن ہو جائے

تار شمشیر کرے جنبش ابروے صنم
دل مین تیر نگہ ناز سے روزن ہو جائے

مسی مالیدہ دہن غنچۂ سوسن ہو اگر
ہنس پڑین آپ تو گل غنچۂ سوسن ہو جائے

حسرت خلد برین ہی نہ تمناے ارم
کوچۂ یار مین یارب کہین مسکن ہو جائے

دل مین ہجر کی ہوئی ہی آتش غم ڈرتا ہون	جب مرنے کے نہ آتشکدہ مدفن ہوجائے
ایک لٹ بالون کی لٹکا کے اگر دو جنبش	حق مین عشاق کے اڑتی ہوئی ناگن ہوجائے
تیغ ہاتھون سے سنبھالی نہین جاتی ہی اگر	حکم دیجے تو سلامی ابھی گردن ہوجائے
ہو خزان فصل بہاری سے مبدل یارب	شاخ گل پر کہین بلبل کا نشیمن ہوجائے
وصل کی شب بھی نہ کل آئی دل رعنا کو	ورہی تھا نہ خفا وہ بت پرفن ہوجائے

اسطرحسے اشعار پڑھکر ابدوس خوب رویا کہا اے شہنشاہ آج میری جان پربنی ہی قاتلون کو مجھے دیجے زن وشوہر کو اس حسرت سے قتل کردن کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر روئین اور غلام کو ترس نہ آئے افراسیاب نے بہت سمجھایا کہا اے ابدوس ہمکو یہ حال معلوم نہ تھا ابدوس نے کہا آج غلام مٹ گیا باغبان وگلچین کو افراسیاب سے ابدوس نے لیا افراسیاب تو چلا گیا بہت سمجھایا کہ اے ابدوس تم برائے مدد خداوند لقا جاؤگے وہ پھر زندہ کردینگے یہ سنکر ابدوس خوش ہوگیا بعد جانے افراسیاب کے دونون کی زبان مین اپنے سوزن کو دیکر ہوشیار کیا کہا کیون اے باغبان تمکو کچھ رحم نہ آیا ایسی معشوقۂ پریچہرہ کو قتل کیا باغبان نے کہا لڑائی مین کیا پان پھول بٹتے ہین اسنے سحر کیا ہم بچے ہمارے سحر سے وہ نہ بچی اب جو تجھسے ہوسکے قصور کوتاہی نہ کر معشوق کا بدلہ لے خواجہ عمرو کلیم اڑتے ہوئے یہ سب معرکہ دیکھ رہے تھے جب افراسیاب چلا گیا خواجہ صرصر کی شکل بنکر سامنے ابدوس کے آئے تن کر سلام کیا کہا شہنشاہ نے تجھے بھیجا ہی فرمایا ہی میرے یہ دونون دشمن ہین باغبان وگلچین نے جاکر لشکر مسلمانان کو سر سبز وشاداب کیا مجھے خار دیا انکو ایسے طور سے قتل کرو کہ صحبت عیش ونشاط آراستہ ہو ایک ایک جام شراب سبکے ہاتھ مین ہو اور انکے سر پہ تلوار پڑے تب میرے دل کو خوشی حاصل ہو اور تسکین دل ہو اور مین بیٹھکے غزلین گاؤن یہ دشمنان شہنشاہ قتل ہون تمھارے غم کا شہنشاہ کو بڑا رنج ہی فرماتے تھے اگر مین ایسا جانتا سمن کو نہ روانہ کرتا مگر خیر اوخداوند زندہ کرادینگے یہ سنکر پایان کھینچا کہا بیجے صحبت عیش کا آغاز ہوتا ہی سید جا سید جا ٹھیکا بجا کے کہا اے ابدوس دریا شکن یہ اشعار

دل لگا کے سنو تا رنج تردد ہو اشعار

بات کرنے کو ہی چپ رہنے کی عادت مانع	جنبش لب کو ہی اس لب کی نزاکت مانع

رخ بے پردہ کا جلوہ بھی نہ ہم دیکھ سکے ——— ہوئی نظارۂ محبوب کی حیرت مانع
بار ہا لیگئی بیتابی دل تا در یار ——— غیر سے بڑھکے ہوئی کچھ مری غیرت مانع
وہ تو آئے تھے کہ نظروں میں سما جائیں مگر ——— پڑگئے آنکھوں پہ پردے ہوئی غفلت مانع
دو قدم گھر ہی مرا کیا تھا جو پھر آنہ سکے ——— پاؤں کی مہندی ہوئی تھی کہ نزاکت مانع
تیری آنکھوں میں حیا آگئی کیونکر شب وصل ——— آج شوخی ہوئی مانع نہ شرارت مانع
دل بیتاب نہ پہلو میں ٹھہرتا اب تک ——— ہو مگر کوئی تمنا کوئی حسرت مانع
بنے جب وادی غربت سے کیا قصد وطن ——— سدرہ ہو گئے آہو ہوئی وحشت مانع
سحر وصل نے جب لی مرے کاشانے کی راہ ——— وہیں روکا ہوئی بڑھکر شب فرقت مانع
سبب منع فغان ضبط سے پوچھا جو کبھی ——— ضبط بولا کہ ہے تاخیر قیامت مانع
اے جلال آتش دوزخ میں جلانیکو گناہ ——— لے چلے تھے ہوئی اللہ کی رحمت مانع

ابدوس بیقرار ہو گیا کہا ملکہ صرصر تمنے دل کو بیقرار کر دیا خانۂ دل کو دولت غم و الم سے بھر دیا ارے صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ملازموں نے گلابیاں لاکر رکھنا شروع کیں خواجہ شراب میں بیہوشی ملاتے جاتے ہیں گلابیاں شراب کی رکھی ہیں کشتیاں کباب کی آتی جاتی ہیں خواجہ سب کو اپنے قاعدے سے درست کر رہے ہیں قضائے کار صرصر شمشیر زن اصلی پھرتی پھراتی اطراف آئی پوچھا لشکر میں کیا خوشی ہے ساحروں نے کہا ملکہ آپ کے آنے سے خوشی ہوئی ہے بڑا تعجب ہے کہ ایک صرصر اندر اور ایک باہر صرصر سمجھ گئی کہ میری صورت پر کوئی عیار آیا ہے چلکر اسکا رنگ متغیر ابدوس مسند پر خوش بیٹھا ہے دیوث بھائی ابدوس کا جمال صرصر دیکھکر عاشق ہوا ہے قریب بیٹھا ہے کبھی زانو پر ہاتھ رکھ دیا کبھی کہتا ہے اے ملکہ صرصر تمہارے گانے نے دل کو بیقرار کر دیا آپ یہیں تشریف رکھیے میں الگ بارگاہ استادہ کرا دوں خواجہ سمجھ گئے کہ یہ مجھپر مائل ہے خواجہ بھی گھل مل کے اس سے باتیں کر رہے ہیں کہ صرصر اصلی نے پردہ اٹھا کر دیکھا کہ عمرو اپنا رنگ جما رہا ہے پکار اٹھی اے ابدوس لینا یہ ساربان زادہ ہے اس شراب کو کوئی نہ پیے برائے رہائی باغبان و گلچین آیا ہے ابدوس نے کہا لینا عمرو نے دیکھا در بارگاہ سے صرصر آتی ہے ابدوس نے جو کہا لینا عمرو نے دیوث کو خنجر مارا اسکا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے میں خواجہ نے

گلیم اوڑھ لی جست کرکے بھاگے لینا لینا کا غل ہوا دیوث کے مرنے کا ایسا اندھیرا ہوا کہ خواجہ
اور کئی جادوگرون کو مار کر نکل گئے ابدوس گھبرا گیا صرصر نے خواجہ کا پیچھا کیا برق فرنگی
بیرون لشکر کھڑا تھا صرصر کو جو دیکھا مسافر کی شکل بنکر دوڑا قریب صرصر کے پہونچکر حلقے کمند کے مارے
صرصر نے چاہا پلٹون برق نے حباب مار کر بیہوش کیا ایک نخل سے صرصر کی مشکین باندھ دین
کہا استانی اب تم یہان ٹھہرو صرصر کی بیتابی و بیقراری برق نے سامنے صرصر کے رنگ و روغن
عیاری کا توبڑے سے نکالا صورت صرصر کی بن رہا ہی پوچھتا جاتا ہی کہ کیون استانی کوئی
فرق تو نہین ہی جو نقص ہو بتا دیجیے صرصر جھلا کر جواب دیتی ہی میری بلا پوش جانے برق
ہاتھ باندھتا ہی کہتا ہی استانی خفا نہو جیے برق دم بھر مین صورت صرصر کی بنکر تیار ہوا
صرصر سے رخصت ہو کر چلا صرصر نے کئی مرتبہ کہا او بدنصیب مجھے تو کھولدے برق نے کہا
استانی تم اسی لائق ہو اب برق ٹہلتا ہوا چلا صرصر بحسرت دیکھکر رہگئی برق کو راستے مین
ایک مسافر ملا برق نے بڑھ کر اسے بیہوش کیا ایک گٹھری حلق مین مسافر کی ٹھونس دیا
عمرو کی صورت بنا کر پشتارہ پشت پر لادا طرف لشکر ابدوس کے چلا جب خیال ابدوس
کو اپنی معشوقہ کا آتا ہی باغبان و گلچین کو دیکھتا ہی اور جھلاتا ہی چاہتا ہی تلوار پکڑ کر جا پڑون
مصاحب سمجھا رہے ہین کہ حضور عیارون سے جان بچے تو بڑی بات ہی عمرو صرصر کی شکل بنکر آیا کون
پہچان سکتا تھا صرصر نے آکر رنگ بنایا ورنہ وہ سب کو قتل کرکے نکل جاتا صرصر تعاقب مین
گئی ہی یقین ہے ہی کہ آگے ابدوس نے کہا یارو میرے دل پر عجب رنگ گذر رہا ہی یاد نے

ملکہ سمن بنت یاسمن کی مارا النظم

گیا دل مفت ہاتھون سے مجھے رہ رہ کے یہ غم ہی — غضب کا ماجرا ہی اور قیامت کا یہ ماتم ہی
چمن کا رنگ ہی بڑھکر جو رنگ باغ رضوان سے — بتا دے باغبان یہ آج کس گلرو کا مقدم ہی
مرا گریہ غم فرقت مین طوفان خیز ہی ایسا — سمندر سامنے جسکے بقدر اشک شبنم ہی
تماشاے در فردوس کیا ہو مجھکو اے زاہد — در دولت ترے یار کیا فردوس سے کم ہی
تعجب کچھ نہین اسکا جو بیجانون مین جان آئی — تری ٹھوکر نہین ہی معجز عیسی مریم ہی
خدا جانے کہ آفت آئیگی کس کس پہ اے رعنا — اسے غیرون نے بھڑکایا ہی ظالم گل سے برہم ہی

صاحب کتے ہین حضور شہنشاہ فرما گئے ہین کہ خداوند لقا زندہ کردینگے یہ باتین تھین کہ زنگ کی
آواز آئی صیون نے دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن عمرو کا پشتارہ لیے ہوئے آتی ہین وہین سے پکارتی
ہوئی اے شہنشاہ مین نے بڑی مشقت سے اس ساربان زادے کو گرفتار کیا ابدوس خوش ہوگیا
کہا اس ظالم نے میرے بھائی کو بھی مارا برق نے پشتارہ سامنے ڈالدیا ابدوس چھلانگ کر اُٹھا
ایک تیغہ مارا کہ سر کٹ کے الگ ہوگیا باغبان نے جو یہ معرکہ دیکھا روح قالب مین تھرائی کہ ہائے
خواجہ عمرو یون مارے گئے گلچین بھی رو رہی ہی ابدوس مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی کہتا ہی مین نے
عمرو ایسے عیار کو مارا اب برق حیران ہی کہ کیونکر رنگ جماؤن شراب کا ذکر ہو چکا ہی اب کیا تدبیر
کرون ابدوس سے کہا اے شہنشاہ اب باغبان گلچین کو بھی قتل کیجیے مگر جسطرح عمرو کو قتل کیا
اسطرح انکو قتل کیجیے اگر آپ کی خوشی ہو عیش و جشن ہو اس ہنگامے مین انکو قتل کیا جائے یہ سنکر
ابدوس نے کہا جو تمھاری خوشی برق نے جھپٹ کر گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا کہا حضور عمرو
کا توگانا آپ نے سنا مجھسے تو ذرا ایک غزل سنیے جام میرے ہاتھ مین ہی آپ بگوش ہوش یہ
غزل سماعت فرمائیے

غزل

شکوہ یہ پیر مغان تجھسے ہی میخواروں کو — آنے دیتا نہ میخانے مین ہشیاروں کو
غیرت عشق نے کانٹون مین گھسیٹا مجھکو — لینگے غیر گلی سے جو ترے یاروں کو
ناامید اہل خرابات نہین رحمت سے — بخشدیگا وہ کریم اپنے گنہگاروں کو
تجھکو غیروں سے ہی صحبت جو شب و روز تو خیر — پیار کر لینگے کہین ہم بھی طرحداروں کو
نخل قامت ہی زنخ پھل ہی تو گیسو شاخین — منھ کو غنچہ کہین اور گل ترے رخساروں کو
دھیان مین رخ کے نظر رکھتے ہین ہر سو گھر — یاد دندان مین گنا کرتے ہین ہم تاروں کو
گھر ترا گلشن فردوس ہی اے رشک چمن — حور و غلمان کہین کیونکر نہ پرستاروں کو
کیجیے صیاد کی بیدردی کا شکوہ کس سے — موسم گل ہی مین بے پر کیا پرداروں کو
قصد دل لیکے وہ ہو جائین نہ کیون بے پروا — کبر مفلس سے ہوا کرتا ہی زرداروں کو
قصد اس یوسف ثانی کا ہی اب جانب مصر — دو خبر یوسف کنعان کے خریداروں کو
ابرو آنچل مین دوپٹے کے چھپاتا ہی بجا — ترک کیا میان مین رکھتے نہین تلواروں کو

سدرہ ہوتا ہی دربان جو در جانان پر	چھاند جاتا ہمین آسمان ہی دیوارون کو
قم باذنی مرے حق مین ہی صداے جان بخش	سنکے جی اٹھتا ہون پازیب کی جھنکارون کو
شب فرقت مین کسی رشک قمر کی رعنا	شام سے تا سحر گنتے رہے تارون کو

اس رنگ مین برق نے یہ غزل گائی کہ ابدوس تعریفین کرنے لگا گلچین و باغبان سامنے مین اسی جوش مین برق نے ابدوس کو جام دیا یہ بھی خوشی مین پی گیا اب تو برق نے دور باندھا کہا سب صاحبون کو جب خوب نشہ ہو تب باغبان و گلچین پر تلوارین پڑین شراب سب پی رہے ہین برق نے دیکھا ابدوس تو پی چکا بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی برق نے دو پتلے اٹھا کر فوج مین بھیجے باہر بھی شراب چلنے لگی صحبت مین بھی سب پی رہے ہین تھوڑے عرصے مین برق نے سب کو شراب پہونچائی پکار کر آواز دی اب باغبان و گلچین پر تلوارین چلین پہلے آپ نیمچہ لیکر دوڑا کہا اول باغبان کو مین قتل کرون گلچین کا بھی سر کاٹون باغبان پہچان گیا تھا کہ یہ برق فرنگی ہی نیمچہ چمکا کر برق نے کہا اے باغبان سر جھکا کر بیٹھو مین تمکو قتل کرون مگر خواجہ عمرو جو بھیس بدلے جنگل مین دور سے دیکھا کہ صرصر نخل سے بندھی ہوئی ہی سمجھ گئے کہ یہ کام برق کا ہی جی مین کہتے ہین کہ یہ بڑا تیز ہو گیا ہی ہم بھاگ کر نکل گئے اسکی عیاری بن پڑی یہ سوچکر طرف لشکر ابدوس کے چلے لشکر مین آکے دیکھا ہنگامہ ہو رہا ہی سب نے شراب پی ہی غلیچ رہے ہین گا رہے ہین کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی منھ کے بھل گرتا ہی بعض رابط و ضابط سر جھکائے ہوے جاتے ہین تھوڑی دور جاکر لڑکھڑائے منھ کے بھل گرے اپنی پرچھائین کو دیکھکر پکار رہے ہین مین نے حریف کو مارا لشکر مین عجب ہنگامہ برپا ہی خواجہ سمجھے کہ برق کا ڈھنگ جمگیا سب شراب پی چکے بارگاہ مین اپنا کام کر رہا ہوگا چلکر تماشا دیکھین خواجہ جھپٹے ہوے شرابیون کے بیچ سے نکلتے ہوے دربارگاہ پر پہونچے چوبدارون کو دیکھا بیہوش پڑے ہین خواجہ اندر آئے دیکھا برق نے باغبان کی زبان سے سوزن کو نکالا باغبان نے اٹھتے اٹھتے گلچین کی زبان سے سوزن نکال لی زن و شوہر تڑپ کر اٹھے برق نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی تصنیف مصنف

مرا نام ہی برق خنجر گزار	کہ استاد ہین خواجہ نامدار	تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون	کرون سیکڑون کوس کی راہ طے	ارسطوے علم شاگرد ہی

در جگر پر میرا پھیرا رہا — تڑپ سے مری چرخ پھرا رہا
بزیر قدم غرب و شرق ہے — پھیلا ہوا ہوں میں نام بھی برق ہے

جیسے ہی عمرو نے برق کا نعرہ سنا خواجہ نے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو زنبیلی مہتر مہتران
اڑاتا ہوں کفار کے میں دھوئیں
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر زنبیلی نامدار

مری نسل سے ملک پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کنوئیں میں
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا

امیر حمزہ رب شیر پروردگار — میری فتح و نصرت کی تدبیر ہے
کہ ان سا ہمارا جہانگیر ہے

خواجہ بھی لوٹنے لگے ابدوس و ہل زبان ابدوس سب پڑے ہیں برق نے جھپٹ کر ابدوس کے خنجر مار دیا ابدوس کا سر کٹ کر الگ ہوا اندھیرا ہو گیا برق نے اندھیرے میں تاج ابدوس کا لے لیا سمجھا کہ اگر استاد دیکھینگے تو چھین لینگے اسی اندھیرے میں بھاگا خواجہ لوٹ بھی رہے ہیں اور قتل بھی کرتے جاتے ہیں باغبان و گلچین نے سحر کر کے ہزاروں کو جلا دیا جیسے پھونک دیے تھوڑی ہی دیر میں سب کا خاتمہ ہوا باغبان نے خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا لشکر بہت دور ہے آپ میرے ساتھ چلیے گا خواجہ نے جو تاج ابدوس کا نہیں پایا بڑا غصہ ہو فرماتے ہیں اے باغبان برق کا پاجی پن تم نے دیکھا تاج ابدوس کا لیکر بھاگ گیا باغبان نے کہا جانے دیجیے خواجہ نے کہا جانے کیونکر دوں آپ ہی لوگوں کی باتوں نے ان لونڈوں کو دلیر کیا ہے اسکی بھی یہ حقیقت تھی کہ تاج لیکر بھاگ جائے باغبان نے ایک تخت سحر کیا باغبان گلچین اسپر سوار ہوئے خواجہ کو بھی زبردستی تخت پر بٹھا لیا باغبان و گلچین تخت کو اڑاتے ہوئے روانہ ہوئے مگر لشکر اسلام میں یہ ہو گذرا کہ ملکہ حیرت بیٹھی تھیں کہ ہرکاروں نے آکر عرض کی ملکہ شاہین بلند پرواز آتی ہیں ملکہ حیرت نے کہا شاہین تو ساحرہ بڑی مغرور ہے وہ کیونکر آئی ہرکاروں نے عرض کی شہنشاہ کا نامہ پہونچا تھا اقلیم حیرت افزا سے کوچ کر کے آئی ہے حیرت نے یاقوت و زمرد کو برائے استقبال روانہ کیا ملکہ شاہین بڑے زور و شور سے آکر پہونچیں بڑی حسین و جمیل ساحرہ ہے آتے ہی ملکہ حیرت کو سلام کیا حیرت نے پہلو سے تخت میں کرسی دی شاہین آگے بیٹھی کہا میں نے بڑی خبر سنی خراب سنی ہیں ملکہ حیرت نے

سب حال بیان کیا شاہین نے سنکر کف افسوس ملے کہا حضور جو بہار نے سحر کیے وہ تو خیر سامری
جمشید نے سحر کو یہی تاثیر دی ہے عیارون کی عیاری کیسی کہ غیر ساحر نے ساحرون کو مارا یہ میرے
ذہن مین نہین آتا ملکہ حیرت نے زانو پہ ہاتھ مار کر کہا اے شاہین ساحرون کے رد سحر کی تدبیر ہوجاتی
ہے عیارون کی عیاری نہین رکتی اب آئی ہو حال معلوم ہوگا شاہین بہت جھلائی بارگاہ سے
ملکہ حیرت کی اُٹھی اپنی بارگاہ مین آکر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ملکہ مہرخ کو ہوئی زانو پر ہاتھ مار کر کہا
خواجہ رعد و برق و چالاک کا پتہ نہین بیان لڑائی درپیش ہے نہین معلوم باغبان و گلچین پر
کیا گذری مگر حکم دیا کہ طبل جنگی بجایا جائے شاہین اُٹھکر باہر آئی اپنی بارگاہ کے گرد حصار سحر کیا
بیرون لشکر آکر اہل اسلام کے لشکر پہ ماش کے دانے پھینکے لشکر اسلام پر بھی حصار کیا کہ کوئی لشکر
سے نہ نکل سکے رات بھر تیاری رہی صبح کو جو اہل اسلام اُٹھے چاہا واسطے رفع حاجت کے جائین
دیکھا گرد لشکر ایک نشان سنہرا پڑا ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین
کوئی بیرون لشکر نہین جا سکتا لشکر مین غل ہوا یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچی کہ گرد لشکر حصار سحر ہے
کوئی باہر نہین جا سکتا ملکہ بہار اُٹھ کر آئین چاہا کہ حصار کو دفع کرون شاہین لشکر لیکر میدان
مین پہونچی ملکہ مہرخ نے خبر سُنی کہ شاہین فوج لیکر آگئی طاؤس اپنا مضطر کر رہی ہے مبارز طلبی ہے
ملکہ مہرخ اُسی وقت تخت پر سوار ہوئین سردارون کو ساتھ لے لیا مبارز بھی پلٹ پڑین باہر
نہین جا سکتین اُسی حصار کے اندر سب کا لشکر ہے باہر کوئی نہین آسکتا ملکہ بہار نے چاہا مین
حصار کو دفع کرون کہ شاہین نے بڑھکر چار گولے اسیطرف مارے حصارون کے مقام سے دھوان
پیدا ہوا تمام لشکر مین وہ دھوان پھیل گیا جون جون شاہین سحر کرتی ہے دھوان بڑھتا جاتا
ہے ملکہ بہار و رعد و برق تڑپ تڑپ کر چاہتے ہین کہ دھوئین سے نکلین مگر ممکن نہین ہوتا جب
قریب دھوئین کے پہونچے دھوان آنکھ مین لگا نابینا ہو کر زمین پر گرے اسی طرح کئی سو سردار
نابینا ہو چکے ہین سب سے پہلے ملکہ بہار کہ یہ بلند ہو کر گلین کئی گلدستے دھوئین پر مارے گلدستے
پھٹے جلکر گرے ایک گلدستہ جو بہار نے مارا دھوان متفرق ہو کر قریب آیا آنکھون مین لگا نابینا
ہو کر زمین پر آئین ہر چند اپنے کو بچایا لیکن نہ بچ سکین ملکہ ہلال سحر افگن مہرخ و دغیرہ نے
بھی بڑے بڑے زور مارے مگر دھوان شکست نہوا یہ بھی دونون سردار نابینا ہو کر زمین پر آرہے

نابینا ہوکر غل مچارہے ہین اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر سحر کررہے ہین مگر سحر تاثیر نہین کرتا کئی
سردار اسی طرح نابینا ہوے جانسوز وضرغام درہ کوہ مین کھڑے ہوے یہ سب معاملہ دیکھ
رہے ہین کہ شاہین کھڑی ہوئی سحر کررہی ہی اور پکار کر کہتی ہی کہ مینے سنا تھا لی مہار کا سحر نکلے
چھوا تا ہی مگر ہکو نکلے نہ چھوائے عجائب وغرائب سحر نہ دکھائے ملکہ مہار آنکھون کو بند کیے کھڑی ہین
کنیزین گرد گھیرے ہوے ہین جسقدر زیور پھولون کا پہنے ہوے تھین سب مرجھا گیا گجرے توڑ کے
پھینکدیے جانسوز وضرغام نے آپسمین صلاح کی کہ بھائی بڑی بدنامی کی بات ہی چالاک
وبرق واستاد لشکر مین نہین کہین افسوس ہی کہ عیاری مٹو جانسوز نے کہا مین ابھی جاتا ہون
اگر بنتا ہی تو اسکی مشکین باندھ کر لاتا ہون بڑی قیامت کا سحر ہی تمام لشکر پریشان ہورہا ہی دشمن
نے سارے لشکر کو گھیر لیا ہی جانسوز نے صورت بدلی ایک جادوگر کی شکل بنکر چلا شاہین مہمل ہی
ہی سحر کی بوچھار کر دی چاہتی ہی سب لشکر کو ایک حال مین کر دون ایک گولہ سحر کا پھینکا وہ گولہ جاکر
پھٹا ایک دھوان اٹھا ہوائی نزار آدمی اسکی آواز ہیبت ناک سے کر و گونگے ہوگئے اسی طرح کئی گولے
پھینکے وہ جاکر پھٹے کوئی گونگا بہرا ہوگیا کوئی نابینا ہوگیا کوئی لڑکھڑا کر گرا اور ایک طرف سے آواز آئی
اے ملکہ عالم کیا کہنا مین جانتا تھا جبدن شاہین آئیگی تمام لشکر مٹا دیگی شاہین نے پلٹکر دیکھا ایک
جادوگر سلنگین لگاتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ بڑا سا ہاتھ مین قریب آکر سلام کیا کہا اے ملکہ شاہین کیا
کہنا شہنشاہ ہوشربا باغ سیب مین تمہاری تعریفین کررہے ہین مجھکو بھیجا ہی کہ یہ نامہ ملکہ عالم کو
دینا جو منظور تھا اسی کاغذ مین لکھ دیا ہی شاہین نے نامہ ہاتھ مین لیا زمین شق ہوئی ایک طائر پیدا
ہوا اڑکر گرد سر شاہین چرخ مارا جلکر زمین پر گرا ہڈیان بھی جل گئین خاک مین ملگیا طائر کا نکلکر
جلنا شاہین نے چاہا تھا کاغذ کھولون طائر یہ سونکہ گذر البیٹ کر آواز دی او نا عیار جادو رہو
یہ کہتے ہی ایک شعلہ بدن مین جانسوز کے لپٹ گیا کھینچکر سرحد لشکر مین پہونچا دیا جانسوز نے اپنے
کو دیکھا رنگ و روغن عیاری کا دور ہوگیا بصورت اصلی نابینا قریب تخت ملکہ مہرخ لوٹ رہا ہون
حیران حیران نام باغبان قدرت لیکر پکار رہا ہی کسی ساحر نے جواب دیا کہ اے جانسوز باغبان
کہان ہین باغبان کے گرفتار ہوتے ہی باغ اسلام پر خزان آئی ضرغام نے جو دیکھا کہ جانسوز
گرفتار ہوا ایک کنیز کی شکل بنکر ضرغام بھی چلا سامنے آکر شاہین کو سلام کیا کہا اے ملکہ عالم

آپ کا سحر بے نظیر ہے ایک سحر مین سب کو پھنسا لیا مجھکو ملکہ ماہیان زرد پوش نے بھیجا ہے کہ کان
مین عرض کرونگی شاہین نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کر پھینکدی کہا اسکو اُٹھا لا جیسے ہی ضرغام نے
انگوٹھی اُٹھائی انگشت دستگیری نہ کی ایک شعلہ بھڑک کر لپٹ گیا رنگ و روغن عیاری کا جلا صورت
اصلی ظاہر ہوئی شاہین نے اشارہ کیا اے شعلۂ سحر اس عیار کو بھی مجمع عام مین پہونچا دے ایک زنجیر
کمر مین لپٹی کھینچا ضرغام کو اسی مجمع مین ڈالدیا جانسوز و ضرغام ایک ہی مقام پر دونون پڑے تڑپ
رہے ہین کئی ہزار اہل اسلام اسی حال پر ملال مین نابینا سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش بیتاب
و بیقرار ہوکر پکار رہے ہین اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار ہمکو اس آفت ناگہانی سے بچالے
عجب بلا مین مبتلا ہین

نظم

ناتوانان را تو می بخشی توان
سرنگون در سجدہ ات گردن کشان
مہر و مہ حلقہ بگوش بندگی
کی رقم گردد بکلک دو زبان
حامی ام ہستی بوقت بیکسی
ہر زمان اندر عیان و در نہان

خفتہ جانان را دہی آرام جان
گاہ از لطف بشر پیدا کنی
تابع فرمان ہمہ دوران
مشکلم حل کن تو اے پروردگار
وقت تنہائی محافظ پاسبان
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

خاکبوس درگہت شاہنشہان
گاہ از قطرہ کنی دریا روان
حالت سوز دل این خستہ حال
چون توئی عقدہ کشای بندگان
در زمانہ واقف حالم توئی
بر کمال فضل تو امیدوار

ہر طرف سے صدائین آتی ہین یا رب یا مستغیثاہ اس آفت سے بچالے شاہین نے سحر کی بوچھار کر دی
دھوئین کا زور بڑھتا جاتا ہے چنگاریان دھوئین سے نکل رہی ہین اہل اسلام کی فریاد شاہین
کی بیداد حیرت تعریفین کر رہی ہے کہ اے شاہین کیا کہنا کیا مضبوط سحر کیا ہے شاہین نے کہا ان
عیارون کا حال آپ نے دیکھا حیرت نے کہا اے شاہین کیا کہون وہ ظالم نہین ہے کہ جسکی عیاری
کرامات ہے مگر سامری و جمشید تمکو بچائین حقیقت مین کمال کیا ہمارے سبھی کو مبتلاے سحر کیا شاہین
جھک جھک کر سلام کر رہی ہے مصنف عرض کرتا ہے کہ شام تک شاہین نے سحر کو مضبوط کیا ملکہ حیرت
سے بڑھ کر عرض کی اب دو روز یہ مسلمان تڑپین بحیر تکلین تیسرے دن آکے ان سب کو قتل کر دونگی شاہین نے
سحر کو خوب زور دے دیا ہے اب اسمین سے کوئی نہ نکل سکیگا حیرت نے تخت سے اُتر کر شاہین کو گلے سے
لگا لیا کہا تو تحفہ بڑا کمال کیا اب یہ دو دن خیر و عافیت سے گذرین شہنشاہ کو حضور و مبارک کا خیال ہے

مین چاہتی ہون دونون قتل ہو جائین ان دونون کی ذات سے مجھے بڑے رنج و ملال پہونچے
نوبت نقارہ سے بجاتی ہوئی شاہین کو حیرت لیے ہوے پلٹی واسطے شاہین کے الگ بارگاہ استاد
کرادی شاہین نے اپنی بارگاہ کے گرد حصار سحر کیا اور داخل بارگاہ ہوگئی خوشیان ہونے لگین میان
اہل اسلام مبتلاے آفت سارے لشکر مین دھوان چھایا ہوا ہی اہل لشکر گر رہے ہین جو نابینا ہونے سے
بچے ہین وہ اب نابینا ہو رہے ہین دعائین کر رہے ہین دو راتین اسی ہنگامے مین گذرین بوقت سحر حیرت
سے شاہین نے کہا بیجا ہو ملکۂ عالم میدان کارزار مین آئیے تماشاے قتل مسلمانان دیکھیے سب کے
پہلے مخمور و بہار کو قتل کرونگی مجھے تو آپ کی ذات سے واسطہ ہی شہنشاہ نے مجھسے یہی کہا تھا کہ جاکر
کل مسلمانون کو قتل کر دو ہی مین نے کیا یہ سنکر حیرت نے لباس فاخرہ پہنا تاج مرصع سر پر رکھکر
تخت پر سوار ہوئی سب سردار تخت کو گھیرے ہوے مصور و صورت نگار ساتھ یاقوت زمرد
آگے آگے اہتمام سواری کرتی ہوئی شاہین بلند پرواز سب سے آگے بڑھی ہوئی اپنے گھمنڈ مین
پھولی ہوئی کہتی ہی ملکۂ عالم لونڈی نے آج خاتمہ کردیا ننی سال لڑائی مین گذرے کنیز اب تک
خبر نہ کی مین حاضر ہوتی یہ تکلیف نہونے پاتی ملکہ حیرت نے کہا وقت پر موقوف ہی تمھارے ملک
کے قریب کے کئی ساحر آئے جو آیا مارا گیا مگر اب مسلمانون کا وقت بربادی آگیا شاہین کہتی ہی ذرا
ملاحظہ تو فرمائیے اب مین اس دھوئین مین دروازہ پیدا کردونگی آپ کے ملازم جاکر سب کو قتل کرینگے
اس سحر مین یہ کمال ہی کہ دشمن پر تاثیر کرے دوست سے تعرض نہو یہ کہتی ہوئی میدان کارزار مین آکر
پہونچی نیسان جادو اسکی وزیرزادی سامنے حاضر تھی شاہین نے کہا اے نیسان جاؤ بارہ
ہزار جادوگریان ساتھ لو دھوئین مین دروازہ پیدا کروان سب اندھون کو گرفتار کرکے لاؤ ملکہ حیرت
کو تماشا دکھاؤ نیسان نے بارہ ہزار جادوگرنیون کو ساتھ لیا چاہتی ہی کہ جاکر دھوئین مین دروازہ
پیدا کرون گولہ دیا ہوا شاہین کا ہاتھ مین اسم سحر پڑھتی ہوئی چلی لیکن باغبان و گلچین و
خواجہ عمرو ساتھ ہین لشکر عدو کو تباہ کرکے آتے ہین باغبان کو بڑی جلدی ہی کہ جلد اپنے
گوشہ مین پہونچاؤن لیکن چونکہ خواجہ ساتھ ہین باغبان کو منظور ہی کہ بحفاظت انکو پہونچاؤن رات
جہان ہوتی ہی فوراً پہاڑ پر اتر پڑتے ہین خواجہ آرام فرماتے ہین باغبان و گلچین جاگ کے
بسر کرتے ہین جس صبح کو یہان یہ آفت بپا ہوئی کہ شاہین برائے قتل مسلمانان آئی ہی اس شب کو

خواجہ نے ایک کوہ پر آرام کیا ہی باغبان و گلچین جاگ رہے ہین دیکھا خواجہ سوتے سوتے چیخ اُٹھے باغبان نے ہاتھ پکڑ کر کہا کیون شہنشاہ اوج عیاری خیر تو ہی خواجہ گھبرا کر اُٹھے کہا ای باغبان وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا اس خواب کو جھوٹ کرے مین نے کل لشکر کو مصیبت مین مبتلا دیکھا مہیار و مخمور بھی مبتلاے آفت ہین تمام سردار نابینا ہوگئے ہین ملکہ مہرخ کا تخت زمین پر رکھا ہی ہاتھون سے ٹٹول رہی ہین مالک ملک کے پروردگار کو پکارتی ہین سارے لشکر کا یہی حال ہی سب کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی باغبان نے کہا خواجہ مین نے بھی شام سے ایسے ایسے خواب پریشان دیکھے گلچین نے کہا جب میری آنکھ بند ہوئی سب کو نابینا پایا لشکر مین عجب آفت برپا ہی خواجہ نے کہا باغبان اسی وقت چلو یہ رویا ے صادقہ ہی باغبان نے اُسی وقت تخت تیار کیا سوار ہوکر چلے بڑے زور و شور سے باغبان سحر کر رہا ہی تخت مثل ہوا کے جاتا ہی ایک کوہ فلک شکوہ کے برابر پہونچے تھے کہ کان مین آواز گانے کی آئی کوئی ڈیرہ بجا کر نئے طور سے اس غزل کو گا رہا ہی سازبھی بج رہے ہین

نظم

یا خدا اُنکو میان سے جاگے نیند آئی نہو
ایک شب کے جاگنے والے کی رسوائی نہو

غیرنے اُنکو کہین یہ بات سمجھائی نہو
آپ کے اسوقت وان جانے سے رسوائی نہو

بہر تسکین مجھکو مضطر دیکھکر بولے تو یہ
وہ محبت چاہیے جسمین کہ رسوائی نہو

وعدہ آنے کا وہ کرتے ہین بھی لو اس شرط سے
کہتے ہین اقرار یہ کر لو کہ تنہائی نہو

سینے مین گھٹ گھٹ کے مرجائے دل اپنا پسند
میری مونس گر شب فرقت کی تنہائی نہو

کہتے ہین وہ خواب مین آیا ہون ایسی رات کو
جسمین تو بھی خوش ہو اور میری بھی رسوائی نہو

ہو اسے اک صاحب عصمت تصور سے غرض
کسطرح پردہ نشین آنکھ نسے بینائی نہو

کچھ سمجھائی دے جسمین نام اُسکا ہی شباب
آنکھ وہ ہی آنکھ ہی جسمین کہ بینائی نہو

تیرہ بختی سے مری شبخون کا ہی خوف سے
شام فرقت کسطرح گھبرائی گھبرائی نہو

ضبط پردہ پوش راز عشق ہی کیا کرے
درد کے آنے کی دل مین جب خبر پائی نہو

جو اوا سے بے تعلق اُس جوانی کے نثار
اُسپہ صدقے جان تک جو آنکھ شیدائی نہو

چاہتے ہین وہ ہی ایسی کسی تدبیر سے
دل کا دل ملجائے رسوائی کی رسوائی نہو

خواجہ حیران ہوئے کہ کون گا رہا ہے باغبان سُنتے ہو خاص کوئی میری نقل کر رہا ہے سب تعریفین
کر رہے ہیں سارنگیں کس لطف سے طبلہ بج رہا ہے باغبان نے کہا پہاڑ بہت بلند ہے ہزار ہا شعلہ
جھاڑ رہا ہے باغبان نے تخت بلند کیا برسرِ کوہ آکر پہونچے دیکھا خواجہ نے ہمارا دوست صادق
محب دلی شعلہ خوار آتش خوار ایک تاج مکلل بجواہر سر پر بھاری لباس الماس دوز پہنے ہوئے
نَے ہاتھ میں جھوم جھوم کے غزلیں گا رہا ہے ساز رکھے ہیں سارنگیاں بج رہی ہیں طبلے کی گمک آسمان
پر پہونچتی ہے مجیرے بھی بج رہے ہیں خواجہ نے پکار کر آواز دی بھائی شعلہ خوار مزاج تو اچھا ہے خواجہ
کو شیطان بچے نے دیکھا کھڑا ہو گیا کہا استاد آپ کے جلسہ جما ہوا ہے اور یہ بھی پکار کر آواز دی ارے
بھائیو اپنے کو ظاہر کرو ہمارے شہنشاہ آگئے اپنی صورت دکھاؤ میں انھیں کا غلام ہوں انکے
گانے کی نقل کر رہا تھا اب اصل کو سنو شعلہ خوار نے جو پکار کر کہا ہزار ہا شعلہ جو گرد تھا ایک بطور سے
زمین پر آکر چھپ گیا اب جو عمرو نے دیکھا ہزار ہا طفل ظاہر ہوا ایک ایک لنگوٹی باندھے ہوئے
خاندان بالکل ننگے سر منڈے ہوئے ایک ایک چٹیا لمبی سب کے سروں پر جس سے شعلہ ہائے
آتش چھوٹتے ہوئے پیرا باندھ کر سب نے خواجہ کو سلام کیا ہر چند کہ باغبان ساحر زبردست ہے مگر
ان سب کو دیکھکر ہوش اڑ گئے مثل بید کانپ رہا ہے وہ سب شیطان بچے خواجہ کے گرد پھر رہے ہیں
کوئی ہاتھ چومتا ہے کوئی قدموں کو بوسہ دیتا ہے کوئی بلائیں لیتا ہے شعلہ خوار نے کہا خواجہ کچھ گائیے
میں آپ کے گانے کی نقل کر رہا تھا سب خوش تھے اب آپ کا گانا سنکر محظوظ ہونگے عمرو نے کہا ای
شعلہ خوار میں عجب مصیبت میں ہوں عمرو نے سب حال اپنا باغبان کے قید ہونے کا سامنے
شعلہ خوار کے بیان کیا کہا آج میں نے خواب پریشان دیکھا ہے شعلہ خوار نے کہا میں ابھی خبر منگائے
دیتا ہوں او شہنشاہ اوج عیاری یہ سب لشکر آپ کے ساتھ چلیگا ایک کی طرف دیکھا کہا کہ جا کر
خبر لاؤ اب وہی جنگ بہت خوب کہکر روانہ ہوا شعلہ خوار نے نَے خواجہ کے ہاتھ میں دی کہا حضور اب
گائیے سارا لشکر آپ کے گانے کا مشتاق ہے ہر چند کہ خواجہ عمرو بہت پریشان ہو رہے ہیں مگر یہ بھی
خیال ہے کہ یہ سب جو میرے ساتھ چلینگے لشکر حیرت پر بڑی آفت آئیگی سب کے بیچ میں آکر بیٹھے
نہایت تکلف سے یہ اشعار سامنے شعلہ خوار کے گائے

نظم

ہر دم یہ دعا مانگتے ہیں اپنے خدا سے	احمد بچائے شب فرقت کی بلا سے

بیمار محبت ہون بچونگا نہ دوا سے
چارہ نہین اب مجھکو کسی طرح قضا سے

اُلجھی سحر وصل جو اُس زلف رسا سے
کیا کیا نہوا دست و گریبان مین صبا سے

چلمن جو اُٹھائی بھی تو کس شرم و حیا سے
دکھلا دیا جلوہ مجھے سو ناز و ادا سے

لاتا ہو بلا راہرو دن پر یہ دو راہا
اُلجھے دل دشمن بھی نہ گیسوے دوتا سے

بگڑے ہوے تیور ہین خدا خیر کرے آج
ہو جیسے مجھے وہ نظر آتے ہین خفا سے

وصلت کا ہمین شکر نہ فرقت کی شکایت
ہمدم ہین ترے کام ہو تسلیم و رضا سے

چھنے فلک اور بعد فنا ارض نے پیسا
دو دن بھی تو مہلت نہ ملی ارض و سما سے

اللہ ری یہ گمرہی شرط محبت
بگڑا جو وہ بت مجھسے تو بگڑا مین خدا سے

گر رم غزال شوق سے ہوا مہ بت طناز
پامال ہون عشاق کے دل تیری بلا سے

اُس شوخ کی آنکھون پہ لشکر کیون نہون عاشق
مشتاق چلے آتے ہین آہو بھی ختا سے

جب حشر مین محبوب نے دکھلایا ہی جلوہ
کیا رشک نظام آیا ہو محشر مین خدا سے

سب شیطان بچے چپ بیٹھے ہین گانے پر خواجہ کے جھوم رہے ہین بعضے چیختے ہین غل مچاتے ہین بعضے خوش ہوکر ناچنے لگتے ہین شعلے بدن سے نکل رہے ہین بعض بلند ہوے بڑے بڑے شعلے ہوگئے پھر اُڑتے ہوے زمین پر آئے وجد کرنے ہین تالیان بجاتے ہین کبھی خود بھی کچھ گاتے ہین آوازین ہین ناک سے دھوان کان سے شعلے نکل رہے ہین جب منھ کھول دیتے ہین تمام جسم شعلۂ آتش بنجاتا ہو وہ شیطان بچہ جو واسطے خبر کے گیا تھا دوڑا ہوا آیا خواجہ کے گرد پھر اکہا آپ ہمارے افسر کے مالک ہین قدمبوسی ضروری ہو جو خواب آپ نے بیان کیا وہ سب حقیقت مین سچ ہو شاہین ایک ساحرہ آئی ہو زمین شبانہ روز گذرے کہ سب اہل اسلام وصعوبین مین گرفتار ہین شور و فریاد بلند ہر کس و ناکس درد مند تمام لشکر نابینا ہوگیا ایک ساحرہ نسیان نامے بارہ ہزار جادوگرون کو لیکر علی ہو کہ سب کو جاکر قتل کرے یہ سُنکر خواجہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے شعلہ خوار نے کہا اُستاد آپ کیون گھبراتے ہین شاہین کو چیر پھاڑ کر پھینک دونگا یہ غلام آپ کے دو ہزار ہین دس لاکھ پر غالب آئینگے ایک جاکر تخت حیرت اُلٹ دیگا ہمکو کوئی نہ دیکھیگا ہم سب کو دیکھیگے ایسے حیرت کو ایسا پریشان کرینگے کہ وہ سب سحر کرنا بھول جائے اے خواجہ عمرو اگر افراسیاب آگیا

اُسکا تاج اُتار کر آپکو دیدونگا حیرت کا دوپٹہ اُتار لونگا بی یاقوت و زمرد پر طمانچے پڑینگے ایک تو
غزل اور سنا دیجیے عمرو نے کہا ورنہ جنگ نہ آغاز ہو جائے شعلہ خوار قدمون سے لپٹ گیا خواجہ
نے خاطر سے شعلہ خوار کی چند شعر عاشقانہ اس زور و شور سے گائے کہ سب شیطان بچے چیخین مار مار کر
رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حقیقت مین خواجہ علم موسیقی کے آپ بادشاہ ہین آسمان عیاری
کے ماہ ہین آپکے گانے نے ہم سب کو بیقرار کر دیا کبھی ایسا گانا نہ سُنا تھا دو ہزار شیطان بچے اُچھل
رہے ہین کود رہے ہین کوئی خواجہ عمرو کے ہاتھ چومتا ہے کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہے خواجہ نے کہا
اے شعلہ خوار اب جلد چلو ایسا نہو شاہین جا پڑے تو مجھکو بڑی شرمندگی ہوگی شعلہ خوار نے کہا آپ
چلیے مین حاضر ہوا خواجہ و باغبان و گلچین تخت پر سوار ہو کے چلے کوہ سے چند قدم بڑھے تھے صدائین
ہیبتناک کان مین آنے لگین ہزار شعلہ پہاڑ سے چمکا خواجہ دیکھتے ہوے بڑھ گئے باغبان سے
کہا تخت کو جلد بڑھاؤ اے باغبان مجھے شگون کا اعتبار نہین آتا باغبان نے کہا اگر یہ فوج
آ پڑی لشکر حیرت مین تہلکہ پڑ جائیگا حیرت کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا باتین کرتے ہوے خواجہ و گلچین باغبان
چلے باغبان بڑے زور و شور سے تخت اُڑائے ہوے لیے جاتا ہے میان نیسان بارہ ہزار
جادوگرون کو لیکر اُس مقام پر آئی کہ جہان دھوئین نے تمام لشکر مہرخ کو گھیرا ہے اندر سے آہ آہ کی
صدا آ رہی ہے شاہین بلند پرواز تین لاکھ جادوگرون کا لشکر لیے ہوے کھڑی ہے اس امید پر کہ نیسان
جا کر دروازہ پیدا کرے سرداران مسلمانان قتل ہونے لگین تو مین بھی جا پڑون سرداران نامی کو گرفتار
کرلاؤن ملکہ حیرت تخت پر سوار خوب بناؤ کیے ہوے مع لشکر تماشا دیکھ رہی ہے کہ نیسان جادو
نے بڑھ کر گولہ مارا قصر دود مین در پیدا ہوا شاہین بلند پرواز بھی لشکر لیکر بڑھی منظور ہوا کہ ملکہ
بہار و مخمور کو پکڑ لاؤن سامنے حیرت کے لاکے قتل کرون حیرت بھی بلبلا رہی ہے ہر مرتبہ پکارتی
ہے اے شاہین بلند پرواز جلدی کرو ایسا نہو کوئی انکا مددگار آ جائے بعد انکے خاتمے کے صاحبان
طلسم نور افشان سے مقابلہ پڑیگا کوکب بھی آکے لڑیگا بران نے بڑے بڑے کمال کیے
دریاے خون روان مثال پل پر یزدان کو توڑا آخر کو عشاق سبزہ رنگ نے سحر سے مارا
پھر وہ بھی مارا گیا بی بران اچھی ہوئین ابھی تھوڑے دن ہوے شہنشاہ کے غصے مین آکے گنبد قہر
سامری گرایا ساربان زادے نے اُسکو بھی فتح کیا شاہین بلند پرواز نے کہا حضور مین سب کے

بچھ لونگی مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتی ہون کوکب کی کیا حقیقت ہی بران کو بھی قتل کرونگی سب تیرے
دیکھے بھالے ہین یہ کہتی ہوئی شاہین بڑھی ملکہ حیرت نے بھی لشکر کو بڑھایا اب سب اسی فکر مین
ہین کہ مسلمانون کو جلکر لوٹ لین اور شاہین بلند پرواز اس فکر مین ہی کہ مہار و مخمور کو جا کر گرفتار
کرلون نیسان نے گولہ مارا قصر دود مین دروازہ پیدا ہوا نیسان نے چاہا کہ اندر قصر دود کے قدم
رکھون کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او نیسان کہان جاتی ہی خبردار آگے نہ بڑھنا منم باغبان
خواجہ تو تخت سے کود کر الگ ہوے باغبان و گلچین سینہ سپر کرکے لڑنے لگے نیسان نے رنگ
برساوی چاہا باغبان کو مبتلاے سحر کرون باغبان نے گیند پھولون کا مارا کہ نیسان کا سر اڑگیا
اسکے ساتھ والون نے چاہا ملازمان مہرخ کو قتل کرین گلچین بڑھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کئی
ہزار جادوگرون کو مارا شاہین بلند پرواز نے جو یہ معرکہ دیکھا کل لشکر کو لیکر جا پڑی حیرت جادو
نے بھی اپنے لشکر کو بڑھایا جمیل جادو برابر تخت حیرت کے کھڑی تھی حیرت نے اُس سے کہا
جا کر مہار کا سر کاٹ لے باغبان و گلچین لشکر مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین کہ جمیل جادو
تڑپ کر قریب مہار کے آئی چاہا کہ مین پنجہ دیکر لے اڑون باغبان نے جو دور سے دیکھا گھبرا گیا کئی
گولے پھینکے لیکن تا جمیل جادو نہ پہونچے لاکھون جادوگر باغبان کو گھیرے ہوے ہین نکلنا
مشکل ہوگیا چلا کر آواز دی اے گلچین مہار کا خاتمہ ہوتا ہی اگر مہار نہین تو باغبان و گلچین کو پھر
کون پوچھیگا گلچین نے چاہا مجمع سے نکلون جادوگرون نے نہ نکلنے دیا باغبان و گلچین کو بڑی کد
یہ ہی کہ کوئی ملازم مہرخ قتل نہو لاکھون مین جا کر گھر گئے جیسے ہی جمیل نے ملکہ مہار کی کمر مین پنجہ
دیا اور قصد کیا کہ لے اڑون کہ پہلو سے آواز آئی منم شعلہ خوار آتش خوار جمیل کیون قضا آئی ہی
جمیل گھبرا گئی پلٹ کے دیکھا ایک شعلہ بھڑکتا ہوا آتا ہی اسنے ملکہ مہار کو چھوڑ دیا جھپٹ کر ایک گولہ
مارا شعلے کے اندر سے ایک ہاتھ کالا کالا پیدا ہوا گولے پر چٹکی ماردی گولہ پھٹکر زمین پر آ رہا اتنی ملازم
شاہین بلند پرواز کے جنے جمیل حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ تھا نہ کوئی سحر تھا نہ کوئی شعبدہ تھا یہ کیا
بات تھی پھر طرف مہار کے پلٹی کہ شعلہ قریب آیا جمیل کا ہاتھ کسی نے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ جمیل کا
سر اڑ گیا جمیل مرکر زمین پر گری وہی شعلہ گرد مہار کے آ کے پھرا منھ پر ہاتھ بھی پھیر دیا مہار کی
آنکھین کھلین اب مہار نے دیکھا کہ ہزار ہا لڑکے ننگے لشکر شاہین بلند پرواز مین دوڑتے

دوڑتے پھر رہے ہین کسی کو طمانچہ مار دیا اُسکا سر اُڑ گیا کسی کو پکڑ کے چیر ڈالا کسی کے سامنے جا کے
منھ کھول دیا شعلۂ آتش نے ساحر کو جلا دیا حیرت نے جو تخت پر سے دیکھا کہ گرد مسلمانون کے شعلہ
آتش پھر رہے ہین کسی ساحر کو قریب نہین آنے دیتے حیران ہو گئی کہ یہ کیا معرکہ ہے غرض کو بھڑک کے
نعرہ کیا منم حیرت جادو اے مسلمانون کہان جاتے ہو مین آ پہونچی اب میرے ہاتھ سے نہ بچوگے
حیرت جادو نے چاہا تخت بڑھاؤن ایک شعلۂ کلان بھڑک کر زیر تخت آیا اُسنے تخت حیرت
اُلٹ دیا ملازم دوڑ پڑے کنیزون نے ملکہ حیرت کو سنبھالا ملکہ حیرت حیران کہ یہ کیا سحر تھا کچھ
ذہن مین نہ آیا کہ یہ شعلۂ آتش کون چمکتا ہے کنیزون نے پھر تخت کو درست کیا ملکہ حیرت پھر تخت پر
سوار ہوئین اپنے نام کا نعرہ کیا جیسے ہی تخت پر سوار ہوئین ایک شعلے نے پھر تخت کو گرا دیا کئی مرتبہ
ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ تخت پر سوار ہون جب تخت پر سوار ہوئین ایک شعلے نے تخت کو اُلٹ دیا
آخر تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا حیرت ناچار ہو کر پیدل چلی ہر جادوگر کے سر پر ایک شعلہ چمکا اُسکو جلا دیا
ایک شعلے نے دو دو ہزار جادوگرون کو مارا شعلۂ کلان افسرون پر جا کر گرتا ہے مصور کو ایک شعلے
نے آکے ڈھکیل دیا اوپر سے صورت نگار کو گرا دیا دونون زن و شوہر لپٹے ہوئے پڑے ہین
اُٹھتے ہین تو اُٹھ نہین سکتے جب اُٹھتے ہین شعلۂ آتش پھر گرا دیتا ہے مصور و صورت نگار دھر لڑکھڑا کے
پھر گر پڑتے ہین مانی و بہزاد بھی تلے اوپر گر رہے ہین ہزارہا سردار نامی و گرامی زمین مین پڑے
لوٹ رہے ہین شعلۂ آتش سب کے سرون پر چمک رہے ہین ایک طرف سے نعرۂ خواجہ عمرو کی
صدا بلند ہے لوٹتے پھرتے ہین زندون کی کمر ٹٹول رہے ہین مُردون کے لباس اُتار لیے ایک شعلۂ
کلان طرف شاہین کے چلا ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او شاہین کہان جاتی ہے شاہین
نے پلٹ کر دیکھا ایک شعلۂ کلان میری جانب آتا ہے چاہا کہ بھاگون اپنی جان بچاؤن ایک شعلۂ
خرد نے شاہین کو ڈھکیل دیا اوپر سے ایک کنیز کو گرا دیا شاہین اُٹھ نہین سکتی جب اُٹھتی ہے لڑکھڑا کے
گر پڑتی ہے شعلۂ کلان قریب پہونچا شاہین کی دونون ٹانگین پکڑ کر چیر کر پھینک دیا شاہین کے
مرتے ہی اندھیرا ہو گیا ابر لختہ لختہ ہوا ٹوٹ کر زمین پر گرا کچھ روئی کے گالے سے کٹ کر زمین پر اُڑتے
پھرتے ہین مرنے سے شاہین کے سب سردار بینا ہوئے سب کو از حد غصہ تھا مہارخ نے گلدستہ جانی محمود
نے دانہ یاقوت احمر کا مارا ہلال چپک چپک کر گرنے لگی مہرخ ہوئے کاکل کشا نے بال کھول دیے

رعد و برق تڑپ تڑپ کر گرنے لگے برق لامع بھی آڑی ترچھی گر رہی ہے ساحران حیرت عجب دیکھتے ہیں کہ کسی سردار نے پھر گولہ اُٹھایا اُسنے جھولی سے ترنج نکالا چاہا کھینچ مارون کہ ایک شعلۂ خورشید پیدا ہوا ہاتھ پر تھپکی ماری اُسکے ہاتھ سے ترنج گرا ملازم مہرخ نے گولہ مارا اُس ساحر کا سر پھٹ گیا دھوان جو لخت لخت ہوا ملکہ بہار نے حیرت سے کہا ہوا کہان جاتی ہو حیرت نے چاہا کہ سحر کرون ایک شعلۂ آتش نے حیرت کو گرا دیا کنیزون نے آکر سنبھالا اب کئی کنیزین صف باندھ کر کھڑی ہوئین بہار نے گلدستہ مارا وہ گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوا سے سرد چلی درختون نے اُن سب پر سایہ ڈالا بلبلا کے پکارا اُٹھین ای ملکۂ عالم ہماری جان پر بنی ہوئی ہے ہم تو آپ کے عاشق ہین ہم کو اپنی خدمت مین قبول کیجیے نظم

پاس رسوائی جانان دل ناشاد رہے
بے صدا مثل اثر نالہ و فریاد رہے

وان بھی ہر لحظہ جو بیداد مین ایجاد رہے
یان بھی ہر دم نئے انداز کی فریاد رہے

ای قضا تاب کجا طاقت فریاد رہے
ہم رہین دہر مین اب یا دل ناشاد رہے

راز دل منہ سے نکل جائے جو بیتابی مین
اپنے دامن مین چھپائے ہوے فریاد رہے

چند اشکون کا جو محتاج پس مرگ بھی ہو
ایسے بیکس کی نہ کیون لاش بھی برباد رہے

ساتھ اُسکے رہے یہ جان حزین مثل خیال
ننگی شمشیر لیے ہاتھ مین جلاد رہے

خون آنکھون سے اُبل جائے جو فصل گل مین
پھر نہ آزار جوش جنون حاجت فصاد رہے

مر دے جاگ اُٹھین صدا صور کی ہو نالہ یہین
دامن حشر دلا دامن فریاد رہے

دی وہ تصویر مصور نے جسے کھینچا تھا
آپ ہر رنگ مین جلا دے کے جلاد رہے

عالم فکر و مسرت مین سدا مثل ہوا
قید سے قید ہم آزاد کے آزاد رہے

دل بیتاب کو گر برق فنا چاک کرے
ذرے ذرے مین کی چمک نکلے تری یاد رہے

تحسین کرنے لگے تمام سے جاتے ہی تیر
واہ کیا خوب لگے اُنکے تحسین یاد رہے

ہزار ہا کنیزین غزلین گاتی پھرتی ہین کوئی سر ٹکراتی ہے کوئی غل مچاتی ہے اسیطرح ہزارون جادوگر بھی مرے حیرت عجب آفت مین ہے کہ جب سحر کرنے بڑھتی ہے ایک شعلہ دھکیل دیتا ہے حیرت جھاڑ پونچھ کر پھر اُٹھتی ہے ایک شعلۂ آتش قریب آیا جھولی شانے سے حیرت کے اُتار کر پھینکدی اور کان حیرت کا

توڑ دیا کہا اری جاتی نہین ورنہ پکڑ کر لیجاؤنگا کوہ مین لیجا کر ڈالدونگا پڑے پڑے سڑ جائیگی
یہ صدا سنکر حیرت پیچھے ہٹی جب پیچھے ہٹتی ہو خبر و عافیت ہو جب آگے بڑہی وہی صلیب پر جھولی ندا
لباس پارہ پارہ کنیزین عرض کرتی ہین واری فوج مسلمانان کا باوہ ہولی ہمارا سحر کرلی ہوئی آہاتی
ہین انکو بڑھا دیجیے ایک سحر ایسا کیجیے کہ انکا گلدستہ جلے حیرت نے کہا مین خاک سحر کرون جب سحر کرنے کا
ارادہ کرتی ہون کوئی نہ کوئی ڈھکیل دیتا ہے تمام لباس پارہ پارہ جھولی پاک ندہی کا ہے
سے سحر کرون آخر کو حیرت بھاگی یہ جنگ شیطان کیحون کی بہت طولانی تھی حقیر نے اسکو کم کرکے
لکھا کہ ناظرین ملول نہون حیرت و مصور صورت نگار پر یہی آفت رہی کہ وہ میان بی بی
تنکا اوپر گرتے ہین حیرت صد ہا مرتبہ زمین مین گری یاقوت کو کسی نے زمرد پر پھینک مارا مگر کوئی
گرانے والا معلوم نہین ہوتا جب ملازمان حیرت لیند دھڑکا ہونے لگے اور صد ہا کے سر پھٹے
ہاتھ منہ ٹوٹے سب سرداران اہل اسلام سحر کر رہے ہین ملازمان حیرت سحر نہین کرسکے سحر کرنے
چلے اور منہ کے بھل گرے شعلۂ آتش نے جلادیا یا انکا مین پکڑ کر چیر ڈالا ایسے کیسے سحر حیرت نے کیے
مگر کچھ نہ ہوسکا آخر کار شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش ہوئی طبل امان بجوا کر لڑائی سرداران
اسلام تو رک گئے مگر شعلے بھڑکتے ہوے چلے آتے ہین بارگاہون کو شعلہ ہاے آتش نے جلادیا
اسباب لٹنے لگا حیرت حیران ہی کہ سرداران اسلام تو رک گئے لیکن یہ شعلۂ آتش نہین رکتے
آخر حیرت پڑاو پر سے بھی بھاگی دیکھا بارگاہین جل رہی ہین خزانہ لٹ گیا اسباب بھی جابجا کا لٹا
حیرت نے پلٹ کے دیکھا شعلۂ آتش ساتھ چلے آتے ہین آخر حیرت جادو گھبرا کر چیخ اٹھی کہ اے
ہمارے مددگار مرگئے کوئی نہین مددگار باقی نہین رہا ایک پتلۂ فولادی پیدا ہوا اسنے حیرت
کی کمر مین پیچ دیا اور اڑا دو پتلے فولادی مصور صورت نگار کو اٹھا لیگئے انکا لشکر سے نکلنا
تمام لشکر سر پر پاؤن رکھکے بھاگا کوئی درۂ کوہ مین جا کر چھپا کوئی شخص دامن صحرا کو مشکل مین جادہ
بانکر چلا گیا کوئی آبرو کے خوف سے دریا مین گرا کسی کو پناہ پانی مشکل ہوئی چاہتا تھا بچین کہ دشمن
ہین اگر جان دی ہزارون یون مرے یہان افراسیاب جادو اپنے مقام پر باغ سیب
مین بیٹھا ہے صحبت راگ و رنگ آراستہ ہے گانا ہو رہا ہے کہ پتلہ فولادی حیرت کو لیے ہوئے پہنچا
دو پتلے مصور صورت نگار کو لائے افراسیاب نے دیکھا حیرت کا لباس پھٹا ہوا

چہرہ گرد آلود رنگ رو متغیر متردد و متحیر مصور و صورت نگار کا عجب نقشہ ہے زن و شوہر کے سر سے خون ٹپک رہا ہے میاں مصور آہ آہ کر رہے ہیں صورت نگار کہتی ہے خداوند تجھکو غارت کریں نگوڑا جب گرا میرے ہی اوپر گرا میری ہڈیاں ٹوٹ گئیں مصور ہاتھ باندھ کر کہتا ہے بی بی کیا میں آپ سے گرا کوئی مجھکو گرا دیتا تھا کمبخت نے پہلے تو دھکیلا پھر مجھکو دھکا مار دیا میں مجبور و ناچار تھا مجھکو معاف کرو صورت نگار نے ایک طمانچہ مارا افراسیاب یہ کہکر اٹھا کہ قدرت کی بہو یہ کیا کرتی ہو ایسے غریب شوہر کے ساتھ یہ بدعت یہ کہکر مصور کو الگ کیا صورت نگار کا ہاتھ پکڑ لیا حیرت سے پوچھا صاحب یہ کیا معرکہ گذرا حیرت چیخیں مار مار کر رونے لگی کہا اے شہنشاہ کیا بیان کروں آج مجھپر وہ مصیبت گذری کہ جسکا حد و پایان نہیں یہ کہکر حیرت نے سب حال بیان کیا نیسان کا مارا جانا ہاتھ سے باغبان کے پھر سے شعلہ ہائے آتش کا چمکنا شاہین کا مارے جانا اپنا تخت سے گرنا مسلمانوں کا بینا ہونا تمام خرابیاں حیرت نے بیان کیں اور یہ بھی کہا کہ جب میں نے سحر کا قصد کیا کوئی گرا دیتا تھا شعلے بھڑک رہے تھے میں نہ سمجھی کہ کیا شعبدہ تھا اب دیکھیں تقدیر کیا دکھائے اسقدر حیرت نے بیقرار ہو کر یہ معاملہ بیان کیا کہ افراسیاب یہ حال مصیبت مآل سن کر دنگ ہو گیا فوراً کتاب سامری اٹھائی عرصہ دراز تک کتاب کو دیکھا کیا زانو پر ہاتھ مارا گھبرا کر کھڑا ہو گیا پھر بیٹھا کہا اے حیرت میں بادشاہ طلسم ہوشربا ہوں کوئی شے دنیا کی ایسی نہیں کہ جسکو میں نہیں جانتا بڑا خلل پڑا یہ فوج شیطان بچے کی تھی اب میں قبر سامری پر خود جاؤنگا فوج شیاطین جمع کرکے شیطان بچے اور فوج شیطان بچے کو پکڑ لونگا یہ کہکر افراسیاب اٹھا کہا صاحب اب تم مقابلے میں مسلمانوں کے جاؤ میں جاتا ہوں تسخیر کرکے فوج شیاطین کو لاتا ہوں اگر شعلہ غوار کو نہ گرفتار کرونگا تو بڑی خرابیاں درپیش ہونگی ما بدولت سب علوم سے آگاہ ہیں یہ کہکر افراسیاب نے چاہا کہ روانہ ہوں اسوقت نامہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے لفافہ آیا یہ مضمون تھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد بھیج افراسیاب نے جھلا کر طرف باغ کے دیکھا غنچہ چٹکا ایک شعلہ بھڑکا سب نے دیکھا ایک ساحر سامنے افراسیاب کے آیا جھک کر سلام کیا کہا غلام کو کیوں طلب فرمایا افراسیاب نے کہا اے غنچہ آتشباز کوہ عقیق پر جاؤ مگر خبردار غرور نہ کرنا صدہا جادوگر اسی غرور میں مارا گیا غنچہ آتشباز نے کہا اے شہنشاہ غلام جاتے ہی سب کو گرفتار کر لیگا قدرت کو بالائے قیطول پہونچاؤنگا افراسیاب نے کہا اے غنچہ آتشباز

اگر تمنے یہ کام کیا تو خداوند ہمکو مشیر قدرت قرار دینگے غنچۂ آتشباز نے آواز دی پھول پتوں سے شعلۂ آتش نکلے تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ہزار جادوگر مع کل سامان لشکر حاضر ہوئے غنچۂ آتشباز اسی وقت اُن سب ساحرون کو ساتھ لیکر تخت سحر پر خود سوار ہوا طرف کوہ عقیق کے روانہ ہو گیا یہان خواجہ جب لڑائی فتح کر کے پلٹے بڑی خوشی حاصل ہوئی شعلہ خوار نے اپنے کو ظاہر کیا بیرون بارگاہ ہزار ہا شعلہ چمکے ہا ہی خواجہ نے کہا سب کو اندر بارگاہ کے بُلا لو سب اپنے کو ظاہر کرین ملکہ مہرخ وغیرہ سب مشتاق ہیں سب شعلۂ آتش اندر بارگاہ کے آئے شعلہ خوار نے ایک چینخ ماری سب ظاہر ہوئے ملکہ مہرخ وغیرہ نے دیکھا دو ہزار کالے کالے لڑکے لنگوٹیاں باندھے ہوئے چٹیان سرون پر سب کے مُنھ سے دھوئیں نکلتے ہوے ملکہ مہرخ کو سب نے سلام کیا سب سردار کانپ گئے مہرخ نے کہا خواجہ انکو رخصت کیجئے شعلہ خوار نے کہا ایک پیالہ شراب کا سب کو مرحمت ہو ملکہ مہرخ نے دو دو دلوا دیے شیطان بچوں نے بیرون بارگاہ خوب شراب پی بعد تھوڑی دیر کے خواجہ سے عرض کی غلام اب رخصت ہوتے ہیں جسوقت ضرورت ہو ہمکو طلب فرمائیے گا آج جنگ مین اگر افراسیاب آتا تو اُسکی بھی یہی حالت کرتے اُسکو بھی بجز بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑتا جسوقت طلب فرمائیے گا یہ سب حاضر ہونگے آج آپکے بادشاہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوے یہ کہکر شیطان بچے رخصت ہو کر روانہ ہوے انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا کہ دیکھیے افراسیاب ان کے ساتھ کیا کرتا ہے اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے انشاءاللہ جلد دوم میں ان شیطان بچون کی داستان بہ کیفیت تمام تحریر کرون گا یہ جلد اس مقام پر ختم کی جاتی ہے انشاءاللہ جلد ثانی مین حال کیفیت مآل ناظرین پر بخوبی واضح ہوگا اور طلسم ہفت پیکر کے بھی ناظرین والامقام مشتاق رہین جب وقت اُسکی تحریر کا آئیگا تو پڑھنے والا لطف اُٹھائیگا ۔ والسلام فقط

تمت

خاتمۃ الطبع ۔ الحمدللہ والمنۃ کہ داستان فرحت افزا جلد اوّل بقیہ طلسم ہوش رُبا مصنفہ نثار زمان منشی احمد حسین صاحب قمر جو اس سے پہلے چند مرتبہ مطبع منشی نولکشور موسوم بہ اودھ اخبار واقع لکھنؤ مین چھپی اور اب مطبع منشی نولکشور واقع کانپور میں بعلو ہمتی ذی المجد والمحاسن معلی القاب عالیجناب منشی پراگ نرائن رائے بہادر مالک مطبع دام اقبالہٗ باہتمام منشی بھگوان دیال صاحب ایجنٹ بماہ مارچ ۱۹۱۱ء بار اوّل طبع ہوا